
مولوی

وہ دُنیا بھر کا بہترین خزانہ ہے

جمیلان

نوتیون

عام جسمانی کمزوری اور طاقت مردانہ کے لئے اس قدر مفید ہے کہ کوئی دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ... قرص استعمال کریں

قیمت ...

جل جلان

خارش خشک و تر، داد، بھوڑے پھنسی، گرمی، ... چھائیں، کیل، مہاسے، سوزاک، آتشک، گنٹھیا اور ... عرق النسا، برص، اور جذام، غرض فساد خون سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں کے لئے نہایت ... ہے

قیمت ۱۵ قرص بارہ آنے

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب سرپرست ہندوستانی دواخانہ دہلی کا

وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام ہوچکا ہے

+

جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل و دماغ و جگر کا کمزور ہوجانا، ہاضمہ کا بگاڑ، حافظہ کی خرابی، طبیعت کی سستی، اولاد سے محرومی، جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ مالیخولیا یا جنون یا کوئی سخت بیماری، مثلاً دق وسل وغیرہ، اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے

جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے، جس سے اب تک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اٹھایا ہے، جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہوجاتا ہے، رفتہ رفتہ دل و دماغ کی کمزوری اور اعضا کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے، قبض پیدا نہیں ہوتا، بھوک خوب لگتی ہے، غذا اچھی طرح ہضم ہوتی ہے، اور زرد چہرے پر سرخی جھلکنے لگتی ہے

125062

5.9.95

جریان کی دواؤں میں

جمیلان سب سے بہتر ثابت ہوئی ہے +

ترکیب استعمال

دو قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی، تیل، گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز

قیمت

فی شیشی ۳۲ گولیاں

چار روپے آٹھ آنے
للعہ

طلائے عجیب

... لوگوں کے ... جوانی اپنی ... خراب کر چکے ہیں۔ اور غلط کاریوں نے انہیں ... کا نہیں رکھا ہے۔ طلائے عجیب نئی زندگی بخشتا ہے، عضو کی کجی، لاغری اور کمزوری و کوتاہی دور ہوجاتی ہے اور رگوں سے مادہ فاسد خارج ہو کر از سر نو طاقت حاصل ہوتی ہے

قیمت فی شیشی ۲ ماشہ
چار روپے للعہ

طلائے زود اثر

یہ طلا ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں سستی اور جوش کی کمی پائی جاتی ہے اس کے استعمال سے پہلی رات میں اثر ظاہر ہوتا ہے مسلسل استعمال سے کمزوری، سستی، رگ اور پٹھوں کی خرابیاں دور ہوجاتی ہیں، نہایت مفید چیز ہے

قیمت فی شیشی ایک ماشہ
بارہ آنے
۱۲

حب ممسک مشکی

یہ گولیاں وقت پریشانی سے بچالیتی ہیں، سرعت کی بالکل دور ہوجاتی ہے، تمام مضر صحت نشہ کی چیزوں سے پاک ہیں، انکی بدولت ان لوگوں نے جو اپنی کمزوری کی وجہ سے آمادہ خودکشی تھے وقت پر حسب دلخواہ کامیابی حاصل کی ہے، قیمت شیشی ۲۰ گولی ایک روپیہ
عمر

قرص عجیب

آجتک دنیا میں کثرت احتلام کی اس سے بہتر دوا ایجاد نہیں ہوئی، عرصہ دراز کی شکایت چند خوراکوں میں جاتی رہتی ہے، رقت و سرعت بھی رفع کرتی ہے ایسی مکمل دوا ہے کہ سو فیصدی کامیاب ہوتی ہے

قیمت شیشی ۱۲ قرص بارہ آنے

ملنے کا پتہ

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

صفر سنہ ۱۳۵۰ھ کے پرچے کا انتظار نہ فرمایئے آیندہ ربیع الاول میں (انشاء اللہ)

فخر الانبیاء نمبر

شائع ہوگا جو صفر اور ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ کا مجموعہ ہوگا اس لیے صفر کے مولوی کی طلبی کے لیے خط نہ روانہ کیجیے ایسے خطوط کا جواب بھی نہیں دیا جاتا۔ اس بے جوابی کے لیے آپ برہم نہ ہوں اور ابھی سے نوٹ کر لیں۔

فخر الانبیاء نمبر مولوی کا چودہواں رسول نمبر ہے۔ اور اب تک خدا کے فضل سے ہر رسول نمبر بالکل انوکھی شان سے نکلا ہے، آپ ضرور متعجب ہونگے کہ گو واقعات وہی ہیں لیکن ہر سال کا تنوع عجیب خوبیاں پیدا کر دیتا ہے

فخر الانبیاء نمبر میں تمام انبیا علیہم السلام کے فرداً فرداً حالات ہیں۔ اور ہر نبی کے حالات کے بعد اپنے رسول کریم کی افضلیت تبلائی ہے اور اس کی تفسیر ہے۔ رسول نمبر کے ساتھ ساتھ یہ قصص الانبیا نمبر بھی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو رسول نمبر

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری جس کی ضخامت ایک سو ساٹھ صفحات ہوتی ہے یہ اکیلا ہی ایک روپے کا پرچہ ہے اتنی ہی بڑی کتاب قصص الانبیا بارہ آنے میں آپ ہزاروں خرید چکے ہیں۔ اب تو غالباً آپ کو جدید خریدار فراہم کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی، کہ ایک روپیہ آنہ میں ایک روپیہ سے زیادہ کی تو دو کتابیں شہید نمبر اور فخر الانبیا نمبر ہی ہیں۔

جن بھائیوں کا چندہ شہید نمبر کیساتھ ختم ہوتا ہے اول تو ان کو خود ہی یاد ہوگا۔ اس کے علاوہ ان کو اطلاع بھی خط کے ذریعہ سے جائیگی۔ اس لیے اگر وہ اپنا چندہ فوراً بھیجدیں تو رسول نمبر کا غیر معمولی خرچ آسانی سے پورا ہو جائے یا آسانی سے بدل جائے، کیونکہ اس سالانہ نذر رسول میں ہم سب کا اشتراک ہوتا ہے

برادران وطن نے ہمارے ہی رسول نمبروں کو دیکھ کر کرشن نمبر نکالنے شروع کئے۔ اور لطف یہ ہے کہ کرشن جی کے نام لیوا سارے ہندو نہیں ہیں اور پھر ان میں مذہبیت کا ایسا دل افروز نظارہ بھی دیکھنے میں نہیں آتا جیسا کہ خدا کے فضل سے اب بھی مسلمانوں میں ہے اور مسلمانوں میں بلا استثناء ہر فرد اپنے حبیب پر سب کچھ فدا کرنے کو طیار ہو جاتا ہے، پھر بھی ہم ویسا شاندار نمبر نہیں نکال سکتے۔ اس کی وجہ صرف روپیہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ سرد مہری بھی ہے۔ اگر آپ دل سے کوشش کرکے اس کی اشاعت کرنا چاہیں تو ہر پڑھے لکھے مسلمان تک اس کو پہنچا سکتے ہیں، یقین فرمایئے کہ مولوی کے رسول نمبر سے کم ضخامت کے کرشن نمبر جن میں آدھے سے زیادہ اشتہارات ہوتے ہیں، چھ آنے میں ہزاروں نہیں لاکھوں فروخت ہو جاتے ہیں۔ اور انکی ساری لاگت اشتہاروں سے پوری ہو جاتی ہے۔

ایک ہزار رسول نمبر آپ بھی مفت تقسیم کرا دیجیے اور وہ اس طرح کہ ہم اور جن صاحب کو آپ یہ رسول نمبر بھجوانا چاہیں ان کا پورا پتہ لکھ کر ہمیں بھیجدیجیے یہاں سے ان کو پرچہ بھیجدیا جائے گا۔ اگر آپ بطور خود کسی دوسری جگہ ڈاک سے روانہ کرنا چاہیں گے تو ۲۰ صرف محصول ڈاک میں خرچ ہو جائیں گے لیکن یہ رقم پہلے سے آجانی چاہیے ممکن ہے خدا آپ کو توفیق دے اور ایک ہزار سے زائد کے لیے آپ رقم روانہ کر سکیں زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ ایک روپیہ اور چار نام بھیجدیں ورایک ہی پرچہ کسی روانہ کرنا چاہیں تو ۴ر کے ٹکٹ روانہ فرما دیں۔ رقم محرم کے مہینے میں ہی آجائے تو اسی اندازے سے اور زیادہ پرچہ چھپوا لوں

روز روز کی اپیلوں سے میں شرمندہ تھا آخر چھ ماہ سے میں نے جدید خریداروں کی فراہمی کے لیے درخواست نہ کی اس سے یہ اثر ہوا کہ آپ بالکل بھول گئے اور چھ ماہ میں خریدار دینے والوں کے صرف اتنے نام اگلے صفحہ پر درج ہیں جتنے ہر ماہ شائع ہوتے تھے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو ہر ماہ یاد دہانی کرتا رہوں۔ اگر آپ نے زیادہ توجہ نہ فرمائی۔ تو مولوی کی اشاعت بہت گھٹ جائے گی اسوقت مولوی کی اشاعت ساڑھے تین ہزار ہے، ورنہ پچھلا رسول نمبر غالباً ۲۲ ہزار چھپا تھا۔ لہٰذا اور اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں ڈیڑھ ہزار مزید خریدار بڑھا دیجیے تاکہ رسول نمبر میں فدائیان رسول کریم کے ساتھ آپ کا نام شائع ہو جائے

چار روپے میں پانچ خریدار جو بھائی اپنی محنت اشاعت کا حقیر نذرانہ لینا چاہیں وہ پانچ خریداروں سے پانچ روپے وصول کرکے چار روپے مجھے بھیجدیں اور ایک روپیہ خود لے لیں، مقصد تو یہ ہے کہ رسول نمبر کسی طرح ۲۲ ہزار چھپ جائے

اگر چھ خریداروں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو تجرید بخاری یا ہفتاد اولیا یا نماز کی سب سے بڑی کتاب یا بڑی سوانح غوث الاعظم مع محصول ڈاک بذریعہ رجسٹری آپ کی نذر ہو جائے۔ بہرحال جس طرح بھی ہو اس ماہ میں ایسی توقع دلادیں کہ میں رسول نمبر ۲۲ ہزار چھپوانا شروع کرادوں

اب ان بھائیوں سے ملیے جنہوں نے میری چیخ و پکار سے متاثر ہوئے بغیر گذشتہ چند ماہ میں خریدار فراہم کئے۔ یہ انکی خالصاً للہ سعی ہے خدا انکی محنت بارور کرے اور انکا ہر مقصد پورا ہو، ربنا تقبل منا۔ اسمار معاونین مندرجہ صفحہ آیندہ ہیں

نام خریدار بنانے والے	تعداد	خریدار بنانے والے	تعداد	خریدار بنانے والے	تعداد	خریدار بنانے والے	تعداد
جناب داجسین خاں صاحب [illegible]	۱۸	جناب اسد یار خاں صاحب امین پور	۱	جناب ایس ایم اسحاق صاحب ساگر	۲	جناب شیخ محمد صاحب [illegible]	۲
" عبدالحفیظ صاحب [illegible]	۵	" محمد یوسف صاحب میاں چنوں	۱	" شیخ قایم الدین صاحب گوجرانوالہ	۳	" حسین بھائی صاحب آصف آباد	۳
" یار محمد صاحب [illegible]	۱۱	" سردار احمد صاحب گوجرہ	۱	" ولایت علی صاحب گورداسپور	۱	" شیخ نظام الدین صاحب [illegible]	۱
" عاشق حسین صاحب بلرام پور	۶	" احمد حسین صاحب سکندرآباد	۱	" امام الدین صاحب امرتسر	۱	" سرور شاہ صاحب کوئٹہ	۲
" مظہر حسین صاحب [illegible] بدایوں	۸	" عبدالمجید صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۱	" اشفاق احمد صاحب لکھنؤ	۱	اکبر علی صاحب لکی مروت	۱
" عبدالرحیم صاحب [illegible]	۴	" شریف احمد صاحب گونڈہ	۱	" کبیر احمد صاحب بھاگلپور	۱	" میرزا کریم بیگ صاحب لاہور	۱
" فیض الدین صاحب [illegible]	۳	" مظہر علی صاحب بمبئی ۹	۲	" شیخ محمد صاحب رانی تالاب	۱	" محمد علی صاحب [illegible] گڑھ	۱
نیر الدین صاحب [illegible]	۱	" محمد یعقوب صاحب [illegible]	۱	" حاجی کمال الدین صاحب ریواڑی	۱	" شیخ محمد [illegible] صاحب سارن	۶
" امام الدین صاحب بمبئی	۱	" امانت اللہ صاحب [illegible]	۱	" سلطان احمد صاحب [illegible]	۳	" عبدالرحیم صاحب [illegible] نگر	۲
" واحد علی صاحب [illegible]	۱	" نیر اللہ خاں صاحب [illegible]	۲	" بنت حسین صاحب کلکتہ	۱	" محمد امین صاحب [illegible]	۲
" محمد حفیظ صاحب اجمیر	۱	" صمصام الدین صاحب ناندیر	۱	" مولوی عبدالباری صاحب [illegible]	۲	" عبدالرحمن صاحب بریلی	۲
" حامد علی صاحب لکھنؤ	۱	" رحمت اللہ صاحب مدراس	۲	" ایس ایم اسحاق صاحب ساگر	۲	چودھری محمد فصیح الدین صاحب بارہ بنکی	[illegible]
" غنی رضا خان صاحب مونگیر	۱	" محمد ساگر صاحب [illegible]	۲	" شیخ قایم الدین صاحب گوجرانوالہ	۳	کرامت اللہ صاحب [illegible]	۳
" محمد حنیف صاحب اجمیر	۲	" ایم مظہر علی صاحب ساگر	۲	" ولایت علی صاحب گورداسپور	۱	" بخشش خاں صاحب بمبئی	۱
" علی رضا خاں صاحب چھپارن	۱	" ملا خورشید علی صاحب [illegible]	۲	" امام الدین صاحب امرتسر	۱	" گلزار خاں صاحب اکوڑہ	۲
" صدیق احمد صاحب سیتاپور	۲	" محمد یوسف صاحب [illegible]	۲	" اشفاق احمد صاحب لکھنؤ	۱	" محمد طیب صاحب ۲۴ پرگنہ	۱
" محمد بشیر [illegible] صاحب شملہ	۱	" افتخار احمد صاحب محمود آباد	۲	" کبیر احمد صاحب بھاگلپور	۱	" خواجہ عبدالحق صاحب انبالہ	۱
" محمد علی خاں صاحب آگرہ	۱	" محمد شجاعت علی صاحب [illegible]	۳	" شیخ محمد صاحب رانی تالاب	۱	" محمد ابراہیم صاحب پٹنہ	۱
" سید حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۲	" عبدالواحد صاحب بمبئی	۱	حاجی کمال الدین صاحب ریواڑی	۱	" رائل [illegible] رانچی	[illegible]
" محمد فصیح الدین صاحب گیا	۱	" اسماعیل [illegible] صاحب بمبئی	۱	" سلطان احمد صاحب [illegible] گڑھ	۲	" عبدالکریم صاحب ناندور	۳
" حاجی آغا میرزا صاحب فیض آباد	۶	" محمد یوسف صاحب لائل پور	۲	" [illegible] دار خاں صاحب اکولہ	۲	" جعفر علی صاحب کربلیان	۱
" احمد بخش صاحب حیدرآباد	۲	" محمد حنیف صاحب کریم نگر	۲	عبدالصمد خاں صاحب قیصر گنج	۱	" غلام رسول صاحب کلکتہ	۴
" شہاب خاں صاحب حیدرآباد	۲	" عبدالکریم صاحب [illegible]	۱	عبدالقادر صاحب احمد نگر	۲	" سراج الدین صاحب دتیا	۱
" نعمان علی خان صاحب کلکتہ	۱	" لال دین صاحب گجرات	۱	" قاضی حمید الدین اندور	۱	" عبدالقادر صاحب [illegible]	۲
" جہانگیر خاں صاحب کالپی	۱	" ایم عبدالوحید خاں صاحب بنگلور	۲	" مقبول حسین صاحب گجرا	۱	" غلام محمد صاحب قرولی	۲
مہتمم کتب اسلامیہ جگدیشپور	۱	" ظہور الدین صاحب رائے بریلی	۱	" عنایت اللہ خان صاحب گورداسپور	۳	" [illegible] اللہ صاحب سیتاپور	۲
" عبداللطیف صاحب [illegible]	۱	" محمد حسین صاحب لاہور	۱	علی بن محمد صاحب حیدرآباد	۱	" قاضی محمد اعظم صاحب لکھنؤ	۱
" عبدالسلام صاحب گونڈہ	۴	" امام صاحب انچہ شریف	۲	" قابل خاں صاحب بالاگھاٹ	۱	سید محمد اشفاق صاحب [illegible]	۴
" احمد الدین صاحب لائل پور	۵	" محمد اسحاق صاحب [illegible] پور	۲	رب نواز صاحب ملتان	۱	" محمد رفیق صاحب مرادآباد	۴
" ذکاء اللہ خاں صاحب آگرہ	۱	" عبدالحلیم صاحب لکھنؤ	۱	اسماعیل شریف صاحب [illegible]	۱	" مہدی حسن صاحب [illegible] پوری	۲
" علی بخش صاحب امرتسر	۱	" محمد قاسم صاحب ساگر	۱	علی اکبر شاہ صاحب گجرات	۲	" محمد سلطان عبدالمجید جبل پور	۲
" محمد سمیع صاحب فیض آباد	۴	" نظام الدین صاحب باندی کوئی	۱	خوشی محمد صاحب فیروزپور	۱	" انوار احمد صاحب ہوڑہ	۳
" عبدالسلام صاحب [illegible]	۲	" محمد غوث صاحب اجمیر	۳	" عبدالقدوس صاحب منڈیا	۵	" برکت علی صاحب گوجرانوالہ	۵
" محمد مشتاق بیگ صاحب جے پور	۱	" غلام نبی صاحب جنگ شاہی	۱	" بشیر احمد صاحب جونپور	۱	" محمد یونس صاحب مانسہرہ	۴
" منشی مہربان علی صاحب بمبئی	۲	" دولھا خاں صاحب بجنور	۱	" فرزند علی صاحب بارہ بنکی	۱	" سی. اے. آر [illegible]	۱
" شیخ بشیر الٰہی صاحب روپڑ	۱	" عبدالقیوم صاحب احمد آباد	۲	" محمد [illegible] صاحب [illegible] نگر	۱	" فیاض حسین صاحب کرنال	۲
" نبی بخش صاحب ہوشیارپور	۲	" عبدالرحیم صاحب لاہور	۲	" منشی محمد اسحاق صاحب [illegible]	۱	" ایس ایچ رضا شاہ [illegible]	۱
" الہ بخش صاحب فرید پور	۱	" شیخ عبدالسمیع صاحب بہرائچ	۲	" ایس این حسین صاحب سارن	۲	" شیخ فرید صاحب [illegible]	۲

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

مولوی دہلی کا شہید نمبر ۱۳۴۹ھ

1930

شاہ است حسینؑ
بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ
دین پناہ است حسینؑ

سر داد نہ داد
دست در دست یزید
حقا کہ بنائے
لا الہ است حسینؑ

جلد ۲۷ بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ نمبر ۱

شہادت کبریٰ

رحلت نبوی اور قضیہ خلافت

اموی و ہاشمی معاندت اور اسلام

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں کئی پشت سے شدید عداوت چلی آ رہی تھی حضور نبی کریم نے منصۂ شہود پر رونما ہو کر اسے اس درجہ دبایا کہ عہد شیخین تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے مابین کوئی مخاصمت کبھی تھی ہی نہیں لیکن عہد عثمانی میں یہ تخم پھر بار آور ہونا شروع ہوا۔ دبے ہوئے کینے دلوں کی گہرائیوں میں پھر سرسبز ہونے لگے اور انہیں نے ایک فتنہ کی صورت اختیار کر کے فضا کو اس قدر مکدر کر دیا کہ کربلائے معلےٰ کا واقعہ رونما ہوا اور دنیائے اسلام پر وہ سانحہ گذرا جو تا قیام قیامت قلوب مسلمین کا ناسور بنا رہے گا۔

واقعہ شہادت کے اسباب و علل کتنے ہی ہوں مگر اس کی اساس و اصل اس نسلی معاندت ہی کی رہین منت ہے کہنے کو یہ ایک معمولی چیز ہے لیکن جو چنگاری عہد عثمان کے وقت روشن ہوئی تھی وہ میدان کربلا میں اپنی پوری شدتوں اور جہنم افروزیوں کے ساتھ بھڑک کر معدوم نہیں ہو گئی بلکہ جہاں اس نے جگر گوشۂ رسول اور اہلبیت اطہار کے گلہائے حیات کو پژمردہ کیا وہاں اس نے پوری سلطنت امویہ کو بھی نگل لیا سلطنت عباسیہ کو بھی بے چین رکھا اور آج تک اس کی گرمی مختلف حیثیات سے دلوں میں موجود ہے۔ اعلان نبوت علیہ تحیۃ انوار وحی کو جن ہولناک مصائب و مظالم کے سمندروں کو عبور کرنا پڑا ان میں بھی اسی معاندت نسلی کی کارفرمائی موجود تھی بالفاظ دیگر اس معاندت نسلی کے کرشمہ نے نہ صرف حضور نبی کریم کو پریشان و مبتلا کیا۔ حضرت حسین کو شہید کر دیا اہلبیت کرام پر مصائب کے پہاڑ توڑے سلطنتہائے اسلامی معرض زوال میں آئیں لاکھوں مقدس انسانوں کا خون پانی ہو کر بہا بلکہ اب تک اس کی دردزیاں کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہیں۔

اعلان نبوت کی کامیابی میں بھی بنو امیہ کو ہاشمی اقتدار کا علم لہراتا نظر آنے لگا تھا اسی لئے وہ اس روحانی تحریک کی مخالفت پوری قوت کے ساتھ کرتے رہے بدر میں، احد میں، احزاب میں ساری قیامت خیزیاں اسی کی تھیں فتح مکہ پر جا کر اموی زور بالکل ٹوٹ گیا اور پھر رشتۂ اسلام نے دونوں کو حقیقی معنوں میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہ حالت ہو گئی کہ ہاشمی و اموی کا سوال ہی اٹھ گیا اور تمام قبائل اپنے تمام اختلافات گلدستۂ طاق نسیاں بنا کر دور حاضر کی اصطلاح میں گویا ایک مشن اور ایک قوم بن گئے۔ ایک ہی مقصد کے لئے سب گرم جولاں رہے اور سب نے اعلائے اسلام کے لئے اپنے ذاتی مفاد کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔

خلافت صدیقی اور حضرت علی کا وقتی اختلاف

آفتاب نبوت کے غروب ہوتے ہی فتنہ اموی نے تو نہیں اور فتنوں نے سر اٹھانا چاہا مگر وہ پوری عجلت کیساتھ فرو کر دیئے گئے البتہ حضرت صدیق اکبر کے فوری انتخاب سے جس میں اموی اغراض کا شائبہ بھی نہ تھا ہاشمیوں کو اپنے اقتدار کے متصورہ زوال سے ضرور صدمہ بھی ہوا اور رنج اور افسوس بھی ضرور ہوا چنانچہ متعدد ہاشمی افراد نے کچھ عرصہ تک بیعت نہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی چھ ماہ تک خانہ نشین اور بیعت سے محترز رہے لیکن موخر الذکر بزرگ کا اپنا بیان ہے کہ ان کے توقف کی وجہ دوسری تھی۔ طبقات میں لکھا ہے کہ:-

"حضرت صدیق اکبرؓ نے پیغام بھیجا کہ آپ نے ابتک بیعت میں کس وجہ سے توقف

ہے کیا آپ میری امارت کو پسند نہیں کرتے۔ ارشاد فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا اور اس کام سے فراغت نہ پا لوں گا نماز کے سوا اپنی چادر اوڑھ نہ سکوں گا۔

ایک اور صورت یہ پیش آگئی کہ حضور نبی کریمؐ کا ارشاد تھا کہ انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی ان کی ہر چیز صدقہ ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؓ کو یہ حدیث پہنچی نہ تھی اور جلی حالت نہ تھی کہ اپنے حقوق سے غفلت برتیں باغی اسلام نے ہر مسلمان کو اپنے حقوق کے حصول میں سرگرم بنا دیا تھا انہوں نے اپنے حق میں باغ فدک ان کے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا حضرت ابو بکر نے انکار کر دیا اس پر وہ کبیدہ خاطر ہو گئیں اسے اپنی حق تلفی سمجھا چھ روز تک یہ حالت رہی کہ ان کے گھر میں ہاشمیوں کا اجتماع رہنے لگا اور خلافت کے خلاف چادر پر زور ہونے لگیں جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بی بی فاطمہ کی حیثیت بہت بلند اور ایک مرکز کی حیثیت کی حامل تھی۔ ہاشمیوں کو پھر سے اقتدار نکلنے کا رنج تو تھا نہ حقیقت کی تہ تک پہنچ نہ سکے جو شیخ عمل بیعت میں سب ساتھ اور شریک ہو گئے۔

حضرت فاروق اعظم نائب السلطنت کو علم ہوا تو انھیں ان اجتماعات میں بہت خطرہ نظر آیا کہ ابھی دار الخلافہ منافقین سے خالی نہ ہوا تھا اس لئے انہوں نے حضرت فاطمہ تک دراقدس پر پہنچ کر فرمایا۔

اے بنت رسول اکرمؐ نہ ہمیں ہمارے اہل و عیال اور ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو آپ کی ہر خواہش قابل تسلیم و تعمیل ہے مگر آپ خود سمجھ سکتی ہیں کہ اسلام کی منافع ہر مفاد پر مقدم ہے اگر ان اجتماعات کا سلسلہ برابر جاری رہا تو گھر میں آگ لگا دی جائیگی واقعی اس وقت حالات اتنی ہی نزاکت اختیار کر گئے تھے۔ تمام عرب میں دعیان نبوت، مرتدین اور مانعین زکوٰۃ نے ایک شور قیامت برپا کر رکھا تھا اور اسلام سخت نازک دور سے گذر رہا تھا اور ہاشمیوں کا یہ اجتماع اندرونی اختلال کا باعث بنکر شیرازہ اسلام کو آن واحد میں پراگندہ کر سکتا تھا اس لئے انتباہ کی ضرورت تھی اور شدید تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف لائے۔ حدیث پیش کی اور حضرت زہراؓ کو بالکل مطمئن کر دیا۔

بشریت ہر انسان کے ساتھ ہے اختلاف قدسیوں میں بھی ہونا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس سے خالی نہ تھے گو نفسانیت سے ضرور بری تھے حضور نبی کریم کے داماد اور بھائی کی حیثیت سے وہ خود کو خلافت کا حقدار بھی سمجھتے تھے چنانچہ حضرت زہراؓ کے وصال کے بعد امیر المؤمنین کو تنہائی میں بلا کر کہا:۔

"خدا نے آپ کو جو رتبہ عطا فرمایا ہے اس پر ہمیں حسد نہیں لیکن خلافت کے معاملہ میں ہماری حق تلفی ہوئی ہے کیونکہ قرابت نبوی کی بنا پر ہم اس میں یقیناً اپنا حصہ سمجھتے تھے" عدیم المثال خسر و بھائی فخر النبطہ رفیقہ حیات کی مفارقت دائمی نے قلب مبارک کو بری طرح مجروح کر رکھا تھا پہلے دنیا لٹ چکی تھی اس لئے جو الفاظ منہ سے نکلے درد میں ڈوبے ہوئے نکلے حسرت تھی اور اتنی حسرت کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ضبط نہ ہو سکا سنتے ہی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ

"اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان عزیز ہے میں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ رسول کریمؐ کے رشتہ داروں کو عزیز رکھتا ہوں۔ رہا رسول کریم کی متروکہ کا قضیہ تو اس میں میں نے حضورؐ کے طرز عمل سے سر مو انحراف کیا"

آج ہمارے شیعہ بھائی کچھ کہیں مگر قلب اللہ نے یہی حضرت علی کا قلب صاف

ہو گیا اور دل بھی صاف ہو گیا۔ فضیلت صدیقی کا اعتراف بھی کر لیا اور بیعت بھی کر لی اور وہ بھی اس شان کے ساتھ کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجمع عام میں ان کے متعلق عذر خواہی کی اور انہوں نے ان کے فضل و شرف کا اعتراف کیا۔

جمہور اسلام اور انتخابی اصول

یہاں حدیث قرطاس کے متعلق چند الفاظ لکھ دینے کی ضرورت ہے کہ اس کی اہمیت تاریخی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وفات سے پیشتر حضور نبی کریمؐ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک کاغذ اور قلم دو میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ جاؤں جو آئندہ تمہیں گمراہی سے بچا سکے مجمع میں حضرت فاروق اعظمؓ بھی موجود تھے انہوں نے سادگی کے ساتھ اس خیال سے کہ اس وقت مرض کا غلبہ ہے تکلیف ہوگی فرمایا کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے اور کسی تحریر کی ضرورت ہی کیا ہے۔

کچھ لوگوں کو اصرار ہوا کہ کاغذ ضرور منگانا چاہیے۔ اور کچھ کہتے تھے کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ اس پر شور جو ہوا تو حضور نے ناراض ہو کر فرمایا۔ جاؤ سب میرے پاس سے چلے جاؤ۔ رنج آمیز سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دین کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقعہ ہی پر ہو گیا تھا اور کم بیش ڈیڑھ لاکھ کے مجمع میں ہوا تھا اس کے بعد یقیناً گمراہی سے بچانے والی اور کوئی بات کہنے کو نہ رہ گئی تھی اگر یہ جا تسلیم کیا جائے جیسا کہ شیعہ بھائی تسلیم کرتے ہیں تو اس سے کلام ربانی کی تنقیص ہوتی ہے۔ اور اگر اس کے معنے یہ لئے جائیں کہ اپنے خلیفہ کے متعلق کوئی ہدایت دینی مقصود تھی جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے تو واقعات اور گذشتہ تجربات کی روشنی میں یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ حضور الہام و وحی کے سوا کوئی حکم نہ فرماتے تھے۔ بالخصوص مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کا معاملہ تو ایسا ہی تھا اس سے بھی ایک قدم بڑھ کر ہم کہتے ہیں کہ حضور نبی تھے اتنی اہم بات کی تکمیل کے بغیر آپ کا وصال ہی نہ ہو سکتا تھا آپ کو اپنے جانشین کے متعلق کوئی تحریر واقعی لکھنا ہوتی تو آپ کبھی اس طرح شور و غل سے متاثر ہو کر اسے ٹال نہ جاتے پھر آپ اس واقعہ کے بعد بھی پانچ روز اور زندہ رہتے ہیں اس وقفہ میں افاقہ بھی رہا ہو گا بھی رہا۔ بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا تھا کہ حضور بالکل اچھے ہو گئے ہیں لکھنا چاہتے تو اس دوران میں سب کچھ لکھا دیتے اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ کاغذ منگانے سے آپ کا ہرگز یہ منشا نہ تھا اور وہ جو کچھ کہا گیا تھا بیماری کے غلبہ میں کہا گیا تھا چاہتے اور خود ہی چاہتے تو دنیا کی کونسی طاقت تھی جو حضور کو اس سے روک سکتی تھی خود بنی ہاشم کا قبیلہ ہی ایک بہت بڑا اور طاقتور قبیلہ تھا اگر عام ہاشمیوں کو بھی اس کا یقین ہوتا تو تلواریں بے نیام ہو جاتیں مگر ان کی اکثریت نے بیعت کر لی اور اس لئے کر لی کہ حضورؐ نے مسلمانوں کو سب کچھ بتا دیا تھا حضرت صدیق اکبرؓ ہی کو امامت کے فرائض سپرد فرمائے تھے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ:۔

"آخری وقت میں حضور نبی کریم نے حضرت صدیقہ سے فرمایا کہ تم اپنے باپ اور بھائی کو بلا لو کہ میں ان کے نام خلافت نامہ لکھ دوں پھر خود ہی فرمایا خلافت کی چنداں ضرورت نہیں مسلمان ابو بکرؓ کے سوا کسی کو اپنا امیر نہیں بنائیں گے کہ مشیت ایزدی یہی ہے"

حیرت ہے کہ فضلائے شیعہ اب تک کیوں اسے باور کئے بیٹھے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم کے روکنے سے حضرت علی خلافت سے رہ گئے حالانکہ منصب

نی معمولی منصب نہیں، بھی چاہے اور کوئی روکنے والا یا وہ کسی کے روکنے سے
معاملہ کیونکر ممکن ہے۔ پھر خود حضرت فاروق اعظمؓ کا اس سے کونسا ذاتی
مفاد تھا وہ خود تو خلیفہ نہیں ہوئے اور جب ہوئے بھی تو فقیرانہ عنوان سے
زندگی بسر کی۔ اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین بنانے کے بجائے معاملہ مسلمانوں
کے انتخاب پر چھوڑ دیا اور اپنی خلافت کے دوران میں اپنے قبیلہ کے کسی شخص
کو کوئی عہدہ بھی نہ دیا۔

رسول اکرم ہی کا نہیں تمام خلفائے راشدینؓ کا اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی شعار عمل رہا کہ کسی نے اپنا جانشین خود نامزد نہیں کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ ضرور نامزد ہوئے مگر مسلمانوں سے مشورہ لینے کے بعد۔ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی کسی کو اپنا خلیفہ نامزد کر جاتے تو یہی بیٹے کو تو ایک بات ہوتی مگر انہوں نے بھی جو کچھ کیا عین سنت نبوی کے مطابق کیا اور معاملہ مسلمانوں ہی پر چھوڑ دیا

حضرت صدیق اکبر اور بنو ہاشم

انتخاب خلافت کے متعلق علوی خاموشی کے وجوہ

یہ صحیح ہے کہ بنو ہاشم خلافت کے آرزو مند ضرور تھے اور ہم صاف کہتے ہیں کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسینؓ کے قلوب میں بھی یہ خواہش موجود تھی جس کے متعلق آج کوئی کچھ کہے لیکن اس عہد میں مسلمانوں کے اندر دین اور دنیا کی کوئی تفریق موجود نہ تھی خلافت بہت بڑی ربانی نعمت سمجھی جاتی تھی جس کا وعدہ خود خدائے قدوس قرآن کریم میں صالحین سے کر چکا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علی کو ترغیب دی ہے کہ وہ حضور سے جا کر خلافت کے متعلق ابھی سے طے کر لیں ورنہ ہم چند روز کے بعد دوسرے کے تابع فرمان بن جائیں گے۔ اس پر حضرت علیؓ نے جو جواب دیا ہے اس سے ان کے منشائے قلبی پر تیز روشنی پڑتی ہے ارشاد فرمایا کہ :-

"خدا کی قسم ہم نے وصیت کے لئے عرض کی اور حضور نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے اس لئے میں ہرگز نہ کہوں گا" (بخاری شریف)

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم و واضح ہوتا ہے کہ آپ کے قلب میں خلافت کی آرزو تھی وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سمجھتے تھے کہ آپ سے زیادہ صاحب فضیلت بزرگ موجود ہیں جو خلافت کی پوری اہلیت رکھتے ہیں اور اندیشہ تھا کہ کہیں پوچھنے پر صاف انکار نہ کر دیں ورنہ ویسے تو کبھی نہ کبھی یہ نعمت مل جائے گی لیکن انکار پر اس کا امکان ہی ختم ہو جائے گا۔ اگر دامادی اور اخوت کی ترجیحات خلافت کے لئے کافی ہوتیں اور اسے یقینی اپنا حق سمجھتے تو آپ ضرور عرض کرتے اس لئے کہ حضور سے زیادہ انصاف پسند و محبت والا کون ہو سکتا تھا لیکن انہیں خود شبہ تھا کہ یہ چیزیں خلافت نبوی کے لئے حقیقی استحقاق پیدا نہیں کرتیں ان سے قابل بزرگ موجود ہیں جو مستجمع الصفات ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ محترز رہے۔ آپ کے سامنے یہ چیزیں تھیں کہ حضور کے پیش نظر ہمیشہ اہلیت و فضیلت رہی ہے عام مسلمانوں کے مفاد کو رشتہ داروں کے مفاد پر ہمیشہ مقدم رکھتے ہیں اپنی اکلوتی اور عزیز ترین بیٹی کے مطالبہ کنیز پر صاف فرما چکے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہیں دوں اور اصحاب صفہ بھوکے مریں۔ شیخین کرام سابق

الاسلام بھی ہیں مدبر اور منتظم بھی ہیں معمر اور بارسوخ بھی ہیں اور دور رسالت میں بڑا اعزاز رکھتے ہیں۔

پھر ان مسن معمر اور جلیل القدر بزرگوں کو چھوڑ کر ایک کم عمر نوجوان کو نامزد کر دینا بے جوڑ سی بات تھی۔ ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ لوگ حدیث قرطاس سن کر اس کا مخاطب ہاشمیوں کو سمجھ لیتے ہیں حالانکہ مخاطب تمام مسلمان تھے اور مسلمان بھی وہ مسلمان جن سے بہتر اور سچے مسلمان اب مادر گیتی تا قیام قیامت نہ پیدا کر سکے گی یہ سب حضرت علی اور خاندان نبوت کے ہرگز معاند نہیں ہو سکتے تھے دوسرے یہ ان کے تصور میں بھی یہ امر نہیں آ سکتا کہ حضرت علی کی عمر اس وقت نسبتاً بہت کم تھی اور ان سے زیادہ معمر اور عالی شان اسلام بزرگ موجود تھے جو قربانیوں اور سرفروشیوں میں بھی ان سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ تحریر لکھی بھی جاتی تو ضمنی طور پر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت علی کے حق میں ہوتی اور کسی کے حق میں نہ ہوتی۔

یہ داماد تھے تو حضرت عثمان بھی داماد تھے ایسے جن کے گھر میں دو صاحبزادیاں بیاہ کر گئی تھیں۔ یہ چچیرے بھائی تھے تو یہ ماموں تھا۔ حضرات شیخین کرام خسر بھی تھے مشیر خاص بھی تھے اور دوست بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے کاغذ طلب فرمایا تھا۔ بحث شروع ہونے پر یہ خیال کر کے کہ اس تکلف و زحمت کی ضرورت ہی کیا ہے مسلمان خود حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ منتخب کریں گے خاموش ہو گئے اور نامزدگی سے جمہوری انتخاب کو بہتر سمجھا۔ شیعہ بھائی بے غوری اور جوش محبت میں اس معاملہ کو الجھائے ہوئے ہیں ورنہ حقیقت میں معاملہ صاف ہے اور اس کے اندر کوئی بھی الجھن نہیں ہے۔

خلفائے راشدین اور حکیمانہ فرق مراتب

اہل سنت کا اس پر اجماع رہا ہے کہ حضور نبی کریم کے بعد امت میں سب سے افضل و برتر حضرت صدیق اکبر ہیں اور ان کے بعد حضرت فاروق اعظم اور عثمان غنی اور علی کرم اللہ وجہہ کا درجہ ہے۔ یہ ضرور ہے کہ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آئندہ زمانہ میں جو ناحق مخالفت ہونے والی تھی اور اس کا علم حضور کو ہو چکا تھا اس وجہ سے ان کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ پھر سبائیوں کی بکثرت موضوع احادیث کا اضافہ ہوا اور شیعوں کی سرگرمی کی بدولت ان کا پروپیگنڈا بکثرت و تواتر ہوتا رہا اور صوفیائے کرام کے بہت سے خانوادوں کا سلسلہ انہی کی ذات گرامی پر ختم ہوتا رہا اسی تسلسل کے ساتھ انہی کے فضائل جمہور مسلمین کے سامنے آتے اور روز افزوں ہوتے رہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ احادیث کا دامن خلفائے ثلاثہ کے فضائل سے خالی ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔

سب کو علم ہے کہ حضور نے حضرت علی کو "اللہ اور اس کے رسول کا محبوب" بتایا ہے۔ لیکن ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کو "خلیل رسول اللہ" فرمایا گیا اور ارشاد ہوا کہ اگر اللہ کے سوا میں کسی اور کو خلیل بنا سکتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ اگر حضرت علی کو محب مسلمین اور مسلمانوں کا مولیٰ بتایا تو حضرت صدیق اکبرؓ کو "ارحم الامتہ" فرمایا گیا۔ حضرت علی کو باب مدینۃ العلم بتایا گیا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق فرمایا کہ اللہ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا تھا وہ سب میں نے ابو بکرؓ کے سینے میں ڈال دیا گویا خود انہیں مدینۃ العلم بنا دیا۔ حضرت

فاروق اعظم نے متعلق فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث ہونے والا ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ اس قسم کے بہت سے فضائل احادیث میں مرقوم ہیں۔ سقیفہ بنو ساعدہ کے اجتماع عظیم میں حضرت فاروق اعظم نے جو انقلاب انگیز تقریر ارشاد فرمائی تھی اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور نبی کریم نے ابوبکر کو امامت کا حکم دیا تھا۔ تم میں سے کون ہے جس کا قلب یہ گوارا کر سکے کہ وہ ان پر سبقت لیجائے اور ان کو ہٹا دے جنہیں حضور نبی کریم نے خود بڑا کیا تھا۔ ہاں سے ان کو ہٹا دے۔ اس ایک ہی دلیل نے دلوں کی دنیا بدل کر رکھدی اور ہزارہا مسلمان بیعت کے لئے دوڑ پڑے۔ صرف حضرات علیؓ، زبیرؓ، خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہؓ رہ گئے تھے مگر تھوڑے دن بعد انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ اس زمانے کے مسلمان آج جیسے مسلمان نہ تھے جو محض نفسانیت سے کام لیتے

حضرت صدیق اکبرؓ بزرگ ہی تو تھے اور اسے سب جانتے تھے کہ وہ ہمیشہ دربار رسالت اور یار غار تھے۔ حضور اپنا سب سے بڑا محسن کہتے تھے جن کے دروازے کے سوا مسجد نبوی کے اندر جتنے دروازے تھے سب بند کرا دیئے تھے جس سے بڑھکر کسی کا بھی رسوخ بارگاہ نبوی میں نہ تھا۔ تمہیں مردوں میں سب سے زیادہ عزیز و محبوب رکھتے اور جن کے تدبر نے دنیا میں وہ کیا جو آج تک کسی نے نہ کیا۔ عرب کی بغاوت عام کے بھڑک اٹھنے والے شعلوں کو فرو کرنا اور چند سو سے ہزارہا باغیوں کو مغلوب کرنا اور عرب کو حقیقی معنوں میں زیر نگین اسلام لانا اور اسے قیصر و کسریٰ کے شہنشاہوں سے ٹکرا دینا آپ ہی کا کام تھا

عرب کے دولتمند ترین بزرگ تھے کہ خلافت پورے فقیرانہ عنوان سے کی اور جب تک زندہ رہے اہلبیت اطہار سے بزرگانہ برتاؤ کرتے رہے۔

یہی حالت حضرت فاروق اعظمؓ کی تھی۔ انہوں نے گدائی میں شاہی کی اور ایسی شاہی جس کی نظیر دنیا نہ پیدا کر سکی اور نہ کر سکے گی۔

شیعہ بزرگ انہیں دشمن اہلبیت کہتے ہیں لیکن ممکن نہ تھا کہ آپ کی تربیت ان کی طرف سے ذرہ برابر بھی اعتنائی کو بھی گوارا کر لیتی۔ ان پر مہربان تھے اور اتنے مہربان کہ مال غنیمت میں سے جہاں اپنے بیٹے کو پانسو درہم دیتے وہاں حضرات حسن و حسین کو ہزار ہزار درہم عطا فرماتے اور اس کے اعتراض پر فرمایا کہ بیشک تو رسول اللہ کے ساتھ جہادوں میں پیش پیش رہا لیکن جو رتبہ ان کے باپ دادا کا ہے وہ تجھے کہاں نصیب! زندگی بھر حضرت علیؓ سے مشورہ لیتے رہے اور اہل بیت اطہار سے پوری محبت کی۔ اتنے بڑے عاشق رسول کہ وصال کی غم اطلاع نے توازن دماغی درہم برہم کر کے رکھدیا اور حواس برجا نہ رہے۔ جلال و جبروت اور عدل و تدبر میں حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد آپ کے رتبہ کو کوئی نہ پہنچ سکا۔ شیخین کرام کے اس عہد مقدس میں بنو ہاشم و بنو امیہ کی نسلی مخاصمت کی چنگاریاں دبی ہی نہیں رہیں بلکہ تقریباً معدوم ہوگئیں اور بنو ہاشم کے اقتدار میں کوئی فرق نہیں رہا۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں پہلا معرکہ انتخاب

حضرت علی کی انتخابی ناکامی

حضرت فاروق اعظم نے خلافت کیلئے جن بزرگوں کو نامزد کیا تھا ان میں جہاں حضرات عثمانؓ زبیرؓ، طلحہ، سعد بن وقاصؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے جلیل القدر اور کارفرما ہستیوں کے نام تھے وہاں حضرت علی کا اسم گرامی بھی تھا کئی روز کی بحث و تمحیص کے بعد دو حریف امیدواروں میں رہ گئے تھے ایک حضرت عثمانؓ اور دوسرے حضرت علیؓ اور دونوں حضرات اپنے بعد دوسرے کو سب سے بہتر و موزوں کہتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس لئے کہ حضرت علیؓ کا اقرار غیر مبہم و صاف نہ تھا اور حضرت عثمانؓ نے پوری صفائی کے ساتھ ہر امر کا اقرار کیا تھا مؤخر الذکر کو منتخب کر دیا اور عام بیعت ہوگئی چونکہ یہ دونوں امیدوار دو نوں حریف قبائل کے امیدوار اور چشم و چراغ تھے اس لئے ایک مدت کے بعد پہلی مرتبہ پھر بنو ہاشم اور بنو امیہ کا سوال پیدا ہوگیا اور انتخاب زور شور کے ساتھ سرگرمی سے لڑا گیا۔ بلاشبہ اس پر بنو امیہ کو مسرت اور بنو ہاشم کو مایوسی ہوئی کہ دونوں طرف سے اپنے اپنے امیدوار کو منتخب کرانے کے لئے شدت کے ساتھ کوششیں کی گئی تھیں یہاں سے معاملہ الجھنا نہیں بلکہ اچھالا گیا۔ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابوسفیان پر فریب کاری و سازش کا الزام عاید کیا گیا اور شدت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مشہور کیا گیا ہے بہتان باندھا گیا ہے کہ ابوسفیانؓ نے عمرو بن العاصؓ سے تنہائی میں مل کر کہا کہ عثمانؓ بھولے اور نرم آدمی ہیں رائے تو انہی کی طرف آیا ہوں مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان کی سادگی معاملہ کی خرابی کا باعث نہ بن جائے اس پر عمرو بن العاص نے کہا کہ پرواہ نہ کیجئے میں وہ چال چلوں گا کہ سب دیکھتے رہجائیں گے چنانچہ مؤخر الذکر وہاں سے سیدھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور خود کو ان کا مخلص دوست قرار دیکر یہ پٹی پڑھا لی کہ کل اقرار کے وقت صاف صاف الفاظ میں اقرار نہ کر لینا ورنہ تمہیں وہ اور سب آرزومند خلافت سمجھکر رد کر دیں گے

دوسری طرف حضرت عثمان سے کہا کہ تم ہر بات کا صاف صاف اقرار کر لینا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی داؤ میں آکر ناکامیاب ہوئے۔

لوگوں نے بنو امیہ کی زیادتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مظلومی کو مشتہر کرنے کے لئے یہ افسانہ گھڑ تو لیا مگر یہ نہ سمجھے کہ اس طرح وہ نادانستہ حضرت علی کی عقل و فہم کو رسوا کر رہے ہیں اور اس طرح انہیں خود نااہل ثابت کر رہے ہیں علامہ ابن خلدون نے تو اس واقعہ کو غیر مستند اور موضوع سمجھکر سرے سے اپنی مشہور کتاب تاریخ میں درج ہی نہیں کیا۔ رہا ان کا اقرار صاف نہ کرنا تو جو الفاظ انہوں نے کہے وہ محض انکسار پر مبنی تھے۔ وہاں ضرورت بھی صاف اقرار کی ان کے انتخاب کے امکانات قوی ہو چکے تھے کثرت رائے ان کی طرف بھی پورے اطمینان کے ساتھ کہدیا کہ میں اپنی عقل و فہم کے مطابق حتی الامکان ضرور ایسا ہی کروں گا یہی خاکساری ان کی ناکامی کا باعث ورنہ ان کا منشا بھی کچھ اور نہ تھا۔

بہرحال اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حضرت عثمانؓ ہی کو خلافت کیلئے موزوں سمجھ چکے تھے تاہم جو کچھ ہوا وہ فتنہ ہوا جیسا متوقع طور پر ہوا بنو ہاشم اتنی بڑی امید و سعی کے اس طرح ناکام ہونے پر چڑھے اور بنو امیہ کامیابی کا میابی پر بست پھول گئے جس سے دبی ہوئی عداوتیں پھر ابھر آئیں حوصلے بہی بڑھ گئے مگر دل کی بات زبان پر نہ آسکی فوری سکون ہوگیا اور کاروبار حسب معمول چلنے لگا۔

...وقی مناصب کی اجارہ داری کا خوفناک ثمرہ

...ش یہ ہے کہ اپنی کبرسنی اور سادگی و نرمی کے باوجود حضرت عثمان غنی نے
...ی سیاست و دانائی کے ساتھ حکومت کی چھ سال تک ملک میں پورا امن
...ان بھی رہا فتوحات بھی ہوئیں اور تجارت و سلطنت میں بھی معتدبہ ترقی
...اس کے بعد ہی فساد و فتن کا ظہور ہوا جس کی اساسی وجہ تو یہ تھی کہ
...ت کی وہ فراوانی ہوئی کہ مدینہ منورہ مقصود و ایمان کا شہر بن گیا اور دنیا میں
...راوانی دولت کا نتیجہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ شخصی فوائد اجتماعی فوائد پر مرجح
...ے جانے لگے ہیں، عشرت پرستی بڑھ جاتی ہے سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتا
...ے اگر اس وقت صدیقی اور فاروقی گرفت قائم ہوتی کوئی با رعب ذو قوی دست
...سخت گیر خلیفہ ہوتا تو رعایا پر خوف مستولی رہتا۔

لیکن ادھر تو شخصی فوائد کی طرف رجحان و میلان بڑھ رہا ہے جنگوں میں ترقی
رک رہی ہے اور ادھر چشم پوشی ہے در گذر ہے عفو عام ہے نرمی ہے اسباب
بھی لے شورش و سازش کے جراثیم جا بجا پیدا کر دیئے اور اندر ہی اندر حوادث
فتن کے ریشے بڑھ کر دور دور تک پھیل گئے ویسے اور بہت سے اسباب بھی ہیں
جنھیں ہم قلت گنجائش کی بنا پر نظر انداز کر کے دو اسباب کو لیتے ہیں پہلا سبب
یہ ہوا کہ حضرت عثمان کی کبرسنی انتہائی نیک نفسی اور سادگی سے فائدہ اٹھا کر بلوائیہ
کے غرضمند و چالاک نوجوان کار عہد خلافت میں دخیل و قابو یافتہ بن گئے اور انہوں
نے من مانی کارروائیاں کرنی شروع کر دیں۔ دوسرا سبب ہوا کہ کچھ اپنی اقربا نوازی
اور کچھ انہی قابو یافتہ اموی نوجوانوں کی تحریک پر امیر المومنین نے ملک کے
بڑے بڑے اور اہم عہدے بنو امیہ کو دینے شروع کر دیئے۔ شیخین کرام نے انتہائی
تدبر و ہوشمندی سے اپنے قبائل کے افراد کو آگے نہ بڑھایا تھا۔

اب جو لوگوں نے دیکھا کہ بنو امیہ اقتدار خلافت سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں
تو ان میں بےچینی پیدا ہوئی بالخصوص بنو ہاشم کو بہت گراں گذرا۔ عہدے اور اقتدار
کہنے کو معمولی چیزیں ہیں مگر عملاً ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس
طرح آج مسلمان ہندوؤں کو ہر شعبہ نظم و نسق حکومت میں دخیل پا کر حصول
حقوق کے لئے زور و شور کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں اور انھیں ایک ہی طبقہ
ملک کا استفادہ ناگوار گذر رہا ہے اسی طرح ناگوار نوادوں کو بھی گذرا مگر بنو ہاشم
اسے برداشت نہ کر سکے اور ان کی بےچینی برابر ترقی کرتی رہی۔ بنو ہاشم نے حکومت
کے عہدوں اور اقتدار میں بنو امیہ کی اجارہ داری کے خلاف آواز ضرور اٹھائی
لیکن انہوں نے عملی اعتبار سے کوئی مستعدانہ قدم نہ اٹھایا کہ اطاعت کا پھر
قلادہ ان کی گردن میں پڑا ہوا تھا۔ بنو امیہ کی اجارہ داری کے قیام کا ایک اثر
یہ بھی ہوا کہ بہت سے قبائل کی توجہات اس طرف مبذول ہو گئیں بنو ہاشم خود
کو مناصب خلافت میں برابر کا حق سمجھتے تھے تو عام قبائل عرب قریش کے اقتدار
و تسلط کو پسند نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ فتوحات اسلام میں سب سے بڑا حصہ
تو ہے ہماری تلوار کا اور فائدہ اٹھا رہے ہیں قریش اسی طرح یہودی اور مجوسی
بھی مراعات کے آرزومند تھے ٹھیک ٹھیک وہی حالت قائم ہو چکی تھی جو
ہندوستان میں اب مسلمانوں کی ذہنیت اور نظم و نسق حکومت میں ہندو
اجارہ داری سے پیدا ہو رہی ہے مناصب حکومت میں کسی ایک قوم کے تسلط

جو نتائج پیدا ہوئے وہ اسی وقت ہی ظہور میں آئے۔

ابن سبا میدان عمل میں

حضرات شیخین کرام نے اسی نکتہ سیاست کو پیش نظر رکھکر اپنے قبائل کو مناصب سے
علیحدہ رکھا تھا پھر نہ زمانہ تقدس عام کا زمانہ تھا کسی بڑی شورش کی توقع کم تھی
مگر اس بےچینی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک نہایت فتنہ پرداز اور سازشی دماغ
کا انسان عبداللہ بن سبا میدان میں آ کودا جو اصلاً یہودی تھا اور حصول زر کے
لئے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا اس نے دار الخلافہ سے اور مصر میں جا کر سازشیں
شروع کر دیں تمام ملک میں اپنے داعی اور ایجنٹ پھیلا دیئے جنھیں ہدایات
تھیں کہ وہ متقیانہ و بزرگانہ وضع میں مختلف مقامات پر پہنچ کر پہلے اپنے ظاہری زہد و
تقدس اور دیندارانہ مواعظ سے عوام کو اپنا معتقد بنائیں پھر جا بجا جلسے کر کے جگہ جگہ
پھر وعظ میں حضرت عثمان کی اقربا نوازی ناانصافی اور بنو امیہ کے تسلط عام
کی داستانیں پورے آب و رنگ کے ساتھ پیش کریں عثمانی گورنروں اور عہدہ
داروں کو تنگ کریں اور ان کے بدنام کرنے کی ہر ممکن سعی و جہد سے کام لیں اپنے حصول
مقصد میں سہولت کے لئے خود کو محب اہل بیت بتائیں اور کہیں کہ خلافت کے
حقیقی مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی تھے۔

اس نے مذہب میں بھی رخنہ اندازی شروع کر دی حضرت علی کو وصی رسول
اکرم بتانے کے ساتھ بشمار دیگر صفات سے انہیں متصف کرنا شروع کر دیا اور
علانیہ کہا جانے لگا کہ حضرات شیخین کرام کا بھی خلافت پر غاصبانہ قبضہ تھا گو
مختلف قبائل کے مقاصد مختلف تھے مگر اس نے اپنے حیرت انگیز سازشی دماغ
سے کام لیکر سب کو اس مشترک مقصد کی تکمیل پر متفق کر دیا تھا کہ بنو امیہ و خلافت
عثمانی کا استیصال ہونا چاہئے۔ غور و جستجو سے کام لیا جائے تو شیعی عقائد کی
اصل اسی عبداللہ بن سبا کی شیطنت کاریوں میں ملے گی جو درحقیقت استیصال
اسلام کے لئے وقف تھیں حضرت عثمان کی انتہائی نیک نفسی اور چشم پوشی کی
کی وجہ سے یہ سازش مراحل کامیابی اختیار کرنے لگی مختلف صوبوں کے صدر
مقام مرکز سازش بن گئے اور گورنروں کو تنگ کیا جانے لگا، بےچینی پھیلنے لگی اور
بدامنی کا ظہور ہوا ہر صوبہ کے نافہم افراد و اشرار اس سازش کے دست و بازو بنتے
چلے گئے۔

ممکن ہے کہ بنو ہاشم کے کچھ نافہم افراد اسمیں شریک ہو گئے ہوں مگر عام طور
سے یہ لوگ اس سے علیحدہ رہے تاہم انہوں نے نہ اس کی مخالفت کی اور نہ اس تحریک
کو اس کی اصل صورت میں دیکھا انتہا یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں بھی ایک جماعت
ان کی ہمنوا بن گئی اور ہر صوبہ میں سازشیں پھیلنے اور بڑھنے لگیں حکومت کو
اور وہ بھی بہت مقتدر گورنر اس کا استیصال کر سکتے تھے کرنا چاہتے تھے مگر نہ
امیر المومنین کی نرم دلی اور ہدایات سے مجبور تھے کچھ نہ کر سکتے تھے۔ جب پانی
سر سے گذر گیا تو فکر ہوئی مگر وہ بھی ایسی کہ نہ ہونے کے برابر تھی، مجلس شوریٰ میں
گورنروں نے جو رائیں دیں ان پر عمل ہی نہ کیا گیا اشرار کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے
اور بازار سازش اور بھی گرم ہو گیا اور مدینہ منورہ کی فضا بھی مکدر ہو گئی۔

نظم و نسق میں تسلط عام اور اسکے نتائج

گو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت کی جا رہی تھی
لیکن آپ شدت کے ساتھ اس کے مخالف تھے آخر ایک روز آپ نے حضرت عثمان

صفحی سے کہا کہ:۔

"حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ بھی عمال کے ساتھ موقعہ بموقعہ سختی و نرمی کا سلوک کرتے تھے اگر آپ بھی اسی پر کاربند رہتے ایسا ہی کرتے تو صورت حالات اتنی نازک نہ ہوتی۔ آپ نے اب بھی اگر یہی حل اختیار نہیں کیا تو خلافت کے لئے شدید اندیشہ پیدا ہو جائیگے"

حضرت عثمان غنیؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے زیادہ تر انہی لوگوں کو مامور کیا ہے جنھیں حضرت فاروق اعظمؓ اپنے عہد میں مامور کیا تھا۔ اس پر ارشاد کیا:۔

"بیشک آپ نے یہی کیا لیکن وہ جسے مامور کرتے تھے اس کی گو شمالی کے لئے بھی ہر وقت تیار رہتے تھے بعض ان عمولی اور شکایات پر بھی کارروائی کے لئے تیار ہو جاتے تھے بخلاف اس کے آپ نرمی برتتے ہیں۔ عمرؓ کے عمال اور عہدیدار ان سے اتنے ڈرتے تھے جتنا کہ خود ان کا غلام بھی ان سے نہیں ڈرتا تھا لیکن آپ کے عہدیدار ان کی یہ حالت ہے کہ وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کرتے وہ ہیں اور باتیں منسوب آپ کے احکام سے کی جاتی ہیں۔"

آخر باضابطہ تحقیقات شروع ہوئی جس موقعہ پر ایک خطبہ اشاعی ہوا جس میں امیر المومنین نے فرمایا اور علی الاعلان فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ میری نیت سے خوب واقف ہے میں نے لوگوں کے ساتھ خیر اور بھلائی کے سوا کچھ نہیں کیا کہیں جو شکایات ہیں وہ میرے سامنے پیش کر و حقیقی شکایت اس کے سوا اور تو کچھ ہی نہیں اور نہ کی گئی آپ اپنے اقارب اور ہم قبیلہ افراد کے ساتھ مراعات برتتے ہیں نظم و نسق میں انہیں غیر معمولی تسلط عطا کر دیا گیا ہے۔ عبد اللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار دیدیا مروان بن حکم کو ایک عظیم المقدار رقم عطا کر دی۔ ابن سعد بن سرح کو افریقہ کا خمس بخشدیا گیا۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ:۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے مصلحت بنظر احتیاط اپنے اقارب اور قبیلہ والوں کو نظم و نسق حکومت سے علیحدہ رکھا ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی ان کی بات تک نہ پوچھی لیکن حضور نبی کریمؐ کی تو یہ حالت تھی کہ آپ بالعموم اپنے اقارب کا لحاظ کرتے اور انہیں دیتے رہتے تھے میرے اقربا بھی غریب ہیں اسی لئے میں نے بھی اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول رکھا ہے ان کی امداد کرتا ہوں اگر تمہیں اعتراض ہے تو اب میں احتیاط برتوں گا اور تمہاری بہتری کے خیال سے آئندہ مناسب قدم اٹھاؤں گا اور جن رقوم کے متعلق تمہیں شکایات ہیں انہیں میں واپس کر دوں گا"

علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ لوگ اس پر خوش اور مطمئن ہوگئے کہ جھوٹی شکایت تو صرف اتنی ہی تھی کہ بنو امیہ نظم و نسق حکومت پر چھا گئے تھے اور بکثرت مالی فوائد حاصل کر رہے تھے، پھر وہ امیر المومنین کی نرمی اور کبر سنی سے حوصلہ پا کر غیر موزوں رویہ بھی اختیار کرتے تھے لوگوں میں جوش پیدا ہوتا تھا۔

حضرت ذی النورین کی المناک شہادت

فرقہ وار اجارہ کے حصول کا تباہی خیز انجام

پھیلی ہوئی بے چینی سے سبائی فتنہ پردازوں کا استفادہ سبائی فتنہ پرداز

اس صورت حالات کو یوں سمجھتے تھے انہوں نے ان کی بے چینی سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے میدان پیدا کر لیا تھا جانتے تھے کہ شکایات کی تلافی کے ساتھ ہی یہ میدان ہاتھ سے نکل جائیگا ان کی طاقت تو بڑھ ہی چکی تھی انہوں نے حمایت اہل بیت کے پردہ میں ہر جگہ ایک مخصوص جماعت پیدا کر لی تھی چنانچہ عمال کے واپس ہوتے ہی دار الخلافہ کو خالی پا کر کوفہ بصرہ اور مصر کے مفسدہ پردازوں نے یورش کر دی اور حاجیوں کے لباس میں چل کر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر آ پڑے حضرت طلحہؓ، علیؓ و زبیرؓ سے ملے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہلا بھیجا کہ میں تمام جائز معاملات تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں چونکہ عوام پہلے مطمئن ہو کر واپس جا چکے تھے اور دار الخلافہ سے انہیں کوئی مدد ملتی نظر نہ آئی یہاں کا کوئی قائد ان کی حمایت کے لئے تیار نہیں ہوا حضرت علیؓ کی منشا کو بھی خلاف پایا اس لئے وہ اس تسلی کو قابل اطمینان سمجھکر واپس چلے گئے کہا جاتا ہے مشہور ہے اور بہت مشہور ہے۔ دوسرے ہی روز امیر المومنین نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اپنی اصلاحی اسکیم کا اعلان کر دیا کہا جاتا ہے یہ معلوم ہوا کہ چمن خزاں رسیدہ میں بہار پھیلنے والی ہے اور تمام فتنوں کا استیصال ہوا جاتا ہے شہر بھر میں اس پر مسرت عام کا اظہار کیا جا رہا تھا اور سمجھ رہے تھے کہ اب بنو امیہ کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور نظم و نسق میں ان کے تسلط عام کی جو شکایت ہے وہ دور ہو کر ہر طرف امن و امان کی فضا پیدا ہو جائے گی دفعتہ ایک صبح کو اہل مدینہ نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں سواروں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا ہے اور اللہ اکبر کے نعرہ ہائے فلک شگاف سے ایک شور محشر برپا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ جرأت کر کے بڑھے اور ان لوگوں سے خلاف معاہدہ دوبارہ واپسی کا سبب پوچھا۔ بولے کہ آپ تو ہمیں ازالۂ شکایات کا یقین دلا رہے ہیں جدید اصلاحی اسکیم کے نفاذ کے مژدے سنا رہے ہیں مگر وہاں کچھ اور ہی ارادے ہیں کب کوئی اپنی اجارہ داری کا ٹوٹنا پسند کرتا ہے جب کوئی قبیلہ خوگر اقتدار ہو کر نظم و نسق حکومت پر اپنا تسلط قائم کر لیتا ہے تو وہ کب آسے باآسانی چھوڑنے پر آمادہ ہوتا ہے اس کے قیام کی تدبیر یہ سوچی گئی کہ شکایت گو زبانیں ہمیشہ کے لئے بند کر دی جائیں اور بلا اطمینان کے ساتھ حکمرانی کی جائے۔ ابھی ہم بہت زیادہ فاصلہ بھی طے کرنے پائے تھے کہ اثنائے راہ میں ہمیں ایک ناقہ سوار عجلت کے ساتھ مصر کی طرف جاتا نظر آیا شبہ پر گرفتار کر کے ہم نے جو اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے گورنر مصر کے نام ایک فرمان برآمد ہوا جس میں لکھا تھا کہ سرزمین مصر پر قدم رکھتے ہی ان مفسدین کے سر قلم کر دیئے جائیں یہ کتنا بڑا فریب اور کتنی خوفناک بدعہدی ہے جو ہمارے ساتھ کی گئی ہے۔

حضرت علیؓ نے دیکھا تو اس پر واقعی امیر المومنین کی مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ کو بھی غصہ آیا سیدھے دربار خلافت میں آئے اور لوگ بھی ساتھ تھے امیر المومنین نے اس سے لاعلمی ظاہر کی۔ لوگ سمجھ گئے کہ یہ شرارت مروان کی ہے جو حکومت اور آن کے مزاج میں بیحد دخیل ہے اور انتہائی شرارت پسند واقع ہوا ہے اور واقعی یہی صورت بھی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ بنو امیہ کی اجارہ داری ٹوٹے امیر المومنین پر زور ڈالنے کا وقت گذر چکا تھا اس لئے اس نے فرمان لکھکر مہر خلافت ثبت کر دی۔

بلوائیوں نے مطالبہ کیا کہ ہم اس شرط پر واپس ہو سکتے ہیں کہ انتقام میں قتل

کے لئے مروان ان کے حوالہ کیا جائے خود حضرت علیؓ نے بھی کہا کہ نائلہؓ یہ شخص کبھی اس قابل نہ ہونے دیگا لوگوں کی منشا یہی تھی کہ اسے حوالہ کر دیا جائے مگر امیر المومنین نے اسے گوارا نہ کیا اور کہا کہ جب تک حتمی طور پر اس کے خلاف ثبوت نہ ہو جائے اس وقت تک میں اس سے سوائے نہیں کر سکتا دوسری صورت خلع خلافت کی تھی اسے بھی تسلیم نہ کیا جس پر شورش پھیل گیا۔

فرمان قتل کی ترسیل کا سبائی و تاریخی افسانہ

یہ واقعہ اتنا مشہور اور اس درجہ زبانزد عام ہے کہ اس کی تردید بھی کی جائے اسے غلط ہی کہا جائے تو کوئی بآسانی باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اب ایک مسلمہ صداقت کی صورت اختیار کر گیا ہے مروان کی مفسدہ پردازی میں سر مو اشتباہ نہیں لیکن یہ تحریر اور مہر کا واقعہ غلط اور بالکل غلط ہے یہ محض ان کی فریب کاری اور مکاری تھی علامہ ابن خلدون ایک قدیم اور نہایت مستند و محقق مورخ ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

"محاصرہ کی صبح کو بلوائیوں سے حضرت علیؓ نے ان کی دوبارہ واپسی کا سبب جو پوچھا تو انہوں نے فرمان قتل کے قاصد خلافت کے پاس سے برآمد ہونے کا ذکر کیا بصریوں نے حضرت طلحہ اور کوفیوں نے حضرت زبیرؓ سے بھی یہی کہا پھر ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ ہم تو اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے آئے ہیں حضرت علیؓ تاڑ گئے اور ان سے پوچھا سب کچھ درست سہی مگر یہ تو بتاؤ کہ آخر تم کوفیوں اور بصریوں کو آخر یہ معلوم کس طرح ہو گیا کہ مصریوں کے ساتھ دور میدان میں یہ صورت پیدا ہوئی ہے کہ تم ان سے منزلوں دور اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے ایک معین وقت پر سب کے یہاں پہنچ کس طرح گئے بخدا تم لوگوں کی نیتیں صاف نہیں ہیں بلوائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا آخر کہنا پڑا آپ کچھ بھی سمجھئے ہم تو اس شخص کو معزول کریں گے"

واقعی اگر واقعہ فرمان صحیح ہوتا تو تینوں مقام کے افراد بیک وقت نہ مطلع ہو سکتے تھے اور نہ مدینہ منورہ پہنچ سکتے تھے۔

ان کے سامنے محض ایک مقصد تھا کہ امیر المومنین کو معزول کیا جائے پہلے مدینہ منورہ پہنچ کر انھوں نے وہاں کی حالت اور وہاں کے عوام کے خیالات کا اندازہ کیا اور سمجھ لیا کہ ان سے حمایت کی کوئی توقع نہیں نیز یہ کہ وہاں جیسا کہ سنا تھا کوئی لشکر موجود ہے وہ غلط ہے یہ لوگ حضرت علی کے سمجھانے پر بظاہر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے، لیکن کچھ دور جا کر پہلے تو انہوں نے کوفہ اور بصرہ والوں کو ایک مقررہ مقام پر عجلت کے ساتھ پہنچنے کی اطلاع دی اور بعد کو "فرمان قتل" کا افسانہ بنایا تاکہ مدینہ والوں کو امیر المومنین کا مخالف بنا کر ان کی حمایت حاصل کر لی جائے جب سب مجتمع ہو گئے تو وہ پورے اطمینان کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کہ کوئی فوج تو وہاں تھی ہی نہیں اور آکر کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کر لیا۔

محاصرہ سے پیشتر چند روز تک یہ حالت تھی کہ بلوائی امیر المومنینؓ کے پیچھے ہی نماز پڑھتے تھے اور برابر معزولی کا مطالبہ کرتے رہتے تھے اس دوران میں دو قابل ذکر واقعات پیش آئے اولاً یہ کہ مختلف گورنروں کو امدادی فوجیں بھیجنے کے احکام روانہ ہوئے، دوسرے مسجد نبوی میں تقریر کرتے ہوئے سنگباری کر کے انہوں نے امیر المومنین کو مجروح کر دیا۔ اس اشتعال پر مدینہ والے مقابلہ کے لئے کھڑے ہی ہوتے تھے کہ خود امیر المومنین نے روک دیا۔

بنو امیہ و بنو ہاشم کو لڑانے کی سبائی چال

یہ مروان ازلی ابدی حضرت علی کی حمایت کا علانیہ دم بھرتے تھے جس سے ان کا منشا اس وقت یہ تھا کہ بنو امیہ اور بنو ہاشم باہم دست و گریبان ہو جائیں اور ان کے لئے آسانی پیدا ہو جائے بنو ہاشم نے تو سکون و دانشمندی سے کام لیا اور وہ سمجھتے رہے کہ یہ حمایت و ہمدردی بے غرضانہ نہیں مگر بنو امیہ کے شر انگیز افراد کا ان پر کچھ بس نہ چلتا تھا بنو ہاشم پر جھنجھلاتے اور واقعی یہ سمجھتے تھے کہ اس کی تہ میں ان کا ہاتھ ہے چنانچہ وہ اسے چھپا بھی نہ سکے جب حضرت طلحہؓ کی عیادت کو حضرت علی گئے تو وہاں کچھ بنو امیہ موجود تھے مروان نے علانیہ کہا کہ:-

"بے شک تم ہی نے ہم پر خاک ڈالی یہ تمام آفات تمہاری ہی برپا کی ہوئی ہیں سب کارروائیاں تمہاری کی ہیں اگر تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو گئی تو تم دنیا کو اپنا مطیع کر دو گے اور اس پر حکومت کرو گے۔"

علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے وہاں اس کا جواب تو کچھ نہ دیا مگر انھیں اس کا رنج بہت پہنچا اور غصہ میں بھرے ہوئے وہاں سے اٹھ آئے بنو امیہ بلوائیوں کی زبان پر حضرت علی کا نام سنکر بہت برافروختہ ہوتے تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ بلوائیوں کی کامیابی ہمارے زوال اقتدار پر منتج ہو گی اور ہماری قوت کا سقوط بنو ہاشم کے عروج کا باعث بنے گا۔ مروان امیر معاویہ اور دیگر قائدین بنو امیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بد ظن ہوتے چلے جا رہے تھے انہیں پختہ یقین ہو چلا تھا کہ اس فتنہ کی تہ میں حضرت علی کا ہاتھ ضرور ہے۔ اگر کوئی اس کی تردید میں ان سے کچھ کہتا بھی تھا تو علانیہ کہتے تھے کہ انتزاع خلافت میں بلوائیوں کا فائدہ ہی کیا ہے خلافت تو انہیں ملنے سے رہی یہ مسند تو انہی کو ملیگی۔

بلوائیوں کا مقصد بھی یہی تھا کہ یہ دونوں فریق لڑ بھڑیں ان کی پرانی عداوتیں بیدار ہو جائیں، مدینہ والے کچھ ایک طرف ہوں اور کچھ دوسری طرف ہمنوا ہو جائیں۔ عبداللہ بن سبا کو اس باہمی جنگ و پیکار میں اسلام کی تباہی کے خواب نظر آ رہے تھے وہ اس سے بہت خوش تھا دیدہ و دانستہ اس آگ کو بھڑکانا اور عداوت کے جذبات کو ابھارنا چاہتا تھا وہ آخر وقت تک حضرت علی کا نام لیتا اور پروپیگنڈا کیا اور اس شدت و تواتر کے ساتھ پروپیگنڈا کیا کہ خود دار الخلافہ میں بہت سے افراد حضرت علی کے متعلق شبہ کرنے لگے۔

نقصان رسانی مسلمین میں ابن سبا کی کامیابی

کچھ ہو وہ استیصال اسلام کی سعی میں کتنا ہی ناکام رہا ہو تاہم اس نے دنیائے اسلام کو حوادث و فتن کا آماجگاہ تو ضرور ہی بنا دیا ایک عرصہ کے لئے اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے تقدم روک دیئے ایک عرصہ تک مسلمان باہم دست بگریباں رہے ہزاروں قدوسیوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپیں ہزارہا قتل و مجروح ہوئے مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی دلوں میں قیامت تک نہ مٹنے والی عداوتیں پیدا ہو گئیں۔

حضرت عثمان شہید بھی نہ ہوتے تو بھی خلافت حضرت علی ہی کو ملتی۔

ابن سبا اسے اچھی طرح سمجھتا تھا۔ نظم ونسق حکومت سے اموی تسلط و اجارہ کا کم کیا جانا ہی ممکن تھا لیکن اس صورت میں اس یہودی کے قلب میں معاندت اسلام کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے تو فرو نہ ہو سکتے تھے اس کا مقصد تو تباہی اسلام تھا اور اس کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ وہ عربوں کی قبائلی ذہنیت کو پھر بیدار کرکے ان کے اتفاق کی مضبوط و مستحکم چٹان پر ایک کاری ضرب لگائے ان میں خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھے۔ اسلام تو تباہ نہ ہوا کہ اس کا محافظ خدا ہے مگر مسلمان ضرور تباہ ہوئے اور بری طرح تباہ ہوئے اور ان کے فلسفہ ہیں۔ وہ عداوتیں پیدا ہو گئیں جو قیامت تک نہ مٹیں گی ایک جدید فرقہ شیعہ مستقل حیثیت سے پیدا ہو گیا جو اسی کے پیرو ان پر مشتمل ہے اس کے جواب میں خارجی فرقے نے جنم لیا اور پھر ان کی بہت سی شاخیں قائم ہوئیں اسلام کی قوت منقسم و کمزور ضعیف ہو کر رہ گئی۔

بنو ہاشم و بنو امیہ میں مستقل عداوت پیدا ہو گئی دونوں مدتوں لڑتے مرتے رہے اور دور دور تک اس کے اثرات پہنچے حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا قدرت سے حیرت انگیز سازشی دماغ اور ملکہ تنظیم لیکر پیدا ہوا تھا تمام مختلف المقاصد قبائل و افراد کو صرف ایک مقصد پر متحد کر دینا پرانی رقابتوں کو پیدا کر دینا اور پوری دنیائے اسلام میں شعلے بھڑکا دینا کسی معمولی دماغ کا کرشمہ نہ تھا اپنے نزدیک تو اس یہودی نے اسلام کو تباہ و برباد کر دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا وہ تو خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اسے اس گزند سے بچا لیا۔

حضرت علی رضؓ اور اکابر صحابہ کی تلخی

حضرت عثمان غنی رضؓ نہیں چاہتے تھے کہ حرم نبوی میں خونریزی ہو اس لئے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا کہ آپ ان بلوائیوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیں جواب میں فرمایا کہ میں تو برابر آپ کو سمجھاتا رہتا تھا کہ آپ مروان، سعید بن العاص ابن عامر، ابن سرح اور امیر معاویہ کے اشاروں پر نہ چلیں ان کا کہنا نہ سنیں ان کے حوصلے نہ بڑھائیں آپ نے میری ایک نہ سنی اب میں کیا کروں کہ وقت گزر چکا ہے یہ ارشاد فرمایا۔ اب میں سمجھ چکا ہوں ان کی بات نہ سنوں گا اور آئندہ آپ ہی کے مشورہ کے مطابق عمل کروں گا۔ لکھا ہے کہ مروان برابر آپ کو گمراہ کرتا رہتا تھا جب حضرت علی نے سمجھا کر بلوائیوں کو واپس کیا ہے تو مروان نے بھڑکایا کہ اس سے بڑی بے رعبی ہوگی عام لوگوں پر اچھا اثر نہ پڑے گا آپ اعلان کر دیں کہ مصر والے اس لئے واپس گئے ہیں کہ انہیں ملی ہوئی اطلاعات غلط ثابت ہوئیں ورنہ خدا جانے کیا صورت پیدا ہو۔

مطلب یہ تھا کہ حضرت علی کا اثر قائم نہ ہو۔ وہ ان سے جلتا تھا اور ان کا یہ اثر بھی ناگوار گزرتا تھا حضرت عثمان نیک مزاج اور سادہ طبیعت بزرگ تھے انہوں نے دوسرے دن یہی تقریر کر دی جس سے ایک شور پڑ گیا جس سے ایک شور پڑ گیا اور چاروں طرف سے صدائیں بلند ہوئیں کہ عثمان خدا سے ڈر عثمان توبہ کر۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے کہنے سے توبہ کی اور ایک عظیم الشان جلسہ اور اجتماع عظیم میں تقریر کی کہ بخدا کی قسم میں تمہیں راضی رکھوں گا اور کوئی امر تم سے چھپا کر نہ رکھوں گا اگر حق کی خاطر مجھے غلاموں کی طرح بھی لوٹنا پڑے گا تو لوٹوں گا۔ اس سے پھر فضا صاف ہو گئی۔

بنو امیہ کو یہ تقریر بھی ناگوار گزری کہ اقتدار نے ان کی ذہنیت بڑی حد تک ماؤف و خراب کر دی تھی وہ گھر آئے اور انہوں نے اس قسم کی تقریر پر اظہار افسوس کو لعنت ملامت کی، حضرت نائلہ نے انہیں اس پر ڈانٹا بھی مگر یہ لوگ برابر ملامت کرتے رہے اور اس بارے میں سخت رویہ اختیار کرنے میں برابر لگے رہے اسی اثنا میں کچھ لوگ آستانہ خلافت پر حاضر ہوئے وہ گفتگو کرنے آئے تھے مروان نے انہیں ڈانٹ کر واپس کر دیا انہوں نے آ کر حضرت علی سے شکوہ کیا۔ حضرت علیؓ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ مروان آپ کو جس طرف چاہتا ہے چلاتا ہے اور جو چاہتا ہے کرا لیتا ہے اب میں تمہارے درمیان میں نہ پڑوں گا مروان اور دیگر افراد اسی طرح برابر آپ کو ورغلاتے رہتے تھے اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ فتنہ برابر اٹھتا رہا۔ اور صورت حالات بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔

بلوائیوں کی شقاوت اور حضرت عثمان رضؓ کی شہادت

غرض بلوائیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ یا تو یہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں ورنہ ہم لازماً قتل کر ڈالیں گے۔ اسی دوران میں انہیں یہ جو خبر ملی کہ مختلف صوبوں سے فوجیں آ رہی ہیں تو انہوں نے پانی بھی بند کر دیا اور اس شقاوت سے کام لیا کہ حضرت علی رضؓ و دیگر عمائدین تو ایک طرف ام المومنین حضرت ام حبیبہ کھانا لیکر گئیں تو ان کی بھی نہ سنی اور ان کے ساتھ بھی گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور چالیس روز مسلسل محاصرہ رہا۔

اس دوران میں بالائے بام کھڑے ہو کر امیر المومنین نے بھی موثر تقاریر کیں سب نے سمجھایا مگر نہ مانے دست برداری خلافت کے مطالبہ پر امیر المومنین رضؓ نے صاف کہہ دیا کہ جو خلعت خدا نے مجھے پہنایا ہے اسے میں ہرگز نہ اتاروں گا سب بے بس تھے۔ فوجوں کے باہر سے پہنچنے کا کھٹکا لگا ہوا تھا دروازہ پر تو پہرہ تھا حضرات حسنین رضؓ کو حضرت علی نے متعین کر دیا تھا۔ ان اشقیا نے لپٹ کر دیوار پر سے پھاند کر اندر داخل ہو کر قرآن شریف پڑھتے ہوئے پوری بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا، حضرت نائلہ نے وار بچانے کی سعی کی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں داماد رسول کا قتل کوئی معمولی قتل نہ تھا ایک شور محشر برپا ہو گیا جس نے اس حادثہ کی خبر سنی سناٹے میں آ گیا کسی کو بھی یہ توقع نہ تھی کہ باغی اس حد تک پہنچیں گے مدینہ میں ایک کہرام برپا تھا باغیوں نے اودھم برپا کر رکھا تھا نہ کی حکومت تھی کوئی قصر خلافت کے پاس نہ پھٹک سکتا تھا بمشکل کچھ بزرگوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر رات کے وقت نعش مبارک اٹھائی۔ اسی طرح خون سے لتھڑے ہوئے کپڑوں میں آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔ عبرت کا مقام ہے کہ اس شہنشاہ کے جنازہ کے ساتھ جو مراکش سے لیکر کابل تک تھا۔ فرمانروا تھا صرف سترہ آدمی تھے کچھ ہو عبداللہ تھا قوت اسلام میں ایک رخنہ عظیم پیدا کر گیا۔

ایک غلطی کی ہزار بربادیاں

حضرت عثمان رضؓ بھی شہید ہوئے اور اسلام چار فرقوں سنی، شیعہ، خارجی اور عثمانی میں منقسم ہو گیا۔ اس شہادت سے متعدد سبق ملتے ہیں اولاً یہ کہ کسی ایک فرقہ و قبیلہ کا نظم ونسق حکومت پر چھا جانا دوسرے قبائل میں عدم اطمینان

پیدا کرتا ہے اور اس سے غیر ذمہ دار افراد فائدہ اٹھاتے ہیں اور ملک و ملت کو یقینی نقصان پہنچاتے ہیں جو کچھ ہوا وہ مروان اور اسی قسم کے دیگر قابو یافتہ بنو امیہ کی غیر مآل اندیشی سے ہوا، تاہم ہر سلطنت کے لئے خواہ اس کا فرمانروا کتنا ہی مقدس نیک اور بزرگ ہو، ایک گونہ پیش فوجی طاقت رکھنا ضروری ہے محض رعیت کی امن پسندی اور نیکی پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اگر اس وقت دارالخلافہ کے اندر فوج موجود ہوتی تو باغیوں کی کبھی یہ ہمت نہ پڑتی۔ لکھا ہی گیا تو بعد کو کوفہ و شام سے امدادی فوجیں روانہ ہو چکی تھیں جو اگر وقت پر پہنچ جاتیں تو باغیوں کا قلع قمع کر کے رکھ دیتیں۔ مگر وہ راستے ہی سے شہادت کی اندوہناک اطلاعات پا کر واپس ہو گئیں۔

تاہم حاکم و فرمانروا کے لئے مناسب اوقات پر تشدد بھی لازمی ہوتا ہے اور محض نرمی و نرمی سے کبھی دنیا میں کام نہیں چلا کرتا۔ اگر امیر المومنین سخت گیری سے کام لیکر فتنہ کو آغاز ہی میں دبا دیتے اور گورنروں کو اس کے استیصال کے لئے آمادہ کر دیتے تو فتنہ کا ظہور ہرگز نہ ہوتا۔ وہ برابر درگذر اور چشم پوشی سے کام لیتے رہے جس سے اشرار کے حوصلے بڑھتے رہے تلافی کی صورت سوچی ہی گئی وہ بھی بعد از وقت اگر دارالخلافہ ہی میں اعلان جہاد کر دیا جاتا تو وہاں کی شہری آبادی ہی انہیں پامال کر کے رکھ دینے کو کافی تھی لیکن وہ سب کو روکتے اور آخر وقت تک جنگ سے پہلو بچاتے رہے۔ شہادت کے بعد باغیوں کی قوت بے پناہ ہو گئی اتنی کہ پھر کسی کا یارانہ تھا جو انہیں روک سکتا۔ سب سے خوفناک نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام میں فرقہ بندی کی وبا پھیل گئی۔

خارستان خلافت میں ہاشمی پھول

انتخاب کے بعد حضرت علیؓ کی مجبوریاں

کچھ بھی تھا سبائیوں کا یہ زہرہ تو نہ تھا کہ وہ خود عنان حکومت ہاتھ میں لے لیتے چونکہ وہ حضرت علی کا نام برابر لیتے رہتے تھے انہی کے پاس آئے اور خلافت قبول کرنے پر اصرار کیا۔ آپ ان حالات میں نہ چاہتے تھے انکار کیا، سرے سے قبول ہی نہ کرتے تو بہت مناسب تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ مجبور بھی ہو گئے اور یہ بھی سوچا کہ اگر منتخب ہو جانے سے آپ ملت کی بہترین خدمت بھی انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے اس لئے آپ نے فرمایا کہ اگر حضرات طلحہؓ و زبیرؓ بھی رضامندانہ میری بیعت کر لیں تو مجھے عذر نہ ہوگا۔ اشتر ان دونوں بزرگوں کو زبردستی لے آیا اور مسجد نبوی میں تمام مہاجرین و انصار نے آپ سے بیعت کر لی حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ حضرات طلحہؓ و زبیرؓ محض فتنہ کی بنا پر بیعت سے گریزاں تھے یا انہیں یہ شبہ ہو گیا تھا کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ ہے۔ زمانہ بہت پر آشوب تھا۔

شہادت سے پانچ روز بعد تک مدینہ منورہ میں رسماً غافقی بن حرب باغی کی حکومت رہی ایک اودھم مچا ہوا تھا۔ ابتدا سے ان کی زبان پر حضرت علیؓ کا نام تھا بنو امیہ بھی انہی کو متہم کر رہے تھے۔ قوم و قبیلہ میں ہر قسم کے اور ہر نوع کے افراد ہوتے ہیں ممکن ہے کہ ابنائے ہاشم کے کچھ افراد کی زبان سے کچھ نکل گیا ہو یا عدم ہی مسرت و مخاصمت کو نہ چھپا سکے ہوں اس کی بنا پر لوگوں کو گمان بشبہ ہوا۔ حضرت عثمان کی مظلومانہ شہادت نے صورت حالات کو بہت نازک بنا دیا تھا۔ اشتر کے جبر نے بھی شبہ کو تقویت دی ہو، بہر کیف طلحہؓ و زبیرؓ کی بیعت رضامندانہ بیعت نہ تھی اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محسوس کیا کہ وہ خود بے بس ہیں جن باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کا کوئی احترام نہ کیا تھا حضرات امہات المومنین سے گستاخانہ پیش آئے تھے ان سے حضرت علی کے لئے احترام و اطاعت کی توقع ہی کیا ہو سکتی تھی چنانچہ جب تیسرے روز حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو مدینہ منورہ خالی کر دینے کا حکم دیا ہے تو ان لوگوں نے اس کے ماننے سے صاف انکار کر دیا، بلکہ ان کے ایک سردار بشیر نے فساد پر آمادگی کا اظہار کیا۔

باغی جانتے تھے کہ ایک قدم بھی غلط اٹھا تو ان کی خیر نہیں۔ ان کے ابتدائی اقدام ہی نے انہیں گونہ جال میں پھنسا دیا تھا۔ توقف کرتے ہیں تو شاہی دکھنی فوجیں جن کی طلبی ہو چکی کا حال انہیں معلوم ہو چکا تھا مدینہ پہنچکر انہیں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ اب مدینہ چھوڑتے ہیں تو جائیں کہاں، حضرت علی سے یہی یہ توقع نہیں کہ وہ انہیں چھوڑ دیں گے جدھر جائیں گے وہاں ہی زمین نہ آسمان ان کے لئے پیش ہوگا جب انتخاب خلیفہ کے بعد ہی صورت حالات میں کوئی تغیر رونما نہ ہوا تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے کوفہ و بصرہ جانے کی اجازت طلب کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے تیور پہچانتے تھے اجازت نہ دی۔

ابن عباس کا مدبرانہ مشورہ اور علوی راستبازی

اس کے بعد واقعات نے ایک جدید رخ بدلا۔ حضرت علیؓ سمجھتے تھے کہ اضطراب پیدا کرنے میں اموی عمال عثمانی کے رویہ کو بھی بہت دخل ہے ان کی خود رائیوں اور بے پروائیوں نے بھی ملک کے اندر تولید فساد میں بہت امداد کی ہے نیز وہ ان کے تقرر کو مناسب و موزوں بھی نہ سمجھتے تھے اس لئے آپ نے ان سب کی معزولی کے احکام صادر کر دیئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رائے دی کہ ابھی یہ قدم اٹھانا قرین مصلحت نہیں۔ سردست انہیں اپنی اپنی جگہ بحال رکھیئے۔ اور جب آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے پھر جو دل میں آئے وہ کیجئے ورنہ یاد رکھیئے بنو امیہ دنیا کو یہ دھوکہ دیں گے اور یہ کہتے پھریں گے کہ عثمانؓ کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس سے ان کا قصاص طلب کیا جائے گا اور تمام نظام حکومت درہم برہم ہو کر رہ جائیگا کم از کم امیر معاویہ کو معزول کرنا تو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے فرمایا میں معاویہ کو برابر سیدھا ٹھیک کر لوں گا۔ بولے تم بہادر ضرور ہو مگر لڑائی اور جنگ کے معاملہ میں صائب الرائے نہیں، آپ نے سنا نہیں کہ حضورؐ نے "الحرب خدعۃ" فرمایا ہے اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کریں تو میں ایسی تدبیر بتاؤں اور ایسی راہ چلاؤں کہ وہ سوچتے ہی رہ جائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہایت بزرگ انسان تھے وہ پیچیدگی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اینچ پینچ سے نفرت تھی فرمایا مجھ میں نہ تمہاری مصلحتیں ہیں اور نہ معاویہ کی عادتیں ہیں تو جو حق سمجھونگا وہی کروں گا اور جو راہ مجھے درست نظر آئے گی میں بلا تکلف اس پر گامزن ہو جاؤں گا۔ عبداللہ بن عباس بڑے مدبر اور مآل اندیش تھے اس علوی عزم سے گونہ مایوس ہوئے اور بولے:

"اچھا تو پھر یہی کیجئے کہ ینبوع چلے جایئے اور وہاں پہنچکر اپنا دروازہ بند کر لیجئے اس سے عرب والے پریشان ہو جائینگے، سرگرداں ہوں گے۔ ہر طرف نظر اٹھا کیا

گے مگر آپ کے سوا انہیں دنیائے اسلام میں کوئی قابل خلافت ہستی نظر نہ آئیگی سب منفقہ طور پر آپ کو مجبور کر رہے ہیں ادر یہ صورت بہت مناسب ہوگی، اب یہ کہ اول تو آپ کو خلافت قبول ہی ہرگز نہ کرنی چاہئیے تھی اگر کر لی ہے تو جو میں نے دو مشورے دیئے ہیں ان میں سے کوئی ایک قبول کر لیجئے ورنہ کل ہی آپ پر خون عثمان کا الزام عاید ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا مشورہ حیرت انگیز ہی تھا اور مدبرانہ بھی ان کی نگاہ تدبر نے آیندہ واقعات کو پہلے سامنے رقص کناں دیکھ لیا تھا۔

لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی حق پرستی میں یہ صورت بہتر نظر نہ آئی انہوں نے خیال کیا کہ یہ ایک دھوکہ ہے کہ محض خلافت اور الزام سے بچنے کے لئے غیر منصف عمال کو برقرار رکھا جائے یا نتیجۃً بغاوت کے دروازے بند کر لئے جائیں تدبر کا تقاضا تو یہی تھا اور اس صورت میں واقعی آپ کی تمام آیندہ مشکلات کا خاتمہ بھی ہو سکتا تھا، لیکن حق پرستی اور بزرگانہ شعار اسی کا داعی تھا کہ نتائج سے بے پروا ہو کر حق کے جادہ پر بے دھڑک گامزنی شروع کر دی جائے چنانچہ آپ نے یہی کیا جو لوگ آپ کو بے تدبیری سے متہم کرتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ آپ نے تدبیر و حق میں سے ایک چیز اختیار کی اور جس چیز کو اختیار کیا وہی بہترین چیز تھی آپ تدبر سے کام لیتے تو ضرور دنیوی حیثیت سے کامیاب ہو جاتے لیکن حق پرستی نے آپ کے نام گرامی کو اس حیثیت سے بھی زندہ جاوید بنا دیا۔

حیدر کرار رض کی عظمت کا اقتضا یہی تھا کہ وہ محض مشکلات کے گرداب میں پھنسنے کے خیال سے بعید تر صورتیں اختیار نہ کریں بلکہ حق کے لئے حوادث کا مقابلہ کرنے کے لئے مجاہدانہ تیار ہو جائیں۔ کوئی کمزور قلب انسان ہوتا تو آیندہ مشکلات اور عاید ہونے والے الزامات کے تصور سے گھبرا اٹھتا، آپ بہادر تھے بالکل نہ ڈرے اور فرمایا میں تم سے جو کہتا ہوں وہ کرو تمہیں بصرہ کی گورنری پر جانا ہوگی، معاویہ مقابلہ کریں گے تو میں انہیں تلوار سے سیدھا کر لوں گا۔

حضرت عائشہ کی طرف سے انتقام کی شورانگیز تیاریاں

حضرت طلحہ رض و زبیر رض نے دو ڈیڑھ ماہ بعد آکر عرض کی کہ اہل مدینہ ان وحشیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اٹھائیے فرمایا بھائی تم دیکھتے ہو کہ میں خود ابھی بے بس ہوں یہ لوگ میری چلنے ہی کب دیتے ہیں ذرا سنبھل لوں تو کچھ کروں گا یہ سنکر دونوں بزرگ مایوس ہوگئے اور عمرہ کے بہانہ سے مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔

مکہ معظمہ میں حضرت عائشہ رض شہادت عثمان رض کی خبر سنکر بیقرار ہوگئی تھیں اور انتقام پر آمادہ ہو رہی تھیں ادھر سے طلحہ و زبیر بھی پہنچ گئے۔ بنو امیہ کے معزول شدہ عمال بھی چاروں طرف سے آکر یہیں مجتمع ہوئے اور قصاص کے ارادہ سے سب بصرہ کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ وہاں قبضہ کر کے اور فوجی طاقت حاصل کر کے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا جائے باغیوں کا قلع قمع ہی کر دیا جائے اور حرم نبوی کو ان وحشیوں سے نجات دلائی جائے گو بنو امیہ برابر واقعات کو آب و رنگ کیا تھ پیش کر رہے تھے مگر ان بزرگوں کی ساری توجہات باغیوں کے استیصال پر ہی مرکز تھیں حضرت علی رض کی شرکت پر بعض شبہ ہی نہ تھا مگر جب یہ تیاریاں سنکر حضرت علی رض فوج گراں لیکر مقابلہ پر آگئے اور باغیوں کو ساتھ دیکھا تو شبہات بہت قوی

ہوگئے اور اس لشکر کو شکست دینے پیچھے ہٹا لے اور پامال کرنے کے لئے ہر ممکن سعی و جہد کا عزم کر لیا گیا۔

اموی اقتدار پسندی و فرقہ پروری کا زندہ مظاہرہ

بنو امیہ کے ارادوں اور اقتدار پسندی پر اس سے روشنی پڑتی ہے کہ جب تمام معزول شدہ اموی گورنر بھی آگئے اور کامیابی کا یقین ہو گیا لیکن مکہ معظمہ سے کچھ دور پہنچے تو سعید بن العاص نے پوچھا کامیابی پر خلیفہ کسے بناؤ گے طلحہ رض و زبیر رض نے فرمایا کہ ہم دونوں میں سے لوگ جسے منتخب کریں گے وہی خلیفہ ہوگا کہ علی تو انتظام ملک کے لئے نا اہل ثابت ہوئے ہیں بولے کہ نہیں عثمان رض کے صاحبزادے کو خلیفہ بنایا جائے فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر حکومت نوجوانوں کے سپرد کی جائے۔ بولے:

"تو بھی عبد مناف سے حکومت نکالنے کی کوشش میں تو میں ساتھ نہ دیکھوں گا"

چنانچہ عبداللہ بن خالد، ولید بن عقبہ، مغیرہ بن شعبہ، سعید بن العاص، عبداللہ بن عامر، یعلی بن منبہ اور ثقیف کے وہ افراد جو ان کے ساتھ تھے یہیں سے اس لشکر کا ساتھ چھوڑ کر امیر معاویہ کے پاس شام چلے گئے۔ البتہ مروان بن حکم ضرور مصلحتاً جنگ جمل تک ساتھ رہا، اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بنو امیہ کے اندر اس عہد میں حکومت پسندی اور اقتدار دوستی کا مادہ کس حد تک پیدا ہو چکا تھا اور وہ اس کے کتنے خوگر ہوگئے تھے۔

کسی ایک فرقہ اور ایک قبیلہ کو جب نظم و نسق حکومت میں غیر معمولی غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو پھر یہی نہیں کہ وہ اس غلبہ و تسلط کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتا اسے اپنا حق اور اپنی جاگیر سمجھنے لگتا ہے بلکہ اس کی تائید و حمایت میں خود کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے دور از کار دلائل دینے سے بھی باز نہیں رہتا اور دوسروں کی معقول باتوں کو بھی بے تکلف رد کر دیتا ہے، حضرات طلحہ رض و زبیر رض نے بالکل ایک معقول بات کہی تھی اور بنو امیہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ بزرگ ہر اعتبار سے فائق ہیں سابق الاسلام ہیں صاحب بدر ہیں معمر ہیں تجربہ کار ہیں مدبر ہیں لیکن تسلط عام اور اقتدار کے جنون نے اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہونے دیا۔ انہوں نے باغیوں کی طاقت کے استیصال سے پیشتر ہی اطمینان کر لینا مناسب سمجھا چونکہ حضرات شیخین کرام اس رمز حکومت سے واقف تھے اس لئے انہوں نے کسی ایک قبیلہ کو حکومت میں اقتدار پا لینے کا ہرگز موقعہ نہ دیا تھا اور اپنے قبیلہ کو تو بالکل ہی علیحدہ ہی رکھا تھا۔

حضرت عثمان غنی نے نیک نیتی کے ساتھ اپنے قبیلہ کی امداد کو قربانی اولاد اور امداد ذوی القربیٰ سمجھ کر حکومت پر مسلط کر دیا اور ملک میں اضطراب اور بےچینی پیدا ہوئی یہی تاریخ ہندوستان میں دوہرائی جا رہی ہے اور بادشاہان دہلی کو نظم و نسق حکومت میں جو غلبہ و تسلط حاصل ہو چکا ہے وہ اسے کسی طرح بھی چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں اور اچھوتوں میں اپنے حقوق کے متعلق بےچینی پیدا ہو رہی ہے۔

جنگ جمل اور مسلمانوں کی خانہ جنگی

جنگ جمل میں چونکہ دونوں حریف لشکروں کے جرنیل اور قائدین

نیست اور مقدس بزرگ تھے اور خونریزی مسلمین کے گناہ سے بچنا چاہتے تھے
مصالحت کی گفتگو شروع ہو گئی۔ سبائیوں کی ایک کثیر تعداد علوی لشکر میں
موجود تھی انہوں نے سوچا کہ مصالحت ہوئی تو ہمارے حق میں یہ مصالحت
ہوگی صلح اور ہمارا قتل مترادف ہے اس لئے انہوں نے ایک روز پو پھٹنے
سے پیشتر ہی حضرت عائشہ کے لشکر پر شبخون مارا۔
انہوں نے سمجھا کہ حضرت علی نے معاہدہ کے خلاف دھوکہ کیا اس لئے برافروختہ
ہو کر انہوں نے بھی حملہ کر دیا۔ اور حضرت علیؓ نے بھی یہی سمجھا اور سبائیوں نے
بھی یہی کہا کہ دیکھا آپ نے انہی بزرگوں سے آپ مصالحت کرتے ہیں یہ تو خود علانیہ
برسر مقابلہ ہونا چاہتے ہیں غرض دونوں کو لڑا دیا اور سخت خونریزی ہوئی دونوں
فریقوں کو غصہ بھی تھا اور دونوں اس خونریزی کو دل سے ناپسند بھی کرتے تھے
آخر حضرت علی میدان میں نکلے اور ایک حدیث سنائی جس میں ظاہر کیا گیا تھا
کہ زبیرؓ ایک روز مقابلہ پر آئیں گے اور اس روز وہ حق پر نہ ہوں گے حضرت
زبیرؓ کو حدیث یاد آگئی اور یاد آتے ہی انہوں نے گھوڑے کی باگ موڑ دی۔
انہیں پشت پھیرتے دیکھ کر حضرت طلحہؓ بھی واپس مڑے مروان نے ایک زہر میں
بجھا ہوا تیر مار کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

حضرت زبیرؓ کا سر نماز پڑھتے میں ایک شقی نے کاٹ لیا۔ اس کے بعد حضرت
عائشہؓ بڑی جرأت کے ساتھ لڑتی رہیں مگر شکست ہوئی۔ حضرت علی نے بڑے
احترام کے ساتھ مدینہ منورہ بھجوا دیا اور جن سبائیوں نے گستاخی کی تھی
ان کے کوڑے لگوائے اس غیر متوقع ناکامی سے مروان اور دیگر بنو امیہ کو
بڑا صدمہ ہوا مروان بڑے زور شور کے ساتھ لڑا تھا جسم پر بہتر زخم تھے ان
زخموں نے بے حال کر دیا تھا قلعہ میں پناہ لی اور چھپ کر شام روانہ ہو گئے۔ حق و باطل
کے امتیاز کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ حضرت زبیرؓ و طلحہؓ محض ایک حدیث
سنکر اور خود کو غلطی پر پاکر فوراً واپس ہو گئے حالانکہ جرأت و جلادت میں نظیر نہ
رکھتے تھے کامیابی پہلے میں ہی ہے کسی کے خلیفہ منتخب ہونیکا قوی ترین
امکان تھا۔ مگر انہوں نے جب تک خود کو راہ راست پر سمجھا بے جگری کے ساتھ
لڑتے رہے اور جب غلطی محسوس ہوگئی تو ہر دنیوی عظمت و نعمت کو ٹھکرا کر علیحدہ
ہو گئے مگر بنو امیہ کے افراد اور مروانیوں پر اس کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔

سبائیوں کی فتنہ پردازی نے دنیائے اسلام کے امن و امان میں رخنہ
ہی نہ ڈالا سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ تین بہترین تابعین اسلام حضرات عثمانؓ
و زبیرؓ و طلحہؓ کی رہنمائی سے دنیائے اسلام ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی دس ہزار صحابہ
کا خون بہا پچاس ہزار قدسی باہم دست بگریبان ہوئے اور مستقل عناد کی بنائیں
استوار ہو گئیں۔

امویوں اور ہاشمیوں میں جنگ کا آغاز

حصول اقتدار کیلئے بنو امیہ کی طوفان خیز جدوجہد

امیر معاویہؓ کے عذرات جنگ

حضرت علیؓ جانتے تھے اور خوب جانتے تھے کہ بنو امیہ شام میں امیر معاویہؓ کے
گرد پیش جمع ہو چکے ہیں جنہوں نے معزولی کے حکم کی بھی مخالفت کی ہے اور علوی گورنر
کو بھی واپسی پر مجبور کیا ہے۔ اموی گورنروں میں سب سے مقتدر، دولتمند اور باثر
گورنر بھی تھے رسول اللہ کے صحابی اور ان کے نسبتی بھائی تھے۔ ان سے ضرور مقابلہ
ہو کر رہے گا۔ امیر معاویہؓ ابتدا میں تو صرف اتنا ہی چاہتے تھے کہ وہ اپنے
عہدے پر بحال رہیں بیس سالہ عادت کے بعد انہیں اپنی معزولی گراں گزر
رہی تھی سمجھتے تھے کہ یہ اگر کوئی قصور بھی نہیں میرے ہی قبیلہ کے سردار شہید
ہوں اور میں ہی معزولی کی سزا پاؤں۔ انہیں اس حد تک ضرور حق بجانب سمجھا
جاسکتا ہے کہ وہ اپنے دعاوی میں راہ راست پر تھے۔

انہیں یہ رنج بھی تھا کہ حضرت عثمانؓ بھی شہید ہوں اور انہیں کے اقربا
کو سزا ملے اور جو قاتلین ہیں وہ نہ صرف یہ کہ آزادانہ دندناتے پھریں بلکہ وہ خود خلیفہ
وقت کے لشکر کی ایک کارفرما جماعت بنے ہوں حالانکہ سزا انہیں ہی ملنی
چاہئے تھی اور یہی چیز انہیں اس شبہ میں ڈال رہی تھی کہ قتل عثمانؓ میں ضرور
حضرت علی کا ہاتھ ہے وہ علانیہ کہتے تھے کہ اگر حضرت علیؓ کا دامن اس
لوث سے پاک ہے تو بنو عثمان کے قبیلہ والوں کو بنو امیہ کے بجائے معزولی
کی یہ سزا کیوں دی جا رہی ہے اور جو قاتلین ہیں باغی ہیں مفسدین ہیں انہیں
سزا کے بجائے لیا کیوں جا رہا ہے قتل کیوں نہیں کر دیا جاتا۔

چونکہ یہ توجیہہ بظاہر بہت معقول اور دل کو لگتی ہوئی تھی اس لئے بہت سے
صحابہ ان کے ساتھ ہو گئے اور تمام شام بھی حمایت پر آمادہ ہو گیا۔ اول تو
امیر معاویہؓ خود صحابی بھی اور بڑا اقتدار رکھتے تھے۔ دوسرے حضرت عثمانؓ
ذاتی طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑا درجہ رکھتے تھے سابق الاسلام تھے
بڑے بڑے مصائب اٹھا چکے تھے کروڑوں روپیہ عہد رسالت اور زمانہ بعد
میں شوکت اسلام بڑھانے کے لئے فیاضانہ خرچ کر چکے تھے دربار رسالت
میں بڑا رسوخ رکھتے تھے منتخب شدہ خلیفہ تھے بےحد منتظم تھے۔ کبر سن تھے
بوڑھے تھے حضور نبی کریم کے ماموں زاد بھائی تھے اور یکے بعد دیگرے دو
صاحبزادیاں آپ کی زوجیت میں آئی تھیں نہایت نیک نفس اور مقدس
و فرشتہ صفت بزرگ تھے ان کا خون تمام دنیائے اسلام کے لئے بہت
بڑا حادثہ تھا۔

اس کا محض تصور ہی مسلمانوں کو بے چین کر دیتا تھا پھر اتنا بڑا حادثہ اب تک
بلا قصاص کے پڑا ہوا تھا مسلمان اسے بری طرح محسوس کر رہے تھے اور
اسی لئے وہ قصاص کے مطالبہ میں انہیں بالکل حق بجانب تصور کرتے
اور خود امیر معاویہ بھی اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے تھے اور اس حد تک
انہیں سمجھنا بھی چاہئے تھا آج امیر معاویہؓ کو قصور وار ٹھہرا دینا بظاہر بہت
آسان امر ہے مگر انصاف سے غور کیجئے کہ ان کے عذرات و دلائل قوی ہیں
یا نہیں اور اگر آپ بھی اس زمانہ میں ہوتے تو کیا اس امر کو گوارا کر لیتے کہ دنیائے
اسلام کا وہ فرشتہ سیرت اور کبر سن فرمانروا جس کے گھر میں حضور نبی کریم کی دو
صاحبزادیاں دلہن بنکر آئیں اس قصابی و شقاوت کے ساتھ بھوکا پیاسا
قتل کر دیا جائے کہ اسے کفن بھی نصیب نہ ہو۔

چند آدمی جنازہ کی نماز پڑھنے کو بھی میسر نہ آئیں تین روز تک لاش بے
گور و کفن پڑی رہے۔ انہی خون سے تر بتر ہوئے کپڑوں میں دفن ہو۔ اس کی
ریش مقدس کھینچی جائے اپنے اہل و عیال کے سامنے تلاوت کلام پاک کرتا

ہو اقتل کر دیا جائے نہیں اور ہرگز نہیں آپ کبھی گوارا نہ کرتے اور نہ ہی چاہتے کہ قاتلوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ رہنا میں سانس لینے کا موقعہ دیا جائے بلکہ انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا جائے۔ پھر آپ انہیں نہ صرف آزاد پھرتے بلکہ خلیفہ کے لشکر کا دست و بازو بنا ہوا دیکھتے تو سینے پر سانپ لوٹتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر فرمایئے اسکے متعلق آپ کیا خیال کرتے اور آپ کی آنکھوں میں کس کس طرح خون اترتا اور آگ اترتی۔ اور واقعی اترتا پھر آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ امیر معاویہؓ کو برا کہیں نیت کا حال تو خدا کو معلوم ہے لیکن انہیں ان کے دعاوی میں غلط نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت علیؓ کی مجبوریاں

اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پوزیشن پر بھی ایک نظر ڈالئے وہ خلیفہ تو ضرور منتخب ہوئے ناحق نہیں ہوئے بلکہ اب مسلمہ طور پر دنیائے اسلام میں آپ سے زیادہ افضل ہستی کوئی نہ تھی اور اس کا فیصلہ عثمانی انتخاب ہی کے وقت ہو چکا تھا اور سب نے اسے تسلیم کر لیا تھا شہادت کا واقعہ پیش ہی نہ آتا تو بھی حضرت کے بعد ہی خلیفہ منتخب ہوتے اسلئے ان کا یہ کہنا کہ ان کے انتخاب میں مفسدین کی سعی کو بہت دخل تھا بے سود ہے یا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ خود خلافت کے آرزو مند تھے فضول ہے اگر تھے بھی تو وہ اس کے بہترین اہل تھے اور اب ان کا حق تھا اور اسلام نے حق خواہی کو بھی اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کی سعی و تحفظ میں قتل ہو جانے والا بھی شہید بتایا جاتا ہے۔

پھر ان کے لشکر میں مفسدین شامل ہوئے اور یہ چیز بادی النظر میں بہت ہی معیوب نظر آتی ہے مگر وہ اسمیں بے بس تھے جن مفسدین کو پورے شہر مدینہ کی آبادی دور نہ کر سکتی تھی تنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ انہیں کیونکر دور کر سکتے تھے مدینہ میں کونسا لشکر تھا جو ان کا دست و بازو بنتا شہر ہی کے لوگ لشکر میں شامل ہو سکتے تھے تو وہ پہلے ہی خوفزدہ تھے ابھی انتظام بھی نہ کرنے پائے تھے کہ جنگ جمل پیش آگئی اس کا مقابلہ لازمی تھا۔ مدینہ والوں کی یہ حالت تھی کہ ... ... چار پانچ روز تک وہ لوگوں کو لشکر میں بھرتی کے لئے ابھارتے رہے مگر کوئی تیار نہ ہوا اس کے بعد بمشکل کچھ لوگ جمع ہوئے حضرت عائشہؓ مع حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جیسے بزرگ ہستیوں سے لڑنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوتا تھا کوفہ سے بڑی دقت سے لوگ ملے۔

اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مخالف فریق کو تو تیس ہزار لشکر مل گیا اور حضرت علیؓ کو خلیفہ ہونے کے باوجود بمشکل میں ہزار نیم دل آدمی مل سکے۔ یہ تو آپ کی ذاتی قابلیت تھی جو اسی لشکر سے آپ نے کامیابی حاصل کر لی ورنہ فتح کا بھی کوئی امکان نہ تھا پھر آپ مفسدین کو ساتھ نہ لیتے تو کیا کرتے اگر انھیں چھوڑ بھی دیتے تو وہ پہلے آپ ہی کا خاتمہ کر دیتے ورنہ مدینہ والوں کو پس غیبت میں انتہائی پریشان کرتے پھر آپ نے مقدمہ لیا تھا صرف حکم قصاص کے لئے جن شہادتوں کی ضرورت تھی وہ مدینہ منورہ میں حاصل ہی نہ ہو سکتی تھیں اور جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے شرعاً کوئی مجرم نہیں بنایا جاتا۔ شہادتیں مل بھی جاتیں تو ان حالات میں آپ کے پاس وہ کونسی قوت تھی جس کے ذریعہ سے آپ اپنے حکم کی تعمیل کرا سکتے کہنے کو یہ بہت سے آدمی نہ تھے دور بیٹھنے والے تو یہی خیال کرتے تھے کہ انہیں مار لینا کونسی بڑی بات ہے۔ یہی خیال امیر معاویہ اور ان کے رفقا کا قائم ہو چکا تھا۔

لیکن اصلاً یہ سارے مدینہ پر چھائے ہوئے تھے اور بڑے بہادر اور بڑے بے خوف آدمی تھے۔ تاہم جنگ جمل میں جب آپ نے دوسرے لشکر کی ہمت پر خود کو ان کے اشرار افراد سے بے نیاز پایا اور مصالحت کی بنا ان کی علیحدگی ہی قرار دی گئی تو آپ کو انہیں لشکر سے علیحدہ کر دینے میں ذرہ برابر بھی تامل نہ ہوا مگر ان کی شرارت سے پھر جنگ شروع ہو گئی غلط فہمی میں پڑ گئے اور انہیں ساتھ لینا پڑا فتح ہوئی تو امیر معاویہ سامنے تھے۔ ان کے مقابلہ کے لئے آدمیوں کی ضرورت تھی آپ نے بار بار کہا لکھا کہ آؤ تم بیعت کر لو پھر ہم تم مل کر ان سے نبٹ لیں گے اور نبٹ لینے کی واحد صورت یہی رہ گئی تھی مگر مشکل یہ تھی کہ وہ ان کی موجودگی میں بیعت کرنے پر آمادہ نہ تھے اور نہ ان پر ایسے حالات میں اعتماد کیا جا سکتا تھا اور نہ آپ بلا بیعت لئے جنگ سے بے تعلق ہو سکتے تھے۔

غرض اپنی اپنی جگہ پوزیشن دونوں کی مضبوط تھی البتہ بزرگی عظمت اور خدمات اسلام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درجہ بدرجہا بڑھا ہوا تھا منصب خلافت کے لئے وہی سب سے زیادہ موزوں تھے۔ اس کے لئے امیر معاویہؓ کا ادعا و خیال غلط تھا اور انہیں حضرت علیؓ سے کوئی نسبت نہ تھی۔

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ میں مصالحت کی گفتگو

حضرت علیؓ خونریزی نہ چاہتے تھے چنانچہ آپ نے جنگ سے فارغ ہو کر کوفہ پہنچتے ہی امیر معاویہؓ کو لکھا کہ :-

"تم اور تمہارے زیر اثر جتنے مسلمان ہیں سب پر میری اطاعت واجب و لازمی ہے کیونکہ مجھے مہاجرین و انصار نے بالاتفاق آپ کا خلیفہ منتخب کیا ہے انہی نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو منتخب کیا تھا۔ تم نے شہادت عثمانؓ کو اپنی مقصد براری کا وسیلہ بنا رکھا ہے اگر تمہیں قصاص کا جوش ہے تو پہلے میری اطاعت کرو اس کے بعد باضابطہ مقدمہ پیش کرو میں کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کر دوں گا ورنہ پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"

امیر معاویہؓ نے وہی جواب دیا کہ قاتلین عثمانؓ کو پہلے ہمارے حوالہ کر دو کئی بار لکھا اور کوئی صورت مصالحت نظر نہ آئی تو اسی ہزار لشکر لیکر بڑھے صفین میں کئی ماہ کی ابتدائی جنگوں اور جھڑپوں کے بعد پھر ایک وفد مصالحت بھیجا جس نے امیر معاویہؓ سے جا کر کہا کہ :-

"حضرت علیؓ سابق الاسلام اور قرابتدار رسول اکرم ہونے کی بنا پر امارت و خلافت کے زیادہ حقدار، تم خون عثمانؓ کو شامیوں کے بھروسہ پر طلب کر رہے ہو حالانکہ آپ کا جو مقصد اصلی ہے وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ آپ جنگ سے بچیں ورنہ انجام وہی ہوگا جو جنگ جمل کا ہوا"

امیر معاویہؓ نے جواب دیا :-

"ہم قصاص کے مطالبہ سے ہرگز دست بردار نہیں ہو سکتے جماعت ہمارے ساتھ ہے اطاعت تو اس وقت کریں جب ہم انہیں اس کا مستحق سمجھیں۔ کیا انہوں نے قاتلین عثمانؓ کو اپنے پاس پناہ نہیں دے رکھی ہے بہر کیف اگر تم ہمیں اطاعت کی دعوت دیتے ہو تو اتنا ہی کرو کہ قاتلین کو ہمارے حوالے کر دو"

علوی وفد ناکام لوٹا اس کے بعد ایک وفد حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے آیا اس نے بارگاہ حیدر کرار میں حاضر ہو کر کہا :-

"تم نے خلیفہ برحق کو قتل کیا جو کتاب و سنت کے مطابق عمل کرتے تھے اگر تم خود کو بری سمجھتے ہو تو پہلے قاتلین عثمان کو ہمارے حوالے کر دو رہا امارت اور خلافت کا مسئلہ تو اسے رائے عامہ پر چھوڑ دو وہ جسے چاہیں اپنا امیر منتخب کر لیں گے۔"

حضرت علیؓ کو یہ سنکر غصہ آگیا اور فرمایا کہ:۔

"خاموش رہو تم انتخاب خلافت کے متعلق ہرگز زبان کشائی کا منصب نہیں رکھتے اللہ اللہ اب تمہارے حوصلوں کا یہ عالم ہو گیا ہے خدا تمہیں اس رتبہ کے لئے زندہ نہ رکھے جاؤ اور جو تمہارا دل چاہے وہ کرو ہم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بہتر کام کرتے دیکھا اس لئے خاموش رہے ورنہ ہم ان کی بہ نسبت حضور نبی کریم سے قریب تر تھے۔ عثمانؓ کو لوگوں نے منتخب کر دیا تو بھی ہم خاموش ہو گئے اور امارت میں کوئی دخل نہ دیا۔ عوام کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وہ شہید ہو گئے تو لوگوں نے مجھے منتخب کر دیا اس کے بعد طلحہؓ و زبیرؓ نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق معاویہ نے مخالفت کا بیڑا اٹھایا حالانکہ میری طرح معاویہؓ کو سبقت اسلام کا شرف حاصل نہیں مجھے خود حیرت ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس کے مطیع کیونکر ہو گئے میں پھر تمہیں کتاب و سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں میری دعوت کو قبول کرو۔"

بولے اچھا اس کی تو آپ شہادت دیتے ہیں کہ عثمان مظلوم مارے گئے۔ فرمایا میں نہ انہیں مظلوم کہتا ہوں نہ ظالم اس پر وہ یہ کہکر اٹھ گئے کہ جو شخص عثمانؓ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں۔"

یہ الفاظ علامہ ابن خلدون کے ہیں اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم ابتدا سے خود مستحق خلافت سمجھتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود بھی اس کے آرزو مند چلے آرہے تھے جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم شیخین کرام کی بہ نسبت حضور نبی کریم سے زیادہ قریب تر تھے اور اس لئے خاموش رہے کہ انہیں بہتر کام کرتے دیکھا۔ لیکن بات وہی ہے کہ خلافت ایک نعمت الٰہی ہے اور اس کی آرزو کو کوئی بری آرزو نہیں کہہ سکتا۔

انہیں کیا حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی اس کا اظہار کیا تھا بہر کیف حضرت علیؓ نے ایک آیت پڑھی اور فرمایا کہ یہ لوگ اس وقت تک ہرگز نہ سنیں گے جب تک کہ مجبور نہ کر دیئے جائیں۔

جنگ صفین کا آغاز اور سپہ سالار شام کا مقابلہ

جنگ صفین تاریخ اسلام کی ایک اہم ترین جنگ ہے جس میں کم و بیش دنیائے اسلام کے فرزندان توحید ایک مدت تک مصروف پیکار رہے اسی میدان میں بہت سی جنگیں لڑی گئیں جن میں لیلۃ الہریر کا قیامت خیز معرکہ سب سے اہم اور سب سے خوفناک معرکہ تھا۔ جرأت و جلادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے کسی کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی جب آپ کی نافرمان فوج حملہ کرنے سے گریز کیا کرتی اور آپ کو جوش آیا تو آپ یہ کہکر کہ نافرمانو آؤ میں خود تنہا ان کا مقابلہ کر سکتا ہوں شامی فوج کے سمندر میں مجاہدانہ گھس گئے حضرات حسنین بھی برابر باپ کے پیچھے ہی گئے یہ حالت تھی کہ تنہا آپ نے شامی فوج کا ستھراؤ شروع کر دیا جس طرف یہ شیر خدا رخ کرتا تھا کائی سی پھٹ جاتی تھی۔

یہ دیکھکر آپ کی نافرمان فوج کو بھی جوش آیا اور اس نے بھی حملہ کر دیا لشکر شام میں تہلکہ مچ گیا ہزار ہا شامی قتل ہو گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے حضرت حیدر کرار نے بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ "معاویہؓ! کیوں مخلوق خدا کا خون اپنی حرص اقتدار کے لئے بہا رہا ہے لڑائی میری اور تیری ہے نہ کہ ان کی سامنے آ کہ ہم دونوں لڑکر اپنی اپنی قسمتوں کا فیصلہ کر لیں جو کامیاب ہو وہی امیر بنے۔ حضرت عمرو بن العاص نے امیر معاویہؓ سے کہا۔

"جایئے آپ کی طلب ہو رہی ہے اور بات بھی ٹھیک ہے مرد جائیے اور لڑکر فیصلہ کر لیجئے۔"

امیر معاویہؓ بولے "خوب کیا ٹھیک بات ہے۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ علی کے مقابلہ میں جو گیا کبھی زندہ نہ لوٹا۔"

وہ سر ارزند گویا فیصلہ کن جنگ کا دن تھا۔ کہیں حضرت عمرو بن العاصؓ سپہ سالار شام نظر آگئے۔ آپ نے فرمایا کہ "تف ہے تجھ پر کہ تو صرف ایک مصر کے لئے اپنا دین فروخت کر رہا ہے۔" بولے "نہیں میں تو عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرتا ہوں۔" فرمایا کہ:۔

"عمرو! میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ تعالے تیرے ان افعال سے ہرگز خوش نہ ہو گا اور مرنے کے بعد تجھے حقیقت معلوم ہو گی۔ تو نے آج ہی کچھ اس لشکر کی علمبرداری نہیں کی۔ حضور نبی کریم کے مقابلہ میں آکر بھی تو تجھ سے تین بار لڑ چکا ہے اور آج چوتھی بار پھر میرے مقابلہ کو نکلا ہے۔ عمارؓ شہید ہو چکے ہیں میں تجھے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کیا خود حضور نبی کریمؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ عمارؓ کو باغی جماعت شہید کریگی۔" (ابن خلدون)

حضرت عمرو بن العاص نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا جنگ شروع تھی پھر ایک مرتبہ حضرت عمروؓ سامنے آگئے اور بڑی ہمت کر کے حملہ کیا لیکن کجا عمروؓ اور کجا حضرت حیدر کرار ایک بھرپور اور تلا ہوا ہاتھ جو کیا ہے تو حضرت عمروؓ کے حواس جاتے رہے۔ خود بڑے آزمودہ کار جنگ تھے سمجھ گئے کہ اب خیر نہیں اس لئے یکبارگی انہوں نے خود کو گھوڑے سے گرا دیا اور بچاؤ اسی کے عالم میں ستر بھی کھل گیا حضرت حیدر کرار نے فوراً منہ پھیر لیا اور یہ کہکر چھوڑ کر چلے گئے کہ میں گرے ہوؤں پر حملہ نہیں کیا کرتا اور یہ آئین شجاعت سے بعید ہے یہ حضرت حیدر کرار ہی کی شان تھی۔

علوی شجاعت و بسالت کا شاندار مظاہرہ

حالانکہ حضرت عمروؓ جیسے دشمن کو قتل کر ڈالنا حق بجانب تھا اور انھیں چھوڑ دینے سے آپ کو جیتی ہوئی جنگ بھی ہارنی پڑی اور آئندہ صدہا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کچھ بھی ہو مگر حق پرستی کی تاریخ میں آپ کا نام تو رہ گیا۔ اگر آپ امیر معاویہ سے اس وقت نہ بولتے یا اس وقت عمرو بن العاص ہی کو قتل کر ڈالتے تو آپ کے راستے کے تمام کانٹے دور ہو جاتے لیکن آپ نے ہمیشہ سیدھی راہ اختیار کی اور بنو امیہ کی طرح کبھی چالیں نہ چلیں امیر معاویہؓ ایک پرتکلف خیمہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے موت کی بیعت لے رہے تھے کہ آپ بڑھتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے۔ ابو سفیان کے خادم احمر نے تیزی کے ساتھ جھپٹ کر حملہ کیا آپ کے خادم کیسان نے بڑھکر روکا اور شہید ہو گیا۔

حضرت علیؓ نے جوش میں بڑھکر اس کی زرہ پکڑ لی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹخا کہ اس کے بازو جھٹکا رہ گئے اور سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے دشمن کے کیمپ میں بھی جرأت و جلادت کا اتنا شاندار مظاہرہ کرنا آپ کا اور صرف آپ ہی کا کام تھا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ لشکر شام میں بھاگڑ پیدا ہوگئی امیر معاویہؓ مایوس ہو کر بولے کہ عمرو اب شکست یقینی ہے اور صاف نظر آ رہا ہے کہ ہماری قبریں اسی میدان میں بنیں گی۔ افسوس ہم اسی انجام سے دوچار ہونے کے لئے میدان میں نکلے تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا گھبرائیے نہیں میں نے اپنے ترکش تدبیر میں ایک تیر اسی دن کے لئے رکھ چھوڑا ہے بس تو پھر اس تیر کو کب نکالو گے۔ اس وقت جب ہمارا خاتمہ ہو جائے گا علی تو ہمیں تباہ کئے دیتے ہیں۔

جیتی جنگ میں ہار

عین اس وقت کہ شکست میں صرف لمحوں کی دیر رہ گئی تھی عمرو بن العاصؓ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ قرآن کریم نیزوں پر باندھکر بلند کریں قرآن کا بلند ہونا تھا کہ نافرمانی عادی لشکر میں رد و قبول کا ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ہاتھ روک لئے اور تلواریں میانوں میں ڈال لیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:۔

"بہادرو! فریب میں نہ آؤ معاویہؓ، حبیب ابن سرح، ضحاک، ابن ابی معیط نہ صاحب دین و قرآن ہیں اور نہ صاحب ایمان ہیں ہم ان کی حالت سے خوب واقف ہیں۔ لڑکپن سے ہم صحبت رہے ہیں بچپن میں بھی وہ نہایت شریر لڑکا تھا بڑھکر بھی شریر ہی نکلا اس نے فریب سے قرآن اٹھوایا ہے"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج ایک سرکش و نافرمان تھی۔ جنگ کے دوران میں بھی وہ نافرمانی کرتے رہے تھے اب ان سے کیا توقع ہوسکتی تھی۔

زید بن حصین اور مشعر نے جو بعد کو خارجی ہوگئے انہوں نے کہا کہ:۔

"کتاب اللہ کو منظور کر دو ورنہ ہم تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو عثمانؓ کے ساتھ کر چکے ہیں" فرمایا مطیع ہو تو لڑتے رہو ورنہ جو دل چاہے وہ کرو۔ مسعر وغیرہ بولے یہ دوسری بات ہے۔ آپ اشتر کو جلد بلوائیے ورنہ ہم آپکا خاتمہ کئے دیتے ہیں۔ اشتر بولا کہ یہ واپس بلانے کا کونسا موقعہ ہے مگر جب مجبور کیا گیا تو وہ بھی افسوس کرتا ہوا واپس چلا آیا۔

رسول کریمؐ نے درست فرمایا ہے کہ:۔

"جنت میں لوگ درجات عقل کے مطابق داخل ہوں گے کیونکہ جاہل عابد اپنی حماقتوں کے باعث دنیا میں ایسی آفات میں مبتلا ہو جاتا ہے جو ایمان کو خراب ثابت ہوتی ہیں" ان کمبختوں نے اطاعت امیر کو تو کوئی اہمیت نہ دی اور اس فریب کو احترام قرآنی پر محمول کر کے فتح شدہ جنگ کو ناکامی سے مبدل کرا دیا۔ انتہا یہ ہے کہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جان لینے پر آمادہ ہوگئے تھے جب اشتر واپس نہیں آیا ہے جو نہایت جرأت و جلادت کے ساتھ لڑ رہا تھا اور بڑھتا چلا جا رہا تھا تو انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ تم ہی نے اشتر کو بھیجا ہے یا تو اسے واپس بلاؤ ورنہ ہم ابھی تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔ پھر جب اشتر نے واپس آکر افسوس کے ساتھ کہا ہے کہ:۔

کمبختو! تم نے برباد ہو کر کہا یا سخت غلطی کی جس پر ہمیشہ پچھتاؤ گے فتح چند لمحوں کی بات رہ گئی تھی۔ تو لوگ اسے بھی قتل کرنے پر تیار ہوگئے وہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ میدان میں آگئے اور جان بچ گئی۔

حضرت علیؓ کو لوگ الزام تو دیتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں واسطہ کیسے لوگوں سے پڑا تھا ان سے اتنا ہی کام لے لینا حضرت علی ہی کا کام تھا حضرت عمرو تو اس راز کو بخوبی سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے یہ چال چلی تھی کہ اس سے ان میں خود ہی اختلاف پیدا ہو جائے گا وہ ہوگیا خیر جنگ کے بعد مصالحت کی گفتگو ہوئی اور یہ قرار پایا کہ چھ ماہ کے بعد دومۃ الجندل میں دونوں طرف کے حکم جمع ہو کر متفقہ طور پر جو فیصلہ کر دیں وہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا۔ شامیوں کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص حکم مقرر ہوئے۔ ادھر سے اشعث اور مسعر وغیرہ نے حضرت ابو موسیٰ رضہ کا اسم گرامی پیش کیا۔ حضرت علی کرم نے فرمایا کہ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس نامزد کئے جائیں انہوں نے اس سے بھی اختلاف کیا اور بولے کہ ان میں اور تم میں فرق ہی کیا ہے آخر حضرت علیؓ یہ کہکر علیحدہ ہوگئے کہ نہیں مانتے تو نہ مانو تمہیں اختیار ہے جسے چاہو اپنا حکم مقرر کر لو مجھے اس میں دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

شامیوں کی اطاعت اور کوفیوں کی سرکشی

ادھر شامیوں کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ امیر معاویہ کے ہر حکم پر سر اطاعت خم کرتے تھے اور ادھر سرکشی کی یہ حالت کہ بات بات پر قدم قدم پر مخالفت کرتے تھے۔ سرکشی کی انتہا یہ ہے کہ جن لوگوں نے خود زور دیکر جنگ رکوائی تھی وہی فیصلہ ثالثی پر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ حکم تو خدا کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا آپ نے اسے منظور ہی کیوں کیا اس سے تم اور تمہارے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے والے تمام رفقا کافر ہوگئے پھر اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ بارہ ہزار افراد فوج سے علیحدہ ہوگئے جو خارجی کہلاتے ہیں اور انہیں نے دہشت پھیلانی شروع کر دی پہلے تو حضرت علیؓ نے ان کے عقیدہ کی اصلاح کی بہت کوشش کی باز نہ آئے تو اعلان جہاد کر دیا کہ یہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے تھے ان سے جو جنگیں ہوئیں ان میں نہروان کی جنگ بہت شدید اور خوفناک جنگ تھی خارجی اس میں حیرت انگیز دلیری و استقلال کیساتھ لڑے مگر حضرت علیؓ نے اپنی جرأت و شجاعت سے ان کی قوت کو قریب قریب پاش پاش کر کے رکھدیا۔

حضرت عمروؓ کی ایک تدبیر سے نہ صرف معاویہؓ کی شکست فتح میں تبدیل ہوگئی بلکہ ان کی فوج میں بھی تشتت و افتراق پیدا ہوگیا اور ایک مستقل فرقہ ان کے خلاف کھڑا ہوگیا جس سے ایک مدت تک آپ کو جنگ کرنی پڑی اور آپ دوبارہ شام کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور اسی فرقہ کے ایک شقی ازلی کے ہاتھوں آپ کا چراغ حیات گل ہو کر رہ گیا وہی کیا معاویہؓ کی خلافت کے لئے راستہ صاف ہوگیا مصالحت تو منظور ہی کی تھی وقت ٹالنا مقصود تھا وہ ٹل گیا کیونکہ دومۃ الجندل کے جلسہ عظیم میں حضرت عمرو بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے تقدس و سادگی سے فائدہ اٹھایا اور ان کے سامنے موجودہ خانہ جنگی کو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ اقتدار طلبی پر محمول کر کے انہیں دونوں کی معزولی پر رضامند کر لیا۔

جب رضامند کر لیا تو بزرگ مذکور پہلے انہی سے اعلان کرایا اور ان کے اعلان کے بعد عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں ان کے فیصلہ کے پہلے

سے متفق ہوں کہ حضرت علیؓ معزول کئے جائیں اور دوسرے حصہ سے اختلاف کہ علیؓ کی جگہ معاویہؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ ابوموسیٰ اس پر بہت برافروختہ ہوئے کہ مجھ کو دھوکہ دیا مگر اب کیا ہو سکتا تھا یہ سب کھیل تو کھیلا ہی اس لئے گیا تھا کہ حضرت علیؓ کو زک پہنچا کر امیر معاویہ کو خلیفہ منتخب کرایا جائے۔

پروپگنڈے اور تدبر کی کرشمہ کاری

عمرو بن العاصؓ مصر کی گورنری سے معزولی کے بعد فلسطین میں عزلت گزیں ہو گئے تھے تدبر و سیاست میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ ابتدا میں معاویہؓ کا مقصد اختلاف سے صرف اپنے عہدے کی بحالی تھا بیس برس کی گورنری نے انہیں خودمختار بنادیا تھا وہ اپنا عہدہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ فی الواقع اگر انہیں نہ چھیڑا جاتا اور معزول نہ کیا جاتا تو وہ کبھی مخالفت پر نہ کھڑے ہوتے۔

حضرت علیؓ کے مقابلہ میں وہ خلافت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے مگر جب معزول شدہ عمال عثمانی ان کے پاس چاروں طرف سے پہنچے اور سمجھایا کہ علیؓ جنگ میں پھنسے ہوئے ہیں اور پوری دنیائے اسلام قصاص کے لئے بیتاب ہے تو ایک مبہم سا خیال انہیں پیدا ہوا پھر بھی دشواریوں کے پہاڑ راہ میں حائل تھے عرب میں مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن العاصؓ عرب میں بہت بڑے سمجھے جاتے تھے۔ مغیرہؓ پہنچ ہی گئے تھے اور یہ سوچ کر پہنچے تھے کہ اس وقت خون عثمانؓ کو تو صرف آڑ بنایا گیا ہے درحقیقت یہ جنگ بنو امیہ اور بنو ہاشم کی جنگ ہے۔ مؤخر الذکر سیدھے اور سادے ہیں سچے مسلمان ہیں اپنی قرابت نبوی پر نازاں ہیں برعکس ازیں بنو امیہ چالاک ہیں دنیاداری میں طاق اور تدبر و سیاست میں شرف یکتائی رکھتے ہیں۔ حضرت علیؓ اپنی سادگی سچائی اور حق پرستی کے جوش میں متواتر غلطیاں کریں گے انہیں چھیڑیں گے اور معاویہؓ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور فائدہ پہنچائیں گے۔

مشورہ کے بعد طے ہوا کہ کسی طرح عمرو بن العاصؓ کو بھی ساتھ ملایا جائے جب ان کے پاس دعوت پہنچی تو ان کے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ نے کہا کہ اگر دنیوی سرخروئی اور اعزاز درکار ہے تو شوق سے جائیے اور اگر آخرت کی فائزالمرامی کے آرزومند ہیں تو یہیں خاموش بیٹھے رہیئے بڑے صاحبزادے نے کہا کہ آپ عمائدین عرب میں سے ہیں آپ کی شرکت کے بغیر یہ معاملہ ہرگز طے نہ ہوگا جائیے ضرور جائیے اور آپ بھی اس سے فائدہ اٹھائیے چنانچہ آپ گئے اور مصر کی بحالی کی شرط پر آپ شرکت کے لئے راضی ہو گئے آپکے رضامند ہوتے ہی امیر معاویہ کا خیال پلٹ گیا اور پہلی مرتبہ انہیں اپنے خلیفہ بننے کی امید پیدا ہوئی۔ عمرو بن العاص نے بتایا اور سمجھایا کہ آپ پہلے شامیوں کے قلوب پر یہ امر نقش کردیں کہ خون عثمانی میں حضرت علیؓ کا ہاتھ تھا عمائدین و شیوخ عرب کو اپنا مؤید بنائیں گوشہ گوشہ میں اپنے ایجنٹ پھیلا دیں اور ہر مطالبہ کے جواب میں قاتلین کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کریں۔ آپ کے پاس جید فرمانبردار فوج ہے اور ان کے ساتھ عراقی ہیں جو بیوفائی و سرکشی میں نظیر نہیں رکھتے وہ قاتلین کو حوالہ نہ کر سکیں گے اور آپ اس کے بغیر مانیں گے نہیں جنگ ہوگی اور اس میں آپ ان کی فوج کی سرکشی و نافرمانی اور اپنی فوج کی اطاعتمندی اور تدبر کے بل پر ضرور کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا خزانہ کا منہ کھول دیا گیا زور شور کے ساتھ پروپگنڈا شروع ہو گیا جنگ ہوئی نیزوں پر قرآن بلند کرکے سرکش فوج علیؓ میں اختلاف پیدا کیا گیا ثالثی میں فریب دیا گیا حضرت علیؓ کو خارجیوں کی جنگ میں الجھا دیا گیا اور دومۃ الجندل سے واپس آکر عمرو بن العاصؓ نے معاویہ کو مبارکباد دی اور انہوں نے خطبہ میں بحیثیت خلیفہ اپنا نام شامل کر لیا۔ تاہم ابھی تک حضرت علیؓ کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور امیر معاویہ اپنی خلافت کی طرف سے مطمئن نہ تھے۔

حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی طرف سے لعنت کا آغاز

حضرت علیؓ کو جو ہم فریب دیئے گئے تھے انہیں سخت رنج و صدمہ پہنچایا گیا تھا اس لئے جب انہیں دومۃ الجندل کے فیصلہ فریب کا علم ہوا تو انہوں نے نماز میں قنوت پڑھنے سے پیشتر یہ بددعا کرنی شروع کردی کہ معاویہؓ، عمرو بن العاص، عبدالرحمن بن مخلد، ولید ضحاک اور ابوالاعور پر لعنت ہو" امیر معاویہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے بھی جواب میں حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت حسنؓ حضرت حسین اور اشتر پر لعن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ علامہ ابن نصر نے لکھا ہے کہ اگر اس دعا کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ غالباً لعنت سے خالی ہوگی ابن اثیر نے اس واقعہ کی صحت ہی سے انکار کیا ہے۔

لیکن مستند ترین مؤرخ علامہ ابن خلدون نے نہ صرف اسے سچ اور درست بتایا ہے بلکہ دعا کے الفاظ تک اپنی تاریخ میں درج کر دیئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسے غلط سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں حضرت علیؓ کو صدمہ ہی اتنا پہنچایا گیا تھا کہ امیر معاویہ تو وہ بھی پروپگنڈے کے زور میں صحیح یا غلط طور پر حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کا ہاتھ سمجھتے تھے اور انہوں نے جواباً یہ طریقہ اختیار کیا تھا ضرور حضرت علیؓ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کی کوئی حیثیت نہیں مگر پھر بھی وہ ہمارے لئے بہت بڑی چیز ہیں رسول اللہ کے نسبتی بھائی اور ان کے صحابی ہیں ان کی زندگی بھی شرعی زندگی تھی جنگ کی غلطیوں کے سوا ان کا دامن ہر قسم کے لوث سے پاک رہا انہوں نے حکومت بھی شرعی حیثیت سے کی اس لئے ہمارے لئے وہ بھی حد درجہ قابل احترام ہیں بڑے جلیل القدر صحابی ہیں اور ہم جیسے معصیت کاروں کا یہ منصب ہرگز نہیں کہ ہم انہیں برا کہیں اور ان کی غلطیاں نکالیں جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بھی ڈرتے ڈرتے محض ایک تاریخی حیثیت کو منظر عام پر لانے کے لئے لکھا ہے خدا ہمیں معاف کرے اور دونوں کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

بنو امیہ پر مجاہدانہ یلغار کا عزم صمیم

فوج ناسپاس کی نافرمانی کا دوسرا مظاہرہ

خارجیوں سے فرصت پاکر آپ نے پھر شام پر حملہ کی تیاریاں کیں اور تمام ممالک محروسہ میں فرامین بھیجدیئے کہ حکمین نے چونکہ فیصلہ قرآن کے مطابق نہیں کیا دونوں میں اختلاف رہا اس لئے شام پر حملہ کی دوبارہ تیاری کرو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے فوجی دستے آنے شروع ہو گئے اور کیمپ میں چالیس ہزار لشکر جمع ہو گیا لیکن آخر یہ لشکر بھی انہی افراد پر مشتمل تھا جو صفین میں اپنی سرکشی کا مظاہرہ کر چکا تھا جس قدر جلد جمع ہوا تھا اسی قدر

جابجا منتشر ہونا شروع ہوا۔ بعض نے علانیہ کہا کہ ہم خارجیوں سے لڑکر تھک چکے ہیں ہمیں آرام کا موقعہ دیا جائے۔ بعض نے اور عذرات پیش کئے بعض نے علانیہ کہا کہ ہماری تلواروں کی دھاریں مڑ گئی ہیں نیزوں کے پھل خراب ہو چکے ہیں بیویاں گھروں میں ہماری انتظار کر رہی ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ آپ نے بڑے بڑے جوشیلے خطبے دیئے بڑی معرکۃ الآرا تقاریر کیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ اس موقعہ پر بھی آپ نے بڑی جوش انگیز تقریر کی مگر سب بت بنے بیٹھے رہے اور بہت سے اجازت کے بغیر اٹھکر چلے گئے۔ یہ دیکھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ سرخ ہوگیا اس میں کچھ زیادہ غصہ بھی تھا جس کے عمائدین نے آپ کو سمجھایا کہ ابتک فوج سے جتنی سرکشی کا اظہار ہوا اس میں آپکی نرمی اور صلح کو بہت بڑا دخل حاصل ہے ان کا سر ہی نافرمانی سے اٹھایا گیا ہے اس طرح آپ ہر دفعہ ہی کہیں گے تو یہ لوگ نہ مانیں گے اور جمع ہی ہو گئے تو عین وقت پر دغا کر دیں گے ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ آپ سختی سے کام لیں۔

حضرت علیؓ کا آخری حکم اور کوفہ میں سناٹا

حضرت علیؓ کو بھی تجربہ ہو چکا تھا سمجھ گئے اور دوسرے دن فرمان جاری کر دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ :-

"ہر خاص و عام کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس فرمان و اعلان کے سنتے ہی جنگ کے لئے تیار ہو کر کیمپ میں حاضر ہو جائے۔ کسی کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ متنبہ کیا جاتا ہے کہ جس نے بھی اس حکم سے گریز کیا یا ذرا بھی توقف و تامل سے کام لیا اس کا سر بلا تکلف قلم کر لیا جائے گا اور اس کے ساتھ ذرہ برابر بھی رعایت ملحوظ نہ رکھی جائے گی۔ اب تک جتنی نرمی سے کام لیا گیا اتنی ہی سرکشی لوگوں میں بڑھتی گئی لیکن اب نرمی کا شعار ترک کر دیا گیا ہر حکم کی تعمیل بے بجبر کرائی جائے گی اور نافرمانی کی سزا موت و گردن کشی کے سوا اور کوئی نہ ہوگی۔"

اس اعلان سے کوفہ میں ایک سناٹا چھا گیا۔ وحشت پھیل گئی ساری سرکشی دہری کی دہری رہ گئی اور سمجھ لیا کہ اب خلافت آب کی پالیسی بدل گئی ہے اور کوئی صورت مفر باقی نہیں رہی لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے جوق جوق آنے لگے اور تین روز کے اندر ایک عظیم الشان لشکر فراہم ہوگیا جس کی یا تو یہ حالت تھی کہ اطاعت کرنا ہی نہ جانتا تھا یا یہ صورت تھی کہ سب موت کے خوف سے سر بہ خم تھے اور ہر حکم و فرمان کی تعمیل کے لئے مستعدانہ و مطیعانہ تیار رہتے تھے تو کچھ امید تھی کہ اس مرتبہ بنی امیہ کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھدیا جائے گا فوج میں بھی بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا اب سمجھتے تھے کہ حضرت علیؓ کی قیادت میں لڑنے والے لشکر کو کوئی قوت شکست نہیں دے سکتی۔ امیر معاویہ کی قوت میں گو بہت اضافہ ہو گیا تھا مصر بھی ان کے ہاتھ میں آچکا تھا مگر وہ خوب سمجھتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عہدہ برآ ہونا آسان امر نہیں اس لئے وہ بھی یہ اطلاع پاکر خوفزدہ ہو گئے تھے اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور ابھی لشکر روانہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ پیام اجل پہنچ گیا۔

حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے کارہائے عمل

امیر معاویہؓ کا تدبر اور مصر کا حشر

بنو امیہ تدبر و سیاست میں نظیر نہ رکھتے تھے جنگ صفین کی ناکامی میں گیہوں کی طرح پسنے اور اس آفت سے بچنے کے بعد ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب دشوار ہی سہی مگر ان کا خواب خلافت شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے اور جب ان کی فوج کا یہ عالم ہے تو ان کا میاب ہونا بہت مشکل ہے۔ امیر معاویہؓ نے آپ کی مشکلات اور آپ کے لشکر کی بے راہ روی دیکھکر آپ کو مزید مشکلات میں پھنسانے کی کوششیں سرگرمی کے ساتھ شروع کر دیں مختلف سرحدوں پر مختلف دستہائے فوج بھاگنی پیدا کرنے کو بھیجدیئے جنہوں نے یورشیں شروع کر دیں اور حضرت علیؓ کو ان کے انسداد کی سعی میں بہت پریشانی اٹھانی پڑی اور یہ تسلسل تا دیر قائم رہا۔ مصر شام کی پشت پشت پر واقع ہے وہاں قیس بن سعد انصاری گورنر تھے جو نہایت دور و مآل اندیش اور بہت بڑے مضبوط و پختہ کار بزرگ تھے۔ چونکہ یہ حضرت علیؓ کے قوت بازو تھے اور حملہ کا اندیشہ تھا ہی امیر معاویہؓ نے خیال کیا کہ اگر پشت کی طرف سے یہ بھی آپڑے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اس لئے مصر کو کسی نہ کسی طرح زیر تسلط لاکر اس خطرہ کا سد باب کر دینا چاہیئے۔

پہلے تو انہوں نے اپنے ساتھ ملانے کی سعی کی عہدوں کا لالچ دیا بڑی سے بڑی دولت کی نذر پیش کی لیکن جب یہ کسی طرح قابو میں نہ آئے اور ان کے تقدس نے انہیں امیر معاویہؓ سے اس طرح نہ ملنے دیا تو انہیں معزول کرانے اور مصر نکلوانے کی تدابیر سوچی گئیں۔

مصر میں خربتا نامی ایک بہادر و دلیر عرب قبیلہ آباد تھا جو دس ہزار افراد پر مشتمل تھا حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت اور ان کے قصاص نہ لئے جانے کا اسے بہت رنج تھا اور یہ امیر معاویہؓ کی طرف اسی بنا پر رجحان رکھتا تھا حضرت قیس نے اس کے معاملہ میں بڑے تدبر سے کام لیا۔ انہیں حضرت علیؓ کی بیعت پر رضامند دیکھکر انہوں نے بھی اصرار نہ کیا اور ان کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا کہ انہوں نے خود کہدیا کہ جب تک حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ ملکر باہم فیصلہ نہ کرلیں ہم ان میں سے کسی کی بیعت تو نہ کریں گے البتہ آپ کو مقررہ خراج برابر ادا کرتے رہیں گے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت قیس نے اس بھڑ کے چھتے کو چھیڑنا پسند نہ کیا کہ معاویہ قریب ہی بیٹھے تھے اور یہ بڑا جنگجو قبیلہ تھا۔

علوی راستبازی سے سوء استفادہ

امیر معاویہ کو یہ علم تھا کہ حضرت علیؓ کے مشیر کا عہد اور اہل میں بھی گو بے راہ روی پیدا ہو چلی ہے اطاعت و انقیاد کا مادہ ان میں مفقود ہے اس لئے انہوں نے مشہور کرا دیا کہ قیس ہمارے ہی آدمی ہیں ہم سے خفیہ معاہدہ کر چکے ہیں جب کوئی بات ہوئی تو آتا صاف کہدیتے کہ انہیں بتا نہ کہو جاسوس لگے ہی ہوئے تھے انہوں نے قیس کے امیر معاویہؓ سے مل جانے کی اطلاعات تواتر کے ساتھ دربار حیدری میں بھیجنی شروع کر دیں حضرت علیؓ تو خاموش تھے مگر آپکے مشیر بہت برافروختہ ہوئے آپ کو ان کے خلاف بھڑکانا شروع کیا

اور امیر معاویہؓ نے ان کا تعلق ثابت کرنے کے سلسلہ میں خباوالوں سے بیعت نہ لینے کا قصہ شد و مد کیساتھ پیش کیا۔ حضرت علیؓ نے ان سے بیعت لینے کے لئے فرمان بھیجدیا۔

حضرت قیسؓ نے بار بار لکھا مصالح سمجھائے مگر چہ کچھ لکھا یہاں لوگوں نے اسے دوسرے ہی معنے پہنائے جب اصرار زیادہ بڑھا تو حضرت قیسؓ نے خود استعفے داخل کر دیا جن کی جگہ محمد بن ابو بکرؓ مامور ہوئے ان میں وہ تدبر اور پختہ کاری موجود نہ تھی امیر معاویہ اس انقلاب سے بہت خوش ہوئے جیسی کہ توقع تھی محمد بن ابو بکرؓ نے خباوالوں کو وہاں پہنچتے ہی بیعت پر مجبور کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سب مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ امیر معاویہؓ سے علانیہ مل گئے شام سے فوج روانہ ہوگئی اور خباوالوں کے ہاتھوں یہ نہایت بیدردی و بیرحمی کے ساتھ شہید کر دئے گئے۔

حضرت علیؓ کو بہت رنج ہوا اور انہوں نے اشتر کو پہلے ہی ان کی امداد کے لئے ان کے پیچھے بھیجدیا گو یہ شخص مفسدین میں شامل تھا مگر حضرت علیؓ کا سچا جاں نثار، بیمثل بہادر اور بڑا مدبر شخص تھا اور اپنی سرفروشانہ خدمات اسلام سے اپنے گذشتہ گناہوں کی تلافی کر چکا تھا۔ امیر معاویہ کو بڑی تشویش پیدا ہوئی وہ کوئی تدبیر سوچ ہی رہے تھے کہ اثنائے راہ میں بیمار ہو کر گزر گیا اب میدان صاف تھا مصر پر امیر معاویہ کا قبضہ بآسانی ہوگیا حضرت علیؓ کو اشتر کی موت کا بیحد صدمہ ہوا۔ اور گو نہ تو اب اسے ملنے کے لئے دعا کی۔

مصر کا نکل جانا معمولی بات نہ تھی دوسری طرف شامی رسالے سرحد پر تاخت و تاراج میں مصروف تھے آخر آپ نے دوبارہ حملہ شام کی تیاری کی اور جیسا کہ ہم گذشتہ باب میں لکھ چکے ہیں کہ ابھی تیاریاں مکمل نہ ہونے پائی تھیں اور آپ انتظام میں مصروف تھے کہ ایک خارجی نے آپ کو شہید کر دیا امیر معاویہؓ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے اشتر کو راستے ہی میں زہر دیکر مروا دیا لیکن یہ غلط ہے علامہ ابن خلدون نے اس کی تردید کی ہے۔

حضرت علیؓ کی شجاعانہ لیاقتیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہایت لائق ذی علم اور بیمثل بہادر بزرگ تھے ان کا پنجسالہ عہد خلافت لڑائیوں اور خانہ جنگیوں ہی میں ختم ہو گیا ان کی ناکامی کی وجہ ان کی سادگی بزرگی اور انتہائی اتقا تھی وہ لوگوں کو جس زمانہ کی طرف لانا چاہتے تھے وہ گزر چکا تھا ان کا مقابلہ ان لوگوں سے تھا جو جنگ میں ہر قسم کے فریب و خدعت کو جائز سمجھتے تھے اگر جواب میں یہی مسلک اختیار کیا جاتا تو آپ ضرور کامیاب ہوتے اور بنو امیہ کی کوئی چال بھی ان کے مقابلہ میں نہ چل سکتی۔ مگر آپ چھل فریب سے متنفر تھے اور جسے حق سمجھتے تھے اسے کرنے پر فوراً تیار ہو جاتے تھے آپ کو ناکام کہہ لیا جائے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اتنی مشکلات و مصروفیات میں اتنی بڑی سلطنت کو سنبھالے رکھنا اور دور و نزدیک بد امنی نہ پیدا ہونے دینا بھی انہیں کا کرشمہ تھا۔ یہ حیدری لیاقت ہی کا کرشمہ تھا کہ ملک کے جس حصہ میں بغاوت کے شعلے بھڑکے آپ نے فوری انسداد کیا۔

جو مقابلہ پر آیا اسے شکست دی حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہ کی جنگی جمعیت اس سے کہیں زیادہ تھی اور شمار مخالف لشکر اپنے سرداروں کے مطیع تھے خارجیوں کی قوت بھی بہت خوفناک صورت اختیار کر گئی تھی اور یہ بھی بلا کے جری اور لڑنے والے تھے لیکن دنیا جانتی ہے کہ آپ نے ان تینوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی اور ایک ایسی فوج سے حاصل کی جو نہایت سرکش و نافرمان تھی جیسی فوج حضرت علی کے ساتھ تھی اگر نپولین و سکندر کو بھی ملتی تو وہ چار قدم بھی آگے نہ اٹھا سکتے اور معاویہ چند لمحے بھی نہ ٹک رہ سکتے حقیقت یہ ہے کہ آپ تدبیر سے کام لئے بغیر ہی کامیاب ہو رہے تھے لیکن ایک طرف تو مخالف خزانہ کا منہ کھولے ہوئے ہر قسم کی چالیں چل رہے تھے اور دوسری طرف آپ کی فوج قدم قدم پر آپ کی نافرمانی کر رہی تھی۔

یہ کتنا غلط ہے کہ بنو امیہ کی بے پناہ چالوں اور آپ کی بے تدبیری نے آپ کو ناکام رکھا تدبیر و تدبر ضرور بڑی چیزیں ہیں مگر حق پرستی اس سے بھی بالا تر ہے آپ کو نافرمان و سرکش عراقیوں نے ناکام بنایا آپ کو جو آدمی ملے وہ باتوں کے نہیں لاتوں کے بھوت تھے۔ آخری وقت میں جب آپ نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا ہے اور سخت گیری کا عزم کیا ہے تو سب سرکش اڑے ہوئے تھے معاویہ بھی گھبرا اٹھے تھے مگر قدرت نے موقعہ ہی نہ دیا حضرت کے الزام دینے والے اگر حقائق کی روشنی میں دیکھیں تو انہیں ان کی ذات میں ہر قسم کی عدیم المثال اور فرمانروایانہ قابلیتیں درخشاں نظر آئیں گی۔

حضرت امام حسنؓ کا انتخاب اور انکی مشکلات

آپ کے بعد کوفہ میں لوگوں نے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا امیر معاویہؓ کب چوکنے والے تھے اسد اللہ الغالب میدان سے اٹھ ہی چکے تھے حضرت حسنؓ آخر انہی کے صاحبزادے تھے عدیم المثال شجاع تھے لیکن آپ مسلمانوں کی اس خانہ جنگی کو دل سے ناپسند کرتے تھے اور امیر معاویہؓ کو اس کا علم تھا انہوں نے زور شور کے ساتھ آپ کی حدود حکومت میں ابتری پھیلانی شروع کر دی اور تاخت و تاراج کرنے والے فوجی دستے پیہم حملہ کرنے لگے پہلے تو آپ نے اس کے انسداد کی سعی کی لیکن آپ کو بھی واسطہ ان ہی لوگوں سے پڑا جو آپ کے پدر بزرگوار کو متواتر پریشان کئے رہے تھے اور نافرمانی و بیوفائی جن کی سرشت میں داخل ہو چکی تھی کہنا نہ ماننا عذرات پیش کرنا عین وقت پر جبکہ تنور جنگ گرم ہونے کے دوران میں دھوکہ دینا حسب لخواہ ساتھ چھوڑ دینا ان کی خصوصیات تھیں۔

اب تو امیر معاویہؓ نے روپیہ بھی اور زیادہ کثرت و فراوانی سے بکھیرنا شروع کر دیا تھا اور اپنی جدوجہد کو بھی تیز کر دیا تھا ان لوگوں نے ایک خاص موقعہ پر پھر لڑنے سے انکار کیا اور بار بار انکار کیا۔ عجیب صورت تھی کچھ لوگ جنگ پر مصر ہونے تھے کچھ صلح پر زور دیتے تھے۔ کچھ توقف کی رائے دیتے تھے اور کچھ کہنا ہی نہ سنتے تھے جتنی زبانیں تھیں اتنی باتیں تھیں آپ نے جو دیکھا کہ معاملہ کی زیادتیاں برابر بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں اور فوج کی نافرمانی اور نالائقی کا یہ عالم ہے کہ عین وقت پر پہلو تہی کرتی ہے تو آپ کے خیالات میں فوری انقلاب پیدا ہو گیا سمجھ لیا کہ اس خانہ جنگی اور دنگہ کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ مترتب ہونے والا نہیں کہ باہمی کشمکش و پیکار طول کھینچے اور محترم نانا کی امت کا خون بہے اس لئے اس سے کہیں بہتر یہی ہے کہ عنان خلافت معاویہ ہی کے ہاتھ میں دیدی جائے

اس سے کم از کم یہ فائدہ ہو گا کہ دنیائے اسلام کو اس آئے دن کی پیکار و جدال سے نجات ملیگی۔ اب رہا میرا نفس یا میری خواہش اقتدار پر ہزاروں مسلمانوں کو قربان کرنا ہے حق ضرور ہے لیکن آخر کچھ مسلم خونوں کی بھی تو قیمت ہے آپ نے سب سے پہلے بھائی کو بلا کر اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا حضرت امام حسینؓ نے نہایت شدت کے ساتھ اس کی مخالفت کی لیکن جب آپ نے ڈانٹ دیا تو وہ بھی خاموش ہو گئے اور بھی چند مخلصین سے مشورہ لئے جن کے بعد آپ نے ایک اجتماع میں تقریر کی کوفی اور بالخصوص خارجی اس پر مشتعل ہو گئے اتنے کہ آپ کے احترام کو بھی ملحوظ نہ رکھا اور آپ پر حملہ کر کے مجروح کر دیا اور آپ بمشکل ان کے ہاتھ سے بچ سکے۔

امیر معاویہؓ کے حق میں دستبرداری

کمبخت نہ لڑتے تھے اور نہ صلح کرنے دیتے تھے بہرکیف آپ نے معاویہؓ کو لکھا۔ انہوں نے ایک سادہ کاغذ بھیجدیا اور عرض کی کہ ان پر آپ جو شرائط چاہیں لکھدیں میں ان پر زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا چنانچہ آپ نے دیگر شرائط کے علاوہ یہ شرائط بھی قائم فرمائیں کہ زندگی بھر آپ کو صوبہ اہواز کا خراج مصارف کے لئے ملتا رہے اور دو لاکھ سالانہ ایک مقررہ وقت پر آپ کے بھائی امام حسینؓ کو دیئے جاتے رہیں۔ امیر معاویہؓ نے دستخط کر دیئے اور آپ نے ان کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو کر حضور نبی کریم کی اس پیشینگوئی کی تصدیق کر دی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے یہ مسلمانوں کے دو فرقوں میں مصالحت کرائے گا۔

اس کے بعد امیر معاویہؓ تمام دنیائے اسلام کے خلیفہ ہو گئے ان کی دیرینہ آرزو بر آئی۔ بنو امیہ کا اقتدار بہرحال قائم ہو گیا مگر حق یہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے نہایت اچھی حکومت کی ملک میں پورا امن و امان قائم رکھا حدود اسلامی کو دور دور تک وسیع کر دیا کتاب و سنت کے مطابق حکومت کی۔ عمال بنو امیہ ہی سے مقرر کئے لیکن کسی کی ہمت نہ تھی جو کسی پر دست تعدی دراز کر سکے بالخصوص بنو ہاشم کے ساتھ ایسا فیاضانہ و دوستانہ سلوک روا رکھا کہ وہ اپنی ناکامی کو بھول گئے ان کی عزت و توقیر بھی کرتے اور ان کو بڑی بڑی رقوم دیتے رہے اقتدار حاصل کر کے وہ خودسر نہیں ہو گئے جو معاہدہ کیا اسے بھی نبھایا اسی لئے علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ آپ کی حکومت کو بھی خلفائے راشدین ہی کی حکومت میں شامل کرنا چاہیئے کہ آپ صحابی تھے اور آپ کی حکومت شریعت ہی کی حکومت تھی۔

امیر معاویہؓ کا شاندار عہد فرمانروائی

البتہ یہ لغزش ضرور ہوئی کہ آپ نے اسلام میں جمہوریت کے بجائے توارث کے سلسلہ کو جاری کرنا چاہا آپ کو اس کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آپ کو اس طرف متوجہ کیا اور پھر آپ نے اس طرف اپنی پوری توجہات مبذول کر دیں اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی کے لئے بیعت لی۔ جب دیکھا کہ مدینہ کے اکابر اس کے خلاف ہیں خود دمشق سے چلکر خود مدینہ منورہ آئے اور حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر سمجھایا۔ جب یہ لوگ راضی نہ ہوئے تو آپ نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا اور عوام ہی کی بیعت کو کافی سمجھکر واپس چلے گئے اور آخری وقت میں یہ ہوشمندانہ وصیت کی کہ:-

"بیٹا! دیکھو کتاب و سنت پر عمل کرنا سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے جس میں چار اصحاب کے سوا تیرا اور کوئی حریف نہیں۔ ابن عمر تو زہد و عبادت میں مصروف ہیں انہیں تو حکمرانی کی نہ خواہش ہے اور نہ آرزو۔ ابن ابی بکرؓ کے اندر کوئی حوصلہ اور ہمت نہیں ذاتی حیثیت سے وہ کچھ نہ کریں گے جو ان کے رفقا کا عمل ہو گا وہی وہ کریں گے۔ البتہ حسینؓ کی طرف سے ضرور اندیشہ و خطرہ ہے خود تو وہ بھی کچھ نہ کریں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ عراق والے انہیں مجبور کر کے تیرے خلاف لا کھڑا کریں گے۔ لیکن یاد رکھو کہ جب تو ان پر قابو حاصل کرے تو درگذر سے کام لینا یہی بڑا طریقہ اختیار کرنا کیونکہ وہ قرابت کا بڑا حق دار اور رسول کریم کے عزیز ہیں لیکن جو شخص لومڑی کی طرح کاوے دیکر شیر کی طرح حملہ کریگا وہ ابن زبیرؓ ہیں۔ اگر وہ مقابلہ پر آکر صلح کر لیں تو ضرور صلح کر لینا ورنہ موقعہ اور قابو پانے کے بعد انہیں ہرگز زندہ نہ چھوڑنا۔"

(طبری جلد ہفتم)

اس وصیت سے امیر معاویہؓ کی مآل اندیشی اور لیاقت حکمرانی اور مردم شناسی پر کتنی تیز روشنی پڑتی ہے۔ انہوں نے آنے والے واقعات کا اندازہ کیا اور کتنا صحیح اندازہ کیا اور جو کہا وہی من وعن اسی صورت میں پیش آیا انہوں نے جیتے جی حضرت حسینؓ کا پورا احترام کیا اور کسی وقت بھی کوئی بدنما صورت پیدا نہ ہونے دی۔ مقررہ وظیفہ کے علاوہ ویسے بھی بہت کچھ خدمت کرتے اور سلوک کرتے رہے۔ اگر یزید ان کی وصیت پر عمل کرتا تو ہرگز رسوا و بدنام نہ ہوتا اور نہ شہادت کا واقعہ پیش آتا۔ جس بزرگ ہستی کو باپ زندگی بھر نوازتے رہے اور جن سے بجبر بیعت لینی بھی گوارا نہ کی یزید نے سریر آرائے خلافت ہوتے ہی اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔

حضرت امام پر بیعت کیلئے اصرار

دور مصائب کا اندوہناک آغاز

قصر امارت میں حضرت امام کی طلبی

یزید کی اخلاقی حالت اچھی نہ تھی وہ مناہی کی زیادہ تر پرواہ نہ کرتا تھا اور نہ اس میں باپ جیسی دوراندیشی اور تحمل تھا اور جو کچھ تھا بھی وہ اس کے مشیر کاروں نے نہ رہنے دیا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں باہم رقابت تو پیدا ہو چکی تھی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں پوری شدت کیساتھ مصروف کار رہی۔ حضرت امیر معاویہؓ صحابی بھی تھے اور ہوشمند اور طاقتور بھی تھے ان کے بیست سالہ عہد خلافت میں دو فریق کی رقیبانہ سرگرمیاں معلوم ہوتا تھا کہ گویا معدوم ہو گئیں اگر کسی کی انفرادی تعدی کی کوئی مثال ملتی بھی تھی تو امیر معاویہؓ اس کی پوری روک تھام کر دیتے تھے اور بنو ہاشم اور ان کے سرداروں کو برابر نوازتے اور ان کے ساتھ سلوک کرتے رہتے تھے حکومت ضرور بنو امیہ کی تھی مگر بنو ہاشم کو بالعموم شکایت کا موقعہ نہ ملتا تھا۔

بنو امیہ کوئی جابرانہ کارروائی نہ کر سکتے تھے۔ امیر معاویہ کا انتقال ہوا تو ہوں

کی بہر حال بنی یزید کی حالت جانتے ہی تھے اور یہ بھی علم تھا کہ اس کی بیعت ہر گز نہیں ہو سکتی ہے مگر لوگ اس کی حکومت کو پسند نہ کریں گے اور حجاز و عراق میں ضرور مخالفت ہو کر رہے گی اور اس کی ظہور بھی سرداران بنو ہاشم کی طرف سے ہو گا جن میں حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر امتیازی حصہ لیں گے۔ انہوں نے بیعت بھی نہ کی تھی انہیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں پھر کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہو جائے کہ بنو امیہ کی حکومت ختم ہو کر اس کی جگہ پھر ہاشمی اقتدار قائم ہو جائے اس لئے ۶۰ھ میں یزید کے اورنگ نشین حکومت ہوتے ہی ان بزرگوں سے بیعت لینے پر اصرار اور بتایا کہ ان سے بیعت نہ لئے جانے کی صورت حجاز و عراق کی مخالفت کا شدید اندیشہ ہے سلطنت کے تحفظ و بقا کے لئے پہلے ان سے بیعت لی جائے۔

یزید کی سمجھ میں آگیا اور اس نے ان سے بزور بیعت لئے جانے کے احکام صادر کر دیئے۔ امیر معاویہؓ کی قوت و شوکت یزید سے کہیں زیادہ تھی وہ چاہتے تو بجبر بھی بیعت لے سکتے تھے اور بے اندیشہ لے سکتے تھے مگر انہوں نے اسے مناسب نہ سمجھا۔ لیکن یزید نے نہ باپ کی روش کا اختیار کیا اور نہ ان کی وصیت کی کوئی پرواہ کی بجبر بیعت لینے پر تیار ہو گیا وہ بھی اس صورت میں کہ ان بزرگوں کی طرف سے کسی مخالفت کا اظہار بھی نہ کیا گیا تھا۔ تو وہ ان کی طرف سے کسی مخالفت کے ظہور تک صبر ہی کر سکا اور نہ اس نے انہیں ساتھ ملانے کی کوئی سعی کی اگر وہ انہیں نہ چھیڑتا اور ساتھ ملانے کی سعی کرتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ ناگوار واقعات پیش نہ آتے جنہوں نے اموی سلطنت کی بنیاد کے ساتھ مسلمانان عالم کے دل بھی ہلا کر رکھ دیئے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کا حاکم ولید تھا جو بہت سنگدل تھا اسے جو یزید کی طرف سے فوری بیعت لینے کا حکم ملا تو اس نے اپنے نائب اور اغراض شناس مروان سے مشورہ کیا جس نے کہا کہ فرزند اسی وقت انہیں بلا کر بیعت کریں تو خیر ورنہ لیت و لعل کی صورت میں ان کے سر قلم کر لئے جائیں۔

حرم نبوی مکہ کی طرف خفیہ روانگی

حاکم مدینہ ولید کا قاصد بلانے کے لئے حضرت حسین کے آستانہ پر پہنچا تو آپ اپنی فراست سے فوراً سمجھ گئے کہ امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا اور یہ دعوت بیعت کے مطالبہ کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتی۔ وہ دور گذر چکا تھا بنو امیہ اور یزید کی حالت سے آپ واقف ہو چکے تھے لیکن پورے انتظام کے ساتھ باہر اس ہدایت کے ساتھ اپنے آدمی عزیز کر دیئے کہ وہ بیرونی آثار پر نظر رکھیں اور ضرورتاً اندر پہنچ جائیں آپ نے جاتے ہی تعزیت کی اور بیعت کے مطالبہ پر آپ نے فرمایا کہ یہ اہم معاملہ ہے میری حیثیت ایسی نہیں ہے کہ میں بے سوچے سمجھے اور نہ ہی چھپ کر بیعت کروں جب آپ لوگوں کو عام بیعت کے لئے بلائیں گے تو میں بھی آکر بیعت کروں گا۔ ولید نے اپنی صلح پسندی و نیکی کے باعث زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا اور آپ واپس چلے آئے۔

بدبخت مروان کو قصر امارت سے بیعت کئے بغیر آپ کا واپس چلا آنا بہت ناگوار گذرا اور اس نے ولید سے کہا کہ اب آپ ان پر قابو ہرگز نہ پا سکیں گے۔ فرمایا! مروان! افسوس ہے کہ تم جگر گوشہ رسول اکرمؐ کے خون سے میرے ہاتھ رنگوانا چاہتے ہو خدا کی قسم قیامت کے روز جس سے بھی ان کے خون کا محاسبہ ہو گا اسے شدید ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا وہ کوئی معمولی انسان تو نہیں جن پر جبر کیا جا سکے سردار بنو ہاشم ہیں اور ان کے ساتھ بھی ایک قوت ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے جو یہ سنا تو وہ دوسرے ہی روز خفیہ طور پر مکہ معظمہ چلے گئے سرکاری عملہ تلاش ہی کرتا رہا تیسرے روز آپ کو پھر بلایا گیا اور پھر ایک روز کی مہلت لے آئے بڑی پریشانی اور کشمکش میں مبتلا تھے بیعت اور پھر یزید جیسے فاسق کی بیعت جس کی بیعت عہد معاویہ میں نہ کی تھی جمہور عوام کے خلاف جانا بھی مناسب نظر نہ آتا تھا۔ تیسری چیز یہ کہ عراقیوں نے خطوط پر خطوط بھیجنے شروع کر دیئے تھے اور استدعائیں کر رہے تھے کہ آپ یزید جیسے فاسق کی بیعت ہرگز نہ کریں اور خود خلافت کا علم بلند کریں اسی پریشانی کے عالم میں آپ نے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے مشورہ لیا جنہوں نے یہ مناسب مشورہ دیا کہ آپ اس وقت نہ تو بیعت کریں اور نہ کسی مخصوص شہر کا ارادہ کریں لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دیجئے بیعت عام ہو جائے تو شکر خدا بجا لائیے اور اگر کسی دوسرے شخص پر اجماع بھی ہو گیا تو اس سے آپ کے فضائل و مناقب میں کوئی نقص نہ ہو گا اور نہ اس میں کوئی کمی آ جائے گی۔ اگر آپ نے کسی مخصوص شہر و جماعت کی طرف قصد کیا تو یقینی امر ہے کہ اختلاف پیدا ہو اور کچھ آپ کی حمایت میں کھڑے ہوں اور کچھ دوسری طرف ہو جائیں۔ دونوں باہم دست بگریبان ہوں گے اور ان کے نیزوں کا رخ آپ ہی کی طرف ہو گا۔

پوچھا پھر آخر میں کیا کروں کہاں جاؤں اس لئے یہاں رہوں گا تو بیعت پر اصرار ہو گا۔ بولے مکہ معظمہ جا کر بیٹھ جایئے دور بھی ہوں گے اطمینان کی صورت بھی پیدا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کوئی نہ کوئی راہ بھی پیدا کر دے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر وہاں بھی صورت اطمینان پیدا نہ ہو تو پھر یہ کیجئے کہ:۔

کسی دور ریگستان اور پہاڑیوں میں نکل جایئے اور اس وقت تک ایک شہر سے دوسرے شہر میں برابر منتقل ہوتے رہیئے اور اس وقت تک یہ عمل جاری رکھیئے جب تک ملک و قوم کسی ایک فیصلہ پر متفق نہ ہو جائے اور ایک نتیجہ پر نہ پہنچ جائے۔ اس طرح واقعات کے سامنے آتے رہنے سے آپ کی رائے بھی صائب ہو جائے گی۔

یہ مشورہ تھا بہت معقول اور طبری کی تحقیق کے مطابق آپ نے اسے قبول بھی کر لیا اور فرمایا میں اسی پر کاربند رہوں گا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے بہت زیادہ خواہاں نہ تھے لہٰذا اگر ملی تو اللہ کا شکر کرتے اور نہ ملتی تو پرواہ نہ تھی اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ نے خلافت اور ادعائے خلافت سے علیحدہ ہو کر شہر بشہر گھومنے کی تجویز بھی منظور کر لی تھی اسی کے مطابق آپ شعبان ۶۰ھ میں عازم مکہ ہوئے اور رات کے وقت اہل و عیال کو لیکر مدینہ منورہ سے نکل کھڑے ہوئے اور شعب ابو طالب میں جا کر قیام فرمایا لوگوں کا تانتا بندھ گیا جس کو سنا وہ قدمبوسی کے لئے دوڑا ہوا آیا

عراقیوں کی استدعائیں اور حضرت امام کی آمادگی

عراقیوں نے

یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اعیان کوفہ کے خطوط پر خطوط اور پیام پر پیام پہنچنے لگے کوئی دن نہ جاتا تھا کہ پیامات موصول نہ ہوتے ہوں انہیں تشفی نہ پاکر وفود بھیجنے شروع کئے جنہوں نے آکر عرض کی کہ آپ ہرگز یزید کی بیعت نہ کیجئے ہم جانثاری کے لئے حاضر ہیں جب تک زندہ ہیں آپ کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا ہمارے سامنے یزید کی طاقت ہی کیا ہے حجاز و عراق آپ کے ساتھ ہیں دنیائے اسلام اسی کا اتباع کرے گی رہ گیا ایک شام تو وہ تنہا کیا کرے گا آپ چلئے ہمارے ساتھ چلئے اور کوفہ میں پہنچکر اپنی خلافت کا اعلان کر دیجئے ہم سب آپ کی بیعت کے لئے تیار ہیں اور آپ کے ساتھ ہو کر یزید کا مقابلہ کریں گے۔

یہ الفاظ بڑے بڑے بارسوخ علماء و شیوخ کے تھے عقیدہ مندانہ باتیں نہ تھیں حقیقت بھی یہ ہے کہ اگر یہ لوگ صدق دل سے اور پختگی کے ساتھ آپ کی حمایت کرتے تو یزید کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دینا کوئی بات ہی نہ تھی آپ یزید کو غیر مستحق نااہل اور فاسق تو سمجھتے ہی تھے اس کے عزل کو فرض کفایہ جانتے تھے اتنی بڑی حمایت پر آپ کو فوراً کھڑا ہو جانا چاہئیے تھا لیکن گذشتہ تجربات کے پیش نظر آپ نے اتنا اور کیا کہ پہلے وہاں کی فضا کے متعلق تحقیق کرالینی ضروری سمجھی اگر مذہبی اعتبار سے یزید کا انتخاب صحیح ہوتا یا کم از کم وہ خود ذاتی طور پر اسلامی اعتبار سے حکومت و خلافت کا اہل ہوتا اور پھر آپ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے تو ضرور اسے بغاوت پر بھی محمول کیا جا سکتا تھا لیکن اول تو آپ ابتدا ہی سے یزید کی ولیعہدی کے خلاف تھے اور بیعت بھی اسی وجہ سے نہ کی تھی۔

یزید کی مخالفت کے شرعی اسباب

تیسرے نہ وہ حقدار تھا اور نہ اہل اس کی بیعت بھی رضامندانہ نہیں جابرانہ تھی۔ امیر معاویہؓ کی خلافت تو اس لئے حق بجانب تھی کہ حضرت حسینؓ نے برضا مندی ان کے حق میں دستبرداری دی تھی وہ اس کے ہر طرح سے اہل بھی تھے اور انہوں نے حکومت بھی کتاب و سنت کے مطابق کی لیکن یزید کی بیعت جس طریق پر ہوئی اس سے جمہوریت اسلام پر زد پڑ رہی تھی اور انتخاب کے بجائے توارث کی رسم جاری ہونے والی تھی جو اسلام کے خلاف تھے اس کے خلاف آواز اٹھانا ہر مسلمان کا فرض تھا اور آپ سردار حجاز اور جگر گوشہ رسول اکرم ہونے کی حیثیت سے اس کا سب سے زیادہ حق رکھتے تھے اور اس کو اہم فریضہ اسلام تصور کرتے تھے پہلے تو آپ خونریزی مسلمین کے خیال سے کھڑا ہونا نہ چاہتے تھے کامیابی کے زیادہ مواقع بھی نہ تھے لیکن عراقیوں کے دوبارہ آمادگی سے جب آپ کو کامیابی کے مواقع بھی سامنے نظر آنے لگے تو پھر آپ نے خاموش رہنا اور ایک فاسق کو خلیفہ رہنے دینا گناہ خیال کیا اور اس کے عزل پر تیار ہو گئے۔ یہ فتنہ انگیزی یا بغاوت نہ تھی بلکہ ایک جہاد حریت تھا تحقیق کا ارادہ تو صرف اس اطمینان کے لئے کیا تھا کہ آیا واقعی عراقی اس پر تیار بھی ہیں یا نہیں اور کامیابی ہو بھی سکتی ہے کیونکہ اس یقین کے بغیر کھڑے ہونا بھی آپ کے نزدیک معصیت تھی بعد یقیناً ہونا چاہیئے۔

جہاد کیلئے مجاہد وقت کی مجاہدانہ روانگی

قفس آمد بہار کا دلفریب تصور

عراقی و کوفی وفود کی گذارشوں اور استدعاؤں سے مجبور ہو کر آپ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو تحقیق کے لئے روانہ کیا اور اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ کوفی تو چشم براہ تھے دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئے ہاتھوں ہاتھ لیا شاہانہ استقبال کیا عزت و تکریم کے ساتھ ٹھہرایا اور اسی لمحہ سے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوفہ میں ایک نئی بہار آگئی عرش سے چاند اتر آیا ہے چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے جوق جوق آتے اظہار عقیدت کرتے سر نیاز جھکاتے۔ اور بیعت کرتے۔ دو روز کے اندر ہی اٹھارہ ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؓ کی بیعت کر لی ان میں وہ بھی تھے جو علم و فضل میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ وہ بھی تھے جو کروڑوں روپے کے مالک تھے وہ بھی جو اپنے قبائل کے سردار تھے وہ بھی تھے جن کے ایک اشارہ چشم وابرو پر ہزاروں انسان بیک وقت سر کٹانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

وہ بھی تھے جو شجاعت و نبرد آزمائی میں مشہور تھے ہر رتبہ اور ہر درجہ کے لوگ موجود تھے ان کی طرف سے جس جوش عقیدت اور جس والہانہ سرگرمی سے حضرت مسلم کا استقبال کیا گیا اور بیعت کی گئی اسے دیکھکر مسلم تو مسلم اگر نوشتہ بھی ہوتا تو فریب کھا جاتا اور جو خط حضرت حسینؓ کو اپنے بھائی مسلم کی طرف سے موصول ہوا اسے پڑھکر کتنا ہی دور اندیش عقیل اور عاقبت بین تھا مشکل ہی اس کے سوا اور کچھ نہیں کرتا جو آپ نے کیا اس کے بعد آپ کا روانہ ہو جانا نہیں بلکہ رک جانا تحیر خیز تھا یزید جیسے فاسق و فاجر خلیفہ کے عزل اور اپنی خلافت کی توقعات یکبیک زندہ ہو گئیں اور چشم تصور میں یہ نظر آنے لگی کہ گویا آپ دنیائے اسلام کو کتاب و سنت کے زریں درس دے رہے ہیں اور حضرات شیخین کرام کا عہد عود کر آیا ہے۔ لیکن حضرت مسلمؓ کو ان واحد میں کوفہ کے زمین و آسمان کے بدل جانے کا تصور بھی نہ تھا جو دیکھا لکھدیا اور آنے کو لکھدیا۔

یزید کے دربار میں تشویش و اضطراب کی لہر

یزید کتنا فاسق و فاجر سہی مگر آپ کے عظمت و جلال کا بھی معترف تھا اور آپ کی قائدانہ لیاقت کو بھی سمجھتا تھا شاہی جاسوسوں کی یہ تحریر جا سے ملی کہ حضرت حسینؓ کے بھائی مسلم کوفہ پہنچ چکے اور لوگ ان کے ہاتھ پر حضرت حسینؓ کی بیعت انتہائی جوش و فراوانی کے ساتھ کر رہے ہیں اور وہ بھی عنقریب یہاں پہنچکر دعوائے خلافت بلند کرنے والے ہیں تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تخت حکومت اسے لرزتا ہوا نظر آیا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور سمجھ گیا کہ اب خدا ہی خیر کرے اسی وقت اپنے مشیروں کو بلا کر مشورہ کیا وہ بھی پریشان ہو گئے البتہ کچھ دیر غور کرنے کے بعد ایک شخص نے کہا کہ صورت حالات تو واقعی بہت نازک ہو گئی ہے لیکن گھبرائیے نہیں کامیابی و ناکامیابی کا انحصار کوفیوں کے استقلال اور عدم استقلال پر رہ گیا ہے یہ مستقل رہے تو واقعی خطرہ اور شدید خطرہ ہے۔

ان کے اٹھتے ہی حجاز بھی مخالفت میں اٹھ کھڑا ہو گا اور حجاز اٹھا تو پوری

دنیائے اسلام اس کا اتباع کرے گی اور ہم تنہا کچھ بھی نہ کرسکیں گے۔ اور حضرت حسینؓ مسلم طور پر بآسانی خلیفہ تسلیم کرلئے جائیں گے اور اگر ان کے قدم مستقل ہو گئے تو پھر حضرت حسینؓ کے لئے دنیا میں کوئی جائے پناہ باقی نہیں رہے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہاں کوئی ایسا گورنر بھیجا جائے جو ان کے استقلال کی چٹان کو پاش پاش کردے۔ سخت گیر ظالم ہو کوفہ والے زیادہ ہمت کے انسان نہیں ہیں۔ عنت اور اولوالعزم حاکم کی ایک سخت دھمکی انہیں متزلزل کرکے رکھ دیگی۔

یزید کا دل عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے صاف نہ تھا اور وہ اس سے نفرت کرتا تھا۔ مگر ان کے نزدیک کوفہ میں جو شورش پیدا ہوچکی تھی اسے دبانے کے لئے جیسے ظالم، قسی القلب اور سنگدل انسان کی ضرورت تھی سوا کوئی شخص ابن زیاد کے سوا نظر نہ آتا تھا کیونکہ اور لوگوں سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ کہیں حضرت حسینؓ کے تقدس اور جلالت منصب سے متاثر نہ ہوجائے ابن زیاد میں یہ مادہ نہ تھا وہ انتہائی سرد مہر اور بے حد جاہل واقع ہوا تھا اس لئے مجبوراً اسی کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا اور دربار خلافت سے اس کے نام حکم صادر ہوا اور فرمان لکھا گیا کہ:۔

”کوفہ پہنچکر مسلم کو فوراً وہاں سے نکال دو اور اگر ان کی طرف سے کوئی مزاحمت کی جائے تو قتل کردو۔“

یہ اس وقت بصرہ میں موجود تھا۔

یزید کا حکم اور ابن زیاد کی شیطنت

اس حکم میں بصورت مزاحمت قتل کا حکم تھا ویسے صرف خارج البلد کرنے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن ابن زیاد انسانی صورت میں بالکل شیطان تھا اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی کہ وہ ادب، احترام اور رحم و کرم کے جذبات سے قطعاً مبرا ثابت ہوا اس کا پہلا کام تو اس نے کیا کہ بصرہ میں جو ہاشمی سفیر پہنچ چکا تھا یہ حکم پاتے ہی اور پتہ لگا کے اسے قتل کردیا اور لوگوں کو سخت دھمکیاں دیکر اور تنبیہ کرکے کوفہ پہنچا۔ یہاں حضرت حسینؓ کی آمد کا انتظار بڑی بے چینی کے ساتھ کررہے تھے۔ ابن زیاد شام کے وقت کوفہ میں داخل ہوا۔ چہرہ پر نقاب پڑا ہوا تھا۔ لوگ سمجھے کہ حضرت حسینؓ کی سواری پہنچ گئی۔ انہوں نے نعرہ ہائے مسرت سے فضائے بسیط میں ایک شور برپا کردیا۔

ابن زیاد کچھ نہ بولا اور سوختہ برافروختہ قصر امارت میں داخل ہوا اور جامع مسجد میں آکر اور لوگوں کو جمع کرکے ایک خوفناک تقریر کی اور کہا:۔

”امیرالمومنین نے مجھے مخصوص ذمہ داریوں اور اختیارات کیساتھ کوفہ کا حاکم بناکر بھیجا ہے میں تمہیں اس وقت بتادینا چاہتا ہوں کہ میں فرمانبرداروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا اور نافرمانوں اور مفسدوں کے حق میں سم قاتل ثابت ہوں گا کہ مجھے یہی حکم ملا ہوا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے خیالات فاسد ہوچکے ہیں اگر تم ان سے باز نہ آئے تو یاد رکھو کہ میں ایک ایک کا سر قلم کردوں گا۔“

کوفہ ایک عظیم الشان اور دولتمند شہر تھا ابن زیاد اس میں تنہا داخل ہوا تھا اس کے ساتھ کوئی فوج نہ تھی یا تو خدا ہی کو یہ منظور تھا یا پھر واقع ہی بزدل ہوتے تھے کہ بیعت کرلینے اور ایسی تقریر سن لینے کے باوجود ابن زیاد کے ٹکڑے اڑا دینے کے بجائے یہ لوگ خوفزدہ ہوگئے اور خوفزدہ بھی ایسے جیسے کہ گویا ان پر کوئی بہت بڑا لشکر حملہ آور ہوا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ لرز اٹھا اور دہشت و خوف سے کانپنے لگا۔

حضرت مسلم کا ہاشمی تقدس

حضرت مسلم اس غیر متوقع انقلاب کا مشاہدہ کیا تو متحیر رہ گئے اپنے قیامگاہ سے مجبوراً نکلنا پڑا اور ہانی بن عروہ ایک امیر کے یہاں چلے گئے جو محب اہل بیت سمجھا جاتا تھا۔ ہانی نے بھی اتنی عنایت کی کہ انہیں اپنے محل کے ایک محفوظ حصہ میں چھپا دیا اور جو لوگ سچے معتقدین میں تھے وہ یہیں خفیہ طور پر آنے شروع ہوگئے۔ بصرہ کا ایک بہت بڑا رئیس شریک بن عدر بھی یہیں قیام پذیر تھا اور یہ بھی حضرت حسینؓ کا بہت بڑا حامی تھا۔ اتفاق وقت کہ یہ بیمار ہوگیا۔

ابن زیاد سے اسکے بصرہ کے تعلقات تھے وہ انھیں دیکھنے کے لئے آیا شریک نے ہدایت کردی کہ یہ موقعہ اچھا ہے کہ تم کمین سے نکل کر اسے قتل کردینا اس کے فوراً بعد تمھیں بصرہ لیجاکر میں مسند نشین کردوں گا۔ ابن زیاد دیر تک بیٹھکر چلا گیا۔ شریک نے کہا تم نے اس وقت بڑی بزدلی کا اظہار کیا۔ فرمایا۔ حضور نبی کریم نے فرمایا ہے کہ ایمان اچانک حملہ سے روکتا ہے شریک نے کہا کہ افسوس تم نے ایک بہترین موقعہ سے کھو دیا جسکے لئے پچھتاؤ گے ناصبی اس کے قتل کا یہ بہترین موقعہ تھا اس قتل کے ساتھ کوفہ کا نقشہ بدل جاتا اور جب تک اس قتل کی اطلاع دمشق پہنچتی اور وہاں سے وہ سلحا کے معزز ہوکر آتا حضرت حسینؓ کوفہ پہنچکر اعلان خلافت بھی کرچکے ہوتے۔

لیکن حق یہ ہے کہ ہاشمیوں کو کچھ کہہ لیا جائے مگر ان کے اندر چھل فریب بالکل نہ تھا وہ سیدھے سچے اور نہایت مقدس مسلمان تھے اور ان کے مقابلہ میں بنو امیہ کا ایک ایک فرد ہمہ وقت نہ ہر دو ہوشمندی سے کام لیتا رہتا تھا اور حصول مطلب کے لئے وہ جائز و ناجائز کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا۔ ہاشمی جو قدم اٹھاتے تھے کتاب و سنت کی روشنی میں اٹھاتے تھے ان کے اسی تقدس نے ابن زیاد کو بچا لیا اور ایک اسی غلطی کی بدولت شہادت کا سانحہ عظیم پیش آیا۔ ابن زیاد نے مسلم کی تلاش میں زمین کی دہول آسمان کو پہنچادی مگر یہ پتہ نہ چلتا تھا اور نہ چلا۔ آخر اس نے اپنے غلام معقل کو جو فن جاسوسی میں کمال رکھتا تھا سراغرسانی پر مامور کیا۔

عاشق اہلبیت کی خداپرستانہ سادگی سے سوء استفادہ

یہ تو علم تھا کہ مسلم یہیں کہیں ہیں معقل نے پتہ لگانے کی ایک نئی اور عجیب تدبیر سوچی وہ جابجا ڈھونڈھنے کے بجائے سیدھا مسجد میں گیا اور ہر شخص کی حرکات و سکنات پر غور کرتا رہا اس نے دیکھا کہ ایک شخص ہے جو نہایت سکون و عجز سے سجدہ کررہا ہے اور نوافل پڑھے جارہا ہے سمجھ لیا کہ یہ شخص ضرور جاںثاران حسینؓ میں سے ہے۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا اور کیسے سنگدل لوگ تھے جانتے تھے کہ حسینؓ تو حسینؓ ان کے غلامان غلام اور معمولی حامی بھی نہایت دیندار اور خداپرست ہیں پھر بھی ان کی مخالفت کرتے تھے اور ان کے قلب میں خدا کا

خوف بالکل نہ پیدا ہوتا تھا۔ مردود معقل ان بزرگ کے پاس گیا اور عاجزانہ طور پر کہا کہ میں ایک بیکس و ناچیز شامی غلام ہوں۔

یہ خدا کی بندہ نوازی ہے کہ اس نے میرے قلب کی گہرائیوں میں اہل بیت اطہار کی محبت رچادی ہے۔ تین ہزار درہم لئے ہوئے اتنی دور سے یہ سنکر آیا تھا کہ یہاں حضرت حسینؑ کے کوئی داعی آئے ہوئے ہیں ان کا پتہ ہی نہیں ملتا کہ ان کی قدمبوسی حاصل کرکے ان کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کروں۔

اٹھارہ ہزار ارادتمندوں کا قصر خلافت پر حملہ

سیدھے سادے مسلمان تھے فریب میں آگئے اور اسے مسلم کے پاس لے گئے۔ معقل تو مامور ہی اس خدمت پر ہوا تھا۔ وہیں عقیدتمندانہ رہنا شروع کر دیا اور یہاں کے حالات غور سے دیکھتا رہا اور ان کی اطلاعات ابن زیاد کو پہنچاتا رہا۔ ہانی بہ علالت کی خبر مشہور کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے اور دیگر روسا کی طرح ابن زیاد کے دربار میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ آخر ایک روز ابن زیاد نے ایک تدبیر سے ہانی کو بلوایا انکار پر معقل کو سامنے پیش کر دیا۔ دیکھتے ہی پہچان گئے اور سناٹے میں آگئے کہ وہ شامی غلام اصل میں شاہی جاسوس تھا۔ ہانی کو اقرار کرنا پڑا اور کہا میں ابھی جاکر نکالے دیتا ہوں۔

بولا نہیں، بہت دن چھپے رہے اب یہاں سے جنبش بھی نہیں کرسکتے ہمیں بلاؤ۔ بولے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ میں انہیں قتل کے لئے آپ کے حوالے کردوں۔ ابن زیاد یہ سنکر برافروختہ ہوگیا اور ایسا پیٹا کہ ناک کا بانسہ ٹوٹ گیا اور قید کر دیا۔ ہانی کے قبیلہ میں موت کی خبر برق سرعت کیساتھ پھیل گئی اور انہوں نے قصر امارت کو گھیر لیا۔ اب تو ابن زیاد گھبرایا۔ ایک طرف تو اس نے اعلان کر دیا کہ ہانی زندہ ہیں اور دوسری طرف مسلم یہ سنکر اور اپنے بیعت شدہ اٹھارہ ہزار حامیوں کو لیکر پہنچ گئے۔ قصر امارت میں اس وقت صرف پچاس آدمی تھے۔

حضرت مسلمؓ کی مظلومانہ شہادت

حالات نے خطرناک صورت اختیار کرلی تھی۔ لیکن ابن زیاد نے حواس برقرار رکھے۔ قصر امارت کے دروازے بند کرا دیئے اور جو عمائدین شہر اس وقت موجود تھے کہ دیکھو جس طرح بھی ممکن ہو تم ابھی اوپر کوٹھے پر کھڑے ہوکر اپنے اپنے قبیلہ والوں کو واپس کردو ورنہ میں اپنے مرنے سے پہلے تمہاری گردنیں کٹوا دوں گا۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ کوفہ کا پانی کس قسم کا تھا اور یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ ان عمائدین نے جو لوگوں کو ابن زیاد کے غضب اور غصہ سے ڈرایا ہے تو گویا ان پر بجلی سی گر پڑی سب کے ہوش اڑ گئے یہ حالت تھی کہ چند لمحوں کے اندر میدان صاف ہوگیا۔ بیعت اور محبت اہلبیت کے تمام دعاوی دماغ سے ہوا ہوگئے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کانپ اٹھے اور بمشکل تیس اشخاص بڑا دل کڑا کرکے ساتھ رہ گئے تھے ان کی ہمتوں نے بھی جواب دیدیا۔

غور کیجئے کہاں اٹھارہ ہزار حامیان مسلم اور پورے کا پورا ہانی کا قبیلہ اور کہاں تنہا ابن زیاد اور اس سے اتنا خوف۔ خدا جانے یہ اسے کیا سمجھتے تھے اور ان کے پہلو میں موم کے قلب تھے یا کیا چاہتے تو اس کے ٹکڑے اڑا کر رکھدیتے اور قصر امارت میں آگ لگا دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ مخلوقات کی ہر ادنیٰ شے سے ڈرنے لگتا ہے۔ انہوں نے حضرت علیؑ اور حضرت حسنؓ کے ساتھ جو بیوفائیاں کیں انہوں نے ان کے قلب ہمتوں اور حوصلوں سے خالی کردیئے۔ خدا سے ڈرنا چھوڑے تو ہر شے کیا اپنے سایہ سے ڈرنے لگے۔ بھلا یہ بزدل ہیبڑیں سلطنت کا کیا مقابلہ کرسکتی ہیں۔

اس وقت کوئی مشین گنیں بھی نہ تھیں نہ ہوائی جہاز تھے اگر یہ لوگ اس زمانہ میں ہوتے تو ایک طیارے کی گڑگڑاہٹ ہی ان کے لئے صور اسرافیل ثابت ہوتی۔ مگر تعجب نہ کیجئے بداعمالیاں قلب کو اسی طرح کمزور کر دیا کرتی ہیں اور جنہیں جان پیاری ہوتی ہے وہ موت کے تصور سے اسی طرح کانپنے لگتے ہیں۔ آخر یہ نوبت ہوگئی کہ کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ گرفتار ہوگئے اور قتل کردیئے گئے یزید نے مزاحمت کی صورت میں قتل کا حکم دیا تھا۔ ابن زیاد چاہتا تو انہیں گرفتاری کے بعد فوراً شہر چھوڑنے کا حکم دے سکتا تھا یا خود شہر بدر کراسکتا تھا لیکن اس نے یہ کچھ نہ کیا اور آپ بڑی بیدردی سے قتل کردیئے گئے انتہائے شقاوت یہ ہے کہ آپ کے دو خوردسال بچوں کو بھی امان نہ ملی اور ان کے بعد ان کے سر بھی قلم کرلئے گئے۔

نور و ظلمت کی کشمکش کا آغاز

جگر گوشۂ رسولؐ کے خلاف اشقیا کی صف آرائی

عزم سفر سے روکنے کی متعدد مساعی

ادھر تو کوفہ میں یہ قیامت گزر رہی تھی ادھر حضرت حسینؓ بعزم کوفہ مکہ معظمہ سے چل کھڑے ہوئے تھے اپنے بھائی مسلمؓ کا جو تفصیلی خط ملا تو آپ نے فوراً تیاریاں شروع کر دیں اور یقین کرلیا کہ اب کہیں امن مل سکتا ہے تو وہ کوفہ ہی ہے۔ ہر چند لوگوں نے سمجھایا لیکن حضرت مسلمؓ کے خط سے کوفیوں کی بیعت اور ان کے والہانہ عقیدت کا جو نقش آپ کے قلب پر مرتسم ہوگیا تھا وہ نہ مٹا۔ اہل حجاز کوفیوں اور عراقیوں کی بیوفائیوں اور پست ہمتی سے بخوبی واقف تھے کہ انہوں نے ان کے دو مقدس و محترم سرداروں حضرت علیؑ اور حضرت حسنؓ کو تکلیف پہنچانے اور ان کے ساتھ دھوکہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی جو ملتا تھا وہ آتا تھا اور سمجھاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ نہایت بیوفا بزدل اور پیسہ کے غلام ہیں ایک دھمکی کے بھی حریف نہ بنیں گے آپ ہی کے دشمن بنجائیں گے آپ کے بزرگوں کے ساتھ انہوں نے کونسی وفا کی ہے جو آپ کو ان سے توقع ہے۔ عمرو بن عبدالرحمن ابن عباس اور ابوبکر بن حارث اور ابن عمر نے بہت سمجھایا۔ یہی کہا کہ کم از کم اتنا ہی کیجئے کہ اپنے اہل و عیال کو ساتھ نہ لیجائیے مگر موت کشاں کشاں آپ کو لئے جارہی تھی اور قضائے الٰہی ٹل نہ سکتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے عرض کی کہ آپ حجاز ہی میں رہکر علم خلافت بلند کیجئے ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کئے لیتے ہیں۔ جواب دیا کہ استخارہ کروں گا۔ اللہ کی جو مرضی ہے وہ ہوکر رہے گی ممکن نہیں کہ اتنے بڑے بڑے مدبرین عمائدین اور مخلصین سمجھائیں۔ ڈرائیں۔ مثالیں دیں اور انسان پر اثر

نہ ہو۔ معلوم ایسا ہی ہوتا ہے کہ آپ کو مراقبہ یا خواب میں اپنی شہادت کا علم ہو چکا تھا اور غالباً ہر جو فرماتے تھے وہ محض دکھانے کے لئے فرماتے تھے اور تو اور راستہ میں مشہور شاعر عرب فرزدق ملا تو اس نے بھی استفسار پر یہی کہا کہ کوفہ سے آرہا ہوں لوگوں کے دل تو منور آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔ پھر عبداللہ بن مطیع نے منع کر روکا۔ خود گورنر مکہ نے امان نامہ دیکر اور امداد کا وعدہ کر کے واپس بلانا چاہا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے خدا کا واسطہ دیکر لکھا کہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں واپس چلے آئیے۔

ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ میں آپ عازم کوفہ ہوچکے تھے بھائی کا بر زمحبت خط پڑھکر یحییٰ میں عمرو سے جو کچھ فرمایا اس کے ہمارے دعوی کی توثیق ہوتی ہے۔

"تعجب ہے کہ سب مجھے روک رہے ہیں کوئی ڈراتا ہے کوئی نشیب و فراز سمجھاتا ہے اور کوئی خدا کا واسطہ دیتا ہے میں نہیں مانتا اس لئے نہیں مانتا مجھے خواب میں نانا جان نے ایک حکم دیا ہے میں ہر حالت میں اس کی تعمیل کروں گا اور اس خواب کا ذکر زندگی میں کسی سے نہ کروں گا" (طبری)

ٹھیک ہے آپ بچہ نہیں تھے بہت ذی علم بہت فاضل اور بہت ہوشمند مآل اندیش اور پختہ کار بزرگ تھے۔ کوفیوں کی حالات سے بیخبر نہ رہ سکتے تھے اور نشیب و فراز سوچ سکتے تھے اس کے باوجود سفر کرنا شوق شہادت اور تعمیل حکم نبوی کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔

حصول حقوق اور شرعی احکام

یہ کہنا کہ چونکہ آپ کو خلافت کی لقینی توقع ہوگئی تھی اور حکومت کی حرص میں انجام کار نہ سوچا غلط ہے خلافت کا جوش آپ کے اندر تھا اور ضرور تھا آپ خلیفہ ہونا بھی چاہتے تھے اور ضرور چاہتے تھے آج جبکہ اسلام میں مدوسرے ذرائع داخل کی دیکھا دیکھی دین و دنیا کی تفریق پیدا ہوگئی ہو یہ خواہش ضرور کسی قدر مذموم نظر آتی ہے مگر قرن اول میں نہ یہ تفریق تھی اور نہ یہ صورت دنیا داری اور دنیا مری چیز نہ سمجھی جاتی تھی۔ خلافت تو وہ نعمت اور وہ انعام الٰہی ہے جس کا وعدہ صالحین سے خدائے قدوس قرآن کریم میں کر رہا ہے اس کا ملنا گویا صالحیت کی سند کا حاصل ہونا ہے۔ اس کی آرزو کیسے نہیں رہی۔ حضرت عثمانؓ نے قتل ہونا گوارا کر لیا مگر آخر وقت تک اسے چھوڑنے پر رضامند نہ ہوئے۔

حضرت علیؓ نے بھی صد ہزار مشکلات میں اس قبا کو نہ اتارا اور معاویہؓ کے وفد سے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ:۔

"قرابت نبوی کے اعتبار سے اس کے سب سے زیادہ مستحق ہم ہی تھے۔ شیخین کرام کو بہتر حکومت کرتے پایا تو خاموش رہے اس کے بعد لوگوں نے عثمانؓ کو منتخب کر دیا تو بھی ہم نے اسے خاموشی کے ساتھ گوارا کر لیا۔ اب لوگ اسے ہم سے لینا چاہتے ہیں خدا کی قسم ہم کبھی اس سے دستبردار نہ ہوں گے۔"

حضرات طلحہؓ و زبیرؓ بھی عشرہ مبشرین میں ہوتے ہیں اور اس کے باوجود اس کے آرزو مند تھے اور مکہ معظمہ سے روانہ ہونے کے بعد سعید بن العاص کے جواب میں انہوں نے اس کا صاف صاف اقرار بھی کیا تھا۔ خود حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی نامزدگی واپس لیلی تھی مگر فیصلہ کے لئے اس کی ضرورت تھی اور یہ ایک قربانی تھی خود حضرت حسنؓ اس سے دستبردار ہوئے اس لئے کہ اس طرح مسلمانوں کی خانہ جنگی کا خاتمہ ہوتا تھا اور اس کی واحد صورت یہی تھی۔ یہ سب وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن سے بہتر اور مقدس ہستیاں انبیاء علیہم السلام کے بعد تصور میں بھی تو نہیں آسکتیں۔

غرض ان کے دور میں خلافت کی آرزو موجود رہی تو حضرت حسینؓ کے قلب میں ہونا کوئی معیوب امر نہیں بالخصوص اس صورت میں کہ وہ اس کے حقدار اور بہترین اہل بھی تھے اور جو خلیفہ مقرر ہوا تھا وہ فاسق و فاجر تھا یہ کوئی حوصلہ مندی نہ تھی بلکہ حصول حقوق اور خدمت خلق کے سچے داعیہ کا اظہار تھا۔ ملک، خلافت اور حکومت و سلطنت وہ نعمت عظمیٰ ہے جو انبیاء کو بھی دی گئی اور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بطور احسان کیا جیسا کہ حضرت سلیمانؑ کے متعلق قرآن میں ہے واتی سلیمان ملکا عظیما مسلمانوں اور صحابہ کرامؓ کے متعلق بھی اس نے فرمایا ہے واسعد ناکم ملکا و بنونا اسی موقع پر کیا منحصر ہے آپ نے اپنے بھائی کو بھی دستبرداری خلافت کے وقت اس سے روکا تھا۔

امیر معاویہؓ کی حکومت شرعی حکومت تھی جیسا کہ ہم اپنی کتاب سیرت معاویہؓ میں بالوضاحت ثابت کر چکے ہیں لیکن چونکہ آپ اپنے نزدیک اسے اپنا حق سمجھتے تھے اس لئے ان کے ساتھ ہر طرح سلوک کرتے رہنے کے باوجود آپ کشادہ پیشانی سے ان سے ملتے ضرور رہے مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کا دل صاف نہیں رہا لیکن واضح رہے کہ وہ حکومت نہ دنیا وہ سلطنت نہ دولت ضرور بری اور مذموم ہے جو فخر و غرور کے لئے ہو اور اسے پاک خدا ترسی سے کام لیا جائے اگر اس سے مقصود حصول حق ہے، خدمت خلق ہے تو یہ مستحسن اور بہت مستحسن ہے۔ دنیا تو دنیا آج معمولی حقوق کی طلبی بھی معیوب بن رہی ہے ملک میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو طالبان حقوق کو ہدف مطاعن بنا رہا ہے اور تو اور جو بہنیں بھی بھائیوں سے حقوق لیتی اور ترکہ تقسیم کرالیتی ہے انہیں قدر و منزلت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا گویا اس زمانہ میں سیاسی و معاشرتی دونوں حقوق کی سعی ایک طبقہ قوم کے نزدیک معیوب بن گئی ہے حالانکہ حصول حقوق کے لئے سعی و جہد ایک مذہبی فریضہ ہے۔ سنئے:۔

حضرت خاتون جنت جگر گوشہ رسول فاطمہ زہراؓ باغ فدک کے لئے لڑیں اور کتنی لڑیں اور کچھ عرصہ تک حضرت صدیق اکبرؓ سے خفا بھی رہیں حالانکہ یہ ایک معمولی چیز تو کیا کوئی حیثیت بھی نہ رکھتا تھا پوری دنیا بھی آپ کے نزدیک ناچیز تھی تاہم حق تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جیسے قائم اللیل اور صائم الدہر بزرگ ایک جاگیر کے لئے تلوار ہاتھ میں لیکر نکل آئے تھے حالانکہ آپ کے پاس کروڑوں روپیہ تھا اور آج اگر کسی اتنے مقدس بزرگ سے یہ حرکت ظہور میں آتی تو سارا تقدس نذر رسوائی ہو جاتا مگر اس زمانہ میں اسے کسی نے معیوب نہ سمجھا اور اس لئے نہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے کہ:۔

"جو شخص اپنے حق کی حفاظت اور اس کے حصول و تحفظ کی سعی میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔" ہم اپنی کتاب "دنیا اور اسلام" میں اسے بین واضح طور پر قرآن و حدیث سے ثابت کر چکے ہیں ان واقعات کی روشنی میں حضرت حسینؓ کی آرزوئے خلافت کو کون معیوب قرار دے سکتا ہے۔ آپ کے خود دعوے

شاعر کو جواب دیتے ہوئے ہی فرمایا تھا کہ میری نیت حق اور تقویٰ ہو۔

اس سے صاف واضح ہے کہ آپ خلافت ہی کے لئے جا رہے تھے اور بیعت وہاں لی ہی جا چکی تھی جس کا حال مسلم کے خط سے معلوم ہی ہو چکا تھا لیکن کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ خلافت کے حصول کا جذبہ دنیا کے حصول کی ہوس کے لئے نہ تھا یہ جذبہ ہوتی تو خیر خواہوں کے عاقبت اندیش مشورے آپ کے عزائم پہلے ہی قدم پر متزلزل کر دیتے۔ آپ کے اندر جذبہ حق نے بلاکی ہمت اور عجوق پیدا کر دی تھی سمجھتے تھے کہ خلافت نہ بھی ملیگی تو کم از کم جذبہ حق پرستی میں جو مردہ ہو چکا ہے روح تو پیدا کر ہی جائیگی اور الٰہی ربانی دواعیہ الی الحق سے دنیا اور دنیا والوں کو ایک ناقابل فراموشی سبق تو مل ہی جائے گا۔

مشیت ایزدی پر اظہار اطمینان

مردود ابن زیاد کو جب آپ کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے دور دور تک فوجی سواروں کے پرے جما دیئے حضرت حسین قطع منازل کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ بطن رومہ سے نکل کر عبد اللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی اور ان کے نیاز مندانہ استفسار پر آپ نے فرمایا:۔

"کوفہ والوں نے بلایا ہے تاکہ میں وہاں پہنچکر معالم حق کو زندہ کروں اور بدعتوں کو مٹا دوں"

حضرت عبد اللہ بہت پریشان ہو گئے اور عرض کی "خدا کے لئے آپ کوفہ کا قصد ہرگز نہ کیجئے کہ وہاں آپ ضرور شہید کر دیئے جائینگے" آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

"جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ہوکر رہیگا۔ سرِدست میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا"

مقام ثعلبیہ میں جب آپ کو مسلم اور ہانی کے قتل کا حال معلوم ہوا تو آپ کے ہوا خواہوں نے بہ منت استدعا میں کیں کہ آگے قدم نہ بڑھائے کہ اب چند قدم بھی آگے بڑھنا خود کو موت کے منہ میں دینا ہے۔ لیکن اس موقع پر حضرت مسلم کے بھائی بضد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم تو بھائی کا انتقام لئے بغیر ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹائیں گے۔ جان لیں گے یا خود اپنی جانیں نثار کر دیں گے۔ حضرت حسینؑ نے فرمایا مسلم شہید ہو گئے تم بھی نہ رہو گے تو پھر میری زندگی بھی بیکار ہے۔ آگے بڑھکر آپ کو اپنے قاصدوں کی شہادت کی اطلاع ملی۔ زبالہ سے بڑھے تو ایک اور صاحب نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا کہ:۔

"یہ ٹھیک ہے کہ اب میں نیزوں اور تلواروں کی طرف بڑھ رہا ہوں مجھے بھی اس کا علم ہے لیکن خدا کے حکم کے سوا اب میں کچھ نہیں کر سکتا"

مقاصد سفر پر حضرت امام کی تقریر

ظاہر ہے کہ اگر آپ محض خلافت کے لئے تشریف لیجا رہے ہوتے اور اس سفر سے مقصود محض حصول اقتدار ہوتا تو آپ حضرت مسلم کی شہادت اور کوفہ کی فضا کے تغیر کا حال سنکر لازماً اور یقیناً واپس چلے آتے اس لئے کہ کوئی بھی جنرل یا قائد ایسے مواقع پر خود کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا ورنہ ایسے اقدام کو دنیوی اعتبار سے کوئی بھی ذی ہوش مناسب خیال کر سکتا ہے۔

بصاف ظاہر ہے کہ آپ کے سامنے اس سے بلند تر مقصد تھا اور ایک غیبی قوت رحمانی کشش تھی جو آپ کو کشاں کشاں لئے چلی جا رہی تھی منزل شراف میں پہنچکر پہلی مرتبہ آپ کو ایک ہزار سواروں کا سامنا ہوا جو حر کی قیادت میں اس لئے بھیجے گئے تھے کہ وہ آپ کو محصور کر کے کوفہ پہنچا دیں یہاں آپ نے ایک تقریر کی کہ:۔

"لوگو! میں خود تو اپنی مرضی سے یہاں آیا نہیں تمہارا ہی بلایا آیا ہوں۔ یا تو مجھے اطمینان دلاؤ کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر کو چلوں یا اگر تمہیں میرا آنا اچھا نہیں معلوم ہوا ناگوار ہے تو میں واپس لوٹنے اور جہاں سے آیا ہوں واپس جانے کو تیار ہوں"

یہ الفاظ کسی خوف سے نہیں بلکہ اس لئے کہے تھے کہ آپ پر مزاحمت اور لاتحالہ مداخلت کا الزام عاید نہ ہو۔ حر نے کہا کہ مجھے تو آپ کو محصور کر کے کوفہ پہنچانے کا حکم ملا ہوا ہے تاہم میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اب آپ ایسا راستہ اختیار کریں جس پر گامزن ہو کر نہ آپ کوفہ پہنچ سکیں اور نہ مدینہ منورہ میں ابھی ابن زیاد کو لکھتا ہوں اور آپ اپنی طرف سے یزید کو لکھئے ممکن ہے خدا آپ کے لئے کوئی صورت نجات پیدا کر دے چنانچہ آپ نے وہ راستہ چھوڑ کر عذیب اور قادسیہ کی راہ اختیار کی اور حر بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہو لیا منزل بیضہ میں پہنچکر فرمایا:۔

لوگو! سنو اور گوش ہوش سے سنو میرے نانا حضور نبی کریم نے فرمایا ہے کہ: ظالم محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے۔ خدا کے عہد کو توڑنے والے، سنت رسول کی مخالفت کرنے والے، اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکمرانی کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اسے قولاً اور عملاً غیرت نہ آئی تو خدا کو اس امر کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسے اس بادشاہ کے بجائے دوزخ میں جھونکدے۔ میں تمہیں متنبہ اور آگاہ کئے دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے شیطان کی راہ اختیار کر لی ہے اور رحمان کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلا دیا ہے حدود الٰہی کو بیکار کر دیا ہے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا ہے اس لئے مجھے اس پر غیرت آنے کا زیادہ حق حاصل ہے دیکھو میری شخصیت اور میری ذات تم لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ تم میرے باپ بھائی اور ابن عم کے ساتھ فریب و دغا کر چکے ہو جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ گویا اپنی ذات سے عہد توڑتا ہے تم نے میری بیعت کر کے اسے توڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے عنقریب تمہاری امداد و نصرت سے بے نیاز کر دیگا"

اس تقریر سے نہ صرف یہ کہ آپ کی آمد کے مقصد اولین نہیں مقصد وحید پر روشنی پڑتی ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کے قلب میں کون سے مبارک جذبات موجزن تھے اور اصلاح ملت اور حریت انسانی کے کتنے زبردست احساسات آپ کے اندر موجود تھے۔

اتنے شاندار الفاظ اور ایسے حکیمانہ الفاظ جگر گوشہ رسول اکرم کے اعماق قلب ہی سے نکلے تھے اور انہی کی زبان مبارک پر جاری ہو سکتے تھے۔

حضرت امام کو حصار میں لے لینے کے احکام

آگے بڑھکر عذیب الہجانات میں پہنچے تو چار اور شخص ملے جنہوں نے بتایا کہ کوفہ کی فضا کتنی مکدر اور کتنی

خراب ہو چکی ہے تمام اشراف و اعیان کو نقد انعام و اکرام کے وعدے کئے گئے ہیں اور بکثرت رشوتیں دی گئی ہیں وہ سب کے سب آپ کے خلاف ہو گئے ہیں یہ ضرور ہے کہ عوام کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں مگر ان پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا کل یہی ابن زیاد کے حکم پر اس کی فوج میں شامل ہو کر آپ کے مقابلہ میں آئیں گے اور ان کی تلواریں آپ کے خلاف اٹھیں گی۔ ابن زیاد کو آپ کی نقل و حرکت کی خبریں پہنچ رہی تھیں منزل اخاب میں پہنچتے ہی حر کو جو آپ کے ساتھ تھا حکم ملا کہ حسین کو گھیر کر کسی ایسے میدان میں اترنے پر مجبور کرو جس میں پناہ کے لئے نہ کوئی قلعہ ہو اور نہ سیراب ہونے کیلئے پانی مل سکے۔

حضرت زہیر کو جو علم ہوا تو عرض کی ابھی تو موقع ہے اور لڑنا آسان ہے حکم دیجئے کہ ان دشمنان دین و ملت سے مقابلہ کریں فرمایا۔

"نہیں اور ہرگز نہیں میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا کر کے آغاز جنگ کا ملزم بننا نہیں چاہتا"

آخر یہ قافلہ اس میدان میں اترا جو آجتک تاریخ اسلام میں میدان کربلا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ میدان اس اعتبار سے بہت خوفناک میدان تھا کہ نہ یہاں کہیں سایہ کے لئے کوئی درخت تھا اور نہ پینے اور استعمال کرنے کے لئے کوئی چشمہ تھا۔

حکومت کیلئے ایمان کی فروخت

ابن زیاد نے کوفہ میں مقابلہ کے لئے زور شور اور سرگرمی کے ساتھ تیاریاں شروع کر دیں اور ساتھ ہی آپ کے مقابل فوج کی قیادت کے لئے کسی ایسے سپہ سالار کی تلاش شروع ہوئی جو لوگوں پر پورا قابو بھی رکھ سکے۔ خاندانی وجاہت و وقار کا بھی حامل ہو، اور دور و نزدیک قرابت بھی رکھتا ہو۔ یہ خصائص حضرت سعد بن وقاص رض کے صاحبزادے کے سوا اور کسی میں بھی نظر نہ آئے۔ اسی زمانہ میں دیلمیوں نے یورش کر کے ممالک محروسہ اسلامیہ کے ایک ایرانی شہر پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کی سرکوبی کے لئے عمرو بن سعد کا تقرر عمل میں آ چکا تھا مگر ہنوز روانہ نہ ہو سکا تھا۔ ابن زیاد نے بلوایا اور حکم دیا کہ حسین رض کے خلاف مقابلہ کے لئے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔

ابن سعد نے کہا اور جو خدمت چاہیں آپ مجھے تفویض کر دیں یہ تو مجھ سے نہ ہو گا۔ بولا تمہیں اختیار ہے مگر اس صورت میں تم سے حکومت رے کے عطا کرنے کا جو وعدہ کیا جا چکا ہے وہ پورا نہ ہو گا۔ ابن سعد کو اس کی بڑی آرزو تھی۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد بولا اچھا مجھے غور کے لئے مہلت دیجئے طبری کے بیان کے مطابق وہ جانا تو نہ چاہتا تھا اسے معصیت بھی سمجھتا تھا بدنامی کا بھی خوف تھا قرابت کا بھی لحاظ تھا مگر حکومت رے بھی نہ چھوڑی جا سکتی تھی آخر نیم دلی کے ساتھ اس پر راضی ہو گیا اور ۳ محرم ۶۱ھ کو اپنا نقد ایمان حکومت رے پر قربان کر کے اور چار ہزار فوج مقابلہ کے لئے لیکر میدان نینوا میں پہنچ گیا۔ اب بھی چاہتا یہ تھا کہ حکومت رے بھی ہاتھ سے نہ جائے اور معاملہ بھی جنگ کے بغیر طے ہو جائے۔

واپس لوٹنے پر آمادگی

چنانچہ اس نے یہ تدبیر سوچی کہ قرہ بن قیس کو بھیجکر ایک خط دیا جس میں حضرت امام سے ان کے یہاں تشریف لانے کا سبب پوچھا گیا تھا اور ہدایت کی یہ انہیں پہنچا دے۔ یہ قرہ قریب قریب سب کی سب اعیان و اشراف کوفہ پر مشتمل تھی اور ان میں سے شاذ ہی چند ایسے افراد تھے جنہوں نے حضرت حسین رض کو بلانے کے لئے خط نہ لکھا ہو اس لئے نہ صرف قرہ نے خط لیجانے سے انکار کر دیا بلکہ جس سے بھی کہا گیا اسے سامنے جاتے کو غیرت معلوم ہوئی بمشکل ایک شخص رضا مند ہوا تو آپ نے وہی جواب دیا جو حر کو دیا تھا کہ۔

"میں تو تم ہی لوگوں کا بلایا ہوا آیا ہوں۔ اب اگر تمہیں ناگوار ہے تو میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں"

کم فہم لوگ اسے آپ کی کم ہمتی و شکستہ دلی پر محمول کرتے ہیں لیکن نہیں آپ اس سے بار بار یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ آپ لڑنے جھگڑنے اور فساد پھیلانے کے لئے نہیں آئے۔ آپ کے سامنے کوئی دنیوی مقصد نہیں تھا۔ آپ کو عالم غمزدہ کرنے کے لئے بلایا گیا تھا کہ یزید کے فسق و فجور سے نالاں تھے اور ان سے انہیں کتاب و سنت کے مطابق حکمرانی کرنے کی توقع نہ تھی انہوں نے آپ کو بلایا آپ چلے آئے۔ اب اگر انہیں تاریکی ہی میں رہنا مقصود ہے تو آپ رائے عامہ کے خلاف خود کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتے اور واپس جانے اور لوٹنے کے لئے تیار ہیں۔

حقیقت یہ ہی تھی مدینہ منورہ سے جب آپ چلے تھے تو گو آپ کے پاس خطوط پہنچ چکے تھے مگر آپ کا ارادہ سفر کوفہ کا ہرگز نہ تھا وہ تو آپ کے مجبور کرنے اور خدا کے واسطے دلانے سے گئے تھے۔

ابن زیاد کے جواب پر ابن سعد کی برافروختگی

بہرکیف ابن سعد کو آپ کے اس جواب سے مسرت ہوئی اور امید پیدا ہو گئی کہ خدا مجھے اس جنگ کے عذاب سے بچا لیگا۔ ابن سعد نے بڑی پر زور رپورٹ بھیجی مگر طبری کے بیان کے مطابق جب ابن زیاد نے یہ جواب دیا کہ پہلے وہ یزید کی بیعت کر لیں اس کے بعد ان کی اس درخواست پر غور کیا جائے گا تو اس کی زبان پر بیساختہ یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ افسوس ابن زیاد خود ہی مصالحت سے گریزاں ہے۔ واقعی اگر وہ اس وقت ابن سعد کی رپورٹ کو منظور کر کے آپ کو واپس جانے کی اجازت دیدیتا تو اس کا بھی نامہ اعمال سیاہ نہ ہوتا کوئی حرج بھی واقع نہ ہوتا اور یہ سلطنت کی بھی ایک خدمت متصور ہوتی کیونکہ یزید نے اسے ہرگز ایسے خوفناک اقدام کی اجازت نہ دی تھی۔

ساقی کوثر کے فرزند پر پانی کی بندش

ابتدا آپ مسلم کے متعلق بھی خارج البلد کرنے اور صرف درصورت مزاحمت قتل کرنے کا حکم تھا۔ آپ خود ہی واپس جانے اور خارج البلد ہونے کے لئے تیار تھے تو پھر ابن زیاد کا پہلے بیعت کے لئے زور دینا جنگ سری کو دعوت دینے کے لئے مترادف تھا اگر وہ یزید کو بھی لکھتا تو وہاں سے بھی یقیناً یہی جواب آتا لیکن اس کے قلب میں تو کینہ بھرا ہوا تھا اور وہ آپ کو شہید کر کے ایک اموی کی حیثیت سے حضرت عثمان کی شہادت کا انتقام آپ سے لینا چاہتا تھا اور اس نے اسے بنو ہاشم اور بنو امیہ کا سوال بنا لیا تھا جیسا کہ اس کے اس دوسرے حکم سے واضح ہو رہا ہے کہ۔

حسین پر اسی طرح پانی بند کر دو جس طرح کہ مظلوم عثمانؓ پر پانی بند کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ فوراً تعمیل کی گئی اور اسی پر پانچ سو سواروں کا ایک دستہ متعین کر کے ۷ محرم سے پانی بند کر دیا گیا۔ ابن زیاد کے فوجیوں اور شامیوں کی شقاوت ملاحظہ کیجئے کہ ایک مردود بد بخت حصین نے پکار کر کہا سب لوگو:

حسین دیکھو، ذرا اس کا پانی کیسا آسمان کی طرح جھلک رہا ہے لیکن تمہیں اس میں سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہو سکے گا اور پیاسے ہی مر جاؤ گے۔ آپ کو سخت غصہ آیا اور دعا کی کہ خدایا اسے پیاسا ہی مار اور اس کی مغفرت نہ فرما۔

مصائب و آلام کی گھٹاؤں کا ہولناک اجتماع

صبح عیش کا اختتام اور شام الم کا آغاز

گرمی کا موسم پھر گرمی بھی عرب کی گرمی اور ریگستان کی جھلسا دینے والی فضا۔ سائے کے لئے کوئی درخت نہ سر چھپانے کے لئے کوئی جھاڑی۔ باد سموم کے آتش بار تھپیڑے، آفتاب کی تمازت، ریت کی گرم تابی، دھوپ کی تیزی، چٹیل میدان۔ چند ساعت بھی کسی جاندار کا پانی کے بغیر رہنا دشوار تھا۔ لیکن اور کوئی نہیں ساقی کوثر کا وہ گھرانا جس کے اقدس و احترام میں ملائکہ تک سرنگوں رہتے تھے جن پر درود و سلام بھیجے بغیر کسی مسلمان کی نماز کامل نہیں ہو سکتی تھی اور جن سے زیادہ محترم و متبرک ہستیاں اس وقت بھری دنیا میں اور کوئی نہ تھیں اور جن کا ادب و احترام ہر مسلمان پر فرض تھا اور جو پوری دنیائے اسلام کے لئے ایک نمونہ تھا تین شبانہ روز اسی میدان، اسی ریگستان اور اسی فضا میں پیاسا رہا۔

پیاسا رہا اور اس اذیت و کرب کے ساتھ پیاسا رہا کہ جوانوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، بچے بلک بلک کے نیم بیہوشی عالم میں ساکت و صامت پڑے ہوئے تھے، عورتوں کو غش پر غش آ رہے تھے، جگر گوشۂ رسول اکرم حضرت حسینؓ کا حلق سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا، وہ عالم طاری تھا اور اس مقدس قافلہ پر وہ عذاب تشنگی مسلط تھا کہ صورتیں سوال ہو کر رہ گئی تھیں، پھول سے چہرے مرجھا کر رہ گئے تھے، لب خشک تھے اور حلق کانٹا ہو گیا تھا، آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے اور تاب و توانائی جواب دے چکی تھی، روحیں تحلیل ہو رہی تھیں اور صورتیں دیکھی نہ جاتی تھیں۔

پھر یہ خاندان مالی حیثیت سے کوئی غریب یا متوسط درجہ کا خاندان نہ تھا بلکہ ایک شاہی خاندان تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسن دونوں پر شکوہ اور لمبے چوڑے رقبہ کے واحد حکمران تھے جتنا کہ آج بھی دنیا کی کسی بڑی سے بڑی سلطنت کے پاس یکجائی صورت میں موجود نہیں۔ یہ سچ ہے کہ حضرت علیؓ کی ذات گرامی ایک بے نیاز عالم ذات تھی جس نے بہت سادگی کے ساتھ فقیرانہ عنوان سے زندگی بسر کی لیکن حضرت حسنؓ کی زندگی تو پھر عیش و تنعم میں گذری۔ ہمیشہ اچھے سے اچھا کھایا اور اچھے سے پہنا اور لاکھوں روپے زندگی میں اس کی راہ پر لٹا گئے۔ چھ ماہ تک دنیائے اسلام پر حکمرانی کی اور بعد کو ایران کے زرخیز صوبہ اہواز کا پورا خراج آپ کو ملتا رہا۔ حضرت حسینؓ نے بھی عیش و تنعم ہی میں آنکھ کھولی۔

ہوش سنبھالتے ہی گرانقدر وظیفہ مقرر ہو گیا۔ مال غنیمت میں بیش بہا حصے ملتے رہے اور حضرت حسنؓ کی دستبرداری خلافت کے وقت سے لیکر امیر معاویہؓ کی وفات تک مستقل طور پر دس لاکھ سالانہ آتے رہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ملتا رہتا تھا۔ پورے عیش کی بزرگانہ زندگی تھی۔ یہ خاندان اور اس کے بچے جانتے ہی نہ تھے کہ تکلیف کیسی ہوتی ہے اور مصیبت کسے کہتے ہیں۔ یہ مصیبت ان کے لئے نئی اور بالکل نئی تھی اور ساتھ ہی سخت اور انتہائی سخت بھی جس نے زندگی کے تمام عیش بلکہ یاد بھی بھلا دی تھی۔ وہ تو کہئے کہ حق پرستی کا ایک سچا جذبہ اور جذبۂ رضا کا ایک حیرت انگیز مظاہرہ تھا جو آخر وقت تک ضبط و ثبات سے کام لیتے رہے ورنہ یہ مصیبت اور اس کی برداشت تو بڑی چیز ہے اس کا محض تصور ہی انسانوں کے زہرے آب کرنے کے لئے کافی تھا۔

اتنے مقدس، اتنے نازک، اتنے امیر اور اتنے ناز پروردہ متنعم خاندان پر یہ ناگہانی افتاد اور یہ اتفاقی مصیبت ایک نہایت ہولناک حادثہ تھا۔ ایک کوہ الم تھا جو دفعتہً سروں پر ٹوٹ پڑا۔ ایک برق بلا تھی جو اپنی پوری کڑک کے ساتھ چمک کر گری۔ ایک سیلاب اذیت تھا جو اپنی قیامت خیزیوں کے ساتھ بڑھ کر خود ہی سے گزر گیا تھا۔ اذیتیں جھیل لینا اور مصیبت برداشت کر لینا اور بات ہے۔ دنیا میں ایسے خاندان اور افراد گزر چکے ہیں جنھیں بیک وقت خوفناک سے خوفناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور تلوار کے گھاٹ اتر گئے۔ ایسا بھی ہوا کہ اہل و عیال کے سر بھی سامنے قلم ہوئے اور اس کے بعد اپنی گردن کاٹ لی گئی۔ لیکن جس قسم کی مصیبت خاندان نبوت پر پڑی اس کی کوئی ایک مثال بھی بھری دنیا میں ڈھونڈے نہ مل سکیگی۔ یہاں گھر کی خاندان کی اصحاب کی نازک نازنین عورتیں ساتھ ہیں، چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچے آغوش میں موجود ہیں۔ نونہالان خاندان دوش بدوش ہیں، سب ایک بے آب و گیاہ اور چٹیل میدان میں پڑے ہوئے ہیں، سب بھوکے ہیں پیاسے ہیں، سب تڑپ رہے ہیں۔ نوجوان بھتیجے شہید ہو رہے ہیں، قوت بازو بھائی زخم کھا رہے ہیں، محبت والے احباب قربان ہو رہے ہیں، معصوم بچے تیر کا نشانہ بن رہے ہیں، سب خاندان کے بعد اپنا نمبر ہے۔ تیر پر تیر، زخم پر زخم، بیویوں کا جگر دوز سکوت، جوان بہنوں کی چیخ پکاریں، نوجوان بیٹیوں کا بین و بکا، پھر اپنے بعد دشمنوں کے ہاتھوں میں ان کے پڑنے، بے حرمت ہونے اور سرگوارانہ و پراگندہ زندگی بسر کرنے کا تصور اور ساتھ ہی تشنگی کا غلبہ۔ خدا ہی جانتا ہے کہ سبط پیمبر پر اس وقت کیا گزر رہی ہوگی اور اس کے قلب کا کیا عالم ہوگا۔ یہ تھا صبر و ضبط، یہ تھا مظاہرہ حق پرستی، یہ تھی والہانہ قربانی اور یہ تھی آیت ولنبلونکم کی مصداق زندگی۔

پھر آپ کی ایک "ہاں" "ایک اشارہ" اور "ایک قدم" تمام عافیت سوز اور صبر آزما مصائب کا خاتمہ کر سکتا تھا اور یہ تمام نوابات آن کی آن میں مبدل بہ عیش بن سکتے تھے لیکن نہیں دنیا فانی ہے آپ نے اس اور اس کی عظمتوں اور آسائشوں سب کو فانی سمجھا، ایک انچ اور ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور دکھا دیا اور دنیا پر واضح کر دیا کہ قربانی کمال کسے کہتے ہیں، حق پرستی کیسی ہوتی ہے اور حریت کے بے پناہ جذبے کی سرحدیں کہاں تک پہنچتی ہیں۔ مسلمانوں کیلئے آپ کا یہ اسوہ حسنہ کتنا بہتر سبق تھا۔ اپنے اندر مضمر کئے ہوئے ہیں اور وہ چاہیں تو آج اس سے بیش قیمت درس حاصل کر سکتے ہیں۔

بھلا اس قیامت خیز گرمی اور جھلسا دینے والی دھوپ میں گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان کب تک صبر و ثبات کے ساتھ تشنگی کی بے قراریوں کو برداشت کر سکتے تھے۔ جب خاندان کے خاندان کی حالت غیر ہونے لگی تو آپ نے اپنے سوتیلے گر محبوب بھائی حضرت عباس کو تیس سوار اور بیس پیادے بہ نفس نفیس بذات خود پانی لانے پر مامور کیا جہاں پانسو کوفی عمرو بن سعد کی طرف سے متعین تھے۔ جرأت ہاشمی کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ حضرت عباسؓ اس کی فوج کا مقابلہ کرکے فرات پہنچے اور مشکیں بھر لائے۔ اس طرح بھر لائے کہ سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

میدان جنگ میں حضرت امام اور ابن سعد کی گفتگو

اس کے بعد شب کے وقت میدان میں آپ کی اور عمرو بن سعدؓ کی ملاقات ہوئی جس میں آپ نے اتمام حجت کے طور پر کہا کہ:۔

"ہم دونوں اپنی فوجیں یہیں چھوڑ کر یزید کے پاس چلیں جس پر ابن سعدؓ نے اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ میرا گھر منہدم کر دیا جائے گا میری جائداد ضبط کر لی جائیگی جس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ میں مکان بھی اس سے اچھا بنوا دونگا اور جائداد بھی بہتر خرید دوں گا۔"

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ پڑی ہوئی مصیبت سے گھبراتے تھے بلکہ آپ خوب سمجھتے تھے کہ یزید ہرگز یہ گوارا نہ کریگا کہ خاندان نبوت اس بیکسی کے ساتھ دشت نینوا میں تشنہ کام تباہ ہو جائے اور بیعت کے مطالبہ میں آپ کا یہ جواب بھی منظور کر لیا جائے گا کہ آپ دار الخلافہ سے کہیں دور چلے جائیں اور کسی مقام پر متمکن ہو کر بقیہ ایام خاموشی سے گذار دیں۔ دوسرے جتنا کچھ پیش آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ شریفوں اور بہادروں کی طرح جنگ پیش آنے گی شہید ہو جائیں گے یا گرفتار کر لئے جائینگے۔

اب جو یہ کچھ پیش آگیا تو شرعی صورت نجات سے رہی۔ تیسرے دیدہ و دانستہ خود کو ہلاکت میں ڈالنا بھی ممنوع ہے چار ہزار ادر بہتر کا مقابلہ لامحالہ خود کو ہلاکت میں ڈالنا تھا اور نہ صرف آپ بلکہ خاندان۔ ان کا خاندان مصیبت میں پڑ رہا تھا اس لئے بروئے حکم شرع آپ کو اس کا لحاظ بھی کرنا تھا اور واقعی کوئی باعزت صورت پیدا ہو جاتی اور آبرو مندانہ فیصلہ کی تجویز سامنے آجاتی تو آپ اس کے قبول کرنے میں انکار بھی نہ کرتے ویسے اگر لڑنا ہی ہوتا اور خونریزی مقصود ہوتی تو آپ یہ مدینہ منورہ میں بھی کر سکتے تھے وہاں سے نکلنے اور شب کے وقت روانہ ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن یہ تو ہرگز بھی نہ ہو سکتا تھا کہ آپ جان بچانے کے لئے کوئی ذلت خیز تجویز منظور فرما لیتے کہنے کو آج کوئی کچھ کہہ لے لیکن اگر آپ بار بار یہ نہ کہتے تو سب یہی کہتے کہ یہ بہادری نہ تھی بلکہ خودکشی تھی۔ شریعت غرائے اسلامیہ اور دنیا والوں کا آپ کو لحاظ کرنا تھا وہ آپ نے کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرابتداری اور خاندانی عظمت کے خیال سے ابن سعد بھی اس جگہ سے پہلو بچانا چاہتا تھا اور اس کا ضمیر اسے برابر اس پر ملامت کر رہا تھا اس لئے وہ بظاہر جنگ کو ٹالتا چلا جاتا تھا اور ابن زیاد کو بھی برابر لکھتا رہا تھا لیکن یہ ایک ہی مرعود واقعہ تھا اس نے لکھا کہ:۔

"ابن سعد! میں نے تمھیں بیعت لینے اور بصورت دیگر ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینے کے لئے مامور کیا ہے نہ کہ اس لئے کہ تم برابر ٹالتے چلے جاؤ اور ان کی سفارشیں لکھ لکھ کر بھیجو اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو عنان قیادت شمر کے حوالہ کرکے علیحدہ ہو جاؤ۔

ابن سعد دل سے لاکھ جنگ نہ چاہتا ہو مگر دنیوی جاہ و حشم کی آرزو بھی اس پر بری طرح مسلط تھی اس لئے ابن زیاد کو ناراض بھی نہ کرنا چاہتا تھا اسے یہ فرمان پڑھکر غصہ بھی آیا اور برہمی کے ساتھ کہا:۔

کمبخت! تمہارا برا ہو تم ہی نے ابن زیاد کو بھڑکایا اور ابھارا ہے ورنہ وہ میری رپورٹ پر ضرور مصالحت کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ حسین بیعت پر تیار ہو جائیں کہ وہ بہت خود دار ہیں اور اب اس کا نتیجہ یہی ہے کہ ہم سب کے دامن اس خون کے دھبوں سے آلودہ ہوں اور معاملہ کی صورت بد سے بدتر ہو جائے۔

مخاطب شمر تھا اور واقعی وہ برابر جنگ کے لئے بھڑکا رہا تھا اور ابن سعد کی مصالحانہ رپورٹیں اسی کے کان بھرنے سے بے اثر رہی تھیں جواب اس کے پاس تھا ہی کیا جو دیتا وہ چڑ گیا اور کہا ان باتوں کو چھوڑئیے کہا کرتے ہے تو کیجئے ورنہ عنان اقتدار میرے ہاتھ میں دیجئے لیکن رے کی حکومت کے لالچ نے اسے سپہ سالاری ترک کرنے دی اور لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔

دشت کربلا میں حضرت امام علیہ السلام

عراقی درندوں کی شیطانی یلغار

ایک رات اور جینے کی مہلت

آخر وہ وقت قریب آگیا جس کا کھٹکا ان مردودان ازل کو تو کیا ہو سکتا تھا اور نہ اس کی خانوادہ نبوت کو صد ہزار مصائب و نوائب میں گرفتار ہونے کے باوجود کچھ پرواہ تھی البتہ ملائکہ آسمانی اور چرند و پرند جس سے لرزہ براندام تھے اور جس کا تصور آج بھی ہمارا استغناء مسلمانوں کے قلوب کو دہلا دینے کے لئے کافی ہے شقاوت و سعادت کی یہ پیکار شروع ہونے والی تھی کہ بیان فلک میں ایک شور برپا تھا اور فضا ظلم سے لبریز تھی ابن سعد کا ضمیر اس کی نفسانی خواہشوں اور جاہ و حشم کے حصول کی آرزوؤں میں دب کر رہ گیا جس ایمانی مردہ ہو کر رہ گئی۔ اس نے عاقبت کی خاطر مایوسوں پر دنیا کی چند روزہ کامگاری کو ترجیح دی حکومت رے نہ چھوڑی گئی اور جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ فوج کو تیاری کا حکم دیکر عصر کے وقت کچھ آدمیوں کو لئے ہوئے وہ ملنے آیا۔

حضرت حسینؓ جانا ہی چاہتے تھے کہ حضرت عباسؓ نے بڑھکر کہا کہ اب آپ کے جانے کا موقع نہیں۔ آپ یہاں سے قدم نہ اٹھائیں میں خود جاتا ہوں آپ نے پوچھا تو کہہ دیا کہ جنگ کا حکم آچکا ہے۔ بیعت کریں یا جنگ۔ آپ نے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ:۔

"صرف ایک رات کی مہلت ہمیں اور دیدی جائے کہ ہم دنیوی زندگی کی یہ آخری رات عبادت و نماز اور دعا و استغفار میں بسر کریں اور خوب جانتا ہے

کہ مجھے نماز، دعا اور تلاوت و استغفار سے کتنا والہانہ عشق ہے۔

ابن سعد گورنر کوفہ کی طرف سے فوری منظوری نہ دی اور شمر تو سب کی مخالفت پر تلا ہوا تھا لیکن خود کوئی جواب نہ دے سکا بلکہ ... کیا اسے حق تھا یہ بھی گوارا نہ تھا اور عبادت کے لئے ایک رات کی مہلت بھی نہ دی جاتی ... لیکن جب اور لوگوں نے سمجھایا کہ اس میں تو کوئی حرج نہیں تو یہ بھی خاموش ہو گیا۔ اللہ اللہ انسان اشرف المخلوقات ہے مگر جب یہ شیطان کی طرف عود کرتا ہے تو اس سے وہ حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں جو درندوں کو بھی نہیں سوجھ سکتیں مردود شمر وہ بدبخت انسان ہے جو مسلمان تو نماز پڑھتے شخص کا ... سے زیادہ سخت دل رکھتا ہے ایک شب کی مہلت دینا بھی گوارا نہیں۔

جاں نثارانِ امام کی فرودی چھٹی

اب موت بالکل یقینی ہی اور اس خاندان نے کبھی زیست ... دنیا کے ذرہ ذرہ نے سمجھ لیا تھا کہ کل دنیا اور دنیا والوں کی یہ شفقت تابش کرنے والی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گی اور کل شہداء اپنے مالک کے پاس ہیں ہی اور ملک حقیقی کے دربار میں ... سرخرو ہوں گے اس لئے آپ نے فرمایا:

"لوگو! تم مجھ سے اور میری زندگی کے آئین سے ناواقف نہیں ہو جانتے ہو کہ میں فاطر السموات والارض کا ... رحمت اور رسالت اور ہر حالت میں لے شکر ... سے ادا کیا ہے کہ ... ہاتھ اٹھا کر چشم نم عرض کی۔

خداوندا تو میری حالت قلب کا بہتر جاننے والا ہے میری نیت سے واقف ہے میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں خاندانِ نبوت میں پیدا ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ گوش شنوا دیدہ بینا اور دل آشنا دیا قرآن سکھایا اور دین مذہب میں بصیرت عطا کی۔ اب تو ہمیں صابر و شاکر بندوں میں ہی شمولیت کا شرف عطا فرما۔ کتنے شکر و سپاس کا مقام ہے کہ تو نے مجھے ایسے وفاکیش رفقاء و احباب عطا کئے جن سے زیادہ نیکی و محبت کرنے والے کسی کو نصیب نہیں ہوئے اور انہیں جزائے خیر عطا فرما۔ اس کے بعد اسی سلسلہ میں فرمایا:

دشمنوں اور معاندوں کا ہجوم ہے اور اس کے باعث آج کے دن کو بھی کل ہی کا دن سمجھ رہا ہوں۔ اس لئے میں آج تمہیں سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ تم اپنی قیمتی جانیں بچا لو اور واپس چلے جاؤ اس کے لئے میں تمہیں ہرگز کسی کوتاہی و ملامت کا مستحق نہ قرار دوں گا تمہارا جتنا بھی حق رفاقت تھا وہ تم نے عطا کر دیا۔ تم میں سے ہر شخص میرے ایک اہل بیت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیلے اور ایک ایک اونٹ سواری کے لئے لیجائے۔ جاؤ میری دعائیں کے سائے میں تم سے کوئی کچھ نہ کہیگا۔ لوگوں کو مجھ سے اور صرف مجھی سے عناد و پرخاش ہے۔"

اس تقریر کو سنکر آپ کے تمام رفقاء نے بیک آواز کہا۔ ہرگز نہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو دشمنوں کے ہجوم میں چھوڑ کر چلے جائیں۔

آخری شب زندگی

آخر جمعرات کا دن گزر گیا اور شب عاشورہ اپنی تمام تاریکیوں ظلمتوں سکوت آرائیوں اور سناٹوں کے ساتھ دنیا اور دنیا والوں پر مسلط ہو گئی کہیں وہ رات تھی جس کی صبح کو دشت نینوا میں قیامت سے پہلے ایک اور شور انگیز قیامت برپا ہونے والی تھی اور یہی رات میں آباد اور بھری دنیا کے بہترین و برترین انسان بہترین مشغلہ عبادت میں مصروف ہونے والے تھے۔

عشاء کی نماز پڑھتے ہی آپ پورے جوش و الہیت اور پورے خلوص و للہیت کے ساتھ جمال حقیقت سے سرگرم راز و نیاز ہو گئے ظاہر بین افراد کے لئے تو یہ رات چونکہ آخری رات تھی اس لئے آپ نے اسے عبادت و استغفار میں گذارا۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس رات کے لمحے "دار العمل" کے آخری لمحے تھے جن کے بعد کی ساعتیں گذر کر مکافات و عطا کی دنیا آنے والی تھی جہاں انعام و جزا کے پھول برستے ہیں اور جہاں ہر مومن اعمال حسنہ پر ثواب و عطایا کی بخششیں ہوتی ہیں۔ آپ بڑے عابد بڑے بزرگ اور بڑے اہل اللہ تھے۔ اپنے سر آغاز سال سے بعثت تھے مراقبہ و مشاہدہ میں بہت مصروف رہتے تھے اس لئے اس رات میں آپ کو ترقیات روحانی کی تمام مراحل طے کرنی تھیں اور وہ سب طے کرا دی گئیں اور مشاہدہ میں جو کچھ ایک ذوی طریق روحانیت کا انسان دیکھ سکتا تھا وہ سب کچھ دیکھ لیا۔

آپ کے ساتھ آپ کے تمام رفقاء و اعزاء دعا و استغفار میں مصروف رہے ایک طرف چار ہزار کی چار ہزار خود کو مسلمان کہلانے والا لشکر غفلت و شقاوت کی نیند پڑا بے خبر سو رہا تھا اور یہ احساس بھی نہ تھا کہ ان میں سے کل صبح آفتاب بلند ہوتے ہوتے جہنم کا ایندھن بنا دیئے جائیں گے اور ان کی دنیوی غرض جلد کی بیتاب آرزوئیں ان کے تاریک سینوں ہی میں دفن ہو کر رہ جائیں گی اور دوسری طرف بہتر نفوس قدسی کا یہ مختصر قافلہ نظام نیند سے ناآشنا غفلت سے دور بیدار و ذمہ دار بنا ہوا عاجزانہ سجدہ و نیاز میں انہماک تھا۔

ادھر رات بھر سناٹا رہا اور ہر سب کے سب دربار خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے اور اس کی بارگاہ میں سر نیاز جھکاتے رہے۔ صبح کی نماز اول وقت جماعت سے ادا کر کے حضرت حسینؓ اپنے خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور اہتمام جنگ میں مصروف ہو گئے تمام خیمے منتشر حالت میں اور ہر ادھر نصب تھے انکو اکٹھا کر کے قریب قریب نصب کرایا اور پھر ان کے اردگرد خندق کھدوا کر اس میں آگ روشن کر دینے کا حکم دیا تاکہ مصروفیت جنگ سے فائدہ اٹھا کر کچھ اشقیا پشت کی طرف نہ پہنچ جائیں اور عورتوں اور بچوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور نہ وہ عقب سے حملہ آور ہو سکیں۔ تمام ہتھیاروں کو صاف کرایا۔ غرض بہت جلد جو انتظام آپ کو کرنا تھا وہ کر کے آپ نے فراغت حاصل کر لی۔

حضرت زینبؓ کی مضطربانہ بیقراری

مخدرات و خواتین کو بنظر احتیاط کسی امر کا پتہ نہ دیا جاتا تھا لیکن یہ جو کچھ ہو رہا سب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوا۔ ان پردگیان عفاف پر جو سیل اندوہ والم گذر رہا تھا وہی ان کا دل توڑنے کے لئے کچھ کم نہ تھا لیکن ہتھیاروں کی صفائی و اہتمام نے آئندہ گذرنے والی قیامت کا انہیں اندازہ کرا دیا اور اس سے جو کچھ ان کی حالت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے حضرت زینب بہن اور جاں نثار بہن تھیں تڑپ اٹھیں اور بدحواس ہو کر اٹھیں دوڑیں اور دوڑ کر اور بھائی کے قریب آکر عرض کی۔

"بھائی! للہ بتاؤ تو یہ کیا ہو رہا ہے یہ ہتھیار کیوں صاف ہو رہے ہیں کیا وقت قریب آ گیا کہ میں دنیا میں تنہا و نامراد جینے کے لئے رہ جاؤں۔

" میرے دیکھنے کو دنیا میں کون رہ گیا ہے میری ماں فاطمہؑ میرے باپ علیؑ میرے بھائی حسنؑ تینوں مجھے تنہا چھوڑ گئے تھے۔ بتاؤ تو کہ تم مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہو۔ مجھے تو آج کچھ عالم ہی دوسرا نظر آرہا ہے آپ سے آپ کلیجہ منہ کو آرہا ہے اور میرا دل ڈوبا جارہا ہے"

اس نازک وقت میں اکلوتی اور جاں نثار بہن کی یہ بیقراری دیکھ کر امامؑ نے غضب آلود نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا زینب کیا ہے کیوں اپنے حلم و وقار کو شیطان کے حوالے کر رہی ہو سنبھلو اور عقل و ہوش سے کام لو۔

لیکن وہاں حواس ہی کسے تھے بولیں:۔

" اچھا تو پہلے اپنے بدلے مجھے میدان جنگ میں کیوں نہیں بھیجتے۔ بہن کے دل کو اپنے دل کی جگہ سینہ میں رکھ کر جواب دو بہن جو کچھ دیکھ رہی ہے اور جو کچھ ابھی ابھی چند لمحے ہیں گزرنے والا ہے وہ اسے حلم و وقار سے حقیقت میں دیکھ بھی سکتی ہے یا نہیں"

زینبؑ پر زہرہؑ تھیں، آپ کو بھی یارائے ضبط نہ رہا اور یہ الفاظ سنکر آپ کا دل بھی بھر آیا۔ آنسو نکل پڑے فرمایا بہن صبر کرو وہ ڈاڑھیں مار کر رونے لگیں اور بولیں، صبر کرو ٹھیک ہے یہ صبر ہی کی بات اور صبر ہی کا موقعہ ہے صبر آئے کیونکر، کہاں سے وہ دل لاؤں جو صبر کرے اور بھائی کو صبر کرلی کیا میں دنیا میں ایک ایک کو صبر کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئی ہوں۔ دل پاش پاش ہوا جاتا ہے کلیجے کے ٹکڑے اڑے جارہے ہیں صبر کیسے کروں۔

آپ نے فرمایا، زینبؑ سنو اور سنبھل کر سنو دنیا میں کسی کو نہیں رہنا ہے موت کا ایک وقت معین ہے وہ کسی کے اظہار اندوہ و کرب سے ٹل نہیں سکتی اللہ سے تسکین کرو۔ اس سے استعانت چاہو۔ میرے باپ بھائی مجھ سے بہتر تھے نانا جان سب سے بہتر تھے وہ نہ رہے تو میری حقیقت کیا ہے۔ یہاں کون ہمیشہ رہا ہے اگر میں قتل ہو جاؤں تو پورے صبر و وقار سے کام لینا اور گریبان دری اور بین نہ کرنا جاؤ اللہ سے مدد مانگو۔

اس طرح بہن کو صبر و تلقین کی اور خدا ہی جانتا ہے کہ سینہ میں کس طرح قلب پر غم کو سنبھال کر خیمہ سے باہر تشریف لے آئے۔

ہاشمی جرأت و جلاوت کا عدیم المثال مظاہرہ

میدان رزم و پیکار میں رفقائے حسینؑ کی گرم جولانی

اشقیائے عراق کے سامنے حضرت امام کا درس عمل

صبح صادق کا وقت تھا

آفتاب میدان کربلا کا نظارہ خونیں دیکھنے سے ابھی تک منہ چھپائے ہوئے تھا ہوا بھی فرط رنج و غم میں ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ چل رہی تھی ذرہ ذرہ سے اداسی نمایاں تھی آسمان و نور الم سے نیلا پڑا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی وحشت پھیلی ہوئی نظر آتی تھی ہر طرف یاس و ناامیدی کی فضا چھائی ہوئی تھی صفیں درست کیں، میمنہ پر حضرت زبیرؓ کو مامور فرمایا اور میسرہ کی قیادت حبیبؓ بن مظہر کے سپرد کی اور حضرت عباسؑ کو اس مختصر جماعت کی قیادت کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر ادھر گشت لگایا صفوف پر ایک نظر ڈالی پھر قرآن کو سامنے رکھکر بارگاہ ربانی میں دعا مانگی کہ:۔

" الٰہ العالمین! تو جانتا ہے تو علیم و دانا ہے کہ میں نے اپنی بساط کے مطابق ہمیشہ ہمت و استقلال سے کام لیا ہے اور جب کبھی وقت پڑے ہیں تجھی نے میری پشت و پناہی کی ہے اور میری ہمت بندھائی بہت سے غم و اندوہ ایسے ہوتے ہیں جو ایک طرف تو دل کو کمزور کر دیتے ہیں اور دوسری طرف دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں لیکن میں نے ایسے نازک اوقات میں بھی سب کو چھوڑ کر تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تو ہی نے مصائب کی چھائی ہوئی گھٹاؤں کو چھانٹا ہے میں نے ہر مصیبت میں تجھی پر بھروسہ کیا ہے تو ہی میرا آسرا ہے تو ہی میرا ولی نعمت اور تو ہی ہر آرزو اور ہر تمنا کا منتہی ہے"

شمر کی ملعونیت صدا تھا کہ پہنچی ہوئی تھی تعریضاً کہا کہ حسینؑ دنیا میں ہی آگ مل گئی خود ہی خندق میں آگ روشن کرادی۔ ایک رفیق نے کہا بھی زد میں ہے کہئے تو تیر کا نشانہ بناؤں فرمایا نہیں میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا ہرگز نہ کروں گا۔

وہ دماں ہاشمی کی یہی حق پرستی اور سادہ کاریاں تھیں جنہوں نے فریب کار دشمن کو ان پر غالب بنادیا، اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کیسے مسلمان تھے کہ جگر گوشہ رسول کے متعلق بھی یہ تصور کرتے ہوئے لرزتے تھے کہ خالد بن انہیں آگ ملیگی کچھ ہی دیر بعد آپ نے بڑھ کر دشمنوں کے سامنے یہ موثر تقریر کی

" لوگو! کیا تمہیں یہ علم نہیں کہ میں ابن رسول ہوں۔ اور تمہارے نبیؐ ہم دونوں بھائیوں کو جوانان بہشت کا سردار فرمایا کرتے تھے۔ اگر یہ درست ہے تو تم ان کی امت ہوتے ہوئے بھی کس دل سے میرے قتل کے درپے ہوگئے ہو قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمہاری جان ہے کہ آج مشرق سے لیکر مغرب تک دنیا کے کسی نبی کا بھی کوئی نواسہ میرے سوا موجود نہیں ہے۔ کیا میں نے کسی کو قتل یا مجروح کیا ہے؟"

اس کے بعد آپ نے نام لے لیکر اور پکار کر کہا کہ اے فلاں فلاں کیا تم ہی نے مجھے یہ لکھکر خط نہ بلایا تھا کہ:۔

" پھل پک چکے ہیں۔ کھجوریں سرسبز ہیں۔ دریا میں جوش ہے فوجیں تیار ہیں فوراً چلے آؤ"

میں آگیا اب اگر تمہیں ناگوار ہے تو مجھے جانے دو میں اپنے لئے جائے امن تلاش کرلوں گا"

پتھر بھی ہوتے تو یہ سنکر پگھل جاتے اور ان کے قلب میں ایک چنگاری بھی پیدا ہوتی تو یہ فوج کی فوج آکر آپ سے مل جاتی۔ لیکن حیرت ہے اور سخت حیرت ہے کہ یہ کس مٹی کے بنے ہوئے تھے کہ ٹس سے مس نہ ہوئے بولا تو ایک شخص یہ بولا۔ " پھر آخر اپنے ابن عم کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کر لیتے بعضوں نے کہا کہ ۔ ہم آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بغیر میدان سے ہرگز قدم نہ ہٹائیں گے۔ حضرت زہیرؓ نے یہ بھی کہا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے ابن سمیہ تمہاری امداد کا مستحق ہے یا ابن رسول۔ خدا کے لئے ان سے تعرض نہ کرو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یزید خود ان کے چھوڑ دینے پر قتل کر دینے کی بہ نسبت زیادہ خوش ہوگا جس کا شمر نے نہایت سخت جواب دیا۔

...ان چار ہزار تیر انداز میں سے صرف ایک تیر نکلا اور عین اس وقت جنگ کا آغاز ہونے والا تھا۔ حر صف اعدا سے نکل کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بچشم پرنم معافی مانگی۔ ابن اثیر کی روایت کے مطابق آپ نے اسے دعا دی۔ حر کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ بڑا رئیس اور بڑے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ سمجھتا تھا کہ موت کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اس نے رضا جوئی رب العالمین کی خاطر کسی چیز کی پرواہ اعتنا نہ کی۔

حُر کی سرفروشی اور رفقائے امام کی شہادت

حُر نے میدان جنگ میں نکل کر ایک پرجوش تقریر کی۔ ابن سعد نے گھبرا کر اور یہ سمجھ کر کہ اگر یہی حالت رہی تو کہیں فوج ٹوٹ کر ادھر نہ چلی جائے ایک تیر پھینک کر جنگ کا خود ہی اعلان کر دیا۔ پہلے عربی طریق جنگ کے مطابق ایک ایک شخص آگے بڑھتا اور مقابلہ کرتا رہا۔ کوفیوں کی طرف سے دو شخص یسار اور سالم نکلے اور مبارز کا نعرہ لگاتے ہوئے بڑے جوش کے ساتھ بڑھے۔ عبداللہ بن عمیر کلبی نے دونوں کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ان کی بیوی خیمہ کی چوب ہاتھ میں لئے ہوئے بڑے جوش کے ساتھ نکل کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ شوہر کے ساتھ مجھے بھی اپنی جگہ جنت کا نام دیا۔ آخر آپ نے آگے بڑھ کر دعا دی اور انہیں واپس کر دیا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں۔ اس کے بعد ایک نامور شامی بہادر عمرو بن حجاج میمنہ کو لیکر مستعدانہ آگے بڑھا۔

ادھر سے عاشقان رسول فوری آگے بڑھے اور گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور نیزوں کے وہ تابڑ توڑ وار کئے کہ گھوڑوں کے منہ پھر گئے اس کے بعد ابن حوزہ نکلا اور شقی ازل یہ کہتا ہوا نکلا کہ حسینؓ تمہیں دوزخ کی بشارت ہو۔ آپ کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ خداوندا اسے آگ میں داخل کر۔ دعا اور وہ بھی ابن رسول کی دعا۔ چاہتے تو پوری کی پوری فوج کو غارت کر سکتے تھے یکایک اس کا گھوڑا بدکا گرا پاؤں رکاب میں پھنسا۔ گھوڑا سرپٹ بھاگا۔ بال چور ہو کر رہ گئیں اس کے بعد یزید بن معقل میدان میں نکلا۔ بریر بن حضیر نے بڑھ کر ایسا بھرپور وار کیا کہ تلوار خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک اتر گئی۔

اسے تڑپتا دیکھ کر رضی بن منقذ جھپٹا۔ بریر اس کے سینہ پر سوار ہو گئے کعب بن جابر نے نیزہ پشت میں پیوست کر کے شہید کر دیا۔ رضی کی جان بچ گئی عمرو بن قرظہ انصاری بھی بعد کو بہادرانہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اتفاق دیکھئے کہ انہی عمرو کا ایک حقیقی بھائی لشکر اعدا میں شامل تھا بھائی کو تڑپتے دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا اور بدبخت و فرط غضب میں یہ بکتا ہوا جھپٹا۔ کذاب ابن کذاب حسینؓ تو نے فریب دیکر میرے بھائی کو قتل کرا دیا لیکن حضرت ہلال مرادی نے بڑھ کر ایک ہی نیزے میں اسے چاروں خانے چت کر دیا اور جہنم میں داخل ہو گیا یزید بن سفیان کو بھی ایک مجاہد نے قتل کر دیا حضرت نافع بن ہلال کے مقابلہ میں ایک شقی مزاحم نکلا اور کچھ ہی دیر بعد وہ بھی جوڑ نگ ہو کر چلا۔ دلیر دل کی کمی لشکر اعدا میں بھی نہ تھی لیکن یہ باطل پرست حق پرستوں کا مقابلہ کیا کر سکتے تھے جو سامنے آیا زندہ بچکر واپس نہ گیا۔

ارض عالم کی استثنائی جنگ کا استثنائی نظارہ

یہ جوش شجاعت دیکھ کر کوفی لشکر میں ایک گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور ایک عام اضطراب پھیل گیا سمجھ گئے کہ اسی طرح اگر مقابلہ کو ایک ایک جاتا رہا تو سارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ عمرو بن حجاج نے بآواز کہا کہ:

لوگو! یہ حسینؓ کے طرفداروں کی کوئی بہادری کا مظاہرہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ تو اپنی جانوں پر کھیلے ہوئے ہیں اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے ہیں جان دینے سے ڈرتے ہیں اور نہ جان لینے سے اسی لئے ان کے مقابلہ پر کوئی ٹھہر نہیں سکتا اب اگر مقابلہ تنہا جانے کا یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہا تو یہ دست از جان شستہ افراد سب کا خاتمہ کر کے رکھدیں گے۔ اسے بند کرو۔

پھر لیا کران کی تعداد ہی کتنی ہے۔ اگر سب مل کر ان پر ایک پتھر بھی پھینکیں تو سب کا خاتمہ کر سکتے ہیں یہ حسین وہی ہے جو دین کی راہ اور امام کی اطاعت سے بھاگا ہے عمرو بن سعد نے اس رائے کو بنظر استحسان دیکھا اور مبارز طلبی کے سلسلہ کو بند کر کے آغاز جنگ کر دیا۔ آپ نے صفوف مرتب کر ہی رکھی تھیں عمرو بن حجاج سواروں کے ایک چیدہ دستہ کو لیکر میمنہ سے حملہ آور ہوا۔ یہ حملہ بہت پرزور اور شورانگیز حملہ تھا۔ بڑی شدت کی جنگ ہوئی ساتھ ہی شمر لعین نے میسرہ کو لیکر حملہ کر دیا۔ ادھر پوری کوفی فوج تھی اور ادھر صرف چند نفیس جانبازان اسلام صفوف بکار تھے شیر اور بکری کا مقابلہ تھا فریقین میں کوئی نسبت ہی نہ تھی اس کے باوجود یہ بزرگ لڑے اور کچھ اس جوش اور بانکپن سے لڑے کہ کوفی فوج کی فوج انگشت بدندان رہ گئی۔

اپنی اکثریت اور فراوانی تعداد کے زعم میں کوفی بکھر بکھر کر حملہ کرتے تھے جو غول میں بھر بھر کر ٹوٹ پڑتے تھے مگر کوئی قابو نہ چلتا تھا یہ بزرگ اس جرأت و جلادت کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ ان خونخوار دشمنوں کی بھی حیرت بڑھتی چلی جاتی تھی جس طرف رخ کرتے تھے صفیں کی صفیں الٹ کر رکھدیتے تھے جدھر کوئی جان نثار حسین جاتا تھا فوج کائی سی پھٹ جاتی تھی دنیا تعجب کے ساتھ سنے گی کہ انہی مٹھی بھر جوانوں نے خون کی ندیاں بہادیں بے شمار ملاعنہ کو خاک و خون میں تڑپا پایا اور کوفی فوج میں ایک ابتری پیدا کر دی آخر عزرہ بن قیس نے جو کوفی فوج کا ایک مشہور اور بہادر سردار تھا گھبرا کر ابن سعد کے پاس پیام بھیجا کہ اس وقت مقابلہ پر صرف ۳۲ افراد ہی ہیں لیکن اس جانبازی اور سرفروشی کے ساتھ لڑ رہے ہیں کہ میرے سواروں کے دستہ میں نہ صرف یہ کہ بے ترتیبی پیدا ہو گئی ہے صفوں کو درہم برہم کر کے رکھدیا ہے بلکہ ان پر دہشت بھی طاری ہو چکی ہے اور اگر آپ نے جلد کچھ پیدل اور تیر انداز نہ بھیج دیئے تو اس کا ٹھہرنا مشکل کیا ناممکن ہو جائے گا اس نے فوراً اسکی پانچسو سواروں کی کمک بھیجدی جو بہترین تیر اندازوں پر مشتمل تھی انہوں نے میدان میں پہنچتے ہی قیامت خیز بارش شروع کر دی مشہور جانباز مسلم بن عوسجہ شہید ہو گئے یہ کیسے ہی بہادر اور جانباز ہوں تھے آخر یہ بھی انسان ہی کہاں تک لڑتے اور کس کس سے لڑتے اور کب تک لڑتے۔

پہلے تو ان تیروں ہی کی بارش سے ان کے گھوڑے مجروح اور بیکار ہو گئے انہیں تو آرزوئے جنت ہی بیقرار کئے ہوئے تھی یہ تو رضا جوئی حق کے لئے جان دینے پر تلے ہی ہوئے تھے یہ تو شہادت کے لئے میدان میں آئے تھے ان کے سامنے تو مقصد ہی یہ تھا کہ اس چند لمحہ [illegible]

[illegible] انسان [illegible] نقصان [illegible]
[illegible] بہادری [illegible] ملک [illegible] سے
[illegible] ہوگئی [illegible] معرکہ آرائی [illegible]
[illegible] کے ساتھ عقل کے جوہر بھی [illegible] تھے
[illegible] جس [illegible] چلتا اور [illegible] مثال [illegible]
کہ انسان بھی آہنی پہاڑ [illegible] بنائے [illegible] سکیں گے۔ لیکن آج جو خاک پاک
[illegible] کو [illegible] اٹھا گیا تھا حق پرستی کا جوش سرشار بنائے ہوئے
تھا [illegible] اور صورت سے لڑتے دیکھا تو حواس جاتے رہے [illegible]
میں [illegible] پھیل گئی دہشت چھا گئی ہمتیں پست ہوگئیں جو صفیں صف
[illegible] ناکام رہی جو قدم اٹھایا اٹھا ہی رہا جو بڑھا وہ ٹھٹک ہو کر
[illegible] حاصل ہوا۔

خیال تو کیجئے کہ بتیس اور صرف بتیس ہی انسان ہیں گھوڑے بھی رانوں کے نیچے نہیں ہتھیار بھی پرانے ہیں۔ دوسری طرف وہ فوج ہے جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزمودہ سردار موجود ہیں۔ ہزاروں کی تعداد ہے کوفہ سے بھی امداد پہنچنے کا یقین ہے ہر قسم کے بہترین آلات حرب اور سامان جنگ سے آراستہ ہیں تیروں کے انبار ہیں گھوڑوں کی کثرت ہے۔ سوار ہیں جو صف بہ قرینہ ہی چاہتا تھا قیاس بھی ہو سکتا تھا یقین بھی تھا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ کیا ان کی آن میں ان کا خاتمہ کر کے رکھدیں گے چند منٹ کا وقفہ ان کی قسمتوں کا فیصلہ کر کے رکھدیگا۔ اور واقعی صورت بھی یہی تھی یہی سمجھتے تھے اور سمجھنا چاہئے تھا لیکن صبح صادق سے لیکر ٹھیک دو پہر تک صرف یہی ۳۲ جنگ سلطنت کی چار ہزار نبرد آزما فوج سے لڑتے رہے اس شان اس جوش اور اس بانکپن سے کہ دہشت پھیلا دی۔ رعب طاری کر دیا بیشار کاٹ کر رکھ دیئے۔

ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ اس بھری دنیا میں اس جانبازی و جاں نثاری کی کوئی ایک مثال بھی ڈھونڈے نہیں مل سکتی کہ بتیس افراد کا چار ہزار سے مقابلہ کرنا اور مسلسل چھ سات گھنٹہ کامیابی و جوش کے ساتھ لڑتے رہنا تو در کنار اس کا قصد بھی کیا ہو۔ ضرور ۳۰۰ اسپارٹا والوں نے ایرانیوں بیشتر ہزار ہا ایرانیوں کا مقابلہ بڑی بہادری کے ساتھ کیا تھا اور وہ تعریف کے بھی مستحق ہیں اس لئے بھی کہ اور قوموں میں اس شجاعت و جرأت کی مثالیں بھی ناپید ہیں لیکن ایک درہ کے سامنے کھڑے ہو کر مقابلہ کیا جو تنگ تھا اور تنگ بھی اتنا کہ اس میں سے بیک وقت زیادہ سے زیادہ تین چار ہی سپاہی نکل سکتے تھے جن کے سامنے آتے ہی ان کا مار لینا کوئی [illegible] امر نہ تھا لیکن یہاں جو لڑائی تھی وہ ایک کھلے میدان کی لڑائی تھی [illegible] پہاڑ [illegible] ایک درخت اور ایک جھاڑی تک بھی پناہ اور آڑ کے لئے موجود نہ تھی۔

[illegible] فوجوں کے لئے بھی دشواری ہوتی ہے نہ کہ یہاں [illegible] پانچ سو افراد موجود تھے گویا چند نفوس پوری [illegible] سلطنت سے [illegible] مقابلہ کر رہے تھے اور یہی نہیں کہ انہیں [illegible] کر رہے تھے بلکہ انہیں نقصان پہنچا رہے تھے

اور نقصان بھی [illegible] اتنا تھا کہ یہ کہنا کہ گویا دشمن کی فوج بھی [illegible] ہلاک ہو رہی تھی [illegible] سینکڑوں کو خاک و خون کر کے [illegible] بہادروں نے دشمن کے [illegible] وحشت طاری کر دی۔ مگر یہ [illegible] اسی ہوتا ہوگا اس بے مثال ہمت کی مثال [illegible] کہاں مل سکتی ہے۔ [illegible] میں بھی اس کا تصور نہ ہوگا۔

لشکر کے سرداران فوج بھی وہ تھے جو اس [illegible] علاوہ جنگ پر لڑا برابر جوش بڑھاتے اور ہنا [illegible] نظر آتی ہے مگر نہیں یہ کرامت دیکھی ہوا [illegible] کر کے پیر زاغیاں میں سے ایک کا بھی نشان دنیا میں نہ [illegible] حق پرستی کا جوش تھا صداقت کا ولولہ کی تھا۔ ہمت تھی رضا جوئی آقا کے [illegible] کی خود جہاد بھی لڑتے ہوئے تھے ماہر فنون جنگ بھی تھے۔

مہارت جنگ اور کمال حربی کے بہت سے مظاہر دیکھے ہوں ایک اور نمونہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ سرفروشان ہاشمی کی زندگانہ جرأت اور فیرانہ شجاعت سے جو بدبخت اشقیا چاہتے تھے کہ اہل بیت اطہار کے خیموں میں حملہ آور ہو کر اضطراب و تشویش پیدا کریں اور ان کی توجہات ادھر مبذول ہو جائیں۔ لائق جرنیل نے پیشبندی کر لیا کرتے ہیں آپ نے بھی کی اور اس ہوشیاری کمال کے ساتھ کی کہ اعدا کی عقلیں دنگ ہو کر رہ گئیں۔ حیرت میں پڑ گئے۔ آپ نے خیموں کی ترتیب اس میدان میں کچھ اس ڈھنگ پر کی اور اس عنوان سے قائم کی تھی کہ کوئی صرف ایک رخ سے حملہ آور ہو سکتے تھے اور ان کے لئے اس میں بڑی دشواری کا سامنا تھا۔

اس سنگ راہ کو ہٹانے اور اس مشکل کو دور کرنے کے لئے عمرو بن سعد نے مجبور و پریشان ہو کر اہل بیت اطہار کے خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دیدیا لیکن وہ متحیر رہ گئے۔ جب بڑھ کر خیموں کے اندر گھسے اور انہیں اکھاڑنے کا ارادہ کیا تو خود کو ایک نئی مشکل میں مبتلا پایا۔ یعنی اگر وہ آڑ میں پڑے جاتے ہیں اور آڑ میں چھپتے ہیں تو آنا فانا میں ان کو اس طرح تلوار کی دھار پر رکھ لیا جاتا ہے کہ نہ فوج کو خبر ہو سکتی ہے اور نہ وہ ان کی امداد کو پہنچ سکتی ہے آخر مجبور ہو کر واپس ہوا اور آگ لگانے کا حکم دیدیا۔ بہر کیف ابن سعد اس جنگ کو جلد سے جلد ختم کر دینا چاہتا تھا مگر جب اس کی کوئی پیش نہ جا سکی تو اس نے خیموں میں آگ لگوا دی۔

اہل بیت کو جلا ڈالنے کا ابلیسانہ عزم

مردود شمر تو چاہتا تھا کہ اہل بیت اطہار کو بھی ساتھ جلا دے مگر حضرت امام کی ملامت سے اس کے قدم رکے اور اس کے بعد حضرت زہیرؓ نے کوفیوں کو ادھر سے ہٹا دیا اور جنگ پھر بھی جاری رہی لیکن تابہ کے تھک بھی گئے اور زخموں سے بھی چور چور ہوگئے سامنے ٹڈی دل تھا تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ شہید ہوتے ہوتے چند ہی نفوس قدسی باقی رہے اور دوپہر گذر کر ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے جو اعلان کر دیا کہ نماز کے لئے جنگ ملتوی کر دی جائے تو سنگدل حصین بن نمیر کہتا ہے کہ "کیا کر دگے نماز پڑھ کر قبول ہی نہ ہوگی" شیطنت کاری کی گھنٹی مگر وہ [illegible] حضرت حبیب [illegible] اور فرمایا او انسان نما ابلیس [illegible] رسول کی [illegible]

قبول نہ ہوگی تو کیا تیری نیکی عمل کے ساتھ عقل بھی ماری ہوگئی سنکر جھلا ہی تو گیا اور خشمناک ہو کر حملہ کیا۔ جابرین کی طاقت و ہمت کو آج کے کمزور جسم بوسیدہ مسلمان دیکھیں کہ بڑھ کر صرف ایک طمانچہ مارا ہے اور وہ بھی گھوڑے کے منہ پر جس سے وہ بد حواس ہوگیا۔ اتنا کہ اپنے دونوں پچھلے پاؤں پر کھڑا ہوگیا اور حصین اس کی پشت پر سے زمین پر آرہا قریب تھا کہ حضرت حبیبؓ اسے جہنم میں پہنچا دیں۔ مگر ہاں اس کے ساتھی دیکھتے ہی جھپٹ پڑے کچھ دیر تو حبیب نے بڑی شجاعت کے ساتھ ان سب کا مقابلہ تن تنہا کرتے رہے آخر شہید ہوگئے۔ یہ بہت بزرگ اور بہت بہادر اور بہت ہمدرد تھے ان کی شہادت سے آپ کا ایک قوی بازو ٹوٹ گیا اور آپ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ سے چھپایا نہ گیا یہ دیکھ کر حر کو بھی ضبط نہ رہا یہ بھی عدیم المثال بہادر تھے میدان میں جو نکلے ہیں تو اس جوش و شکوہ کے ساتھ لڑے کہ صفیں کی صفیں الٹ دیں اور بہت سے کوفیوں کو قتل کر کے شہید ہوگئے۔

خدا کی قدرت ہے کہ وہ حر جو دوزخ کے راستے پر پڑ چکے تھے اور صبح تک جن کے دوزخی ہونے میں کائنات کے کسی ایک ذرہ کو بھی شک نہ رہا تھا موت تو آ ہی چکی تھی اور ہر سے مارے جاتے تو فی الواقع دوزخی تھے لیکن اللہ نے ہدایت دی اور اس کے نقش ذریں سے شہادت جیسا بلند و رفیع درجہ آپ کو عطا ہوا کیفیت شقاوت و سعادت کا یہ کتنا اچھا نظارہ ہے کہ نماز ظہر کا وقت برابر تنگ ہوتا چلا جا رہا تھا اور مسلمان کہلانے والے شقی جنگ نہ روکتے تھے اور نماز نہ پڑھنے دیتے تھے حملے پر حملے کئے چلے جا رہے تھے دم بھی نہ لینے دیتے تھے جب آپ مجبور ہو گئے تو آپ نے صلوٰۃ خوف پڑھی۔

بتیس جاں نثاروں کی شہادت

اس کے بعد جنگ میں اور گرمی پیدا ہوگئی کوفی اپنی فراوانی تعداد کے باوجود اس طوالت جنگ سے سراسیمہ و پریشان ہوچکے تھے انہوں نے پوری قوت اور جوش سے مقابلہ کیا اور اس جوش کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ زمین تھرا اٹھی۔ ایک سیلاب امنڈ آیا۔ تیروں کا مینہ برسا دیا چاہتے یہ تھے کہ رفقائے حسینؓ کی تعداد تو گھٹ کر چند نفوس پر مشتمل رہ گئی ہے اسی ہلہ میں حضرت شبیرؓ کو بھی لے لیا جائے اور سنبھلنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے تیروں کے سایہ میں وہ برابر آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ آپ کے رفیق حضرت حنفی ان کا یہ مطلب سمجھ کر سامنے آگئے اور جب تک قوت نے یاری دی اپنے سینے پر تیروں کو روکتے رہے۔ شہید ہوگئے تو حضرت زہیر بن قیس ان کی جگہ آکھڑے ہوئے۔ اسی طرح حضرات نافع بن ہلال، عبداللہ، عبدالرحمٰن۔ سیف بن حارث اور شوذبؓ آگے بڑھے بڑے مجاہدانہ جوش کے ساتھ حملہ آور ہوئے بڑے جوش کے ساتھ لڑے اور شہید ہوگئے ان کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت عابس بن ابی شبیب آگے بڑھے۔

یہ چونکہ عرب کے ایک نہایت مشہور اور ماہر فنون جنگ بہادر تھے دور دور تک شہرہ تھا ہر طرف ایک دھاک بیٹھی ہوئی تھی ان کے سامنے آنے اور قریب پھٹکنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کوئی پاس نہ آتا تھا جس نے حوصلہ ہی کیا ان کے ایک وار کا بھی حریف نہ بن سکا دور دور سے کھڑے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے یہ دیکھ کر حضرت عابس کے غیظ و غضب کا پارہ کھولاؤ کے درجہ تک پہنچ گیا بے قرار

ہو گئے اور فرط جوش میں زرہ اتار کر پھینک دی تلوار ہاتھ میں لی اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے اور درہم برہم کرتے ہوئے دور تک نکل گئے اور ایک ہی ہلہ میں صفایا بول دیا جو شیر غراں کی طرح برق سرعت کے ساتھ صف اعداء میں جا پڑے تھے جدھر کا رخ کرتے تھے سروتن کا فیصلہ کرتے ہوئے نکل جاتے تھے بہت سے ایسے ہی بزرگ کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے حوصلہ ہی نہ تھا جو کوئی ان پر حملہ کرنے اور انہیں زخم پہنچانے کی ہمت کرتا ایک دہشت طاری تھی۔ آخر عمرو سعد نے گھیرے کو حصار میں لے لیا اور چاروں طرف سے تیروں اور تلواروں کے حملے شروع ہوگئے اکیلا جنا کیا بگاڑ سکتا تھا اور تنہا کس کس کا مقابلہ کر سکتے تھے وہ بھی اس صورت میں آگے اور پیچھے اور دائیں بائیں چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہوں اس حصار میں بھی جب تک قوت باقی رہی تلوار چلاتے رہے آخر زخموں سے چور ہو کر گرے اور شہید ہو گئے اس کے بعد فضا میں کوئی جذبہ اور نشان کا رنگ نہ رہ گیا تھا۔ حضرات عمرو بن خالدؓ، جبار بن حارث، مجمع بن عبیدؓ اور سعدؓ بالترتیب یکے بعد دیگرے میدان میں نکلے۔ حق یہ ہے کہ خوب لڑے خوب مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے۔ اب صرف سوید بن ابی الصلحؓ تنہا باقی رہ گئے تھے انہیں آپ نے روک لیا۔

لب فرات جگر گوشگان رسولؐ کے خون کی ارزانی

ریگزار کربلا میں دل کے ٹکڑوں کے ٹکڑے

فرزند حسینؓ کا عزم سرفروشی

فدایان اہل بیت کے بعد اہل بیت کی باری تھی حضرت حسینؓ نے فرمایا تم لوگوں سے کوئی کچھ نہ کہیگا مخاصمت ہے تو مجھ سے ہے۔ اب میں جاتا ہوں۔ لیکن جاں نثاری اور ادب و احترام کے جذبات ہر ایک ہستی مقدس کا طغرائے امتیازی بنے ہوئے تھے سب نے کہا کہ یہ تو قیامت تک بھی نہ ہوگا۔ ممکن ہی نہیں کہ ہمارے جیتے جی اور کھلی آنکھوں آپ کو چشم زخم پہنچ سکے آخر دودمان رسالت کے گل سرسبد اور ریاض امامت کے نونہال اور نکہت بیز پھول والدین سے با اصرار اجازت لیکر میدان میں نکلے اعداء کے سامنے ایک پر تاثیر تقریر کر کے مصروف جنگ ہو گئے۔ میر انیس نے حضرت علی اکبرؓ ابن امام حسین کے جانے کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے اسے پڑھ کر انسان کا دل ڈوبنے لگتا ہے لکھتے ہیں ؎

دولت ہاتھ سے بیکس پہ زوال آتا ہے	مومنو مرنے کو مشکل نہیں جاتا ہے
داغ بیٹے کا فلک باپ کو دکھلاتا ہے	کیا الم ہے کہ جگر سینے میں تھراتا ہو

ماں تڑپتی ہے کہ جن و بشر روتے ہیں
کس جواں بیٹے سے ماں باپ جدا ہوتے ہیں

ہمتی ہے دولت فرزند سے جس کا گھر آباد	بیٹا کیا جاتا ہے ہوتا ہے بھرا گھر برباد
جان اس کی ہے جب ہوئی ہے یاد برباد	کرتے ہیں اپنی جوانی علی اکبر برباد

داغ اولاد کا ہے یاں صبر کا مقدور نہیں
پہلے فرزند سے مر جائیں تو کچھ دور نہیں

گھر سے چلتے ہوئے دی گھر کو دعا [illegible]	ایسا بیٹا جسے اٹھارہ برس پالا ہے
کیا کریں [illegible]	نظر آتا ہے ستمگر نے عجب [illegible]

دل کی بیتابی ہر ایک آن سوا ہوتی ہے
روح قالب سے کہ قالب سے جدا ہوتی ہے

منع اللہ نہیں آہ اٹھایا جب تک — ایسا بیٹا نہیں ہاتھوں سے گنوایا جاتا
صدمہ ہے کہ زباں پہ بھی لا یا جاتا — زخم وہ ہے کہ جگر پر نہیں کھایا جاتا

داغ فرزند حسین ابن علی سے پوچھو
نوجواں بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو

ہیں بسن بیکسی اٹھارہ برس کا ہے سن — منتیں مانی ہیں مادر نے مرادوں کے دن
رنج میں کاٹی ہیں ماں نے وہ کئی راتیں گن گن — پالنے والے کو چین آئیگا کیونکر اس بن

ماں کو حسرت ہے دلہن بیاہ کے گھر لانے کی
فکر یاں عین جوانی میں ہے مرجانے کی

رن سے جانیکے لئے بانو کے جاتے ہیں قریب — شوق سے جنگ کے ہتھیار لگاتے ہیں حبیب
ہاتھ جوڑے ہوئے گردن کو جھکاتے ہیں عجیب — جان سے مرنے کیلئے آنکھ چراتے ہیں قریب

شاہ خاموش ہیں پر بول نہیں سکتے ہیں
کبھی بانو کا کبھی بیٹے کا منہ تکتے ہیں

بانو کہتی ہیں کہ کیا کہتے ہیں اکبر یا شاہ — ان کے جو دل میں ہے کچھ آپ ہیں اس سے آگاہ
دیکھتی ہوں میں کہ حضرت کی یہی تھا ہوتا — ماجرا کیا ہے یہ کچھ مجھ سے تو کہئے جلد

منہ سے کچھ کہتے نہیں پاس ادب کرتے ہیں
کونسی چیز ہے جو ان سے طلب کرتے ہیں

شاہ فرماتے ہیں بانو سے کہ اے نیک نہاد — راز داں ہوتی ہو ماں بیٹے کا باپ سے زیاد
پوچھو اکبر سے کہیں گے جو ان کی ہے مراد — حق نہ ماں باپ کو دکھلائے فراق اولاد

تھا مقدر میں کہ سب ہو ویں جدا ہم دیکھیں
اب یہی اللہ جائیں جہاں سے تو یہ غم دیکھیں

دلیرانہ جنگ کے بعد علی اکبرؓ کی شہادت

دلوں کا حال علام الغیوب ہی جانتا ہے کہ حضرت علی اکبر رخصت ہوئے اور کس طرح ہوئے اور ماں باپ نے انہیں جہاد کے لئے بھیجا تو کس دل سے بھیجا اس وقت ان کے قلوب کی کیا حالت تھی اور ان کے منہ موڑتے ہی ان کے جگر کے صد رہنوا ٹکڑے ہوئے اور کس طرح ہوئے ہم تو جانتے ہیں اور اتنا ہی جانتے ہیں کہ اس سیزدہ سالہ نوجوان نے جو آخر حضرت حیدر کرار کا پوتا تھا میدان میں صفایا بولدیا اور اس شیرانہ صولت کے ساتھ لڑا کہ دیکھنے والے بھی انگشت بدندان رہ گئے۔ اشقیائے کوفہ کی شقاوت وقساوت تو حد انتہا کو پہنچ ہی چکی تھی اس نوجوان کی نوجوانی پر ترس کے بجائے مردود مرہ بن منقذ کی زبان سے نکلا میری طرف سے یہ نوجوان گذرے تو ایک ہی وار میں اس کا چراغ حیات گل کر کے رکھدوں پھر نوجوان تھے جوش و ہمت تھی تجربہ نہ تھا سنتے ہی تاب نہ رہی جھپٹ کر اس کے سامنے پہنچ گئے وہ پرانا آزمودہ کار اور جنگ کے کھیل کھیلے ہوئے سپاہی تھا یہ وار کرنے بھی نہ پائے تھے کہ اس کا نیزہ جسم اطہر میں پیوست ہو گیا گرے اور گرتے ہوئے کوفیوں نے طول بیابانی کی طرح گھیر کر اور ٹوٹ کر ہر وار کرنے شروع کر دیئے۔

حرم نصیب بیبیاں خیمے کے روزن سے خاک و خون کا یہ کھیل دیکھ رہی تھیں اور کب تک صبر کر سکتی تھیں آخر تاب نہ رہی بدحواس ہو کر خیمہ سے نکلیں اور لاش سے لپٹ گئیں کہ انہوں نے اولاد کی طرح انہیں اپنے ہاتھوں میں پرورش و ناز و نعم سے پالا تھا حضرت امام سینہ پر صبر کی سل رکھے ہوئے بڑے بہن کا ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں لے گئے اور لاش کو جس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے تھے یکجا کر کے لاش کو اٹھوایا اور اس کو اپنے خیمہ کے سامنے لاکر لٹا دیا۔

اس وقت حضرت امام کے قلب پر جو سیلاب غم گزر رہا تھا اور اس وقت کی فضا نے اس صدمہ کو جس درجہ ہول انگیز اور جگر دوز بنا دیا ہوگا ہم اس کا تصور بھی تو ٹھیک طور پر نہیں قائم نہیں کر سکتے۔ تین روز کے بھوکے پیاسے تشنہ بلب محبوب و ہمدرد رفقا کی شہادتوں اور مفارقتوں کا الم خونخوار دشمنوں اور خون کے پیاسے کوفیوں کا نرغہ عزیز بہن کا بین و بکا۔ محبوب بیوی کی مادرانہ شفقت کا جوش غرض ہر کا عالم دھوپ کی تیزی۔ موت کی ارزانی اس پر نوجوان اور برشباب بیٹے کی لاش اور وہ بھی اس حالت و ہیئت میں کہ بند بند جدا اور ٹکڑے ٹکڑے الگ آنکھوں کے سامنے پڑی ہے آخری چیخ سن کر جو حال ہوا سنئے۔

جس دم سنی حسین نے یہ جانگزا صدا — صابر اگرچہ تھے پہ کلیجہ الٹ گیا
ہاتھوں سے دل کو تھام کے دوڑے برہنہ پا — نعرہ کیا کہ اے علی اکبر کدھر ہیں گیا

مل کر غریب و بیکس و تنہا سے جائیو
آئے ضعیف باپ تو دنیا سے جائیو

ہے ہے مرے شفیق پسر مہرباں پسر — خوشخو پسر۔ سعید پسر۔ قدرداں پسر
مادر کا چین باپ کا آرام جاں پسر — کرگئے پسر شہید پسر۔ نوجواں پسر

مقتل کدھر ہے کوئی بتاتا نہیں مجھے
اے نور عین کچھ نظر آتا نہیں مجھے

مجکو غریب دشت بلا کہہ کے پھر پکار — آ کبلا یا شہ دوسرا کہہ کے پھر پکار
اے شبیر سید الشہدا کہہ کے پھر پکار — صدقے ہو باپ یا ابتا کہہ کے پھر پکار

میری بھی جان تن سے ترے ساتھ جائیگی
مر جاؤں گا نہیں جو نہ آواز آئے گی

کچھ ہوش دست و پا کا نہیں بدحواس ہوں — زخمی ہے قلب کشتہ اندوہ و یاس ہوں
غمگین بیکس و افسردہ دل ہوں حزین و اداس ہوں — دم توڑ دو تم تو ہے غضب اور میں پاس ہوں

کیونکر قرار آئے دل ناصبور کو
لاؤں کہاں سے ڈھونڈھ کے آنکھوں کے نور کو

دوڑے یہ بات کہہ کے جو سلطان بحر و بر — بیٹے کی لاش باپ نے دیکھی لہو میں تر
اٹھا یہ دل میں درد کہ خم ہو گئی کمر — دیکھا جو زخم منہ کے قریب آگیا جگر

تڑپے جگر کے اور تڑپ کر ٹھہر گئے
غل پڑ گیا صفوں میں کہ شبیر مر گئے

ہوش آیا چند ساعت کامل کے بعد جب — دیکھا کہ لٹ رہی ہے شبیہ رسول رب
آنسو بہا کے رکھدیئے بیٹے کے لب پہ لب — چلاتے تھے کہ چھوڑ چلے ہم کو ہے غضب

دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال دو
باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

مصیبت پر مصیبت، اندوہ پر اندوہ اس پر یہ حالت یہ عالم اذیت قلبی کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ کتنا حسرت انگیز منظر تھا جب تشنہ بھی دیکھا۔

بیٹے ادرے جگر چاک پدائک سے | جب تو نہ ہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے
بات سن کے بیٹے لگا ہچکیاں پسر | سکتی زبان دکھائی کہ پیاسا ہوں اے پدر
ردی اہل نبی چھائی چہرے پہ سر بسر | دو بار لی کراہ کے ارٹ لی اد ہرا دہر

نا ستے اشقیا ان پہ نور عین کا
ہنگام ظہر تھا کہ اٹھا سر حسین کا

دل میں ایک طوفان غم تھا اور لب پر مہر سکوت تھی یہ پتی تھی دل پاش پاش ہو رہا تھا عارض کے اشک بستہ ہوئے جاتے تھے کبھی بیٹے کی لاش کو دیکھتے تھے۔ اور کبھی آسمان حسرت سے تکنے لگتے تھے بیقراری کو کوئی ٹھکانا تھا دونوں ہاتھوں سے جگر سنبھالے ہوئے تھے اسی عالم میں یک بیک دونوں ہاتھ اٹھا کر بولے:۔

"اے بیکسوں اور بے بسوں کے والی اے درد رسیدہ دل اور غم نصیبوں کے مسیحا تیرے ایک نا مراد، خستہ حال اور ناشعار بندے نے تیری راہ میں اپنی متاع زیست کی بڑی نذر پیش کرکے سنت ابراہیمی پوری کی ہے اپنے مصیبت زدہ اور خستہ جگر بندے کی طرف سے اسے قبول کر۔ اس بھری پڑی دنیا میں۔ اس نیلگون آسمان کے نیچے اور اس وسیع و عریض سرزمین پر آج مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا جو میرے اندوہ والم میرے رنج و غم اور میرے کرب و حزن کا اندازہ اور صحیح اندازہ کر سکے بجز تیری ذات پاک کے تو محبوبات کی قربانی سے خوش ہوتا ہے میں نے بھی آج اپنا بہترین اور محبوب ترین متاع حیات تیرے لئے قربان کر دی اور تیری رضا جوئی کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گو میرا جگر پاش پاش ہے کلیجہ کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں لیکن میں تیری رضا پر خوش ہوں اس پر خوش ہوں کہ تو نے مجھے اس قابل تو سمجھا کہ مجھ سے قربانی طلب کرے اور قربانی بھی وہ قربانی جو انبیا ہی کے لئے مخصوص رہی ہے۔ وہ قربانی طلب کی اور مجھے توفیق دی کہ میں اسے تیرے دربار میں پیش کروں تجھے گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں تیری خوشنودی اور تیری رضا جوئی کی راہ میں ہمیشہ ہر دولت ہر نعمت اور ہر خواہش کو قربان کرنے کے لئے تیار رہا۔ یہ لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں اور اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جو حق کے خلاف ہے۔ جانتا ہوں سمجھتا ہوں کہ اب بھی اس نازک موقعہ پر بھی اس مطالبہ کی تکمیل کے متعلق میرا ایک اتفاقی ایما، واشارہ چھائے ہوئے مصائب کے بادلوں کو بڑی حد تک چھانٹ سکتا ہے ایک بیعت میری اس تاریک رات کو روز روشن سے بدل سکتی ہے مگر نہیں اور ہرگز نہیں میں تاریکی و روشنی شام و صبح اور رنج و راحت کی طرف سے بے نیاز ہو کر اس میدان میں اترا ہوں کہوں گا وہی جو حق ہے، کروں گا وہی جسے حق سمجھتا ہوں جس میں تیری رضا ہے جس میں تیری خوشی ہے۔ دنیا مجھے راہ حق سے ہٹانے پر تل گئی ہے اور پوری شقاوت اور جلادی کے ساتھ تل گئی ہے لیکن میں تیرے نبی کے خاندان کی لاج رکھوں گا اس پر حرف نہ آنے دوں گا دنیا کو یہ کہنے کا موقعہ نہ دوں گا کہ تیرے نبی اکرم کا فرزند مصائب و نوائب کے ہجوم سے گھبرا گیا، ڈگ گیا، پریشان ہو گیا۔ علم ہے حقیقت ہے کہ مصائب کے تھپیڑے اور حوادث کے طوفان اکثر چٹانوں کو اپنی جگہ سے ہلا کر ادھر جنبش میں لا کر رکھ دیتے ہیں اور مجھ پر اس وقت جو سیلاب غم امنڈ رہا ہے میرے قلب پاش پاش کی جو حالت ہے اور جس کا مجھے علم ہے وہ ایسی چیز ہے کہ ضعیف انسان اس کا ہرگز نہیں بن سکتا لیکن تیری توفیق شامل حال

رہی تو میں یہی مستقل رہوں گا۔

فراوانی اندوہ میں ڈاڑھی سفید ہو گئی

مگر مضمون آرائی نہیں ادعا مستقل کلام نہیں

ہزہ مین سخن نہیں حسین پر جو گذر رہی تھی اندوہ و مصائب کی تلخ و تیرہ طاقتیں اور ہیبتیں جس طرح اپنی پوری ہولناکیوں اور شرکاریوں کے ساتھ آپ پر ہجوم کئے ہوئے تھیں اور جیسی کرب و اندوہ کی رات آپ پر مسلط ہو کر رہ گئی تھی دنیا میں کسی پر نہ ہوئی ہو گی رنج و آلام دنیا اور دنیا والوں کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔

ہر انسان کو دنیا میں ان سے دوچار ہونا پڑتا ہے سب کے قلب پر اس کے چرکے لگتے ہیں گو جیسے چرکے لگے ہیں جیسے چرکے لگے حسین کے قلب پر کوئی بالفطرت انسان بھی ہوتا تو آہ کراہتا۔ ہائے ہی ہوتا تو چنگھاڑنے لگتا پہاڑ بھی ہوتا تو پھٹ کر رہ جاتا۔ مصیبت و اذیت کے ہجوم و فراوانی میں انسان سب کو بھول جاتا ہے اسے اپنی ہی پڑ جاتی ہے اپنی ذات کے سوا کچھ دکھائی دیتا ہے اور نہ سجھائی دیتا ہے یہاں یہ عالم، یہ حالت، یہ صورت کہ بھوک کی شدت دم نکالے لیتی ہے پیاس کا غلبہ ہوش اڑائے دیتا ہے۔ گرمی کی ہولناکی دھوپ کی تیزی۔ آفتاب کی تمازت۔ ہتھیاروں کی حرکت، جنگ کا شور اعداء کا نرغہ۔ ایک اندھیرا تھا جس میں کچھ نظر آنا ہی مشکل تھا۔ اس پر محبوب رفقا کی رحلت عزیز دوستوں کی ایک ایک کرکے مفارقت چہیتی بہن کی بیقراری۔ دلنواز بیوی کا سوگ۔ نوجوان بیٹے کی لاش پارہ پارہ سامنے پڑی ہوئی حیرت ہے استعجاب ہے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ حسین کے پہلو میں جگر تھا بھی یا نہیں اور تھا بھی تو وہ کس پاک مٹی کا بنا ہوا تھا کس خاک پاک سے اس کا خمیر اٹھایا گیا تھا کہ سب کچھ اٹھا رہے تھے سہ رہے تھے، دیکھ رہے تھے اور خاموش تھے۔

مرثیوں میں جس چیخ پکار اور بین و بکا کا ذکر ہے اس کی حیثیت کلام سے زیادہ نہیں ہے اور اس کا اظہار کیا بھی اسی لئے گیا ہے کہ انہیں ذہنیت عامہ کو سمجھانے کے انتہائی پردرد بنایا جا سکے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ کوئی دردناک سے بھی دردناک مرثیہ اور عبارت بھی اس حزن والم کا نقشہ لفظوں میں نہیں کھینچ سکتا جو اس وقت اور اس عالم میں آپ پر طاری تھا۔ انتہا نہ رہی تھی جس کا اندازہ کسی قدر اس سے ہو سکتا ہے کہ:۔

"حضرت حسین نوجوان اور ماہ پیکر بیٹے کی نعش سے اٹھے ہیں تو محاسن مقدس کا ایک ایک بال جو سیاہ فام تھا سفید ہو چکا تھا اور ڈاڑھی بالکل سفید پڑ گئی تھی اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے قلب کی باریک باریک رگیں بھی غم والم کی لہروں سے لبریز ہو کر رہ گئی تھیں اور ایک شعلہ اندوہ آپ کی رگ و پے میں التہاب خیزیاں کرتا ہوا۔ اس شدت و وحشت کیا تھا گذر رہا تھا کہ آپ کی قوتیں اس کے مقابلہ سے بڑی حد تک عاجز ہو چکی تھیں غم کی فراوانیاں دیکھنے والوں نے دیکھی ہوں گی مگر دل کی حالت کا اندازہ تو خدا ہی کر سکتا ہے یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم اسی کی شان ہے۔ ہمارے لئے تو اتنا ہی دیکھ لینا بہت زیادہ کہ آن کی آن میں آپ کی ڈاڑھی سفید ہو گئی۔

ہم نے واقعات کی دردناکی کے قائم رکھنے کے لئے ترتیب کے خلاف حضرت

علی اکبرؓ کی شہادت کا ذکر کر دیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جب آپ کے اعوان و انصار جن میں سے ہر ایک فدویت و جاں نثاری وایثار اور شجاعت و شہرت میں شرف یکتائی رکھتا تھا ایک ایک کر کے آپ کی یاوری اور نصرت بازو کا حق ادا کر کے سامنے شہید ہو گئے تو اہل بیت اطہار کی باری آئی کہ میدان کارزار اس قدر گرم تھا اور دشت نینوا کی طرف سے ہل من مزید کے نعرے ابھی تک لگ رہے تھے یہ دیکھ کر سب سے پہلے آپ کی سوتیلی بہن حضرت علیؓ کی بیٹی اور حضرت مسلم بن عقیل شہید کی زوجہ نے دونوں صاحبزادے حضرت عبداللہ اور محمد کو لے سامنے آکر اجازت طلب کی۔ فرمایا بیٹا! تمہاری ماں کا دل دکھا ہوا ہے ابھی تم باپ کا صدمہ برداشت کر چکے ہو اجازت دوں تو کس دل سے دوں۔ لیکن یہ دونوں شیر بیشہ حیدری اصرار کے ساتھ اجازت لیکر گئے جانبازانہ جوش کے ساتھ لڑے اور شہید ہو گئے۔

چچیرے بھائیوں کی شہادت

اس کے بعد حضرت عقیلؓ کے بہادر فرزند حضرت جعفر و عبدالرحمٰن۔ عبداللہ اور موسیٰ لپکے بعد دیگرے دست بستہ حاضر ہو کر میدان وغا میں جانے کی اجازت طلب کی۔ چچیرے بھائی کڑیل جوان اور قوت بازو تھے شجاعت و وجاہت میں جواب نہ رکھتے تھے دیکھتے ہی آنکھیں نم ہو گئیں کلیجہ تھام لیا بولے بھائی تم بھی چلے جاؤ گے تو ہو نہیں۔ اچھا جاؤ۔ میرا قلب تو ان صدمات کے لئے وقف ہی ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت جعفر جسم مبارک پر ہتھیار سجائے ہوئے بڑھے اور دیر تک شیرانہ مقابلہ کر کے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بڑھے اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر تیسرے اور چوتھے بھائی نے جام شہادت نوش کیا۔ سب نے انتہائی جرأت و جلادت کے ساتھ مقابلہ کیا اور کم و بیش پچاس پچاس اشقیاء کو جہنم میں پہنچایا

بھانجوں کی شہادت

ہاشمی رگ حمیت جوش پر تھی۔ ان شہادتوں کے فوراً بعد آپ کی نازو شیدا اور نہایت پیاری اور چہیتی بہن حضرت زینبؓ کے دونوں صاحبزادے محمد بن عبداللہ اور عون بن عبداللہ آئے اور بمشکل اجازت لیکر بڑے جوش کے ساتھ میدان جنگ کی طرف چلے۔

جنگ گاہ میں گھوڑوں کو اڑائے ہوئے آئے — شان اپنی سواری کی دکھاتے ہوئے آئے
نیزوں کو دلیرانہ ہلاتے ہوئے آئے — انیاں سوئے کفار بتاتے ہوئے آئے

لرزہ تھا شجاعوں کو دلیروں کی نظر سے
تکتے تھے صف فوج کو شیروں کی نظر سے

دو شیر چلے جاتے تھے اس فوج کو ڈر سے — کیا منہ تھا کہ دم مارے کوئی یا کوئی بچے
سب پیچھے ہٹے جاتے تھے تلواروں کو تولے — سدھ تھی نہ کسی کو جو سپر پشت سے کھولے

غالب ہوا رعب ان کا ہر اک تیغ بکف پر
جس صف پہ گرے یہ وہ گرے سر بہ صف پر

تن تھا کہ جو شاہ حسن لیے دبدبہ و جاہ — لڑتے ہیں کہ دو شیر ہیں العظمۃ للہ
اک سمت فلک پر افق کا نور اک ماہ — دیکھیں انہیں یعقوبؑ تو یوسفؑ کی ہو چاہ

کیا نور سے کرتے ہیں جو رخ لشکر کیں پہ
دو صاعقے گر پڑتے ہیں اکبار زمیں پر

لشکر میں یہ غل تھا کہ وہ جانباز کہاں ہے — لڑنا ہو جسے سامنے آجائے وہ ہمارے
ہم وہ ہیں کہ جب بچے تھے ہیں میداں ہیں مارے — رستم کو بھگا دیتے ہیں تلوار کے مارے

ہے قہر خدائے دو جہاں حرب ہماری
رکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری

نانا میں جو قوت تھی وہ طاقت ہے ہمیں بھی — ہے زندگی نانا کی شجاعت ہمیں بھی ہے ہم میں بھی
وہ دبدبہ و شان وہ شوکت ہمیں بھی ہر ہم میں — وہ ماموں کی مظلومی و غربت ہمیں بھی ہے ہم میں

چھوٹے ہیں حقیقت میں یہ حاصل ہے برابر
رتبے میں تو قرآن و حمائل ہے برابر

اسوار چلے آتے ہیں نیزوں کو سنبھالے — تھا شیر کہ رکھتے ہیں ان سینوں پہ بھالے
ہٹ ہٹ کے بڑھا تے تھے قدم برچھیوں والے — پر رکتے نہ تھے شاہ کی آغوش کے پالے

دونوں کے پیاسے تھے یہ غضب لڑتے تھے دونوں
جو رکتا تھا شیر سے جا پڑتے تھے دونوں

دونوں بھائی بڑی جوانمردی و تہور کے ساتھ لڑ رہے تھے کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی آخر فوج نے چاروں طرف سے نرغہ میں لیکر شہید کر دیا حضرت زینبؓ بدحواس ہو کر دوڑیں اور لاشوں پر گر پڑیں۔ شدت غم سے آنکھ میں آنسو بھی نہ رہا تھا۔ اندھیرا چھا گیا وہ صدمہ تھا کہ بیان کے ناقابل ہے۔

بھتیجوں کی شہادت

حضرت امام حسنؓ دنیائے اسلام کے خلیفہ رہ چکے تھے اور کوفہ ہی میں ان کا دارالخلافت تھا بڑے کروفر اور بڑے عیش کی زندگی گزاری لاکھوں روپے کے مالک تھے کسی امر کی کمی نہ تھی ان کے سات فرزند آپ کے ساتھ تھے ساتوں شہزادے تھے جملہ محاسن و فضائل سے متصف تھے۔ گو نیدوں کو حضور نبی کریم ہی سے شرم نہ تھی اور حاشیت و مذہبیت مردہ ہو چکی تھی تو کم از کم مادی اعتبار ہی سے یہ خیال کرتے کہ یہ ہمارے شہزادے ہیں لیکن ان کی تو آنکھیں بند ہو چکی تھیں ان کے ہاتھوں یہ ساتوں کے ساتوں موت کی نیند سلا دیئے گئے

حضرت قاسم بن حسن کی عمر اگرچہ چھوٹی تھی صرف تیرہ سال کی۔ عمرو بن سعد نے ایک نامور سردار کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مرنے والے نے کہا ایک بچہ سے لڑنا میرے لئے کسر شان ہے سامنے جو گیا تو ایک وار کا بھی حریف نہ بن سکا۔ اور اس کے تینوں بیٹے بھی قاسم ہی کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔ سب کے سب اسی دلیرانہ صولت کے ساتھ لڑے۔ مشہور بہادر ارزق انہی کے ہاتھوں قتل ہوا اور جہنم کی راہ لی۔

بھائی کی شہادت

اب اہل بیت میں بھی حضرت عباسؓ اور حضرت علی اکبر کے سوا اور کوئی لڑنے کے قابل جوان باقی نہ رہ گیا تھا۔ عرب کے بھائی آج جیسے بھائی نہ ہوتے تھے کہ مادر نا درست نکلے تو نکلے ورنہ مادر زاد دشمن تو ہیں ہی اور برابر کے حریف بھی وہاں بھائی حقیقی تو حقیقی رشتہ کا بھی ہوتا اس کے سامنے اولاد تک کی کوئی حیثیت نہ تھی اور ایک بھائی دوسرے بھائی کے لئے ہر وقت جان دینے کے لئے تیار رہتا تھا ایام جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں یہی حالت تھی۔ پھر حضرت عباس تو بھائی ایسے بھائی تھے جن کی نظیر دنیا میں شاذ ہی مل سکتی ہے بمشکل

ٹیل رتنے کہ عرب میں وہ بنو ہاشم کے لقب سے مشہور تھے۔ سقائے اہلبیت آپ کا لقب تھا۔

علمدار مشہور تھے۔ جس وقت آپ کا عالم تھا ۳۴ سال کی عمر تھی کہ کربلا کا جہان تھے اور حضرت حسین سے انکی محبت تھی کہ آپ کو ہمیشہ آقا و مولا کہہ کر پکارتے تھے آپ کو ان سے والہانہ محبت تھی جس وقت آپ رن میں جانے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور سامنے آکر خاموش کھڑے ہوگئے ہیں تو آپ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ دل پر ایک ٹھوکر سا لگا زبان کہنا چاہتے تھے مگر کھلتی نہیں تھی۔ بڑی مشکل سے فرمایا۔

عباس! میرے قلب میں باقی کیا رہ گیا ہے جو تم بھی اس دکھے ہوئے دل کو دکھانے اور صد ہزار زخموں پر ایک اور کاری زخم کا اضافہ کرنے کو سامنے آکھڑے ہوئے۔ کیا منشا ہے کہ آخری وقت میں آنکھ اٹھا کر بھی دیکھوں تو کوئی اپنا نظر نہ آئے اور دنیا کے حقیقی معنوں میں بے یار و مددگار رہ جاؤں۔ ان کا بھی سہارا نہ ہو۔ خدا کے لئے میرا نہیں تو ان عورتوں کی بیکسی کا تو خیال کرو۔ مجھے تو ظاہر ہے کہ یہ ظالم کسی صورت میں بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تم بھی نہ ہوگے تو ان کا وارث کون بنے گا اور یہ امداد کے لئے کس کی طرف نظر اٹھائیں گی۔ غریب غم زدہ اور تشنگی سے نیم جان ہیں ان خیموں میں جو گئے تو ایک کہرام بپا ہوا تھا کس سے کہیں اور کس سے اجازت لیں۔ جوان ہوئی ذکیہ کی آنکھوں سے حسرت برس رہی تھی ہن کو غش پر غش آرہے تھے سب پر وہ حالت طاری تھی کہ دیکھی نہیں جاتی تھی۔ میرانیس کہتے ہیں ۔

تھے مضطرب بتیاب حرم کھولے ہوئے سر	دیکھا کہ چلے آتے ہیں عباس دلاور
رومال تو ہے آنکھوں پہ منہ اشکوں سے تر ہے	زوجہ تو لئے پشت سے پہلو میں کھڑی ہے

گودی میں ہے مظلوم سکینہ کو سنبھالے
اور ننھے سے ہاتھوں کو وہ گردن میں ہے ڈالے

فرماتے ہیں بیٹے سے کہ اے ناز کے پالے	کر تسلیم مجھ کو سکینہ کے حوالے
دروازہ پہ جا جا کے خبر لائیو بیٹا	شہزادی کو تم کھیل میں بہلائیو بیٹا

آداب بجا لائے تصدق ہوئے عباس
غش ہوگئے صدمے سے نہ بیکس بے آس

لوٹا تھا فلک زوجہ عباس حزیں پر	اٹھتی تھی کبھی اور کبھی گرتی تھی زمیں پر
القصہ چڑھے گھوڑے پہ عباس علمدار	بجلی کی طرح کوند گیا دشت میں رہوار
وہ چاند سی صورت وہ چمکتے ہوئے ہتھیار	سر تا بہ قدم دبدبہ حیدر کرار

تکتے تھے عدو بازوئے شاہ نجف کو
غل تھا کہ علی آتے ہیں خیبر شکنی کو

یہ ذکر ابھی تھا کہ سواری نظر آئی	پنہاں ہوئی گرد اور کبھی بار نظر آئی
شان حسن قدرت باری نظر آئی	آمد اسد اللہ کی ساری نظر آئی

آتا تھا جری گھوڑے کو ڈالے ہوئے رن میں
تھیں پھولوں کی بیٹیں کہ چلی آتی تھیں بن میں

حضرت عباس شجاعت و بسالت کے اعتبار سے عرب ہی کیا دنیائے اسلام میں پوری شہرت رکھتے تھے کہ فوجیں کہ جو آپ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا تو وہم ہوا ہوگئے اور انہیں اپنی موت اپنی آنکھیں نظر آنے لگی جانتے تھے کہ جو بھی سامنے پڑ گیا زندہ لوٹ کر نہ جائیگا۔ اشقیا نے مختلف ٹولیاں بنا کر جوش سے حملہ کیا۔ ہمت تھی ایک گروہ مرے کا سہلا تھا پھر بھی پاس آنے کی جرأت ایک کو بھی نہ ہوتی تھی اور جو آگیا وہ براہ راست وہیں تہ تیغ ہو گیا۔ ایک دمشقی سردار نے جس کا نام مارد بن صدیف تھا کوفیوں کو عار دلائی ہم خود طعنہ مارا اور بولا کیا اسی پر بہادری کا دم بھرتے ہو۔ ایک کے مقابلے میں ہزاروں کی تعداد میں ہو پھر بھی خوف کے مارے روح نکلی جاتی ہے۔ شمر ستمگر کو یہ طعنہ کھا گیا۔ جھلا کے بولا ہم اگر بزدل ہیں تو ہٹے جاتے ہیں تو ہی آگے بڑھ اور اپنے بھائی کو بھی ساتھ لیتا جا اور دکھا کر شامی بہادری کا عنوان کیا ہے۔ اور ہاشمی جوانوں کے دست و بازو دیکھ۔ مارد گیا تنہا گیا اور سامنے جاکر بولا یہ تو مجھے علم ہے کہ ہم یہاں نہ رہو گے کے لئے آئے ہیں اور یہ جنس نایاب پاس ہے پھر بھی تیری جوانی اور صورت دیکھ کر مجھے اس وقت ترس آرہا ہے میں تجھے سمجھاتا ہوں کہ چاہوٹ جا ہم تجھ سے کچھ نہ بولیں گے دنیا میں رہ اور زندگی کے لطف اٹھا کہ تجھے قتل کرنا ایک بہترین جوانی کو خاک میں ملانا ہے۔

حضرت عباس اس تعلی پر مسکرائے جھپٹ کر نیزہ پکڑ لیا جھٹکا جو مارا ہے تو نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا اور گھوڑے سے نیچے۔ آن کی آن میں اس کے گھوڑے کے دو ٹکڑے کرکے رکھ دیئے۔ وہ کود کر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو گیا مگر کوئی رہا تھا تلوار جو ماری تو سر کو کاٹتی ہوئی حلق کے نیچے اتر گئی۔ گو شمر اور کوفی بھی دور کے لے جوش دے کہ یہ بہت تیغی مارتا تھا لیکن سب پر ایک دہشت طاری ہو گئی اور سمجھے کہ ان کے سامنے بڑھنا اپنی موت کو خود دعوت دینا ہے۔ تشنگی برابر بڑھ رہی تھی جوش جو آیا غضبناک ہو کر گھوڑے کی باگیں فرات کی طرف ڈال دیں اشقیا نے روکنا چاہا مگر حضرت عباس انہیں مارتے کاٹتے اور ہٹاتے لب دریا پہنچ ہی گئے پانی بھر ہی لیا چاہتے تھے کہ اس سے اپنے حلق کو تر کریں کہ عین اس وقت سبط پیمبر اور خانوادۂ حرم کی پیاس یاد آگئی پانی وہیں پھینک دیا اور عجلت سے ایک مشکیزہ بھر کے لیا۔ شمر چلایا کہ دیکھو پانی نہیں حرم تک نہ پہنچنے پائے بھری مشک ہاتھ میں تھی اور اسے سلامت لے جانے کی سعی ہی تھی۔ نرغہ میں آگئے۔ اب بھی قریب کوئی نہ آتا تھا کہ ایک مردود لعین نے ایک درخت کی آڑ لیکر ایک بھرپور وار جو کیا ہے تو داہنا ہاتھ بازو سے کٹ گیا۔ جوش شجاعت دیکھئے کہ آپ نے اسکے ہاتھ سے لڑنا شروع کر دیا کوشش یہ تھی کسی طرح پانی پہنچا دوں۔ مارتے کاٹتے رستے بھرتے دوڑے چلے آرہے تھے کہ دوسرا بازو بھی کٹ گیا آپ نے مشک دانتوں سے پکڑ لی گھوڑا دوڑایا۔ مگر اب کس امر کا خوف تھا ایک سیاہکار نے بڑھ کر سر مبارک پر ایسا گرز مارا کہ دماغ پھٹ گیا اور ظہر کے آخری وقت میں آپ نے جان جان آفریں کو سپرد کی۔

بھائی کے آگے بھائی تڑپ کر جو رہ گیا	صدمہ غضب کا سبط نبی پر گذر گیا
خنجر الم کا دل سے جگر تک اتر گیا	چلاتے تھے کہ شیر ہمارا کدھر گیا

لیتے تھے بوسے جھک کے تن پاش پاش کے
آ شاہ شہ کے گرد پھرے تھے بھائی کی لاش کے

زیر علم تھا زوجہ عباس کا یہ حال	اٹھا بھا [illegible]
چلاتی تھی کہ ہائے اسد کبریا کے لال	میں سر [illegible]

جاتا ہے یوں جہاں سے کوئی آنکھیں موڑ کے
مسکن کیا تباہی میں لاوارثی کو چھوڑ کے

ظاہر ہے کہ ایسے جوان ہمت اور جوان سال بھائی کی موت نے حضرت حسین کے قلب کی دنیا تہ و بالا کر کے رکھ دی ہوگی اور آپ کی حالت غیر ہو کر رہ گئی ہوگی، اس کے بعد آپ کے فرزند علی اکبر بھی میدان وغا میں جا کر اور کم و بیش ۲۰ اشقیا کو خاک و خون میں تڑپا کر شہید ہو گئے جن کا حال شہادت پہلے لکھا جا چکا ہے۔

سبط پیمبر کے صبر و ثبات کا ربانی امتحان

مصائب دنیوی کا اجتماعی و ناگہانی ہجوم

بندگان محترم کی آزمائش اور قانون الٰہیہ

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی آزمائش بھی لیا کرتا ہے قرآن کریم میں اس نے مسلمانوں کو پہلے بتا دیا تھا

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون	مسلمانوں ہم تمہاری آزمائش خوف و دہشت تنگدستی و افلاس نقصان مال و دولت موت و ہلاکت قحط اور فصلوں کی تباہی میں سے کسی ایک سے لیں گے لیکن جو اس پر صبر کریں گے اور نقصان

و مصیبت کے موقع پر جزع و فزع کے بجائے انا للہ پڑھیں گے اور کہیں گے ہم تو اسی کے لئے ہیں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں انھیں بشارت ہے۔"

نکتہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دو چیزیں ہیں مصیبت اور ابتلا۔ مصیبت تو تنبیہ یا گناہوں کی پاداش میں ڈالی جاتی ہے اور ابتلا آزمائش ہے جو بندوں کے استقلال و للہیت دیکھنے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیوں کی جاتی ہے؟ اس لئے کہ اتمام حجت ہو جائے اور بندے یہ کہہ نہ سکیں کہ ہم تو تیرا حکم ماننے میں مستعد رہے حقیقت یہ ہے کہ مصیبت وہ چیز ہے جو بڑے بڑے ہاکبازوں کے چھکے چھڑا دیتی ہے اور بڑے بڑے مدعیوں کی زبان شکوہ وا ہو جاتی ہے یا تو وہ غیر حق کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یا دامن صبر و ضبط ہاتھ سے چھوڑ کر سعی و جہد ترک کر دیتے ہیں اور قسمت کے شکوہ پر اتر آتے ہیں۔ لیکن جو لوگ راضی برضا رہتے ہیں اور آخر وقت تک استقلال سے مقابلہ کرتے رہتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں مصیبت کا علاج صبر و ثبات اور دعا و استغفار ہے اور ابتلا میں صبر و ضبط اور ہر حالت میں راضی برضا رہنا۔

آزمائش جمہور عوام کی ہوتی ہے مگر کم یہ خواص ہی کی کی جاتی ہے اور اس میں کامیابی پر انسان بڑے مراتب و درجات کا مستحق بن جاتا ہے۔ حضرت حسینؑ کی بھی آزمائش ہوئی اور چونکہ بڑا رتبہ تھا اتنی ہی بڑی آزمائش بالکل انبیاء سے جیسی کی جاتی رہی ہے آپ اطمینان و فراغت کی زندگی بسر کر رہے تھے عالیشان مکانات کی مستقل آمدنی کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ملتا رہتا تھا۔ سوسائٹی اور جمہور میں آپ کا بڑا اعزاز تھا، جب آزمائش کا وقت آیا تو کچھ نہ تھا، یہ کربلا کا ریگستان تھا اور نرغہ اعدا اس کی مصیبت آفرینی اور شمیم افزائی۔

آزمائش بھی آئی تو مختلف اور ہمہ قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور خسران بیک وقت آپ پر مسلط کر دئے جاتے ہیں یا تو ہر شخص انتہائی قدر و احترام کی نظر سے دیکھتا تھا یا ہر متنفس دشمن اور خون کا پیاسا ہے یا سب کچھ آپ کے پاس تھا یا جان کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں خوف و دہشت کی آزمائش یکہ تمام قہار قوتیں آپ کو پیس کر رکھ دینے کے لئے مجتمع ہو گئیں۔ تنگدستی و فاقہ مستی کا یہ عالم کہ کھانا تو کہاں پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہیں اموال و دولت کی یہ تباہی یا تو سب کچھ تھا یا گھر بار بھی لٹ گیا، موت و ہلاکت کو دیکھئے کہ آنکھوں کے سامنے احباب و رفقا اعزاء و اقارب اور نوجوان فرزند تک مرے ہی نہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے انتہائی سنگدلی و شقاوت کے ساتھ ذبح کر کے رکھ دئیے گئے۔ گویا آپ پر بجلیاں ٹوٹیں اور بیک وقت ٹوٹیں، کوہ والم ٹوٹے اور بیک لمحہ تو تمام بلائیں مسلط ہوئیں اور ایک ساتھ ہوئیں۔

بہترین محبوبات کی بہترین قربانی

یوں تو انسان نہ کچھ لیکر آیا اور نہ کچھ لیکر جائے گا مگر اس چند روزہ زندگی میں، دنیا اس کے گرد جو بہترین اور خوشگوار نعمتیں جمع کر سکتی ہے وہ کیا ہیں؟ زر و جواہر کے انبار زن و فرزند دوست و احباب اعزا و اقارب، قصور و محلات، جاہ و مناصب علم و فضل اور شرافت و وجاہت یہ تمام نعمتیں آپ کو اپنی آراستگیوں اور دلفریبیوں کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔ اطاعت و شعار اور حسین بیویاں چہیتی و جاں نثار کرنے والی بہنیں قربان ہونے اور آپ کے پسینہ کی جگہ خون گرانے والے بھائی فرمانبردار و جانثار بیٹے، اشارہ چشم و ابرو پر گردش کرنے والے دلسوز احباب، نہ ختم ہونے والی دولت کے انبار، ہر دلعزیزی و وقعت عام، شرافت نسبی و فراوانی جاں نثار بھتیجے اور بھانجے، بڑا گھرانا فارغ البال خاندان مطلق و معزز زندگی ہر قسم کا عیش اور ہر نوع کی راحت۔

جانتے ہی نہ تھے کہ مصیبت کیسی ہوتی ہے اور دکھ درد کی نشتر کاریوں کے چرکوں کا الم کیا ہوتا ہے۔ وقت کروٹ بدلتا ہے آزمائش کی گھڑی آتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔

روز روشن تاریک رات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ عیش کی گھڑیاں دکھ درد کی ساعتیں بنکر رہ جاتی ہیں۔ بیک گردش چرخ نیلوفری نہ وہ رنگ رہتا ہے نہ وہ روپ نہ وہ عشرت آرائی رہتی ہے۔ وہ سکون و راحت نہ جاہ و دولت بچتی ہے اور نہ خاندان میں کوئی باقی رہتا ہے۔ ایک آب و گیاہ میدان۔ دور دور تک نہ درخت نہ جھاڑی اور نہ سبزے کا نام نہ سایہ نہ جائے پناہ نہ کوئی حامی و ناصر کسی کا سہارا نہ آسرا۔ نہ اپنا نہ بیگانہ۔ نہ کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہ پینے کو پانی کا ایک قطرہ۔ بادسموم کے قیامت خیز جھونکے۔ بلاکی لو غضب کی دھوپ۔ شدت کی گرمی، آفتاب کی تیزی تمام اعوان و انصار ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے قتل ہو گئے تمام عزیز و اقارب خاک و خون میں تڑپ گئے۔

جوان بھائیوں بھتیجوں نوجوان بھانجوں اور جان سے پیارے بیٹے کی لاشیں سامنے پڑی ہیں وہ بھی اس حالت میں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دیکھ کر جگر پھٹتا ہے قلب پاش پاش ہوا جاتا ہے صورتیں نہیں پہچانی جاتیں، پردگیان عفاف اور

ناز نینان حرم کی ناموس خطرہ میں اس وقت صورتِ سوال کوئی اتنا ہی نظر نہیں آتا جو ناز دیدہ بیکسوں اور غمزدوں کے سہولے پر ہاتھ رکھے یہ خیال کہا نہ جانے کہ آج کی رات ان پر کیا گذر سکتی اور کل یہ کس طرح بے والی و وارث زندگی بسر کر سکیں گی ایک بیسر خوار بچہ ہے وہ آغوش ہی میں تیر کا نشانہ بنا دیا گیا تمام آرزو بالشیر ختم ہو چکی ہیں اور انسان کے لیے زندگی کے جتنے دکھ آلام متصور ہو سکتے ہیں وہ سب ایک ایک کر کے انتہائی طور سے آپ پر غلبہ پا چکے تو اب خاک پر آئی جسمانی زخم نیزوں اور تلواروں کے جو کے اور اپنی جان شبیر پیکی قدا کی کہہ سکتے ہو کر احساب رخ ہنگام کے سامنے ہیں کہ ایک منفرد ہستی پر اجتماعی شور بیآفات و مصائب کے اٹھتے ہوئے لو تے ہیں۔ آہ کس کے نواسے اور کس کے جگر گوشہ تھے آخر وقت تک قدم کو لغزش نہ ہوئی زبان پر حرف شکایت نہ آیا اور راہِ حق سے ایک لمحہ بھی قدم پیچھے نہ ہٹا۔ صبر کی جتنی منازل تھیں آپ نے وہ سب طلوع و غروب آفتاب کے ایک فصل کے مابین پورے سکون و استقلال کے ساتھ طے کر لیں اور دنیا پر یہ واضح ہو گیا کہ واقعی حضرت امام سچے نبی کے سچے فرزند تھے فی الحقیقت دنیا میں ان کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ سب زندگی میں کھو دیا لیکن اسے کھو کر وہ سب کچھ پا لیا جس کے ملنے کے بعد پھر کسی چیز کے کسب کی آرزو ہی نہیں رہ سکتی۔ شہادت بہت بڑی چیز ہے مگر جیسی شہادت آپ کو نصیب ہوئی وہ آپ ہی کا حصہ تھی۔

دیدۂ بینا کیلئے تماشائے عبرت

یہ کوئی دل بہلانے کا فسانہ نہیں واقعات عالم کی کوئی کمیڈی اور ٹریجیڈی ہی نہیں رونے اور رلانے کی چیز نہیں بلکہ عبرت و موعظت ایک انسانی درس ہے آج لاکھوں اور کروڑوں انسان محرم مناتے اور مختلف طریق پر اپنے حزن و ملال کا اظہار کرتے اور اپنی محبت کا مظاہرہ کرتے اور اپنی الفت کا اظہار کرتے ہیں لیکن جو سبق اس واقعہ میں مضمر ہے وہ ایک فی ہزار بھی کوئی اس سے حاصل نہیں کرتا۔ کب کسی نے اس واقعہ سے اس کی راہ میں اپنا سب کچھ نثار کر دینا اور حق کے لئے مر مٹنے کا سبق سیکھا۔ کس کو یہ یاد رہا کہ ہزار مصائب و نوائب کی فراوانیوں میں بھی خدا کو نہ بھولنا اور زبان پر حرف شکایت نہ لانا چاہیے کس نے حوادث و آلام کا مقابلہ اس ثبات و پامردی سے کرنے کی عادت اختیار کی کس نے از بر کیا کہ غیر حق کو دیکھ کر غیرت کا جوش اپنے اندر پیدا کرے۔

اگر نہیں سیکھا اور اب تک برابر اس فرض سے غفلت برتی تو پھر محرم آگیا ہے پھر اس اسوۂ حسنہ کی یاد تازہ ہو گی اب یہ سبق سیکھو اور اسے از بر کر لو لوگ کہتے ہیں اور بالعموم کہتے سنے جاتے ہیں کہ زمانہ برا ہے لوگ برے ہیں اگلی سی خصلتیں اور عادتیں خواب و خیال ہو گئیں نیکی کا زمانہ ہی نہ رہا ایمان کی روشنی معدوم ہو گئی۔ لیکن حضور نبی کریم فرماتے ہیں کہ زمانہ کو برا نہ کہو کہ ہر زمانہ میں بھلے برے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں یہ زمانہ برا ہے تو کیا وہ زمانہ اچھا تھا جس میں کوفیوں جیسے اشقیا اور سنگدل پیدا ہوئے۔ اس وقت تو حضور نبی کریم کی رحلت کو بھی زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا پہلی صدی ہجری کا دور تھا۔ لیکن ہم معصیت کا ر کیا جس کا تصور کفار سے بھی نہیں ہو سکتا۔ نہ کیا اور مسلمانوں ہی نے کیا اور خود اپنے آقا و مولا کے نواسے کے ساتھ کیا۔

نواسہ بھی وہ نواسہ جس کے فضائل الم نشرح تھے جس کا تقدس مسلم تھا جس کی عظمت تسلیم شدہ تھی جس کے نانا کے در کی پاسبانی ملائکہ کیا کرتے تھے اسی کا محترم و مقدس نواسہ جو نوجوانانِ جنت کے سردار کا خطاب بارگاہِ رسالت سے حاصل کر چکا تھا وہ تن تنہا دشت نینوا میں کھڑا ہے سامنے بھتیجوں بھائیوں اور رفقا کی لاشیں پڑی ہیں چاروں طرف دشمنوں کا ہجوم ہے۔ نیزے بلند ہیں درندوں کی طرح اس کی سمت بڑھ رہے ہیں بھوک پیاس سے جان نکلی جاتی ہے نہ کوئی اپنا ہے نہ پرایا ہے اسی کے نانا کی بخشی ہوئی سلطنت عظیم کے اعضا و ارکان اسی کے گلوئے مبارک پر اپنے خنجر تیز کی بورش کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔

جس کی حفاظت و صیانت فرشتے کیا کرتے تھے اس کے نواسے کو آج اپنی حفاظت کے لئے ایک انسان بھی نہیں ملتا۔ اور کوئی نہیں اسی یزید کا دادا ابوسفیان اور وہ ابوسفیان جو ہوش سنبھالتے ہی معاندتِ نبوی میں سرگرم ہو گیا تھا جس کی زندگی کا بڑا حصہ حضور کی معاندت اور استیصالِ اسلام کی سعی میں صرف ہوا جو پورے عرب کو اپنی قیادت میں آپ پر چڑھا کر لایا تھا جب گرفتار ہو کر آپ کے سامنے آتا ہے اور بجائے اس کے پیش ہوتا ہے تو عرب کے قاعدے ہی کے عین مطابق اسے زندہ آگ میں جلانے چیر پھاڑ کر رکھ دینے اس کی بوٹیاں اڑا کر رکھ دینے دار پر لٹکانے یا قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے حکم دیتے ہیں تو یہ کہ جو اس کے گھر میں بھی داخل ہو جائے گا امان پائے گا۔ ابوسفیان یزید کا دادا تھا تو معاویہ ابن زیاد کا باپ بھی تھا۔

ٹھیک ۲۷ سال کی مدت گذرنے کے بعد اسی ابوسفیان کے بیٹے اور پوتے اس احسان کا بدلہ دیتے ہیں جو تاریخ عالم میں خونیں الفاظ سے لکھا ہوا ہی اس سے لکھا ہوا ہے اس سے زیادہ نیکی و احسان کا بدلہ ان کے تصور میں پیدا ہو ہی کیا سکتا تھا کہ وہ محسن عالم کی نسل ہی کا خاتمہ کرنے پر تل جاتے ہیں اور جتنا کہ احسان اپنی نوعیت میں عدیم النظیر تھا اتنا ہی اس کا بدلہ بھی عدیم المثال تھا۔ یہ وہی نسل نسل اور وہی انسان تھے جن کے متعلق حضور نبی کریم فرما گئے تھے:۔

تمہارے اتباع و پیروی کے لئے میں قرآن اور اہل بیت کو چھوڑے جاتا ہوں

تر کت فیکم ثقلین کتاب اللہ و اہل بیتی

سچ ہے جب انسان نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اور بدی کی طرف جاتا ہے تو شیاطین تک اس کی معصیت سے پناہ مانگ اٹھتے ہیں۔

مرکز تقدس پر شیاطین ارض کا ابلیسانہ حملہ

دوش پیمبر کا مکین نیزوں اور تلواروں کی زد میں

خاتونانِ حرم کو آخری وصیت و تلقین

سب کچھ ہو چکا تھا سب کچھ لٹ چکے تھے اب نہ کوئی جانے والا رہا تھا اور نہ اب کوئی سینہ سپر ہونے والا باقی رہ گیا تھا۔ خون کے پیاسے دشمن خون پینے اور خون بہانے کے درپے تھے۔ آخر آپ خیمہ میں تشریف لے گئے وہاں اب کسی میں کچھ بولنے اور کچھ سننے کی بھی طاقت نہ رہی تھی دیکھتے ہی کلیجہ منہ کو آگیا آپ نے انہیں تلقین صبر کی اور فرمایا کہ:۔

— جیسا ضرور ہے جب تمہارا سایہ ناز کسی سے اٹھ جائیگا اور کوئی شفیق سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی باقی نہ رہیگا پھوپھی گھبراؤ نہیں کوئی نہیں ساتھی تو اللہ ساتھ ہے کوئی جانا نہ جانا اللہ تو جانا ہے۔ صبر کا درجہ بہت بلند ہے میں تمہیں سلتے ہوں اس کے بعد مجھے بھی تو صبر کرنا ہی ہوگا۔ صبر کرو گی تو کیا کرو گی۔ خدا خود کہہ چکا ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جس کا ساتھی وہ ہو جائے اور کس ساتھی کی حاجت رہ جاتی ہے دنیا فانی ہے اور اس کا ہر عیش اور ہر چیز فانی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے وہ فنا ہوگا۔ کون زندہ رہا ہے جو ہم رہیں گے آج یہ میری باری ہے تو کل تمہاری باری بھی آجائے گی میرے نانا فرما چکے ہیں حقیقی عیش آخرت کا عیش ہے ہم نے اس کے احکام کی تعمیل کی اس کی مرضی کے سامنے سر جھکا دیا وہ ضرور ہمیں اس کا اجر دیگا ظاہری حالت کچھ ہو ہم غائب و خاسر نظر آئیں لیکن باطن میں ہم کامیاب ہیں۔ موت کیا ہے آج ہم مر رہے ہیں کل مارنے والے بھی مر جائیں گے اور ظالم و مظلوم دونوں خدا کے آگے پیش ہوں گے۔ ہمیں تو فخر ہونا چاہیئے کہ خدا نے برگزیدگی نے ہمیں اس فضل کے لئے منتخب کیا اور شہادت کے بلند منصب کے حصول کے قابل تو ہوئے یہاں کی تکالیف بھی فانی ہیں اور راحتیں بھی فانی ہیں راحتیں نہ رہیں تو یہ تکلیف بھی نہ رہے گی گھبراہٹ اور بے چینی سے کچھ حاصل نہ ہوگا صبر کرو گی تو جزا پاؤ گی اسی سے دعا کرو اور اسی سے تسکین حاصل کرو۔

صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے کوئی صبر بھی کرے تو کس کس پر کرے اور کب تک کرے اور کہاں تک کرے تلقین صبر بھی کی جائے تو کیسے کیا جائے اور کس طرح کی جائے ہر متنفس اپنی جگہ ایک پیکر اضطراب بنا ہوا تھا ہر قلب میں ایک ہوک اٹھ رہی تھی۔ ہر جگر پاش پاش تھا۔

بیبیوں کے کرب و اندوہ کا نظارہ

اور کیوں نہ ہوتا کہ امید دل کا آخری مرکز اور ٹوٹے ہوئے دلوں کا آخری سہارا بھی ٹوٹا جا رہا ہے۔ اور جو قافلہ سالار تھا وہی اشقیا کے ہاتھوں ذبح ہونے کو جا رہا تھا زینب کی آنکھیں پتھرا کر رہ گئی تھیں شہر بانو حسرت سے منہ تک رہی تھیں شدت غم سے چھاتی پھٹی جا رہی تھی لاڈلی بیٹی سکینہ پچھاڑ کھا کر گری۔ اٹھی پھر گری پھر اٹھی باپ سے لپٹ گئی اور بیقرار ہو کر کہا بابا جان مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہو میں آپ کے بعد کس پر جیوں گی کس کے سینہ پر سر رکھوں گی اور کون میری ناز برداریاں کریگا۔ خاتونان حرم ارد گرد جمع ہو گئیں حلق سوکھے ہوئے لب خشک۔ آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے اور قلب پر آرے چل رہے تھے خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت حضرت کے دل کی کیا حالت ہوگی میر انیس لکھتے ہیں۔

دیکھا جو پھر کے بالی سکینہ کو پاس ہے   لپٹی وہ دوڑ کر شہ گردوں اساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے   بولی وہ تشنہ کام شہ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے
صدقے گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے
فرمایا شہ نے ہاں سفر ناگزیر ہے   آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے قرب خدائے قدیر ہے   تنہا ہیں سپاہ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے
جس کا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے
سنکر مصیبت پدر بیکس و حزیں   بولی بلائیں باپ کی لیکر وہ مہ جبیں
نکلو بلا کے بن سے کہیں یا امام دیں   آقا سوا حضور کے میرا کوئی نہیں
صدقے گئی مدینہ چلو یا نجف چلو
للہ ساتھ لے لو مجھے جس طرف چلو
شہ نے کہا کہ بند ہیں راہیں پدر نثار   پھیلی ہوئی ہے چار طرف فوج نابکار
پھل نکلنے پاتا ہے ناکوں سے لے سوا   اس دشت کیں میں ہیں یہ ستمگر بلا کا
قاصد جو میرے نام کے خط لیکے آتے ہیں
سر کاٹ کر درختوں پہ لٹکائے جاتے ہیں
عمو تمہارے چھوڑ گئے ہم کو جان باب   بھائی قدم پہ گر کے ہیں کمسن رکے اب
تلوار چل گئی مرے قاسم پہ بے سبب   مرنا شباب میں علی اکبر کا ہے غضب
تھے جتنے زندگی کی حلاوت وہ چھٹ گئے
دو تین گھر بھرے ہوئے اک دم میں لٹ گئے
جانا ہے دن شب کو جو آنا نہ ہو ادھر   ضد کر کے رو نہ یوں نہیں جاتی ہو گر
پہلی پہل ہے آج شب فرقت پدر   سو رہیو ماں کی چھاتی پہ غربت میں رکھ کے سر
راحت کے دن گزر گئے یہ فصل اور ہے
اب یوں بسر کرو جو یتیموں کا طور ہے

اشقیائے عراق کے سامنے عندلیب مدنی کی شیون آرائی

سب کو تسکین دیکر خیمہ سے باہر نکلے اور بڑھے تو بیمار سجاد بھی گرتے پڑتے پیچھے دوڑے حضرت ام کلثوم نے آواز دیکر کہا کہ انہیں واپس بلاؤ مبادا کہ نسل پیغمبر کا خاتمہ اسی میدان میں ہو جائے ادھر یہ واپس ہوئے ادھر آپ نے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور اعدا کے سامنے پہنچ کر یہ رجز پڑھا۔

میں ہوں سردار شباب چمن خلد بریں   میں ہوں انگشتر پیغمبر خاتم کا نگیں
میں ہوں خالق کی قسم دوش پیمبر کا مکیں   مجھ سے روشن ہے فلک مجھ سے منور ہے زمیں
اپنی نظروں سے نہاں نور جو میرا ہو جائے   محفل عالم امکاں میں اندھیرا ہو جائے
یہ قبا کس کی ہے بتلاؤ یہ ہے کس کی دستار   یہ زرہ کس کی ہے پہنے ہوں جسے سینہ فگار
بر میں کس کا ہے یہ آئینہ جوہر دار   کس کا رہوار ہے یہ آج میں جس پر ہوں سوار
کس کا یہ خود ہے یہ تیغ دو سر کس کی ہے   کس جری کی یہ کماں ہے یہ سپر کس کی ہے

سب خاموش اور ساکت و صامت کھڑے رہے کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور کسی نے کچھ نہ کہا تو آپ نے عمر و بن سعد کو بلا کر اور مخاطب کر کے کہا:۔

تمہیں سب کو علم ہے اور مجھے بھی علم ہے کہ میں یہاں اپنی مرضی سے خود نہیں آیا تمہیں لوگوں نے خطوط پر خطوط پیام پر پیام اور وفود پر وفود بھیجکر مجھے بلایا لکھا اور بہ اصرار لکھا زور ڈالا اور انتہائی زور ڈالا اور مجھے بلایا بلا کر تم نے میری مہمان نوازی کی اور خوب کی عربوں کی مہمان نوازی دنیا میں ضرب المثل ہے۔ لیکن آج تم نے اپنی ہی روایات نہیں بلکہ دنیا کی روایات کی پامالی کی۔ میرے رفیقوں، غمگساروں عزیزوں سب کو میری آنکھوں کے سامنے ذبح کر ڈالا۔ سب کچھ چھین لیا سب کچھ لوٹ لیا۔ آرام لوٹ لیا۔ چین لوٹ لیا۔ کھلانے پلانے اور خاطر مدارات کے بجائے مجھے لخت دل کھانے اور خون جگر پینے پر مجبور کیا مرقع رسالت کی

ایک ایک صف درہم برہم کر ڈالی۔

اب یہی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اب بھی باز آجاؤ اب بھی سمجھ جاؤ ابھی تلافی کا وقت ہے تلافی مافات کر لو۔ اور جاؤ حق پرستی پر قدم رکھو مجھے اجازت دو کہ میں مدینہ منورہ کی طرف یا کسی اور طرف نکل جاؤں ویسے تو میں خود شوق شہادت میں سرشار ہوں۔ اتنا کچھ دیکھ چکا ہوں اب اور کچھ دیکھنے کی آرزو نہیں رہی زندگی کی تمنا بیکار ہے۔ جیا بھی تو اب جینے میں لطف ہی کیا باقی رہ گیا ہے لیکن اتنا ہی کافی ہے کہ تم تو معصیت کی راہ سے نکل جاؤ گے۔

باپ کے آغوش میں بچہ کا خون

لیکن ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر کے ٹکڑے تھے ان پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا تو آپ نے تلوار سونت لی اور اللہ اکبر کا ایک نعرہ فلک شگاف مار کر حملہ کیا ہے تو میں رنگ یگانہ روز کے اس بہادر کیا سے جو امیر دار شیر نیستان رسالت نے ستھراؤ کرنا شروع کر دیا اور ذوالفقار حیدری کی ایک ایک ضرب میں سروں اور سینوں کو کاٹنا اور چیرنا شروع کر دیا۔

جدھر جھپٹ پڑے صفیں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ جدھر کا رخ کیا میدان کا میدان صاف کر دیا ابن حیدر کے مقابلہ میں کس کی جرأت تھی جو سامنے بڑھ سکے۔ گھبرا اٹھے قریب آنے ہی کانپنے لگے۔ ہر شخص ہی جی چرانے لگا۔ بڑی ہی جرأت سے تمیم بن قحطبہ مقابلہ پر آیا اور آتے ہی چوٹ کھا کر گرا جس سے سب پر اور ہیبت طاری ہو گئی۔ آپ موقعہ پا کر خیمہ میں پھر واپس ہوئے دیکھا کہ آپ کا چھوٹا بچہ علی اصغر پیاس سے بلبلا رہا ہے بشریت غالب آئی اسے لئے ہوئے صف اعداء کے سامنے آئے اور بولے تصور وار ہوں تو میں اس جگر کی جان شیر خوار بچہ نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ہے اس کے خشک حلق کو تر کرنے کے لئے تو ایک چلو پانی دیدو کہ اس کی تو گردن کا منکا بھی ڈھل گیا حلق سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے ماں کی چھاتیوں کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔

پہاڑ بھی ہوتا تو پھٹ جاتا فولاد بھی ہوتا تو اس استدعا پر پانی ہو کر بہنے لگتا لیکن ان پر اثر ہوا تو یہ کہ جواب میں ایک تیر آکر اس کے حلق میں ترازو ہو گیا ننھی سی جان ایک بار آنکھیں کھولیں اور ایک سسکی لیکر باپ کے آغوش میں دم توڑ دیا آپ کے قلب پر اس وقت جو قیامت بھی گذری کہ تیر نکال کر پھینک دیا اور خون ہاتھ میں لیکر آسمان کی طرف اٹھا کر بولے۔ الٰہی تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے یہ بندے مجھ ناکردہ گناہ پر کیا کیا ظلم توڑ رہے ہیں اور کیسے کیسے جبر کے لگا رہے ہیں تجھ سے اس کی داد چاہتا ہوں اور کہتا ہوں اور پوچھتا ہوں کیا اس کا خون ناقہ یحییٰ سے بھی ارزاں ہے۔

ابن حیدر کے حیدری وار

آپ نے نعش اندر جا کر رکھدی اور پھر جا کر مصروف پیکار ہو گئے اس مرتبہ فوج نے چاروں طرف سے نرغہ میں لے لیا اور چپ و راست اور آگے پیچھے سے حملے شروع ہو گئے مگر کون تھا جو ہمت کر کے آگے بڑھتا دور ہی سے چرکے لگا رہے تھے کہ ع تنہا بازوئے حسین میں دست خدا کا زور۔

اس حالت میں بھی تلوار بجلی کی سرعت کے ساتھ چل رہی تھی اور اشقیا کے بیدار سر کٹ کر پھر گر رہے تھے دہشت و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ایک صف دوسری صف پر گر پڑتی تھی اور ہر شخص اپنی جان بچانے میں ساعی تھا آپ کے بدن پر ستر زخم لگے تھے قہر خدا سے کم نہ تھا بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان میں شمشیر کف تھم نہ سکتے تھے۔ تن کی ان میں کشتوں کے پشتے لگا کر پہلے ہلاشوں کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہو گئے۔

تھا کشمکش زیست میں غل کہ یہ روز انقلاب	اے لگا الٰہی دین کا وقت آج ہو تراب
اس شیر پر نہ ہوگی کوئی فوج کامیاب	بس میں بچے عادل امکان ہو فی الحراب
حد غضب کہ بازوئے شاہ حجاز کا	لنگر ٹوٹ جائے زمیں کے جہاز کا

آپ نشۂ شہادت میں سرشار تھے اور چاہتے تھے کہ اس چند لمحہ کی زندگی میں جتنے بھی اشقیا جہنم میں پہنچائے جا سکیں پہنچا دیں ہر چند کوشش کرتے تھے بہت بہت کر جوش کے ساتھ حملے کرتے تھے نرغہ میں لیتے تھے۔ آگے پیچھے ہو کر تلوار چلاتے تھے مگر کوئی تدبیر درست نہ بیٹھتی تھی اور کوئی قابو نہ چلتا تھا

ابلیس وقت کی بیچارگی

شمر سیاہ کار نے سوچا کہ یوں تو اس شیر شجاع پر پوری فوج کا بھی قابو پانا مشکل ہے اس کی توجہ ادھر سے ہٹا کر اسے مارنا چاہیئے چنانچہ اس نے ایک مخصوص دستہ دوسری طرف سے بھیجکر اہل بیت اطہار کے خیموں کا محاصرہ کرا دیا آپ اٹھے اور غضبناک ہو کر فرمایا کمبختو دین و ملت کی آبرو تو مٹا چکے اب اور کس چیز کی آرزو باقی ہے۔ جو اپنے رسول کے گھرانے کی ناموس پر حملہ آور ہو رہے ہو۔ مجھ بے شرم ہٹو ابھی تو میں زندہ ہوں تم نے تو اپنے نسلی اور عربی افتخار کو بھی خاک نامرادی میں ملا دیا اور انسانیت کی عزت بھی برباد کر دی۔

اس مردود کو بھی آخر کچھ شرم آہی گئی اور اس نے خفیف ہو کر محاصرہ اٹھا لیا تاہم ایک حد تک اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا چاروں طرف سے فوج آپ پر ٹوٹ پڑی اور اس غضب کا حملہ کیا کہ زمین دہل اٹھی لیکن اسے کرامت کہیئے یا زور بازوئے حیدری کا کرشمہ کہ پھر بھی آپ پر کوئی قابو نہ چل سکا۔

لب ہائے امام پر تیر کی پیوستگی

گھمسان کی لڑائی تھی بڑے تکو و طمطراق کے ساتھ لڑ رہے تھے پیاس نے اس شدت کے ساتھ غلبہ کیا کہ بیقرار ہو گئے باگیں اٹھائیں اور حلق کو تر کرنے کے لئے فرات کی طرف چل کھڑے ہوئے کس میں حوصلہ تھا جو روک سکتا جرأت و جلادت کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ پوری کی پوری فوج کے نرغہ سے نکلے اور گھوڑے کو دریا میں ڈال کر فرمایا میں بھی پیاسا ہوں اور تو بھی پیاسا ہے پہلے تو پانی پی لے پھر میں پی لوں گا چنانچہ اس کے بعد آپ پانی چلو میں لیکر پینا چاہتے تھے کہ ایک شقی کا تیر سامنے سے آکر لبہائے مبارک میں پیوست ہو گیا تیر نکالا پانی پھینک دیا اور اپنا خون چلو میں لیکر عرض کی کہ:۔

”الٰہ العالمین! تو دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ تیرے رسول کے نواسے کے ساتھ کیسے کیسے مظالم کر رہے ہیں اب اس کی داد تجھی سے چاہتا ہوں“

اتنے میں یہ صدا کان میں پڑی کہ ادھر خیمہ میں لوٹ شروع ہو گئی ہے بیتاب ہو کر نکلے اور اس طرف گھوڑے کو دوڑایا۔

خیمہ حرم میں آخری قدم

راستے میں فوج کے بہت سے جتھے روکنے کے لئے نکلا ہی اس غرض سے گیا تھا مگر آپ سب کو چیرتے پھاڑتے اور کاٹتے نکل آئے اور خیمہ میں پہنچ گئے جہاں

ایک کہرام مچا ہوا تھا آپ کو دیکھتے ہی گویا ابر باہمت دل ہجوم سے نکل آیا اور گلے لگی فرمایا:۔

عزیزو! استقلال و صبر و استقلال سے کام لو۔ اب خود بھی مصیبت و ظلم کی برداشت کے لئے تیار ہو جاؤ کہ میں اس کے بعد تمہارے پاس واپس نہ آؤں گا۔ امت بنانے جاتا ہوں اور تمہارے لئے یہ میرے آخری الفاظ ہیں کہ ہر حالت میں استقلال سے کام لینا خدا تمہاری ضرور مدد کریگا اور ان لوگوں پر ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کا بدتر سے بدتر حشر ہوگا منتقم حقیقی ان سے اس ظلم کا بدلہ لئے بغیر نہ رہے گا دنیا ہی میں ذلیل و رسوا نہ ہوں گے عز و جاہ کے حصول کی تمام آرزوئیں خاک میں مل جائیں گی گو ناگوں بلائیں نازل ہونگی میری وصیت ہے کہ صبر سے کام لو۔

آفتابِ امامت کا دلدوز غروب

پھر ایک شیرِ غراں کی طرح میدان میں آ گئے گھمسان کا رن پڑا زخموں سے چور چور تھے کہ پیشانی پر تیر آکر لگا خون کا فوارہ ابلا دوسرا تیر آکر سینہ پر پیوست ہو گیا وہ خون چہرے پر مل کر فرمایا۔ دیکھو اسی حالت میں اپنے جد امجد کے روبرو جاؤں گا اور کہونگا کہ آپ کی امت نے میرا یہ حال کیا ہے پھر سب کے سامنے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا۔ الٰہی گواہ رہنا کہ یہ ظالم اس شخص کو انتہائی شقاوت سے قتل کر رہے ہیں جس کے سوا اس بھری دنیا میں تیرے رسول کا اور کوئی نواسہ نہیں رہا۔"

طاقت جواب دے چکی تھی تلواروں کے وار پیہم ہو رہے تھے۔ گھوڑے سے گر پڑے

گیسو آلودۂ خوں لپٹے ہیں رخسار وں سے | شانے کٹ کٹ کے لٹک آئے ہیں تلواروں سے
جسم پیوستہ ہے خوں بہتا ہے سوفاروں سے | لاکھ آفت میں ہے اک جان دل آزاروں سے

فکر ہے سجدۂ معبود میں سر دینے کی
وار سے تیغوں کے فرصت نہیں دم لینے کی

خول ہے تیر ہیں عمامے سکے ہیں سر زخمی ہے | ہے جبیں چاند سی پر نور مگر زخمی ہے
سینہ سب برچھیوں سے تا بہ کمر زخمی ہے | تیر بیداد سے دل زخمی جگر زخمی ہے

زخمِ شمشیر سے بیکار ہیں بازو دونوں
ظالم کے تیروں سے مجروح ہیں پہلو دونوں

برچھی آکر کوئی پہلو میں لگا جاتا ہے | مارتا ہے کوئی نیزے سے تو غش آتا ہے
بل بچے ہیں زخم بدن روند گھلا جاتا ہے | بند آنکھیں ہیں سر پاک جھکا جاتا ہے

گرد وہ ہیں وہ علی گریہ کناں پھرتے ہیں
غل ہے گھوڑے سے امام دو جہاں گرتے ہیں

زین سے ہوتا ہے جدا وہ شہ محمد کا پس | ابن ذی الطلمہ کا سرو ہے مائل بزمین
برچھیاں گرد ہیں اور بیچ میں ہے سر پہ لیا | ہے یہ نزدیک گرے اہر موت کا نگیں

پاؤں سرِ بادۂ کا بوں سے نکل جاتے ہیں
دا صبح کہتی ہے زینب تو سنبھل جاتے ہیں

کوئی سید کا نہیں آہ بچانے والا | حربے لاکھوں ہیں اور ایک زخم اٹھانے والا
پیاسا ہے کوئی نہیں پانی پلانے والا | سنبھلے کس طرح بھلا برچھیاں کھانے والا

چھیرے سے آگ برستی ہے زمیں جلتی ہے
مارے گرمی کے زباں خشک ہوئی جاتی ہے

کہیں مرنے کو سایہ نہیں ہے وقت زوال | ایسے میں جاتی ہے زبان پیاس کی شدت کا حال
کہیں زینب کا ہے غم گاہ سکینہ کا خیال | دل بھر آتا ہے تو حضرت تھمے جاتے ہیں نڈھال

شکل خورشید بدن ضعف سے تھراتا ہے
نیر برج رسالت پہ زوال آتا ہے

عرض کرتے ہیں یہ خالق سے کہ اے رب غفور | تو ہے عالم کہ نہیں اسمیں کوئی میرا قصور
کرتے ہیں مجھے بیجرم دغا بیوں ہے جور | ہاتھ امت پہ اٹھانا نہیں مجکو منظور

جانتے ہیں کہ محمد کا نواسہ ہوں میں
پانی دیتے نہیں دو روز کا پیاسا ہوں میں

آپ پر غشی طاری ہو گئی گرے تو ہوش نہ تھا یا مصروف مراقبہ تھے یک بیک آنکھ جو کھلی تو عصر کا وقت تھا سر دربار الٰہی میں جھکا دیا شمر نے گرتے ہی خوش ہو کر حکم دیا کہ اب کیا ہے سر جدا کر لو مگر آگے بڑھنے کی ہمت اب بھی نہ پڑتی تھی دور سے چرکے لگا رہے تھے آخر شمر لعین دوڑ کر سینہ مبارک پر سوار ہو گیا آپ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا خدا اکبر تو اشکر ہے ٹھیک کہا تھا میرے جد نے ہی فرمایا رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ تجھے وہ قتل کریگا جس کا چہرہ ابلق کے جیسا اور بال سور جیسے ہوں گے وہ میں نے دیکھ لئے یہ سنکر جھلا گیا اور الله اکبر کہتے آپ کا سر مبارک تن پاک سے کاٹ کر جدا کیا اور اسے اسی وقت نیزے پر چڑھا لیا تو آسمان اس ظلم پر کانپ اٹھا زمین تھرا گئی فضا میں ایک عجیب بیبت ہوئی ملائکہ میں شور پڑ گیا کائنات پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب امامت غروب ہو گیا۔

لاش کی پامالی

خون آشامی اور شقاوت کی سوزش ناپاک اس پر بھی ٹھنڈی نہ ہوئی انسان نما درندہ دل اور کوفی و حوش نے گھوڑوں کی ٹاپوں سے جسم اطہر کو پامال اور پاش پاش کر کے ٹکڑے بوٹی بوٹی قیمہ ہو کر رہ گئی اہلبیت کا یہ کتنا اندوہناک منظر تھا اس کے بعد وہ غول بیابانی کی طرح اہلبیت اطہار کے خیموں کی طرف بڑھے اور لوٹ کھسوٹ شروع کر دی سروں سے چادریں تک کھینچ لیں۔

حضرت زینبؑ کی بالیاں اس طرح کھینچیں کہ گوشہائے مبارک خون آلود ہو گئے بیمار سجاد کے نیچے سے چمڑے کا بستر کھینچ لیا حضرت سجاد کو بھی قتل کرنا چاہا جس پر ایک شخص حمید بن مسلم نے کہا کہ بیمار اسباب کہتوں اور بیمار کو بھی امان نہ ملیگی اس وقت تک خاتونان حرم سکتہ کے عالم میں اپنی بربادی کا یہ تماشا دیکھ رہی تھیں کہ عمر و بن سعد فاتحانہ داخل ہوا حکم دیا کہ خیموں سے باہر نکل جاؤ اب کوئی نہ بڑھے اور لوٹا ہوا مال واپس کر دے مگر کہاں واپس ہوتا تھا۔

محبطِ وحی کے گھرانے کی لوٹ

جنگی قاعدے کے مطابق خاتونان حرم کو گرفتار کر کے کوفہ کی طرف لے چلے جہاں شہدا کی لاشیں بے گور و کفن پڑی تھیں جنہیں بھلا ان کی جنہیں نکل گئیں اپنے مالکوں سب دفن کر دیں اور انہیں تیسرے دن قریب کے گاؤں والوں نے دفن کیا عورتیں سر کھلے اونٹوں کی برہنہ پشت پر بیٹھی تھیں۔ آگے آگے نیزوں پر چڑھے ہوئے شہدا کے سر تھے کوفہ کی سڑکوں اور گلیوں سے یہ قافلہ مظلوم گذرا تو مخلوقات کا بے پناہ اژدحام تھا اور اشکوں کا ایک سیلاب جاری تھا یہ حالت کس کی تھی خاندان رسالت کی جو کلمہ کے ماننے والے نہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ہوئی۔ اس سے زیادہ عبرت انگیز تماشہ نہ دنیا نے دیکھا تھا اور نہ دیکھیگی۔

ملعون ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر

گرفتاروں کو فاجر و ابلیس وقت ابن زیاد کے سامنے

سہیل کو تعزیرانہ [illegible] گیا اور یہ شاہی قیدی بھی حاضر کئے گئے جو نہایت بوسیدہ حالت میں تھے اور وہ چہرے جو نورانی جس پر آفتاب کی نظریں بھی نہ پڑ سکتی تھیں سو زمانہ ان پر کوئی نقاب بھی باقی نہ رہنے دیا گیا تھا۔ شیطانی مسرت کے ساتھ اس نے حضرت امام کے دانتوں کو اپنی چھڑی سے چھیڑا جب یہ حضرت انسؓ بگڑ گئے بولا تیری صحابیت کے احترام میں تجھے چھوڑتا ہوں۔ فرمایا جب تجھے جگر گوشہ رسول کے احترام کی توفیق نہ ہوئی تو میری تو ہستی ہی کیا ہے پھر حضرت سجاد کی طرف اشارہ کر کے کہا اسے کیوں زندہ چھوڑا گیا اسے بھی قتل کر دو آخر حضرت زینبؓ کے اس کہنے پر کہ کیا خاندان رسالت کی نسل منقطع کرنا مقصود ہے کچھ خیال آگیا بخش دیا اور انھیں دمشق بھیجنے کا حکم دیا ملعون سمجھتا تھا کہ کوفہ میں اسی جگہ اور اسی طرح اس کا کٹا ہوا سر ہی رکھا جائیگا اور تماشائے عبرت بنے گا

کربلا کی گھڑیوں کا اختتام

دربار یزید میں مقدس مجرموں کی پیشی

سانحہ شہادت پر یزید کا اظہار غم ملعون وقت ابن زیاد نے شمر بدذات کی نگرانی میں قافلہ مظلوم کو پابجولاں دمشق کی طرف روانہ کیا یہ کام اس عجلت سے کیا گیا تھا کہ ابتک دمشق میں کسی کو بھی کچھ پتہ نہ تھا۔ حر بن قیس نے جو انعام کی توقع میں آگے بڑھکر یزید کو یہ اطلاع پہنچائی تو علامہ دمیری کی تحریر کے مطابق یزید پر رقت کا عالم طاری ہوگیا اور بولا اگر تم لوگ حسینؓ کو شہید نہ کرتے تو میں تم سے زیادہ خوش تھا۔ ابن سمیہ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں وہاں ہوتا تو ضرور انہیں معاف کر دیتا خدا حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے۔

شقاوت و بدبختی کا یہ نظارہ بھی دیکھتے جائیے کہ محضر بن ثعلبہ نے دربار یزید کے پھاٹک پر پہنچ کر غرور و مسرت سے باآواز بلند کہا۔ "امیرالمومنین کمینوں اور فاجروں کے سر لیکر آیا ہوں۔" علامہ طبری نے لکھا ہے کہ یزید کو یہ امر ناگوار گذرا اور اس نے یہی الفاظ کا اعادہ کیا لیکن یحییٰ بن حکم کے ایک قطعہ پر جس میں ابن زیاد کی تعریف اور اہل بیت پر طعن تھا اسے اتنا غصہ آیا کہ اس نے اٹھکر اس کے سینہ پر ایک گھونسہ مارا اور ملامت کر کے خاموش کر دیا۔ ضرور اس نے زین العابدین سے یہ کہا کہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ قطع رحم کیا عزیزداری کا پاس ملحوظ نہ رکھا میری حکومت سے جھگڑا کیا میرے حق سے غفلت برتی یہ اسی کا نتیجہ ہے لیکن عورتیں اور بچے جب اس کے سامنے لائے گئے تو انکی حالت زار دیکھکر اس کا دل بھر آیا اور کہا خدا ابن زیاد کا برا کرے اگر اس کے اور تمہارے درمیان قرابت ہوتی تو وہ تمہارے ساتھ ہرگز یہ سلوک روا نہ رکھتا۔ اتنی مدت کے بعد یہ پہلی ہمدردانہ آواز تھی جس سے اہل بیت اطہار کے گوش آشنا ہوئے اس لئے ان کی بھی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں طبری میں پورے وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ:-

"حضرت فاطمہ بنت علیؓ نے خود بیان کیا کہ جب ہم یزید کے سامنے پیش کئے گئے تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا سلوک کیا جائے ابن اثیر نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ یزید نے کہا کہ ان کے نانا میری ماں اور نانا سے بہتر تھے۔ رہے ان کے باپ تو میرے باپ نے خدا سے اس کے متعلق محاکمہ چاہا اور لوگوں کو معلوم ہے کہ خدا نے کس کے حق میں فیصلہ کیا ملک اللہ کا ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے"

اس کے بعد یزید نے حکم دیا کہ انہیں عزت و احترام اور عافیت و آرام کے ساتھ علٰحدہ مکان میں رکھا جائے ان کے وہاں قدم رکھتے ہی محلات میں ایک کہرام مچ گیا تین روز تک آنکھ سے آنسو جاری رہے اور بیگمات سوگ کرتی رہیں۔ اس اثناء میں یزید علی بن الحسین کو اپنے دسترخوان پر برابر اپنے ساتھ کھانا کھلاتا رہا جتنا جن کا مال لٹ گیا تھا اس سے زیادہ اپنے پاس سے دیا۔ طبری میں ہے کہ سکینہ بنت حسین کہا کرتی تھیں کہ میں نے کسی منکر خدا میں یزید سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ جب انہیں سکون ہوگیا اور غم کی شدت کسی حد تک دور ہو گئی تو اس نے حضرت زین العابدین کو بلا کر کہا کہ:-

"ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو کہ اگر میں وہاں ہوتا تو حسینؓ جو کچھ بھی کہتے میں مان لیتا اور ان کی جان بچانے کی پوری سعی کرتا خواہ اس میں میری اولاد ہی کیوں نہ کام آجاتی لیکن قضائے الٰہی پوری ہو چکی اب تمہیں جو ضرورت پیش آئے مجھے لکھنا۔" (طبری)

دمشق و مدینہ میں کہرام پھر اس نے ضروریات اور آرام و آسائش کے تمام سامان فراہم کر کے سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ اہلبیت کو مدینہ منورہ بھجوا دیا اور سالار قافلہ کو ہدایت کر دی کہ انہیں راستے میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دمشق میں تو ایک شور برپا ہی تھا مدینہ منورہ تو ایک ماتم کدہ عام بن گیا ہر قلب پاش پاش اور ہر آنکھ اشکبار تھی ماتم گسار دل کا ایک سیلاب امنڈ آیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن جعفرؓ اور ام المومنین ام سلمہؓ کی تو دنیا رنج و غم سے تیرہ ہوگئی پھر جب اہلبیت نے گنبد خضرا پر نظر ڈالی ہے اور روضہ اطہر پر پہنچے ہیں تو وہاں ان کی بیقراری و بے تابی سے جو عالم پیدا ہوا ہے اسے دیکھکر تو فلک کا جگر پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ حضرت زین العابدین زندگی بھر آبدیدہ رہے اور آجتک دنیائے اسلام اور قیامت تک [illegible]

سانحہ شہادت کے حقیقی مجرم اور یزید واقعہ شہادت کے سب سے بڑے مجرم اور حقیقی ملزم ابن زیاد، ابن سعد، شمر، حصین اور ان کے بعد کوفی ہیں یزید کی طرف سے انہیں حضرت مسلم کے متعلق خارج البلد اور بصورت مزاحمت قتل کرنے کا حکم ملا تھا اور حسینؓ کے متعلق اس کی کوئی خفیہ ہدایت نہ تھی تمام واقعہ ہوا اور اس عجلت و سرعت کے ساتھ ہوا کہ یزید کو اس کا علم تک نہ ہونے پایا ابن زیاد پہنچا ہے تو حضرت امام کی آمد آمد تھی چند ہی روز بعد آپ تشریف لے آئے اور ایک عشرہ کے اندر اندر فیصلہ ہو گیا یزید بڑا ہی بدکار بد اطوار تھا اور فرمانروا بھی اس سے اس کیفیت اور [illegible] کا صدور ممکن نہ تھا ساری شرارت ابن زیاد اور اس کے رفقاء کی خبث باطنی اور شرارت کا کرشمہ تھا۔

یقیناً انہوں نے جو کچھ کیا یزید ہی کی خیر خواہی اور یزید ہی کے عہد میں اسی کے عمال کے ہاتھوں ہوا اور چونکہ اس نے ان سے قصاص نہیں لیا اس لئے وہ اخلاقی حیثیت سے سب سے بڑا مجرم ہے ضرور سیاسی پیچیدگیوں نے یزید کو ان کی ضرورت محسوس کرادی اور معاف نہ کر سکا اگر وہ قصاص لیتا تو اس کا دامن اس مکروہ دھبہ سے آج بالکل پاک ہوتا اور خالق و مخلوق دونوں کے نزدیک وہ بری الذمہ ہوتا۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یزید کو فی الواقع اس کا دلی صدمہ تھا اور ندامت بھی ہوئی اس نے اہلبیت اطہار کے ساتھ سلوک بھی نہایت شریفانہ رکھا اور ابن زیاد کے بجائے وہ ہوتا تو ہرگز یہ صورت پیش نہ آتی۔ ابن زیاد اور کوفی تو دراصل ملاعنہ شیاطین ہو جو کچھ کر گئے وہ خود بنو امیہ کے تصورات معاذ اللہ سے بھی بالاتر تھا انہیں خیال بھی نہ تھا کہ وہ قابو پاکر بنو ہاشم کو اتنا ستائیں گے وہ اپنا اقتدار تو ضرور چاہتے تھے مگر اس قسم کے ہولناک حادثات اور اس قسم کی بنو ہاشم کی تباہی کے ہرگز درپے نہ تھے۔

صاعقہ قہر الٰہی کی کڑک اور تڑپ

مجرمانِ شقاوت سے ربانی انتقام

یزید کا عبرتناک حشر ابن نیلوفوش تھا کہ سلطنت کے پہلو کا ایک معدن کا شاہد شمشیر کا لئے کہ دل میں اس کی عظمت و وقار کا آفتاب سا جلوہ فگن ہوگا لیکن اس آرزو میں تھا کہ اس کی شقاوت و قصابی اس کے قدموں کے آگے زر و سیم کے ڈھیر لگا دیگی۔ عمر و بن سعد سمجھ رہا تھا کہ عاقبت تو برباد ہو گئی چند روزہ زندگی کے دن تو حکومت رے کے گلشن میں گذریں گا۔ حصین بن نمیر اموی لشکر کی سپہ سالاری کے خواب دیکھ رہا تھا چھوٹے بڑے تمام افسران امید میں مگن تھے کہ آل رسول کے جگر پارے تیروں سے چھلنی کرنے کے انعام میں دربار یزید سے انہیں بڑی بڑی جاگیریں عطا ہونگی وفاداران سلطنت کی سنہری فہرست میں ان کے نام درج ہو جانے سے ان کے جاہ و اعزاز میں بھی بہت بڑا اضافہ ہو جائیگا۔ اللہ تعالے نے چھ سال کی انہیں اور ڈھیل دی۔ اس کے بعد جو غضب الٰہی کی بجلی تڑپی ہے تو اس جیتے جاگتے نظام کو نیچے بکھیر دیا۔ انہیں پناہ کے لئے کوئی گوشہ بھی نہ ملتا تھا سب تباہ ہوئے مگر ان پر کوئی آنسو بہانے والا بھی نہ ملا۔

سردارانِ فوج کا ہولناک حشر یزید قصاص نہ لینے اور ذی اختیار رہنے کے باوجود اپنے شقی و مردود شیاطین کو آزاد چھوڑے رکھنے کی بنا پر سب سے بڑا ملزم تھا۔ سے پورے تین سال بھی سلطنت کے لطف اٹھانے کا موقعہ نہ ملا اور یہ تین سال بھی انتہائی تشویش و اضطراب میں گذرے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے حجاز میں علم خلافت بلند کر دیا تھا۔ انتالیس سال ہی کی عمر میں اُسے پیام اجل آ پہنچا اور وہ بھی اس کرب کے ساتھ کہ تین شبانہ روز قولنج کے درد شدید میں لوٹتا رہا تب آب تڑپتا رہا۔ اس کے خداترس بیٹے معاویہ نے بھی تخت چالیس روز بعد ہی چھوڑ دیا اور وہ غم حسینؑ میں گھل گھل کر مر گیا سلطنت بھی خاندان سے نکل گئی۔

ابن حجاج کا خوفناک حشر انتقام کے لئے اللہ نے ایک بے حقیقت زندگی مختار ثقفی کو منتخب کیا جس نے کوفہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر سب سے پہلے یہی اعلان کیا اور کوچہ و بازار میں ببانگ دہل یہ منادی کرا دی کہ:—

"دشمن انسانیت نا آشنا اشقیا نے دشت نینوا میں تلوار اٹھائی ہے ان میں سے اگر ایک متنفس بھی کسی گھر میں پایا گیا تو اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔" لوگ تھرا گئے لرزہ عام طاری ہو گیا مگر توبہ و تلافی کا زمانہ بھی گذر چکا تھا اور انتقام ربانی کی ساعت سر پر آ پہنچی تھی۔ صبح منادی ہوئی اور آفتاب بلند ہوتے ہی چاروں طرف سے لوگ گرفتار ہو ہو کر آنے لگے اور قتل ہونے لگے اس وقت تمام لشکر عمرو بن الحجاج۔ اسود قیس اور عمران وغیرہ پا بجولاں حاضر کئے گئے جو کوفی فوج میں سرداری کا منصب رکھتے تھے۔ مختار نے ایک غضبناک نگاہ ان پر ڈال کر کہا:—

"دنیا کے کتنے اشقیا ہیں جنھوں نے خاندان رسالت کے گھرانے کو بے چراغ کیا اور خون بہایا حالانکہ تمام کوفہ شامیوں کا خون بھی ان کے ایک قطرۂ خون کے ہم وزن نہیں ہو سکتا۔" تھر تھرانے لگے۔ بولے ہم نے تو ابن زیاد و عمرو بن سعد کے احکام کی تعمیل کی۔ بولا۔ "اچھا تو میں خدا کے حکم کی تعمیل پر مجبور ہوں" چنانچہ نہایت عذاب کے ساتھ مروا دیا گیا۔ پھر ایک اور گروہ حاضر کیا جن کا سردار صریح خبیث ترین تھا اور کا بھی یہی حشر ہوا۔

سپہ سالار شام کا دردناک حشر بیابان جنگلوں غاروں میں لوگ جا چھپے تھے جہاں سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سپاہی گرفتار کر لیتے تھے ابن سعد ایک غار سے گرفتار کر کے لایا گیا دیکھتے ہی آنکھوں میں خون اتر آیا اور مختار بولا او دشمن خدا بتا اور جلد بتا کہ تیری جان لوں اور کس عذاب و اذیت کیساتھ لوں کہ تو نے ایک حکومت رے کی قیمت خون امام قرار دی۔ حضرت سعد بن وقاص جیسے جنتی کا فرزند ہو کر اتنا شقی ملعون مجھ سے کس طرح اور کن آنکھوں سے رسول اللہ کے گھرانے کو کٹتے مرتے اور لٹتے دیکھا گیا۔ پہلے اس کے جوان جوان بیٹوں کے سر اس کے سامنے کاٹ کاٹ کر ڈالے اور کہا گیا دیکھا اولاد کا صدمہ کتنا دردناک ہوتا ہے اس کے بعد اس حکومت رے کے متوالے کا بھی سر اڑا دیا گیا۔

شمر ملعون کا لعنت خیز حشر شمر ملعون تھر تھر کانپتا ہوا پا بجولاں سامنے آیا اور آتے ہی التجا کی کہا کہتا ہوں کہ تھوڑا سا پانی پلا دیا جائے بہت پیاسا ہوں آپ کے سپاہیوں نے ابھی تک ایک قطرہ بھی حلق میں نہیں جانے دیا۔ فرمایا اللہ اکبر! اپنی تشنگی پر اتنی بیقراری ہے۔ نابکار اس وقت کو تو یاد کر جب تیری آنکھوں کے سامنے قدوسیانِ عالم کا گھرانا ایک ایک قطرۂ آب کو ترستا رہا۔ ترس اور خوب ترس اس کے بعد اسے بھی نذر شمشیر کیا گیا۔

رئیس شیاطین ابن زیاد کا حشر انسانی کمین انتہائی خبیث اور انتہائی شقی ابن زیاد بھاگ نکلا۔ ایک بڑی فوج کا سردار بن گیا۔ دل گنہگار رہتا ڈر رہا تھا۔ قوت کے باوجود ہر چند مصالحت کی سعی کی مگر بار آور نہ ہوئی آخر جنگ میں یہ بھی بری طرح مارا گیا اور کل جس کے سامنے حضرت حسینؑ کا سر کٹا ہوا رکھا تھا آج اس کا سر اسی جگہ اسی کوفہ میں مختار کے سامنے رکھا گیا۔ عبرت اور ناپائیداری عالم کا یہ کتنا اثر خیز اور دل ہلا دینے والا نظارہ تھا۔ غرض صرف قاتلین ہی نہ بلکہ ان کے رفقا و معاونین سب کے سب قتل ہوئے اور اس حشر کے ساتھ مرے کہ کسی کا چہرہ مسخ ہو گیا کوئی عارضۂ تشنگی میں تڑپ تڑپ کر مرا کوئی کوڑھی ہو گیا کسی کے جسم میں کیڑے پڑے ہزاروں کوفہ میں قتل ہوئے اور مشہور جنگ میں مارے گئے کہ دبلیس ڈیڑھ لاکھ افراد کا خون بہ چکا تو آسمانی انتقام کی کڑک اور گرج میں سکون پیدا ہوا۔

سانحۂ شہادت کا درس عبرت یہ داستان سرائی وقت گزاری رسم پوری اور ہر سال رونے اور رلانے کے لئے نہیں کی جاتی اس لئے کی جاتی ہے کہ فرزندان توحید اس سے سبق سیکھیں عبرت حاصل کریں اور خدا کو بھی نگران اور آسمانی گرفت سے آزادانہ سمجھیں یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے اعمال کا کوئی دیکھنے اور حساب لینے والا نہیں چند روزہ زندگی پر مغرور ہو کر اور اقتدار و عروج کی بلندیوں پر پہنچکر انسان کو غافل نہ ہو جانا چاہیئے۔ موت سب کے لئے ہے کوئی آگے اور کوئی پیچھے حضرت امام کا چراغ حیات گل ہوا تو اس کے گل کرنے والے بھی عافیت کی نیند نہ سونے پائے اور چھ سال کے اندر اندر سب کا خاتمہ ہو گیا جب ہمیں ایک گھڑی کا بھی اعتبار نہیں تو میسر شدہ فرصت کو رائیگاں نہ کرنا چاہیئے رئیس ہوئے تو کیا اور غریب ہوئے تو کیا خاک میں ایک دن سب کو ملنا ہے، اس لئے جتنی نیکی ہو سکے عجلت کیساتھ کر لینی چاہیئے اور توبہ و استغفار سے ہر وقت کام لینا چاہیئے۔

رفتار عالم

ممالک اسلامیہ

فلسطین بیت المقدس میں عربوں اور یہودیوں کے مابین ایک جارحانہ تنازعہ پیدا ہوا ہے بلدیہ بیت المقدس میں چھ نمائندے عربوں کے اور چھ یہودیوں کے ہیں صدارت ایک عرب فاضل کو ملا ہوا تھا جس کے جلاوطن ہونے پر یہ جگہ بھی ایک یہودی کو دیدی گئی اور عربوں کے احتجاج پر بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی مجبوراً انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ اگر ہائی کمشنر نے ہمارا مطالبہ تسلیم نہ کیا تو ہم مستعفی ہو جائینگے۔ نابلس کے علاوہ پولیس سے ایک عرب گروہ کا تصادم ہو گیا جو ایک سو پچاس افراد پر مشتمل تھی خونریز جنگ میں تیس عرب مقتول ہوئے دو برطانوی افسر بھی ہلاک ہوگئے نابلس کے قریب ایک گاؤں میں ایک فوجی دستے نے دیہاتیوں سے قیام و طعام کا مطالبہ کیا انکار پر تصادم ہو گیا جس میں ایک دیہاتی ہلاک اور دو مجروح ہوئے اکیس عرب لیڈروں کی گرفتاری کے لئے پولیس کی طرف سے سو سے لیکر پانچسو پونڈ تک کے انعام کا اعلان ہوا ہے ان میں خلیل محمد بھی شامل ہیں جنھیں ڈسٹرکٹ کمشنر مسٹر اینڈریو کے قتل کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

مصر مصر کے واقعات کے متعلق جو تفصیلات موصول ہوئی ہیں وہ بہت تشویشناک ہیں عین اس وقت جبکہ پارلیمنٹ کے انعقاد میں صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے تھے اس کی شکست کا اعلان کر دیا گیا۔ نحاس پاشا اپنی پارٹی کا اجلاس کر رہے تھے کہ انھیں پارلیمنٹ کے ٹوٹنے کی اطلاع ملی جس پر وہ غضبناک ہو گئے اور انھوں نے پارلیمنٹ کے فوری انعقاد کا مطالبہ کیا تاکہ وہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور کریں۔

جدید انتخابات کے لئے دو اپریل مقرر ہوئی ہے۔ عام خیال ہے کہ یہ انتخابات اتنے شدید ہوں گے جن کی کوئی نظیر تاریخ مصر میں نہ ملیگی خود وفد پارٹی میں بھی تفرقہ پڑ چکا ہے اس لئے توقع ہے کہ وزیر اعظم ڈاکٹر اور نقراشی پاشا کے موئدین ایک متحدہ پارٹی قائم کرنے میں کامیاب ہو جائینگے۔ تاہم مصر کی موجودہ حکومت کافی مضبوط ہے اور وہ صورت حالات کی نگرانی کر سکے گی شاہ مصر فاروق پہلے سے بھی زیادہ ہر دلعزیز ہیں اور ملک سیاسی پارٹیوں سے تنگ آ چکا ہے۔ برطانوی سفارت خانہ کا آدمی اسکندریہ ڈاک لینے کے لئے جا رہا تھا ٹرین پر سوار ہوا کہ پیچھے سے دو ناشناس نے چاقو سے حملہ کیا اور ڈاک کا تھیلہ چھیننے کی کوشش کی شور پر حملہ آور بھاگ گئے شبہ کیا جاتا ہے کہ یہ کام اطالوی جاسوسوں کا ہے جو برطانوی سفیر کی ڈاک اڑا لینا چاہتے تھے۔ مصر کے ایک مقام پر ایک وسیع مقبرہ کا پتہ لگا ہے جسے مصر کے سب سے پہلے بادشاہ کا مقبرہ بتایا جاتا ہے اس سے مٹی کے برتن اور بہت سے قیمتی پتھر نکلے ہیں۔

ترکی ترکی کے شہروں میں مقابر درختوں کی کثرت اور سر سبزی کی فراوانی کی وجہ سے اچھے خاصے نزہت گاہ کا کام دینے لگے تھے رات ہو یا دن ہر وقت بہت سے بے فکرے جمع ہو کر یہاں گانے اور شور مچاتے تھے اب حکومت نے مقابر کی حفاظت و حرمت کے پیش نظر انہیں چہار دیواریوں سے محفوظ کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے مزید براں بلدیہ کی طرف سے نگہبان بھی مقرر کئے جائیں گے۔ ڈاکٹر رشدی آراس وزیر خارجہ دولت ترکیہ کا ارادہ ہے کہ وہ مارچ میں تہران جائیں گے اور وہاں سے شامل ہوتے ہوئے میثاق مشرقی کانفرنس میں شرکت کے لئے کابل جائیں گے۔ کانفرنس کا دور میثاق سعدآباد کی توثیق اور ایک عسکری کانفرنس کے انعقاد پر غور کرنے کے لئے منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں ایران ترکی افغانستان کے نمائندے بھی شریک ہوں گے ترکی اور افغانستان کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اس میں دس سال کی توسیع ہو گئی جس سے افغانستان میں عام طور پر اظہار مسرت کیا گیا۔ امریکن مدبر مسٹر ارنسٹ کلارک نے برطانیہ یہود نوازی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دنیائے اسلام میں جو زبردست قوت عمل پیدا ہو رہی ہے اسے نظر انداز کرنا سخت غلطی ہے مسلمانوں میں بیداری و جوش کی جو لہر شمال مغرب میں مراقش سے لیکر مطلع خورشید جاپان تک پہنچ رہی ہے اس کی اہمیت و عصبیت کا صحیح اندازہ یورپ کو نہیں ہوا ہے میں نے ایشیائے کوچک ایران اور عراق کے مسلمانوں کی وہ قلب ماہیت بچشم خود دیکھی ہے جو ساحر ترکی مصطفے کمال نے ہلا دی کی چھڑی ہلا کر کی ہے۔

افغانستان گذشتہ آٹھ نو سال میں افغانستان نے حیرت انگیز ترقی کی ہے عمدہ سڑکیں تقریباً تمام اہم شہروں اور تجارتی مراکز کو ایک دوسرے سے ملحق کرتی ہیں ہر وقت اعلیٰ درجہ کی موٹر بسیں مل سکتی ہیں۔ انسان پچاس روپیہ جیب میں ڈال کر بہ اطمینان ہر جگہ گھوم سکتا ہے ملک میں سو فیصدی پر امن اور منضبط حکومت ہے افغانستان میں جاپان کی تجارت کے خلاف احساسات پیدا ہو گئے ہیں اور چین کی چائے زیادہ گراں ہے اس لئے ہندوستان کی چائے کے لئے افغانستان میں اچھے مواقع پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

جرمنی گذشتہ آٹھ ماہ میں ٹیکسوں اور جائدادوں کی آمدنی ۴۳ کرور ایک لاکھ پونڈ تھی جو پہلے سال کی بہ نسبت بارہ کرور پونڈ زیادہ ہے تمام مداخل میں اکیس فیصدی اضافہ ہوا ہے خارجہ حکمت عملی کے معاملہ میں ہر ہٹلر اور فوجی لیڈروں میں اختلاف رونما ہو گیا ہے جس سے ہٹلر کو فوجی شورش کا خوف پیدا ہو گیا چنانچہ اس نے پولیس جنرل فان فرش کو گرفتار کرا لیا اور انہیں اڑتالیس گھنٹہ خفیہ پولیس کی نگرانی میں رکھا گیا اس کے بعد گھر جانے کی اجازت دیدی لیکن وہ انھوں کا پہرہ بدستور رکھا گیا خیال ہے کہ فوجی حکام پر اس گرفتاری کی اطلاع کا اثر ناخوشگوار پڑے گا۔ اس سے غیر ممالک میں غیر حلقوں میں پریشانی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہر ہٹلر نے جرمنی سلح افواج کی سپہ سالاری خود قبول کر لی ہے علاوہ ازیں ہر فان ربن ٹروپ کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے ان جدید تبدیلیوں سے نازی پارٹی کو بہت تقویت حاصل ہو گئی ہے۔ اعلان ہوا ہے کہ کابینہ حکومت ان جدید تبدیلیوں پر مطمئن ہے۔

برطانیہ ہسپانوی ساحل کے قریب برطانوی جہازوں پر کچھ دنوں سے جو

گئے ہیں جو کچھ ان سے جاپان میں شدید ہیجان و اضطراب پیدا ہوگیا ہے جاپان ٹوکیو کو ایک پہنچ رہا ہے، یادداشت بھی جارہی ہے، فرانس بھی اس اخیری تنازعہ کے انسداد پر مصر ہے برطانیہ نے تو زبردست گرانی شروع کر دی ہے، برطانیہ میں انتیج سیہنی گلینگ نامی کا ایک خوفناک طوفان آیا مکانات کے انہدام کی وجہ سے جیلوں کا شہر جہاں جہازرانی کا سلسلہ بند ہوگیا بعض الٹ گئیں لوگوں میں عام طور پر خوف و ہراس پیدا ہوگیا۔

امریکہ بحری مصارف کے لئے ۵۰ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر منظور ہوئے ہیں دو جدید بڑے جنگی جہاز بیس چھوٹے جنگی جہاز ۶۰ تباہ کن جہاز ۲۰ آبدوز کشتیاں بنائی جائیں گی ہر بڑے جہاز پر سات کروڑ ڈالر صرف ہوں گے۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے اعلان کیا ہے کہ اب امریکہ اپنی حفاظت پر مجبور ہو گیا ہے اور وہ اپنی ذہنی طاقت میں سرعت کے ساتھ اضافہ کریگا، امریکہ و برطانیہ نے جاپان کو تنبیہ کی ہے کہ وہ معاہدہ لندن کی پابندی کا یقین دلائے کہ وہ کوئی جنگی جہاز نہیں بنا رہا ورنہ پھر امریکہ بھی بڑے جنگی جہاز بنانا شروع کر دیگا اور ۴۳۔ ۴۳ ہزار ٹن کے ایسے جنگی جہاز بنائے گا جن پر ۱۲۔ اور ۱۸۔ انچ دہانے کی توپیں نصب کی جائیں گی۔ جاپان نے صاف جواب دیدیا کہ وہ اپنے جہازوں کی تعمیر کے متعلق کوئی اطلاع نہ دیگا۔ غرض یہ کہ آج کروڑوں روپیہ اسلحہ بندی پر صرف کیا جارہا ہے۔

جاپان و چین مارشل چیانگ کائی شیک ہانگو کے اندر جدید نقشہ جنگ مرتب کر رہے ہیں جاپانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے شدید بمباری سے نانکنگ ٹینس ریلوے کے مقام بنگپو پر قبضہ کرلیا شمالی چین میں جاپان نے منضبط حکومت قائم کرلی ہے مگر جنگ کا سلسلہ جاری ہے اور شدید لڑائی ہو رہی ہے چینیوں کا دعویٰ ہے کہ اس وقت تک پچاس ہزار جاپانی ہلاک اور ایک لاکھ زخمی ہو چکے ہیں۔ جاپانی کہتے ہیں کہ چینیوں کا نقصان اس سے کہیں زیادہ ہے جاپان نے غیر جانبدار اور غیر ملکی لوگوں کو شمالی چین کے ایک مخصوص علاقہ سے ہٹ جانے کی ہدایات کی ہیں جہاں وہ عنقریب شدید بمباری کرنے والا ہے جاپانیوں نے فضائی حملوں کا سلسلہ زور شور کے ساتھ شروع کر رکھا ہے دریائے کیفن کے دہانہ پر زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ جاپانی نانکن سے سو میل آگے بڑھ گئے ہیں، چینیوں کی جنگ چھاپہ مار جاپان کو بہت پریشان کر رہی ہے۔

اٹلی اٹلی کے ایک مشہور اسلحہ ساز کارخانے میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا جس میں سو سے زیادہ ہلاک اور ہزار سے زیادہ مجروح ہوئے۔ دھماکہ کی وجہ سے دھات اور پتھر کے ٹکڑے دور جا پڑے، ملحقہ گاؤں کی تمام کھڑکیوں کو توڑ دیا بہت سا قیمتی سامان ضائع ہوگیا، دور سے پٹیوں اور دواؤں سے بھری ہوئی لاریاں پہنچیں پولیس کا سخت پہرہ ہے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

ہندوستان

کانگریس بنارس ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی میں پھوٹ پڑ گئی۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے مسٹر فضل حق کو چیلنج دیا ہے کہ وہ کانگریس کی طرف سے مسلمانوں پر تشدد کی مثالیں پیش کریں جن کی تلافی کی میں سعی کروں گا بنگال حکومت غور کر رہی ہے کہ وکلاء کو تنخواہ دار مجسٹریٹ اور فوجداری کے انسپکٹر مقرر کرے مدراس اسمبلی میں ایک قرضہ بل پیش ہونے والا ہے جس پر اسمبلی کی کانگریس پارٹی نے غور کیا، ڈھاکہ جیل میں نو دہشت انگیز قیدیوں اور ایک عام قیدی نے بھوک ہڑتال کر دی ہے جن قیدیوں نے بنگال میں بھوک ہڑتال کر رکھی تھی انہوں نے گاندھی جی کی اپیل پر اسے ترک کر دیا سی پی وزارت کے خلاف لینڈ کسانوں کو لگان ادا نہ کرنے پر تیار کر رہے ہیں کہ کانگریسی وزارت نے لگان میں پچاس فیصدی تخفیف کا وعدہ پورا نہیں کیا حکومت کی طرف سے ایک اعلان کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ چھوٹے زمینداروں کو ایک روپیہ میں دو آنے کی تخفیف دی جاچکی ہے اور ابھی حکومت کسانوں کی امداد سے غافل نہیں ہے۔ پنڈت جواہر لال کے پاس فقیر ایپی نے خاص پیامبر بھیجے تھے جن کی معرفت آخر الذکر نے صدر کانگریس کو سرحد پار کے علاقہ میں آنے کی دعوت دی تھی جس کے جواب میں پنڈت جی نے ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمایندے سے فرمایا کہ واقعی مجھے پیام موصول ہوا تھا کہ میں وہاں پہنچوں۔

فقیر ایپی نے لکھا کہ میں حکومت کی جارحانہ پالیسی کا شکار بنا ہوا ہوں جو میری قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہے لیکن ہم اسے کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے خواہ صفحہ ہستی سے ہمارا نام و نشان تک ہی کیوں نہ مٹ جائے کیونکہ آزادی ہمیں ہر شے سے زیادہ عزیز ہے۔ سرحد میں اغوا کا ذکر کرتے ہوئے فقیر ایپی نے لکھا ہے کہ میرا ان واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ کام بدمعاش اور اوباش لوگوں کا ہے ان واقعات کی مذمت کرتے ہوئے فقیر ایپی نے لکھا ہے کہ مجھے ان وارداتوں کا بیحد افسوس ہے کیونکہ ان کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو میرے اور میرے مقاصد کے خلاف غلط بیانی سے کام لینے کا موقع ملا۔ کوئی سچا مسلمان اس قسم کے ناپسندیدہ افعال کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی سچا مسلمان کسی شخص پر زبردستی اپنا مذہب ٹھونسنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد فقیر ایپی نے ہولناک برطانوی حملوں اور اپنی قوم کے مصائب کی تصویر کھینچی ہے اور آخر میں ہندوستان کی جنگ آزادی کے سلسلہ میں ہندوستان کے باشندوں کو مبارکباد دی، پنڈت جواہر لال نہرو نے بیان کیا کہ جہاں تک میرا خیال کام کرتا ہے اس خط کا لب لباب یہی تھا۔

آپ نے کہا میری بیحد خواہش ہے کہ سرحدی علاقہ میں جاؤں مگر افسوس مستقبل قریب میں اس امر کا کوئی امکان نہیں۔ مزدور سبھا کانپور کے انتہا پسند طبقہ نے دھمکی دی ہے کہ کانپور کے کپڑوں کے کارخانوں میں ایک اور ہڑتال کی جائیگی نینی سنٹرل جیل سے تین سیاسی قیدی لکھنؤ لائے گئے تھے جنہوں نے وزیر اعظم پنڈت پنتھ سے ملاقات کی اور اس کے بعد پھر جیل بھیج دیے گئے مدراس اسمبلی کا اجلاس قرضہ کے امدادی بل پر غور کرنے کے لئے شروع ہوا تو اسپیکر نے مسز لکشمی شنکر آئر سے بندے ماترم کا گیت گانے کے لئے کہا مسٹر عبدالحمید خاں لیڈر مسلم لیگ پارٹی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ وہ اس گیت کے متعلق کئی بار اعتراض کر چکے ہیں لیکن اسپیکر نے اس پر کوئی غور نہیں کیا اس کے بعد وہ مع دس مسلمانوں اور ایک عیسائی ممبر کے ہمراہ اجلاس سے واک آوٹ کر گئے اور بندے ماترم کے اختتام پر اجلاس میں آ بیٹھے۔

اس ڈراما کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے اسپیکر نے مسلم ممبروں کے روزانہ واک آوٹ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کل بھی ایسا ہی کیا گیا تو وہ اس معاملہ میں کوئی کارروائی کریں گے دعا کی گھنٹی بجنے کے بعد فوراً ہی اجلاس کے

صدا نشست ہندو کرا دیں گے جو ممبر باہر جانا چاہیں۔ دعا کی گھنٹی بجنے کے دوران میں کوئی ممبر کسی مظاہرہ کے بغیر باہر جا سکتے ہیں۔

حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ بارہ لاکھ روپیہ کے خرچ پر کانپور میں پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف آفس کی ایک عمارت اور چھتیس لاکھ روپے کے خرچ پر کوچین میں ایک عدالت قائم کی جائے۔ ان دونوں عمارتوں کی تجویز آئندہ مالی سال کے متعلق ہیں علاوہ ازیں ٹیلیفون نظام کی تجویز ہے کہ بمبئی مدراس اور حیدرآباد اور ترچناپلی کے درمیان ٹیلیفون کے سلسلہ میں سہولتیں پیدا کی جائیں تاکہ شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند میں بھی یہ سلسلہ نمایاں قائم ہو جائیں۔

ہری پورہ میں کانگریس کا اجلاس نہایت شاندار رہا جس میں ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق بھی قرار داد منظور ہوئی۔ مسٹر سبھاش چندر بوس صدر کانگریس کا جلوس ایک رتھ میں نکالا گیا جس میں اکیاون بیل جتے ہوئے تھے اور جو بہت قیمتی تھا۔ ایک انقلاب انگیز خبر یہ ہے کہ صوبہ متحدہ اور صوبہ بہار کی وزارتیں مستعفی ہو گئیں اس لئے کہ وہ سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق گورنروں کو متفق نہیں کر سکیں صوبہ متحدہ میں صرف ۱۶ اور بہار میں صرف چودہ سیاسی قیدی باقی رہ گئے تھے جن کی فوری رہائی پر وزراء کو اصرار تھا گورنر کہتے تھے کہ چونکہ یہ قیدی نہایت خطرناک ہیں اور ڈکیتی قتل اور سازش کے جرائم میں قید ہوئے ہیں اس لئے ان کی فوری رہائی امن عامہ کے لئے مضر ہوگی۔ البتہ تدریجی رہائی پر گورنر بھی بشرط آمادہ تھے کہ وہ ان کے ریکارڈ دیکھ کر مطمئن ہو جائیں

جب دونوں میں اتفاق آرا نہ ہوا تو گورنروں نے سارا معاملہ گورنر جنرل کے سامنے رکھدیا جس نے قانون ہند کی دفعہ ۲۶ کی رو سے وزراء کے اصرار کو مسترد کر دیا جس پر انہوں نے استعفے دیدیئے ان استعفوں سے فضا اور زیادہ مکدر ہو گئی اور عام خیال پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے اندر آئینی تعطل پیدا ہو جائے گی اور تمام کانگریسی وزارتیں مستعفی ہو جائیں گی لیکن سردست یہ خطرہ کسی قدر کم ہو گیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اور کانگریسی صوبوں میں سیاسی قیدی برائے نام ہیں مدراس میں صرف ایک سیاسی قیدی تھا جو رہا ہو گیا اس لئے مدراس میں تو اس سوال پر تعطل اور استعفے کا کوئی امکان ہی نہیں بنگال و پنجاب میں ایسے قیدیوں کی تعداد زیادہ ہے تو وہ کانگریس سے متعلق نہیں صوبہ متحدہ کے زمیندار حلقوں میں کانگریسی وزارت کے استعفے کو اطمینان کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے بلکہ یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ اس وزارت نے کاشتکاروں کی حد سے زیادہ حمایت کر کے اپنے زمیندار ارکان میں اس درجہ بددلی پیدا کر دی کہ وہ استعفے نہ بھی دیتے تو وہ دو حصوں میں منقسم ہو کر اقتدار سے محروم ہو جاتی اسی لئے اس نے بہار اور صوبہ متحدہ میں سیاسی قیدیوں کی رہائی کی آڑ میں استعفے دیدیئے۔

مسلم لیگ اس مہینے میں صدر مسلم لیگ مسٹر جناح کے شور انگیز دورے اور استقبال خاص اہمیت رکھتے ہیں دہلی غازی آباد اور علیگڈھ وغیرہ میں ان کے شاندار جلوس نکلے بالخصوص دہلی میں تو اتنا شاندار استقبال ہوا اور ایسا شاہانہ جلوس نکلا جس کی تاریخ سیاست ہند میں شاید ہی کوئی ایک نظیر مل سکے۔ دار السلطنت ہند کی ہر شاہراہ اور ہر ناکہ پر مختلف عمائد و سلاطین کے نام کے ساتھ پر شکوہ اور عالیشان آراستہ گیٹ بنائے گئے تھے جا بجا توپوں کی سلامی دی جا رہی تھی جلوس دو میل لمبا تھا جلسہ میں دو لاکھ کا اجتماع تھا۔

دہلی میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا جس میں ۱۸ فروری کو شہید گنج ڈے منانے اور مسجد کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے اجلاس خاص کی تجویز منظور ہوئی چنانچہ تمام ہندوستان میں ۱۸ فروری کو احتجاجی جلوس نکلے اور جلسے ہوئے۔ بہار اور صوبہ متوسط میں کانگریس اور لیگ کے مابین دو انتخابی معرکے ہوئے دونوں جگہ لیگ کو بہت نمایاں کامیابی حاصل ہوئی بہار میں تو ضمانت بھی ضبط ہو گئی گاندھی جی اور پنڈت نہرو نے مفاہمت کے لئے مسٹر جناح کو جو خطوط لکھے تھے ان کا جواب ہو یا کہ یہ مسئلہ مکاتبت سے طے نہ ہوگا اس کے لئے باہمی گفتگو کے لئے کوئی جگہ مقرر ہونی چاہیئے۔

مہاسبھا صوبہ متحدہ اور بہار میں مہاسبھائی عنصریوں نے تو کانگریسی حکومت کو ہندو راج سمجھ کر مسلم اقلیت کو ستانے کے ویسے ہی غلط کارانہ دریے بنے ہوئے تھے لیکن عید الضحیٰ کے موقعہ پر اس نے اپنی وحشیانہ بربریت کا خاص ثبوت دیا اور مسلمان متعدد جگہ بری طرح تباہ کئے گئے ابھی دادری ضلع بلیا کا واقعہ تازہ ہی تھا کہ ایک اور میلہ میں چالیس قصابیوں کو لوٹا اور مارا گیا سیتاپور میں تیرتھ بازار کے مقام پر قاضی اشفاق احمد صاحب رئیس ہرگام کی زمینداری میں جبکہ ایک میلہ ہو رہا تھا تین چار سو ہندو لاٹھیاں لیکر بلا وجہ مسلم دوکانداروں پر ٹوٹ پڑے۔ سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس گروہ کی قیادت ہندو کانگریسی کر رہے تھے اور گاندھی جی کی جے کے نعرے لگا رہے تھے قریب قریب تمام دکاندار لٹ گئے اور بکثرت مجروح ہوئے۔ گئو رکھشا کے نام پر ان بلوائیوں نے ہرگام کے مرفودوں کو ورغلایا۔ اور کہا کہ موضع بیرا میں جہاں خالص مسلمانوں کی آبادی ہے مسلمانوں نے گائے کی قربانی کی ہے اور کر رہے ہیں اس کی جان بچاؤ یہ سنتے ہی وہ بھی شامل ہو گئے چنانچہ انہوں نے موضع بیرا کا محاصرہ کر لیا جو پہلے سے خبر پا کر بھاگ سکے بھاگ گئے باقی تباہ ہوئے ان بلوائیوں نے موضع میں آگ لگا دی جس سے سارا گاؤں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا ساٹھ ستر مکان تمام اسباب خانہ داری سمیت جل گئے اور دس گاڑیاں بھی جل گئیں۔ بلوائی اس وقت تک نہ ٹلے جب تک مسلم تھانہ دار موقع پر پہنچکر تھانہ موقع پر پہنچکر گولی چلانے کی دھمکی دی ہٹے تو کھڑے کھیتوں کو آگ لگاتے ہوئے گئے حصار میں بھی عید الضحیٰ پر ہندوؤں نے مسلمانوں پر وحشیانہ حملے کئے اور لوٹ مار کی۔ مسلم حلقوں میں اس امر پر بہت افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ان اندوہناک واقعات کے وقوع پر اب تک ذمہ دار ہندو عمائدین کی طرف سے کوئی مذمت نہیں کی گئی۔ تسلسل کے ساتھ واقعات پیش آ رہے ہیں اور پوری ہندو دنیا خاموش ہے۔ راجہ نریندر ناتھ نے وزارت کے مستعفی ہونے کو غیر مناسب قرار دیا ہے اور اسے کانگریسیوں کی غلطی قرار دیا ہے۔ دہلی میں ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر کا بھی جلوس نکلا اور خیر مقدم ہوا لیکن جو رونق مسلم لیگ کے جلوس میں تھی اس کی عشر عشیر بھی اس میں نہ تھی۔

جمیعۃ علمائے و احرار کانپور میں مجلس احرار کے زیر اہتمام حافظ محمد ابراہیم کا جلوس نکلا جس پر لیگ والوں کی طرف سے حملہ ہوا اور جو تصادم کے باعث ہو گئے تھے اس سلسلہ میں ستر گرفتاریاں ہوئیں مسجد شہید گنج کے خلاف مسلمانوں کا جوش بدستور بڑھ رہا ہے روزانہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں جن کی تعداد چھ سو سے تجاوز ہو چکی ہے۔

جو عورتیں سفید پانی کی بیمار ہیں

وہ درحقیقت بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ سیلان الرحم کی بیماری میں جو سفید رطوبت عورت کے جسم سے وقت بے وقت خارج ہوتی رہتی ہے وہی زندگی کا اصلی جوہر ہے سفید رطوبت کا خارج ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عورت کی جوانی بہت تیزی کے ساتھ جا رہی ہے اور اس کے چہرہ پر بہت جلد جھریاں پڑنے والی ہیں اس پر ضعیفی غالب آ رہی ہے عقلمند عورتیں اور عقلمند مرد اس خطرہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہے۔ مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔

سفید رطوبت کا علاج صرف تین روپے میں ہو سکتا ہے

ہندوستان کی ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں عورتوں کو اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ سفید رطوبت کا علاج بیحد آسان ہے اگر کوئی عورت اس مرض میں مبتلا ہو یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہو یا اسکے ناف تلوں میں درد رہتا ہو یا ماہواری کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہو دن بھر اداس اور مغموم رہنے کی عادت پڑ گئی ہو یا کمر اور پنڈلیوں میں درد کی شکایت ہوتی ہو تو سمجھ لیجئے کہ عورت سیلان الرحم کی مریضہ ہے اور اسے صرف ایک شیشی دوا روک استعمال کرا دیجئے۔ دوسرے تیسرے دن ہی آپ محسوس کرینگے کہ مریضہ کے چہرہ پر کتنی بشاشی ہے کتنی جوانی ہے کتنی بہار ہے۔ یہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ دوا روک ہندوستانی آب ہوا کے لحاظ سے عورتوں کے لئے اکسیر کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ سفید رطوبت کا مسلسل اخراج جو کسی علاج سے بند نہ ہوتا ہو تو اسے دوا "روک" کا استعمال ٹھیک تیسرے دن بند کر دیتا ہے۔

لہٰذا یاد رکھیئے کہ صرف تین روپے کا لالچ کر کے عورت کی جوانی کو برباد ہوتے دیکھنا کسی دن رنگ لائے گا۔ اس واسطے اس کا پہلے سے انتظام کر لیجئے۔ اور اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہے تو اسے ہدایت کر دیجئے۔ کہ ایک شیشی دوا روک کا استعمال کرے سفید رطوبت آنی بند ہو جائے گی۔ اور اس کا اندرونی جسم (رحم) تندرست ہو جائے گا۔ ایک شیشی دوا روک کی قیمت تین روپے ہے اور اس پر سات آنے محصول پارسل خرچ ہوتا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۴۲ دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ آپ کو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائے گی اور اس طرح صرف تین روپے میں ایک خطرناک مرض سے عورت کو نجات مل جائے گی۔

دوا روک تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور ہزارہا عورتوں کو تندرست کر چکی ہے ہر مزاج اور آب و ہوا کے عین مطابق ہے۔ اور تیسرے دن اپنا کمال مریض پر پوری طرح ظاہر کر دیتی ہے ملک کے بیشمار حکیم اور ڈاکٹر اپنے اپنے مریضوں کو دوا روک استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں کیونکہ اس دوا کا علی الاعلان کافی سے زیادہ تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے دوا روک کو اشتہاری دوا نہ سمجھیئے۔ یہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کردہ ہے۔ وہ دواخانہ جو سالہا سال سے ہندوستانی عورتوں کی خدمت میں لازوال شہرت کا واحد مالک ہے۔

کشمیر کے پہاڑوں میں خون پیدا ہوتا ہے

وہاں ایک بوٹی بھی پیدا ہوتی ہے جسے کھاکر انسان موٹا تندرست اور طاقتور ہو جاتا ہے

آپ کے ہاں اولاد زیادہ ہوتی ہے

اور اس زیادتی کی وجہ سے آپ کی بیوی کی تندرستی تباہ ہو رہی ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دس یا پانچ برس تک آپ کے ہاں اولاد نہ ہو

اگر آپ کی بیوی کے ہاں بچے زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور آپ کے خیال میں اس زیادتی سے اس کی صحت خراب ہوتی ہے۔ یا آپ خدا نخواستہ بچوں کی زیادتی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیوی کو کچھ عرصہ تک حمل نہ ٹھہرے تو یہ بات سائنس نے ممکن کر دی ہے جب تک آپ چاہیں گے آپ کی بیوی کو حمل نہیں ٹھہرے گا۔ اور لطف یہ ہے کہ اس ترکیب میں آپ کو یا آپ کی بیوی کو کسی قسم کا پرہیز بھی نہیں کرنا پڑے گا۔

دہلی کے مشہور زنانہ دواخانہ نے چھ سال کے مسلسل تجربوں کے بعد ایک ایسی خاص دوا ایجاد کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے کہ اگر اس کو عورت بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق استعمال کر لیا کرے۔ تو جب تک وہ چاہے گی اولاد نہیں ہوگی۔ اور جب چاہے گی حمل ٹھہر جائے گا۔ اس سلسلہ میں میاں بیوی کو کسی پرہیز کی ضرورت نہیں ہے۔

پس اگر کسی عورت کے ہاں اولاد زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے اس کی تندرستی خراب ہوتی جاتی ہے یا گود کے بچہ کو دودھ پورے وقت تک نہیں ملتا اور جلدی سے دوسرا حمل رہ جاتا ہے تو ایسی عورت کو چاہیئے کہ جلد سے جلد پہلی فرصت میں **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ، پی، بی ۲۳ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر دوا **"روہیل"** کی ایک شیشی منگا کر اپنے پاس رکھ لے۔ اور ترکیب کے مطابق استعمال کر لیا کرے۔ ایک شیشی میں اٹھائیس مرتبہ استعمال کے لائق دوا ہوتی ہے۔ جب تک عورت بتائی ہوئی ترکیب کا عمل کرتی رہے گی تب تک

حمل قائم نہیں ہو سکتا

پس جو عورتیں یہ چاہیں کہ کچھ عرصہ تک یا جب تک جی چاہے اُن کے ہاں اولاد نہ ہو تو ان کے واسطے صرف یہی ترکیب ہے کہ وہ دوا "روہیل" کی ایک شیشی اپنے پاس رکھیں۔ اور بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کرتی رہیں۔ جب تک وہ چاہیں گی اُن کے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ ایک شیشی "روہیل" کی قیمت چار روپے آٹھ آنے ہے —— اپریل ۱۹۳۶ء کے آخر تک جو لوگ یہ دوا منگائیں گے اُن سے محصول ڈاک نہیں لیا جائے گا صرف دوا کی قیمت لی جائے گی یعنی صرف چار روپے آٹھ آنے کا وی پی پارسل بھیجدیا جائے گا۔

نوٹ:۔ دوا "روہیل" کے استعمال سے عورت کی تندرستی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہر ملک اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ دوا دہلی کے زنانہ دواخانہ کی چھ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور بیحد کامیاب چیز ہے —— مہربانی کر کے اس دوا کو اشتہاری دوا نہ سمجھئے بلکہ مظلوم عورتوں کو اس کے ذریعہ فائدہ پہنچایئے۔ (یہ دوا کھانے کی ہے لگانے کی نہیں)

روپیہ بنانے کی ترکیب

آپ بھی سیکھئے۔ ہماری کتاب (کچی کیمیا) جس سے ہزار ہا بیروزگار سینکڑوں روپیہ ماہوار پیدا کر رہے ہیں۔ اگر آپ بھی بیکار ہوں یا آپ کا کوئی عزیز دوست بیکار پریشان حال ہو تو اس کو جلد سے جلد ہماری کتاب (کچی کیمیا) جس میں نسخہ جات لکھنؤ کے مشہور حکیم عبدالولی (فرنگی محلی) کے اصلی درج ہیں آپ بھی جلد منگا کر اور بہت تھوڑا سا سرمایہ لگا کر سینکڑوں روپیہ ماہوار پیدا کیجئے۔ اگر کوئی صاحب ہمارے کسی نسخہ کو غلط ثابت کر دیں تو انکو مبلغ ایکصد روپیہ بطور انعام دیا جائیگا۔ اسکی قیمت پہلے عہ تھی لیکن عام مخلوق کے فائدہ کی غرض سے صرف عہ کر دی گئی ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ اخبار کا حوالہ دیجئے۔

پتہ:- سید عالم تمباکو مرچنٹ ملیح آباد لکھنؤ یو۔پی

ریشمی ململ

برف کی مانند سفید جھلی کی طرح ملائم قمیص و جمپر کیلئے نہایت عمدہ مشہور ہر کہ عورت کا تار ثابت کر نیوالے کو ... روپیہ انعام نمونہ ... واپس کر دیں۔ عرض ۲۷ انچ نمونہ ... تھان ۹ گز ... دس گز کا ... روپے۔ پچاس گز پندرہ روپے۔ سو گز ... محصول معاف ریلوے سٹیشن کا نام تحریر کریں۔ مینیجر پنجاب اینڈ کشمیر [illegible]

ایک باکمال ماہر مسمریزم بنگالی کا اعلان

پیشین گوئی اور مستقبل کا حال

... ل میں وہ دیدار صفتہ اور حیرتناک نصیب جو سب کچھ برباد کر کے رہگزر ہستی پہ بے یار و مددگار پڑے ہیں۔ آئیں۔ تسخیر محبوب عورت کو ہر مراد سے روشناس ہوکر اپنا دامن امید گوہر مراد سے بھریں سینکڑوں نامرادہستیاں اس تعویذ سے کامیاب ہو گئیں۔ صداقت کے صدہا سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ محبت کو دشمنی اور دشمنی کو محبت سے بدل دینا۔ راہ چلتے آدمی کو مسخر مطیع اور تحیال بنا لینا سات پردوں میں چھپے ہوئے محبوب کو کھینچ بلانا۔ تجارتی نفع امتحان کی کامیابی مقدمہ کی فتح شادی وغیرہ سب کاموں کے لیے بیش بہا اور نادر الوجود تعویذ ہر ایک مرتبہ کا امتحان اور ہمیشہ کا اطمینان۔ **ھدیہ** امراء سے دس روپیہ (عہ) غرباء سے دو روپیہ (عہ)

علاوہ ازیں:- آپ اپنی حسب منشاء دو سوال خواہ وہ شادی۔ لاٹری، تجارتی نفع و نقصان۔ چوری کا پتہ تمام غرضکہ کسی مطلب اور کسی غرض سے متعلق ہو ہم کو لکھ کر بھیجیں نام معہ ولدیت ضروری ہے وقت تحریر خط بھی لکھا جاوے۔ ہم ان کا جواب بذریعہ رمل، نجوم، اور مسمریزم سے بالکل صحیح ہدایات کے ساتھ معہ مشورہ روانہ کر دیں گے فیس ایک روپیہ۔ عہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر نجوم و رمل مسمریزم ایکسپرٹ تیلیواڑہ نجومی منزل ۱۲ دہلی

دنیا کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز آلات

بیوی کی محبت کا راز

آلہ تسخیر زن یعنی عورت کو تسخیر کرنیکا جرمنی خفیہ آلہ۔ اس بہترین خورد آلہ کی مدد سے سنگدل سے سنگدل عورت کو بھی مسخر کیا جاسکتا ہے۔ اس کے استعمال سے عورت حلقہ بگوش ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اس آلہ کو استعمال میں رکھتے ہیں ان کی خانگی زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے یقین جانئے کہ یہ آلہ عورت کی جان ہے اس کے استعمال سے عورت وارفتہ ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں اپنے احساسات کو ہرگز چھپا نہیں سکتی۔ بوڑھے اور نوجوان یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت عہ قسم اول عہ قسم دوم

آلہ مانع احتلام یہ چودھویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے اس کے استعمال سے احتلام سو فیصدی نہ ہوگا۔ قیمت دو روپے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس آلہ کے بعد دنیا بھر کی ادویات کو یقیناً آپ بھول جائیں گے۔ ہزاروں نے آزما لیا ہے۔ آپ ابھی تک کیوں محروم ہیں۔

ربڑ کا مانع حمل آلہ صدہا خواتین بیماری کمزوری کیوجہ سے حمل و وضع حمل کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ قبل از وقت لقمۂ اجل ہو جاتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو حمل سے روکنا گویا موت کے منہ سے بچانا ہے ان کو جرمن کا تیار کردہ مایہ ناز مانع حمل آلہ استعمال کرائیے۔ یہ ایک انچ سائز کا نہایت ملائم بنا ہوا ہے ترکیب استعمال اسقدر آسان ہے کہ آپ محو حیرت رہ جائیں گے یورپ اس بہتر آلہ آجتک ایجاد نہ کر سکا۔ قیمت قسم اول چار روپے آٹھ آنے قسم دوم تین روپے چار آنے ایکبار کا خریدا ہوا مدت العمر کام دیتا ہے یہ آلہ وقتی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اسکو عام فرنچ لیدر وغیرہ نہ سمجھیں یہ آلات ہندوستان بھر میں سوائے ہمارے اور کہیں نہ ملیں گے۔

امساک کی طلسمی گولیاں خلوت سے قبل استعمال کر کے معجزنما اثرات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ گولیاں دوران میں قوت باہ اور اعضاء رئیسہ میں بے حد تقویت پہنچاتی ہیں۔ حد درجہ ممسک ملذذ اور قوی الاثر ہیں جو لوگ زیادہ دیر تک اپنی طاقت قائم نہیں رکھ سکتے ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں ان کے استعمال سے بیوی تا بہ زندگی مطیع و فرمانبردار رہتی ہے اگر حسب تحریر نہ ہو تو قیمت واپس قیمت فی شیشی دو روپے یہ گولیاں عورت کی جان ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ آجتک امساک کیلئے اتنی بے ضرر اور مفید گولیاں ایجاد نہیں ہوئیں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

منیجر فرنچ ناولٹی امپوریم کشن گنج فرنچ ناولٹی بلڈنگ دہلی ۱۲

شب بیداری کرتے اور کلام پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یقین رکھتے ہیں کہ خدا واحد ہے اور روز قیامت ضرور ہوگا۔ بعث جسمانی اور عذاب و ثواب حساب کتاب بھی ضرور ہوگا۔ دونوں جملوں کی غرض یہ ہے کہ قوت عملیہ اور علمیہ دونوں ان کی درست ہیں نہ عقائد میں غلطی ہے نہ اعمال میں خرابی وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور لوگوں کو نیکی اختیار کرنے کی ہدایت اور بدی سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے ہیں وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ اور فقط یہی نہیں کہ دوسروں کو نیکی اختیار کرنے کی ہدایت کرتے ہوں اور خود نہ کرتے ہوں یا دوسروں کو برائی اور گناہ سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوں اور خود اس پر عمل نہ کرتے ہوں بلکہ ہر نیکی اور کار خیر کی خود بھی بدل و جان بغیر سستی و کاہلی کی کوشش کرتے ہیں۔ ہادی بھی ہیں اور مہتدی بھی ناصح بھی اور عامل بھی وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ بس یہی لوگ خدا کے نیک بندوں میں شامل ہیں رسول اللہ صلعم کے صحابہ کے گروہ میں داخل ہیں وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ جو نیکی یہ کریںگے ضائع نہ جائیگی اُسکے ثواب سے یہ لوگ محروم نہ رہینگے بلکہ ہر نیک عمل کی جزا ضرور ملے گی وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ مگر ایمان و تقوٰی شرط ہے خدا خوب جانتا ہے کہ کون شخص ایمان و تقوٰی کے ساتھ نیک عمل کرتا ہے۔ ہر نیک عمل کا مبدأ اور ہر خیر کا سنگ بنیاد ایمان ہے مؤمن کی ہر نیکی مقبول ہے اور کافر کی کوئی نیکی اور خیرات مقبول نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض لوگ ضرور مؤمن شب بیدار جزا و سزا کا یقین رکھنے والے اور ہر نیک کام میں کوشش کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی وحدانیت اور رسول اللہ صلعم کی تصدیق رسالت میں کوئی حیلہ حجت نہیں کرتے۔ دنیا کے فانی تجملات اور زرق برق پر اپنے دل کو مائل نہیں کرتے۔ اور بعض لوگ کافر منکر جھگڑالو بدکار اور بد اعمال ہیں یہ دونوں فرقے برابر نہیں ہیں۔ پہلا فرقہ تو کسی ملک کا باشندہ اور کسی طرح کا نسب رکھنے والا اور کسی قوم سے تعلق رکھنے والا ہو بہرحال نیک ہے نیکوں میں اس کا شمار ہے اور دوسرا فرقہ گو کیسا ہی شریف النسب باوجاہت اور معزز و مکرم ہو مگر خدا کے نزدیک مردود ہے۔ پہلے فرقہ کے ہر نیک عمل کی جزا ملیگی اور دوسرے فرقہ کے تمام اعمال اور عمر بھر کا کیا کرایا اکارت جائیگا۔

مقصود بیان:۔ تمام انسان مساوی حیثیت نہیں رکھتے کوئی نیک ہے کوئی بد، کوئی صالح کوئی شریر۔ اعمال کا سنگ بنیاد ایمان ہے کوئی عمل بغیر ایمان کے مقبول نہیں مسلمان پر لازم ہے کہ خود بھی ہدایت کا پابند ہو اور دوسروں کو بھی احکام الٰہی پر پابند رہنے کی نصیحت کرے تلاوت قرآن اور شب بیداری اور رات کو نماز میں نہایت خشوع خضوع کے ساتھ کلام پاک پڑھنا اور پھر قرآنی ہدایت کے بموجب لوگوں کو نصیحت کرنی ایک مسلمان کا شعار ہونا چاہئے۔ وغیرہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ

جن لوگوں نے کفر کیا اُن کو نہ ان کا مال ہرگز اللہ کے عذاب سے

وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ؕ وَاُولٰٓئِکَ

بچا سکے گا اور نہ اُن کی اولاد اور یہی لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○

دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

تفسیر گذشتہ آیات میں ایماندار گروہ کا بیان تھا اور ان کے اعمال حسنہ کے ثواب کی صراحت تھی۔ اس آیت میں اہل ایمان کے مقابل فرقے یعنی اہل کفر کی حالت کا اظہار کیا گیا ہے کیونکہ یہ قرآن کی نیرنگی بیان کی خصوصیات میں سے ہے کہ نیک اور بد لوگوں کا تذکرہ پہلو بہ پہلو کرتا ہے تاکہ ترغیب و ترہیب اور بشارت و انذار کا فائدہ کامل طور پر حاصل ہو جائے اور لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت اور کفر سے بیزاری پیدا ہو۔ ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ یعنی قیامت کے دن کوئی طاقت عذاب الٰہی کا کوئی ذرہ کافروں سے دفع نہ کر سکیگی نہ اُس روز اُن کو دنیوی دولتمندی سے کچھ فائدہ ہوگا کہ رشوت دیکر عذاب الٰہی سے چھوٹ جائیں نہ کثرت اولاد سے کچھ نفع ہوگا کہ زبردستی خدائی گرفت سے نجات مل جائے کوئی صورت عذاب الٰہی سے بچنے کی نہ ہوگی۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ اصل دوزخی یہی لوگ ہیں انہی کے واسطے دوزخ بنائی گئی ہے ہمیشہ ہمیش یہ دوزخ میں ہی رہینگے کبھی اور کسی صورت سے رہائی ممکن نہ ہوگی۔

آیت مذکورہ بقول مقاتل ابن حیان بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی اور بعض کے نزدیک مشرکین قریش مراد ہیں مگر ظاہر یہ ہے کہ موسائی ہوں یا عیسائی، خانہ کعبہ کے مجاور ہوں یا کسی شرابخانہ کے پیر مغاں جو لوگ بھی اوصاف حمیدہ اور عقائد صحیحہ سے بے بہرہ ہیں آیت کا حکم سب کو بطریق عموم شامل ہے

فائدہ چونکہ عموماً انسان کا اعتماد دو چیزوں پر زائد ہوتا ہے مال اور اولاد اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو یا اپنی دولتمندی اور کثرت مال کی امداد سے اُس سے رہائی پانے کی کوشش کرتا ہے اور رہائی پا جاتا ہے یا کثرت اولاد کے زور سے اُس مصیبت کو دفع کرتا ہے لہذا آیت میں انہی دونوں چیزوں کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ کیا اگرچہ قیامت کے دن دنیوی کوئی طاقت اور کوئی امداد کافروں کے واسطے مفید

نہ ہوگی نہ زر سے اُن ہی باقی ممکن ہوگی نہ زر سے نہ دنیوی عزت و حکومت اور وجاہت و شوکت سے۔

مقصود بیان: — کافروں پر عذاب ہمیشہ ہونے کی صراحت۔ دعوتِ اسلام کی لطیف پیرایہ میں تکمیل۔ عذاب سے ترہیب۔ اس بات کا عمومی حکم کہ امتیازِ نسلی، دنیوی جاہ و حشم، دولت، ثروت، وجاہت و حکومت عزت و فوقیت قیامت کے دن بے سود ہے۔ کسی پیغمبر کی امت میں رہ کر تمام اپنے آپ کو داخل سمجھنا اور پھر بھلا سمجھ دل کے خلاف عمل کرنا کوئی نتیجہ خیز امر نہیں ہے۔ نجات کا دار و مدار صحت عقائد و اعمال پر ہے۔ اور اعمال صحیحہ کے ثواب کا حصول صحت عقائد پر موقوف ہے۔ کافروں کے اعمال قابل ثواب نہیں وغیرہ۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یہ لوگ جو کچھ دنیا کی اس زندگی میں خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال

كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

اُس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو اور وہ اُن لوگوں کی کھیتی کو جلا کر تباہ کر دے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ

جنہوں نے اپنا نقصان خود اپنے ہاتھوں کیا ہو اور اللہ ان کی حق تلفی نہیں

اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

کرتا بلکہ وہ خود اپنا بگاڑ کرتے ہیں

تفسیر مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سابق آیت میں بیان کیا تھا کہ قیامت کے دن کفار کو اُن کا مال کچھ نفع نہ دیگا اس سے شبہ ہوتا تھا کہ نفع کیوں نہ دیگا وہ بھی غریبوں یتیموں اور بیکسوں کو بلند دیتے ہیں رفاہِ عام کیلئے مسافر خانے بنواتے ہیں اور کنویں کھدواتے ہیں پھر نفع سے کیوں محروم رہ سکتے ہیں یہ بیچارے کارِ خیر میں اپنا مال صرف کرتے ہیں اگر ثواب سے محروم رہینگے تو یہ ان پر سراسر ظلم ہوگا اور خدا کی حق تلفی ہوگی۔ اس شبہ کو خدا تعالیٰ نے مدلل طور پر بصورت تمثیل دور فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شرط ایمان مفقود ہونے کی وجہ سے ان کے یہ تمام مصارف بیکار الگاں جائینگے اور ایسے برباد ہو جائینگے جیسے پالا پڑنے سے ہری بھری کھیتی برباد ہو جاتی ہے اور اُس کی استعداد نشو و نما بھی غارت ہو جاتی ہے اسی طرح کفر ساری نیکیوں کو اکارت کر دینے والی بلا ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہو کہ کفار جو کچھ خرچ کرتے ہیں اور جس نیت سے صرف کرتے ہیں خواہ رسول اللہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور لشکر کشی کرنے میں یا بتوں کی منتوں میں یا باہمی فخر و مقابلہ میں یا ریاکاری میں یا حصول شہرت و نام آوری میں یا محض غریبوں یتیموں وغیرہ کی امداد میں یا اور کسی کارِ خیر وغیرہ میں بہر حال اُسکی مثال ایسی ہے كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ جیسے وہ ہوا جسکے اندر پالا ہوتا ہے (عکرمہ، سعید، حسن، قتادہ، ربیع، ضحاک وغیرہ) یا جیسے وہ گرم ہوا ہوتی ہے جسکے اندر آگ کی لپٹ ہوتی ہے (عطاء، مجاہد، ابن عباسؓ وغیرہ) اور نافرمان سرکش قوم کی کھیتی کو لگتی ہے تو اُسکو تباہ و برباد کر دیتی ہے نشو و نما کی قوت بھی کھیتی میں نہیں چھوڑتی اور ان بدکار کاشتکاروں کو اُس ہری بھری کھیتی سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا اگرچہ زمین کو جوتتے ہیں بیج بوتے ہیں کھیتی پھوٹکر سرسبز ہوتی ہے لیکن اُن کی بداعمالیاں اُس شاداب کھیتی سے بہرہ اندوز ہونے کا موقعہ اُن کو نہیں دیتیں اور اُن کی بدکاریاں انتہائی سرد یا انتہائی گرم زہریلی ہوا کی شکل میں سرسبز کھیتیوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اب اس سے یہ خیال کرنا کہ خدا نے ان پر ظلم کیا ہے غلط ہے کیونکہ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ بلکہ اس وبال کشی کے اسباب اُن کے اپنے اعمال ہیں انھوں نے اپنی کفر شعاریوں سے خود اپنے کو تباہ کیا۔

مقصود بیان: — انسان کی بداعمالی اُسکو دنیا و دین میں تباہ کرتی ہے۔ تمام وبال گناہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کافروں کا کوئی نیک عمل موجب ثواب نہیں۔ ایمان تمام حسنات کی جڑ ہے۔ خدا کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔ خود انسان اپنے برباد و تباہ ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً

مسلمانو! تم اپنے (بھائیوں) کے سوا کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ

مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا

کیونکہ یہ تمہارے تباہ کرنے میں کسی طرح کی کمی نہیں کرتے دل سے چاہتے ہیں

مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ

کہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ ان کی دشمنی انہی کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

اور ان کے دلوں میں جو دشمنی چھپی ہے وہ بہت بڑھ کر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو

الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

تو ہم نے تمہارے لئے صاف صاف نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ سنتے بھی ہو

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

تم اُن سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں کو

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڰ وَاِذَا خَلَوْا

مانتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب باہم اکیلے

عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ

ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں۔ اے محمد! کہہ دو

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

تم اپنے غصہ میں (جل کر) مر جاؤ۔ اللہ بلاشبہ دلوں کی باتوں کو

الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ

جانتا ہے اگر تم کو کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو ان کو بُرا لگتا ہے

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ

اور اگر تم کو کوئی بُرائی پہونچتی ہے تو یہ اس سے خوش ہوتے ہیں لیکن اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ

صبر رکھو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا فریب تم کو کچھ ضرر نہیں

شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

پہونچا سکتا یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بلاشبہ اللہ کے بس میں ہے

تفسیر يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ۔ بعض سیدھے سادھے مسلمان یہود اور منافقین سے ہمسائگی اور رشتہ داری کی وجہ سے میل جول رکھتے تھے اور چونکہ ایام جاہلیت میں اُن سے عہد و پیمان ہو گئے تھے اسلئے اُن کو اپنا رازدار سمجھتے تھے۔ اس آیت میں حکم دیدیا گیا کہ مسلمانوں کے علاوہ کافروں کو اپنا رازدار اور دوست نہ بناؤ ان پر اعتماد نہ کرو۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! ان کافروں کو خواہ یہودی ہوں یا عیسائی یا منافق یا مشرک اپنا رازدار اور معتمد نہ بناؤ ان سے باطنی دوستی نہ کرو اور کسی طرح ان سے موالات نہ کرو نہ امداد کی امید رکھو۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ نے جو نبی مبعوث فرمایا اور جو خلیفہ مقرر کیا اُس کے واسطے دو بطانہ (لمہ ملک اور لمۂ شیطان) مقرر فرما دیے ایک تو اُسکو بھلائی کا امر کرتا اور خیر کا مشورہ دیتا ہے اور دوسرا بدی کا حکم دیتا ہے اور شر کا مشورہ دیتا ہے اور معصوم وہی رہا جسکو اللہ نے گناہ سے بچا لیا (بخاری نسائی) حضرت عمر بن خطابؓ سے صحابہ نے عرض کیا امیرالمؤمنین یہاں ایک غلام حیرہ کا رہنے والا نہایت ہوشیار مشہور ہے اگر آپ اُسکو اپنا منشی مقرر فرما لیتے تو بہتر ہوتا۔ فرمایا تو اس صورت میں میں مسلمانوں کو چھوڑ کر دوسروں کو رازدار بنا لیتا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے اپنے عیسائی غلام سے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جاتا تو ہم تجھے مسلمانوں کے کام میں مدد لیتے۔ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا۔ یہاں سے کفار کے ساتھ ترک موالات کرنے کے نو وجوہ بیان کی گئی ہیں (۱) کفار تمہاری مضرت رسانی اور ایذا رسانی میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں نہ کوتاہی کرینگے۔ تمہاری بربادی میں ہر وقت کوشاں ہیں۔ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ (۲) تم پر مصیبت پڑنے کو دل سے چاہتے ہیں ان کی قلبی خواہش ہے کہ تم مصائب میں گرفتار ہو اور تکلیفوں میں مبتلا ہو۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (۳) ان کے مُنہ سے دشمنی اور عداوت کی بعض باتیں نکل جاتی ہیں اور زبان سے وہ الفاظ ظاہر ہو جاتے ہیں جن سے دشمنی اور کینہ پروری کا پتہ چلتا ہے۔ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ (۴) ان کے دلوں میں جو کینہ اور بغض پوشیدہ ہے وہ اس ظاہری عداوت سے بہت بڑھ کر ہے جسکا اظہار بے ساختہ انکی زبانوں سے ہو جاتا ہے۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ یہ درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر حکم دیدیا گیا کہ ہم نے ان کی عداوت کے ثبوت اور ان کی دشمنی کے علامات کھول کر بیان کر دیے اب اگر تم سمجھدار ہو تو سمجھ لو! ان سے موالات نہ کرو۔ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ اور ہوشیاری کے ساتھ سمجھ لو کہ آخر اُن سے موالات کرنے کی وجہ کیا ہے کیوں اُن سے دوستی کرتے ہو وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ (۵) وہ تم کو نہیں چاہتے اور تم کو اپنا دوست نہیں جانتے پھر اُن سے دوستی اور موالات کرنی حماقت ہے۔ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ (۶) اور تمہارا ایمان کل کلام الٰہی پر ہے خواہ توریت ہو یا انجیل زبور ہو یا قرآن اور اُن کا ایمان تمہاری کتاب یعنی قرآن پر نہیں ہے پھر موالات کیسی اور دوستی کے کیا معنی وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ (۷) جب وہ تم سے ملتے ہیں تو نفاق سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور تنہائی میں تم پر غصہ کے مارے انگلیاں چباتے ہیں (دانت پیستے ہیں اور اپنی بوٹیاں خود کاٹتے ہیں) یعنی چونکہ اُن کا تم پر کچھ بس نہیں چلتا تو خود ہی جل جل کر رہ جاتے ہیں۔ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یعنی وہ لوگ حسد اور جلن کے مارے مرے جاتے ہیں تم بھی اُن سے کہہ دو کہ یونہی مرتے دم تک جلے جاؤ اور حسد کرتے رہو تم ہمارا

کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ یعنی لوگ کتنا ہی اپنے حسد کو چھپاتے ہیں اور دلوں میں کینہ پوشیدہ رکھیں مگر چھپا نہیں سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ اندرونی اسرار کو خوب جانتا ہے دلوں کی باتیں بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ درحقیقت ایک نہایت اعلیٰ ہے جو ترقی بحرمت پوری ہوتی پہونچی اور مسلمانوں کے حق میں کامیابی ہوتی دیکھتے اور دونوں حسد سے جلکر مرگئے۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ (۸) یہ آٹھویں درجہ یعنی اگر تم کو بھلائی ملتی ہے تو ان کو ناگوار ہوتا ہے اور رنج پہونچتا ہے وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا (۹) اور اگر تم پر کوئی بھاری مصیبت بھی آپڑتی ہے تب بھی ان کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا بلکہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حاصل غرض یہ ہے کہ جب ان کی دشمنی اور ایسی بے دردی کی یہ حالت ہے تو پھر ایسے دشمنوں سے موالات کرنی ان کو ہمدرد سمجھنا اور راز دار بنانا سراسر حماقت ہے لہذا تم کو ان سے ہرگز دوستی اور موالات نہ کرنا چاہئے۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا مذکورہ بالا آیات کے بعد انسان کو فطرتاً خیال ہو سکتا تھا کہ جب اس کینہ پرور طبقہ کی عداوت کی یہ حالت ہے تو پھر ان سے بچاؤ اور ان کی مخالفت کس طرح ممکن ہے۔ اس خیال کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ اگر تم ان کی اذیت طعن تشنیع اور مضرت رسانی پر صبر کروگے وَتَتَّقُوْا اور خدا کا خوف کرکے ان کی موالات سے باز رہوگے صرف خدا سے ڈروگے ان کی موالات و دوستی کی طرف پیش دستی نہ کروگے لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْئًا تو پھر ان کا مکر و نفاق تم کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا علم ان کی تمام مکاریوں شرانگیزیوں اور بد باطنیوں کو محیط ہے۔ وہ ان منافقوں کی باتوں اور ارادوں کو بھی جانتا ہے تم کو ان کے شر سے محفوظ رکھیگا اور خود تمہاری نگہداشت کریگا ہرگز ان کو ان کے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیگا

مقصود بیان: کفار سے موالات کرنے کی نہایت بلند آہنگی سے ساتھ ممانعت۔ اس بات کی طرف لطیف اشارہ کہ حاسد دوسرے کو نقصان نہیں پہونچا سکتا صرف خود دل میں جلتا اور مرتا رہتا ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ صبر سے کام لے۔ کفار سے مقابلہ کے وقت سب مسلمان متفق الرائے اور متحد العمل ہو جائیں۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ ضرور مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے وغیرہ۔

اب آگے کے بیان میں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو جنگ احد کا واقعہ یاد دلاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ چونکہ مسلمانوں نے اس روز صبر نہ کیا اور ہدایت الٰہی پر عمل نہ کیا تو مسلمانوں پر کس قدر مصیبت آئی اور حضرت حمزہؓ جیسے کیسے جلیل القدر صحابہ شہید ہوگئے۔ حالانکہ بدر کی لڑائی میں باوجود قلت سامان اور کمی فوج کے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا کیونکہ وہاں مسلمان صابر اور ثابت قدم رہے۔ ہم ذیل میں جنگ احد کا مختصر واقعہ ذکر کرتے ہیں تاکہ آیات کا مطلب صاف سمجھ میں آسکے۔

جنگ اُحُد کا واقعہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، زہری، قتادہ اور سدی وغیرہ سے مروی ہے اور ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے کہ جب ۱۷ رمضان سنہ ۲ھ کو جنگ بدر میں مشرکین کو فاش شکست اٹھانی پڑی اور بہت سے مارے گئے مگر وہ تمام مال مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ گیا جو ابوسفیان کے قافلہ کے پاس تھا اور یہ قافلہ صحیح سالم مکہ پہونچ گیا تو مقتولین بدر کی اولاد اور بقیۃ السیف لوگوں نے ابوسفیان سے کہا کہ یہ سب مال مسلمانوں سے لڑنے کے لئے رکھ چھوڑو اور لڑائی شروع کردو۔ حسب مشورہ مشرکوں نے سنہ ۳ھ میں تین ہزار فوج جمع کی جسمیں دو سو گھوڑے کے سوار بھی تھے اور اعداء اسلام کا یہ لشکر مدینہ کے قریب کوہ احد کے پاس اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز مدینہ میں پڑھ کر مالک بن عمرو کے جنازہ کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ مدینہ کے اندر ہی خندق کھود کر رہیں یا باہر میدان میں نکلکر قتال کریں۔ ایک گروہ کی جسمیں عبداللہ بن ابی بھی تھا یہ رائے ہوئی کہ مدینہ کے اندر ہی قیام کیا جائے مشرک ہار جھک مار کے واپس چلے جائینگے اور اگر مدینہ کے اندر آئینگے تو ہم تو ان کے مقابلہ پر جاکر لڑینگے اور ہماری عورتیں اور بچے اوپر بالاخانوں سے اینٹ پتھر مارینگے۔ حضور اقدسؐ بھی اسی رائے کی طرف مائل تھے۔ لیکن دوسرے گروہ نے کہا کہ یہ بزدلی ہے ہم تو باہر میدان میں نکلکر لڑینگے ورنہ کفار کی ہمت بڑھ جائیگی اور وہ خیال کرینگے کہ مسلمان ڈر کے مارے چھپ رہے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے آس پاس گائیوں کا گلہ ذبح کردیا گیا ہے اور یہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار میں رخنہ پڑگیا ہے (یعنی مسلمانوں کو شکست ہوگی) اور یہ بھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کرلئے ہیں اس سے مراد مدینہ ہے (لہذا مناسب یہی ہے کہ باہر نکلکر نہ لڑیں) لیکن دوسرا فرقہ نے نہ مانا۔ بالآخر حضور اقدس صلعم حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لیگئے اور سامان جنگ سے آراستہ ہوکر باہر تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر لوگ اپنے مشورہ پر نادم ہوئے کہ ہم نے رسول اللہؐ کی رائے کے خلاف جرأت کرکے رائے دی، ندامت کے ساتھ بہت معذرت کرنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر حضور کی رائے باہر نہ نکلنے کی ہے تو بہتر ہے یہیں قیام فرمایئے۔ ارشاد فرمایا کسی نبی کے واسطے سزاوار نہیں کہ سامان جنگ پہنکر پھر بغیر حکم الٰہی کے لوٹے اب جو کچھ خدا چاہیگا وہ ہوگا۔ اس کے بعد حسب فرمان نبوی مسلمانوں نے بھی ایک ہزار فوج جمع کی اور ۷ ربیع الاول شوال سنہ ۳ھ

کو بروز شنبہ مدینہ سے نکلکر چلدیئے۔ جب مقام شوط میں پہونچے تو عبداللہ بن ابی منافق اپنی تین سو کی جماعت لیکر مسلمانوں سے علیحدہ ہوکر واپس آگیا اور کہنے لگا فضول لڑائی میں اپنی کون جان دے اگر ڈھب کی لڑائی ہوتی تو ہم لڑتے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مدینہ سے باہر نکلنا اُس کی رائے کے خلاف تھا غرض حضور والا بقیہ سات سو آدمیوں کو لیکر احد کے قریب پہونچ گئے اور مقام عدوہ قریہ میں لشکر کی پشت کو احد کی جانب کرکے فروکش ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ دوں کوئی لڑائی شروع نہ کرے پھر پچاس تیر اندازوں کی ایک جماعت زیر قیادت عبداللہ بن جبیرؓ درۂ احد پر مامور فرمائی اور سخت تاکید کے ساتھ ہدایت کردی کہ ہم غالب ہوں یا مغلوب تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا ورنہ گھاٹی میں سے ہوکر مشرکین پیچھے سے آپڑینگے اور مسلمان بیچ میں گھر جائینگے۔ اسکے بعد مصعب بن عمیر کو پرچم جنگ دیکر صفوف جنگ کو آراستہ کیا۔ مشرکین قریش نے بھی صف آرائی کی۔ میمنہ پر خالد بن ولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو مقرر کیا اور لواء جنگ بنی عبدالدار کے حوالہ کیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ شروع میں مسلمانوں کو غلبہ رہا اور کفار پشت پھیر کر بھاگے۔ مورچہ کے سواروں نے جب مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست دیکھی تو مال غنیمت کے لالچ میں دوڑ پڑے اور مورچہ خالی چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلعم نے ہر چند آوازیں دیکر منع کیا مگر ایک نے نہ سنا۔ اس نافرمانی اور بے صبری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزیمت خوردہ کافر مورچہ کو خالی دیکھ کر پیچھے سے آپڑے اور آگے بھاگنے والے بھی لوٹ پڑے۔ آگے سے تو لڑائی ہو ہی رہی تھی پیچھے سے کفار نے مسلمانوں کو تیروں پر رکھ لیا اس ناگہانی مصیبت سے مسلمانوں کے پانوؤں اکھڑ گئے اور قریب قریب اکثر مسلمان منتشر ہوگئے۔ بہت سے جلیل القدر صحابہ شہید ہوگئے۔ حضور اقدسؐ کے دانت میں ایک پتھر آکر لگا جس سے دندان مبارک ٹوٹ گیا اور سر مبارک میں بھی زخم آیا خود کی کڑی پیشانی مبارک میں گڑ گئی اور ایک گہرے گڑھے میں سرکار عالم گر پڑے۔ کفار نے یورش کی۔ حضرت طلحہؓ کا ہاتھ حضور اقدسؐ کے بچانے میں شل ہوگیا۔ لیکن جب مسلمانوں کو پھر ہوش آیا کہ رسول اللہؐ کو چھوڑ کر ہم بھاگے ہیں تو لوٹ پڑے اور ایسے بے جگری سے لڑے کہ کفار بھاگ نکلے۔ یہ مختصر واقعہ ہم نے ذکر کردیا مفصل قصہ دوران تفسیر میں ذکر کرتے جائینگے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

(اے محمدؐ) جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلکر مسلمانوں کو لڑائی کے

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ

موقعوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے جبکہ

هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ

تم میں سے دو گروہوں نے بزدلاپن کرنا چاہا تھا مگر خدا اُن کا مددگار تھا

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور بدر کی لڑائی میں

اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اگرچہ تم کمزور تھے مگر اللہ نے تم کو فتحیاب کیا لہذا تم اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ

شکرگزار ہو جاؤ (اے محمدؐ) جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا

يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ

تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے آسمان سے اُتار کر

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا

تمہاری مدد کرے اللہ ضرور کافی ہے اگر تم ثابت قدم رہوگے

وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

اور نافرمانی سے پرہیز رکھوگے اور کافر یکدم تم پر آپڑینگے تو تمہارا پروردگار

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشاندار گھوڑوں پر سوار ہونگے تمہاری مدد کریگا

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ

اور اللہ نے تمہاری یہ امداد فرشتوں کے ذریعہ سے صرف تمہارے خوش کرنے اور

قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

تمہارے دلی اطمینان کے لئے کی (ورنہ) فتح تو اللہ ہی کی طرف سے ہے

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

جو زبردست اور حکمت والا ہے۔ مدد پہونچانے سے غرض یہ ہے کہ اللہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

کچھ کافروں کو ہلاک کردے یا انکو ذلیل کردے تاکہ ناکام ہوکر وہ لوٹ جائیں

تفسیر وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ - یعنی اے محمد! جب آپ اپنے گھروالوں کے پاس سے صبح کو نکل کر چلے تھے مطلب یہ جب مدینہ سے صبح کے وقت ۷ شوال ۳ھ کو شنبہ کے دن جنگ احد کے لئے مسلمانوں کا لشکر لے کر روانہ ہوئے تھے۔ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ اور احد کی ترائی یا پہاڑ کی گھاٹی کے پاس کوہ احد کی طرف پشت کرکے ہم مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کے لئے ان کی جگہوں پر قائم کر رہے تھے - وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور خدا تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا اور حالتوں کو جاننے والا ہے یعنی اس نے تمہارا وہ کلام سنا تھا جو تم تیر اندازوں کی جماعت سے کہہ رہے تھے کہ تم اس گھاٹی سے مت ہٹنا خواہ ہم غالب ہوں یا مغلوب ایسا نہ ہو کہ گھاٹی کو خالی دیکھ کر کفار پیچھے سے آکر مسلمانوں پر حملہ کریں۔ اور خدا کو تمہاری حالت کا بھی علم تھا کہ تم میں دو فرقے تھے ایک کی رائے مدینہ سے باہر نکل کر دشمن سے لڑنے کی تھی اور دوسرا فرقہ مدینہ کے اندر ہی رہ کر دشمن کی مدافعت کرنے کی رائے رکھتا تھا اور عبداللہ بن ابی اپنی تین سو کی جماعت لیکر مقام شوط سے واپس آگیا تھا - اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا جبکہ تم ہی میں سے دو گروہوں نے بزدلی کرنے کا ارادہ کرلیا تھا یعنی انصاریوں کے دو گروہوں بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے دلوں میں یہی وسوسہ پیدا ہوگیا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی طرح ہم بھی لڑائی سے رو گرداں ہوجائیں اور مدینہ کو واپس چلے جائیں یہ دونوں گروہ مسلمانوں کی فوج کے دونوں بازو تھے ایک میمنہ پر تھا دوسرا میسرہ پر - وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا مگر خدا ان کا مددگار اور ناصر تھا اسی نے ان کو ثابت قدم رکھا اور بزدلی کو ان کے دلوں سے دور کیا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور ایمانداروں کو خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے یعنی فوج کی قلت اور سامان کی کمی اور ظاہری طاقت کی بے سروسامانی کا لحاظ نہ کرنا چاہیئے۔ فتح و شکست درحقیقت خدا کے ہاتھ میں ہے وہ کمزور جماعت کو بھی طاقتور لشکر پر غالب کر سکتا ہے اور بے سروسامان مومنوں کو باشان و شوکت کافروں پر فتح یاب کر سکتا ہے لہذا اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہیئے۔ دیکھو وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ خدا تعالیٰ نے بدر کے موقعہ پر تمہاری مدد کی تھی اور تم کو کافروں پر کامیاب کیا تھا حالانکہ اس زمانہ میں وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ تم کمزور اور بے سروسامان تھے یعنی کوئی مادی طاقت تمہارے پاس نہ تھی نہ زیادہ فوج تھی نہ سامان جنگ۔ صرف تین سو تیرہ آدمی تھے وہ بھی پیدل تھے چند گھوڑے اور زرہیں تھیں اور کفار ایک ہزار تھے تمام سامانِ حرب سے آراستہ تھے اور تھے بھی مکہ کے چوٹی کے بہادر۔ مگر خدا کی مدد تمہارے شامل حال ہوئی اور کفار شکست کھاکر بھاگے فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ خدا تعالیٰ نے تم کو بدر میں باوجود بے سروسامانی اور قلت تعداد کے اس لئے فتح دی کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو لہذا اب خدا سے ڈرو اور کفار کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ - یعنی ملاحظہ کا وہ دن تھا جس دن اے محمد آپ مسلمانوں کو تسلی و اطمینان دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ تین ہزار فرشتے بھیجکر تمہاری مدد کریگا - لہذا تم اپنی قلت اور بے سروسامانی اور کفار کی کثرت اور ان کے اسباب حرب پر خیال کرکے ہراساں ہو - بَلٰى - یہ امداد بھی تمہارے لئے کافی ہے (سورۂ انفال میں ایک ہزار فرشتوں کا ذکر ہے کیونکہ جنگ احد کے شروع میں ایک ہزار فرشتوں کی امداد عطا کی گئی تھی پھر تین ہزار کی پھر پانچ ہزار کی) اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا یعنی اگر تم کافروں کے مقابلہ میں جمے رہو گے اور صبر کرو گے اور حکم الٰہی کی مخالفت سے ڈرتے رہو گے اسکی نافرمانی نہ کرو گے - وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ اور کفار دفعتہً تم پر آپڑیں گے تو خدائے تعالیٰ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ پانچ ہزار فرشتے بھیجکر تمہاری امداد کریگا جو پلے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہوکر امتیازی علامات کے ساتھ آکر موجود ہوجائینگے۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ احد کے دن فرشتے نازل ہوئے ان کے عمامے سرخ سفید اور زرد تھے اور گھوڑوں کی ایالیں سپید تھیں۔ اکثر تابعین کی روایت میں آیا ہے کہ فرشتوں نے جنگ احد میں قتال نہیں کیا تھا صرف مسلمانوں کی تعداد بڑھانے اور کفار پر رعب ڈالنے کے لئے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ شامل ہوگئے تھے ہاں جنگ بدر میں خود قتال میں شریک ہوئے تھے - ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ یعنی فرشتوں کا بھیجنا اسلئے نہیں تھا کہ تم ان پر اعتماد کر بیٹھو بلکہ یہ تو صرف تمہارے اطمینان اور دلجمعی کے لئے خدا نے بھیجے تھے فتح و ظفر اس پر نہ تھی - اس سے مقصود تمہاری گھبراہٹ اور بزدلی کو دور کرنا اور تم کو فتح کی خوشخبری دینا تھا ورنہ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فتح تو خدا کے قبضہ میں ہے اسی کے حکم سے کامیابی وابستہ ہے اسکو ان ظاہری اسباب کی ضرورت نہیں اور نہ فتح ان اسباب پر موقوف ہے فتح و ظفر کی کفیل صرف اس کی تائید ہے - الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ کیونکہ وہی سب پر غالب ہے اسکی طاقت و قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں اور وہی اپنے افعال میں حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں لہذا بغیر کثرت فوج اور تکمیل سامان کے وہی فتح عطا کرتا ہے۔ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا یعنی بدر میں اس نے تمہاری مدد اسلئے کی تھی کہ کافروں کے سرداروں کو ہلاک کردے کہ ان میں کے مُڈھ مارے جائیں۔ اَوْ

یَکْبِتَھُمْ یا اُن کو ہزیمت و فرار کی ذلت نصیب کرے اور وہ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ نہایت ناکامی اور ذلت کے ساتھ واپس چلے جائیں۔ بدر کی لڑائی میں ستّر سرداران قریش مارے گئے تھے اور ستّر قید ہوئے تھے جنگ اُحد میں ۱۶ یا ۱۷ کفار مارے گئے اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے۔

مقصود بیان :۔ فطرت انسانی ظاہری اسباب کی طرف میلان رکھتی ہے۔ انسان طبعًا انہی اسباب کو علت تامہ اور سبب اول سمجھتا ہے موجودہ اشیاء، اسباب خارجیہ ساتھ وابستہ نہیں ہے اگرچہ مربوط ضرور ہے۔ فتح و شکست تائید غیبی پر موقوف ہے سامان اور آدمیوں کی قلت کثرت پر موقوف نہیں ہے۔ لیکن تائید غیبی اُسی وقت حاصل ہوتی ہے جب مسلمان متفق اور متحد ہو جائیں اور جفاکشی ہمت استقلال اور ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیں گویا آیت میں صبر، استقلال، جرأت اور اتحاد کو فتح و ظفر کی علت تامہ سمجھنا بھی غلط ہے۔ باوجود ہمت اور جرأت کے تائید الٰہی پر نظر رکھنی لازم ہے۔

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ

(اے محمد) تم کو کچھ اختیار نہیں ہے چاہے اللہ اُن کو توبہ نصیب کرے

اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ وَلِلّٰہِ مَا فِی

چاہے اُن کو سزا دے کیونکہ وہ ناحق کوش ہیں اور جو کچھ آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ

اور زمین میں ہے خدا ہی کا ہے جسے چاہے وہ معاف کر دے

وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ ع ۹

اور جسے چاہے سزا دے اور خدا غفور رحیم ہے

تفسیر جنگ احد میں جب فرمان نبوی کی مخالفت کی وجہ سے مسلمان کافروں کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے تو صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مع خاص چند رفقاء حضرت ابوبکر صدیق رض، حضرت علی رض، حضرت عباس رض، حضرت طلحہ رض وغیرہ کے رہ گئے۔ اُس وقت حضور گرامی مرتبت دلیری و شجاعت کے ساتھ اپنی سواری سے نیچے اُتر کر کھڑے ہو گئے اور تنہا لڑنے کا قصد فرمایا۔ اسی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے حضور والا کے اگلے چار دانت دو اوپر کے اور دو نیچے کے شہید ہو گئے (بعض روایات میں صرف ایک دانت کا شہید ہونا مذکور ہے) اور سر میں بھی چوٹ آئی جس سے خون بہکر چہرۂ مبارک پر آیا اور چہرہ لہولہان ہو گیا اس وقت حضور نے بددعا کرنی چاہی اور فرمایا وہ لوگ کیونکر فلاح (وعافیت) پا سکتے جنہوں نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے سرخ بنا دیا اتنے میں تادیب کے طور پر آپ کو درگذر کی تعلیم دینے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ خدا تعالیٰ کو انہیں کافروں کو بالآخر مسلمان کرنا اور انہی کے ہاتھوں سے اسلام کے بڑے بڑے کام لینا تھا۔ چنانچہ خالد بن ولید، عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ کیسے نامور بہادر اور جلیل القدر مسلمان ہو گئے۔ اگر حضور بددعا کر دیتے تو یہ سب اسی وقت فنا ہو جاتے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اے نبی آپ کا کوئی اختیار نہیں ہے اختیار تو صرف خدا کو ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ خدا چاہیگا تو ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیگا اور یہ سچے مخلص مسلمان بن جائینگے۔ اور اگر چاہیگا تو توبہ کی توفیق ان کو نہ دیگا بلکہ ان کو عذاب دیگا مگر یہ عذاب خدا تعالیٰ ظلم کے ساتھ نہ دیگا وہ ظالم نہیں ہے بلکہ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ یہ خود ظالم ہیں باطل کوش ہیں اور ناحق پرست ہیں ان کو عذاب دینا اور ان کے کرتوت کی سزا دینی ظلم نہیں ہے۔ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ آسمان و زمین کی تمام کائنات خدا ہی کی مخلوق و مملوک ہے اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اُن کی ہدایت و ضلالت اور کفر و اسلام اور عذاب و ثواب کا بھی وہی مالک ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ جسکو چاہیگا دنیا میں توبہ کی توفیق دیکر آخرت میں اُس کے گناہ معاف کر دیگا اور عذاب سے بچا دیگا اور جسکو عذاب دینا چاہیگا اُس کو دنیا میں توبہ کی توفیق نہ دیگا اور آخرت میں عذاب دیگا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور خدا تعالیٰ اپنے اطاعت شعار بندوں کو معاف فرمانے والا اور توحید پرست لوگوں پر آخرت میں رحم کرنے والا ہے

ہدایت خاص بوجوہ متعددہ مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز فرمایا تھا کہ قریش کے آدمی اہل امانت ہیں چند روز کے بعد راہِ خدا میں یہ لوگ جو جان بازیاں کرینگے اُن کے مقابلہ میں تم کو اپنے اعمال حقیر معلوم ہونگے اور واقع میں بھی حضرت خالد بن ولید وغیرہ سے ایسا ہی سرزد ہوا۔ ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے آئندہ حالات کی بذریعہ وحی ربانی اطلاع ہو چکی تھی لیکن اسکے باوجود آپنے تو اُن کے حق میں بددعا کرنے کا ارادہ کیا اُسکی وجہ یہ تھی کہ حضور اقدس نے چاہا کہ یہ مجرم اور کافر جو اس قدر شرک و کفر میں انہماک رکھتے ہیں اور کسی طرح سمجھانے سے بھی نہیں مانتے بلکہ حق پرستوں کی جانیں لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تو یہ جلال الٰہی کے لائق نہیں ہیں۔ ان سے میدانِ کبریائی پاک ہو جانا چاہئے۔ حضور کی یہ خواہش صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی تھی کہ آپ کو جمال پاک پر غیرت آئی اور جسکو انتہائی محبت محیط ہو جاتی ہے اُس کو یہ لحاظ بھی نہیں رہتا کہ امر الٰہی ایسے لوگوں کے حق میں جو مستور رہیں اور حجاب میں پوشیدہ ہیں اور امتحان کے پردوں میں چھپے ہوئے ہیں کیونکر جاری ہوا ہے لہذا خدائے رحیم نے ایک

لطف آمیز عتاب فرمایا کہ آپ کس خیال میں ہیں کیا آپ نے میری سابق عنایت کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ان لوگوں کے حق میں میں نے کس کیفیت سے پردوں کے اندر اپنی مشیت کو چھپا رکھا ہے۔ آپ زمانہ ازل کی طرف غور سے نظر کریں یہ تو آپ کے اسی لیے سے بیرب رط حت شعار ہے جو کہنگے اگر آپ اس نہرت جلالی کو ترک کر کے امر مشیت کی طرف نظر کرینگے تو پھر اس بددعا کرنے کا خیال بھی نہ کرینگے۔ یہی بات اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ سے اشارہ کیا گیا کہ خدا کے دست قدرت میں ان کا ایمان و کفر ہے آپ کو کیا ان کے امر کا علم نہیں ہے کہ ازل میں ان کے حق میں کیا حکم ہو چکا ہے۔

مقصود بیان: رسول گرامی کو نہایت لطیف و بلیغ پیرایہ میں حلم و کرم کی تعلیم دی گئی ہے اور ازل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بددعا کرنے سے منع مالغت کر دی گئی ہے اور اشارۃً سمجھا دیا گیا ہے کہ ان کو تباہ کرنا مصلحت الٰہی کے خلاف ہے اگرچہ اسوقت شدید ترین کافر ہیں لیکن عنقریب مخلص ترین بہادر مسلمان ہو جائیں گے اور اسلام کو انہی سے عزت حاصل ہوگی۔ واللہ غفور رحیم کہنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے آپ بدتمیزی کی اور اپنے نبی کے محترم خون کی ناقدری کی لیکن آپ کو درگذر کرنی چاہئے خدا غفور رحیم ہے۔ آپ کو بھی خلق کرم سے کام لینا چاہئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا

مسلمانو! سود نہ کھایا کرو چوگنا

مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کو فلاح حاصل ہو

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

اور اس دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور خدا اور رسول کا کہنا مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ

جسکا پھیلاؤ آسمانوں اور زمین کی برابر ہے جو ان پرہیزگاروں کیلئے

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ

تیار کی گئی ہے جو فراخی و تنگدستی میں راہ خدا میں

الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے

عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

درگذر کرتے ہیں اور اللہ بھلائی کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

تفسیر زمانۂ جاہلیت میں بنی ثقیف والے بنی نضیر کو ایک مدت مقررہ کے اندر ادا کرنے کی شرط پر کچھ سودی روپیہ قرض دیتے تھے اور ادا نہونے پر سود کو اصل رقم میں ملا کر سب پر پھر سود قائم کرتے تھے اور اس طرح کچھ زمانہ میں سود در سود اور بالائے سود ہو کر قرضدار کی تمام جائداد اور مال و اسباب قرض میں خورد برد ہو کر قرضخواہ کی ملک میں آجاتا تھا اُسوقت خدا تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ سود در سود کی ممانعت میں آیت نازل فرمائی۔ آیات سود کی تمام تحقیق ہم سورۂ بقر میں لکھ آئے ہیں وہاں پر پڑھنا چاہئے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۔ مسلمانو! اگرچہ تم پر سود لینا دینا مطلقاً حرام ہے۔ مگر خصوصیت کے ساتھ سود در سود اور بالائے سود سے پرہیز رکھو اور سود خواری چھوڑ کر وَاتَّقُوا اللّٰهَ تقوی اختیار کرو اور ہر بات میں متقی بن جاؤ تاکہ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تم کو سعادت دارین حاصل ہو۔ یہ خیال نہ کرو کہ سود خواری ترک کرنے سے مالی نقصان اٹھانا پڑیگا۔ مالی نقصان نہ ہوگا بلکہ دنیا میں بھی فلاح و کامیابی حاصل ہوگی اور دین میں بھی سعادت نصیب ہوگی نقصان کچھ نہ ہوگا وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اور اس دوزخ سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ کافروں کے لئے بنائی گئی ہے جس میں کافر ہمیشہ رہینگے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں مسلمانوں کو سخت تہدید ہے کہ ربوا وغیرہ ممنوعات الٰہی سے پرہیز کریں۔ حاصل یہ کہ تمام نافرمانیوں کو ترک کر دو اور کل محرمات شرعیہ سے اجتناب کرو جنمیں سے ایک سودی کاروبار بھی ہے اور پھر وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ خدا و رسول کے احکام کی پابندی کرو اور اس بات کے امیدوار رہو کہ اس اطاعت شعاری سے خدا تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ بروایت محمد بن اسحاق اس آیت میں ان لوگوں پر عتاب ہے جنہوں نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ عطاء بن ابی رباح سے مرسلاً مروی ہے کہ صحابہ نے ایک بار خدمت مبارک میں عرض کیا یا رسول اللہ کیا بنی اسرائیل

کو خدا کے نزدیک یہ فضیلت حاصل تھی کہ جب اُن میں سے کوئی شخص گناہ کرتا تھا تو صبح کو اُسکے دروازہ پر لکھا ہوتا تھا کہ تیرے گناہ کا کفارہ یہ ہے تجھے پکڑنا چاہئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوال سن کر کچھ دیر خاموش رہے اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی (اخرجہ عبد بن حمید وغیرہ) گویا آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو بنی اسرائیل پر برتری حاصل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے نیک کاموں کو باعث ثواب بھی بنایا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ نیک کاموں سے گناہ کا کفارہ بھی ہوجاتا ہے۔

مغفرت سے مراد ابن عباسؓ کے نزدیک اسلام یا توبہ ہے۔ حضرت علیؓ کے نزدیک ادائے فرض۔ انسؓ اور سعید بن جبیرؓ کے نزدیک نماز جماعت کی تکبیر اولیٰ۔ بعض کے نزدیک اخلاص اور بعض کے نزدیک جہاد مراد ہے۔ اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ مغفرت سے ہر وہ چیز مراد ہے جو موجب مغفرت ہے یعنی اعمال صالحہ خواہ اخلاص ہو عبادت ہو جہاد ہو نماز ہو یا کچھ اور ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز کو حاصل کرنے کی طرف دوڑو جسکی وجہ سے مغفرت الٰہی تمہارے شامل حال ہوجائے۔ اس دوڑنے کا حکم دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ جسمانی عالم ایک قید خانہ ہے اور عالم ارواح راحت کا اصلی مرکز ہے تو جسطرح پرندہ قفس سے چھوٹ کر بصد شوق و ذوق باغ میں جاتا ہے اسی طرح تم بھی عوائق جسمانی کو توڑکر عالم ارواح اور قرب الٰہی کی طرف نہایت شوق سے دوڑو اور اس مادی زندگی کو اپنا مقصود اصلی نہ بنالو بلکہ اسکو ایک قید خانہ سمجھو۔ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور اُس جنت کے اسباب حصول کیطرف دوڑو جسکا عرض اور چوڑان تمام عالم کی برابر ہے۔ مراد یہ ہے کہ جنت کے عرض کو اگر مثال میں بیان کیا جا سکتا ہے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ عرض میں زمین و آسمان کی وسعت کی برابر ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جنت کی وسعت فی نفسہ بھی آسمان و زمین کی برابر ہے بلکہ یہ کلام بطور تمثیل کے ہے (ابن عباس) اس کلام میں اس طرف اشارہ ہے کہ جنت و دوزخ نہ آسمان پر ہے نہ زمین پر بلکہ خدا ہی علیم ہے کہ کہاں ہے۔ ہاں لطافت وکثافت کے اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ جنت آسمانوں کے اوپر اور دوزخ زمین کے نیچے ہے جیسا کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ وہ جنت اُن لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اور ان بندوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو صاحبِ اتقاء ہیں۔ یعنی جنت میں داخلہ کا اصلی سبب نہ زر ہے نہ زور نہ حسب نہ نسب بلکہ تقویٰ اور اعمالِ صالحہ رکھنے والوں کو ہی اُس میں جانے اور رہنے کا حق ہے۔ آگے آیات میں اہلِ اتقاء کے اوصافِ واقعیہ بیان کئے جاتے ہیں اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ یعنی اہل اتقاء کی پہلی صفت تو یہ ہے کہ وہ تنگی فراخی افلاس و مالداری میں راہ خدا میں اپنا مال علم و حکمت اور جان خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ صدقہ خیرات، زکوٰۃ وغیرہ بھی دیتے ہیں۔ مساکین، فقراء، یتامیٰ اور دیگر اہل احتیاج کی کفالت کرتے ہیں، علم و حکمت سے بھی لوگوں کو فیضیاب کرتے ہیں۔ احکام شرع کی تبلیغ کرتے ہیں اور جہاد میں بھی تن من دھن سے شریک ہوتے ہیں۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ یہ اہل اتقاء کی دوسری صفت ہے یعنی اہل اتقاء وہ لوگ ہیں جو غصہ کو پی جاتے ہیں باوجود قابو کے بدلا نہیں لیتے اگرچہ انتقام کی قدرت رکھتے ہیں مگر غصہ کو خود ہی مارتے ہیں انتقام حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکے (رواہ الامام البخاری والمسلم) وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ: اہل تقویٰ کی تیسری صفت ہے یعنی اہل اتقاء وہ لوگ ہیں جو اپنے حقوق کا بھی دوسروں سے مطالبہ نہیں کرتے بلکہ درگذر اور چشم پوشی کرتے ہیں اگر اُن کی کوئی شخص حق تلفی کرتا ہے تو باوجود مطالبۂ حق کی قوت کے وہ معاف کردیتے ہیں۔ اگر غریب ہوں مفلسوں پر اُن کا قرض ہوتا ہے تو مطالبہ نہیں کرتے۔ حدیث میں آیا ہے جو تجھسے میل ملت ترک کردے تو اُس سے میل اور جو تیری حق تلفی کرے تو اُسکو معاف کردے اور جو تجھ سے بُرائی کرے تو اُس سے بھلائی کر۔ ان ہرسہ اوصاف کے حامل محسن کہلاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اہلِ اتقاء وہ لوگ ہیں جو محسن ہیں جنکی قوت علمیہ اور عملیہ درست ہے جو اپنی شہوانی اور غضبی قوتوں کو مغلوب رکھتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور خدا تعالیٰ نیکوکاروں کو ثواب عطا فرماتا ہے۔ یعنی جو لوگ ایمان و اسلام کے تمام درجات طے کرکے مرتبۂ احسان پر فائز ہوجاتے ہیں اُن سے خدا تعالیٰ کی محبت ہوجاتی ہے خدا اُن کی محبت ضائع نہیں کرتا۔ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احسان و عفو کی ضمنی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ جنگ احد میں کافروں نے جب حضرت حمزہؓ کو شہید کرکے اُن کا بند بند جدا کردیا اور صورت بگاڑدی تو حضور اکرمؐ بہت غمگین ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں قابو پاؤنگا تو ستر کافروں کو مُثلہ کروں گا۔

مقصود بیان: سود در سود کی خصوصی ممانعت۔ اس امر کا ضمنی بیان کہ سود خواری ترک کرنے سے مالی نقصان نہیں ہوتا۔ سود خوارں کو محنت و عید۔ اس بات کی صراحت کہ رسول اللہ صلعم کی فرمان پذیری سے مسلمان رحم الٰہی کا مستحق ہوجاتا ہے۔ ضمنی طور پر اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضورؐ کی نافرمانی سے آدمی عتاب الٰہی میں مبتلا ہوتا ہے۔ دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے یہاں سے عوائق مادی کو توڑکر اصلی مرکزِ راحت یعنی عالم ارواح میں پہونچنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس دنیا کو اصلی مقصد قرار دینا اسلام کے خلاف ہے۔ جنت پیدا ہو چکی ہے۔

ہو چکی ہے لیکن نہ آسمان پر ہے نہ زمین پر نہ اُسکے اوپر نہ اسکے نیچے جنت بہت زیادہ فراخ ہے تمام عالم سے بڑی ہے۔ جنت میں داخلہ زور زر حسب نسب وجاہت و عزت جاہ و حکومت اور طاقت شاہی سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اعمال صالحہ اور اتقا ہی دخول جنت کے اسباب ہیں۔ آیت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اتقا صرف دعویٰ کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک عملی چیز ہے۔ جو لوگ سخی ہیں مسلمانوں کے بہی خواہ اور ہمدرد ہیں حلیم اور بردبار ہیں، عفیف ہیں اور مطالبۂ حقوق سے درگذر کرنے والے ہیں۔ وہی متقی ہیں۔ اتقا کا صرف دعویٰ فضول ہے وغیرہ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

اور اُن لوگوں کے لئے جنت تیار کی گئی ہے کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپ

اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

جن میں خرابی کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۖ وَلَمْ

ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور وہ

يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

دانستہ اپنے (برے) کاموں پر اصرار نہیں کرتے

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

یہی لوگ جن کی جزا اُنکے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے

وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور وہ گھنے باغات ہیں جن کے اندر نہریں بہتی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ

فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○

رہینگے اور اچھے کام کرنیوالوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے

تفسیر پہلی آیات میں بیان تھا کہ اہل اتقا وہی لوگ ہیں جو سخی حلیم اور عفو شعار ہیں۔ یہ تو وہ لوگ تھے جن سے کسی قسم کا گناہ سرزد ہی نہ ہوا صرف نیکی ہی اُن کا شعار رہا۔ اب اُن لوگوں کا بیان ہے جنہوں سے گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لی اور چونکہ جرم سے توبہ کرنے والا مثل غیر مجرم کے ہوتا ہے اسلئے ان کو بھی متقین میں داخل کر کے اُن کی تفصیلی حالت بیان کی جا رہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً۔ یعنی متقی وہ لوگ بھی ہیں کہ اگر اتفاق سے زنا وغیرہ کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو جاتا ہے اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یا کوئی گناہ صغیرہ اور ناحق بات ہو جاتی ہے جو واقع میں اُن کو نہ کرنی چاہئے تھی۔ پھر اس صدور گناہ کے بعد وہ تین باتیں اختیار کرتے ہیں اوّل تو یہ کہ پہلے وہ خدا کو بھولے ہوئے ہوتے ہیں جسکی وجہ سے اُن سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے پھر جب اُن کو ہوش آتا ہے تو ذَكَرُوا اللّٰهَ خدا کو یاد کرتے ہیں اور عذاب الٰہی کا خوف اُن پر طاری ہو جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب خدا تعالیٰ کا عذاب اُن کو یاد آتا ہے اور دل میں خدا کی یاد آتی ہے فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ تو اپنے گناہوں کی خدا سے معافی چاہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ حضور والا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر خدا تعالیٰ سے استغفار کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُس کو بخشدیتا ہے (رواہ احمد والترمذی واہل السنن والبزار وابن حبان والدارقطنی) اس کے آگے بطور جملہ معترضہ کے ارشاد ہوتا ہے کہ استغفار خدا ہی سے کرنا چاہئے کیونکہ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ سوا خدا کے اور کون شخص گناہ معاف کر سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کامل وضو کرکے اشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھتا ہے اُسکے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے کھولدیئے جائینگے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو (مسلم) وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا یہ تیسری بات کا بیان ہے یعنی وہ لوگ گناہ پر اڑتے نہیں ہیں بلکہ جو کچھ اُن سے ہو گیا ہے اُس پر ندامت کرتے ہیں اور آئندہ گناہ کرنے سے باز رہتے ہیں اور وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یہ یقین کرکے کہ جو کچھ انھوں نے کیا وہ بڑا کام تھا اُسکو ترک کر دیتے ہیں یہ لوگ بھی متقی ہیں۔ ان سے اگرچہ جرم ہو گیا ہے لیکن توبۃ النصوح کرکے یہ بھی غیر مجرموں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ان سب لوگوں کے اعمال کی جزا یہ ہے کہ خدا اُن کو معاف فرما دیتا ہے اپنی رحمت سے اُن کو چھپا لیتا ہے اور وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ پھر اُن کو جنتیں ملتی ہیں اور خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وہ اس طرح ملتی ہیں کبھی اُن کو وہاں سے نہ نکالا جائیگا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اور یہ مغفرت و جنت اطاعت شعار بندوں کے لئے بہترین جزا ہے جو اُن کو بفضل الٰہی ضرور ملیگی۔

مقصود بیان:۔ توبہ سے گذشتہ صغائر و کبائر معاف ہو جاتے ہیں اور آدمی متقی بن جاتا ہے۔ خالص توبہ کے چار شرائط ہیں۔ دل سے

خدا کی طرف رجوع کرے۔ پچھلے گناہ کی معافی طلب کرے۔ گناہ کی سزا کو یاد کر کے خشوع و خضوع کرے۔ آئندہ گناہ کو ترک کرنے سے باز رہے۔ آیت میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت دی گئی ہے۔ وغیرہ۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

تم سے پہلے بہت واقعات گزر چکے ہیں تم ملک میں چل پھر کر

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کار کیسا ہوا

هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ

یہ لوگوں کو فہمائش ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت

لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ

و نصیحت ہے اور اگر تم مسلمان ہو تو ہمت نہ ہارو اور رنج

الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَمْسَسْكُمْ

نہ کرو کیونکہ تم ہی غالب رہو گے اگر تم کو زخم

قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ

لگے ہیں تو ایسے ہی اُس قوم کو بھی زخم لگے ہیں اور یہ

الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ

ایام تو ہم اولتے بدلتے رہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ

اللہ کو ایماندار لوگ ایمان کا علم ہو جاوے اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ

اور اللہ بے انصافوں کو دوست نہیں رکھتا اور تاکہ اللہ تعالیٰ

الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝

ایمان والوں کو نکھار دے اور کافروں کو مٹا دے

جنگ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور پانچ مہاجر اور تقریباً ستر انصاری شہید ہو گئے اور مسلمان اس سے

شکستہ دل ہوئے تو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ نازل ہوئی جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسے واقعات تو گذشتہ قوموں میں بھی ہوتے چلے آئے ہیں پہلے بھی جب کافروں کا دینداروں سے مقابلہ ہوا تو شروع میں غلبہ کفار کو ہوا اور مسلمان اُن کے ہاتھوں سے ایذا اٹھاتے رہے۔ پھر آخر میں خدا نے کافروں کی گرفت کی تو ایسی سخت کی کہ اُن کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ یہ سنت الٰہی ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ دیتا ہے کبھی کسی کو لیکن انجام کار دیندار ہی غالب ہوتے ہیں۔ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ لہذا اگر تمہارا دل چاہے تو زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ اُن لوگوں کا انجام کیا ہوا جنہوں نے انبیاء کی تکذیب کی تھی وہ کس طرح مال و دولت حکومت و سامان اور سر بفلک عمارتیں چھوڑ کر تباہ ہو گئے اور کس طرح غضب الٰہی میں مبتلا ہو گئے۔ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ یہ قرآن سب لوگوں کی حالت کھول کر بیان کرتا ہے اور سب کے لئے سبب عبرت ہے وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ مگر اس سے ہدایت و نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے اندر تقویٰ کا مادہ ہے جو مومن ہیں اور شرک سے بچتے ہیں لہذا تم کو بھی اس سے نصیحت و ہدایت حاصل کرنی چاہئے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا اور کافروں کے مقابلہ سے سست نہ بن جاؤ اور نہ گذشتہ شکست کا غم کرو اور منافقوں کے مذاق اُڑانے سے رنجیدہ ہو اسلئے وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ کہ انجام کار تم ہی غالب رہو گے اور ایسے غالب ہو جاؤ گے کہ گویا کبھی مغلوب ہوئے ہی نہ تھے بشرطیکہ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ تم ایمان پر قائم رہو کافروں کیطرف میلان نہ کرو اور نصرت الٰہی کا یقین رکھو۔ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ اور اگر تم یہ خیال کرو کہ جنگ اُحد میں مسلمان شہید ہو گئے اور ہم کو شکست ہوئی تو اس پر بھی غور کرو کہ آخر بدر میں کفار کو بھی ہزیمت اٹھانی پڑی تھی اور وہ بھی مارے گئے۔ یہ فتح و ظفر تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے دنیا میں یکساں زمانہ نہیں رہتا کبھی فتح ہے کبھی شکست کبھی رنج کبھی راحت وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ یہ زمانہ کا اُلٹ پھیر ہے جسکو ہم ہمیشہ کرتے ہیں کبھی دینداروں کو فتح دیتے ہیں کبھی کافروں کو کبھی ایک کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کرتے ہیں کبھی اسکو غالب اور اسکو مغلوب۔ ان آیات میں بدر میں مسلمانوں کی کامیابی اور احد میں شکست کی طرف اشارہ ہے۔ بدر کا واقعہ ہم سورۂ بقر میں لکھ آئے ہیں جنگ احد کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں آراستہ ہو گئیں تو مشرکین کی فوج میں سے ابو عامر پچاس آدمیوں کو ہمراہ لیکر باہر نکلا اور مسلمانوں پر پتھر برسانے لگا جب مسلمانوں نے پتھر مارے تو وہ اُلٹا بھاگا پھر مسلمان تیراندازوں نے سواران کفار پر تیر مارنے شروع کئے تو وہ بھاگ نکلے۔ طلحہ بن ابی طلحہ نے جو قریش کا علمبردار تھا جب اپنے سواروں کو بھاگتا دیکھا تو خود میدان میں نکل آیا اور آواز دی هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ

مقابلہ کو کون آتا ہے۔ ادھر سے حضرت علیؓ نے بڑھ کر اُسکو تلوار سے قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے یہ دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور یکدم مشرکوں پر حملہ کیا اُن کے پرے پھٹ گئے۔ پھر کافروں کا علم عثمان بن ابی طلحہ نے لیا اُسکو عاصم بن ثابت نے تیر سے دو ٹکڑے کر دیا پھر اسکے بھائی حارث نے جھنڈا سنبھالا تو اسکو بھی عاصم نے مار ڈالا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ نے علم اٹھا لیا اُسکو زبیر بن عوام نے قتل کر دیا پھر ارطاۃ بن شرحبیل نے لے لیا تو اُسکو حضرت علیؓ نے مار ڈالا۔ اسی طرح جب کفار کے متواتر علمبردار مارے گئے تو اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ سرپٹ بھاگ نکلے مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ پہاڑی مورچہ پر جو تیر انداز مقرر تھے اُنھوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کو فتح ہو گئی اور اب یہ مقام چھوڑ دینا کچھ مضر نہیں ہے تو تقریباً چالیس آدمیوں نے مورچہ چھوڑ دیا اور مالِ غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ جو اس تیر انداز رسالہ کے کمانڈر تھے ہر چند منع کیا اور رسول اللہ صلعم کا فرمان یاد دلایا مگر کون سنتا تھا۔ مجبوراً حضرت عبداللہ اور تقریباً نو دس آدمی اور وہیں مورچہ پر رہے اور باقی تو لوٹ میں مشغول ہو ہی گئے تھے جب کفار کی فوج سرپٹ بھاگ نکلی تو کچھ دور تک اُنہوں نے مُنہ لوٹا کر نہ دیکھا جب کچھ ہوش درست ہوئے اور خالد بن ولید نے مُنہ پھیر کر دیکھا تو پہاڑی مورچہ خالی پایا فوراً عکرمہ بن ابی جہل کے دستہ کو بھی اپنے ہمراہ لیکر لوٹ پڑا مسلمان تو مالِ غنیمت لوٹنے میں مصروف ہی تھے پیچھے سے آکر غنیم کی فوج نے غفلت کی حالت میں یکدم حملہ کر دیا۔ اس سے پہلے پروا ہوا چل رہی تھی اسی وقت سے پچھوا ہوا ہو گئی اور ساٹھ ستر مسلمان شہید ہو گئے کیونکہ کچھ تو مسلمان کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور کچھ ایسے گھبرائے کہ اُن کو اپنی بیگانی فوج میں امتیاز نہ رہا اور آپس میں ہی کشت و خون کرنے لگے جب مسلمانوں کو اس طرح شکست ہوئی تو ایک شیطان نے آواز دی۔ سنو محمد قتل کر دیئے گئے یہ آواز سُننا تھا کہ صحابہ بغیر تحقیقِ حال کے بھاگ نکلے اور حضور اقدسؐ کے ہمراہ صرف چودہ مسلمان ثابت قدم رہے اور برابر کافروں کے تیر مارتے رہے کافروں نے گھیر لیا مگر اُن کا کچھ بس نہ چلا بالآخر انہوں نے پتھر برسانے شروع کئے ایک پتھر حضورؐ کے دندانِ مبارک پر آکر لگا جس سے اوپر نیچے کے چار دانت یا دو دانت شہید ہو گئے اور لبِ مبارک بھی زخمی ہو گیا کچھ زخم چہرہ پر بھی آئے۔ بالآخر حضور اقدسؐ قدرے قدرے پیچھے کو ہٹتے گئے جب پہاڑی کی جڑ میں پہنچ گئے تو اوپر چڑھنے کا ارادہ کیا۔ مگر چڑھ نہ سکے۔ حضرت طلحہؓ نے بیٹھ کر اپنے کاندھے پر اٹھا کر حضورؐ کو اوپر چڑھا دیا۔ مشرکین نے ہر چند ٹیلہ پر پہنچنے کی کوشش کی مگر نہ پہنچ سکے ابوسفیان نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آواز دی کیا محمد ہیں۔ کیا ابوبکر ہیں۔ کیا عمر ہیں۔ حضور اقدسؐ نے جواب دینے سے منع کر دیا تھا کسی نے جواب نہیں دیا۔ ابوسفیان کہنے لگا یہ سب لوگ مارے گئے اگر کوئی زندہ ہوتا تو ضرور بولتا۔ اُس وقت حضرت عمرؓ ضبط نہ کر سکے اور بول اٹھے او دشمنِ خدا تو جھوٹا ہے ابھی تیرے دُکھ دینے والے یہ لوگ باقی ہیں۔ بالآخر جب صحابہؓ کو حضورؐ کی سلامتی کی خبر ملی تو سب آکر جمع ہو گئے اور بعض لوگ تو اُسی وقت جان سے ہاتھ دھو کر کفار کی فوج پر جا پڑے تھے جب اُن کے کان میں دشمن کی آواز پہنچی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اور انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ اب حضورؐ کے بعد زندگی بیکار ہے۔ انہی واقعات کی طرف آیت میں اشارہ ہے کہ یہ زمانہ کا لوٹ پھیر ہے کبھی یوں ہوتا ہے کبھی یوں۔ اس سے بد دل نہ ہونا چاہئے اور کفار کے مقابلہ سے ہمت نہ ہارنی چاہئے۔ دیکھو بدر میں کفار کو شکست ہوئی مگر وہ پھر جمع ہو کر آئے لہذا تم کو شکست کے بعد بھی بُزدل نہ بننا چاہئے۔

اب ذیل میں مسلمانوں کی ہزیمت کی غرض و حکمت بیان کی جاتی ہے۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی مسلمانوں کی شکست کی چار مصلحتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ ظاہری طور پر ایمانداروں کی حالت معلوم ہو جائے اور ہر دو فریق بالکل نمایاں طور پر ایک دوسرے سے متمیّز ہو جائیں کیونکہ مصیبت کے وقت ہی اپنا بیگانہ پرکھا جاتا ہے اسی کسوٹی پر کھرے کھوٹے کی جانچ ہوتی ہے وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ دوسرے یہ کہ اکثر مسلمانوں کو شہادت کے درجے دینے مقصود تھے اور کفار کو رفتہ رفتہ عذاب کی طرف بڑھانا غرض تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کو ستمگاروں سے محبت نہیں ہوتی وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ کافروں کو عذاب میں ترقی ہو وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تیسرے یہ کہ اس تکلیف میں مبتلا کرنے سے خدا کو مسلمانوں کا نکھارنا مقصود تھا کیونکہ مصائب و تکالیف سے تصفیۂ قلب ہو جاتا ہے اور آگ میں تپانے سے سونا نکھر کر نکل آتا ہے۔ وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور چوتھی غرض یہ تھی کہ کفار ملیامیٹ کر دیئے جائیں تاکہ غالب آنے سے اُن کی جرأت بڑھ جائے اور پھر مقابلہ کا حوصلہ کریں اور رفتہ فی النار ہوں۔ یہ مطلب کہ جہاں کہیں اہلِ حق کی خون ریزی ہوتی ہے تو اُن کا خون رنگ لاتا ہے غیرتِ حق جوش میں آتی ہے اور کفار کو سطحِ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

مقصود بیان:۔ قانونِ فطرت ہے کہ کبھی کسی قوم کا غلبہ ہوتا ہے کبھی کسی قوم کا۔ جو لوگ صابر جفاکش اور متحد القوت ہوتے ہیں اُن کو غلبہ ہوتا ہے اور جو قوم بزدل اور پراگندہ رائے رکھتی ہے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ آیت میں امورِ ذیل کی صراحت کی گئی ہے۔ دعوتِ قرآن تمام عالم کے لئے عام ہے مگر اس سے فائدہ اندوز وہی قوم ہوتی ہے جو ازلی سعید ہے۔ انسان کو صفحاتِ تاریخ کا مطالعہ اور واقعات

عالم کی سیر کرنی چاہیئے تاکہ عبرت، استقلال، خودداری اور دنیا کے جمہوریت کا جوش پیدا ہو شکست سے بددل اور پست ہمت نہ ہونا چاہیئے بلکہ زخمی ہو کر اور زیادہ جوش سے کام لینا چاہیئے۔ مصائب کے وقت ہی کھرا کھوٹا اور اپنا بیگانہ معلوم ہوتا ہے تکلیف و مصیبت میں پڑنے ہی سے ایمان کا نکھار ہوتا ہے۔ اہلِ حق کی خونریزی سے غیرتِ حق جوش میں آجاتی ہے - وغیرہ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم جنت میں دیوہنی چلے جاؤ گے حالانکہ تم میں سے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ

جہاد کرنے والوں کا اللہ نے ابھی امتیاز نہیں کیا اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ

الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو جانچ لے اور تم تو موت کے آنے سے پہلے ہی اسکی

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ

آرزو کیا کرتے تھے اب تم نے اس کو

رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ع

آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا

تفسیر اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اس آیت میں مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کرنے اور جنگ میں ثابت قدم رہنے کے لئے جوش دلایا جارہا ہے اور یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ شکست کی چار اغراض تو وہی ہیں جو سابق میں مذکور ہیں اُن کے علاوہ ایک غرض اور بھی ہے۔ حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ مسلمانو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ویسے ہی جنت میں داخل ہونے کا استحقاق تم کو ہو جائیگا حالانکہ مخلص مؤمن اور دو غلے منافق دونوں اظہار ایمان و اسلام میں برابر ہیں۔ ہر فرقہ ایمان کا مدعی ہے۔ عام طور پر کھرے کھوٹے اور مخلص غیر مخلص کا ابھی تک امتیاز نہوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ اور خدا تعالیٰ کو ابھی علم ظہوری تفصیلاً حاصل نہ ہوا کہ تم میں سے خالص دل سے اسکی راہ میں جہاد کرنے والا کون ہے اور جہاد سے جان چرانے والا کون ہے اور وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ مصائب کے وقت ثابت قدم رہنے والا اور جان مال کو قربان کرنے والا کون ہے اور میدان سے پیچھے ہٹنے والا کون ہے غرض یہ کہ اُحد کی شکست میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ عام مسلمانوں کو اور رسول اللہ کو نیز خدا کو امتحان عام کے بعد معلوم ہو جائے کہ ہمارے مولا کے لئے جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور اسکی راہ میں تن من دھن سے کوشش کرنیوالے کون کون لوگ ہیں اور مصیبت کے وقت اپنے اسلام پر ثبات و پختگی سے رہنے والے اور ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ رہنے والے کون کون مخلص ہیں وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ۔ بعض صحابہ کہا کرتے تھے کہ کاش بدر جیسی لڑائی پھر ہو تو ہم بھی کافروں سے لڑ کر دل کی ہوس نکالیں یا تو شہید ہوں اور ثواب پائیں یا زندہ واپس آئیں اور ثوابِ جہاد کے علاوہ مال غنیمت ساتھ لائیں اور غازی بھی کہلائیں۔ لیکن جب جنگ اُحد ہوئی تو بعض کے سوا سب کے پاؤں اُکھڑ گئے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ مسلمانوں جب لڑائی نہ ہوئی تھی اُسوقت تو تم شہادت کی آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش بدر کی لڑائی کی طرح پھر ہو اور ہم کو شہادت کا ثواب حاصل ہو وَلَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ لیکن جب تمہاری آنکھوں کے سامنے وہ موقعہ آگیا اور جنگ کا وقت آگیا اور شہادت کا میدان سامنے نظر آنے لگا تو پھر تم کیوں پیچھے ہٹ گئے اور کیوں تم نے راہ فرار اختیار کی۔

مقصود بیان:- جہاد فرض کفایہ ہے۔ شہادت کی آرزو کرنی چاہئے ہے۔ راہِ خدا میں جہاد کرنا اور مصیبت کے وقت ثابت قدم رہنا موجب ثواب ہے۔ آیت میں ضمنی بیان ہے کہ حصول ثواب کوشش کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ خدا کی رحمت بغیر ذاتی سعی کے نہیں مل سکتی۔ آیت میں جہاد ثبات صبر اور قربانی کرنے کی تنبیہ آمیز لطیف ترغیب بھی ہے اور امتحان میں پورا اُترنے کی نہایت لطافت کے ساتھ ہدایت ہے - وغیرہ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ

اور محمدؐ تو صرف رسول ہی ہیں اُن سے پہلے اور بہت سے

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

رسول گذر چکے ہیں تو اب اگر اُن کا انتقال ہو جائے یا وہ شہید ہو جائیں

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ

کیا تم ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی ایڑیوں کے بل

عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ

پلٹ جائیگا وہ خدا کا کچھ ہرگز نہ بگاڑ سکے گا

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَمَا كَانَ

اور اللہ شکر کرنیوالوں کو عنقریب ثواب دیگا اور بغیر حکم خدا کے

لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا

تو کوئی شخص مر ہی نہیں سکتا موت کا ایک وقت مقرر

مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیوی ثواب کا خواستگار ہوگا ہم اُسکو دنیا ہی

مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

میں سے دینگے اور جو شخص ثواب آخرت کا خواستگار ہوگا ہم اسکو اُسی میں

مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ○

سے دینگے اور عنقریب ہم شکر کرنیوالوں کو جزا دینگے

تفسیر جب جنگ احد میں مسلمانوں کو کچھ ہزیمت ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے تو کسی دشمن نے آواز دی کہ محمد تو قتل کر دیے گئے۔ اس پر بعض منافق بولے کہ اگر محمد نبی ہوتے تو مارے نہ جاتے۔ بعض کہنے لگے کہ جب نبی نہ رہے تو پھر اپنا مذہب کیوں نہ اختیار کر لیا جائے۔ بعض ہمت ہار بیٹھے اور بعض بھاگ کھڑے ہوئے بعض نے کفار سے طلب امن کو جائز قرار دیا اور بعض پختہ ایمان رکھنے والے حضرات کہنے لگے کہ جب رسول اللہ ہی نہ رہے تو ہم زندہ رہ کر کیا کرینگے جس حق پر حضور نے جان دی اُسی پر ہم جان دینگے اور اگر آپ قتل بھی ہو گئے تو خدا تعالیٰ حی وقیوم ہے لہذا مناسب ہے کہ لڑتے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم کو فتح نصیب فرمائے یا ہم کو بھی شہید بنا کر حضور اقدس سے ملا دے۔ یہ لوگ اسی کشمکش اور سراسیمگی میں تھے کہ سب سے پہلے حضرت کعب بن مالکؓ نے حضورؐ کو دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ مسلمانوں یہ ہیں رسول اللہ زندہ اور صحیح سلامت ہیں۔ بالآخر سب جمع ہو گئے۔ حضورؐ نے اُن کو ملامت فرمائی۔ سب نے معذرت کی اور عرض کیا یہ خبر سن کر ہمارے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور دل ٹوٹ گئے تھے۔ اُس وقت آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ نازل ہوئی۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں محمدؐ تو صرف رسول ہیں معبود نہیں ہیں اُن سے مقصود صرف رسالت ہے اس رسالت کی تکمیل میں اس امر کو کیا دخل ہے کہ وہ مرینگے یا نہ مرینگے۔ احکام الٰہی وہ تم کو پہونچا چکے۔ مقصود رسالت پورا ہو گیا۔ فنا دنیا میں ہر شخص کے لئے ہے اُن سے پہلے بھی رسول آئے اور چلے گئے انبیاء نے فرض تبلیغ ادا کیا اور مر گئے اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ اب اگر وہ مر بھی جائیں یا بالفرض محال قتل بھی ہو جائیں تو وہ معبود تو نہیں تھے کہ اُن کی عبادت میں فرق آجائیگا تو کیا اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ اب تمہارے لئے یہ مناسب ہوگا کہ ایڑیوں کے بل اسلام سے پلٹ جاؤ اور معبود حقیقی کی عبادت چھوڑ دو یعنی جب میں نے اپنے نبی کی زبان سے تم کو اپنے معبود اور پروردگار ہونے کی خبر دیدی اور اپنے رسول کی رسالت سے تم پر اپنی عبادت واجب کر دی اور خزائن الوہیت دکھا دئے اور تم نے اب بلا واسطہ میری الوہیت کو پہچان لیا تو پھر تم کو کیا ہو گیا کہ صرف رسول اللہ کا درمیانی پردہ اُٹھ جانے سے تم نے تزلزل کھا اور امتحان کے وقت حقائق ایمان واخلاص میں مضطرب ہو گئے۔ اگر تم میری الوہیت ربوبیت اور معبودیت کے مشاہدہ پر قائم رہتے تو درمیانی واسطے کے الگ ہو جانے سے بھی تمہارے مشاہدہ میں کوئی فرق نہ آتا اور برابر میری عبادت کئے جاتے وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ جو شخص ایڑیوں کے بل اسلام سے پلٹ جائیگا وہ خدا کا نقصان ذرہ برابر نہ کریگا بلکہ اپنا ہی نقصان کریگا۔ خدا نے تو اپنے رسول کے ذریعہ سے اسکو ہدایت کر دی اب ہدایت پر قائم رہنا نہ رہنا اُس کا فعل ہے ہدایت پر قائم رہیگا فائدہ اٹھائیگا۔ اسلام سے روگردانی کریگا اپنا ہی نقصان کریگا۔ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے دین پر قائم رہنے والے خدا کی بندگی اور اطاعت کرنے والے اسکو معبود جاننے والے اور نعمت ایمان واسلام کا شکر ادا کرنیوالے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ جزا عنقریب عنایت فرمائیگا۔ رسول کی وفات اور عدم وفات کو اسمیں کوئی دخل نہیں ہے۔ حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب حضور کی زندگی ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ جب خدا تعالیٰ نے ہم کو ہدایت کر دی تو واللہ اب ہم الٹے پاؤں نہیں پلٹینگے۔ واللہ اگر حضور کی وفات ہو گئی یا بالفرض آپ شہید ہو گئے تو ضرور مرتے دم تک میں اسی راہ پر لڑتے جاؤنگا جسپر رسول اللہ لڑے (رواہ الطبرانی) حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ شاکرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین پر قائم رہے یعنی صحابہ۔ اور ابوبکرؓ تمام شاکرین کے امیر ہیں۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ ہر شخص کی موت خدا کے حکم سے آتی ہے اور موت کا ایک وقت مقرر ہے جسمیں تقدیم تاخیر ناممکن ہے اگر وقت آگیا ہے تو فرار سے نجات نہیں مل سکتی اور وقت نہیں آیا ہے تو میدان جنگ میں گھس جانے اور جان لڑا دینے سے بھی موت نہیں آسکتی۔ پھر یہ سراسیمگی اور فرار تم نے کیوں اختیار کی۔ اس آیت میں نامردوں کو ہمت وجوش دلایا ہے جنگ پر ابھارا ہے اور میدان حرب میں بڑھ کر داد شجاعت دینے کی ترغیب دلائی ہے اور مدلل طریقہ سے جہاد پر آمادہ کیا ہے۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا۔ جنگ احد میں چونکہ تیر اندازوں کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی اور مورچہ چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے کے لئے کافروں کے پیچھے پڑ گئے تھے اور عبداللہ بن جبیرؓ اپنے دس ہمراہیوں کے ساتھ

[illegible] قائم رہے [illegible] آیت [illegible] میں [illegible] اول [illegible]
تو [illegible] کی دعا کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال کی صرف دنیا میں ہی جزا چاہتے ہیں اور اُن کی ہمت محض دنیوی ثواب ہی پر مقصور ہے تو ہم اُن کو دنیوی ثواب ہی بقدر قسمت عطا کرتے ہیں مال غنیمت وغیرہ ان کو ملجاتا ہے اور آخرت میں اُن کا حصہ نہیں ہوتا۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو لوگ ثواب اُخروی کے طالب ہوتے ہیں اور جنت کی خواستگاری کرتے ہیں اُن کو ثواب دنیا کے علاوہ ہم آخرت میں بھی جزا دینگے جنت عنایت کرینگے اور پھر اس ثواب وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اخروی کے علاوہ ایک خصوصی انعام اور بھی ہے جو اپنے شکر گزار اور ثابت قدم بندوں کو ہم خود ہی عطا فرمائینگے یعنی دیدار الٰہی۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے پرہیزگار بندوں کے لئے وہ نعمت رکھی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی کے دل میں اُس کا خیال گذرا یعنی حواس وعقل سے بالاتر ہے۔ اس سے مراد دیدار الٰہی ہے۔

مقصود بیان: ۔ رسول کا فرض تبلیغ احکام ہے۔ ہر رسول پر موت جسمانی ضرور وارد ہوگی اور ہوئی۔ رسول نہ خود معبود تھے اور نہ اُن کی وفات سے خدا اور بندوں کا تعلق منقطع ہوا ہے۔ اسلام و توحید کو ترک کرنے سے خدا کا کچھ نقصان نہیں ہوتا انسان کا خود ہی نقصان ہوتا ہے۔ کوئی اُسکو واحد جانے یا نہ جانے اُس کے لئے دونوں برابر ہیں۔ انسان کو اپنی ہمت صرف دنیوی دولت و مال، عزت و حکومت، جاہ و حشم پر مقصور نہ کرلینی چاہیئے بلکہ اصل مقصود یعنی سعادت اُخروی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کچھ انعامات خدا تعالیٰ کے ایسے بھی ہیں جو مخلص ایمانداروں کو اور اُن عارف باللہ ہستیوں کو ملتے ہیں جو مصائب کے وقت ثابت القلب رہتے ہیں اور اُن کے قدم راہِ حق سے ڈگمگاتے نہیں ہیں۔ وغیرہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ

اور بہت سے انبیاء ایسے گذرے ہیں جنکی معیت میں بہت سے اللہ والے لڑے

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور راہِ خدا میں جو مصائب اُن پر آئے اُن کی وجہ سے

وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

وہ کمزور نہ ہوئے اور نہ ہمت ہاری نہ سست پڑے نہ دبے اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو

الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

محبت کرتا ہے اور اس بات کے سوا وہ کوئی اور بات ہی نہ کہتے تھے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا

کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخشدے اور جو زیادتیاں ہماری اعمال میں ہم سے

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ہوجائیں اُنکو بھی بخشدے اور ہمکو ثابت قدم رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح عنایت فرما

فَاٰتٰىھُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

پس اللہ نے اُن کو دنیوی بدلا بھی دیا اور آخرت کا اچھا

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

بدلا بھی اور اللہ نیک بندوں سے محبت کرتا ہے

تفسیر

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ یہ گذشتہ آیات کے مضمون کی تاکید ہے اور جنگ احد میں فرار ہونیوالوں کو عتاب آمیز اور مدلل طرز میں جہاد کا جوش دلایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اُفتاد صرف تم پر ہی نہیں واقع ہوئی اور نہ یہ کوئی نئی بات ہے بلکہ بہت سے انبیاء ایسے گذرے ہیں کہ خدا پرستوں اور اللہ والوں کی جماعت اُن کے ہمراہ ہوکر کافروں سے لڑی ہے اور زخمی بھی ہوئی ہے شکست بھی کھائی ہے لیکن کسی نے راہ فرار اختیار نہ کی اور فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نہ زخمی ہونے یا راہِ خدا میں مصائب اُٹھانے سے پست ہمت اور بزدل ہوئے اور وَمَا ضَعُفُوْا نہ جہاد سے نامرد ہوکر بیٹھ رہے اور وَمَا اسْتَكَانُوْا نہ دشمن کے سامنے انہوں نے ہتیار رکھکر سر عجز خم کیا نہ کفار کے سامنے پست پڑے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور خدا تعالیٰ اُنہی لوگوں کو اجر جزیل اور ثواب کافی عنایت فرماتا ہے جو جہاد میں ثابت قدم اور مرضی مولا کے طالب رہتے ہیں جن کے ارادے غیر متزلزل اور ہمتیں پائیدار ہوتی ہیں۔ یہ جملہ درمیان میں صرف مسلمانوں کو اُبھارنے کے لئے بیان کیا گیا۔ اب پھر جملہ اوّل کے مفہوم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا یعنی اگرچہ اُن کے بڑے بڑے ساتھی راہِ خدا میں شہید ہوگئے خود بھی وہ زخمی ہوئے اپنی جماعت کی شکست اور کفار کا غلبہ بھی وہ دیکھ رہے تھے مگر اُن کی زبان سے ایسے وقت میں بھی یہی الفاظ نکلتے تھے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا الٰہی ہمارے قصور معاف کردے ہم سے جو گناہ سرزد ہوگئے ہوں اُن کو بخشدے۔ وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا اور جو زیادتیاں ہماری طرف سے ہوگئی ہوں اُن سے درگذر فرما یعنی یہ شکست اور مغلوبیت ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور ہماری بداعمالیاں ہی اسکی ذمہ دار ہیں تو ہماری غلطیوں کو معاف فرما وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

ہم کو کافروں کے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ ہماری نیتوں میں تزلزل ارادوں میں پستی اور جوش شجاعت میں کمی نہ پیدا کر بلکہ ہم کو دلیر ثابت القلب بنا اور استقامت عطا فرما دے وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور کافروں پر ہم کو ظفریاب کردے فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا لہذا ان کی استقامت اور ثبات ایمان کو دیکھتے ہوئے خدا نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور فتح و نصرت عافیت و حکومت اُن کو عطا فرمائی۔ وہ کافروں پر غالب ہوگئے وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ اور فقط دنیوی حکومت و غلبہ ہی نہیں بلکہ ثواب آخرت میں بھی استحقاق سے زائد ان کو عنایت کیا کیونکہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا جزیل عطا فرمایا کرتا ہے اور خدا کے نزدیک وہی بندے پسندیدہ ہیں جو اطاعت شعار اور فرمانبردار ہیں۔

مقصود بیان: مسلمانوں کے دلوں میں جوش شجاعت، جہاد کا ولولہ اور استقامت و صبر کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے۔ اس طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو شکست اور مغلوبیت سے پست حوصلہ اور کم ہمت نہ ہونا چاہئے۔ یہ قدیم سے سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ مؤمنوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ امتحان کے وقت اور زیادہ استقامت، پائیداری، صبر اور اخلاص و ایمان سے کام لے اور پراگندگی و سراسیگی کو پاس نہ آنے دے اور یہ یقین رکھے کہ فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے۔ شکست و مغلوبیت، ہماری ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے لہذا خدا سے اول اپنے جرائم کی معافی کی دعا کی جائے اور پھر فتح و ظفر کی استدعا کے ساتھ ساتھ استقامت و جرأت کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا جائے۔ جب یہ تینوں باتیں موجود ہونگی تو خدا تعالیٰ ضرور ظفریاب فرمائیگا۔ حاصل یہ کہ مسلمان پر لازم ہے کہ شکست و افتاد مصائب کے وقت سب سے پہلے اپنے گناہوں سے استغفار کرے پھر خدا سے نصرت کی دعا اور پھر جرأت و ہمت سے مقابلہ کرے۔ وغیرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ

مسلمانوں اگر تم کافروں کا کہنا

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

مانوگے تو یہ تم کو ایڑیوں کے بل (اسلام سے) لوٹا دینگے پھر تم ہی

خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ

نقصان اٹھاؤگے بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے اور وہی بہترین

النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

مددگار ہے ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب

الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ڈالدینگے کیونکہ انہوں نے ایسی چیز کو اللہ کا شریک مانا ہے جسکی (الوہیت کی)

بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ

اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری اور ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

ظالموں کا برا ٹھکانا ہے

تفسیر جب جنگ احد کی شکست پر مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے تو منافقوں کو موقع ہاتھ آیا۔ بعض تو الزام دینے لگے کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ مدینہ میں رہ کر لڑو تاکہ گھروں کی پناہ بھی ملجائے اگر ہمارا کہنا مانا جاتا تو آج یہ برا وقت کیوں دیکھنا پڑتا اور بعض منافق خیر خواہی کے پردے میں مسلمانوں کو بہکانے لگے کہ اب آئندہ کبھی جہاد پر دلیری نہ کرنا چاہئے ورنہ پھر ایسی مصیبت پیش آئیگی۔ اس اغواء اور گمراہی کی بیخ کنی کرنے اور کفار کے مکر سے آگاہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور حکم دیدیا کہ دشمن کا فریب کھاؤ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں اگر تم کافروں کے کہنے پر چلوگے اور ان کے مشورہ پر عمل کروگے تو يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ تو یہ ایسی تدبیریں سجھائینگے جن سے تم پھر کافر بن جاؤگے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا و دین میں ذلیل و خوار ہوگے نہ دنیوی عزت حکومت غلبہ اور نصرت حاصل ہوگی اور نہ دینی سعادت نصیب ہوگی کیونکہ یہ کافر تمہارے دوست اور مددگار نہیں ہیں۔ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ بلکہ خدا تعالیٰ تمہارا مددگار اور فتح و ظفر عنایت کرنے والا ہے وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ اور وہی بہترین معاون و مددگار ہے لہذا تم اسی کی اطاعت و فرماں برداری کرو تاکہ دارین میں سرخرو ہو کافروں کا کہنا نہ مانو۔ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ گذشتہ آیت سے شبہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مدد خدا نہیں کرتا ہے اور اگر خدا نے پہلے مدد کی ورنہ یہ شکست ہی کیوں ہوتی اور پھر جب اس قدر سخت شکست ہوگئی تو آئندہ کو فتح و نصرت کی کیا امید ہوسکتی ہے تو اس شبہ کو اس آیت میں دور کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں عنقریب تمہارا خوف ڈالدینگے اور اُن پر تمہارا رعب چھا جائیگا

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے، یہ بہت اعلیٰ کاغذ پر چھپی ہوئی ہے، ۸۰۰ صفحے کی مجلد چرمی کتاب ہے اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال ایک اڈیشن اس کا فروخت ہو جاتا ہے اور سینکڑوں کرسرحد کے عالم و فاضل دیندار بادشاہ جناب چترال نے باوجود اردو زبان ہونے کے پسند فرمایا اور تعد و جلدیں اپنے کتب خانوں کے لیے منگائیں قیمت مجلد چار روپے

بہشتی زیور کامل مجلد

حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا لکھا ہوا تصنیفہ کامل بہشتی زیور جس کے گیارہ حصے ہیں اور سب یکجا مجلد حصہ ۱ الف سے تے سے چھوٹے چھوٹے مسائل تک حصہ ۲ وضو، طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق نکاح، مہر وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق معاشرت نرمی حصہ ۶ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ۷ نیک بیبیاں اور حکایتیں حصہ ۸ ضروری اور مفید علاج حصہ ۹ دہلوی ہدایت حصہ ۱۰ مردوں کے لیے خاص مسائل ضخامت ۹۰۰ صفحات مجلد چرمی قیمت کامل دو روپے محصول ڈاک ایک روپیہ

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحات کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام ابو محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا اسلیس ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق، آداب معاشرت بیع و شرا لباس دیوانی اور فوجداری قوانین زراعت تجارت حکومت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو۔ مجلد ہے قیمت بارہ آنے محصول ۶؍

اسلامی معاشرت

عام طور سے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ ہی صرف مذہب سمجھے جاتے ہیں۔ اور معاملات کو لوگ غیر مذہبی خیال کرتے ہیں۔ اس لیے اس پر توجہ نہیں کرتے اگر ہمارا رہنا سہنا اتنی احتیاط سے ہو جائے جو مذہب کی تعلیم ہے تو پھر سب عبادت ہے۔ اس کتاب میں ایک مسلمان کی دنیاوی زندگی کا پورا دستور العمل ہے اور بتلایا ہے کہ کیونکر مسلمان دین و دنیا دونوں حاصل کر سکتے ہیں، نیز اسلام کا یہ امتیاز ہے کہ انسان کی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو سنوار دیا ہے اور اسلام کی تعلیم ثابت کی ہے [illegible] قیمت [illegible]

نماز کی سب سے بڑی کتاب

نماز کے متعلق واضح بیان اس سے زیادہ آپ کو کسی کتاب میں نہ ملیں گے اسمیں نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات، مفسدات مکروہات ذرہ ذرہ مسائل خلاف ائمہ اربعہ دلائل و براہین قاطعہ کے علاوہ صلوٰۃ خمسہ اور چار اقسام کی نماز اور احکام زکوٰۃ و مسائل جمعہ آداب مسجد اور اسلام طریقہ استغفار و تعلیم و تلقین، ترکیب تجہیز و تکفین غرضکہ ہر جزئیات نماز بڑی شرح و بسط سے درج ہیں۔ اس سے زیادہ مفصل بیان اردو میں آجتک شائع نہیں ہوا ضخامت ۵۰۰ صفحات مجلد کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۱؍

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت اور فلسفہ عجیب و غریب کتاب (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز دلکی کتاب اسمیں نماز پڑھنے کی پوری پوری ترغیب ہے (۴) مسائل عیدین اور جمعہ کی نماز کی پوری ترکیب (۵) نماز کے علمی فائدے اسمیں فرض نماز کے علاوہ تمام اقسام کی نمازیں اور ان کے فوائد ہیں سب کی یکجا قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸؍

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جس میں آداب لیا نہ کی جائے یہ کتاب حضرت امام غزالی کی کتاب بدایۃ الہدایۃ کا ترجمہ ہے اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں علم کا منشا۔ آداب عبادت، آداب طاعات آداب نماز، رہنے سہنے کے آداب گناہوں سے بچنا، اعضاء کے گناہ، دل کے گناہ، کن کن فضائل کا مسلمان میں ہونا ضروری ہے وغیرہ یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ضخامت ۴۰ صفحات قیمت صرف چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

قرآن و حدیث کی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے واقف نہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں، تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہیں تو اولاد والے ہو سکتے ہیں مفلس ہیں تو زردار۔ پریشان خاطر ہیں تو مطمئن غرضکہ آپکی ہر دعا اور ہر حاجت بارگاہ ایزدی میں پیش ہو سکتی ہے لیکن اس کتاب کو پڑھ کر اس کے بتلائے ہوئے طریقے سے دعا مانگنا ضروری ہے۔ قرآن پاک کی دعائیں تو ہر مسلمان کو یاد رہیں۔ اس لیے کہ اس کے الفاظ بڑے موثر ہیں قیمت آٹھ آنے محصول ۶؍

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہان گشت جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تکالیف کا آخری زینہ ہوتے ہیں یہ وہ شاہ راہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں اور ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہان گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے پورے جہان کا گشت کر کے حاصل کیے ہیں قیمت صرف دس آنے محصول ۶؍

صحیفہ قدسی

یہ کتاب آیۃ الکرسی کی تفسیر ہے اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا۔ اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کا عامل دنیا مسخر کر سکتا ہے اسم اعظم آیۃ الکرسی میں ہے اس کتاب میں اسی کی تفسیر ہے اور تفسیر کے ساتھ ساتھ آیۃ الکرسی کے خواص اور عجیب اعمال بھی ہیں۔ اگر آیۃ الکرسی کے اعمال پر عبور ہو جائے تو پھر ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے وہ بھی نہ صرف اپنی بلکہ جس کی چاہیں اسکی عملیات کے سلسلہ میں آیۃ الکرسی کا بڑا درجہ ہے اور اس کے اوراد ہزار ہا کاموں کے لیے تیر بہدف اعمال ہیں، قیمت آٹھ آنے محصول ۶؍

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، عورت کا ہو، مرد کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ تسخیر القلوب منگا کر جو لکھا ہو اس کے عامل بن جائیں۔ احباب کا مسخر کرنا ہو، مرد کا مطیع کرنا آقا افسر پر قابو پانا امتحانات کا پاس کرنا حب نفرت فیصلہ کرنا اس کتاب کے عامل کے لیے کیا معمولی بات ہے ایک نہایت موثر کتاب ہے جس کے چھ اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۶؍

نیا باہ سورہ

سب سے سستا اس طرح کہ حمیدیہ پریس نے چھپوایا ہے اسمیں بارہ سورتیں ہیں، یاسین، فتح، رحمن، واقعہ ملک، مزمل، نوح، جن، کہف، اخلاص، فلق اور ناس ہیں، سب مترجم اور مفسر [illegible] قل، دعائیں اور [illegible] اسمائے حسنیٰ، اسمائے رسول، [illegible] اور نماز کامل دعائے قنوت کے علاوہ تمام نفلی نمازیں [illegible] علاوہ ازیں تمام ضروریات [illegible] [illegible] قیمت پانچ آنے محصول [illegible]

[illegible]

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخی کاغذ و صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ حبیب اللہ یعنی رسول ﷺ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے اپنے انداز میں حالات عجیب لکھے ہیں کہ انکا سلسلہ بعد بصیرت افروز ہو کتابت کشادہ ہے یوں تو اپنے اصل قبول کی صد ہا سر انجام پذیر ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپکی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ضخامت ۲۵۶ صفحات قیمت مجلد بارہ آنے محصول ۵ر

بڑی سوانح عمری غوث اعظم

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیر دستگیر یعنی غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کون گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسا کہ اس کتاب میں ہیں حضرت شاہ مراد قادری سہروردی کی سب سے بہتر تالیف ہے اس کتاب میں آپکی ولادت سے لیکر وصال کے حالات حضرت کی کرامات بہت مفصل اور پر معارف ہیں، چار سو صفحات، قیمت مجلد سوا روپیہ محصول ۱۰ر کل ۱؎

صلاح الدین اعظم

کی سوانح عمری جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا، اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر فوجوانوں سے ان دشمنان اسلام کی جمعیت نابود کر دیا، اور انکی آرزو کو خاک میں ملا دیا۔ کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی دغا و بربادی کے وہ سین آپکی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جس سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہے فی الفور گرم ہو جائے گا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہوگا کتاب کے شروع میں فوٹو بھی ہے، قیمت دو روپے

تاریخ سلاطین آل عثمان

دیکھئے تو کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری پھلی پھولی اور عیسائیوں و دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کر دینے کیلئے کیا کیا منصوبے کئے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت خیز تھا، ایک طرف دنیا کے عیسائی دوسری طرف چند مجاہدین آخر حق کو فتح ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا بھی مکمل تذکرہ ہے، قیمت [illegible] دو روپے

تاریخ مدینہ منورہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک نادر کتاب ہے مع فوٹو شہر مدینہ و روضہ اقدس و نقشہ غلاف روضہ و مسجد نبوی وہ کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو، یقیناً ہر مسلمان کو جسکو حضور سے محبت ہو اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا۔ لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب تیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات آ گئے ہیں بہت مقبول کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کیلئے ضروری ہیں، کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں، ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی نازیبا ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے جو امام صاحب کے علمی حالات اور فقہی کارناموں مناظروں اور دقیق رس مسائل معلوم کرنیکے لئے یہ سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا مابہ الامتیاز فن ہے بھی یہی، قیمت آٹھ آنے محصول ۵ر

حضرت ابو ذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابو ذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا، یہ اس جلیل القدر صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز خود رسول کریم نے اٹھائے ہیں ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو تفصیل کیساتھ اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر کارنامہ ہے خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں، ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے، قیمت چھ آنے

سیرۃ نظامی

یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کی ابتدا سے انتہا تک مکمل سوانح عمری ہے آپکے والدین آپکی پیدائش تعلیم ارادت، مجاہدہ، فتوحات، سخاوت، ایثار، لنگر خانہ بزرگان، صفا پر شفقت وعنایت، ارشاد و تلقین، اسرار و نکات اور اوراد و وظائف وغیرہ کا مفصل بیان ہے، نیز آپ کے اکابرین خلیفہ اور تمام خواجگان چشت اور آپکے ہم عہد سلاطین دہلی کے حالات بھی شامل ہیں اور عمارت آستانہ مبارک کا مکمل حال ۳۱۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف بارہ آنے محصول ۵ر

تفسیر لبت سورہ

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری نصیب ہوتی ہے، مولا سے راز و نیاز کہتے ہیں، لیکن ہم کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ہم نے کیا کہا اور مولا نے کیا سنا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائے گا۔ کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے کے وقت ذہن نشین ہوگا، جو اس کتاب میں ہے مختصر یہ کہ آپ اپنی نماز کو صحیح نماز بنانا چاہتے ہیں تو یہ تفسیر لبت سورہ ضرور منگا کر پڑھئے [illegible] صاحب کی لکھی ہوئی نہایت مستند تفسیر ہے۔ قیمت چھ آنے

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے بہتر کتاب ہے جو حمیدیہ پریس نے حال میں شائع کی ہے اس کتاب کے مولف بھی مولانا نذیر الحق صاحب مولف کتاب الاسلام ہیں، بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا پڑھنا بھی ناگزیر ہے پوری تعریف تو کتاب پڑھنے سے ہی معلوم ہوگی یہ ضرور کہونگا۔ کہ قرآن پاک پڑھنے کا لطف اسی میں ہے، کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے، قیمت دس آنے

دوائیں دعائیں

قضا تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک کہ بیرونی صحابی سے مرض رفع نہ کیا جائے اسکی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کیلئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کو بنا دیں لیکن بغیر قربت ہر گز تو ہونے کا نہیں ان لوگوں کیلئے جو پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دعاؤں کے قائل ہیں۔ دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھانے مذکورۂ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو جز ہیں اور جو دو ماہرین فن کے تیار کردہ ہیں بہت مفید کتابیں ہیں قیمت ہر دو ۸ آنے

کنز الحسین مجلد

اس کتاب کا نام دولت دارین بھی ہے یہ اعمال و اوراد نقش و تعویذات کی بہت بڑی کتاب ہے ۴۴۲ صفحہ کی ضخامت ہے تصنیف سید غلام حسین صاحب کامل فاضل نجوم و ماہر علوم ساوی نہایت کام کی چیز ہے جس میں یہ ہیں، اسمائے الٰہی کے اعمال اور تعویذات زکوٰۃ کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان و نقش لکھنے اور نقش پر کرنیکا طریقہ (۴) ہزیت اور دفع آسیب اور مجربات (۵) ساعات، کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ کیفیات اور پرہیز (۶) سفلی علاج اور دفع وغیرہ (۷) نجوم ورمل اور جفر کی کتاب ہے، قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۸ر

مولوی ...

حضرت امیر معاویہ رضی

بنی امیہ کے مہتمم بالشان خلیفہ کی پرشکوہ لائف اور تاریخ قرن اول اسلام کا ایک درخشاں ورق

سیرت امیر معاویہ اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے

کاتب وحی اور برادر نسبتی رسول عربی کی اردو زبان میں مکمل سوانح عمری آج پہلی مرتبہ دفتر رسالہ مولوی نے شائع کی ہے اس سے پہلے حضرت امیر معاویہ کے اس قدر مفصل حالات کسی کتاب میں یکجا شائع نہیں ہوئے یہ تاریخ اسلام کا ایک نادر صحیفہ ہے اس میں شہادت حضرت عثمان سے لے کر وفات حضرت معاویہ تک اسلام اور اسلام کی اشاعت اور فتوحات اسلامیہ کے حالات ہیں ابتدائی کتاب سے امیر معاویہ کی ابتدائی اور فتوحات کا مفصل حال ... معلوم ہوتے ہیں جناب مولانا شریف احمد صاحب ... کا ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے ... بڑی محنت ... اور بہت ... اندازہ میں بالکل مورخانہ حیثیت سے تالیف فرمائی ہے اور الحمدللہ بڑی بیش بہا کتاب ہے اس کتاب میں ابتدائے اسلام کی مقبولیت کی کافی تصریحات ہیں آج دنیا جس نظم و نسق مملکت پر نازاں ہے یہ ہے کہ اس شاندار خلیفہ نے ایک ہزار تیرہ سو برس پہلے اس سے بہتر انتظام سلطنت کیا تھا۔ تین سو چوالیس صفحہ کی کتاب ہے۔ مجلد ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ اور ۹ محصولڈاک **حمیدیہ پریس دہلی** سے منگائیے

حمیدیہ پریس دہلی

دہلی ...

الفاروق

خلیفہ ثانی حضرت عمر کی سوانح حیات

مورخ اعظم علامہ شبلی کی وہ مقبول عام کتاب جو ... سے زیادہ چھپ چکی ہے ابتدا میں اس کی قیمت ... سالہا سال رہی یہ حمیدیہ پریس دہلی کا ... کہ اس نے ایسی اہم کتاب کو نہایت قیمت پر فروخت ... تین سو ... صفحہ کی کتاب ہے اور قیمت صرف ۱۲ محصولڈاک ۵ ... قیمت پر اتنے صفحہ والی الفاروق حمیدیہ پریس دہلی سے ہی مل سکتی ہے

قیمت ۱۲

حمیدیہ پریس دہلی

خالد بن ولیدؓ کی سب سے بڑی اور مستند سوانح حیات

مرتبہ مورخ اسلام حضرت علامہ مراد مارہروی۔ علامہ موصوف کی ذات سے مولوی کا ہر خریدار واقف ہے۔ بلکہ ہر فرد کے مضامین آپ کی کاوش کے نتائج خالد بن ولید کی یہ تازہ تصنیف ہے اور مستند واقعات کے لحاظ سے تو یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے اس سے بڑی اور اس سے زیادہ مستند اور اس سے زیادہ اہتمام سے کوئی بڑے سے بڑے کتب خانہ نے خالد بن ولید کی سوانح عمری شائع نہیں کی۔ یہ تاریخ اسلام کا سب سے پر جوش باب ہے۔ ابتدائے اسلام کے اس سب سے بڑے مجاہد کی سوانح حیات اور اسلامی فتوحات کی ایک ایسی کتاب جس کے پڑھنے سے حرارت اسلامی تیز تر ہوتی ہے، مجلد کتاب ۴۰۰ صفحات اور قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۱۰ ر کل ۱۰ ؍ دفتر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

مختصر فہرست مضامین

خالد بن ولید	فتح مکہ اور خالد	بنو تمیم اور خالد	ایران کی کامل تسخیر	فتح بیت المقدس اور خالد	ذاتی مناقب
عہد اول میں خالد کا ...	معرکہ حنین اور خالد	مسیلمہ کذاب کا قتل	شکست کے بعد قیصر سے	آخری قیصری یلغار	حضور کو اپنا عقیدت
حضور کی پیشگوئی	محاصرہ طائف	معرکہ عمان	مقابلہ	رومی سپہ سالار کا ...	رسول کریم کی قدردانی
واقعہ حدیبیہ اور خالد	سریہ بنو خزیمہ	حملہ ایران و روم	خالد ارض شام میں	محاصرہ حمص	خالد کی ہر دلعزیزی
حضرت خالد کا اسلام	سریہ یمن و نجران	ایران کے مفصل سیاسی	فتح دمشق اور خالد	یرموک پر خالد کا حملہ	جوش اشاعت اسلام
جنگ موتہ اور خالد	سریہ یمن کے حالات	حالات	معرکہ فحل اور خالد	حضرت خالد کی معزولی	شوق شہادت
دیگر سریات اور خالد	سریہ عسیر	روم کی تاریخی اور سیاسی	دمشق کا معرکہ ثانی	کثیر الاشاغل زندگی	شجاعت و تدبر
	طلیحہ اور خالد	پوزیشن	فتح حمص اور خالد	اصول عمل	حق پرستی
	فتنہ ارتداد	جنگ ذات السلاسل	معرکہ یرموک	رعایا نوازی کے شاندار	حیات خالد پر الزام اور
	سلمیٰ اور خالد	جنگ دومۃ الجندل	فتح قنسرین اور خالد	مظاہر	انکی تردید

حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کی سب سے بڑی لائف

مؤلفہ عالیجناب علامہ مراد صاحب مارہروی

یہ اس جلیل القدر صحابی کی لائف ہے جو بنی امیہ کا چشم و چراغ تھا۔ ابتدائی بعثت والی میں تاریخ اسلام کا فرد واحد ہے آپ ہی کی وہ مقدس ہستی ہے جس نے بزمانہ خلافت ثانی مصر کو فتح کیا۔ اور یہ اعظم افریقہ کے سب سے زیادہ زرخیز حصہ کو مسخر کیا۔ ابتدائے اسلام کی یہ ہی چند ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے اثر و رسوخ اور اپنے جوش اسلامی سے اس وحشی حصہ میں ایک نئی روح پھونکدی۔ یہ کتاب تاریخ قرن اول اسلام کا نہایت درخشاں باب ہے۔ مجلد کتاب ہے، ۳۸۴ صفحات ہیں۔ اردو زبان میں حضرت عمرو بن العاص کی اس سے بڑی کوئی سوانح عمری نہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۱۰ ر کل ۱۰ ؍

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

نام و نسب	فتنہ ارتداد کا استیصال	عین الشمس کی تسخیر	امیر معاویہ کی حمایت	مصر پر عمرو بن العاص کی	عمرو بن العاص کی منفرد
خاندان کے مشہور افراد	عرب کے ہاتھوں	سفر نامہ مصر اسلامی	حضرت عثمان کی خلافت	چڑھائی	... خودمختار والی
ولادت اور تعلیم	فتوحات شام میں	لشکر میں	دنیائے اسلام میں بدامنی	عمر پر دوسرا قاتلانہ حملہ	فضل و کمال
اور کاروباری زندگی	ایک شاندار حصہ	فسطاط کی فتح	حضرت عثمان کی شہادت	حضرت علی پر حملہ	علم قرآن و حدیث
مخالفت اسلام	جنگ دمشق	مقوقس سے معاہدہ	شہادت عثمان کا اثر	حضرت علی کی شہادت	مسائل میں اجتہاد
دربار نجاشی میں سفارت	معرکہ یرموک	اسکندریہ کی فتح	خلافت کے حکم عمر	امیر معاویہ پر حملہ	قوت بیانی و حسن ترسیل
اسلام کی طرف میلان	فلسطین میں فتوحات	مفتوحہ علاقہ پر پہلا	جنگ صفین اور اس کے	عمرو بن العاص کی وفات	مذاق شاعری و خوش ...
ہجرت حبشہ	بیت المقدس کی تسخیر	مسلم حاکم	مفصل حالات	وفات کے بعد ...	حق پسندی و حق گوئی
شاہ نجاشی کے ہاتھ پر	قیساریہ کی فتح	ایک لاکھ سے بارہ ہزار	حضرت علی سے مقابلہ	فسطاط کی تعمیر اور	فیاضی و نفس نوازی
اسلام کی بیعت	فتوحات مصر	کا مقابلہ	حیدری لشکر کی فتح	مصر کے میرانہ ...	شجاعت و جہاد
دربار رسالت میں	تاریخ معرکہ اجنادین	فتح اسکندریہ پر حضرت عمر	عمرو بن العاص کا تدبر	مصر کی گورنری	بے مثل تدبر
نیازمندانہ حاضری	مصر پر حملہ کی اجازت	خوشی کا اظہار	خلافت معاویہ کی ...	محاصل مصر اور ...	ظرافت و خوش طبعی۔ اسلام
ماخذ اسلام کی ترجیح	عریش اور فرما کی فتح	فتح برقہ	عمرو بن العاص پر ...	اولاد و ازواج	اولاد و ازواج
غزوات اور خدمات	بلبیس کی فتح	فتح طرابلس الغرب	کا حملہ	حکمت عرب	حضرت عبداللہ بن عمرو
سرایا میں شرکت	منف پر قبضہ	الجزائر و مراکش کی تسخیر	خوارج کا ظہور	تمدنی ترقیات	بن العاص کے حالات
		اسکندریہ کی بغاوت	مصر کی فتح ثانی	مذہبی جذبات	صفحات ۳۸۴
		رومیوں کے خلاف ...	... مصر کی ...	غیر مسلموں کے حقوق	صفحات مجلد قیمت ...

تاریخ اسلام کامل

پانچ حصے یکجا مجلد چھپی ہیں

حصہ اول ۹۰۰ صفحات اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے کے حالات کر وفات رسول کریم تک ختم کیا ہے جو واقعہ مستند کتب کے اہم مقالات یہ ہیں: تاریخ عرب، حالات قبل از قرن، حضور کی طفولیت، جوانی، رسالت، اسلام کی حالت ہجرت کے بعد ہر سال کے حالات، غزوات، سرایا، مراسلات، نبوت، معجزات، دینی تعلیم، مجمع الوداع، ازواج مطہرات کے حالات نہایت شرح و بسط کے

حصہ دوم اس میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور سیدنا علی کے عہد خلافت کے تمام حالات تاریخ ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول، خلافت کے احکامات، خلافت کے نتائج خونیں، خلافت کی کل تاریخ فلسفہ کی گئی ہے اور ملکی فتوحات اور ترقی اسلام کے مشرح واقعات بیان کئے ہیں نیز افتراق امت کی پوری تاریخ ہے

حصہ سوم اس میں خلفائے بنی امیہ کے حالات ہیں اس کی ابتدا شہادت امام حسین سے ہے اور بنی امیہ کے ۱۴ خلفاء کی ۹۲ سالہ حکومت کے مفصل حالات ہیں، یہ دور فتوحات اسلامیہ کا سب سے بڑا دور ہے اور اس میں عراق، مصر، فلسطین، افغانستان، عرب، افریقہ و اسپین کی تسخیر کے حالات کل مفصل ہیں، علاوہ ازیں قلمرو اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ بھی ہے

حصہ چہارم خلفائے عباسیہ کی تاریخ اور عہد حکومت کے حالات یہ دور وہ زمانہ ہے جس میں علوم و فنون نے درجہ بدرجہ ترقی کی اور آج یورپ پورا کمال اسی عہد عباسیہ کا خوشہ چین ہے یہی دور خلافت ہے جس میں اسلامی فوجیں ہندوستان میں قدم جمائے اور محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا اسی کی بدولت ہند میں اسلام اپنے عروج پر پہنچا۔ اور دنیا کو علمی تیز تر شعاعوں نے ضو کر دیا۔

حصہ پنجم اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ کا خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو خلافت تفویض کرنا اور تمام خلفائے آل عثمان (ترک) کے حالات اور ان کی فتوحات یورپ کے حالات و ترکان احرار کا پورا حال ہے یہ تاریخ اسلام کا سب سے عبرتناک حصہ ہے

یہ سب حصے یکجا مجلد چھپی ہیں۔ کاغذ بہت اعلیٰ ہر حصے کی جلد ہے اور ۹۰۰ صفحات ہیں۔ قیمت مجلد ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ... کل ...

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

یہ سب کتابیں منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکے ذیل چودہ باب ہیں جن کے ماتحت سو ... مضامین ہیں جو میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت، ... حیات ازدواجی کی ترتیب، مختلف ملک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف انواع، تعدد ازدواج کی تاریخ، ایک مرد کے لیے ایک عورت۔ اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت۔ ماہیوں کا انتخاب، نکاح و شادی، عورت کی اہمیت، زوجین کی نااتفاقی، ... ایک نئی کتاب ہے۔ قیمت بارہ آنے

میاں بیوی کے حقوق

مسلمان میاں بیوی کیسے رہتے ہیں اور کیونکر اچھے رہ سکتے ہیں آپ کو کتاب میاں بیوی کے حقوق میں یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اور ساتھ ہی اس پر عمل کرکے ہر گھر جنت بن جائے گا۔ ایک اچھی بیوی اور اچھے خاوند جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں۔ یہ اسلامی جوڑا ایسا عمدہ جوڑا ہوگا جس سے آیندہ نسلیں بہترین بنیں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اسمیں میاں بیوی دونوں کے خالص شرعی فرائض ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۱؎

چار تعلیم نسوان مجلد

عورتوں اور بچیوں کے لیے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی اور ... کی تعلیمی کتابیں۔ پیغمبروں کے حالات مقدس روزے، اور مشہور خواتین ... صفحات۔ اللہ کے احسانات، نبیوں کے قصے، مقدس حالات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات ایمان، اسلام، قرآن مریم کے حالات، زمین سے آگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ... صفحے تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، خانہ داری، دیانت، صحابیات کا طریق زندگی، یہ چاروں کتابیں ۲۵۰ صفحات کی ہیں، اور ایک جگہ مجلد ہیں۔ قیمت مجلد دس آنے محصول ۵؎

بیگمات اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے پہلی کتاب ہے جس میں سب سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں ... اپنے وقت کی ... ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں شاہی خاندانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب ... اور بہی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے چند جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اسمیں نمایاں ہیں اور وہ حالات بہت ہی دلچسپ ہیں ۲۰۰ صفحات اپنی رنگینی عبارت اور تحقیق و جستجو کے لحاظ سے یہ کتاب اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ قیمت دس آنے محصول ہر کل ایک روپیہ

استاد انگریزی

مولفہ ماسٹر از جناب پروفیسر سید ... بی ٹی، ایم، ایس سی اس کتاب میں ... ابواب ہیں۔ باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں۔ باب صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں۔ اسم زبان و فعل کے متعلق مشق۔ باب لغت پڑھنا۔ باب فقرے بنانا اور سمجھنے کے اصول۔ باب روزمرہ کی بول چال۔ باب ٹینس اور بعض باب ترجمے کی صورتیں۔ باب انگریزی سے اردو بنانا۔ باب خط و کتابت۔ صرف اس ایک کتاب سے ایک ماہ میں باقاعدہ انگریزی لکھنی پڑھنی آجاتی ہے یہ کوئی کتاب چھوٹی نہیں ۲۰۰ صفحات قیمت بارہ آنے

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھا سکتا ہے یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی کے منشی فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کیے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہاسال کی محنت ریزی کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں۔ اور چٹھیاں۔ تیمارداری اور مبارکباد کی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے محصول ۵؎

استاد عربی

اب تو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور متعدد اساتذہ نے نہ صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے۔ اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے مقدس فرمان کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھیں تو اس کتاب کو منگا کر پڑھیے اور تھوڑا تھوڑا یاد کرتے جائیے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں خاصی اچھی عربی سے واقف ہو جائیں۔ قیمت بارہ آنے محصول ۵؎

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لیے ہر قسم کے صنعت و حرفت کے کام صحیح تجربہ کرکے درج کیے ہیں۔ اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے اچار مربے چٹنیاں رنگ کے نسخے، دھاتوں کا صاف کرنا اور مصنوعی اشیاء، عطر، عرق، شیشہ کا کام، پلیٹ، پالش، رنگ بنانا۔ فوٹوگرافی، گھڑی صاف کرنا۔ ادویہ، سیاہیاں بنانا، شعبدات، جادو کے کام، ... بنانا اور صدہا طریقے کی صنعتیں اسمیں درج ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہو اور محنت کرے تو انشاء اللہ بے روزگار نہیں رہ سکتا۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

سلسلہ تعلیم الاسلام

جسکو مسلمان بچوں کی تعلیم کے لیے علامہ مولوی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے چار حصے ہیں یکجا مجلد ہیں۔ پہلا حصہ اسمیں عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی اونچی باتیں اور نماز کا بیان۔ تیسرا حصہ اسکی ابتدا میں عقائد کی تفصیل بیان اور روزہ و حج کا بیان چوتھا حصہ اسمیں عقائد کی تکمیل اور حقوق العباد و حقوق اللہ کا بیان آجتک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار چھپ چکی ہے۔ اور ہر اسلامی مکتب میں بچوں کو پڑھائی جاتی ہے پہلے اسکی قیمت ایک روپیہ تھی اب جیدپریس نے اسکی قیمت ۸؎ کر دی ہے

قاعدہ اسہل القرآن

مولوی کا شایع کردہ قاعدہ جس سے اردو اور عربی دونوں کی مہارت ہو جاتی ہے اس کا انداز بہت ہی نرالا ہے، ابتدا میں ۳ صفحے کی تصاویر ہیں جن سے حروف تہجی شروع ہوتے ہیں اس کے بعد عربی اور اردو کے مرکبات و مفردات ہیں پھر عربی اور اردو کے دو حرفی سہ حرفی الفاظ اور ان کے اردو معنی۔ الفاظ میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ وہ سب روزمرہ کی ضروریات کے متعلق ہوں، اس طرح عربی پڑھنے اور عربی کے الفاظ اور معنی معلوم ہونے سے عربی زبان کی اچھی واقفیت ہو جاتی ہے قیمت ... ۵؎

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین استانی کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگئی دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں اچھی عورتیں اور مرد بھی بآسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا اور کھلا سکتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے روزانہ اچھی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام، برتنوں کا سلیقہ کھانا پکانا کھلانے کا طریقہ بھی بتلایا ہے اور تقریباً ہر قسم کے کھانا پکانے کی ترکیب ہے قیمت صرف آٹھ آنے

علاج الغربا مجلد

امیروں کو تو ہر علاج میں آسانی ہے مگر ... میں بھی غریبوں سے زیادہ امیروں کی پوچھ ہے اور ... علاجوں کی آسانی ہے وہاں غریبوں کے لیے ... اعتبار سے بہت کم گنجائش ہے اگر کتاب ... ہو۔ تو ہر مرض کی دوا چند پیسوں میں ... ہے۔ علاوہ پیسوں کی بچت کے اگر خود ضروری دوائیں تیار رہیں تو ہر وقت ... مل سکتی ہے اس لیے علاج الغربا منگا کر حکیموں اور ڈاکٹروں سے خود بھی بے نیاز ہو جائیے اور اپنے ... کی تکلیف دور کرنے کا ثواب کمائیے ... خصوصیت سے نسخے ہیں۔ قیمت مجلد دس آنے

یہ سب کتابیں دفتر رسالہ مولوی جیدپریس دہلی سے طلب فرمائیے

شب عروسی بالتصویر

قابل غور یہ بات ہے جو عورت کی فطرت کو اچھی طرح سمجھے اور بیوی سے صحیح لطف زندگی حاصل کرنے اور اولاد والی زندگی کی نازک ذمہ داری کو سمجھتا ہو شب عروسی کے بعد یہ سب باتیں سمجھ سکتا ہو اور اپنی ازدواجی زندگی میں جنت کا مزا آجائیگا تو ایسی کتاب کا مطالعہ ازدواج پر سب سے بہتر کتاب ہو۔ اس میں انگریزی کتابوں کی روح ہے اور مغرب کی تمام تازہ ترین صنفی تحقیقات کا جوہر ہے۔ اس میں جسم زنانی کی کمل تشریح ہے، اور اسمیں ہر وہ بات ہے جسکی ہر ایک شادی شدہ مرد اور عورت کو ضرورت ہے۔ بالتصویر کتاب ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

عورت بالتصویر

پھولوں کو پہچاننا چمن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے ضروری ہے۔ عورت کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جانا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ یہ کتاب عورت کا مطالعہ کریں جو زنانی زندگی کا مکمل نقشہ ہے، عورت کے پوشیدہ اعضا، جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو۔ اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں، بہت ہی موثر اور مقبول کتاب ہے قیمت دو روپے محصول ۵ر

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سر گھوم جاتے ہیں۔ یہ صرف چند نشاط انگیز الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ راز اسی کتاب میں ہیں، اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر شاید ہی کوئی اور کتاب ہو۔ شب نامچہ عروسی لٹریچر کے پرکیف مطالعہ کے ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی دیکھئے جہاں دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہو جاتی ہیں۔

قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یا جوانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجیے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں جن کا علم ہے کیونکہ لطف اندوز ہونا چاہیے، اکثر ازدواج کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی رونق بہار کس طرح چھنتی ہے، عورت کی عورت اور مرد سے مرد اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں مسرت ان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے مجرب ہی ہیں۔ بالتصویر قیمت ایک روپیہ

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفریں لذت اس وقت حاصل ہوسکتی ہے جب اسکے خزینہ جمال کو محفوظ رکھا جائے۔ ظاہر ہے کہ کثرت سے اولاد ہونے کے بعد عورت میں جاذبیت بھی ختم ہونے لگتی ہے اور مرد و عورت کی زندگی میں وہ کیف باقی نہیں رہتا جو ابتدا میں ہوتا ہے۔ اس کتاب میں ان باتوں کو کھلے طور پر بتایا گیا ہے اور اگر اسکی ہدایتوں پر عمل کر لیا جائے تو اولاد پر قابو بھی ہو سکتا ہے اور عورت کی زیبائش بھی قائم رہتی ہے بلکہ صنعتی طریقہ پر اس کو ابتدائی صورت میں تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے بالتصویر ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

دوشیزہ کی ڈائری

عورت سے لطف حاصل کرنے کے لیے یہ کتاب پڑھئے اسمیں بہت سی مغربی کتابوں کا ماخذ ہے جس میں مغرب کی متعدد دوشیزہ خواتین کے جذبات جو انکی ڈائریوں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ فطرت نے کیا کیا جذبات صنف نازک میں بھر دیے ہیں اور مرد ان سے کیونکر لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ نیز اگر عورت کی جذبات کی تشفی صحیح طور سے ہو جائے تو عورت واقعی مرد کی بھی پرستار بن جاتی ہے۔ ڈھائی سو صفحہ کی بالتصویر کتاب ہے۔ شادی کے موقع پر آپ اپنے دوستوں کو تحفہ دیں تو یہ بہترین تحفہ ہوگا۔ قیمت دو روپے

عروس نو

نئی دلہن اور نیا دولہا ایک دوسرے کیا متوقع ہوتے ہیں۔ یہ اسی کتاب سے معلوم ہو سکتا ہے عروس نو صرف آرائش جمال ہی نہیں ہے بلکہ فطرت کی صحیح خواہشات کا آئینہ ہے جس سے ایک دوسرے کے خصائل سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے اسمیں اکثر علامات اور حرکات اور بشرے سے دونوں کی عادات اور رجحانات کا پتہ بھی بتایا گیا ہے۔ تاکہ دفور جذبات میں بہکر جب دونوں تھک جائیں تو ایک دوسرے سے متنفر نہ ہو جائیں۔ یہ کتاب تو فیر محبت کا جلتا ہوا جادو ہے، قیمت ایک روپیہ

شب عروسی کے افسانے

یہ سات پر بہار مست ناز عروسوں کے افسانے جن کے باغ حسن کی گل چینی سات مالیوں نے مختلف طریقہ پر کی۔ یہ کسی کوک شاستر کی مفروضہ کہانی نہیں ہے بلکہ یہ کتاب آپکی رفیقہ حیات کی ہستی اور اس کے جذبات کا سچی نقشہ ہے۔ اس میں صحیح راز بتانے والی ہے اور عورت مرد سے کیا چاہتی ہے یہ عورت کی زبان سے ہی سن لیجیے۔ سمجھ لیجئے کہ ان بیانات میں کتنی شیرینی اور کتنا لطف ہوگا یہ ۱۹۲ صفحہ کی بالتصویر کتاب ہے اور اپنی ہم جنس کتابوں میں بہت وقیع ہے، بالتصویر ہے قیمت صرف ایک روپیہ۔

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں رموز عیش نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورت سے متعلق ہوتی ہیں شاید وہ اس پاشنگ بھی نہ ہوں۔ ارباب عیش نے عورت کے رموز و روش سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور انہوں نے مرد کی قوت شہوانی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے اور ہزاروں تجربات ہیں۔ اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں تجربوں سے اور مفرح ہیں قیمت صرف ایک روپیہ

طلوع شباب

شباب کا پہلا دور جب بہار پر آتا ہے اور وہ شباب بھی عورت کا ہو تو لذتوں کا ایک سیلاب اپنے ساتھ لاتا ہے یہی وقت ہے جب عورت کی تیز ترحیات کے صحیح فلسفہ آغاز ہونے کے لیے مرد اس کے دل میں جگہ پالیتا ہے، وہ منہ سے کچھ نہیں کہتی لیکن اس کا دل ولولوں کا خزینہ ہوتا ہے، دل کی بات کیونکر معلوم ہو۔ اس کا حال یہ کتاب بتلائیگی۔ یہ کتاب گویا اس کے قلب نازک کا آئینہ ہے اور مرد اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے جو کہ عورت اپنے آپ کو ہمیشہ حسین کہلانا چاہتی ہے اس لئے اس میں خوشنمائی کے طبی نسخے بھی ہیں۔ قیمت بارہ آنے

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے، یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے تحت رہ کر انسان جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر یہ چاہتا ہے کہ یہ انتہا بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب فائدے طریقے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ضروری باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیت کو مردوں پر منکشف کر دیا ہے بالتصویر ہے، قیمت صرف ایک روپیہ

دلہنوں کی کانفرنس

یہ سولہ حسینوں کی کانفرنس کی روداد ہے اور سولہ سہاگ کی راتوں پر ایک کا جدا گانہ تبصرہ جوانی دیوانی کی بے باکیوں کی تصویریں اور حسن عالم آشوب کے متحرک مرقعے جب آپ بیتی کہہ رہی ہیں تو اسمیں کسقدر شوخیاں ہونگی پھر لطف یہ کہ یہ سب مطالعہ کی عیاشی نہیں ہے بلکہ ہر فقرہ کام کا اور ہر تقریر عبرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ اسمیں عورتوں کی زبانی ان کے دلی معاملات کا اظہار ہے اور عورتوں کے انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں مکمل ہے۔ قیمت ۸ آنے محصول ۴ر کل ۱۲ر

مابعد حسین

اُردو زبان میں اپنی نوع کی پہلی کتاب

جو مصدقہ مستند کتابوں سے اخوذ ہے اور مولانا شریف احمد صاحب مراد بارہری کی انتہائی تلاش کا نتیجہ ہے آج تک ایسی کوئی کتاب اردو زبان میں شایع نہیں ہوئی حالات شہادت امام سننے کے بعد جو کیفیت دل کی ہوتی ہے اسکی ہزاروں رونے والی آنکھیں گواہ ہیں اور دل سے جو دھوئیں نکلتے ہیں اسکی سوزش کم کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ قاتلان حسین کا انجام پڑھکر عزیزان حسین کے رونے والوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو سکتا ہے کہ گو اسمیں بڑا صرف ہوا ہے اس لئے کہ قاتلان حسین کے حالات کسی ایک کتاب میں نہیں ملتے بڑی بڑی کتابوں دیکھیں کہیں کہیں خال خال حالات مل جاتے ہیں بہرحال خدا کے فضل سے کتاب تیار ہو گئی ہے ۲۴ صفحات کی مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ر کل ۱؎

فہرست مضامین

باب ۱
کارزار میں بادشاہ ... نعش مبارک کی پامالی — اہل بیت کی بیکسانہ قید — یزید پر رقت — یزید کے گھر میں کہرام — یزید کا رویہ — علما و اقارب کی بیعت

باب ۲
یزید کی دوسری شیعت — بیت الله پر آتشباری — کوفیوں کی بے وفائی — خانہ کعبہ پر یزیدی افواج — عبدالله ابن زبیر کی سیاہی — تقریریں اور تعزیتیں — مروانی حکومت کا قیام

باب ۳
دل کے ارمان دل میں — تخت یزید کا تاراج — سپہ سالار یزید پر عتاب — یزید پر موت کی سختی

باب ۴
ابن زیاد کی شناوتیں — قدرت کا سخت انتقام — پرستار زادہ کی حرکتیں — یزید کا انتقال — ابن زیاد پر کوہ الم — کوفہ کا پہلا جہاد — ابن زیاد کے اہل وعیال کا قتل

باب ۵
تنزد وق اور ابن زیاد ... ہوئے دلوں کا پہلا ...

سلیمان کی شہادت

باب ۶
مختار ثقفی کا ظہور — زبیری عامل کا قتل — حضرت ابن الحنفیہ — خون شہدا کا انتقام — ابراہیم بن مالک کی بیعت

باب ۷
تخت حکومت پر مختار کا جلوس — عراق میں مختار کے عامل — مصعب ابن ابراہیم کو شکست

باب ۸
مختار کا مسلسل انتقام — محمد بن اشعث کا اقتدار — مختار کی نوازشیں — ابن زیاد کی پہلی جنگ

باب ۹
غضب الٰہی — قاتلین حسین کا حشر — ابراہیم کی جہاد انگیز تقریر — لشکر شام سے مقابلہ — قاتلین امام کا ساتھی — ابن اشعث کی مردانہ تقریر — مختار پر قاتلین کا خروج — ابراہیم کی واپسی — محمد بن اشعث کا حشر — عبدالله بن اسد کا حشر — مالک بن بشیر کا حشر — رافع بن بلال کا حشر — عبدالله بن عمر کا حشر — ابن نوفل کا حشر — خولہ اور اسکی بیوی کا حشر — شمر ... موت کا حشر — عثمان مرادی کا حشر — یزید بن مالک کا خود پا...

ملعونوں کا حشر — مرہ بن منقذ کا عبرتناک حشر — زید بن رقاد کا حشر — عمر بن حجاج کا حشر — حکیم بن طفیل کا حشر — حارث بن مرہ کا حشر — اسحاق بن اشعث کا حشر — عمر بن سعد اور ابن زیاد کی گرفتاری — قاتلین ... کی ایک فہرست — حضرت حسین پر تلواریں چلانے والے — جسد حسین کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرنے والے — حضرت علی اکبر کے قاتل — علی کے قاتل کا حشر — ابوبکر بن علی کے قاتل — قاسم بن حسن کے قاتل — جعفر بن عقیل کے قاتل — ابو الحتفی کا حشر — ... قاتلین کا حشر — ... کا حشر

باب ۱۰
حمایت اہل بیت میں مختار کی دلسوزی — مکہ میں محمد بن حنفیہ کی نظر بندی — مختار اور ابن حنفیہ کی ... — ... کا جلسہ

باب ۱۱
فضائل ابن زبیر — لشکر ابن زیاد میں قاتلین — کوفہ میں مختار کی تقریر — ابراہیم کی روانگی — ... اور اس کے رفقا کا حشر

لشکر ابن زیاد کی آمادگی — لشکر یزید کا حشر — ابراہیم اور ابن زیاد کا مقابلہ — ابن افضل کا حشر — سلیب کو الله کی ... — شامی بن خزیمہ کا قتل — عبدالله بن عامر کا قتل — عامر بن یلدح کا قتل — مرہ بن حارث کا قتل — عبدالرحمن بن ... کا قتل — شامی افواج کو شکست — ... قتل

باب ۱۲
ابن زیاد کا فریب اور اقدام — ابو العباس کا قتل — ثابت بن مرہ کا قتل — عمر بن حجاج کا قتل — عمر بن ... کا قتل — عمر بن نافع کا قتل — عمر بن خنفیہ کا قتل — ابن زیاد کا شکست ... — ... ابن زیاد کا فرار اور ... — حصین بن نمیر کا حشر

باب ۱۳
شامی لشکر پر قہر الٰہی — شامی افسروں کا قتل — ابن زیاد پر خوف و ہراس — سرداران لشکر کا قتل — ابن زیاد کے بڑے لشکر کا قتل اور ابن زیاد — ... کے سر کی تشہیر — ... میں ایک ہزار تھا

کوفہ میں جشن فتح

باب ۱۴
مختار کا دعویٰ فتوحات — ... سے مختار کا سلوک — مختار پر مصعب کی یلغار — مختار کا قتل — ... ایک لاکھ قتل

باب ۱۵
قتل مختار کے بعد عراق کے انقلابات — مصعب کی تقریریں — بنی امیہ کی فیصلہ کن جنگ — بنی امیہ کا خوف و ہراس — بنی امیہ کی سازش — مصعب اور عبدالله بن زبیر کی شہادتیں

باب ۱۶
مختار کے مذہب کے متعلق مورخین کا اختلاف

باب ۱۷
مختار کی سیرت کا خاکہ

باب ۱۸
مورخین کے متعلق مورخین کی تصریحات — شہادت کے بعد کوفیوں کی ... — ... پر کوفیوں کا ... — ابن زیاد کا ... — کوفیوں کو ... کی شکست — قاتلین اہل بیت کے ... — شہزادگان بنی امیہ کا عبرتناک انجام — ... حال

باب ۱۹
بیت الشہدا کا ... — دمشق اور ... — ... کا نشانہ

کفرستان ہند کے تین ولی

(۱) خواجہ غریب نواز (۲) خواجہ گنج شکر (۳) خواجہ صابر کلیری

مصنفہ شاہ سید شریف احمد صاحب مراد بارہری ۲ ... قیمت ۸ر

فہرست مضامین

دیباچہ
تصوف کی حقیقت — تصوف اور حدیث — تصوف اور قرآن — مجاہدہ و کثرت عبادت — تحقیق الالہام — علما ... کے نوادر — مقامات سلوک — عبادات اور تصوف — تصوف اور آئین تصوف — ... اسلام اور تصوف — ... کی صورت

خواجہ غریب نواز
ولادت و خاندان — ایک کامل درویش کا ... — سمرقند و بخارا کا سفر — حضرت ہارونی کی بیعت — غوث الاعظم کے دربار میں — زمانہ حال اور ... — کفرستان ہند میں ... — کفرستان میں ... — خواجہ بزرگ کے قتل کا ... — زنار بردار ... — مہاراجہ کی ... — جیپال جوگی کی ... — مہاراجہ خواجہ کے ... — جیپال کا ... — خواجہ غریب نواز کی ... — جادوگروں سے مقابلہ — جیپال کی روحانی پرواز — جیپال کا اسلام لانا — مہاراجہ کی ... — کفر و اسلام کا تصادم — ... جنگ

جیسا اسلام کہ دہرہ ... — دہلی میں اسلام کی ... — خواجہ کی بیعت و اخلاق — مجاہدات و عبادات — علم و فضل — ازواج اور اولاد — حضرت خواجہ کا وصال

خواجہ فرید الدین گنج شکر
حسب نسب خاندان — ولادت تحصیل علم اور تکمیل — خواجہ قطب کی خدمت — شیخ بہاء الدین کی ملاقات — فرید آشاد ... — بابا صاحب تلاش پیر میں — مرشد گرامی کی خدمت — خواجہ غریب نواز کا کرم — بابا صاحب مسند خلافت پر — خرقہ اور سجادہ کا حصول — اجودھن میں مستقل قیام — ہندو جوگی کا اسلام — تبلیغ و ارشادات — سلطان ناصر الدین اور ... — ... کی عقیدت — ... سلطنت ... — ... کی امداد — اجودھن کی مرکزیت — بابا صاحب کی خلافت — علم و فضل — دریادلی و فیاضی — مجاہدات — خوراک و لباس — عادات و خصائل — کرامات فریدی — ملفوظات فریدی — بابا فرید کا وصال

حضرت خواجہ علاء الدین

علی احمد صابر
حسب نسب خاندان — ولادت ... — تعلیم طریقت لقب صابر — شان جلالی کے مظاہر — ... اور ان پر ... — خرقہ خلافت — حضرت جمال سے مقابلہ — عہد خلافت نامہ — ... مخدوم صاحب ... — ... کی اخلاقی حالت — ... والوں کا ... — جامع کلیر کی وسعت — ظہور جلال صابری کا ظہور — ... کی تباہی — مخدوم صاحب کی ... — سکوت و سکون میں ... — خواجہ ترک ... اور ... — مخدوم صاحب ... — ... سے تعلق — مخدوم صاحب کے مال — ... فنا و بقا — جلال بعد وصال — جلال کی ... — ... مزار کی ... — روضہ شریف کی تعمیر — مخدوم صاحب کی کرامات — ... — لباس و طعام — ... — دنیا کی ... — ... — تبلیغ اسلام

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والا حیرت نما قرآن مجید

چھ سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ بھی ہوجائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں

قربۃ لہم سیدخلہم اللہ فی رحمتہ ان اللہ غفور
وہ ان کے لیے قربت کا ذریعہ ہے ۔ اللہ اپنی رحمت میں ان کو داخل کرے گا　بلا شبہ اللہ غفور

رحیم ○ والسبقون الاولون من المھجرین والانصار
رحیم ہے　اور پہلے پہل سبقت کرنے والے　مہاجرین　اور　انصار

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ انکی پیروی کی ان سے اللہ راضی وہ اللہ سے راضی اور

واعد لہم جنت تجری تحتہا الانہر خلدین فیہا ابدا
اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کرکے ہیں، جن کے اندر نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

ذلک الفوز العظیم ○ وممن حولکم من الاعراب منفقون
یہی بڑی کامیابی ہے　اور تمہارے گرد و نواح کے بعض اعراب منافق ہیں

ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن
اور بعض اہل مدینہ بھی منافق ہیں　یہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں،　تم ان سے واقف نہیں ہو　ہم

وقف منزل

والسابقون الاولون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے مدینہ میں چلا جانا ہجرت کہلاتا ہے اسی سال سے سلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہوتا ہے ، اور جو پردیسی مسلمان حضور کے بعد یا حضور کے ہمرکاب وطن چھوڑ کر مدینہ میں آبسے وہ مہاجرین کہلاتے ہیں اور مدینہ کے مسلمان جنہوں نے اسلام کی مدد کی اور مسلمانوں کو مدینہ میں جگہ دی وہ انصار کہلاتے مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ سابقون الاولون سے اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں بعض کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف بھی اور کعبہ کیطرف بھی یعنی قبلہ بیت المقدس کے منسوخ ہونے سے پہلے جو لوگ اسلام لائے وہ مراد ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ مراد ہیں جو جنگ بدر میں شریک تھے ، امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت میں سابق اور مقدم ہیں کیونکہ اس آیت میں ان کو مہاجرین کے لقب سے یاد فرمایا ہے پس مناسب ہے کہ اسی وصف میں سابقیت اور اولیت ہو۔ اس بنا پر سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرار پاتے ہیں کیونکہ آپ ہی نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب وطن عزیز کو چھوڑا اور الذین اتبعوہم سے بعض مفسرین کے نزدیک صرف صحابہ مراد ہیں، مگر اکثر علما قائل ہیں کہ تمام لوگ مراد ہیں جو مہاجرین و انصار کی پیروی کریں خواہ وہ کسی زمانہ میں ہوں، میرے نزدیک سبقت فی الاسلام لدنیا اولیٰ ہے

اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو ساٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہے بیس صفحہ میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے کاغذ عمدہ ولایتی فیروزی ہے ۔

مجھے بڑی مسرت ہے

کہ آپ کی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا بہتر طیار ہوا ہے، کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں، اس کی تفسیر حضرت مولانا داود عالی نے لکھی ہے یہ وہی مفسر ہیں جن کی تفسیر مولوی میں بیان السبحان کے نام سے آپ کے زیر مطالعہ ہے ترجمہ اس لئے عام فہم حنفی شامل کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمات کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ ہی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں، خدا کی کارسازی ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہوگئے، یہ سب آپ معاونین کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور یہ قرآنی خدمت کہاں مجھے یقین ہے کہ اس کو دیکھ کر آپ مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی معاونت اور قدر افزائی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں، اب کہ زیادہ سے زیادہ فی روپیہ ۲ نفع و اخراجات متفرق رکھتا تھا اس میں اس سے بھی کم ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو یہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے محصول ڈاک سوا روپیہ کل تین روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

مولود

غوث الاعظم نمبر

مرتبہ محمد عبدالحمید خاں

چندہ سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنہ

روضۂ سیدنا غوث الاعظم

معاونین اسلام کے نام

جلد کام بنانے والے کارساز حقیقی کا شکریہ ادا ہونا محال ہے جس نے میرے الفاظ کو اثر سے نوازا اور خریداران مولوی کو اس کی اشاعت پر آمادہ کردیا۔ یہ کام اسی کا تھا۔ اس لئے اجر بھی وہی دیگا۔ میری منت کشانہ تو یہ ہے کہ میں سب بہا بہنوں سے اگر روشناس کرادوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

معاونین سرپرستی	تعداد	خریدار بڑھانے والے	تعداد
جناب عبدالغفور صاحب جون پور	۳	جناب عبدالرحمان پاٹ مرچنٹ لاہور	۴
" محمد ولایت حسین جہان آباد گیا	۴	" مولوی رحمۃ اللہ صاحب صدر مدرس کیلانی	۴
سید محمد علی صاحب کان پور	۴	" عبدالقادر انصاری گردا حیدرآباد	۲
" عبدالرشید صاحب شاہ جہاں پور	۴	" محمد لطیف ... صاحب فارسٹ گارڈ ...	۴
" محمد رمضان صاحب لاہور	۲	" حاجی محمد سلیمان ٹیاچوک بنارس	۴
" محمد حیات صاحب ہزارہ	۲	" عبدالحق صاحب لاہور	۲
" عبدالغنی صاحب جہد پور	۲	" حیدر حسین صاحب سبزی گنج بریلی	۴
" غلام غوث صاحب دھولپور	۲	" جہانگیر خاں صاحب سوجھ بھینسہ	۲
مولوی نعیم الدین صاحب خزانہ حیدرآباد	۲	" ایم عبدالمنان صاحب جیلا بانی	۲
" کرم الٰہی صاحب برکشا ہزاری باغ	۳	" عبدالرحمان صاحب عربی منٹگمری	۳
" روشن علی صاحب گنڈارا	۲	" مستری محمد حیات صاحب ڈھونڈ	۲
" محمد قاسم صاحب بیدر	۲	" محمد اسحاق صاحب بجبیر کورٹ	۳
" عبدالمجید خان صاحب پرکال دکن	۳	" سراج الدین صاحب نمبر ۲۴۴۳ پولیس	۲
" عبدالرحمن خاں صاحب جوہر تھانہ	۴	" بشیر الدین خاں صاحب کشمیر گلگت	۴
" غلام رسول صاحب پشاور	۴	" شاہ حیدر صاحب ڈونگہ بونگہ	۲
" ایم ... انصاری نواب شاہ	۱	" محمد عبدالعزیز صاحب جموں ایڈیٹ	۲
ابراہیم حاجی محمد صاحب بروچ	۴	" نواب خاں صاحب دوکاندار ...	۱
" محمد حنیف صاحب پارہ چنار	۲	چاند محمد جان محمد پروپرائٹر گوالیار	۲
" حافظ محی الدین صاحب شیوگاؤں	۲	خان بہادر راجہ محمد ... خان بونیال	۸
" محمد سعید خان صاحب آگرہ	۲	مولوی شاہ داد صاحب ہزانی	۱۰
" ولی داد کرم الٰہی صاحب لاہور	۳	" حبیب اللہ خان صاحب فرخ آباد	۲
" مولوی ولایت حسین صاحب جگدل	۲	" محمد جعفر صاحب ناظر عدالت ڈیرہ ...	۴
" عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب اجمیر	۲	" محمد حنیف صاحب پشاور	۳
" شیخ کرم حسین صاحب شاہ رُخ ملتان	۱	" مولوی عبدالعزیز صاحب بارو	۳
" ابراہیم موسیٰ سوا صالح ممبئی	۲	" مستری رحیم بخش صاحب وارڈہ ...	۲
" محمد جمیل خاں صاحب پنڈول	۳	منشی فقیر محمد صاحب چونیوالہ ہوشیارپور	۴
" محترمہ لقیس بیگم پیٹرجی جہانگاؤں	۲	قطب الدین صاحب پنشنر ایبٹ آباد	۲
" محمد یعقوب صاحب فارسٹ گارڈ	۴	چودھری خدا بخش صاحب پنڈ والہ	۲
" کریم خان صاحب افسر دوم پولیس	۲	" حکیم شادی بخش صاحب روڑی	۲
" اسلامیہ ہوٹل بشیر احمد گنگا دی	۳	" سید اسماعیل صاحب قادری سکندر آباد	۳
" شیخ غفار محمودی صاحب نگلنڈہ	۴	" آغا احمد علی صاحب احمد نگر	۱
" بگا خاں صاحب ڈپو آفیسر بنگلور	۵	" صادق علی صاحب متعلم ماڑی میگہ	۲
مطیع الرحمان صاحب اکیاب	۳	" خان بہادر صاحب بھوپال ...	۲
جناب محترم المظہر صاحب ... لکھنؤ	۳	کرم شیر خاں صاحب مدرس بہاولنگر	۳
" محمد حامد صاحب صدیقی کردی	۲	" عبدالمجید صاحب انصاری الہ آباد	۲
" محمد اسماعیل صاحب ناگوری ...	۲	" رسالدار عبدالرحمن پنشنر ... روڈ	۵
" عبدالعزیز خان شہادت خان ...	۴	" غلام محمد صاحب ویلیج پوسٹل کوٹ ...	۲

خریدار دینے والے	تعداد
جناب محمد ضیاء الدین منشی کاشبازی	۲
" محمد ... صاحب کلوتہ مزنگ گرل بازار	۳
" مولوی برکت علی صاحب ٹیچر سوہدرہ	۸
محمد اکرام علی خاں صاحب تحصیلدار سانبھر	۳
" محمد زماں صاحب ... ساوی والہ	۴
" غلام نبی صاحب ٹیچر کرور گرگانی	۲
" جناب عبدالکریم صاحب سیٹھ ٹیلیچری	۴
سید اللہ خاں صاحب بنگال ریلوے بیت	۳
" گلشیر خاں صاحب متھرا	۴
" نعیم الدین صاحب انسپکٹر پولیس مالورہ	۷
" اے۔ علی صاحب سیکر	۲
" چودھری غلام نبی ایڈووکیٹ خانیوال	۲
" عبدالجبار صاحب حالی خانیوال	۲
" سید محبوب ہاشمی اہلکار محکمہ ... لاتور	۴
" فقیر محمد صاحب کافی شاپ لائل پور	۲
" محمد محبوب اللہ صاحب ساہیر	۲
" محمد شرف الدین اہلکار ریسرچ نظام	۴
" مہر دین صاحب آبدار پٹوری سندھ	۲
" مولوی احمد سعید صاحب اکسائز انسپکٹر مظفر ...	۲
" فقیر شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ...	۲
چودھری محمد شفیع صاحب اودے سر جابا	۳
" ایس محبوب علی صاحب رنگون	۳
محمد شریف صاحب موٹر ساز کنڈا گھاٹ	۲
سید عبدالمجید شاہ صاحب خان پور	۳
" مراد علی صاحب سامود	۲
" بابو فیاض احمد صاحب بریلی	۲
" غلام احمد صاحب سری نگر	۴
" محمد محفوظ الحق صاحب وکیل رانچی	۴
حکیم حاذق عبدالقیوم صاحب لکی	۵
" ظہور الدین صاحب سیوہارا	۴
منشی عبدالحمید صاحب محرر ککری امبر	۵
" محمد مقصود علی صاحب پونا	۲
" مہر محمد صاحب جیدار دھاریوال	۳
" عبدالغنی صاحب تلاب ... راولپنڈی	۲
" ابو محمد صاحب ...	۱
" محمد رحمت اللہ صاحب ایم اے چھتیا پور	۴
" علی میاں صاحب ظہور میاں ممبئی	۲
" محمد یعقوب صاحب لوند استارہ	۳
" حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ملہری	۲
" شفیع اللہ صاحب شاہجہاں پور	۴

خریدار دینے والے	تعداد
جناب فضل الدین صاحب کربا	۲
" ایم اے ستار صاحب ممبئی	۱
" حکیم خلیل محمد خان صاحب جوڑہ	۲
" محمد قاضی صاحب ساہیوال	۱
" امان اللہ خاں صاحب شاہ پور	۴
" محمد فضل عظیم خاں صاحب کرگون	۲
" چودھری غلام حیدر صاحب ...	۲
" سید ظفر عالم صاحب بھر گنڈا	۲
" قاضی رشید احمد صاحب ہوشیارپور	۴
" عبدالقادر صاحب دوکاندار ...	۳
" نور اللہ صاحب بندر ...	۲
" شاہ عالم صاحب داروغہ ...	۱
سید مظفر علی صاحب کلرک جیتول	۲
" حافظ محمد الیاس صاحب لکھنؤ	۱
" میش گل صاحب بنگو کوہاٹ	۲
حکیم ایم جی محمد مدینہ ...	۲
سیٹھ ابراہیم محمد دوکاندار ...	۲
" محمد حسن خان صاحب ادھین	۲
مرزا کریم بیگ صاحب ڈونگر گڑھ	۳
حکیم محمد رفیق صاحب بکھر	۱
مقرب خان صاحب لنڈی ڈاک	۲
" محمد ضیاء الدین صاحب ممبئی	۱
" محمد عبدالجبار صاحب خانیوال	۴
" محمد امین صاحب مڈل اسکول ...	۲
" حافظ عبدالعزیز ملہ فروش راولپنڈی	۲
" شیخ عبدالغفور صاحب نودیا ...	۳
مولوی شمس الحق صاحب جلپائی گوڑی	۳
قریشی دوست محمد صاحب بنوں	۴
ایم واحد علی صاحب ... حیدرآباد	۴
" عبدالغنی صاحب گوجرانوالہ	۲
" شہزادی بیگم جیاپورہ بنارس	۴
" حبیب اللہ صاحب گورکھپور	۲
" فضل دین صاحب امات	۲
" عبدالکریم صاحب دوکاندار کوئٹہ	۴
" ڈاکٹر اسد اللہ خان صاحب رانچی	۴
مولوی محمد الدین صاحب امام مسجد ...	۳
" محمد حیات صاحب بالاکوٹ	[illegible]
" محمد صادق صاحب ناسک روڈ	۴
" پیر قادر شاہ صاحب ...	۴
" سکر اللہ صاحب ...	۳

دو انتخاب

انتخاب صحاح عشرہ حدیث شریف کی دس صحیح کتابوں بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام مالک، امام احمد، امام شافعی، سنن بیہقی کا انتخاب ۹۹۵ حدیثیں اور ایک ہزار راویوں کے حالات ۴۱۲ صفحات دو جلدیں ہیں مجلد قیمت ہر دو جلد مجلد سوا دو روپے (۲) انتخاب بخاری حدیث شریف کی سب سے بڑی کتاب بخاری کا انتخاب ۲۲ سو حدیثیں مع حالات امام بخاری دو جلد دونوں یکجا مجلد کاغذ چکنا سفید قیمت ڈیڑھ روپیہ رعایتی عہ دونوں ساتھ منگائیں تو تین روپے محصول الگ

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے مستند کتاب امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سا ہیں مربوط ہے یہ کتاب امام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شراء، لباس و سنگار، دیوانی و فوجداری، ہبی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو ۱۲

بہشتی زیور کامل

مجلد نہایت اعلیٰ یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف ب ت اور کچھ عقائد (۲) وضو طہارت اور نماز کے مسائل (۳) زکوۃ حج، قربانی (۴) طلاق، مہر ولی، عدت وغیرہ (۵) معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ (۶) اصلاح باطن، تہذیب اخلاق (۷) اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی (حصہ نیک بیوی کی حکایات) حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ دنیاوی تعلیم حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۹۰۰ صفحات قیمت مجلد چرمی صرف دو روپے، محصول ۱۲ر کل ۲؍ـ

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل چکے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز کی کتاب اسمیں نماز پڑھنے کی تمام ترکیبیں دعائیں ہیں ۴۔ نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خواہش عجیب ہوتی ہے (۵) نماز اور مسائل جمعہ اسمیں جمعہ کے تمام مسائل ترتیب وغیرہ ہیں۔ قیمت سب کی ایک روپیہ محصول الگ

تفسیر نبت سورہ

نماز پڑھنے میں عام طور سے پارہ عم کی آخری سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہ کتاب انہی ۲۰ سورتوں کی تفسیر ہے، اگر آپ کو عربی نہیں آتی۔ اور آپ قرآن شریف کے اتنے حصے سے بھی واقف نہیں تو تفسیر نبت سورہ ضرور پڑھ لیجئے، تھوڑے سے وقت میں آپ ان سورتوں کے شان نزول معانی و معارف سے آگاہ ہو جائیں گے اس کے بعد آپ کی نمازیں اور بھی پرکیف اور موثر بن جائینگی ایک سو بارہ صفحہ کی کتاب ہے اور قیمت صرف چھ آنے محصول بھی چھ آنے

تفسیر آیۃ الکرسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کا عامل دنیا مسخر کر سکتا ہے، اسم اعظم آیت الکرسی میں ہے اور یہ آیۃ الکرسی کی تفسیر ہے اس کا نام "سیفنۃ الکرسی" ہے اور تفسیر کے ساتھ ساتھ آیۃ الکرسی کے خواص اور مجرب اعمال بھی ہیں اگر آیۃ الکرسی کے اعمال پر عبور ہو جائے تو ہر بڑی مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ اور نہ صرف اپنی بلکہ جس کی چاہیں اسکی یہ بڑی عجیب اور موثر کتاب ہے اور اس کے اعمال بڑے کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے

تفسیر سورۂ اخلاص

حضرت مولانا احمد سعید صاحب مصنف کشف الرحمن وغیرہ کی لکھی ہوئی اور سورۂ اخلاص کے متعلق بڑے بڑے حقائق و معارف اس کتاب میں ہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ اخلاص میں کیا خصوصیات ہیں یہ یوں گویا وعظ کی ایک کتاب ہے اور متعدد بزرگوں کی حکایات نے اس کتاب کو اور بھی دلچسپ بنا دیا ہے اس کتاب میں سورۂ اخلاص کے مجرب اعمال بھی ہیں گذشتہ چند ماہ میں سب سے زیادہ یہ کتاب مقبول ہوئی قیمت آٹھ آنے، محصول ۲ر

نیا پارہ سورہ مجلد

سب سے سستا اس لئے کہ جید برقی پریس نے چھپوایا ہے اسمیں پارہ سورتیں ہیں، سورۂ یٰسین، فتح، رحمن، واقعہ، ملک، مزمل، نوح، جن، کہف، اخلاص، فلق اور ناس ہیں، سب مترجم اور تفسیر ہیں پھر بہت ہی کمل بہشتی زیور قفل دعا، اخلاص اور کمل دعا گنج العرش، اسمائے حسنیٰ، اسماء رسول مقبول علیہ السلام اور نماز کامل دعا قنوت کے علاوہ تمام نفلی نمازیں اور ترکیبیں، علاوہ ازیں تمام مزید کی اردو عربی دعائیں بھی ہیں جتنے مروجہ مجلد ہیں یہ ان میں بہت ممتاز ہے اور بہت سستا ہے مجلد کا ہدیہ صرف ۵ اور محصول ۲ر، کاغذ چکنا

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب ختم ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام ہے اوراد اور وظائف جو انسانی تکالیف آخرت سے نجات دیتی ہیں جسمیں مجبوران ان اور شہنشاہ زمان سب یکساں ہیں، فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہی جو بیت ایا ہے ہیں مخدوم نے پورے جہان کا گشت کر کے لکھے ہیں قیمت دس آنے محصول ۲ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چہیتے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے، اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر اسمیں جو لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں، احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا۔ آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ نہایت عجیب و غریب کتاب ہے، قیمت صرف چھ آنے محصول ۲ر

دوائیں دعائیں

یہ دو کتابیں ہیں اور دونوں دو صاحب بلطن فقراء اطباء کے مجرب المجرب ادعیہ اور ادعیات کا خالص ذخیرہ ہے بالکل اتفاق کہئے یا مولوی کی علمی خدمات کا اثر یہ دونو حضرات اپنا بیش بہا گنجینہ مجھے دینے پر رضامند ہو گئے۔ اور میں تو ہر بہتر چیز مولوی کے ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں خاکم یہ دونوں کتابیں حرز جاں تصور فرمایئے یہ غیبی امداد سمجھ کر لیجئے، خدا نے چاہا تو اس کا کوئی نسخہ اور کوئی وظیفہ ناکارہ ثابت نہ ہو گا دونوں کی قیمت آٹھ آنے، محصول ۲ر

قرآن پاک کی موثر دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے واقف نہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہے۔ اگر آپ بے اولاد ہیں تو اولاد والے مفلس ہیں تو رزق دار پریشان خاطر ہیں تو مطمئن غرضکہ آپ کی ہر دعا اور ہر خواہش قبول بارگاہ ایزدی ہو سکتی ہے لیکن اس کتاب کو پڑھ کر اس کے بتلائے ہوئے طریقے سے دعا مانگنا ضروری ہے قرآن پاک کی دعائیں تو ہر مقصد کی کنجی ہیں اس لئے ان کے الفاظ بہت ہی موثر ہیں۔ قیمت ۵ محصول ۲ر

بڑی سوانح غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیر دستگیر پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آج تک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسا کہ اس کتاب میں ہیں حضرت شاہ مراد قادری سہروردی کی سب سے بہتر تالیف ہے اس کتاب میں آپکی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات خصوصاً حضور پرنور کی کرامات بہت مفصل اور پر معارف ہیں چار سو صفحات قیمت مجلد سوا روپیہ

عرب کا چاند

اسلام اور بانی اسلام کی حقانیت وصداقت کا اعتراف ایک غیر مسلم کے قلم سے اس کو پڑھ کر حضور صلعم کی مکی و مدنی زندگی کے مقدس حالات آنکھوں کے سامنے اپنی پوری تقدیس آمیز عظمت کے ساتھ متشکل ہو جاتے ہیں یہ کتاب اس لحاظ سے اور زیادہ قابل قدر ہے کہ ایک ہندو کے قلم سے ایسے عقیدت کیشانہ رنگ میں لکھی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انوار اسلام اس کا دماغ منور ہو چکا ہے نہایت عمدہ چھپی ہوئی کتاب ہے سرورق بہت خوبصورت ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول عہ

ہفتاد اولیا

دنیائے اسلام کے ستر اکابر اولیائے عظام کی پر از ایمان سوانح حیات یہ کوئی پرانی وضع کی کتاب نہیں ہے بلکہ مولانا نامی نے جدید طرز انشا میں یہ کتاب قلمبند کی ہے اسمیں غیر مستند روایات و حکایات نہیں ہیں بلکہ دنیائے اسلام کی ان شیر دل ہستیوں کے حالات ہیں جنہوں نے روحانیت کے منازل طے کرکے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی اور کلمۂ اسلام کو بلند کیا اور دنیا میں مسلمانوں کی تعداد انہی کی سعی سے بڑھی۔ اگر مسلمان آج بھی ان اولیا کی زندگی کو مشعل راہ بنائیں تو اب بھی انقلاب ہو سکتا ہے ۴۵۶ صفحات مجلد عہ محصول ۹

سیرت سیدنا عمر

مصنفہ علامہ شبلی نعمانی اسمیں اسلام کے تاریخی و سیاسی حالات مذکور ہیں حضرت عمر کا نسب نامہ بچپن سے اسلام لانے تک کے حالات واقعات کی تشریح جو حضرت عمر سے متعلق ہیں اسی ضمن میں رسول کریم اور جلیل اصحاب اور رفقائے اسلام کی ہجرت کی کیفیت رسول خدا کی وفات حضرت ابوبکر کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا اکناف عالم پر مسلمانوں کی چڑھائی اور فتوحات خصوصاً ایران کا ممالک اسلام میں داخلہ اور فتح بیت المقدس بہت جوش انگیز ہیں ۴۰۸ صفحات قیمت بارہ آنے محصول صرف ۷

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحے کی عجیب وغریب کتاب ہے جسکے ذیل چودہ باب ہیں جن کے ماتحت سوا دو سو مضامین ہیں جو میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت مذاہب عالم اور عورت، حاجات ازدواجی کی تعریف مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف انواع تعدد ازدواج کی تاریخ کثیر الازدواجی ایک مرد کیلئے ایک عورت اسلام میں طلاق پردہ اور عورت، طریقہ انتخاب نکاح و شادی عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی یہ اپنی طرز کی بالکل نئی کتاب ہے قیمت بارہ آنے

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی کتابیں
۱- اللہ پاک کی نعمتیں، پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں اور مشہور رفاقتیں ۴۲ صفحات
۲- اللہ کے احسانات، نبیوں کے قصے مقدس حالات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات
۳- ایمان، اسلام، قرآن موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق
۴- تعلیم، طریقہ زندگی، لباس زیور جہانداری زنانہ صحابیات کا طریق زندگی، یہ چاروں کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت مجلد دس آنے

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۲۰۰ صفحات ضخامت جسمیں پندرہ وضع کی روٹیاں ۲۰ وضع کے سالن ۱۲ وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی ۵ وضع کی ترکاریاں، بیسیوں وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسی امر مثلاً نمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جنکی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ بیماروں کے کھانے ہر مذہب کے لحاظ سے قیمت مجلد کے بارہ آنے محصول ۷ اک، اس وقت شاید ہی کوئی اور کتاب کھانا پکانے کی ایسی ہو۔ ۱۲

استاد درزیان

ایک ماہر فن کاریگر درزی کی تصنیف جسمیں ہر فیشن اور ہر قسم کے انگریزی کپڑوں کے ناپ لینے آسان طریقے اور انکی کٹائی کرنے کے صحیح نقشے انچوں کے نشان دے کر ایسے طریقے سے لکھے گئے ہیں کہ جن کو ان پڑھ اور معمولی پڑھا ہوا شخص بھی دیکھ کر ہر قسم کے انگریزی کپڑے ایسے بہترین طریقے سے تیار کر سکتا ہے جو سالہا سال کی شاگردی کے بعد بھی تیار نہ کر سکے ہر کپڑے کی کاٹ کا نقشہ اور تیاری کے بعد پہنا کر دکھایا گیا ہے تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آسکے قیمت ڈیڑھ روپیہ

قاعدہ اسہل القرآن

مولوی کا تشکیل کردہ قاعدہ جس سے اردو اور عربی دونوں کی مہارت ہو جاتی ہے اس کا انداز بہت ہی نرالا ہے ابتدا میں ہر صفحے کی تصاویر ہیں جن سے حروف تہجی شروع ہوتے ہیں اسکے بعد عربی اور اردو کے مرکبات و مفردات ہیں پھر عربی اور اردو کے دو حرفی سہ حرفی الفاظ اور ان کے اردو معنی لفظ ہیں ان کا لحاظ کیا گیا ہے کہ وہ سب روزمرہ کی ضروریات کے متعلق ہوں، اس طرح عربی پڑھنے اور عربی کے الفاظ اور معنی معلوم ہونے سے عربی زبان کی بھی واقفیت ہو جاتی ہے، قیمت چار آنے

سلسلہ تعلیم الاسلام

جنکو مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے مولوی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اسکے چار حصے یکجا مجلد ہیں، پہلا حصہ ۱- اسمیں عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت، دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی اونچی باتیں اور نماز کا بیان۔ تیسرا حصہ اسکی ابتدا میں عقائد کا مفصل بیان اور روزہ حج کا بیان چوتھا حصہ اسمیں عقائد کی تکمیل اور حقوق العباد و حقوق ... کا بیان آجتک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چون ہزار چھپ چکی ہے اور ہر اسلامی مکتب میں بچوں کو پڑھائی جاتی ہے پہلے اسکی قیمت ایک روپیہ تھی اب حمیدیہ پریس نے ۸ کر دی ہے

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھلانے والی کتاب، یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی کے علم فارسی کے اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے معلم صاحب نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو ترتیب کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں اور چٹھیاں تیمارداری کی مبارکبادی اور تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں۔ قیمت بارہ آنے محصول ۷
یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

استاد عربی

اب تو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے، اور سند یافتہ اساتذہ نے نہ صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے مقدس زبان کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھیں تو اس کتاب کو منگا کر پڑھئے اور تھوڑا تھوڑا یاد کرتے جائیے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ... میں خاصی اچھی عربی سے واقف ہو جائیں قیمت بارہ آنے محصول ۷

نماز کی سب سے بڑی کتاب نماز حنفی مکمل و مفصل

مولوی سید نذیر الحق صاحب محدث میرٹھی ۵ مرتبہ

مصنف کتاب الاسلام ادارہ مولوی کا ایسا مفید کام ہے جو ناظرین مولوی کے لئے موجب برکات ہے کے متعلق اتنی بڑی ... اتنی مفصل ایسی مکمل اور اتنی مکمل کتاب کسی زبان حتی کہ عربی میں بھی نہیں۔ اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد نماز کے جزوی جزوی مسائل سے آپ واقف ہو جائیں گے اس کا انداز بھی کتاب الاسلام جیسا ہے اول تو عقلی طور پر نماز و عبادات نماز کو انسانی زندگی و صحت کے لئے مفید ثابت کیا ہے اور اس کے بعد اس کے کمل مسائل ہیں ضخامت ۵۹۰ صفحات قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۰ کل ۱۲

مختصر فہرست مضامین

تمہید
اسلام کا اصول اول
ایمان
حقیقت ایمان
ایمان اور عمل صالح
اعمال صالح کی تفصیل
ایمان اور اسلام دونو ایک ہیں
ایمان مجمل و مفصل
ارکان اسلام میں نماز سب سے افضل ہے
افضلیت کی دلیلیں
متواتر نماز
اوقات کے عقلی دلائل
تحیۃ نماز
صفوں کی درستی
امامت و جماعت
تاکید جماعت
قیام رکوع و سجود و قعود نماز
تعین اوقات کا فلسفہ
وجہ تعیین قبلہ
تخصیص خانہ کعبہ
نماز کے ظاہری و باطنی ارکان
ظاہر پہلو
نماز کے روحانی اثرات
نماز کے لطائف باطنی
نماز کے ارکان کی روح
نماز کی روح
حضور قلب کی نماز
نماز تمام عبادتوں کا مغز ہے
زکوٰۃ کا بیان
نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ہر جگہ قرآن میں ذکر
زکوٰۃ کی تفصیل
مفصلا روزوں کا بیان

مناسک حج کا بیان
نماز تمام ارکان سے افضل ہے
بیان نماز
ترغیب و ترہیب
حقیقت نماز
نماز اور قرآن و حدیث
ترک صلوٰۃ کے عذاب
نماز کی محافظت
تہجد کی نماز کے فوائد
نماز میں قیدیوں کا اسرار
نماز کے پانچ اوقات
نماز کی اصلی فرض
اوقات نماز کا ملاحظہ
فلسفہ تعدیل رکعات
نماز پڑھنے کی ترتیب
لڑکیوں کی نماز
بہتر نماز و لیمہ نماز ہے
حنفی طریقے سے نماز
پڑھنے کا طریقہ
عورتوں کی نماز
احکامات نماز
طہارت
اسلام اور طہارت
نجاست کی تشریحات
چند خاص ضروری مسائل
پانی کا بیان
کنوین کا پانی
جھوٹا پانی
پانی کے متفرق احکام
استنجا کا بیان
وضو کا بیان
وضو کا فلسفہ
وضو کے فرائض
واجبات و سنن و مستحبات
مسواک کا بیان
نواقض وضو
مسح کا بیان

احکام حیض
غسل کے فرائض و واجبات
و مسائل
حیض و نفاس کا بیان
دونوں کی مفصل معلومات
معذور کی نماز
تیمم کا بیان
مسائل متفرقہ
موزوں پر مسح کرنا
کتاب الصلوٰۃ
اذان و اقامت
باب شروط الصلوٰۃ
قرآن مجید سے پانچوں وقت کا ثبوت
نماز فجر کا مفصل حال
نماز ظہر
نماز عصر
نماز مغرب
نماز عشاء
استقبال قبلہ کے احکام
نیت کا بیان
نماز کے ارکان
تکبیر تحریمہ
قیام کا مفصل بیان
قرات
قرات خلف امام پر بحث
قرات میں غلطی ہونا
قرات کا مسنون طریقہ
رکوع کا بیان
سجدہ کا بیان
قصداً نماز کو تمام کرنا
نماز کے واجبات
نماز کی سنتیں
تکبیر تحریمہ کا ثواب
ارکان نماز کے متفرق مسائل یکجا
نماز کی دعائیں
درود شریف کا کمل بیان
بحث رفع یدین

تفصیل ارکان کا بیان
نماز کے آداب
نماز کے فاسد کرنیوالے افعال اور اسکی ۲۰ صورتیں
وضو ٹوٹنے کے مسائل
سترہ یا اوٹ کا بیان
وہ عذر جنکی وجہ سے نماز توڑنی جائز ہے
نماز میں کراہت پیدا کرنے والے امور
کراہت تنزیہی کا بیان
باب وتر
وتروں کے پورے مسائل
دعا قنوت کا بیان
وتر کے متفرق مسائل
امور کہ اور جو مولکہ سنتوں کا مفصل بیان
سنتوں کے ضروری بیان
قوت شدہ نمازوں کی ادائیگی یا غیر نماز کی قضا
مسافر کی نماز اور اسکی پوری معلومات
بیمار کی نماز کے پورے مسائل
سجدہ سہو کا بیان اور اسکی مکمل معلومات
سجدہ تلاوت کا بیان اور اسکی پوری معلومات
قرآن شریف میں کہاں کہاں سجدہ فرض ہے
جماعت کا بیان اور اسکی پوری پوری معلومات
امامت کا بیان اور اسکی پوری معلومات اور فلسفہ
اقتدا کا بیان
مقتدی کی قسمیں اور اقتدا کا پورا پورا حال
مسجد کے احکام و آداب
تولیت و تعمیر و اس کے

جزوی مسائل
نماز کے مسائل اور جمعہ کے مکمل احکام
صحت جمعہ کے شرائط
خطبہ کا بیان
خطبہ کے مسائل
خطبہ کی اذان
ترک جمعہ کا عذاب
نماز عیدین کا بیان
عیدین کے احکام
مسائل مفصل
صدقہ فطر
قربانی کا بیان
احکام قربانی
نوافل کا بیان
نفل نمازوں کی تفصیل
تحیۃ الوضو
نماز اشراق
نماز چاشت
نماز تہجد
صلوٰۃ التسبیح
نماز استخارہ
نماز قضائے حاجت
نماز حفظ الایمان
ماہ محرم کی نماز
ربیع الاول کی نماز
رجب اور لیلۃ البرات
شعبان کی نماز
رمضان کی نماز
شب قدر کی نمازیں
نماز تراویح
اعتکاف کا بیان
سات وقتی سات نماز
مسائل تراویح
نوافل کے مسائل
کسوف و خسوف کی نماز
توبہ اور نماز توبہ

قضا اور نماز قضا
نماز جنازہ کا بیان
غسل میت کا بیان
غسل میت کے مسائل
کفن کا بیان
متفرق مسائل
دفن کا بیان
زیارت قبور کا بیان
شہید کا بیان
وصیت کرنے کا بیان
سلام کرنے کا بیان
قرآن شریف کی خاص خاص سورتوں کے خواص
سورۂ فاتحہ کے فضائل
خاص سورتوں کے خواص
سورۂ یاسین کے فضائل
سورۂ دخان کے فضائل
سورۂ اخلاص کے فضائل
سورۂ کافرون کے فضائل
معوذتین کے فضائل اور مختلف وظائف
صبح و شام کے وظیفے
دن کا وظیفہ
حصول شفا کا وظیفہ
توبہ و استغفار کا بیان
گناہ کا علاج
استغفار کے معنی
اسم اعظم کا بیان
آخری کلمات

یہ کتاب اپنی نوعیت میں ایسی بے نظیر ہے کہ آپ اس کو پڑھ کر بہت خوش ہونگے اور یہ خواہشمند ہونگے کہ ہر مسلمانوں کے مطالعہ میں یہ کتاب ضرور رہنی چاہئے

قیمت ۸ عہ

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

خطبات حیات

حالات حاضرہ کے مطابق ادارہ مولوی نے خطبات حیات لکھے ہیں اور علماء اسلام اس پر متفق ہوگئے ہیں کہ خطبات حیات کا طرز نگارش اگلے اسلاف سے بہت بالا ہے کیونکہ ہر خطبہ کی ابتدا میں عربی تحمید اور قرآن پاک کی آیات ہیں جنکی تفسیر اردو خطبہ میں ہے خدا نے چاہا تو اس خطبہ کے اثر سے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ خطبات حیات مسلمانوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کیونکہ جمعہ کی نماز میں شریک ہونیوالے ہم عنوان خطبات کو سنکر اپنے میں ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اس کتاب کا انداز بیان بہت ہی موثر اور دلنشین ہے اور تھوڑے عرصہ میں ایک ہزار سے زیادہ مسجدوں میں پہنچ چکی ہے قیمت مجلد صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۹ ضخامت ۴۰۰ صفحات

محرم
۱ محرم کے واقعات
۲ معلوی کی کوک تصویر
۳ مسلمانوں کا معیار ترقی
۴ آغاز سال ہجری

صفر
۱ ضرورت مذہب
۲ تصور الٰہی
۳ اسلامی توحید
۴ تردید شرک

ربیع الاول
۱ مشرکانہ عقائد
۲ شرک و توحید
۳ بانی اسلام
۴ مجالس میلاد

ربیع الثانی
۱ اتباع سنت
۲ اتباع رسول کے ثمرات
۳ رسم و رواج کی لعنت
۴ اسلام کے دشمنوں کی پیروی

جمادی الاول
۱ کفایت شعاری
۲ اسلام اور دولت
۳ ترقی دولت کے ذرائع
۴ توکل و قناعت

جمادی الثانی
۱ بزرگان دین و اولیاء
۲ حضرت محبوب سبحانی
۳ خواجہ معین الدین
۴ مسنون طریقہ...

رجب
۱ معجزات انبیا
۲ واقعہ معراج
۳ معراج روحانی و جسمانی
۴ مومنوں کی معراج

شعبان
۱ حقیقت صلوٰۃ
۲ شعبان کی فضیلت
۳ طہارت و پاکیزگی
۴ مومنوں کی معراج

رمضان
۱ رمضان کی فضیلت
۲ زکوٰۃ کا نصاب العین
۳ زکوٰۃ خیرات و صدقات
۴ لیلۃ القدر و اعتکاف

شوال
۱ جنت کا ملنا
۲ اسلامی جہاد
۳ اسوقت کا جہاد
۴ تعلیم حقوق نسواں

ذی قعدہ
۱ حقوق العباد
۲ قوم کا مستقبل
۳ اسلامی پردہ
۴ حقوق والدین

ذی الحجہ
۱ حج اور اسکی غایت
۲ فضائل حج و احکام حج
۳ عید الاضحی کا پیغام
۴ قرآن پاک کا فلسفہ

یہ سب کتابیں معہ رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون

رسالہ مولوی دہلی کا خاص

اولیاء نمبر

جلد ۲۷ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق جون سنہ ۱۹۳۸ء | نمبر ۴

حضرت شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ

آفتاب غوثیت کی عالم آرا شعاعیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اولیاء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے اولیاء کی امت میں وہی حیثیت ہوگی جو انبیائے بنی اسرائیل کی حیثیت ان کی قوم میں تھی۔ بالفاظ دیگر مسلمانوں کے اولیائے عظام کا رتبہ و منزلت وہی ہوگی جو بنی اسرائیل کے انبیا کی تھی۔ ان کے معجزات کی طرح ان سے بھی کرامات سرزد ہوں گی۔ ان کی طرح وہ بھی مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہوں گے ان کے سپرد بھی وہی خدمات ہوں گی۔ ان کی تخلیق و پیدائش کا مقصد بھی وہی ہوگا اور نہ بھی دنیا میں اپنی قدسیت و پاکیزگی کا مظاہرہ کرکے اشاعت و حفاظت دین کی خدمات انجام دیں گے۔ بنی اسرائیل کی قوم اس عہد کی نہایت جلیل القدر مقتدر پرشکوہ ذی شان اور باجبروت قوم تھی اللہ تعالے نے اسے اپنی رحمتوں کے لیے مخصوص کر لیا تھا۔

دینی و اخروی نعمتوں کی بارشیں اس پر تواتر کے ساتھ ہوتی رہتی تھیں دنیا والے اس کی شکوہ و شان کے سامنے سر جھکانا اپنا شرف و فخر خیال کرتے تھے دور دور تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی جب تک یہ قوم احکام الٰہی کی پابند رہی دنیا کی مالک بنی رہی لیکن جب اس کے اندر تشتت و افتراق کے جراثیم پیدا ہو گئے اور یہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر لڑنے بھڑنے لگی تو اس کا آفتاب اقبال رو بہ زوال ہو گیا۔ خدائے قدوس ہر قوم کو سنبھلنے کا موقعہ دیتا ہے اس لئے اس کی اصلاح و تفہیم اور اس کے ڈرانے کے لیے تسلسل کے ساتھ انبیا مبعوث ہونے لگے یہ اس قوم کی خوش قسمتی تھی کہ جتنے انبیا اس کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اتنے اور کسی قوم کو نصیب نہیں ہوئے یہ ایک بہت بڑا انعام الٰہی تھا لیکن اس قوم نے پھر بھی خدا کا شکر نہ کیا۔ اپنے طور طریقوں کو نہ بدلا اور انتہا یہ کی کہ انھوں نے انبیا علیہم السلام کو قتل کرنا بھی شروع کر دیا حجت تمام ہو چکی اور یہ قوم نہ سمجھی تو پھر اس کی انسیت پر مہر لگا دی گئی اور اُسے ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار کر دیا گیا ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاسداری ہے کہ یہود کی تباہیوں سے ’’اسلامیت‘‘ بری ہے۔

یہودی قوم سمٹ کر ایک مختصر اور قلیل التعداد قوم کی صورت میں متشکل ہو گئی اور قیامت تک کے لئے اس سے فرمانروایانہ منصب چھین لیا گیا۔ آج دنیا میں زمین کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا خطہ بھی ایسا نہیں جہاں اس کی حکومت ہو یا جسے یہ اپنا وطن کہہ سکے جس ملک میں گئی ٹھکرائی گئی۔ آج بھی جرمنی و آسٹریا سے یہ پوری ذلت و خواری کے ساتھ نکالی جا رہی ہے۔ مسلمان بھی جب اپنے کردار عمل کی وجہ سے گرداب زوال میں آئے ہیں تو ان پر بھی لگدکوب حوادث بنے جابجا ان پر تباہیاں اور بربادیاں مسلط ہوئیں لیکن تقریباً چودہ صدیاں گذر چکی ہیں یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ قیامت تک ہوگا کہ دنیا کے کسی خطہ پر ان کی حکومت نہ رہی ہو، نبوت کا سلسلہ تو ختم ہو چکا تھا امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے اولیا پیدا ہوتے رہے۔ جب ان کی حالت خراب ہوئی ہے جب ان پر مصائب کا نزول ہوا ہے۔ جب وہ گمراہیوں اور برائیوں میں مبتلا ہوئے ہیں خدائے قدوس کی رحمت کاملہ نے ان کی اصلاح و درستی احوال کے لئے کسی جلیل القدر ہستی کو مبعوث فرما دیا ہے۔

یہ محض کرم ہی کرم ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صدقہ ہے جو امت مسلمہ کا دامن نیز دیوں عادیوں اور سبائیوں کی طرح تباہ کر دی گئی اور یہودیوں کی طرح اس پر ضربت علیہم الذلۃ کا کوہ گراں بار نہیں ٹوٹا گیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے اعمال کی ازبس اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر قوم نوح کی طرح تباہ بھی کر دیئے جائیں تو بھی یہ سزا اس کے اعمال کے ہموزن نہ ہو سکے گی۔ تاہم یہ عذاب بھی کچھ کم ہولناک نہیں کہ آج اولیاء اللہ کی وہ فراوانی باقی نہیں رہی۔ جو پہلے تھی۔ آج سے چالیس سال پیشتر تک بھی یہ حالت تھی کہ اور صوبوں کی حالت کا تو علم نہیں کہ وہاں کتنے نورانی چہرے دکھائی دیتے تھے لیکن یہ علم ہے کہ ہمارے اپنے وطن کے نواحی اضلاع میں ہر طرف روشنی نظر آتی تھی۔ بدایوں میں مرزا محمد صدیق شیخ عبدالقادر خاں سہروردی شاہ فضل رسول صادق میاں۔ مارہرہ میں شاہ آل رسول صاحب۔ میاں نوری میاں صاحب۔ اناؤ میں حضرت بہادر شیخ مرادآباد میں شاہ فضل الرحمٰن صاحب۔ بریلی میں شاہ نیاز صاحب۔ آنولہ میں ملا عبدالکریم صاحب اور پیلی بھیت میں شاہ محمد شیر صاحب جیسے برگزیدہ صاحب کمال اور مستجاب الدعوات اولیائے کرام جلوہ افروز تھے۔

ایک مخلوق تھی کہ ان بزرگوں کی دعاؤں اور صحبتوں سے بڑی فیضیاب ہو رہی تھی اور ہر طرف نور کے دریا بہتے نظر آتے تھے۔ ازمنہ سابق میں خانقاہوں کے ساتھ وسیع لنگر خانے ہوتے تھے جن میں دونوں وقت اتنا کھانا پکتا تھا کہ ہزارہا انسان شکم سیر ہوتے تھے۔ روزانہ فتوح میں ہزاروں روپیہ ادھر آتا تھا اور ادھر شام تک تقسیم ہو جاتا تھا بیشمار انسان ان بزرگوں کی صحبتوں نصیحتوں اور دعاؤں سے فیضیاب ہوتے تھے مخلوق کی حاجت روائی ہوتی تھی یہ کتنا بڑا احسان ربی تھا کتنا عظیم الشان فیض تھا کتنا بڑا فضل ایزدی تھا جس سے امت محروم ہو کر رہ گئی اور اس کی بداعمالیوں سے یہ چشمہ فیض بھی بند ہو گیا۔ آج آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہیں اور دور دور تک کوئی بزرگ دکھائی نہیں دیتا کہا جاتا ہے کہ باطنی نظام حکومت کی عنان مجذوبین کے ہاتھ میں آ گئی اور اولیائے کرام موجود تو ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے ٹھیک ہے اور ضرور ٹھیک ہے کچھ ہو بہرکیف مسلمان ان کے فیوض و برکات سے تو محروم ہو گئے۔

اولیائے کرام کی روپوشی بھی فیوض ربانی کے بند ہونے ہی کے مترادف ہے کاش مسلمان اپنے اعمال پر نظر ڈالیں۔ توبہ کریں اور خود کو پابند احکام الٰہی بنانے کی سعی کریں تاکہ وہ سرچشمہ فیوض ربانی جو بند ہو چکا ہے وہ پھر کھل جائے اور ہمارے تباہ شدہ اور اجڑے ہوئے چمن میں پھر اسی شان و اہتمام کے ساتھ بہاریں کھیلنے لگیں۔

پانچویں صدی میں دنیا کی حالت

تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں جہاں پہلے بڑے پیمانہ پر اصلاح اعمال کا کام ہوتا ہے وہاں اب چھوٹے ہی پیمانہ پر سہی مگر کام جاری ضرور ہے ترکی۔ ایران۔ افغانستان۔ مصر۔ ٹیونس الجزائر۔ مراکش اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو تھوڑا بہت اصلاحی کام ہو رہا ہے ممکن ہے کہ وہ باطناً اس نظام کے ماتحت ہو رہا ہو

جو فتنہ مسلمانوں پر آج گزر رہا ہے وہ کوئی نیا دور نہیں مسلمانوں پر ان کے اعمال کی بدولت یہ راتیں اور یہ قیامتیں پہلے بھی گزر چکی ہیں جب مسلمان ایک حد تک اپنی غفلت و بداعمالی کی سزا پا چکے تو پھر دریائے کرم جوش میں آیا اور کسی نہ کسی بزرگ و جلیل ہستی کو ان کی اصلاح پر مامور کر دیا گیا چنانچہ پانچویں صدی کے اواخر میں بھی ہوا تاریخ شاہد ہے کہ فرزندان توحید کی وہ فرمانروایانہ جبروت و جلالت جو انہوں نے عہد خلفائے راشدین میں حاصل کر لی تھی تیسری صدی ہجری تک قائم رہی اس کے بعد مسلمانوں میں ایک عام اضمحلال شروع ہو گیا وہ خلافت عباسیہ جس کی سطوت کی دھوم چار دانگ عالم میں مچی ہوئی تھی اس کی عظمت دیرینہ ایک افسانہ کہن بن چکی تھی اس کی سیاسی حیثیت صرف اتنی باقی رہ گئی تھی کہ مختلف اقوام کے حوصلہ مند اور اولوالعزم افراد اس کی آڑ میں حکمرانی کا کھیل شروع کر دیتے تھے نام خلفا کا ہوتا تھا لیکن فرمانروائی دوسرے کرتے تھے۔

ہندوستان سے اسلامی حکومت کا تقریباً خاتمہ ہو چکا تھا۔ منصورہ و ملتان کی چند اسلامی ریاستیں باقی رہ گئی تھیں وہ بھی اپنا تمام جاہ و جلال کھو کر اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی تھیں ہسپانیہ کی اموی حکومت میں بھی کمزوری آ چلی تھی یوں ہونے کو مراکش سے لیکر بخارا تک مسلمان ہی مسلمان بھرے پڑے تھے اور ابھی تک حکومت بھی باقی تھی لیکن اس کا ہونا نہ ہونا برابر تھا اس لئے کہ ہر طرف شدت و افتراق کے شعلے بھڑک رہے تھے باہم جنگ و جدال اور روزمرہ پیکار کا ایک نہ ختم سلسلہ قائم تھا نیز ان توحید میں مرکزی قوت کی کمزوری اور ملک کے مختلف حصوں اور حکومتوں میں منتشر ہو جانے سے غضب کا نفاق پیدا ہو چلا تھا۔ کینہ و حسد۔ بغض و عداوت شر و فساد۔ حرص و ہوا۔ غفلت و تساہل جیسے عیوب عام ہو گئے تھے زبردستوں نے زیردستوں پر دست تطاول دراز کرنا شروع کر دیا تھا۔ نت نئی جنگوں سے ملک کا ملک برباد ہو رہا تھا۔

قرامطہ کی عالمگیر تحریک نے دنیائے اسلام میں آگ لگا رکھی تھی اور یہ روز بروز تقویت پکڑتی چلی جا رہی تھی اور مسلمان باہمی افتراق و عداوت کے باعث ان کے استیصال و بیخ کنی سے مجبور تھے اول تو دینی جوش ویسے ہی سرد پڑ چکا تھا اور عقائد میں ضعف اور اعمال میں سستی پیدا ہو چکی تھی دوسرے یہ تحریک خرمن ایمان و امن کے لئے اور برق خرمن بنی ہوئی تھی نافرمانی اور سرکشی کا زور دورہ تھا مذہبی جذبہ اور ایمانی جوش روز بروز کم ہوتا چلا جا رہا تھا امرا عیش پرستیوں میں غرق تھے اور غربا مدہوش و غافل پڑے ہوئے تھے اس سے بھی زیادہ خوفناک امر یہ تھا کہ خلفاء کی عیش آرائیوں اور کمزوریوں اور مسلم حکمرانوں کی باہم آویزیوں پر غیر مسلم طاقتوں کی تیز نگاہیں پڑ رہی تھیں انہوں نے اسلامی حدود میں بے پناہ یلغاریں شروع کر دی تھیں اور مسلم بستیوں شہروں اور صوبوں پر جب چاہتے تھے ٹوٹ پڑتے تھے لوٹ لیتے تھے اور مسلمانوں کو آغشتہ خاک و خون بنا کر چلے جاتے تھے وقت آ گیا تھا کہ وہ اپنے منصوبوں کے مطابق فاتحانہ یلغاریں شروع کر دیں اور اسلامی حکومت کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل کر کے رکھ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے عین اسی وقت حضور غوث اعظم کو مسلمانوں کی رہبری اور دینی رہنمائی کے لئے مامور کیا جنہوں نے

ایک قلیل وقفہ مدت ہی کے اندر دنیائے اسلام کی حالت بدل کر رکھدی۔

لقب محی الدین کی حقیقت

آفتاب غوثیت کے افق پر نمودار ہوتے ہی ساری تاریکیاں اور ظلمتیں دور ہوگئیں۔ آپ نے بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست دکھائی۔ گمراہوں کو سیدھی راہ پر ڈالا۔ وہ مسلمان جو مناہی و ملاحی کے سمندر میں غرق تھے اور جو دین و آخرت کو یکسر فراموش کر بیٹھے تھے انھیں اس ضلالت سے نکال صراط مستقیم پر ڈالا۔ جاہلوں کو علم و عرفان سے روشناس کرایا۔ مردہ احساسات کو زندہ کیا۔ ہر طرف دینی غیرت اور مذہبی جوش کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ ایک طرف تو آپ نے نام کے مسلمانوں کو سچا بنایا دوسری طرف اشاعت اسلام اور درستی عقائد کے لئے اپنے خلفاء کی فوجیں پھیلا دیں جنہوں نے دنیا کے دور دراز گوشوں تک اسلام و ایمان کی روشنی پھیلادی۔

یا تو یہ حالت تھی کہ مسلمان مذہبی فرائض اور دینی ذمہ داریوں کو یکسر بھول بیٹھے تھے یا یہ حالت ہو گئی کہ انہیں کثرت و فراوانی کے ساتھ صالحین پیدا ہونے لگے اور مذہبیت و خدا ترسی کا ایک بے پناہ جذبہ ان کے اندر پیدا ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب محی الدین ہوا اور آجتک آپ اسی لقب سے یاد کئے جاتے ہیں کسی نے استعارہ کے رنگ میں آپ کی دینی خدمت کو اس طرح سراہا اور بتایا ہے کہ آپ ہی کے قول کے مطابق ایک روز آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں آپ کو ایک نہایت ضعیف و لاغر اندام شخص ملا جس میں نقاہت سے اٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی تھی۔

اتنی طاقت تو باقی نہ رہی تھی کہ وہ خود قدم چل کر آپ کے پاس پہنچے اس نے نہایت منت و لجاجت کے ساتھ آپ کو اپنے پاس بلایا اور عاجزانہ استدعا کی کہ میں بہت کمزور اور ضعیف ہو چکا ہوں میرے قوٰی مجھے جواب دے چکے ہیں خدا کے لئے آپ اس بیچارگی و بے بسی کے عالم میں میری اعانت و امداد فرمایئے اور اپنی مسیحا نفسی سے مجھے بھی اس قابل بنائے کہ میں پھر بھی اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکوں اور میری زندگی پر بھی لفظ زندگی کا اطلاق ہو سکے آپ کو اس کی اس کس مپرسی و بیچارگی پر فطرتاً رحم آیا۔ اس کی طرف بڑھے اسے کریمانہ نظر سے دیکھا اور دیکھکر کچھ پڑھا اور پھونکا جس سے یک لخت اس کی حالت میں ایک انقلاب عظیم اور محیر العقول طاقت پیدا ہو گئی تمام عوارض رفع ہو گئے۔ لاغری و ضعف کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ایسا معلوم ہوا کہ گویا نہ وہ کبھی بیمار تھا اور نہ اسے کوئی کمزوری لاحق تھی۔ دفعتہً وہ بھلا چنگا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی۔

اس کے بعد جب آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کیا نام ہے؟ کہاں رہتے ہو؟ کیا بیمار تھے؟ اور اس درجہ نقاہت و کمزوری کیوں تم پر مسلط ہو گئی تھی؟ تو اس نے دست بستہ کہا کہ آپ ابھی تو مجھ سے واقف نہیں لیکن آپ میرا نام سنتے ہی مجھ سے واقف ہو جائیں گے اور اقرار فرمائیں گے کہ آپ مجھ سے بخوبی واقف ہیں۔ میں کوئی انسان نہیں نہ کوئی انسانی نام و وطن کا حامل ہوں بلکہ میں وہ دین ہوں جسے لیکر آپ ہی کے نانا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مبعوث ہوئے تھے اور جسے انہوں نے اور ان کے صحابہ نے پوری توانائی عطا کر دی تھی لیکن شومئ قسمت سے امت نے مجھے بھلا دیا کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دیا میری طرف سے بالکل غافل ہو گئے جس کی وجہ سے گھٹتے گھٹتے میری وہ حالت ہو گئی جو چند لمحہ پیشتر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ بندگان خدا فسق و فجور شہوت رانی اور معاصی و مناہی میں مبتلا ہو کر میری یہ نوبت پہنچا دی تھی اب حضور کی مسیحا نفسی سے میرے اندر از سر نو زندگی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد آپ پوری دنیا میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے واقعی آپ نے مسلمانوں کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔

آباوٴ اجداد کی بزرگانہ عظمت

حضور غوث اعظم کی خاندانی عظمت وپاکبازی کو بھی ایک زمانہ معترف ہے آپ نجیب الطرفین سید ہیں اور دونوں جانب سے آپ کا سلسلہ حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کو جیسے والدین محترم نصیب ہوئے بہت کم خوش نصیبوں کو ایسے آغوش نصیب ہوتے ہیں دونوں اپنے وقت کے آفتاب و ماہتاب تھے دونوں کے چہرہ ہائے انوار مطلع قدسیت بنے ہوئے تھے دونوں محاسن انسانی کے زندہ پیکر تھے اور زہد و اتقا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے والد گرامی کا نام نامی سید ابو صالح تھا۔ جن کے اتقا کی یہ شان کتنی دربا اور کتنی وجد آفریں تھی کہ ایک روز لب دریا یاد الٰہی میں مستغرق بیٹھے ہوئے کئی روز سے کھیل بھی اڑ کر منہ میں نہ گئی تھی شدت جوع سے یہ عالم تھا کہ بار بار آنکھیں نکل جاتی تھیں اور بے قرار ہوئے جاتے تھے ایک دفعہ آنکھیں جو کھلیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گداز اور بڑا سیب مواج دریا کی لہروں پر بہتا ہوا چلا آرہا ہے۔

بھوک شدت کی تو لگی ہوئی تھی آؤ دیکھا نہ تاؤ اٹھکر اسے نکال لیا اور نور اضطراب میں عجلت کے ساتھ اسے نوش جان فرما لیا اس وقت بھوک کے غلبہ میں تو کچھ نہ سوجھا لیکن جب پیٹ کی آگ بجھی اور کچھ سکون ہوا تو قلب میں بے چینی پیدا ہوئی اور کہنے لگے کہ خدا معلوم یہ سیب کس کا ہے میں نے اسے بلا اجازت کہا لیا اس کے مالک کے پوچھے بغیر مجھے کسی طرح اس کا کھانا روا نہ تھا یہ خیال آتے ہی آپ پر خوف خدا غالب ہوا اور لرزنے لگے کہ مبادا یہی سیب خوری باعث عقاب ربانی بن جائے اور میری تمام محنتیں جو اب تک خوشنودی رب خدا کے لئے اٹھا رہا ہوں رائیگاں نہ جائیں۔ آنکھیں پرنم ہوگئیں اور آپ اس خیال کو دریا کے چڑھاؤ کی طرف روانہ ہوئے کہ اگر اس کا مالک مل گیا تو میں اس سے معاف کرا دوں گا۔ کئی روز تک پیادہ پا سفر کرتے اور ایک دھن میں آگے بڑھتے رہے مسلسل شبانہ روز کے سفر کے بعد یہ دیکھکر طبیعت میں گونہ شگفتگی پیدا ہوئی کہ لب دریا سامنے ایک رفیع الشان محل ہے جس سے ملحق ایک پر فضا اور وسیع باغ ہے جس میں سیب کے ہی درخت ہیں ایک درخت سب کی فراوانی و کثرت سے مزین ہے جس کی شاخیں بار سے دریا کی طرف جھک کر لہروں پر آپڑی ہیں اور آگے بڑھے تو اسی درخت میں سے کچھ سیب ٹوٹ ٹوٹ کر دریا میں گرتے اور بہتے ہوئے بھی نظر آئے اب تو آپ کو گونہ طمانیت ہوئی اور سمجھ گئے یقین ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ وہ سیب ہے جو میں نے کھایا تھا اسی درخت اور اسی باغ کا ہو سکتا ہے خوش ہو کر باغ میں گئے اور اس کے مالک حضرت عبد اللہ صومعی کی خدمت میں پہنچکر تمام سرگذشت بیان کی۔ حضرت عبد اللہ بھی کاملین وقت میں تھے انہوں نے پہلی نگاہ میں تاڑ لیا کہ یہ شخص معمولی درجہ کا انسان نہیں بہت بڑی چیز ہے جس کا اتقا اتنا ظاہر ہوا ہے کہ صرف ایک سیب کے بخشوانے

گئے ہے کئی سو کا سفر کر کے مجھ تک پہنچا ہے اس لئے انہوں نے پرسنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ وہ سیب کا مالک میں تھا جو میری اجازت کے بغیر تمہیں کسی طرح بھی حلال نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہاری خواہش یہی ہے کہ میں تمہیں معاف کر دوں تو میں جو شرائط اس کے لئے پیش کروں وہ تمہیں منظور کرنی ہوں گی۔

سید ابو صالح کی شان اتقا

آپ پر تو معافی کے لئے بیتابی کا عالم طاری تھا بار بار اس عشرے کے خیال سے لرز رہے تھے بولے میں آپ کی تمام شرائط منظور کرنے کے لیے تیار ہوں حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا تو پھر تم مسلسل بارہ سال تک میری خدمت میں رہو اس کے بعد تمہیں معاف کر دوں گا آپ نے اسے بخوشی منظور کر لیا اور وہ آپ خدمت میں رہنے لگے آج یہ باتیں ایک افسانہ معلوم ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ مذہبی جوش باقی نہیں رہا دینی ضعف عام ہو گیا اور خوف خدا بہار۔ البتہ چل رہا ہے لیکن متقیوں اور خوف خدا سے لرزنے والوں کے لئے یہ معمولی بات ہے۔ چونکہ آپ کا اتقا بہت بڑھا ہوا تھا اس لئے آپ نے سب کچھ منظور کر لیا مدت شرائط کے انقضا کے بعد حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا ابھی ایک خدمت اور باقی ہے وہ یہ کہ تم میری لڑکی کو اپنے حبالۂ عقد میں لیکر دو برس اور یہیں رہو آپ کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ مجھ سے عہد شکنی کی جا رہی ہے اور خلاف معاہدہ دو برس کی نہ صرف مزید خدمت پر مجبور کیا جا رہا ہے بلکہ خلاف منشا نکاح پر زور دیا جا رہا ہے کیونکہ متقدمین اور متقین کے سامنے جو سوال کی نہیں اپنی کوتاہیاں ہوتی ہیں آپ کو تو اس وقت یہ خیال تھا کہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور مجھے ہی اس کی تلافی کرنی ہے اور وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ معاف نہ کر دیں آپ کے لئے حضرت عبداللہ کو دکھنے کو کچھ بھی نہ تھا معاف کرنے کا اختیار تو انہی کو تھا اس لئے آپ نے عفو تقصیر کے جوش میں سب کچھ بے تکلف منظور کر لیا کہ آپ کے پیش نظر معافی اور صرف معافی تھی۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ حضرت عبداللہ نے کہا میں نکاح سے پیشتر یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ جس لڑکی سے میں تمہارا عقد کرنے والا ہوں وہ پاؤں سے لنگڑی ہاتھوں سے لُنجی کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے آپ کو خوشنودی رب ذوالجلال کے لئے سیب بخشوانے کا اتنا اضطراب تھا کہ برجستہ عرض کی مجھے ایک معافی کی خاطر سب کچھ منظور ہے۔ ہم نفس پرستوں کے سامنے تو نفسانی نازبرداریاں اور مسرتیں ہوتی ہیں اس لئے ہم ہر امر میں دنیوی فوائد میں اور نفسانی خواہشوں کا خیال کرتے ہیں حضرت ابو صالح کے سامنے اخروی منافع اور خوشنودی خدا تھی جس کے مقابلہ میں آپ نے یہاں کے کسی نقصان کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ اور بڑی خوشی سے ایک اپاہج لڑکی کے ساتھ اپنا عقد کرنے اور بظاہر اپنی زندگی اور اس کی مسرتیں تباہ کرنے پر تیار ہو گئے۔ یہ معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہے جس کا آج تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لمحاتیوں پر معانیاں دیکھتے جائیے اور اپنی حیرت میں اضافہ کرتے جائیے حجلۂ عروسی میں جو گئے تو آپ یہ دیکھکر انگشت بدندان اور متحیر رہ گئے کہ حضرت عبداللہ نے جس لڑکی کو بالکل اپاہج بتایا تھا۔ وہ حسن و جمال میں یکتا والا نالی ہے اتنی کہ اس کے شعاع حسن سے سارا کمرہ روشن ہے اور کوئی ہوتا تو یارا

ضبط نہ رہتا اور دامن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ جاتا لیکن آپ نے یہ خیال کر کے خیال کیا کہ جب تک یہ تحقیق نہ ہو جائے کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کے ساتھ میرا عقد ہوا ہے اس وقت تک اس کے قریب جانا حرام ہے ممکن ہے کہ غلطی سے اس کی بجائے کوئی دوسری لڑکی آگئی ہو اور میں مقاربت کا مرتکب ہو کر ایک خوفناک گناہ میں دھر لیا جاؤں چنانچہ آپ نے وہ تمام رات ایک گوشے کے اندر عبادت میں گذار دی اور اپنی منکوحہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

حضرت فاطمہؓ کا زہد و تورع

حضرت عبداللہ صومعی ترانش سی پہچان گئے اور آپ کو بلا کر فرمایا کہ:۔

"میاں صاحبزادے! سنو میں نے جو تم سے کہا تھا وہ غلط نہ تھا۔ میں نے اندھی اس لئے بتایا تھا کہ آجتک کسی نامحرم پر اس کی نظر نہیں پڑی۔ لُنجی اس لئے کہا کہ اس کا ہاتھ آجتک کسی نامحرم سے مس نہیں ہوا۔ لنگڑی بتانے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا آجتک کوئی قدم غیر حق کی طرف نہیں بڑھا اور نہ تمہارے حکم کے بغیر بڑھے اور اٹھیگا۔ بہری اسلئے بتایا کہ اس کے کانوں میں آجتک کوئی غیر مانوس اور غیر حق آواز نہیں گرنے پائی جاؤ اور تم شوق کے ساتھ اس کے پاس رہو۔"

سید ابو صالح شادی نہ کرنا چاہتے تھے اس لئے کہ انہیں طاعت و عبادت میں بڑا انہماک حاصل تھا۔ لیکن اب جو آپ نے سید عبداللہ صومعی کی زبان سے بیوی کے متعلق یہ کلمات سنے تو مسرت و شادمانی کی کوئی انتہا نہ رہی انشراح صدر ہو گیا نیچی دنیا نگاہوں کے سامنے آگئی۔ بیوی کی قدر و منزلت کا طرہ فلک الافلاک کے کنگرے کو چھونے لگا۔ بیوی اور پھر ایسی بیوی جو ظاہری و باطنی محاسن و محامد سے آراستہ حسن و جمال میں یکتا۔ زہد و اتقا میں ہمثیل محلوں کی رہنے والی رئیس کی بیٹی حلم کی فرمانبردار جتنی بھی مسرت ہوتی کم تھی خدا نے قدرت نے تمام محاسن و محامد بحیثیت مجموعی آپ کی ذات کے اندر جمع کر دیئے تھے ظاہر ہے کہ ولایت والوں کے آغوش میں پلی بڑھی بیٹی آگے بڑھکر جو کچھ بھی ہوتی کر تھا اور اس کی آغوش تربیت میں پرورش پا کر اگر اس کا بچہ غوث وقت بن گیا تو اتنا تعجب نہیں جتنا نہ بننے پر ہوتا۔ اس محترم ماں اور بچہ دونوں کی یہ خوش قسمتی تھی کہ بچہ کو ایک یگانہ روزگار ماں نصیب ہو گئی۔ اور ماں کو وہ بچہ ملا جس نے چار دانگ عالم میں غلغلہ نور رحمت ڈالدیا اسی مضمون کے سلسلہ میں واضح ہوگا کہ آپ نے بچہ کی تربیت کس شان و اہتمام کے ساتھ کی۔

کس عنوان کے ساتھ اٹھایا ہوگی کے زمانہ میں کس ہمت و استقلال کیساتھ بڑھایا کس طرح امتا بھرے سینہ پر پتھر رکھکر بچہ کو بے یار و مددگار سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر بغداد بھیجا چلتے وقت کیا نصیحت کی اسے غوث وقت بنا دیا اللہ کی طاعت و فرمانبرداری کے لئے اپنی زندگی کے بہترین اوقات وقف کر دیئے۔

سید عبداللہ صومعی کے کمالات

آپ سید عبداللہ صومعی کے متعلق سنئے جہاں اللہ نے آپ کو دولت دنیوی سے مالامال کیا تھا اور آپ جیلان کے ایک رئیس اعظم سمجھے جاتے تھے وہاں آپ کا شمار اس قصبہ کے مشہور مشائخ میں تھا زندگی بھر یہ عالم رہا کہ دن کو روزہ دار رہتے اور رات کا بڑا حصہ نوافل میں گذرتا۔ مرتبہ ولایت پر فائز تھے مستجاب الدعوات تھے اتنے کہ جو زبان سے نکلا وہ ہو گیا جو کہدیا وہ پورا ہوا اور دور دور تک آپ کی کرامات کا شہرہ تھا بکثرت مرید تھے۔

شیخ محمد عبدالصمد قزوینی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ ایک قافلہ کے ساتھ عازم سمرقند تھے میرے متعدد دوست ایسے تھے جن کے پاس بہت سا مال تجارت بھی تھا یہ سب سید عبداللہ کے مرید عقیدت کیش تھے جونہی قافلہ ایک صحرا میں پہنچا ایک طرف سے ڈاکوؤں نے نکل کر قافلہ پر دھاوا بول دیا اور بے دریغ لوٹ مار شروع کر دی آپ کے مریدوں ہی کے پاس مال زیادہ تھا وہ حواس ہو گئے گھبرا گئے انہیں کچھ نہ سوجھا تو خوف و اضطراب کے عالم میں پکار اٹھے یا شیخ عبداللہ اس عالم اضطراب میں آپ ہماری امداد کیجئے ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ ہم نے بچشم خود دیکھا کہ سید عبداللہ ہمارے پاس کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا پروردگار بے عیب و پاک ہے ہٹ جاؤ اور ہم سے دور ہو جاؤ۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس آواز اور اس تخاطب میں کس بلا کا اثر تھا کہ ڈاکوؤں پر ایک ہیبت طاری ہو گئی اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور قافلہ والوں نے سکون کا سانس لیا اس وقت تک لوگوں کو ہوش نہ تھا پھر جو دیکھا اور تلاش کی تو آپ کا کہیں پتہ نہ تھا جب قافلہ لوٹ کر جیلان پہنچا اور وہاں کے لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جس روز اور جس وقت کا تم لوگ حوالہ دے رہے ہو اس وقت ہم لوگ سید صاحب کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے تو ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں اپنی جگہ سے غائب نہ پایا۔

اس قسم کی کرامات آپ سے برابر صادر ہوتی رہتی تھیں اور دنیا والے آپ کے فیوض و برکات سے برابر فیضیاب ہوتے رہتے تھے بہت خوش اخلاق اور منکسر المزاج بزرگ تھے

حضرت عائشہؓ کی جلالت شان

آپ کی پھوپھی بھی آخر سید ابو صالح کی بہن ہی تھیں وہ بھی با کمال بزرگ تھیں اور بڑی ہی صاحب ولایت و کرامت تھیں ایک دفعہ جیلان میں قحط پڑا اور قحط بھی اتنا سخت کہ لوگ بدحواس اور سراسیمہ ہو گئے نماز استسقا پڑھی گئی لیکن کوئی اثر نہ ہوا پانی کا ایک قطرہ بھی نہ برسا لوگ پریشان ہو کر حضور غوث اعظم کی پھوپھی کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ دعا کیجئے مخلوق سخت پریشان ہے یہ سن کر آپ کو بھی رحم آ گیا آپ صحن میں آئیں اور صرف اتنا کیا کہ آنگن میں جھاڑو دی صفائی کر دی اور دعا کی کہ الٰہ العالمین اس میں چھڑکاؤ کر دے تیری لونڈی نے صحن میں جھاڑو دے دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندگان خاص کی سنتا ہے ان کی کوئی دعا رد نہیں کرتا ابھی یہ الفاظ پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ افق سے ایک نیم دار گھٹا اٹھی اور دیکھتے دیکھتے تمام آسمان محیط ہو گئی اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے حضرت عائشہ بڑی ہی بزرگ خاتون گزری ہیں مرقد مبارک جیلان میں ہے اور آج تک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

ولادت و تعلیم

آپ کے والدین کی زندگی بہت خوشگوار اور بزرگانہ زندگی تھی کچھ مدت تو دونوں کا نہال ارز بے ثمر ہی رہا لیکن جب بعد میں پھل لگا ہے تو وہ اتنا لذت بیز اور اتنا خوشگوار پھل تھا جس کی خوشبو سے ایک جہان معنبر ہو گیا اور فضائے بسیط میں نور و ضیا کی لطیف لہریں دوڑنے لگیں۔ آپ ۴۷۰ھ میں پردۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئے اور اس جلوہ افروزی کے ساتھ ہی رحمتوں اور برکتوں کے آفاق کے دروازے کھل گئے اور زیب تاج اولیا آپ کی تاریخ ولادت قرار پائی جس شب میں آپ عالم امکانی میں تشریف لائے اسی شب کو سید ابو صالح نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم تشریف لائے ہیں تمام صحابہ کرام اور اولیائے عظام آپ کے ساتھ ہیں جن کے انوار سے تمام مکان بقعہ نور بنا ہوا ہے حضور نے فرمایا اے ابو صالح آج اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ فرزند جلیل عطا کیا ہے جو غوث وقت اور شیخ الصمد ہو گا وہ میرا جگر گوشہ اور اللہ کا محبوب ہے اور اس کا مرتبہ بہت بلند اور بہت بالا ہے آپ کی آنکھ کھلی تو آپ پر مسرت و ابتہاج کا ایک عجیب عالم طاری تھا اسی وقت اٹھے اور سجدہ شکر میں گر پڑے باپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا لیکن ابھی بچہ ہوش بھی نہ سنبھالنے پایا تھا اور سن تمیز کو بھی نہ پہنچا تھا کہ پیام اجل آ پہنچا اور آپ عہد طفولیت ہی میں آغوش پدری سے محروم ہو گئے اور یتیمی کا داغ قلب نازک پر اٹھانا پڑا اس کے بعد آپ کے نانا نے آپ کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا اور بڑی شفقت و توجہ سے آپ کی پرورش شروع کی۔

آپ کی محترمہ ماں نے بھی اپنی تمام تر توجہات آپ کی تربیت ہی پر مرکوز کر دیں پانچویں سال میں قدم رکھتے ہی آپ کو مکتب میں بٹھا دیا دس سال کی عمر میں آپ کو ابتدائی تعلیم میں بہت اچھا درجہ حاصل ہو گیا سترہ برس کی عمر تک آپ جیلان ہی میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور فارغ التحصیل ہو گئے علم کی تشنگی آپ کے اندر پوری شدت کے ساتھ پیدا ہو چلی تھی ترقی اور حصول کمال کی امنگ روز بروز بڑھتی۔ اس عہد میں بغداد جلوہ گاہ تمدن بنا ہوا تھا اور وہاں اعلیٰ درجہ کے کالج تھے آپ نے وہاں پہنچ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا عزم کر لیا اپنی والدہ گرامی سے اجازت طلب کی اور کوئی عورت ہوتی تو کبھی اتنی دور اپنے بچہ کو تنہا بھیجنے پر راضی نہ ہوتی دل تو ضرور ان کا بھی دکھا مگر سمجھتی تھیں کہ بچہ کا فائدہ اسی میں ہے اس لئے انہوں نے بخوشی اجازت دیدی

بیٹے کو ماں کی شاندار نصیحت

اور اب لیاقت کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ کی والدہ صاحبہ نے ان اسی دینار میں سے جو سید ابو صالح نے ترکہ میں چھوڑے تھے۔ چالیس دینار تو آپ کے بھائی کے لئے علیحدہ رکھ لئے اور باقی چالیس دینار آپ کے فرغل کے استر میں سی کر نصیحت کی کہ:۔

"بیٹا! آج میں تمہارے باپ کے ترکہ سے تمہارا حصہ تمہارے حوالہ کرتی ہوں اور میں نے اس طرح انہیں پوشیدہ کر دیا ہے کہ کسی کو ان کا پتہ بھی نہیں چل سکتا یہ تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔ اس کے بعد میں تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں اور یہ آخری نصیحت کرتی ہوں کہ خواہ تمہیں زندگی میں کیسے ہی نازک حالات و حوادث سے مقابلہ کرنا پڑے مگر جھوٹ کسی حالت میں نہ بولنا اور صدق مقال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا"

آپ نے عہد کر لیا انسان کتنا ہی بزرگ ہو مگر بشریت بہر صورت تاثر رکھتی ہے دل ماں کا اور محبت سے لبریز تھا بیٹا جا رہا ہے تو ہزار ضبط پر بھی آنکھوں میں آنسو تھے دور تک دیکھتی رہیں آپ قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے جو ہمدان تک سلامتی و خیریت کے ساتھ چلا گیا۔ لیکن یہاں سے آگے بڑھتے ہی قزاقوں نے اس پر دھاوا بول دیا اور سلب و نہب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قزاق بڑی بیرحمی کے ساتھ لوٹ رہے تھے۔ اسی دوران میں یکے بعد دیگرے تین چار ڈاکو آپ کے قریب سے گذرے اور آپ سے بھی یہ پوچھتے رہے کہ لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے وقت بہت نازک تھا جانتے تھے کہ اس وقت سچ بولنے میں مال لٹا ہاتھ سے جاتا ہے لیکن ماں کی نصیحت یاد تھی آپ نہ بھولے تھے اس لئے جس قزاق نے آپ سے پوچھا آپ نے سادگی اور سچائی کے ساتھ کہہ دیا کہ مال میرے پاس ہے۔ مجھے لڑکا ہے پاس

مجھ سے نہیں۔ پہچاننے لگا کہ میرے پاس جب کچھ ہے نہیں تو مجھ سے کیا لیں گے اس لیے مذاق اڑا کے بات نہ دیا۔ اس پر بتایا کہ ہم اس سے پہلے واضح کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی دینی حالت بہت کمزور ہو چکی تھی صدق مقالی کا اسلامی اہتمام اور مذہبی جوش باقی نہ رہا تھا۔ ان کا خیال سرسری شیئیت تھا۔

قزاقوں کا حملہ اور آپ کی صدق مقالی

جب قافلہ لوٹ کر اطمینان سے ساتھ بیٹھے اور مال غنیمت کی تقسیم شروع ہوئی تو ایک ڈاکو نے برسبیل تذکرہ ایک لڑکے سے پوچھنے اور بطور اقرار کہا کہ تمہیں بھی ڈر کیا ہے۔ زبانی تو جو بات اس طرف ہوئی اور اس نے علاوہ یاد کر اچھا جاؤ۔ اور اس لڑکے کو اپنے سردار کے پاس لے آؤ چنانچہ ڈاکو گئے اور آن کی ان میں پکڑ کر سردار کے سامنے کھڑا کر دیا۔ سردار نے بھی آپ سے وہی سوال کیا اور وہی جواب پایا تلاشی لی گئی تو کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔ سردار نے پوچھا ہے تو آخر کہاں ہے؟ فرمایا میرے گدڑی کے استر میں چالیس دینار سلے ہوئے ہیں۔ فوراً استر ادھیڑا گیا جس پر چالیس کے چالیس دینار برآمد ہوگئے۔

سردار آپ کی اس صداقت بیانی پر متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ تجھے یہ علم تھا کہ ہم ڈاکو ہیں تیرے سامنے ہم نے قافلہ والوں کو لوٹا ہے پھر جو رقم تیرے پاس تھی بالکل پوشیدہ تھی۔ سلی ہوئی تھی کہ اگر تو خود نہ بتاتا تو اس کا کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔ تجھے اتنی بڑی رقم کے ضائع ہونے کا کچھ بھی ملال نہیں ہوا۔ فرمایا ہوا کرے مجھے ہر چیز سے زیادہ اپنی والدہ کی نصیحت عزیز ہے سب کچھ کر سکتا تھا مگر یہ نہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی پیاری ماں کی نصیحت کو بھول جاؤں جو انہوں نے رخصت کرتے وقت بطور خاص کی تھی اس لئے جس نے بھی مجھ سے پوچھا اور جب پوچھا میں نے اقرار کیا اور اب آپ کے سامنے بھی اقرار کر رہا ہوں۔

قزاقوں کی توبہ

ان الفاظ نے قزاقوں کے سردار کے قلب پر ایسا گہرا اثر کیا اس کی حالت یک بیک متغیر ہوگئی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے بولا کہ تو ابھی کمسن ہے اس کے باوجود تو اس عہد کو نہیں بھولا جو اپنی ماں سے کر کے گھر سے رخصت ہوا ہے لیکن میں اتنی عمر کو پہنچ گیا اور اب تک اس عہد کو توڑ رہا ہوں جو اپنے آقائے حقیقی سے کر کے آیا ہوں یہ کہا اور آپ کے پاؤں پر گر کر قدوم مبارک کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیا اور توبہ کرنے لگا۔ اس کے آنسو رکتے ہی نہ آتے تھے اور بے اختیار روتا چلاتا تھا۔ واقعہ اپنی نوعیت میں اتنا اثر آفریں تھا کہ ظلم و تشدد کی بے رحمانہ فضا یک بیک متغیر ہو کر رہ گئی اور دوسرے قزاقوں پر بھی رقت کا عالم طاری ہو گیا ان کے دلوں کی دنیا ہی بدل گئی انہوں نے بھی توبہ کی آپ کے ہاتھ پر اور بولے:۔

جس طرح آپ سلب و نہب اور ڈاکہ زنی میں اب تک ہمارے سردار رہے ہیں اور گمراہی میں ہماری قیادت کرتے رہے ہیں اسی طرح اب آپ توبہ اور نیک کاموں میں بھی ہماری سرداری کریں ہم بھی آئندہ سے پختہ کار اور سچے مسلمانوں کی طرح پاکبازانہ زندگی بسر کریں گے۔ چنانچہ تمام ڈاکوؤں نے اسی وقت آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور آپ سے معافی مانگی۔

فلک نیلی فام چند لمحے پیشتر جس گروہ کی دہشت خیزیوں مردم آزاریوں اور قصابانہ بیدردیوں کا ہولناک منظر دیکھ چکا تھا اور جن کے ہاتھوں مٹنے والے ظلم و ستم کی بنا پر وہ قافلہ والوں کی چیخیں اور شیون و فریاد کی آوازیں سن چکا تھا اب وہ انہی کے حلق سے نکلی ہوئی توبہ و استغفار کی نرم آوازیں سن رہا تھا ظالم مظلوم کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ دوسرے دلوں کا گرگراہٹ پر رحم نہ کرنے والے اب دربار غریب نواز میں مظلومانہ کھڑے ہوئے خود ایک بیکس فریادی بنے ہوئے تھے۔ ایک ایک اپنی اپنی جگہ سے اٹھتا اور قافلہ والوں کے پاس پہنچ پہنچ کر اپنے قصور و دراز دستی کی معافی چاہتا آپ کے قدموں پر گرتا ان کے سردار کی حالت تو بہت ہی زار ہو چکی تھی اس کی آنکھ کا آنسو تو رکنے ہی میں نہ آتا تھا۔ حالانکہ یہ ایک نامور خوفناک اور نامور ڈاکو تھا لوگ اس کا نام سن کر خوف و دہشت سے لرزا ٹھتے تھے اللہ تعالیٰ کی ذرہ نوازیاں تھیں کہ ان کے تمام گناہ بخشے گئے بلکہ یہ سب کے سب مقرب بارگاہ بنے اور ولایت کے منصب پر فائز ہوئے۔

یہ آپ کی زندگی میں سب سے پہلا واقعہ تھا کہ اتنا کثیر تعداد دلیر ایمان داری کی بدولت ہدایت کی اور ایک گروہ کا گروہ آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا۔

علوم شریعت کی حوصلہ مندانہ تکمیل

بغداد پہنچ کر آپ پورے انہماک کے ساتھ تعلیم میں مصروف ہو گئے اور ۴۸۸ھ سے لیکر ۴۹۶ھ کے درمیانی زمانہ میں آپ نے تمام علوم ملت اسلامیہ میں سند فضیلت حاصل کر لی قرآن تفسیر حدیث فقہ۔ بلاغت بیان ادب و اشعار ریاضی منطق تاریخ وغیرہ غرض کوئی علم ایسا نہیں جس میں آپ کو درجہ تبحر حاصل نہ رہا ہو۔ اس آٹھ سال کی مدت میں آپ نے بسلسلہ تحصیل علوم جو مصائب و نوائب برداشت کئے ان کے محض تصور ہی سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے طبیعت فیاض واقع ہوئی تھی اسلئے جو چالیس دینار آپ ساتھ لے گئے تھے وہ بہت جلد خرچ ہو گئے آپ فقر و فاقہ کی اذیت میں مبتلا ہو گئے ایک دو مرتبہ درمیان میں شفیق ماں نے آپکو خرچ بھی بھیجا مگر وہ آپ کے فطری جود و سخا کی وجہ سے چند ہی روز میں ختم ہو گیا یہ حالت تھی کہ آپ پر تین تین روز کامل ایسے گذرے ہیں کہ منہ میں ایک دانہ اڑ کر نہیں گیا ہے بے حال اور نڈھال ہو ہو گئے مگر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا جنگلوں اور ویرانوں میں چلے جاتے اور جو گھاس پات ملتا اسی پر گذارا کرتے۔ آخر ایک نانبائی نے آپ کی عدت سے بڑی ہوئی تکلیفوں سے متاثر ہو کر اس شرط پر آپ کو ڈبل روٹی دینی شروع کی کہ اس کی قیمت جب ممکن ہو سکے دیدینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علوم طریقت میں انہماک

علوم شریعت کی تکمیل کے بعد آپ علوم طریقت میں حصول کمال کی طرف متوجہ ہو گئے حضرت الشیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کہ رہنمائی عالم کے لئے اس کی بھی ضرورت تھی آپ کو غوث وقت بننا تھا اس مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے جذبہ طاری ہوا اور آپ جنگلوں اور بیابانوں میں شبانہ روز عبادتوں اور مجاہدوں میں مصروف رہنے لگے۔ یہ مجاہدات جتنے سخت اور جتنے ہولناک تھے یہ ایک جداگانہ داستان ہے مختصر یہ کہ پچیس برس کامل اسی حالت میں گذر گئے اس کے بعد کہیں جاکر آپ سلوک میں آئے اور حضرت شیخ ابو سعید مخزومی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی ظاہر ہے کہ بزرگ نانا اور ماں کی تربیت اور اس کے بعد ان بست و پنج سالہ مجاہدوں نے آپ کو کیسے کیا بنا دیا ہوگا تاہم ایک رہنما کی ضرورت تھی تزکیہ نفس تو ہو چکا تھا ایک نظر کی کسر باقی رہ گئی تھی جس نے آپکو مطلع انوار بنا دیا۔

درس و تدریس کا آغاز

کثرت مجاہدات اور فراوانی ریاضات نے آپ کو دنیا سے بالکل بیزار و برداشتہ خاطر بنا دیا تھا طبیعت

میں تو مشق و یگانگی پیدا ہو چکی تھی لیکن قدرت کو آپ سے بڑے بڑے کام لینے تھے اس لئے آپ حضور نبی کریم کے اس حکم پر کہ اٹھو اور مخلوق خدا کو ضلالت و گمراہی کے غار سے نکالو مجبوراً دوسری طرف متوجہ ہوئے پہلے آپ اپنے مرشد گرامی کے ایک چھوٹے سے مدرسہ کو لیکر بیٹھے اور مصروف درس و تدریس ہوگئے لیکن ابھی زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ یہی چھوٹا سا مدرسہ آپ کی سعی و توجہ سے ایک عظیم الشان عمارت کی صورت میں منتقل ہوگیا اور اس کے مختلف شعبے ہوگئے جو عبادتخانے خانقاہ مدرسہ اور مکانات سکونت وغیرہ پر مشتمل تھے اور جس میں بیشمار طلبا بیک وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔

غرض رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور بڑھتے بڑھتے شہرت اتنی بڑھی کہ گنبد افلاک آپ کی لیاقت و فضیلت کے چرچوں سے گونجنے لگا اقصائے عالم سے تشنگان علوم شریعت و طریقت پہنچنے اور آپ سے فیض حاصل کرنے لگے اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ کے درس و تدریس تبحر علمی فتاویٰ نویسی کرامات و خوارق عادات اور مواعظ و تقاریر کی دہوم مچ گئی اور دنیائے اسلام میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک انقلاب برپا ہوگیا۔

تبلیغ و ہدایت خلق

جو چنگاری شعلہ جوالہ بن چکی تھی اور یہ غریب و یتیم ایک یکتائے روزگار اور مشہور و بلند قائد و معلم و مصلح کی صورت اختیار کرکے بہت بڑی چیز اور بہت بڑی قوت بن چکا تھا یہ نوبت پہنچ چکی تھی کہ آپ کے مواعظ و تقاریر میں بیک وقت ستر ستر ہزار نفوس شریک ہونے لگے تھے دریا سمندر کی صورت اختیار کر چکا تھا عوام و خواص سب کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھ چکی تھیں اور آپ نے اتنی بڑی قوت اختیار کرلی تھی کہ کوئی بڑے سے بڑا فرمانروا اور کوئی خلیفہ آپ کے خلاف قدم اٹھانا تو ایک طرف آپ کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔

ہر جلسہ میں غیر مسلم بھی بکثرت شریک ہوتے تھے اور بکثرت اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ یا تو خدا کی طرف توجہ ہی نہ تھی دین و مذہب کو سب بھول گئے تھے یا یہ حالت ہوگئی کہ ہر طرف قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور مسلمانوں میں پختگی ایمان ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ وہ شیفتہ اسلام بن گئے۔ عظیم الشان لنگر خانہ جاری تھا جس سے دونوں وقت ہزارہا نادار پیٹ بھر کر کھاتے اور اطمینان کی نیند سوتے تھے عراق اور اس کے نواحی ممالک میں تو یہ سمندر موجزن تھا لیکن دوسرے اسلامی خطوں میں ابھی تک تاریکی پھیلی ہوئی تھی ایک مصلح اکبر اور ایک غوث وقت کو جس کی سپرد تمام اسلامی دنیا کی اصلاح کا کام تھا وہ ان خطوں سے نہ بے پرواہ رہسکتا تھا اور نہ خود ہر جگہ جاسکتا تھا۔

اس کا انتظام آپ نے یہ کیا کہ اپنے بیشمار خلفاء اور شاگردوں کو اقصائے عالم میں پھیلا دیا ہندوستان میں بہت سے خلفا مامور ہوئے چراغ سے چراغ روشن ہوتے چلے گئے ہر مامور یہ اپنے کام میں اپنی جگہ مصروف ہوگیا اور اسلام کی روشنی پھیلانے لگا یہ وہ مبلغین اسلام تھے جو علوم شریعت و طریقت میں کامل تھے جنہیں زاد راہ کی ضرورت تھی نہ کسی سرو سامان کی فقیرانہ بیچ و پیچ کے ساتھ رہتے اور اپنے لئے آپ جگہ پیدا کرلیتے تھے فرش زمین ان کا بستر تھی اور درختوں کے پتے اور صحرائی بوٹیاں ان کی غذا تھیں نور یزدانی کے حامل تھے اس لئے مخلوق پر ان کی ہیبت طاری رہتی تھی کوئی انھیں مرعوب نہ کرسکتا تھا کچھ روز بعد یہ جہاں جاتے تھے وہاں خانقاہیں مسجدیں مدرسے بنی جاری ہوجاتے تھے غرض یہ لقوہ تبلیغ اسلام پورے زور و قوت پر تھی۔

وفات

جب اصلاح کا کام پورا ہوگیا ایک عالم بہ رستی اور پوری دنیا اسلام میں بیداری ہوچکی اور خلفاء و شرار میں مذہبی جوش پیدا ہوگیا تو پیام اجل آپہنچا اور آپ اکیانوے سال کی عمر میں گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو واصل الی الحق ہوئے۔ نہ صرف بغداد بلکہ تمام عالم اسلامی میں کہرام مچ گیا گو آپ دنیا میں نہیں رہے مگر آپ کا سلسلہ پوری قوت و شکوہ کے ساتھ صدیوں تک مصروف کار فرمائی رہا گو اب وہ جوش باقی نہیں رہا مگر آپ کا سلسلہ قائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہیگا۔ آپ کی روحانیت اب بھی ہر جگہ کارفرما ہے اور صاحب استعداد اس سے استفاضہ کرتے ہیں۔

تعلیمات غوثیت

یوں تو آپ کی گہربار اور بصیرت افروز تعلیمات سے دفتر کے دفتر بھرے اور بکھرے پڑے ہیں لیکن یہاں ہم صرف چند امور پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگر مسلمان انھیں ہی پیش نظر رکھیں تو وہ ان سے بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو تین باتیں ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئیں اولاً یہ کہ نفع و ضرر کا مالک صرف خدائے قدوس ہے انسان کے لئے اس نے جو کچھ ازل میں مقدر کردیا ہے وہ ضرور پیش آکر رہیگا، ثانیاً تو اللہ کا بندہ ہے وہی تیرے اندر تصرف ہے جس حالت میں وہ چاہتا ہے بنادیتا ہے جب وہ تجھ سے اور تیرے ماں باپ سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہے تو وہ جو کچھ تیرے ساتھ کرے تجھے اس پر رضامند رہنا چاہیے۔ ثالثاً یہ کہ دنیا فانی ہے اور بقا آخرت ہی کو حاصل ہے دنیا میں تیری حقیقت ایک مسافر سے زیادہ نہیں ایک نہ ایک روز تیرا یہ سفر ختم ہوجائیگا اور اپنے اصلی قیام گاہ پر جاکر دم لیگا اس لئے ضروری ہے کہ سفر کی صعوبتوں سے نہ گھبرا اور اپنے اصلی گھر کو آباد کرنے کی سعی میں مصروف رہ اور اس میسر شدہ فرصت میں وہ کام کر جس سے ہمیشہ تو فائدہ اٹھاتا رہے۔"

دنیا کے متعلق فرماتے ہیں اسے دل میں تو ہرگز جگہ نہ دو بلکہ اسے دل سے نکال کر ہاتھ میں لیلو۔" ارشاد ہوتا ہے کہ یاد رکھو کہ خدا کی راہ میں جو کچھ صرف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔" علم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جاہل اور بے علم عابد کے تمام کام سنورتے کم ہیں اور بگڑتے زیادہ ہیں علت پر اپنا بار ہرگز نہ ڈال اور کسی پر سبقت لیجانیکی سعی نہ کر تمام اعمال میں نیت کو درست رکھنا چاہئیے۔ جب تک فرائض سے فراغت نہ پا جاوے اس وقت تک سنن و نوافل میں مشغول ہونا نادانی ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا جھوٹی شہادت دینا بیوی کے حقوق پامال کرنا۔ جاندار کو آگ میں جلانا عزیزوں اقارب سے سلوک ترک کرنا محرموں کو بری نظر سے دیکھنا۔ مظلوم کی مدد نہ کرنا حق بات چھپانا [illegible] خوارج مسلمانوں کی ایذا دہی رشوت خیانت ریا [illegible] حسد تکبر [illegible] غیبت زنا سود۔ خدا سے خوف نہ رکھنا اور اس کی رحمت سے مایوس ہونا ذنوب گناہ ہیں۔ آپنے فرمایا مجھے صرف دو خصلتیں بہت پسند ہیں ایک حسن خلق دوسرے بھوکوں کو کھانا کھلانا اگر مجھے ساری دنیا کی بھی دولت حاصل ہوجائے تو میں یہی کام کرتا رہوں، آپ کی کرامات اور خوارق عادات کا کوئی حصر نہیں ہر روز نئی نئی کرامتیں آپ سے سرزد ہوتی تھیں جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری

خاندان معاشرت ابتدائی

حضور خواجہ غریب نواز اپنی عالم کے نہایت نامور اور اکابر اولیاء میں سے تھے اور اس اعتبار سے آپ کو استثنائی شہرت حاصل ہے کہ کفر کدہ ہند میں مسلمانوں کی روشن آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے پھیلی۔ اسلامی دربار نبانی کا کا منگ بنیاد یہیں تک آپ کے ہاتھوں یہاں نصب کیا گیا اور تبلیغ کا نظام بھی سب سے پہلے آپ ہی نے ارض ہند میں قائم کیا۔ آج ہندوستان میں جتنے مسلمان نظر آتے ہیں یہ سب آپ ہی کے تبلیغی کی برکت ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا رئیس و بانی اول سلطان شہاب الدین غوری اور اس کا لائق و شجاع اور کامیاب بخور سلطان قطب الدین ایبک ہے۔ لیکن یہ جو کچھ تھا صرف ظاہری کرشمہ تھا۔ بہ حقیقت میں جو کچھ ہوا وہ حضور خواجہ غریب نواز ہی کا زیر بار منت ہے۔ آپ ہی نے سلطان شہاب الدین محمد غوری کو حملہ ہند کی دعوت دی آپ ہی کی دعا سے اسے ہندوستان میں کامیابی نصیب ہوئی اور آپ ہی نے کفر و شرک کے اس جنگل میں مسلمانوں کی حکومت کے استحکام و دوام کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ سلطان شہاب الدین غوری سے پیشتر ہندوستان پہنچ چکے تھے اس وقت جبکہ یہاں دیکھنے کو بھی کوئی اسلامی صورت موجود نہ تھی آپ نجیب الطرفین سید ہیں سلسلہ نسب براہ راست حضور نبی کریم تک پہنچتا ہے۔ ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی حضرت غیاث الدین حسن سنجری بہت دولتمند اور فارغ البال آدمی تھے اور انہوں نے آپ کو بڑے ناز و نعمت سے پرورش کیا تھا ابھی آپ کی عمر صرف چندہ ہی برس کی تھی اچھی طرح ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ باپ کا سایہ شفقت آپ کے سر سے اٹھ گیا تاہم باپ نے بہت کچھ چھوڑا تھا صرف دو بیٹے تھے۔ آپ کے حصہ میں ایک پرفضا وسیع باغ اور ایک پن چکی آئی تھی جس کی آمدنی بہت وافر تھی اتنی کہ آپ بڑے عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے شہر میں بھی خاص عزت تھی۔ خاندان بھی بہت موقر و محترم تھا لوگ آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

امیرانہ طبیعت میں انقلاب

اللہ تعالیٰ کو آپ سے ایک بڑا کام لینا تھا۔ نظر انتخاب آپ پر پڑ چکی تھی ایک روز اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کامل وقت مجذوب حضرت ابراہیم قلندر رسیدہ باغ میں چلے آئے آپ نے ان کی بڑی عزت کی ادب سے ایک جگہ بیٹھا دیا اور انگور کے چند خوشے باغ سے توڑ کر آپ کے سامنے پیش کئے جنہیں انہوں نے شوق کے ساتھ کھایا اور بعد کو چند انگور اپنے منہ میں لیکر اور چبا کر آپ کو دیئے جنہیں آپ نے بے تکلف کھا لیا خدا ہی جانتا ہے کہ اس زبردست اور صاحب کمال مجذوب کے لعاب دہن میں کیا جوہر ملا ہوا تھا کہ حلق سے اترتے ہی سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ بن گیا اور ساتھ ہی طبیعت دنیا اور دنیا کی مسرتوں سے اور عشرتوں سے یکسر سیر ہو گئی اور آن کی آن میں کچھ سے کچھ بن گئے۔

وہ مجذوب تو جدھر سے آئے تھے ادھر چلے گئے آپ وہاں سے اٹھ کر آئے اور باغ و دکان فروخت کر کے جو کچھ ہاتھ میں آیا اہل کو خیرات لٹا دیا

مرشد گرامی کی بیست سالہ خدمت

حالت متغیر ہو چکی تھی سنجر سے نکل کھڑے ہوئے پہلے تو سمرقند پہنچکر علوم ظاہری کی تکمیل کی، پھر جوش اٹھا، تو سمرقند سے بھی بعزم حج چل کھڑے ہوئے۔ اثنائے راہ میں صوبہ نیشاپور کے مشہور قصبہ ہارون میں آپ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل ہوا آپ کا حصہ یہیں تھا اور یہیں سے آپ کو دارین کی نعمتیں ملنے والی تھیں طبیعت پر یکایک اثر ہوا۔ انہی کے سلک بیعت میں منسلک ہو گئے۔ خواجہ عثمان شیخ وقت اور بہت بلند پایہ بزرگ تھے ان کی صحبت میں آپ کو کچھ ایسا لطف آیا اور وہ انبساطات حاصل ہوئیں کہ پیر قدم چھوڑنے کو دل ہی نہ چاہا۔

پانچ سات سال نہیں پورے بیس سال خدمت ہی میں بسر کر دیئے یہ ہوش ہی نہ تھا کہ کہاں وطن ہے اور کدھر عزیز ہیں ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہتے جہاں وہ جاتے آپ بھی جاتے۔ اور ان کا سامان سر پہ لئے پھرتے اسی دوران میں ان کے ساتھ متعدد حج بھی کئے۔ اس صحبت و خدمت میں آپ باطنی فیوض سے مالا مال ہو گئے۔ آپ کی استعداد و لیاقت باطنی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت ہارونی نے آپ کو خرقہ خلافت ڈھائی سال ہی میں عطا کر دیا تھا اور آپ اس قلیل مدت ہی میں اپنے مرشد گرامی کی جانشینی کے بہترین اہل ثابت ہو چکے تھے۔

سیاحت و گلگشت

اس کے بعد جب آپ مطلع انوار بنکر مرشد گرامی کے کاشانہ قدس سے جو نکلے ہیں تو آپ کی کلاہ عظمت کا گوشہ آفتاب پر چشمک زنی کر رہا تھا۔ اس کے بعد آپ کو سیاحی اور اس عہد کے مشائخ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا کہ جلدی میں پہنچکر حضرت نجم الدین کبریٰ کی زیارت کی اور ڈھائی ماہ ان کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد بغداد تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ حضور غوث پاکؓ سے فیوض حاصل کیا اور انہی کے ساتھ چند سفر بھی کئے۔ وہیں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے ملے۔ ہمدان میں حضرت اوحد الدین سے ملاقات کی۔ تبریز میں حضرت یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے۔ حضرت ابو سعید تبریزی سے استفاضہ کیا پھر اصفہان گئے اور حضرت خواجہ محمود اصفہانی سے ملے۔ وہاں سے میہنہ آئے اور خواجہ ابو سعید میہنی سے ملاقات کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت بایزید بسطامی کی اولاد میں سے ایک بزرگ خواجہ ناصر الدین ہیں جو استرآباد میں رہتے ہیں صاحب ولایت ہیں عمر ایک سو ستائیس سال کی ہو چکی ہے ان کے پاس پہنچکر فیض حاصل کیا اور کچھ دن وہیں قیام پذیر رہے۔

وہاں سے غزنی آکر حضرت شمس العارفین شیخ عبد الواحد غزنوی سے ملاقات

کی غرض لانے کے صدہا اولیا و صوفیا سے ملاقات کرتے اور بلخ و بخارا اور ہرات ہوتے ہوئے عازم ہندوستان ہوئے، ہر چمن سے پھول چنے ہر گلزار سے کلیاں لیں اور خود کو گلستان بنالیا ظاہر ہے کہ جس بزرگ نے ابراہیم قلندر جیسے سرآمد رندگار مجذوب، حضور عبد القادر جیسے غوث وقت، حضرت شہاب الدین جیسے شیخ الشیوخ اور صدہا دیگر بزرگوں کی صحبت میں رہنے اور ان سے استفادہ کرنے اور سب سے زیادہ یہ کہ حضور شیخ عثمان ہارونی جیسے بزرگ جلیل کی خدمت میں آپ جو کچھ بھی نہ بن گئے ہوں کم ہے۔

باکمال صوفیا سے محرومیت

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلامی دنیا کے ہر شہر میں باکمال صوفیا، و اولیا جلوہ افروز تھے اور ایک ہمارا زمانہ ہے کہ ڈھونڈے بھی کسی بزرگ دولی کی صورت نظر نہیں آتی اور ہر طرف ظلمت و تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔

ہونے کو تو آج بھی ہر جگہ سجادے موجود ہیں اور ان بزرگوں کے نام لیوا موجود ہیں لیکن وہ کمال مفقود ہے وہ خوارق عادات کہیں دیکھنے میں نہیں آتے جسے ہم اپنی بدبختی اور زمرہ بداعمالی کے سوا اور کسی بات سے منسوب نہیں کر سکتے دنیا باکمالوں سے خالی نہیں رہ سکتی اولیا قیامت تک موجود رہیں گے اور اب بھی ہوں گے لیکن وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل کر دئے گئے ہیں کہ ہمارے اعمال ہی ایسے نہیں رہے کہ ہمیں ان کے استفاضہ کے قابل سمجھا جائے مزارات سے جو فیض و برکات کا سلسلہ جاری تھا وہ بھی روز بروز کم ہوتا جاتا ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں سے روز بروز مذہبی شیفتگی معدوم ہوتی چلی جا رہی ہے اور مسلمان دینی افلاس و نکبت میں مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں

عظمت روحانی کا علو و عروج

بتایا جا چکا ہے کہ آپ اپنے مرشد گرامی کے ساتھ متعدد مرتبہ حج کر چکے۔ غالباً آخری سفر میں حضرت خواجہ عثمانی ہارونی نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کا ہاتھ پکڑا اور جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا میں اپنے مایہ ناز مرید معین الدین کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ہم نے قبول کیا اس کے بعد آپ مدینہ منورہ پہنچے روضہ اطہر کی جالیاں پکڑ کر پہلے سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ ہم نے ہندوستان کی ولایت تمہارے سپرد کی ہے آپ کے مرشد گرامی ساتھ ہی تھے انھوں نے آپ کو حکم دیا کہ "جاؤ کفرستان ہند میں جا کر دین اسلام کی اشاعت کرو" یہ حکم دینے کے ساتھ ہی آپ سے آنکھیں بند کرا کے "رئیس الارواح" کی تحریر کے مطابق آپ کو سارا ہندوستان دکھا دیا گیا اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان ہارونی نے اسی وقت جبکہ آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا ہے اور آپ کو خدمت میں ملازم ہوئے صرف ڈھائی سال ہی کی مدت گذری ہے تو اپنی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف کیں اور فرمایا ان کے درمیان نظر کرو۔

آپ نے نظر اٹھائی ہے تو فضائے ملکوت و جبروت و لاہوت و ناسوت سب آپ کے سامنے تھی اس ہستی گرامی کی عظمت و معرفت کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔ جس نے شیخ کی صرف ڈھائی سال کی خدمت میں اس درجہ باطنی کمال پیدا کر لیا تھا آیندہ اس سے بیس گنی مدت میں تو خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کی تابانیوں اور درخشانیوں کا کیا عالم ہوگا، اور آپ کے گلشن قلب میں کیسی نورانی بہاریں پھیلنے لگی ہوں گی۔

ارض ہند میں ورود

دربار رسالت سے چونکہ دل کا تمام سلطنت ہند آپ کے حوالہ کی جا چکی تھی اس لئے آپ عازم ہند ہو کر پشاور ہوتے ہوئے لاہور پہنچے۔ اور یہاں حضرت داتا گنج بخش کے روضہ مطہرہ میں کچھ روز معتکف رہ کر دہلی کا ارادہ کیا۔

دہلی اس وقت مرکز کفر تھا کوئی ایک مسلمان بھی دیکھنے کو نہیں ملتا تھا اور فرزندان توحید کے خلاف سخت تعصب پھیلا ہوا تھا چالیس درویش آپ کے ساتھ تھے۔ آپ جا کر ایک میدان میں فروکش ہوگئے اور پنجوقتہ اذانیں دیکر نمازیں پڑھنی شروع کر دیں۔ یہی اور بالکل نئی بات تھی۔ ہر طرف ایک شور مخالفت برپا ہوگیا۔ دھمکایا گیا، راجہ کا حکم اخراج سنایا گیا، اذیتیں اور تکالیف پہنچانے کی ساعی کی گئیں جب کوئی پیش نہ گئی آخر ایک شخص خنجر چھپائے ہوئے آپ کے سامنے گیا۔ لیکن صورت دیکھتے ہی اس پر ایک لرزہ طاری ہوگیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔

راجہ سامانہ سے مقابلہ

لکھا ہے کہ راجہ کی والدہ نے بارہ برس پیشتر ہی راجہ پر بھی رائج کر دیا تھا کہ تیری قوت و طاقت کو نقصان پہنچانے کی قوت کسی میں نہیں البتہ فلاں حلیہ کا ایک مرد بزرگ آکر تیری تمام حکومت کو پارہ پارہ کرکے رکھ دیگا۔ نجوم و کہانت کی بہت بڑی ماہر تھی اس لئے اس نے اپنے گورنروں اور ماتحت راجاؤں کے نام حکم صادر کر رکھے تھے کہ اگر اس حلیہ کا کوئی شخص تمہاری حدود میں داخل ہو تو فوراً گرفتار کرکے ہمارے حضور میں پیش کیا جائے۔ حکام بڑی بڑی ہستیوں کے متعلق ابتدا سے یہی صورتیں اختیار کرتے رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی انقلاب انگیز ہستی دنیا میں پیدا ہونے والی ہوتی ہے تو بہت پیشتر آسمان پر ایک ستارہ نمودار ہو جاتا ہے جسے ماہرین نجوم پہچان لیتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے متعلق بھی اس عہد کے نجومیوں اور کاہنوں نے پہلے سے ایسی پیشینگوئیاں کیں وقت و ساعت بھی بتادی اور نمرود و فرعون اور انطاکس نے مقرر تباہی کو روکنے کے لئے بچوں کے قتل عام کی مہم بھی زوروں کے ساتھ شروع کی لیکن واللہ غالب علیٰ امرہ اس کے حکم کے سامنے کسی کی نہ چلی اور اس نے جو چاہا وہ ہو کر رہا آپ بھی بڑی چیز تھے۔ تبھی تو تھے کہ درجہ و منصب بفحوائے "اولیاء امتی" وہی رکھتے تھے اس لئے آپ کے متعلق تدرے ترمیم کے ساتھ وہی سب کچھ ہوا۔

چنانچہ سامانہ میں آپ کو روکا گیا گرفتاری کی تو ہمت نہ ہوئی کہا گیا چلیے آپ کو کسی معقول و مناسب جگہ فروکش کردیں عین اسی وقت بارگاہ نبوت سے ہدایت ہوئی کہ ان کے فریب میں نہ آنا کہ ان کا ارادہ اور ہے چنانچہ آپ تمام رجواڑوں اور دیش کے حکمرانوں اور کارکنان حکومت کے پنجہ سے بچکر اجمیر پہنچ گئے۔

اجمیر میں رام دیو پنڈت کا اسلام

اجمیر اس عہد میں ایک عظیم الشان شہر اور دہلی کی راجدھانی تھی جہاں اتنے مندر تھے کہ ناقوس کی صداؤں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی ٹڈی دل فوج، پولیس اسلحہ سب کچھ موجود تھے مادی قوتوں اور دشمنوں سے شہر پٹا پڑا تھا۔ آپ نے یہاں پر راہ لی اور ایک درخت کے سایہ میں جاکر پناہ گزیں ہوگئے جہاں راجہ کی اونٹنیاں بیٹھا کرتی تھیں لوگوں کے منع کرنے پر آپ اٹھے اور انا ساگر پر جا بیٹھے جہاں کثرت سے بتخانے تھے۔ اونٹ جو اپنی جگہ پر بیٹھے تو پھر اٹھ نہ سکے۔ سمجھ گئے کہ یہ ان خدا رسیدہ کی کرامات ہے۔ معافی تو مانگ لی مگر ساتھ ہی راجہ پرتھی راج سے جا لگائی۔ یہ سنتے ہی راجہ کے تن بدن میں آگ لگ اٹھی اور حکم دیا کہ انہیں پکڑ کر اس جگہ سے دور کردو کہ وہ ہماری پرستش گاہ ہے۔

فرمانروائے ہند کا حکم کوئی معمولی بات تو نہ تھی فوج کی فوج چلی۔ آپ نے مٹی کی ایک چٹکی پر کچھ پڑھ کر ان کی طرف جو پھونکا تو جو جہاں تھا وہیں بے حس و حرکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا اور بڑی منت و سماجت کے بعد اس مصیبت سے رہائی پا سکا۔ تیسرے روز راجہ نے ایک ہجوم کو ساتھ لیکر آپ کو ہٹانے کے لئے پنڈت رام دیو نے آپ کو باہر نکالنا چاہا۔ آپ نے اس کی طرف نظر ہی اٹھائی تھی کہ اس کے تمام جسم پر لرزہ طاری ہوگیا فوراً پاؤں پر گرا اور اسلام لے آیا کفرستان ہند میں صدیوں کے بعد رام دیو پہلا شخص تھا جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

جیپال جوگی سے دہشت خیز مقابلہ

اس کے بعد آپ تالاب انا ساگر سے اٹھے اور ایک لوٹا پانی کا بھر لیا جس کے ساتھ ہی تالاب کا سارا پانی خشک ہوگیا تالاب تھا بہت مقدس اور عظیم الشان راجہ سراسیمہ ہوگیا سمجھ گیا کہ فقیر کامل ہے۔ مادی قوت سے مقابلہ غیر ممکن ہوا اس لئے اس نے ایک صبا رفتار سانڈنی سوار بھیجا جیپال جوگی کو بلایا جو راجہ کا استاد اور ہندوستان کا ایک نہایت مشہور اور باکمال جوگی تھا۔ یہ یاں آیا ہے تو اس شان سے کہ مرگ چھالا پر سوار تھا ڈیڑھ سو چیلے ساتھ تھے اور ہوا پر جادو کے زور سے اڑا چلا آرہا تھا۔ غیظ و غضب میں بھرا ہوا مقابلہ کے لئے بڑھا اور اس طرح بڑھا کہ زمین دہل اٹھی آگے آگے اپنے چیلوں کو لئے ہوئے خود تھا پیچھے پیچھے ایک جم غفیر تھا۔ اس نے قدم اٹھاتے ہی جادو کے اژدہے اور آگ کے چرخ پھینکنے شروع کردیئے جن کی ہنکار اور سنسناہٹ سے آسمان گرد آلود ہوگیا شدت کے ساتھ آگ برسنی شروع ہوگئی اور فضا میں دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ منظر نہایت دہشت انگیز اور ہولناک تھا کہ خود حضور کے رفقا بھی گھبرا اٹھے۔ انہیں راجہ پرتھی راج اور شہر کی تمام مخلوق کو یقین ہوگیا کہ اب اس جہنم سے بچنا کسی طرح ممکن نہیں۔ حضور نے یہ صورت دیکھ کر اپنے اور رفقا کے گرد ایک حصار کھینچ لیا۔ آپ خود تو حصار کھینچ کر نماز میں مصروف ہوگئے جیپال اور اس کے چیلے آنکھوں سے شعلے برساتے شیر دہاڑتے برسوں آگ پھینکتے اور اژدہاؤں کو بڑھاتے بالکل مقابل پر آگئے انگارے اس شدت کے ساتھ برسنے شروع ہوئے اور اتنا شور برپا ہوا کہ اجمیر کی زمین دہل اٹھی نماز سے فراغت پاکر آپ نے صرف اتنا کیا کہ صرف ایک مٹھی بھر خاک اٹھا کر اور اس پر کچھ دم کرکے اس کی طرف پھینک دی جس سے یہ سارا طلسمات کی آن میں باطل ہوکر رہ گیا۔ راجہ گھبرا گیا مخلوق حیرت زدہ رہ گئی اور جے پال کا سر تفاخر جھک گیا اس نے علانیہ اپنے عجز کا اعتراف کرکے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا اور معافی مانگی اور اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

وارثان نبوت کے کرشمہ ہائے کار

دیکھا آپ نے یہ تھے حقیقی اولیائے امت اور وارث انبیاء علمائے ظواہر خود کو ہمیشہ وراثت انبیاء کا مدعی ظاہر کرکے صوفیاء اور اولیاء پر زبان طعن دراز کرتے رہے ہیں اور یہ کہتے رہے ہیں کہ وارث انبیاء ہم ہیں۔ انبیاء کا فریضہ اولین تبلیغ و اشاعت دین ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں ہمیشہ انہیں کفار کی مادی و غیر مادی بے پناہ طاقتوں سے مقابلے کرنے پڑتے ہیں اس لئے انہیں پہلے خاص طاقتیں اور معجزے عطا کردیئے جاتے ہیں یہ طاقتیں روحانی اور باطنی طاقتیں ہوتی ہیں جن سے علمائے ظواہر کورے اور تہی دامن ہوتے ہیں۔ غور کیجئے کہ اگر اس وقت خواجہ غریب نواز کے بجائے علامہ ابن جوزی یا علامہ ابن تیمیہ ہوتے تو پنڈت رام دیو اور جیپال جوگی کی ان ہولناک طاقتوں کا مقابلہ وہ کس قوت سے کرتے کیا آج کے کسی ظاہری عالم کے اندر اتنی قوت ہے کہ وہ مذکورہ شیطانی قوتوں کا حریف بن سکے یہ کام انبیاء اور صرف اولیاء ہی کا ہے۔ جانے دیجئے اسے بھی یہ ایک ولی کے سوا اور کس کا کلیجہ تھا کہ دشمنوں کے ملک میں اس طرح دلیرانہ داخل ہوسکتا ہے۔ ملک بھی وہ ملک جس کا طول و عرض مسلم افراد سے یکسر خالی تھا اور جہاں مسلمانوں کے خلاف جذبات عناد و شرارت کے ساتھ بھڑکے ہوئے تھے اس وقت ہندوستان کی مادی اور شیطانی قوتیں بڑی ہی اور بہت بڑی ہی مخفی تھیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اسلام فقراء و صوفیائے اسلام ہی کی بدولت پھیلا اور بڑھا ہے۔ صحابہ کرام سب بزرگ تھے۔ ان کے بعد جہاں جہاں اسلام پھیلا انہیں علمائے ربانی کی بدولت پھیلا

فتنہ تاتار اسلام کے لئے کتنا تباہ کن اور حوصلہ سوز فتنہ تھا۔ تاتاری بالکل وحشی تھے اور تہذیب ناآشنا۔ انہیں بلائے اسلام کے زیر سایہ لانا بھی اولیائے کرام ہی کی مساعی کا زیر بار منت ہے۔ حضرت شیخ سعدی کی جدوجہد کو بھی اس میں بڑا دخل ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں کی در و دیوار سے اسلام کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ہندوستان میں یہی خواجہ غریب نواز نے کیا۔ آگے چل کر اسی نمبر میں آپ کو معلوم ہوگا کہ بنگال، دکن، گجرات، پنجاب اور سندھ وغیرہ میں ان اولیائے ربانی نے کیا کارنامے دکھائے۔ جب سے یہ نورانی صورتیں نگاہوں سے اوجھل ہوئیں ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ کفار اور غیر مسلمین کو مسلمان بنانا تو ایک طرف جو مسلمان تھے وہ بھی نام ہی کے مسلمان رہ گئے۔ ان کی تبلیغ کا یہ کمال تھا کہ اس میں ایک پیسہ خرچ نہ ہوتا تھا۔ ایک بزرگ اٹھتا اور دلیرانہ کفر کے کسی مرکز میں جا بیٹھتا جہاں سے اسے خدا کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہوتا تھا۔ جنگل کے پھلوں اور درختوں کے پتے چباکر گذر کرتا فرش زمین پر بے تکلفانہ سوجاتا اپنے اخلاق، جوش ایمان اور روحانی قوتوں سے نہ صرف وہ میدان فتح کرلیتا بلکہ اسے دارالاسلام بنا کر اٹھتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ یا تو آپ بعثت سے قبل تنہا آپ جان لیکر بھاگے تھے یا جب حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کے باطن کو منور

کر کے اپنی روحانی تربیت سے انہیں مطلع انوار بنا دیا ان کے اندر روحانی طاقتیں پیدا ہو گئیں۔ معجزات مل گئے پھر تو یہ حالت تھی کہ تنہا صرف اپنے ایک بھائی کو لئے ہوئے فرعون کے محل کے سامنے جا پہنچے اس کے جادوگروں کے ہولناک طلسم کو توڑا۔ اس کے دربار میں اکیلے جا دھمکے اور اس عہد کی مہیب سلطنت بھی اپنی تمام سطوتوں اور قوتوں کے باوجود آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکی جو مقابلہ پر آیا تباہ ہوا۔ خود فرعون بھی اسی مخالفت کی نذر ہو گیا چونکہ اولیاء وقت انہی کے وارث حقیقی ہوتے ہیں اس لئے خواجہ کرامی کے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہوا اور آپ اس مقابلہ میں کامیاب ہوئے آپ کے بعد دوسرے صوفیا کو بھی اسی قسم کے مقابلے پیش آئے انہی کی طرح کے ساتھ رہے اور نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

پرتھی راج پر عتاب خواجہ

راجہ پرتھی راج کو اپنی اسنا کا نہایت ... کا سخت صدمہ تھا نوج اور اسلحہ سب کچھ اس کے پاس تھے وہ بڑی سے بڑی فوج سے مقابلہ کرنے کا داعیہ رکھتا تھا مگر آپ کی روحانی قوتوں کے سامنے وہ عاجز ہو کر رہ گیا تھا۔ اس شکست اور بے گر: اور اس عہد کے نہایت طاقتور جوگی کے اسلام نے اسے بالکل درماندہ کر دیا تھا۔ اگر وہ ہوشمندی سے کام لیتا تو بے تکلف ایمان لے آتا لیکن اس کی قسمت میں یہ سعادت نہیں تھی اس کے قلب میں آپ کا وجود کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ اس کی ماں ابھی زندہ تھی اس نے بہت سمجھایا کہ اس کے مقابلہ و مخالفت سے باز آ ورنہ تو اور تیری حکومت دونوں تباہ ہو کر رہ جائیں گی لیکن اس نے ایک نہ سنی وہ سلطان شہاب الدین غوری کی اتفاقی شکست سے بہت مغرور ہو چکا تھا۔ سوچتا تھا کہ کم از کم میدان جنگ میں تو کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ علانیہ کہتا تھا کہ خواجہ اجمیری محض اپنی کرامت اور روحانی قوت سے غالب ہوئے ہیں میدان جنگ میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

وہ مسلمانوں کو کچھ نہ کچھ ایذا بھی برابر پہنچاتا رہتا تھا جن کی تعداد اب روز بروز بڑھ رہی تھی۔ ایک روز کسی نے راجہ کے اس قول کا بھی اعادہ کیا اور مسلمانوں پر اس کے ظلم و ستم کی بھی وضاحت کی خواجہ صاحب کو غصہ آ گیا اور ایک پرزہ کاغذ پر یہ لکھ کر اس کے پاس بھیج دیا کہ "من ترا زندہ بدست لشکر اسلام بسپردم"۔

سلطان شہاب الدین کو حملہ کا حکم

اسی شب کو آپ نے سلطان شہاب الدین کو خواب میں حکم دیا کہ ہندوستان پر فوراً حملہ کر دو اللہ تعالے تمہیں فتح عطا کریگا۔ راجہ کے سر میں غرور بھرا ہوا تھا وہ حضور کی تحریر دیکھ کر ہنسا خیال بھی نہ تھا کہ اس کو لشکر اسلام سے شکست ہو سکتی ہے لیکن کچھ ہی دن کے بعد سلطان نے حملہ کیا جس کے مقابلہ کے لیے وہ ایک بے پناہ لشکر لیکر میدان میں گیا اور زندہ گرفتار ہو کر موت کے گھاٹ اتر گیا۔

سلطان سمجھتا تھا کہ یہ فتح خواجہ غریب نواز کی دعا کا ثمرہ ہے۔ اس لئے وہ فتح کے بعد اپنی پہلی فرصت میں اجمیر شریف آیا اور باریاب خدمت ہو کر آپ کے قدم چومے وہیں جمعہ کی نماز ادا کی اور تین روز کے قیام کے بعد وہاں سے چلا گیا۔ اسلامی رواداری کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ سلطان نے خواجہ کے ایماء سے راجہ کے بیٹے ہی کو اطاعت اور باجگذاری کا عہد لیکر تخت پر بٹھایا۔ اس وقت اگر کوئی اور قوم ہوتی تو قتل عام کے علاوہ اس شاہی خاندان کا بھی خاتمہ کر دیتی۔

تبلیغ اسلام کا شاندار نظام

اب تک یہ عالم تھا کہ ہندوستان میں کہیں اسلامی شکل دیکھنے کو ملتی یا اب یہ حالت ہوئی کہ مسلمان روز بروز بڑھنے لگے اور ان کی تعداد میں بھی سرعت کے ساتھ ترقی ہونے لگی۔ دہلی اور اجمیر جیسے عظیم گہوارہ ہائے کفر میں اذانوں کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور اسلامی حکومت بھی آپ کی مساعی کے صدقہ میں پورے جاہ و جلال کے ساتھ ہندوستان میں قائم ہو گئی۔

خواجہ غریب نواز کا پیش نظر کوئی ایک صوبہ نہیں تمام ہندوستان ہوا تھا اس لئے آپ صرف اسی پر قناعت نہ کر سکتے تھے۔ آپ نے اس کے فوری بعد ایک زبردست تبلیغی اسکیم مرتب کی اور آپ۔ شکر متحیر ہوں گے کہ خواجہ غریب نواز نے مردوں ہی میں نہیں بلکہ عورتوں میں بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کا اہتمام کیا اور اپنی صاحبزادی حافظہ جمال صاحبہ کو جو خود باپ کی تربیت و تعلیم سے بلند روحانی منصب پر فائز ہو چکی تھیں یہ فریضہ تفویض کیا۔ چنانچہ وہ جب تک زندہ رہیں ہندو عورتوں میں تبلیغ کرتی رہیں اور بکثرت عورتوں نے آپ کی تبلیغ و لیاقت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے کامل اور اولی العزم خلفاء کو مختلف اطراف میں تبلیغ اسلام کے لیے مامور کرنا اور بندوبست کرنا شروع کیا اجمیر شریف میں آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ ایک رفیع المنزلت مسجد اور عظیم الشان مدرسہ تعمیر کیا جہاں سے بکثرت اشخاص اولیا بن کر نکلے اور ہندوستان کے مختلف گوشوں میں بیٹھ کر تبلیغی کام شروع کر دیا۔ آج ہندوستان میں جتنے مسلمان نظر آتے ہیں وہ اجمیر کے چشتی اور ملتان کے سہروردی خاندان کی برکت ہیں۔ اپنے خلیفہ خاص حضرت قطب الاقطاب صاحب کو آپ نے دہلی جیسے مرکزی مقام میں متعین کر دیا تھا۔ ان بزرگوں کے پیش نظر صرف تبلیغ دین اور اصلاح مسلمین تھی اور یہ اپنے اخلاق و قوت ایمان سے بڑے بڑے کام انجام دیتے تھے۔

انتقال و وصال

جب طلسکدہ ہند میں اسلام کو بھی پورا فروغ حاصل ہو گیا اور اسلامی حکومت بھی قائم ہو گئی اس شان کیساتھ کہ فرمانروایان وقت بھی آپ کی غلامی پر فخر کرتے تھے تو بعد سلطان شمس الدین التمش جو آپ کے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب صاحب کے مرید و خلیفہ تھے ۶۳۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر کم و بیش اٹھانوے سال کی تھی۔ جس شب کو آپ کا انتقال ہوا ہے چند بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم فرما رہے ہیں کہ میں اپنے جگر گوشہ معین الدین کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ اجمیر شریف میں آج بھی آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

بزرگی و عظمت

طاعت و عبادت اور محویت اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ مسلسل ستر برس تک رات کو نہ سوئے آخر عمر میں استغراق بہت بڑھ گیا تھا اور محویت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت مدہوش و مراقب

رہتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت قطب الاقطاب صاحب ریش مبارک کو پکڑ کر جنبش میں لاتے اور بلند آواز سے ریش مبارک پر صلوٰۃ پڑھتے اور بار بار کہتے جیسا میں جا کر آنکھیں کھلتیں اور یہ فرماکر اٹھ کھڑے ہوتے کہ شریعت مصطفوی کی تعمیل سے چارہ نہیں۔ حجرہ میں بیٹھتے ہی سراپا محویت ہو جاتے تن بدن اور دنیا و مافیہا کا ہوش نہیں رہتا جب اٹھتے تھے تو یہ عالم ہوتا تھا کہ اول نظر جس پر پڑتی وہ خاکستر ہو جاتا۔ اسی لئے محرمان خاص نے یہ اہتمام کیا تھا کہ حجرے کے سامنے پتھر رکھ دیئے تھے کہ پہلی نظر انہی پر پڑے کیوں نہ ہو آخر سلطان الہند اور اولیائے روحانیت کے شیر غراں تھے منصب نہایت رفیع اور رتبہ نہایت بلند تھا جو تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ مقامات لوحی و قلمی سے بھی گذر کر وحدت و محبوبیت کے درجہ پر فائز ہو گئے تھے۔ ہم مادی دنیا کی الجھنوں میں پھنسے ہوئے لوگ روحانی دنیا کی لذتوں کا کیا اندازہ کر سکتے ہیں۔ بادی النظر میں ستر برس کا کل بستر سے پشت نہ لگانا۔ یا انتہائی محویت و استغراق کے عالم میں رہنا محال اور غیر ممکن نظر آتا ہے۔ لیکن لذت وصال سے تو کچھ عاشق ہی کے قلب آشنا ہو سکتے ہیں۔ مجنوں کو کچھ تو لذت ہی حاصل تھی کہ غلاف کعبہ پکڑ کر دعا بھی مانگی تو یہی کہ الٰہ العالمین لیلیٰ کی محبت کو میرے پردہ ہائے قلوب میں راسخ کر دے۔ کچھ وارفتگی نسبت ہی تو تھی کہ ساربان کو لیلیٰ کے لئے پیغام دینے گیا تو راستے میں پہنچ کر منزل کا فاصلہ طے کر لیا اور یہ احساس بھی نہ ہوا کہ میں اتنی دور چلا آیا ہوں۔

ہمارے اندر کوئی محبت کی چنگاری روشن نہیں ہے اس لئے یہ چیزیں دشوار و محال نظر آتی ہیں لیکن وہاں محبت اور محبت بھی خدا کی تھی آنکھیں بند کرتے ہی دیدار شروع ہو جاتا تھا جب جلوہ یار سامنے ہو تو پھر کسے ہوش رہتا ہے اور اسے دیکھنے کے بعد اور کس چیز کو دیکھنے کی آرزو باقی رہ جاتی ہے اور اس لذت کے بعد انسان پھر کس دوسری لذت کی آرزو کر سکتا ہے۔ آپ کی اور تمام اولیاء کو زن و فرزند اور کاوش و نقرہ میں کوئی کشش باقی نہیں رہتی جب ان کو وہ مل گیا جس سے زیادہ حسین جس سے زیادہ خوبصورت اور جس سے زیادہ محبوب و شفیق ذات نہ کوئی ہے اور نہ تصور میں آ سکتی ہو تو پھر اور کسی طرف کیا نظر اٹھائی جائے۔ بجلی روشنی میں رہنے والے ایک ٹمٹماتے ہوئے مٹی کے دیئے کی طرف نگاہ بھر کر دیکھنا گوارا کریں تو استعجاب ہے یہی حالت آپ کی تھی تاہم چونکہ ہر شخص اس درجہ اور رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور شریعت عوام ہی کے لئے ہوتی ہے جن کی اصلاح و بہبود کی خاطر خواص کو بھی اس پر عمل کرنا پڑتا ہے اس لئے آپ اپنے سرشاروں اور محبوبوں کے باوجود بحکم شریعت شادیاں کرنے پر مجبور ہوئے اور ایک نہیں چار بیویاں کیں جن سے اولاد بھی ہوئی۔

لنگر خانہ کا قیام

اللہ کے نزدیک سب سے محبوب و مقبول کام خدمت خلق ہے جس کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس کے بندوں کو ان کی حقیقی و سادہ ضروریات سے بے نیاز کر دیا جائے اور انہیں فاقہ کشی کی اذیتوں سے بچایا جائے۔ چنانچہ آپ نے اجمیر شریف ہی میں ایک عظیم الشان لنگر خانہ بھی قائم کیا جو ہندوستان میں سب سے پہلا لنگر خانہ تھا جس میں فراوانی کے ساتھ کھانا پکتا تھا اور جس غریب و نادار، پردیسی مسافر، طلباء، مہمان اور فقراء دونوں وقت شکم سیر ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ آج یہ چیز مفت خوری اور کاہلی کی ترغیب پر مشتمل سمجھی جاتی تھی لیکن نہیں اور ہرگز ایسا نہیں تھا، اس سے فیض پانے اور فائدہ اٹھانے والوں میں ہندوستان کی بڑی بڑی جلیل القدر ہستیاں بھی شامل تھیں۔

جو اسی کی ابتدائی امداد سے آگے چل کر بڑی چیز بن گئیں۔ یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ یہی تو ہو گا کہ لوگ لنگر خانے سے ہمیشہ بہرہ ور رہے اور کیا اس کے خرچ کے لئے ہوئے خواجہ غریب نواز کسی سے ایک پائی بھی نہ لیتے تھے جب خرچ ختم ہو جاتا تو آپ اپنے مصلے کا ایک گوشہ اٹھاتے اور خادم کو حسب ضرورت خرچ عطا فرما دیتے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ اس لنگر خانہ میں دو وقت اتنا کھانا تیار ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی کھاتے تھے اور پھر بچ رہتا تھا اور اتنی برکت ہوتی تھی کہ اگر اتفاق سے دگنے اور چوگنے آدمی بھی آ جاتے تھے تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا تھا اور اس میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوتی تھی۔

تعلیمات وارشادات

خواجہ غریب نواز کی تعلیمات بھی بہت ہی بصیرت افروز ہیں فرماتے ہیں :-

"جو خدا کا دوست ہو گا اس میں یہ چار صفات ضرور ہوں گی، اختیار صحبت صالحین۔ سخاوت۔ شفقت اور تواضع۔ تین چیزیں گوہر نفس ہیں یعنی سے دستی کرنا، اپنے افلاس کو چھپانا اور اپنا دکھ درد کسی سے ظاہر نہ کرنا، خدا پر توکل کئے رہو اور کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ارشاد ہے کہ ثابت قدم مرید وہ ہے جس سے بیس سال تک کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ عاشق وہ ہے کہ آج صبح کی نماز ادا کرے اور دوسری صبح تک اسی کی لذت و خیال میں محو رہے۔ عارف وہ ہے جس کا دل کونین سے بیزار ہو۔ عارف جب ہوتا ہے کہ جب دل سے غیر شئی اللہ جاتا ہے۔ بلائے سخت اور بیماری میں مبتلا ہونا صحت ایمان کی دلیل ہے جس دل میں محبت ہے اس میں جو کچھ آئیگا وہ جل جائے گا۔ غریبوں سے محبت رکھو اور جھوٹ اور غیبت سے بچتے رہو۔ جو فقر و فاقہ اور بیماری کو دوست رکھتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔"

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

تربیت و تعلیم

آپ ۵۶۹ھ میں بمقام اوش علاقہ فرغانہ میں پیدا ہوئے۔ سید اور آل رسول ہیں۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں پدری سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ جس آغوش مادری میں آپ نے پرورش پائی وہ نہایت بابرکت آغوش تھا بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں جب نماز کو کھڑی ہوتیں آپ کو قریب بٹھا لیتیں تاکہ بچپن ہی سے آپ کے قلب میں یہ نقوش مرتسم ہو جائیں پڑھنے کو بٹھایا تو حضرت ابا حفص کے مکتب میں جو اس عہد کے ایک یگانۂ روزگار عالم اور بڑے کامل عارف تھے انہی سے آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ خواجہ غریب نواز بھی اوش میں آپ کے زمانہ تعلیم میں آگئے لیکن آپ کے لئے قاضی حمید الدین ناگوری سے تعلیم پانا مقدر تھا اس لئے انہوں نے اوش پہنچکر قرآن ختم کرایا اسی لئے آپ قاضی صاحب کا بہت ادب و احترام کرتے تھے اور انہیں اپنا استاد کہتے تھے۔

بیعت اور دہلی میں تمکن

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ عازم بغداد ہوگئے اس زمانہ میں خواجہ غریب نواز بھی وہیں موجود تھے بیعت ہوگئے اور خرقہ خلافت بھی حاصل کر لیا کچھ مدت بعد آپ مختلف دیار و امصار کی سیاحی کرتے اور صوفیائے کرام کی زیارت کرتے ہوئے ہندوستان میں جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلا قیام ملتان میں شیخ بہاء الدین ملتانی سہروردی کی خانقاہ میں کیا وہیں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی بھی تشریف فرما تھے تینوں بزرگ اپنے عہد کے سرآمد روزگار بزرگ تھے خوب صحبتیں رہیں اور باہم دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔ دہلی میں سلطان شمس الدین التمش نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ یہیں سے آپ نے مرشد گرامی سے اجمیر حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ جواب ملا کہ دہلی ہی میں متمکن ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہو۔ دہلی میں آپ کی خانقاہ نے بہت بڑی شہرت اور مرجعیت حاصل کر لی۔

ہر دلعزیزی و قبولیت عام

چونکہ شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کو آپ کی ہر دلعزیزی اور اپنی کساد بازاری کے باعث آپ سے عناد ہو گیا وہ اپنے اقتدار کے باوجود اپنی سازشوں اور کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ اس نے خواجہ غریب نواز سے شکایت ضرور کی کہ آپ نے دہلی میں ایسا مرید مامور کیا ہے جسکے سامنے مجھے بھری دہلی میں کوئی بھی نہیں پوچھتا انہوں نے اس سے متاثر ہو کر جب آپ کو دہلی سے ساتھ لیجانا چاہا تو مخلوق کا ایک اژدحام بری طرح روتا اور چیخیں مارتا ہوا آپ کے پیچھے ہو لیا۔ فرمایا اچھا قطب الدین یہیں رہو اتنی مخلوق کا دل کچلنا تو کچھ مناسب نہیں۔

وجد و وصال

۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں آپ کا وصال ہو گیا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ خانقاہ سنجری میں بزرگوں کا مجمع تھا قوالی شروع ہوئی آپ کو اس شعر پہ وجد آگیا ہے

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانی دیگر است

وجد و حال سے جب صورت نازک ہوگئی تو قوالوں سمیت آپ کو مکان لے آئے مگر آپ کی حالت میں کوئی افاقہ نہیں ہوا تین روز برابر قوالی ہوتی رہی اور آپ تڑپتے رہے آخر سر پر سے خون جاری ہوگیا مصرعہ اول پر بیدم سے ہو جاتے اور دوسرے مصرعہ پر کچھ حس و حرکت پیدا ہو جاتی آہ نکالنا چاہتے تو قاضی حمید الدین منہ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے کہ غضب کرتے ہو کیا زمین و آسمان میں آگ لگا دو گے اسی حالت میں جان جان آفریں کے سپرد کی اور مہرولی میں دفن ہوئے۔

عبادت و طاعت

بہت بلند مرتبہ اور مستغرق بزرگ تھے ہمہ وقت گوشہ محویت کا عالم طاری رہتا ہر نماز تجدید غسل کیساتھ پڑھتے راحت القلوب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ قاضی صاحب اور مولانا بدر الدین غزنوی جامع مسجد دہلی میں معتکف ہوئے اس شان سے کہ روزانہ دو دو قرآن ختم کرتے ایک شب دونوں نے ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھنے اور ہر رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کرنے کا تہیہ و مشورہ کیا قاضی صاحب نے امامت کی فراغت کے بعد دعا مانگی تو کہا اے رب العالمین! ہمیں معاف کر کہ ہم سے تیری بندگی کا حق ادا نہیں ہوا اسی وقت غیبی ندا آئی میرے دوستو میں نے تمہیں بخشا اور اپنے عاشقوں میں قبول کیا۔ جوامع الکلم میں لکھا ہے کہ حجرے میں دروازہ بند کر کے مراقب بیٹھ جاتے آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری رہتا جب خلقت ہجوم کر کے آتی منتکر ہو جاتی تو آپ باہر تشریف لاتے اور پھر بند

تبلیغی و اصلاحی خدمات

دہلی میں بیٹھکر آپ نے خواجہ غریب نواز کے تبلیغی پروگرام کو شاندار طریق پر پورا کیا ہزارہا ہندو آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے اور بکثرت مسلمانوں کو سچا مسلمان بنایا آپکے عہد میں یہ حالت تھی کہ ہر گھر سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی تھیں سلطان بھی آپ کا مرید تھا مدرسے و مساجد سب آپکے گرویدہ تھے مدرسہ و لنگر خانہ جاری تھا لوگ دور دور سے آتے اور آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔

خوارق عادات

سلطان قطب الدین ایبک ایک روز نذر کیلئے اشرفیوں کا ایک توڑا نذر کو لایا۔ مسکرا کر فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ سلطان کو انکار ناگوار گزرا آپ سمجھ گئے جس بوریہ پر بیٹھے ہوئے تھے اس کا گوشہ اٹھا کر دکھایا تو سلطان کو نظر آیا کہ ایک دریائے ذخار ہے جس میں ایسے ہزارہا توڑے بہے چلے جا رہے ہیں سلطان یہ دیکھکر شرمندہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں حج پر گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا اولیاء اللہ کو یہ تصرف حاصل ہے کہ وہ خواہ کہیں ہوں خدا کے نزدیک ان کے طواف کے لئے وہیں کعبہ شریف کو بھیج دیتا ہے مگر اہل مجلس پر کچھ از خود رفتگی کا عالم طاری ہوا دیکھا کعبہ شریف سامنے ہے سب نے وہیں طواف کیا اب بزرگ اس سے مسرور ہوئے سلطان شمس الدین التمش آپ کا خلیفہ تھا ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر کی بعض اوقات تو گھر کا گھر اور خادم تک سب فاقے سے رہتے تھے۔

حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ

سیاحی اور علوم ظاہری کی تکمیل

آپ کے والد گرامی حضرت شیخ سلیمان کابل سے تشریف لاکر لاہور میں قاضی مقرر ہوئے آپ کی والدہ محترمہ بی بی قرسم خاتون بھی بہت بزرگ اور عارف وقت تھیں آپ نے ابھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ یتیم ہو گئے والدہ نے چار برس ہی کی عمر میں مکتب میں بٹھا دیا جہاں آپ ضروری تعلیم سے فارغ ہو کر ملتان پہنچے آپ ایک کتاب بیٹھے پڑھ رہے تھے کہ حضرت قطب الاقطاب صاحب وہاں تشریف لے آئے آپ نے مرید ہو کر ساتھ جانا چاہا ارشاد فرمایا ابھی نہیں تکمیل علوم کے بعد میرے پاس آنا چنانچہ آپ قندھار تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بغداد پہنچے اور ایک عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ دوران تعلیم میں آپ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاء الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ سیف الدین باخضری کی خدمت میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے۔ منظر بھی پایا۔ اور اس کے بعد بلخ و بخارا، نیشاپور، بدخشاں اور ہرات ہوتے ہوئے ملتان پہنچے اور وہاں شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے یہاں قیام فرمایا جو شمالی ہند کے بہت مشہور اور نہایت زبردست شیخ تھے۔

ظاہر ہے کہ اتنے بلند پایہ بزرگوں اور عارفوں کی صحبت و فیض نے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہوگا لیکن جسے آفتاب کمال بننا ہو وہ کب اس پر قانع رہ سکتا تھا علوم ظاہری کی تو پہرا انتہا ہے لیکن روحانی ترقیوں کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ کوئی اسے سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے دہلی پہنچتے ہی حضرت قطب صاحب نے مجاہدات کا حکم دیا۔

مجاہدات اور عطائے نعمت

مجاہدات کئے اور ایسے کئے جن کے تصور سے ہی آج جسم کانپنے لگتا ہے دروازہ غزنی کے برابر برج میں مصروف مجاہدات ہو گئے روزہ طے رکھا جو سات روز میں جاکر ختم ہوتا ہے۔ چالیس روز تک ایک غیر آباد صحرائی مسجد کے کنوئیں میں الٹے لٹک کر عبادت کی۔ دن بھر مراقب رہتے اور رات کو مسجد کا موذن آپ کے پاؤں باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیتا اور رسی قریب ہی کھڑے ہوئے ایک درخت کی شاخ میں اٹکا دیتا۔

ایک مدت کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے آپ اس درجہ کمزور و ضعیف ہو گئے تھے کہ جب حضور خواجہ غریب نواز دہلی میں حضرت قطب الاقطاب صاحب کے یہاں تشریف لائے ہیں تو شدت ضعف سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے اٹھتے ہی گر پڑے اور رقت طاری ہو گئی خواجہ کی غریب نوازی و رحمت فرمائی مشہور آفاق ہے۔ رحم آگیا۔ اپنے خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدات کی آگ میں جلاؤ گے۔ اب کچھ عطا کر۔ غور کیجئے کہ اتنی سیاحی استفاضوں اور مجاہدوں کے بعد کچھ عطا کرنے کا حکم ہو رہا ہے آج مسلمان ہیں کہ وہ شکوے کرتے ہیں کہ محنت سے جی چراتے ہیں اور روحانیت وولایت کی ابجد ہی کو مت سمجھ کر مغرور ہو جاتے ہیں چنانچہ خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب الدین دونوں نے آپ کو درمیان میں کھڑا کر کے دولت کونین بخشی اور اسم اعظم بتا دیا۔ خلافت بھی عطا کر دی اور اپنے تبرکات عصاء و مصلیٰ و نعلین چوبیں عطا کر کے اپنا جانشین مقرر کیا۔

شمبوناتھ جوگی کا اسلام

چونکہ مسلسل کئی سال تک سخت سے سخت مجاہدات کئے تھے۔ جنگلوں اور بیابانوں میں مصروف عبادت رہے تھے اور اس مدت میں گھاس پات کے سوا اور کچھ پیٹ میں نہ گیا تھا اس لئے بہت خلوت پسند ہو گئے تھے ہمہ وقت عشق الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ جہاں جاتے وہاں خلقت کا ہجوم ہو جاتا اور آپ وہاں سے آگے چل کھڑے ہوتے۔ مرشد گرامی نے آپ کو خصوصیت کے ساتھ ہدایت خلق اور تبلیغ اسلام کے لئے خاص ہندو علاقے میں مامور کیا تھا جو اس عہد میں اجودھن کے نام سے موسوم تھا اور جہاں ایک بہت مشہور زبردست اور صاحب استدراج جوگی رہتا تھا۔ حضرت قطب صاحب کو علم ہو چکا تھا کہ اس جوگی نے بہت اثر حاصل کر لیا ہے۔ لوگ اس کے بہت معتقد ہیں۔ صرف آٹھویں روز دودھ پیتا ہے۔ ایک مقررہ دن ادھر ادھر سے بکثرت دودھ آکر ناندوں میں بھر دیا جاتا ہے اور وہ اپنے جادو کے زور سے سب کا سب دودھ چڑھا جاتا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں کھاتا پیتا اس جوگی کا نام شمبھو ناتھ تھا خاص بات یہ تھی کہ اسے روحانیت میں بھی کچھ دخل تھا۔ بعض مقامات پر الجھ کر رہ گیا تھا جو کسی طرح نہ کھلتے تھے جن کو آسمان والوں میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے زمین والوں میں بھی انھیں مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے آپ دہلی سے ہانسی اور ہانسی سے لاہور ہوتے ہوئے اجودھن پہنچے بہت جلد آپ کا شہرہ ہو گیا چنانچہ شمبھو ناتھ بھی شہرہ سنکر آیا اور دل میں یہ خیال کر کے آیا کہ اگر یہ فقیر کامل ہے تو میرے کانوں کے مندرے خود بخود نکل پڑیں گے سامنے جو پہنچا تو مندرے خود بخود کانوں سے نکل پڑے۔ بولا اچھا اب مجھے آپ کی روحانیت دیکھنی ہے میں غائب ہوتا ہوں اگر آپ مجھے ڈھونڈ لیں تو میں آپ کے فقر کا معترف ہو جاؤں گا۔

چنانچہ وہ چادر اوڑھ کر لیٹا تو روح سرعت کے ساتھ پرواز کر گئی اور آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرتا چلا گیا آپ نے فنائیت کی منزل میں پہنچکر بے پناہ سرعت کے ساتھ اس کی روح کو جا دبوچا اور فرمایا بس یہیں ٹھہر جا آگے جو مقام ہے وہ ایمان کا ہے وہاں تیرا گذر نہ ہو سکیگا۔ آپ اس کی روح کو پکڑ کر اٹھے وہ اٹھ بیٹھا اب تو دنیا بدل گئی عاجزانہ پاؤں پر گر کر اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا اسد کی دین ہے عہد موسیٰ کے جادوگر بالعل آن کی آن میں ایمان لاکر داخل بہشت ہوئے جیپال جوگی اپنی تمام شعبدہ بازیوں کے باوجود لمحوں میں رتبہ کمال کو پہنچ گیا اقتباس الانوار میں لکھا ہے کہ اسی طرح شمبھو ناتھ اور اس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو کر درجہ کمال کو پہنچے اور شمبھو ناتھ شاہ ولایت مقرر کئے گئے۔

حقیقی مبلغین اسلام کی کارفرمائی

آپ جب اجودھن پہنچے ہیں تو یہ مقام بالکل گہوارہ کفر تھا دور دور تک چاروں طرف ہندو پھیلے ہوئے تھے علمائے باطن کا یہ کمال تبلیغ ملاحظہ فرمائیے کہ آپ اجودھن جیسے مرکزی مقام پر تبلیغ کے لئے جاتے ہیں تو اس شان سے کہ نہ پاس بستر ہے اور نہ کوئی زادراہ پیادہ پا چلے جا رہے ہیں چنانچہ جہاں جگہ ملتی ہے پڑ رہتے ہیں۔ بھوک لگتی ہے تو درختوں کے پتے چبا لیتے ہیں۔ اجودھن پہنچتے ہیں تو ایک کریر کے درخت کے نیچے جا کر مشغول بالطبع بیٹھ جاتے ہیں نہ گھر ہے نہ در ہے چند روز نہیں بلکہ برسوں تک یہی شعار رہتا ہے کہ اسی کے پتے یا پھل خود ہی ابال لیتے ہیں اور اسی کو کھا لیتے ہیں۔

آج تبلیغ کے لئے چندے ہوتے ہیں وفود بنتے ہیں۔ مبلغوں کو تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ لیکن بابا صاحب کو دیکھئے کہ علوم باطنی کا ذکر چھوڑیئے خود علوم ظاہری میں اتنا بڑا تبحر حاصل ہے کہ دور دور تک کوئی آپ کا ہمسایہ نہیں فضل و کمال میں شرف یکتائی حاصل ہے بڑے خاندان کے چشم و چراغ ہیں اس کے باوجود فرش زمین کو اپنا بستر بنانے اور صحرائی درختوں کے پھل و برگ کھا کر پڑ رہنے میں ذرہ تامل نہیں کرتے اور ایک پائی کے خرچ کے بغیر عظیم الشان خدمت انجام دے جاتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد یہ غیر معروف قصبہ آپ کے یمن فیض سے گلزار بن جاتا ہے ہر طرف بہاریں کھیلنے لگتی ہیں۔ فتوحات بڑھتی ہیں۔ وہیں عظیم الشان مسجد۔ عظیم المرتبہ مدرسہ عظیم المنزلت خانقاہ تعمیر ہو جاتی ہے جن میں علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم کا سلسلہ زور شور کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے بڑے بڑے علماء پیدا ہوتے ہیں ہزارہا طلباء اولیائے وقت بنکر نکلتے ہیں اور مختلف مقامات پر تبلیغ دین اور اصلاح مسلمین کے مقصد کی تکمیل کے لئے مامور کر دیئے جاتے ہیں عام لنگر جاری ہو جاتا ہے جس سے دونوں وقت ایک مخلوق بڑی فیضیاب ہوتی ہے روزانہ لوگ آتے ہیں اور آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہیں آپ کی زندگی ہی میں یہ علاقہ لوائے اسلام کے زیر سایہ آجاتا ہے۔

سلطان ناصر الدین کا نذرانہ

ذرہ سمند بر ذرہ آفتاب کا قطرہ بحر بنتا چلا جاتا ہے اور نوبت یہاں پہنچتی ہے کہ امراء و سلاطین کی گردنیں آپ کے سامنے خم ہونے لگتی ہیں سلطان ناصر الدین جب اوچ اور ملتان پر لشکر کشی کرتا ہے تو وہ آپ کی بارگاہ میں بھی معتقدانہ حاضر ہوتا ہے اور قدم بوسی کرکے واپس جا کر چار گاؤں کی سند بہت سا زر نقد بلبن کے ذریعہ بطور نذرانہ بھیجتا ہے۔ بہت بڑا نذرانہ ہے۔ بہت بڑی جائداد ہے سلطانی عطیہ ہے لیکن آپ کا ظرف اس سے بھی بڑا ہے۔ زر نقد تو قبول کرکے اسی وقت غرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں لیکن سند جائداد بجنسہ واپس کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ عطیہ کسی مستحق کو دیدیا جائے سند کی پشت پر یہ شعر لکھتے ہیں ؎

شاہ ما را دہ دہ منت دہد — رازق ما رزق بے منت دہد

امیر بلبن کو دعائے سلطنت

شہزادہ بلبن پہلے سے آپ کا مرید ہو چکا تھا سلطان کی نظر میں اس کی بہت وقعت تھی وہ چاہتا تھا کہ سلطان ولیعہد مجھے بنا لے کہ وہ لا ولد ہے لیکن اس وقت اس کا کوئی امکان نظر نہ آتا تھا نہ خود کچھ عرض کر سکتا تھا جب انسان کوششیں اور تدبیریں کرکے تھک جاتا ہے تو پھر وہ خدا اور اس کے دوستوں کی طرف رجوع ہوتا ہے یہی صورت شہزادہ بلبن کے ساتھ پیش آئی وہ کھلے الفاظ میں تو اپنے مرشد گرامی سے بھی کچھ عرض نہ کر سکا نہ زبان کھولنے کی ہمت پڑی لیکن جس وقت سامنے گیا ہے اس کے دماغ میں یہی خیالات گھوم رہے تھے کہ کاش حضور کی دعا سے خدائے ذوالجلال مجھے شاہی عطا کرے اور میں تخت دہلی کا فرمانروا بنوں۔ آپ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا:۔

فریدوں فرخ فرشتہ نبود — ز عود و ز عنبر سرشتہ نبود
بداد و دہش یافت این نیکوئی — تو داد و دہش کن فریدوں توئی

یہ بشارت سنکر بلبن باغ باغ ہو گیا اور ولیعہد قرار پا کر سلطنت اسی کو مل گئی الغرض دوستوں کی زبان سے جو نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی قابل ملاحظہ ہے کہ آپ نے داد و دہش پر سلطنت کے عطیہ کو قبول کیا حاجت روائی مخلوق اتنی بڑی چیز ہے کہ رب قدیر خوش ہو کر بندے کا دامن آرزو پر کر دیتا ہے اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و قابل قبول یہی کار ہے۔ تحقیقی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا سنا ہے کہ فرعون کے یہاں بھی لنگر خانہ جاری تھا جہاں سے کثرت کیا تا غرباء کو تقسیم ہوتا تھا حالانکہ وہ انتہا درجہ کا مشرک تھا خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اللہ کا دشمن تھا مگر محض مخلوق پروری کی وجہ سے وہ اس وقت تک تباہ نہیں ہوا جب تک اس کا زوال نہ ہوا مخلوق پروری اور حاجت روائی مخلوق انسان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے۔ آج اس چیز کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی لیکن اسلام نے اسے انتہائی اہمیت دی ہے۔

محل سلطانی میں ورود مسعود

بلبن آپ کی دعا سے بلند ہو کر سلطنت حاصل کر چکا تھا بادشاہ بن چکا تھا اس لئے اس کے اعتقاد کا طرہ اب فلک کی بلندیوں پر چشمک زنی کر رہا تھا برابر حاضر خدمت ہوتا رہتا تھا ایک دفعہ اس نے حاضر ہو کر استدعا کی کہ غلام تو کئی بار حاضری کا شرف حاصل کر چکا ہے لیکن محل کی بیگمات اس سعادت سے اب تک محروم ہیں انہیں قدم بوسی کی بہت آرزو ہے اگر حضور میرے ساتھ دہلی تشریف لے چلیں تو عین بندہ نوازی و کرم ہو۔

ارشاد فرمایا میرے پیروں کی تو یہ سنت نہیں ہے کہ وہ امراء و سلاطین کے درباروں اور محلوں میں جائیں میں بھی جانا نہیں چاہتا تھا مگر حکم الٰہی یہی ہے اور مشیت سے چارہ نہیں یہ بہت بلیغ اشارہ تھا لیکن سلطان اس وقت تو اسے نہ سمجھ سکا اور خوش ہو کر اہتمام شروع کر دیا محل سلطانی کی در و دیوار سے اس وقت تقدس کی ضیا نکل رہی تھی۔ ہر متنفس اپنی جگہ مؤدب کھڑا تھا سلطان بلبن کی دختر ہزبرہ بانو ڈیوڑھی پر استقبال کے لئے مؤدب کھڑی تھیں پہلی نظر انہی پر پڑی۔ رکے اور تادیر دیکھتے رہے سلطان پشت کی جانب مؤدب کھڑا دیکھ رہا تھا مگر پوچھا یہ کون ہے عرض کی غلام زادی ہے۔ اتنا اور سنکر خاموش ہو گئے اور گئے بیگمات نے قدم بوسی کی آجکل کوئی فقیر خواہ کتنا ہی کامل ہوتا اگر اس طرح شہزادی تو شہزادی اگر کسی امیر زادی کو بھی اس طرح رک کر تادیر دیکھتا اور پھر اس کے متعلق استفسار کرتا تو صدہا بدگمانیوں کا مرکز بنجاتا لیکن وہ زمانہ اور تھا اور نفسانیت فنا پذیر تھی سلطان نے باہر آکر وزیر اعظم سے کہا کہ میلان خاطر شہزادی کی طرف معلوم ہوتا ہے ابھی بارگاہ فریدی میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اگر حضور ارشاد فرمائیں تو غلام زادی خدمت کے لئے حاضر کر دی جائے، چنانچہ حسب حکم سلطانی

وزیر اعظم نے حاضر ہو کر پیغام سلطانی پہنچایا۔

فرمایا وزیر کیا کروں میرا تو یہ ارادہ تھا مجبور ہوں کہ یہ حکم خداوندی ہے ساتھ ہی
میرے حبیب کی سنت اور محل میں ہنگامہ ڈیوڑھی ہی کے قریب گیا تو پھر حکم ہوا
کہ شہزادی کو اگر تیرا عقد اس کے ساتھ ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ میں دیر تک دیکھتا
رہا ہوں۔ اب تعمیل ارشاد کرنی پڑتی ہے۔ اور سلطان کے اس پیغام کو منظور
کرتا ہوں چنانچہ نکاح ہو گیا۔

دختر سلطان سے عقد و نکاح

سلطان نے لاکھوں کیا کروڑوں روپے کے جہیز کے ساتھ رخصت
کیا اور ایک نہایت عالیشان محل میں اتار دیا۔ آپ حجرہ عروسی میں گئے اور مصلیٰ بچھا کر
مصروف نماز ہو گئے۔ شہزادی رتبہ شناس تھیں مودب ایک طرف کھڑی رہیں
تین راتیں اسی عنوان سے گذر گئیں تو چوتھی شب کو دلہن نے دست بستہ عرض کی
کہ آخر کنیز سے کیا قصور ہوا ہے جو حضور میری طرف ملتفت نہیں ہوتے ارشاد
ہوا ہم فقیر لوگ رضامندی خدا کی رضامندی ہے اگر رضائے حق درکار ہے
تو دنیا ترک کر کے درویشی لباس اختیار کر اور میری طرح تو بھی عبادت میں مصروف
ہو۔ اس نے اسی وقت سب مال و اسباب راہ خداوندی میں لٹا دیا اور خود
پلاس کا لباس پہن لیا۔ جب آپ ملتفت ہوئے سلطان کو یہ معلوم ہوا تو یہاں
کمی کیا تھی اس نے پھر اسی طرح سامان فراہم کر دیا۔

جب تین مرتبہ یہی ہوا تو شہزادی نے محترم شوہر سے عرض کی کہ میں تو اب
لباس درویشی پہن چکی ہوں۔ میرے باپ سلطان ہیں انہیں یہ گوارا نہ ہو گا
وہ برابر اسی طرح دیتے رہیں گے اس لئے اب آپ اجودھن چلیں اور وہیں
عبادت کریں چنانچہ یہی ہوا اور اجودھن پہنچ کر ہشاش بشاش رہنے لگیں چند
نیک صحبت کا یہ اثر تھا کہ دنیا کی تماشوں سے دل سیر ہو گیا۔ دنیا و مافیہا
بار معلوم ہونے لگے اور پلاس کے کپڑے پہن کر مصروف عبادت رہنے لگیں اور
ساری زندگی اسی عنوان سے بسر کر دی۔

شہزادی پر انعام الٰہی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ اتنا وہ خود اور اس کے ماں باپ اس پر
مہربان نہیں ہو سکتے۔ اس کی خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں انسان جو کچھ تا
ہے جو قربانی کرتا ہے وہ حدیث نبوی کے مطابق بارگاہ نبوی سے اس کا پورا پورا
صلہ ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ انعام پا لیتا ہے۔ شہزادی کو ترک عیش
دنیوی کا یہ نتیجہ ملا کہ بابا صاحب کے جتنی اولاد ہوئی وہ سب کی سب انہی کے
بطن سے ہوئی جس کا سلسلہ آج تک قائم ہے۔

اسلام اور ترک علائق

آپ کے تین بیویاں تھیں پانچ بیٹے اور متعدد صاحبزادیاں بھی تھیں مگر گھر میں ہمیشہ فقر
و فاقہ ہی رہا ان سب کی گذر کریر کے ڈیلوں یا پھولوں پر رہی جنہیں ابال لیا جاتا
تھا اور آپ اور آپ کے اہل و عیال اسی میں سے تھوڑا تھوڑا کھا کر پڑ رہتے تھے
جس روز کریر کے ابلے ہوئے پھول پیٹ بھر کر مل جاتے تھے وہ روز اس خاندان
کے لئے یوم عید سے کم نہ ہوتا تھا کبھی کبھی سحری کے وقت جبکہ دو خشک روٹیاں بھی
مل جاتی تھیں اسے ترک دنیا یا رہبانیت نہ سمجھئے اس لئے کہ تارک دنیا حقیقی ضروریات
بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے۔ کھانا پینا بیویوں سے مقاربت کرنا، پہننا اوڑھنا
اور دوستوں اور عزیزوں سے ملنا انسان کی ابتدائی ضروریات میں سے ہے لیکن راہب اور
تارک الدنیا ان میں سے کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتے وہ جنگلوں اور بیابانوں
میں عام مخلوق سے یکسو ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے ہیں دنیا کو ان کی ذات سے
کوئی نفع نہیں پہنچتا وہ اپنے اوپر یہی دنیا کی تمام حقیقی ضروریات بھی حرام کر لیتے ہیں
اسلامی فقرا اور آپ کی یہ حالت تھی کہ آخر میں رہنے کے لئے مکان بھی نوالیکا تھا
گھر میں ایک چھوڑ تین تین بیویاں تھیں اور دس بچے تھے جن کی شادیاں بھی کیں
بہو بیٹیاں گھر آئیں پوتے اور نواسے بھی ہوئے۔ رشتہ دار بھی ہوئے۔ لنگر
تھا سب کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے پہنتے بھی تھے پڑھتے پڑھاتے بھی تھے اور
یہی ہوتی تھی گویا پورے دنیا میں گھرے ہوئے تھے مدرسہ میں علوم ظاہری کی تعلیم
دیتے تھے خانقاہ میں مریدوں کی روحانی تربیت کرتے تھے خلفاء کو تبلیغ و اصلاح
کے لئے مختلف مرکزوں میں مامور کرتے تھے۔ مہمانوں سے ملتے تھے دوستوں سے ملاقاتیں
رہتی تھیں علمی و مذہبی مسائل پر بحثیں بھی رہتی تھیں البتہ یہ ضرور تھا کہ تعیش سے
بری تھے۔ انسان کا کیسے گذر کرنی چاہئے تو لباس پات پر بھی گذر کر سکتا ہے ایک
پیسہ روز میں بھی گذر کر سکتا ہے ایک روپیہ روز میں بھی اور ایک سو روز میں بھی
امراء کے یہاں بھی جو ترکاریاں سبزیاں گوشت پکتے ہیں وہ اصلاً کوئی بہت
گراں شے نہیں ہوتے۔ سبزیاں بھی گھاس پتے ہی ہیں اور گوشت بھی ہے فرق
اتنا ہے کہ دنیا دار مختلف مصالحوں اور روغنوں سے انہیں زیادہ لذیذ بنا لیتے ہیں
اور فقراء اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اگرچہ بادشاہ ہیں مگر بلا ضرورت تکلف کھلتے
ہیں حالانکہ ہم اسے قطعی پسند نہیں کرتے۔

جہاں تک نفس طعام کا تعلق ہے تھوڑا یا بہت آپ بھی کھاتے تھے ہمارے
سامنے محض زبان کی لذت ہے۔ نفسانی حظ فقط ہیں وہاں روحانی لذائذ کی
فراوانی ہوتی ہے جن کے مقابلہ میں انہیں زبان و نفس کی لذات ہیچ معلوم ہوتی
ہیں۔ دور نہ جائیے مجاز ہی میں دیکھ لیجئے کہ ایک اچھے خاصے امیرزادہ کو بھی کسی
پری جمال سے تعلق خاطر پیدا ہو جاتا ہے تو بھوک پیاس سب بھول جاتا ہے اور
وصال محبوب کی آرزو کی محض متصورہ لذات کے ہجوم میں اسے پلاؤ قورمے کسی چیز
میں بھی کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی جو روکھی سوکھی مل جاتی ہے اسے ہی جوں توں کر کے
کھا لیتا ہے اور وہ دو تین تین وقت ویسے ہی صاف گذار دیتا ہے کھانے پینے
کسی چیز میں اسے کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی جو روکھی سوکھی مل جاتی ہے اسے ہی
مزے لے لے کر کھاتا ہے قیس عامری بھی تو امیرزادہ تھا لیکن اسے دیکھا لیلیٰ اور بھوک
پیاس کی زندگی میں لطف حاصل نہ ہوتا جب مجازی عشق میں ایک عام انسان اچھا
کھانے اور اچھا پہننے سے نفور ہو جاتا ہے اور بھوک و پیاس اور جاگ کر بہانی
اچھا معلوم ہونے لگتی ہے تو خواجہ غریب نواز خواجہ قطب صاحب اور بابا صاحب
تو پھر عشاق حقیقی تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کتنے پرشکوہ فرمانروا گذرے ہیں جن و انس اور وحوش
و طیور پر آپ کی حکمرانی تھی مگر کھاتے کیا تھے روکھی سوکھی روٹیاں اور وہ بھی ایک وقت
اورنگ زیب سلطان ناصر الدین۔ سلطان صلاح الدین۔ سلطان نور الدین
زنگی وہ عظیم الشان فرمانروا گذرے ہیں جن کے دبدبہ و سطوت سے ایک دنیا لرزاں
تھی مگر چونکہ اللہ کی محبت میں مبتلا تھے اس لئے فقیرانہ معاشرت رکھی اور لذات
دنیوی کی طرف کبھی نظر نہ اٹھائی وہ چاولوں کے سامنے صرف ایک لذت ہوتی ہے

مادہ پرستوں کے لئے صرف مادی لذات ہی ہوتی ہیں اور ان کے فقدان پر انہیں زندگی ویران نظر آنے لگتی ہے لیکن جن کے سامنے روحانی لذات کے سمندر ہوں انہیں اس طرف کیا توجہ ہو سکتی ہے۔ لوگ ہیں کہ بے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیتے ہیں اور حقیقت کی طرف انہیں کبھی ایک ہی بار غور سے نگاہ اٹھانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

معاشرت و اخلاق

گھر میں جب پہنچتے تھے ہنسی خوشی رہتے تھے بیوی بچوں سے محبت بھی کرتے تھے۔ دوستوں اور مہمانوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے بہت خلیق نہایت کریم النفس اور بدرجہ غایت متواضع بزرگ تھے یہ نہ تھا کہ لذت مجاہدات یا استغراق عبادت سے خشک مزاج ہو گئے ہوں۔ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی سے بڑی دوستی تھی عظیم الشان لنگر جاری تھا جہاں دونوں وقت پکا پکایا کھانا ضرورتمندوں کو تقسیم ہوتا تھا ہزاروں روپیہ روزانہ فتوح کے طور پر آتا تھا جسے آپ روز کے روز تقسیم کر دیتے تھے خلاصۃ الفوائد میں لکھا ہے کہ جب حضور غوث پاک کے روضہ مطہرہ کی تعمیر شروع ہوئی ہے تو آپ اس وقت بغداد شریف ہی میں حاضر تھے جو مزدور تعمیر کے کام میں لگے ہوئے تھے ان میں آپ بھی شامل ہو گئے تھے شام کے وقت جب مزدوری ملنے کا وقت آتا تو آپ غائب ہو جاتے حضور غوث پاک کے صاحبزادے محترم سید عبدالرزاق کو اس پر بہت تعجب تھا کہ یہ عجیب مزدور ہے دن بھر کام کرتا ہے اور شام کو غائب ہو جاتا ہے۔ آخر ایک رات کو حضور غوث پاک نے انہیں بشارت دی کہ تعجب نہ کرو جو شخص دن بھر مزدوری کر کے شام کو غائب ہو جاتا ہے وہ اصلی مزدور نہیں بلکہ فرید مسعود ہے جو شکر گنج ہے یہ اجرت کی خاطر مزدوری نہیں کر رہا بلکہ اس کا مقصد محض حصول سعادت ہے تم اجرت دینے کے بجائے اس کی ضیافت کرو اور اس کے ساتھ با اعزاز و اکرام پیش آؤ۔ یہ تھی آپ کی ابتدائی زمانہ کی حالت اور جوش ادب جس نے آپ کو آسمان کمال کا آفتاب بنا دیا اور جو ہندوستان کی دنیائے کفر میں ایک انقلاب عظیم برپا کر گئے۔

انتقال

فلک نیلگوں مسلسل ۹۵ سال تک اس آفتاب کمال کی ضیا باریوں سے روشن رہا ۶۶۴ھ میں آپ واصل بحق ہوئے بہت بوڑھے ہو چکے تھے بخار ہوا کمزوری بڑھی اسی حالت میں نماز عشا ادا کی جس کے بعد بیہوش ہو گئے ہوش آیا تو خیال نہ تھا کہ نماز پڑھی یا نہیں دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اس کے بعد حالت زیادہ خراب ہو گئی آخر "یا حی یا قیوم" کا ورد کرتے ہوئے جان جان آفرین کو سپرد کی مزار پاکپٹن میں زیارتگاہ خلائق ہے۔

کرامات و خوارق عادات

آپ سے زندگی میں کرامات بھی بکثرت ظہور ہوئیں۔ دیپالپور کے علاقہ میں فوج کے کچھ آدمی ایک تیلی کی ماہ پیکر عورت کو بھی پکڑ کر لے گئے اسے بہت صدمہ ہوا پریشان و سراسیمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا گھبراؤ نہیں تین روز میرے پاس رہو اللہ کافی ہے اسی دن شام کو ایک اور منصب دار نے حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھ پر عتاب سلطانی ہوا ہے میرے لئے دعا فرمائیے ارشاد ہوا اچھا دعا کروں گا لیکن یہ وعدہ کرو کہ تمہیں جو انعام ملیگا وہ اس تیلی کو دیدیا جائے گا۔ چنانچہ وہ منصب دار تیلی کو ہمراہ لئے ہوئے حاکم دیپالپور کے دربار میں گیا جہاں اسے خلعت آب اور ایک خوبصورت کنیز عطا ہوئی منصب دار نے حسب وعدہ یہ چیزیں تیلی کو عطا کر دیں تیلی نے دیکھا تو وہ کنیز خود اسکی بیوی ہی تھی بہت خوش ہوا اور آپ کا

مرید ہو کر آپ ہی کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ ایک شخص آپ کا مرید ہونے کے ارادہ سے پاکپٹن کی طرف چلا راستہ میں کہیں ایک خوبصورت و حسین عورت سے ملاقات ہو گئی اور دونوں رات کو خلوت میں اکٹھے ہوئے اس شخص نے بری نیت سے قدم اٹھانا چاہا ہی تھا کہ منہ پر یکایک ایک طمانچہ پڑا اور ایک شخص نے نمودار ہو کر کہا کہ بے ادب بابا صاحب کا مرید ہونے جا رہا ہے اور راستہ میں مبتلا ہوا چاہتا ہے اسی وقت متنبہ ہو گیا پاکپٹن حاضر ہوا تو بابا صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ تجھے ایک فاحشہ کے مکر سے نجات ملی۔

تعلیمات

آپ کی تعلیمات اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں گوش ہوش سے سنیں ارشاد فرمایا: "جو شخص تمام دنیا کو دشمن بنانا چاہے وہ تکبر اختیار کرے اور جو اپنی عزت اور اپنا اعتبار کھونا چاہے وہ غمازی و بدگوئی اختیار کرے" "درویش کو چاہیے کہ وہ ظاہری زیب و زینت و آرائش میں ہرگز ساعی نہ ہو اور جھوٹی عزت کے حصول کے لئے خود کو اس کے سامنے بے قدر نہ بنائے۔ سائل کو ہرگز محروم نہ پھیرے جو میسر ہو دیدے نہ ہو تو نرمی سے منع کرے برا بھلا نہ کہے۔"

"دشمن کیسا ہی دوست ہو دوست ہو جانے پر دوستی میں اس سے ہرگز بے خوف نہ رہنا چاہیے جیسا کہ نفس و شیطان ہیں۔ جو تجھ سے ڈرے تو بھی اس سے ڈرتا رہ۔ اہل اللہ کی صحبت کو غنیمت سمجھ اور ان کے ملفوظات اور ان کی سیرتوں کا مطالعہ کرتا رہ۔ مردان خدا جہاں بھی ہیں وہیں کعبہ ہے اور وہیں بیت المقدس ہے عرش و کرسی جو اللہ نے پیدا کیا ہے وہ سب ان کے پیش نظر رہتا ہے اور کوئی بات ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہتی۔"

تبلیغ و اصلاح کا پروگرام

پاکپٹن اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں تو آپ کی مساعی سے اسلام سرعت کے ساتھ پھیل ہی رہا تھا دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کو مستقل طور پر بٹھا دیا۔ انہوں نے وہاں جو کام کیا اس کی تفاصیل انہی کے مضمون کے ذیل میں نمایاں کی جا رہی ہیں۔ کلیر شریف آج ایک ویران قریہ کی حیثیت رکھتا ہے اس عہد میں ایک عظیم الشان اور دولتمند شہر تھا جہاں مسلمانوں کی اخلاقی حالت بہت تباہ ہو چکی تھی حضرت علاء الدین صاحب صابر کو مامور فرمایا۔ دکن بہت دور دراز خطہ تھا وہاں کفر و شرک کی ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں ابھی تک وہاں کوئی کام نہ ہوا تھا شیخ منتجب الدین چشتی وہاں کفر کی تاریکی دور کرنے کے لئے مامور ہوئے حکم ہوا کہ دیوگری میں جا کر بیٹھو اور رشد و تبلیغ میں مصروف ہو چنانچہ آپ نے وہاں پہنچ کر چراغ اسلام روشن کیا جو لوگ ان کے ہاتھ پر اسلام لائے وہ رتبہ کمال کو پہنچے اور جنہوں نے ستایا انہیں سزا بھگتنی پڑی ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو آپ کی دعا سے پتھر ہو گئے۔ ایک عرصہ کی تبلیغ کے بعد ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

یہ دونوں بزرگ تبلیغ کے لئے اپنے مرشد گرامی کے حکم سے نکلے تو اس شان سے نکلے کہ ان کے پاس خدا کے نام کے سوا اور کچھ نہ تھا ایک زبردست راجہ کی راجدھانی میں ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے گھاس پات کھا کر بسر کی اور ایک عظیم الشان جد و جہد انجام دیکر اسلام کا بول بالا کر کے رہگرائے عالم بقا ہوئے۔ اسی طرح مختلف مقامات پر آپکے خلفاء متعین کئے گئے تھے جنہوں نے اسی قسم کی خدمات انجام دیں مختصر یہ ہے کہ علمائے باطن تبلیغ میں مصروف تھے اور مجاہدین اسلامی سرحدوں کو بڑھا رہے تھے حقیقت یہ ہے کہ سب سے زیادہ اہم اور شاندار خدمت انہی بزرگوں کے سپرد تھی۔

حضرت مخدوم بہاء الدین ذکریا سہروردی

علم و فضل اور سیاحی عالم

حضرت مخدوم ارض ہند کے مشاہیر اولیا میں سے ہیں جنہوں نے خدمت خلق کے سلسلہ میں بہت شاندار خدمات انجام دیں اور آپ کا خاندان ایک عرصہ دراز تک ہندوستان میں ہندو پاک میں تبلیغی خدمات انجام دیتا رہا علوم ظاہری و باطنی کے منتہی تھے بیک وقت حافظ قاری مفسر محدث فقیہ عالم فاضل عارف اور ولی سب کچھ تھے۔

ہندوستان تو ہندوستان آپ ایشیا بھر کے اعاظم اولیا میں شمار کئے جاتے ہیں پورے بر اعظم میں آپ کے کمالات کرامات کا شہرہ تھا آپ اولیائے ہند میں باز سفید کے نام سے مشہور تھے اور ملتان میں آپ کی خانقاہ عالیہ مرجع خلائق تھی جتنے اولیاء باہر سے ہندوستان میں داخل ہوئے ان سب کا پہلا قیام آپ کی خانقاہ ہی میں رہا خواجہ قطب صاحب اور بابا صاحب کو آپ سے محبت تھی باہم دوستانہ تعلقات تھے آپ قریشی النسل تھے وطن مالوف مکہ معظمہ ہے یہاں سے آپ کے جد بزرگوار نے نکل کر پہلے خوارزم میں توطن اختیار کیا پھر ملتان تشریف لے آئے عہد خسرو ملک غزنوی میں تنہا ایک ملتان ہی دار الاسلام کی حیثیت رکھتا تھا ورنہ ادھر ہر طرف کفر کی ظلمتیں مسلط تھیں اس فرمانروا کی حکومت میں آپ ملتان ہی کے اندر پیدا ہوئے اور بارہ سال کی عمر تک یہیں تعلیم پا کے اور حافظ قرآن ہو کر آپ پاپیادہ خراسان روانہ ہوئے۔ سایہ پدری سر سے اٹھ چکا تھا یتیم ہو گئے تھے مگر ہمتیں تازہ تھیں خراسان سے بلخ بخارا بغداد اور مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں کے مشہور مدارس میں تعلیم پا کر سند فضیلت حاصل کی پورے پانچ سال مدینہ منورہ ہی میں رہ کر حدیث پڑھی بھی اور پڑھائی بھی جب منقولات و معقولات میں درجہ تبحر حاصل ہو گیا اور سرآمد روزگار بن چکے وہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور حج کے بعد مدینہ منورہ ہوتے ہوئے براہ راست بیت المقدس پہنچے اور وہاں انبیائے کرام کی زیارتیں کیں بہت سیاحی کی ہر جگہ کے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور فیض حاصل کیا غرض سیاحی کرتے اور گھومتے ہوئے بغداد پہنچے ہیں تو اس وقت آپ ایک بے مثال عالم تھے اور دنیائے اسلام میں ایک بلند پایہ حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ اور روحانیت میں بھی بہت آگے بڑھ چکے تھے مطلع انوار بنے ہوئے تھے

حکم نبویؐ اور عطائے خلافت

اس عہد میں بغداد کے اندر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی کا طوطی بول رہا تھا بڑا دربار تھا آپ جو بارگاہ معلیٰ میں حاضر ہوئے تو دور سے دیکھتے ہی فرمایا باز سفید آ گیا یہ میرے سلسلہ کا آفتاب ہو گا اور سلسلہ بھی بہت وسعت پذیر ہو گا آپ نے ادب سے گردن جھکا لی اسی روز اپنے حلقہ ارادت میں لے لیا۔ اللہ کی دین ہے شیخ الشیوخ اتنے مہربان ہوئے کہ تمام تر توجہات آپ ہی کی طرف مرکوز کر دیں اور صرف سترہ روز ہی میں آپ کو درجہ ولایت پر پہنچا کر باطنی دولت سے مالا مال کر دیا سترھویں روز خلافت عطا کر کے آپ کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا لکھا ہے کہ:- سترھویں شب کو مخدوم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا آراستہ مکان ہے جو انوار و تجلیات سے جگمگا رہا ہے درمیان میں ایک مزین تخت پر حضور نبی کریم جلوہ افروز ہیں جن کے دائیں جانب حضرت شیخ الشیوخ دست بستہ مؤدب کھڑے ہیں اور چند خرقے قریب ہی میں آویزاں ہیں حضور نبی کریم نے مخدوم صاحب کو سامنے بلایا اور ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت شیخ الشیوخ کے ہاتھ میں دیدیا اور فرمایا کہ میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہاء الدین کو پہنا دو چنانچہ شیخ الشیوخ نے اس حکم کی تعمیل کی اور ان خرقوں میں سے ایک خرقہ اتار کر آپ کو پہنا دیا جب صبح ہوئی تو حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ رات تجھے جو خرقہ حضور نبی کریم نے عطا کیا تھا وہ حضور ہی کے ارشاد کے مطابق میں تجھے دے رہا ہوں اس کے بعد آپ کو اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور حکم دیا کہ اب ملتان جاؤ اور وہاں پہنچ کر ہدایت خلق میں مصروف ہو اور لوگوں کو راہ دکھاؤ" یہ تھا حضرت مخدوم صاحب کا رتبہ کہ ایک مدت کی سیاحی و استفاضہ اور روضہ نبوی کی مجاورت و جاروب کشی کے بعد مرشد گرامی کے دربار میں پہنچے ہیں تو وہ صورت دیکھتے ہی فرماتے ہیں کہ باز سفید آ گیا۔ پھر خلافت ملتی ہے اور سترہ روز کے اندر ہی ملتی ہے حکم نبوی سے ملتی ہے سب کچھ دکھا کر ملتی ہے اور آپ پنجاب و سندھ میں تبلیغ پر مامور ہوتے ہیں۔

ملتان کی عظیم الشان یونیورسٹی

آپ ۶۱۴ھ میں ملتان پہنچے اور جاتے ہی اس شہر کو ہدایت و دانش کا مرکز بنا دیا گو ابھی آپ عمر کی چھتیس سینتیس سال ہی کی تھی لیکن حوصلہ بہت بلند تھا رشد و ہدایت کا سلسلہ کام شروع کر دیا اور ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ آپ نے ملتان کے نقشہ ہی انقلاب پیدا کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں مدرسہ، مسجد، خانقاہ، مجلس خانہ، محلسرا اور لنگر خانہ کی خوبصورت اور عظیم الشان و فلک فرسا عمارتیں تیار ہو گئیں بہت جلد ملتان کا یہ مدرسہ عالیہ ارض ہند کی ایک مرکزی یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گیا جس میں جملہ علوم و فنون منقولات و معقولات کی تعلیم دی جاتی تھی خود مخدوم صاحب اس کے پرنسپل تھے اس میں نہ صرف ہندوستان بلکہ بلاد ایشیا عراق و شام و حجاز تک کے طلباء زیر تعلیم تھے جن کی تعداد کئی ہزار تک پہنچی تھی اور اس میں برابر اضافہ ہوتا رہتا تھا۔

ان ہزار ہا طلباء کو اعلٰی سے اعلٰی تعلیم مفت ملتی تھی ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرنا پڑتا تھا تمام سامان نوشت و خواند کتابیں، قلمدوات تختیاں تک یہاں مدرسہ کی طرف سے بہم پہنچائی جاتی تھیں لنگر خانہ سے دونوں وقت کھانا ملتا تھا ضرورت مندوں کو کپڑے بھی مہیا کر دیئے جاتے تھے۔ ان طلباء کے لئے حجروں کی صورت میں ایک عظیم الشان بورڈنگ بھی تھا اس یونیورسٹی سے ایشیا کے بڑے بڑے نامور اور عدیم المثال علماء پیدا ہوئے جنہوں نے ملتان کی علمی و روحانی شہرت کو فلک الافلاک تک پہنچا دیا آج پوری دنیا میں کوئی ایک یونیورسٹی بھی ایسی ڈھونڈے نہیں مل سکتی جس کے مصارف کوئی حکومت ہی تنہا برداشت کر رہی ہو حالانکہ یہاں صرف ایک مخدوم صاحب ہی کی ذات واحد پر نہ صرف تعلیم تنخواہ مدرسین و درستی عمارات بلکہ طلباء کے خورد و نوش اور سامان نوشت و خواند کا بھی بار تھا اور یہ بار تھا

آج مسلمانوں کی حالت کیسی ہو لیکن انہوں نے اپنی بہار کے اولین دور ہی میں تعلیم کو مفت اور عام کر دیا تھا اور ایک ہندوستان ہی میں نہیں تمام دنیائے اسلام میں اقتدار اسلامی کی شمع جھلملانے کے وقت تک یہی دور طاری رہا ہے ہماری مہذب حکومت انگریزی ڈیڑھ سو سال کی طویل مدت میں بھی آٹھ فیصدی سے زیادہ آبادی کو تعلیم یافتہ نہ بنا سکی اور بنا بھی سکے کیونکر اول تو نظام تعلیم ہی بہت پیچیدہ و ناقص ہے دوسرے یہ آخا گرانبار ہے کہ عام طور پر طلبا بالکل مفلس ہو جاتے ہیں اور مالی طور پر سرپرستوں کی کمر شکستہ ہو کر رہ جاتی ہے اور اگر کوئی اتنے ہفت خوان طے کرنے کے بعد تکمیل کر بھی لیتا ہے تو بے سود اور بے نتیجہ اور تو اور انسان بننے کے بجائے اس تعلیم سے الٹی بہیمیت اور درندگی پیدا ہوتی ہے اخلاقی حالت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے اور صحت کو بھی بہت بڑی حد تک نقصان پہنچ جاتا ہے۔

علوم باطنی کا شاندار اہتمام

یہ سب کچھ تو عوام کے افادہ اور علوم ظاہری و مذہبی کی تکمیل کا اہتمام تھا، اس کے علاوہ آپ نے اخلاقی و روحانی تربیت کا بھی پورا اہتمام کر رکھا تھا علوم الٰہیہ اور فنون باطنی کے لئے ایک عظیم الشان خانقاہ جداگانہ طور پر قائم تھی اس میں بھی چین، ترکستان، خراسان، ماوراء النہر اور شام و مصر کے طالبان حقیقت اور درویشوں کا اجتماع تھا جو ذکر و شغل اور مجاہدہ و ریاضت میں رہتے تھے اور جسے آپ بہر قابل سمجھتے تھے خرقہ خلافت عطا کر کے جہاں ضرورت ہوتی تھی وہاں متعین کر دیتے تھے۔ اس سہروردی خانقاہ عالیہ ملتانیہ سے بلا مبالغہ ہزار ہا افراد ولی کامل بن کر نکلے اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے پھر یہی نہیں اس خانقاہ سہروردیہ میں بڑے بڑے بلند پایہ بزرگ تشریف لاتے اور قیام پذیر ہوتے رہتے تھے۔

خواجہ غریب نواز، قطب الاقطاب صاحب، قاضی حمید الدین ناگوری، بابا فرید صاحب اور حضرت جلال الدین تبریزی جیسے اکابر و اعاظم اولیائے ہند بھی آتے اور قیام کرتے رہے ہیں۔ مجلس خانہ اس خانقاہ عالیہ کا ایک جزو تھا جہاں تکمیل شدہ اور باکمال صوفیہ اور اولیاء کا ہمہ وقت اجتماع رہتا تھا اور بادۂ عرفان کے دور چلتے رہتے تھے ایسی یونیورسٹیاں اجمیر اور دہلی میں بھی ضرور قائم ہوئیں انہوں نے بھی بڑی شہرت حاصل کی لیکن ملتان کے مدرسہ و خانقاہ کو شرف اولیت بھی حاصل ہے اور اس نے ترقی و شہرت بھی زیادہ حاصل کی اور اسے آل انڈیا نہیں آل ایشیا حیثیت حاصل ہوئی۔ ایک خصوصیت امتیازی یہ بھی تھی کہ اس خانقاہ میں طلباء کو ترک و تجرید اور ترک علائق کی تعلیم نہ دی جاتی تھی بلکہ حکم تھا کہ خلفاء و مریدین عام دنیاداروں کی طرح رہیں۔ عیش و آرام سے زندگی بسر کریں روپیہ پیدا بھی کریں اور رکھیں بھی مگر اطاعت الٰہی و ذکر ربانی سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں اور معاصی سے بچتے رہیں۔

واعظانہ اثر اور گورنر ملتان کی ہیبت زدگی

بتایا جا چکا ہے کہ آپ علوم ظاہری کی جملہ اصناف میں تبحر و کمال رکھتے تھے تبلیغ و اصلاح کی خدمت آپ کے سپرد تھی اسلئے وعظ و تقریر کا ملکہ ہی آپکے لئے ضروری چیز تھی آپ ہفتہ میں ایک دو دن تقریر بھی کیا کرتے تھے وعظ بھی فرمایا کرتے تھے جمعہ وعظ سے لبریز

ہوتا تھا اور دل سے نکلی ہوئی باتیں دلوں پر وہ اثر کرتی تھیں کہ سننے والوں کے قلب بے چین اور بے قرار ہو جاتے تھے۔ لوگوں کی چیخیں نکل جاتی تھیں بعض کی تو یہ حالت ہوتی تھی کہ شدت تاثر سے وہیں جاں بحق ہو جاتے تھے جلسوں میں ہندو اور مسلمان بکثرت شریک ہوتے تھے۔

ان تقریروں میں مذہبی اصلاحی تمدنی سیاسی رنگ ہوتا تھا جو کچھ فرماتے تھے بے خوف لومۃ لائم فرماتے تھے اور جب تنبیہ پر آتے تھے تو آپ پر کسی امارت و جاہت اثر انداز نہ ہوتی تھی۔ ملتان، اچ اور سندھ تک کا علاقہ بجائے خود ایک ملک کی حیثیت رکھتا تھا بہت وسیع خطہ تھا جس پر سلطان التمش کی طرف سے امیر ناصر الدین قباچہ گورنری کر رہا تھا بہت دلیر و شجاع اور لائق۔ جب اسے بہت اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے چاہا کہ یہ اس علاقہ کا خود مختار حکمران بن جائے اس نے اسی قسم کی تدابیر شروع کر دیں۔ اطاعت امیر فرض ہے آپ نے یہ صورت دیکھ کر سلطان التمش کو ایک خط لکھا کہ سلطان آپ کے دوست حضرت قطب صاحب کا خلیفہ اور خود فقیر تھا اور اس کی عزل و ضعف خود مقاصد اسلام کے منافی تھا۔ قاضی شہر نے بھی آپ کے ایما پر سلطان کو ایک ایسا ہی خط لکھا اور اطلاع دی کہ ناصر الدین کی نیت خراب ہے۔ ناصر الدین نے جو انتظام اور دبدبہ کا امیر تھا اس کے حکام نے راستہ ہی میں دونوں خط گرفتار کر کے ناصر الدین کے حضور میں پہنچا دیئے۔

ناصر الدین خط پڑھتے ہی غیظ و غضب کا پتلا بن گیا۔ اس نے پہلے تو قاضی شہر کو طلب کر کے اس کے قتل کا فوری حکم صادر کر دیا اور پھر اسی وقت حضور کو طلب کیا اور وہ خط دکھا کر زبردست دھمکی دی۔ آپ نے فرمایا بیشک یہ خط میں نے لکھا ہے۔ رہی تیری اکڑ فوں اور دھمکی تو تیرا کیا زور ہے جو مجھے کوئی ضرر و نقصان پہنچا سکے تو اپنے اقتدار و سطوت کے باوجود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا یہ الفاظ سنتے ہی امیر کے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا اور اسی وقت قدموں پر گر کر معافی مانگی۔

تمول و ثروت

آپ کی دولت و ثروت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا کروڑ پتی بزرگ تھے محلوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کا محل بہت شاندار اور وسیع کمروں اور دالانوں پر مشتمل تھا آپ کے ذاتی کمرے کی تزئین و آرائش دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی یہ کمرہ بالکل بادشاہوں کا کمرہ معلوم ہوتا تھا جس میں گرانبہا زربفت کے پردے پڑے رہتے تھے۔ دیبا و قاقم کے فرش تھے جس میں ایک طرف جڑاؤ چھپر کھٹ پڑا رہتا تھا اس پر ایک مخملیں تکیہ کے سہارے آپ آرام فرماتے تھے جس کمرے میں آپ بیٹھا کرتے تھے وہ بھی فرش و فروش سے آراستہ اور نہایت شاندار کمرہ تھا قیمتی ایرانی قالین اس میں بچھے رہتے تھے۔

آپ کا لباس بھی بیش قیمت پر تکلف صاف و معطر ہوتا تھا۔ سفید و شفاف کپڑے زیب بر رہتے تھے جو آپ کی زیارت و ملاقات کو آتا تھا ٹھٹھک کر رہ جاتا تھا اور سمجھتا تھا یہ فقیری نہیں بادشاہی ہے۔ چنانچہ حضرت بابا صاحب کے قول عبد اللہ پر بھی آپ کی شان دیکھ کر ہی گزری تھی اور آپ نے نور باطن سے اس کے خیالات سے مطلع ہو کر متنبہ کیا تھا۔ جائداد بھی بہت وسیع تھی لاکھوں تنکہ ماہوار آمدنی تھی صاحبزادہ بزرگ تھے کروڑوں روپیہ پاس تھا ذاتی جائداد

وجاگیر کے علاوہ بارہ ہزار روپیہ روزے کی فتوحات نیز نذرانوں کا ایک سیلاب تھا جو آپ کی طرف اُمڈا چلا آرہا تھا۔ ملک کے رؤسا، امراء لاکھوں روپیہ ایک ایک وقت میں نذر پیش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ فخر الدین گیلانی نے سونے کے اکڑوں کی طرف سے سات لاکھ اشرفیاں نذر کیں۔ (تذکرہ اولیائے ہند)
ایک اور مرید نے عاضر خدمت اقدس ہو کر ہشت ستر لاکھ اشرفیاں آپ کو نذر پیش کیں۔ (تذکرہ بہ عہد اسلام)

یہ حالت تھی کہ آپ کے متعدد صاحبزادے تھے جن کے حصے میں آپ کے وصال کے بعد جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے علاوہ سات سات لاکھ روپیہ نقد آیا تھا اس سے جہاں آپ کی دولتمندی کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس عہد میں مسلمانوں کی دولت کا کیا عالم ہوگا جو ستر لاکھ اشرفیاں ایک وقت نذرانے پیش کر دیتے تھے۔ یقیناً اتنا نذرانہ وہی پیش کر سکتا ہے جو کروڑپتی کی حیثیت سے بھی بلند ترین حیثیت کا حامل ہو آپ کھانا بھی نفیس و لذیذ کھاتے تھے۔

طاعت و عبادت

نہایت مصروف اور امیرانہ زندگی تھی زر و جواہر کے انبار لگے ہوتے تھے اس کے باوجود خدا کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوتے تھے۔ وسیع جاگیر و جائداد عظیم الشان لنگر خانہ اور مدرسہ و خانقاہ وغیرہ کے انتظامات کے علاوہ طلباء کی تعلیم مریدوں کی تربیت ہدایت عام کے لئے مواعظ کا اہتمام مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست اہل و عیال کی پرورش اتنے کام تنہا ایک آپ ہی دوش پر تھے۔ ایک عرصہ دراز تک یہ جانا ہی نہیں کہ رات کے وقت بستر سے پشت کیونکر لگاتے ہیں انتہا یہ تھی کہ رات کے وقت کھڑے ہو کر دو دو رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے عشا کا وضو کر کے جو نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھتے ہیں۔ تہجد کی نماز کے بعد تنہا اکثر تلاوت قرآن کے لئے بیٹھ جاتے اور صبح کی نماز کا وقت ہونے تک قرآن ختم کر لیتے۔ بہ الفاظ دیگر ایک قرآن روزانہ ہر حالت میں ختم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ تھا مریدوں سے فرمایا کہ دیکھو میرا دل چاہتا ہے کہ تمام رات میں دو رکعت نماز پڑھوں اور ہر رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کروں جو میں خود مدت مدید تک کرتا رہا ہوں اس کے فوراً بعد آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور واقعی دو رکعت میں دو قرآن اور چار پارے ختم کر کے سلام پھیرا۔ خود حضرت نظام الدین اولیاء نے آپ کے اور اپنے مرشد گرامی حضرت بابا صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ بابا صاحب تو روزے بہت زیادہ رکھتے مگر شیخ الاسلام مخدوم صاحب میں صوم کم تھا اور عبادت زیادہ تھی یعنی روزے تو کم رکھتے مگر عبادت زیادہ کرتے تھے۔

اخلاق و عادات

زندگی میں لاکھوں روپیہ پیدا اور خرچ کیا لاکھوں روپیہ کی فتوح کی آمدنی تھی شام تک جتنا روپیہ آتا تھا غروب آفتاب سے پہلے پہلے سب راہ خدا میں لٹا دیتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی سائل آپ کے دروازے پر آیا ہو اور محروم واپس گیا ہو غریبوں کی مصیبت دیکھ ہی نہ سکتے تھے جود و عطا کا ایک دریائے ذخار تھا جو ہمہ وقت پڑا لہریں لیتا رہتا تھا لنگر اسی مقصد کے لئے جاری کر دیا تھا دسترخوان بہت وسیع تھا مہمانوں کا ہجوم رہتا تھا ہزاروں اور لاکھوں بندگان خدا آپ کے مطبخ کرم سے کھانا پاتے اور چین کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس عہد کا ملتان آج کے کلکتہ اور بمبئی سے کم نہ تھا اتنے بڑے شہر میں محض آپ کی بخشش و عطا سے یہ حالت ہو گئی تھی کہ دور دور تک کوئی غریب ڈھونڈے سے نہ ملتا تھا اور ہر گھر میں خوشحالی ہی خوشحالی نظر آتی تھی۔

اخلاق بھی نہایت بلند تھے ہشاش بشاش رہتے تھے طبیعت میں بحد کمال تہذیب تھا۔ بیحد متواضع تھے امیرانہ شان سے رہتے تھے مگر غرباء و فقراء کی تعظیم ایسی کرتے تھے کہ دیکھنے والے متحیر رہ جاتے تھے۔ کتنا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو اور آپ سے ملنے کے لئے آئے آپ بیتابانہ اس کی طرف بڑھتے تھے اور پوری محبت و کشادہ پیشانی سے اس سے ملتے تھے ملتان کا ہر شخص اور مریدوں میں سے ہر متنفس یہی سمجھتا اور خیال کرتا تھا کہ مخدوم صاحب کو سب سے زیادہ محبت و شفقت اسی کی ذات سے ہے ہندو قومیں اور ان کے اکابر بھی برابر آپ سے ملنے آتے رہتے تھے ان کے ساتھ بھی آپ کے اخلاق و تواضع کا وہی عالم تھا یہ بھی آپ کے دریائے سخا سے برابر فیضیاب ہوتے رہتے تھے اور گرویدۂ اخلاق بن گئے تھے۔

کرامات و خوارق عادات

شیخ صدر الدین کرفی مولانا نجم الدین سے پڑھا کرتے تھے ایک روز جو آپ کے پاس آئے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ تفسیر کشاف و ایجاز کا نام سنکر فرمایا آپ میں چونکہ اس وقت ذکر و شغل میں مصروف ہو۔ صدر الدین نے اپنے استاد سے جاکر کہا تو انہیں بہت ناگوار ہوا اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ دونوں کتابیں جل کر خاکستر ہو گئیں اٹھ کر جو دیکھا تو واقعی دونوں کتابیں راکھ کا ڈھیر تھیں حالانکہ وہ سب کتابوں سے دبی ہوئی نیچے رکھی تھیں۔

آپ کے مرشد گرامی کے بھانجے مولانا فخر الدین عراقی مدرسہ دمشق میں پڑھتے ہوئے ایک لڑکے پر عاشق ہو گئے اور اتنی دیوانگی طاری ہوئی کہ ڈاڑھی اور مونچھ دونوں کا صفایا کرا کے قلندروں میں جا ملے جن کے ساتھ وہ لڑکا تھا انہیں کے ساتھ شہر بہ شہر گھومتے ہوئے ملتان جو پہنچے تو کہیں آپ نے دیکھ کر پہچان لیا۔ ایک نظر بھر کر جو دیکھا ہے تو سارا عشق ٹھنڈا ہو گیا قلندروں کو بھی بھول گئے اور محبت الٰہی پیدا ہو گئی آپ نے انہیں کامل بنا کر مرتبہ ولایت پر فائز کیا اور اپنی لڑکی کی شادی ان کے ساتھ کر دی۔

سید کمال الدین شیرازی جواہرات کے تاجر تھے اور کروڑپتی کی حیثیت رکھتے تھے ایک دفعہ بہت سا زر و جواہر خرید کر عدن سے جہاز میں سوار ہوئے جو کچھ دور پہنچ کر گرداب میں پھنس گیا جب تمام توقعات شکستہ ہو گئیں تو آپ نے مخدوم صاحب کو یاد کیا اور مضطربانہ لہجے میں پکار کر یا شیخ اس وقت اپنے مرید کی امداد کیجئے ہوا بہت تیز و تند تھی اسی عالم میں جہاز والوں نے دیکھا کہ مخدوم صاحب ایک کشتی میں سوار تیرتے چلے آرہے ہیں آپ کے قریب پہنچتے ہی طوفان تھم گیا اس کے بعد آپ نظروں سے غائب ہو گئے سوداگروں کے پاس کروڑوں روپے کا مال تھا اس کے ساتھ جانیں بھی بچ گئیں جب یہ لوگ بندرگاہ سندھ پر سلامتی کے ساتھ اترے تو انہوں نے سات لاکھ اشرفیاں جمع کر کے شیخ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ آپ کو بھیجیں یہ صورت آشنا بھی نہ تھے۔ صرف کشتی میں ایک نظر دیکھا تھا سامنے پہنچتے ہی شناخت کر لیا اور نذر پیش کی۔

مخدوم صاحب نے نذر قبول کر کے سات لاکھ کی سات لاکھ اشرفیاں اسی وقت راہ خدا میں لٹا دیں۔ شیخ صاحب بھی اس عہد کے بہت متمول تاجر تھے

کے قلب پر اس کرامت و سخاوت کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنا لاکھوں کروڑ روپیہ کا مال راہ خدا میں لٹا کر فقیری اختیار کر لی اور آپ کے مرید ہو کر مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے ان کا مزار جدہ میں ہے۔

اللہ نے آپ کو عیدی عطا کی

ایک مرتبہ آپ اپنے ایک مرید کے پاس ٹھہر گئے۔ عید کا دن ہوا آیا تو عید پانے والے بچوں کو دیکھ کر آپ کو بھی جوش آیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی:۔

"الٰہ العالمین! عید کا دن ہے دوست اپنے دوستوں سے مل رہے ہیں میرا دوست تیرے سوا کوئی بھی نہیں آج تو مجھے بھی اپنی بارگاہ سے عیدی عطا فرما۔ اسی وقت لاکھوں مخلوق کے سامنے جو عیدگاہ میں موجود تھی بخط سبز لکھا ہوا ایک پرچہ آسمان سے گر کر آپ کے ہاتھ میں آگیا جس میں لکھا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا ہم نے تجھ پر آتش دوزخ حرام کی۔ مرید نے جو مرشد گرامی کو عیدی ملتی دیکھی تو اسے بھی جوش آیا اور سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کو بارگاہ احدیت سے عیدی ملی ہے آپ ہمارے شیخ ہیں آپ ہمیں عیدی عطا فرمائیں آپ یہ سن کر متبسم ہوئے اور وہی پرچہ مرید کو بخش دیا اور کہا حشر کے دن میں جانوں اور دوزخ کی آگ تو تو اس وقت یہ لیلے۔

دنیوی طمطراق پر حسن قوال کی سوء ظنی

حسن قوال کو بابا صاحب کے دربار میں باریابی کا شرف حاصل تھا مرید بھی تھا عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مخدوم صاحب کی زیارت کراؤں بہت تعریف سنی ہے۔ بابا صاحب نے ارشاد فرمایا واقعی وہ تعریف کے قابل ہیں جاؤ زیارت کراؤ مگر دیکھو بے ادبی نہ کرنا ملتان پہنچ کر اطلاع کرائی فرمایا آنے دو۔

وہ اندر سامنے ہو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عظیم الشان محل کے ایک گوشہ میں دیبا و قاقم کے فرش بچھے ہیں تمام محل قیمتی سامان سے آراستہ ہے زر بفت کے پردے لٹک رہے ہیں اور آپ ایک جواہر نگار چھپر کھٹ پر مخملیں تکیہ لگائے نہایت طمطراق کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں یہ کروفر دیکھ کر اس نے خیال کیا یہ بھی کوئی شیوخیت و بزرگی ہے کہ محل کے اندر تمام دنیوی سامان تعیش و سرور فراہم ہے فقیری تو میرے ہی پیر کے یہاں ہے جہاں گھر میں ایک بوریئے کے سوا اور کچھ بھی نہیں آپ نے اس کے خطرہ قلبی سے آگاہ ہو کر فوراً متنبہ کیا کہ بے ادب چلتے وقت تجھے بھائی فرید نے تاکید بھی کی تھی کہ مودب رہنا مگر تو نہ مانا اور نہ سمجھا کہ فقر و تصوف کی دنیا میں بے ادبی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ و معصیت نہیں آپ جلال میں آکر جا رہے تھے کہ اسے دکھا رہے تھے کہ بابا صاحب کا ہاتھ درمیان میں آگیا دیکھ کر آپ رک گئے اور فرمایا جانتا ہے یہ ہاتھ کس کا ہے اگر اس وقت اس کی رعایت ملحوظ نہ ہوتی تو تیری یہی بے ادبی تیرے لئے باعث مرگ بن گئی ہوتی تو کیا سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کسے کہتے ہیں اور فقیری کیا ہے۔ میں متنبہ کئے دیتا ہوں کہ آئندہ اب نگاہ رکھنا حسن قوال اسی وقت پاؤں پر گرا اور معافی مانگی۔

صحرا میں قزاقوں سے بچا دیا

اسی طرح ایک اور قوال عبداللہ روم ملتان پاک پٹن پہنچا اور حضرت بابا صاحب سے دعائے سلامتی کا طالب ہوا۔ بابا صاحب نے فرمایا جا میری سرکار

تو تجھے کوئی اندیشہ یہی لاحق نہ ہوگا۔ چنانچہ جب کچھ دور نکل گیا تو ایک طرف سے قزاق نکل کر اس پر حملہ آور ہوئے اس نے پکار کر کہا کہ یا شیخ بہاء الحق آپ کی خبر میں آگیا ہوں مجھے پناہ دیجئے اسی وقت غیب سے ایک سوار نمودار ہوا اور قزاقوں کو مار بھگایا۔ ایک روز یہی قوال جب سرخ کمبل اوڑھ کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا سرخ لباس شیطان کا لباس ہے اس نے گستاخانہ جواب دیا کہ آپ اپنے بیشمار خزانے کو نہیں دیکھتے اور میرے کمبل پر معترض ہوتے ہیں ارشاد ہوا عبداللہ بے ادب نہ بن تو زوال سے دور ہے آزادی اسلئے تجھے بخشتا ہوں کیا تو میرا وہ احسان بھول گیا جو میں نے تیری پکار پر صحرا میں کیا تھا اور تجھے قزاقوں سے رہائی دلائی تھی عبداللہ نے قدموں پر گر کر معافی مانگی۔

وصال و اولاد

آخر ۶۶۶ھ میں بعمر ۸۸ سال آپ واصل بحق ہوئے۔ ایک روز آپ حسب معمول اپنے حجرے میں مصروف ذکر و شغل تھے آپ کے بڑے صاحبزادے صدر الدین سہروردی باہر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر ایک سربمہر لفافہ انہیں دیا کہ اسے مخدوم صاحب کو پہنچا دیجئے آپ نے اسے کھول کر پڑھا صرف اسی زبان سے نکلا اور واصل بحق ہو گئے۔ اندر سے انہی آواز اور آئی کہ دوست بدوست پیوست۔

جنازہ کے ساتھ خلق کا اتنا اجتماع تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک مدت تک یہ عالم رہا کہ آپ کا دست مبارک قبر سے باہر نکلتا تھا اور ہزار ہا انسان اسے دیکھتے تھے سات فرزند چھوڑے پچاس لاکھ نقد خزانہ میں چھوڑے۔ ہر ایک فرزند کے حصہ میں سات سات لاکھ ہونڈ نقد آیا اس کے علاوہ منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ آپ کے تمام فرزند اولیائے وقت اور فاضل روزگار بزرگ ہوئے بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین نے تمام جائداد تو بھائیوں کے سپرد کر دی اور نقد روپیہ سب کا سب کھڑے کھڑے راہ خدا میں لٹا دیا کسی نے پوچھا کہ آپ کے والد نے تو کروڑوں روپے لٹائے ہی اور رکھے بھی اور آپ نے سب ایک لمحہ میں لٹا دیا مسکرا کر فرمایا:۔

"بھائی ابا جان کی کیا پوچھتے ہو وہ تو دنیا پر پوری طرح غالب تھے انہیں دولت اور دنیا دونوں نہ فریب دے سکتے تھے اور نہ طاعت و عبادت سے روک سکتے تھے لیکن ابھی میں خام ہوں اپنی کمزوریوں سے واقف ہوں ڈرتا ہوں کہیں دنیا مجھ پر غالب نہ آجائے اور عبادت سے روک دے اس لئے میں نے یہ عمل کیا آبائی دولت کی حفاظت کے لئے بھائی موجود ہیں۔"

انہی صدر الدین کے فرزند جلیل حضرت شیخ رکن الدین ہیں اپنے عہد کے زبردست ولی تھے ایک طرف تو ان کی طاعت و عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب تک زندہ رہے ہر روز دو قرآن ختم کرتے رہے رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے تھے جذب کے عالم میں کئی کئی روز بیہوش رہتے تھے جس پر نظر ڈال دی ولی بنا دیا۔

دوسری طرف تمول و جاہ و حشم کا یہ عالم تھا کہ کروڑوں کی آمدنی تھی سلطان علاء الدین خلجی اتنا معتقد تھا کہ جب یہاں تشریف لاتے تو دو لاکھ اور واپس جاتے تو پانچ لاکھ تنکہ نذر کیا کرتا جسے آپ وہیں کھڑے کھڑے تقسیم کر دیتے۔ فتوح کی آمدنی کا کوئی شمار نہ تھا امراء و سلاطین تک آپ کے مرید تھے آپ دربار میں غرباء کی عزت امراء کی طرح کیا کرتے تھے۔

اشاعت اسلام کا سہروردی نظام

اشاعت اسلام اور اصلاح خلق کے سلسلہ میں آپ نے اور آپ کے

خاندان نے بڑی شاندار خدمات انجام دیں۔ سندھ کی بہت سی مندو قومیں آپ ہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوئیں۔ ادھر اودھ کے بندۂ خواص و عوام بھی بیشمار تعداد میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے آپ نے جو مدارس لنگرخانے خانقاہیں تعمیر کیں ۔ مواعظ و مجالس کا اہتمام کیا۔ سب کچھ تبلیغ اسلام اور خدمت خلق ہی کے لئے تھا سبعیت اور ارادت کا نظام ، انما المومنون اخوۃ ، کے رشتہ کی ایک زندہ تصویر تھی منتشر و متفرق مسلمانوں کو پھر ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کرنے اور بھائی بھائی بنانے کی واحد تدبیر یہی تھی

یہ مسلم امر ہے کہ ایک پیر کے مریدوں میں قدرتاً اتحاد و اخوت کی روح پیدا ہو جاتی ہے اور شیخ کا حکم ان کے لئے ہر حالت میں قابل تعمیل ہوتا ہے مدرسہ و خانقاہ سے عالم ندوی لیکر تبلیغ کے لئے تیار ہوتے ہیں لنگر خانوں پر انہیں فکر معاش سے آزادی ملتی ہے اور یہ قابلیت و استعداد پیدا کر کے ادہر ادہر پھیل جاتے ہیں۔ پیری مریدی کا نظام اگر غور سے دیکھا جائے اصلاح خلق اور اشاعت اسلام و اتحاد ملی کے لئے ایک بنیادی اور اساسی چیز سمجھی گئی تھی پہلے یہ بزرگ تعلیمات و اخلاق اسلامی کی ایک زندہ تفسیر ہوتے تھے اور خواص و عوام سب کی گردنیں ان کے سامنے خم ہوتی تھیں انہیں کے نیک انفاس سے ہندوستان اور دنیا میں اسلام پھیلا اور مسلمان اسلام پر کاربند رہے لیکن جب سے باکمال شیوخ کی جگہ دنیا دوست اور نفس پرست لوگوں نے لی اسی وقت سے نہ صرف یہ کہ اس نظام کی طرف سے لوگوں میں عام سوء ظنی پیدا ہو گئی بلکہ مسلمانوں میں بھی اخلاقی تنزل اور مذہبی مداہنت پیدا ہو گئی۔ سندھ اور مغربی پنجاب میں مسلمانوں کی آج جو کثرت نظر آ رہی ہے وہ سب اسی سہروردی خانوادہ کی سعی و جہد کا ثمرہ شیریں ہے۔ آپ کے عہد میں ملتان کے اندر یہ حالت ہو گئی تھی کہ مرد اور گھروں کی بیویاں تو ایک طرف کنیزیں اور لونڈیاں بھی چکیاں پیستے اور کام کرتے ہوئے بھی ذکر الٰہی میں برابر مصروف رہتی تھیں اور ہر طرف اللہ اور اللہ کے رسول ہی کے تذکار سننے میں آتے تھے۔

سہروردی و چشتی تبلیغ

آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حکم پر ہندوستان میں تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے متعین ہوئے اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے اس خدمت کو شاندار طریقہ پر انجام دیا۔ پنجاب و سرحد اور سندھ کا علاقہ ساحل بحر تک اسی خاندان کے سپرد تھا۔ دوسری طرف چشتی بزرگ ہر جگہ مصروف کار تھے باطناً دونوں میں کوئی فرق نہ تھا البتہ ظاہر میں کچھ فرق ضرور نمایاں تھا یہ کہ چشتی بزرگ ترک و تجرید اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے لئے یہی موزوں تھا کہ اس ملک میں جوگ اور سنیاس کو ابتدا سے اہمیت حاصل رہی تھی اور یہاں کے لوگ اسی کو معیار تقدس سمجھتے تھے یہ چیز چشتیوں میں موجود تھی وہ گویا فقر کی صورت صحیح ہندوستانیوں کے سامنے پیش کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ فقیری یہ نہیں کہ زن و فرزند اور دوست و احباب کو چھوڑ کر ترک علائق کی زندگی بسر کی جائے بلکہ خود اپنی ذات کو بھول کر دنیا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا فقر ہے۔

سہروردی اپنے نمونہ ہائے عمل سے یہ واضح کر رہے تھے کہ انسان خدا کی ہی بکر اگر دنیا کی ہر نعمت سے پورا پورا فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے ان کی زندگی پوری متشرع زندگی تھی انہوں نے محلوں کی زندگی بسر کر کے اور زر و جواہر میں کھیل کر دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ دنیا اور اس کی نعماء بھی خدا کے بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں اور وہ اس میں رہکر بھی فقیری کر سکتے ہیں اور اللہ کے مقبول بندے بن سکتے ہیں ان کا قول تھا کہ کمال یہی ہے کہ انسان تمام لذائذ نفس اور دنیوی مشغلوں میں رہکر بھی خدا کو فراموش نہ کرے چنانچہ آجتک اس سلسلہ میں فقر و فاقہ کی زندگی کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ انہیں حکم ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح کمائیں کھائیں لذائذ دنیوی سے فائدہ اٹھائیں اور خدا کو نہ بھولیں ذکر خفی اور ذکر قلب کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے جو بڑی عزت و سعادت کی چیز ہے۔

ویسے حقیقت میں سہروردی قادری چشتی سب بزرگ اور سب سلسلے قابل احترام ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ مخدوم صاحب اور بابا صاحب دونوں بہت دوست تھے حالانکہ دونوں کے عنوان زندگی میں زمین و آسمان کا فرق تھا کیا مقدس زمانہ تھا کہ شمالی ہند میں سہروردی خاندان سرگرم تبلیغ تھا اور سندھ و افغانستان و ایران و بخارا تک اپنی ضیائیں پھیلا رہا تھا اور دوسری طرف راجپوتانہ وسط ہند اور جنوبی ہند میں چشتی خاندان اسلام کے پھول برسا رہا تھا کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہیں تھا جہاں اولیائے کرام موجود نہ ہوں اسلام کو انہیں کے وجود قدسیہ سے فروغ و ترقی حاصل ہوئی تھی خدا تعالیٰ ان کی تربتوں پر شب و روز نور برسایا کرے۔

(سلسلہ مضمون صفحہ ۳۰) آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور یا لطیف پڑھ پڑھ کر ریت میں ہاتھ ڈالتا اور مٹھیاں بھر بھر کر اشرفیاں نکالنی شروع کر دیں جس جس اشرفیاں مالک کو دیتے اور ایک ایک اونٹ خریدتے چلے جاتے یہاں تک کہ آپ نے پانچو کے پانچو اونٹ خرید لئے اور غریبوں کو تقسیم کر دئے لطف یہ ہے کہ خود قافلہ کے ساتھ پیادہ پا ہی چلے شیخ نجم الدین صغری کو آپ کی ذات گرامی سے بیجا معاندت پیدا ہو گئی تھی حسد کی آگ میں جل کر اس نے آپ کو امکانی نقصان پہنچانے کی سعی کی جس میں آخری اور نہایت خوفناک تدبیر یہ تھی کہ اس نے آپ کو زنا سے متہم کرنے کی سعی کی۔ دہلی میں اسی زمانہ میں ایک نہایت حسین مطربہ رہتی تھی بڑے بڑے امراء اس کے پاس آ کر گانا سنتے تھے لیکن خاص بات یہ تھی کہ وہ آپ کے پاس کبھی کبھی عقیدتاً حاضر ہوتی تھی نجم الدین نے اسے بلا کر کہا کہ میں تجھے پانسو اشرفیاں بھی دوں گا اور تیرا اعزاز بھی بڑھاؤں گا اگر تو بھری مجلس میں یہ اقرار کرے کہ شیخ کو اس کے ساتھ عشق ہے اور یہی سلسلہ میں مقاربت بھی ہو چکی ہے شیخ الاسلام کا بڑا دبدبہ اور بڑا اثر تھا مطربہ کی ہستی ہی کیا تھی جو مخالفت کر سکتی۔ پھر لالچ بھی بہت بڑا تھا اس لئے اقرار کر لیا نجم الدین نے مطمئن ہو کر اس نے تمام مشائخ کو جمع کیا اور واقعہ کو بہت شہرت دی۔ مقدمہ بنوایا حضرت بہاء الدین زکریا حکم قرار پائے۔ مخدوم صاحب نے مطربہ سے پوچھا تو اس نے بھرے اجلاس میں سب کے سامنے کہا کہ الزام بالکل غلط ہے اور مجھے تو پانچسو اشرفیوں کا لالچ دیکر شیخ الاسلام نے اس پر آمادہ کیا تھا ڈھائی سو اشرفیاں ابھی تک احمد شرف بقال کے پاس امانت رکھی ہوئی ہیں بقال نے بھی اسکو تسلیم کیا اور اشرفیاں پیش کر دیں۔ نجم الدین نہایت شرمندہ ہوا۔ سلطان التمش نے اسی وقت معزول کر دیا۔ آپ ملتان واپس ہوئے کہ بدایوں چلے آئے۔ آپکے بتخانہ ہندی پر پہلے ہی اپنی خانقاہ بنوائی تھی اور وسیع باغ لگوائے تھے مزار ابتک زیارتگاہ خلائق ہے۔ امراء و سلاطین تک صدیوں تک آپکی زیارت کو آتے رہے آج بھی انوار کا نزول مزار پر نظر آتا ہے۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی

ترک سلطنت اور خدمت شیخ

آپ ابتدا میں ایک زبردست اور نہایت پرشکوہ فرمانروا تھے یکایک عشق الٰہی کا غلبہ جو ہوا تو بادشاہت اپنے فرزند کو تفویض کر کے اور بہت سا نقد و جواہر لیکر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام دولت بطور نذر پیش کی جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اسے مساکین میں تقسیم کر دو۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے دماغ میں ابھی سلطنت باقی ہے اس لئے تمہارے سپرد یہ خدمت کی جاتی ہے کہ تم چار سال تک درویشوں کے استنجے کے لئے ڈھیلے اور وضو کے لئے پانی مہیا کرو۔ آپ کی خدمت سے شیخ الشیوخ اس درجہ مسرور اور خوش ہوئے کہ آپکو پہلی نظر ہی میں مالا مال کر دیا واقعی آپ نے نہایت استقلال و تندہی اور عاجزی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی تھی۔ اس کے بعد بھی آپ برابر شیخ کی خدمت میں رہے اس شان سے کہ سفر میں خوراک کا سامان اور چولہا اور آگ ہمہ وقت اپنے ساتھ رکھتے اور اسے سر پر لے پھرتے تاکہ جب کھانا طلب کریں گرم گرم دیا جائے یہ ایک کرامت تھی کہ آگ سے لبریز چولہا سر پہ ہوتا تھا مگر سر نہ جلتا تھا۔

خلوص کا ایک درہم اور ریا کا ایک خزانہ

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں شیخ کی محافہ کے ساتھ انتہائی گرمی میں بھی پیدل ہی چلا کرتے اور ادباً اونٹ پر سوار نہ ہوتے تھے ایک دفعہ واپسی پر معتقدین و مریدین نے بکثرت تحائف و نفائس پیش کئے ایک غریب اور صالحہ خاتون بھی پہنچگئی اور اس نے ایک درہم نذر کیا سامنے ایک انبار لگ گیا آپ نے مریدوں اور درویشوں کو حکم دیا کہ جسے جو چیز پسند ہو وہ اٹھالے اور سب نے تو اچھی اچھی چیزیں اٹھائیں لیکن آپ نے صرف وہی ایک درہم اٹھایا ارشاد فرمایا کہ "جلال الدین کو بظاہر تو نے ایک بے حقیقت شے اٹھائی ہے لیکن حقیقت میں اس انبار کی روح یہی ایک درہم تھا تو نے تو دوسروں کے لئے کچھ نہ چھوڑا" اللہ تعالیٰ کمی و بیشی کو نہیں دیکھتا خلوص و نیت کو دیکھتا ہے اس صالحہ خاتون نے جو درہم پیش کیا تھا وہ پورے خلوص و جوش کے ساتھ کیا تھا اس لئے جو کچھ تھا وہی تھا۔ نام و نمود کے لئے قرض دام لیکر نذر و نیاز اور شادی و غمی کی مذہبی رسوم پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی سعی کرنے والے اور میسر شدہ اصراف کو ذلت یا ناقابل قبول شے سمجھنے والے اسے غور سے پڑھیں افسوس ہے کہ مسلمان تو زکوٰۃ و قربانی تک میں بھی ریا و نمود کا رنگ پیدا کر دیتے ہیں عام خیال یہی ہے کہ جتنا زیادہ خرچ کریں گے اتنا ہی ثواب ہوگا۔

دلی میں شاہانہ استقبال

آپ کو خدمت شیخ میں سات سال گذر چکے تھے کہ حضرت مخدوم بہاء الدین بغداد پہنچے دونوں میں جلد محبت ہوگئی دونوں خلیفہ اور زبردست عارف تھے مخدوم صاحب ملتان میں مامور ہوئے تو دلی محبت و دوستی کی وجہ سے آپ بھی ان کے ساتھ ہی ملتان چلے آئے اور کچھ عرصہ ملتان رہکر عازم دہلی ہوئے۔ ہندوستان میں قدم رکھتے ہی آپ کے کمالات کا شہرہ ہوگیا تھا اس لئے آپکے دہلی پہنچنے کی خبر سنتے ہی پورا شہر آپکے استقبال کے لئے امنڈ پڑا خود سلطان التمش بھی اپنے امراء و اعیان سلطنت کے ساتھ دور تک پیشوائی کے لئے نکل آیا اور شاہانہ طریق پر آپکو ٹھیرایا کچھ دیر کے بعد آپ قطب صاحب سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے گو وہاں مجلس سماع گرم تھی مگر وہ تادر بڑے ہو کر آپ کو بڑی خاطر و مدارات کے ساتھ لے گئے اور بڑے تپاک کے ساتھ آپ کو بٹھایا اور دیر تک گفتگو کرتے رہے۔

شیخ الاسلام کے پیدا کردہ شر و فتن

اب تو دلی میں خوب صحبتیں رہنے لگیں قاضی حمید الدین ناگوری حضرت قطب صاحب اور آپ سب ایک صحبت میں جمع رہتے مخدوم صاحب بھی ملتان سے آتے رہتے تھے کبھی یہ بزرگ دہلی سے ملتان تشریف لیجاتے اور کبھی وہ یہاں جادہ افروز ہو جاتے باہم بہت دوستی اور بہت گہرے تعلقات تھے یہ صحبتیں نہایت بابرکت تھیں ایسی کہ دلی کا آسمان اس کے بعد پھر کبھی ایسی سعید صحبتیں دیکھ سکا۔ شیخ الاسلام نجم الدین کی گو اچھی حالت تھی مگر حسد کی آگ نے اس کی دنیوی و روحانی دونوں آسائشوں کے خرمن کو خاکستر کر کے رکھدیا یہ دیکھکر کہ اب اسے کوئی نہیں پوچھتا اس نے ان بزرگوں کے خلاف بڑے بڑے فتنے پیدا کئے سماع کے جواز و عدم جواز کا صدیوں تک قائم و باقی رہنے والا فتنہ اسی نے پیدا کیا۔ علماء ظاہر کو صوفیاء کے خلاف منظم کیا فتاویٰ شائع کئے سلطان کو بھڑکا کر رسوا کرنے کیلئے ہر ممکن تدبیرے کام میں لایا حتیٰ کہ ایک حسین طوائف گوہر کو فارسن کی طرح زر کثیر کا لالچ دیکر الزام زنا عاید کرنے پر آمادہ کیا مگر ایک نہ چلی اس کی کوشش اور تدبیر فی الحقیقت بہت بے پناہ تھیں وہ تو کچھ ان بزرگوں کے تصرفات ہی تھے کہ انھیں چشم زخم نہ پہنچا ورنہ اس نے رسوا و بدنام و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مجالس سماع پر فوجی پہرے ہی قائم کرا دئے مگر یہ تصرف تھا کہ پہرہ داروں کو کچھ نہ سوجھا اور تمام مخلوق اندر داخل ہوگئی۔

شہر بدایوں میں طویل قامت

اس مبارک عہد میں اسلامی و روحانی اعتبار سے ملتان اجمیر دہلی لاہور پاک پٹن اور بدایوں نہایت مقدس و مشہور اور بارونق شہر تھے دہلی کے بعد جنوب و مشرق میں بدایوں کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی صوبہ کا صدر مقام تھا علماء و فضلاء کا گہوارہ تھا۔ شہدائے قدیم کا مدفن تھا حضرت سلطان العارفین صاحب کی خانقاہ عالیہ یہاں ایک استثنائی شہرت کی حامل تھی۔

تبلیغی و جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے بھی یہ اہم ترین شہر تھا یہاں سے قنوج اودھ اور روہیلکھنڈ کے رجواڑوں پر سیاسی اثر کامیابی کے ساتھ ڈالا جاسکتا تھا حضرت سلطان العارفین صاحب سہروردی یہاں پہلے سے اقامت گزیں ہو گئے تھے اور تبلیغی سلسلہ زور شور کے ساتھ جاری کر رکھا تھا وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس نواح میں اسلام کو جو ابتدائی ترقی نصیب ہوئی وہ حضرت سلطان العارفین سہروردی اور ان کے بھائی حضرت خواجہ بدر الدین سہروردی کی سعی موفور کا ثمرہ تھا انہی بزرگوں کی وجہ سے بدایوں بہت جلد جلوہ گاہ انوار و تجلیات بن گیا

اور یہاں بہت سے اولیاء جمع ہوگئے، اور اسلامی ہند کا یہ شہر بھی ایک مشہور مقدس شہر بن گیا اور بھی بہت سے دوسرے بزرگ یہاں پہنچے ہوئے تھے جن کی شہرت اور روحانی و خاندانی تعلق تھا جو آپ کو بدایوں سے دہلی لے آیا۔

ارض بدایوں کی عرفانی صحبتیں

بدایوں میں تشریف لائے تو اول تو آپ کے سلسلہ سہروردیہ کا مایہ ناز بزرگ یہاں موجود تھے، اور بھی بہت سی شمعیں روشن تھیں آپ کے تشریف لے آنے سے اور رونق پیدا ہوگئی اور گلشن بدایوں کے صحن میں نئی بہار مہکنے لگیں، اور یہاں کی عرفانی صحبتوں میں پھر شادابی اور پرجوش پیدا ہوگیا، بادۂ عرفان کے دور چھلکنے لگے اور یہاں کی زمین یکلخت رشک آسمان بن گئی، بدایوں کے آسمان نے بھی اس کے بعد دہلی کے آسمان کی طرح پھر کبھی ان چمن زاریوں اور گلستان آرائیوں کا نظارہ نہیں کیا اور نہ پھر کبھی تقدس و عرفان کی وہ بہار دیکھی۔ بدایوں میں قاضی کمال الدین حاکم بدایوں سے بہت دوستی ہوگئی تھی محل الف خاں کے متصل جو مسجد اب تک بنی ہوئی ہے وہ آپ ہی کی بنوائی ہوئی ہے اس کا سنگ بنیاد نصب کرتے وقت آپ نے معماروں کو کعبہ شریف آنکھوں سے دکھا دیا تھا تاکہ مسجد کے رخ میں کوئی نقص واقع نہ ہو۔

ایک روز آپ سوتھ ندی کے کنارہ پر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً اٹھ کر وضو کیا اور فرمایا آؤ بھائی نجم الدین صغریٰ کے جنازہ کی نماز پڑھ لیں اگرچہ مجھے اسی کی شرارتوں کی وجہ سے دہلی چھوڑنی پڑی تھی مگر وہ بالآخر میرے پیر و مرشد کی برکت سے راہ پر لگ گیا تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد دہلی سے خبر پہنچی کہ واقعی عین اسی وقت جبکہ آپ نے نماز جنازہ پڑھی تھی دہلی میں نجم الدین صغریٰ کا انتقال ہوا تھا۔

فقراء و علماء کی نماز

قاضی کمال الدین جعفری حاکم بدایوں کے یہاں فی الحال دوستی کی وجہ سے آپ کی آمد و رفت رہتی تھی ایک روز جو ملنے گئے تو خدام نے عرض کی تشریف رکھئے قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے یہ فرمایا کہ "اچھا قاضی بھی نماز پڑھنی جانتا ہے" اندر تشریف لے گئے چونکہ علوم ظاہری کے منتہی تھے اور حاکم وقت بھی اسلئے اپنے متعلق یہ الفاظ سنکر ملول ہوئے اور سیدھے اٹھے ہوئے آپ کے یہاں آئے اور دریافت کیا کہ کیا واقعی آپ نے میرے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ سمجھتے تھے کہ شیخ حکومت کے رعب میں آجائیں گے۔ مگر وہاں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی جواب اثبات میں دیا تو بولے کہ اگر میں عالم و فاضل ہونے کے باوجود بھی نماز پڑھنا نہیں جانتا تو اور کون واقف ہوسکتا ہے۔ فرمایا "بھائی علماء کی نماز اور ہے اور فقراء کی اور ہے" قاضی صاحب کے تصور میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی۔ بولے کہ کیا فقراء کوئی دوسرا قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے رکوع و سجود کا طریقہ کوئی اور ہے ارشاد فرمایا کہ "معنی قرآن و طریقہ تو وہی ہے مگر علماء تو صرف تخمیناً کعبہ شریف کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں لیکن فقراء جب تک کعبہ کو نہیں دیکھ لیتے تکبیر نہیں کہتے اور ان کی اقل درجہ کی نماز یہ ہے کہ عرش پر پڑھی جائے۔" قاضی صاحب اس چیز کو نہ سمجھ سکے تھے اور نہ سمجھ خیال کیا کہ یہ اپنی کرامت کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آپ رب کعبہ کو دیکھتے اور عرش پر نماز پڑھتے ہیں لیکن چونکہ باہم مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے اس لئے زبان سے کچھ نہ کہا اسی روز شب کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ شیخ عرش معلی پر جا نماز بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ محض ایک اتفاق تھا کہ آپ اور قاضی صاحب ایک ضیافت میں شریک ہوئے۔ شیخ نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ علماء کی معراج صرف یہی ہے کہ وہ متولی ہوں یا مدرس اور بڑھیں تو قاضی مقرر ہوجائیں اس سے بھی زیادہ ترقی کرلی تو صدر الصدور بن گئے اور بس۔ لیکن فقراء کے مراتب کی کوئی حد نہیں ان کا پہلا مرتبہ وہ ہے جو آج ہی رات کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا ہے۔" قاضی صاحب رات خواب دیکھ ہی چکے تھے غرور حکومت حقیقت کی روشنی میں پامال ہوچکا تھا وقار کا خیال چھوڑ کر بھری مجلس میں اٹھے اور اٹھکر اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھدیا اور اپنے صاحبزادے برہان الدین کو اسی وقت مرید کرا دیا جنہوں نے مرتبہ کمال پر پہنچکر خلافت بھی حاصل کی۔

کمالات روحانی کا نظارہ

بدایوں میں یہی برہان الدین اور شیخ علی مولا بزرگ جو نہایت ذی مرتبہ خلفاء آپ نے چھوڑے آخر الذکر کے متعلق عجیب قصہ حضور نظام المشائخ نے لکھا ہے کہ ایک روز آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص سر پر مٹکی رکھے دہی بیچتا ہوا سامنے سے گذرا جو نواح بدایوں کے چوروں کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا آپ نے جو اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "سبحان اللہ دنیا میں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں" عجیب حالت تھی اسی وقت ہندویت ترک کرکے اسلام قبول کیا "مولا" کے بجائے علی نام رکھا گیا اس کے بعد اس وقت ایک لاکھ روپیہ جو اس کے پاس مدفون صورت میں موجود تھا آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا اور مرید ہوکر مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے خلافت پائی ایک مدت کے بعد جب آپ بدایوں سے رخصت ہونے لگے تو انہیں انتہائی رنج پہنچا ارشاد فرمایا "تم گھبراؤ نہیں کتنا ہی دور ہوں مگر میں ہر وقت تمہارے سامنے ہی رہوں گا میرے تمہارے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں رہے گا تمہیں بدایوں کا قطب مقرر کئے جاتا ہوں" اس کے بعد حقیقت میں یہ حالت تھی کہ شیخ علی مولا جب شیخ کا خیال کرتے ان کے پاس ہوتے جب چاہتے اور جب تک چاہتے ان کے پاس رہتے درمیان کے تمام حجابات اٹھ گئے حضرت سلطان العارفین سے شیخ علی مولا کی بہت بیعت [illegible]

پنڈوا اور علامہ ابن بطوطہ

بدایوں سے آپ اودھ اور بہار کے شہروں کی سیاحت کرتے کرتے بنگال میں پہنچے اور وہاں پہنچکر قصبہ پنڈوہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی جو ضلع مالدہ میں لکھنوتی کے قریب ایک مشہور و قدیم قصبہ تھا جو ہندوؤں کے ایک بڑے تیرتھ کی حیثیت رکھتا تھا بکثرت مندر تھے ہر طرف ناقوسوں کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں بنگال میں اسلامی حکومت قائم ہوئے تھوڑے ہی سال گذرے تھے اور لکھنوتی اس کا صدر دار السلطنت مقرر ہوا آپ نے اس کے قریب ہی پنڈوہ میں اپنا مستقر قائم کیا تاکہ اصلاح مسلمین کے مقصد کے پیش نظر ایک طرف تو اعضائے حکومت کو متاثر کیا جاتا رہے اور دوسری طرف طول و عرض بنگال میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے سہولتیں فراہم ہوجائیں کہ یہاں بنگال کے ہر گوشہ کے لوگ تیرتھ کے لئے آتے رہتے تھے بڑا ہجوم رہتا تھا اور سالانہ میلہ میں تو لاکھوں ہندوؤں کا اجتماع ہوتا تھا علامہ ابن بطوطہ مشہور سیاح اسلام عہد تغلق میں یہاں ہی آئے تھے آپ سے بھی ملے۔ پنڈوہ کے

متعلق لکھتے ہیں کہ:-

پنڈوہ میں ہندوؤں کا ایک مشہور مندر تھا کالی کی پوجا ہوتی تھی جس کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے بڑا اجتماع ہوتا تھا اسی مندر و بتخانہ کی وجہ سے پنڈوہ کی شہرت تمام بنگال میں پھیلی ہوئی تھی یہاں بکثرت پجاری تھے اور کثیر بت تھے شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی کی عمر ۱۰ سال کی ہو چکی ہے وہ پہلے اولیائے پوشیدہ فارمت شخص ہیں میرے آنے کا حال اپنے کشف سے معلوم کر کے اپنے مرشد کو دو منزل آگے میرے استقبال کو بھیج دیا۔ انہیں دیکھا ایک عمدہ قسم کا جبہ پہنے بیٹھے ہیں جو مجھے بہت پسند آیا دلیں کہنے لگا کہ کاش حضرت یہ جبہ مجھے عطا فرمائیں انہوں نے اسی وقت جبہ اتار کر مجھے عطا کر دیا اور مریدوں سے کہا کہ دے تو رہا ہوں مگر یہ جبہ ان کے پاس رہے گا نہیں ایک کافر بادشاہ ان سے چھین کر میرے ہی ایک بھائی کو دے گا۔ میں نے اسی وقت سے اس کی پوری حفاظت اور اس امر کا تہیہ کر لیا تھا کہ میں اسے کسی بادشاہ کے سامنے پہن کر جاؤں ہی نہیں لیکن ایک شیخ وقت کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہرگز غلط نہ ہو سکتی تھی چین میں جب پہنچا تو ناقص وہاں کے بادشاہ نے مجھسے وہ جبہ بجبر چھین لیا کہ بہت خوبصورت و زرقیمتی تھا لیکن اس کے عوض میں اپنی طرف سے ایک بیش بہا خلعت ایک گھوڑا اور کچھ زرنقد عطا کیا مجھے اسی وقت قول شیخ یاد آیا لیکن میری حیرت کا وہ عالم بھی دیکھنے کے قابل تھا جب میں نے چین ہی کے ایک اور شہر میں لے وہی جبہ ایک اور درویش شیخ برہان الدین کو پہنے دیکھا۔ انہوں نے خود ہی فرمایا علامہ اس میں تحیر کی کونسی بات ہے میرے بھائی شیخ جلال الدین نے یہ جبہ حقیقت میں میرے ہی لئے بنایا تھا اور مجھے ایک خط میں اطلاع دی تھی کہ اطمینان رکھو تمہیں یہ جبہ کسی نہ کسی ذریعہ سے ضرور پہنچ جائے گا ہی نہیں انہوں نے وہ خط بھی مجھے دکھایا۔

اس کے بعد علامہ مغفور نے لکھا ہے کہ شیخ تبریزی کا مرتبہ بہت بلند ہے بہت مقتدر اور بلند پایہ بزرگ ہیں جنہیں صرف ہندوستان ہی نہیں تمام دنیا کے معاملات میں دخل حاصل ہے۔" اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جس طرح دنیا میں ظاہری فرمانروائیاں قائم ہیں اسی طرح باطنی فرمانروائی کا اہتمام بھی قدرت کی طرف سے ہے جس کی عنان انتظام اولیائے کرام کے ہاتھوں میں ہے۔

عظیم الشان بتخانہ کا انہدام

اس وقت پنڈوہ کی وہ حالت تھی کہ کسی مسلمان کا زہرہ نہ تھا کہ وہاں قدم بھی رکھ سکتا لیکن آپ جاتے ہیں اور تن تنہا جا کر وہاں ایک بڑے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ زمین پر بے تکلفانہ لیٹ کر سو جاتے ہیں۔ درختوں کے پتوں کو اپنی غذا بناتے ہیں پاس کوئی زاد راہ نہیں کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو خود دھو لیتے ہیں پجاریوں میں ایک شور پڑ جاتا ہے ایک طوفان مخالفت اٹھ کھڑا ہوتا ہے آپ کو وہاں سے ہٹانے اور نہ ہٹنے پر نقصان پہنچانے کی ہر ممکن تدبیر کی جاتی ہے صدیوں سے کفر کا مرکز بنا ہوا شہر ایک انقلاب عظیم سے دوچار ہوتا ہے آپکی کرامت دیکھ کر لوگ مسلمان ہونا شروع ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ عالم ہو جاتا ہے کہ پجاریوں کی دنیا میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور نوبت یہ پہنچتی ہے کہ سب کے سب مسلمان ہو جاتے ہیں آپکی کرامت و تصرف سے یہاں کا عظیم الشان بتخانہ مسمار ہو گیا ہے۔

اس کے مسمار ہوتے ہی سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں اور پجاریوں کے ساتھ اس مشہور اور عظیم الشان قصبہ کے تمام کے تمام ہندو اور غیر مسلم بھی لائے اسلام کے نیچے آ جاتے ہیں۔

پجاریوں کا اسلام اور تبلیغ عام

اس بتخانہ کی مسماری اور پجاریوں کے اسلام سے پورے بنگال میں ایک شور پیدا ہو جاتا ہے سب کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھ جاتی ہیں ہندو جوق در جوق آپکی زیارت کے لئے آنے میں گھر گھر اور قریہ قریہ چہ میگوئیاں شروع ہو جاتی ہیں کہ بہت بڑا فقیر ہے جسنے ایک نظر میں اتنے بڑے بتخانہ کو سرنگوں کر دیا اور کالی ماتا کی بھی ایک نہ چلی اور نہ کسی ساحر کا سحر چل سکا آپ جب اس بتخانہ میں جلال کا عالم طاری تھا جو سامنے آ گیا اسلام قبول کر لیا جس پر نگاہ پڑی وہ مسلمان ہو گیا اس کے بعد آپ اسی بتخانہ ہی کے کھنڈروں پر مسجد کی بنائیں استوار کرتے ہیں مسجد کے تعمیر ہو جانے پر ایک وسیع لنگر خانہ بھی تعمیر ہو جاتا ہے مدرسہ اور خانقاہ بھی بن جاتی ہے اور چند ہی سال کے اندر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہی پنڈوہ جو روزانہ شب ناقوسوں کی صداؤں میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی وہاں تکبیر کی صدائیں گونجنے لگتی ہیں پانچوں وقت خدائے واحد کی عبادت ہوتی ہے تمام پجاری اور ہندو مسلمان اور مرید ہو کر سجدہ ریز عبودیت بنتے ہیں علوم شریعت و طریقت کی تعلیمات شروع ہوتی ہیں جہاں سے بڑے بڑے علماء اور اولیاء پیدا ہو کر بنگال کے گوشہ گوشہ میں پھیل جاتے ہیں زمین و آسمان بدل جاتے ہیں فضا بدل جاتی ہے زمانہ بدل جاتا ہے۔ لوگوں کی ذہنیت اور مسلک بدل جاتے ہیں۔

بنگال میں اسلامیوں کی جو کثرت نظر آتی ہے وہ سب انہی نفوس قدسیہ کے بین انفاس کی برکات ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ بزرگ اصلاً انبیاء کے جانشین ہوتے تھے کام کرتے تھے اور یکسر بے خرچ کئے بغیر کرتے تھے اپنی مقدس زندگیاں اسی مقصد کے لئے وقف کر دیتے تھے۔ لنگر خانے طلباء و طالبان حقیقت اور عابدوں کی امداد کے لئے مساجد عبادت کے لئے اور خانقاہیں روحانی تربیت کے لئے ہوتی تھیں ان کی زندگی تعلیمات اسلامی کا سچا اور صحیح نمونہ ہوتی تھیں ہر شخص سے انکسار و تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے غریبوں اور مصیبت زدوں کے حامی و ناصر ہوتے تھے جو رقوم نذرانہ کے طور پر ملتی تھیں روز کی روز تقسیم کر دیتے تھے مریدوں کی حالت کے نگران کار رہتے تھے ان کے اخلاق و اطوار چونکہ اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اس لئے ان کے اندر خود ایک زبردست کشش پیدا ہو جاتی تھی لوگ خود بخود ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے متاثر ہوتے تھے ذاتی عیش و راحت سے انہیں کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ خالصاً و جہاں کی کرتے تھے ان کے تمام حرکات و سکنات شریعت کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوتی تھیں زندگی سراپا ایثار ہوتی تھی جس کا بے پناہ اثر پڑا کرتا تھا۔

بنگال کی پہلی خانقاہ و مسجد

آج ہمارے مبلغین میں نہ وہ دینی ہے اور نہ وہ خلوص نہ وہ درد کہ اور نہ وہ ایثار نہ وہ دیانت ہے اور نہ وہ للہیت پھر وہ اثرات مرتب ہوں تو کیونکر ہوں خانقاہیں اور سجادے آج بھی موجود ہیں بدایوں، دہلی، ملتان اور پنڈوہ میں کیا ہر جگہ موجود ہیں لیکن وہ روح باقی نہیں رہی وہ ایثار و جوش مفقود ہے وہ تصرفات و خوارق عادات دیکھنے میں نہیں آتے جن کے نام لیوا ہیں۔

نہ جو کچھ کرتے تھے خدا کے لئے کرتے تھے آج جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اپنے لئے کیا جاتا ہے ولی اپنے لئے کیا جاتا ہے اخلاص داتیا کی جگہ غرور و تکبر نے لے لی وہ علوم طریقت کے منتہی ہو گئے تھے مگر شریعت پر چلتے تھے اور ان کا کوئی قدم بھی خدا اور رسول کے احکام یا ان کے اسوہ کے خلاف نہ اٹھتا تھا لیکن آج بہت سے پیر اپنے مریدوں سے علانیہ کہتے ہیں کہ شریعت و طریقت دو جداگانہ علوم ہیں اور انہیں شریعت پر چلنے کی ضرورت نہیں گویا وہ اس طرح مسلمانوں اور اپنے مریدوں کو خود شریعت کی عدم پابندی پیدا کرتے ہیں۔ ضرور علم طریقت اپنی نوعیت میں کچھ مختلف ہے لیکن شریعت کے خلاف ہرگز نہیں شریعت قال ہے اور طریقت حال ہے۔ قدیم بزرگوں نے طریقت کے اسرار کبھی عام صحبتوں میں بیان نہیں کئے اس لئے کہ ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا۔ انہوں نے شریعت کو ہمیشہ اہمیت دی پھر یہ بزرگ اکثر شرعی علوم میں کمال پیدا کر کے طریقت میں قدم رکھتے تھے۔

آج اس کا کوئی اہتمام نہیں اسی لئے اس کی اہمیت بھی ان کی نظروں میں باقی نہیں رہی یہ بزرگ بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اور صدیوں کی خدمت مجاہدات ریاضت اور نفس کشی کے بعد اس رتبہ کو پہنچتے تھے آج وہ طنطنہ وہ دعاوی اور وہ شوخی تو ضرور موجود ہے لیکن نہ محنتیں نہ وہ ریاضتیں نہ وہ خلوص اور نہ وہ کمال اور جوش طاعت معدوم نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اب ان بزرگوں اور مدعیان طریقت کی ذات سے وہ کرامات صادر نہیں ہوتیں اور نہ وہ نتائج مترتب ہوتے ہیں ہم پر وہ زوال طاری ہوا ہے کہ ہم ہر شعبہ زندگی میں انحطاط کی طرف بڑھ رہے ہیں آج کون سا بزرگ ہے جو اپنے پیر و مرشد کے آرام کے لئے سات برس سر پر آگ سے بھرا ہوا چولہا لئے پھرا ہو کون ہے جس نے بادشاہت کے بعد چار برس تک نفس کے کچلنے کے لئے پورے استقلال کے ساتھ ڈھیلے جمع کئے ہوں جو ادب مرشد کے سامنے کسی سواری پر نہ بیٹھا ہو اور اس کے محافہ کے ساتھ جلتی جلچلاتی دھوپ میں پیادہ پا دوڑا ہو شیخ تو پھر بادشاہ تھے آج کوئی عامی بھی اتنی مشقت خدمت کرتا تو ایک طرف ایسی خدمات پر بھی تیار ہو جانے کے لئے آمادہ ہو۔

غرض آپ پہلے مبلغ اسلام اور شیخ وقت تھے جنہوں نے بنگال پہنچ کر وہاں اسلام کی روشنی پھیلائی لاکھوں ہندو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے بنگال میں آپ کی مسجد پہلی مسجد آپ کی خانقاہ پہلی خانقاہ اور آپ کا لنگر خانہ پہلا لنگر خانہ تھا۔

ساتویں صدی ہجری کی برکات

الله الله یہ زمانہ بھی کتنا متبرک و مقدس زمانہ تھا۔ اجمیر، دہلی اور پاکپتن میں چشتی بجا دے لوائے اسلام بلند کرنے اور کفر کی چھائی ہوئی ظلمتوں کو دور کرنے میں پورے جوش کے ساتھ مصروف تھے اور ان کی خانقاہیں اسلامی فقر کے شاندار مظاہر پیش کر کے ہندوستان کے سنیاس اور جوگ کو چیلنج کر رہی تھیں اور ان کے بڑے بڑے رام دیو جیپال اور شمبھو ناتھ عجز قبول کر کے اسلام قبول کر رہے تھے۔

ملتان، جاپاں اور پنڈ و بنگال میں سہروردی خانوادے پورے خلوص و سرگرمی کے ساتھ اسلام پھیلا رہے تھے یہ اپنے تصرفات سے سرنگوں کر رہے تھے بجا ریو کو حلقہ بگوش بنا کے ہندو دنیا کے اعتقادیات کی فضا میں تہلکہ ڈال رہے تھے ان کی خانقاہیں انوار اسلام سے منور بھی ہوئی تھیں

یہ واضح رہے تھے حصول کمال کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جنگلوں اور بیابانوں میں رہا جائے ترک علائق کیا جائے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی جائے دنیوی لوازم و نعائم کو یکسر ترک کر دیا جائے۔ دولت و ثروت کو ہاتھ نہ لگایا جائے خدا جس طرح جنگلوں میں مل سکتا ہے محلوں اور گلزاروں میں بھی مل سکتا ہے۔ فقر و امارت دونوں میں اس کا پتہ مل سکتا ہے۔ طلائی گھروندوں میں خدا موجود ہے۔ اور خس پوش جھونپڑوں میں بھی اس کی تجلیاں نمایاں ہیں سچ ڈھونڈنے والا اسے ہر جگہ ڈھونڈ سکتا ہے اور بندہ بننے والا جھونپڑوں اور محلوں دونوں میں بندہ بنا رہ سکتا ہے۔ شیخیت و ولایت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کریہہ کپڑے ہی استعمال کئے جائیں نفیس اور روغن کھانے کھا کر بھی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اچھا کھا پہنکر بھی بلند سے بلند روحانی منازل طے کی جا سکتی ہیں۔

یہ دو نمونے تھے اور دونوں اسلامی تھے دونوں ضروری تھے جو اولیائے متقدمین نے ہندوستان پہنچکر ہندوستان والوں کے سامنے پیش کئے دونوں بزرگ خاندان تھے دونوں اللہ کے پیارے تھے دونوں لائق صد احترام ہیں ہم شہر دہلی ہوتے ہوئے بھی سب کا ادب کرتے ہیں سب کو بزرگ سمجھتے ہیں کہ سب ایک ہی شمع کے پروانے ہیں چشتیوں میں بھی دولتمند فقیر پیدا ہوئے اور سہروردیوں میں بھی "رسن تاب" اور "موئے تاب" جادہ افروز ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساتویں صدی ہجری نہایت مقدس ہجری تھی جس میں ہر طرف مردان خدا اور ان کے خلفاء مصروف عمل تھے اور اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا تھا اور انوار ربانی کی تجلیاں برابر بڑھتی جاتی تھیں تاریخہائے انتقال ملاحظہ ہوں:-

خواجہ غریب نواز ۶۳۳ھ خواجہ قطب الاقطاب صاحب ۶۳۴ھ شیخ جلال الدین تبریزی ۶۴۲ھ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ۶۶۶ھ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ۶۶۴ھ حضرت خواجہ حسن سلطان العارفین ۶۳۰ھ۔ ان بزرگوں کے وصال کے بعد جو جگہیں خالی ہوتی ہیں ان پر حضرت صدر الدین عارف شیخ رکن الدین خواجہ نظام الدین اولیاء، اخی سراج اور شیخ علاء الحق قدس سرہم کی طرف سے مامور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر یہ فقہ و تصوف کی شمعوں کو ہر طرف روشن کرتے ہیں۔

بزرگی و عظمت

شیخ کا رتبہ بہت بلند تھا جیسا کہ علامہ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ آپ کو تمام دنیا کے معاملات میں دخل تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہر روز صبح کی نماز کعبہ شریف میں پڑھا کرتے تھے۔ ہر سال حج کے موقعہ پر طواف بیت اللہ میں موجود ہوتے۔ عرفہ و عید کے روز ہمیشہ غائب رہتے کسی کو یہ علم نہ ہوتا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے لکھا ہے کہ شیخ نے ایک ہزار ستاون اولیا کی خدمت کا شرف حاصل کیا تھا حضرت خضر علیہ السلام سے بھی معانقے ہوتے رہتے ہیں۔

کرامات و خوارق عادات

آپ سے زندگی میں بکثرت خوارق عادات ظہور پذیر ہوئے ایک مرتبہ قافلہ کے ساتھ حج کو جا رہے تھے موسم گرم تھا یہ حالت ہوئی کہ اونٹ گھوڑے بھی تھک کر چلنے سے عاجز ہو گئے لوگوں کے پاؤں میں بڑے بڑے آبلے پڑ گئے قافلہ والے سخت پریشان تھے اتنے میں اونٹوں کے کچھ تاجر نظر آئے ان کی قیمتیں جو پوچھیں تو کہنے لگے بیس بیس اشرفیاں جن لوگوں کی حالت اچھی تھی انہوں نے تو اونٹ خرید لئے مگر غریب و نادار لوگ مجبور و مایوس ہو کر ایک طرف بیٹھ گئے آپ کو ان کی حالت دیکھکر ترس آ گیا آگے بڑھے اور پوچھا کہ تمہارے پاس اب کتنے اونٹ باقی رہ گئے ہیں بولے پانچ اور فروخت کے لئے باقی ہیں

(بقیہ اس کے آگے کا مضمون صفحہ ۲۶ پر لائن کے نیچے)

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا

خاندانی عظمت و تقدس

آپ صحیح النسب سید ہیں آپ کے اجداد بخارا سے نقل وطن کر کے بدایوں میں توطن پذیر ہو گئے تھے آپ کے والد گرامی سید احمد صاحب نہایت بزرگ اور بدایوں کے قاضی تھے جن کا مزار آج بھی بدایوں میں مرجع خلائق بنا ہوا ہے جس سنہ میں حضرت تغلب اللہ طاہر صاحب کا انتقال ہوا ہے اسی سنہ میں آپ پیدا ہوئے اور پچیس سال کی عمر تک بدایوں ہی میں رہے آپ پانچ سال ہی کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے والدہ گرامی بی بی زلیخا بھی صاحب دل خاتون تھیں جن کی تربیت نے آپ کو سلطان المشائخ بنا دیا ماں کو ساتھ لیکر دہلی میں آئے تو بڑی عسرت کا عالم تھا دوسرے تیسرے روز فاقہ ہو جاتا تھا ایک حجرے میں قیام تھا ماں سے بیحد محبت تھی جب ان کا انتقال ہوا ہے تو بہت صدمہ ہوا دہلی سے سند فضیلت حاصل کر کے آپ حضرت بابا صاحب سے مرید ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ بابا صاحب دیکھتے ہی بہت مسرور ہوئے خود انتظار میں تھے مرید ہو کر عرض کی کہ تعلیم جاری رکھیں یا عبادت الٰہی میں مصروف ہو جائیں ارشاد فرمایا نہیں یہ بھی کر۔ دونوں ہی کرو کہ درویش کے لئے علم ضروری ہوتا ہے کہ وہ فریب شیطان سے محفوظ رہ سکے آخر کچھ ہی عرصہ کی تربیت کے بعد آپ کو خلافت عطا کر کے چلتے وقت دعا دی کہ دو تو کسی کا محتاج نہ رہے گا لیکن اتنی بات یاد رکھنا کہ دشمنوں کو ہمیشہ خوش رکھنے کی سعی کرنا اور جس سے کبھی قرض لیا جائے ضرور ادا کرنا

بیعت و خلافت

دہلی کی مرکزیت صدیوں سے مسلم ہو گئی تھی اس لئے اس کی اہمیت کے پیش نظر بابا صاحب نے یہیں امر فرمایا پاک پٹن سے چلے ہیں تو آپ پر ایک جذبہ استغراق کا عالم طاری تھا کچھ عرصہ تک دہلی کے جنگلوں اور بیابانوں میں مصروف عبادت و ریاضت رہے اس کے بعد غیاث پورہ چلے آئے یہاں بھی عسرت کا وہی عالم تھا ویسے لوگوں کی آمد رفت تو یہاں پہلے سے شروع ہو گئی تھی لیکن جب معز الدین کیقباد نے غیاث پورہ ہی میں نئی دہلی آباد کی ہے اور شاہزادوں اور امرا نے یہاں محل بنوائے ہیں اور آپ کے پاس ہجوم ہونے لگا ہے تو آپ نے غیاث پورہ کو بھی چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے اور کسی تنہا مقام میں عبادت کرنے کا ارادہ کیا لیکن عین اسی وقت ایک فقیر نے نمودار ہو کر کہا اول تو مشہور ہی نہ ہونا چاہیے اور اب جو مشہور ہو گیا ہے تو ایسا کرنا کہ قیامت کے روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے شرمندگی ہو اور دیکھو میں تمہیں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ یہ حوصلہ مندی نہیں کہ مخلوق سے جدا ہو کر حق کے ساتھ مشغول ہو حوصلہ مندی یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان رہ کر اللہ تعالےٰ کو نہ بھولے بات تھا بہت پتہ کی کہی تھی دل کو لگ گئی اور آپ نے اپنے ارادہ کو ملتوی کر دیا۔ کچھ تھا مگر اب بھی بڑی عسرت و تنگی کے ساتھ بسر ہو رہی تھی۔ ایک روز ایک صالح بڑھیا کو جو معلوم ہوا کہ قریب ہی درویش بھوکے پڑے ہیں تو اس نے وہی تو سیر آٹا جو اس وقت اس کے پاس گھر میں موجود تھا لا کر دے دیا پانی کے ساتھ یہ آٹا ایک ہانڈی میں پک رہا تھا کہ عین اسی وقت ایک درویش نے نمودار ہو کر کھانے کو مانگا حضرت نے کہا ذرا ٹھہریئے فرمایا جیسا کچھ ہے ابھی لے آ جیسا کچھ

آپ نے ہانڈی سامنے رکھ دی اس نے گرم ہی گرم کھانا شروع کر دیا اور بعد ہانڈی توڑ کر کہا کہ نعمت باطنی بابا فرید سے پائی فاقہ ہم نے توڑا یہ کہا اور

دہلی کی روحانی یونیورسٹی کی کارفرمائیاں

اسد تعالیٰ سے جو کل چاہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے اسی روز سے آپ کی عسرت دور ہو گئی بڑے بڑے امرا مرید ہوئے فتوح کا کوئی ٹھکانا اور حصر و اندازہ نہ رہا۔ انتہا یہ ہے کہ آپکے لنگر خانہ میں اتنا کھانا پکتا تھا کہ ۳۰ من روزانہ تو صرف نمک ہی کا خرچ تھا ایک مخلوق پڑی کھا رہی تھی دیکھنے لگتا ہے آدمی پہنچتا ہے تو پھر جنگل میں منگل کا نظارہ پیش نظر ہوتا ہے فتوح اور مریدین کی کثرت نے نیا عالم پیدا کر دیا۔ نہایت عظیم الشان مدرسہ عظیم الشان خانقاہ عظیم الشان مجلس خانہ عظیم الشان جماعت خانہ عظیم الشان لنگر خانہ سب کچھ تعمیر ہو گیا طلبا اور مہمانوں کا ہجوم رہنے لگا۔

مدرسہ و خانقاہ نے وہ شہرت حاصل کی کہ بلاد ایشیا تک کے طلبا و فقرا کھنچکر دہلی پہنچ گئے بڑے بڑے فضلا و اولیا و صلحا نکلنے لگے اور حقیقت میں آپ کی خانقاہ اس عہد میں دہلی کے انسدارض مندگی سب سے بڑی روحانی یونیورسٹی تھی جس سے ارض ہند کے نامور ترین اور مشاہیر اولیاء و صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلکر شاندار خدمات انجام دیں تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین کے سلسلہ میں بڑے کام کئے۔ بلا مبالغہ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوئی لاکھوں انسانوں کو آپ کی ذات گرامی سے فیض پہنچا آپ ہی کی سعی و جہد کا نتیجہ و ثمرہ تھا کہ دہلی کی حالت میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو گیا۔

یہ عالم تھا کہ دہلی میں جہاں چار آدمی اکٹھے ہوتے اور ملتے وہاں خدا و رسول ہی کا ذکر ہوتا ہر طرف یہی چرچے تھے اور نوابوں محلوں کے اندر شاہی کنیزوں کی بھی ایک وقت کی نماز قضا نہ ہوتی تھی امیر و غریب اور عورت و مرد سب باقاعدہ نمازی اور پابند مذہب بن گئے تھے جہاں سنن نوافل و عبادت و تلاوت ہی کے چرچے تھے۔ خود ضیائے برنی رقمطراز ہے کہ اس عہد میں دہلی والے نمازیوں کی جماعت نظر آتے تھے نماز یوں سے مسجدیں لبریز رہتی تھیں دہلی سے غیاث پورہ تک کئی میل کا فاصلہ تھا مگر راستہ میں ہر وقت لوگوں کی بھیڑ رہتی تھی راستہ گلزار بنا ہوا تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بہار آفریں سایہ دار چبوترے بنے ہوئے تھے جن پر ٹھنڈے پانی اور کھجوروں اور سبزے اور قیام کا بھی پورا اہتمام تھا عجیب رونق تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ جوش رہا جب ان سے کوئی کام لینے اور انہیں راہ دکھانے والا پیدا ہو گیا وہ مردانہ وار اٹھ کھڑے ہوئے اور متحد و متفق ہو کر انہوں نے زمانہ کی باگ ادھر سے ادھر پھیر کر رکھدی اور جب راہبر سو گئے یا خود راہزن بن گئے تو ان پر خواب غفلت طاری ہو کر رہ گئی ایک ہی دہلی ہے جو سلطان المشائخ کے عہد میں تھی وہی آج ہے جب اس کی قیادت کے لئے سلطان المشائخ پیدا ہوئے تو اس کے تقدس کی بہار کا عالم ہی دوسرا تھا ہر شخص متقی پاکباز اور سچا مسلمان بنا ہوا تھا اور جب وہ دور گذر گیا تو سلطان بلبن

دربار سے غفلت میں غرق ہو کر رہ گئے ہیں۔ بڑی چیز نیت دل ہے اسی کی اچھائی برائی اور طاقت و ضعف پر قوموں کی اچھائی برائی اور طاقت کا انحصار ہے مسلمانوں میں جب محی الدین۔ معین الدین بہاء الدین پیدا ہوئے وہ تقدس و تقویٰ کا پیکر بن گئے۔ جب ان میں التمش۔ بلبن۔ شیر شاہ۔ شاہجہاں اور عالمگیر جلوہ افروز ہوئے انہوں نے سلطنتیں بٹھا دیں۔

ملاقات سلاطین سے اجتناب

سلطان علاء الدین خلجی بہت با جبروت اور پرشکوہ فرمانروا گذرا ہے اور اس کی فتوحات اور کامیابیوں کا راز یہی تھا کہ آپ کی دعائیں اس کے ساتھ رہیں وہ آپ کا بیحد معتقد تھا اس نے کئی بار اپنے فرزند شاہزادہ خضر خاں کو حضور میں بھیجا اور کہلایا کہ حضور میرے کاشانہ پر تشریف لائیں جواب میں کہلا بھیجا کہ میں یہاں ایک گوشہ میں پڑا ہوں تیلی کچھ کام نہیں رہا۔ بادشاہ اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرتا رہتا ہوں اگر بادشاہ نے اصرار کیا تو میں دہلی ہی سے چلا جاؤں گا۔ پھر علاء الدین نے کہلا بھیجا کہ اچھا آپ تکلیف نہ کیجئے میں خود حاضر ہوتا ہوں۔" فرمایا نہیں اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں میں یہیں سے دعا میں مصروف ہوں غیب کی دعا بہت موثر ہوتی ہے میرے مکان کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ ایک دروازہ سے آیا تو میں دوسرے دروازہ سے نکل جاؤں گا۔ سلطان علاء الدین خلجی یہ سنکر خاموش ہو گیا اور اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا تاہم اس کے اعتقاد میں کوئی کمی نہ آئی برابر طالب دعا رہا۔ چنگیزیوں نے دہلی کو ایسے نازک وقت پہ آکر محاصرہ میں لیا تھا کہ فوج بھی باہر تھی اس وقت کوئی انتظام بھی ممکن نہ تھا یہ آپ ہی کی دعا کا اثر تھا کہ غنیم کے لشکر پر خود بخود ہیبت طاری ہو گئی اور وہ محاصرہ چھوڑ کر راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے اگر اس وقت آپ سے استمداد نہ کی جاتی تو دہلی لازماً ان بھیڑیوں کے ہاتھوں لٹ جاتی۔

سلطان قطب الدین کی معاندانہ اقدام

شہزادہ خضر خاں آپ ہی کا مرید تھا قطب الدین مبارک شاہ اسے قتل کر کے جب تخت پر فائز ہوا ہے تو اس نے آپ کو بھی تکلیف دینی چاہی ایک روز سلطان نے قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ "نظام الدین کے پاس خرچ کرنے کو اتنا زر کثیر آتا کہاں سے ہے"؛ قاضی خود مخالف تھا اس نے کہا "آتا کہاں سے ہے آپ کے امراء ملازمین ہی دیتے ہیں دو ہزار تنکہ سرخ روزانہ تو صرف لنگر ہی کا خرچ ہے"۔ سلطان یہ سنکر کباب ہو گیا اور اسی وقت فرمان صادر کر دیا کہ ہمارے ملازمین سے نہ کوئی شخص حضرت نظام الدین اولیا کے پاس جائے اور نہ انہیں کچھ دے۔ اگر اس کی خلاف ورزی کی تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

آپ نے جو اس فرمان کے متعلق سنا تو اپنے خادم خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ آج سے لنگر کا خرچ دگنا کر دیا جائے اور جتنے خرچ کی ضرورت ہو بسم اللہ کہکر فلاں طاق میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا جائے۔ خوف سلطانی سے کوئی بھی آپ کے پاس نہ گیا اور نہ کسی نے کچھ بھیجا سلطان کو اس کے ساتھ ہی یہ بھی پتہ لگا کہ لنگر خانہ کا خرچ دگنا ہو گیا ہے بہت شرمندہ ہوا۔ سعادت نصیب ہوتی تو وہ آپ کے قدموں پر سر رکھ دیتا اور آپ سے معافی کا طالب ہوتا لیکن اس کے قلب میں تو بغض و عناد کی آگ روشن تھی بدبختی نے اس کے سر پر اپنا سایہ ڈال رکھا تھا اس نے کہلایا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ شہر میں رہتے ہیں اور مجھ سے نہیں ملتے حالانکہ شیخ رکن الدین جیسے بزرگ مجھ سے ملنے آتے ہیں یہ امر میرے لئے باعث تحقیر ہے آپ نے سادگی کے ساتھ جواب کہلا بھیجا کہ میرے پیروں کا یہ طریقہ نہیں کہ فرمانرواؤں کے دروازوں پر جائیں۔ سلطان یہ سنکر بہت برافروختہ ہوا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی۔

گستاخی پر سلطانی حشر

آپ بہت بزرگ تھے آپ کے ایک اشارۂ انگشت میں نہ معلوم اس کی سلطنت تباہ ہو سکتی تھی مگر آپ نے ضبط و تحمل سے کام لیا اور بادشاہ کے پیر شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس شیخ علی سنجری کو بھیجا اور یہ پیغام پہنچایا کہ وہ بادشاہ کو سمجھائیں کہ فقیر کی ایذا رسانی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اتفاق سے وہ بہت علیل تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ کے پیر تھے ان کی فاتحہ میں جہاں تمام امراء اکابر و مشائخ اور بادشاہ شریک تھا وہاں آپ بھی تشریف لے گئے تھے جس وقت آپ تشریف لائے ہیں تمام مجمع تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ سلطان نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی برابر تلاوت قرآن میں مصروف رہا۔ کچھ لوگوں نے عرض کی کہ سلطان خود شریک مجلس ہے سلام علیک کر لیجئے فرمایا کوئی ضرورت نہیں وہ اس وقت قرآن کی تلاوت میں مصروف ہے غرض آپ نے بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اپنی جگہ دور بیٹھ گئے

سلطان آپ کی بے توجہی اور اپنے امراء کی عقیدت دیکھکر اور زیادہ برہم ہوا وہ یکایک نقصان ہی نہیں پہنچانا چاہتا تھا جانتا تھا کہ تمام امراء وزراء آپ کے معتقد ہیں یہ بھی چاہتا تھا کہ لکڑی بھی نہ ٹوٹے اور میری بات بھی بن جائے اس لئے اس نے سید قطب الدین غزنوی شیخ علاء الدین طوسی شیخ برہان الدین اور شیخ وجیہ الدین کو یہ پیغام دیکر بھیجا انہوں نے کہا کہ سلطان کا ارادہ اچھا نہیں ہے مصلحت یہی ہے آپ منظور کر لیں اس کے جواب میں آپ انشاء اللہ تعالےٰ کہکر خاموش ہو گئے پیغامبروں میں مشہور صوفیا و علماء بھی تھے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا سچائی اور دردمندی کے ساتھ کہا تھا۔

آپ کے انشاء اللہ کہنے سے سب سمجھ گئے کہ حضور رضامند ہیں بہت خوش ہوئے کہ وہ اس تصادم کو پسند نہ کرتے تھے بادشاہ بھی یہ سنکر خوش ہوا کہ اس کی بات رہ گئی آپ کے مرید بھی مطمئن تھے کہ وہ بھی ڈرے ہوئے تھے سب کا خیال تھا کہ آپ چاند کی پہلی تاریخ کو ملنے جائینگے۔ چاند رات کو حضرت امیر خسرو اور خواجہ وحید حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ کیا حضور کل سلطان کے پاس تشریف لیجائینگے۔ فرمایا نہیں اور ہرگز نہیں عرض کی سلطان تو ہمہ تن منتظر ہے اور آپ انکار فرما رہے ہیں اس سے بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔ ارشاد فرمایا گھبراؤ نہیں خدائے ذوالجلال اسے مجھ پر غالب نہ کریگا۔ تاہم سب گھبرائے ہوئے تھے۔ لیکن ابھی ایک پہر رات ہی گذری تھی کہ امیر غیاث الدین تغلق نے سلطان اور قاضی شہر دونوں کو ہزار ستون میں قتل کر دیا اور وہ ستارہ تاجی کی نذر ہو گیا۔ (اخبار الاولیاء)

سلطان غیاث الدین کا حشر

سلطان غیاث الدین تغلق حالانکہ چشتی خاندان ہی کا مرید تھا اسے صوفیہ ہی کی دعا سے سلطنت ملی تھی اسے سلطان قطب الدین کے حشر سے متنبہ ہونا چاہیئے تھا لیکن غرور سلطنت میں یہ بھی دیوانہ ہو گیا اس نے بھی سلطان کی معاندت فریدی خصوصیت کو اتنا بڑھایا کہ جب وہ بنگال سے مراجعت کرکے دہلی کے قریب پہنچا ہے تو اس نے آپ کے نام ایک فرمان بھیجا کہ

آپ میرے دہلی پہنچنے سے پیشتر ہی غیاث پور چھوڑ دیں کیونکہ وہاں خلقت کا ہجوم رہتا ہے جس سے میرے مصاحبین کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ نے اس فرمان کی خلاف ورزی کی تو آپ کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا۔

آپ نے یہ فرمان پڑھتے ہی فرمایا "ہنوز دلی دور است" سلطان بہت غضبناک تھا خدام اور جاں نثار بار بار کہتے تھے کہ سلطان بہت برافروختہ ہے آپ مصلحتاً ہی چند روز کے لئے دہلی سے باہر کہیں دوسری جگہ تشریف لے جائیں لیکن سب سے یہی فرماتے تھے "دلی ہنوز دور است"۔ ان دنوں آپ کی طبع مبارک بھی ناساز تھی اس وجہ سے خدام اور زیادہ پریشان تھے کہ خدا جانے غضب سلطانی کیا رنگ لائے لیکن آپ کو اس کی پرکاہ برابر بھی پروا نہ تھی اسی اثناء میں خبر ملی کہ سلطان دہلی سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا ہے اور موضع افغان پور میں لشکر سمیت فروکش ہوا ہے اور عنقریب دہلی پہنچنے والا ہے۔ اس کے بیٹے الغ خاں نے تغلق آباد کے قلعہ میں ایک نہایت آراستہ محل تعمیر کردیا تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے اس جدید محل میں سلطانی اعزاز میں جس شاندار ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا اس میں شیخ بھی موجود تھے جنہوں نے نور باطن سے یہ معلوم کرکے کہ یہ محل گرنے والا ہے سلطان سے کہا محل جدید ہے آپ اس سے باہر نکل آئیں سلطان نے کہا اتنی عجلت کی ضرورت کیا ہے کھانا کھالیں۔ ایک بار نہیں شیخ نے تین بار کہا لیکن جب سلطان اس پر بھی متنبہ نہ ہوا تو شیخ ہاتھ دھوئے بغیر محل سے باہر چلے آئے اور ان کے باہر آتے ہی محل دھڑام سے آرہا اور سلطان اپنی معاندت کی آگ اپنے سینے میں لئے ہوئے ملبہ کے نیچے دبکر ٹھنڈا ہوگیا جو الفاظ آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے وہ آجتک ضرب المثل کی صورت میں صفحہ روزگار پر منقوش و مرتسم ہیں۔ متعدد مورخین نے سلطان غیاث الدین تغلق کی موت کو اس کے بیٹے کی حرص و آز و سازش سے منسوب کیا ہے۔

شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ مرحوم کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن الفنسٹن صاحب نے اپنی مشہور تاریخ میں یہی لکھا ہے جو ہم ابھی ابھی بیان کرچکے ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاکر یہ رباعی پڑھی تھی ؎

قصد ظالم بسوئے کشتن ماست | دل مظلوم ما بسوئے خداست
او درین فکر تا بما چہ کند | من درین فکر تا خدا چہ کند

اس رباعی کو پڑھتے ہی محل کو جنبش ہوئی وہ گرا اور اس کے ساتھ ہی سلطان اس کے تمام وزراء جو آپ کی مخالفت اور نقصان رسانی کی سعی میں سلطان کے ہمزبان تھے اور اس کا چھوٹا بیٹا جسے وہ نہایت عزیز رکھتا تھا اور اپنا ولیعہد بنانے کی فکر میں تھا سب کے سب دبکر وہیں ٹھنڈے ہوگئے اور کسی نے سانس بھی نہ لیا بدبخت یہ نہ سمجھا کہ دوستان خدا کی ایک گردش چشم میں پوری دنیا تباہ ہو سکتی ہے سلطان کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ یہ قطب الدین کا حشر دیکھتے ہوئے بھی مخالفت میں سرگرم ہوا آخر کار قطب الدین سے بھی منزل اول آگے نکل گیا اور بالآخر مردان خدا سے خصومت مول لینے کا نتیجہ دیکھ لیا اس مرگ ناگہانی کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ کی زبان پر حضرت شیخ سعدی کا یہ شعر جاری ہوگیا ؎

اے مرد نیک چرا نشستی بجائے خویش | باخیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

تاریخ بتاتی ہے کہ صرف سلطان قطب الدین اور سلطان غیاث الدین تغلق دو ہی فرمانروا ایسے تھے جنہوں نے اقتدار فرمانروائی اور دبدبۂ حکومت کے زعم و جنون میں اس شہنشاہستان وحدت سے مخالفت کی اور اسے ستانے اور نقصان پہنچانے کے درپے ہوئے اور دونوں ہی صرف چار چار سال کی حکمرانی کرکے عتاب خداوندی کی نذر ہوگئے

عقیدت سلطان کے پاکبازانہ مظاہر

علامہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں یہی لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق حضرت ہی کی مخالفت کی آگ میں خاکستر ہوگیا لیکن جن سلاطین نے آپ کو عزیز رکھا آپ کی دعائیں لیں وہ منصۂ عروج و کمال پر مثل نیر آفتاب بن کر چمکے اور ہندوستان میں کوس لمن الملکی بجاکر گزرے عالم بقا ہوئے۔ سلطان علاء الدین خلجی ارض ہند کا ایک نہایت ہی باجبروت اور پرشکوہ فرمانروا گذرا ہے اس نے ہندوستان کے اتنے بڑے خطہ پر نہایت کامیابی و دبدبہ کے ساتھ حکومت کی جس پر اس کے بعد صرف ایک سلطان اورنگ زیب کو اور کسی ہندوستانی فرمانروا کو حکمرانی نصیب نہیں ہوئی اس نے بڑی بڑی فتوحات کیں دنیا اسے اس کی اولوالعزمی و حوصلہ مندی و شجاعت پر محمول کررہی ہے لیکن حقیقت اور ہے یہ سب کچھ حضرت سلطان المشائخ کی دعاؤں اور اس کی حب اولیاء کا ثمرہ شیریں تھا جو اسے قدم قدم پر فتوحات نصیب ہوتی رہیں اور دکن تک کا دور دراز علاقہ اس نے فتح کرکے اپنی حدود حکومت میں شامل کرلیا۔ سلطان علاء الدین خلجی چشتی و سہروردی بزرگوں کا بیحد احترام کرتا تھا لاکھوں روپے نذرانے پیش کرتا تھا انتہا یہ تھی کہ اس نے آپ کو بلانے اور جب آپ اس پر راضی نہ ہوئے تو خدمت میں باریاب ہونے کی سعی کی اور بار بار کی آپ نے انکار کیا تو برافروختہ ہونے کے بجائے اس نے محض آپ کی دعاؤں پر اکتفا کیا اور ساتھ ہی اپنے مشیر خاص ملک قرا بیگ ترک کو بطور خاص اس کام پر مامور کیا کہ وہ آپ کی مجالس میں اہتمام اور خصوصیت کے ساتھ برابر شریک ہوتا رہے اور جن ابیات و اشعار پر آپ کو وجد و حال طاری ہو انہیں لکھکر ہمارے حضور میں پیش کیا کرے ایک مدت تک یہ التزام بالاستقلال قائم رہا جب ایک دفعہ آپ کو حدیقۂ حکیم سنائی کے ذیل کے دو اشعار پر وجد طاری ہوا تو وہ لکھکر سلطان کے سامنے پیش کئے گئے ؎

پیش من با جمال جاں افروز | وانگہی بر دل سپند بسوز
واں جمال تو چیست ہستی تو | واں سپند تو چیست ہستی تو

سلطان انہیں بار بار پڑھتا اور روتا تھا۔ میر قرا بیگ خود بھی بہت نیک اور صالح شخص تھا آپکا مرید بھی ہوچکا تھا اس نے عرض کی کہ جب جہاں پناہ کو اتنا اعتقاد ہے تو آپ پیری سعی کریں اور غلامانہ دکھلایا حاضر دربار ہوں اس پر سلطان نے جو جواب دیا وہ سننے اور پڑھنے کے قابل ہے بولا۔

قرا بیگ! میں بادشاہ ہوں۔ سرتاپا گناہوں میں آلودہ ہوں۔ اس صورت میں کیونکر اس مطہر و پاک دربار کو دیکھ سکوں گا اور کس طرح اپنی نگاہیں ان کے سامنے اونچی کرسکوں گا۔ البتہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم میرے دونوں بیٹوں شاہزادہ خضر خاں اور شہزادہ شادی خاں کو لیجا اور انہیں مرید کرالے حضرت کے قدموں میں ڈالدے لکھتے ہیں کہ سرخ خزانہ سے بھیجا اور نذر پیش کرنا چاہا ہی ہوا۔

قہار لشکر کو دعائے شکست

۷۰۳ھ میں جبکہ چتوڑ سے سلطان کی واپسی پر افواج شاہی مختلف اطراف

میں فتوحات کے لئے بھیجدی تھیں کوئی اندیشہ تو تھا ہی نہیں دہلی خالی ہو گئی عین اسی زمانہ میں سردار مغل طرقی ایک بڑی دل لئے ہوئے شمال سے برق و باد کی طرح اٹھا اور دہلی پر آ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ لوگ نہایت وحشی نڈر اور بلا کے دلیر تھے اثنا عشر میں انہوں نے جون کے دریا پر ہار رکھے تھے ہر طرف ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ سلطان بھی تلاش میں تھا مگر مجبور تھا کہ فوج یہاں موجود نہیں محاصرہ رہا اور پورے دو ماہ تک شہر والے پریشان ہو گئے۔ اندر رسد ختم ہو گئی باہر سے کوئی چیز اندر پہنچنے کا کوئی امکان باقی نہ رہا۔

پہلے تو سلطان تدابیر سے کام لیتا رہا، فوجوں کے انتظار میں رہا جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی سراسیمہ ہو گیا تو پھر اس نے آپ کی خدمت میں رجوع کی۔ ارشاد فرمایا سلطان سے کہدو کہ پریشان نہ ہو اور لطیفہ غیبی کا منتظر رہے۔ دنیا کو اس وقت بھی حیرت تھی اور آج بھی حیرت ہے کہ اسی شب کو مغلوں پر خود بخود کچھ ایسا خوف و ہراس طاری ہوا اور نہ کچھ ایسے بدحواس ہوئے کہ راتوں رات محاصرہ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھاگے بھی ایسے انداز سے جیسے کوئی لشکر شکست کھا کر بھاگتا ہو دم لیا اور سرحد پار جا کر دم لیا حالانکہ حالات ان کے لئے بالکل مساعد تھے اور اس وقت دہلی کا ان کے ہاتھ میں آ جانا بالکل یقینی امر تھا جس کی فتح کی آرزو انہیں ایک مدت سے بے چین بنائے ہوئے تھی۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت میں اتنا حیرت انگیز اتنا عجیب اور نادر ہی واقعہ تھا کہ کسی کو اس کے انکار کی جرأت ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے الفنسٹن صاحب کو اپنی تاریخ میں اس طرف اشارہ کرنا پڑا ہے۔ یہ تھا حضرت سے رجوع کا ثمرہ کہ کام حضرت نے کیا، اور تاریخ میں اس کے نام کو ابدی شہرت حاصل ہو گئی۔

سلطان علاء الدین کی فتوحات کے اسباب

بھی نہیں

سلطان علاء الدین خلجی اپنی نیاز مندانہ عقیدت کی بنا پر دوبارہ نظامی کی کرم فرمائیوں کے صدقہ میں برابر فائز المرام ہوتا رہا اور اپنے اولوالعزمانہ اقدامات میں کامیابیاں حاصل کرتا رہا۔ حضرت کی دعا و امداد ہی کے بھروسہ پر سلطان نے ایک نہایت حوصلہ مندانہ قدم اٹھایا اور ملک نائب کی زیر قیادت ایک لشکر عظیم دکن جیسے دور دراز ملک میں فتوحات کے لئے بھیجدیا اس زمانہ میں ملک جنگلوں اور پہاڑوں سے بھرپور تھا صاف و ہموار سڑکیں بھی موجود نہ تھیں وسائل حمل و نقل اور ذرائع آمد و رفت میں وہ آسانیاں پیدا نہ تھیں جو آج ہیں۔ دکن میں بڑے طاقتور اور دولتمند راجہ حکمران تھے۔ دہلی سے ہزار ہا میل دور ہونے کی وجہ سے دکن ایک محفوظ ملک سمجھا جاتا تھا۔ سلطان کو حضرت کی پیہم اعانتوں نے اتنا دلیر کر دیا تھا کہ وہ ان موانع کو بالکل خاطر میں نہ لایا اور لشکر روانہ ہی کر دیا لشکر کی منزل مقصود ورنگل تھا جو اس عہد میں تلنگانہ کے ایک مشہور دار السلطنت تھا۔

بھیجنے کو تو لشکر بھیجدیا مگر بعد کو پریشان ہوا اور جب ایک مدت تک ورنگل سے لشکر کے متعلق کوئی خبر ہی موصول نہ ہوئی تو اس کی پریشانیوں کی کوئی حد و انتہا نہ رہی تو اس نے حضرت کے پاس ملک قرا بیگ ترک کو بھیجکر استمداد کی اور طالب دعا ہوا۔ حضرت سلطان کی عقیدت و نیازمندی سے بہت خوش تھے مراقبہ کر کے فرمایا کہ:۔

سلطان سے جا کر کہدو کہ کل دوپہر سے پہلے پہلے اسے اپنے لشکر کے متعلق خبر مل جائیگی۔ صرف یہ کہ اسے فتح عظیم حاصل ہوگی بلکہ بکثرت مال غنیمت بھی حاصل ہوگا ساتھ ہی میری طرف سے یہ بھی کہدینا کہ سلطان کو اس سے بھی کہیں زیادہ اور بہت زیادہ فتوحات کا متوقع و منتظر رہنا چاہیئے۔

جو کچھ حضرت نے فرمایا وہ ہو کر رہا واقعی اگلے روز دوپہر سے پہلے پہلے فتح ورنگل کی خوشخبری مل گئی سلطان کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی حضرت کی خدمت میں بڑا نذرانہ بھیجا حضرت اس فتح کے ماسوا اور بھی فتوحات کی خوشخبری سنا چکے تھے سلطان سمجھتا تھا کہ حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ خالی نہیں جا سکتے اس لئے اس نے مزید جوش اور اولوالعزمی و حوصلہ مندی سے کام لینا شروع کر دیا بڑی بڑی مہمات بھیجیں اور ہر مہم میں کامیابی حاصل کی۔ آخر شیر سے لیکر راس کماری تک تمام ممالک دولت اسلامیہ میں شامل کر دیئے اور پورے ہندوستان پر اس کے اقتدار و عظمت کا سکہ رواں ہو گیا۔

یہ حالت تھی کہ کسی کا زہرہ نہ تھا جو سلطان کی حکومت کی طرف کوئی نظر بھر کر دیکھ سکے یا اس کے خلاف سرکشی و تمرد کا تصور بھی دل میں لا سکے اس کی ہیبت سے بڑے بڑے شیران بیشہ شجاعت کے زہرے آب ہوتے تھے ہندوستان کے راجے مہاراجے اس کا نام سنکر لرزا اٹھتے تھے۔ افسوس ہے کہ مغلیہ خاندان کی سطوت و جبروت کی داستانوں کے ہجوم میں سلطان علاء الدین خلجی کے جاہ و جلال اور عظمت و دبدبے کے غلغلے دب کر رہ گئے ہیں اس طرح کہ ان کی طرف آج کسی کی نظر ہی نہیں اٹھتی حکومت مغلیہ چونکہ بعد کو قائم ہوئی تھی اس لئے کسی مورخ کی جرأت نہ تھی کہ وہ ہندوستان کے سابق فرمانروایان اسلام کی داستان عظمت کو اس شان و تفصیل کے ساتھ لکھے کہ مغلیہ دور کی برابری کا پہلو اس سے نکلتا ہو ورنہ حقیقت یہ ہے کہ علاء الدین خلجی کی وسعت فتوحات میں ارض ہند کے کسی فرمانروا سے کم نہ تھا۔

اولیائے کرام کی سلطنت بخشی

فرمانروایان ہند میں صرف ایک اورنگزیب عالمگیر کے سوا کسی کو بھی اتنے بڑے علاقہ پر فرمانروائی نصیب نہ ہوئی وہ پورے براعظم ہند کا عظیم الشان فرمانروا تھا جس نے بائیس سال تک بڑے جاہ و جلال اور بڑے طنطنہ و دبدبہ کے ساتھ حکمرانی کی اور اس دوران میں اس کے عیش و مسرت میں بھی کمی نہ ہوئی ارض ہند کا وہ واحد و تنہا فرمانروا گذرا ہے جسے زندگی میں بہت ہی کم افکار و غموں کا سامنا کرنا پڑا اور جس نے پورے عیش کے ساتھ زندگی بسر کی یہ حضرت کی دعاؤں اور فقراء و صوفیا کی پابوسی اور خدمتگری کا ثمرہ تھا جو اسے میسر تھا اس کی عظیم سلطنت و دولت سب اللہ کے دوستوں کی محبت کا صدقہ تھا۔ بہت کم افراد کو اس کا علم ہوگا کہ سلطان علاء الدین خلجی فقراء ہی کی دعاؤں کے سایہ میں پل بڑھ کر جوان ہوا تھا۔ ابتدا ہی سے اسے فقراء کی پابوسی کا شرف حاصل تھا۔

جو سلطان علاء الدین خلجی کو سلطنت ہی نصیب ہوئی تو وہ بھی فقراء ہی کی دعاؤں سے نصیب ہوئی وہ کڑا الہ آباد میں گورنر تھا تو قطب وقت اور اپنے زمانہ کے زبردست سالک و مجذوب بزرگ حضرت شاہ کرک سہروردی کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا رہتا تھا انہی نے ایک روز خوش ہو کر اسے دعائے سلطنت دی خود حضرت شیخ ضیاء الدین رومی سہروردی کا مرید تھا جن کی دعا سے اس کی حکومت کو استحکام نصیب ہوا پھر حضرت سلطان المشائخ چشتی کی دعاؤں نے

سلطنت کو اتنی وسعت و عظمت حاصل ہوئی کہ برِ اعظم ہند کا واحد حکمران بن گیا۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی اس کے عہد میں صرف دو مرتبہ دہلی تشریف لائے دونوں مرتبہ سلطان نے شہر سے باہر نکل کر ان کی پیشوائی کی اور دونوں مرتبہ ورود کے وقت دو دو لاکھ روپیہ اور رخصت کے وقت پانچ پانچ لاکھ روپیہ نذر پیش کیا پھر اگر سلطان نے پورے برِ اعظم ہند پر فرمانروائی کر کے استثنائی شہرت حاصل کر لی تو یہ تعجب کی بات نہیں اس کے اس عمل سے بندگانِ خدا کو بھی بہت فائدہ ہوا۔

ضیاء برنی کے بیان و تحریر کے مطابق سلطان کے عہد میں اسلام پوری شان و تجلی کے ساتھ جلوہ گر تھا محلوں اور گھروں کی کنیزیں تک نماز ہی نماز قضا نہ ہوتی تھی، درویشوں کا تو ذکر ہی کیا ہر طرف قال اللہ و قال الرسول کا شور تھا رعیت شاد تھی ملک آباد پوری سلطنت میں ایک ضعیف بڑھیا تک بھی بھوکی نہ سوتی تھی۔ سلطانی شعائر کا اثر امرا، وزرا، پر پڑتا ہے اور انہیں دیکھ کر رعایا بھی وہی اثر قبول کرتی چلی جاتی ہے یہی وجہ تھی کہ اس عہد میں ہندوستان کے اندر اسلام اپنی اصلی شان کے ساتھ جلوہ گر تھا اور شاہ و گدا دونوں سچے مسلمان تھے۔

اکابر اولیائے کرام خواجہ غریب نواز، مخدوم بہاء الدین، حضرت قطب الاقطاب صاحب، حضرت بابا صاحب، حضرت خواجہ سلطان العارفین، بدایونی شیخ جلال الدین تبریزی، حضرت شاہ ترک سہروردی اور حضرت سلطان المشائخ نے جو سلطنت کے مرکزی مقامات میں مسکن اختیار کیا تھا اس کی شاید بڑی اہم وجہ یہ بھی تھی کہ وہ حکومت اور اعضائے حکومت پر اثر ڈال کر انہیں سچا اور پختہ کار مسلمان بنا سکیں ان کی پختگی و پاکیزہ منشی کا اثر پوری سلطنت اور سلطنت کی رعایا پر پڑتا ہے ایک طرف یہ بزرگ ذاتی طور پر تبلیغ و اصلاح و ہدایتِ خلق میں سرگرم رہتے تھے اور دوسری طرف فرمانرواؤں منصب داروں اور امیروں کو متاثر بنانے رہتے تھے۔

تاریخِ ہند کی بہار کا بہترین جلوہ

سلطان المشائخ کے عہد میں دہلی اپنے پورے عروج پر تھی سریرِ حکومت پر علاء الدین خلجی فائز تھا جس کی سطوت و جبروت نے راجگانِ ہند ہی نہیں قرب و جوار کے فرمانرواؤں کی بھی آنکھیں خیرہ کر رکھی تھیں، ورنہ مغل جو سیلاب نے اپنی ترکستان سے چین تا الشام و بلغاریہ تمام بلاد و ممالک و بلاد و شہر برباد کر رکھے تھے اور جن کی وحشت و دہشت سے پورا ایشیا اور یورپ لرز رہا تھا اور جو سارے براعظم پر چھا گئے تھے ان کے دانت بھی سلطان نے کھٹے کر دیئے تھے اور ان کا زہرہ نہ تھا کہ وہ ہندوستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھیں اور ادھر کا رخ کریں۔

اس وقت اگر دنیا میں کہیں امن و سرمدی حکومت باقی رہ گئی تھی تو وہ ہندوستان اور صرف ہندوستان ہی تھا۔ صرف اس وقت مصر کا ملوک خاندان بھی بڑے طنطنہ کے ساتھ فرمانروائی کر رہا تھا اور اس نے بھی تاتاریوں کے سیلاب کو سخت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا تھا لیکن پھر بھی ان کی وسعتِ حکومت سلطانی حکومت کا عشر عشیر بھی نہ تھی یورپ کی اس وقت کوئی قابلِ ذکر حیثیت نہ تھی اور اس کے شرقی اور جنوبی حصے تاتاریوں کے ہاتھوں پامال ہو رہے تھے کوئی نام و نمود کا فرمانروا نہ تھا امریکہ و آسٹریلیا کے وجود کا بھی کسی کو علم نہ تھا افریقہ میں بالکل تاریکی تھی صرف شمالی افریقہ کے چند حصوں میں ملوک آزادانہ فرمانروائی کر رہے تھے مگر حکومت کی حد مختصر تھی ایشیا کی پانچ سو سالہ پرشکوہ خلافتِ عباسیہ کا چراغ تاتاریوں نے گل کر کے اس سب سے بڑے براعظم کی ہر حکومت کو معدوم کر کے رکھ دیا تھا۔

ہر طرف سیلاب و تخریب کا بازار گرم تھا لاکھوں انسان قتل اور ہزاروں آبادیاں خاکستر ہو کر رہ گئی تھیں اور تاتاری یلغاروں نے امن و امان کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا امن و امان کی بہاریں اگر کہیں نظر آتی تھیں وہ ہندوستان اور صرف ہندوستان ہی تھا جہاں نصیب تھے۔ اس کا یہ تک تیس برس رہا تھا ہر یہاں کی کروڑوں مخلوق عیش و سکون کی زندگی بسر کر رہی تھی عیش و سکون بھی وہ جو جسمانی و روحانی دونوں صفات پر مشتمل تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ خلفائے راشدین کا زمانہ عود کر آیا ہے۔ ایک طرف تو حضرت سلطان المشائخ خاص مرکزِ حکومت میں متمکن ہدایتِ خلق اشاعتِ اسلام و اصلاحِ مسلمین میں سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے۔ ملتان بدایوں، مالوہ اور بنگال میں سہروردی خانوادے سرگرمِ کار تھے۔ دکن میں چشتی بزرگ پہنچ چکے تھے خود سلطان سہروردی خاندان میں مرید اور چشتی و نظامی خاندان کا عقیدت مند تھا جس کا اثر وزراء و امراء پر پڑ کر پوری سلطنت کو اپنے رنگ میں رنگ چکا تھا شرک و کفر کی تاریکیاں روز بروز دور ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

جو مسلمان بن رہے تھے اور پہلے سے حلقہ بگوشِ اسلام تھے انہیں پختہ مسلمان بنانے اور پختگی کے ساتھ اسلام پر قائم رکھنے کے لئے صوفیائے کرام کی کارفرمائیاں [illegible] شریعتِ مصطفوی کا بول بالا تھا نہایت مبارک زمانہ تھا اور نہایت مبارک دورِ شاہ تھا سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے تھے فقیر سے لیکر سلطان تک سب مرید سلسلۂ مذہب سب نیک نہاد سب خوش و خرم اور سب شاد و آباد تھے دنیا کو ایسا زمانہ ایسا فرمانروا اور ایسا قطبِ وقت مشتری سے کبھی نصیب ہوتا ہے۔ باطنی فرمانروائی حضرت سلطان المشائخ کی تھی ظاہری حکومت سلطان علاء الدین کر رہا تھا گلشنِ ہند میں وہ بہاریں کھیل رہی تھیں جو اس عہد کی دنیا میں اور کسی ملک کو بھی نصیب نہیں نہ کہیں کوئی اتنا بڑا شیخ نظر آتا تھا اور نہ کرۂ ارض کے کسی حصہ پر کہیں اتنی بڑی حکومت اور اتنا بڑا اور باجبروت فرمانروا تھا۔

سلطان فیروز شاہ کو دعائے سلطنت

اللہ کی قدرت ہے کہ مخالف سلطان غیاث الدین کا باپ سلطان علاء الدین خلجی حضرت کا غلام تھا اور دوسرے مخالف سلطان غیاث الدین تغلق کا بیٹا سلطان محمد تغلق آپ کی پابوسی کو شرف رکھتا تھا۔ مخالفوں نے مخالفت کی مرگِ ناگہانی کے شکار ہوئے اور دونوں میں سے کسی کو چار سال سے زیادہ حکمرانی کا عیش نصیب نہیں ہوا لیکن جنہوں نے اطاعت و نیاز کیشی سے کام لیا وہ ایک عرصہ دراز تک پوری نیک نامی اور فائز المرامی کے ساتھ فرمانروائی کر گئے۔

ان میں سلطان علاء الدین خلجی کے متعلق تو ابھی صراحت کی جا چکی ہے سلطان غیاث الدین تغلق کا بڑا بیٹا محمد تغلق آپ کی محبت و عقیدت ہی کی بنا پر مرگِ ناگہانی سے بچا اور محل کے انہدام سے چند لمحہ پیشتر ہی اندر سے باہر نکل آیا اور سریر حکومت تک پہنچ کر فائز المرام و کامیاب ہوا۔

اگر تاریخ میں سلطان علاء الدین خلجی سکندر ثانی اور ارضِ ہند کا فاتحِ اعظم بنا تو سلطان فیروز تغلق بھی نہایت نیک نام، نیک دل، مشہور اور وسیع الخیال فرمانروا ہوا یہ سب آپ ہی کی دعاؤں کا ثمرہ شیریں تھا۔ ابھی فیروز تغلق کچھ ہی تھا کہ غیاث الدین

میں آپ کے سامنے آیا تو انتہائی ادب و احترام کے ساتھ آیا۔ آپ صغر سنی کا یہ ادب دیکھ کر بہت خوش اور مسرور ہوئے اور دریافت کیا۔ "بابا چہ نام داری" عرض کی "خدوی! اسم کمال الدین مشہور است" فرمایا۔
"عمر بہ کمال۔ دولت بکمال۔ نعمت بکمال"۔ یہ الفاظ محبوب ایزدی کی زبان سے نکلتے ہی سلطان کی قسمت بن گئے۔ ہر نعمت ملی اور کمال کے ساتھ ملی عمر بانوے سال کی سلطنت کی تو چالیس برس نیک کام ظہور میں آئے تو گجرات سلطان محمد تغلق کے انتقال کے بعد سندھ و گجرات کے عمائد دامراء نے مجبور کر کے اسے بہ اتفاق تخت حکومت پر فائز کیا بڑے شان و شکوہ کے ساتھ کوٹ بڑے بڑے نیک کام کئے بڑی بڑی اصلاحیں کیں تاریخ میں نہایت نیک نام اور مخلوق پرور فرمانروا کے نام سے مشہور ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کبیدہ روحانی منازل بھی طے کر لی تھیں۔ تمام زندگی بزرگوں کے مزارات پر بڑے ادب و احترام کے ساتھ زیارت کو جاتا رہا۔ فقراء کی خدمت میں مستمندانہ و عاجزانہ حاضر ہوتا رہا۔ ضیاء برنی نے اس کی درویشانہ عقیدت و محبت کے متعلق اپنی تاریخ میں بصیرت افروز تفصیلات پیش کی ہیں۔

سلطان علاء الدین بہمنی کو عطائے سلطنت

سلطان علاء الدین

حسن بہمنی دکن کا ایک بہت مقتدر اور باصولت فرمانروا گزرا ہے اسے بھی صرف آپ ہی کی دعاؤں کی بدولت تخت سلطنت نصیب ہوا۔ حسن ابتدا میں نہایت عسرت و افلاس کی زندگی بسر کرتا تھا دہلی کے ایک برہمن کے یہاں بڑی سعی و جہد کے بعد کھیت پر نوکر ہو گیا اور دن بھر کی مشقت کے بعد وہ بھی دو وقت کی مصیبت و لاینحلی کا اب بھی وہی حال تھا البتہ بھیم فاقوں سے نجات مل گئی تھی ایک روز تصور بھیک سا ہوا خانقاہ نظامی کے دروازہ پر کھڑا تھا لوگ لنگر خانہ سے کھانا کھا کر نکل رہے تھے خانقاہ عالیہ سے بھی باہر آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ انہی باہر نکلنے والوں میں شہزادہ محمد تغلق بھی تھا جو خدام اندر موجود تھے حضرت سلطان المشائخ نے ان سے کہا "ایک شاہ رفت و دیگرے بر در آستانہ موجود" آپ تو یہ سنکر خاموش ہو گئے اور خدام سوچنے لگے کہ خیر ایک بادشاہ تو شہزادہ محمد تغلق ہو سکتا ہے مگر دوسرا کون ہو سکتا ہے کہ موجود ہے باہر جا کر بھی دیکھ آئے لیکن وہاں بھی کوئی نظر نہیں آیا۔ خدام نے پوچھا کہ حضور دوسرا کون ہے؟ آستانہ پر تو کوئی نظر آتا نہیں۔ فرمایا ہے اور ضرور ہے بولے وہاں تو ایک مفلوک الحال مفلس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں دکھائی دیتا فرمایا جاؤ اور اسے جا کر اندر لے آؤ یہی بادشاہ ہے حسن اندر پہنچا ہے تو اس وقت اتفاق سے کھانا بھی ختم ہو چکا تھا صرف ایک کلچہ باقی رہ گیا تھا آپ نے اس کلچہ کو انگلی پر بشکل چتر رکھ کر فرمایا یہ چتر اس سلطنت کا چتر شاہی ہے جو ایک عرصہ کے بعد تمہیں دکن میں ملیگی۔ اس وقت حسن کی حالت اس درجہ زار و نزار تھی کہ نہ حسن ہی کو یقین کیا اس کا یقین آسکتا تھا اور نہ خدام ہی اسے یک لخت باور کرنے کے لئے تیار تھے۔
آپ کی کرامت کا یہ ایک زندہ کرشمہ تھا کہ اسی روز سے نہیں اسی لمحہ سے حسن کے دن پھرنے شروع ہو گئے اس کے اندر دفعتاً اولوالعزمی پیدا ہوئی کچھ تھا مگر آپ کی عظمت و جلالت کا شہرہ تو سن ہی چکا تھا اس سے اس کے قلب میں

بھی امید و آرزو کی ایک مدہم سی شعاع پیدا ہوئی جو روز بروز بڑھتی گئی وہ موقعہ کے انتظار ہی میں تھا کچھ مدت بعد وہ بجانب دکن روانہ ہوا اور چند در چند انقلابات کے بعد وہ سریر حکومت پر فائز ہو گیا۔ وہ حسن بھی ایک مدت تک پورے جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا اور اس کے بعد اس کی اولاد بھی کئی صدی تک حکمران رہی۔ گلبرگہ اسی بہمنی سلطنت کا پایہ تخت تھا اسی خاندان کے تمام فرمانروا صوفی منش اور فقیر دوست تھے سلطان احمد شاہ بہمنی کو بھی ایک بزرگ ہی کی دعا سے تخت نصیب ہوا غرض جس نے آپ کی دعا لی اس کی قسمت جاگ گئی اور جس نے بددعا لی وہ تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔

کشف و کرامات

شمس الدین بزاز دہلی کا ایک نہایت دولتمند اور معزز سوداگر تھا کپڑے کی تجارت کرتا تھا آپ کی صحبت و خدمت میں تھا ایک روز اس نے شراب خواری کا ارادہ کیا لیکن اٹھا کر جو دیکھا تو آپ کو اپنے سامنے کھڑا پایا کھڑے ہیں اور انگلی سے منع کر رہے ہیں کچھ دیر بعد نگاہوں سے غائب ہو گئے شمس الدین پر اس کا اتنا شدید اثر پڑا کہ شیشہ و ساغر کو توڑ ڈالے اور اسی وقت توبہ کر کے حاضر دربار ہوا۔ بیعت کی۔ فرمایا جس کا نصیب یاور ہوتا ہے اس کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا ہے۔
آپ کے ایک مرید کے یہاں مجلس سماع تھی اور ضیافت کا بھی اہتمام تھا لیکن عین وقت پر ہجوم زیادہ ہو گیا بہت سے صوفی اور درویش آ گئے مرید کو بہت پریشانی لاحق ہوئی آپ نے قرائن سے معلوم کر کے خادم کو حکم دیا کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے ان پر ایک چادر ڈال دے اور اس میں سے تقسیم کرنا شروع کر دے پھر تو یہ حالت ہوئی کہ کھانا نکلتا ہی چلا آتا تھا بجائے اس کا کھانا کئی ہزار کو کافی ہوا۔
قصبہ سادھا کے ایک جاگیردار کا فرمان آگ میں جل گیا دہلی آئے اور بڑی مشکل سے دوسرا فرمان حاصل کیا جب وہ بھی راستے میں کہیں گر گیا تو بید پریشان ہوئے اور روتے دھوتے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو رحم آ گیا فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں جاؤ بازار سے شیرینی خرید کر بابا صاحب کے والدین کی فاتحہ دلاؤ فرمان مل جائیگا۔ فاتحہ کے لئے حلوہ خریدنا چاہا اور حلوائی نے کاغذ جو نکالا دیکھا تو وہی فرمان ہے چیخ اٹھے کہ خدا کے لئے اس کاغذ کو نہ پھاڑنا اسے اسی حالت میں مجھے دیدے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ فرمان اور حلوہ لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے فاتحہ دلائی بہت خوش ہوئے اور بیعت مرید ہو گئے۔

انتقال اور ہجوم خلائق

ایک مدت مدید کی ضیا باریوں کے بعد یہ آفتاب ولایت کمال چورانوے سال کی عمر میں ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو غروب ہو گیا حضرت رکن الدین سہروردی ملتان سے عیادت کو آئے ہوئے تھے۔ انہی نے جنازہ کی نماز پڑھائی جس وقت جنازہ اٹھا ہے تو ہجوم و ازدحام کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا راہ میں جدھر سے جنازہ گذر رہا تھا ایک طوائف تبتلی ہوئی اپنے گھر میں بڑے درد اور سوز و گداز کے ساتھ از خود رفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

اے تماشا گاہ عالم روئے تو — تو کجا بہر تماشا میروی

جنازہ کو حرکت ہوئی اور فوراً ایک ہاتھ کفن سے باہر آ گیا شیخ رکن الدین گھبرا اٹھے دوڑ کر اسے دو کا کہ کیا غضب کرتی ہے عاشق ربانی کا جنازہ ہے اگر وجد

گیا تو ابھی قیامت برپا ہوجائیگی۔ قبر میں نعش اتاری گئی تو شیخ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جمال مصطفوی کو جلوہ افروز دیکھا جس کا ان پر اتنا اثر تھا کہ باہر نکلتے ہی بیہوش ہو گئے۔ وصال سے پیشتر کئی روز سے خواب میں دیکھ رہے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرما رہے ہیں کہ نظام جلد آ کہ میں تیرا بے حد مشتاق ہوں۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں آج بھی زیارتگاہ خلائق بنا ہوا ہے۔ آقائی خواجہ حسن نظامی صاحب اس کے متولی ہیں۔ ہر سال بڑی دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے۔

خلفائے سلطان المشائخ

آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہوئی تھی جن میں کثرت نے منصب خلافت حاصل کیا اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے:-

خواجہ فخرالدین رازی۔ کتابت قرآن سے روزی پیدا کرتے تھے۔ چار آنہ روز سے زیادہ نہ لیتے۔ بینائی جاتی رہی تو سلطان علاؤالدین خلجی نے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا فرمایا میں چار آنے روز سے زیادہ ایک پیسہ نہ لونگا سلطان کے اصرار شدید پر بدقت دس آنے روز منظور کرلئے تھے رجال الغیب ملنے آتے تھے۔

شیخ برہان الدین غریب۔ اتنے مودب خلیفہ تھے کہ زندگی بھر کبھی غیاث پور کی طرف پشت نہ کی حضرت نے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے دیوگیری (دکن) میں مامور کیا تھا جہاں پہنچکر آپ نے نہایت شاندار خدمات انجام دیں ہزارہا ہندو آپکی تبلیغ سے مسلمان ہوئے دور دور تک آپ کی کرامات و تصرفات کا شہرہ تھا بڑے صاحب ذوق بزرگ تھے۔ سماع کا بہت شوق تھا غیر ممالک تک آپکا شہرہ تھا چنانچہ شیراز سے شیخ زین الدین دولوگری آئے اور آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ اخی سراج الدین بدایونی۔ بڑے معتقد اور اولیا میں سے ہیں سلطان المشائخ نے آپ کو ہدایت خلق و تبلیغ کے لئے بنگال میں مامور کیا تھا۔ آپ کے ہاتھ پر بکثرت ہندو مسلمان ہوئے۔

شیخ خواجہ احمد بدایونی۔ بہت بزرگ تھے ایک دفعہ اپنی ماں کے ایک سوال پر کہا تھا مجھے خوشی تو اسی وقت ہوتی ہے جب جماعت سے نماز ملتی ہے۔ طریقہ اجمالی تھا۔

مولانا ضیاءالدین برنی تاریخ فیروز شاہی کے مصنف بہت بڑے عالم بڑے عارف اور مشہور مورخ گذرے ہیں۔ انہیں ایک مرتبہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے شیخ قدیم بزرگوں کی طرح مرید کرنے میں احتیاط نہیں برتتے خدا جانے اس کی کیا وجہ ہے۔ چنانچہ امیر خسرو اور میر حسن علائی تینوں دست بستہ حاضر ہوئے حضور نے فرمایا ہر زمانہ کی حالت جداگانہ ہوتی ہے اور اسی کے اقتضا کے متعلق کام کیا جاتا ہے مرید ہونا غیر حق سے منقطع ہونا ہے پہلے بزرگ لقمہ اس وقت تک مرید نہ کرتے تھے۔ جب تک وہ "غیر حق" سے کامل انقطاع نہ کرا لیتے تھے لیکن حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ و مرشد غوث پاکؒ کے عہد سے لے کر شیخ سیف الدین باخرزیؒ۔ اور شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کے زمانہ سے لے کر شیخ فریدالدین عطارؒ کے وقت تک یہ حالت تھی کہ مشائخؒ کے دروازوں پر سلاطین و امرا اور اہل خلق کا ایک ہجوم رہتا تھا خود سلاطین و امرا بھی بازپرس محشر کے خوف سے خود کو انہی صوفیاؒ کی پناہ میں سمجھتے تھے۔ تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے محفوظ و مامون رہ سکیں۔ یہ بزرگ روز مرہ شفقت۔ مہربانی سے مرید بھی سب کو کر لیتے تھے۔ محبوبان خدا کے مراتب بہت بلند ہیں۔ ان کے معاملات کسی کے قیاس و فہم میں نہیں آسکتے میرا بھی یہی طریقہ ہے۔ کہ میں بھی اپنے پیروں کی متابعت میں مرید کرنے میں کسی احتیاط سے کام نہیں لیتا۔ جو مرید ہونے کی خواہش کرتا ہے۔ اسے مرید کر لیتا ہوں۔"

"اس میں کئی فائدے بھی ہیں۔ یہ کہ میرے مرید پابندی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ مناہی و معاصی سے اپنا دامن بچائے رکھتے ہیں۔ نوافل و عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر ان کے سامنے بیعت کی وہ شرائط پیش کی جائیں جو بزرگان قدیم اپنے مریدوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے تو وہ شاید انہیں پورا نہ کر سکیں۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ثواب سے بھی محروم رہ جائیں۔ علاوہ ازیں بیعت گناہ سے باز رکھتا ہے۔ میرے پیر سے مریدان جنت کو بخشنے کا وعدہ کر لیا گیا ہے۔ اس لئے جو آتا ہے میں اسے مرید کر لیتا ہوں۔ اور اس خیال سے مرید کر لیتا ہوں کہ مخلوق گنہگار ہے گناہوں میں مبتلا ہے۔ شاید وہ میرے ہی وسیلہ سے بخشی جائے اور انہیں میری ذات سے جتنا فائدہ پہنچ سکے پہنچ جائے۔"

پیری مریدی اور بیعت کے سلسلہ کی ہمہ گیر نوعیت پر اس سے بہتر انداز میں اور کیا کہا جا سکتا تھا۔ نہ اس سے بہتر توجیہ ممکن تھی۔ سلطان المشائخ رح کو اس سے بعید محبت تھی۔ حضرت امیر خسرو رح آپ کے نہایت محبوب اور نہایت باکمال خلیفہ تھے۔ زندگی ہمیشہ امارت و ثروت میں بسر کی۔ جواہرات میں کھیلے۔ اسکے باوجود سوز عشق الٰہی سے یہ حالت تھی کہ قلب کی جگہ سے پیرہن مبارک سوختہ ہی رہتا تھا۔ جو نیا کپڑا پہنتے قلب کی جگہ سے جلکر رہ جاتا۔ وزیر اعظم ہند۔ سات بادشاہوں کے دربار دیکھنے والا ہر اعتبار سے دنیا دار۔ اس کے باوجود چالیس سال تک برابر صائم روزہ دار رہے جب نماز کو کھڑے ہو گئے تو صبح ہی کو سلام پھیرا۔ دست بہ کار اور دل بہ یار اسے کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ نہ کرنیوالے جنگلوں اور پہاڑ کے غاروں میں مدتوں مراقب بیٹھکر کچھ نہیں کر سکتے اور کرنیوالے وزارت و شاہی میں بھی سب کچھ کر سکتے ہیں۔

(بقیہ مضمون بسلسلہ صفحہ ۲۴) حکم دیا کہ اب تم شاہی منصب داروں میں ملازمت کرلو چنانچہ ایک مدت کی خدمت کے بعد دہلی پہنچکر ایک اہم فوجی عہدے پر مامور ہوگئے کسی کو علم نہ تھا کہ فوج میں ایک قطب وقت شامل ہے۔ ایک دفعہ سلطان بلبن ایک مہم روانہ کی قلعہ فتح ہی نہ ہوتا تھا شدت کی سردی اس پر باد و باران کا طوفان خیمے گر گئے وہاں کے شاہ ولایت کو رحم آگیا اس نے فرمایا کہ قلعہ کی فتح چاہو تو یہ میری ہمت سے تو باہر ہے البتہ خود تمہاری فوج میں ایک قطب وقت موجود ہے کل شب کو زور کی آندھی آئیگی جس کے خیمہ کا چراغ گل نہ ہو اسی کے پاس جاؤ سلطان پتہ لگا کر پہنچا اور سامنے جھک کر سلطان اہتمام دست بستہ کھڑا ہو گیا آپ نے تلاوت سے جو نظر اٹھائی تو سلطان سامنے کھڑا تھا تعظیم کے لئے اٹھے ہوئے سلطان نے بہ منت عرض کی فرمایا اچھا جاؤ آج قلعہ فتح ہو جائیگا سلطان نے جاتے ہی قلعہ پر دھاوا بولدیا جو پہلے ہی حملہ میں فتح ہو گیا اس کے فوراً بعد آپ وہاں سے کیلر روانہ ہو گئے بغیر فکر گرانی کی کچھ پرواہ نہ کی اس کے بعد پانی پت چلے گئے اور حضرت قلندر صاحب کی جگہ مامور ہوئے آپکے صاحبزادے سید صفدر خاں تھے جو عہد شاہی میں کابل و قندھار کے صوبیدار تھے پانی پت ہی میں مدفون ہوئے۔ زبردست شیخ اور عارف وقت بزرگ تھے۔

حضرت علاءالدین صابر کلیری

شادی اور جذب کا عالم

حضرت مخدوم ہ ارض ہند کے مشاہیر اولیاء میں ہیں جن کی عظمت و بزرگی کے ڈنکے چار دانگ ہند میں بج رہے ہیں۔ صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جا کر مختتم ہوتا ہے۔ کیوں نہ ہو آخر تو آپ حضرت بابا فرید گنج شکر رح کے حقیقی بھانجے اور خلیفہ تھے اور انہی سے تربیت حاصل کی تھی۔ مادر زاد ولی تھے۔ وقت ولادت بھی نہایت متبرک تھا۔ بتاریخ ۱۹۔ ربیع الاول شب پنجشنبہ بعد نماز تہجد کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور لکھا ہے کہ اسی وقت سے کرامات و خوارق عادات کا ظہور شروع ہو گیا۔ اس صغر سنی میں آپ کے چہرۂ مبارک پر وہ جلال نمایاں تھا کہ دایہ پر بھی رعب طاری ہو گیا اور اتنی ہمت نہ پڑی کہ وضو کئے بغیر آپ کو غسل کراتی۔ اپنی والدہ گرامی کا دودھ آپ نے صرف سات مہینے ہی پیا۔ زمانہ رضاعت میں دیکھنے والی آنکھیں برابر دیکھتی رہیں کہ آپ سے کرامات اور عجائب و غرائب کا ظہور ہو رہا ہے اور حیرتوں میں اضافہ کر رہا ہے۔ چونکہ لوگ سمجھتے تھے کہ آخر کس شیر بیشۂ تجرید کے ہمشیر زادے ہیں اس لئے ان کی حیرتیں تا دیر قائم نہ رہتی تھیں۔ بولنا بھی بہت دنوں میں آیا۔ پورے تین سال کے ہو کر جب چوتھے برس میں قدم رکھا ہے تو بولنا شروع کیا اور پہلا لفظ جو زبان مبارک سے نکلا وہ ایک جملہ کی شکل میں تھا اور جو یہ تھا "لا موجود الا اللہ" تھا۔ مگر اکابر اولیاء و صوفیاء رح کے ساتھ یہ کچھ خصوصیت چلی آئی ہے کہ باپ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھتا رہا ہے۔ اور داغ یتیمی قلب پر کھایا ہے آپ بھی ابھی پورے پانچ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ یتیم ہو گئے۔

۶۰۷ھ میں آپ یتیم ہوئے۔ صغر سنی کا زمانہ تھا۔ ننھے قلب پر اس کا کچھ اثر ہوا کہ خاموش رہ گئے اور خاموش ہی رہنے لگے، رفتہ رفتہ یہ صورت بڑھتی گئی۔ ہمہ وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی گہرے سوچ میں پڑے ہیں۔ محترم ماموں علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور بہن سے بھی بہت محبت رکھتے تھے۔ پھر بھانجے کی طرف متوجہ ہونا قدرتی امر تھا۔ دونوں کی توجہات آپ کی تربیت و تعلیم کی طرف مرکوز ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ایک قلیل و تفہ مدت ہی میں علم و فضل میں کمال پیدا کرنے لگے اور سند فضیلت حاصل کر لی۔ حضرت بابا فرید رح جانتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ بھانجے پر جذب و استغراق کا عالم طاری رہتا ہے۔ میدان ثبوت و احدیت میں مصروف پرواز ہے۔ اس قابل نہیں کہ اس کی شادی کی جائے۔ جو ذات احدیت میں فنا ہو گیا ہو وہ بھلا کب دوئی گوارا کر سکتا ہے۔ ماں کی ممتا مشہور ہے وہ کب گوارا کر سکتی تھیں کہ بہو بیاہ کر نہ لائیں اور بیٹے کی شادی نہ کریں۔ بھائی پر زور ڈالا اور بہت ڈالا اتنا کہ انہوں نے برادرانہ محبت سے مجبور ہو کر آپ کی شادی اپنی دختر کے ساتھ کر دی۔ عقد و نکاح کے بعد دلہن کو آپ کے حجرے میں بٹھا دیا اور خود اس لئے باہر دروازہ ہی پر بیٹھ گئیں کہ انہیں آپ کے جلال و جبروت کا علم تھا۔

بیوی اور ماں کی موت

مخدوم صاحب رح اس وقت مراقبۂ فنائیت میں مشغول و منہمک تھے اور فضائے ہُو میں پرواز کر رہے تھے۔ دنیا و مافیہا کا ہوش نہ تھا۔ یکایک نظر جو اٹھی تو پوچھا تو کون ہے؟ وہ غریب گو ایک عارف وقت ہی کے گھر میں پیدا ہوئی تھیں۔ پھر بھی یہ عالم اس نے نہ دیکھا تھا۔ پھر لڑکی تھی، سادگی کے ساتھ بولی آپ کی بیوی ہوں۔ سنتے ہی ارشاد فرمایا کہ میں تو ایک کا ہو چکا۔ پھر دوئی کیسی؟ پھر نظر تیز سے جو دیکھا تو دلہن کے جسم میں آگ لگ اٹھی اور وہیں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ ماں قریب ہی باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا اٹھیں۔ دلیرانہ اندر گئیں۔ سرشار اور مستغرق بیٹے کی پشت پر ایک دو تھپڑ رسید کیا اور کہا: غضب کیا تا کہ اب میں بھائی کو کیا جواب دوں گی اور ان کے سامنے میری نگاہیں کیونکر اونچی ہو سکیں گی۔ وہ تو پہلے ہی منع کرتے تھے۔ میرے اصرار پر انہوں نے شادی کر دی تھی۔ مخدوم صاحب تو اس کے بعد پھر مراقبہ میں منہمک ہو گئے۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ ماں واپس چلی آئیں۔ انہیں تصور بھی نہ تھا کہ بیٹا کس عالم میں ہے اس کا رتبہ کتنا بلند ہو چکا ہے۔ اور اس عالم میں دو تھپڑ مارنا تو ایک طرف، جسم کو ہاتھ لگانا تو درکنار، آپ کے قریب جانا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ دو تھپڑ مار سکو تو انہوں نے بیٹا سمجھ کر مار لیا مگر ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ جسم میں ایک آگ سی لگ اٹھی ہے۔ آناً فاناً بخار آ گیا۔ جو لمحہ بہ لمحہ ترقی کرتا رہا۔ بیہوشی طاری ہو گئی۔ علاج کئے اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ بخار گھٹنے کے بجائے بڑھتا رہا۔ غفلت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ آخر وہ بھی اسی تکلیف کا شکار ہو گئیں۔

جذب و استغراق

آپ کے اندر اس قدر وہ اہلیت پہلے سے موجود تھی کیونکہ مادر زاد ولی تھے۔ بابا صاحب رح نے بیعت کرنے کے بعد پہلی نظر ڈالی ہے۔ اسی نے آپ کو مطلع انوار بنا دیا تھا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً بابا صاحب رح آپ کو روحانی منازل طے کراتے رہے اور بہت قلیل ہی مدت میں آپ منتہی ہو گئے۔ جوں جوں آپ روحانی مدارج طے کرتے جاتے تھے۔ آپ کی حالت میں انقلاب اور حیرت انگیز انقلاب رونما ہوتا چلا جاتا تھا۔ ایک لفظ بتاتے اور ایک دفتر آپ کو یاد ہو جاتا۔ بابا صاحب رح آپ کی اٹھان ہی سے سمجھ گئے تھے کہ ذرہ ایک روز آفتاب اور یہ چنگاری شعلۂ جوالہ بنکر رہیگی اس لئے بابا صاحب نے بھی جس قدر بھرا جا سکا بھرا۔

ذہین اور ہونہار شاگرد و مرید کسے ملتے ہیں۔ اور جب ملجاتے ہیں تو اساتذہ و مرشدین کی مسرت کا پھر کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔ اس لئے بابا صاحب رح بھی بہت خوش تھے اور آپ کو بتانے سکھانے اور آگے بڑھانے میں پوری توجہ اور سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ اور یہ ان کی توجہات گرامی ہی کا اثر تھا کہ آپ بہت سرآمد روزگار بن گئے۔ آپ کو موسوی نسبت حاصل تھی۔ اس لئے جلالی و جذب زیادہ طاری رہتا تھا۔ امت محمدیہ کے اولیاء بر حدیث قدسی کے مطابق انبیاء بنی اسرائیل "کے مثل ہیں۔ گو انبیاء علیہم السلام کا رتبہ بہت بلند ہے اور ان کے بعد اولیاء اللہ کے مراتب کی حدود شروع ہوتی ہیں۔ تاہم مسلمانوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے اولیاء اللہ رح بھی کرامات و خوارق عادات، علو مراتب عظمت و جبروت، خدمات و عواطف اور فرائض و اعمال میں قریب قریب انہی جیسے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی تعداد صحیح کا کسی کو علم نہیں وہ ہوئے اور بیشمار ہوئے

یہ سب مقدسین تھے اور دنیا کی نہایت برگزیدہ مخلوق ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ہی اولیاء کا درجہ ہے اس لئے ہر ولیؒ کے قلب کو کسی نہ کسی نبی کے قلب سے نسبت ہوتی ہے اور جس نبی کے قلب سے اُسے نسبت ہوتی ہے ویسی ہی جیسے اعمال اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے قلب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب سے نسبت تھی۔ اس لئے آپ پر جلال و جبروت کے جذبات زیادہ غالب رہتے تھے۔ جذب و استغراق کی کیفیت آپ پر طاری رہتی تھی۔ جس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیتے تھے۔ اس کے قلب پر ہیبت اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ آپ کے سامنے نظر اونچی کر سکے۔

فقراء کی فاقہ کشی کی حقیقت

باباصاحبؒ نے ایک روز آپ کو بلایا۔ مودبانہ حاضر ہوئے۔ فرمایا بیٹا میں تمہارے سپرد ایک اہم خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ عرض کی ارشاد فرمایئے میں تعمیل حکم کے لئے ہمہ تن تیار و آمادہ ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے تو بہت انہماک و مشغولیت رہتی ہے۔ لنگر خانہ بہت وسیع ہے۔ اس کا انتظام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ دونوں وقت اپنے سامنے لوگوں کو کھانا تقسیم کرا دیا کرنا۔ دیکھو کوئی بھوکا نہ رہنے پائے۔ آپ نے سر تسلیم خم کیا۔ اور انتظام میں مصروف ہو گئے۔ اور ایک مدت تک پاک پٹن میں یہ خدمات بڑے اہتمام و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اس دوران میں یہ حالت رہی کہ خود اپنے سامنے کھڑے ہو کر تمام کھانا تقسیم کرا دیتے اور خود یونہی بھوکے پڑے رہتے۔ لکھا ہے کہ ایک مدت مدید تک آپ نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔ اور فاقہ کشی پیہم سے سوکھ کر بالکل کانٹا بن گئے۔

باباصاحب کو اس کا علم نہ تھا۔ جب علم ہوا تھا آپ کو بلا کر پوچھا کہ یہ تم خود کیوں نہیں کھانے اور بھوکے پڑے رہتے ہو۔ عرض کی کہ مجھے حضور نے انتظام و تقسیم کا حکم دیا تھا۔ یہ نہ فرمایا تھا کہ خود بھی لنگر سے کھانا لے کر کھا لیا کرو۔ بلا اجازت و حکم میں کیوں کر کھانا لے سکتا تھا ایسا کرنا تو دیانت کے خلاف تھا۔ باباصاحبؒ نے یہ سنکر فرط محبت سے آپ کو چمٹا لیا۔ اور فرمایا بیٹا تم نے غلطی کی بہر کیف اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ آیندہ تم لنگر سے دونوں وقت کھا لیا کرو۔ ایک گوشت پوست کے انسان کے لئے ایک عرصہ دراز تک بھوکا رکھ کر اپنی صحت تو ایک طرف اپنی زندگی کو بھی قائم رکھنا محالات سے نہیں غیر ممکنات سے ہے۔ درست اور بالکل درست۔ لیکن یہ اصول انہی کے لئے ہے جو اپنے ہوش میں ہوں اور روحانی ترقیات سے روشناس نہ ہوئے ہوں۔ انسان جب مادیت سے نکلکر روحانی فضا میں قدم رکھتا ہے تو کثرت مجاہدات و ریاضات اور فراوانی عبادات سے اس کی ملکوتیت برابر ترقی کرتی جاتی ہے منزل فنا میں آکر رفتہ رفتہ وہ اپنے مادی جسم کو بالکل فنا کر دیتا ہے۔

پھر وہ سراپا روح اور ایک پیکر انوار رہ جاتا ہے۔ ادہر اس نے آنکھیں بند کیں اور ادہر وہ کھو گیا۔ خودی سے مٹ گیا۔ اپنے سے اعلیٰ تر وجود نورین میں نورین کر رہ گیا جسم رہا نہیں۔ صرف ایک فریب نگاہ اور سراب نظرہ گیا۔ کسی پر یہ حالت شبانہ روز میں بارہ چودہ گھنٹہ طاری رہتی ہے آپ پر ہمہ وقت طاری رہتی تھی۔ حضرت توکلی رح فرماتے ہیں ؎

مرکب من گر بمیرد گو بمیر من ہمانم شد سوار شیر گیر

یعنی اگر میرا مرکب یا بہ الفاظ دیگر میرا جسم مرتا ہے تو مر جائے۔ فنا ہوتا ہے تو ہو جائے۔ مجھے اس سے کیا سروکار۔ میرا اس سے رکنا حرج ہوتا ہے۔ میں تو شہسوار ہوں۔ گھوڑا نہ رہیگا۔ شیر پر سوار ہونگا مجھے کوئی نہ کوئی سواری مل جائیگی۔ کہا ہے اور بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اولیاء اللہ کے جسم تو صرف نمائشی رہ جاتے ہیں ورنہ وہ تو سراپا نور ہو جاتے ہیں اور نور کی غذا عبادت اور صرف عبادت ہے۔ چونکہ دنیا میں بامور میں زندہ رہنا اور خود کو زندہ رکھنا بھی حکم شریعت ہے اور عرف عام میں زندگی بھی ہے کہ انسان اسی گوشت پوست کی صورت میں زندہ رہے اس لئے وہ صرف قوت لا یموت کے طور پر کچھ تھوڑا بہت کھا لیتے ہیں۔ ہم مادی اور ذوق نا آشنا انسان جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت سلیمان علیہ السلام۔ حضرت غوث اعظم رض حضور خواجہ غریب نواز رح حضرت باباصاحبؒ حضرت خواجہ حسن رسن نماؒ بدایونی کی قلت غذا اور فاقہ کشی اور حضرت مخدوم کلیریؒ کے بے آب و دانہ ایک عرصہ تک رہنے کے حالات پڑھتے ہیں تو اگر انتہائی گستاخ اور ناشنوائے خبر جادہ ہیں تو اس سے قطعاً انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ورنہ عموماً قلب تو کانپ ہی اٹھتا ہے اور یہ خیال تو کرنے ہی لگتے ہیں کہ یہ زندگی یقینی بے کیف اور بے لذت زندگی ہے کہ لوگوں کو تو ہزاروں روزانہ تقسیم کر رہے ہیں۔ ہر کس و ناکس کو دونوں وقت مرغن غذائیں تقسیم کر رہے ہیں۔

لیکن خود ہیں کہ "کر یر کے پھول" یا "کچے پکے" گولر ابال کر کھا رہے ہیں۔ بہت کرتے ہیں تو چوبیں گھنٹہ جو کی دو خشک چپاتیاں کھا کر پڑ رہتے ہیں۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ لیکن ... ان جادہ شناسان حقیقت کو کون بتائے کہ یہ سب کچھ تو محض اس ظاہر جسم کو زندہ اور نظر عام میں زندہ رکھنے کے لئے ہوتا ہے نفس مر چکتا ہے۔ اس کی لذات ختم ہو چکی ہوتی ہیں۔ ذائقہ و ذائقہ کا کوئی احساس ہی نہیں رہتا ہے۔ پھر یہ بھی جو کچھ کیا جاتا ہے بدرجہ مجبوری کیا جاتا ہے۔ ورنہ اس کی بھی ضرورت کسے رہتی ہے۔ اُن کی اصل غذا تو عبادت و ذکر و شغل ہوتی ہے۔ اسی میں انہیں لذت ملتی ہے اور اتنی ملتی ہے کہ ہم ہیچمدان اور ہیچکار حد درد اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے جب انوار کا نزول شروع ہوتا ہے تو اس کی پہلی جھلک بھی انسان کو لذت عیش کے سمندروں میں غرق کر دیتی ہے اتنا کہ پھر انسان کو ہوش ہی نہیں رہتا اور یہی جی چاہتا ہے کہ بس یہ ساغر چڑھائے چلا جا۔ ہوش میں آتے ہیں تو گراں گذرتا ہے ناگوار ہوتا ہے۔ کون ہے جو اپنے معشوق مجازی کے سامنے سے ایک لمحہ بھی ہٹنا گوارا کرتا ہے۔ یہاں تو سامنا ہوتا ہے اور معشوق حقیقی کا سامنا ہوتا ہے۔ اسے چھوڑ کر کون ہٹے۔ اور دنیا اور لذائذ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے

جو شخص پرندوں کے بھنے ہوئے گوشت اور پلاؤ کی قابیں اڑا رہا ہو اُسے روکھی پھیکی دالیں کھانے کو ملیں تو اسے ان کی طرف کیا رغبت ہو گی۔ ہم لوگ روحانی لذائذ سے آگاہ نہیں اور عقلی زعم میں جس پر چاہتے ہیں اعتراض کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری عقل کی خامکاریاں مسلم ہیں کوئی بڑے سے بڑا مدبر بھی بادام وپستہ بنانا تو ایک طرف مصنوعات میں سے ایک معمولی تصویر بھی تو بن اس فن کو سیکھے بغیر نہیں بنا سکتا۔ پھر جب ہم روحانیت کے متعلق کچھ جانتے ہی نہیں تو پھر ہمیں حق کیا ہے جو عقلی گھوڑے دوڑائیں اور بزرگوں کے منہ آئیں۔

عبادت، ذکر و شغل

پاک پٹن شریف میں عرصہ تک یہ عالم رہا کہ کام سے فارغ ہوتے اور حجرے میں بیٹھ کر ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے۔ اس وقت آپ پر وہ جذبہ طاری ہوتا اور اتنا جلال نمایاں رہتا کہ کسی کی ہمت نہ پڑتی کہ وہ اس کے قریب بھی قدم رکھ سکے۔ اور تو اور خود آپ کے ماموں اور مرشد گرامی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند کہیں کھیلتے ہوئے حجرے کے قریب پہنچ گئے۔ اور آپ کے نادانستہ جلال کی نذر ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ انسان بہر کیف بہرصورت انسان ہے۔ اور راستی بر ثبات عقل و ہوش کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کے عزیز اور چھوٹے بھائی پامال اور یوں ہی بلا وجہ نذر اجل ہو جائیں۔ نہ خود آپ نے ایسا کیا اور نہ آپ کبھی ایسا کر سکتے تھے۔

یہ اثر تھا انہی انوار و تجلیات ربانی کا جنہیں آپ موسوی نسبت سے اپنے قلب کی گہرائیوں میں جذب کر رہے تھے اور جن کے اندر آپ خود بھی فنا ہو کر رہ گئے تھے۔ غرض آپ پر خود فراموشی کا عالم طاری رہتا تھا۔ ہوتے کہیں تھے اور نظر کہیں آتے تھے۔ جو ہیبت تھی وہ آپ کی ذات کی نہ تھی اس نور یزدانی کی تھی جو آپ کے دل و دماغ کو اپنے رنگ میں رنگ چکا تھا

دہلی کی ولایت کا پروانہ

۶۲۵ھ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کر دی۔ اور حکم دیا کہ جاؤ میں تمہیں دہلی کا شاہ ولایت مقرر کرتا ہوں۔ مہر خلافت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ ہانسی پہنچ کر اس سند پر ان سے مہر کرا لینا۔ ہانسی پہنچے تو پیکر جلال تو تھے ہی حضرت قطب جمال رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بات پر آپ کو بگڑتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ تمہارے جلال کا یہ عالم ہے تو دہلی کب اس کی تاب لا سکے گی میں اس سند کو چاک کر کے بابا صاحب کو لکھے دیتا ہوں وہ کہیں اور تمہارا تقرر کر دیں۔

سند کے پھٹتے ہی آپ کو اور جلال آگیا اور فرمایا۔ تو نے میری ولایت دہلی کی سند چاک کی ہیں تیری نسل کو منقطع کرتا ہوں۔ دونوں بہت بزرگ اور خلیفہ تھے دونوں کی زبان کے جو الفاظ نکلے وہ پورے ہوئے ہانسی سے آپ پھر پاک پٹن واپس گئے۔ مرشد گرامی نے کہا کہ دونوں کی زبان سے جو الفاظ صادر ہوئے وہ پورے ہو کر رہیں گے۔ اچھا اب کچھ مدت ٹھہرو میں اور کسی مناسب مقام پر جہاں ضرورت ہو گی تمہیں ہدایت خلق کیلئے مامور کر دونگا۔ چنانچہ آپ نے پھر وہی ذکر و شغل شروع کر دیا اور اسی حجرے میں مصروف عبادت رہنے لگے

شہر کلیر کی سابقہ رونق

آخر ۵ ذی الحجہ ۶۵۰ھ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بلا کر سند لکھی اور فرمایا کہ میں تمہیں شہر کلیر کا شاہ ولایت مقرر کرتا ہوں۔ آج تو کلیر ایک ویرانہ ہے اور ایک مختصر اور قلیل البضاعت قریہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن جس عہد میں آپ کلیر کے شاہ ولایت مقرر ہوئے تھے اس عہد میں یہ ایک بہت بڑا شہر تھا۔ دہلی کے قریب ہونے کے باعث اس کی آبادی، شادابی، دولتمندی، اور رونق میں روز افزوں اضافہ ہو رہا تھا۔ بڑی چہل پہل رہتی تھی۔

اسلامی حکومت کو استحکام حاصل ہو چکا تھا۔ ملک میں جتنے مسلمان بھی تھے ان میں بہت زیادہ امراء و رؤساء و جاگیردار تھے۔ جن کے پاس دولت و زر کے انبار لگے ہوئے تھے۔ بڑے آراستہ محلوں میں سکونت رکھتے تھے بڑے کروفر سے رہتے تھے۔ بڑے وسیع و بارونق بازار تھے اور عظیم الشان مساجد شہر کا شہر دلہن بنا ہوا تھا۔ چھوٹا سا شہر تھا مگر اپنی دولتمندی و رعنائی کے لئے شہرت اختیار کرتا چلا جا رہا تھا یہ حالت تھی کہ جمعہ کے روز جار سوا امراء و رؤساء چنڈولوں میں سوار ہو کر جامع مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتے تھے اسلامی عہد تھا محکمہ احتساب قائم تھا فواحش کا عام اور علانیہ ارتکاب تو غیر ممکن تھا نماز بھی پڑھنی ہوتی تھی۔ ... ... اور مسلمان اس کے عادی بھی ہو گئے تھے لیکن نشہ اقتدار میں سرشار ہو کر نہایت متکبر و مغرور ہو گئے تھے مسجد میں جاتے تو اولین اور اگلی صفیں ان کے لئے خالی کر دی جاتیں وہ گویا انہی کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی تھیں۔ غریب مسلمانوں کا زہرہ نہ تھا کہ وہ ان صفوں میں قدم رکھ سکے۔

اگر نادانستہ کوئی مسافر یا پردیسی آکر اگلی صف میں بیٹھ بھی جاتا تو اسے حقارت سے پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے اللہ کے گھر میں بھی ان امراء نے اللہ کی مخلوق کیلئے امتیازات قائم کر دیئے تھے چونکہ حکام اور قاضی بھی ان سے ملے ہوئے تھے اور سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اس لئے غرباء عملاً امراء کے غلام بن گئے تھے اور ان میں بڑے بڑے اخلاقی عیب پیدا ہو گئے تھے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیائے کرام مامور الٰہی اس لئے ہوتے تھے کہ وہ ایسے برخود غلط افراد کو ہدایت کر کے صحیح راستہ پر ڈالیں اور اسی لئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مامور کیا تھا۔

کلیر میں ورود اور امراء کا انکار

حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ ان مسلم امراء کی اصلاح و ہدایت ہی کے لئے کلیر کے شاہ ولایت مقرر ہو کر آئے تھے۔ امراء زرق برق لباسوں میں ملبوس رہتے تھے آپ پہنچے تو فقیرانہ و غریبانہ لباس زیب بر تھا۔ غریبوں کی کوئی وقعت ان کی نظر میں تھی ہی نہیں۔ کوئی آپ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ اتنے بڑے شہر میں معتقد بھی ہوئے تو صرف دو شخص اور وہ بھی معمولی حیثیت کے سرمایہ دار تھے انہوں نے آپ کے سامنے سر ارادت خم کر کے لوگوں سے کہا کہ آپ یہاں کے شاہ ولایت مامور ہو کر آئے ہیں تو کوئی اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ امراء علماء اور حکام تک نے الٹے مباحثے اور حجتیں کرنی شروع کر دیں اور کہا کہ جب تک ہمیں اس کا پورا ثبوت نہ ملیگا ہم باور نہ کریں گے۔

سند اور مہر دیکھ کر بھی اعتبار نہ کیا۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں ہر شہر کے شاہ ولایت صاحب خدمت اور اقطاب آج کی طرح چھپے ہوئے اور نظروں سے اوجھل نہ ہوتے تھے علانیہ سامنے آکر تبلیغ کرتے تھے قاضی شہر بولا کہ میں نے سند اور مہر تو دیکھ لی مگر تاوقتیکہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تصدیق نہ کر لوں کچھ ماننے اور آپ کو شاہ ولایت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ امراء نے بھی یہی کہا۔ اس دوران میں بھی اگر آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہتے تو کوئی بات نہ تھی لیکن ان کا سلوک بھی برا رہا آپ برابر ضبط سے کام لیتے رہے۔ آپ ان کی بد افعالیاں اور سرکشیاں دیکھ کر بھی خون جگر ہوتے تھے۔ ادھر قاضی شہر کو بھی یہ اندیشہ لگا ہوا تھا کہ آپ کی ولایت کی تسلیم کے ساتھ اس کا رسوخ و اثر فنا پذیر ہو جائیگا لوگ آپ کو دیکھتے اور مضحکہ اڑاتے۔ حالت بتدریج طول پکڑتی جا رہی تھی۔ آپ نے بھی بابا صاحب کو لکھا اور ضبط سے کام لیتے رہے۔

جامع مسجد سے آپکا اخراج

آپ جتنا ضبط سے کام لیتے تھے کلیر والوں کی شرارتیں اتنی ہی

رہی تھی کی جاتی تھیں ایک جمعہ کے روز آپ جو جمعہ کی نماز کے لئے شہر کی عظیم الشان اور آراستہ مسجد میں گئے اور اول وقت پہنچ کر صف میں جا بیٹھے تو عجیب صورت پیش آئی امرا آتے اور آپکو برابر پیچھے ہٹاتے چلے جاتے کہ اگلی صفوں کو وہ اپنا اجارہ سمجھ بیٹھے تھے ہٹاتے ہٹاتے آپ کو بالکل پچھلی صفوں میں دھکیل دیا گیا اور کسی نے آپ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور جوش میں آگئے مگر صبر و تحمل سے کام لیا۔ دوسرے جمعہ کو بھی یہی صورت پیش آئی اور اس مرتبہ آپکو مسجد سے باہر نکلنا پڑا آپ کی افتاد طبع اور جلال فطری کے پیش نظر یہ امر بعد حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس مرتبہ بھی دامن ضبط کو ہاتھ میں تھامے رہے کیا تو صرف اتنا کیا کہ اپنے مرشد گرامی بابا صاحب کو یہ تمام واقعہ لکھ دیا اور اطلاع دی کہ یہ لوگ کسی طرح باز ہی نہیں آتے اور باتیں تو قابل برداشت بھی تھیں لیکن انتہا تو یہ تھی یہ لوگ مجھے مسجد میں نماز ہی نہیں پڑھنے دیتے اور میں اس ثواب سے بھی محروم ہو رہا ہوں ہر چند کوشش کی مگر یہ میری سننے ہی کیلئے تیار ہی نہیں۔

باباصاحب کی طرف سے کامل اختیار

محبت تمام ہو چکی تھی دنیا سے نصف میں بے ادبی سے پیشکار کو کوئی اشتعال انگیز امر نہیں اور یہاں تو بے ادبی گستاخی کے درجے کو بھی بڑھ کر ذلت اور ظلم کی حد تک پہنچ چکی تھی اس لئے بابا صاحب کو بھی غصہ آیا اور انھوں نے آپ کو مختار کل بناتے ہوئے لکھا اور صاف طور پر لکھا کہ:۔

"وہ کلیر تمہاری بکری ہے میں تمہیں پورا اختیار دیتا ہوں کہ خواہ تم اس بکری کا دودھ پیو یا گوشت کھاؤ" حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر صاحب ولایت اور قطب وقت کو اپنے حلقے کے افراد کی قسمتوں کا مالک بنا دیا جاتا ہے اور انھیں اجازت ہوتی ہے کہ وہ حسب منشا و موقعہ جو سلوک مناسب سمجھیں وہ کریں آپ کو اختیار تو اسی وقت حاصل ہو گیا تھا جب آپکو ولایت کلیر کا پروانہ عطا ہوا تھا لیکن آپ نے بہ اعتبار ادب اجازت حاصل کرنی ضروری سمجھی۔

قہر صابری کا ظہور

ابتک آپ کا جو طریق عمل تھا اس سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ آپ "بکری کا دودھ" ہی پینا چاہتے تھے اگر گوشت کھانا مقصود ہوتا تو پہلے ہی کھا چکے ہوتے لیکن بکری کی سرکشی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ آپ مجبور ہو گئے اس اجازت کے بعد ایک جمعہ کو آپ پھر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے پھر آپ کو ہٹاتے ہٹاتے مسجد سے باہر نکال دیا جس کے بعد آپ کے ضبط و تحمل کا پیمانہ چھلک گیا آپ مسجد سے باہر نکل کر کچھ دیر کھڑے ہو گئے خطبہ سنتے رہے جب خطبہ ختم ہوا تو آپ نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "ارے سمجھا دیکھ امام تو اپنا کام ختم کر چکا خطبہ پڑھا جا چکا لیکن تو ابھی تک کھڑی ہوئی ہے تجھے کس کا انتظار ہے تو بھی سجدہ کر" یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے تھے کہ مسجد دھڑام سے نیچے آرہی اور تمام رعونت پسندان کلیر اور نخوت پرست امرا اس کے نیچے دب کر رہ گئے مسجد کی عمارت بھی بہت عظیم الشان تھی جتنے آدمی بھی مسجد کے اندر تھے سب کے سب اس کے نیچے دب کر مر گئے کوئی ایک متنفس بھی اپنی جان سلامت نہ لیجا سکا۔ آنچہ بہی بہت نفسی ہیں نہ تھی جان مغرور و خود پسند امرا کی لاشیں ہی ملبہ کے نیچے سے نکال سکتا۔

شہر کلیر کی تباہی

اس کے بعد آپ پر جلال و غضب کا ایسا جذبہ طاری ہوا شمشیر صابری بے نیام ہو گئی جس سے لوگ پناہ مانگتے تھے مگر پناہ نہ ملتی تھی تباہ وہی ہوئے تھے جو مسجد کے اندر تھے باقی شہر تو تمام کا تمام موجود تھا جو سینکڑوں بچوں اور بوڑھوں مردوں پر مشتمل تھا۔ شہر میں ایک وبائے عظیم پھیلی جس نے ہر طرف ایک قیامت برپا کر دی یہ حالت ہوگئی کہ ایک ایک گھر سے ایک وقت میں دس دس جنازے نکلنے لگے وہ بازار مرگ گرم ہوا کہ پورے شہر میں ایک کہرام مچ گیا لاشوں کو دفنانے والا بھی کوئی نہ ملتا تھا بھاگ پڑی ہوئی تھی جو جدھر کو منہ اٹھا بھاگ نکلا لیکن بھاگنے والوں کو کہیں پناہ نہ ملی وہ جس طرف گیا موت اس کے پیچھے گئی کہیں کسی کو پناہ نہ ملی چند روز کے اندر ہی اندر ہندوستان کا یہ بارونق اور دولتمند شہر ہو کا میدان بن گیا جو لوگ جہاں اور جس جگہ مرے وہیں پڑے رہ گئے یہ دیکھکر ہر طرف سے درندے اور مردار خور جانور شہر میں گھس آئے چیلیں فضا میں منڈلانے لگیں اور انہوں نے گھروں میں گھس گھس کر لاشوں کو کھانا شروع کر دیا بڑی بڑی آراستہ عمارتیں درندوں اور زاغ و بوم کا مسکن بن کر رہ گئیں ان رفیع الشان محلوں اور مکانوں میں بلا مبالغہ کروڑوں روپے کے زر و جواہر اور لاکھوں روپیہ کا آرائشی و نمائشی سامان موجود تھا لیکن اسے کوئی نکالنے والا بھی نہ تھا قرب و جوار میں شہرت تھی چور اور اچکوں کی نیتیں بگڑی ہوئی تھیں چاہتے تھے کہ جاکر مال نکال لائیں لیکن کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ وہ اس مرقف عذاب الٰہی میں قدم رکھے آخر ایک مدت تک اسی شان و استواری کے ساتھ سر اونچا کئے کھڑا رہنے کے بعد یہ عمارتیں بھی زمین بوس ہو کر کھنڈر بن گئیں اور ان کی لوٹ مار کی پوری دولت انہی کھنڈروں میں مدفون ہو کر رہ گئیں۔ صدیاں گذر چکی ہیں لیکن ۱۳۷۰ھ میں جب ہمیں مخدوم صاحب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا تو ہم نے خود ان کھنڈروں کے نشانات برای العین مشاہدہ کئے تھے اور معلوم ہوا تھا کہ مٹی اور اینٹ کے ڈھیروں سے قدیم سکے اب تک نکلتے اور لوگوں کو ملتے ہیں اتنے بڑے شہر کی ایسی تباہی خیز بربادی معمولی بات نہ تھی لوگ ہیبت زدہ ہو گئے تھے جہاں جہاں اس کی تباہی کی خبر پہنچی تھی لوگ مبہوت رہ گئے دکن تک اس کا ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ دور دور سے مخلوق خدا کلیر کی ویرانی و تباہی کا عبرتناک منظر دیکھنے کو آتی اور دور ہی سے دیکھکر چلی جاتی واقعہ اپنی نوعیت میں نہایت عجیب اور حیرت انگیز تھا جس کی مثالیں تاریخ نبوت میں تو بکثرت ملتی ہیں مگر تاریخ ولایت و قطبیت میں اس کی کوئی نظیر شاذ ہی مل سکتی ہے کسی قطب وقت کے ہاتھ سے باشندوں کی نافرمانی کی بنا پر شہر کے شہر کا ایک نگاہ غضب میں تباہ ہو جانا قریب قریب بالکل نئی اور پہلی بات تھی اس لئے صاحب سیر الاقطاب کے بیان کے مطابق اس زمانہ میں بھی اس پر بڑے تعجب کا اظہار کیا گیا اور عام طور پر کیا گیا شاہان دہلی نے کلیر کو از سر نو آباد کرنے کی بہت کوشش کی مگر مخدوم صاحب کے تصرف سے کسی کو ہمت نہ پڑی۔

بحر شہود میں استغراق

مخدوم صاحب کو بابا صاحب بڑی کوشش کے ساتھ سلوک میں لائے تھے اور انہیں خدمت خلق پر مامور کیا تھا لیکن کلیر کی تباہی کے بعد گویا آپ کے فرائض ختم ہو گئے اور آپ پر پھر استغراق کا عالم طاری ہو گیا شہر سے نکل کر ایک گولر کے درخت کے نیچے جا کھڑے ہوئے اور مسلسل بارہ سال تک درخت کی ڈالی پکڑے ایک حالت میں کھڑے رہے اور اس انداز سے کہ نہ کوئی حرکت تھی نہ حس چڑیاں جسم مبارک پر آتیں بیٹھتیں اور اڑ جاتیں آپ کو احساس بھی نہ ہوتا مراقبہ شہود میں اکثر یہی کیفیت طاری ہوتی تھی خوفناک درندے آپ کے گرد گھومتے رہتے تھے مجال نہ تھی کہ کسی انسان کا گزر ہو سکے۔

حضرت شمس الدین خسروی کی آمد

ایک روز بابا صاحبؒ مریدوں کو فرمایا میرا صابر بارہ برس سے جذب کے عالم میں کلیر اسے گویا بے ہوا ہے جاکر سمجھائے کسی کی ہمت نہ پڑی آخر آپکے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک خدمت میں باریاب ہوتے اذان کہی آپ ہوش میں آئے اور بیٹھے حضرت شمس الدین ترک آپ ہی کی خدمت میں رہتے تھے اور بیس سال کی طویل مدت آپکی خدمت میں گذار دی۔ جنگل سے گولر توڑ لاتے اور انہیں ابال لیتے اور دونوں یہ کھا لیتے۔ حضرت امیر خسرو بھی اپنے مرشد گرامی حضرت سلطان المشائخ سے اجازت لیکر شرف نیاز حاصل کرنے کو حاضر ہوئے۔ فرمایا شمس الدین! خسرو ہم سے ملنے کے لئے دہلی سے آیا ہے اس کی کچھ خاطر کرنا چاہیئے تاکہ یہ دہلی جاکر اپنے مرشد سے یہ نہ کہہ سکے کہ کلیر میں خاطر نہ ہوئی گولروں میں تھوڑا نمک ڈال دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا خسرو بہت

کلیری گولروں کی کرامات

حسن قوال دربار فریدی کا بڑا محبوب اور بارسوخ قوال تھا وہ تمام فریدی خلفا و مریدین کے پاس گیا سب نے اس کی عزت کی اور اسے بہت سا انعام اکرام دیا اسی خیال سے وہ کلیر شریف بھی حاضر ہوا۔ دیکھا کہ گولر کے ایک بڑے درخت کے نیچے ایک جھونپڑی میں رہتے ہیں اور اس وقت موجود نہیں ہیں ادہر ادہر ڈھونڈا تو دیکھا تو آپ کچھ دور گولر کی ایک شاخ پکڑے ہوئے متحیر و بیخودانہ کھڑے نظر آئے اور کسی کی تو ہمت کیا تھی یہ دربار فریدی کا غلام تھا اس لئے مودبانہ قریب جا کھڑا ہوا کچھ دیر بعد آنکھ کھول کر پوچھا۔—

"تو کیستی؟" جواب ملا "قوال فریدالدین" پوچھا "فریدالدین کیست" جواب ملا "یا شیخ شیخ شما" اسم شیخ شنیدہ تبسم کرد و گفت بگو کہ آیا شیخ با خیریت است و خوش است۔ جواب دیا بخیریت است و خوش است و من بزیارت شما نیز آمدہ ام و در خدمت شما حاضرم" اس کے بعد آپ حسن کو ساتھ لیکر اپنی جھونپڑی میں آئے اس وقت شمس الدین ترک کہیں رفع حاجت کو گئے تھے گولروں کی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہوئی تھی آپ نے اپنے ہاتھ سے ہانڈی میں سے گولر نکال کر اس کے سامنے رکھدیئے۔ جل ہی تو گیا وہ تو انعام کی امید میں آیا تھا گولر پاس رکھ لئے اور انہیں لئے ہوئے پاک پٹن پہنچا بابا صاحب اپنے تمام مریدوں کا حال سنتے رہے سب کے آخر میں پوچھا کہ میرے صابر کا کیا حال ہے۔ بولا میں تو انعام کی امید میں گیا تھا وہاں تو جھونپڑی بھی سلامت نہ نکلی وہ تو بہت مفلس نکلے وہ تو آپ کا نام سنکر بھی نہ پہچان سکے۔ پھر اس نے گولر نکال کر دیئے بابا بہت خوش ہوئے کچھ کھا لئے اور کچھ حاضرین کو تقسیم کر دیئے جس نے یہ گولر کھائے اسی کا باطن روشن ہو گیا یہ صرف آپ کے ہاتھ لگنے کا اثر تھا آپ نے حضرت امیر خسرو کو جو گولر دیئے تھے انہیں وہ بھی لئے ہوئے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے جنھیں حضور نے بڑے شوق سے آنکھوں سے بھی لگایا اور کھایا بھی

مرقد مبارک سے گستاخی کرنیوالا ہلاک

سلطان جلال الدین کے عہد میں ۶۹۰ھ

آپ واصل بحق ہوئے کچھ مدت بعد مرقد مبارک کے قریب ہی ہنود نے ایک مندر بنا لیا تھا اور زور و شور کے ساتھ پوجا شروع کر دی۔ اس سے بھی آگے ایک قدم اور آگے بڑھکر انھوں نے چاہا کہ اسے منہدم کر دیں وہ اس ارادے سے آگے بڑھے ہی تھے کہ چند شیر وہاں نمودار ہوئے جن کے خوف سے منہ بھاگ کھڑے ہوئے

دوبارہ مندر کے مالک نے مزار کو منہدم کرنیکا ارادہ کیا جب انتہائی تعصب میں وہ ہمت کر کے آگے بڑھا ہی چلا گیا تو دیکھا کہ قریب ہی دو شیر بیٹھے ہیں جنھیں دیکھکر یہ بھی کھڑا ہو گیا کچھ ہی دیر بعد دونوں شیر وہاں سے ہٹ گئے یہ سمجھا کہ یہ دیوتاؤں کی امداد کا نتیجہ ہے حوصلہ پاکر اور آگے بڑھا کہ ایک بجلی چمکی اور جھک کر تھم گئی بھاگا یہی بیری پر جانے کا کمال ہے اور آگے بڑھا مزار مبارک کو کھود کر اس میں ایک سوراخ کر لیا اور اندر سر ڈالکر دیکھنا شروع کیا اور اب جو گردن باہر نکالنی چاہتا ہے تو نہیں نکلتی وہیں پھنسکر رہ گئی اس کے بعد آپ نے اپنے آستانہ کے خدام کو حکم دیا۔ ایک سور مزار پر چڑھا ہے اسے الگ کر دو۔ خدام وہاں پہنچے دیکھا تو واقعی وہ ہو بہو سور تھا اور اس کی جسمانی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا تھا۔

برات کی برات مقید

آپ کلیر کے جنگل میں ہمہ وقت مراقبے میں مصروف رہتے تھے اور خواجہ شمس الدین ترک آپ کی خدمت میں سرگرم رہتے تھے ایک روز حسب معمول آپ مراقبہ میں مصروف تھے کہ ادہر سے بڑی دھوم دھام سے ایک برات باجے بجاتی اور شور کرتی گذری جو کسی گاؤں کو جا رہی تھی خواجہ شمس الدین ترک شور سنکر دوڑے اور سمجھایا کہ یہاں سے دور جاکر باجہ بجانا شروع کر دینا تمہارے شور سے حضور کے مراقبہ میں خلل ہوگا انہوں نے ایک نہ سنی اور برابر شور کرتے اور باجے بجاتے رہے۔ آپ نے مراقبے سے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ شور کیسا ہے۔ خواجہ نے تمام صورت حالات بیان کی اور کہا کہ میں نے خود جاکر برات والوں کو بہت سمجھایا لیکن انہوں نے میرے کہنے کا کوئی خیال نہیں کیا یہ سنکر آپ نے کچھ نہ کہا اور کیا تو صرف اتنا کیا کہ ایک آبخورے کو اٹھاکر زمین پر الٹ دیا جس کے ساتھ ہی پوری برات میں ایک ابتری پیدا ہو گئی بچے سب منتشر ہو کر راستہ بھول گئے۔

حضرت قطب عالم کی درخواست اور عرس کا آغاز

آپ کی ذات گرامی مظہر جلال کی مظہر تھی وصال کے بعد بھی ایک مدت مدید تک یہ حالت رہی کہ کسی کا زہرہ نہ تھا جو مزار کے قریب بھی پھٹک سکتا جو بھی قریب جاتا مزار سے برق جلالی چمکتی اس کے بعد بھی جو آگے بڑھا تو جل کر خاک ہو گیا۔ آخر حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی بقصد زیارت عاجزانہ روانہ ہوئے جوں جوں آگے بڑھتے بجلی چمکتی جاتی ہر بار آپ منت سماجت کرتے کہ حضور میں بڑی دور سے محض آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں مزار مقدس پر پہنچے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ بشکل مجسم سامنے ہیں بڑھکر معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں کسی کو بھی یہاں قدم رکھنے دینے کے لئے تیار نہ تھا کسی میں اتنی طاقت تھی کہ وہ یہاں قدم رکھ سکتا چونکہ تو میرے سلسلہ میں شامل ہے اسلئے بچ گیا۔ عرض کی کہ حضور صدیوں سے برق جلال میان سے باہر ہے اور دنیا والے آپ کی زیارت سے محروم ہیں اب آپ اسے محجوب کر لیں اور جمالی شان میں آجائیں آپ نے فرمایا قدوس یہ تیری خاطر ہے تیری درخواست منظور کرتا ہوں یہیں سے برق جلال نہ چمکی اب عرس نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک آپکے واحد اور باکمال خلیفہ ہیں علوم ظاہری و باطنی میں نظیر نہ رکھتے تھے ترکستان کے رہنے والے تھے تلاش مرشد میں سیاحت کرتے ہوئے پاک پٹن پہنچے اور یہاں آپکے مرید ہو گئے اور اسی وقت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ شمس الدین فرزند من است آرزو دارم کہ سلسلہ ام از و جاری شود پھر اسم اعظم بتا کر ایک نظر میں کامل بناکر پانی پت کا شاہ ولایت مقرر فرمایا (سلسلہ کے لئے دیکھئے صفحہ

حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی

خاندانی و نسلی حالات

آپ بڑے نامور بزرگ اور جامع کمالات ولی گذرے ہیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں عرصہ دراز تک آپ کے کمالات و خوارق و عادات کی دھوم مچی رہی آپ کا سلسلہ نسب براہِ راست حضرت فاروق اعظم کی ذات گرامی تک پہنچتا ہے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بانی ہوئے ہیں ارض افغانستان کے رہنے والے تھے علم و فضل میں پایہ بہت بلند تھا مختلف علوم و فنون میں ید طولیٰ حاصل تھا ۱۰۰۹ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے مدت مدید تک بڑے بڑے مجاہدات کرتے رہے اور روحانی منازل طے کر کے رفتہ رفتہ ایک قلیل وقفہ مدت میں سرآمد روزگار اور مجدد اعظم بن گئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہو کر نقشبندیہ سلسلہ میں خرقۂ خلافت حاصل کیا قادری سلسلہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے خلافت پائی۔ سہروردیہ سلسلہ میں حضرت مخدوم عبداللہ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تمام بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور ان کی خدمتیں کیں۔ لکھا ہے کہ جب کیتھل سے شاہ سکندر نے تشریف لا کر آپ کو قادری سلسلہ کی خلافت عطا کی ہو تو آپ کو خود بخود یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ بیعت تو ہوا نقشبندی خاندان میں لیکن خرقۂ خلافت عطا ہوا ہے قادری خاندان سے خدا جانے یہ جائز بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اولیاء عظام کا مشاہدہ

یہ خیال پیدا ہوتے ہی یکایک آپ پر ایک غنودگی سی طاری ہوئی اور از خود رفتگی کے عالم میں آئے دیکھا اور بچشم عین دیکھا حضرت عبدالقادر محی الدین جیلانی غوث اعظم، سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی، شیخ الشیوخ حضرت علامہ شہاب الدین عمر سہروردی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند شیخ نجم الدین کبریٰ اور شیخ عمار صاحب سامنے رونق افروز ہیں فضا کثرت انوار سے بقعۂ نور بنی ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک ایک بزرگ نے آپ کو باری باری سامنے بلایا اور اپنے اپنے سلسلہ کا خرقہ آپ کو عطا کیا اور دعا دی اس وقت آپ پر عجیب کیف کا عالم طاری تھا ہیچ خیال پیدا ہو کر کیفیت طاری ہوئی تھی ظہر کے وقت تک اسی عالم میں بے حس و حرکت سر جھکائے مراقب بیٹھے رہے بزرگوں کی زیارت کرتے اور ان کی آمد و رفت کے نورانی نظارے و مناظر مشاہدہ فرماتے رہے یہی وہ محفل قدس تھی جس میں خلافت و جانشینی کے تمام معاملات طے پائے۔

مجددیت کا اعتراف

آپ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد اعظم تھے بہت سے صاحب باطن اور اسرار شناس بزرگوں نے آپ کی مجددیت کو تسلیم کیا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ہر صدی میں ایک مجدد و مصلح پیدا ہوتا ہے اس کے مطابق برابر مجدد پیدا ہوتے رہے حضور غوث اعظم حضور خواجہ غریب نواز حضرت جنید بغدادی اور حضرت سلطان المشائخ بھی لازماً مجدد ہوں گے اور اگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صدی میں ایک مجدد کے سوا دوسرے مجدد پیدا ہی نہیں ہوتے تو بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی حضرت بہاء الدین نقشبند کا حضرت قطب الاقطاب حضرت بابا فریدالدین گنج شکر حضرت مرزا احمد صدیق جہانی بھی یقیناً مجدد تھے اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی اور حضرت جلال الدین تبریزی کا شمار بھی انہی میں ہے بہرکیف حتمی طور پر تو ہم کوتاہ فہم اور کوتاہ بین کچھ بھی نہیں عرض کر سکتے بجز اس کے کہ حضرت مجدد صاحب کے متعلق تمام خیال یہی ہے جہاں آپ کو اور شرف حاصل ہیں وہاں ایک بہت بڑی سعادت یہ بھی ہے کہ آپ کے سات فرزند پیدا ہوئے اور ساتوں درجۂ ولایت پر فائز ہوئے اور ہندوستان میں بزرگانہ حیثیت سے انہوں نے بہت بڑی شہرت و ناموری حاصل کی ۱۰۳۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سرہند شریف میں آپ کا عرس ہر سال زور شور کے ساتھ ہوتا ہے۔

حاسدین کی آزار رسانی

برے اور حاسد لوگ تو ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں اور اولیاء تو اولیاء انبیاء علیہم السلام کی جماعت مقدس بھی ان کے ہاتھوں اذیت و تکالیف اٹھاتی رہی ہے اولیائے کرام کو بھی ان سے دوچار ہونا پڑا اور اسی راستہ سے وہ گذرے چنانچہ آپ کو بھی اپنی جلالت قدر اور بلندی مراتب کے باوجود بدبیں اور دشمن افراد کے ہاتھوں صدمات اٹھانے اور کڑیاں جھیلنی پڑیں اور آپ ان کی آزار رسانی کے نشتروں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ بالخصوص ہمارے شیعہ بھائی تو ان کے جانی دشمن بن چکے تھے اس عہد میں انہیں سیاسی اقتدار بھی حاصل تھا اس لئے وہ آپ سے بہت جلتے تھے اور آپ کی ہر دلعزیزی انہیں ایک آنکھ بھی نہ بھاتی تھی کہیں آپ نے ایک رسالہ "رد روافض" بھی لکھ دیا جو نہایت پر زور اور مدلل تھا اس پر شیعہ دنیا میں آپ کے خلاف ایک جوش پھیل گیا قاعدہ ہے کہ بااقتدار رؤسا اپنے خلاف ایک لفظ بھی خواہ وہ حق و صداقت ہی پر مبنی کیوں نہ ہو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس عہد میں انکا طوطی بول رہا تھا نورجہاں بیگم مغفور کی پشت پناہی نے ان کے حوصلے بلند کر رکھے تھے اس لئے ان کے قلوب میں ایک آگ لگ اٹھی انھوں نے آپ کی آزار رسانی کی تدابیر سوچنی شروع کر دیں۔

ملکہ اور علمائے کرام کی مخالفت

آپ جامع ہوتے تھے بہت صاف گو کہتے تھے اور کھری کھری کہتے تھے برائی کے خلاف تو آپ کی زبان خنجر رواں بن جاتی تھی کہنے پر آتے تھے تو بجز حق کے سوا آپ کے سامنے اور کوئی چیز نہ ہوتی تھی کسی کی رو رعایت نہ کرتے تھے۔ مسائل تصوف بھی عریاں الفاظ میں بیان کرتے چلے جاتے تھے اسلئے علمائے وقت کا بھی ایک بہت بڑا طبقہ آپ کے خلاف ہو گیا اور اس کی مخالفت نے بھی معاندت کی صورت اختیار کر لی اس زمانہ کی طرح اس عہد میں علمائے ظواہر افلاس و بے اختیاری کی زندگی بسر نہ کرتے تھے بلکہ ان کی بڑی قدر و منزلت تھی حکومت کے بہت سے عہدے بالخصوص افتار، قضاۃ، صدر الصدور وغیرہ انہیں کے قبضۂ اقتدار میں تھے ملک کی تعلیم و تربیت کی عنان بھی انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ صیغہ تعلیم کے تمام عہدے انہی کے ہاتھ میں تھے۔ فقراء و صوفیاء تو خاموشی کے ساتھ عوام کے اخلاق کی اصلاح اور تبلیغ میں منہمک تھے اور روحانی مراحل ارتقا طے کرتے چلے جاتے تھے اسرار شریعت

اور غوامض تصوف پر انھیں کوئی عبور نہ تھا اس لئے یہ صوفیا پر بیجا اعتراض کرتے رہتے تھے آپ کی صاف بیانیوں نے انھیں بھی آپ کا مخالف و دشمن بنا دیا اور آپ کی قبولیت عامہ کو وہ ایک آنکھ نہ دیکھ سکے۔ انتہا یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے یگانہ روزگار فضلاء بھی آپ کی مخالفت میں سرگرم کار ہو گئے اور مسلسل دو سال تک شدت کے ساتھ آپ کی مخالفت کرتے۔ نورجہاں بیگم منقو تو اپنی تمام جمعیت کے ساتھ شیعہ حضرات نے بھڑکانے سے آپ کی مخالف تھی ہی پھر کیونکر ممکن تھا کہ آپ تکلیف و اذیت کے حربوں سے محفوظ رہ سکتے اور تنہ تنقید عوام مخالفین کی بے پناہ مخالفتوں اور معاندتوں کے آپ حریف بنے تھے۔

قید رہائی اور جہانگیر کی عقیدت

سب نے مل کر آپ کی شکایات کیں تعجب یہ نہیں کہ آپ پر دشمنوں کو وار کا موقعہ مل گیا بلکہ تعجب یہ ہے کہ آپ جتنے عرصہ بھی بچے رہے وہ کیونکر بچے رہے اس لئے کہ تنہا ایک نورجہاں بیگم ہی اپنے اختیار سے آپکو ہر ممکن نقصان پہنچا سکتی تھی فرمان صادر ہوا اور جہانگیر کے حکم سے آپ دربار میں طلب کر لئے گئے وہاں بہت سے علماء کا اجتماع تھا مختلف مسائل پر بحث شروع ہوئی جس میں خود جہانگیر بھی شامل تھا بحث نے تلخ صورت اختیار کر لی جہانگیر کو غصہ آگیا اور آپ قید کر دیئے گئے مخالفین اور معاندین کے گھروں میں گھی کے چراغ روشن ہو گئے اور مریدین و معتقدین کے حلقوں میں انتہائی اضطراب و غم کے جذبات پھیل گئے دو برس تک آپ برابر قید خانہ میں محبوس رہے آخر صداقت و سچائی کا آفتاب بلند ہوا اور سلطنت ہی کو نہ صرف یہ کہ اس نے آپ کو اس قید سے آزادی عطا کی بلکہ پاس بلا کر آپ سے معافی بھی مانگی اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کو محل میں رکھا جہانگیر کے اعتقاد کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ وہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے پاس سے علیحدہ رکھنا پسند نہ کرتا تھا دست بستہ اور مؤدب کھڑا رہتا تھا ہر قسم کی خدمات بجا لاتا اسی پر اکتفا نہ کر کے شہزادہ خرم (شاہجہاں) کو آپکا مرید بھی کرا دیا۔

شہزادوں اور ارکان دولت کی بیعت

شہنشاہ کا یہ رجحان اور شہزادہ کی بیعت دیکھکر وزراء و امراء بھی اس طرف متوجہ ہوئے عاقدین بیعت کے لئے آنے لگے اور سلطنت کے جتنے بڑے بڑے عہدیدار اور امراء تھے وہ سب کے سب آپکے مرید ہو گئے ابتدء مخالفین برداشت نہ کر سکے مخالفت شروع ہوئی ہمہ وقت سب لرزہ براندام رہتے تھے کہ خدا معلوم کس وقت آپ جہانگیر سے کیا لگا دیں اور کس مصیبت کا پہاڑ ہر سر پر ٹوٹ پڑے لیکن آپ فقیر تھے اور فقراء کبھی کسی کو مصیبت میں پھنسانا انتقام لینا یا کسی کی شکایت کرنا گوارا نہیں کرتے یہ علمائے ظواہر ہی کا کام ہے علمائے باطن کے اندر تو نفسانیت کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا اگر آپ انتقام لینا چاہتے تو آپ کو اس سے بہتر اور کونسا موقعہ مل سکتا تھا کہ خود شہنشاہ ہندوستان بہ آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور تمام ارکان دولت آپ کے حلقہ میں شامل تھے۔

نزول بلا کے متعلق پیشگی اطلاع

آپ صاحب باطن تھے قلب روشن تھا آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی آپ جانتے تھے کہ حق و صداقت کا آفتاب ایک روز بلند ہو کر رہے گا اور آپ کو ایک روز اس قید سے رہائی بھی ضرور نصیب ہو کر رہیگی قید ہونے سے کچھ روز پیشتر ہی آپ نے اپنے مریدوں سے کہدیا تھا کہ تم لوگ گھبراؤ نہیں مخالفت کا جو طوفان میرے برخلاف برپا ہے اس کے نتیجے کے طور پر کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچے گا عنقریب کوئی بلا نازل ہونے والی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر بلا انسان کے لئے باعث ترقی باطنی ہوتی ہے مقامات کھلتے چلے جاتے ہیں اس لئے خوفزدہ ہونے کی نہیں مسرت کی چیز ہے۔

جیلخانہ کی فضا تقدس سے لبریز

آپ نے جیلخانہ کے اندر قدم رکھا ہے تو وہاں کی فضا ہی روشن ہو گئی اولیاء اللہ کے سامنے ان کا فریضہ مقدم ہوتا ہے جس طرح کوئی نبی کسی حالت میں بھی فریضہ تبلیغ و ہدایت خلق سے ایک لمحہ کے لئے بے نیاز نہیں رہ سکتا اسی طرح کوئی ولی بھی خواہ وہ راحت میں ہو یا مصیبت میں ہو ہدایت اور امر بالمعروف کے وظیفہ سے غفلت نہیں برت سکتا جیلخانہ پہنچتے ہی اللہ کا یہ ولی اللہ کے بتائے اور سپرد کئے ہوئے کام میں پورے انہماک کے ساتھ مصروف ہو گیا وہاں قیدیوں کی رہنمائی و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا جو دل سے نکلتی ہے دل میں بیٹھتی ہے دل گرم ہوتا ہے تو اس سے نکلی ہوئی بات بھی اثر میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے قیدیوں پر آپ کی ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ ان میں ایک ردعمل پیدا ہو گیا وہ برائیوں اور گناہوں سے توبہ کرنے اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے اور کچھ ہی عرصہ میں یہ حالت ہوئی کہ جیلخانہ کی فضا بدل گئی جیلخانہ تو مجرموں اور گنہگاروں کا گھر ہوتا ہے اور اس میں ہر قوم اور ہر فرقہ کے قیدی ایک ساتھ رہتے ہیں چنانچہ ہندو اور سکھ قیدی بھی بکثرت تھے۔ بہت بڑا اور مرکزی جیلخانہ تھا وہ بھی آپکی تبلیغ سے متاثر ہونے لگے اسلام کی خوبیاں ان پر واضح ہونے لگیں اور دنیا اس حقیقت پر حیران ہے کہ اس بھرے جیلخانہ میں کوئی ایک ہندو بھی اور ایک سکھ قیدی ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کر لیا ہو اور تو اور ملازمین قیدخانہ بھی آپکے مرید ہو گئے ان میں بہت سے ایسے خوش نصیب بھی تھے جو مرید ہونے کے بعد آپ کی روحانی تربیت سے ترقی کر کے بہت آگے نکل گئے اور قلوب کیمیا بن گئے ان مریدین و معتقدین کے قلوب دنیا کی طرف سے سرد پڑ گئے تھے پنجوقتہ نمازیں ہوتی تھیں رات کے وقت تا دیر ذکر و شغل جاری رہتا تھا گناہ اور جرائم کی قوتیں ہی معدوم ہو کر رہ گئی تھیں نفسانیت مٹ چکی تھی جیلخانہ جیلخانہ ہی نہ معلوم ہوتا تھا یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا یہ کوئی خانقاہ ہے جسمیں فقراء مصروف ذکر و شغل ہیں حقیقت یہ ہے کہ جہاں سچا اور پرجوش رہنما موجود ہے وہیں نئی ہے دیکھ لیجئے کہ ایک فرد واحد نے محبس کی دنیا بدل کر رکھدی

مصائب قید و بند اور صبر و استقلال

ہزار عزت و راحت ہو مگر جیلخانہ پھر جیلخانہ ہے جس طرح سب کو اس میں تکالیف ہوتی ہے آپ کو بھی تکلیف تھی لیکن آپ نے یہ تمام مدت قید نہایت صبر و استقلال کے ساتھ گذاری اور اس تمام دوران میں ذکر و شغل میں مصروف رہے نہ کبھی اپنے دشمنوں کے لئے بددعا کی اور نہ شہنشاہ جہانگیر کی بدخواہی کا تصور پیدا ہوا اگر آپ چاہتے تو پوری کی پوری سلطنت بھی آپ کی ایک بددعا کی حریف نہ بن سکتی اور نہ آپ کے دشمن اس دنیا میں ایک لمحہ کے لئے سانس لے سکتے تھے لیکن فقراء دوست اور دشمن سب کو اللہ کی مخلوق سمجھ کر ان کے لئے دست بدعا ہی رہتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے بھی ستر گنا زیادہ مہربان ہے اور کوئی برا ہو یا اچھا سب کا درد ہے مخلوق نوازی سے دوستی

بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

خواب میں آکر کان اینٹھ دیئے ایک سید صاحب کو بھی آپ سے تلبی بغض پیدا ہو گیا تھا ایک روز کہیں آپ کے مکتوبات ہاتھ لگ گئے اور انھیں پڑھنے لگے ایک جگہ حضرت امیر معاویہؓ کی تعریف ان میں لکھی ہوئی تھی اس پر جو نگاہ پڑی بھڑک اٹھے برافروختہ ہو گئے اور مکتوبات کو اٹھا کر پھینک دیا اسی شب کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ:۔

"مجدد صاحب تشریف لائے اپنے دونوں ہاتھوں سے سید صاحب کے کان پکڑ کر فرمایا بے ادب تیری جسارت کی انتہا یہ ہے کہ اب تو میرے مکتوبات کو اٹھا پھینکتا اور میرے کلام پر اعتراض کرنے لگا ہے چل میں تجھے ابھی تیرے جد امجد حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لئے چلتا ہوں وہی تیری گوشمالی کریں گے چنانچہ اسی طرح کان پکڑے کھینچتے ہوئے انہیں دربار حیدری میں لے گئے اور سامنے پیش کر کے عرض کی کہ حضور دیکھئے میں نے جو مکتوبات میں حضرت امیر معاویہ کی تعریف کی ہے اس پر یہ حرف زنی کرتا ہے اور اس نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ ازراہ گستاخی میرے مکتوبات کو بھی دور غصب میں اٹھا کر پھینک دی حضرت امیر نے سید صاحب سے پوچھا بتا تو نے ایسا کیوں کیا کیا تجھے علم نہیں اور مشہور ہے کہ معاویہ اصحاب رسول اللہ ہیں ان بزرگوں سے کسی کو بغض و عناد رکھنا ہرگز روا نہیں بلکہ باعث عذاب و عقاب ہے شیخ احمد نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح لکھا ہے۔ اچھا یہ ابھی جاہل ہے اس کے سینہ پر ایک گھونسہ رسید کرو اور چھوڑ دو"

صبح سید صاحب جو اٹھے ہیں تو سینہ میں درد موجود تھا اسی وقت توبہ کی اور اٹھتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے معافی مانگی اور حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے یہی صاحب آستانہ مبارک سے واپس ہو کر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پاس آئے تو ان سے بھی خواب کی کیفیت بیان کی اس وقت شاہ صاحب بھی آپ کے مخالفین میں شامل تھے سنکر فرمانے لگے یہ سب لغویت ہے بضغاث احلام ہے انہیں آنا ہی کیا ہے وہ کچھ نہیں جانتے سید صاحب کی ابھی کہاں تک تسلی ہوئی تھی بولے شاہ صاحب آپ کو اولیاء اللہ کی کرامت و عظمت سے انکار نہ کرنا چاہیئے یہ اللہ کے دوست ہیں اور اس کے سایہ رحمت میں زندگی بسر کرتے ہیں نہیں مانتے اور اب بھی انکار ہے تو آیئے قرآن کریم سے پوچھ لیں جو جواب نکلے اسی پر عمل کریں اس کا فیصلہ ناطق ہو گا اور حقیقت خود سامنے آجائیگی دونوں نے وضو کیا اور قرآن کھول کر دیکھا تو یہ آیت نکلی رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اس نے تفاؤل سے شاہ صاحب کی بھی آنکھیں کھل گئیں توبہ کی اور حاضر ہو کر معافی مانگی۔

حضور غوث اعظم کی زیارت کرادی جالندھر میں آپ کے ایک مرید تھے جنہیں ایک عرصہ سے آرزو پیدا ہوئی کہ حضور غوث اعظم کی زیارت ہونی چاہیئے بہت کوشش کی مگر عرض کرنے کی جرأت ہی نہ پڑی آپ نے مرید کے دل کی حالت کشف سے معلوم کر لی کہ اس کی تمنا یہ ہے کہ اسے حضور غوث اعظم کی زیارت کرادی جائے۔ اندھیرا ہو چکا تھا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اور نام لیکر کہا جان محمد! قطب تارے کو تو پہچانتا ہی ہے دیکھ اور پھر دیکھ وہ ہے سامنے نظر جو اٹھائی تو اس تارے سے ایک سیاہ پوش سوار نکلے اور سرعت کیساتھ سامنے آکھڑے ہوئے حضرت نے مودب ہو کر سلام عرض کیا اور پھر اپنے مرید جان محمد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اسے تجھے بہت آرزو تھی زیارت کرلے حضور غوث اعظم آپ ہی ہیں چند لمحوں کے بعد آپ جدھر سے تشریف لائے تھے اسی طرف روانہ ہو گئے یہ تھی حضرت مجدد صاحب کی عظمت و کرامت کہ آن کی آن میں کھلی آنکھوں زیارت کرادی اور زیارت بھی ایک بزرگ اور جلیل ہستی کی اللہ اللہ کتنا متبرک زمانہ تھا۔

ان بزرگوں کے وجود سے دنیا کو کتنا فائدہ پہنچتا تھا لنگر خانے سے دونوں وقت کھانے تقسیم ہوتے تھے روزانہ ہزار ہا روپیہ فتوح کا تقسیم ہوتا تھا لوگوں کی حاجات پوری ہوتی تھیں ان کی صحبتوں سے برکات حاصل ہوتی تھیں روح کے سکون کا اہتمام تھا اخلاق مزین ہوتے چلے جاتے تھے ایمانوں کو تقویت حاصل ہوتی تھی مذہب کی اہمیت نظر میں قائم رہتی تھی غرض بیشمار فوائد پہنچتے تھے ایک دریائے فیض تھا جو بڑا لہریں لے رہا تھا اس زمانہ میں اپنی شدید بداعمالیوں کی وجہ سے ہم دنیا کی اس بڑی نعمت سے محروم ہو گئے۔

خواب میں قلب ذاکر شیخ الاسلام مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی بھی آپ کے بہت دلسوز تھے ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے آیات قرآنی پڑھ رہے ہیں آواز سنتے ہی قلب بیقرار ہو گیا اور شوق کی ایک آگ قلب میں بھڑک اٹھی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلب ذاکر ہے کئی روز تک برابر یہی عالم رہا آخر بہت شرمندہ ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگ کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

صحرا میں مرید کی امداد ایک اور صاحب سید محمد صالح آپ کے مرید تھے آپ نے اس نصیحت کے ساتھ بہر ایچ روانہ کیا کہ راستہ میں لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھتے رہنا اور اگر اتفاق سے کوئی مصیبت پیش آجائے تو مجھے یاد کرنا انہوں نے اس نصیحت پر عمل کیا ایک جنگل سے گزر ہوا تو وہاں ایک شیر کی دہاڑ سنائی دی اور غراتا ہوا آپ کی طرف بڑھا۔ گھبرا گئے پریشان ہو گئے آپ کو یاد کیا نظر اٹھا کر جو دیکھا تو آپ کو سامنے کھڑا پایا شیر بھاگ گیا۔

دربار نبوی میں دارا شکوہ کی شکایت واضح کیا جا چکا ہے کہ آپ کے ساتھ فرزند تھے اور ساتوں مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے ان میں حضرت شیخ محمد معصوم سب سے بڑے بھی تھے اور آپ کے خلیفہ بھی تھے جنہیں وصیت کی تھی کہ اپنی خانقاہ ہی کو اپنی سلطنت سمجھنا اور اپنے بوریہ کو مسند شاہی سے بہتر سمجھنا نہ صرف مرائے عالمگیری بلکہ خود شہنشاہ اورنگ زیب بھی آپ کا مرید تھا شہزادہ دارا شکوہ کو اسی وجہ سے آپ کی ذات گرامی سے سخت عناد ہو گیا تھا اور تمام سرہند والوں کے درپے آزار ہو گیا تھا اس نے عملی کوششیں کر دیں اور سب کو تکالیف پہنچانے لگا اپنی تکالیف تو گوارا کر سکتے تھے مگر مریدوں کی اذیت وہ بھی گوارا نہ تھی جب دارا شکوہ کی دراز دستیاں حد سے سوا ہو گئیں اور آپ حج کو تشریف لے گئے تو آپ نے وہیں روضہ نبوی پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے شکایت کی کہ شاہجہاں کا ولیعہد دارا شکوہ سرہند والوں کے لئے درپے آزار ہے وہیں حکم ہوا گھبرا نہیں کہ تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور اس کی گوشمالی کے لیے خنجر ایزدی کافی ہے" تذکرہ ادہیہ میں صاف لکھا ہے

کہ یہ اسی شکایت کا نتیجہ تھا کہ داراشکوہ کو ناکامی ہوئی اور وہ ارض ہند کی فرمانروائی کی آرزو ہی اپنے قلب میں لئے ہوئے موت کی نیند سوگیا۔

اورنگ زیب کو دعائے فتح

حضرت شیخ عبدالخالق حضوری حضرت آدم بنوری کے خلیفہ نے جوان کے روحانی بھتیجے تھے شاہزادہ اورنگ زیب کے کامیاب ہونے کے لئے دعا کی تھی خواجہ قطب خاں ہی نے ایک دفعہ عرض کی کہ اورنگ زیب اور داراشکوہ میں جنگ چھڑ گئی ہے آپ شاہزادہ کے لیے دعا فرمائیں اگر شاہزادہ تخت و تاج کا مالک ہوگیا تو میں خود ایک گاؤں آپ کی نذر کروں گا۔ آپ نے یہ سنکر سر جھکا لیا کچھ دیر مراقب رہے پھر تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ مبارک ہو کہ دارا کو شکست ہوگی اور شاہزادہ اورنگ زیب فتحیاب ہوگا۔ قطب خاں یہ سنتے ہی اچھل پڑا بہت خوش ہوا۔ اسے یقین ہوگیا کہ شاہزادہ ضرور کامیاب ہوگا اسے مژدۂ فتح سننے کا انتظار بےچینی کے ساتھ تھا چنانچہ کچھ ہی دن بعد خبر آگئی کہ اورنگ زیب کو اس جنگ میں بہت نمایاں فتح ہوئی اور آخرکار سریر حکومت پر فائز ہوگئے۔ قطب خاں نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بہت بزرگ تھے انہی کی دعا سے اورنگ زیب کو حکومت مل سکی۔

قبر کھدا کر شہادت دلائی

ایک صاحب ملا پائندہ تھے ان کے سامنے ایک دفعہ ایک شیعہ نے تبرا کہا انہیں سخت ناگوار گذرا اور جوش میں آکر اس کے سینہ پر اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ وہیں گر کر تڑپنے لگا اور کچھ دیر ہی بعد دم توڑ دیا سرہنگان شاہی نے گرفتار کرکے قاضی کی عدالت میں پیش کیا قتل کا جرم ثابت ہوگیا اس لئے سر قلم کئے جانے کا حکم صادر ہوگیا سخت پریشان و مضطرب ہوئے اور اسی عالم میں آپ کو یاد کیا ان کی آن میں ابن حضرت مجدد شیخ محمد معصوم کو اپنے سامنے کھڑا پایا جنہوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ آپ نے میرے مرید کے سر قلم کرنیکا جو حکم دیا ہے وہ کس بنا پر دیا ہے۔ قاضی نے کہا، ثبوت سے جرم قتل ثابت ہوگیا اور ملزم اپنی صفائی میں کوئی گواہ پیش کرنے سے قاصر رہا اس لئے میں اس حکم کے سوا انصاف کا کوئی دوسرا حکم دے ہی نہ سکتا تھا۔ فرمایا۔ گواہ اور شاہد کی ضرورت ہی کیا ہے آپ مقتول کی قبر کھود کر دیکھیں اگر اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا نظر آئے تو آپ میرے مرید کو سچا سمجھیں ورنہ اگر قبلہ کی طرف نظر آئے تو آپ کو نفاذ حکم کا اختیار ہے۔ معاملہ اپنی نوعیت میں بالکل عجیب تھا نئی بات کہی گئی تھی قاضی صاحب عدالت سے اٹھکر قبرستان میں گئے قبر کھدائی تو دیکھا واقعی اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا تھا رہا کر دیا۔

گرداب سے بچالیا

ایک صاحب پشاور کے رہنے والے تھے شیخ محمد صادق نام تھا گھوڑے پر سوار چلے جا رہے تھے جانور کے بدکنے سے گرے اور پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا دوڑتا چلا جا رہا تھا جانبری کی کوئی توقع نہ تھی۔ عین اسی عالم میں مرشد گرامی کو یاد کیا اسی وقت دیکھا کہ خود کھڑے ہوئے رکاب میں سے پاؤں نکال رہے ہیں پاؤں نکلتے ہی نظروں سے غائب ہوگئے۔ دوسری دفعہ یہی شیخ صاحب گرداب میں پھنسکر دریا میں ڈوبنے لگے یاد کیا فوراً نمودار ہوئے اور انہیں نکالکر کنارہ پر رکھدیا۔ ۱۰۷۹ھ میں وصال ہوا مزار سرہند شریف میں ہے اپنے عہد کے بڑے زبردست عالم اور شیخ وقت گذرے ہیں۔

اچھا کھانے پہننے کی تاکید

حضرت مجدد صاحب کے پوتے شیخ یوسف ... کے کمال طرفین کا یہ عالم تھا کہ جس فاسق کی نظر بھی آپ پر پڑ جاتی اسی وقت گناہوں سے تائب ہوجاتا۔ ایک دفعہ مرید نے غذا میں بہت کمی کردی آپ کو جو علم ہوا تو بلاکر کہا کہ صوفیہ میں بہت سے ایسے بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے قلت غذا کو اپنا شعار عمل بنائے رکھا ہے ان میں بلاشبہ بڑے بڑے بلندپایہ اور ذی مرتبت اولیائے کرام بھی تھے گویا یہ اپنا شعار ہے ہمارے طریقہ میں تقلیل غذا کی کوئی ضرورت نہیں ہمارے پیروں کے یہاں مجاہدات صحبت مرشد اور بصیرت قلب ہی سے تصرفات شروع ہوجاتے ہیں ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہمیشہ سنت نبوی پر عامل اور اللہ کی طرف متوجہ رہیں اور انوار الٰہیہ میں غرق ہوجائیں اس لئے مجھے یہ پسند نہیں کہ تم غذا میں کوئی کمی کرو عبادت کرو گناہوں سے بچو اور روحانی ترقی کرتے چلے جاؤ۔

نوابی میں فقیری کی

حضرت مجدد صاحب کے فرزند حضرت معصوم صاحب کے خلیفہ ایک بہت بڑے شخص تھے نواب مکرم خاں مجددی نے بڑا مرتبہ حاصل کرلیا تھا ان کا دسترخوان بہت وسیع تھا عمدہ غذائیں کھاتے اور مکلف لباس پہنتے تھے روحانی کمال کا یہ عالم تھا کہ جو بھی شریک طعام ہوتا اس کا سینہ انوار سے منور ہوجاتا اور باطن میں ترقی ہوجاتی فیض عام تھا جس نے کھانا کھالیا گویا اسے جسمانی اور روحانی دونوں غذائیں مل گئیں یہ امارت میں فقر کرتے تھے امیری میں فقیری کے لطف لوٹ رہے تھے اللہ تعالٰی نے دین اور دنیا دونوں کی نعمتیں عطا کر رکھی تھیں۔

قبر میں آنکھیں کھولدیں

خدائے قدوس نے عمر بھی طویل عطا فرمائی تھی ایک سو بیس سال کی عمر میں ہر قسم کے عیش اٹھا کر واصل بحق ہوئے امرائے عالمگیری میں تھے بڑا دبدبہ تھا [illegible]ھ میں جب انتقال ہوا ہے اور آپ کو قبر میں اتارا ہے تو آپ نے یکایک آنکھیں کھولدیں اور فرمایا ایک ضروری چیز ساتھ جانے سے رہ گئی شیخ کی کلاہ محل میں فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے اسے جاکر اٹھا لاؤ اور میرے سر پر رکھدو۔ کلاہ آگئی تو پھر آنکھیں بند کرلیں اور ابدی نیند سوگئے یہ تھے اللہ کے دوست۔ موت و زیست کے جھگڑے اور آئین و قوانین سب عوام کے لئے ہیں مقربین بارگاہ کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کی موت محض ایک ظاہری اور سانس کی موت ہوتی ہے ورنہ وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، دیکھئے قبر میں مرنے کے بعد بھی آنکھیں کھولدیں اور پھر جس نیند سے چونکے تھے اسی نیند سوگئے۔

علوم لدنی سے سینہ روشن

خواجہ سید آدم بنوری حضرت مجدد صاحب کے ایک جلیل القدر خلیفہ تھے علوم و فنون ظاہری سے بالکل ہی دامن تھے ایک لفظ بھی پڑھ لکھ نہ سکتے تھے مگر دل کی آنکھیں کھل چکی تھیں ایک روز ایک غیبی صدا کان میں آئی کہ قرآن کیوں نہیں پڑھتا عجز و الحاح کے ساتھ عرض کی رب قدیر! میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں تو ہر چیز پر قادر ہے میں تو کم علم ہوں اس دولت سے محروم محض ہوں تو ہی مہر کرم کردے دعا مانگی جائے اس عجز و الحاح اور خلوص کے ساتھ مانگی جائے اور پھر مانگنے والا بھی وہ ہو جو اللہ سے ڈرتا ہو گناہوں سے بچتا ہو اس کا اطاعت

شغلہ ہو اور پھر دعا قبول نہ ہو ممکن ہی نہ تھا دیئے جانے کو رحم آگیا دریائے کرم جوش میں آیا ایک نورانی ہاتھ غیب سے نمودار ہوکر سینہ مبارک سے مس ہوا جس کے ساتھ ہی سینہ علوم کا گنجینہ بن گیا۔ آن کی آن میں جملہ علوم کے کامل بن گئے جس مسئلہ پر کوئی بحث کرتا فوراً عالمانہ جواب دیتے بڑے پابند سنت تھے آپ کے لنگر سے ایک ہزار طلبا دونوں وقت کھانا کھاتے تھے۔

ہندو نازنین کا عشق زینہ کمال بنا

مجدد صاحب کے ایک نو مسلم خلیفہ شیخ محمد طاہر لاہوری ابتدا ہی میں مرید ہوگئے تھے۔ ایک دفعہ کہیں چلے جارہے تھے کہ ایک ہندو نازنین کی نگاہ برق پاش خرمن ہوش وحواس کو جلاکر خاکستر کردیا سب کچھ بھول گئے بعت کیسی نقد ایمان بھی اسی کی نذر کردیا اسلام ترک کیا اور زنار پہن لی اس کی گزرگاہ میں پڑے رہتے مندر جاتی تو وہاں زنار پہنے ہوئے گھس جاتے بری حالت تھی اس نازنین کے پرستار بن گئے تھے اس کے سوا اور کچھ نظر ہی نہ آتا تھا کھانا پینا سب ترک ہوگیا تھا۔ تصور تھا تو اسی کا مسرت حاصل ہوتی تھی تو اسی کے دیدار سے گلے میں غلامی کا طوق ڈالا تھا تو اسی کا حضرت مجدد صاحب کو جو علم ہوا تو چونکہ آپ کو ان سے بہت محبت تھی بہت رنج ہوا اور اسی وقت اللہ سے دعا کی کہ الہ العالمین میرے طاہر کو کفر کی دلدل اور عشق کی مصیبت سے نکال کر پھر مجھے عطا کردے اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کی دعا کبھی رد نہیں کرتا قبول کرتا ہے اور فوری کرتا ہے چنانچہ حضرت طاہر بیتابانہ حاضر خدمت ہوئے اسلام قبول کیا اور پاؤں پر پڑکر توبہ کی۔

دل ٹوٹ ہی چکا تھا عشق کی آگ نے ایک کے سوا ہر چیز کو جلاکر رکھدیا ایک ہی کو دیکھنے ایک ہی کو چاہنے ایک ہی کیسا ہنے ایک ہی کو یاد کرنے اور ایک ہی چوکھٹ پر سر جھکانے کا سبق سکھا ہی دیا تھا اب کیا تھا ایک نظر کی ضرورت تھی وہ مجدد صاحب نے ڈالدی قلب چمک اٹھا حجابات اٹھ گئے اور مطلع انوار بنکر اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوکر ہدایت خلق پر مامور ہوئے مجدد صاحب نے آپ کو لاہور کا شاہ ولایت مقرر کرکے وہاں بھیجدیا۔ زندگی میں بہت سی کرامات سرزد ہوئیں بہت مستغرق رہتے تھے۔

سکھوں کی جمعیت سے مقابلہ

آپکے آخری عہد میں سکھوں نے بھی سر اٹھایا تھا بغاوت کی تھی اور ہجوم کر کے سرہند پر چڑھ آئے تھے گورنمان کے مقابلہ سے عاجز تھا اس وقت اس کے پاس کافی فوج بھی نہ تھی اور آگرہ سے کمک پہنچنے میں وقت درکار تھا حالات نازک صورت اختیار کر گئے۔ مسلمانوں کو پریشان وسراسیمہ دیکھکر اور یہ سنکر کہ جس طرف سے گذرے ہیں انہوں نے مسلمانوں کو بری طرح ستایا ہے آپ کو جوش آیا اور خود ایک جمعیت لیکر مقابلہ کے لئے نکلے مگر اس اثنا میں ان کی قوت بہت بڑھ چکی تھی ان کے ساتھ جمعیت بھی کافی تھی حوصلے بھی بڑھے ہوئے تھے اسلحہ بھی ساتھ تھے اس لئے وہ بھاری پڑ رہے تھے اور سب کو یقین ہوگیا تھا کہ سکھ مسلمانوں کو کاٹ کر رکھدیں گے۔ یہ دیکھ کر عین اس وقت جبکہ سکھ آپ کی طرف بڑھ رہے تھے آپ چند فارسی اشعار پڑھکر ان کی طرف پھونکے جس کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ ان کے ہاتھ پاؤں شل ہوکر رہ گئے ان کی بندوقیں بیکار ہوگئیں اور اسلحہ نہ اٹھ سکے اور مسلمانوں کو کامیابی ہوئی یہ کرامت دیکھکر بکثرت سکھ اسلام لے آئے اور اسکے بعد آپ کے مرید ہوئے اور اس طرح آپ کی مجاہدانہ عزیمت بلاشک ...

مریدوں کے قلوب ذاکر

بہت مراقب رہتے تھے ذکر وشغل میں بھی بہت انہاک تھا جسے مرید کرتے تھے اس کا قلب ذاکر ہوجاتا تھا ذکر قلب کیا ہے؟ کہ وہ نور خداوندی جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وساطت سے سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے اس میں سے ایک چنگاری قلب کو باطنی طریق پر دیکر رکھدی جاتی ہے اور قلب ذاکر ہوجاتا ہے اس میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے وہ حرکت نہیں جو قلب پر ہاتھ رکھنے سے محسوس ہوتی ہے بلکہ ایسی حرکت جو ہاتھ رکھے بغیر اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے محسوس ہوتی رہی جس سے اللہ ہو کی آواز پیدا ہو اس کروٹ لیٹیں تو کانوں میں بھی صاف اور واضح طور پر اللہ ہو کی آواز گونجتی رہے یہ وہ حرکت ہے جو مرنے کے بعد بھی بند نہیں ہوتی اور دوسروں کو بھی صاف محسوس ہوتی ہے۔ اس کے معاوضہ میں کہ انسان کو ہمہ وقت عبادت ونماز کا ثواب ملتا ہے خواہ وہ سو رہا ہو یا کسی اور کام میں مصروف ہو۔

اس کی لاش قیامت تک نہیں گلتی اور مٹی اسے نہیں کھا سکتی اس وقت تک روح قالب سے نہیں نکلتی جب تک کہ شیخ آکر جنت میں اس کا مقام اسے نہ بتا دے ایسے بھی خوش نصیب ہیں جنھیں ذکر قلب ہی کے ساتھ ہی انوار نظر آنے لگتے ہیں یہ حرکت درحقیقت روشنی ہی ہے جو برابر بڑھتی رہتی ہے اور محنت وتوجہ سے وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ نگاہوں کے حجابات اٹھنے لگتے ہیں اور یہ روشنی صاف نمایاں ہوتی ہے۔ گو ذکر قلب تصوف وروحانیت کی ابجد ہے اور بالکل پہلی اور ابتدائی چیز ہے لیکن یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ مرشد گرامی کے کرم وتوجہ کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ ضرور بیس بیس تیس تیس سال کی متقیانہ ومعصومانہ عبادت معاصی سے قطعی گریز، کثرت نماز اور تواتر صوم سے بھی ایک مدت کے بعد حرکت پیدا ہوجاتی ہے مگر خفیف پھر کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی قیام ودوام شاذ ہی ہوا۔

محض زہد وعبادت اور کثرت نماز سے عرصہ دراز کے بعد ہوتا ہے تو صرف اتنا ہی لیکن مرشد کامل کی ایک نظر میں قلب ذاکر ہوجاتا ہے اور دائمی نماز کا ثواب تو اسی وقت ملنے لگتا ہے۔ انوار کا مشاہدہ تو مرشد کی توجہ کے بغیر قطعی طور پر غیر ممکن ہے عہد حاضر چونکہ معاصی ومناہی سے پر ہے اس لئے آج یہ چیز بڑی حد تک ناپید ہوچکی ہے کہیں کہیں نقشبندیہ خاندان میں اس کا وجود پایا جاتا ہے وہ بھی زیادہ تر ایسا ہے کہ کبھی تو حرکت ہے اور کبھی نہیں البتہ ہمارا سہروردی سلسلہ چونکہ اویسی طریق پر چلا ہے اور حضرت خواجہ بدرالدین شاہ ولایت سہروردی کا یہ کرم ہے کہ اس میں یہ تعلیم ابھی تک اسی شان کے ساتھ موجود ہے اور ابتداً ذکر قلب ہی بہ ہوتی ہے اور بہت جلد طالب مراحل باطنی طے کرتا ہوا اس منزل تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ جہاں اسے انوار کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے لیکن یہ سب کچھ متقیانہ زندگی پر منحصر ہے۔

گناہوں کی کثرت قلب کے ذکر کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ سب کچھ اسی وقت تک ہے جب تک طالب کم از کم کبائر اور بڑے بڑے گناہوں سے بچا رہے بہرکیف حضرت مجدد صاحب جسے مرید کرتے تھے اس کا قلب اسی وقت ذاکر ہوجاتا تھا اور جس کے اندر اہلیت اور شوق پاتے تھے اسے جلد آگے بھی بڑھا دیتے تھے بکثرت افراد آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور توبہ کی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ

خاندانی بزرگی وعظمت

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے جد اعلیٰ حضرت امیر عبدالسبحان خاندان چشتیہ علیہ میں مرید تھے اور آپ کی دادی شاہ عبدالرحمٰن قادری کے حلقہ ارادت میں شامل تھیں جو دنیوی ومالی اعتبار سے بہت ملند رتبہ کی حامل تھیں اسد خان وزیر اعظم کی بیٹی کا جو سلطنت مغلیہ کا ستون تھا ان کا بیٹا تھا شہزادی تھیں دونوں میاں بیوی نہایت عیش وکامرانی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور دولت وامارت کا جو بلند سے بلند مرتبہ تصور میں آسکتا ہے اس پر فائز تھے لیکن یک بیک عشق الٰہی کی چنگاری جو بھڑکی تو دونوں میاں بیوی ترک علائق کرکے ذکر وعبادت میں مشغول ہو گئے اور جو بشار دولت پاس تھی وہ سب راہ خدا میں لٹا کر صوفیانہ زندگی بسر کرنی شروع کردی خود فرمایا کرتے تھے کہ جو لطف ہمیں اس فقیرانہ زندگی میں حاصل ہوا ہے وہ امارت وریاست میں نہ تھا میاں بیوی پر فریفتہ تھے اور بیوی میاں پر نثار تھیں دونوں مجاہدات وریاضات میں مصروف رہتے تھے دونوں نے لباس درویشی زیب بر کر لیا تھا۔ جو بھی دادا اور دادی کی زندگی وعظمت کی داستان آپ کے والدین بھی صاحب دل اور عارف وقت تھے کیوں نہ ہوتے کہ تجلیات ربانی ورثہ میں ملی تھیں اور فوق بنکر رنگ وریشہ کو منور کررہی تھیں باپ آخر انہی ماں باپ کے تو جگر گوشہ اور تربیت پذیر فتہ تھے۔

والدہ محترمہ اسی نیک گھرانے میں بیاہ کر آئیں بزرگ ساس اور بزرگ سسر کی صحبت ملی شوہر کو بیگرانوار پایا خود بھی اسی رنگ میں رنگ کر ہمرنگ ہو گئیں۔

ذہانت اور علمی تبحر

مرزا صاحب انہی دادا دادی کے پوتے اور انہی روشن ضمیر ماں باپ کے لخت جگر تھے جتنا بلند مرتبہ اور علو حاصل کرتے کم تھا خاندان کا خاندان بیگر انوار بنا ہو تو پوتا بلحواے الولد سر لابیہ میدان تصوف کا شہسوار ہونا چاہیئے تھا۔ یہی ہلال جو آج افق پر نمودار ہوا تھا دیکھنے والی آنکھ نے اسی وقت بتا دیا تھا کہ یہ بہت جلد بدر منیر بنکر فضائے بسیط کو انوار وتجلیات سے منور کر دیگا اور یہی ہوا حقیقت میں انسان ابتدا میں کیا انتہا میں بھی موم ہوتا ہے اور صحبت اس کے لئے سانچے کا حکم رکھتی ہے یہ موم جس سانچہ میں پڑتا ہے اسی کی شکل اختیار کر لیتا ہے پہلا سانچہ تو آغوش مادری تھا خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرما چکے ہیں کہ ہر بچہ فطرت سادہ لیکر پیدا ہوتا ہے ماں باپ ہی اُسے فاسق کافر یا مسلم بناتے ہیں روحانی تقدس کے ساتھ ذہنی کمالات بھی اس خاندان کے ساتھ مختص تھے اور یہ چیز بھی آپ کو وراثت میں ملی تھی چنانچہ لہانی آغوش مادر سے نکل کر استاد کی زیر تربیت مکتب میں جو آئے تو آپ کے ذہن وذکا اور تیزی فہم وبصیرت نے معلم کو بھی متحیر کر دیا۔

جو پڑھا پڑھتے پڑھتے ازبر ہو گیا مکتب کی ابتدائی تعلیم ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں ختم کرکے آپ مدرسہ اعلیٰ میں داخل ہوئے تو وہاں بھی آپ کی ذہانت اور جودت طبع کی دھوم مچ گئی ہوشیار ذہین اور محنتی طلبا اساتذہ کی توجہات خصوصی کا مرکز بن ہی جاتے ہیں کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ اس کلیہ سے مستثنیٰ رہتے چنانچہ سبھی آپ کو زیادہ سے زیادہ بتانے اور جلد سے جلد آگے بڑھانے کی سعی کی سب نے آپ کی محنت وشوق کی داد دی سبھی آپ کی تعلیم کی طرف پوری توجہ کی یہ آپ کی ذہانت وشوق اور اساتذہ کی توجہات گرامی ہی کا ثمرہ شیریں تھا کا ابھی کچھ ہی تھے پندرہ برس ہی کی عمر ہونے پائی تھی کہ آپ قرآن تفسیر حدیث وفقہ منطق فلسفہ ریاضی تاریخ جملہ اصناف علوم پر حاوی ہو گئے۔ سند فضیلت حاصل کرلی جس وقت آپ نے مدرسہ کی چار دیواری سے قدم نکالا ہے تو ہر طرف آپ کی لیاقت وقابلیت اور ذہانت وتبحر علمی کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی۔

شفیق باپ کی موت کا صدمہ

اس نمبر میں آپ پڑھتے چلے آئے ہیں کہ شاہیر اولیا کو کچھ عمومیت ہی کے ساتھ ابتدا ہی داغ یتیمی ضرور سینہ پر کھانا پڑا ہے آپ کو بھی اس نورانی فہرست میں نمایاں جگہ حاصل کرنی تھی اس لئے آپ اس شرف سے بھی جو بصورت داغ آپ کو حاصل ہو رہا تھا محروم نہ رہے اور ابھی سولہ برس بھی نہ ہونے پائے تھے کہ سایہ شفقت پدری سر سے اٹھ گیا فطری چیز تھی ذکی الحس بزرگ تھے صدمہ ہوا اور بہت ہوا باپ سے بہت محبت تھی اس لئے کچھ دن کے لئے دل بجھ سا گیا اور افسردہ رہنے لگے۔

بدایوں میں بیعت وقیام

شکستہ دلی بڑی بڑی اصلاح کا سبب ہوتی ہے انوار ربانی ٹوٹے ہوئے قلوب ہی میں اپنا مسکن بناتے ہیں یوں تصوف کی چاشنی ابتدا سے لئے ہوئے تھے گھر میں آنکھ کھول کر اسی فضا کو چھایا ہوا دیکھا تھا لیکن علوم متداولہ کے شوق میں ادھر کچھ زیادہ توجہ نہ رہی تھی۔

تکمیل کے بعد تصوف ومعرفت کی طرف آپ کی توجہات مبذول ومرکوز ہوئیں اس شدت کے ساتھ کہ آپ دہلی سے تلاش مرشد میں نکل کھڑے ہوئے۔

آپ دہلی کے رہنے والے تھے آبائی وطن یہی سرزمین تھی جامع مسجد کے قریب ہی اس جگہ جہاں اب دریبہ آباد ہے آپ کا آبائی مکان تھا یہیں آپ کے اجداد رہتے تھے اور یہیں بیٹھکر حصول تبحر وکمال کے بعد آپ ہدایت خلق میں مصروف ہوئے آج اس نورانی ڈیوڑھی کا کوئی نام ونشان بھی نہیں جانتا غرض آپ دہلی سے نکل سیدھے بدایوں پہنچے جسے عہد اسلامی میں سیاسی وروحانی دونوں عظمتیں حاصل تھیں اس وقت یہاں حضرت سید نور محمد بدایونی کا طوطی بول رہا تھا طبیعت وولایت الٰہی کی تھی بڑا دربار تھا اور بڑا فیض تھا۔ سید صاحب شہنشاہ اورنگ زیب کے پیر حضرت شیخ محمد معصوم کے فرزند جلیل شیخ سیف الدین مجددی کے خلیفہ تھے کمالات عرفانی کا یہ عالم تھا کہ جس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیتے تھے وہ عاشق ربانی اور طالب مولا بنجاتا تھا آپ انہی کے مرید ہو گئے۔ ایک مدت تک آپ بدایوں میں سید صاحب کی خدمت میں رہے روحانی تعلیم حاصل کرتے رہے اور آپ کو مرتبہ کمال پر پہنچا کر خلافت وخرقہ

عطا کر دیا۔

انقطاب وقت سے استفاضہ

اس سے کچھ پیشتر آپ حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت خواجہ نقشبند سے بھی اویسی طریق فیض حاصل کر چکے تھے علاوہ ازیں شیخ محمد عبدالاحد شیخ حافظ سعد اللہ اور حاجی محمد افضل سے بھی آپ نے استفاضہ کیا یہ تمام بزرگ اپنے عہد کے کاملین و عارفین میں تھے اور سب سلسلہ مجددیہ سرہندیہ کے چشم و چراغ تھے لیکن آپ کا حصہ سید نور محمد بدایونی ہی کے پاس تھا۔ کمال انہی کی صحبت و خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور انہیں کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، خود بھی صحیح النسب سید تھے۔

دہلی میں مرجعیت و مقبولیت

آپ کے مرشد گرامی نے آپکو دہلی ہی میں ہدایت خلق اور اصلاح مسلمین کے لئے مامور کیا تھا۔ اس لئے آپ خرقہ خلافت حاصل کر کے دہلی واپس ہوئے، اور اپنے آبائی مکان میں بیٹھکر ہدایت میں مصروف ہوگئے اور بہت جلد مرجعیت عامہ حاصل کر لی بارہویں صدی ہجری میں دہلی کے اندر آپ کی خانقاہ نے امتیازی شہرت حاصل کر لی تھی آپ ہی کی قطبیت کا سکہ رواں تھا آپ ہی شیخ وقت سمجھے جا رہے تھے۔ ولایت آپ ہی کی تھی۔ آپ ہی کا آستانہ مرجع خلائق بنا ہوا تھا۔

ہدایت خلق اور مواعظ

آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اول تو آپ علوم منقول و معقول کے متبحر تھے دوسرے علوم تصوف میں قطبیت کا درجہ رکھتے تھے سینہ مبارک تجلی گاہ انوار بنا ہوا تھا دل میں عشق الٰہی کے شعلے بھڑک رہے تھے اسلئے جو زبان سے فرماتے تھے وہ سننے والوں کے قلوب میں اتر جاتا تھا رفتہ رفتہ یہ عالم ہوگیا کہ آپ کے مواعظ و تقاریر کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا ہزاروں مخلوق جلسہ میں شریک ہونے لگی جمعہ کے روز اول وقت ہی سے لوگ وعظ سننے کے لئے جمع ہو جانے شروع ہو جاتے تھے دوران وعظ میں سامعین پر ایک سناٹے اور سکتہ کی عالم طاری رہتا تھا ہزاروں انسانوں کے اجتماع عظیم میں سانس تک کی آواز بھی تو سنائی نہ دیتی تھی ہر شخص سراپا گوش بنا رہتا تھا بہت سے لوگوں کی چیخیں نکل جاتی تھیں۔ بہت سے دفور تاثر سے بیہوش ہو جاتے تھے ان جلسوں میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک ہوتے تھے اور بکثرت ہوتے تھے۔

بلا مبالغہ سینکڑوں ہزاروں ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بیشمار فاسق و فاجر اپنی بداعمالیوں اور گناہوں سے توبہ کر کے سچے مسلمان بن گئے ایک عرصہ تک فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہا۔

اطلاع انتقال دوستوں اور مریدوں کو

آپ جب دوستوں اور مریدوں میں بیٹھتے اور کچھ فرصت حاصل ہوتی تو فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام نعمتیں ایک ایک کر کے عطا فرمائیں جتنی مرادیں تھیں سب پوری ہوئیں صرف ایک نعمت ایسی ہے جو باقی رہ گئی ہے۔ اسکی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ میری اس آرزو کے پورے ہونے کا بھی بندوبست کر دے جب

ایک مدت کے بعد آپ کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے احباب اور خاص خاص مریدوں کو خطوط و مکاتیب لکھنے شروع کئے جو الوداعی تھے مریدوں کو تو یہی لکھا اور کہا دیکھو حوصلہ و ہمت سے کام لینا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا کہ میرا وقت آخری آگیا ہے۔" احباب اور مرید آپ کی زبان سے یہ الفاظ سنتے اور تعجب کرتے تھے کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں درانحالیکہ آپ بالکل تندرست ہیں کوئی بیماری نہیں مرض نہیں چہرہ مبارک پر نقاہت کے آثار نہیں کیونکر باور کر لیا جائے کہ آپ کو سفر آخرت درپیش ہے۔

مظہر تقدس پر پستول کا فائر

۱۱۹۵ھ میں محرم کی سات تاریخ تھی اور چہار شنبہ کی شب کہ دفعۃً کسی نے خانقاہ کے دروازہ پر دستک دی خادم نے باہر نکل کر دیکھا تو چند آدمی باہر کھڑے تھے جنہوں نے کہا کہ اندر جا کر حضرت سے ہماری طرف سے عرض کرو کہ ہم زیارت کے مشتاق ہیں اور دور سے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم حاضر خدمت ہو کر شرف نیاز حاصل کریں خادم نے واپس جا کر یہی گذارش کی آپ مسکرائے اور متبسمانہ فرمایا کہ اچھا بلاؤ چنانچہ تین شخص اجازت حاصل کر کے اندر آئے ان میں سے ایک شخص نے باقی دونا شخاص سے پوچھا کیا مرزا جان جاناں یہی ہیں۔ اثبات میں جواب پاکر اس نے فوراً آپ پر پستول سے فائر کر دیا جس کی گولی قلب مبارک میں پیوست ہو کر رہ گئی

قاتلین کی معافی کا اعلان

گولی دل پر پڑی تھی زخم کاری تھا آپ فوراً گرے ادھر قاتلین نے راہ فرار اختیار کی۔ ہر طرف ایک شور پڑ گیا غل مچ گیا جس نے سنا اپنی جگہ سے اٹھکر آپ کے کاشانہ معلٰی کی طرف دوڑا محلہ کا محلہ بیدار ہوگیا اور خانقاہ کے اندر انسان ہی انسان نظر آنے لگے۔ دربار میں بھی آپ کے تقدس کا چرچا تھا امراء اور فرمانروا تک آپ کی عزت کرتے تھے وہاں جو خبر پہنچی تو قلعہ بھر میں ایک ہیجان عظیم پیدا ہوگیا۔ علی الصباح امیر نجف خاں شاہی سرجن کے ہمراہ مع سامان ضروری حاضر ہوا اور زخم دکھانے اور مرہم پٹی کئے جانے کی استدعا کی یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ جراح کیا کر سکتا ہے شفا تو خدا کے قدوس کے ہاتھ میں ہے ساتھ ہی میں یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ تم اس امر کے شاہد رہنا کہ میں اپنے قاتلوں کو بخشتا ہوں اور اپنا خون معاف کرتا ہوں۔

واضح رہے کہ آج انگریزی قانون میں مجرمین قتل کے لئے مقتول یا ورثاء مقتول کی معافی کوئی اہمیت نہیں رکھتی نہ کوئی چیز ہے لیکن اسلام نے ایسی مالی و جانی نقصان کے مقدمات میں جن کا تعلق کسی فرد واحد کی ذات سے ہو اسے معاف کرنے معاوضہ لینے یا قصاص حاصل کرنیکا پورا حق ہے ثبوت کے بعد قاضی ورثاء مقتول یا مستغیث سے استصواب رائے کریگا اور اگر وہ معاف کرنے یا معاوضہ لینے پر تیار نہ ہوگا تو وہ بلا کسی تکلف حد شرع جاری کر دیگا۔ اسی بنا پر آپ نے پہلے ہی قاتلین کی معافی کا اعلان کر دیا یہ اصول ہے بھی درست اور قرین صواب اگر آج کسی کو نیپال یا ملکار یا سیوا کر کوئی قتل کر دے اور قاتل دار پر لٹکا دیا جائے تو اس سے ورثائے مقتول کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کی ٹانگ یا ہاتھ توڑ دے یا آنکھیں پھوڑ دے اور اسے چند سال کی سزا ہو جائے تو مستغیث کو تو اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا مجرم چند سال کی سزا بھگت کر

آجائیگا اور مستغیث اور اس کے بال بچے معاشی وجوہ سے معذور ہو کر عمر بھر فاقے کرتے رہیں گے۔

قرین عقل یہی تھا کہ فیصلہ میں مستغیث یا وارثانِ مستغیث کے نقصان کی تلافی کے پہلو کو مقدم رکھا جاتا۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے مستغیث کو پورا اختیار دیا ہے کہ جتنا اور جس قسم کا نقصان اسے پہنچا ہے اتنا ہی اور ویسا ہی نقصان وہ اسے عدالت کے ذریعہ سے پہنچا لے ظاہر ہے کہ جس نے کسی کا ہاتھ توڑا ہے وہ اپنا ہاتھ تڑوانے پر ہرگز راضی نہ ہوگا، وہ اس کے معاوضہ میں بھاری سے بھاری رقم دینے پر تیار ہو جائے گا جس سے وہ اپنی معذوری کی تلافی کر سکیگا قاتل بھی اپنی جان بچانے کے لئے مقتول کے وارثان کے حسب طلب معاوضہ دینے پر آمادہ ہو جائے گا جس سے اس کے ورثاء اپنی حالت سنبھال سکیں گے ورنہ انہیں یہ بھی اختیار ہے کہ معاف کر دیں یا سزا دلا دیں اس طرح ایک جان ضایع ہونے یا دو ہاتھ ٹوٹنے سے بچ جاتے ہیں اور مستغیث کو بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اس کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے موجودہ قانون سے مستغیث غریب کو تو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا لیکن اسلامی قانون سے اس کی تلافی ہی ہوتی ہے اور انصاف کا منشا بھی پورا ہوتا ہے اور عبرت بھی سب کو ہو جاتی ہے اتو بد معاش کہتے ہیں بات یہی کیا ہے زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا سزا ہو جائیگی بھگت آئیں گے لیکن جب وہ سمجھیگا کہ سزا مستغیث ہی کے منشا کے مطابق ہوگی کسی کا دانت توڑیگا تو اپنا بھی ٹوٹ جائیگا کسی کا ہاتھ توڑنا اپنا ہاتھ تڑوانا ہے کسی کو لنگڑا کرنا خود اپنی ٹانگ تڑوا لینا ہے چوری کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ہاتھ کٹ جائیگا اور دوبارہ پھر جائز طریق پر بھی روزی کے قابل نہ رہے گا آج دیکھ لیجئے کہ ہزارہا ایسے چور ہیں جن کی عمریں جیل خانہ میں کٹ گئیں اور چوری کی عادت نہ گئی جب چھوٹے پھر چوری کی دس دس بیس دفعہ سزا یاب ہو چکے ہیں اور جمہور کو ہزار ہا روپے کا نقصان پہنچا چکے ہیں قطع ید کی صورت میں پورا خوف ہوتا جرم کا استیصال بھی ہو جاتا اور جمہور کو بھی فائدہ پہنچتا۔ غرض آپ نے اپنے مفوضہ اختیار شرعی سے کام لیکر قاتلین کو پہلے ہی بخشدیا کہ اگر وہ گرفتار بھی ہو جائیں تو سزا اور پاداش جرم سے مصئون و مامون رہ سکیں یہ فقراء اور محض فقراء و صوفیاء ہی کا حوصلہ ہے کہ وہ قاتلین تک کو معاف کر دیتے ہیں اور دشمنوں تک سے درگذر کرتے ہیں ورنہ ایسے اشتعال انگیز اوقات میں تو یہ دل چاہتا ہے کہ اعداء کو چیر پھاڑ کر رکھدیا جائے جنھیں خوف خدا نہیں ہوتا وہ یہی کرتے ہیں۔ سکھوں ہندؤں عیسائیوں نے اپنے اقتدار و عروج کے زعم میں ہمیشہ کمزور ملل اور مفتوحوں کو کچلا اور چیر پھاڑا۔

لیکن مسلمان ہمیشہ اجتماعی حیثیت سے بھی رواداری برتتے رہے انہوں نے سب سے بلند اخلاقی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور کیوں نہ کرتے کہ اپنی طرح انہیں بھی خدا کی مخلوق سمجھتے تھے۔

وصال کی کیفیت اور خلقت کا ہجوم

زخم تو نہایت سخت اور کاری تھا عام انسان تو خواہ وہ کتنا ہی قوی ہوتا مگر اس کے بعد سانس بھی نہ لے سکتا لیکن آپ اس کے بعد بھی زندہ رہے اسے بھی آپ کی کرامت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا جمعہ کا روز آیا تو نماز کے بعد آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھی اور اس کے بعد الحمد الحمد کہتے ہوئے جان شیریں جان آفریں کے سپرد کر دی ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۹۱ھ میں یہ آفتاب علم و کمال غروب ہو گیا۔

جب آپ معاف ہی کر چکے تھے تو آپ کے قاتلین کا سراغ لگانے کے لئے بھی زیادہ توجہ سے کام نہیں لیا گیا تاہم مریدوں کے قلوب میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اس لئے وہ نچلے نہ بیٹھ سکتے تھے اور نہ بیٹھے انہوں نے اپنے طور پر بہت کوشش کے بعد پتہ لگا لیا کہ قاتلین شیعہ تھے جنہیں آپ کی ذات گرامی سے شدید عداوت تھی۔

آپ کے انتقال کی خبر سنکر شہر بھر میں ایک کہرام مچ گیا جنازہ مبارک کے ساتھ اتنا ہجوم تھا کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی اور سب کے چہرے حزن و ملال کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

ایک نظر میں انقلاب

ایک روز آپ اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بڑا ہٹا کٹا شخص دلیرانہ و مغرورانہ گھسا چلا آیا اور آپ کے سامنے پہنچ کر نہایت گستاخانہ الفاظ میں بولا۔ آپ بہت بزرگ بنتے ہیں بتائیے تو میں کون ہوں؟ اور یہاں کس غرض سے آیا ہوں؟ فرمایا کہ غیب کا علم تو خدا ہی کو ہے مجھے کیا علم ہو سکتا ہے یہ تو وہ جانتا ہے یا تو خود جانتا ہوگا بولا اچھا تو میں خود بتاتا ہوں میں آپ کے پاس اسلئے آیا ہوں کہ یہ دیکھوں کہ آپ کا طنطنہ رحمانی ہے یا شیطانی ہے۔

یہ سنتے ہی آپ کے ہاتھ سے عنان ضبط و تحمل چھوٹ گئی تصرف میں گستاخی و بے ادبی سخت ترین گناہ و جرم ہے بہت ناگوار گذرا غصہ آگیا ایک ہی تیز نظر اس پر ڈالی ہے کہ وہ منہ کے بل گرا اور گرتے ہی ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا اور چلایا کہ ہائے جل گیا۔ مر گیا میرا تمام جسم پھنکا جاتا ہے آگ لگی ہوئی ہے خدا کے لئے رحم کیجئے کرم فرمائیے اور مجھے اس عذاب و اذیت سے نجات دلائیے۔ میں توبہ کرتا ہوں معافی مانگتا ہوں آپ کی نگاہ غضب فوراً نگاہ کرم سے مبدل ہو گئی اپنی جگہ سے اٹھے اور اٹھکر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے اس کی حالت ٹھیک ہو گئی اب تو عالم ہی دوسرا تھا دنیا ہی بدل گئی تھی دل کی حالت تھا اور وہ گڑگڑا رہا تھا معافی مانگ رہا تھا پاؤں پر گرا اور آپ کا مرید ہو گیا۔

آپ کا ایک مرید محمد قاسم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں کسی کام کے لئے عظیم آباد جانا چاہتا ہوں آپ نے اجازت دیدی وہ عظیم آباد چلا گیا ایک مدت گذر گئی اور کوئی خیریت معلوم نہیں ہوئی گھر والے پریشان و سراسیمہ ہو گئے بالآخر اس کا بھائی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ بھائی کو گئے ہوئے ایک مدت گذر چکی تھی اور اس کی کوئی خیریت معلوم نہیں ہوئی تھی لیکن آج ہی میں نے یہ وحشتناک خبر سنی ہے کہ میرا بھائی عظیم آباد میں گرفتار ہو گیا ہے اور مقید ہے وہ آپ کا مرید ہے آپ اس کی رہائی کے لئے دعا فرمائیں یہ سنتے ہی آپ نے سر جھکا یا مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ گھبرانے کی بات نہیں اتنا ضرور تھا کہ ولایت سے اس کا کچھ جھگڑا ہو گیا اور جس نے ہر طرح مطمئن رہو ساتھ ہی میں تمہیں یہ خوشخبری بھی سناتا ہوں کہ کل تمہارے پاس اس کی خیریت کا خط آ جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا بھائی خوش خوش واپس گیا اور دوسرے ہی روز خیریت کا خط بھی آ گیا۔

قبر کے حالات کے متعلق استفسار

ایک دفعہ خانقاہ میں ایک

اور شخص علم کے باوجود اولیاء اللہ کی عظمت و کرامت کا بالکل منکر تھا اور ان کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کرتا رہتا تھا، آپ سے عرض کی ذرا تکلیف کر کے آپ میرے ساتھ قبرستان تشریف لے چلیں لوگوں کو آپ کا تنہا جانا گوارا ہی نہ تھا مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ کی بے تکلف اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لئے۔ اس نے آپ کو لیجا کر ایک قبر پر کھڑا کر دیا اور کہا یہ قبر میرے دوست کی ہے براہ مہربانی توجہ کر کے بتا دیجئے کہ اس وقت قبر میں ان کا کیا حال ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ بولتے ہوئے تجھے ذرہ برابر بھی شرم محسوس نہیں ہوتی تو اسے اپنے دوست کی قبر بتاتا ہے اور مجھے فریب دیتا ہے اس قبر کے اندر تو سرے سے کوئی مدفون ہی نہیں یہ تو ایک عورت کی قبر ہے واقعی قبر عورت کی ہی تھی اور اُسے اس کا علم بھی تھا اس نے تو یہ سمجھ کر آپ سے سوال کیا تھا کہ قبر کا حال نہ بتا سکیں گے کسی کو اندر کا حال معلوم ہی کیا ہو سکتا ہے۔ مگر اب جو یہ بھی بات معلوم ہو گئی تو وہ بہت شرمندہ ہی نہیں ہوا اسی وقت معافی مانگی اور قدموں پر گر کر مرید ہو گیا۔

نواب بیگم کی بیعت اور مراقبے

نواب مصطفٰی خاں بہت ذی اثر اور بارسوخ آدمی تھے بڑا قبلہ تھا بہت دولتمند بھی تھے ان کی اہلیہ آپ سے بیعت ہو گئی تھیں جن کے شوق اور خلوص کا اندازہ کر کے آپ نے انہیں تعلیم بھی کر دی تھی اور اتنا بتا دیا اور آگے بڑھا دیا تھا کہ مراقبہ کرنے لگی تھیں اور روزانہ ذکر و شغل بھی کرتی تھیں اور مراقبہ میں بھی مصروف رہتی تھیں۔ اس عالم میں جو کیفیات ان پر گذرتی تھیں ان کی تفصیلات اپنے خادم کے ذریعہ سے روزانہ آپ تک پہنچا دیا کرتی تھیں۔ ایک روز خادم نے شرارت کی اور بیگم صاحبہ کے حکم و اجازت کے بغیر ہی چلا گیا اور محض اس خیال سے چلا گیا کہ کون پریشانی اٹھائے اور خدا جانے بیگم صاحبہ کس وقت مجھے بھیجیں آپ کو اس کا علم ہی کیا ہو سکتا ہے جو کہہ دوں گا اسے صحیح باور کر لیں گے خادم جو آپ کے سامنے پہنچا ہے تو اس سے ایک لفظ بھی سنے بغیر آپ نے فرمایا کہ بیری بیگم صاحبہ تو ابھی تک مراقبہ میں بیٹھی ہی نہیں اور تو پہلے ہی سے چلا آیا خادم یہ سنتے ہی لرز اٹھا اور اسی وقت معافی مانگی۔

علما اور شیعی امرا کی مخالفت

یہ شاہ عالم کا زمانہ تھا یہی اس زمانہ میں سریر آرائے سلطنت تھا اور دہلی کے قلعہ سے اسی کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا ابھی تک مغلیہ حکومت کا طنطنہ بھی باقی تھا ہندوستان کے تمام صوبوں پر دہلی ہی کی فرمانروائی تھی اور شاہ عالم آپ کا بہت معتقد تھا اور آپ کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتا تھا۔ صوبیدار اودھ نے بنارس سے زربفت کے دو نہایت قیمتی اور اعلیٰ نفیس تھان بنوا کر بھیجے جو بادشاہ کو بہت پسند آئے اسی لئے اس نے انہیں فقرا و صوفیا کے لئے وقف کر دیا ایک تھان کی تو ٹوپیاں اور کلاہ تیار کرا کے اور فقراء کو بھیجدیں اور ایک تھان پورے کا پورا آپ کی خدمت میں ارسال کیا دربار کے شیعہ امراء کو بہت ناگوار گذرا کہ اتنے قیمتی اور نفیس تھان جو بڑے اہتمام سے تیار کرا کے بھیجے گئے تھے انہیں خود تو استعمال نہیں کیا اور فقراء کو دیدیا دینا ہی تھا تو یہ امراء کا حق تھا اور ہمیں ملنا چاہیے تھا انہوں نے خفیہ طور پر [illegible] سے بھی کہلا بھجا کہ یہ بھی آپ کے مخالف تھے۔

ہم بتا چکے ہیں کہ طبقہ علما بھی ہر زمانہ میں صوفیا کا مخالف رہا ہے گو آپ فقید المثال عالم بھی تھے تاہم علمائے ظواہر نے آپ کی مخالفت کا تہیہ کر لیا تھا۔ شیعہ اور علما سے جہاں تک ہو سکا برابر آپ کی مخالفت کرتے رہے اور انھوں نے آپکی آزار رسانی کی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اسی وجہ سے امرا نے انھیں مطلع کیا تھا۔

زربفت کی قبا میں ٹاٹ کا پیوند

امرا یہ سمجھتے تھے کہ بادشاہ نے اتنا گرانبہا تھان حضرت کو بھیجا ہے یہ ضرور اس کی قبا بنا کر بادشاہ کے پاس اس کی خوشنودی کے لئے اسے پہنکر آئیں گے اور اس طرح علما کو آپ پر اعتراض کرنے اور جمہور کی نظر میں آپ کو مبغوض بنانے کا موقعہ مل جائیگا اور اس کا کوئی جواب آپکے پاس نہ ہوگا۔ سب موقعہ کے انتظار میں تھے کہ جس وقت وہ زربفت کی قبا پہنکر دربار میں آئیں تو انھیں آڑے ہاتھوں لیا جائے آپ کے پاس شاہ عالم کا تھان پہنچا تو واقعی آپ نے اس پر مسرت و ابتہاج کا اظہار کیا اسی وقت آپ نے خیاط کو بلوایا اور فرمایا کہ اس تھان کی قبا تیار کر کے ہمارے لئے لے آؤ۔ اتفاق وقت تھا یا یہ آپ کی کرامت سمجھئے کہ وہ قبا کترتے وقت پردہ لینا بھول گیا گھبرایا ہوا آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ مجھ سے ایک بڑا قصور ہو گیا تھان کا تھان خراب ہو گیا اور پردہ لینا بھول گیا ہوں سنجیدگی سے عرض کی تو بات کیا ہے جتنے کپڑے کی ضرورت ہو بازار سے منگوا لو تمام دہلی میں کاریگر بر کپڑا تلاش کرایا گیا مگر اس قسم کا زربفت سارے بازار میں کہیں نہیں ملا خیاط بہت پریشان تھا فرمایا کچھ فکر کی بات نہیں اور کپڑا خریدکر اس کا پردہ لگایا گیا تو جھلک جائیگا اور فضول قیمت ضائع ہوگی یہ جو ٹاٹ کا فرش بچھا ہوا ہے اس میں سے تھوڑا اتار لو کہ اس کا پردہ لگا دے چنانچہ خیاط ٹاٹ کا پردہ لگا کر قبا لے آیا۔ جمعہ کے روز آپ نے اسی قبا کو پہن کر وعظ فرمایا۔ علماء و امراء تو اس خیال میں تھے کہ اتنی بڑھیا قبا پہننے پر آپ کو محل اعتراض بنائیں گے۔ یہ صورت جو دیکھی تو بہت شرمندہ ہوئے۔

غرور کی بنا پر امارت سے برخاست

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں شاہی دربار میں امارت کے عہدہ پر فائز ہوں ترقی نہیں ہوتی آپ دعا کیجئے کہ میرا منصب اور بلند ہو جائے اور تقرب شاہی نصیب ہو فرمایا کہ اچھا تین روز تک نماز عشا کے بعد اللہ الصمد پڑھا کر تیرا مطلب پورا ہو جائیگا اس نے یہی کیا اور تین روز کے اندر اندر اس کی آرزو پوری ہو گئی۔ چونکہ توقع اور حوصلہ سے کہیں زیادہ عروج حاصل ہو گیا تھا ظرف عالی نہ تھا۔ دماغ چل گیا حیثیت بدل گیا اور مغرور ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ نے ایک شخص کی سفارش اسے لکھی تو اس نے اس کی پرواہ نہ کی اس شخص نے حاضر ہو کر کہا کہ حضور امیر نے کام کرنا تو درکنار اس نے تو سلام تک لیا پرواہ بھی نہ کی میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیرا کام تو اللہ کر ہی دیگا مگر اس نے تیرا سلام نہیں لیا تو جا اب اس کا سلام بھی کوئی نہیں لیگا آپ کی زبان مبارک سے جو الفاظ نکلے تھے وہ پورے ہو کر رہے غرور کا نتیجہ اور گستاخی کا بدلہ ملا وہ بہ الزام کذب گرفتار ہو کر تباہ ہو گیا اور

سخت ذلت و رسوائی سے دوچار ہوا۔

وزیر اعظم کا عزل و نصب

رکن الدولہ حکیم رکن الدین خاں کی بھی ابتدا میں کوئی حیثیت نہ تھی بہت معمولی شخص تھے ایک دفعہ انھوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں بہت پریشان ہوں میرے لئے دعا کیجئے کہ میرے مصائب اور پریشانیاں دور ہو سا الدیہ ہے لئے بھی کوئی وجہ معاش پیدا ہو جائے۔ فرمایا جاؤ مطمئن رہو میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ تجھے بلند مرتبہ عطا فرمائیگا آپ کی دعا قبول ہوئی اور ایسی قبول ہوئی کہ نہ صرف یہ کہ ملازمت مل گئی بلکہ ایک قلیل وقفہ مدت میں ترقی کرکے وزارت عظمیٰ تک پہنچ گئے۔ تقرب سلطانی کا شرف حاصل ہوا اور دربار سے رکن الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ سب سمجھتے تھے کہ انھیں حضرت ہی کی دعا سے وزارت نصیب ہوئی ہے۔ ان کے پاس اگر کسی کی سفارش کارگر ہو سکتی ہے تو حضرت ہی کی ہو سکتی ہے چنانچہ آپ نے ایک عزیز کے کہنے پر خود اس کی سفارش وزیر اعظم سے کی۔

احسان ناشناسی اور غرور کی انتہا یہ تھی کہ رکن الدولہ نے آپ کے کہنے اور سفارش کرنے کی بھی پرواہ نہ کی۔ آپ کو سخت ناگوار گذرا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی روز وزارت سے معزول ہو گئے اور رسوائی و ذلت کی زندگی نصیب ہوئی۔ انسان جب ابتذال پر اتر آتا ہے تو وہ فی الحقیقت درندوں اور حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ وزیر اعظم جانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ حضرت کا درجہ کیا ہے انہی کی دعا سے وہ معمولی حالت سے بلند ہو کر وزارت عظمیٰ کے عہدہ تک پہنچا تھا کوئی ناواقف ہوتا یا مخالف طبقہ سے تعلق رکھتا تو ایک بات بھی تھی لیکن اس نے سب کچھ جانتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے دیدہ و دانستہ ٹھوکر کھائی گستاخی کی بے ادبی کی جس سے بڑھکر دنیائے تصوف میں اور کوئی گناہ ہی نہیں اور بھی کسی کا نہیں خود حضرت کا کہنا نہ مانا اور دوش تکبر میں یہ بھی خیال نہ کیا کہ جنہوں نے اتنا بلند کر دیا ہے وہ نیچے بھی گرا سکتے ہیں اس کا نتیجہ پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفیا نائب رسول ہوتے ہیں ان کی خوشی خدا کی خوشی اور ان کی خفگی خدا کی خفگی ہوتی ہے اور انہی کی خوشی و ناخوشی پر خدا کی خوشی و ناخوشی موقوف و منحصر ہوتی ہے رکن الدولہ نے آپ کو ناراض کیا خدا بھی اس سے ناراض ہو گیا اور اسے دوسرے ہی روز اپنے عہدہ سے معزول ہونا پڑا۔

جوش حاجت روائی مخلوق

آپ کے کاشانہ معلے کے عین مقابل ہی میں ایک بھڑبھونجے کی دکان تھی آپ صبح اول وقت الصبح نماز کے لئے مسجد میں جایا کرتے تھے بھڑبھونجا دن بھر محنت کرتا اور رات کو تھک کر سو رہتا اور الٹی سیدھی جیسی ممکن ہوتی چارپائی بچھا لیتا آپ ادھر سے گذرتے چارپائی الٹی دیکھتے اور اسے خود اپنے دست مبارک سے سیدھی کر دیتے ایک دفعہ اس نے ناگواری کے عالم میں آپ سے کہا کہ دن بھر تو محنت کرتا ہوں اور رات کو بھی اس وقت سونا ملتا ہے جب نصف شب گذر جاتی ہے۔ لیکن صبح ہی چارپائی سیدھی کر دیتے ہیں جس سے میری آنکھ کھل جاتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے ارشاد فرمایا کیا کروں مجبور ہوں جب ادھر سے گذرتا ہوں اور چارپائی الٹی دیکھتا ہوں تو صبر نہیں ہوتا اور سیدھی کر دیتا ہوں تو خود کیوں اپنی چارپائی سیدھی کر کے نہیں بچھاتا بولا جب لیٹنے کو آتا ہوں اس وقت ہوش کسے ہوتا ہے۔ نیند آنکھوں میں بھری ہوتی ہے الٹی سیدھی جیسی چارپائی ملتی ہے اس پر پڑ رہتا ہوں فرمایا تمھیں اس طرح تو تجھے ضرور تکلیف ہوتی ہوگی۔ اچھا یہ فرض بھی میں ہی ادا کر دیا کروں گا اس دن سے آپ کا یہ طریقہ ہو گیا کہ اس کی چارپائی خود ہی بچھانی شروع کر دی تاکہ خود اسے بچھانی نہ پڑے اور صبح کے وقت اس کی نیند میں خلل نہ پڑے خدا تعالےٰ کو اپنے بندوں سے بیحد محبت ہے وہ برے ہوں یا بھلے اسے سب کا خیال ہوتا ہے بندے ہونے کی حیثیت سے کسی کو کسی پر کوئی تفوق نہیں جب کسی بندے کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے ناگوار گذرتا ہے۔ اسی طرح جس طرح ایک باپ کو اپنے برے بیٹے کا بھی کسی غیر کے ہاتھ سے ستایا جانا گوارا نہیں ہوتا آپ کے کئی بچے ہوں ان میں سے ایک برا ہو آپ اس سے کتنے ہی خفا ہوں لیکن یہ تو آپ گوارا نہ کر سکیں گے کہ کوئی اس پر ظلم کرے ستائے اور اگر اس کے ساتھ کوئی حسن سلوک سے پیش آئے گا تو یقیناً آپ کو اس کا یہ فعل اچھا نظر آئے گا اور اس سلوک کو آپ اپنے ساتھ سلوک پر محمول کریں گے۔

یہی صورت اللہ تعالےٰ کی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ برائی کو اپنے ساتھ برائی اور ان کے ساتھ اچھائی کو اپنے ساتھ اچھائی پر محمول کرتا ہے عام دنیا دار تو اس کی پرواہ نہیں کرتے لیکن چونکہ صوفیا اسرار الٰہیہ سے واقف ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اس کے بندہ کو خوش کرنا ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی بندہ کا کوئی کام کیا جائے حاجت روائی کی جائے اور اس کی حاجت پوری ہو جائے تو حج اور عمرہ دونوں کا ثواب ملتا ہے اور اگر حاجت پوری نہ ہو تو بھی اس سعی پر عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام حسن کی یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ طواف بیت اللہ میں مصروف تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا فلاں کام کر دیجئے۔ آپ طواف چھوڑ کر بے تکلف اس کے ساتھ ہو لئے اور اس کا کام پورا کر آئے لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے اتنے بڑے فریضہ کو چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ہو لئے اس وقت آپ نے اسے مذکورہ حدیث سنا کر فرمایا کہ تم نے تو صرف حج ہی کا ثواب پایا لیکن میں نے حج اور عمرہ دونوں کا ثواب حاصل کر لیا یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام ہمیشہ غریبوں ضرورتمندوں ناداروں اور مجبوروں کی خدمت پورے جوش کے ساتھ کرتے رہے ہیں آپ بھی اسی لئے بھڑبھونجے کی چارپائی سیدھی کرتے رہے عام نظروں میں یہ کام ذلت آمیز شوکت وقار اور حیثیت کے منافی ہیں لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑے ثواب کے باعث ہیں جو بندے بنی نوع انسان کی خدمت میں سرگرم رہتے ہیں اور حاجت روائی خلق کو اپنا شعار بناتے ہیں انہیں روحانیت کی ترقی ہوتی ہے اور خدائے قدوس ان سے بہت خوش ہوتا ہے

امیرانہ معاشرت و رئیسانہ نفاست

آپ کے اخلاق بہت پاکیزہ تھے بہت متواضع رحمدل سیر چشم فیاض اور غریب پرور اور ذی مروت واقع ہوئے تھے طبیعت میں بہت انکسار تھا فقیرانہ اور صوفیانہ کمالات کے باوجود رنگ فقیرانہ

عنوان سے تنگدستی و فاقہ میں بسر نہیں کی نفیس اور مرغن غذائیں کھاتے اور اعلیٰ و مکلف لباس پہنتے تھے۔ بہت نفیس اور نازک مزاج واقع ہوئے تھے اتنے کہ بیک نظر اسے کوئی باور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوسکتا سلطان تانا شاہ فرمانروائے دکن اور نواب واجد علی شاہ فرمانروائے اودھ خود مختار بادشاہ تھے ان کی نفاست طبع اور نازک مزاجی کی داستانیں زبان زد خلائق ہیں لیکن آپ کی نفاست فقیری اور تصوف کیشی کے باوجود ان سے بھی بڑھی ہوئی تھی حضرت آپ ایک وزیر اعظم کے پوتے تھے مگر فقر و عرفان کی روشنی ایک مدت سے اس خاندان پر چھائی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ درزی آپ کے لئے کلاہ مبارک سی کر لایا اسے سر پر رکھتے ہی سر میں درد شروع ہوگیا حاضرین نے کہا کہ آپ ٹوپی سر سے اتار کر رکھ دیں تاکہ دماغ کو ہوا لگے اور سکون پیدا ہو بہت غور کیا مگر اس وقت سر درد کی کوئی وجہ خیال میں نہ آئی۔ بہت غور کیا تو معلوم ہوا کہ کلاہ کی بخیہ ٹیڑھی اور موٹی ہوگئی ہے جس سے ٹوپی کچھ تنگ ہوگئی سر پر درست نہیں آئی اسی لئے سر مبارک میں درد پیدا ہوگیا یہ تھی آپ کی نازک مزاجی۔

عبادات و مشاہدات

یہ محض آپ کا تصرف اور کمال ولایت تھا کہ اس نازک مزاجی اور نفاست طبع کے باوجود عبادات و مجاہدات میں نہایت انہماک تھا اور اس کا کوئی ناگوار اثر طبع مبارک پر نہ ہوتا اور ہوتا کیونکر یہ تو ہمیں لوگ ہیں جنہیں پانچوں وقت کی نماز بھی بار معلوم ہوتی ہے اور محنت کرتے دم نکلتا ہے آپ کے لئے تو عبادت انتہائی مسرت و لذائذ روحانی کا باعث تھی کس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے سامنے سے اٹھے صحبت محبوب سے زیادہ مسرت و تفریح اور عیش دوسری چیز اور ہو ہی کیا سکتی ہے محبوب بھی وہ جو محبوب حقیقی ہے جس سے زیادہ جمیل و حسین لازوال اور بخشنے والا اور اپنے محب کو محبوب بنانے والا صاحب عطا و محامد اور کوئی شخص تصور ہی میں نہیں آسکتا۔ پھر اس صحبت میں لذت کے بکاؤ کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہوسکتا ہماری نماز تو اندھوں کی نماز ہے لیکن فقراء کی نماز جیسا کہ ہم حضرت جلال الدین تبریزی کے بیان میں واضح کرچکے ہیں اقل درجہ یہ ہے کہ وہ عرش اعلیٰ پر پڑھیں وہ اس وقت تک نیت نہیں باندھتے اور تکبیر نہیں کرتے جب تک کہ اپنی نظر سے رب کعبہ کو نہ دیکھ لیں۔ ادھر انہوں نے نیت باندھی اور ادھر تیسری فضا میں پہنچ گئے دیدار ہونے لگا جمال یار کی تجلیاں نگاہوں کے سامنے آگئیں۔

وہ خواہ کتنی ترقی کرجائیں بشریت تو ان کے ساتھ ہی رہتی ہے کوئی نبی ہو یا ولی اس سے خالی نہیں سب گوشت و پوست کے بنے ہیں احساسات سب کے اندر موجود ہیں سب کو آرام کی خواہش ہے سب کو تکلیف ہوتی ہے محنت کا اثر بھی پڑتا ہے لیکن جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں ہمیں تجربہ ہے کہہ سکتے ہیں کہ محنت و مجاہدات میں شاید کچھ انہیں تکلیف ہوتی ہو مگر اس کے مقابلہ میں انہیں جو لذات حاصل ہوتی ہیں وہ اس تکلیف سے ہزارہا درجہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں وہ اس میں اتنے سرشار ہوتے ہیں کہ ان کا دل ہی نہیں چاہتا کہ مراقبہ و مشاہدہ سے اٹھیں اور نماز جلد ختم کریں یہی وجہ ہے کہ اتنی نازک مزاجی کے باوجود آپ رات رات بھر نماز و عبادت میں مصروف رہتے تھے پھر بھی دل نہ اکتاتا تھا۔ حقیقت میں نماز آپ کے لئے بڑی ہی دلفریب اور بڑی ہی محبوب چیز تھی عشا کے بعد جو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو صبح ختم کرتے تھے۔

عظیم الشان خانقاہ مدرسہ و لنگر خانہ

جہاں اب دہلی موہن لال دریبہ آباد ہے وہاں اس عہد میں آپ کی ایک عظیم الشان خانقاہ تھی عام مخلوق نوازی کے لئے ایک وسیع لنگر خانہ بھی تھا اور ایک رفیع الشان مدرسہ بھی بنا ہوا تھا جہاں طلبہ کو دماغی و روحانی تعلیم اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر دی جاتی تھی دور دور کے لڑکے تعلیم کے لئے یہاں آسکتے تھے بلا مبالغہ آپ کی خانقاہ سے اولیاء اللہ بڑی تعداد میں نکل کر طول و عرض میں پھیل گئے اور علماء بھی بڑے بڑے پایہ کے پیدا ہوکر مصروف کار رہا کرتے لنگر خانہ میں بکثرت کھانا پکتا تھا ہم سے ایک طرف طلباء و فقراء بے فکری کے ساتھ کسب علوم اور حصول ترقی روحانی میں مصروف رہتے تھے دوسری طرف مہمانوں اور مسافروں کی ملاقات کا اہتمام تھا اور تیسری طرف دہلی کی مخلوق فاقہ کشی کی اذیتوں سے یکسر محفوظ و مصئون ہوکر رہ گئی تھی۔

ضرور شیعہ امراء آپ کے خلاف تھے لیکن ظاہر ہے کہ جب خود بادشاہ وقت جس پر ہر بات ہو اور وہ خود کو آپ کی خاک پا سمجھتا ہو تو امراء و وزراء اور رؤسا پر اس کا اثر پڑے بغیر نہیں رہ سکتا بہت سے تو خلوص قلب سے آپ کے معتقد تھے اور بہت سے محض بادشاہ کی خوشنودی کے لئے یا اس کی دکھا دیکھی آپ کی مجلس میں آنے اور شریک ہوتے رہتے تھے اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت نہ تھی جو آج ہے دولت و ثروت کے مالک مسلمان ہی تھے پھر دولت بھی اتنی کہ اس کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا اس لئے فتوح و نذرانہ کے طور پر روزانہ ہزار ہا روپیہ آتا تھا جسے آپ روز کے روز مستحقین و غرباء کو تقسیم کردیتے ایک دریائے فیض تھا جو بڑا لہریں لے رہا تھا۔

حجرہ تجلیات و انوار سے روشن

بزرگانہ عظمت اور فقیرانہ کمالات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والی آنکھیں کھلی آنکھوں دیکھتی تھیں اور سب کچھ دیکھتی تھیں۔ جب مریدوں کی باطنی تعلیم میں مصروف ہوتے اور ان پر توجہ ڈالتے تو تمام حجرہ تجلیات و انوار سے بھرا نظر آتا۔ یہ ایک تو بھی کرامت تھی اس سے آپ کی اور آپ کے مریدوں کے عرفانی کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ جن مریدوں پر توجہ ڈالتے وقت یہ صورت رونما ہوتی تھی غور فرمائیے کہ ان کے قلب کس درجہ جلوہ گاہ انوار بنے ہوئے ہوں گے اور جس کی ایک نظر عام میں حجرہ کا حجرہ انوار سے معمور ہوجاتا تھا اس سے دلوں کی گہرائیوں میں کتنی روشنیاں پنہاں ہوکر رہ جاتی ہوں گی یہی وجہ تھی کہ آپ کے مرید نسبتاً ایک قلیل و مختصر مدت ہی میں بہت ترقی کرکے روحانیت کی بلند سے بلند منزل پر فائز ہوجاتے تھے۔

مرید کی توجہ سے قبر پر انوار کا ہجوم

آپ کے ایک مرید تھے میر اکبر علی انہیں تعلیم کردی تھی قلب روشن ہوگیا تھا پھر بھی ابھی کوئی بڑی ترقی نہ کی تھی یہ ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میری ایک عزیزہ کی طبیعت بہت ناساز ہے حالت اچھی نہیں معلوم ہوتی آپ ان کے لئے دعا فرمائیے آپ نے کوئی جواب نہ دیا دوبارہ دوبارہ گزارش کی پھر بھی آپ خاموش رہے جب تیسری مرتبہ بھی انہی الفاظ کا اعادہ

کیا تو فرمایا۔ اس کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اس کے متعلق اب دعا عبث ہے وہ صرف چندروز کی مہمان ہے چنانچہ یہی ہوا اور جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا چند روز کے بعد اس عورت کا انتقال ہو گیا چونکہ وہ آپ کے ایک مرید کی عزیزہ تھی اس لئے آپ اس کی تجہیز و تکفین میں خود بھی شریک ہوئے کچھ دیر بعد آپ نے اکبر علی کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا تم نے کسی وقت اس عورت پر توجہ ڈالی تھی عرض کی جی ہاں میں نے ایسا کیا تھا فرمایا یہی وجہ ہے کہ میں اس کی قبر پر انوار و تجلیات و برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس کا قلب لحد میں بھی ذاکر ہے۔ اسرار ناشناسان تصوف اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور یہ بھی ان کی سمجھ سے بالاتر بات۔ ہم اسی نمبر میں کسی جگہ واضح کر چکے ہیں کہ اویسی فیض اور آقائی خواجہ بدرالدین شاہ ولایت والی کے کرم کی برکت سے ابھی تک سہروردی سلسلہ میں ایک حد تک یہ چیز موجود اور ہمارے سلسلہ میں مرید ہونے سے پیشتر ہی قلب کی تعلیم کی جاتی ہے سلسلہ گو بہت مختصر ہے مگر معمولی سے معمولی مرید کے بھی دو دو تین لطائف جاری ہیں اسی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے آفتاب اور عارف وقت بزرگ شیخ محمد آفاق صاحب فاروقی سہروردی رئیس اعظم اٹول ضلع میرٹھ کے متعلق بھی ہمیں یہی مشاہدہ ہوا۔ ہم دہلی سے اٹول تعلیم کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کی ایک نوجوان عزیزہ سخت بیمار ہوئیں شیخ صاحب کو نازک حالت دیکھ کر کچھ رحم آیا توجہ ڈالی وقت آ گیا تھا مرنے کو وہ مر گئی کچھ روز بعد اس کے گھر والوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ مکلف اور شاہانہ لباس پہنے ہوئے ایک مرصع تخت پر متمکن ہے استفسار پر بولی میں اس قابل تو نہ تھی لیکن آفاق بھائی کا کرم ہو گیا۔ انہوں نے آخری وقت میں توجہ ڈال کر میرا قلب ذاکر کر دیا۔

اللہ کا فضل ہوا میں بخشی گئی نوازی گئی اور اب جنت میں عیش و سرور کی زندگی بسر کر رہی ہوں خواب بیک وقت کئی خواتین نے دیکھا تھا دوسرے ہی شیخ صاحب موصوف کے کاشانہ معلی پر حاضر ہوئیں اور خواب بیان کر کے اصرار کیا کہ ہمارے قلب بھی ذاکر کر دیئے جائیں شیخ صاحب مسکرائے اور یہ فرما کر باہر چلے آئے کہ یہ سب اللہ کا کرم ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔ ان کے متعلق اور بھی بہت سی پر انوار باتیں مشاہدہ میں آئی ہیں۔ لیکن یہ زمانہ تاریکی کا زمانہ ہے اول تو سچے مرشدین ہی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور سامنے آتے بھی ہیں تو صحیح مذاق اور سچی تڑپ رکھنے والے طالب نہیں ملتے ہم نے رنج و افسوس کے ساتھ مشاہدہ کیا ہے کہ جن لوگوں پر اللہ کا کرم ہوا ہے قلب و روح وغیرہ لطائف ذاکر بھی ہیں انہیں کوئی خالص توجہ نہیں۔

وہ آگے بڑھنے کی طرف توجہ نہیں کرتے نہ انہیں اس کی قدر ہے اس قسم کی بہت سی مثالیں ہماری کتاب ہفتاد اولیاء میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ہر حضرت مرزا کی شان تو بہت ارفع اور بہت اعلیٰ تھی اور ان کے مرید کی ایک نظر سے اگر اس کی حالت میں انقلاب پیدا ہو گیا اور حضرت کو اس کی قلب پر انوار و تجلیات جلوہ افروز نظر آئے تو تعجبات سے نہیں کہ وہ تو دو ڈھائی سو برس پیشتر کی بات ہے ہم تو آج بھی ایسے مظاہر بچشم خود دیکھ چکے ہیں۔

خانقاہ مظہریہ اور ذکر قلب

حضرت شیخ جمال اللہ نوشاہی جو اسی سلسلہ کے مرید تھے ان کی حالت میں بھی بہت ترقی ہو چکی قلب ہمہ وقت ذاکر رہتا تھا بعض اوقات تو لوگ اس کی آواز بھی سن لیا کرتے تھے۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء کے لئے یہ بات بہت بڑی تھی اور ہمیں بھی اس کی عظمت تسلیم ہے لیکن جیسا ہم عرض کر چکے ہیں کہ سلسلہ سہروردیہ میں آج ایسے مبتدی بھی موجود ہیں جن کا ایک قلب ہی نہیں سات سات لطائف ذاکر ہیں اور ایسے بھی ہیں جن کی ہر رگ و ریشے میں حرکت انوار آئینہ نمایاں ہے اگر مریدوں میں آج بھی وہی حوصلہ مندی اور جفاکشی پیدا ہوتی جو آج دو تین سو سال پیشتر نظر آتی تھی تو آج بھی سینوں میں قلوب مطلع انوار بنے ہوتے۔ غرض مظہریہ خانقاہ عالیہ کی برکات و کرامات بدیہی تھیں جو اس کے اندر قدم رکھتا تھا کامل بن کر نکلتا تھا۔

دعا سے سن یاس میں اولاد

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی سجادہ نشین ہوئے جو بہت بڑے عارف تھے ایک عرصہ تک سخت سے سخت مجاہدات کئے اور جنگلوں اور کوہستانوں میں ریاضتیں کرتے رہے بڑی بڑی محنتیں کیں اور بڑی بڑی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں ایک روز ان کے ایک مرید کی جوان اور اکلوتی بیٹی شکار اجل ہو گئی اس کے یہاں تعزیت کے لئے گئے اور فرمایا کہ صبر کر کہ اللہ کی مرضی یہی تھی خدائے ذوالجلال تجھے اس کے عوض میں ایک سعادت مند فرزند عطا کریگا۔ فرمایا حضور ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہو چکے ہیں سن یاس کو پہنچ چکے ہیں اب ہمیں اولاد کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے ارشاد فرمایا یہ درست ہے مگر اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے تجھے بیٹا ضرور ملیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا بیوی حاملہ ہوئیں اور نو ماہ کے بعد ان کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔

ڈوبتے ہوئے اونٹ بچ گئے

ایک تاجر بہت سا مال تجارت لئے ہندوستان آ رہا تھا اونٹوں پر بکثرت مال لدا ہوا تھا دریائے سندھ کو عبور کرتے ہوئے اس کے تمام اونٹ ڈوبنے لگے ہزاروں روپے کا نقصان ہوا جاتا تھا اور اس کی حالت نہایت قابل رحم تھی تدبیر کی منزل تو ختم ہو چکی تھی اب دعا ہی کا کام تھا وہ آپ کا شہرہ سن کر آپ کی طرف رجوع ہوا اور کہا اگر حضور میرے اونٹ اس دریا سے بخیر و سلامت نکل آئے تو میں روغنی روٹیاں پکوا کر درویشوں کو تقسیم کروں گا۔ آپ کے لئے بات ہی کیا تھی ابھی الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ تمام کے تمام اونٹ سطح آب پر نمودار ہو کر کنارہ پر آ گئے اور اس کا ایک پیسہ کا بھی نقصان نہ ہوا اللہ کا شکر ادا کیا اونٹوں سمیت دہلی آیا اور سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا اور وہیں روغنی روٹیاں پکوا کر خانقاہ کے تمام درویشوں کو کھلائیں۔

برہمن زادہ کا اسلام

آپ اپنے مرشد گرامی کی سنت کے مطابق ہر جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے اور مجلس میں بڑا اجتماع ہوتا تھا ہر مذہب و قوم کے افراد اس میں شریک ہوتے تھے ایک مرتبہ ایک نوجوان برہمن بچہ مجلس میں آ گیا چونکہ ایک نہایت دولتمند اور معزز خاندان کا چشم و چراغ تھا اور بہت وجیہ و خوبصورت بھی تھا سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں اور بے اختیار دل چاہا کہ اب یہ جلسہ میں آ گیا ہے تو اسلام بھی قبول کر لے آپ نے نور باطن سے لوگوں کے دلوں کی حالت معلوم کر کے ایک نظر جو اس پر ڈالی ہے تو آنکھوں فاناً اس کی حالت بدل گئی جنیو توڑ کر پھینک دیا اور آپ کی طرف بڑھا اور اسلام قبول کر کے اٹھا تو

غائب بیٹا مل گیا

آپ اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نہایت پریشان و سراسیمہ آپ کی خدمت میں آیا اور

سامنے بیٹھے بیٹھے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بولا میرا بیٹا ایک عرصہ سے غائب ہے بہت تلاش کیا بہت ڈھونڈا اس کا کوئی پتہ نہیں چلا حضرت پریشان ہوں خدا کے لئے دعا کیجئے۔ رحم آگیا کچھ دیر مراقبہ کر کے ارشاد فرمایا گھبراتا کیوں ہے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں گھر جا کر تو دیکھ تیرا لڑکا تیرے گھر ہی میں موجود ہے اسے یقین تو نہیں آیا لیکن حکم کی تعمیل میں چلا گیا۔ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ واقعی اس کا بیٹا اس کے گھر میں موجود تھا اس نے متعجب ہو کر بیٹے سے پوچھا تو کہاں تھا اور یہاں کیسے پہنچ گیا کہنے لگا کہ میں یہاں سے بہت دور ہزاروں کے فاصلہ پر ایک شہر میں تھا ابھی ابھی مجھے ایک جھٹکا لگا فوراً ہی آنکھیں بند ہوئیں دیکھا تو اپنے گھر میں موجود تھا۔ اولیاء اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی قوتیں عطا کی ہیں کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

مادی دنیا ہی میں دیکھئے کہ جنھیں کلکٹروں گورنروں درباروں اور نوابوں کی بارگاہ میں پورا رسوخ حاصل ہو جاتا ہے تو انھیں بھی راجاؤں اور فرمانرواؤں کی طرف سے بڑے بڑے اختیارات عطا ہو جاتے ہیں سیاہ و سفید کے مالک بنا دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنے اختیارات سے جسے چاہیں بڑھا گھٹا سکتے ہیں اور جو فائدہ و نقصان چاہیں پہنچا سکتے ہیں پھر اولیاء اللہ کے متعلق کیوں شکوک و شبہات کئے جا سکتے ہیں جو دربار خداوندی کے مقرب ہوتے ہیں جن کے لئے دریا کو صحرا اور صحرا کو دریا بنانے کے اختیارات ہی عطا کرنے بہت ہی معمولی امور ہیں بے نیاز ہستی ہے رحمن و رحیم ذات ہے جو بھی جسے عطا کر دے کم نہیں۔ یہیں یہ بہت بڑی باتیں نظر آتی ہیں کہ کسی کو وزارت پر پہنچا دیا کسی کو تخت و تاج کا وارث بنا دیا۔ کہیں بیٹھے بیٹھے اونٹ بٹھا دیئے ہیں آن کی آن میں دور دراز سے کسی کو بلوا دیا لیکن دنیائے روحانیت میں یہ بہت معمولی باتیں ہیں۔ فقر کے صد ہزار مدارج ہیں چند رہویں ہی درجہ پر پہنچ کر انسان سے کرامات کا صدور شروع ہو جاتا ہے گویا جن چیزوں اور جن کرامات کو ہم حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ فقر کی بہت ابتدائی منازل ہی میں شروع ہو جاتی ہیں ہم انہیں خواہ کتنی ہی اہمیت دیں لیکن عارفین کے نزدیک اسے ہرگز کوئی کمال نہیں سمجھا جاتا۔ دیکھئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی حالت مجاہدات کے آغاز کے چند ہی سال بعد یہ ہو گئی تھی کہ "مر جاؤ چڑیوں" کہا تو چڑیاں مر گئیں۔ پھر "اڑ جاؤ چڑیاں" کہا تو چڑیاں زندہ ہو کر اڑ گئیں اس واقعہ کے بعد ہی انہوں نے بڑے مجاہدات کئے روزہ رکھا۔ چلہ معکوس کیا یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جب خواجہ غریب نواز دہلی تشریف لائے ہیں تو آپ فرط ضعف سے اٹھ بھی نہ سکے، اٹھے تو گر پڑے اور چشم ہائے مبارک پرنم ہو گئیں اس وقت خواجہ غریب نواز نے یہ کہا کہ قطب الدین کب تک اسے مجاہدات میں جلائیگا اب کچھ عطا کر۔ دیکھا آپنے یہ ہے فقر و عرفان کہ ادھر کی طرف سے چڑیوں کو مارنے اور جلانے کی قوت ہی عطا ہو چکی اس کے بعد بھی کہا سال تک مجاہدات کئے ہیں مرشد کامل کی زیر تربیت ہیں برابر مراحل ارتقا طے کرتے چلے جا رہے ہیں ابھی فقر کے اعتبار سے کچھ نہیں ملا ہے اور اب ارشاد ہو رہا ہے کہ سب نہیں "کچھ دیدو" اور اس کے بعد ہی کچھ ملتا ہے جب صورت یہ ہے تو پھر محض کرامات کی نوعیت ہی پر کوئی معترض ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تصوف و فقر کی عظمت اور غیر محدود ترقیات پر نظر نہیں ہے اس لئے ایسے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں یہ تو دنیا ہی دوسری ہے اس فضا میں اگر تو انسان مسجود ملائک بن جاتا ہے اور اس کی پرواز حد ادراک سے بھی پرے ہوتی ہے ان کے اختیارات کی حدود تصور میں بھی نہیں آ سکتیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ عہد حاضر کے تعلیم یافتہ ہر چیز کو اپنے محدود تجربہ اور محدود علم و عقل سے جانچتے اور اسی کے مطابق حکم لگا دیتے ہیں یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی تاریخ کا پروفیسر ریاضیات سے ناواقف محض ہوتے ہوئے بھی اس کے کسی پیچیدہ سوال کی نوعیت پر اعتراض کرے یا ریاضی کا پروفیسر عربی ادبیات پر حرف زنی ہو جس علم کی ابجد سے بھی واقفیت نہ ہو اس پر اعتراض کرنا خود اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اس وقت بہت سے علوم ایسے ہیں جن کے ماہر دوسرے علوم کے مسائل سے واقف نہیں اگر ریاضی کا کوئی سوال ہماری سمجھ میں نہ آئے یا فلکیات کے کسی مسئلہ کو ہم سمجھ نہ سکیں تو اس سے وہ مسئلہ غلط نہیں ہو جائے گا بلکہ اس میں ہماری عقل و فہم ہی کا قصور سمجھا جائیگا۔ یہی صورت فقر و تصوف کی ہے لوگ اس سے بالعموم ناواقف ہیں اور ان کی سمجھ میں بات آتی نہیں لیکن اپنی تعلیم یافتگی کے زعم میں ہمارے خلاف بنا دیتے ہیں۔

مرزا جان جاناں کی تعلیمات

حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات بہت بصیرت افروز ہیں فرزندان توحید کو چاہیئے کہ انھیں بغور پڑھیں اور ذہن نشین بنائیں ارشاد ہے کہ:۔

"دل ایک ہی تو ہے جب اس میں دنیا کی محبت سما گئی پھر اللہ کی محبت کہاں رہ سکتی ہے وہ دوئی کو گوارا ہی نہیں کرتا۔ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے جب دل [illegible] ہو جاتی ہے تو یہ انسان سے یقیناً گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں۔ طالب حق کو چاہیئے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی مولا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ فرماتے ہیں مرد چار قسم کے ہوتے ہیں طالب دنیا۔ طالب عقبیٰ۔ طالب عقبیٰ و مولا۔ اور طالب مولا۔ طالب دنیا نامرد ہے طالب عقبیٰ مرد ہے۔ طالب عقبیٰ و مولا جوانمرد ہے لیکن جو صرف طالب مولا ہے وہ فرد ہے اور اس کی حیثیت یگانہ ہے اور وہی صد ہزار احترام کے قابل ہے۔

جنازہ کے ساتھ قوالی

لکھا جا چکا ہے کہ آپ بتول کے فائر سے شہید ہوئے تھے اور آپ کو شہادت کی تمنا بھی بہت تھی پہلے سے آپ نے اپنے احباب اور مریدوں کو الوداعی خطوط بھی لکھ دیئے تھے حالانکہ آپ بالکل تندرست معلوم ہوتے تھے ساتھ ہی آپ نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ حضرت شاہ بہاء الدین نقشبندی کی یہ رباعی پڑھی جائے کہ میں زندگی بھر اسے پسند کرتا رہا ہوں اور یہ بہت موثر اور کارآمد رباعی ہے؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

مرزا صاحب کے مایہ ناز خلیفہ

حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی آپکے مایہ ناز خلیفہ تھے جنہیں آپ نے "علم الہدیٰ" کا خطاب عطا فرمایا تھا اور جن کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"اگر اللہ تعالیٰ کل بروز حشر مجھ سے سوال کریگا کہ دنیا سے میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ اور تو کچھ نہیں صرف ثناء اللہ کو لایا ہوں تو میری طرف سے اسی تحفہ کو قبول کرلے علوم ظاہری میں انہیں درجہ تبحر حاصل تھا اتنا کہ اس زمانہ میں ان کا کوئی ہمسر ہندوستان میں موجود نہ تھا آپکی تصانیف نہایت عالمانہ ہیں اور بکثرت ہیں۔ آپکی تفسیر بھی معانی و حقائق سے لبریز ہے ۱۲۲۵ھ میں رہگذرائے عالم بقا ہوئے مرقد مطہر پانی پت میں زیارتگاہ خلائق ہے۔

ہائے میری بیوی

ہائے میری بیوی کا نعرہ لگا کر بے ہوش ہو جانا کون سی عقلمندی ہے۔ سب کے سامنے بیوی کی تعریفیں کرکے خوش ہونا بھی عقلمندی نہیں جتنی کہ اس کی صحت کا خیال رکھنے میں ہے۔ جب آپ اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوئے بیوی کی ہمدردی اور محبت کا ذکر کرکے خوش ہوتے ہیں تو آپ کو معلوم نہیں کہ ٹھیک اسی وقت گھر میں بیٹھی ہوئی

آپ کی بے زبان بیوی روتی ہے

کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر تھوڑے دن تک یہی کیفیت رہی تو اس کی جوانی اور شباب سفید بیماری کی نذر ہو جائے گا۔ سفید پانی کی بیماری وہ خوفناک بیماری ہے جس کا انجام ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت سفید پانی کی بیمار ہے یعنی وقت بے وقت .... سے سفید رطوبت خارج ہوتی ہے تو آپ کو یقین کرنا چاہئے کہ وہ بڑی دردناک بیماریوں میں مبتلا ہونے والی ہے۔ کیونکہ سفید رطوبت دراصل زندگی اور جوانی کا اصلی جوہر ہے اور وہ بے ضرورت بدن سے خارج ہو رہا ہے۔ اس مرض کو سیلان الرحم بھی کہتے ہیں۔ اور جب عورت اس بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے تو

اُسکے خفیہ جسم سے سفید پانی گرنے لگتا ہے

بعض اطباء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ عورت کی جوانی کے لئے سب سے زیادہ قاتل چیز اور شباب کو ملیامیٹ کرنے کے لئے سفید رطوبت کی بیماری ہے۔ اور اگر اس کا جلد سے جلد مناسب علاج نہ کر لیا جائے تو عورت عورت ہی نہیں رہتی۔ لہذا اگر کوئی عورت اس مرض میں گرفتار ہے تو اسے چاہئے کہ

دنیا کا ہر کام چھوڑ دے

اور سب سے پہلے اپنی زندگی کو بچانے کا انتظام کرے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں کافی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ غلط فہمی ہے۔ ہرگز زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ اس بیماری کو نیست و نابود کر دینے کے لئے اور مکمل تندرستی حاصل کرنے کے لئے

صرف تین روپے کافی ہیں

دنیا کے لاتعداد ڈاکٹر اور طبیب اپنے ہاتھوں اور دیکھی آنکھوں تجربہ کر چکے ہیں کہ سفید پانی کو روکنے اور عورت کے اندرونی جسم (رحم) کو تندرست کرنے کے لئے دہلی کے زنانہ دواخانہ کی پیٹنٹ "دوا روک" کا استعمال قطعی طور پر کافی ہے۔ صرف ایک ہی شیشی کے استعمال سے

سفید پانی رک جائے گا

اور عورت اندرونی خرابیوں سے نجات حاصل کرے گی دوا روک کی ایک شیشی کی قیمت تین روپے ہے اور اس پر سات آنے محصول ڈاک لگتا ہے لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳ دہلی کو خط لکھ کر دوا روک کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ ایک شیشی ایک عورت کو تندرست کرنے کے لئے کافی ہے۔

یاد رہے کہ دوا روک دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کردہ دوا ہے جو کبھی ناکام نہیں رہتی۔ اور جس کے استعمال سے ہزارہا عورتیں اس موذی تکلیف سے نجات حاصل کر چکی ہیں۔

ہائے میری بیوی

کا نعرہ نہ لگائیے بلکہ اگر خدانخواستہ وہ بھی اس موذی مرض میں گرفتار ہیں تو ہندوستان کی مشہور اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کے مشورہ اور اُن کی بہترین ایجاد "دوا روک" کے استعمال سے اپنی بیوی کی زندگی کو خطرہ سے بچا لیجئے تاکہ وہ بھی تندرستی کے ساتھ اپنی جوانی کو قائم اور برقرار رکھ سکے۔

عورت کو ہر مہینہ

ایک وہ وقت تھا کہ جب عورتوں کے ماہواری ایام کی بیماریوں کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ اسکے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ اسّی فیصدی عورتیں ایام کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا ہوگئیں ان میں سے بعض کو ماہواری ایام کے زمانہ میں بہت زیادہ اور ناقابل برداشت درد ہوتا تھا۔ اور کسی کو بے وقت اور بے قاعدہ ایام آنے لگے تھے اور کسی کو آتے ہی نہ تھے اور کسی کو ضرورت سے زیادہ آتے تھے کسی کو ان دنوں میں سر کے درد اور پنڈلیوں اور کمر کے درد اور پیٹ کے درد کی سخت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ اور کسی کو مقدار سے ہی کم آیا کرتے تھے کسی کو دورے پڑنے لگتے تھے اور لوگ آسیب اور اوپری خلل کا شبہ کرتے تھے غرض ہر جگہ یہ ہی مصیبت تھی اور اسی طرح ہزاروں عورتیں ایام کے زمانہ میں سخت تکلیف اٹھاتی تھیں۔

اس کے بعد جب دہلی کے زنانہ دواخانہ نے اپنی مشہور دوا "کورس" کا اعلان کیا تو ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوا کہ جس عورت نے ایک شیشی استعمال کی اسے ہی آرام ہوگیا۔ ہزارہا عورتوں نے صرف اس دوا کی بدولت ان خطرناک تکلیفوں سے نجات حاصل کرلی۔ کیونکہ اس دوا کی صرف ایک شیشی استعمال کرلینے سے ماہواری ایام کی خواہ کوئی تکلیف ہو بالکل دور ہوجاتی ہے۔ اور پھر ہر مہینہ اپنے ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں ماہواری ایام آنے لگتے ہیں۔ اپنے اثر کی وجہ سے ڈاکٹر اور حکیم لوگوں میں بھی یہ دوا عزیز ہوگئی۔

آج مختلف مقامات پر بہت سے ڈاکٹر اور حکیم اسی دوا کو اپنے مریضوں پر استعمال کرکے بڑی بڑی رقمیں حاصل کرلیتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ اگر کوئی بہن اب بھی اس تکلیف میں مبتلا ہو یعنی ماہواری ایام میں کوئی خرابی ہو۔ درد ہو تکلیف سے آتے ہوں یا رک رک کر آتے ہوں یا اور کوئی بھی خرابی ہو تو اسے چاہیئے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۲۳ دہلی کو خط لکھ کر ایک شیشی "کورس" کی منگائے اور استعمال کرے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ) ہے اور سات آنے (۷) محصولڈاک کے۔ واضح رہے کہ ماہواری ایام کی ہر تکلیف میں یہ دوا اپنا پورا اثر دکھاتی ہے اور ماہواری ایام پھر ہر مہینہ باقاعدہ اور وقت مقررہ پر آنے لگتے ہیں۔ اور اس کے بعد عرصہ دراز تک عورت ماہواری ایام کی بے قاعدگیوں میں اور تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتی۔ یہ دس سال کا تجربہ ہے اور ہمیشہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔

کشیدہ کاری کی ولایتی مشین!

آپکی عورتوں کیلئے بہترین تحفہ

ہاتھ سے کپڑوں پر بیل بوٹے تیار کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی۔ اور وقت بھی بہت خرچ ہوتا تھا۔ مگر اب یہ مشین ایجاد ہوگئی ہے۔ اس مشین کے ذریعہ ہر قسم کے کپڑے پر ہر طرح کے بیل بوٹے بہت جلد تیار ہوتے ہیں تکیہ کے غلاف۔ قمیص اور ہر قسم کے کپڑوں کو خوبصورت بنانے کے لئے یہ مشین نہایت لاجواب ہے۔ استعمال کرنا بہت آسان ہے۔ ترکیب استعمال ساتھ ہوتی ہے مشین بھی مکمل بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ایک عدد مشین قسم اول صرف تین روپے دس آنہ (ہے)۔ مینیجر کامیاب بک ڈپو۔ بکس ۲۲۳ دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر بذریعہ وی۔ پی منگا لیجیے۔ سات آنے محصول لگے گا۔

اولاد مت ہونے دو

ورنہ بیوی کی زندگی خطرہ میں پڑ جائیگی

اگر کسی عورت کی تندرستی خراب ہے۔ اور ہر سال بار بار بچہ ہونے سے اور بھی خراب ہو رہی ہے تو اسے چاہیئے کہ کچھ عرصہ کیلئے اولاد کا پیدا کرنا بند کردے۔ اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۲۳ دہلی کے پتہ پر ایک کارڈ لکھ کر دوا "روحیل" کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی۔ منگائے اور اپنے پاس رکھ لے۔ اس شیشی میں اسّی مرتبہ استعمال کے لائق دوا ہوتی ہے۔ خاص وقت سے پہلے اس دوا کی ایک خوراک کھالی جائے تو پھر حمل کا خطرہ نہیں رہتا چنانچہ جب تک یہ دوا زیر استعمال رہیگی حمل قائم نہیں ہوگا۔ اور جب استعمال ترک ہوجائیگا تو حمل قائم ہونا ممکن ہے بہت بے ضرر دوا ہے کسی حال میں نقصان نہیں کرتی۔ ایک شیشی روحیل کی قیمت چار روپے آٹھ آنے ہے۔ محصولڈاک سات آنے۔

ایک قطرہ کا کرشمہ

امریکن ڈاکٹر رابنسن کی حیرت انگیز ایجاد جو بیک آئیل اس حیرت انگیز دوا کا کمال یہ ہے کہ صرف ایک قطرہ لگایا جاتا ہے کیسا ہی سست اور ناموا آدمی ہو اور اسکو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہو جذب ہوتے ہی اثر دکھاتا ہے اور ضبط ناممکن ہو جاتا ہے بوڑھے اور جوان دونوں پر یکساں اثر دکھاتا ہے۔ نہ پان باندھنے کی ضرورت اور نہ کپڑا لپیٹنے کی حاجت۔ ایک قطرہ میں طاقت اور لذت کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے سات آنے (۲؍۷) ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔

پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

ایک گولی کا جادو

جن حضرات کو امساک کی ایسی دوا کی تلاش ہو جس میں عفونت اور نشیلے اجزا شامل نہ ہوں تو وہ طب یونانی کی ایسی حیرت انگیز اور پہلی ایجاد "خوشوقتی" کا تجربہ کریں جسکی ایک گولی سے امساک کی قوت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک نمک نہ کھا لیا جائے اس دوا کو امساک کا جادو۔ عورتکی تسخیر کا آلہ اور خوش رہنے اور خوش کرنے کا طلسم اطبا ہندوستان نے کہا ہے۔ یہ نوٹ کیجئے کہ امساک کی بے ضرر دوا آپ کو "خوشوقتی" کے سوا اور کوئی نہ ملے گی۔ قیمت فی درجن ایک شیشی دو روپے (۲) ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔

پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

جادو کی گھڑی یا "سنڈیور" سٹواچ

لوہے کی طرح مضبوط پرزے فولادی دھات کے

ایک ایک منٹ صحیح ٹائم دیتی ہے۔ بہت خوبصورت اور دیدہ زیب چورس شیپ۔ ایک انچ سے قدرے لمبی چوڑی۔ ڈائل چینی کا نظر فریب۔ چال کی بہت سبک مضبوط اسقدر کہ آپ کو سنکر تعجب ہوگا کہ بارہا اس گھڑی کو زمین پر پھینکا گیا۔ شیشہ ٹوٹ گیا مگر گھڑی نے ایک سکنڈ بھی بند ہونے کا نام نہ لیا۔ رنگ ایسا پختہ اور چمکدار کہ دیکھنے والا چالیس روپے سے کم کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گھڑی ہم نے اپنے آرڈر سے تمام خوبیوں یعنی پائیداری اور مضبوطی، خوبصورتی اور مدتوں تک بے کھٹکے چلنے والی اور کم قیمت کی مدنظر رکھکر تیار کرائی ہے اور گارنٹی دس سال کی خود کمپنی نے گھڑی پر چھپوادی ہے مگر اندازہ یہ ہے کہ اگر زبردستی نہیں توڑا نہ جائے تو بیس سال تک بلا مرمت چل سکتی ہے۔ لیور مشین ہے۔ پہلا چالان چھ سو گھڑیوں کا آیا ہے اور یہ بھی چھ ماہ کے بعد۔ مگر آرڈروں کا یہ حال ہے کہ ہمیں سپلائی کرنے میں دقت ہو رہی ہے۔ دوکاندار الگ درجنوں کا آرڈر دے رہے ہیں اور خریداروں کی مانگ ایک ایک دو دو کی الگ ہے مگر ہم نے طے کرلیا ہے کہ دوکانداروں کو فی الحال نہیں دیجائیں گی۔ دوسرا چالان جب تک آجائیگا جس کی بہت بڑی تعداد ہوگی اس وقت ہم دوکانداروں کو دے سکیں گے۔ اس لئے وہ مہربان جو تمام خوبیوں میں اکیلی گھڑی چاہتے ہیں وہ آج ہی اس "سنڈیور" کا آرڈر دیدیں۔ قیمت فی عدد معہ تسمہ و بکس پانچروپے چار آنے (۵؍۴) ہے ڈاک خرچ پر آٹھ آنے لگیں گے۔ تین منگائیں گے تب بھی خرچ ڈاک یہی رہے گا۔ دیر سے آرڈر دیا تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔

پتہ گھڑیوں کے مشہور قدیمی تاجر:۔

بی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ دہلی

جنگ احد سے واپسی میں کافروں نے ایک دوسرے کو لعنت ملامت کی کہ تم نے غلطی کی مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے آئے اتنی زبردست فتح تم نے حاصل کی تھی مسلمان بالکل ضعیف اور شکستہ ہو چکے تھے اُن کو چھوڑ کر نہ آنا چاہیے تھا بلکہ بیخ کنی کی ضرورت تھی لہذا مناسب ہے کہ پھر واپس چلو اور مسلمانوں کا خاتمہ کردو۔ یہ مشورہ طے پانے کے بعد کافروں نے واپسی کا ارادہ کیا مگر خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا اور وہ واپس نہ آئے۔ یہ قول عام مفسرین کا ہے مگر ابن کثیر اور طبری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ رعب ڈالنے کا مصداق جنگ احزاب ہے۔ پندرہ ہزار کافر ہتیار بند مدینہ پر چڑھ کر آئے لیکن اُن کی ہمتیں شکستہ ہوگئیں اور وہ نہایت ذلت کے ساتھ بھاگ کر چلے گئے۔ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا یہ سابق آیت کے مفہوم کی علت ہے یعنی خدا تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اس لیئے ڈالدیا کہ اُنہوں نے خدا کی عبادت میں ایسی چیزوں کو شریک کرلیا ہے جنکی پرستش کی کوئی دلیل اور جنکی عبادت کا کوئی عقلی نقلی اور فطری ثبوت نہیں محض اپنے دماغ اور قیاس سے اُنہوں نے غیر اللہ کی پرستش شروع کردی ہے اور ناحق کو حق کے ساتھ آمیختہ کردیا ہے۔ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ○ چونکہ اُنہوں نے ناحق کوشی اور حق پوشی کی ہے توحید و حقانیت کو چھوڑ کر کفر و شرک اختیار کیا ہے لہذا یہ ظالم ہیں اور ظالموں کا ٹھکانا دوزخ ہے جس سے بدتر اور کوئی جگہ ہو نہیں سکتی۔

مقصود بیان: شرک انسان کے دل کو کمزور کردیتا ہے۔ توحید و اسلام سے دل میں شجاعت اور مستقل مزاجی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے مسلمان کا رعب کافر پر چھاجاتا ہے بشرطیکہ مسلمان کے اندر حقانیت کا جذبہ ہو۔ اگر مسلمان خدا کی اطاعت و فرمانبرداری پر قائم رہیں تو خدا تعالیٰ اُنکی مدد کرتا ہے اور دشمنوں پر اُن کو ظفریاب فرماتا ہے۔ وغیرہ۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ

اللہ نے اپنا وعدہ تم کو سچا کر دکھایا جب کہ اللہ کے حکم سے تم اُن کو

بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ

خوب قتل کررہے تھے یہاں تک کہ تمہاری مرغوب چیز اللہ نے تم کو دکھادی لیکن

وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ

تم نے بزدلاپن کیا اور معاملہ میں جھگڑا کرنے لگے اور خلاف حکم کیا تم میں سے بعض تو

مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ

دنیا کے طالب تھے اور بعض آخرت کے

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ

پھر اللہ نے تمہاری آزمائش کی غرض سے تم کو اُن کی طرف سے پھیر دیا اور تم کو معاف کیا

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور ایمان والوں پر اللہ بڑا فضل رکھتا ہے

تفسیر محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ جب احد سے واپس ہوکر مسلمان مدینہ میں آئے تو بعض منافقوں نے کہنا شروع کیا کہ خدا تعالیٰ نے تو فتح کا وعدہ کیا تھا پھر شکست کیوں ہوئی درحقیقت نہ خدا کوئی چیز ہے نہ اس نے کوئی وعدہ کیا تھا یہ سب ڈھکوسلے ہیں اسکی تردید میں یہ آیت کمل نازل ہوئی۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ پوری آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ شروع میں تمہاری خاطر خواہ جیت ہوگئی تھی لیکن چونکہ تم نے خود رسول اللہ کے فرمان کی مخالفت کی اور خلاف حکم رسول مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت کے پیچھے پڑگئے رسول اللہ نے ہر چند آوازیں دیں لیکن تم نے ایک نہ سُنی اسلئے معاملہ برعکس ہوگیا خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے رخ سے تم کو پھیر دیا وہ گھاٹی کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اُن کا خوف تم پر چھاگیا اور ہزیمت اٹھانی پڑی اور باوجودیکہ یہ شکست تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر اللہ نے اس کو سزا قرار نہ دیا بلکہ اس میں مصلحت تھی کہ تمہاری آزمائش ہوجائے اور منافقوں کا نفاق کھل جائے اب خدا نے تمہارا یہ قصور معاف کردیا آخرت میں اسپر مواخذہ نہ ہوگا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو نصرت و فتح کا وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے اسی وقت پورا کردیا جب تم کافروں کو کاٹ رہے تھے اور بحکم الٰہی اُن کو تہس نہس کررہے تھے اور وہ پشت پھیر کر بھاگے تھے اور اُن کو شکست ہوگئی تھی حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ لیکن جب تم خود پست ہمت ہوگئے اور اُس حکم میں (جو گھاٹی پر قائم رہنے کا تم کو رسول اللہ نے دیا تھا) آپس میں جھگڑا کرنے لگے کوئی کہنے لگا کہ اب تو ہمارے ساتھی غالب ہوگئے ہیں ہم کو لوٹ میں شریک ہونا چاہیئے اور بعض لوگ کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ کے حکم کی مخالفت نہ کرینگے وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ اور تم نے رسول اللہ کے فرمان سے سرتابی کی حالانکہ فتح و نصرت آنکھوں سے تم کو خدا نے دکھادی تھی اور مرکز کو چھوڑ کر لوٹ کی طرف متوجہ ہوگئے صرف چند آدمی مورچہ پر باقی رہ گئے۔ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا اس وقت تم میں سے بعض لوگ تو دنیا کے طالب تھے جنہوں نے مرکز کو چھوڑ کر کفار کو لوٹنا شروع کردیا تھا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور بعض آدمی آخرت کے خواہاں تھے اُنہوں نے رسول اللہ کی نافرمانی نہ کی اور حسب ہدایت مورچہ پر قائم رہے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ تو اُسوقت تمہاری ان تمام غلطیوں کے بعد خدا تعالیٰ نے کفار کی طرف سے تمہارے منہ پھیر دیے کیونکہ نصرت الٰہی سے مقصود طلب دنیا نہ تھی بلکہ درجات آخرت کی ترقی اور رضاء مولا

کی جستجو میں لگ گئے۔ اس طرح تم نے نصرتِ الٰہی کی ناشکری کی۔ لہٰذا خدا نے فتح کو شکست سے تبدیل کر دیا۔ لِيَبْتَلِيَكُمْ تاکہ تم میں سے مخلص اور غیر مخلص کی آزمائش ہو جائے اور منافق و مسلم کی حالت بالکل کھل جائے۔ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ چنانچہ خدا نے تمہاری غلطی معاف کر دی۔ آخرت میں اس کام سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ خداتعالیٰ تمام عالم پر مہربان ہے مومنوں کے گناہ اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے۔

مقصود بیان:- خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ خدا کے وعدہ میں کذب محال ہے۔ نفاق و شقاق اور باہمی تنازع موجب وبال ہے۔ اتحاد سے فتح اور نصرت الٰہی شامل حال ہوتی ہے اور اختلاف سے شکست و ہزیمت، ذلت و مغلوبیت۔ فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اتفاق و نفاق اُن کے ظاہری اسباب ہیں۔ رسول اللہ کے فرمان کی مخالفت سے وبال آتا ہے۔ جہاد بلکہ مسلمان کا ہر فعل لوجہ اللہ ہونا چاہیئے۔ طلبِ دنیا کو اس میں دخل نہ ہونا چاہیئے۔ اگر طلبِ دنیا کے لیے جہاد کیا جائے گا تو کامیابی نصیب ہونی دشوار ہے۔ خداتعالیٰ کی طرف سے مصیبت و غم مومنوں کی آزمائش کے لیے آتا ہے تاکہ مخلص و غیر مخلص کی حالت ظاہر ہو جائے۔ جنگِ اُحد میں مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی تھی یا کفار سے شکست کھا کر بھاگ گئے تھے اُن کا گناہ خدا نے معاف کر دیا۔ گناہ کبیرہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ گناہ کبیرہ کرنے کے بعد بھی مسلمان مسلمان رہتا ہے۔ دنیا میں ہر قسم کی مصیبت اپنی بد اعمالی کی وجہ سے آتی ہے۔ مسلمانوں کو شکست خدا کی نافرمانی کی وجہ سے پیش آتی ہے وغیرہ۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ

جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور پچھلی صف

يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ

میں رسول تم کو پکار رہے تھے اس کے عوض میں اللہ نے تم کو غم پر غم دیا

لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ

تاکہ فوت شدہ چیز اور آئی ہوئی مصیبت پر تم غم نہ کیا کرو

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے پھر اس غم کے بعد اللہ نے

مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً

تمہارے لئے اطمینانی حالت نازل کی یعنی اونگھ (مسلط کر دی) جو تمہارے ایک گروہ پر

مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ

چھا گئی اور ایک گروہ جسکو اپنی جانوں کی پڑی تھی، وہ اللہ پر جاہلیت کی

بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ

طرح ناحق بدگمانیاں کر رہا تھا کہہ رہا تھا کیا ہمارا

لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ

اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں ہے (اے محمد) کہہ دو کہ سب کام

كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ

اللہ ہی کے قبضہ میں ہے یہ لوگ اپنے دلوں میں وہ باتیں چھپائے ہوئے تھے جن کا اظہار

لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

تم پر نہیں کرتے تھے کہتے تھے کہ اگر ہمارا کچھ اختیار ہوتا

مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ

تو ہم یہاں مارے نہ جاتے (اے محمد) کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تب بھی

الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ

جن کے مقدر میں مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور نکل کر اپنے مقتل میں آ موجود ہوتے

وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا

اور (اس اختیار کی وجہ یہ ہے) تاکہ اللہ اس چیز کی آزمائش کرے جو تمہارے سینوں میں ہے

فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

دونوں جماعتوں کے مقابلہ کے دن تم میں سے جو لوگ پشت پھیر کر بھاگ گئے تھے

إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ

اُن کو محض اُن کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے لغزش دیدی تھی

وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

اور اللہ اُن کو بلاشبہ معاف کر چکا کیونکہ اللہ غفور و حلیم ہے

تفسیر اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ یعنی اپنی اس نافرمانی کو یاد کرو کہ تم سرپٹ بھاگے چلے جارہے تھے اور کسی کو مڑکر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ اخیری جماعت میں کھڑے ہوئے تم کو پکار رہے تھے کہ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۔ خدا کے بندو ادھر آؤ ادھر آؤ میں یہاں ہوں مگر کسی نے نہ سنا۔ اصل واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب کافروں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگے تو مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے پکارنا شروع کیا کہ آگے مت جاؤ میری طرف آؤ مگر لوگ بے تحاشا مال غنیمت کے لالچ میں بھاگے چلے جارہے تھے مُڑکر بھی نہ دیکھتے تھے اس سے حضور اقدس کو بہت رنج ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خالد بن ولید جو اُس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور کافروں کے فوج کے قائد تھے درّہ کو خالی پاکر آپڑے۔ مسلمانوں کی پشت کی طرف سے حملہ کردیا مسلمان چونکہ غافل تھے اس ناگہانی حملہ سے ایسے سراسیمہ ہوئے کہ آپس کے آدمیوں کو بھی دشمن کی فوج سمجھنے لگے اور خود ہی کٹ مرے۔ چنانچہ اسی واقعہ میں حضرت حذیفہ کے والد کو مار ڈالا۔ ہرچند حذیفہ کہتے تھے کہ لوگو یہ میرے باپ ہیں مگر کسی نے نہ سُنا اسی گھبراہٹ میں اکثر انصار شہید ہوئے۔ ابن قمیہ ملعون نے حضور اقدس کے رخسار مبارک کو زخمی کردیا اور آپ کی طرف بڑھا مصعب بن عمیر نے روکا تو ابن قمیہ نے مصعب بن عمیر کو شہید کردیا اور سمجھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردیا اور یہ خبر جاکر اپنے ساتھیوں کو سُنائی۔ فوراً کسی کافر نے آواز دی کہ محمد قتل کردیے گئے۔ یہ سنتے ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگے اور ایسے بدحواس ہوئے کہ مُڑکر پیچھے نہ دیکھا۔ حضور والا سات یا نو یا بارہ جانبازوں کے ساتھ میدان میں جمے رہے پھر تھوڑی دیر کے بعد صحابہ کو حضور کی سلامتی کی اطلاع ملی تو سب جمع ہوگئے۔ حضرت طلحہ نے اُس روز بڑی جانبازی کی کچھ اوپر اسّی زخم کھائے مگر میدان سے کنارہ کش نہ ہوئے۔ آیات قرآنی میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ یعنی تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہ مانا اور سرپٹ کفار کے پیچھے مالِ غنیمت کے لالچ میں پڑگئے اور رسول اللہ کو رنج پہونچایا تو اُسکے عوض خدا نے بھی تم پر غم ڈالدیا۔ یا یہ مطلب کہ تمہاری سرتابی کی وجہ سے خدا نے تم پر غم بالائے غم ڈالا ایک مال غنیمت فوت ہونے کا غم دوسرا شکست کا رنج۔ مگر چونکہ طلب دنیا بھی بہ نیتِ دین تھی اسلئے خدا نے اس ہزیمت کو بھی تمہاری پختہ ارادی اور ثباتِ ایمان کا ذریعہ بنا دیا۔ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ اور اس لیے تم کو اس مصیبت میں مبتلا کیا کہ جو مالِ غنیمت تم سے فوت ہوگیا اور جو شکست تم کو ہوئی اُس پر تم رنجیدہ نہ ہو یعنی تم عادی ہوجاؤ کسی کامیابی کے فوت ہونے یا شکست پڑنے سے غمگین نہ ہوجایا کرو جس طرح کہ اس شکست سے ایسے بدحواس ہوئے کہ اسلام کی مدد وحمایت اور خدا کی فتح ونصرت کو بھی بھول گئے۔ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور خدا کو تمہارے تمام اعمال کی پوری پوری اطلاع ہے کوئی حرکت تمہاری اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا۔ اس شکست میں جو لوگ شہید ہوئے وہ ہوگئے اور جو میدان سے ہٹ گئے وہ ہٹ گئے جو دس بارہ آدمی میدان میں باقی رہے اُن پر اللہ کی طرف سے اونگھ طاری ہوگئی تاکہ کسل وملال رفع ہوکر چستی اور ہمت پیدا ہوجائے اور یہ صورت ہوئی کہ سب کی ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں اور تلواریں ہاتھوں سے گرنے لگیں۔ حضرت زبیر کہتے ہیں میں اسی اونگھ کی حالت میں خواب کی طرح معتب بن قشیر منافق کا قول سُن رہا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ جسکا بظاہر مطلب تو یہ تھا کہ تقدیر کے سامنے تدبیر نہیں چلتی ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے سب اختیار اللہ ہی کو ہے مگر واقع میں اس قول سے منافقوں کا یہ مطلب تھا کہ ہماری رائے پر چلتے تو یہ شکست اٹھانی نہ پڑتی۔ خدا تعالیٰ نے اس مکمل آیت میں اس قصہ کو بیان کرتے ہوئے منافقوں کے اس قول کی تردید فرمادی۔ حاصل آیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس غم واندوہ کے بعد کسل وتھکان دور کرنے کے لئے تم پر ایک اونگھ مسلط کردی جو یَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ تم میں سے ایک گروہ پر چھاگئی اور جو مومن میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جمے رہے تھے اُن کی آنکھیں جھپک گئیں۔ وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ لیکن جو گروہ منافقوں کا تھا اُسکو اپنی جانوں کی پڑی تھی اُسکو یقین نہ تھا کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح نصیب کریگا بلکہ اُس کا خیال تھا کہ اب رسول اللہ اور مسلمان کبھی زندہ بچکر نہیں آسکتے۔ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یہ لوگ خدا کے متعلق جاہلوں کی طرح بالکل غلط دماغ تراشیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور شہید ہوجائینگے بچ کر نہیں آسکتے اور یہ بھی یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ وہ کہتے تھے کہ جس ظفر وفتح کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا اُس میں سے کچھ بھی حاصل نہوا اور ہمارا اس میں کیا بس ہے سب معاملات تقدیری ہیں۔ تدبیر تقدیر پر غالب نہیں آسکتی۔ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یہ درمیان میں جملہ معترضہ منافقوں کے خیال کی تردید کے لئے لایا گیا یعنی اے نبی آپ کہدیجئے کہ ہاں جو کچھ خدا چاہتا ہے کرتا ہے اُسکی مشیت میں کسی کو دخل نہیں۔ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ ؕ یعنی اگرچہ بظاہر تو وہ یہی کہتے ہیں کہ تقدیر کے سامنے تدبیر نہیں چلتی مگر درحقیقت اس سے مراد ان کی اور ہے جو انکے دلوں کے اندر پوشیدہ ہے ظاہر اور کچھ کہتے ہیں اور باطن میں اُس کے خلاف خباثت پوشیدہ رکھتے ہیں یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ

شیئ قالوا ہٰھنا وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا بس ہوتا اور ہمارے قول پر عمل کیا جاتا تو پھر یہ شکست کیوں ہوتی اور نیوں اس طرح مارے جاتے ہم یہاں سے نہ نکلتے تو ہرگز قتل نہ ہوتے۔ قُلْ لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ اے نبی آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم مکانات کے اندر بھی چھپکر بیٹھے رہتے لیکن جس شخص کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ ہرگز نہ بچ سکتا لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ بلکہ میدان کارزار میں نکل کر ضرور مارا جاتا اور گھر میں بیٹھ رہنا سود مند نہ ہوتا غرض یہ کہ قضاء الٰہی تو لامحالہ ہونے والی ہے جن لوگوں کے مارے جانے کے متعلق ازلی حکم ہوچکا تھا اگر تم اُن کو گھر میں لیکر بیٹھ بھی رہتے اور جہاد سے نافرمانی کرتے تب بھی وہ لوگ نکلکر کسی بہانہ سے وہاں پہونچتے جہاں اُن کا مقتل تقدیر میں لکھا جاچکا ہے لِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ خدا تعالیٰ نے جنگ احد میں یہ شکست و ہزیمت اس واسطے تم پر مسلط کی کہ تمہارے سینوں میں جو نفاق یا اخلاص پوشیدہ ہے اسکی آزمائش ہوجائے اور لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ کون مخلص ہے اور کون منافق وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ پھر جن لوگوں کے دلوں میں خالص ایمان اور یقین ہے اُس کا نکھار ہوجائے اس مصیبت کی کسوٹی سے اُن کے ایمان میں اور پختگی پیدا ہوجائے اور عام لوگوں کو اُن کے خلوص ایمانی کا پتہ لگجائے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ امتحان اسلیئے تھا کہ خدا کو پہلے سے مؤمن و منافق کا امتیاز نہ تھا وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ خدا کو تو ضرور بہرصورت دلی خیالات اور ارادوں کا علم ہے یہ امتحان صرف عام لوگوں کی واقفیت کے لیئے لیا گیا تاکہ لوگوں کو مخلص وغیر کی تمیز ہوجائے۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ جس روز کہ مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں آپس میں بھڑ گئی تھیں اُس روز جو مسلمان پُشت پھیر کر میدانِ قتال سے بھاگے تھے إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا اُن کو انہی کی بعض بداعمالیوں کی شامت کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا اور چونکہ اُنہوں نے فرمانِ رسول کی مخالفت کی تھی اسلیئے شیطان نے اُن کو فرار پر آمادہ کیا۔ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ مگر خیر خدا نے اُن کا قصور معاف کردیا کیونکہ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ خدا تعالیٰ غفور ہے گناہگاروں کی گرفت فوراً نہیں کرتا ہے بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ وہ توبہ کرلیں۔

مقصود بیان: مسلمانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کرنی تباہی و بربادی کا موجب ہے کسی مقصود کے فوت ہونے یا مقابلہ میں شکست ہوجانے سے بددل اور پست ہمت نہ ہونا چاہیئے۔ جو لوگ راہ خدا میں بیدریغ کوشش کرتے ہیں اور خدا کے بھروسہ پر حق سے نہیں ہٹتے اُن کی خدا بہرصورت امداد کرتا ہے خواہ تمام دنیا اُن کو چھوڑ دے مگر اُن کا مولا اُن کو نہیں چھوڑتا۔ تقدیر کے سامنے تدبیر نہیں چلتی جس شخص کی قسمت میں جو کچھ لکھا ہے وہ ضرور پورا ہوکر رہیگا خواہ اُس سے بچنے کی ہزار تدبیریں کی جائیں مگر کوئی تدبیر مفید نجات نہیں ہوسکتی۔ خدا کے نیک اور حق کوش بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔ جو لوگ خود بداعمالیاں کرتے ہیں اُن کو ہی شیطان بھی بہکاتا ہے۔ زوال و بال بداعمالیوں سے آتا ہے۔ خدا کسی گناہگار کی گرفت فوراً نہیں کرتا ہے بلکہ اُس کو توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہے وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

مسلمانو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو

كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي

اسلام کے منکر ہوگئے اور اپنے بھائیوں کے متعلق جبکہ وہ ملک میں سفر کرتے

الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا

ہیں یا جہاد میں ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو

مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ

نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (اسکی وجہ یہ ہی) اللہ اس خیال کو اُنکے دلوں میں

حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَ

باعث حسرت بنائے اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے اور

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي

اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے اگر تم خدا کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَ

مارے بھی جاؤ یا مرجاؤ تب بھی اللہ کی بخشش اور

رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ وَلَئِن مُّتُّمْ

مہربانی اُس مال سے بہتر ہے جسکو وہ جمع کرتے ہیں کیونکہ اگر تم مرجاؤ

أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ○

یا مارے جاؤ تو لامحالہ اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤگے

تفسیر سابق آیات میں ذکر تھا کہ منافق کہتے ہیں اگر جنگ میں ہم کو اختیار ہوتا تو ہم مدینہ سے باہر نہ نکلتے اور یہاں قتل نہ کئے جاتے اُس کا جواب دیکر اس آیت میں خدا تعالیٰ مومنوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ ایسے سست اعتقاد اور عالم اسباب پر دلی توکل کرنے والے نہ بن جاؤ۔ آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! تم ان منافقوں کی طرح بدعقیدہ اور خدا سے بے اعتقادی کرنے والے نہ بن جاؤ اور اُس منکر قدرت فرقہ کی طرح انکار قدرت نہ کرو جو ایک تو خود ہی بدعقیدہ کافر ہیں وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى دوسرے اپنے اُن برادری والوں سے جو اپنے کاروبار کے لیے کہیں چل پھر کر جاتے ہیں اور کسی ملک میں بحالت سفر بتقضاء الٰہی مرجاتے ہیں یا کہیں جہاد پر جاتے ہیں اور وہاں بحکم خدا مارے جاتے ہیں لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس ہوتے تو ہرگز نہ مرتے اور نہ مارے جاتے لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان باتوں سے دل میں محض حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے اور خواہ مخواہ عذاب روحانی اٹھانا پڑتا ہے قضاء الٰہی تو کسی طرح سے ٹالے نہیں ٹل سکتی وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ خدا ہر جگہ اسباب موت پیدا کرسکتا ہے اور بچا بھی سکتا ہے سفر یا جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو نہیں روک سکتا اور نہ جہاد میں شریک ہونے سے خواہ مخواہ زندگی قطع ہوجاتی ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے مرنے کے بعد ہر ایک کو اُسکے اعمال کی سزا یا جزا دیگا۔ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ اور بالفرض اگر تم راہِ خدا میں مارے گئے یا خوشنودی خدا کے لیے اپنی موت سے مرگئے تو اس سے بہتر اور کونسی بات ہوسکتی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ خدا کی ادنیٰ مغفرت اور قلیل ترین رحمت اُس تمام مال و متاع سے کہیں بہتر ہے جسکو تم جمع کرتے ہو اور اپنے خیال میں اُسکو بہتر سمجھتے ہو کیونکہ کل مال و منال یہیں رہ جائیگا اور رحمتِ الٰہی کام آئیگی وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ اور اگر تم سفر وغیرہ میں مرگئے یا مارے گئے تو یوں ہی نیست نابود نہ ہوجاؤ گے بلکہ ایک دوسرے پیکر میں حیاتِ جاودانی پاؤ گے اللہ کے پاس جمع کیے جاؤ گے اور یہ شہادت تقرب الٰہی کے حصول کا سبب یا ترقی درجات کا باعث یا مغفرت و بخشش کا موجب ہوگی پھر موت سے بچکر گھروں میں بیٹھ رہنا اور اہل نفاق کے مشورہ کے مطابق عمل کرنا بالکل حماقت ہے اول تو بغیر حکم الٰہی موت آ نہیں سکتی اور اگر مرنے کا وقت ہی آگیا ہے تو کسی طرح موت ٹل نہیں سکتی۔ لہذا یوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ساتھ کوٹھریوں کے اندر بند ہو کر مرنے سے یہ بہتر ہے کہ راہ خدا میں جہاد کرو زندگی ہے تو بچ جاؤ گے موت آئی ہے تو مرجاؤ گے اور درجۂ شہادت پاؤ گے۔

مقصود بیان:۔ آیت میں امور ذیل کی نہایت بلیغ پیرایہ میں تعلیم دی ہے۔ تقدیر و حکم الٰہی پر سرِ تسلیم خم کرنا چاہیے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ ظاہری اسباب بن آئی موت کو ٹلا نہیں سکتے۔ میدان کارزار میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرنا تمام دنیا کے عیش و آرام اور مال و منال سے بہتر ہے۔ آیت مذکورہ میں خدا سے بداعتقادی کرنے، تدبیر پر بھروسہ کرنے تقدیر الٰہی میں شک کرنے اور جہاد سے بیٹھ رہنے کو بقاء حیات کا سبب جاننے کی مخالفت کردی گئی ہے اور جہاد پر نہایت بلاغت کے ساتھ مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے۔ وغیرہ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ

یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ (اے محمد) تم اُن کو نرم دل ملے اور اگر تم

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

کج خلق اور سخت دل ہوتے تو تمہارے پاس سے وہ منتشر ہوجاتے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ

پس تم اُن کو معاف کردو اور اُن کے لیے استغفار کرو اور معاملہ میں ان سے مشورہ

فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

لیا کرو اس کے بعد اگر تمہارا پختہ ارادہ ہوجائے تو اللہ پر بھروسہ رکھو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ

کیونکہ اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اگر خدا تمہاری مدد

اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ

کرے تو کوئی پھر تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہی تم کو بے مدد چھوڑدے تو پھر

ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ

اس کے بعد تمہاری کون مدد کرسکتا ہے مسلمانوں پر لازم ہے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں

تفسیر جنگ احد میں جو لوگ بھاگ گئے تھے یا بھاگنے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا مدینہ پہونچنے کے بعد اس پر مسلمانوں میں انگشت نمائی ہونے لگی اور مخلص مسلمان اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور

مشوروں میں بھی ان کو شریک نہ کیا جاتا تھا نہ کسی بات میں اُن سے صلاح لی جاتی تھی اس بات سے بھی ان کی دلشکنی ہوتی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لعنت ملامت کچھ نہ کی اور نہ کسی پر تاؤ میں فرق کیا۔ چونکہ یہ حرکت اُن سے بمقتضائے بشریت سرزد ہو گئی تھی واقعہ یہ ہے وہ متردد یا ضعیف الایمان ۔ تھے اسلئے خدا نے اُن کو معاف کر دیا اور اپنے رسول کو بھی حکم دیا کہ اُن سے ۔ کہ آپ بھی اُن کے لیئے استغفار کریں اور مشورہ میں اُن کو شریک کریں تاکہ اُن کی دلشکنی نہ ہو۔ اس سے اصل مقصود صحابہ اور اُمتِ اسلامیہ کو تعلیم دینی ہے کیونکہ حضور تو اُن کی طرف سے کشیدہ خاطر ہی نہ تھے نہ اُن پر انگشت نمائی کرتے تھے ۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ان لوگوں کے لئے نرم دل اور رحیم ہیں یعنی باوجودیکہ انہوں نے آپ کی مخالفت کی مگر آپ نے پھر نرمی سے کام لیا وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر آپ درشت مزاج اور بداخلاق ہوتے آپ کا دل سخت ہوتا اور آپ اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تو وہ آپ کے پاس جمع نہ ہوتے ۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ لہٰذا آپ خود بھی اُن کے قصور کو معاف کر دیجئے اور وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ خدا سے بھی اُن کے عام گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کیجئے ۔ کعب احبار کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ آسمانی کتابوں میں رسول آخر الزماں کے یہ اوصاف مذکور تھے کہ وہ بداخلاق اور درشت مزاج نہ ہونگے بازاروں میں بک بک کرتے نہ پھرینگے برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینگے بلکہ معاف کر دینگے اور درگذر کرینگے ۔ چنانچہ حضور ایسے ہی خلاق کریما رہے ۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ اور جنگ وغیرہ کے معاملات میں اُن سے مشورہ کر لیا کیجئے تاکہ اُن کی دلشکنی نہ ہو ۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور انہی ہر دو حضرات سے مشورہ کرنے کا حکم ہوا ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور جب مشورہ کے بعد کسی کام کا پختہ ارادہ ہو جائے تو ظاہری ساز و سامان اور خارجی اسباب پر اعتماد نہ کرو بلکہ خدا پر بھروسہ کرو اور اُسی کے سپرد تمام کام کر دو کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ توکل کرنے والے خدا کو محبوب اور پسند ہیں توکل کرنے والوں کو خدا دنیا میں کامیاب کرتا اور آخرت میں ثواب دیتا ہے اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خدا تم کو فتحیاب کرنا چاہیگا تو چاہے ظاہری اسباب کامیابی فراہم نہوں پھر بھی تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور تم کو ہی فتح حاصل ہوگی ۔ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ اور اگر تمہاری بدکاریوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے خدا تمہاری مدد نہ کریگا اور ذلیل کرنا چاہیگا تو پھر کیسا ہی ساز و سامان تمہارے پاس ہو اور حصول مقاصد کے کتنے ہی ذرائع تم فراہم کرو مگر کسی میں طاقت نہیں کہ تمہاری مدد کر سکے لہٰذا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ مومنوں کو خدا ہی کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہیئے ۔ دنیوی اسباب کو باعث کامیابی نہ سمجھنا چاہیئے

مقصود بیان : حضور اقدس کے اخلاق کریمانہ اور مزاج نرم تھا ۔ خوش خلقی لوگوں کو تسخیر کرنے والی ہے ۔ بدخلقی سے نفرت اور بیزاری پیدا ہوتی ہے ۔ ہر امر میں مشورہ کرنا مناسب ہے کسی کام کا پختہ ارادہ کرنے کے بعد خدا کے بھروسہ پر اسکو شروع کر دینا چاہیئے اسباب ظاہری پر توکل اور اعتماد نہ کیا جائے ۔ خود رائی اور استبداد ناجائز چیزیں ہیں ۔ وغیرہ ۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ

اور خیانت کرنی نبی کی شان نہیں اور جو شخص خیانت کرے گا وہ

بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

قیامت کے دن اُس چیز کو لیکر آئیگا جسمیں سے خیانت کی ہوگی اسکے بعد ہر شخص نے

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ

جیسا کیا ہو اُسکا بدلہ پورا پورا دیا جائیگا حق تلفی نہیں کیجائیگی بھلا جس شخص نے خدا کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

مرضی کے مطابق کام کئے وہ کیا اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب میں گرفتار

جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ

(مؤخر الذکر) کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے اللہ کے ہاں لوگوں کے درجات

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

مختلف ہیں اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اُسکو دیکھ رہا ہے

تفسیر جنگ بدر میں جو مالِ غنیمت مسلمانوں کو ملا اُس میں ایک دھاری دار سرخ چادر گم ہو گئی اس پر کسی بد باطن منافق نے امین خدا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شبہ کیا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۔ مطلب یہ ہو کہ خیانت کرنی کسی نبی کی شان نہیں ہے اور محمدؐ تو اشرف الکونین ہیں پھر وہ خیانت کس طرح کر سکتے ہیں کیونکہ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جو شخص خیانت کریگا وہ قیامت کے دن خیانت کردہ حق کو لیئے ہوئے آئیگا اور پھر ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا کسی کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہوگی ۔

اور انبیاء کو اس پر حق الیقین ہوتا ہے پھر وہ کس طرح خیانت کر سکتے ہیں
أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اس کے علاوہ نبی ہمیشہ رضامندی الٰہی کے تابع ہوتا ہے اور خیانت کرنے والا ناراضگی حاصل کرکے اپنا ٹھکانا جہنم میں بناتا ہے تو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا دو متضاد باہم جمع ہو سکتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی نبی خیانت نہیں کر سکتا۔ حاصل ہدایت یہ ہے کہ اگر نبی بعض امور میں تم سے مشورہ نہ کرے اور بعض احکام آسمانی کے مصالح اس خیال سے تم پر ظاہر نہ کرے کہ وہ تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں تو تم کو یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ پیغمبر نے خیانت کی کیونکہ نبی خدا کا امین ہوتا ہے اُسکی شان خیانت نہیں نبی کو حق الیقین ہوتا ہے کہ جو کوئی دنیا میں خیانت کریگا قیامت کو اُسکی خیانت ظاہر کیجائیگی اور پھر ہر شخص کو اُسکے اعمال کی پوری سزا دیجائیگی لہذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت کے تقسیم کے وقت کوئی مصلحت ملحوظ رکھیں یا مالِ غنیمت میں کا کوئی حصہ بیت المال میں جمع رکھیں تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے یا کسی وجہ سے مال غنیمت کی تقسیم میں دیر ہو جائے تو تم کو نبی کی طرف خیانت کرنے کا خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ هُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ اللَّهِ یعنی اہل صلاح اور انبیاء سعادت روحانی اور کمال مراتب کے لحاظ سے مختلف درجات پر فائز ہیں۔ مطلب یہ کہ انکے مراتب میں اگرچہ تفاوت ہے لیکن خیانت کرنی ان میں سے کسی کے شایان شان نہیں۔ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ اور خدا سب لوگوں کے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ ہر شخص کو اس سے ڈرنا چاہیئے اور امانت میں خیانت نہ کرنی چاہیئے۔ خیانت اگرچہ بندوں سے چھپ جائے مگر خدا سے نہیں چھپ سکتی۔

مقصود بیان: - آیت مذکورہ میں تہذیب الاخلاق، اصلاح معاشرت اور اصول تمدن کے بہت سے زریں خزانے مضمر ہیں مثلاً مسلمان پر لازم ہے کہ کسی پر بدگمانی نہ کرے خصوصاً اپنے سردار کی نسبت بدگمانی کرنے سے قطعاً باز رہے تاکہ قوم و ملت کی شوکت و برکت قائم رہے پیشواؤں اور سرداروں کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔ خیانت سے قطعاً پرہیز رکھا جائے نہ مال میں خیانت کی جائے نہ رازداری میں نہ احکام الٰہی میں نہ کسی قسم کی امانت میں نہ حاکم و سردار کی اطاعت میں۔ نہ نوکر آقا کے حقوق میں نہ آقا نوکر کے حقوق میں نہ بیوی شوہر کے مال آبرو اور عصمت میں نہ شوہر بیوی کے واجبی استحقاق میں۔

آیت میں ایک لطیف اشارہ عصمت انبیاء کے متعلق بھی ہے اور اس بات کا بھی ضمنی اظہار ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال متشکل ہو کر آئیں گے۔ وغیرہ

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ
مسلمانوں پر بلاشبہ اللہ نے احسان کیا کہ اُن کے لئے اُنہی
فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو اللہ کا کلام اُن کو پڑھ کر
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
سناتا ہے اور (شرک سے) اُن کو پاک کرتا ہے اور کتاب و عقل کی باتیں انکو سکھاتا ہے
وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

تفسیر سابق آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کا جرم سرزد نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی معصوم ہوا کرتے ہیں اب اس آیت میں صحابہ بلکہ عام مؤمنوں پر اپنے اُس فضل کا اظہار کیا جا رہا ہے جو کہ بعثت رسول کی شکل میں ظاہر ہوا اور یہ دکھایا جا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کو اُن کے تزکیۂ اخلاق اور ہدایت و ارشاد کے لئے بھیجا ہے ہر رسول خود خیانت ایسی قبیح حرکات کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ - حاصل ارشاد یہ ہے کہ خدا کا یقیناً خصوصیت کے ساتھ صحابہ پر اور عموماً تمام مؤمنوں پر بڑا احسان و فضل ہے کہ اُس نے ایک عظیم الشان جلیل القدر رسول اُنہی میں سے پیدا کیا کوئی فرشتہ یا جن نہ بھیجا کہ اختلاف نوعی کی وجہ سے وہ اُسکی ہدایت سے فائدہ نہ اٹھا سکتے پھر کسی اور ملک کا باشندہ اور کسی غیر عربی خاندان کے فرد کو بھی نبی بنا کر مبعوث نہ فرمایا کہ اُسکی زبان سمجھنے میں ان کو دشواری پیش آتی بلکہ اُنہی کے شہر و ملک کے ایک شخص کو نبی بنایا جسکی ابتداء عمر سے لیکر انتہاء جوانی تک کے کل حالات کا اُن کو علم تھا اور وہ اچھی طرح واقف تھے کہ اس رسول مکرم کا کل حصۂ عمر تمام انسانی سیہ کاریوں سے پاک ہے پھر اُس نبی برحق نے معجزات و کرامات بھی اُن کو دکھائے تاکہ اُن کے دلوں میں تصدیق رسالت کی طرف سے کوئی شبہ باقی نہ رہے اور سب سے بڑا زندہ معجزہ یہ کہ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے قرآن پاک پیش کیا جسکی سلاست بلاغت اور جامعیت بالکل کھلا ہوا معجزہ تھی۔ اور پھر فقط قرآن کی تلاوت ہی نہیں کی بلکہ وَيُزَكِّيهِمْ اُس پیارے رسول نے اُن کو کفر و شرک کی نجاستوں سے صاف و پاک کرکے ایمان و توحید کے پانی سے غسل یا شہوانی اور غضبی قوتوں کو صاف و ستھرا کیا اخلاق کو درست کیا اور پاکیزہ بنایا اور دنیا

دین کی سعادت سے مالا مال کرنے کے لیے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔
قرآن مقدس اور سنت کرام کی تعلیم دی جو سراسر حکمت اخلاق پر مبنی تھی دنیا کا کوئی روشن خیال اور فلسفی حقیقت شناس دماغ رکھنے والا انسان اس کی سنت پر حکمت کو غلط نہیں ثابت کر سکتا اور نہ خلاف فطرت کہہ سکتا ہے۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اگرچہ تمام عرب والے بلکہ عموماً دنیا والے بعثت رسول سے قبل بالکل کھلی ہوئی گمراہی اور مادی تاریکی میں پڑے ہوئے تھے سب علمی بے عقلی بد خلقی کشت و خون غارت بد بختی وحشت و بربریت فسق و فجور بت پرستی اور خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے مگر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بھائی بھائی بنا دیا اصول تمدن سکھائے اسلامی معاشرت، تہذیب اخلاق اخوت نوعی اتحاد قومی اور اتفاق ملی کی تعلیم دی اور غیر اللہ کی پرستش کی نجاست سے ان کو پاک صاف کر کے مجسمہ ہدایت وارشاد بنا دیا۔

مقصود بیان:۔ رسول اللہ صلعم لوازم انسانیت میں دیگر انسانوں کی طرح تھے۔ رسول اللہ صلعم بندوں کو بلا واسطہ خدا سے ملا دینے والے تھے رسول اللہ صلعم کی سنت بعینہ ہدایت قرآنی کے موافق تھی۔ رسول اللہ صلعم کی بعثت تین امور کے واسطے تھی۔ احکام الٰہی کی تبلیغ، تزکیۂ اخلاق، تجلیۂ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے قبل زمانہ پر تاریکی چھائی ہوئی تھی خصوصاً عرب کی حالت اخلاق، معاشرت اور تمدن قومی کے اعتبار سے بہت خراب تھی۔ آیت سے ہم کو اور ذیل کا سبق ملتا ہے :۔ نشست و برخاست رفتار و گفتار اور زندگی کے ہر حرکت و سکون میں حضور کے احکام و افعال کی پیروی کی جائے۔ ہم پر فرض ہے کہ اپنے اخلاق اعمال اور عقائد کی اصلاح کے بعد دوسروں کی عاقبت کی کوشش کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ قرآن پاک قوانین عدل کی بہترین کتاب ہے اس کے اندر ملی اور قومی اصلاح کے تمام ضوابط موجود ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر کسی شخص کا تعلق براہِ راست خدا سے نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا

کیا جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہو یہ کہاں سے آپڑی حالانکہ

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اس سے دوچند تم (کافروں کو) پہونچا چکے ہو (اے محمدؐ) کہدو کہ یہ تمہاری ہی شامت اعمال

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ

بلاشبہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے | اور دونوں جماعتوں

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ

کے مقابلہ کے دن جو مصیبت تم پر آئی وہ بحکم خدا آئی اور (اس کا سبب یہ تھا)

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ

کہ اللہ ایمان والوں کا امتیاز کر لے اور اُن لوگوں کی تعیین کر دے جو منافق تھے

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ راہِ خدا میں لڑو

اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ

یا دشمنوں کو ہٹا ہی دو تو کہنے لگے اگر ہم لڑنا جانتے تو بیشک تمہارا ساتھ دیتے

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ

یہ لوگ اُس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

اپنی زبان سے وہ باتیں کہہ رہے تھے جو اُن کے دلوں میں نہ تھیں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا

اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اُس سے خوب واقف ہے یہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے

لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ

(گھر) بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے متعلق کہا تھا کہ اگر انھوں نے ہمارا کہنا مانا ہوتا تو مارے نہ جاتے

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ

(اے محمدؐ) تم کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے ہی

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

موت کو ٹال دو

تفسیر

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافق گروہ مسلمانوں کے دلوں میں شک ڈالتے تھے کہ اگر یہ رسول برحق ہیں تو جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست کیوں ہوئی اور باوجود نصرت الٰہی کے وعدہ کے یہ مصیبت اسلام پر کہاں سے آگئی؟ اس شبہ کا جواب اس مکمل آیت میں دیا جا رہا ہے :۔ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ [illegible] کیا جب تم کو ایسی مصیبت [illegible]
پہنچی کہ تم کافروں کو بدر میں قتل بھی کر چکے اور گرفتار بھی کر کے لے آئے ستر
کو قتل کیا اور ستر کو گرفتار کیا اب تم پر اُس سے آدھی مصیبت جب آپڑی
کہ تمہارے ساٹھ ستر آدمی شہید ہوئے اور گرفتار کوئی نہیں ہوا تو تم
کہنے لگے کہ ہم پر یہ مصیبت کہاں سے آپڑی حالانکہ اس سے دوگنی مصیبت
میں تم کافروں کو ڈال چکے ہو۔ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ اے نبی
آپ ان کو جواب دیجئے کہ یہ تمہاری ہی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے اگر تم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خلاف ورزی نہ کرتے اور پہاڑ
کی گھاٹی پر جمے رہتے تو یہ مصیبت نہ آتی۔ آیت کے یہ معنی ربیع بن انس محمد بن
اسحٰق اور سدی وغیرہ نے بیان کئے ہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے
جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر آزاد کرنے کے متعلق اشارہ ہے کیونکہ جب
جنگ بدر میں ستر مشرک گرفتار ہوکر آئے تو دشمن نے مالی فدیہ دیکر اُن کو رہا
کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے ہوئی کہ ان کو چھوڑ دیا جائے
حضرت عمرؓ کا خیال ہوا کہ نہ چھوڑا جائے بلکہ قتل کر دیا جائے۔ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ کا دل حضرت ابراہیمؑ کے دل کی طرح
نرم ہے اور عمرؓ کا قول نوحؑ کے قول کی طرح سخت ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ
کے قول کو حضور اقدس نے پسند فرمایا۔ یہ فعل مرضی الٰہی کے خلاف ہوا۔
حضرت جبرئیل عتاب آمیز حکم لیکر آئے۔ حضرت علیؓ کی روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے آکر کہا محمدؐ! آپ کی قوم نے قیدیوں کے حق میں
جو فیصلہ کیا وہ خدا کو پسند نہیں۔ خدا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ان کو دو باتوں
میں سے ایک بات کا اختیار دیدو یا تو یہ قیدیوں کو قتل کر دیں اور اگر فدیہ
لیکر چھوڑتے ہیں تو یہ شرط ہے کہ جتنے کافروں کو یہ رہا کرینگے آئندہ اتنے
ہی مسلمان شہید ہونگے۔ حضور والا نے مسلمانوں کو بلا کر اُن کو حکم الٰہی سنایا
مسلمانوں نے جواب دیا یہ ہمارے بھائی بند ہیں اگر ہم فدیہ لیکر آزاد کر دینگے
تو زرِ فدیہ سے ہم کو تقویت حاصل ہوگی۔ اب اگر ہم میں سے اتنے ہی آدمی شہید
ہو جائینگے تو کیا حرج ہے کوئی بُری بات نہیں ہے چنانچہ احد کے دن ستر
مسلمان شہید ہوگئے (رواہ ابن جریر و النسائی و الترمذی) گویا آیت میں
اس طرف اشارہ ہے کہ یہ شکست تو تمہاری خود آوردہ ہے تم گرفتارانِ بدر
کو رہا کرتے وقت شرط کر چکے تھے کہ ہم ستر مسلمانوں کی شہادت پر رضامند
ہیں مگر ان بھائی بندوں کو قتل کرنا ہم کو پسند نہیں لہذا اُسی شرط کی بنا پر
تم میں سے ستر مسلمان شہید ہوگئے اب بددل اور کم ہمت کیوں بنے جاتے
ہو یہ تو تقدیر الٰہی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ خدا سب کچھ
کر سکتا ہے تم کو مدد بھی دے سکتا تھا اور تمہارے اقرار کے بموجب تم کو ہزیمت
بھی دے سکتا ہے مگر درحقیقت یہ ہزیمت نہیں ہے بلکہ وَمَا أَصَابَكُمْ
يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ جنگ احد کے دن جب کافروں
[illegible] دونوں کی جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئی تھیں اور تم کو مصیبت
اٹھانی پڑی تھی تو یہ مصیبت بحکم الٰہی اور بمشیت ایزدی تھی اور اس سے مقصود
صرف یہ تھا کہ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا
کہ عام طور پر خالص اہلِ ایمان اور دروغ گو منافقین کی حالت کا انکشاف
ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منافق ہیں اور یہ مخلص مومن ہیں
یہ دوست ہیں اور یہ دشمن ہیں۔ منافقوں کی اُس روز عجب حالت ظاہر ہوگئی۔
وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جب مسلمانوں نے
اُن سے کہا کہ پیچھے کیوں ہٹتے ہو کیوں مدینہ کو لوٹے جاتے ہو؟ آگے
بڑھو راہِ خدا میں جہاد کرو اور اگر لڑتے نہیں ہو تو کم از کم أَوِ ادْفَعُوا
ہمارے ساتھ رہ کر ہی دشمنوں کو دفع کرو تمہارے ساتھ رہنے سے ہماری
تعداد کی کثرت معلوم ہوگی اور دشمن خوف کھا کر بھاگ جائیگا اور صرف تمہارے
ساتھ ہونے سے ہی دشمن کی مدافعت ہو سکیگی تم لڑو یا نہ لڑو یہ تم کو اختیار
ہے قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ کہنے لگے ہم کو تو لڑائی آتی
ہی نہیں ہے اگر ہم کو ڈھب کی لڑائی معلوم ہوتی تو ہم تمہارا کہنا مانتے
اور تمہارے ساتھ رہتے۔ یہ درحقیقت مسلمانوں پر طعن ہے کہ تم اصولِ
جنگ سے ناواقف ہو تم نے ہماری رائے پر عمل نہ کیا اور مدینہ سے باہر
نکل کر لڑنے پر آمادہ ہوگئے تو گویا ہم فنونِ حرب سے ناواقف قرار پائے
لہذا ہم تمہارے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔
هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۝ اُس روز اُن کی
حالت کا انکشاف ہوگیا۔ اس سے قبل اگرچہ بظاہر وہ مسلمانوں کے
ساتھ ملے جلے معلوم ہوتے تھے لیکن اُس روز ظاہر ہوگیا کہ مسلمانوں
کی بہ نسبت کافروں سے ان کا تعلق قریبی ہے يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم
مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ یہ مُنہ سے کہتے ہیں مگر جو خباثتیں ان کے دلوں
میں بھری ہوئی ہیں وہ ظاہر کے مخالف ہیں اگر ان کے کہنے کے مطابق مدینہ
کے اندر ہی رہ کر دشمنوں کی مدافعت کی جاتی تب بھی یہ مسلمانوں کا ساتھ
نہ دیتے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ خدا کو ان کے پوشیدہ نفاق کی
بہت زیادہ اطلاع ہے وہ خوب جانتا ہے کہ وہ بظاہر مسلمانوں سے ملے
ہوئے ہیں اور باطن میں کافروں سے قربت رکھتے ہیں۔ الَّذِينَ قَالُوا
لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا یہ منافق عجب ازلی شقی
ہیں ایک تو خود جنگ و جہاد سے بزدلی کے ساتھ بیٹھ رہے پھر شہدائے احد
کے متعلق جو انہی کے برادری والے تھے کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارا کہنا مانتے
اور مدینہ سے باہر نکل کر لڑائی نہ کرتے تو مارے نہ جاتے گویا یہ خود بھی گمراہ ہیں
اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ اے
نبی تم ان سے کہدو کہ اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے کہ جہاد نہ کرنے سے زندگی باقی

رہتی ہے اور موت نہیں آتی تو تم اپنی موت ہی کو دفع کردو اور گھر میں چھپ کر موت سے بچ جاؤ۔ تفسیر مظہری میں مذکور ہے کہ جس روز منافقوں نے شہدائے احد کے متعلق یہ بات کہی تھی کہ اگر یہ جہاد میں شریک نہ ہوتے تو نہ مارے جاتے اُسی روز تقریباً ستر منافق مر گئے۔ حاصل مطلب یہ نکلا کہ موت کسی طرح دفع نہیں ہو سکتی اگر قضا آئی ہے تو جنگ میں شامل ہونا اسکا بہانہ ہو جاتا ہے ورنہ گھر بیٹھے بھی موت اپنے مقررہ وقت پر ضرور آ جائیگی پلنگ پر پڑے پڑے آ جائیگی، نفاق کی حالت میں کُتّے کی موت مرنا جہاد میں شہادت پانے کی برابر نہیں ہو سکتی لہذا جہاد میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑ کر مر جانا کسی طرح بُرا نہیں ہے۔

مقصود بیان:- اگر کسی کام میں مسلمان کو سو بار ناکامی ہو جائے پھر بھی ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ ہمت کا قائم رہنا فتحمندی اور کامیابی کی دلیل ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے نامردی اور بدنصیبی کی موت سے جوانمردی اور سعادت کی شہادت افضل ہے۔ آیت میں منافقوں کی بُزدلی گمراہی ضلالت انگیزی اور نفاق آفرینی کی صراحت ہے اور مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنے اور انکے قول کو نہ ماننے کا ضمنی اشارہ ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں اس امر کی بھی تصریح ہے کہ اہل حق کی شکست بھی بارادۂ الٰہی ہوتی ہے اور کسی مصلحت پر مبنی ہوتی ہے نہ باطل میں یہ قدرت نہیں کہ حق پر غالب آ سکے یہ قدرت محض خدا تعالیٰ ہی کو ہے کہ جسکو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے شکست اور ناکامیابی انسان کی نامناسب اعمال سے پیدا ہوتی ہے ورنہ خدا کا وعدہ سچا ہوتا ہے اسکی صداقت میں کوئی شبہ نہیں ہوتا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے تم اُن کو

اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

مُردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں اُن کے پروردگار کے پاس

يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

اُن کو روزی دی جاتی ہے اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے اُن کو دیا ہے

فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ

انہیں وہ مگن ہیں اور اُن کے پیچھے والے لوگ جو ابھی تک اُن میں جا کر شامل

يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نہیں ہوئے اُن کے متعلق بھی اس بات کی اُنکو خوشی ہے کہ اُن کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ

نہ غم اللہ کے فضل و کرم سے وہ

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

خوشیاں منا رہے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا اجر

اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ ۝ ع ۱۷

ضائع نہیں کرتا ہے

تفسیر وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احد کے روز جب تمہارے بھائی شہید ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُنکی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھا وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں پھر سونے کی اُن قندیلوں میں جو (جنت میں روشنوں پر) لٹک رہے ہیں اُتر جاتی ہیں جب ان شہداء کو ہر طرح کا عیش و آرام و ہاں ملا تو بولے کاش جو کرم خدا تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا اس سے ہمارے بھائی بند واقف ہو جاتے تاکہ جہاد سے نفرت نہ کرتے اور لڑائی میں سستی اور بُزدلی سے کام نہ لیتے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے اُن کو خبر پہونچاتا ہوں اُس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (رواہ احمد و ابن جریر والحاکم و ابن حمید والبیہقی وہو صحیح علی شرط الشیخین) ایک اور روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور اُنکے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ قتادہ ربیع اور ضحاک کا بھی یہی قول ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آیت کا نزول شہدائے احد کے حق میں ہوا ہے اگرچہ آیت کا حکم تمام شہداء کو عام ہے۔

خلاصہ ارشاد یہ ہے کہ راہِ خدا میں جن کو شہادت حاصل ہو جائے وہ مرتے نہیں ہیں اُن کو مُردہ نہ سمجھو بلکہ اُن کو حیات جاودانی اور عیش دائمی حاصل ہے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وہ حقیقت میں زندہ ہیں قرب الٰہی اُنکو حاصل اور سعادت ابدی اُن کے شامل حال ہو گئی ہے اگرچہ جسمانی اعتبار سے اُنکی زندگی باقی نہیں رہی ہے مگر حقیقی زندگی کے تمام آثار اُن میں موجود ہیں يُرْزَقُوْنَ اُن کو رزق دیا جاتا ہے جنت کی بیشمار نعمتیں جلوۂ الٰہی اور مشاہدۂ انوار اُنکو نصیب ہوتا ہے۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور جو کچھ خدا نے اُن کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اور جو عظیم الشان عنایت اُن کے شامل حال ہے اُس سے وہ بہت خوش ہیں وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اس آیت کے مفسرین نے دو مطلب بیان کیے ہیں (۱) محمد بن اسحاق اور سدی

نے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ شہداء کو جب خدا تعالیٰ کی بیشمار نعمتیں اور انوار قدس کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور وہ ہر طرح اپنے مقصد میں کامیاب اور خوش ہوتے ہیں تو اب اُن کو اپنے اُن احباب و اقرباء کی طرف سے فکر ہوتی ہے جو دنیا میں زندہ ہیں کہ خدا جانے وہ کیسے اعمال کرتے ہیں اور مرکر کہاں جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ کیا معاملہ پیش آتا ہے کاش اُن کو ہمارے اس انعام واکرام کی جو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمارے حال پر فرمایا ہے اطلاع ہوجاتی لہٰذا ان کو وہاں خوشخبری سنائی جاتی ہے کہ تمہاری برکت سے اُن کو بھی کچھ خوف وغم نہ ہوگا وہ بھی عنقریب تمہارے پاس آجائینگے اور اسی نعمت میں ان کو بھی حصہ ملیگا جسمیں سے تم کو ملا ہے۔ (۲) سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ جب شہداء احد جنت میں داخل ہوئے اور مراتب شہداء پر فائز ہوئے اور تجلیات ربانی سے فیضیاب ہوئے تو اُن کی خواہش ہوئی کہ کاش ہمارے وہ بھائی جو دنیا میں زندہ ہیں مطلع ہوجاتے کہ ہم کو کس قدر اجر جزیل اور نعمت کاملہ خدا نے عطا فرمائی ہے تاکہ وہ بھی ہماری طرح جہاد میں شریک ہوکر اور لڑکر درجۂ شہادت حاصل کرتے اور یہی نعمتیں اُن کو بھی ملتیں جو ہم کو ملی ہیں اُن کی اس خواہش کے مطابق خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور رسول اللہؐ نے لوگوں کو شہداء کی حالت کی خبر دی اور پھر خدا نے اُن شہداء کو آگاہ کردیا کہ تمہاری پوری حالت کی خبر تمہارے بھائی بندوں تک پہونچادی گئی۔ وہ لوگ یہ سن کر خوش ہوئے۔ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ۔ یہ پہلے کلام کی تاکید ہے یعنی خدا کی دی ہوئی نعمت اور اسکے مزید فضل سے یہ لوگ نہایت خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے بھی اُن کو خوشی حاصل ہوتی ہے کہ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ خدا تعالیٰ مومنوں کے اعمال رائگاں نہیں فرماتا پورا پورا اجر اُن کو عطا فرماتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا نے ان شہیدوں کی کوششوں کو بارآور کیا اور اپنی بیشمار نعمتیں اُن کو عنایت فرمائیں اور وہ اس خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

مقصود بیان :- جہاد کی ترغیب، اعمال حسنہ کی لطیف ترین پیرایہ میں ہدایت، ہر نیک عمل کی مسلمان کو پوری پوری جزا ملنے کی صراحت، کافروں کی تمام نیک اعمالیاں برباد جانے اور غیر مفید ہونیکی طرف ضمنی اشارہ، راہ حق میں تن من دھن قربان کردینے اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جان و مال سے دریغ نہ کرنے کی درپردہ نصیحت۔ وغیرہ۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ

جن لوگوں نے زخم لگنے کے بعد بھی اللہ ورسول کا

مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ

کہنا مانا اُن میں سے نیکوکار اور پرہیزگاروں کے لیئے

وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ

بڑے اجر ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا تھا

النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

کہ کافروں نے تمہارے مقابلہ کے لیئے بڑا سامان جمع کیا ہے تم اُن سے ڈرتے رہو

فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

مگر اس بات سے اُن کا ایمان اور بھی بڑھ گیا اور بول اُٹھے کہ ہم کو اللہ کافی ہے

وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ

اور وہی اچھا کارساز ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے فضل وکرم سے بغیر کسی طرح کا

اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا

دُکھ پہونچے لوٹ آئے اور اللہ کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝

رضا پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪

یہ (مخبر) محض شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا ہے

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

مگر تم اُن سے اندیشہ نہ کرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر سچے مسلمان ہو

تفسیر اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۔ یہ آیت حمراء الاسد کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب ہفتہ کے دن پچھلے پہر حضور اقدسؐ جنگ احد سے واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو اتوار کی صبح کو اچانک ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ ابوسفیان مقام روحاء میں پہونچ کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ ہم نے بڑی غلطی کی چند مسلمان رہ گئے تھے انکو یونہی چھوڑ دیا۔ اگر مدینہ میں داخل ہوکر اُن کا بھی استیصال کردیتے تو آئے دن کے جھگڑوں سے نجات مجاتی لیکن صفوان بن امیہؓ اسکو اس خیال سے روکتا تھا کہ کہیں معاملہ دگرگوں نہ ہوجائے اور لڑائی کا پانسہ نہ پلٹ جائے۔ یہ سن کر حضور اقدسؐ نے منادی کرادی کہ جو لوگ کل کی لڑائی میں میرے ساتھ تھے وہ پھر تیار ہوجائیں حکم گرامی کا سننا تھا کہ فدائیان حق جو زخموں سے چور

اور تھکے ماندے بیٹھ پیروں پیدا کھڑے ہوئے۔ حضرت اسید کے نو زخم تھے
عقیل بن نعمان کے دس زخم تھے۔ عائذ بن عامر کے بھی نو زخم تھے اور خراش بن
صمہ کے دس زخم تھے اور بعض ہو ہی تو اس قدر خستہ حال تھے کہ باہم لاد لاد
ان کو یاروں پاری سے اپنی پشت پر لاد کر لے جارہے تھے۔ مرحبا یہاں نہ کسی کا علاج
نہ مرہم پٹی صرف فرمان نبوی کی تعمیل تھی جس حال میں تھے اسی حال میں چل
کھڑے ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمرکاب اس روز ستر مسلمان تھے جن میں
سے صدیق اکبر فاروق اعظم ذوالنورین شیر خدا طلحہ زبیر سعد
سعید عبدالرحمن بن عوف عبداللہ بن مسعود اور ابو عبیدہ بن جراح ممتاز
ہستیاں تھیں۔ جب مدینہ سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر موضع حمراء الاسد
تک پہونچے تو اونٹ ذبح کرکے کھاتے اور دن بھر لکڑیاں جمع کرکے شب کو
آگ جلاتے تھے۔ اتفاقاً اس مقام پر معبد خزاعی سے ملاقات ہوئی۔ یہ
اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے معبد نے یہاں سے روانہ ہو کر ابوسفیان
سے ملاقات کی جو مقام روحا میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے
سامان درست کر رہا تھا۔ ابوسفیان نے معبد سے مسلمانوں کی کیفیت
دریافت کی تو انہوں نے مسلمانوں کی خدا داد شوکت پوری طرح ظاہر کرکے
کہا کہ مسلمان تمہارے پیچھے کثیر جماعت لا رہے ہیں جو کل موجود نہ تھے وہ بھی
آج موجود ہیں یہ سنکر ابوسفیان گھبرایا اور کہا یہ سچ ہے۔ معبد نے قسم
کھائی اور جواب دیا خود آنکھوں سے دیکھ لو گے اب گھوڑے نظر آئے جاتے
ہیں تم کو خود معلوم ہو جائیگا۔ ابوسفیان اور اسکے ہمراہی خوف زدہ ہو کر
چل کھڑے ہوئے راہ میں قبیلہ عبدالقیس کا ایک قافلہ ملا جو مدینہ جارہا
تھا اس سے ابوسفیان نے کہا کہ اگر تم میرا یہ پیغام پہنچا دو تو تمہارے یہ سارے اونٹ بازار
عکاظ میں کشمش سے بھر دونگا تم ایک چال چلو وہ یہ کہ محمد سے ملکر کہنا کہ ابو
سفیان نے تمہارے استیصال کے لیے ایک جرار لشکر فراہم کیا ہے۔
چنانچہ یہ قافلہ جب حمراء الاسد میں پہونچا تو قافلہ والوں نے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچائی تو سب نے بالاتفاق بہ ہمت استقلال
سے کہا کہ اللہ ہم کو کارساز کافی ہے۔
بعض مفسرین نے آیت اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ کا شان نزول
بدر صغریٰ کو قرار دیا ہے کہ کفار مکہ جنگ احد سے لوٹتے وقت کہہ گئے تھے
کہ آئندہ سال بدر میں لڑائی ہوگی لیکن پھر کفار کی ہمت نہوئی اور نعیم بن
مسعود اشجعی کو کچھ روپیہ کا لالچ دیا کہ جاکر مسلمانوں کو خوف دلائے۔ تاکہ نہ
آنے کا الزام مسلمانوں کے سر رہے مگر مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر بدر
میں آپہونچے چونکہ کفار نہ آئے اسلیئے جنگ نہ ہوئی بدر کے قریب ایک بازار
لگا کرتا تھا مسلمانوں نے وہاں خوب خرید و فروخت کی اور کافی نفع اٹھایا
یہ ۴ھ کا واقعہ ہے۔ اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُن پاک طینت اور فرمانبردار

مومنوں کا اجر ضائع نہیں فرمائیگا جنہوں نے باوجود ہزیمت اٹھانے اور زخمی
ہونے کے بھی خدا اور اس کے رسول کے فرمان سے سرتابی نہ کی اور ہمہ
تن اطاعت کو اپنا شعار بنالیا۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ
عَظِیْمٌ۔ ان میں سے جو لوگ اوامر و نواہی کے پابند ہیں نیکیاں کرتے
اور ممنوعات سے بچتے ہیں اُن کے لیئے قیامت کے دن بہترین ثواب ہے
اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ یہی وہ مخلص وفا شعار بندے ہیں کہ جب
نعیم بن مسعود اشجعی نے ان سے آکر کہا کہ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ
فَاخْشَوْھُمْ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک عظیم الشان جرار
لشکر جمع کیا ہے اسلیئے تم کو اُن سے ڈرنا چاہیئے اور مقام بدر میں لڑنے کو نہ
جانا چاہیئے بلکہ مدینہ کو واپس چلا جانا مناسب ہے۔ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا
تو اس کلام سے اُن کے ایمان میں اور پختگی پیدا ہوگئی بجائے خوف زدہ ہونے
کے اور جرأت بڑھ گئی یعنی کفار کی کثرت کی خبر سُن کر اُن کے دل میں خدا کیطرف
رجوع کرنے کا اور جذبہ بڑھ گیا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
اور کہنے لگے ہم فوج کی کثرت اور ساز و سامان کی افزونی پر اعتماد نہیں کرتے
اور نہ فوجی طاقت سے ڈرتے ہیں ہمارا بھروسہ خدائے واحد پر ہے وہی ہمارے
لئے کافی اور وہی ہمارا بہترین کارساز ہے۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَفَضْلٍ اس توکل علی اللہ اور خدائی اعتماد کا نتیجہ یہ ہوا کہ مؤمن صحیح
سلامت اور مالی منافع حاصل کرکے بدر سے مدینہ کو واپس آئے لَمْ یَمْسَسْھُمْ
سُوْٓءٌ کوئی جسمانی نقصان اُن کو نہ پہنچا نہ کوئی زخمی ہوا نہ قتل ہوا اور مالی
منافع کے علاوہ وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ خدا اور اسکے رسول کی فرمان
پذیری سے خوشنودی خدا حاصل ہوئی اور رحمت خداوندی اُن کے شامل
حال ہوگئی۔ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ کیونکہ اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے
اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں پر بالآخر کرم کرتا ہے اور انجام میں اُن ہی
کو کامیاب کرتا ہے اور اُن کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے۔ اِنَّمَا
ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ درحقیقت نعیم بن مسعود شیطان تھا
جو اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا تھا اور اُن کی کثرت و غلبہ کا تم کو خوف
دلاتا تھا مگر فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ تم کو اُن سے قطعاً خوف نہ کرنا چاہیئے
وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ محض مجھ سے ڈرنا چاہیئے میری نافرمانی نہ کرنی
چاہیئے ہر وقت میری رضا جوئی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
اگر تم پکے ایماندار ہو اور یقین رکھتے ہو کہ فتح و شکست میرے ہی دست قدرت
میں ہے فوج اعداء کی افزونی اور کمی کو اس میں دخل نہیں ہے۔

مقصود بیان :- جہاد حق پر برانگیختگی اوامر و نواہی پر پابند رہنے
کی ہدایت۔ احکام رسول کی بہر صورت اور بہر حالت تعمیل کی فرضیت۔
شرکاء احد اور شرکاء بدر صغریٰ کی مدح۔ اس امر کی طرف واضح اشارات
کہ فتح و نصرت، فوج کی کثرت و فراوانی پر موقوف نہیں ہے بلکہ امداد الٰہی سے

وابستہ ہے۔ خدا کی مدد کے سامنے ساز و سامان تھوڑا ہو یا بہت اور فوج اعداد کم ہو یا زیادہ دونوں برابر ہیں۔ جو شخص خالق کی رضاجوئی کے لیئے گھر سے نکلتا ہے کوئی دشمن اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ خدا تعالیٰ اُسکو ہر صدمہ اور ہر تکلیف سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر جہاد کی نیت خالص ہو اور جہاد کے ذیل میں تجارتی کاروبار بھی کر لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ مومن پر لازم ہے کہ دنیا میں سوا خدا کے کسی سے نہ ڈرے اور اعانت حق میں کسی کی دشمنی کی پرواہ نہ کرے۔ وغیرہ۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي

جو لوگ کفر میں سرگرم رہتے ہیں اُن سے تم کو اندیشہ نہ کرنا

الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۭ

چاہیئے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ

اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں اُن کو (خیر کا) کوئی حصہ نہ دے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور اُن کے لئے خصوصیت کے ساتھ بڑا عذاب ہے

تفسیر یہ آیت کفار اہل مکہ اور منافقوں کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ ایک قوم مرتد ہو گئی تھی اور کفار کی قوت بازو بن گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ارتداد سے غم لاحق ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ یہ سابق آیات سے مربوط ہے اور اُنہی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے نبی تم کو ان منافقوں اور کافروں کی حالت پر غم نہ کھانا چاہیئے اور نہ اس بات کا کچھ رنج کرنا چاہیئے کہ یہ کفر کی تیاری اور کوشش کرتے ہیں اور کفر میں بہت زیادہ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں کیونکہ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا یہ خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے دین الٰہی میں کوئی ضعف نہ پیدا کر سکینگے جو کچھ اللہ کو کرنا ہے وہ ہو کر رہیگا یہ لوگ ان کا فرانہ ریشہ دوانیوں سے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں کیونکہ ان کے غلو فی الکفر کی وجہ سے يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ خدا کی مشیت اور ارادہ میں یہی ہے کہ یہ آخرت میں ہر قسم کی سعادت سے محروم رہیں اور کبھی ان کو نجات نصیب نہ ہو۔ اور چونکہ انہوں نے ایمان و آخرت کو چھوڑ کر کفر اور دنیا کو اختیار کر رکھا ہے اسلئے خدا بھی چاہتا ہے کہ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ یہ لوگ دوامی عذاب میں رہیں اور ہمیشہ ہمیش دوزخ میں پڑے سڑا کھکتے رہا اور چونکہ جو مشیت الٰہی ہے وہ ضرور ہو کر رہیگا لہذا ان کافروں کا غم کھانا بے سود ہے۔

مقصود بیان:۔ کفار کی گمراہی پر غم کھانا یا اُن کے کافر ہونے کی وجہ سے مسلمان کو ڈرنا نہ چاہیئے۔ خدا کو کسی کے کافر ہو جانے سے کوئی نقصان نہیں پہونچتا ہے نہ کوئی خدا کو نقصان پہونچا سکتا ہے۔ انسان کی انتہائی سرکشی کی وجہ سے خدا بھی چاہتا ہے کہ وہ سعادت سے محروم ہو جائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ

جن لوگوں نے ایمان کے عوض کفر کو مول لیا وہ

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے بلکہ اُن کے لئے دردناک عذاب مخصوص ہے

تفسیر اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ یعنی جن لوگوں نے نور فطرت کو چھوڑ کر تاریکی کو اختیار کیا اور ایمان سے اعراض کر کے کفر کو پسند کر لیا یعنی منافق اور عام مشرک لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا یہ خدا کو ہرگز کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے دین آہی کی اشاعت اور توحید الٰہی کی حقانیت میں ان کے کفر و نفاق سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو گی بلکہ ان کے کفر کا وبال خود انہی پر پڑیگا کیونکہ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کی سرکشیاں، نفاق انگیزیاں اور کفر شعاریاں عذاب الیم بنکر خود انہی کو قیامت کے دن جا لینگی

مقصود بیان:۔ فطرت کی خلاف ورزی کرنے والے دین الٰہی میں کوئی رخنہ نہیں ڈال سکتے نہ توحید الٰہی کی صداقت میں کسی کے کفر سے کوئی کمزوری آ سکتی ہے بلکہ خود انسان خسارہ اٹھاتا ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ

کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو اُن کو ڈھیل دے رہے ہیں

خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا

یہ ان کے حق میں بہتر ہے ہم تو صرف اسلئے اُن کو ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ

اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ مَا كَانَ اللّٰهُ

گناہ میں بڑھتے جائیں اور بالآخر اُن کو ذلت کی سزا ملنی ہے اللہ ہرگز ایسا نہیں

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى

کہ پاک ناپاک کی تمیز کیئے بغیر مسلمانوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے

يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

جس حالت پر تم ہو | اور اللہ ایسا بھی نہیں

لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي

کہ غیب کی باتوں پر تم کو مطلع کر دے بلکہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے | لہذا تم اللہ اور اسکے پیغمبروں پر

رُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ

ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لے آؤگے اور پرہیزگاری رکھوگے تو تمہارے لیئے

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

بڑا اجر ہے

تفسیر جنگ احد کے بعد مشرکین مکہ اپنی فتحیابی اور کامرانی پر نازاں ہو کر نہایت فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ ہم حق مذہب پر ہیں اور مسلمان بالکل غلط راستہ پر ہیں ہم کامیاب اور غالب ہیں اور مسلمان ذلیل و مغلوب ہیں ہمارے پاس دولت و مال ہے ثروت و جاہ ہے مسلمان مفلوک الحال خانہ برباد اور مفلس ہیں ان کے پاس نہ دنیوی ثروت ہے نہ اسباب معاش نہ عزت و جاہ نہ گھر نہ در مدینہ میں خانہ بدوشی کی حالت میں نہایت ذلت و فاقہ کشی سے گذارہ کر رہے ہیں خدا تعالیٰ اس آیت میں منافقوں اور مشرکوں کے اس قول کا جواب دیتا ہے کہ :- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ان کافروں کو یہ گمان ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ہم نے جو ان کو تھوڑی ڈھیل دے رکھی ہے یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور یہ کہ جو اسباب دنیوی اور سامان عیش ان کے واسطے مفید ہے کیونکہ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ہم ان کو ڈھیل صرف اس وجہ سے دے رہے ہیں کہ ان کی طغیانیاں گناہگاریاں اور بدشعاریاں بڑھتی رہیں اور ان کی نافرمانیاں مرتبۂ کمال کو پہونچ جائیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ، جب ان کے معاصی انتہا کو پہونچ جائینگے تو اس وقت ہم ان کی گرفت کرینگے اور قیامت کے دن ان کو بہت ذلت انگیز عذاب میں گرفتار کرینگے گویا ان کی عمر و دولت کی فراوانی اور دنیوی جاہ و عیش کی ترقی ان کے لیئے خدا کی مہربانی نہیں ہے بلکہ تہر ہے جسقدر ان کو ڈھیل ملتی جائیگی اتنی ہی غضب الٰہی میں زیادتی ہو جائیگی۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ منافقوں کا ایک اعتراض ہنگامہ احد کے بعد یہ بھی تھا کہ یہ نبی برحق کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ ان کی حمایت کرنے والوں کو ایسی فاش شکست اٹھانی پڑی اگر یہ سچے ہوتے تو مسلمان کیوں ان تو مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ اسی اعتراض کو دفع کرتا ہے۔ ماحصل ارشاد یہ ہے کہ :- اے مدعیان اسلام خدا کو یہ منظور تھا کہ مصائب میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کرے کہ کون کھرا اور پکا مومن ہے اور کون کھوٹا منافق ہے کیونکہ مصیبت ہی ایمان کے جانچ کرنے کی زبردست کسوٹی ہے خدا تعالیٰ یہ نہیں کر سکتا کہ کھرے کھوٹے اور اچھے برے کو یونہی مخلوط حالت میں چھوڑ دے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکے کہ کون مخلص ایماندار ہے اور کون بے ایمان منافق۔ اب ایک خیال یہ پیدا ہو سکتا تھا کہ آخر خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے وہ تو عالم الغیب ہے ہر شخص کی اچھی بری حالت کو جانتا ہے اور اخلاص و نفاق سے واقف ہے پھر کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کر کے جانچتا ہے اور ایسا کیوں نہیں کرتا کہ اپنے غیبی علم کے موافق عام لوگوں کو مطلع کر دے کہ فلاں شخص پختہ مومن ہے اور فلاں شخص ریاکار منافق ہے۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ خداوند تعالیٰ کی مقتضائے حکمت کے یہ بات سراسر خلاف ہے کہ تم سب کو اسرار غیب پر مطلع کر دے اور ہر شخص کو قبل از وقوع معلوم ہو جائے کہ فلاں کام ایسا ہوگا (اس سے انتظام عالم میں فساد بپا ہو جائیگا) بلکہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وہ لوگوں میں سے جس شخص کو مناسب سمجھتا ہے اپنی رسالت کے واسطے مخصوص کر لیتا ہے اور اسی رسول کو بقدر مناسب امور غیب پر مطلع فرماتا ہے اور جزوی واقعات سے ان کو آگاہ کر دیتا ہے (جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جزوی علم غیب تھا منافقوں کے نفاق سے حضور واقف تھے جنگ احد میں پیش آنے والی شکست کا بھی آپ کو علم تھا مگر مصلحت الٰہی کے بموجب حضور اس کا اظہار نہ فرماتے تھے) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ لہذا تم کو خدا و رسول پر ایمان لانا چاہیئے جو کچھ رسول اللہ فرمائیں اس پر یقین رکھنا چاہیئے رسول اللہ کے ہر قول کو سچا جاننا چاہیئے اور اس کی تعمیل کرنی چاہیئے کیونکہ وہ بعلم الٰہی اس کی مصلحتوں سے واقف ہیں وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اور یہ نہ سمجھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارا ایمان لانا اور ان کے احکام کی تعمیل کرنا بیکار جائیگا۔ نہیں۔ بلکہ اگر تم دل سے خالص ایمان لاؤگے اور کفر و نفاق سے بچ کر تقویٰ اختیار کروگے تو تم کو بڑا ثواب ملیگا۔

مقصود بیان :- مسلمانوں پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے وہ ترقی درجات کا باعث ہوتی ہے۔ اور کافروں کی درازی عمر دولت دنیوی کی فراوانی اور عیش و عشرت کی ترقی ان کے لیئے مزید عذاب کا سبب ہے خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن یہ دنیا دار الاسباب ہے اگر وہ سب عالم کو

امور غیب پر مطلع کردیتا تو عالم میں فساد پیدا ہو جاتا۔ مصائب کے وقت ثبات قلب اور استقامت انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو خالص مومن ہیں۔ قانون عدل جاری کرنے اور اسرار غیب کا عامل ہونے کے لئے انبیاء کا وجود ضروری ہے۔ آیت میں استقامت صبر رسول اللہ کی پیروی اوامر و نواہی پر کاربند رہنے کی خاص ہدایت ہے اور امور غیب پر مطلع ہونے کی جستجو نہ کرنے کے متعلق ضمنی اشارہ ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے کچھ عنایت فرما دیا ہے اور وہ اس

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ بَلْ هُوَ

سے بخل کرتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ یہ بخل اُنکے لئے بہتر ہے نہیں بلکہ وہ

شَرٌّ لَهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ

اُن کے حق میں بُرا ہے عنقریب قیامت کے دن اُسی چیز کا اُن کو طوق پہنایا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ

جائیگا جسکو خرچ کرنے میں وہ بخل کرتے تھے اور آسمان و زمین کا وارث

وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

اللہ ہی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں جہاد میں بنفس خود شامل ہونے کی ترغیب تھی یہاں راہِ خدا میں مال صرف کرنے کی ہدایت کیجاتی ہے اور نہایت لطیف انداز میں برانگیختہ کیا جارہا ہے کہ رضاءِ مولا کے حصول کے لئے مال صرف کرنے سے دریغ نہ کرو گویا جان و مال دونوں راہِ خدا میں خرچ کرو اور جان و مال کو محبت الٰہی پر قربان کردو۔ حاصل آیت یہ ہے کہ جو لوگ خداداد نعمتوں پر بخل کرتے ہیں باوجود اپنی ضروریات سے زائد ہونے کے اہل احتیاج کو نہیں دیتے اور جمع کردہ مال کی محبت کو ہر وقت طوق گلو بنائے رکھتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم یہ فعل اچھا کر رہے ہیں یہ جمع شدہ مال ہمارے کام آئیگا اور ہم اسکی وجہ سے مالدار اور باعزت کہلاتے ہیں یہ فعل اُن کے لئے اچھا نہیں ہے۔ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ بلکہ یہ کنجوسی اُن کے لئے بہت بری ہے یہ کہاں کی خوبی ہے کہ خداداد مال کو اس طرح ضرورتمند مخلوق خدا سے بچا کر رکھا جائے اور اُسی کا دیا ہوا مال اُسی کی خوشنودی کے لئے نہ صرف کیا جائے سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جس مال کو انہوں نے کنجوسی کرکے جمع کیا ہوگا عنقریب قیامت کے دن اُسی مال کا اُن کو طوق عذاب پہنایا جائیگا جسطرح دنیا میں انہوں نے محبت مال کو طوق گلو بنا رکھا تھا اسی طرح قیامت کے دن یہ کنجوسی طوق عذاب کی شکل میں انکی گلوگیر ہوگی اور کسی طرح جدا نہ ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اُس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن یہ مال ایک اژدہائے گنجے سودار کی شکل میں ہوکر اسکی گردن کا طوق ہوگا اور اسکی باچھوں کو کاٹیگا اور چیریگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں (رواہ البخاری) وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ یہ اصل مقصود کی تائید ہے یعنی اے مسلمانو آخر تم بخل کیوں کرتے ہو کیوں راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے کیا تمہاری گرہ سے کچھ صرف ہوتا ہے زمین و آسمان اور ان کی تمام کائنات کا مالک تو خدا ہے اُسی نے یہ تمام چیزیں بنائیں وہی سب کچھ دیتا ہے اور آخر میں تمہاری یہ مجازی ملک اور ظاہری تصرفات بھی نہ رہینگے وہی کل چیز کا ظاہری اور باطنی مالک ہوگا پھر بخل کرنے کی کیا وجہ۔ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور خدا کو تمہارے اعمال کی بخوبی اطلاع ہے تمہارا کوئی فعل اُس سے پوشیدہ نہیں اگر بخل کروگے خدا اُسکی سزا دیگا راہ خدا میں صرف کروگے تو جزا ملیگی۔

مقصود بیان: اس آیت میں بخل کی صریح ممانعت، جان مال صرف کرنے اور ہر قسم کی انتہائی کوشش مرضی مولا کے حصول کے لئے کرنے کی خصوصی ہدایت ہے اور واضح طور پر پہلے بیان کردیا گیا ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں اپنی جان یا مال یا علم وغیرہ صرف کرنے میں دریغ کرتے ہیں وہ مستحق عذاب ہیں۔ قیامت کے دن یہ سب خزانے عذاب کی شکل اختیار کرینگے آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کو محبت مولا میں ہر چیز یہانتک کہ اپنی جان بھی قربان کردینی چاہئے

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

اللہ نے اُن لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا تھا کہ

اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۘ سَنَكْتُبُ

اللہ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں اُن کے اس قول کو

مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

اور ناحق انبیاء کی خوں ریزی کو ہم لکھتے ہیں

وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَٰلِكَ

اور (قیامت کے دن) کہینگے کہ جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو یہ

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

تمہارے خود کردہ گناہوں کی سزا ہے — اللہ اپنے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

بندوں پر ظلم نہیں کرتا

تفسیر

جب آیت وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو راہ خدا میں صرف کرنے کا حکم دیا تو کم بخت یہود بطور مذاق کے کہنے لگے کہ محمد! تمہارا پروردگار تو فقیر و محتاج ہے جو ہم سے قرض مانگتا ہے ہم مالدار ہیں یہود کا مقصود اس آیت قرآنی کی تکذیب بھی اور وہ بھی بصورت مذاق جو کفر در کفر ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ۔ حاصل حکم یہ ہے کہ جن یہودیوں نے کہا تھا کہ خدا محتاج فقیر ہے اور ہم دولتمند ہیں خدا ان کے قول سے واقف ہے۔ محمد بن اسحاق نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہودیوں کے مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں بہت سے یہودی اپنے ایک عالم فنحاص کے پاس جمع تھے۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا فنحاص خدا سے خوف کرو اور محمدؐ پر ایمان لے آؤ کیونکہ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ وہ برحق رسول ہیں اور تمہاری توریت میں اُن کے اوصاف کا بیان موجود ہے فنحاص بولا خدا کی قسم ہم کو اللہ کی احتیاج نہیں بلکہ ہی ہمارا محتاج ہے ہم اسکے سامنے نہیں گڑگڑاتے وہ ہم سے گڑگڑا کر مانگتا ہے ہم اس سے زیادہ تونگر ہیں اگر وہ ہم سے تونگر ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا وہ ہم کو سود کھانے سے منع کرتا ہے حالانکہ خود ہم سے قرض مانگتا ہے اور اس پر چند گنا سود دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ تقریر سن کر ابوبکر سخت غضبناک ہوئے اور زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا اس پاک پروردگار کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہمارا تم لوگوں سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا او دشمن خدا جسقدر تجھ سے ممکن ہو ہماری تکذیب کر فنحاص وہاں سے اٹھکر حضور گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ دیکھئے آپ کے یار نے ہم کو کس قدر ذلیل کیا حضورؐ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کیوں ابوبکر کیا بات ہوئی؟ کس وجہ سے تم نے اسکو مارا؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دشمن خدا نے بہت ہی سخت بات کہی تھی اور بڑی بدتمیزی کی تھی۔ یہ کمبخت کہتا تھا کہ خدا فقیر ہے ہم سے قرض مانگتا ہے ہم اُس سے زیادہ تونگر ہیں ہم کو اس کی کوئی احتیاج نہیں وہ ہم کو سود کھانے سے منع کرتا ہے اور خود ہم سے سود در سود پر قرض مانگتا ہے بارگاہ الٰہی میں یہ بدتمیزی مجھ سے نہ سنی گئی اور محض لوجہ اللہ مجھے غصہ آیا جسکو میں ضبط نہ کر سکا اور بے ساختہ میں نے اسکو مار دیا۔ حضورؐ نے یہ سن کر فنحاص کی طرف توجہ کی فنحاص کم بخت صاف انکار کر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس میں سے ایک لفظ بھی نہیں کہا ہے۔ اسپر خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کی تصدیق اور فنحاص کی تکذیب کے لئے آیت مذکورہ نازل فرمائی اور بطور وعید کے فرمایا سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا یعنی ہم اُن کے قول کو اُن کے نامۂ اعمال میں لکھتے جاتے ہیں مطلب یہ کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیدیا ہے کہ وہ انکی گستاخیاں لکھ لیں تاکہ قیامت کے دن اُن کے اقوال و اعمال کی سزا دیجائے۔ اور یہ گستاخی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ان کے بزرگ تو یہاں تک گستاخ تھے کہ اعیان حق اور انبیاء قوم کو قتل کر دیتے تھے اور یہ بھی چونکہ اپنے آباؤ اجداد کے اس قبیح فعل کو پسند کرتے ہیں لہذا یہ بھی انہی کے حکم میں داخل ہیں ہم ان کی قولی گستاخیاں بھی لکھتے جاتے ہیں وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور وہ فعلی گستاخیاں جو ظالمانہ قتل انبیاء کی شکل میں ان سے سرزد ہوئی ہیں وہ بھی ہم برابر لکھ رہے ہیں۔ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ اور قیامت کے دن ہم فرشتوں کے ذریعہ سے کہلوائینگے کہ اپنے اعمال اور گستاخیوں کی پاداش میں آج دوزخ کا عذاب چکھو مگر یہ اُن کے فعل سے زائد سزا نہ ہوگی بلکہ اُن کا یہ جرم نہایت قبیح اور بُرا ہے اسلئے ہم نے اُن کے واسطے یہ سزا تجویز کی ہے ورنہ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ خدا اپنے بندوں پر ظلم بالکل نہیں کرتا ہے کسی کی حق تلفی نہیں کرتا کسی کو اس کی بداعمالیوں سے زائد عذاب نہیں دیتا۔

مقصود بیان: خدا کی شان میں گستاخی حرام اور موجب عذاب ہے خدا تعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں فرماتا نہ وہ ظالم ہے بلکہ ہر شخص خود اپنے لئے اسباب عذاب مہیا کرتا ہے۔ حکم الٰہی سے سرتابی موجب وبال ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا

یہ لوگ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو حکم دے رکھا ہو کہ کسی

نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ

رسول پر ایمان نہ لانا — تا وقتیکہ وہ تمہارے پاس ایسی قربانی نہ لائے

تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

جسکو (آسمانی) آگ کھا جائے (اے محمدؐ) کہدو کہ تمہارے پاس مجھ سے پہلے

قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْ

بہت سے رسول معجزات اور یہی چیز لیکر آچکے ہیں جو تم کہہ رہے ہو پس تم نے

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والا حیرت نما قرآن مجید

چھ سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ ہوجائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ سطر

قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
وہ ان کے لئے قربت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں انکو داخل کریگا۔ بلاشبہ اللہ غفور و

رَّحِيمٌ ۝ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ
رحیم ہے اور پہلے پہل سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار

وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَ
اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ انکی پیروی کی ان سے اللہ راضی وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے

أَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں۔ جن کے اندر نہریں بہتی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ رہیں گے

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ
یہی بڑی کامیابی ہے اور تمہارے گرد و نواح کے بعض اعراب منافق ہیں

وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ
اور بعض اہل مدینہ بھی منافق ہیں یہ نفاق پر اڑ رہے ہیں تم ان سے واقف نہیں ہو۔ ہم

ع ۱۲ / ۱۰

والسابقون الاولون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے مدینہ چلا جانا ہجرت کہلاتا ہے اسی سال سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہوتا ہے اور جو پردیسی مسلمان حضورؐ کے بعد یا حضورؐ کے ہمرکاب وطن چھوڑ کر مدینہ میں آئے وہ مہاجرین کہلاتے ہیں اور مدینہ کے مسلمان جنہوں نے اسلام کی مدد کی اور مسلمانوں کو مدینہ میں جگہ دی وہ انصار کہلائے مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ سابقون الاولون سے اس آیت میں کون لوگ مراد ہیں بعض کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف بھی اور کعبہ کی طرف بھی یعنی قبلہ بیت المقدس کے منسوخ ہونے سے پہلے جو لوگ اسلام لائے وہ مراد ہیں امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ وہ لوگ مراد ہیں جو جنگ بدر میں جو ہجرت میں سابق اور مقدم ہیں، کیونکہ اس آیت میں انکو مہاجرین کے لقب سے یاد فرمایا ہے پس مناسب ہے کہ اسی وصف میں سابقیت اور اولیت ہو اس بنا پر سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قرار پاتے ہیں کیونکہ آپ ہی نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب وطن عزیز کو چھوڑا۔ اور الذین اتبعوہم سے بعض مفسرین کے نزدیک صرف صحابہ مراد ہیں۔ مگر اکثر علما قائل ہیں کہ تمام لوگ مراد ہیں جو مہاجرین و انصار کی پیروی کریں خواہ وہ کسی زمانہ میں ہوں میرے خیال میں سبقت فی الاسلام لینا اولیٰ ہے۔

م ۵ عند المتقدمین

اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو سات صفحہ کا قرآن شریف ہے جس میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے۔ ولایتی فروزی کاغذ

مجھے بڑی ہی مسرت ہے

کہ آپکی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا بہتر تیار ہوا ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں اسکی تفسیر حضرت مولانا وارث علی نے لکھی ہے۔ یہ وہی مفسر ہیں جنکی تفسیر مولوی میں آپ ہر ہفتے پڑھ رہے ہیں ترجمہ اس قدر عام فہم سلیس و سادہ کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی۔

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمت کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ بھی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں گے جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں۔ زندگی کا سارا کسب ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ہے ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہوگئے یہ سب آپ معاونین کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور یہ قرآنی خدمت کہاں مجھے یقین ہے کہ اس کو دیکھ کر آپ مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی معاونت اور قدر افزائی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں لہذا بتک زیادہ سے زیادہ فی روپیہ ۲ نفع و اخراجات مخصوص رکھنا تھا اس میں اتنی بھی کمی ہے تاکہ زیادہ اشاعت ہو ہدیہ مجلد جلد پختہ سوا دو روپے محصول ڈاک ۸ کل ساڑھے تین روپے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کوہ ہمالیہ جہاں سونے چاندی اور فولاد کی کانیں ہیں

وہاں ان کے قدرتی رس سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے اپنی جان جوکھیں کر یہ اکسیر اعظم حاصل کرتے ہیں اور اڑتالیس سال سے طب و ویدک کے طریقے سے صاف کرکے آپ تک پہنچاتے ایسی بے مثل اکسیر ہے جو ہر موسم میں بلا تکلف استعمال ہو سکتی ہے جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

اصلی سلاجیت

حکیم وید اور ڈاکٹروں نے متفق ہو کر اور تجربہ کرکے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں شدہ سلاجیت کے برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کرنے والی اور کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آنے لگتا ہے ان سے سستی اور کمزوری بالکل غائب ہو جاتی کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات جریان، کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب کا بار بار آنا [illegible] کمزوری، نامردی ناطاقتی ہر قسم کے درد تھکاوٹ دماغی کمزوری سر کا درد چکر آنا۔ پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں، اور منی و پتلی دھات کو گاڑھا کرنے میں اکسیر ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے اور دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی اور بدن میں پھرتی اور چستی اور چہرے پر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرک پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے پیٹ کے خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے، ہر قسم کے ریاحی درد پاؤں، کمر پسلی کا درد جسم کی ہر تکلیف کو ورم نزلہ، کھانسی اور دمہ دق بدن پتلا پڑنا پیٹ اور سانس کی بیماری دور کرنے کی طاقت اور اثر اس سلاجیت میں موجود ہے بہر حال جو شخص کم از کم ہماری دوا کو ایک ماہ پانچ تولہ کھاتا رہیگا۔ اور بچوں کو بھی کھلاتا رہیگا، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ جائے گا اور خوب موٹا تازہ اور تندرست رہیگا۔ اور عمر بھی زیادہ ہوگی اس لئے اب تک جن لوگوں نے اس کو استعمال نہ کیا ہو صرف ۵ تولہ منگا کر دیکھ لیں کہ واقعی اکسیر ہے

پانچ تولے	دس تولے	بیس تولے	چالیس تولے	اسی تولے
سوا دو روپے	سوا چار روپے	آٹھ روپے	ساڑھے پندرہ روپے	تیس روپے

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depot
Hardwar U.P.

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ جناب مولوی قاسم علی ازہری صدر انجمن علماء مراد آباد تحریر فرماتے ہیں آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ منیجر صاحب ہمالیہ ڈپو ہردوار کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف و شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہترین چیز ہے۔ جریان سوزاک قبلہ الٹا۔ اور قبلہ الیہ تو بہترین پانی آنا وغیرہ کے لئے بہترین چیز ہے

عبد الحمید پرنٹر و پبلشر نے [illegible] دہلی میں چھپوایا

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خاں

فی پرچہ دو آنے

سالانہ چندہ ایک روپیہ

ابن ماجہ رضؒ

مولوی دہلی

دہلی کا بہترین اور آپ کے مولوی کا دو ترجمہ والا متوسط قرآن

دوسرا اڈیشن چھپ کر آگیا ایک سال میں پانچہزار جلدیں مولوی کے خریداروں نے قبول فرمائیں فجزاہم اللہ

مولوی کے خریداروں کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ اپنے محبوب پرچے کی ہر شایع شدہ چیز کو جوق در جوق خرید لیتے ہیں اور بڑے بڑے تاجروں کو حیران کر دیتے ہیں میری خدمت تو صرف اس قدر ہے کہ دو ترجمہ والے قرآن شریف کا ہدیہ للہ رکھا۔ نصف صدیہ میں ان تک پہنچا دیا۔

دو روپے میں مجلد چرمی کا مل سنکر آپ کو اور بھی حیرت ہوگی جب کہ کاغذ کا نرخ چالیس فیصدی بڑھ گیا کیا عرض کروں دل کی دل ہی میں رہ گئی ورنہ پہلا اڈیشن ادبی ساتھ کا تجربہ تو کیجئے دو روپے میں ایک ہزار صفحات جس میں تو آنہ کی جلد سو آنے کی چھپائی آنے تو کاغذ کے اب سوا دو روپے میں ایک ہزار صفحات اور وہ بھی قرآن شریف کے کسی طرح بھی چھپ سکتے ہیں یہ سب کچھ آپ کی قدر دانی کا اعجاز ہے اس مرتبہ یہ دوسرا اڈیشن بھی چھ ہزار چھپا ہے اس کو بھی ہاتھوں ہاتھ لے لیجئے

دو ترجمے میں پہلا ترجمہ لفظی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے دوسرا ترجمہ با محاورہ مولوی احمد علی صاحب کا حاشیہ تو اس کا بہت ہی مگر گویا پوری تفسیر ہے جو میں نے بڑے صرف سے **جمعیتہ علمائے ہند** کے دو مقتدر اراکین سے لکھوایا ہے مزید برین اس سے اسکی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے، ابتدا میں ۵۰ **صفحات کا مقدمہ** ہے جو خود شائق نہیں یقین فرمایئے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن مجید میں نہ دیکھا ہوگا۔ اس مقدمہ میں سولہ ابواب ہیں (۱) فضائل تلاوت، آداب قرآن (۲) آفرینش دنیا کے حالات قرآن شریف سے (۳) انبیا علیہم السلام اور انکی امتوں کے حالات قرآن شریف سے (۴) صحف آسمانی اور قرآن مجید کا اتحاد (۵) عرب قبل از اسلام اور قرآن کی انقلاب آفرینی (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین کے مفصل حالات (۹) قرآن شریف کی مقبول دعائیں (۱۰) فہرست مضامین قرآنیہ بحوالہ رکوعات وغیرہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال (۱۲) تعویذات قرآنی (۱۳) خواص آیات (۱۴) فالنامہ (۱۵) کو اہیاں درباره تلاوت (۱۶) آداب تلاوت

ضخیم متن، مکمل حاشیہ، دو ترجمے بے نظیر ۵۰ صفحات کا مقدمہ ولایتی سفید مجلد چرمی دو روپے محصول ایک روپیہ حمیدیہ پریس دہلی

قال الملاء ۹ — منزل ۲ — ۲۴۱ — الاعراف ۷

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسےٰ
اور ہمارا رب گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل لٹ گئے ہوتے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ ۚ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے
واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا
کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی۔ کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھکو اور
پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) ان لوگوں نے مجھکو بے حقیقت سمجھا اور

كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ

نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھکو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھکو
قریب تھا کہ مجھکو قتل ہی کر ڈالیں تو آپ مجھپر دشمنوں کو ہنسنے نہ دو اور مجھکو ان ظالم لوگوں کے

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر توریت لینے کے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھہرو چنانچہ انہوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کر لی تھی اس سے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آتی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور یہ کہکر وہ تختیاں جن میں کہ توریت لکھی ہوئی تھی اٹھا کر زمین پر پھینکدیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے سات ٹکڑے ہوگئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی رہ گیا تھا۔ اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ توریت میں جہانتک اخبار بالغیب کا تعلق تھا وہ حصہ تو اٹھا لیا گیا اور جتنے حصے میں احکام تھے وہ باقی

مولینا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

اس سے بہتر خوشخط ... زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمۃ الاصاف دوسرا ایک بھی قرآن نہیں ہے آپ نے ہزار ہا اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

قرآن شریف ... [illegible] ... معاون مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن مجید ہے

اس میں ... لوگوں کی امداد ... خدا کے پیچھے دین ... مدد گار ... اور سوا ہی کے خریدار ہیں ان کا خلوص خدا کے ہاں مقبول ہے اس لئے اکی شہرت ... مقبول عام ہوتا ہے جس کا اس کلام میں بے شمار خدا ... کی امداد ... اسکا نام بے شمار خوبیوں والا قرآن

ہے ... [illegible] ... ایک روپیہ آٹھ آنے لگا ... [illegible] ... بہت سستا ہے ... سو صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ... صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) ... کی نقرئی کار جلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا

یہ آپکے پاس تو ضروری ہونا چاہئے

بامحاورہ صحیح اور مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپائی ہے (۸) ... [illegible] ... کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی ... کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے ... [illegible] ... قرآن شریف کی وہ خاص خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ ... قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ ... [illegible] ... فرمائش کے وقت ... **مزید** رعایت ... [illegible] ... قیمت ... بھیجئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِہۡدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

بلا تلاوت

کے بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے بیشک وہ پڑھا جائیگا آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا

مرنے والے

اعزا کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کیلئے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک ۱۲ کل چار روپے

حمیدیہ پریس دہلی

بہشتی زیور مجلد

حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا لکھا ہوا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب اس کے گیارہ حصے ہیں اور تینتالیس حصہ اول ب ت سے چھوٹے چھوٹے رسالے حصہ دوم طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوٰۃ، حج، قربانی حصہ طلاق نکاح مہر ولی عدت حصہ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی، حصہ نیک بیویاں، اور حکایتیں حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ دنیاوی ہدایات حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل ضخامت ۰۰ صفحات مجلد چرمی قیمت دو روپے محصول ڈاک ایک روپیہ

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام ابو محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب امام الفقہ لسانی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت بیع و شرع لباس، دیوانی و فوجداری قوانین زراعت تجارت حکومت۔ غرض کہ کوئی شعبہ تجارت ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو مجلد ہے قیمت بارہ آنے محصول ۵

اوراد و ظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف سے مایوس ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جاتے ہیں۔ معرفت کی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و ظائف ہے یہ ان کی کامیابی کا آخری زینہ ہے جس سے وہ تمنا بر آتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ حضرت کی کرامات اپنی اوراد میں ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے۔ کیونکہ یہ بہت مجرب ہیں اور مخدوم نے پورے جہان کا گشت کر کے لکھے ہیں۔ قیمت دس آنے محصول ۲

صحیفہ قدسی

یہ کتاب آیۃ الکرسی کی تفسیر ہے اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو سکتا ہے اسم اعظم خدا کا وہ نام ہے جس کا عامل دنیا مسخر کر سکتا ہے اسم اعظم آیۃ الکرسی میں ہے اس کتاب میں اسکی تفسیر اور تفسیر کے ساتھ ساتھ آیۃ الکرسی کے خواص اور مجرب اعمال بھی ہیں۔ اگر آیۃ الکرسی کے اعمال پر عبور ہو جائے تو پھر ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے اور وہ بھی صرف اپنی بلکہ جس کی چاہیں کی عملیات کے سلسلہ میں آیۃ الکرسی کا بڑا درجہ ہے اور اس کے اوراد ہزاروں کاموں کے لئے تیر بہدف اعمال ہیں۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۲

نماز کی سب سے بڑی کتاب

نماز کے متعلق واضح بیان اس سے زیادہ آپکو کسی کتاب میں نہ ملیں گے اسمیں نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات۔ مفسدات مکروہات اور ترجیحات مع اختلاف ائمہ اربعہ دلائل براہین قاطع کے علاوہ صلوٰۃ خمسہ اور جملہ اقسام کی نمازیں اور احکام زکوٰۃ و مسائل جمعہ آداب مسجد اسم اعظم طریقہ استغفار، تعلیم وتلقین، ترکیب تجہیز و تکفین غرضکہ ہر جزئیات نماز بڑی شرح و بسط سے درج ہیں اس سے زیادہ مفصل بیان اردو میں آجتک شایع نہیں ہوا ضخامت ۵۰۰ صفحات مجلد کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۱

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل چکے ہیں (۱) نماز کی حقیقت اور فلسفہ عجیب و غریب کتاب (۲) ترغیب نماز۔ اسمیں نمازیوں اور بے نمازوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز کی کتاب اسمیں نماز پڑھنے کی پوری پوری ترغیب ہے (۴) مسائل جمعہ اور جمعہ کی نماز کی پوری ترکیب (۵) نماز کے علمی فائدے اسمیں فرض نماز کے علاوہ تمام اقسام کی نمازیں اور انکے فوائد ہیں سب کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۵

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسے آپ قابو چاہتے ہیں وہ کسی کا دل ہو کسی کا ہو عورت کا ہو، مرد کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو محکوم کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ تسخیر قلب حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ تسخیر القلوب منگا کر جو لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع ہونا۔ آقا پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیے آسان بات ہے۔ یہ ایک نہایت موثر کتاب ہے جس کے چھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۲

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامل کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک کہ بیرونی علاج سے مرض دفع نہ کیا جائے اسکی مثال ایسی ہے کہ بچہ کے لیے آپ جو دوا کھلاتے ہیں تعویذ پہنا دینا بھی ضروری ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو فقط پیروں کے حل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں جس کے دو حصے ہیں، اور ہر دو باہر آنے تیار ہو چکی ہیں بہت مفید کتابیں ہیں۔ قیمت ہر دو آٹھ آنے

اسلامی معاشرت

عام طور سے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ ہی صرف مذہب سمجھے جاتے ہیں اور معاملات کو لوگ مذہب سے جدا سمجھتے ہیں اس لیے اس پر غور نہیں کرتے اگر ہمارا رہنا سہنا اتنی احتیاط سے ہو جائے جو مذہب کی مناسبت کرے تو پھر سب اچھا ہو جائے۔ اس کتاب میں ایک مسلمان کی دنیاوی زندگی کا پورا دستور العمل ہے اور بتلایا ہے کہ ایک مسلمان پر دنیا اور دنیا والوں کے کیا حقوق ہیں، نیز اس کا بھی امتیاز ہے کہ اس نے انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سنوارا ہے اسلام کی مناسبت میں کیسے مسلمان اچھا دنیادار ہو سکتا ہے۔ قیمت دس آنے

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب اس کو آداب کے ساتھ کی جائے یہ کتاب حضرت امام غزالی کی کتاب ہدایۃ الہدایۃ کا ترجمہ ہے اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں علم کا منشا، آداب عبادت، آداب طہارت آداب نماز، رہنے سہنے کے آداب گناہوں سے بچنا اعضا کے گناہ، دل کے گناہ۔ کن کن فضائل کا مسلمان میں ہونا ضروری ہے وغیرہ یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کا ہونا بہت ضروری ہے، ضخامت ۴۰ صفحات قیمت صرف چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

کتاب التعویزات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خان صاحب بڑی تقطیع کے ۰۰ صفحات کی کتاب ہے اسمیں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں۔ ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہیں جس کا عمل یا وظیفہ اور تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت اور تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضمانت ہے، ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت دین و دنیا خدا کے فضل سے اس کے ذریعہ پوری ہوتی ہے، قیمت دس آنے

عملیات باقی

اسمیں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ کے وہ مجرب اعمال ہیں جنکی بدولت آپ کی مراد دلی پوری ہو جائیگی یہ کتاب نہایت کوشش بصرف کثیر مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائیں اس میں وہ اعمال و اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس حرز جان کی طرح تھے یہ کتاب اپنی خوبیوں سے اتنی صحیح ہے کہ شاید ہی کوئی اس کے مقابلہ میں نکلے قیمت آٹھ آنے، محصول ۲ یہ کتاب عملیات میں تیر بہدف ہے

تفسیر سورہ فاتحہ

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی [illegible] اسی سے ضرورت ہو گی [illegible] جو تفسیر ہو گا جس کو [illegible] آپکے [illegible] بیان [illegible] ۳۰ پارہ میں الحمد لله [illegible] بیانات ہیں کہ [illegible] ہیں ۔ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] واقف ہیں کہ پڑھ کر [illegible] حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] حنفی [illegible] مجلد قیمت [illegible] محصول [illegible]

تفسیر سورہ یوسف

[illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اس [illegible] تفسیر [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible] اثر و انقلاب [illegible] کے علاوہ [illegible] اس کتاب میں ملیں گے [illegible] موثر [illegible] کتاب ہے قیمت [illegible] صرف [illegible] محصول ۱۰

تاریخ سلاطین آل عثمان

[illegible] سلطان ارطغرل غازی عثمان اول نے [illegible] بے کسی کی حالت [illegible] کر [illegible] [illegible] دیگر [illegible] سلطنت [illegible] کے لئے [illegible] لیکن [illegible] اور کس [illegible] مقابلہ کیا وہ حیرت [illegible] دنیا نے [illegible] آخر [illegible] کو [illegible] سلطان [illegible] اور [illegible] تذکرہ ہے قیمت [illegible]

صلاح الدین اعظم

اس سوانح عمری [illegible] آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] لئے [illegible] کا عزم [illegible] کیا اور کس طرح صلاح الدین نے [illegible] جو انوں [illegible] ان دشمنان اسلام عیسائیوں [illegible] وکر دیا اور [illegible] آرزو ان کو خاک میں ملا دیا کتاب [illegible] مسلمانوں کی بہادری اور [illegible] کی فدا کی [illegible] بہادری کے واقعات آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے جس سے آپکا [illegible] خون جوش [illegible] سرد [illegible] گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا قیمت دو روپے

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر [illegible] لکھی گئی [illegible] وقت و [illegible] کا زمانہ ہے [illegible] عقلی دلائل [illegible] ہیں یہ تفسیر اس کی [illegible] بہت شاندار ہے [illegible] کو معقول طریقہ پر [illegible] ہے یہ تفسیر علامہ [illegible] کی تفسیر قرآن سے مستند ہے اور ایک [illegible] و [illegible] پیرایہ میں مذہب کے احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحدین بھی ایمان لے آئیں تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت [illegible] مفصل ہے گویا بہت سی تفسیرات کا [illegible] ہے قیمت [illegible] محصول ۲

تفسیر سورۂ اخلاص

یہ حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] کتاب [illegible] مضامین ہیں ۔ فضائل [illegible] اور سورۂ اخلاص کا سبب نزول [illegible] سورہ اخلاص تفسیر [illegible] اور معراج کا بیان ۔ [illegible] اور طریقہ زکوٰۃ ۔ فضائل سورہ اخلاص مع علامات اور تفسیر سورہ اخلاص کے سلسلہ میں بہت سی حکایات [illegible] صالحین [illegible] اور نماز کے سلسلہ میں بہت سی معلومات اور معراج [illegible] بیان [illegible] قیمت [illegible]

تاریخ القرآن

[illegible] قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان کی سب سے [illegible] جو [illegible] پریس نے حال میں شائع کی ہے اس کتاب کے مولف ہیں مولانا نذیر الحق صاحب مولف کتاب [illegible] اسلام میں [illegible] کا قدر [illegible] دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی ۔ اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا پڑھنا بھی اگر [illegible] پوری تعریف تو کتاب دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی یہ ضرور کہیں گے کہ قرآن پاک پڑھنے کا لطف اسی [illegible] ہے کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے قیمت [illegible]

سچا شہادت نامہ

یہ تاریخ اسلام کا سب سے [illegible] ورق ہے حضرت امام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اسمیں ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت اہلبیت [illegible] نظر انداز رہتی ہیں یہ شہادت نامہ [illegible] روایات سے پاک ہے موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو ہم واپس [illegible] قدم پر [illegible] ساتھ رکھتے ہیں اور [illegible] ہزار [illegible] کے میں ضخامت تین سو صفحات کے قریب مجلد ہے قیمت ایک روپیہ دو آنے محصول [illegible]

تفسیر لبت سورہ

یوں تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ قرآن شریف کو سمجھ کر پڑھے لیکن جتنا نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھ کر پڑھنا بہت ضروری ہے ورنہ نماز میں خاص کیف پیدا نہ ہوگا ۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر پارہ عم کے آخر کی بیس سورتوں کی تفسیر اس کتاب میں چھاپی ہے تاکہ اس کو آسانی سے پڑھ اور سمجھ لیں اور ہر مسلمان آسانی سے خرید کر پڑھ لے یہی سورتیں ہیں جو علی العموم نماز میں پڑھی جاتی ہیں ۔ اس لئے نماز میں کوئی لطف اٹھانا چاہیں تو یہ کتاب ضرور منگائے قیمت [illegible]

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب تازیانہ شیطان بھی ہے اور شیطان کی سوانح بھی اسمیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تفسیر نہایت فصاحت کے ساتھ درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف کے اندر جس قدر آیات ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تحقیق شیطان کی دشمنی [illegible] قوت شیطان کی مکاریاں تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جن سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں اور آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے قیمت مجلد دس آنے

تاریخ الانبیاء

یعنی قصص الانبیاء کامل حضرت آدم علیہ السلام سے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں انکا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری بڑی مستند احادیث سے ستیعد [illegible] صفحہ کی مجلد کتاب انبیاء کے حالات ظاہر ہے کیسے عجیب و غریب معارف پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر اسلاموں کے بہترین ریاضیات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب ہدیہ مجلد کتاب [illegible] مجلد ۱۲ [illegible] مروجہ قصص الانبیاء میں سب سے بہتر ہے

ماتم حسین

اردو زبان میں اپنی نوع کی پہلی کتاب جو صدہا کتابوں کے مطالعہ سے جمع ہوئی اور جو مولوی میر [illegible] احمد صاحب مراد کی انتہائی تلاش کا نتیجہ ہے ایسی کوئی کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی حالات شہادت امام علیہ السلام کے سننے کے بعد جو کیفیت اہل بیت رسول کی ہوتی ہے اسکی ہزاروں رونے والی آنکھیں گواہ ہیں اور دل سے جو درد بھرے [illegible] نکلتے ہیں اسکی سوزش کو کم کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ قاتلان حسین کا انجام پڑھکر کچھ تو حسین کے رونے والوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو ۔ یہ کتاب بڑے صرف سے لکھوائی ہے ۔ قیمت ایک روپیہ

الفاروق اعظم

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق کی وہ مقدس زندگی ہے جو ملک کے لیے باعث ناز ہو رہی ہے علامہ شبلی نے تصنیف فرمائی یہ کتاب جہان ایک مقدس سیرت ہے وہاں انشاء اور تاریخی سند کے لحاظ سے بھی یکتا ہے اس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں آپ کا قبل اسلام اور اسلام لانا اور رسول اللہ کی مدد و جانثاری خلافت اور فتوحات کا ذکر ہے جو آپ کے عہد میں ہوئیں دوسرے حصے میں آپ کی ذاتی قابلیت حسن انتظام اور تجربات کا بیان اور آپ کے نجی حالات ہیں ضخامت ۴۴۲ صفحات قیمت بارہ آنے محصول ۷ر

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات ... رسول ہے جو مطالع ہونا ... اس صحابی کی سوانح حیات ہے جس کے ناز ... نے خود لکھے ہیں ... صفحہ کی کتاب ہے اور ان کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور دلکش سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ... واقعات ... کے بہت سے اہم واقعات اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔ قیمت چار آنے محصول ۲ر

سوانح رسول مقبول

یہ کتاب ... سلامت زبان ... تاریخی ... کے لحاظ سے ... ہے ... اور ... رسالت ... زمانے کے حالات ... اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں حالات حیات قلمبند کیے ہیں کہ ان کا مطالعہ بہت بصیرت افروز ہے کتاب ... تو آپ نے رسول ... کی صد ہا سوانح عمریاں پڑھی ہوں گی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ۲۵۶ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر

سوانح غوث الاعظم (بڑی)

مسلمانان عقیدت کے آفتاب حضرت پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کو گرانقدر تحفہ ہے جو جناب محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی کے عقیدتمندوں کے لیے ... آج تک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسا کہ اس کتاب میں ہیں حضرت شاہ مراد قادری سہروردی کی سب سے بہتر تالیف ہے اس کتاب میں آپکی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل اور پر معارف ہیں چار سو صفحات قیمت مجلد سوا روپیہ

سیرت معاویہ

بنی ہاشم کے پرشکوہ خاندان کے مہتم بالشان حالات اور قرن اول اسلام کا ایک درخشاں ورق اردو زبان میں آج تک حضرت معاویہ کے حالات اس قدر مفصل کبھی شائع نہیں ہوئے یہ بڑے مقتدر خلیفۂ اسلام کے حالات ہیں، جو صحابی اور رسول کریم کے نسبتی بھائی ہیں و کاتب وحی ہیں جو فاتح شام بھی ہیں اور اس کے عامل و گورنر بھی جو بنی امیہ کے چشم و چراغ ہیں اور جن کے عہد خلافت میں اسلام دنیا کے پانچویں حصہ تک غالب آگیا۔ ۲۴۴ صفحات مجلد کتاب قیمت ایک روپیہ محصول ۷ر

عمرو بن العاص

معزز و مدبر صحابی رسول، بنی امیہ کے نامور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص کی لائف اور فتح مصر کی پوری تاریخ اس وقت جبکہ اسلام کا دور اول تھا حضرت عمرو بن العاص کی حیات اسلام کا ایک چمکتا ورق ہے جس سے ہمیں اپنے اسلاف کی علو ہمتی اور شاندار روایات کا علم ہوتا ہے۔ حضرت عمرو کا دربار فتح کرنا آپ کی اولو العزمی کا بڑا کارنامہ ہے بنی امیہ میں آپ سے زیادہ سیاست دان اور کوئی نہیں گذرا، بڑے مستعد اور جانباز سپہ سالار ثابت ہوئے، قیمت مجلد صرف ایک روپیہ محصول ۸ر

کفرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری آپکی پیدائش عبادت، تبلیغی سرگرمیاں کرامات جادوگروں سے مقابلہ اور بدخلوں کی دین اسلام ...
۲۔ سیرت بابا فرید گنج شکر آپکے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی کی عقیدت تبلیغ کرامات کا ظہور اور حیرت زا حالات
۳۔ سیرت صابر کلیری آپ کی ابتدائی حالات و مجاہدات مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر تشریف لیجانا اور جلالی کرامات کا ظہور یہ تینوں سوانحات ایک ہی کتاب میں ہیں، قیمت آٹھ آنے

سیرۃ نظامی

یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ابتدا سے انتہا تک مکمل سوانح عمری ہے آپ کے والدین آپکی پیدائش تعلیم، ارادت، مجاہدہ، فتوحات تحمل ایثار، لنگرخانہ، ابدکان خدا پر شفقت ریاضات ارشاد و تلقین، اسرار و نکات اوراد و وظائف وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابر خلیفہ اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل ہیں اور عمارت آستانہ شریف کا مکمل حال ۲۱۲ صفحات مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف ۱۲ر

امام ابو حنیفہ رض

حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لیے جس کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی نعمانی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظرے اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مایہ امتیاز فن ہی ہے صفحات ... قیمت رعایتی مجلد صرف ۸ر محصول ۷ر

سیرت مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس کو وہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے شرح مثنوی کا با لاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن انکے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کیے ہیں، حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی لائف سے بھی ہویدا ہے سوانح حیات کے ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی دیا ہے، یہ کتاب دوسری جگہ عمر کو ملتی ہے، قیمت ۸ر محصول ۸ر

ہفت اولیا

دنیائے اسلام کے سات اکابر اولیا کے حالات ہیں یہ کوئی پرانی وضع کی کتاب نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ مراد مرفینسہ نے جدید انداز میں یہ کتاب تالیف کی ہے اس میں غیر مستند حکایات و روایات نہیں۔ بلکہ دنیائے اسلام کی ان سات عظیم الشان ہستیوں کے حالات ہیں جنہوں نے روحانیت کی منازل طے کرکے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی اور لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش کیا اور دنیائے اسلام اور مسلمانوں کی روز افزوں تعداد انہی اکابرین اسلام کی کوششوں کا صدقہ ہے پڑھیے اور روحانی کیف اٹھائیے ۲۵۴ صفحات قیمت آٹھ آنے

سیرت امام غزالی

تصوف کے بانی اول حضرت امام غزالی رح کے حالات اور ان کے صوفیانہ مقالات حضرت علامہ شبلی مرحوم کی معرکۃ الآرا کتاب، حضرت امام غزالی کی شہرت سے ہر مسلمان واقف ہوگا۔ اور انکی تصانیف کے تراجم مثل احیاء العلوم کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ کے مقالات تصوف میں کیا درجہ رکھتے ہیں۔ ایسے ایسے عارفانہ وعظ ہیں کہ آپ پڑھ کر بہت ہی پرکیف ہونگے۔ یہی وہ کتاب ہے جو دوسرے کتب خانوں میں عمر کو ملتی ہے قیمت چھ آنے محصول ۲ر

قرآن و حدیث کی دعائیں

دعا کو حدیث شریف میں عبادت کا مغز کہا ہے یعنی عبادت کا مقصد دعا ہے ... جو عبادت دعا سے خالی ہے ... دعا کی انسان کو ہر ہر قدم پر ضرورت ہے ... ہر آدمی کو دعا کرنا چاہیے ... کتاب میں دعا کا ... بڑی مفید ... ہے اس کے بعد ہر ضرورت کے لیے قرآن و حدیث کی دعائیں مع ترجمہ درج ہیں اور ... یہ دعائیں مستجاب ہیں ... کی بتائی ہوئی ہیں قیمت ... محصول

جواہر القرآن

... جس سے امراض روحانی کو ... قرآن شریف ... روحانی ... اور حوائج دنیوی و دینی کے حصول ... کوئی ذریعہ نہیں ... قرآن شریف سے ہر ضرورت ... رفع حاجات کے لیے ... جمع کرکے ان کے ... اور ... کے لیے مختلف سورتوں ... قرآنی ... استغفار ... تسبیحات ... کی ہیں کے لیے قسمیات ... کی تحلیل ... حجرات کے لیے دعوات ان کا ایک ایک ... قرآن شریف ... قیمت چھ آنے محصول

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات منزل اور دو نثر میں بہت سی ... مناجاتیں ہیں ... طریقہ اور اولیا عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں ... شریف سے سات دنوں کی اولیاء کرام کی مجرب ... ہیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ دنیوی ... استخارہ ... نجوہ امداد یہ نظم ترجمہ درود شریف منظوم ... مولوی اشرف علی صاحب بہت موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں، قیمت چھ آنے کل بارہ آنے

مجموعۂ اعمال قرآنی

زمانہ قرآنی ... لاثانی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا ... و تصنیف اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ... قرآن شریف کے مختصر عمل اعمال کو یکجا کیا ہے اور ... دینی ضروریات ... ایسی ہی ایسی چیزیں ہے جس کا ... کتاب میں ... کی نقلیں ... بلیات کی دفاع ... جیسے کشایش رزق ... کے وظیفے ہیں، ... کے نقش ہیں ... صفحہ کی مجلد کتاب ہے، کاغذ اعلیٰ، مجلد ہے
قیمت مجلد چھ آنے محصول

نیا بارہ سورہ

سب سے سستا اس لیے کہ حمیدیہ پریس نے چھاپا ہے اس میں بارہ سورتیں ہیں، سورہ یٰسین فتح رحمان، واقعہ، ملک، مزمل، نوح، جن، کہف اخلاص، فلق، ناس ہیں، سب مترجم ہیں اور مفسر ہیں، ... مکمل ... دعائے ... العرش اسمائے حسنیٰ اسمائے رسول درود ... نماز کامل، دعائے قنوت کے علاوہ تمام نفلی نمازیں اور ترکیب ہیں علاوہ ازیں تمام ضروریات کی اردو عربی دعائیں بھی ہیں پنجسورہ و ہفت سورہ ... یہ ان میں بہت ... ہے اور ... سستا ہے قیمت مجلد ...

فالنامہ ناصری مجرب

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کام کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ فرانیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعۃ الانبیاء فالنامہ پیغمبران، اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے جدید اڈیشن میں علم قیافہ کا اضافہ ہوا ہے اور اسمیں ہر بات کے بہت ہی ٹھیک جواب ملتے ہیں، بڑی مقبول کتاب ہے ہر سال میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں، قیمت آٹھ آنے محصول

وعظ سعید

... وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب ... ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں ... تمام امراض روحانی حرص و حسد دنیا ... بدگمانی بخل طمع ظلم و غصہ ... زبان، زنا، لواطت ... اور ... متعلق ... وعظ ہیں ... اسی طرح انعام الٰہی اور معرفت ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی ... وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر جمعہ اپنے محلہ ... یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ... ایک ... وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت ... ضخامت ... صفحات مجلد ڈیڑھ روپیہ

مقالات غوث پاک

حضرت غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لیے جس قدر اہم اور ... قدر قابل تقلید ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو اس لیے حضرت غوث پاک کے مواعظ منگانا ضروری ہے۔ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ جو غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے سرمایۂ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مجلیٰ اور مصفا کرنا چاہتا ہے یہ مقالات پڑھے قیمت آٹھ آنے

خاموش تبلیغ

یہ بھی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند کی تالیف ہے اور ایک وعظ ہے جو قصہ کے پیرایہ میں انہوں نے قلمبند کیا ہے یہ ایک تبلیغی وعظ ہے اور اس میں مسلمانوں کے انتشار اور فرقہ داری اور نفاق کی مذمت اور اس کے حل بتلائے ہیں، قصہ کی وجہ سے اس کا پڑھنا بہت دلچسپ ہو گیا ہے پھر مولانا کی دلاویز تحریر نے اسمیں اور جان ڈال دی ہے، بڑی مقبول کتاب ہے اسکی قیمت بارہ آنہ تھی، مولانا کے ارشاد کی تعمیل میں اب آٹھ آنے ہے محصول ۲/

بارہ مجالس

یہ وعظ کی بے نظیر آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول معظم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا، یہ بہت مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر ہے اسکی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی پڑھ لیتے ہیں قیمت ۱۲/

مقالات غریب نواز

اس میں ملک المشائخ سلطان الاولیاء خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح عمری ہے اس کے بعد قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ کاکی خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں سمجھئے کہ خواجہ سنجری کے مقالات ہیں اور اسمیں عجیب و غریب عارفانہ حقایق ہیں اور عبادات، معاملات و تعلقات پر عجیب و غریب تبصرہ ہے کہ پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے ۱۰۰ صفحات قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

مقالات سعدی حافظ

خسرو، یہ تین سوانح عمریاں ہیں جو علامہ شبلی کی لکھی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کی قیمت تین آنے ہے (۱) حضرت سعدی کے حالات ان کے اشعار اور ان کے پر عرفان مقالات (۲) حضرت حافظ شیرازی کے حالات ان کے خاص اشعار اور انکی تشریحات مع معارف (۳) حضرت امیر خسرو یہ حضرت سلطان المشائخ خلیفہ اور اردو کے بانی ہیں۔ ان کے حالات ان کے اشعار کا چیدہ مجموعہ اور ان کا عارفانہ و صوفیانہ مقالات
تینوں کی قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۲/

یہ سب کتابیں دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتب مستورات

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو صفحے کی عجیب و غریب کتاب ہے اور ذیل ۱۴ ابواب ہیں جن کے ماتحت سواد و سو مضامین ایسے جو میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ عورت کی حقیقت عورت کی ملکیت مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف انواع، عقد واحد کی تاریخ، کثیر الازدواجی مرد کے لئے ایک عورت، اسلام میں طلاق، مرد اور عورت، طریقہ انتخاب، نکاح و شادی، عورت کی اہمیت اور زوجین کی ناا تفاقی یہ اپنی طرز کی بالکل نئی کتاب ہے۔ قیمت بارہ آنے

میاں بیوی کے حقوق و فرائض

مسلمان میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر اچھے ہو سکتے ہیں آپکو کتاب میاں بیوی کے حقوق میں یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی اور ساتھ ہی اسپر عمل کرکے ہر گھر جنت بن جائیگا۔ ایک اچھی بیوی اور اچھے خاوند جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام اور خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے یہ اسلامی جوڑا ایسا ہو جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین بنیں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اسمیں میاں بیوی دونوں کے خاص خاص فرائض ہیں قیمت صرف آٹھ آنے محصول چھ آنے

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جسے مصنف نے ملک و ملت کی بھلائی کے لئے ہر قسم کے صنعت و حرفت کام جمع کر کے درج کئے ہیں آہن صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے، چار سہے رنگ لینے داغوں کا صاف کرنا و مصنوعی اشیاء عطر عروق شیشہ کا کام، پلیٹ، پالش زنگ بنانا فوٹوگرافی گھڑی صاف کرنا اور سیاہی بنانا شعبدات، جادو کے کام، آتشبازی بنانا اور سینکڑوں طریقے کی صنعتیں اسمیں درج ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہو اور محنت کرے تو انشاء اللہ بے روزگار نہیں رہ سکتا۔ قیمت عہ

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش کرنے کی تین سو صفحہ کی کتاب ہے اور اسمیں ۱۴۴ مضامین ہیں، علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام پچھلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اسکا بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اسمیں ان مرغوں کے حالات بھی ہیں جو ہندوستان میں اسوقت تک نہیں آئے ولایت کی آئی ہیں اور جدید مجلد عالی ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں، اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے قیمت عہ محصول ۷

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری مرحوم کی لکھی ہوئی ازواج رسول کے مفصل حالات، عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے مشعل راہ۔ جو ہنگامہ زمانہ کتاب امہات الامہ مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب کے بعد لکھی گئی ہے۔ اس کا انداز بیان بہت ہی دلاویز ہے، سب سے پہلے رسول کریم کی اتنی شادیاں کرنے کے مصالح بیان کئے گئے ہیں پھر ہر بیوی کے حالات ان کا سلوک اور رسول کریم کا عدل بتایا گیا ہے۔ اس کو پڑھکر مسلمانوں کے خانگی تنازعات ختم ہو سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲ر محصول ۷

صابر بیبیاں

مولف وعظ سعید حضرت مولانا مولوی آغا حبیب صاحب کی تالیف ہے ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آج کل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین ہے اسمیں حضرت آسیہ حضرت مریم اور امہات المومنین کے علاوہ صد ہا دلیر خواتین کے صبر کے حالات ہیں۔ اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزار ہا مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھائے تو اس کے گھر کی بہت سی خامیاں دور ہو جائیں۔ ۲۰۰ صفحات ۱۲ر

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کا تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین اتالیق کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہو گئی دہلی کا دستر خوان سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں انجان عورتیں اور مرد بھی بآسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا اور کھا لیتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے روزانہ اچھی خاصی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ کھانا پکانیکا طریقہ اور ضرورت کے لائق ہر وضع کے کھانا پکانے کی ترکیب ہے، قیمت آٹھ آنے

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب دو سو صفحے کی ضخامت جسمیں پندرہ وضع کی روٹیاں بیس وضع کے سالن، ۱۲ وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی، پچاس وضع کی ترکاریاں بیس وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریبا بیس وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ کڑھائی اور طریقے چٹنیاں، امرت دھارا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اور بیماروں کے لئے ہر مرض کے لحاظ سے مختلف کھانے ۲۰۰ صفحات کی کتاب ہے مجلد ہے ہر جگہ سے سستی ہے قیمت بارہ آنے محصول ۷

بیویاں و رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے الگ کی کتاب ہے اس میں سب سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت کی یکتائے روزگار ہستیں خصوصا ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی خاندانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے چند جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی نمایاں ہیں۔ اور یہ حالات بہت ہی دلاویز ہیں ۲۰۰ صفحات اپنی رنگینی عبارت اور تحقیق و جستجو کے لحاظ سے یہ کتاب اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے قیمت دس آنے، محصول ہر کل ایک آنہ

بیگمات شاہان اودھ

دہلی کے بعد ہی شاہان اودھ کے تعیش کا نمبر آتا ہے اور بعض بعض حالات میں تو دہلی والوں سے اودھ والے بڑھ گئے ہیں، شاہان اودھ میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنی رعایا کو نوازنے میں بڑے سخی تھے اس کتاب میں انہی خواتین کے حالات ہیں جو اپنی باکمالی کی وجہ سے شاہان اودھ کے حرم میں داخل ہوئیں اور جو ہنر شناس بادشاہوں نے ان کے کمالات کی خوب خوب داد دی ان میں تقریبا سب کی سب ایسی ہیں جو ابتداء بہت غیر معروف تھیں لیکن اپنے ہنر و کمال سے سرفراز ہوئیں۔ قیمت چھ آنے محصول ۷

استاد عربی

اب تک اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور جدید اساتذہ نے صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اسکو بہترین کتاب بتلایا گیا ہے، اگر آپ کو یہ شوق ہے کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کی سب سے مقدس کتاب قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر رکھ لیجئے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائے گی۔ اور آپ محنت کریں تو چھ ماہ میں اچھی عربی جان جائیں گے بہت ہی مقبول کتاب ہے، قیمت ۱۲ر محصول ۷ر

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کے اعلیٰ ڈگری یافتہ فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں اور تمام ضروریات کی خط و کتابت درج ہے، قیمت ۱۲ر محصول ۷ر

شب عروسی (تصویر)

قابل شوہر (دی) ہ عورت کی عزت [illegible] سمجھے ... [illegible] ... کریں اور ازدواجی زندگی ... [illegible] سمجھا ہوا ... [illegible] معلوم ہو جائیں گی ... آپکو خانگی زندگی میں جنت کا مزا آ جائے گا ... [illegible] یہ سب سے بہتر کتاب ہے ... انگریزی ... کی رو سے اور ... نفیس تصویرات کا جو ... آمیں جسم ... [illegible] شدہ مرد اور عورت کو ضرورت ہے قیمت [illegible]

عورت بالتصویر

[illegible] ... عورت کا مطالعہ کرلیں ... زندگی ... عورت کے ... عورت کی زندگی ... [illegible] ... جو اس کتاب میں ... اس کتاب پر ... کے قریب نگین فوٹو بلاک اور فلمی تصویریں ہیں ... بہت ہی موثر اور دلچسپ کتاب ہے قیمت دو روپے محصول [illegible]

شب نامچہ عروسی

ایک ... شباب ... دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور پہلی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز لفظ میں ذکر کیا ... کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں ... [illegible] یہ صرف ... الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے ... [illegible] ... عجیب اور صنفی ... شاید ہی کوئی اور کتاب ... عوامی لٹریچر کے پرکیف مطالعہ کے ساتھ ... عکسی فوٹو بھی دیکھئے جو ان دل و دماغ کے ساتھ ساتھ انکھوں کو بھی پرکیف ہو جاتی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ، محصول [illegible]

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب ملاحظہ فرمائیں۔ کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ... کیونکر لطف اندوز ہوا جاسکے گلزار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے کی رو ... کس طرح بنتی ہے عورت ... عورت، اور مرد سے مرد اگر اپنی خواہش پوری ... تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لذت شباب میں ... شباب کو حیات تازہ بخشنے کے صدہا مجربات بھی ہیں قیمت ایک روپیہ

سہاگن کا سہاگ

یہ ساتواں ایڈیشن چھپ کر ... [illegible] خاتون کی شادی ... [illegible] شب عروسی کے حالات بیان کئے ہیں ... ازدواجی ... مفصل بحث ... کے حال کا ایک باب ... طوفان ... باب ... زندگی کا ... باب شب عروسی کے پوشیدہ راز باب ... [illegible] باب ... کی بات ... ناز میں خلوت کدہ میں باب نشان عروسی کی جستجو ۲۰۵ صفحات ضخامت اور آٹھ حسین تصاویر قیمت ایک روپیہ محصول ۔

عروس نو

[illegible] ... نیا دولہا، ایک ... کیا ... کتاب سے معلوم ہو سکتا ہے ... [illegible] ... نہیں ہے بلکہ ... [illegible] ... جس سے ایک ... کے تفصیل سے ... حقیقت ہو جاتی ہے اس میں ... حالات اور حرکات ... علامات اور رجحانات کا پتہ بھی بتایا گیا ہے تاکہ ... جذبات میں ... جب ... دوسرے سے متنفر نہ ہو جائیں، یہ کتاب ... کا چلتا ہوا جادو ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۵

دوشیزہ کی ڈائری

عورت سے لذت حاصل کرنے کے لیے یہ کتاب ... [illegible] ... مغربی کتابوں کا ماخذ ... [illegible] دوشیزہ ... کے جذبات ... جوانی ڈائریوں سے ... کئے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ فطرت نے کیا کیا ... صنف نازک میں ... اور مرد ... کیونکر ... لطف اندوز ہو سکتا ہے نیز اگر عورت کے جذبات کی مطابقت صحیح طور سے ہوجائے تو عورت ... مرد کی ... پرستار ... ہے ... صفحہ کی بالتصویر کتاب ... شادی ... اپنے دوستوں کو تحفہ دیں قیمت ... [illegible]

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفرین لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اس کے ... کو محفوظ رکھا جائے۔ ظاہر ہے کہ کثرت اولاد پیدا ہونے کے بعد عورت میں جاذبیت بھی ختم ہونے لگتی ہے اور مرد عورت کی زندگی میں وہ کیف باقی نہیں رہتا جو ابتدا میں ہوتا ہے اس کتاب میں ان باتوں کو کھلے طور پر بتایا گیا ہے اور اگر اسکی ہدایتوں پر عمل کرلیا جائے تو اولاد پر قابو بھی ہو سکتا ہے اور عورت کی زیبائش نہ قائم ہی رہتی ہے بلکہ مصنوعی طریقہ پر اس کو ابتدائی صورت بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے، قیمت ایک روپیہ

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تیار ... اس کتاب میں رجوع ... لذت کے سرچشمہ عورت کو ... انداز میں پیش کیا ہے، کہ وہ لذتیں جو ایک آدمی کے ذہن میں عورت سے متعلق ہوتی ہیں ... وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں ... کے رو میں ... سے لذت ہی لذت ... ادراسی طرح مرد کی قوت ... کو مزید طاقتور ... کے نسخے لکھے اور ہزاروں ... ہیں اور ... کے سلسلہ میں حکایات وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں ... صدہا لذیذ ... اور مقویات سے زیادہ مقوی ہیں، قیمت ڈیڑھ روپیہ

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو ... رہا ہے وہ جذبات کی ... ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ وہ کتنی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن ... اس پروگرام کے ماتحت ... جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر یہ چاہتا ہے کہ ... بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی ... ہے۔ جوانی کی کیف انگیزی اور اس ... کے لئے بڑے بڑے مجرب ... طریقے نسخے ... ہدایات حفظ ما تقدم کی ہزار ہا باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے بالتصویر ہے، قیمت صرف ایک روپیہ

دلہنوں کی کانفرنس

یہ ... دلہنوں کی کانفرنس کی روداد ہے اور ... سہاگ کی راتوں ... جدا گانہ ... ہے جوانی دیوانی کی ... کی تصویر اور حسن ... [illegible] ... ہوں ... فطرت ... ہوگی پھر لطف یہ کہ یہ سب ... عیاشی نہیں ہے بلکہ ہر فقرہ کا ... ہر تقریر ... صنفی کتابوں ... اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ ... زبان سے ان کے دلی ... اور عورتوں کے انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں ہے، قیمت ... محصول ... کل [illegible]

طلوع شباب

شباب کا ... دور جب بہار پر آتا ہے اور وہ عورت کا ہو تو لذتوں کا ایک سیلاب اپنے ساتھ لاتا ہے یہی وقت ہے جب عورت کی ... سے صحیح فائدہ اٹھا کر ہمیشہ کے لئے مرد اس کے دل میں جگہ پا لیتا ہے وہ منہ سے کچھ نہیں کہتی لیکن اس کا دل ولولوں کا خزینہ ہوتا ہے ... کیونکر معلوم ہو۔ اس کا حال یہ کتاب بتلائے گی یہ کتاب گویا اس کے قلب نازک کا آئینہ ہے ... مرد اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے جو عورت اپنے آپ کو ہمیشہ حسین کہلوانا چاہتی ہو اس لئے اسمیں خوشنمائی کے طبی نسخے ہیں قیمت ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جس ماہ کا مہینہ تاریخ لکھ دی گئی ہے آپ کر
اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا
پرچہ طلب فرمائیں۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ درج ہے جو اس
آپ کا پتہ ہے اگر پہلے سے نوٹ ہو چکا ہو
تو اب لکھ لیجئے اس کے حوالہ کے بغیر کوئی
شکایت خصوصاً تبدیل پتہ کی نا ممکن ہوگی

جلد ۲۷ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ | نمبر ۵

شذرات

بیت المقدس کے تڑپتے ہوئے دل کی فریاد

فلسطین | قیامت

سے پہلے قیامت کا منظر دکھ رہا ہے مصائب کا طوفان ارض مقدس کے سر سے گذر چکا ہے اور انتدابی حکومت کا استبداد اپنی آخری حد سے گذر کر ایک ایسی جگہ پہنچ گیا ہے جہاں انسانی آزادی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے وہ سرزمین قدس جس کا بہار صلاح الدین ایوبی کے جوان مرد جوانوں کے خون سے آجتک قائم ہے جس کی بزرگی پر قرآن حکیم شاہد ہے جو انبیاء کرام کا وطن اور مدفن اور رسول اکرم سیدنا مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معراج اور گذرگاہ مقدس ہے وہ ملک جس کے مغرب میں بحر روم کی موجیں اسلامی فتوحات کی اتبک افسانہ خواہ ہیں اور جو ایسی جگہ واقع ہے جہاں دنیا کے تین براعظموں یورپ، ایشیا، اور افریقہ کا تمدن مل کر یکجا ہوتا ہے اور اس کی تاریخ کی تقدیس پر گواہی دیتا ہے آج مصیبت میں مبتلا ہے درد سے کراہ رہا ہے بےچین ہے اور تڑپ رہا ہے، دنیائے اسلام کو امداد کے لئے پکار رہا ہے اور اسلام کے نام پر مسلمانوں کو قبلہ اول کی حفاظت کی دعوت دے رہا ہے۔

یہ کتنا دردناک واقعہ ہے کہ قدس ہندوستان کے مسلمانوں کو آواز دیتا ہے مگر ہم انکار کرتے ہیں اس ملک میں جہاں خدا اور اسلام صرف دو لفظوں کی حکومت ہے ایک ہمدردی کا لفظ زبانوں پر نہیں آتا فلسطین فنڈ اور مجلس الاحرار کی اپنی پاک ... فلسطین کے احرار... کام آئیگا... ہے وہ ... کے سامنے کیسے سرخرو ہو سکتے ہیں... ایمان مکمل تھا کلمۂ حق کا داعی تھا مرد مجاہد تھا شجاع و غیور تھا اسلام سے آگاہ اور اسلام کا نمائندہ تھا زندگی کا ایک شعلہ تھا اور بجلی کی ایک تڑپ تھا قوم کی روح تھا اور عمل کی جان تھا۔ جناح لامذہبی اور بےدینی کی پیداوار ہے وہ شخص جس کو اسلام و ایمان کی حقیقتیں متاثر نہیں کر سکتیں اسے فلسطین کی مٹی سے بنے انہی کے عناصر ترکیبی کا راز اور انہیں کیا متاثر کر سکیں گی وہ انسان جو گیتوں کی شاعری، جھنڈے کے رنگ، اردو کے نام پر انگریزی زبان کے تحفظ اور چھوٹے چھوٹے نکتوں پر اپنے قانونی دماغ کو نمایاں کرتا ہے اور عمل کی صلاحیت سے محروم ہے۔ اس سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے کہ وہ میدان میں نکلیگا۔

مسلمانو! اگر ہندوستان کی بربادی فلسطین کی تباہی ... غیر ملکی استیلا کے نتیجہ میں اسلامی معابد اسلامی مقامات اور اسلامی حکومت کی تباہی تم کو متاثر نہیں کر سکتی اور تمہاری زندگی کی بے خبری پر اگر تم ... کا لفظ ... کو بدنام کرنے کی سوچ ... اس طرح اس ملک میں کب تک زندہ رہ سکتے ہو دنیائے اسلام کی آزادی تم آزاد خیالیاں تمہارے یہ ... اپنے ... لبنک باد ... کے مخالف مذہبوں کو برداشت کرتے رہیں گے۔

بیت المقدس سے جو تازہ خبریں آئی ہیں وہ مسٹر ... کے تبلیغی تصورات میں کوئی اہمیت رکھتی ہوں یا نہ رکھتی ہوں لیکن ان کو مسلمان کسی طرح نظرانداز نہیں کر سکتے۔

موت کی آخری ہچکیاں

یہ ایک عنوان ہے جس کے ماتحت فلسطین کے مسلمانوں نے اپنی حالت زار کو ظاہر کیا ہے۔ فلسطین سے درد و کرب کا جو نقشہ سامنے آیا ہے اس کا خلاصہ اتنا صبر آزما ہے کہ اس کے لئے دل کو پتھر کا بنا لینے کی ضرورت ہے خبریں سخت ہیں صبر شکن ہیں اور بہت ہی المناک الفاظ میں ہم تک پہنچی ہیں مگر ہم ان کا خلاصہ یہاں پیش کرتے ہیں مسلمانان فلسطین لکھتے ہیں۔

"پورے بیس سال ہو گئے ہیں فلسطین میں تمہارے اسلامی بھائی ظالمانہ استعمار و استبداد کی سختیاں جھیل رہے ہیں مسجد اقصیٰ اور مقامات مقدسہ کی حفاظت میں اپنے خون کو ارزاں بنائے ہوئے ہیں انگریزوں کی انتدابی حکومت اسلامی آثار کو فنا کر کے اور مسلمانوں کو فلسطین سے جلا وطن کر کے اسلامی اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور ایک یہود حکومت کی بنیاد ڈالنا چاہتی ہے۔

انگریزی حکومت پر اس سے زیادہ شدید الزامات قائم کئے گئے ہیں ہم الزام درج کرتے ہیں اور مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی روشنی میں ہر جگہ جلسے کر کے برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ صورت حال کی وضاحت کرے اور مسلمانوں کو یہ بتائے کہ وہ فلسطین میں اپنے استبداد کو کس حد تک پہنچانا چاہتی ہے۔

(۱) انگریز صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کے لئے یہودیوں کو فلسطین پر مسلط کر کے مسجد اقصیٰ کو یہودی کنیسا میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں یہ بات مخفی نہیں رہی ہے بلکہ یہود کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں نے اپنی اس تمنا کا اعلان

کر دیا ہے

(۳) مسلمانانِ فلسطین [illegible] کا ایک نقشہ [illegible] اس نقشہ کو تمام دنیا میں تقسیم کیا جا رہا ہے [illegible] یہود کی آرزو کی ایک صورت ہے اس میں [illegible] بیان کیا ہے [illegible] ذبح دکھایا ہوا ہے اور قبہ صخرا اور مسجد خلیل [illegible] احکام [illegible] ایک [illegible] معاملہ میں [illegible] کیا جا [illegible] قائم کرنا ہے فلسطین [illegible] حکومت یہود [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] مقصد کی [illegible] انگریزی [illegible] حکومت نے مظالم [illegible] سے [illegible] حیلوں [illegible] تو ہین کی [illegible] اکابرات اور سادات اہل بیت کی [illegible] کر دیا گیا ہے۔

(۴) ایک سب سے بڑا الزام [illegible] بیت المقدس کو [illegible] کی [illegible] دیا [illegible] طرف فوجوں کا محاصرہ ہے۔ ایک فوٹو میں [illegible] شہزادی کو [illegible] حالت میں [illegible] اس سے الزام [illegible] تلاشی کے [illegible] قرآن کی توہین کی گئی تھی۔

یہ واقعات بہت ہی دردناک ہیں [illegible] اور [illegible] کی بنا پر [illegible] اہلِ حکومت [illegible] نہیں کیا جا سکتا [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں سے عرض کریں گے کہ [illegible] کام [illegible] اور پر امن طریقہ پر تمام ہندوستان میں منظم اور مکمل مظاہرہ کیا جائے۔

اسلامی صوبوں کی وزارتیں بالکل نااہل اور انگریزی استعمار کی حامی ہیں اس لئے کانگریسی صوبوں میں جو مظاہرے ہوں ان کی اطلاع بھیجی جائے وزیراعظم کو دی جائے اور یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ رائے عامہ کے رجحانات سے شاہی حکومت کو مطلع کریں۔

راہِ عمل

اگر حکومتِ ہند خاموش رہے شاہی حکومت صورتِ حال کو [illegible] بیان نہ دے اور وزارتِ مستعمرات کو دستورِ ظلم و استبداد کی آزادی حاصل رہے تو پھر یہ ضروری ہوگا کہ ہندوستان کے مسلمان عام حقوقی سیاست [illegible] ایک جگہ جمع ہو جائیں اور متحدہ محاذ قائم کرکے ایک ایسا قدم اٹھائیں جس سے برطانوی حکومت کے دماغ سے تمام نشہ دور ہو جائے اور شاہی حکومت کے دل میں جو قلعہ بنا ہوا ہے وہ اپنی بنیاد [illegible] پر آ رہے۔ مسلمانوں کو حکومتِ برطانیہ کے سامنے یہ مطالبات پیش کرنے چاہئیں:-

(۱) ۱۹۱۷ء کے اعلانِ بالفور کو منسوخ کر دیا جائے۔

(۲) ۱۹۱۵ء میں شریف حسین سے آزادیِ عرب کا جو وعدہ کیا گیا تھا اس کو پورا کیا جائے۔

(۳) [illegible] یہود کو ارضِ قدس سے نکال دیا جائے اور مزید داخلہ بند کیا جائے۔

(۴) مسجد اقصیٰ کو آزاد کر دیا جائے اور صیہونی فوجوں کو وہاں سے واپس بلایا جائے۔

(۵) تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے جلا وطنوں کو واپسی کی اجازت دی جائے۔

(۶) فلسطین کو ایک آزاد عربی سلطنت کی صورت دی جائے جس میں مقامی عیسائیوں کو مناسب حقوق دیئے جائیں۔

مسلمانوں کو حکومتِ ہند پر ایک دفعہ ظاہر کر دینا ہے کہ وہ بیت المقدس پر یہودو نصاریٰ کے قبضہ کو نہیں برداشت کر سکتے فلسطین کی تقسیم کی کوئی صورت کیوں نہ پیش کی جائے کسی طرح قابلِ عمل نہیں ہو سکتی اگر حکومتِ برطانیہ نے اپنی غلط روش پر اصرار کیا تو اس کے نتائج کی ذمہ داری خود اسی پر ہوگی۔

اب مذہب کہاں گیا؟

سالہا سال سے مسلم پبلک کو بتایا جا رہا ہے کہ جو لوگ عوام الناس کو مذہب کے نام پر ہمیشہ ابھارا کرتے اور ہر ترقی کی مخالفت کیا کرتے ہیں وہ سچے نہیں ہیں۔ مذہب سے ان کا کوئی علاقہ نہیں ہے مذہب کو وہ صرف اپنی اغراض پوری کرنے کے لئے آلہ بناتے ہیں چالاک لوگ [illegible] جانتے ہیں کہ غریب مسلمان اللہ و رسول سے محبت رکھتے ہیں اس لئے مذہب کا نام لے کر مسلمانوں کو ورغلاتے اور ان سے اپنا کام لیا کرتے ہیں۔ ہر روز کے واقعات اس حقیقت کو ثابت کر رہے ہیں مگر عام مسلمان چونکہ بے علم ہیں اس لئے سبق حاصل نہیں کرتے اور ابن الوقتوں کے ہاتھوں برابر بہلائے جاتے رہتے ہیں لیکن اب ایک ایسا صاف واقعہ پیش آیا ہے جس سے سب کی آنکھیں کھل جانا چاہئے۔

اخبار پڑھنے والے سن چکے ہیں کہ پچھلے دنوں لکھنؤ میں اودھ کے تعلقہ داروں راجاؤں بڑے زمینداروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کانفرنس کے بانی مبانی کرتا دھرتا راجہ جہانگیر آباد، راجہ سلیم پور اور نواب چھتاری تھے یعنی وہی بزرگ جو مسلم لیگ میں پیش پیش ہیں اور جنہیں ہندوؤں کی طرف سے اسلام ہمیشہ خطرے میں نظر آیا کرتا ہے مگر مسلم لیگ کے سربرآوردہ لیڈر اور اسلام کے محافظ ہونے کے باوجود انہوں نے مہاراجہ دربھنگہ کو اپنی کانفرنس کا صدر بنایا تھا [illegible] تعلقہ داروں اور زمینداروں کے ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر بیٹھے اور [illegible] کانگریس میں آپ نے قدم رکھا اور [illegible] اسلام [illegible] کافر ہو گئے کیوں؟ اس لئے کہ کانگریس میں ہندو زیادہ ہیں اور چونکہ ہندو زیادہ ہیں اس لئے کانگریس ہندو جماعت ہے اسلئے [illegible] دشمنِ اسلام ہے۔

لیکن زمیندار کانفرنس میں شریک ہونا اور پیش پیش رہنا عینِ اسلام ہے، حالانکہ زمیندار کانفرنس میں بھی ہندو ہی زیادہ ہیں مگر چونکہ وہ زمیندار ہیں اس لئے قدرتی طور پر اسلام کے دوست ہیں۔

دیکھی آپ نے یہ منطق اور دیکھی آپ نے یہ ایمانداری! یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حفاظت اور رہبری کے مدعی ہیں! لعنۃ اللہ و سحقا۔

کانگریس سے یہ لوگ اس لئے بیزار ہیں کہ کانگریس کا نصب العین ہندوستان کو آزاد کرانا ہے۔ یہ امیر لوگ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر ہندوستان کی آزادی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنے ملک کے دشمن ہیں اور غلامی سے عشق رکھتے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے اور یہ ہے بھی سچ کہ آزاد ہندوستان میں راجاؤں نوابوں

متعلقداروں سرمایہ داروں، کارخانہ داروں، زمینداروں ساہوکاروں سودخواروں لٹاجنوں اور ایسی لوٹ مار کرنے والی جماعتوں کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ ہندوستان کے اٹھارہ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے انگریزوں کے ہٹتے ہی زیادہ ہندوستان کی حکومت پر قبضہ کرے گی اور ہر قسم کی لوٹ مار موقوف کرکے اپنی حالت سدھار سکے گی بس یہی اندیشہ ہے جس سے خائف ہو کر یہ امیر لوگ کانگریس کے بھی دشمن بن گئے ہیں اور وطن کی آزادی کے بھی مگر چونکہ تنہا عوام الناس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے ہر وقت مذہب مذہب چلایا کرتے ہیں تاکہ عوام الناس انہیں اپنا دشمن سمجھنے کے بجائے اپنا دوست ہی نہیں بلکہ اپنا رہبر راہنما پیشوا لیڈر اور اپنے مذہب کا حامی و محافظ سمجھتے رہیں اور انہیں لوٹنے کھسوٹنے کے لئے آزاد چھوڑے رہیں۔

غور کرو صوبہ متحدہ کی کانگریسی حکومت نے کیا قصور کیا ہے کہ تمام ہندو مسلمان راجے مہاراجے نواب زمیندار اور اپنے اپنے مذہب کو بھول کر اس کے خلاف ایک ہو گئے اور ایک نوح ساتھ ہی بر آمادہ ہو گئے اگر بس چلے تو کام میں لائیں اور خانہ جنگی برپا کر دیں۔

صوبہ متحدہ کی کانگریسی حکومت کا قصور صرف اس قدر ہے کہ اس نے ایک ایسے قانون کا مسودہ تیار کیا ہے جس سے غریب کسانوں کی مصیبتیں کچھ کم ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ فاقے کرنے کے بجائے دو وقت روکھی سوکھی کھا سکیں گے۔ ان کسانوں میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ دونوں کو برابر کا فائدہ ہو گا۔ بس کانگریسی حکومت کا قصور یہی ہے کہ اس نے غریبوں کی بھلائی کا خیال کیوں کیا۔

ہندوؤں میں تو بہتیرے خوشحال بھی ہیں مگر مسلمان تو تقریباً سب کے سب یوپی کے کسانوں کی طرح غریب اور فاقہ مست ہیں اسی لئے مسلمانوں کو سب سے زیادہ غور کرنا چاہیئے کہ جب اپنے فائدہ اور نقصان کا سوال پیش آتا ہے تو تمام ہندو مسلمان امیر ایک ہو کر گلے مل مل کر قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمیشہ ایک ہی رہیں گے اور اپنے مفاد کو بچائیں گے لیکن جب غریب اپنی غربت کے لئے متحد ایک ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں تو یہی امیر کھڑے ہو جاتے اور چلانا شروع کر دیتے ہیں کہ ارے یہ کیا غضب کرتے ہو! خبردار ہو جاؤ! ہندو دھرم خطرے میں ہے۔ اسلام خطرے میں ہے۔ ہندو مشرک ہیں ان سے نہ ملو مسلمان ملیچھ ہیں ان سے نہ ملو۔

غریب ہندو مسلمان یہ نعرے سنتے ہیں اور جہالت کی وجہ سے بیوقوف بن جاتے ہیں۔ آپس میں لڑنا مرنا شروع کر دیتے ہیں۔ امیر ہندو مسلمان دعوتوں اور ڈنروں میں ملتے ہیں قہقہے لگاتے ہیں کہتے ہیں خوب بنایا ان جاہلوں کو! اسی طرح لڑاتے رہو انہیں تاکہ ان کی کمائی سے گل چھرے اڑائیں۔

پر لطف بات یہ ہے کہ مسلم لیگ نے یہی طے کیا ہے کہ مسلم لیگ ہی کسانوں کی مدد کرے گی اور ان کی تکلیفیں دور کرے گی مگر جب کسانوں کی بھلائی کیلئے حکومت یوپی نے قدم اٹھایا تو مسلم لیگ کے لیڈر راجہ جہانگیر آباد راجہ سلیم پور نواب چھتاری بپھر گئے اور مسٹر جناح بھی خاموش میں کہتے ہی نہیں کہ کسانوں کا ساتھ دو۔ کسانوں کی مخالفت نہ کرو۔ اسی قدر نہیں مسلم لیگی جتنے بھی اخبار ہیں سب نے کسانوں کے مجوزہ قانون کی مخالفت کی ہے اور غریب مسلمانوں پر ظاہر کر دیا ہے کہ ان امیر لوگوں اور ان کی جماعت مسلم لیگ سے غریب مسلمانوں کی بھلائی کبھی ممکن ہی نہیں۔

ایک اور بات بھی بہت اہم ہے معاملہ تو کسانوں اور مزدوروں کا تھا مگر زمیندار کانفرنس نے یہ رائے بھی ظاہر کی کہ کانپور میں مزدوروں نے جو ہڑتال کر رکھی ہے اس کے خلاف کارخانہ داروں کی مدد کی جائے گویا زمیندار اور سرمایہ داروں کا مفاد ایک ہی قسم کا ہے۔

اس تصریح کا مطلب یہ ہے کہ زمیندار اور سرمایہ دار دونوں غریبوں کی گاڑھی کمائی لوٹتے ہیں اس لئے ان کا حق ایک ہے۔ زمیندار غریب کسانوں کی کمائی کھاتے ہیں اور سرمایہ دار غریب مزدوروں کی اور چونکہ دونوں کا مفاد ایک ہے اس لئے دونوں کو متحد رہنا چاہیئے تاکہ غریب سر نہ اٹھا سکیں۔

اب تو آپ معاشی اصلیت سمجھ گئے ہوں گے معاملہ کی اصلیت یہ ہے کہ نہ مذہب خطرے میں ہے نہ دھرم خطرے میں ہے خطرے میں جو چیز ہے وہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کی ناجائز کمائی ہے۔ کسان مزدور اور غریب آدمی جاگتے جاتے ہیں اور سرمایہ داروں اور زمینداروں کو اپنا مفاد خطرے میں نظر آ رہا ہے اس کے بچانے کے لئے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مذہب اور دھرم کے لفظ بول کر غریبوں میں پھوٹ ڈالے رہیں تاکہ غریب ہمیشہ لڑا کریں اور یہ خود مزے اڑائیں۔

اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریب آدمیوں کو بھی اپنے مفاد اور حقوق کے لئے آپس میں ایک ہو جانا چاہیئے۔ اگر مذہب امیر مسلمانوں اور امیر ہندوؤں کو متحد ہونے سے نہیں روکتا تو غریبوں کو بھی نہیں روکیگا مذہب کا نام محض شرارت اور بے ایمانی سے لیا جا رہا ہے اور اس کی غرض صرف اس قدر ہے کہ غریب آدمیوں کو بیوقوف بنایا جائے۔ لیکن غریب آدمیوں کو اب ہوش آ جانا چاہیئے اور امیروں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہیئے۔

لکھنؤ کے شیعہ اور سنی

شیعہ و سنی دونوں اسلام ہی کے فرزند ہیں ارکان اسلام کے متعلق دونوں میں پوری ہم آہنگی۔ دونوں ایک ہی خدا کے پرستار ہیں ایک ہی رسول کی امت میں ایک ہی کتاب کے احکام پر کاربند ہیں اور ایک ہی قبلہ کی طرف جھکتے ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا مصیبت ہے؟ بدبختی ہے کہ اس ہم آہنگی اور اصولی اتفاق کے باوجود ہماری قدیمی تہذیب و روایات کے جلوہ گاہ لکھنؤ کے اندر یہ دونوں بھائی سر پھٹول اور باہمی جنگ و پیکار میں مصروف ہیں اور اس شدت و عناد کے ساتھ مصروف ہیں کہ گویا یہ ایک نہیں دو اجنبی اور شدید معاند قومیں ہیں اور دونوں میں کبھی کوئی مؤانست و یگانگی تھی ہی نہیں حالانکہ مذہب کے علاوہ دونوں کی تہذیب معاشرت بھی ایک ہے اور دونوں میں طرز ماند اور شادی بیاہ کے تعلقات بھی موجود ہیں وہ پرورش رہتے ہیں۔ شیعہ بھی جانتے ہیں کہ تبرا بازی ان کا کوئی مذہبی اصول و فریضہ نہیں نہ اس سے انہیں اور ان کی جماعت کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بجز اس کے کہ عہد طفولیت ہی سے ان کے اندر برائی بدگوئی اور غیبت کی عادات راسخ ہو جائیں اور یہ وہ چیزیں ہیں جن کی شدت کے ساتھ ممانعت خود قرآن کریم میں آئی ہے بہرکیف انہیں اس پر اصرار بھی ہے تو وہ اپنی خلوتوں

میں اسکر کے اپنے دل کی بھڑاس نکال سکتے ہیں۔

یہ تو ضروری نہیں کہ وہ صرف اسکر ہی۔ ایران تو شیعیت کا گہوارہ ہے وہاں لگی [illegible] اسی سے [illegible] کا ہے کہ اس سے نقصان کے سوا [illegible] اسی طرح سنیوں کے لئے بھی یہ لازمی امر نہیں کہ وہ [illegible] صحابہ پڑھتے پھریں [illegible] اور جھگڑا [illegible] ساتھ [illegible] شیعوں کو [illegible] کی دعوت [illegible] [illegible] ادل میں اشتعال پیدا ہوتا ہے لیکن [illegible] تعریف سے [illegible] بزرگوں کی تعریف سے [illegible] سنیوں کی [illegible] [illegible] رضی اللہ [illegible] [illegible] تکلیف [illegible] [illegible] صحابہ [illegible] مسلمانان لکھنؤ [illegible] [illegible] پیچ [illegible] خود [illegible] منعقد ہو رہے ہیں اس کی [illegible] اور مفسدہ [illegible] [illegible] اعلان [illegible] [illegible] شعلے اس [illegible] سے [illegible] سب کے سوا [illegible] ضعف پیدا ہو جائے اور مسلمان [illegible] ہے کہ دونوں فریقوں [illegible] وقادین ایک جلسہ میں [illegible] لغویت و حماقت کو [illegible] میں صفائی پیدا کرادیں یہ فیصلہ ہو جائے کہ دونوں فریق [illegible] میں کریں اور امن [illegible] کے جذبات کا احترام [illegible] اسلام کی ذلت کے خود ذمہ دار ہوں گے

جاپان کی وحشیانہ بمباری

علمبرداران تہذیب کو [illegible] تہذیب [illegible] شائستگی روشن خیالی اور ہمدردی [illegible] پر بڑا ناز رہا ہے [illegible] برابر قدم تہذیب اور مشرقی تمدن پر [illegible] کرتے رہے ہیں اس پر حقارت کی نظر ڈالی ہے اور اپنی تہذیب کی لعنتوں پر اظہار فخر کرتے رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ تہذیب یہی ہے جس کے مظاہرے [illegible] ہو رہے ہیں تو اس سے بدویت [illegible] بہتر ہے۔

حال ہی میں چین کے آباد اور عظیم الشان شہر کا نٹن پر جاپانی ہوائی جہازوں نے پے بہ پے کوئی چھ سات حملے کئے۔ صرف تین ابتدائی حملوں ہی کے متعلق تازہ رپورٹ یہ ہے کہ ان میں گیارہ سو مقتول اور [illegible] ہوئے تھے اور جانے بعد کے اور حملوں میں اور کتنا اتلاف جان اور ضیاع زر ہوا ہوگا۔ شہر کے پر امن باشندوں پر بے خبری کے عالم میں کوئی انتباہ کئے بغیر اس طرح اچانک حملے کرکے ہزاروں انسانوں کو ہلاکت و بربادی کے منہ میں دھکیل دینا اور بے گناہ علاقوں کے شہر کو [illegible] کی شکل [illegible]

کرنا شقاوت بے دردی اور وحشت و بربریت کی ایک ایسی خوفناک چیز ہے جو قدیم تہذیب کے تصور کی حد ادراک سے بھی باہر ہے غضب یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے آفتاب کی روشنی میں ہو رہا ہے سب کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے لیکن تہذیب و شائستگی کی بڑی بڑی مدعی طاقتیں بھی [illegible] سب کچھ دیکھ رہی ہیں اور کسی کے قلب میں سچائی کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا جاپان [illegible] آزادی کے زعم میں انسانیت کی ہر [illegible] وحشت و درندگی کی [illegible] اختیار کر رہا ہے۔ اگر [illegible] والوں کے ساتھ اس کا یہ سلوک ہوتا تو اسے ایک حد تک بجا بھی کہا جا سکتا تھا لیکن [illegible] خوفناکی اور بربریت کتنی ترجمانی [illegible] تجربہ [illegible] دیا ہے اور [illegible] اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ [illegible] واقع ہوئے ہیں جس سے اسے شکایت ہے اور وہ بھی ناجائز شکایت ہے ضرورت ہے کہ اس کے مقابلہ کی فوری تدابیر اختیار کی جائیں اور اس کے خلاف موثر آواز اٹھائی جائے۔

یو پی حکومت کی طرف سے مسٹر ساورکر کی مذمت

ہندو مہاسبھا کے صدر گرامی جناب ساورکر نے پچھلے دنوں ملک کا دورہ کیا لاہور [illegible] اور دہلی بھی تشریف لے گئے جہاں برادران وطن کی طرف سے جس میں کانگریسی اور غیر کانگریسی کا کوئی امتیاز نہ تھا آپ کا شاندار استقبال کیا گیا آپ کی تعریف میں بڑے بڑے جرائد [illegible] مقالات سپرد کئے آپ کی تعریف [illegible] گئے حتیٰ کہ ڈاکٹر [illegible] صدر پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی نے بھی آپ کی مدحت طرازی میں حصہ لیا۔

ایک ایسے لیڈر [illegible] استقبالوں میں عام ہنود کا بالعموم اور کانگریسیوں کا بالخصوص شامل ہونا اور جوش عقیدت کے ساتھ شامل ہونا بہت معیوب اور قابل اعتراض امر تھا جو علانیہ کانگریس ہی سے اختلاف نہ کر رہا ہو بلکہ خالص ہندو راج کے قیام کی تلقین کر رہا ہو بلکہ مسلمانوں کے خلاف بے نہایت شر انگیز تقریریں کرکے فرقہ وار جذبات بھڑکا رہا ہو اور مسلمان ہر جگہ چونک رہے تھے باقی کانگریسی دنیا تو اس فتنہ کے متعلق ابھی تک عمومیت کے ساتھ خاموش ہے اور اغلباً خاموش ہی رہے گی کہ ہندو اپنے بڑوں کے خلاف بھی زبان کشائی میں بڑے محتاط رہتے ہیں اور [illegible] جائز و ناجائز [illegible] چشم پوشی کر لیتے ہیں لیکن مسرت انگیز امر یہ ہے کہ یوپی کی کانگریسی حکومت نے جلد ایک سرکلر جاری کرکے جناب ساورکر کو ناپسندیدہ فرقہ پرست "انکی لیڈر" کا خطاب دیدیا۔ [illegible] مسٹر ساورکر کے لئے یہ موزوں ترین لقب ہے اس لئے کہ وہ فرقہ پرست ہیں اور فرقہ پرست بھی ایسے جو [illegible] سے بھی کچھ بڑھکر اپنی فرقہ پرستی اور اپنے مقاصد پیش نہاد خاطر کو چھپانے اور مستور رکھنے کی صلاحیت سے کلیتہ بے بہرہ واقع ہوئے ہیں۔

ان کی اس سرگرمیوں اور جوشیلی تقریروں کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا برآمد ہو سکتا

جو کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب ہوں باہمی مناقشات بڑھیں اور باہمی الزام و پیکار کا ایک سلسلہ نا متناہی شروع ہو جائے۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ اس سرکلر کی مذمت کرنے والے بھی پیدا ہو گئے ہیں مثلاً مسٹر ایل یو وک بھائی۔ صرف یہ کہ خود اس سرکلر کی بہ شدت تمام مذمت کی ہے بلکہ تمام ہندوؤں سے بھی استدعا کی ہے کہ وہ اس کی مذمت کریں فرقہ پرست خواہ کسی طبقہ و ملت سے تعلق رکھتے ہوں اس قابل ہیں کہ ان کی مذمت و تنقیص شدت کے ساتھ کی جائے اور وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو یو پی کی حکومت نے کیا لیکن پھر بھی ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ برادران وطن اپنوں کے معاملہ میں ہمیشہ غیر مناسب رعایت کے خوگر رہ چکے ہیں اور اس کا نقصان ملک کو ہمیشہ اٹھانا پڑ رہا ہے۔ اگر وہ داوری کے ہندوؤں کی بربریت کی مذمت پہلے ہی ملک کر دیتے تو فسادات اتنی وسعت ہرگز اختیار نہ کرنے پاتے جتنی انہوں نے بہار کو اختیار کی کانگریس کی ہائی کمانڈ کو بھی اس کی مذمت کرنی چاہیئے۔

ہندی کے خلاف ہنود کا پکٹنگ

صوبہ مدراس میں ہندی کی زبردستی

ترویج کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہندوؤں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کی طرف سے انتہائی کارروائیوں اور خلاف ورزیوں کا سلسلہ بہ شدت تمام شروع ہو گیا ہے۔ اس صوبہ کی ایک نہایت مقتدر اور با اثر انجمن "تامل ایسوسی ایشن" کے معزز ارکان نے بہ اتفاق آرا فیصلہ کر دیا ہے کہ ہندی کے خلاف پکٹنگ سے کام لیا جائے چنانچہ اس کے فوراً بعد ایک "اینٹی ہندی لیگ" قائم ہو گئی ان مقاصد کے ساتھ کہ وہ مختلف مقامات پر اپنی شاخیں قائم کرے مختلف مدارس کے منیجروں اور ہیڈ ماسٹروں سے استدعا کرے کہ وہ ہندی ہرگز نہ پڑھائیں طلباء کے والدین سے بھی کہا جائے کہ وہ اپنے بچوں ایسے اسکولوں میں نہ بھیجیں۔ ایک صاحب جو انجمن امداد باہمی کے ڈپٹی رجسٹرار جیسے معزز عہدہ دار رہ چکے ہیں اس تحریک کے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے ہیں انہی کی زیر نگرانی گورنمنٹ ہاؤس وزراء کی کوٹھیوں اور اسکولوں کے دروازوں کے سامنے پکٹنگ شروع ہوا ہے۔ فراہمی زر کی کمیٹی روپیہ فراہم کر رہی ہے اور ایک ہزار رضاکاروں کے بھرتی ہوتے ہی پکٹنگ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

حکومت مدراس بھی اس باب میں غافل نہیں رہی۔ پولیس نے دفتر پر چھاپہ مار کر تمام کاغذات اپنے قبضہ میں کر لئے اور تلاشی کی ڈکٹیٹر صاحب بھی دفتر ہی میں گرفتار کر لئے گئے جنہوں نے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے نہ صرف یہ کہ ضمانت دینے سے انکار کر دیا بلکہ اس کا بھی اقرار نہیں کیا کہ وہ اس تحریک میں حصہ نہ لیں گے اس کے باوجود پکٹنگ جاری ہے اور رضاکاروں کو دھڑا دھڑ سزائیں ہو رہی ہیں حکومت پورے تشدد پر اتر آئی اور وہ بجبر ہندی کی ترویج پر مصر ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہندی نہ سارے ہندوستان میں سمجھی جاتی ہے اور نہ لوگ اس سے مانوس ہیں یہ خصوصیت تو صرف اردو ہی کو حاصل ہے اگر اس کی ترویج کے متعلق سعی کی جاتی تو تامل زبان کے حامیوں کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ کانگریسی حکومتیں اپنے اپنے حلقہ اقتدار میں زبردستی ہندی رائج کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اور اسے زبردستی دوسرے صوبوں کے گلے منڈھنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ ہمارے نزدیک کانگریس کو ہندی اردو اور بندے ماترم کے جھگڑوں سے بالاتر رہنا چاہیئے تھا اور سردست کوئی ایسا قدم نہ اٹھانا چاہیئے تھا جو کسی پر غیر ضروری بار ثابت ہو یا جس سے دوسری اقوام کے قلوب میں شبہات پیدا ہوں۔ ہندی پھر ملک کے ایک واحد قطعہ اور ایک مخصوص صوبہ کی زبان ہے ورنہ پنجاب سندھ سرحد گجرات دکن اور بنگال وغیرہ کی زبانیں بالکل مختلف ہیں۔

اس صورت میں اگر کوئی زبان انگریزی کی جگہ لے سکتی ہے تو وہ صرف اردو زبان ہی ہے جو اسی ملک کی زبان ہے اسی ملک میں اس نے جنم لیا۔ اسی ملک میں پھلی پھولی ملک کے ہر حصہ میں سمجھی جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ ہندو مسلم اشتراک کی ایک زندہ یادگار ہے اور ان دونوں قوموں ہی نے اسے پروان چڑھایا۔ اگر یہ کسی بیرونی ملک سے ایک بیرونی زبان ہوتی یا مشکل زبان ہوتی تو اس سے تعصب بجا بھی کہا جا سکتا تھا لیکن یہ تو ایک نہایت غیر موزوں امر ہے کہ اپنی جدید حاصل کردہ فرمانروائی قوت کے بل پر اسے ذلیل کر کے محض ہندی کو ملک کی عام زبان بنانے کی سعی کی جائے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب میں شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور اب تو خود ہنود بھی اس کے خلاف سر بکف ہو گئے ہیں ہندی اور بندے ماترم کی ترویج کی سعی سے لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ کانگریس مہاسبھا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگی ہے کاش کہ کانگریسی عمائد اس پر غور کریں کہ اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہوگا اور ان شاء اللہ اس کی شہرت کو ضرر پہنچ جائے گا۔

مسٹر یوسف شریف کیساتھ بدسلوکی

صوبہ متوسط کی حکومت نے مسٹر یوسف

شریف وزیر قانون کے ساتھ جو کچھ معاملہ کیا وہ درجہ انتہا تک بے ضرورانہ ہے انہوں نے مسٹر جعفر حسین کی بقیہ سزا معاف کی لیکن اس حالت میں کہ ان کا خاندان ان کی قید و بند سے تباہی کے کنارے پہنچ چکا تھا اور وہ خود بھی کافی روحانی و جسمانی اذیتیں برداشت کر چکے تھے انہیں رہا کر دینا ایک جائز فعل تھا لیکن صرف اس بنا پر کہ انھیں ایک اچھوت کنیا کے ساتھ زنا کے الزام میں سزا ہوئی تھی۔ ہندو مہاسبھا کے ساتھ اور ہندو بھی بھڑک اٹھے انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرانہ اور پرجوش مظاہرہ کیا اور ایک عظیم الشان جلسہ میں نہ صرف یہ کہ ان کے خلاف توہین آمیز نعرے بلند کئے گئے بلکہ ان پر قاتلانہ حملہ کی سعی بھی کی گئی وزارت نے بھی اتنی کمزوری دکھائی کہ انھیں علانیہ قصور وار قرار دیا۔ آخر معاملہ ہائیکورٹ کے ایک سابق جج کے سامنے پیش ہوا جنہوں نے مسٹر شریف کو بالکل بے قصور قرار دیا اس کے باوجود ان سے بجبر استعفیٰ لے لیا گیا

یہ کوئی نئی بات نہیں بہار کے وزیر نے تو اغلام کے ایک مجرم کی دو سالہ سزا معاف کر دی بمبئی کے وزیر نے قمار باز سیٹھوں کی سزا محض ان کے کاروباری نقصان کے پیش نظر ملتوی کر دی۔ پھر اسی صوبہ کے وزراء کے خلاف افتراق

خدر شیت ستانیوں کے الزام [illegible] سے علاوہ ہیں لیکن ان میں سے
ہی ایک کے معاملہ میں [illegible] مسٹر شریف
جو نہایت ذلت و رسوائی سے [illegible] تفصیل [illegible] علماء [illegible]
خلاف کھیلا جائے [illegible] مسلم [illegible] کو اپنی جگہ سے
بحال کر دیا جس پر ایک [illegible] کا الزام تھا غلط ثابت ہو [illegible]
دوسرے اشخاص نے [illegible] انجمن حمایت اسلام [illegible]
سرحد کے نصاب کے طور پر منظور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] البتہ [illegible]
بزرگوں کے کارنامے [illegible] قاضی صاحب
معرض عتاب میں آ [illegible] اپنی قوم کے [illegible]
[illegible] طبع نازک پر
گذرنے [illegible] کا سلسلہ [illegible]
ساتھ جاری رہا [illegible] ہو جائیگا

[illegible] شر انگیزیاں ابھی [illegible]
نہیں [illegible] کر دیتے [illegible]
قاضی عطاء اللہ کے [illegible] خیالات [illegible] نہیں [illegible]
مولانا انصاری کے بیان سے [illegible] سلوک [illegible]
کے باوجود اب تک [illegible] قابل شخص کا [illegible]
[illegible] اگر یہی
[illegible] تو [illegible] مسلمان جیسی اقلیتیں کانگریس سے بیزار
ہو جائیں گی اور [illegible] سمجھنے میں حق بجانب ہوں گی کہ کانگریسیوں کے اندر
ابھی تک مہا سبھائی روح کار فرما ہے یا وہ [illegible] اس درجہ [illegible]
ہیں کہ وہ [illegible] کے ساتھ انصاف پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔

مسٹر جناح کی پرزور تقریر

مسٹر جناح نے [illegible] کے ایوان تجارت کے سپاسنامہ کے جواب میں جو تقریر ارشاد فرمائی اس کی خلاصہ یہ ہے:۔

[illegible] کانگریس [illegible] جماعت نہیں وہ ہمیشہ سے ایک فرقہ پرست جماعت رہی ہے [illegible] قومیت اور قومی جماعت کا نقاب اوڑھتے ہوئے ہیں اس قومیت کی مدعی جماعت کو چیلنج کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ اسے مجالس مقامی میں ہندی کو لازمی قرار دینے کا کیا حق ہے جس کا مدعا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلم بچوں اور بچیوں کو ہندو کلچر میں رنگ دیا جائے۔ آپ نے [illegible] کے [illegible] جناح پر [illegible] تعجب و حیرت کا اظہار کیا اور فرمایا۔
مسلمان کبھی اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ وہ برابر غلامی میں مبتلا رہیں اور صرف اس کی صورت بدل جائے ہم کسی سے کم آزادی کے لئے بیچین نہیں [illegible] نے فرمایا کہ ہندو مہاسبھا اور کانگریس میں باہم کوئی فرق نہیں"

ہم ادب و احترام کے ساتھ مسٹر جناح کی خدمت میں عرض کریں گے کہ کانگریس [illegible] موثر جماعت کے خلاف اس درجہ غضب و تلخی کا اظہار آپ کے لئے ہرگز قابل فخر نہیں ہو سکتا کانگریس اگر فرقہ پرست جماعت رہی ہے تو پھر غیر فرقہ پرست جماعت کونسی ہے کیا وہ مسلم لیگ ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو خود ایک فرقہ پرست جماعت کو دوسری فرقہ پرست جماعت پر اعتراض کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ کیا ہم مسٹر جناح سے دریافت کر سکتے ہیں کہ آپ کی لیگ میں کوئی ایک ہندو بھی شامل ہے حالانکہ کانگریس میں بکثرت مولانا اور [illegible] ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان اس کے ممبر ہیں غالباً یہی اس کی فرقہ پرستی کی [illegible] دلیل ہے جن صوبوں میں ہندی نافذ کی جا رہی ہے تو صرف [illegible] سے نام پر تو نہیں کہا جا سکتا [illegible] جا رہا ہے کہ وہاں کی زبانوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہو۔ یوپی اور بہار میں اردو بھی تو لازمی ہے اور [illegible] طلبا بہار کے لئے اس کا امتحان پاس کرنا ضروری ہے غلامی پر راضی نہ رہنے کی بہتر صورت تو یہی تھی کہ آپ کی لیگ بھی کانگریس میں مدغم ہو کر رہ جاتی اور اس وقت ملک کی تمام انجمنیں [illegible] ایک [illegible] رہ جاتی جس کا اولین مقصد محض حصول آزادی ہوتا اور ہندو مسلمان سب اپنی مساعی اسی نقطہ پر مرکوز کر دیتے لیکن جب تک ملک منتشر رہے گا اس کی قوتیں بھی منتشر رہیں گی اور آزادی کے لئے آپ کی یہ بے چینی بالکل بے اثر رہے گی کیا ہم توقع کریں کہ ہمارے محترم [illegible] ہمارے معروضات پر غور کریں گے اور ایسی تقریروں سے احتراز کریں گے جو مزید افتراق کا باعث ہوں۔

کانگریس لیگ کی سعی مفاہمت

ہندو مسلم مفاہمت کے لئے ملک میں جو [illegible] آمادگی عمل [illegible] پیدا ہوئی تھی وہ ابھی مردہ نہیں ہوئی ابھی توقعات زندہ ہیں اور دو طرفہ ذرہ برابر تدبر و فرزانگی کا اقدام ملک کی قسمت کا پانسہ پلٹ [illegible] سکتا ہے مسلم لیگ کی طرف سے جو کچھ کہا جانا تھا کہا جا چکا اب اس پر کانگریس کی مجلس عاملہ پر غور ہوگا۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ [illegible] جناح اور جناح [illegible] گاندھی کی جو شایع ہوئی وہ قبل از وقت شایع ہوئی اس سے لوگوں پر کوئی اچھا اثر پڑا اور نہ اس سے کچھ [illegible] ہمارے نزدیک یہ جہالت اور بے نتیجہ تحریروں کے ایک انبار سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی [illegible] گاندھی جی کا جناح سے بار بار مطالبات کی تفصیل کا مطالبہ ہی فقط [illegible] سے بیش با افتادہ اور بنائی ہوئی حقیقتیں ہیں جناح کا یہی اس [illegible] نامناسب کہ پہلے کانگریس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ انجمن تسلیم کرے۔

نیشنلسٹ [illegible] علماء اور جمعیۃ احرار کے ہوتے ہوئے یہ مطالبہ کتنا غیر موزوں اور بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہندوؤں میں بھی لبرل لیگ اور ہندو مہاسبھا جیسی [illegible] سیاسی انجمنیں موجود ہیں لیکن کانگریس سے ہی کوئی ایسا ادعا لیکر کھڑی نہیں ہوئی تھی یہ ادعا تو صرف لیگ ہی کی طرف سے کیا گیا ہے جو اپنی نوری اور عارضی [illegible] کامیابیوں کے نشہ میں سرشار ہو کر اس متکبرانہ مطالبہ پر آمادہ ہوئی ہے۔ فضا کے فوری تغیر پنجاب و بنگال کی اسلامی وزارتوں کی غیر تعلیمی اور غیر استوار حالت فسادات کے وقوع انتخابات کے ہنگاموں اور "اسلام خطرے میں ہے" کے شور نے مسلم لیگ کو یقیناً ایک فوری قوت عطا کر دی اسی جوش میں مسٹر جناح کے جلوس دہلی میرٹھ کلکتہ گیا میں اس شکوہ و طمطراق کے ساتھ نکل گئے کہ نہ یہاں کسی کانگریس کے صدر کے نکلے اور نہ کسی

ٹھہرا دو سکے لیکن عاجلانہ حاصل کرنہ قوت دیرپا نہیں ہوتی اس پر غور بھی مناسب نہیں کانگریس کیا ملک کا کوئی سلیم الحواس طبقہ بھی اسے ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ ان قائدین کو جو ایک مدت دراز سے کانگریس اور ملک کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں پس پشت ڈالدیا جائے۔

بہرکیف اگر ہندو مسلمانوں میں کوئی مفاہمت ہو جائے تو ہم سے زیادہ اس امر پر کسی کو مسرت نہ ہوگی۔ کانگریس کا بھی فرض ہے کہ ہم اس سلسلے میں جتنی آگے بڑھ سکتی ہے بڑھے اور چھوٹی بہن لیگ کو ساتھ لینے کی کوشش کرے کہ اتحاد اس وقت اتنی ضروری اور اتنی قیمتی چیز ہے کہ اگر اس کے لئے کچھ قربانیاں بھی کرنی پڑیں تو تامل نہ ہونا چاہیے۔

بہت سی باتیں

مدت سے ارادہ تھا کہ مولوی میں کچھ نگارش چلے تو آپ سے چند باتیں کہی جائیں۔ آج کے پرچے میں اتفاق سے موقع مل گیا۔ اس میں چند شکایتیں ہیں، کچھ حکایتیں ہیں اور بعض ضروریات جن پر آپ کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔

شکایتیں تو یہ ہیں کہ آپ لوگ یہ جانتے ہوئے کہ نو سال میں ایک بھی پرچہ کی چھپائی کبھی دو دن کی دیر بھی نہیں ہوئی۔ پھر بھی آپ دو دو ماہ بعد پرچہ نہ ملنے کی شکایت فرماتے ہیں اور شکایت کی تاویل یہ ہوتی ہے کہ شاید پرچہ ۲ ماہ کا ساتھ شائع ہوگا۔ حالانکہ آپ کے علم میں ہوتا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اب ہمارے لئے دشواری یہ ہوتی ہے کہ پرچہ موجود ہی نہیں ہوتا۔ جو آپ کو دو ماہ بعد دے سکیں اس لئے وہ خطاردی ہو جاتا ہے۔ اگر جوابی خط ہو تو جواب بھی دیدیا جاتا ہے۔ لیکن آپ کسی طرح ہمارے اس عذر کو قبول نہیں فرماتے۔

اس لئے چاند کی میں تاریخ تک انتظار فرما کر فوراً دوسرا پرچہ منگا لیجئے بلاتامل بھیجدیا جائے گا۔ لیکن دو ماہ کا پرچہ روانہ کرنا ہمارے لئے اسی وقت ممکن ہے جب وہ پرچے ہمارے پاس باقی ہوں۔

(۲) جب آپ کوئی شکایت لکھیں تو مہربانی فرما کر التزاماً سرنامہ پر اپنا نام اور پورا پتہ لکھ دیا کیجئے۔ اس کے بعد خط لکھیں۔ کیونکہ شکایت نامہ تحریر فرماتے وقت آپ تو ازل کھو دیتے ہیں، اور پورا خط غصہ کی نذر کر دیتے ہیں اور اپنا نام و پتہ لکھنا بھول جاتے ہیں۔ اب بڑی دقت ہوتی ہے کہ اس کی تعمیل کیونکر کی جائے لامحالہ وہ خط ردی کرنا پڑتا ہے۔ قدرتاً آپ کا اشتعال بڑھ جاتا ہے لیکن آپ کو کیونکر بتلایا جائے کہ آپنے اپنا نام و پتہ ہی نہیں لکھا جو آپ کے ارشاد کی تعمیل ہوتی۔

(۳) ایک شکایت یہ بھی ہے کہ آپ مختلف جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور آپکو میری روشن ضمیری کا کامل یقین ہوتا ہے کہ پرچہ موجودہ مستقر پر ضرور بھیجدیا جائے گا۔ اب دو ماہ بعد آپ نے ڈانٹ کر لکھا کہ ہمارا پرچہ تین مہینے سے نہیں آیا۔ آپ کا انتظام بہت ناقص ہے۔ اگر مہربانی فرما کر آپ نے نمبر خریداری لکھدیا ہے۔ تو ہم نے جانچ کر لی معلوم ہوا کہ آپ کا پرچہ فلاں جگہ جا رہا ہے، بتلایئے اس میں بچارے انتظام کا کیا قصور۔

(۴) مانا کہ سفر میں آپ کو نمبر خریداری لکھنا مشکل ہوتا ہے لیکن ہمارے لئے ہزارہا ناموں میں سے آپ کا نام تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اب آپ کا پتہ تبدیل ہو تو کیونکر، اس لئے براہ کرم جب بھی آپ جگہ تبدیل کریں اور ضروری سامان کے ساتھ نمبر خریداری بھی ضرور رکھ لیا کریں اور اس کو بھی رخت سفر کا ایک جزو قرار دے لیں۔ ورنہ ہم بے بنہ کے خط کی تعمیل سے معذور سمجھیں۔

حکایتیں۔ اب سے دس سال پہلے رسالہ مولوی دہلی سے ۳۲ صفحہ پر شائع ہوتا تھا۔ اور پھر بھی خریدار جوق جوق اس کی اشاعت کے کوشاں تھے۔ اب وہ بڑھتے بڑھتے سو صفحہ کا ہوگیا۔ لیکن اب لوگوں کو وہ شغف باقی نہیں رہا۔ کیا آپکے نزدیک یہ صفحات بڑھانے غلط تھے۔ اگر غلط نہیں تھے، تو لوگوں کا احساس کم کیوں ہوگیا کیا آپ اس پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔

(۲) دیکھا جاتا ہے کہ جید پریس دہلی ہی نہیں ہندوستان میں سب سے ارزان فروش تاجر کتب ہے۔ کیا اس یقین کے بعد بھی آپ اس سے کتابیں منگاتے ہیں۔ اگر منگاتے نہیں ہیں تو پھر اس کی فروخت نصف سے کم کیوں ہوگئی اس کی وجہ آپ کے ذہن میں کیا ہو سکتی ہے۔

یہ دونوں باتیں حکایتوں کے رنگ میں بیان کیں کہ آپ کا دماغ صحیح ہے بغیر میری مشکلات سے واقف ہو جائے۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں باتوں نے مولوی کو بے جان کر دیا ہے۔ اور خدا ہی واقف ہے کہ کن کن دشواریوں سے مہینہ پورا ہوتا ہے۔

خدا کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اس کے ارشاد کی متابعت جو بھی کرے وہ فائز ہوتا ہے۔ ہندو پریس کو دیکھیے ان کا ایک ادارہ بھی کس مپرسی کی حالت میں نہیں ہے اس لئے انکی آواز میں طاقت ہے اور پریس ہی ہے جس نے اس مذہب سے لا قوم کو مذہبی بنا دیا۔ اب انکی ہر کوشش دھرم ہے۔ اور ہم جو ہمیشہ سے مذہبی قوم تھے اب مذہب اور مذہبی اداروں سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ مولوی جیسا پرچہ ایک روپیہ میں بھی نہ خرید سکتے ہیں نہ خریدوا سکتے ہیں۔ ہندوں کو دیکھئے کہ ان کے ہر شعبہ حیات میں دھرم ہے۔ اور ہم کی ایک مدت سے ہم صدہا اسرافوں میں اپنی پونجی ختم کر دیتے ہیں اور اس مذہبی کام کے لئے پانچ پیسہ ماہوار نکالنے بھی ہمارے لئے شاق ہیں۔ پھر شکوہ اللہ سے ظلم بدہن ہوتا ہے

بات یہ ہے کہ صحیح طور پر اس میں آپ نے دماغ کو تکلیف ہی نہ دی۔ کہ مولوی کس قدر مسلسل منافع اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ اور اگر ہر شخص اس کو ماہانہ پڑھ لیا کرے تو اس میں کس درجہ مذہبی انقلاب پیدا ہو جائے۔ اگر آپ اسکو اس یقین کے ساتھ دیکھتے تو ہر ہر بھائی کو اسکی خریداری پر آمادہ کر دیتے۔

دو دو تین تین سال سے یہ کیفیت ہے کہ بڑھنا تو درکنار جو صاحب مولوی کو چھوڑ دیتے ہیں انکی جگہ پر کرنی تقریباً محال ہو جاتی ہے۔ اور یہ کام آپ سب ملکر کریں تو منٹوں میں ہو جائے۔ بس حقیقت یہ ہے کہ آپ مذہبی کاموں سے تھک گئے ہیں۔ ورنہ یہ پریشانی نہ ہوتی۔

ہو سکے تو آپ ہی توجہ فرمایئے اور مولوی کی اشاعت بڑھایئے۔ کیا واقعتاً اپنے حلقہ اثر میں ایک ایک دو خریدار بھی نہیں بنا سکتے۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ مولوی کے ۱۲ ہزار خریداروں میں سے چند بھائی تو غمخوار نکل ہی آتے ہیں۔ ورنہ اب تک تو خدا جانے کیا بیت جاتی۔ کاش انکی طرح سب بھائی اپنے اپنے اثر کو کام میں لا کر مولوی کی اشاعت بڑھا دیں تو نہ صرف مولوی کی مشکلات دور ہو جائیں بلکہ اس کی ظاہری و معنوی خوبیوں میں بھی اضافہ ہو جائے۔

دعا فرمایئے۔ کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو اور جوش خدمت دین عطا فرمائے اور ان کے ساتھ ہم سب کو خدمت اسلام کی توفیق دے۔

معاونین مولوی کے نام

نام خریداران ڈکوالے	تعداد	نام خریدار دینے والے کی	تعداد	خریدار دینے والے	تعداد	خریدار دینے والے	تعداد
		[illegible] محمد سعید صاحب آگرہ	۴	جناب سید [illegible]الدین صاحب [illegible]	۱	جناب عبدالحمید صاحب [illegible]	۲
		ولی داد صاحب [illegible]	۲	منشی عبدالکریم صاحب [illegible]	۱	منشی محمد ابراہیم [illegible]	۱
		محمد ہارون صاحب [illegible]	۱	ولی داد صاحب لاہور	۲	عبداللطیف صاحب فتح جنگ	۲
		[illegible] صاحب [illegible]	۱	سید لال احمد صاحب [illegible]	۲	گل محمد صاحب مدرس [illegible]	۲
جناب رضا خان صاحب [illegible]	۲	حکیم [illegible] صاحب [illegible] پور	۱	عبدالرب خان صاحب [illegible]	۱	عبدالمنان صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲	محمد یوسف صاحب [illegible]	۱	سید [illegible]الدین رسول میاں ڈبہوری	۱	فضل حسین صاحب ضلع [illegible]	۵
عبدالغفور صاحب [illegible]	۲	[illegible] محمد [illegible] دہلی	۲	ڈاکٹر الیاس اسحاق صاحب [illegible]	۱	شجاع الدین صاحب [illegible]	۲
عبدالمولا صاحب [illegible]	۲	سید محمد فاروق صاحب ہزاری باغ	۳	محمد اسمعیل صاحب قریشی [illegible]	۳	محمد افضل خان صاحب [illegible]	۱
ابراہیم [illegible]	۲	سید [illegible] علی صاحب [illegible]	۴	شاہ محمد صاحب [illegible]	۲	محمد عبدالقادر صاحب حیدرآباد	۱
شرافت علی صاحب [illegible]	۲	[illegible] علی صاحب [illegible]	۴	ملک قادر بخش صاحب [illegible]	۲	محمد رمضان صاحب [illegible]	۲
محمد علی صاحب [illegible]	۲	سلطان احمد صاحب [illegible]	۲	روزا خان صاحب [illegible]	۱	صدرالدین [illegible] غازی خان	۲
سید احمد علی صاحب [illegible]	۲	سلیم اللہ صاحب [illegible]	۱	مولوی نور محمد صاحب [illegible]	۱	امام الدین صاحب احمد پور	۱
[illegible] شریف صاحب [illegible]	۲	پیران دتہ صاحب [illegible]	۲	حافظ شجاع [illegible] آباد	۳	عبدالرزاق صاحب لدھیانہ	۱
جناب قاضی عبدالاحد حسین [illegible]	۴	سید نذیر احمد صاحب [illegible]	۲	محمد حنیف اللہ صاحب [illegible]	۲	شیخ برکت علی صاحب [illegible]	۱
غلام جیلانی صاحب [illegible]	۲	عبدالغنی صاحب [illegible]	۲	محمد ایوب خان صاحب [illegible]	۲	عبدالصمد صاحب [illegible]	۲
محمد یعقوب خان صاحب [illegible]	۱	[illegible] نثار صاحب [illegible]	۱	محمد نوح صاحب مدرس [illegible]	۱	رحمت حسین صاحب [illegible]	۴
نیر محمد صاحب [illegible]	۲	حکیم عبدالجبار صاحب [illegible]	۴	محمد مظہر صاحب [illegible]	۲	سید مجتبیٰ پیر صاحب [illegible]	۲
غلام محمد صاحب [illegible]	۲	غلام دستگیر صاحب حیدرآباد	۲	خوشدل خان صاحب [illegible]	۳	کلیم الدین صاحب [illegible]	۲
غلام احمد صاحب [illegible]	۱	حکیم عبادالصمد صاحب [illegible]	۲	سید تقی علی صاحب [illegible]	۲	فقیر محمد صاحب [illegible]	۴
مظہر الحق صاحب [illegible]	۱	محمد الدین صاحب [illegible]	۲	سید جمال الدین صاحب [illegible]	۳	سید عبدالمتین [illegible]	۱
محمد ایوب صاحب [illegible]	۱	حافظ امیرالدین صاحب [illegible]	۱	محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۲	غلام حیدر صاحب [illegible]	۲
حاجی یوسف سیٹھ صاحب بنگلور	۳	ڈاکٹر انعام باری صاحب [illegible]	۴	نظیر احمد صاحب [illegible]	۱	علی اکبر صاحب [illegible]	۴
سید محمد فاروق صاحب [illegible]	۲	اختر علی خان صاحب [illegible]	۱	محمد ظفر الدین [illegible]	۲	سید نبی اختر صاحب [illegible]	۱
منشی محمد مرتضیٰ صاحب سیوان	۲	سید شاہ [illegible] صاحب [illegible]	۴	خواجہ قادر [illegible]	۲	رحمان بیگ صاحب [illegible]	۴
عبدالستار صاحب سیرام پور	۲	احمد حسین صاحب [illegible]	۱	ماسٹر نواب الدین [illegible]	۳	عبدالجبار صاحب [illegible]	۲
محمد سلیمان صاحب [illegible]	۲	صوفی حسن محمد صاحب میرٹھ	۱	عبدالمجید صاحب [illegible]	۱	حبیب محمد [illegible] آباد	۲
غلام یاسین صاحب حیدرآباد	۴	محمد یاسین صاحب مشرقی [illegible]	۲	مولوی اشرف خان [illegible]	۱	جناب محمد یوسف صاحب [illegible]	۱

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلۂ گذشتہ)

کتاب الزکوٰۃ

۱۲۷۱ - حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) کچھ لوگوں کو دیا اور میں انہیں لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص کو چھوڑ دیا اسے نہیں دیا حالانکہ وہ شخص ان سب سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا تو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور میں نے آہستہ سے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا خدا کی قسم میں اسے مومن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا (مومن نہ کہو) بلکہ مسلم حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر چپ رہا بعد اس کے پھر جو کچھ میں اس شخص کی نسبت جانتا تھا وہ مجھ پر غالب آیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا خدا کی قسم میں اسے مومن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا (مومن نہ کہو) بلکہ مسلم تین مرتبہ ایسا ہی ہوا پھر آپ نے فرمایا میں کسی شخص کو دیدیتا ہوں حالانکہ اس کے علاوہ کوئی اور شخص مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر اسے نہیں دیتا اس کو صرف) اس خیال سے دیدیتا ہوں کہ کہیں وہ ایمان سے پھر نہ جائے اور اللہ اسے اسکے منہ کے بل اوندھا دوزخ میں ڈال دے راوی صالح بن کیسان اسمٰعیل بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو انہوں نے اپنی حدیث میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سعد پر رکھدیا ان کے شانے اور گردن پر پھر فرمایا کہ اے سعد سامنے آؤ (سنو) میں کسی شخص کو دیدیتا ہوں الخ ابو عبد اللہ کہتا ہے فکبکبوا کے معنے الٹ دیئے گئے فکبّنا (ماخوذ ہے عرب کے اس محاورہ سے) اکب الرجل جبکہ اس کا فعل کسی پر واقع نہ ہو (یعنی فعل متعدی نہ ہو) اور جب فعل واقع ہو جائے (یعنی متعدی ہو) تو کہیں گے کبہ اللہ لوجہہ اللہ نے اسے اسکے منہ کے بل الٹ دیا اور کبتہ انا میں نے اسے منہ کے بل الٹ دیا۔

باب (عشر حاصل کرنے کے لئے پکنے سے پہلے) چھواروں کا اندازہ کر لینا درست ہے

۱۲۷۲ - حضرت ابو حمید ساعدی کہتے ہیں کہ ہم نے غزوہ تبوک میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا ہے پس جبکہ آپ مقام وادی قریٰ میں پہنچے تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک عورت اپنے حدیقہ میں ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اندازہ کرو (اس کے باغ میں کسقدر چھوارے ہیں) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق[1] اندازہ کئے پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ خیال رکھنا اس سے کس قدر (چھوارے) نکلتے ہیں پھر جب ہم مقام تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کو سخت آندھی چلے گی پس کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے ہمراہ اونٹ ہو وہ اسے باندھ دے چنانچہ ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا اور سخت آندھی چلی ایک شخص (اتفاقاً) کھڑا ہو گیا۔ اس کو آندھی نے طے (نامی) پہاڑ پر پھینک دیا اور اسی جنگ میں ملک ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سپید خچر بھیجا اور آپ کے اوڑھنے کے لئے ایک چادر بھیجی اور آپ نے اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھا پھر جب اختتام جنگ کے بعد لوٹے اور وادی قریٰ میں پہنچے تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تمہارے حدیقہ میں کس قدر چھوارے پیدا ہوئے اس نے عرض کیا کہ دس وسق جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ کئے تھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ جلد پہنچنا چاہتا ہوں لہذا تم میں سے جو شخص بعجلت میرے ہمراہ چل سکے وہ چلے پس ابن بکار (راوی) نے اس مقام پر کوئی ایسا لفظ کہا تھا جس کے معنے یہ تھے کہ جب آپکو مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ آگیا پھر جب آپ نے احد کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں کیا میں تم لوگوں کو انصار کے گھروں میں سے اچھے گھروں کی خبر دوں صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا بنی نجار کے گھر پھر بنی عبد الاشہل کے گھر پھر بنی ساعدہ کے گھر (یا یہ فرمایا) بنی حارث بن خزرج کے گھر اور یہ گھر سب زیادہ اچھے ہیں ورنہ یوں تو انصار کے سب گھروں میں اچھائی ہے۔ ابو عبد اللہ کہتا ہے جس باغ میں دیوار ہو وہ حدیقہ ہے اور جس میں دیوار نہ ہو وہ حائط ہے اس کو حدیقہ نہیں کہتے۔

اور سلیمان بن بلال کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو نے بیان کیا کہ (حضرت انصار کے گھروں کی ترتیب یوں بیان فرمائی ہے کہ) بنی حارث بن خزرج کے گھر پھر بنی ساعدہ کے گھر اور سلیمان نے سعد بن سعید سے انہوں نے عمارہ بن غزیہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا احد ایسا پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں۔

باب عشر[2] اس پیداوار میں واجب ہوتا ہے جو مینہ سے اور جاری پانی سے سینچا جائے اور عمر بن عبد العزیز نے شہد میں عشر نہیں سمجھا۔

۱۲۷۳ - حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس چیز کو آسمان (کا پانی) سینچے اور چشمے سینچیں یا خود بخود پیدا ہو اس میں عشر واجب ہوتا ہے اور جو چیز کنوئیں کے پانی سے سینچی جائے اس میں نصف عشر ہے۔

ابو عبد اللہ کہتا ہے کہ یہ پہلی حدیث کی تفسیر ہے کیونکہ پہلی حدیث یعنی حضرت ابن عمر کی حدیث میں کہ جس کو آسمان (کا پانی) سینچے اس میں عشر ہے کچھ یہ تعین نہیں کی کہ اگر آسمان کے پانی سے نہ سینچا جائے تو اس میں کس قدر واجب

[1] وسق نام ایک پیمانہ کا ہے جو ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور ایک صاع انگریزی سیر کے حساب سے تقریباً سوا سیر کا ہوتا ہے ۱۲

[2] عشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں کھیتی اور درختوں کی پیداوار کا دسواں حصہ راہ خدا میں فقیروں کو دینا فرض ہے اسی کو عشر کہتے ہیں ۱۲۔

ہے) اور اس حدیث میں بیان کر دیا ہے اور تعیین کر دی ہے اور نہ یہ دلیل (روایت) لی مقبول ہوتی ہے اور یہ روایت مفسر علاوت مبہم کا فیصلہ کر دیتی ہے جبکہ اس کا قوی الحافظ لوگ روایت کریں بعد ازاں حضرت ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی اور بلال نے کہا کہ آپ نے پڑھی ہے پس بلال کے قول پر عمل کیا گیا اور فضل کا قول چھوڑ دیا گیا۔

باب - پانچ وسق سے کم چھوہاروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۳۷۴ - حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانچ وسق (چھوہاروں) سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ ہے۔

باب - چھوہاروں کی زکوٰۃ چھوہارے توڑنے کے وقت لیا جانا چاہئے اور کیا جائز ہے کہ بچہ چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ صدقہ کے چھوہاروں میں سے لیلے۔

۱۳۷۵ - حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوہارے کٹتے ہی آنے لگتے تھے یہ شخص اپنے چھوہارے لئے آرہا ہے اور وہ اپنے چھوہارے لئے آرہا ہے وقت (صدقہ کے چھوہارے) یہاں تک کہ آپ کے پاس چھوہاروں کے ڈھیر لگ جاتے تھے پس (ایک دن) حسن اور حسین ان چھوہاروں کے ساتھ کھیلنے لگے ان میں سے کسی نے ایک چھوہارا لیکر اپنے منہ میں رکھ لیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور وہ چھوہارا ان کے منہ سے نکال لیا پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ آل محمد صدقہ نہیں کھاتے۔

باب - جو شخص اپنے پھل یا چھوہارے کے درخت یا اپنی زمین یا اپنی کھیتی فروخت کرے اور اس میں عشر واجب ہو چکا ہو یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پھر وہ اس کے علاوہ اور کسی مال سے زکوٰۃ ادا کرے یا اس نے اپنے پھل ایسی حالت میں بیچے کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی (تو کیا یہ جائز ہے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھل کو نہ بیچو جب تک اس کی صلاحیت نہ ظاہر ہو جائے پس آپ نے بعد صلاحیت کے بیچنے کو کسی کے لئے منع نہیں فرمایا اور نہ اس مال کو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اس مال سے علیحدہ کیا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی۔

۱۳۷۶ - حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوہارے کے بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے اور جب آپ سے اس کی صلاحیت کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے یہاں تک کہ اس کی آفت دور ہو جائے۔

۱۳۷۷ - حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے تاوقتیکہ ان کی صلاحیت نہ ظاہر ہو جائے۔

۱۳۷۸ - حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ؔ صلاحیت ظاہر ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ وہ کام میں لانے کے قابل ہو جائیں اور آفتوں سے محفوظ ہو جائیں مثلاً انب کے پھل ہیں کہ جب تک چھوٹے رہتے ہیں کسی کام کے قابل ہوتے اور صدہا آفتیں مثل ابدباد کے ان پر آتی رہتی ہیں پھر جب بڑے ہو جاتے ہیں تو نہ اس قدر آفات کا خوف رہتا ہے اور بیکار بھی ہوتے ہیں ۱۲

نے پھلوں کے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے تاوقتیکہ وہ رنگین نہ ہو جائیں حضرت انس کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہاں تک کہ سرخ ہو جائیں۔

باب - کیا جائز ہے کہ (اپنی صدقہ دی ہوئی چیز مول لیلے اور غیر کا صدقہ دی ہوئی چیز کے مول لینے میں کچھ حرج نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف صدقہ دینے والے کو مول لینے سے منع فرمایا ہے اس کے غیر کو منع نہیں فرمایا۔

۱۳۷۹ - حضرت ابن عمر بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب نے (ایک مرتبہ) ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا تھا پھر اسے (بازار میں) بکتا ہوا پایا تو انہوں نے ... وہ کیا کہ اسے مول لے لیں پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے صدقہ کو نہ پھیرو۔ پس اسی وجہ سے حضرت ابن عمر جب کسی صدقہ میں دی ہوئی چیز کو (اتفاق سے) مول لے لیتے تو اس کو اپنے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ دوبارہ پھر اسے خیرات کر دیتے تھے۔

حضرت عمر کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے خدا کی راہ ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا تو جس شخص کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کی کچھ قدر نہ کی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے مول لیلوں اور میں نے خیال کیا تھا کہ وہ اسے ارزانی کے ساتھ بیچ ڈالیگا پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کی بابت) پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نہ مول لو اور اپنے صدقہ کا واپس کر لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے کی کھانے والا۔

باب - نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے صدقہ دینے کی بابت کیا بیان کیا جاتا ہے۔ (آیا جائز ہے یا نہیں)

۱۳۸۱ - حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی نے صدقہ کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارا لے لیا اور اسے اپنے منہ ڈال لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ تاکہ وہ اسے اگل دیں پھر آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

باب - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا (جائز ہے یا نہیں)

۱۳۸۲ - حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی جو حضرت میمونہ کی کسی لونڈی کو صدقہ میں دی گئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کی کھال سے کیوں نہیں فائدہ اٹھا لیتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مری ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے۔

۱۳۸۳ - حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے چاہا کہ بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے مول لے لیں اور بریرہ کے مالکوں نے اُن کے ولاء کی شرط اپنے لئے کی تو حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بریرہ کو مول لے لو اس لئے کہ ولاء تو اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دن گوشت پیش کیا گیا اور میں نے کہا کہ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

ؔ ولاء اس کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو اس غلام کی میراث درصورت نہ ہونے اور وارثوں کے اس آزاد کرنے والے کو ملتی ہے۔

کتاب الفقہ

(باب النکاح)

(بسلسلہ گزشتہ)

متعلقات منکوحہ رشتہ داروں کا بیان اوپر تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے ان کے علاوہ متعلقات منکوحہ بھی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ عورتیں ہیں جو ابداً حرام ہیں۔ دوئم وہ عورتیں جو ابداً حرام ہیں وہ دو نوع ہیں۔

(۱) اصول منکوحہ۔ یعنی عورت کی ماں، دادی اور نانی منکوحہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ بہر حال منکوحہ کی وجہ سے یہ عورتیں حرام ہیں۔

(۲) فروع منکوحہ۔ یعنی بیٹی پوتی اور نواسی یہ تینوں رشتے اس وقت حرام ہیں جبکہ عورت مدخولہ ہو۔ منکوحہ کی طرف سے دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو نکاح حرام ہیں وہ عورتیں یہ ہیں منکوحہ کی بہن خالہ۔ پھوپی، بھانجی اور بھتیجی جبکہ منکوحہ مرد کے نکاح یا عدت میں ہوں۔

ایک قاعدہ کلیہ اس سلسلہ میں یہ قاعدہ یاد رہنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو نکاح میں جمع کرنا چاہے تو پہلی عورت کے ساتھ اس کا اس طرح مقابلہ کرے کہ ان دونوں میں سے ایک کو مرد فرض کرے اور دوسری کو عورت اب یہ دیکھے کہ ان دونوں کا باہم نکاح جائز ہے یا نہیں؛ اگر جائز ہے تو مرد کو بھی اس سے نکاح بصورت جمع جائز ہے اور اگر جائز نہیں تو اس مرد کو بھی جائز نہیں مثلاً زید کی منکوحہ ہندہ ہے اب زید سلیمہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے جو ہندہ کی خالہ ہے اس صورت میں اگر ہندہ کو مرد تصور کیا جائے تو سلیمہ ہندہ کی خالہ ہوئی اور خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں لہذا ہندہ سے سلمہ کا نکاح جائز نہیں اسی طرح اگر سلیمہ کو مرد تصور کیا جائے تو ہندہ سے اس کا نکاح جائز نہیں اس لئے کہ وہ ہندہ کی بھانجی ہے اور بھانجی سے نکاح جائز نہیں۔

زنا و مساس کے احکام اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا یا مس بالشہوت کرے تو اس کے ساتھ اس کا نکاح درست ہے مگر اس کی بیٹی ماں اور تمام اصول و فروع کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ اصول و فروع کے علاوہ اس سے متعلقہ دوسری عورتوں سے نکاح درست ہوگا۔ مثلاً مزنیہ کی بہن۔ بھانجی اور بھتیجی وغیرہ کے ساتھ نکاح جائز ہوگا۔ عورت کی حالت میں خواہ وہ کسی قسم کی عدت ہو نکاح کرنا جائز نہیں جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس کے ساتھ خود زانی یا غیر زانی نکاح کر سکتا ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہوگا کہ زانی اس سے مباشرت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی وضع حمل تک مباشرت نہیں کر سکتا ہاں جو عورت جائز طور پر نکاح سے حاملہ ہوا اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں تاوقتیکہ وضع حمل نہ ہو لے۔

جس عورت کو تین طلاقیں دیدی گئی ہوں تو طلاق دہندہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اور اگر وہ عورت کسی اور کے ساتھ نکاح کرے اور دوسرا شوہر بھی ہمبستری کے بعد طلاق دیدے اور اس کی عدت گذر جائے تو اب پہلے شوہر کا نکاح درست ہوگا۔ اب ہم بطور خلاصہ ان تمام عورتوں کو لکھے دیتے ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور وہ یہ ہیں:-

(۱) حقیقی ماں۔ نانی اور پرنانی وغیرہ کے ساتھ۔

(۲) حقیقی بیٹیاں، پوتی، پڑپوتی۔ نواسی اور پرنواسی کے ساتھ۔

(۳) حقیقی بہنوں کے ساتھ خواہ وہ اخیافی ہوں یا علاتی۔

(۴) باپ کی حقیقی بہنوں یعنی پھوپھیوں کے ساتھ باپ کی خواہ بہنیں اخیافی ہوں یا علاتی۔

(۵) خالاؤں کے ساتھ۔ ماں کی حقیقی بہنیں خواہ اخیافی ہوں یا علاتی۔

(۶) بھائی کی لڑکیوں یعنی بھتیجیوں کے ساتھ خواہ بھائی حقیقی، علاتی یا اخیافی ہو۔

(۷) بھانجیوں کے ساتھ۔ خواہ بہن اخیافی ہو یا علاتی۔

(۸) مدخولہا بیوی کی بیٹی کے ساتھ۔

(۹) بیوی کی ماں یا نانی اور دادی وغیرہ اصول کے ساتھ۔

(۱۰) سوتیلی ماں کے ساتھ۔

(۱۱) حقیقی بیٹے کی بیوی، پوتے کی بیوی کے ساتھ۔

(۱۲) اپنی انا کے ساتھ خواہ اس نے دودھ کا ایک قطرہ بھی پلایا ہو۔

(۱۳) دودھ شریک بہن بھائی سے۔

ان سب سے نکاح حرام ہے یہ ان اقسام محرمہ کا بیان تھا جن سے نکاح کی حرمت اشتراک نسب یا رضاعت کی وجہ سے ہے۔ ان کے علاوہ چند قسمیں اور بھی ہیں جن سے نکاح کی حرمت کسی خارجی سبب کی وجہ سے ہے ورنہ فی نفسہ ان سے نکاح حرام نہیں وہ اقسام یہ ہیں:-

حرمت نکاح کے خارجی اسباب (۱) جس عورت سے زنا کیا ہو یا اسے نفسانی شہوت سے ہاتھ لگایا ہو اس عورت کی اصول و فروع سب کے ساتھ نکاح حرام ہے نفسانی شہوت کے ساتھ چھونے کے معنے یہ ہیں کہ چھونے سے مرد یا عورت کی شہوت میں ہیجان پیدا ہو گیا ہو۔

(۲) دو بہنوں کو ایک وقت میں نکاح میں رکھنا حرام ہے اس اجتماع حالت کے معنے یہ ہیں کہ مثلاً دونوں بہنیں نکاح میں ہوں یا ایک کو طلاق دیدی اور اس کی عدت گذرنے سے قبل دوسری سے نکاح کر لیا یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

(۳) ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اب اس عورت کی پھوپی خالہ بھتیجی اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے کیونکہ یہ مذکورہ قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے۔

(۴) چار منکوحہ عورتیں ہونے کے باوجود پانچویں سے نکاح کرنا یعنی ایک وقت

ہیں پانچویں عورتوں کو جو زنا حرام ہے ہاں ان چاروں منکوحہ عورتوں میں ایک مر جائے تو پھر پانچویں سے نکاح ہو سکتا ہے جس طرح سے ضمنی حد تور سے چاہے کسی طرح [illegible] ایک [illegible] چار عورتوں [illegible] نکاح نہ رہے۔

[illegible] اگر [illegible] معلوم ہوا [illegible] جاتا [illegible] میں نکاح جائز ہے [illegible] حلال [illegible]

[illegible]

مسلم مرد اور غیر مسلم عورت

نکاح کے باب میں یہ سوال کہ عورت [illegible] روز مختلف اقوام و مذاہب [illegible] کن افراد کے ساتھ ازدواجی [illegible] بہت [illegible] زیر سوال ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] سنجیدہ ہے

اسلام نے اس سوال کو نہایت خوبی [illegible] کیونکہ [illegible] شدہ [illegible] تعلیمات [illegible] براہ راست اس کا اثر [illegible] مسلک کے اختلاف کو [illegible] سختی کے ساتھ ملحوظ [illegible] مسلمانوں [illegible] بنا دیا ہے جس میں بے شمار [illegible] مصالح مضمر ہیں۔

غیر مسلمہ یا کافرہ عورتوں کی تقسیم

غیر مسلمہ یا کافرہ عورتوں کی تقسیم مختلف مسالک کے اعتبار سے عقلاً و نقلاً حسب ذیل ہے۔

کافرہ۔ کافرہ آزاد۔ کافرہ لونڈی۔ کافرہ مشرکہ۔ کافرہ کتابیہ۔ کافرہ حربی۔ کافرہ ذمی۔ غیر مسلمہ اور کافرہ عورتوں کی صرف یہی سات قسمیں ہو سکتی ہیں۔

اس سے پہلے کہ آپ ان عورتوں سے نکاح کے متعلق حکم معلوم کریں پہلے یہ معلوم کر لیجئے کہ مومنہ عورت کا نکاح غیر مسلم مرد سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا خواہ وہ کافر مشرک ہو یا کافر کتابی خواہ کافر حربی ہو یا ذمی الغرض کسی قسم کے کافر کے ساتھ ایک مومنہ کا نکاح قیامت تک نہیں ہو سکتا اب رہا مرد مسلم کا سوال کہ وہ کافرہ عورتوں میں سے کس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور کن عورتوں سے شادی کرنا حرام ہے اس سوال کا جواب حسب ذیل تصریحات سے معلوم کر لیجئے۔

(۱) مسلمان کو مشرکہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "جب تک مشرک عورتیں ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو۔ مشرکہ عورت تم کو کیسی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہو مگر اس سے بہتر مسلمان لونڈی اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں اپنی عورتیں نکاح میں نہ دو۔ مشرک مرد خواہ تم کو بھلا ہی کیوں نہ لگے مگر مسلمان غلام اس سے بہتر ہے یہ مشرک مرد اور عورت تمہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔"

اس آیت کی رو سے مسلمان مرد قیامت تک کسی مشرکہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا الا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

(۲) زانیہ عورت سے بھی مسلمان نکاح نہیں کر سکتا الا یہ کہ وہ خلوص دل سے توبہ کر لے اور ہمیشہ کے لئے بدکاری سے باز آ جائے۔

کتابیہ عورتوں سے عقد کا حکم

مذکورہ بالا قرآنی احکام سے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کے لئے کافرہ مشرکہ اور زانیہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے اب تیسری شق کافرہ کتابیہ عورت کا حکم معلوم کیجئے کافرہ کتابیہ عورتوں سے مراد یہودی و نصرانی عورتیں ہیں ان سے مسلمان نکاح کر سکتے ہیں اہل کتاب کی عورتوں سے قرآن نے گو مسلمانوں کو نکاح کرنے کی اجازت دی ہے مگر اس کے ساتھ ہی شریعت نے اس کے لئے چند شرائط مقرر کر دی ہیں:

(۱) کتابیہ عورت جس سے مسلمان نکاح کرنا چاہتا ہے وہ پاکدامن و باعفت ہو اور بدکار و فاحشہ نہ ہو چنانچہ قرآن پاک میں ایسی کتابیہ عورتوں کے لئے محصنات کا لفظ آیا ہے جس کے متعلق اجلہ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پاکدامن کتابیہ عورتیں ہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا لونڈی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ کتابیہ کا مہر ادا کیا جائے لہذا بغیر مہر کسی مسلمان کا نکاح کتابیہ عورت سے نہیں ہو سکتا۔

(۳) اس کتابیہ عورت کے والدین اسلام سے مرتد نہ ہوئے ہوں۔ مرتد کا حکم اسلام میں علیحدہ ہے۔

(۴) چوتھی شرط یہ بھی یاد رہے کہ فقہاء کے نزدیک ان کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز ہے جو ذمی یعنی جو مسلمانوں کی رعیت ہوں اور حربی نہ ہوں۔

ان شرائط کے تحت مسلمان کتابیہ عورتوں کے ساتھ شادی کر سکتے ہیں حضرت ابن عمر اور بعض بزرگان سلف کے نزدیک چونکہ اہل کتاب کا شمار مشرکین میں ہے اس لئے ان کے نزدیک کتابیہ عورت سے نکاح حرام ہے لیکن باوجود اس کے عہد نبوت میں صحابہ کتابیہ عورتوں سے نکاح کیا کرتے تھے۔ بعض فقہاء نے حضرت ابن عمر کے مسلک کی تائید کرتے ہوئے کتابیہ عورتوں سے نکاح نہ کرنے کی ہدایت کی ہے اور یہ بات بھی یہی صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اگر مسلمانوں کو کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی جائے تو گویا اس کے معنے یہ ہوں گے کہ مسلمانوں کے تمدن کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں اور ان کا معاشرتی نظام تباہ ہو جائے پس اس گروہ کے والا اور حالات کے پیش نظر کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنا اگرچہ حرام تو نہیں لیکن ممنوع ہونے میں کلام نہیں۔

لیکن موجودہ یہود و نصاریٰ کی عورتوں کو اس حکم پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان کا حکم علیحدہ ہے کیونکہ علماء کے نزدیک یہ سوال زیر بحث ہے کہ موجودہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب میں شمار کئے جانے کے قابل ہیں یا اس زمرہ سے خارج ہیں ذی بصیرت محقق علماء کا فتویٰ ہے کہ اس زمانہ کے یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل کتاب میں شمار نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قرآن کریم کے فوائد میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"یہ یاد رہے کہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عموماً برائے نام نصاریٰ ہیں ان میں بکثرت وہ ہیں جو کسی آسمانی کتاب کے قائل ہیں نہ کسی مذہب کے ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا لہذا ان کے ذبیحہ اور نساء کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا۔" اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ موجودہ یہود و نصاریٰ کا اطلاق اہل کتاب پر نہیں ہو سکتا اور جب اطلاق ہی نہیں ہو سکتا تو ان کی عورتوں سے نکاح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

تذکرۃ الانبیا

حضرت ہارون علیہ السلام

حسب ونسب و ولادت

حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پرشکوہ اور صاحب شریعت پیغمبر کے بھائی اور شریک نبوت تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین برس بڑے تھے منف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد کا نام عمران تھا جو اس امر کے باوجود کہ مصر کی سرزمین بنی اسرائیل پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا تھا اور ان پر مظالم و شدائد کا ایک لا انتہا ہی سلسلہ جاری تھا دربار فرعون میں ایک معزز عہدے پر مامور تھے اور فرعون کو ان پر بڑا اعتبار تھا حتیٰ کہ آپ کی بیوی یوخاند اور بیٹیاں بلا تکلف محلات شاہی میں جاتیں اور شہزادیوں سے ملتی اور ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھتی تھیں یہ سب ان کی خداداد ذہانت و لیاقت اور دانائی و فراست کا کرشمہ تھا کہ عمران نے دربار کے اندر اتنی نازک صورت حالات اور زمانہ کی پرآشوبی کے باوجود دربار میں اتنا رسوخ پیدا کر رکھا تھا اور واقعی یہ فرعون کے لائق و منتظم اور مخصوص ہوا اور کہنہ عہدیداروں میں تھے۔

ان کا سلسلہ نسب حضرت یعقوب تک پہنچتا تھا عمران بن قاہت بن لاوے بن یعقوب۔ لاوے لیّا کے بطن سے تھے جولابان کی بیٹی اور حضرت یوسف کی سوتیلی والدہ اور خالہ بھی تھیں اور حران ہی میں پیدا ہوئی تھیں گویا عمران حضرت یعقوب کے پوتے تھے اور درمیان میں صرف دو نسلوں کا فرق تھا انہی عمران کے یہاں اس وقت جب ان کی عمر تہتر برس کی ہوئی تو منف میں پیدا ہوئے۔

فرعون نے بعد کو قبطیوں کے اس شور و غوغا پر کہ اگر بنی اسرائیل کی نسل کا طلسماتی تباہ ہو گئی تو پھر تمام چھوٹے پست و ذلیل کام ہمیں کو کرنے پڑیں گے حالانکہ ہم اب اس کے خوگر نہیں رہے۔ یہ حکم صادر کر دیا تھا کہ اچھا بنی اسرائیل کے ایک سال کے بچے زندہ رکھے جائیں اور دوسرے سال کے قتل کئے جائیں۔ آپ اس سال میں پیدا ہوئے تھے جس سال کے بچے زندہ رہنے والے تھے اس لئے آپ آزادی کے ساتھ پرورش پاتے رہے۔

نبوت و تبلیغ

درمیانی مدت میں حضرت موسیٰ کی ولادت محل میں پرورش شاہانہ تربیت واقعات و عقد و شادی قبطی کے قتل گزنسلدی کے ہاں مصر سے فرار صفوریا دختر حضرت شعیب علیہ السلام سے نکاح کوہ طور پر آگ کی تلاش اور عطائے نبوت کے واقعات ایک عرصہ دراز تک پیش آتے رہے لیکن جب حضرت موسیٰ کو خلعت نبوت عطا ہوا معجزے ملے اور حکم ہوا کہ مصر پہنچ کر فرعون کو ہدایت کرو تو چونکہ ان کی زبان میں کچھ لکنت تھی صاف نہیں بول سکتے تھے اسلئے انہوں نے جناب باری میں استدعا کی کہ میرے بھائی کو بھی شریک نبوت کیا جائے کہ وہ بہت بلاغت و فصاحت کے سرمایہ دار ہیں مجھے تہمت بھی ہو گی کہ میں مصر سے ایک قبطی کو قتل کر کے فرار ہوا ہوں رب انی اقتلت نفسا فاخاف ان یقتلون

اللہ نے یہ دعا منظور کر لی اور حضرت ہارون کو بھی نبوت عطا ہوئی اور بشارت ملی انتما ومن اتبعکما الغالبون تم دونوں اور تمہارے اتباع کرنے والے فرعون پر غالب ہوں گے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر پہنچنے سے پیشتر نبوت عطا ہوتے ہی حضرت ہارون علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ موسیٰ مصر آ رہے ہیں تم ان کے ساتھ دربار فرعون میں پہنچ کر ہدایت کرو چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام شہر منف کے باہر ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور حضرت موسیٰ کے فرمانے پر آپ کے ہمراہ بجلے چلے ہی بذریعہ وحی اطلاع مل چکی ہے چلو میں دربار فرعون میں چلنے کے لئے تیار ہوں ہارون علیہ السلام کو جس وقت تاج خلافت عطا ہوا ہے آپ کی عمر ۸۳ برس کی تھی سب سے پہلے ان دونوں بھائیوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت کا اظہار کیا وہ تو ایک مصیبت عظیمہ میں مبتلا تھے ہی فی الفور ایمان لے آئے۔

فرعونی دربار میں بحث و دعوت

مورخین تو یہ لکھتے ہیں کہ دو برس تک آپ کو دربار میں جانے ہی کا موقعہ نہ ملا باہر ٹھہر کر چلے آئے تھے اور شہر میں بنی اسرائیل کی تبلیغ میں مصروف رہتے تھے فرعون کے دربار میں ایک شاہی مسخرہ بھی رہتا تھا وہ ان دونوں بھائیوں کو ٹھٹھا کرتا تھا۔ ایک روز فرعون نے اس کے سامنے اپنی کبریائی و خدائی کا جو ذکر کیا تو بولا جہاں پناہ! بہت دنوں سے خدائی کر رہے ہیں مگر اب دو شخص شہر میں آئے ہیں جو اپنے آپ کو آسمانی خدا کا رسول بتاتے ہیں اور آپ کے محل کے دروازہ ہی پر مصروف تبلیغ رہتے ہیں فرعون نے برافروختہ ہو کر اسی وقت طلبی کا حکم دیا آپ نے سامنے جاتے ہی کہا کہ انا رسول رب العلمین ان ارسل معنا بنی اسرائیل ہم رب العالمین کے رسول ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے زبان کی لکنت کے سبب پہچان لئے گئے اس کے بعد بہت سے واقعات پیش آئے اور مباحثے ہوئے معجزے دکھائے گئے ساحران سے مقابلے ہوئے سب عاجز ہو کر تیس ہزار کی تعداد میں ایمان لائے اور دار پر چڑھے حضرت آسیہ بھی ایمان لائیں اور اسی جرم میں عذاب الیم سے شہید کی گئیں بہرحال بنی اسرائیل کو لیکر نکلے۔

فرعون اور اس کی فوج تعاقب کناں نیل میں غرق ہو گئی اور اس کے بعد ایک دستہ فوج بھیجکر مصر پر قبضہ کر لیا گیا۔ سب واقعات حضرت موسیٰ کے ذکر سے متعلق ہیں دامن کوہ طور میں پہنچکر سب نے بڑی خوشی منائی جس کی انتہا یہ تھی کہ آپ کی ہمشیرہ دف لئے ہوئے خواتین بنی اسرائیل کے ساتھ حمد گا رہی تھیں وحی کے مطابق بنی اسرائیل دامن کوہ طور میں جمع ہوئے ابر محیط اٹھا جس میں وہ یہاں تڑپ رہے تھے ہیں خوف سے آگے نہ بڑھ سکے بعد

ارنان کوہ طور پر ایک روز ہوا چھا گیا اس کے وسط میں عین اسی وقت ایک عمود نور نظر آیا ایک زلزلہ ہوا پہاڑ کانپنے لگا۔ رعشہ کی کیفیت طاری ہوگئی حکم ہوا دکھا دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل آگے نہ بڑھیں نہایت خوف سے نہ بڑھ سکے۔ حضرت ہارون علیہ السلام آگے بڑھیں اس کے بعد اللہ تعالے نے ان پر اپنا احکام نازل فرمائے۔

گئو سالہ پرستی اور حضرت موسیٰ کا آپ پر غصہ

حضرت موسیٰ کتاب لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں اپنا قائم مقام مقرر کر گئے اور ان کی غیبت میں آپ تنہا بنی اسرائیل کو شریعت کی تعلیم دیتے اور منہیات سے روکتے رہے آپ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم اپنا کیا کرو ہمکو وہ زیور نہ استعمال کرو پھر آپ نے اپنے ان تمام زیورات کو لے کر جو لوگ قبطیوں سے مستعار لئے گئے تھے اور اب ان کے حرام ہونے کا وحی نازل ہوگئی تھی ایک شخص سامری نام اپنے چند رفقاء کے ساتھ گڑھے پر آیا کوئی چیز پڑھ کر ڈالدی جسکے پڑتے ہی اس نے گئو سالہ کی صورت اختیار کرلی بنی اسرائیل کی نافرمانی کا یہ کتنا انسان مظاہرہ ہے کہ ابھی ایک مصیبت سے اللہ نے نجات دی ہے اور چند روز نہیں گزرنے پائے کہ شرک کرنے اور اس گئو سالہ کو پوجنے لگتے ہیں گو حضرت ہارون بڑے بھائی تھے مگر حضرت موسیٰ کا بہت خیال کرتے تھے۔ آپ نے بعض اس وجہ سے گئو سالہ کے ان پرستاروں سے کچھ نہ کہا کہ ان ہی سے ان کے لئے بلا کے فراق نہیں جب موسیٰ آجائیں گے تو خود ٹھیک ہوجائینگے ورنہ وہ یہ نہیں سمجھ کر تم نے میرے پیچھے میری قوم میں افتراق پیدا کردیا۔ موسیٰ جو مناجات کے بعد کوہ طور سے واپس آئے تو اطلاع تو کوہ طور ہی پر مل چکی تھی بہت ناراض ہوئے چونکہ جلال و غصہ زیادہ تھا فوراً غیظ میں بھائی کی ڈاڑھی پکڑ لی کہ آپ نے انہیں کیوں نہ روکا آپ نے فرمایا بھائی! آپ میری ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچیں میں نے تو صرف اسی خوف سے کچھ نہ کہا اور خاموش رہا کہ آپ آکر یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل کو مجھ سے جدا کردیا اور میرے آنے اور حکم دینے کا انتظار نہ کیا۔ موسیٰ نے اسی وقت اس گئو سالہ میں آگ لگا کر اسے دریا میں پھنکوادیا۔ پہلی اس گئو سالہ پرستی کے جرم میں بنی اسرائیل کے ستر ہزار آدمی اللہ تعالیٰ نے قتل کردئیے جب ستر منتخب آدمی پھر توبہ کرنے کے لئے حضرت موسیٰ کے ساتھ

سرگرمی عمل و فضائل اخلاق

کوہ طور پر گئے تو پھر ان کی رگ نافرمانی پھڑکی اور کہنے لگے کہ ہم تو اس وقت تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب اللہ کا کلام خود سنیں اس کے بعد کہنے لگے کہ ہم تو اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں یہ سب بنی اسرائیل کے افضل ترین انسان تھے اللہ تعالے ان کی جسارت و نافرمانی سے ناراض ہوا اور ایک بجلی نے تڑپ کر ان سب کا خاتمہ کردیا۔

حضرت ہارون بہت سرگرم پیغمبر تھے بنی اسرائیل کو ہر موقعہ پر ہدایت کرتے اور سمجھاتے رہے اور اس کے بعد کنعانیوں اور عمالقہ سے جتنی جنگیں ہوئیں جتنے واقعات پیش آئے اور جتنے مراحل گزرتے رہے سب میں آپ نے مستعدانہ فرض ادا کیا واقعی آپ حضرت موسیٰ کے قوت بازو اور دست راست ثابت ہوئے اور ہر موقعہ پر بہتر سے بہتر کام کیا۔ اس کے بعد ۱۲۳ برس کی عمر میں ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

ہارون علیہ السلام بہت نرم دل خلیق اور مہربان و شفیق بزرگ تھے۔ حضرت موسیٰ سے تو بنی اسرائیل ڈرتے تھے اور ان کی روا یتی نافرمانیوں کے باوجود ان سے سب کچھ کرا لیتے تھے۔ مگر آپ سے بڑی محبت تھی جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل سے بڑی محبت کرتے تھے بڑی ملاطفت کے ساتھ پیش آتے تھے نرم دل تھے ان سے کبھی ناراض نہ ہوتے تھے بڑی نرمی و لینت سے بات کرتے تھے۔

انتقال کا عالمگیر ماتم

یہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل کو آپ کے انتقال کا بیحد رنج ہوا مرد تو مرد عورتیں اور بچے تک روتے اور ان کی محبت یاد کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے جانشین ہوئے۔

بہت سے بنی اسرائیل تو جوش محبت میں عقل و خرد سے بھی بیگانہ ہوگئے اختیار کرگئے اپنے ایمانوں کو بھی خطرہ میں ڈال لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو قتل کردیا ہے اور اس قتل کی وجہ ان کا رشک ہے جب یہ خیال رفتہ رفتہ تمام بنی اسرائیل میں پھیل گیا اور تہمت افواہ کی صورت اختیار کرکے سب کے نزدیک حقیقت بنکر سامنے آنے لگی تو آپ کو بہت رنج ہوا بہت غمگین ہوئے آپ نے اللہ سے دعا کی کہ تو حقیقت دنیا پر روشن کردے اور جو گزرا ہے سب کو دکھادے اللہ تعالے نے آپ کی یہ دعا قبول کرلی اور وحی نازل ہوئی کہ تم ہراساں نہ ہو ہم تم سے اس تہمت کو دور کردیں گے۔

چونکہ تہمت قرین قیاس تھی بنی اسرائیل میں حضرت ہارون بہت ہر دلعزیز تھے اور اس کی نوعیت بھی بہت شدید تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا رنج و ملال بہت زیادہ تھا۔ جب وحی نازل ہوگئی تو آپ کو تسکین ہوئی کچھ ہی دیر بعد حضرت ہارون علیہ السلام کا تابوت فضا میں دکھائی دیا آپ اپنی اصلی ہیئت میں نظر آئے اور اسکا وہی ہولی قوت سے آپ نے اعلان کیا کہ:-

"مجھے موسیٰ نے ہرگز قتل نہیں کیا بلکہ میں قدرتی و طبعی موت مرا ہوں"

تابوت "بین السماء و الارض" فضا میں صاف معلق نظر آرہا تھا آپ کی صورت بھی نمایاں تھی اور لب و لہجہ بھی وہی تھا جس کی وجہ سے کسی کو اشتباہ کی گنجائش بھی نہ رہی تھی۔ بنی اسرائیل نے صورت اور آواز دونوں سے صاف شناخت کرلیا۔ (ابن اثیر)

آپ توراۃ کے حافظ تھے اور نہایت ترتیل سے پڑھتے تھے اور آپکو توراۃ نہایت عمدہ یاد تھی۔ انبیائے بنی اسرائیل میں آپ کا توراۃ پڑھنا مشہور رہا ہے۔ آپ عاشق ربانی تھے۔ عشق الٰہی میں کامل تھے رات کے سناٹے میں آپ خدا کی عبادت و نماز نہایت ہی سوز و گداز سے کیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو عبادت الٰہی سے بہت شغف تھا۔ آپ ایسے نرم طبیعت اور رحمدل اور اپنی قوم سے محبت کرنے والے تھے کہ آپ کی یاد مدت تک بنی اسرائیل کے دلوں کو دکھاتی رہی۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ

ذات نبوی سے جاں نثارانہ عقیدت

حضرت مغیرہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی ۔ ۵ھ میں مشرف باسلام ہوئے اور اسی وقت ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ قیام کیا ۔ صلح حدیبیہ میں آپ ساتھ تھے ۔ قریش کی طرف سے گفتگو کے لئے عروہ بن مسعود تھا ۔ عرب کے عام قاعدہ کے مطابق دوران گفتگو میں وہ بار بار حضور نبی کریم کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا فرزندان توحید کے نزدیک یہ انتہائی بے ادبی و گستاخی تھی وہ اس طرز تخاطب کے عادی نہ تھے آپ اپنے جسم پر ہتھیار سجائے حضور کی پشت کی جانب کھڑے تھے اور عروہ پر برابر غصہ بڑھتا چلا جاتا تھا جب وہ حضور کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا آپ اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر لیجاتے تھے ۔ جب ضبط نہ ہو سکا تو ڈانٹ کر کہا خبردار ہاتھ قابو میں رکھو ۔

عروہ نے آپ کو غور سے دیکھا اور پہچان کر کہا تو مغیرہ ہے او دغا باز کیا میں تیری دغابازی کے معاملہ میں تیری طرف سے کوشش نہ کی تھی رسول کریم نے آپ کو روک دیا ۔

حصول سعادت کی سعی

متعدد غزوات میں شرکت کی ایک مرتبہ حضور نبی کریم نے آپ کو ابو سفیان کو ایک سریہ میں تخالف بھیجا تھا جس میں آپ بڑے تدبر و جرأت کے ساتھ لڑے اور دشمنوں کو سخت شکست دی ۔ جب آفتاب رسالت غروب ہوا تو آپ مدینہ منورہ ہی میں موجود تھے تجہیز و تکفین کے بعد جب لوگ قبر انور سے نکلے تو آپ نے دیدہ دانستہ اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرا دی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نکال لو ۔

اجازت پاتے ہی آپ قبر مبارک میں اترے قدم مبارک کو ہاتھ سے مس کیا اور کہا کہ آپ مٹی ڈالئے ۔ جب تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالی جا چکی تو نکلے انگوٹھی گرانے سے مقصد یہ تھا کہ یہ شرف باقی رہ جائے کہ ذات نبوی سے سب سے آخر میں جدا ہونے والے آپ ہی تھے چنانچہ آپ کو زندگی بھر اس پر شرف رہا ۔

دربار ایران کی سفارت

شیخین کرام کے عہد میں آپ نے بڑی نمایاں خدمات انجام دیں اکثر معرکوں میں مردانہ وار شریک ہوئے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہل حیرہ کی طرف بھیجا ۔ اس کے بعد پھر یمامہ کے مرتدین کی سرکوبی میں پیش پیش رہے حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد میں آپ کو محاذ عراق پر متعین کر دیا اور فتوحات کثیر کیں ۔ تسخیر بویب کے بعد جب مسلمان قادسیہ کی طرف بڑھے تو ایرانی سپہ سالار رستم کی طرف سے مصالحت کی تحریک شروع ہوئی متعدد سفراء بھیجے گئے مگر کوئی صورت مفاہمت پیدا نہ ہوئی آخر میں اس خدمت کے لئے حضرت مغیرہ کا انتخاب عمل میں آیا ۔ ایرانی سمجھتے تھے کہ مسلمان ایک بے آب و گیاہ ملک کے رہنے والے ہیں غریب ہیں اگر ان کے سامنے شکوہ سلطنت اور دولت و خوشحالی کا مظاہرہ کیا جائیگا تو ان پر رعب پڑ جائیگا ۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے بڑے شکوہ و شان کے ساتھ دربار آراستہ کیا ۔

اس شان سے کہ تمام افسران فوج دیبا و حریر کے بیش قیمت ملبوسات زیب تن کئے ہوئے تھے اور خود سپہ سالار ایران رستم زرنگار تاج سر پر رکھے تخت پر متمکن تھا پورے دربار میں کارچوبی فرش بچھا ہوا تھا حضرت مغیرہ نے آنکھ اٹھا کر بھی اس تزک و احتشام اور زیب و آرائش کو نہ دیکھا بلا جھجک بڑھے چلے گئے اور رستم کے تخت پر جا کر بیٹھ گئے ۔ ظاہر ہے کہ حضرت مغیرہ کا اس انداز لاابالیانہ کے ساتھ دربار میں جانا اور بلا اجازت خود بخود رستم کے پہلو بہ پہلو بیٹھ جانا معمولی بات نہ تھی درباریوں کو بہت گراں گذرا ہے اور انہوں نے ہاتھ پکڑ کر نیچے بٹھا دیا ۔

رستم کو دلیرانہ جواب

حضرت مغیرہ نے فرمایا کہ ہم عرب میں ہمارے یہاں یہ دستور نہیں ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور دوسرے لوگ اس کی پرستش کریں ہم سب کے سب باہم بھائی بھائی ہیں ۔ برابر ہیں ۔ ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں ہم خود نہیں آئے تمہارے بلائے ہوئے آئے ہیں پھر ہمارے ساتھ تمہارا یہ سلوک کہاں تک روا ہے اگر تمہاری ذہنیت کا یہی عالم رہا تو تم بہت جلد دنیا سے نیست و نابود ہو جاؤ گے ۔ ایرانیوں ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ۔ اس وقت پوری دنیا میں مساوات کا کہیں نام نہ تھا وہ حضرت مغیرہ کے یہ خیالات سن کر انگشت بدنداں رہ گئے رستم کو بھی ندامت ہوئی اور بولا آپ کچھ خیال نہ فرمائیے ۔ ملازموں کی غلطی تھی اس کے بعد اس نے آپ کی ترکش سے ایک تیر نکال کر مذاقاً کہا کہ ان تکلوں سے کیا ہوگا ۔ آپ نے فرمایا کہ ۔ چنگاری کتنی ہی چھوٹی ہو پھر آگ ہے ۔ رستم نے پھر تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تمہاری یہ تلوار تو بوسیدہ ہے ۔ فرمایا لیکن دھار تیز ہے ۔ اس کے بعد رستم نے اپنی قوم کی عظمت و جبروت اور عربوں کی حقارت و کم مائیگی کا تذکرہ کر کے کہا کہ گو تمہاری جیسی ناچیز قوم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تاہم اگر تم پلٹ جاؤ تو ہم تمہیں اور تمہارے سرداروں میں سے ہر ایک کو اس کے رتبہ کے مطابق انعام دیں گے ۔

سپہ سالار ایران کو مغیرہ کا جواب

یہ سنکر حضرت مغیرہ کو جوش آ گیا اور جواب میں ایک نہایت پر جوش اور مدلل تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم بہت ناچیز تھے اور سخت گمراہی و ضلالت میں گرفتار تھے اور جیسا کہ تم کہتے ہو واقعی ہم ایسے ہی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم کیا اور

ہم میں سے جاہلیت کی جانب واپس جانے کے لئے آپ نے ہم میں مبعوث فرمایا اور ہمیں زیر قیادت ہم وہ نہیں رہے اور بالکل بدل گئے اب ہم تم سے صاف صاف کہتا ہوں کہ اگر تمہیں حق سے [illegible] تو پھر ہمارے تمہارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی، یہ سن کر جواب شکر آمیز تکبر سے ناک بھوں چڑھا کر کہا آفتاب کی قسم کیا کہتا ہوں کہ کل سے پیشتر تمہاری فوج کو تباہ کر کے رکھ دوں گا۔ اس کے بعد حضرت مغیرہ واپس چلے آئے جنگ ہوئی جس میں رستم مارا گیا اور ایرانیوں کی عظیم الشان فوج ویرانہ ہو گئی۔

ایرانی تیاریاں

[illegible] سنہ ۲۱ھ میں ایرانیوں نے پھر ری، قومس اور اصفہان کے لوگوں نے شہنشاہ یزدجرد سے مکاتبت کر کے فرمان کی بنا پر خلافت کے خلاف ساٹھ ہزار فوج فراہم کر لی اور مردان شاہ بڑے شان و شوکت کے ساتھ اس فوج کو ایرانی تیاریوں کے ساتھ لئے ہوئے دریائے روشن کی طرح بہتا ہوا آگے بڑھا، اس فوج کو روکنا ناممکن سا معلوم ہو رہا تھا۔

مسلمانوں کو جب اس ایرانی سیلاب کے اس طرف بڑھنے کی اطلاع ملی تو حضرت عمار بن یاسر نے فوراً دربار خلافت کو صورت حالات سے مطلع کیا۔ مدینہ منورہ میں تشویش پھیل گئی، حضرت فاروق اعظمؓ نے خود میدان جنگ میں مقابلہ کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا لیکن صحابہ کرامؓ کے مشورہ اور خلافت کے انتظامات کے اندیشہ سے یہ ارادہ فسخ کر دیا لیکن صورت حالات نازک مرحلے پر تھی معمولی تاخیر میں سخت اندیشہ تھا اس لئے امداد کے لئے بصرہ کے نام فرامین جاری ہوئے اور اپنی اولین فرصت میں تمام عساکر لشکر نہاوند پہنچ جائیں جو ان کی چھاؤنیوں میں اس وقت موجود ہوں۔ نعمان بن مقرن کو سپہ سالار مقرر کر کے ہدایت کر دی کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو حذیفہ بن یمان تمہاری جگہ لیں۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو جریر بن عبد اللہ سالاری کریں ان کی شہادت پر مغیرہ علم قیادت اپنے ہاتھ میں لیں۔

نہاوند میں سفیرانہ و مجاہدانہ خدمات

ایرانیوں کے ہاں ذرائع و وسائل کی کمی نہ تھی وہ عربوں کی کوئی حقیقت نہ سمجھتے تھے اور واقعی دونوں کی قوتوں میں کوئی مناسبت ہی نہ تھی لیکن ایرانی اپنی فراوانی وسائل کے باوجود پیہم شکستیں کھا چکے تھے مجاہدین اسلام کی تلوار کے جوہر دیکھ چکے تھے اس لئے اب ان پر رعب بھی طاری ہو چکا تھا اور چاہتے تھے کہ کسی طرح جنگ کی نوبت نہ آئے اس لئے انھوں نے دوبارہ مصالحت کے لئے گفتگو کا ارادہ ظاہر کیا اور اپنی حسن کارکردگی کی وجہ سے دوبارہ فرائض سفارت انجام دینے کے لئے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ ہی منتخب ہوئے۔

اس مرتبہ جو مغیرہ دربار ایران میں تشریف لے گئے تو پہلے سے بھی زیادہ زینت و احتشام نظر آیا دیکھا کہ سپہ سالار ایران مردان شاہ بڑے کر و فر کے ساتھ تاج زرنگار زیب سر کئے طلائی تخت پر بیٹھا ہے۔ چپ و راست درباری ایسی بیش قیمت اور چمکدار تلواریں لگائے کھڑے ہیں جن پر نظر نہیں ٹھیرتی، مغیرہ نے حسب سابق اس مرتبہ بھی اس شکوہ و جبروت کی کوئی پرواہ نہیں کی آئے اور کسی طرف توجہ ملتفت کئے بغیر اندر گھستے چلے گئے درباریوں نے پھر ناگواری کا اظہار کیا اور بیچ آپ کو روکنا چاہا مگر آپ نے پھر یہی کہا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں میرے ساتھ نامناسب برتاؤ روا نہیں۔ مردان شاہ نے بڑے مغرورانہ انداز میں کہا کہ:-

"تم عرب بڑے ہی بھوکے ہو جن سے زیادہ بدبخت، فاقہ کش اور نجس قوم کوئی دنیا میں نہیں ہے۔ میری سپاہ آج سے بہت پیشتر تمہارا فیصلہ کر چکی ہوتی لیکن میں اس لئے تیروں کو تمہارے ناپاک خون سے ملوث کرنا نہیں چاہتا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر اب بھی تم واپس چلے جاؤ تو میں تمہیں معاف کرنے کو تیار ہوں ورنہ تمہاری سب کی لاشیں کل اسی میدان میں خاک و خون میں تڑپتی نظر آئیں گی۔"

حضرت مغیرہؓ اس نخوت آلود اور تہدید آمیز تقریر سے ذرہ برابر بھی متاثر و مرعوب نہیں ہوئے فرمایا:-

"وہ واقعی ہماری حالت ایسی ہی تھی مگر ہمارے نبی نے ہماری کایا پلٹ دی اب تو ہر طرف سے ہمارے لئے میدان صاف ہے اب کچھ بھی ہو ہم تمہارا تاج و ملک چھیننے اور تمہارے تخت و حکومت پر قبضہ کے بغیر یہاں سے ایک قدم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔"

سفارت ناکام رہی۔ نہاوند کے میدان میں عربی و ایرانی لشکر آراستہ ہوئے حضرت مغیرہؓ میسرہ کے افسر مقرر ہوئے اور ایرانیوں کو سخت شکست دی۔

بصرہ اور کوفہ کی گورنری

اس کے بعد بصرہ کی مہم آپ کے سپرد ہوئی اور اسے کامیاب انجام کو پہنچایا۔

بصرہ جو آباد ہوا تو اس نے ایک مرکزی حیثیت اختیار کر لی آپ اس کے پہلے گورنر مقرر ہوئے اور بڑی لیاقت کے ساتھ گورنری کی، آپ نے یہاں ایک عظیم الشان دفتر کھولا جہاں سے سپاہیوں کو تنخواہیں اور وظیفہ پانے والوں کو وظیفے اور روزینے ملتے تھے یہ اپنی نوعیت کا سب سے پہلا دفتر تھا کچھ دنوں بعد ایک نہایت گندہ الزام میں ماخوذ ہوئے جو تحقیق پر غلط ثابت ہو کر حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے باعث مسرت بن گیا۔ لیکن پھر آپ مصالح سیاسی کی بنا پر بصرہ سے تبدیل کر کے حضرت عمارؓ کی جگہ کوفہ کے گورنر مقرر کر دیئے گئے۔

حضرت حیدر کرار کو مشورہ

آپ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ تک کوفہ کے گورنر رہے اور جدید عثمانی انتظامات کے سلسلہ میں معزول ہوئے۔ ابتدا میں آپ حضرت حیدر کرار کے سرگرم مؤید و حامی تھے اور انھیں یہ مخلصانہ مشورہ بھی دیا تھا کہ اگر آپ خلافت کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں تو حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو کوفہ کا اور بصرہ کا گورنر بنا دیجئے اور امیر معاویہ کو ان کے عہدہ پر بدستور قائم رہنے دیجئے جب آپ کا پورا تسلط قائم ہو جائے تو پھر جو مناسب خیال میں آئے وہی کیجئے گا۔" فرمایا "طلحہؓ و زبیرؓ کے متعلق تو غور کروں گا رہے معاویہ تو وہ جب تک اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں گے انہیں کسی خطہ کا بھی والی نہ بناؤں گا۔" حضرت مغیرہ بہت دور اندیش مدبر تھے آپ نے اس جواب کی روشنی میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی صورت دیکھ

لی اور جناب حیدر کرار کی طرف سے مایوس ہو گئے جس سے امیر معاویہؓ نے پورا فائدہ اٹھایا اور انہیں ملا کر بیعت لے لی۔

حضرت علیؓ کی مخالفت

بیعت ہوتے ہی مغیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مخالفت شروع کر دی جا بجا آپ کے خلاف تقریریں کرتے اور لوگوں کو آپ کی مخالفت پر ابھارتے رہے۔ مغیرہ کوئی معمولی عقل و دماغ کے انسان نہ تھے۔ فہم و تدبر میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے صاحب اثر بھی تھے اس لئے آپ کے ساتھ ہونے سے امیر معاویہ کو بڑی گرانقدر امداد ملی بڑی بڑی گتھیاں آپ نے اپنے ناخن تدبیر سے حل کر دیں اور فضا صاف ہو گئی۔

امیر معاویہؓ کے دعویٰ خلافت کے سلسلہ میں یہ حقیقت ہے کہ بعض مواقع اتنے اور ایسے نازک پیدا ہو گئے تھے اگر اس وقت مغیرہ کا تدبر مصروف کار فرمائی نہ ہوتا تو امیر معاویہ شدید دشواریوں میں مبتلا ہو جاتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت و دلیری کے سامنے ان کی ایک نہ چلتی۔

زیاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے فارس کا گورنر تھا امیر معاویہ کا شدید ترین دشمن تھا۔ معمولی عہدیدار کی مخالفت و دشمنی کو تو امیر معاویہ خاطر میں لانے والے نہ تھے لیکن ایک تو فارس جیسے وسیع اور اہم صوبہ کی گورنری اور پھر گورنر بھی وہ جس کا شمار دہاۃ عرب میں تھا۔ امیر معاویہ اس پر ہرگز قابو نہ پا سکتے تھے۔ حضرت حسنؓ کی دست برداری کے بعد گو امیر معاویہ پوری دنیائے اسلام کے خلیفہ مقرر ہو گئے تھے۔ لیکن زیاد نے اس وقت بھی ان کے سامنے سر اطاعت خم نہ کیا تھا۔ امیر معاویہؓ نے ہر ممکن تدبیر کی۔ مشہور جفاکار بسر بن ارطاۃ کو زیاد کے مطیع کرنے پر مامور کیا۔ لیکن اس کی سختیاں بھی بے اثر رہیں لیکن یہ مغیرہ ہی کا تدبر تھا جس نے اسے مطیع کر کے خطرہ عظیم سے بچا لیا۔

حسن خدمات کا صلہ

یہ خدمات ایسی نہ تھیں کہ امیر معاویہ ان کی قدر نہ کرتے اور مغیرہ کو حسن خدمات کا صلہ نہ ملتا۔

۴۱ھ میں کوفہ کے گورنر بنا دیئے گئے جسے آپ نے بڑی قابلیت کے ساتھ انجام دیا۔ ۴۲ھ میں خارجیوں نے جو بغاوت کی وہ اپنی نوعیت میں بڑی سخت بغاوت تھی مگر آپ نے تدبیر و شجاعت دونوں سے کام لیا اور بڑی سرعت و لیاقت سے اس فتنہ کا سر کچل دیا۔ جس میں خارجیوں کا ایک مشہور بہادر افسر مستورد قتل ہوا۔ آخر حیات تک مغیرہ امیر معاویہؓ کے دست و بازو بنے رہے اور ان کی خلافت کے استحکام میں پورا زور صرف کرتے رہے۔

۵۰ھ میں جبکہ آپ کی عمر ستر برس کی ہو چکی تھی اور کوفہ میں طاعون شدت کے ساتھ پھیل گئی تھی آپ تین بیٹے عروہ۔ حمزہ اور عقار کو چھوڑ کر رگلزار عالم بقا ہوئے۔

تدبیر و سیاست

مغیرہ کا دامن علوم مذہبی کے جواہر ریزوں سے خالی نہ تھا۔ آپ اس حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ حدیث کی کتابوں میں آپ کی ۱۳۶ مرویات موجود ہیں۔ جن میں نو متفق علیہ ہیں پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ سینہ بسینہ مذہبی قومی تھے اور آپ کی عظمت و وقار کا صحیح اندازہ اسی میدان میں ہو سکتا ہے اور آپ کے کمال کا جتنی مظہر سیاست و تدبیر ہے۔ تدبیر و سیاست اور عقل و خرد کے اعتبار سے آپ کا شمار عرب کے ممتاز ترین مدبرین و مشاہیر میں ہے۔ آپ مسلمہ طور پر دہاۃ عرب میں شمار ہوتے تھے اور اپنے غیر معمولی دماغ اور اصابت رائے کی بنا پر "مغیرۃ الرائے" کے لقب سے مشہور تھے۔

حضرت فاروق اعظم بھی آپ کے عقل و تدبر اور لیاقت و انتظام کے معترف تھے یہی سبب ہے کہ عہد فاروقی میں آپ بڑے بڑے ذمہ دار عہدوں پر ممتاز رہے۔ دربار ایران تک آپ کے تدبر کا سکہ جم گیا تھا وہ چال چلے جاتے تھے کہ حریف دیکھتا کا دیکھتا رہ جاتا تھا۔

آپ کی تدبیر و سیاست کے بعض واقعات نہایت دلچسپ بھی ہیں اور پر لطف بھی ہیں۔ یہ ایک عام دستور ہے کہ سیاسی عہدیداروں کے طریق حکمرانی سے رعایا بہت کم مطمئن رہتی ہے۔ نرمی کرتے ہیں تو فتنہ پھیلتا ہے سختی کرتے ہیں تو ناگواری بڑھتی ہے ان کے سامنے اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں حضرت فاروق اعظم نے رعایائے بحرین کی شکایت پر آپ کو وہاں کی گورنری سے معزول کر دیا۔ رعایا سمجھتی تھی لائق آدمی ہیں چند دن کے بعد کہیں پھر ہمارے سروں پر مسلط نہ ہو جائیں اس خطرے کے انسداد کے لئے ایک زمیندار آگے بڑھا اور رعایا سے ایک لاکھ نقد جمع کر کے یہ تمام رقم دربار خلافت میں پیش کر کے ظاہر کیا کہ مغیرہ نے یہ رقم سرکاری محاصل سے خیانت کر کے ہمارے پاس جمع کرائی تھی۔ معاملہ نازک صورت اختیار کر چکا تھا۔ رقم موجود تھی صدہا گواہ موجود تھے بچنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔

لیکن آپ نے اپنا توازن دماغی قائم رکھا اور وہ چال چلی کہ حریف چاروں شانے چت رہا۔ نہایت سنجیدگی و اطمینان کے ساتھ حضرت فاروق اعظم کی باز پرس پر جواب دیا کہ:-

میں نے دو لاکھ جمع کئے تھے ایک لاکھ اس نے دبا لیا۔ زمیندار یہ سن کر بہت سراسیمہ ہوا۔ حلف وغیرہ سے اپنی صفائی پیش کی کیونکہ مغیرہ کو تو جو سزا ہوتی وہ ہوتی۔ لیکن اسے تو اسی وقت دو لاکھ دینے پڑتے۔ تحقیقات پر تمام واقعہ غلط ثابت ہوا تو حضرت فاروق اعظم نے پوچھا تم نے دو لاکھ کا اقرار کیوں کیا۔ عرض کی انہوں نے مجھ پر تہمت لگائی تھی اور اس کے سوا بدلہ لینے کی اور کوئی صورت ہی نہ تھی۔ اہم امور کی گتھیاں سلجھانے میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔ جو رائے بھی قائم کرتے وہ ایسی جچی اور تلی ہوتی کہ کبھی ان کے پٹ پڑنے کا امکان نہ ہوتا۔

تذکرۃ الاولیاء

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ

علم و فضل اور بیعت و خلافت

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ اپنے وقت اور عہد کے روزگار بزرگ گذرے ہیں نقشبندیہ سلسلہ کے نامور بزرگ اور ہندوستان کے مشاہیر اولیاء میں آپ کا شمار ہے آپ اپنے عہد کے شیخ اور نہایت زبردست عارف تھے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ عصر تھے قرأت و تفسیر فقہ و حدیث معانی و بیان ادب رشد صرف و نحو ریاضی ہندسہ جملہ علوم میں کامل تھے شیخ وجیہ الدین سے تکمیل علوم میں گئے اور بہت فضیلت حاصل کی جب علوم ظاہری سے فراغت حاصل ہوگئی تو خواجہ امکنگی المتوفی ۱۰۰۸ھ سے بیعت ہوئے انھوں نے بڑی توجہ و شفقت سے آپ کی تربیت شروع کی اور آپ کو مراحل ارتقائے باطنی طے کرا کر مرتبہ ولایت پر فائز کر دیا۔

ایک وقت تک آپ خواجہ جی کی خدمت میں ریاضات و مجاہدات کرتے رہے اور نفس کشی کی انتہا کر دی جب خواجہ نے دیکھا کر آپ مطلع انوار بن گئے ہیں اور شد و ہدایت قطبیت کے اوصاف آپ کے اندر پیدا ہوگئے ہیں تو انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کر دیا اور اس کے بعد بہت سے اسرار بلکہ اسم اعظم کی تعلیم کر دی جو اہل کمال اور خواص ہی کو دی جاتی ہے۔

آپ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی المتوفی ۷۹۱ھ اور خواجہ عبید اللہ احرار المتوفی ۸۹۵ھ کے مزارات سے بھی بہت فیض پہنچا اور اول الذکر نے تو اویسیہ طریق پر آپ کو خلافت بھی عطا کی گو آپ نقشبندیہ سلسلہ کے شیخ ہیں مگر قادری خاندان میں بھی آپ مرید کرتے تھے۔

فضائل اخلاق

حضرت خواجہ کی پوری زندگی مجاہدات و ریاضات میں گذری عبادت کرتے تھے اور ذکر کرتے تھے آخر وقت تک یہی حالت رہی اور ہمیشہ بیدار ہی رہتے تھے اور مدت دراز تک آپ نے اپنی پشت زمین سے نہیں لگائی اور نہ کسی شب کو آنکھ جھپکی آخر عمر میں جبکہ ضعف بڑھ گیا تھا صرف چند ساعتوں کے لئے آنکھ جھپکا لیا کرتے تھے وہ بھی رات کو نہیں بلکہ صبح کی نماز سے فراغت پانے کے بعد زیادہ تر خاموش رہتے تھے بہت کم بولتے تھے بہت کم بات کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہیبت بہت زیادہ تھی رعب بہت تھا اور بہت کم لوگوں کو آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت ہوتی تھی ویسے آپ بہت خوش اخلاق اور نرم مزاج تھے۔ غصہ بہت کم آتا تھا بہت ہی کم کسی کو ڈانٹتے تھے لیکن ایک قدرتی ہیبت تھی جو ہر آنے والے کو متاثر کرتی تھی اور سب پر ایک رعب پڑتا تھا۔

اخلاق نہایت دلفریب و بلند تھے ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ اسی پر مہربان ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں امراء و غرباء سب کا ہجوم رہتا تھا روسا اور دولتمند بھی حاضر ہوتے تھے فقراء و مساکین اور طلباء بھی موجود رہتے تھے مگر کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی غریب و غیر مستطیع کی طرف سے بے پروائی برتی ہو یا کسی امیر و دولتمند کی طرف زیادہ نظر عنایت کی ہو سب کے ساتھ یکساں سلوک تھا سب سے یکساں برتاؤ ہوتا تھا یہ تو ہوا ہے کہ فقراء و غرباء کو زیادہ نوازا ہے مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ دولتمندوں کو آپ نے غرباء پر ترجیح دی ہو دسترخوان پر بھی غرباء و فقراء ہی زیادہ تھے محض دولت کی بنا پر آپ کسی کی عزت نہ کرتے تھے جس نے جو سوال کیا آپ نے عطا کیا جس نے جو مانگا دیا بکثرت انسان آپ کے دسترخوان سے فیضیاب ہوتے تھے سیکڑوں خوش قسمت آپ کی توجہ سے اولیاء ہوگئے۔ ہزارہا غریب امیر بن گئے اور بیشمار حاجتمندوں کی حاجتیں اور مرادیں پوری ہوئیں۔

عبادات و نفس کشی

نہایت با اوقات تھے ہمیشہ صائم و روزہ دار رہتے تھے اور کھاتے بھی تھے تو بہت کم عشاء کی نماز پڑھکر جو مشغول ہوتے تھے تو صبح کی نماز ہی پڑھکر اٹھتے تھے پوری پوری راتیں عبادت میں گذرتی تھیں۔

عشاء کی نماز کے بعد سے تہجد کی نماز تک عموماً دو قرآن ختم کرتے تھے تہجد کی نماز بھی نہایت سکون و ترتیل کے ساتھ پڑھتے اور اس کے بعد ۴۰ مرتبہ یاسین شریف کی تلاوت فرماتے۔ اس کے ختم ہونے کے بعد اسماء ذات کے ذکر میں مشغول رہتے تاآنکہ نماز فجر کا وقت آجاتا اکثر تجدید وضو کرتے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھتے اور سنت پڑھتے پڑھتے ہوجاتے پھر اکتالیس مرتبہ سورہ مزمل پڑھکر صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے اور اشراق کے وقت تک وظائف و اوراد میں مصروف رہتے نماز اشراق پڑھکر ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کلام اللہ شریف کی تلاوت کرتے رہتے۔

اب فراغت ہوتی تو باہر نکل کر صدر میں بیٹھتے۔ اس وقت مرادوالوں اور حاجتمندوں کا اجتماع شروع ہوجاتا کسی کو دعا دیتے اور کسی کو تعویذ کسی کی سفارش لکھتے اور کسی کو نقدی عطا فرماتے اس وقت حاجتمندوں کا ایک ہجوم ہوتا نماز چاشت پڑھکر قدرے قیلولہ فرما کر اور تھوڑی دیر سو کر نماز ظہر پڑھتے ظہر اور عصر کے درمیان کسی سے نہ ملتے اور نوافل میں مشغول رہتے۔ عصر کی نماز سے پون یا نصف گھنٹہ پیشتر اکثر زائرین اور ملنے والوں سے گفتگو کرتے عصر اور مغرب کے مابین درود شریف پڑھتے نماز مغرب پڑھکر خانقاہ میں بیٹھے کچھ تناول فرماتے اور انہیں مراحل تصوف طے کراتے کبھی کبھی بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے لئے بھی تشریف لیجاتے قطب الاقطاب صاحب میں اکثر حاضر ہوتے رہتے۔

فیوض چشتیہ کی ارزانی

ایک مرتبہ جو آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو اسی وقت حضرت امام ابو حنیفہ کو سامنے

کھڑے دیکھا جو فرما رہے تھے کہ شیخ میرے مذہب میں بہت سے مشائخ اولیا ہوئے ہیں اور سب نے بالاتفاق امام کے پیچھے الحمد شریف نہیں پڑھا ہے تم بھی اسے ترک کر دو۔ اب یہ تحقیق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ نے فاتحہ خلف امام ترک کی یا نہیں مگر خیال یہی ہے کہ ترک کر دی ہو گی۔

حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ مولانا بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں کہ میں نے دہلی آ کر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کے مزار کی زیارت کی بہت لطف آیا اور بہت کچھ فیض حاصل ہوا۔ خواجہ کی زیارت سے فارغ ہو کر حضرت قطب الاقطاب صاحب کے روضہ پاک پر پہنچا اور زیارت کی۔ میں روبرو مراقب بیٹھا ہی تھا کہ یکایک حکم ہوا کہ تمہیں جو کچھ خواجہ باقی باللہ سے یہاں سے ملا ہے وہ ہماری ہی نسبت تھی۔ پھر حضرت سلطان المشائخ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ تو وہاں بھی یہی ارشاد ہوا۔ میں نے عرض کی کہ خواجہ باقی باللہ نے تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے خواجگان چشت سے بھی نسبت ہے۔

فرمایا انہیں علم نہیں۔ جب مجھے خواجہ یوسف ہمدانی سے نسبت حاصل ہوئی تو نہایت مستغرق بہ ذوق و شوق تھے وہ نسبت حضرت قطب الاقطاب صاحب کو حاصل ہوئی اور انہوں نے وہ حضرت خواجہ باقی باللہ کو عطا کی اس سے واضح ہو گیا کہ گو آپ نقشبندی تھے مگر چشتیہ فیض بھی آپ کو حاصل ہوا تھا۔

ایک نظر میں کامل بنا دیا

ایک روز آپ خانقاہ معلے میں تشریف فرما تھے لوگوں کا ہجوم تھا اسی وقت ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور آ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا کچھ دیر بعد آپ نے اس شخص سے سوال کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور تمہارا کیا مقصد ہے؟ عرض کی کہ میں آپ کی عظمت و بزرگی کا شہرہ سن کر دور سے آیا ہوں اور بہت جگہ گھوم کر آیا ہوں چاہتا ہوں کہ کچھ باطنی ترقی کر لوں اور اللہ تعالے کا نام لینا مجھے آ جائے فرمایا تمہارا شوق مبارک ہے۔ اللہ تعالے تمہیں ضرور کامیاب کریگا۔ ع

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

اگر تمہیں شوق ہے تو یہاں رہو نقشبندیہ طریق پر تعلیم کئے دیتا ہوں۔ مجاہدات و ریاضات شروع کرو اللہ تعالے اپنا فضل کریگا یہ سنکر اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا حضرت یہی تو مشکل ہے محنت مجھ سے ہو نہیں سکتی مجاہدات کے تصور سے روح لرزتا ہے جہاں گیا یہی جواب ملا محنت ہی نہیں ہو سکتی اور شوق بھی بے انتہا ہے میں تو جو کچھ چاہتا ہوں بے محنت و مشقت چاہتا ہوں۔ اگر میں اس بارگاہ عالیہ سے بھی بے نیل و مرام واپس گیا تو سمجھ لوں گا کہ میں نے صوفیانہ کتب میں صوفیار کے کمالات باطنی اور اقتدار و اختیار کے متعلق جو کچھ پڑھا ہے اس کی حقیقت ایک ڈھونگ اور ایک سراب سے زیادہ نہیں ہے۔

یہ باتیں بہت سخت اور بہت گستاخانہ تھیں بالخصوص آخری فقرے تو بہت تلخ اور غیر موزوں تھے وہ تو آپ کے اخلاق تھے کریمانہ تھے ورنہ اس نے خدا کو سزا و عتاب کا مستحق بنا ہی لیا تھا۔ جلال تو آپ کو بھی آ گیا مگر یہ سیلاب غیظ و جلال بہترین نتائج پر منتج ہوا اور اس کے حق میں غضب و جلال ہی رحمت بن گیا۔

آپ نے جلال میں آ کر ایک تیز نظر جو ڈالی اسی وقت بیہوش ہو گیا اور دیر تک تڑپتا رہا جب ذرا ہوش میں آیا تو حالت ہی اور تھی۔ دنیا ہی بدل چکی تھی۔ آپ نے مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو! یہ شخص امی محض تھا اور کچھ پڑھ نہ سکتا تھا لیکن اب اللہ کے فضل سے یہ علماء وقت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جس کا دل چاہے اس سے بحث کر کے آزما لے۔ چنانچہ مختلف علوم میں اس سے بحث کی گئی اور ہر علم میں کامل نکلا یہ تو تھی علوم ظاہری کی حالت۔ باطنی علوم میں یہ رتبہ حاصل کر گیا کہ اسی وقت چند لمحہ بعد ہوا پر پرواز کرتا ہوا چلا گیا اور عام نظروں سے غائب ہو گیا۔

فیوض مزار

ایک شخص ایک مدت سے آپ کے مزار پر ذکر و شغل میں مشغول تھا ایک روز اس پر کچھ غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ تو یہاں کیوں پڑا ہے۔ عرض کی فیوض باطنی کا طلب گار ہوں۔ فرمایا تو پھر تو شہر میں جا وہاں ہمارے متعدد خلفاء موجود ہیں ان کے پاس جا وہاں تیری کار برآری ہوگی۔ اور مقصد کو پہنچے گا۔ چنانچہ حسب الحکم وہ شخص شہر میں آیا اور حضرت شاہ ابو سعید کا مرید ہو گیا۔ ان سے تمام صورت حالات بیان کی مرتبہ کمال کو پہنچا اور نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت میں فائز المرام ہو کر چلا گیا۔

آپ کا وصال ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۱۲ھ میں ہوا۔ دہلی میں آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے۔ اور مہر جادید کے پاس درگاہ قدم شریف کے قریب واقع ہے۔ آج بھی تصرفات جاری ہیں اور جو خلوص و صدق کے ساتھ جاتا ہے تہی دامن واپس نہیں آتا۔

اپنے وقت میں آپ شیخ العہد تھے۔ سینکڑوں تشنگان طریقت آپ کے سرچشمہ فیض و کرم پر پہنچ کر سیراب ہوئے اور بکثرت مرید آپ کی توجہ سے اولیا ہوئے۔ آپ کا ایک سلسلہ طریقت تو حضرت ابوبکر صدیق پر جا کر منتہی ہوتا ہے اور دوسرا حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ پر!

وعظ نذیر

(یہ وعظ کی ایک بے نظیر کتاب ہے جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھوائی گئی ہے)

فخر و تکبر

الحمد لله الذي ارسل الانبياء والمرسلين مبشرين ومنذرين واوضح لنا سبيل المؤمنين المخلصين وطريق الضالين الهالكين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين. اما بعد فقال الله تبارك وتعالى ابى واستكبر وكان من الكافرين

برادران محترم! اس وعظ کا عنوان تکبر کی برائی و مذمت ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے اگر سچ پوچھئے تو ام العصیان یعنی گناہوں کی ماں ہے اگر گناہ اسی سے نکلتے ہیں۔ شیطان کو اسی گناہ نے ملعون اور راندہ درگاہ الٰہی بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شیطان نے نافرمانی کی اور تکبر کیا اور کافروں کے گروہ میں سے ہو گیا۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہ تکبر معمولی گناہ نہیں بلکہ بہت بڑا اور تباہ کن گناہ ہے کہ اس میں اصل ایمان ہی جاتے رہنے کا اندیشہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے تابعداری لازم ہے اور تکبر والے کو تابعداری ہی سے انکار ہوتا ہے اس لئے گویا ایمان سے انکار ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا یعنی انسان تکبر کو لیکر جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اسے شرارت کے دن سخت زجر و توبیخ اور سرزنش ہوگی تاکہ اس کا تکبر خاک میں مل جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تکبر و نخوت نیکیوں کو ایسا کھا جاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرماتے ہیں دو چیزیں انسانوں کے لئے موجب ہلاکت ہیں۔

اوّل خواہشات نفسانی کی اندھا دھند پیروی۔ دوسرے شان و شوکت جتلا کر لوگوں میں بڑا بننا اور اپنی تعریف کی خواہش کرنا۔ کبر کا جذبہ وہ بُری بلا ہے کہ اگر کسی انسانی دماغ میں آجائے تو پھر جذبۂ ایمان و اطاعت کو نکال کر ہی دم لیتا ہے اور انسانوں کو ہر طرح شیطنت پر آمادہ کر دیتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو فرشتہ غیبی کی نصیحت

حضرات! انسان خواہ کتنے ہی بڑے مرتبہ کو پہنچ جائے مگر اسے سمجھنا چاہیئے کہ وہ عبدیت کے دائرہ سے کسی حالت میں بھی نہیں نکل سکتا اور عبدیت کا اقتضا عجز و انکسار ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام دنیاوی وجاہت و بادشاہت کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت رکھتے ہیں باوجود اس شان و مرتبہ کے ان کو جو نصیحت کی گئی اس کو بگوش ہوش سنئے۔ لکھا ہے کہ:

ایک دن سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکریوں کی معیت میں اپنے ہوائی تخت کو اتنا اونچا کیا کہ آپ کو فرشتوں کی تسبیح کی آواز آنے لگی۔ اس بلندی کے بعد آپ نیچے اترے اور اس قدر نیچائی پر چلے گئے کہ آپکے دونوں قدم دریا کی تہ میں جا لگے آپ نے یہاں ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے لشکریو اگر تمہارے بادشاہ کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا تو فوراً اسی زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ اسی طرح ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنے تخت پر سوار اڑے چلے جا رہے تھے دفعتہً آپ کے دل میں ایک قسم کا عجب پیدا ہوا اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ تخت الٹنے لگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھبرا کر کہا کہ اے تخت تجھے کیا ہو گیا ہے کہ شرارت کرتا ہے۔ بیچارہ تخت نے جواب دیا کہ حضرت کچھ مجھ میں نہیں بلکہ آپ میں آگئی ہے جب تک آپ استقامت اور راستی اختیار نہ کریں گے میں سیدھا نہیں ہو سکتا۔

بات اصل میں یہ ہے کہ شان کبریائی و عظمت صرف خدائے واحد ہی کی ذات سے مخصوص ہے اسے کسی طرح گوارا نہیں کہ انسانی طبائع کا علو اس حد تک پہنچ سکے کہ وہ خدائی صفات میں شرکت کا دعویدار ہو جائے جب انسانی طبائع یہاں تک علو کرتی ہیں تو پھر ان کو گرا دیا جاتا ہے۔ ان کے انانیت کے شیشہ کو چور چور اور ان کے فخر و تکبر کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے:-

العظمة ازاری والكبرياء ردائي عظمت میری تہ بند ہے اور کبریائی میری چادر۔ جب ایک غلام اپنے آقا کی کسی خاص چیز کو اپنانے کی کوشش کرے تو وہ یقیناً اپنے آقا کا باغی اور نمک حرام ہے اور اس قابل کہ اس کے منصب سے اس کو گرا دیا جائے اور اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا جائے چنانچہ اسی حدیث کے ساتھ بیان ہوا ہے فمن نازعني قصمته جو شخص میری چادر چھیننے گا میں اس کی گردن توڑ کر رکھ دوں گا۔

آپ نے سنا نہیں کہ جب نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اس کا انجام کیا ہوا؟ قدرت نے صرف ایک مچھر سے اس کو ہلاک کرا دیا۔ جس دماغ میں خدائی کا خیال سمایا تھا اسی میں ایک مچھر گھس گیا جب وہ کاٹتا تھا تو اسی دماغ پر جوتے بھی پڑا کرتے تھے اسی طرح فرعون کا انجام ہوا اور فخر و انانیت کا گھمنڈیں گھمنڈوں مزا آگیا۔

ابلیس کی فرعون کو حقارت آمیز نصیحت

ایک ابلیس علیہ اللعنۃ فرعون کے پاس جا کر کہنے لگا کہ کیوں حضرت آپ ہی نے ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے؟ جواب ہاں جناب وہ میں ہی ہوں۔ کیا آپ کو میری خدائی میں کچھ شک ہے؟ ابلیس بولا شک کیا ہوتا۔ ہاں دلیل کا طالب ضرور ہوں۔ اب بتلائیے آپ کے پاس دلیل کیا ہے؟ فرعون نے کہا کہ ایک ہزار جادوگروں کا میرا تابع فرمان ہونا میری خدائی کی کافی دلیل ہے یعنی ہزار مرد دلیل بھی کیا لایا۔ ابلیس نے کہا اچھا ان سب کو میرے سامنے جمع کر دیجئے میں بھی تو دیکھوں وہ

وہ کیسے جادوگر ہیں۔ فرعون نے اپنے جادوگروں کو جمع کرایا اور انہوں نے اپنی شعبدہ بازی دکھانی شروع کی مگر شیطان ان کا بھی باوا تھا وہ ان شعبدوں میں کب آسکتا تھا ایک پھونک ایسی ماری کہ جادوگروں کے تمام خوفناک شعبدے خاک میں مل گئے۔ اب تو ابلیس صاحب نے مونچھوں پر تاؤ دیکر بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ فرعون صاحب اب بتلائیے کہ آپ کے جادوگر زیادہ قوی ہیں یا میں فرعون نے جواب دیا کہ آپ کا جادو قوی ہے اس پر ابلیس نے نہایت مغرورانہ لہجہ میں کہا باوجود اس کے کہ مجھ میں اتنی قدرت ہے خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ میں اس کا بندہ ہوں پھر بھلا تیرے اس عجز و بے بسی کے ہوتے خدا تعالیٰ اس بات کو کب گوارا کر سکتا ہے کہ تو اس کا شریک ہو۔ ارے وا رے لعین کیا پتے کی بات کہہ گیا اگر سچ پوچھئے تو ابلیس ہے بڑے کام اور مزے کا آدمی مگر اسے تو صرف تکبر نے تباہ کیا اور اس جذبہ نے اسے خدا کا نافرمان بنا کر جہنم کا کندہ بنایا۔ ورنہ ابلیس خدا کا بڑا قدردان ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے:۔

ابلیس کی ایک عجیب حکایت

برادران اسلام! آپ حیران ہوں گے کہ ابلیس اور خدا کا قدردان یہ میں نے کیا کہہ دیا۔ سنئے اور مزے لیکر سنئے۔ حضرت مولانا محمد غوث گوالیاری نے ایک عجیب حکایت بیان کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جناب الٰہی میں درخواست کی کہ خداوندا! آپ نے تمام چیزوں کو میرے قابو میں دیا ہے مگر شیطان کو نہیں دیا اس کو بھی میرے قبضہ میں دیدیجئے۔ ارشاد ہوا کہ سلیمان! یہ ظالم و سرکش تمہارے بس کا نہیں یہ تو بس ہمارے ہی قابو میں آتا ہے اس لئے تم اس خیال سے باز آؤ۔ آپ نے پھر بھی اصرار کیا۔ اس پر باری تعالیٰ نے شیطان پر بھی قبضہ و اختیار دیدیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان کو پکڑ کر ایک ستون سے باندھ دیا اور کہا بچو میاں بندھے رہو بہت پھولی پھولی کہائی تھی۔ شیطان زار و قطار رونے لگا۔ آپ نے تعجب سے پوچھا تجھے تو اپنی گمراہی پر بڑا فخر و ناز تھا اب روتا کیوں ہے کہا میں اس بات پر روتا ہوں کہ پہلے میں خدا کا تھا برا بھلا جیسا کچھ بھی تھا اسی کا تھا جس نے مجھے پیدا کیا اور آج تک میری ناز برداری کی۔ اب میں تمہارے قبضہ میں آگیا ہوں اور اپنے خدا سے جدا ہو گیا مجھے یہ بات رلا رہی ہے۔

حضرات! دیکھا آپ نے بڑے پاپی شیطان نے کیا مزے کی بات کہی ہے اگر آپ کے دلوں میں توحید الٰہی کا ادنے سا بھی جذبہ ہے تو پھڑک اٹھوگے خیر شیطان کے اس جواب پر بات آئی گئی ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنا کر اپنی روزی پیدا کیا کرتے تھے انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت اکل حلال ہے جو آج اس زمانہ میں عنقا ہو گئی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود مالک کائنات ہونے کے اپنی روزی اپنے دست و بازو سے پیدا کیا کرتے تھے اور یہاں یہ حالت ہے کہ اللہ والوں کی اپنے مریدوں کی کمائی پر نظر رہتی ہے اور حرام و حلال بلا تمیز سب کچھ بے ڈکار ہضم کر جاتے ہیں اور پھر بھی تقدس میں فرق نہیں آتا خیر اس بات کا ذکر تو ضمناً آگیا تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حسب معمول زنبیل بنا کر بازار میں لے گئے مگر کوئی بھی خریدار نہ ملا دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ سخت پریشانی میں بارگاہ رب العزت میں عرض کی بار الٰہا! آج تین دن سے بھوکا مر رہا ہوں اور کوئی خریدار نہیں ملتا۔ فرمان آیا کہ یہاں سے ملال کیوں ہو تم نے جو یہاں ستون سے باندھ رکھا ہے جب تک یہ شیطان تمہارے پاس بند رہے گا بازار یونہی جھنکا رہے گا یہ تو اسی کا دم ہے کہ ہاٹ سٹ لگا کر مکر و فریب کا بازار گرم رکھتا ہے یہ فرمان سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی خداوندا! میں اس سے باز آیا میری بلا سے تو تیری جانے۔ یہ کہکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان کو کھول دیا اور حضرت ابلیس بھی شکر بجا لاتے ہوئے رہائی پائی اور اپنے فرض منصبی کی سرانجام دہی یعنی گمراہی میں مشغول ہو گئے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہونے لگے تو ابلیس بھی ایک کونے میں آ دبکا۔ نوح علیہ السلام کی جو نظر پڑ گئی پوچھا تو کون ہے؟ کہا بندہ کو ابلیس کہتے ہیں آپ نے فرمایا اوہو آپ ہیں وہ ذات شریف جن کا چرچا ہر انسان کی زبان پر ہے۔ مگر یہ کہئے کہ یہاں کیسے آئے کیا چاہتے ہو؟ ابلیس نے کہا میرے لئے جناب الٰہی میں توبہ کی درخواست کیجئے۔ آپ نے یہ درخواست جناب الٰہی میں پیش کی فرمان الٰہی ہوا کہ اس کی توبہ یہی ہے کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرلے۔ بس توبہ قبول ہے۔ نوح علیہ السلام نے یہ فرمان ابلیس کو سنا دیا۔ وہ کہنے لگا کہ واہ جناب یہ تو بندے سے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ جب میں نے جیتے جی ہی ان کو سجدہ نہ کیا تو ان کے مرنے کے بعد کیا کروں گا۔

برادران اسلام! اگرچہ یہ واقعہ لطیفہ کیسا ہی ہو مگر اس سے باسانی یہ نتیجہ ضرور نکالا جا سکتا ہے کہ ابلیس کو تکبر نے جہنم کا کندہ بنایا۔ تکبر ایک شیطانی جذبہ ہے اور ایمان و تکبر دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ تکبر کسے کہتے ہیں۔

تکبر اسے کہتے ہیں جو ایسی چیز یا ایسی بڑائی اور شان و شوکت ظاہر کرے جو اس میں موجود نہ ہو اور شان و شوکت جتانا اس کو کہتے ہیں کہ زردلی کے گھمنڈ میں اپنے آپ کو قابل عزت سمجھے غریبوں سے اس بات کی توقع رکھے کہ وہ اسے حضور کہہ کر مخاطب کریں اور جھک جھک کر سلام کریں اپنے علم کے زعم میں جہلا کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھے ذات و نسل کی بڑائی کی بنا پر دوسری قوموں کو ذلیل تصور کرے۔ اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے ان متکبرانہ خدمات سے انسان کا دل اندھا ہو جاتا ہے اور حق سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ	میں اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو ہٹا دوں گا جنہوں نے ناحق زمین پر تکبر کیا۔

مراد یہ ہے کہ متکبرین میں خدا تعالیٰ کی نشانیوں کو سمجھنے اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔ یعنی وہ دل کے اندھے ہو جائیں گے اور جو دل کا اندھا ہو جائے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ خداوندا! خلقت میں تیرا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ جس کے دل میں تکبر ہو۔ حاتم اصم فرماتے ہیں

تکبر تھا لاحول تک اس وقت نہ ہوں گے لیا ان سے کے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھائیگا اس وقت تک نہ مرے گا۔

عرش الٰہی کا تکبر صاحب نزہۃ المجالس لکھتے ہیں کہ جب خدا تعالےٰ نے عرش کو پیدا کیا اور اس کو ہر طرح آراستہ و پیراستہ کیا تو عرش نے اپنی شان و شوکت کو دیکھ کر کہا کہ مجھ سے بڑھکر کوئی مخلوق نہیں بنائی اور اپنے آپ کو بڑا جانکر بل گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس تکبر کی سزا میں اس کے گلے میں ایک سانپ لپیٹ کر ڈالا۔ جس کا سر سفید موتی کا تھا اور دونوں آنکھیں سرخ موتی کی جب عرش نے اس سانپ کو دیکھا تو جناب الٰہی میں عرض کی پروردگارا اسے کیوں پیدا کیا ہے؟ فرمان باری ہوا اس واسطے کہ تو اپنی عظمت و بڑائی کو بھول کر میری عظمت و بڑائی پر ہمیشہ نظر رکھے۔

برادران اسلام! البلاد میں ایک بڑا رئیس و کبیر تھا وہ بایزید بسطامی کے پاس آکر کہنے لگا کہ یا حضرت!

میں نے کامل تیس برس تک عبادت میں کوشش کی مگر اس کا ابھی تک کوئی ثمرہ نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا تیس برس کیا اگر تو تین سو سال تک بھی کوشش کرتا رہے تب بھی خاطر خواہ نتیجہ نہ پائیگا۔ عرض کی یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ تیرا نفس متکبر ہے۔ پوچھا اس کا کیا علاج ہے؟ فرمایا کیوں نہیں اس کو ذلیل کردے راہ راست پر آجائیگا۔ اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ حجام کے پاس جا اور سر و ڈاڑھی منڈا کر اپنی گودڑی پہن لے اور گلے میں اخروٹوں کا ایک توبڑا ڈال کر بسطام کی گلی کوچوں میں گشت لگا اور بچوں سے کہہ کر جو کوئی میرے ایک چانٹا لگائیگا میں اسے ایک اخروٹ دونگا۔ اس طرح تیرا نفس ذلیل ہو جائیگا۔ مگر اس رئیس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا اور تکبر کے مرض میں مبتلا رہا۔

تفاخر بیجا حضرات! ہماری قوم میں تفاخر بیجا اور شیطانی تکبر نے ہزاروں قسم کے عیب پیدا کر دیئے ہیں جو اندر ہی اندر ہماری قومیت کی جڑیں کاٹ رہے ہیں اور ہمیں خبر بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اگر مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کیا جائے تو ایک بڑا سبب یہ بھی نظر آتا ہے کہ ان میں تفاخر بیجا کی بہت زیادہ عادت پڑ گئی ہے ہماری قوم نے اس عیب کو ایک ہنر سمجھ لیا ہے۔ اس سے قوم کو جو بھاری نقصانات پہنچ رہے ہیں وہ نہایت ہی تباہ کن ہیں

اول یہ کہ ہماری قوم میں صرف اس خیال خام سے کہ ہم بڑے ہیں ہمارے نوجوانوں سے محنت و مزدوری کے جوہر رخصت ہو چکے ہیں۔ اپنی دنیوی زندگی کو کامیاب و خوشحال بنانے کے لئے جس جد و جہد اور محنت و سعی کی ضرورت ہے وہ ہم سے رخصت ہو گئی ہے اور اس کی جگہ غفلت و تساہل نے لی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قوم سے مردانگی قابلیت، لیاقت اور کاموں کے جوہر منتشر ہو رہے ہیں۔

حب جاہ اور تفاخر بیجا کی بدولت مسلمانوں کی خوش پوشاکی اور امیرانہ زندگی کا اس قدر شوق بڑھ گیا ہے کہ ان کی آمدنی کا بڑا حصہ اسراف و تبذیر کی نذر ہو جاتا ہے اور بالآخر قرض و سود کی لعنت ان کے گلے کا ہار ہو جاتی ہے جس کو دیکھو اسی دھن میں سرشار ہے کہ کسی طرح اپنی ظاہری شان کو قائم و برقرار رکھے۔ غریب سے غریب آدمی کے دماغ پر بھی یہ خبط سوار ہے کہ پوشاک میں وہ کسی طرح امراء سے کم نہ رہے۔ پانچ روپے ماہوار کا آدمی بھی دو روپے گز کی بانات اور ایک ایک روپیہ کی ٹوپی پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا اس طرح ساری قوم فضول خرچی کا شکار ہے اور ملی و اقتصادی تنزل روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہی نہ سمجھئے کہ ہم کثیف اور ذلیل کپڑے پہنیں۔ نہیں بلکہ ہر شخص کو صاف اور حسب استطاعت اچھا لباس پہننا ضروری اور مناسب ہے۔ مگر قیمتی اور فوق البھڑک لباس پہننا ضروری نہیں جب معمولی موٹا جھوٹا بھی کافی ہے۔

صاحبو! اسلام نے جو سادگی پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے دماغوں میں فخر و تکبر کا مادہ پیدا نہ ہو مگر جب سے ہم نے اسلام کی سادہ معاشرت کو ترک کر کے مغربی تمدن کو اختیار کیا ہے اس وقت سے ہم فرعون بے سامان بن گئے ہیں اور افلاس و تنگدستی نے ہمیں اپنا بنا لیا ہے۔

مغربی تمدن کا لازمہ تفاخر بیجا ہے اور اس تفاخر بیجا سے صرف خوش پوشاکی و نام برداری کے مرض میں ہم گرفتار ہوئے بلکہ فضول خرچیاں بھی حد سے زیادہ آگئی ہیں فضول خرچیوں اور حد سے بڑھے ہوئے اخراجات نے حلال و حرام کی تمیز اٹھا دی ہے ایسی حالت میں اخلاق و روحانیت کی تباہی یقینی تھی اور وہ ہو ئی۔ مگر آہ فخر و تکبر نے اب بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا۔

برادران ملت! اس چند روزہ فانی زندگی پر فخر و تکبر کرنا اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر بجائے شکر گذاری اور عجز و انکسار کے اترانا، اکڑنا اور غرانا فرعونیت اور منافی اسلام ہے۔ اچھی طرح سن لیجئے کہ اللہ تعالیٰ متکبروں کو پست و ذلیل اور منکسر المزاج بندوں کو سربلند و سرفراز کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:۔

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا ج	آخرت کی سعادت ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ فساد مچاتے ہیں۔

ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ شہوت کی وجہ سے معصیت الٰہی میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی توبہ کی قبولیت کی امید ہو سکتی ہے جس طرح کہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور اگر کبر و نخوت کی وجہ سے معصیت الٰہی سرزد ہو تو توبہ کی قبولیت کی امید نہیں ہو سکتی جیسا کہ ابلیس کی توبہ قبول نہیں ہو سکی۔ اے وہ معصیت شعار جو تکبر و انانیت کی وجہ سے خدا کی نافرمانی پر کمربستہ ہو جلد از جلد اپنے دماغوں سے اس شیطانی جذبہ کو نکال ڈالو ورنہ یہ نامراد جذبہ تمہیں جہنم کا کندہ بنا کر رہے گا ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جناب الٰہی میں عاجزی و انکساری کے ساتھ جھک جاؤ۔

یاد رکھو! اپنی بڑائی و عظمت اور دوسروں کو ذلیل و خوار سمجھنے کا خیال خدا کی نافرمانی اور اخلاق و روحانیت کی تباہی کی بنیادی اینٹ ہے اور فروتنی و عاجزی اسلامی زندگی کا جوہر ہے۔ متکبر انسان شیطان کا بھائی ہے اور متواضع و منکسر المزاج خدا کا نیک بندہ۔ پس تواضع و انکساری اختیار کرو اور تکبر و انانیت کے جذبات کو اپنے دل و دماغ سے فوراً نکال ڈالو وباللہ التوفیق۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

تاریخ اسلام

(بسلسلۂ گذشتہ)

فتنۂ ارتداد جیش اسامہ کی واپسی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو جن لوگوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کرنا پڑا ان کی دو قسمیں تھیں اول وہ لوگ جو محمد دین اور حضر موت میں جھوٹے مدعیان نبوت تھے دوسرے وہ قبائل جو زکوٰۃ سے انکار کر کے مرتد ہو گئے تھے۔ اسلام نے مالدار پر زکوٰۃ فرض کی تھی جس میں بہت سی حکمتیں تھیں اور اسکو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا تھا مسیلمہ اور طلیحہ وغیرہ کذابوں کے بہکانے سے لوگوں نے اس کی ادائیگی سے صاف انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں سات فرقے تھے۔ فزارہ۔ غطفان۔ بنو سلیم۔ بنو یربوع۔ بنو تمیم۔ کندہ۔ اور بنو بکر بن وائل۔ ان ساتوں فرقوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مرتدین یعنی منکرین زکوٰۃ کے وفود مدینہ میں آئے اور انھوں نے درخواست کی کہ ہم نمازیں تو پڑھتے ہیں اور پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو صاف جواب دیدیا اور یہ اپنے قبائل میں واپس آ گئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ صلعم! آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان سے نرمی برتیئے یہ تو وحشی قوم ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "میں تو تم سے مدد کی امید کر رہا تھا برخلاف اس کے تم الٹی میری ہی تباہی کا فکر ہے زمانہ جاہلیت میں تم بڑے مستعد تھے مگر اب کمزور ہو گئے۔ کس ذریعہ سے میں ان کی تالیف قلوب کروں۔ معاذ اللہ باتیں بناؤں۔ جادو کروں۔ افسوس صد افسوس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے وحی بند ہو گئی واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی منع کرے"۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق مانعین زکوٰۃ پر فوج کشی کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی اور آپ کو ان کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: "واللہ اگر وہ ایک سال کا صدقہ بھی حتیٰ کہ بکری کا بچہ جو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں ان سے جنگ کرونگا" حضرت عمر نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہانتک جنگ کروں کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو اس کا مال اور خون مجھ پر منع ہو گیا مگر بوجہ ادائے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ ان سے کیسے قتال کر سکتے ہیں! حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ بھی تو بیت المال کا حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ واللہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کا شرح صدر کر دیا تھا۔ میں نے بھی پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔

مسلمان فریضۂ زکوٰۃ کی اہمیت پر غور کریں اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر قائم ہے اگر یہ پانچوں قائم ہیں تو مسلمانوں کا اسلام بھی قائم ہے اور وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں ورنہ ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔ ان ارکان خمسہ میں سے اگر ایک رکن بھی ترک کر دیا جائے تو ایک مسلمان مخدوش بلکہ معدوم ہے۔ یہی سبق ہے جو ہمیں حضرت ابوبکر صدیق کے طریقۂ عمل سے ملتا ہے۔

زکوٰۃ پنج بنائے اسلام میں داخل ہے اور اسلام کا نہایت ضروری رکن ہے۔ قرآن حکیم نے جہاں جہاں مسلمانوں کو نماز کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی زکوٰۃ کو بھی رکھا ہے دونوں حکم نہایت ضروری اور مؤکد ہیں۔ چونکہ نماز میں بظاہر کچھ خرچ نہیں ہوتا اس لئے اس میں اتنی پس و پیش نہیں کی جاتی مگر زکوٰۃ چونکہ خرچ کرنے کا نام ہے اس میں روپیہ دینا پڑتا ہے اور طبیعت کو مال کا خرچ کرنا گوارا نہیں اس لئے اس کی ادائیگی ذرا دشوار ہے اور اکثر لوگ اس کو بے فائدہ تاوان یا جرمانہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایک مسلمان کی مسلمانی کے جوہر زکوٰۃ کی ادائیگی ہی سے کھلتے ہیں اور اس کے اندر بیشمار خوبیاں اور فوائد ہیں گویا یوں سمجھئے کہ اسلام کی اساسی بنیادیں اسی سے استوار ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا مسلمانوں کو اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ لگا کر اس کی ادائیگی کا فکر و اہتمام کرنا چاہیئے۔

مرتدین کو شکست فاش ادھر تو حضرت ابوبکر صدیق منکرین زکوٰۃ سے معرکہ آرائی کے لئے تیار ہو ادھر صوبوں کے عاملوں نے اپنے اپنے صوبوں کے باغی ہو جانے اور زکوٰۃ وصول نہ ہونے کی اطلاعیں بھیجدیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے نہایت بیدار مغزی اور مستعدی کے ساتھ عاملوں کے نام مناسب ہدایات اور سرداران قبائل کے نام خطوط روانہ کر دیئے۔ جیش اسامہ تو ادھر رومیوں سے برسر پیکار تھا ادھر حضرت ابوبکر صدیق باغیوں اور مرتدین کی مدافعت و مقابلہ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہر وقت خطرہ تھا کہ نہ معلوم کس وقت باغی مدینہ پر حملہ کر دیں اس لئے آپ نے مسلمانوں کو ہر وقت مستعد اور جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیدیا تھا اور مسلمان مسجد نبوی کے سامنے جمع رہتے تھے۔

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے گرد گشت لگانے اور پہرہ دینے پر مامور کر دیا تھا مقام ابرق میں قبیلہ عبس اور مقام ذی القصہ میں قبیلہ ذی بیان جمع

تھے جن میں بنو اسد اور بنو غطفان کے کچھ لوگ بھی شامل تھے۔ جب قبیلہ عبس اور ذبیان کو معلوم ہوا کہ مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے تو انھوں نے متفق ہو کر مدینہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ آوروں کو حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہ نے نہایت بہادری سے روکا اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت صدیقؓ کو جب اس حملہ کی خبر لگی تو آپ نے بلا توقف لشکر روانہ کر دی اور مسلمانوں نے خوب جم کر مقابلہ کیا اور مرتدین پسپا ہو کر بھاگ نکلے۔ پھر دوسرے راستہ سے فوج لئے ہوئے آگئے جس سے مسلمانوں کے اونٹ بدک کر ایسے بھاگے کہ مدینہ میں آکر دم لیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ خود مرتدین پر حملہ آور ہوئے اور بالآخر بہت تھوڑی دیر جنگ کے بعد مرتدین کو شکست فاش ہوئی۔

ان حالات و مشکلات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مرتدین کے مقابلہ میں کامیاب ہونا آپ کے کمال صبر و استقلال کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے علیحدگی اختیار کر لی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ پس کر سرمہ ہو جاتا لیکن میرے والد ماجد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عجیب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن تدبیر سے ہر مشکل کی عقدہ کشائی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ عرب جبکہ دنیا طلبی اور ارتداد کے سیلاب میں بہے چلے جا رہے تھے اور ابدی ہلاکت کے سمندر میں غرق ہونے کے قریب تھے ایسے وقت میں صدیقی تدبیر و روحانیت اور عزم و استقلال نے ان کو غرق ہونے سے بچا لیا اور طوفان ہلاکت آفرین سے نجات دلا کر ملک عرب کا بیڑا ساحل فوز و فلاح تک صحیح سلامت پہنچا دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی یہی بیدار مغزی شہنشاہیت روحانیت اور اسلامی خدمت ان کو رسول اللہ کا سچا جانشین ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منشور عام

جب آپ نے مرتدین کی سرکوبی سے فراغت پائی اور اس فتنہ کا قلع قمع کر دیا تو مدینہ منورہ میں آکر ایک فرمان عام لکھا اور اس کی نقلیں کرا کر مرتد قبائل کی طرف روانہ کر دیں اور حکم دیا کہ یہ تمام قبیلوں کے مجمع عام میں سنا دیا جائے اس اعلان کا مضمون یہ تھا:۔

"ابو بکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے ہر اس شخص کو جس کے پاس یہ فرمان پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا اسلام سے پھر گیا ہو معلوم ہونا چاہیے فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وامن بما جاء بہ واکفر من ابی وجاھد اما بعد۔ خدا تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی نبی بنا کر بھیجا جو خوشخبری دینے والے ڈرانے والے اور خدا کے حکم سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہدایت کے سراج منیر ہیں جو شخص دعوت اسلام قبول کرتا ہے خدا تعالے اس کو ہدایت دیتا اور کامیابی کا سیدھا راستہ بتا دیتا ہے اور جو انکار کرتا ہے بحکم الہی اس کو بذریعہ جہاد الغیا و فرمان الہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ احکام الہی کو نافذ فرمانے۔ مسلمانوں کو نصیحت کرنے اور تبلیغ فرائض تبلیغ کو بخوبی انجام دینے کے بعد آنحضرت صلعم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ خدا تعالے نے اس کی خبر قرآن مجید میں پہلے ہی سے دے دی تھی کہ انک میت وانھم میتون تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون تم سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی سو کیا اگر تم مر جاؤ گے تو وہ ہمیشہ رہیں گے؟ اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے سمجھا دیا کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ محمد تو صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہو گذرے ہیں پس اگر یہ مر گئے یا مقتول ہوئے تو تم پچھلے پاؤں پر پھر جاؤ گے اور جو شخص پھر جائیگا اس کا وہ کچھ نہ بگاڑیگا اور اللہ شکر گذار لوگوں کو نیک بدلہ دیگا۔ پس جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا تو محمد صلعم تو بیشک فوت ہو گئے اور جو اکیلے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ اور قائم ہے نہ وہ فوت ہوا نہ اس کو نیند اور اونگھ آ سکتی ہے وہ اپنے حکم کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنی جماعت کے ذریعے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے پس تم کو خدا سے ڈرنے کی اس سے حصہ لینے اسلام کی ہدایت اختیار کرنے اور دین الہی کی مضبوط رسی پکڑنے کی وصیت کرتا ہوں جس کو خدا نے ہدایت نہ کی وہ گمراہ ہوا اور جس کو خدا نے عافیت عنایت نہ کی وہ مصیبت میں مبتلا ہوا جس کی خدا مدد نہ کرے وہ یکہ و تنہا اور بے یار و مددگار رہے۔ انسان جب تک اسلام کا اقرار نہ کرے دنیا و آخرت میں کوئی عمل اس کا مقبول نہیں ہو سکتا مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض نے اسلام قبول کر لے اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے کے بعد خدا سے منہ موڑ کر جہالت اور شیطان کی اطاعت کی طرف رجوع کیا ہے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو جو تمہارے دشمن ہیں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اس کو اپنا دشمن بناؤ کیونکہ وہ تو اپنے گروہ کو تمہارے دوزخی بنانے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار کے لشکر کو روانہ کرتا ہوں جو نیکی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ اول اسلام کی دعوت دیئے بغیر کسی سے مقابلہ نہ کریں۔ میں نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اسلام کا اقرار کریں برائیوں سے باز رہیں اور نیک کاموں سے انکار نہ کریں ان کی اعانت کریں اور جو اسلام سے انکار کریں ان کا مقابلہ کریں اور ان کی کچھ قدر و منزلت نہ کریں بجز اسلام کے کچھ قبول نہ کریں۔ پس جو شخص ایمان لائے اس کے لئے بہتری ہے ورنہ وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتا۔

میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس اعلان کو ہر ایک مجمع عام میں پڑھ کر سنا دے۔ جب اسلامی لشکر تمہارے قریب پہنچے اور ان کا موذن اذان دے تو تم بھی اس کے مقابلہ میں اذان دو یہ علامت اس بات کی ہوگی کہ تم نے اسلام کو قبول کر لیا ہے تم پر حملہ نہ کیا جائے گا۔ اور اگر تم نے اذان نہ دی تو تم سے باز پرس ہوگی اور درصورت انکار تم پر حملہ کر دیا جائیگا۔"

اس اعلان کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بہت سے مرتدین پھر اسلام میں واپس آگئے۔

خطبات اعلیٰ

نمبر ۱

حضرت مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن جن کے متعدد عالمانہ مضامین آپ کے مطالعہ سے اکثر گذر چکے ہیں۔ انہوں نے علمی تنظیم المسلمین کے لئے ایک ماڈل بستی تیار کی ہے جس کا نام دارالاسلام ہے جو پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کے قریب واقع ہے۔ مولانا کا پروگرام تو بہت وسیع ہے ان میں مابہ الامتیاز اجتماع جمعہ کو کارآمد بنانے کا پروگرام ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے وہاں جمعہ کی خطابت قبول فرمائی ہے اور ہر جمعہ کے لئے خطبہ بھی خود ہی مرتب فرمائیں گے اور یہ ایسا بے بہا لکچر ہوگا جس سے ناظرین مولوی کو بھی محروم نہ رہنا چاہیئے۔ چنانچہ مولوی میں اس کو مسلسل چھاپنے کا تہیہ کر لیا ہے تاوقتیکہ مولانا ممدوح اس کو بند نہ فرما دیں۔ امید ہے کہ ناظرین اس سے فیضیاب ہوں گے اور مولانا ممدوح کے حُسنِ عمل میں وسعت کے لئے دست بدعا ہیں۔ مدیر

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه. ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا محمداً عبده ورسوله.

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کے بندے ہیں ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خود اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے بچائے اللہ جس کو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور اللہ ہی جس کو ہدایت نہ دے اسے کوئی سیدھے راستہ پر نہیں لگا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود اس خدا کے سوا نہیں جو ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

برادرانِ اسلام۔ میں ایک دور دراز علاقے کا رہنے والا۔ اپنا گھر بار اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو چھوڑ کر آپ کی اس بستی میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ میں اسلام اور مسلمانوں کی کچھ خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یہاں کوئی لالچ کھینچ کر نہیں لایا ہے نہ میں آپ سے کسی اجرت کا طالب ہوں۔ میں صرف آپ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے دنیا اور عاقبت کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کام میں اگر مجھے کوئی لالچ ہے تو وہ بس اتنا ہے کہ شاید اس طرح میرا مالک مجھ سے راضی ہو جائے اور میرے گناہوں کو بخش دے۔ بھائیو اگر تمہارا دل گواہی دے کہ اس کام میں میری مدد کرنا تمہارا فرض ہے تو میری مدد کرو اور میری مدد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی تعلیم کے مطابق جو کچھ میں تم سے کہوں اسے قبول کرو اور جس بات سے منع کروں اس سے باز آجاؤ اور تمہاری فلاح و بہبود کے لئے جو کام میں کروں اس میں میرا ساتھ دو اگر تم ایسا کرو گے تو خدا اپنے فضل سے میری اور تم سب کی تائید کریگا اور ہمیں کامیابی عطا کریگا کیونکہ خدا اپنی رحمت سے کسی ایسی جماعت کو کبھی محروم نہیں کرتا جو اس کے حکموں پر چلنے والی اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والی ہو۔

بھائیو! مجھے نہ علم میں کامل ہونے کا دعویٰ ہے اور نہ عمل میں کامل ہونے کا۔ میں تو گناہوں کی دنیا سے بھاگ کر یہاں پناہ لینے آیا ہوں تاکہ شاید یہاں مجھ کو اپنی اصلاح کرنے اور پکا مسلمان بن جانے کا موقع مل جائے جس طرح دوسرے انسانوں کے علم اور عمل میں کوتاہیاں ہیں اسی طرح میرے علم و عمل میں بھی ہیں اس لئے میں یہ کبھی نہ چاہوں گا کہ تم آنکھیں بند کر کے میری پیروی کرو اور اگر میں غلطی بھی کروں تو اس میں میرا ساتھ دو۔ نہیں۔ تم میں سے ہر شخص کو اپنے دین کے معاملہ میں چوکنا رہنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں خدا اور رسول کی تعلیم کے مطابق کہتا ہوں یا نہیں۔ اگر تمہیں شبہ ہو تو مجھ سے دلیل طلب کرو اگر میں غلطی کروں تو مجھے ٹوک دو اور میری اصلاح کرو۔ اور اگر کبھی تم دیکھو کہ میں خدانخواستہ گمراہ ہو گیا ہوں تو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم مجھے اپنی بستی سے نکال دینا۔

یہ چند باتیں تھیں جو سب سے پہلے میں آپ لوگوں کے گوش گذار کرنا چاہتا تھا اس کے بعد چونکہ آج آپ کی نماز جمعہ میں یہ میرا پہلا خطبہ ہے اس لئے میں آج کے خطبہ میں صرف جمعہ ہی کے متعلق کچھ باتیں بیان کروں گا مجھے امید ہے کہ آپ لوگ ان باتوں کو غور سے سنیں گے اور یہاں سے واپس جا کر اپنے ان بھائیوں کو بھی سنا دیں گے جو نماز میں یہاں شریک نہیں۔

جمعہ کے احکام سننے سے پہلے آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جمعہ دراصل ہے کیا چیز؟ شریعت نے جتنی عبادتیں آپ پر فرض کی ہیں ان کے دو مقصد ہیں پہلا مقصد یہ ہے کہ آپ میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ نیک اور پرہیزگار اور خدا ترس بنے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ خدا کے سب پرہیزگار بندے مل کر ایک جماعت بنائیں اور ایک دوسرے کے مددگار بن کر اپنی مجموعی طاقت سے دنیا میں نیکی اور پرہیزگاری اور خدا ترسی کو پھیلائیں اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ تمام عبادتیں اس طرح پر فرض کی گئی ہیں کہ ان سے یہ دونوں مقصد ساتھ ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں روزے کو فرض کیا تو اس طرح کہ سارے مسلمانوں کے لئے ایک ہی مہینہ مقرر کر دیا تاکہ سب مل کر ایک وقت میں روزہ رکھیں یہ نہیں کیا کہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ جب چاہے روزہ رکھے اور سال بھر میں تیس روزے پورے کرے۔ حج فرض کیا تو سارے دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک تاریخ مقرر کی تاکہ تمام حاجی ایک وقت میں ایک جگہ جمع ہوں۔ یہ نہیں کیا کہ اپنی سہولت دیکھ کر جب جس کا جی چاہے حج کر آئے۔ زکوٰۃ فرض کی تو ہر جگہ کے مالدار مسلمان کیساتھ اس کے غریب بھائی کا جوڑ لگا دیا۔ اسی طرح نماز بھی جب فرض کی تو ساتھ ہی جماعت کی بھی سختی کے ساتھ تاکید کر دی۔ لیکن نماز کا معاملہ دوسری عبادتوں سے ذرا مختلف ہے۔ روزے سال بھر میں ایک مہینہ کے لئے ہیں۔ حج اور زکوٰۃ سال میں صرف ایک مرتبہ کے لئے ہیں

اگر نماز تو بفضلہ پانچ مرتبہ فرض ہے۔ ... میں ہر وقت جماعت کی پابندی کیسے ہو سکتی ہے۔ ہر شخص کے لئے ہر نماز کو با جماعت ... ادا کرنا فرض کر دیا جاتا تو بڑی مشکل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازوں میں جماعت کی تاکید کر دی لیکن اس کے ساتھ ہی ... فرض نہیں کیا کہ ہر نماز جماعت کے ساتھ ... کے معاملہ میں یہ ... کہ ... پانچ وقت کے بجائے ہفتہ میں ایک وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے ... کے ... نماز ادا ... زیادہ مسلمانوں کا اکٹھا ہونا ...

اب ... کہ ... پہلے بیان کر چکا ہوں ... نماز ... کے مقصد ... نماز ... یعنی ... بندوں ... جماعت ... نمازوں سے پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔ اس مقصد کی تکمیل صرف جمعہ ... اللہ اور اس کے رسول نے جمعہ کی اس قدر سخت تاکید ... عبادت ... ہے کہ جمعہ کو جو شخص ... چھوڑ دیتا ہے وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یاایھاالذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون	اے ایمان والو! جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو خدا کی یاد کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من ترک ثلٰث جمعات من غیر عذر کتب من المنافقین" جس نے بغیر کسی عذر کے مسلسل تین جمعے چھوڑ دیئے اس کا نام منافقین میں لکھا گیا۔ غور کیجئے کتنے مسلمان ہیں جو تین تین کیا سینکڑوں جمعے چھوڑ جاتے ہیں ... اور ان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان پر کوئی چیز فرض ہے اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں۔

دوسری حدیثوں میں ہے:-

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فعلیہ الجمعۃ فمن استغنی بلھو او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید	جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ فرض ہے اور جو کھیل یا کاروبار کی خاطر جمعہ سے بے پروا ہو جائے اللہ اس سے بے پروا ہو جائیگا اور اللہ پاک بے نیاز ہے۔
لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات او لیختمن اللہ علیٰ قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین	لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیگا اور وہ بھی غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

ایک حدیث میں تو حضور نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

لقد ھممت ان امر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علیٰ رجال یتخلفون عن الجمعۃ بیوتھم	میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کر دوں اور ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دوں جو جمعہ چھوڑ کے بیٹھے رہ جاتے ہیں۔

دیکھئے تو سہی، نبی کریم جو اپنی امت پر ماں اور باپ سے زیادہ شفیق ہیں اور جن کی رحم دلی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ کسی چیونٹی کو بھی تکلیف دینا گوارا نہ تھا ان کے دل میں اس گناہ پر کتنی بڑی سزا دینے کا خیال آیا ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ یہ کیسا سخت جرم ہے۔ مختصر الفاظ میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو شخص جمعہ کو چھوڑتا ہے وہ اسلام کے اصل مقصد کو ضائع کرتا ہے وہ دین کی جڑ پر ضرب لگاتا ہے اور مسلمانوں کی جماعت میں رہ کر اس بنیاد کو توڑتا ہے جس پر مسلمانوں کی جماعت قائم کی گئی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص جس کشتی میں بیٹھا ہے اسی میں سوراخ کر رہا ہو تاکہ خود بھی ڈوبے اور اپنے ساتھ دوسرے مسافروں کو بھی لے ڈوبے۔ ایسا شخص منافق نہیں تو کیا مومن کہا جائے گا۔

اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کا فرض کیا ہے۔ آپ کو نہ صرف خود بخوشی کے ساتھ جمعہ کی پابندی کرنی چاہیئے بلکہ اپنے بھائیوں، دوستوں، ہمسایوں اور اپنے بال بچوں کو بھی اس کے ساتھ ملانا چاہیئے اور جو لوگ جمعہ سے غفلت کر رہے ہوں انکو ہر طرح سمجھا کر منا کر منت سماجت کر کے اور اگر نہ مانیں تو ڈانٹ ڈپٹ کر آمادہ کرنا چاہیئے کہ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوں۔

اس سلسلہ میں ایک اور غلط فہمی ہے جس کو میں رفع کر دینا چاہتا ہوں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دیہات میں چونکہ جمعہ کی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اس لئے دیہات کے باشندوں پر یہ نماز فرض ہی نہیں لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جمعہ کا مقصد چونکہ مسلمانوں کو جمع کرنا ہے اس لئے الگ الگ چھوٹے چھوٹے دیہات میں جہاں مسلمانوں کی تھوڑی تھوڑی آبادیاں ہوں جمعہ قائم کرنے سے روک دیا گیا، کیونکہ اس طرح جمعہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دیہات کے مسلمانوں پر جمعہ فرض نہیں رہا بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کو ہر طرف سے سمٹ کر کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ اور بہت سے دیہات کے مسلمانوں کو مل کر ایک جگہ نماز پڑھنی چاہیئے لہٰذا آپ لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں یہ نہ سمجھیں کہ آپ پر سے جمعہ ساقط ہے۔ یہ فرض آپ پر بھی اسی طرح عائد ہوتا ہے جس طرح شہر والوں پر ہے، البتہ آپ لوگ الگ الگ اپنے اپنے قریوں میں نہ پڑھیں بلکہ ایک مرکز پر جمع ہو جایا کریں۔

جمعہ کے دوسرے ضروری احکام بھی مختصر طور پر بیان کئے دیتا ہوں۔ آج کے روز غسل کرنا سنت ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے خدا نے اس دن کو مومن کے لئے عید کا دن بنایا ہے اس لئے اس میں جسم کو صاف اور پاک کیجئے۔ جو اچھے سے اچھے کپڑے اللہ نے آپ کو دیئے ہوں وہ پہنئے اور ممکن ہو تو خوشبو بھی لگائیے۔ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ضرور پڑھیئے اس کی بھی تاکید ہے۔

اس کے بعد آپ چاہیں تو نفل پڑھیں، اور چاہیں خاموش بیٹھ کر خدا کو یاد کریں۔ جب امام خطبہ دینے کھڑا ہو تو بات چیت بند کر دیں اور خطبہ کو توجہ کے ساتھ سنیں۔ اگر کوئی شخص بات کرے تو اسے اشارہ سے منع کیجئے، زبان سے کچھ نہ بولئے کیونکہ جرم کرنے والے کو روکنے کے لئے خود جرم کرنا حماقت ہے۔ نماز کے لئے جب آپ کھڑے ہوں تو صفیں سیدھی کیجئے۔ ٹیڑھی بنگی صفیں نہ ہونی چاہئیں۔

نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً الظہر پڑھنا غلطی ہے۔ اور محققین نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ صرف دو چار رکعتیں بطور سنت پڑھنی چاہئیں غرض جمعہ کا دن بڑی فضیلت کا دن ہے اس کے لئے شرعی اہتمام کرنا جو بیان کیا گیا ہے ضروری ہے۔

اتفاق

(از جناب مولوی عبدالرحمن صاحب مقبل)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فقال اللہ عز وجل واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا فتفشلوا وتذہب ریحکم

یعنی سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ ورنہ تم سست پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔

اس آیت کریمہ میں ایک امر ہے اور ایک نہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حکم نہ ماننے کا نتیجہ اور ممانعت سے باز نہ رہنے کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ کلام بلیغ کی تعریف یہی ہے کہ اس کے الفاظ کم ہوں اور اس کے معنے زیادہ ہوں اور اس سے جو مطلب نکلتا ہے اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہو اس کے لفظوں میں ایسی خوبی ہو کہ جب وہ تلفظ میں آئیں تو زبان کو مزا دے اور کانوں کو لطف سے بھر دے اس کے مطلب کی تشریح و توضیح دفتر کے دفتر میں نہ سما سکے۔ یہ جملہ آٹھ لفظوں سے بنا ہے مگر آسمان و زمین کی ساری وسعت اس میں سما رہی ہے اور یہ بھی اس کی وسعت کا اتنا کشادہ کا کشادہ ہے اس بارہ میں ہزار ہا کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور بڑے بڑے عقلا حکما سب کا معرکۃ الآرا مضمون ہے۔ اور دنیا کے قیام اور اس کی آبادی اور رونق اور ہر قسم کی ترقی کی بنیاد اور امن وعافیت اور اطمینان وجمعیت کی اساس اسی صفت پر ہے جو اس آیت کریمہ میں نہایت جامع ومانع مختصر اور حاوی لفظوں میں بیان ہوئی ہے۔ یہ صفت اتفاق کے نام سے پکاری جاتی ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس نے اس کی بدولت ترقی نہ کی ہو اور کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کی آب وہوا اس کی تخم ریزی سے نشوونما کی جان بخش صفت نہ حاصل ہوئی ہو۔ ہر شخص اس کی تعریف کرتا ہے اور ہر شخص اس کی خوبیوں کے راگ گاتا ہے۔ مگر تمام دنیا کے ادب میں ڈھونڈئیے ایسے حلاوت بخش اور سامعہ نواز الفاظ اور سب سے زیادہ دلوں کو متاثر کرنے والا فقرہ نہ ملیگا۔ الفاظ زبان کو حلاوت بخشتے ہیں تو کانوں کو لطف سے بھر دیتے ہیں۔ مطلب دلنشین ہو جاتا ہے اور ایک وجدانی اثر چھوڑ جاتا ہے۔ اتفاق کی خوبیاں ایسی نہیں ہیں کہ جس سے کوئی فرد انسانی واقف نہ ہو اور یہ بھی ہو کہ ہر شخص اس کا معترف ہے اور اتفاق کو ساری دنیا بالاتفاق ہر قسم کی ترقی کا پیش خیمہ سمجھتی ہے۔ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ سلطنتیں قائم ہوئیں تو اسی کی بدولت قوموں کو عروج نصیب ہوا تو اس کی بدولت جس قوم نے اس کا دامن چھوڑا اس کا گریبان عزت چاک ہو گیا جس سلطنت نے اس کے اصول کا پاس نہ کیا اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ قرآن حکیم نے جو حکم دیا ہے اور اس کی عدم تعمیل کا جو نتیجہ بتایا ہے اس میں اس قدر جوش اور طمانیت ہے وہ اس قدر اثر سے بھرا ہوا ہے کہ زبان اس کے اظہار سے قاصر ہے یہی جوش وصداقت کا سرمایہ اور یہی دل ہلا دینے والے اثرات ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کے اثرات پر مہر لگا دی ہے اور مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ یہ کلام ایسی ہی زبردست قوت کا کلام ہے جو بشری قوت سے بالا ہے دنیا میں ہزاروں قومیں ہیں اور ہزاروں قومیں عروج ومنزل کے نشیب وفراز پر چل چکی اتری ہیں اعلائے مطلب اور تاثیر کلام میں کمال پہنچتی رہیں ہزار ہا

ہزار سال سے فصاحت وبلاغت اپنے مدارج ارتقا سے گذرتی رہی مگر قرآن حکیم سے ایک جملہ کا بھی توازن نہ پیدا کر سکی حکم الٰہی یہ ہے کہ:-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا سب مل کر خدا کی رسی مضبوطی کیساتھ پکڑ لو۔ ولا تفرقوا اور اس اجتماع میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اگر اس حکم پر عمل نہ کروگے تو کیا ہوگا یہ ہوگا کہ تم سست ہو جاؤ گے اور چستی وچالاکی اور مستعدی تم سے رخصت ہو جائیگی اور تمہاری یکجائی اور تمہارے جتھے کا جو اثر ہے اور لوگوں پر تمہارے اجتماع اور یکجہتی کا جو رعب ہے وہ جاتا رہے گا اور تمہاری ہوا جو بندھی ہوئی ہے وہ بگڑ جائیگی سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں کہ کسی نصیحت سے غرض ہے اور کون نصیحت کرنے والا شفقت وخیرخواہی سے نصیحت کر رہا ہے مگر نفس کی کوتاہ اندیشی گمراہ کرتی رہتی ہے اور شخصی فائدہ پر قومی فائدہ کو قربان کر دیتی ہے۔ اسی طرح ذاتی نفع کے لئے قوم کے نقصان کا کوئی احساس نہیں ہونے دیتی یہ کوتاہ اندیشی ہے کہ آدمی ذاتی اغراض کی تعمیل میں لگا رہے اور قومی نفع کا خیال اس سے دور ہو جائے۔ قوت اجتماعی جو اتفاق کی بدولت حاصل ہوتی ہے یہ ایک شخص خاص کے نفع یا نقصان سے متعلق نہیں ہوتی بلکہ وہ جماعت کے نفع ونقصان سے متعلق ہوتی ہے اور یہ فائدہ بادی النظر میں جماعتی معلوم ہوتا ہے اور کوتاہ اندیشی سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کوئی ذاتی فائدہ نہیں نکلا۔ مگر حقیقت میں جب اجتماعی قوت کا مرکز قائم رہتا ہے اور اس میں زور پیدا ہو جاتا ہے تو جس طرح ہر فرد کی قوت دوسرے فرد کی قوت سے مل کر جماعتی قوت بنتی ہے اسی طرح جماعتی فائدہ بھی ہر فرد پر بٹ جاتا ہے اور جس قدر اجتماع زیادہ ہوگا اور جتنا فائدہ زیادہ ہوگا اتنا ہی ہر فرد کو تقسیم میں ملیگا اور اس فائدہ سے جو تنہا قوت سے حاصل ہو نہایت زیادہ بڑا ہوا ہوگا مگر کوتاہ اندیشی کا برا ہو کہ وہ اس کو سمجھنے نہیں دیتی اور ذاتیات سے بحث کرنے لگتی ہے مگر تاریخ بتا رہی ہے کہ حیوانات کے مقابلہ میں انسانوں کو غلبہ ہوا تو اسی قوت اجتماعی سے پھر انسانوں میں ایک ملک کے انسانوں کو دوسرے ملک کے انسانوں پر تسلط ہوا تو اسی جماعتی نظام کی بدولت۔ اقوام عالم نے بھی ایک دوسرے پر چیرہ دستی کی تو اسی یکجہتی کی برکت سے مذہب نے بھی ایک خاص دائرہ اور خاص حد بندی کے ساتھ اسی اتفاق کی برکات سے مستفید ہونے کے لئے ایک جماعت قائم کی اور اپنے نظم کے لئے کثیر افراد کو ایک رشتہ میں منظم کیا۔ مذہب اسلام کی وسعت نظر سارے مذاہب سے بڑھی ہوئی ہے اس نے اپنے پیروؤں کی ایک ایسی جماعت بنائی جس میں کوئی قوم خاص کی تخصیص نہ رکھی نہ ملک ایشیا کا جھگڑا لگایا نہ یورپ کا نہ کالے گورے کا فرق قائم کیا نہ زبان اور لہجہ کا اس نے ہر قوم اور ہر ملک کو ایک بندھن میں باندھ دیا اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کا سبق دیا اور ایک نہایت زبردست قوت اجتماعی کی بنیاد ڈالدی۔ اس کثرت اور جماعت کو ہمیشہ شخصیت کی تنگ خیالیوں نے نقصان پہنچایا ہے اور قومی ترقی اور عروج کی کوششوں کو اسی نے غارت کر دیا ہے زمانہ نے اپنی گردشوں

میں ایسی ہزارہا صورتیں بنائیں اور بگاڑیں کبھی اجتماعی قوت کی خوبیاں مختلف افراد میں دلنشین ہوئیں اور ایک دم جماعت کی قوت نے بڑھ کر ہر فرد کو عزیز کر دیا اور کبھی کسی تنگ نظر فرد نے اپنی ذاتی نفع کی دھن میں جماعتی اور قوت اجتماعی کو پارہ پارہ کر کے شخصی عروج اور قومی زوال کا باعث ہوا قوت اجتماعی کا مقبول اور دلچسپ نام اتفاق ہے یعنی آدمیوں کے ملنے سے جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ قوت اجتماعی کہلاتی ہے ایک شخص کی تنہا قوت سے کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا ہے جس قوم کے افراد کسی ایک کام کے کرنے پر ایک ہو کر کوشش کرتے اور اپنی قوت صرف کرتے ہیں اس کی دھاک دوسری قوموں پر بیٹھ جاتی ہے اور وہ قوم جو اپنی جماعت کی قوت کو متفقہ طور پر کام میں لاتی رہتی ہے اس کی ہوا بندھ جاتی ہے اور عجب وہ نہیں انسان و فرشتہ اس کی رکاب میں چلتے ہیں۔ دنیا کی ابتدائی حالت پر نظر ڈالو تو اتفاق کی برکتوں کا عجیب منظر نظر آتا ہے جو اگرچہ تاریخ نے ہمارے پیش نظر نہ چھوڑا ہے مگر ہم کبھی غور سے اس کا مطالعہ کرتے نہیں۔ دنیا میں انسانوں کی نشو و نما اور دنیا کی آبادی میں جماعت انسانی کی کوششوں پر ایک غائر نظر ڈالی جائے تو ہم کو اتفاق کی قوت کا بڑا کرشمہ دکھائی دیگا۔ آپ کو یہ شکایت ضرور ہوگی کہ دنیا میں انسان نے جو قوت و اقتدار حاصل کیا وہ محض قوت انسانی کی بدولت ہی حاصل کیا ہے جو اتفاق کا دوسرا نام ہے اور یہ کثیر التعداد دشمنوں پر انسان کو تسلط اسی قوت سے ہوا جو اتفاق کہلاتی ہے دنیا کے مادوں نے جب اجزا کو مکمل کر لیا اور نباتی قوتیں ان گنت صورتوں میں اپنے مضر اور مفید خواص کے ساتھ مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے لگیں جمادات نے اپنے پھیلاؤ سے کہیں خوبصورت فرش کا کہیں چمکدار زیور کا مظاہرہ کیا۔ حیوانات نے اس کو اپنا قدرتی مسکن اور فطری غذا بنائی۔ مگر ان عجائبات قدرت کو اپنی صناعی و قدرت سے معراج کمال پر پہنچانے کے لئے ایک ذی شعور صاحب فہم و فراست ہستی کی ضرورت تھی اور دنیا کی موجودہ مخلوق میں کوئی اس کی اہلیت نہیں رکھتا تھا خدا نے اپنے ہاتھوں سے ایک پتلا بنایا جو حیوانات کی جنس سے تھا مگر اس کا چہرہ مہرہ ہاتھ پیر وضع ترکیب تمام حیوانات سے بہتر اور کار آمد تھی اس کی قوت دماغی سب سے زیادہ تھی اس میں موجودات عالم میں تصرف کرنے اور اس کی رونق بڑھانے کی صلاحیت اور ان پر حکومت کرنے کا خاصہ مادہ تھا جنس حیوانی کی یہ برگزیدہ نوع نوع انسانی کے نام سے دنیا میں آئی اور اس کی نسل اس بسیط زمین میں پھیلنے لگی مگر دنیا میں جہاں نباتات و جمادات کی رنگینیاں آنکھوں میں نور پیدا کرتی تھیں وہاں حشرات الارض کے زہریلے اجسام اور درندوں کی دندان و چنگال کی تیزی سدراہ تھی۔ اور ہر ایک نوع اپنی کثرت تعداد سے بنی نوع انسان کی تعداد سے بڑھ چڑھ رہی تھی۔ انسان کی نوع اپنی تعداد میں تو کم تھی ہی۔ قوت جسمانی میں بھی اپنے حریفوں سے بہت کمزور تھی حشرات الارض کے جسم ایسے مادہ رکھتے تھے جو انسان کے جسم سے چھو جائیں تو وہ ہلاک ہو جائے۔ کسی جانور کے دانتوں میں وہ زہریلا عرق تھا کہ اس کا دانت انسان کے جسم کو لگا اور وہ فنا ہو گیا کسی کی دم میں ایسا کانٹا لگا ہوا تھا جس کی خراش انسان کو غنودگی میں لاتی اور بیہوش کر دیتی اور بعض بعض وقت جان بھی لے لیتی۔ بعض جانوروں کی بھاپ انسان کے لئے ہلاکت آفرین تھی اس نے پھنکارا اور ہوا نے اس کی پہنچ کر انسان کے جسم تک پہنچائی اور یہ ختم ہو گیا۔ درندوں کے ناخن اور دانت خنجر و سنان سے زیادہ تیز اور مہلک تھے اور ایک درندہ کی قوت کے آگے انسان کی جماعتی قوت بھی کام نہیں دے سکتی تھی۔ انسان زمین پر آباد ہونے آیا ہے مگر اپنے حریفوں کے آگے کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ قوت کیا بلحاظ خلقی سامان ہلاکت کے جو اس کے حریفوں کو قدرت سے ملے تھے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتی تھی۔ وہ اپنی اولاد کو زمین پر آباد کرنا اور زمین کو رونق دینا چاہتا ہے۔ مگر غیر لاتحصی و لاتعد ہر ہر نوع کی کثرت اور ہر ہر فرد کی قوت اس کے لئے خطرات بڑھا رہی تھی اس وسیع زمین سے ان دشمنوں کو نابود کرنا یا کسی خاص حصے میں ان کی سکونت کو محدود کرنا کسی کو ہلاک کرنا اور کسی کو مطیع کرنا ایک نہایت دشوار کام تھا جو ایک چھوٹی کمزور جماعت کو کرنا تھا اور کس کے مقابلہ میں؟ ایسی جماعت کے مقابلہ میں جماعت نہیں جماعتوں کے مقابلہ میں جو ہر ایک اپنی نوع کی کثرت میں اس سے لاکھوں کی تعداد میں بڑھی ہوئی تھی۔ ہاتھی ہیں کہ اپنی کوہ پیکر جسامت سے چلے ڈالتے ہیں شیر ہیں کہ اپنے زور و قوت اور دندان و چنگال کے نشتروں سے پہاڑ کھاتے ہیں۔ انسان ضعیف البنیان کیا کرے کیا نہ کرے ابھی انسان کی دستکاری اس کمال پر نہیں پہنچی تھی کہ درندوں کے دانتوں کی مقابلہ نیزہ و سنان و خون آشام سے کر سکتا یا ان کے ناخنوں کے خنجروں کا جواب شمشیر بران سے دے سکتا۔ انسان تو دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ نباتات کے نقصانات اور منافع کو معلوم کرے اور اس کے مضرت سے بچے۔ منافع سے فائدہ اٹھائے۔ جمادات کو زینت دے اور دنیا کی عمارتوں کو ان سے سجائے حیوانات پر قابو پائے اور ان سے آرام کے سامان اور شوکت کے اسباب مہیا کرے اور تمام موجودات عالم پر حکومت کرے مگر ابتدائی حالت میں دشمنوں کی کثرت اپنے ضعف اور ان کی قوت سے عجیب کشمکش تھی جن میں انسان پھنسا ہوا تھا۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ حشرات الارض زمین کی تہ میں اپنے کو چھپائے ہوئے ہیں۔ اژدہے اپنے بڑے اور عظیم جثے بھی پہاڑوں کے غاروں میں پوشیدہ رکھتے ہیں درندے ناخن اور دانتوں کے تیز ہتھیار لئے ہوئے اپنی قوت کا مظاہرہ نہیں کرتے اور انسانوں کی آبادی سے دور غیر آباد حصوں میں بھاگے پھرتے ہیں اور انسان کے سایہ سے ڈرتے اور اس کی نظر سے بچتے ہیں مگر اس ابتدائی زمانہ کی ہولناکی اور خطرات کا خیال کیجئے اور انسانوں کی جرأت اور جفاکشی کی داد دیجئے کہ کس طرح اور کیونکر اس روئے زمین کو انہوں نے دشمنوں سے صاف کیا کسی کو مارا کسی کو قید کیا کسی کو بھگایا کسی کو اپنا فرمانبردار بنا لیا اور جو چاہا ان سے کام لیا اور دنیا کو اپنی آنیوالی نسلوں کے لئے ایک آرام گاہ بنا کر چھوڑا اور سب کچھ کیا تو کس چیز کی مدد سے کس ہتھیار سے آپ ضرور سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم اتفاق پر مضمون لکھ رہے ہیں اور یہ تمہید اسی نتیجہ پر آکر ختم ہوگی کہ اتفاق نے یہ تمام مراحل طے کرائے اور بنی نوع انسانی کے اتفاق اور کوشش نے یہ گل کھلائے کہ آج ہم سب اطمینان سے دنیا میں رہتے بستے ہیں اور تمام موذی جانوروں کو دنیا کے غیر آباد اور ناقابل سکونت حصوں میں ڈال دئیے ہیں اور سرسبز و شاداب مرغزاروں اور بلند و مرتفع مقامات میں سربفلک عمارتیں بنا کر خود براجمان رہے ہیں۔ بات تو یہی ہے مگر میں اتفاق سے زیادہ اس بات کو بتانا چاہتا

ہوں کہ اتفاق نہ کرنے سے کیسی کیسی زبردست ہستیاں مٹ جاتی ہیں شیر میں جو کچھ ہے وہ اس کی ذاتی قوت اور فطری سامان چیرہ دستی ہیں، وہ اکیلا انسانوں کی ایک جماعت کو پراگندہ کرنے مرعوب رکھنے کے لئے کافی ہے مگر کبھی آپ نے نہ دیکھا ہوگا اور دیکھنے کا تو کیا ذکر ہے کبھی نہ سنا ہوگا کہ ایک شیر کی مدد کو دوسرا شیر آیا ہو۔ یا اس کو اس کے دشمن اور حملہ آور کے مقابلہ میں ہمت دلائی ہو۔ تمام درندوں کا یہی حال ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے بل بوتے پر کرتے ہیں ایک کو دوسرے سے کوئی ہمدردی نہیں ہے موذی جانوروں کا بھی یہی حال ہے۔ اژدہے کس قدر عظیم الجثہ ہوتے ہیں اور ان کی نوعی تعداد بھی دنیا کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ ہے اور نوع کی اندرونی قسمیں بھی بے گنتی ہیں اور ہر قسم کی تعداد کا بھی کوئی شمار نہیں کر سکتا اور ان کے زہریلے مواد سے ان کا رعب ساری مخلوق پر خصوصاً انسان پر زیادہ طاری رہتا ہے۔ مگر ایک سانپ پر حملہ ہو تو دوسرے سانپ مدد کو نہیں آتے اگر وہ پس و پیش سے گھیر لیں تو کثرت تعداد اور خوفناک پھنکار سے انسانوں کی ہستی کو صفحۂ زمین سے مٹا دیں مگر ان میں اتفاق نہیں جس کی وجہ سے ان کو سطح زمین چھوڑ کر زیر زمین اپنی بود و باش اختیار کرنی پڑی۔ انسان کو وہ ضرور دشمن جانتے ہیں اور اس پر وقتاً فوقتاً حملہ کرتے رہتے ہیں جب موقع پایا اس کو ڈس لیا مگر یہ سب فرداً فرداً ہوا جماعتی قوت نے کچھ نہ کیا اور اسی کا سبب تھا کہ انسان باوجود اپنی قامت اور کمزوری کے ایسے خوفناک دشمنوں پر غالب آیا

اسی طرح درندوں نے اپنی مجموعی قوت سے کبھی انسان پر حملہ نہیں کیا نہ اس کے حملہ کا دفعیہ قوت اجتماعی سے کیا ہے دنیا میں جتنے حیوانات تھے سب ہی انسان کی ہستی کو خطرناک سمجھتے تھے اور اس کو فنا کرنے کی خواہش رکھتے تھے اب بھی جہاں ان کو موقع ملتا ہے اور جو کچھ بھی بن پڑتا ہے وہ انسان کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے موذی اور درندوں کے سوائے اور جانور بھی کچھ کم خطرناک نہ تھے گھوڑے لات سے روند کر اور منہ سے چبا کر انسان پر غالب آسکتے تھے۔ ہاتھیوں کی جسامت اور اس کی کھال کی مضبوطی اور سونڈ کی گرفت غضب کی ہے۔ انسان کی ہستی اس کے آگے ایک مشت پر کی بھی ہے پاؤں رکھدے تو ہڈی پسلی چور چور کر دے مگر وہ اور اس کی نوع کے کوہ پیکر افراد سب کے سب انسان کے اشاروں پر چلتے ہیں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ یہ تو ہر فرد کی کثرت و قوت کا اندازہ کرایا گیا ہے۔ لیکن یہ تمام نوعیں اگر ایک ہو جاتیں اور اتفاق کر لیتیں تو بیچارے انسان کی کیا گت بنتی۔ انسان اس دنیا میں پھیلا۔ پھلا۔ پھولا سب پر غالب آیا اور سب کو زیر کر لیا اور ان کا حاکم بن بیٹھا اس میں اس کی قوت اجتماعی سے زیادہ اس کے دشمنوں کی پھوٹ نے اس کو فائدہ پہنچایا ہے انسان ہزار قوت اجتماعی رکھتا مگر جس کے مقابلہ میں وہ کھڑا تھا ان کی قوت اجتماعی اگر مدافعت کرتی یا حملہ آور ہوتی تو انسان کا میدان مقابلہ میں قائم رہنا دشوار ہو جاتا۔ ہم کو یہاں بھی بتانا ہے کہ نااتفاقی کیسی کیسی زبردست ہستیوں کو نیچا دکھاتی ہے اور گمنامی اور تنہائی کے گوشہ میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور اتفاق اور مجموعی قوت چھوٹی سی چھوٹی جماعت اور کمزور گروہ کو اپنی خداداد برکت سے غلبہ دیتی ہے بزرگ بناتی ہے اور آزادی اور خود مختاری کی عزت پر پہنچاتی ہے اس اتحاد و اتفاق کے فوائد سے حیوانات کے محروم رہنے کی وجوہ پر غور کیا جائے تو بآسانی ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ حیوانات کی خواہشات معمولی اور ادنیٰ ہیں اور معمولی و ادنیٰ خواہشات کے تکمیل کے لئے باہمی مدد و اعانت کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ پست خیالی اور محدود اور سادہ زندگی قوت اجتماعی کی طرف رجوع کرنے پر مجبور نہیں کرتیں نباتی غذا جن جانوروں کی زندگی کا سرمایہ ہوتی ہے ان کو اپنی غذا کی فراہمی کے اہتمام کی ضرورت ہی نہیں ہوتی وہ زمین کی روئیدگی سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں وہ پہاڑوں کے دامن میں درختوں کے نیچے بیٹھتے اٹھتے لوٹتے پوٹتے ہیں سو جاتے ہیں گھاس پات کی کمی ہو تو اس کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ کسی جگہ سے ان کو کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا وہ رہنے سہنے کے لئے کسی خاص مقام اور خاص وضع و ترکیب کے مقام کی ضرورت نہیں پاتے ہر جگہ ان کے لئے یکساں ہے۔ میدان یا درخت یا پہاڑ جو ہو اور جہاں ہو ان کو برابر ہے چونکہ ان کی خواہش بلند نہیں ہے ان کی ضرورت محدود رہتی ہے کھانے اور سونے کے سوا ان کو اپنی زندگی میں کچھ کرنا نہیں ہے۔ جو چیز سطح زمین پر قدرت نے اگائی ہے وہ ان کی غذا کا کام دیتی ہے زمین کا سخت یا نرم فرش جو فراش قدرت کا بچھایا ہوا ہے وہی ان کا بچھونا ہے وہی ان کا مکان ہے روئیدگی خشک ہو جائے یا ان کی خوراک بکر ختم ہو جائے تو وہ آگے نکل گئے اگر قابل خوراک روئیدگیاں ملتی رہیں تو چرتے گئے ورنہ فنا ہو گئے۔ ان کو کسی شکست کی اپنی نوع کی امداد کی کیا ضرورت ہے یہ سب بلند خیالی کے لوازمہ ہیں اس فطری ضرورت نے ان کو باہمی اتفاق سے محروم رکھا اور ان کی ذاتی قوت نے انسانوں کے آگے سر جھکا دیا۔ دوسرا سبب حیوانات میں قوت اجتماعی سے مستفید نہ ہونے کا یہ معلوم ہوتا ہے بعلوم کیا ہوتا ہے یہ کہنا چاہئے کہ ہے۔ وہ یہ کہ ضعیف اور کمزور قوی اور طاقتور کی غذا کے کام میں آجاتا ہے۔ نسبتاً ایک دوسرے سے قوی یا کمزور ہے اور زبردست زیردست کو کھا جاتا ہے اس نفس پروری نے حیوانات میں ایک دوسرے پر اعتماد پیدا ہونے نہ دیا۔ اور بغیر اعتماد اتحاد ممکن نہیں ہے اس لئے حیوانات اپنے زور و قوت میں متفاوت ہونے کے سبب ایک دوسرے سے متفق نہ ہو سکے اور متفقہ طور پر انسانوں کے مقابلہ میں نہ آسکے۔ یہاں ہم کو اس کا سبق ملتا ہے کہ آپس کا اتفاق اعتماد باہمی سے پیدا ہوتا ہے۔ دو شخصوں یا دو قوموں یا دو ملک کے باشندے جب تک ان میں باہمی اعتماد نہ پیدا کیا جائے اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا جب ایک ہی نسل میں ضعیف کو قوی کی خوراک بن جانے کا اندیشہ لگا ہوا ہے تو مختلف نسلوں میں اعتماد کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تھی اور اس کی بے اعتباری و بے اعتمادی نے ایک کو دوسرے سے علیحدہ رکھا اور ان میں قوت اجتماعی سے کام کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اور حیوانات کو انسان کے مقابلہ میں شکست اٹھانی پڑی کسی کو جلا وطنی گوارا کرنی پڑی کسی کو اطاعت قبول کرنی پڑی اور اپنی قوت اور اپنی ذات سے جو فوائد ہو سکتے تھے اس کا مالک انسان کو بنا

دینا پڑا۔ انسان نے اپنی قوت اختراعی سے فائدہ اٹھایا موذی اور بیچارہ دکھلنے والے جانوروں کو صلاحیت کی استعداد تھی۔ اونٹ، ہاتھی، گھوڑے، بیل، گائے بھینس اور اسی قسم کے جانوروں کو اپنی خدمت اور اپنے فائدہ کے لئے اپنی ر[illegible] سے لیا۔ کسی پر سواری یا [illegible] کی بار برداری کے لئے مقرر کیا کسی کو اپنی غذا کے لئے بہاو [illegible] کے کام میں لگایا۔ کسی کا دودھ نکال لیا جس کو قدرت نے اس کے بچوں کی پرورش اور قوت کا سبب بنایا تھا انسان اس میں بھی شریک غالب [illegible] ان تاریخی مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دو قومیں جب تک ایک دوسرے کی فائدہ رسانی پر آمادہ نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے سے احتراز نہ کریں اور ہر باہم اور ہمیشہ کے لئے اپنے عمل سے ایک دوسرے کے دلوں میں بھروسہ نہ پیدا ہو اتفاق ناممکن ہے۔ ذرا بھی ہوشیار بعد و نقصان کا ذریعہ ہیں یا کسی ایک فریق کے دل میں پیدا ہوا اور اتفاق کا خاتمہ اور نا اتفاقی کی ابتدا ہوئی۔ حامیان اتفاق کی ساری کوششیں اتفاق پیدا کرنے کی بے سود ہیں جب تک کہ اتفاق کی بنیاد کو مستحکم نہ کیا جائے جس کا نام اعتماد باہمی ہے۔ اگر ہر شخص اس کوشش میں لگا رہے کہ دوسرے کو ملا کر میں فائدہ اٹھاؤں تو اس نیت اور ایسے عمل سے اتفاق پیدا نہیں ہوا کرتا چونکہ حیوانات کی جنس پر مختلف نوعیں اور ہر نوع میں مختلف قسمیں ہیں اور ہر ایک کو اپنی قسم اور نوع اور جنس میں دوسرے پر اعتماد نہ تھا اس لئے ان مختلف نوعوں میں کیا دو شریکوں میں بھی اتفاق نہ ہو سکا اور دوسری نوع کے اختیار میں اپنے اختیار اور آزادی کو دے دینا پڑا کیونکہ نوع جوان پر حکمران ہو گئی۔ آپس میں متفق ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی اس لئے کہ وہ بلند ارادہ تھی اس کی خواہشات معمولی اور ادنیٰ نہ تھیں اس کو اپنی نوع کی مدد کے بغیر اپنے اعلیٰ خیالات کی تکمیل دشوار تھی۔ ہر فرد کی بلند خیالی نے اپنے اعلیٰ ارادوں کی تکمیل میں ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت محسوس کی اور باہم متفق ہو گئے۔

یہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسی جماعت میں اتفاق ہو سکتا ہے جس کی ضرورتیں مشترک ہوں یعنی تمام جماعت کے افراد کی ضرورتیں متحد ہوں جہاں ضرورتوں میں اشتراک نہ ہوگا وہاں اتفاق بھی ممکن نہ ہوگا۔ چونکہ انسان ایک ہی انسان کی نسل سے ہے۔ اس کی ترکیب عنصر ایک ہی خون سے ہے۔ اس کی ضرورتیں ایک ہیں اور ایک انسان کی ضرورت دوسرے انسان کی ضرورت سے جدا نہیں ہے۔ ان کی ترقیوں کا خیال ان کی بلند پروازی کے منصوبے ایک ہی ہیں۔

بہر حال ایک شخص جس چیز کو ضروری سمجھتا ہے دوسرا شخص بھی اس کو ضروری سمجھتا ہے اور سب ہی کی احتیاج مشترک ہے۔ اس احساس کو مد نظر رکھ کر ایک شخص جو کچھ کرے گا اس کا فائدہ دوسرے کو بھی جماعت کا فرد ہونے کی حیثیت سے بار بار ملے گا۔ اس لئے ہمیں ہر بنی نوع انسان کے ساتھ کامل اتفاق سے رہنا چاہئے۔

روحانی پیغام

(نوشتہ مولوی نذیر الحق صاحب)

پذیرائی کے قابل خاک بھری التجا ہوتی
خدا کو کیا غرض تھی کیوں مدد کرتا خدا میری
مجھے کیا حق ہے دنیا میں حصول کامیابی کا
ندامت مجھ سے ہوتی ہے ندامت در بدر پھر

دنیا میں سب سے بڑی دولت دل کا اطمینان ہے۔ دنیا والے اسی دولت کی تمنا و جستجو میں آوارہ و سرگرداں ہیں۔ لوگ جتنا زیادہ اس کی طلب میں اپنی فکر و عمل کی قوتیں صرف کرنے میں اتنا ہی زیادہ یہ دولت دنیا سے مفقود ہوتی جا رہی ہے اور تمام عالم امن و راحت اطمینان و سکون کو ترس رہی ہیں۔ بے چینی اضطراب پریشانی اور کشاکش حیات نے اس دارِ عمل کو جہنم کدہ بنا رکھا ہے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں، نوابوں اور امیروں کو اضطراب و بے چینی کی آگ اندر ہی اندر کھائی جا رہی ہے حالانکہ ان کے گرد پیش زندگی فراغت و آسائش کے تمام سامان رہتے ہیں ان کے سامنے دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں لیکن اطمینان قلب میسر نہیں کبھی آپ نے غور بھی کیا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ آپ کو بھلا دنیوی مشاغل سے اتنی فرصت کہاں ملی کہ آپ اپنی زندگی کا مقصد اصلی کے حصول کی فکر کریں جو منزل کو بھول کر سونے کو مطلوب بنا بیٹھے ہوں وہ ہمیشہ راستہ ہی میں بھٹکتے پھرتے رہیں گے۔

سنو اور گوش ہوش سے سنو کہ لوگ اطمینان و راحت کی طلب تو رکھتے ہیں لیکن اطمینان و راحت کے صحیح اسباب پر غور نہیں کرتے جبھی تو یہ دولت ہاتھ میں نہیں آتی۔ آج یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ انسان صرف دولت کے ذریعہ ہی با اطمینان و فراغت زندگی بسر کر سکتا ہے اس ذہنیت اور نصب العین نے تمام کائنات انسانی پر کچھ اس بری طرح قبضہ کیا ہے کہ دنیا میں شاید مشکل ہی سے کوئی انسان ملے جس کے دل میں دولتمند بننے کی آرزو نہ ہو ہر شخص صبح سے شام تک اسی فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹے ہر شخص اسی طرح سوچ بچار میں رہتا ہے کہ دولت کیسے پیدا ہوتی اور کیونکر جمع ہوتی ہے مگر اس سرمایہ دارانہ جد و جہد سے دولتمندوں کو اطمینان تو اب تک کیا خاک میسر آتا بے چینی و اضطراب اور زیادہ بڑھے گا اور آج سرمایہ داری کے ہاتھوں دنیا بھر کے غریب مزدور اور کسان الامان و الحفیظ پکار رہے ہیں اور ان کی مظلومانہ چیخ و پکار اور درد و کرب کے نالوں سے قیامت سے پہلے قیامت برپا ہو

یہ ابتلا تاریکی مصیبت اور پریشانی کا زمانہ ہے

الحاد و مادیت نے انسانوں کو بالکل بھلا دیا ہے اب انسانی زندگی کا حقیقی مقصد کسے یاد ہے اب تو روپیہ اور سرمایہ کی طاقت کا نام خدا ہے یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے ہر جگہ اسی کی پوجا ہو اب جس راستہ پر دنیا اندھا دھند دوڑی چلی جا رہی ہے اور وہ مادی طلسم جس میں وہ پھنس کے رہ گئی ہے اور اپنے نصب العین کو بھول گئی ہے اس کا انجام و مآل ظاہر ہے بجلی اور بھاپ کی طاقتیں یہ اقتدار زہریلی گیسوں اور

ری و بحری غلبہ کے لئے یہ مجنونانہ تیاریاں خود اپنی ہلاکت کا آپ ہی سامان ہیں صرف ایک چیز ہے جو دنیا کو اس عالمگیر تباہی و بربادی سے بچا سکتی ہے اور وہ صرف انسانی زندگی کے مقصد کی تلاش اور اس کا حصول ہے یا یوں سمجھ کہ نقطۂ روح کی بیداری و زندگی ہے جو اس موت کے پیالہ کو کائنات انسانی کے ہاتھ سے چھین سکتی ہے۔ الغرض جب انسان کی دہر پرستی اور دولتمندی کا یہ عالم ہے تو وہ راحت قلبی کیونکر حاصل کر سکتا ہے۔

اس کے ساتھ جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آج اسلام کی آبادیوں پر بھی الحاد اور مادیت کے بادل منڈلا رہے ہیں اور وہ جو بہترین امت کے معزز لقب سے ملقب ہیں وہ بھی تباہی کے اس راستہ کا رخ کئے ہوئے ہیں جس نے دنیا سے انسانی شرف و فضیلت کو معدوم کر دیا اور بحر و بر کو فساد سے لبریز کر دیا ہے تو بے اختیار حسرت و یاس سے ڈوبی ہوئی آہ نکلتی ہے کہ اے امرحب دنیا کے رہبر و ہادی بھی ہلاکت و بربادی کی راہ ٹٹولتے ہیں تو بس اب دنیا کا خدا ہی حافظ ہے یعنی مسلمان بھی مادی طاقتوں کے جسمانی غلبہ کو سب کچھ سمجھ رہے ہیں ان کی نیت کا ذریعہ مادی غلبہ کے سامنے سرنگوں اور مادہ پرستوں کے قدموں پر سجدہ ریز ہے ان کی خانہ ساز امارت بھی مادی غلبہ کو حقیقی ایمان کی سرٹیفکیٹ دے رہی ہے اور ان کی بہکی ہوئی مذہبی و سیاسی لیڈری بھی مغلی طاقتوں کا کلمہ پڑھ رہی ہے۔ الغرض ان کی نیت ان کی امارت اور ان کی لیڈری و رہنمائی بھی اپنا راستہ بھولے ہوئے ہے صراط مستقیم کی بجائے مادی گمراہی اور الحاد و دہریت کو انہوں نے ہی راہ نجات خیال کرنا شروع کر دیا ہے۔ بس اس پریشانی تاریکی اور ابتلا کے زمانہ اور افراتفری کے دور میں جبکہ اپنے بیگانے سب اپنی منزل مقصود اور حقیقی اسباب راحت و اطمینان کو بھولے ہوئے ہیں اطمینان کہاں۔

مذہب کا لباس اوڑھ کر گمراہ کرنے والے

ایسے زمانہ میں گمراہیاں بے چینیاں اور پریشانیاں ناگزیر ہیں چنانچہ مذہب کے دائرہ میں دجال اور بے عزتی کا دعویٰ کرنے والے اصلاح کے پردہ میں فساد پھیلانے والے خاکساری کی نقاب ڈال کر شیطانی رعونت اور فرعونی انانیت کا اظہار کرنے والے اور معصوم بھیڑوں کی شکل میں پھاڑنے والے بھیڑیئے بھی پیدا ہوئے اور پیدا ہونے چاہئیں جنہوں نے مذہب کا نام لیکر اور کتاب و سنت کا حوالہ دیکر گمراہی کو پھیلا دیا بعض جاہ پسند نفس سرکش لئے مرید اور دولت کے پجاری تقدس کا غازہ مل کر خرقہ سالوس اوڑھ کر اور شعر و تصوف کا تار لیکر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور بعض بھلے مسلمانوں کو زعفران کا نام لیکر گھاس کھلا گئے اور حق پرستی و خدا طلبی کی شکل لپیٹ کر شخصیت پرستی کی کڑی زنجیر ان کے حلقوں میں اتار گئے۔

مذہب کے اس دائرہ سے باہر الحاد اور مادیت کے پجاری بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ترقی و تنظیم آزادی اور نمائش کے ترانے گائے اور عوام کو دھو

حال میں ناکر ملک و وطن کا پجاری بنا دیا بالعموم سیاسی گمراہی پھیلائی اور ان حلقوں میں مخلص با ایثار جوشیلے مگر نا تجربہ کار اور غیر مستقیم نظر ادر بد دیانت لیڈروں کے ساتھ منافقوں باولہوسوں اور بے دینوں کی تعداد نہایت زیادہ ہو گئی۔ قومی خدمت کے نام نہاد مدعیوں کی سازشوں اور ریاکاروں کی اتنی کثرت ہے کہ اصل حقیقت چھپ گئی ہے اور یہ بھی پہچان نہیں رہی کہ اصلاح کس راستہ سے ہوگی اور یہی حالت ہے جو دولت اطمینان کی سخت ضرورت ہے اور اگر ہوا بھی تو کیسے مل سکتی ہے۔ جبکہ کوئی خود بھی اطمینان کے صحیح اسباب پر غور نہیں کرتا۔

نجات کا راستہ

یاد رکھیے کہ اسلام ایک زندہ روحانی طاقت ہے دنیا کی دوسری زندہ حقیقتوں کی طرح یہ بھی ایک زندہ طاقت ہے مادی دنیا کے مقابلہ میں عالمگیر روحانی تحریک اور بے پناہ روحانی قوت ہے اس کے سوا فیضان روحانی کے تمام چشمے خشک ہو چکے ہیں صرف یہی ایک سرچشمہ یعنی اسلام جاری ہے جو مرشد اعظم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قدموں کے نیچے سے نکلا ہے یعنی قرآن پاک خدا کی حفاظت میں قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔ اسوہ حسنہ صاحب قرآن روشن ہے اور گمراہی سے بچانے کا سید ہا و صاف راستہ اکابرین اسلام کی پاک زندگی اور ان کے ہمیشہ قائم رہنے والے نشان قدم موجود ہیں اگرچہ مادہ پرست دنیا کی نظر آج بھی قرآن مقدس کا نام لیتے ہیں "خدا کا راستہ بتانے دکھانے اور ظلم و جبر و حرص و خود غرضی اور تباہی کے راستوں کو سمجھانے والا نور ابھی تک موجود ہے اور عالم افروزی کے ساتھ ضو فگن ہے اور مدینہ طیبہ کے سبز گنبد والے آقا کا پیغام اس تہذیب نما وحشت و بربریت اور زندگی کی خصلتوں اور گمراہیوں سے نکال کر انسان کو مہذب و با خدا انسان بنانے کے لئے اسی طرح قائم اور اسی طرح جلوہ آرا ہے جس طرح وہ تیرہ صدیوں سے پیشتر تھا۔ کھوئے بھٹکے اور بہکے بہکائے ہوئے مسلمانو! کتاب و سنت کی پکار سنو تمہارے نام آسمان سے کسی ان دیکھے حسن حقیقی کا پیغام آ رہا ہے کہ اپنی مذہبی اخلاقی تمدنی معاشرتی اور سیاسی زندگی کے تمام پہلوؤں کو کتاب و سنت کی روشنی میں لے آؤ ہر معاملہ میں یعنی دین و دنیا کے تمام کاموں میں اور ہر قول و عمل کے ہر قدم پر دل و جان سے کتاب و سنت کا اتباع کرو اور اکابرین اسلام کی طرح اپنی عزت و آبرو عیش و آرام اور جان و مال سب کچھ معبود حقیقی کی نذر کر دو یہی حقیقت اور نجات کا راستہ ہے اسی شان کے ساتھ فنا ہو جانا موت کو زندگی بنا دیتا ہے اور اسی میں اطمینان قلب اور ابدی راحت ہے۔ میں تمہیں سیدھے الفاظ میں بتلا دوں کہ تم طمانیت قلبی کیونکر حاصل کر سکتے ہو؟ سنو اطمینان قلب صرف اللہ کی یاد میں ہے اس کے بغیر ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بھی یہ چیز نہیں مل سکتی کسی دوسری برائی کے ذریعہ اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا دیوانہ پن ہے۔ اللہ کا ذکر کرو اور دل کے اطمینان کی لازوال دولت پالو۔ مگر مصیبت یہ آن پڑی ہے کہ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ کے ذکر سے مراد صرف رسمی استغفار و وظیفہ و نماز تلاوت اور ذکر جہر و خفی ہے چونکہ حقیقت ذکر تمہاری نظروں سے اوجھل ہو اس لئے ان چیزوں کا اشتغال و انہماک بھی دولت اطمینان کا باعث نہیں رہا سو جب تک تم اپنی بگڑی ہوئی ذہنیت کی اصلاح نہ کرو گے یعنی حقیقت ذکر کو نہ سمجھو گے اس وقت تک اطمینان قلب نہیں پا سکتے اس کے متعلق مختصراً ہم صرف اتنا بتلا دینا چاہتے ہیں کہ حقیقی ذکر الٰہی یہ ہے کہ تمہارے ظاہر و باطن دونوں پر خوف

الٰہی کا غلبہ ہو جائے اور اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہو کہ تمہارا ہر قدم رضائے الٰہی کی طلب میں اٹھے تمہارا ہر کام حکم خداوندی کے مطابق ہو اور تمہاری پوری زندگی خوف و رجا ر کا عملی مظہر بن جائے یا یوں سمجھو کہ ذکر الٰہی یہ ہے کہ تم ظاہری و باطنی دونوں طرح سچے مسلمان بن جاؤ۔ لوگوں کو خبط سوار ہے کہ وہ اپنی قوت خیال اور قوت عمل کو کسی ایک فرقہ کسی ایک طریقہ و مسلک اور کسی ایک گروہ و ٹولہ کے کھونٹے سے باندھ دینا چاہتے ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ بس اب ہم مسلمان بن گئے اس خام خیالی نے کروڑوں مسلمانوں کو محض نام کا مسلمان بنا رکھا ہے اور وہ اسلامی عمل کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتے ہیں وہ سچے اور کامل مسلمان نہیں تو کیسے ہیں؟ بعض واعظ صاحبان اپنے فرقہ میں داخل کر کے اور داخلہ کا پروانہ دیکر کہدیتے ہیں کہ بس اب تم جنت کے ٹھیکیدار بن گئے اور باقی جو تمام مسلمان جو تمہارے فرقہ میں نہیں وہ سب کے سب جہنم کا لندہ ہیں۔ دوسری طرف جاہل اور فریبی پیر صاحبان بیعت کر کے مریدی کا سرٹیفکیٹ مرید کے ہاتھ میں پکڑا کر کہدیتے ہیں کہ اسے شہد لگا کر چاٹو اور سال کے سال ہمارا نذرانہ دیدیا کرو بس جنت تمہاری اور تمہارے باوا کی کیونکہ ہم میدان حشر میں اپنی بزرگی کا جھنڈا لیکر کھڑے ہو جائینگے اور اپنے مریدوں کو چاہتے تو چھانٹ کر اور پروانہ راہداری دیکر سیدھا جنت میں بھیجدینگے پھر کسی فرشتہ کی کیا مجال جو تم سے آنکھ بھی ملائے۔ بتلایئے اسلام کی عملی زندگی پیدا ہو تو کیسے اور مسلمان سچے مسلمان بنیں تو کس طرح جو بڑے دماغ اور اونچے خیال کے لوگ ہیں وہ عوام کو اندھیرے میں رکھکر ان کی گردنوں پر اپنے قصر کبریائی کی تعمیر کر رہے ہیں اور ان کا وطیرہ دعویٰ ادعا اور ریں ہے جب کوئی نئی جاذب توجہ تحریک اٹھتی ہے تعلیم یافتہ طبقہ کے دلوں میں گھر بناتی ہے اور کوئی زبردست دل و دماغ کا آدمی زبردستی کا لٹیرا بننے لگتا ہے تو ذکی البصیرت اور نبض شناسان ملت تاڑ جاتے ہیں کہ اب یہ کچھ بننے لگا ہے اور یہ خطرہ و اندیشہ بعض اوقات واقعہ کی صورت میں بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ خطرات و واقعات اس لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ لوگ اور اور کچھ بننے کی کوشش کرتے ہیں مگر معمولی قسم کا سیدھا سادھا سیدھا مسلمان بننا نہیں چاہتے اور نہ ایسا رہنا چاہتے ہیں پس تم کچھ نہ بنو صرف عملی مسلمان بننے کی سعی کرو اگر مسلمان یعنی معنوں میں مسلمان بنجاؤ تو ان کے آگے بنے ہوئے مسیح موعود و مہدی اور امیر اور لیڈر اپنی طمانیت قلبی کے مقابلہ میں بالکل ادنیٰ اور ہیچ نظر آئیں ہم اپنی قوم کے بڑے دل و دماغ رکھنے والوں کو مخلصانہ نصیحت کرتے ہیں کہ جہاں آجکل کے زمانہ میں نبوت امارت لیڈری ولایت اور سعادت وغیرہ کی چیزیں راحت قلبی کے لئے مناسب نہیں اپنے دماغ سے کام لو دست و بازو سے خوب محنت کرو خوب کماؤ خوب کھاؤ اچھا پہنو اچھے مکان میں رہو کسی سے حد سے زیادہ تعلقات نہ بڑھاؤ کسی کی ظاہری تقدس مآبی پر لٹو نہ ہو جاؤ ہر ایک چیز حد اعتدال پر رکھو اعتقادات عبادات معاملات اور اخلاقیات میں افراط و تفریط سے اپنے دامن کو بچائے رکھو اور خدا کی یاد ہر وقت اپنے دل میں رکھو بس دل کے اطمینان کی دولت کے مالک بنجاؤ گے۔ اگر راحت و سکون چاہتے ہو تو دنیا میں رہو، کماؤ پیو، عیش و آرام کرو مگر اپنا دلی تعلق سوائے خدا کے اور کسی سے نہ رکھو اپنے دل کو فقط خدا کے لئے بنا لو۔ دل صرف خدا کے لئے ہی ہے۔ اگر دل دنیا کی عارضی اور فانی چیزوں میں اٹکر اپنے معبود حقیقی کو بھول گیا تو پھر اطمینان قلب اور راحت و آرام کہاں!

اسلام اور اجتماعی زندگی

ماخوذ اسلامک ریویو

(ذیل میں لندن کے ایک ہندو سالسٹر مسٹر آر۔ اے نرا کے فاضلانہ مقالہ کا ملخص ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ موصوف نے یہ مقالہ اسلامک سوسائٹی لندن کے جلسہ میں پڑھا تھا۔)

تین اسباب ہیں جن کی بنا پر ایک ہندو اس بحث پر تقریر کر رہا ہے۔ سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ میں اگرچہ ہندو پیدا ہوا لیکن بچپن سے ہمیشہ مسلمان ہمسایوں اور دوستوں میں رہا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان الگ الگ نہیں رہتے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ہندو مذہب اپنے پیروؤں کو یہ نہیں سکھاتا کہ وہ دوسرے مذاہب کو برا کہیں یا نظر حقارت سے دیکھیں رواداری اور غیر ضرر رسانی ہندو دھرم کے اساسی اصول ہیں تیسرا سبب یہ ہے کہ میں نے مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور پندرہ سال سے اسلامی قانون کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ میں اپنے موضوع کو ذیل کے تین عنوانات میں تقسیم کروں گا۔

(۱) کاروباری اخلاق۔ (۲) عام اخلاق۔ (۳) صنفی اخلاق۔

میں ہر عنوان میں اختصار برتوں گا کیونکہ ساتھ ہی ساتھ مجھے اپنے بیانات کی توضیحی مثالیں بھی دینی ہیں جو مجھے اپنے چند سال کے پیشہ کے تجربات میں ملی ہیں۔

میں یہ بات صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ میرا موضوع تقریر اخلاق کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی حضرت محمد کی عظیم المرتبت ہستی نے بنا ڈالی اور تبلیغ کی اور جس پر انہوں نے اور ان کے سچے پیروؤں نے عمل فرمایا۔ یہ معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ عہد حاضر کا ہر وہ مرد یا عورت جو مادیت کے سیلاب میں غرق ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرنے میں دقت محسوس کریگا۔

سب سے پہلے کاروباری اخلاق کو لیجئے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ روئے زمین پر اسلام ہی وہ اکیلا مذہب ہے جو سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ اگر آپ اس مفید ترین اور اعلیٰ اصول کی تحلیل کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ موجودہ اقتصادی نظام جس کا دارومدار سود پر ہے سراسر غلط ہے۔ روپیہ ایک جامد چیز ہے وہ بڑھتا چوگنا نہیں ہوتا۔ ایک پونڈ خواہ وہ چاندی کا ہو یا سونے کا جہاں کہیں اور جس زمانہ میں بھی ہو گا کسی طرح وہ دو پونڈ میں تبدیل نہیں ہو سکتا وہ ایک ہی پونڈ رہے گا۔ خواہ وہ کسی کاشتکار کے ہاتھ میں ہو یا بادشاہ کے ہاتھ میں ہو، فوجی جنرل کے ہاتھ میں ہو، ڈاکٹر کے ہاتھ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام نے اپنے متبعین کو سود لینے اور دینے سے منع فرمایا۔ حرص کی ایجاد کردہ چیزوں میں سود بنی نوع انسان پر بے رحمی کی بدترین شکل ہے جس کا ارتکاب مادیت سے مغلوب اور روحانیت سے بے بصر مخلوق انتہائی پندار کے ساتھ کرتی رہتی ہے۔ سود کے لین دین کے نتائج تباہ کن ہیں اور سوسائٹی کے سکون دائمی کو بری طرح تہ و بالا کرنے والے ہوتے ہیں عہد حاضر کے قوانین کی رو سے ۴۸ فیصدی تک سود لینا روا ہے۔ شاید آپ حضرات میں سے بعض اس بات سے واقف ہوں کہ انگلستان میں ایک سود خوار ۴۸ فیصدی تک سود قانوناً لے سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص آج سو پونڈ قرض لیتا ہے تو سال بھر میں اسے ۴۸ پونڈ دینے پڑیں گے اور دو سال گذر جانے پر وہ اصل سے تقریباً دوگنی رقم دینی پڑے گی۔ اس مہاجنی سود کی بدولت خدا معلوم کتنے خاندان تباہ ہو چکے ہیں۔ میں نے خود ایسے واقعات دیکھے ہیں جن میں ان سود خواروں ہی کی وجہ سے تباہی آئی جب کوئی شخص ان سود خواروں کے جنگل میں جا پڑتا ہے تو شرح سود کی زیادتی کی بدولت شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص حریص ساہوکار کے پنجہ سے صحیح سالم نکل سکے موجودہ زمانہ کے ماہرین اقتصادیات سود کے کاروبار کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ آخر کیوں؟ محض اس لئے کہ سود کے حصول کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں وہ رقم نہ ملک جاتی ہے جو ان کی نہیں۔ یہ سود کا سلسلہ بہت ہی بے پیمانہ پر جاری ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حرص اور خود غرضی اپنی انتہائی خوفناک شکل میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور اقوام عالم ایک نہر عظیم کے کنارے آلگی ہیں اور ہر وقت اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوئی تباہی میں جا گرنے کے لئے تیار ہیں۔

تعمیری انجمنیں، بینک اور بیمہ کمپنیاں سطحی اعتبار سے مضبوط معلوم ہونے کے باعث بہت ہی مفید اور ضروری ادارے سمجھی جاتی ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی مثال پیش کروں گا جو میرے جیسے پیشے والوں کو اپنے پیشہ کے سلسلے میں اکثر پیش آتی ہے ایک شخص نے ایک مکان بارہ سو پونڈ میں خریدا اور یہ طے پایا کہ وہ ماہ بماہ آٹھ پونڈ کی قسطیں ادا کریگا۔ ان آٹھ پونڈوں میں نصف سے زیادہ رقم پہلے دس سال کے سود کی رقم ہے۔ وہ شخص سات سال تک یہ قسطیں کسی نہ کسی طرح ادا کرتا رہا۔ آٹھویں سال وہ بیمار پڑا اور ساتھ ہی اسے اپنے کاروبار میں خسارہ ہوا اور وہ تین ماہ تک قسطیں نہ ادا کر سکا۔ تعمیری انجمن، جو سود خواری کی ایک معزز شیطانی شکل ہے، ہر ماہ اس پر تاوان عائد کرتی رہی۔ میں اس غریب مگر ایماندار خریدار کا مشیر قانونی تھا وہ بیچارہ قسطیں ہی ادا کرنے سے قاصر تھا یہ تاوان کا بار کہاں سے ادا کرتا مگر قانوناً یہ تاوان لگانے والے سود خوار حق بجانب تھے۔ انجام کار انجمن نے اپنے مشیران قانون کو اس خریدار پر مقدمہ دائر کرنے کی ہدایت کی میں نے ان کے پاس جا کر منت استدعا کی اور اس ایماندار خریدار کی تفصیلی صورت حال بیان۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں افسوس ہے لیکن کیا کیا جائے قاعدہ کی پابندی لازمی ہے اور دراز کار ان بجز اس کے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ واجب الادا قسطوں کی وصولی کا سلسلہ جاری رکھیں؟ اس کے بعد انہوں نے مقدمہ دائر کیا اور بالآخر اس مکان کا قبضہ حاصل کر کے اس شخص کو مع اس کے گھر والوں کے اس کے مکان سے جس میں ان کے سات برس گذرے تھے نکال باہر کیا یہ ساری کارروائی ازروئے قانون جائز تھی۔ اور بعض لوگ کہتے

کیا یہ مناسب بھی ہے کہ [illegible] اسی کا نام تھا؟ اگر سود کا سوال نہ ہوتا تو یہ شخص [illegible] زیادہ [illegible] ہوتا اور یہ بھی [illegible] ہو سکتی تھی کیونکہ ایسی صورت میں [illegible] ضرورت محسوس ہوتی اور نہ طمع دامنگیر ہوتی کہ وہ شخص [illegible] کہ مکان پر قبضہ کریں اور اس مکان کو [illegible] ایسے شخص کے [illegible] جو [illegible] اصل سود کرتا ہے۔ اسلام کے قانون کے معاملات [illegible] ہمیشہ تا جر یا دوست کو روپیہ قرض دیتا ہے [illegible] مقروض [illegible] اور [illegible] کے ساتھ واپس کرلے خیال کیجئے یہ اصول کتنا [illegible] نہیں ہے مدنہ سود نہ لینے کے اعلیٰ [illegible] تعریف [illegible] اصول [illegible] محبت اور جنسی پنہاں ہے۔ کوئی شخص بھی اپنے روپیہ کو سود پر چلا کر [illegible] اضافہ نہیں کرتا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب کاروباری معاملات میں انسانیت برتی جائے گی، خود غرضی میں کمی ہوگی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ زندگی کے جھگڑے گھٹیں گے اور روزمرہ کی زندگی اور کاروباری معاملات [illegible] زیادہ اطمینان قلب نصیب ہوگا۔ جب عہد حاضر کے [illegible] اداروں کی شقاوت اور خارج از انسانیت کارروائیوں کی [illegible] مثالیں [illegible] ہوں۔ اسلام کے متعلق بہت سے لوگ عجیب [illegible] رکھتے ہیں [illegible] کہ ایسے میں جو اسلام [illegible] اصل اور [illegible] مطالعہ کرتے میں [illegible] اور [illegible]

کاروباری اخلاق کے بعد ہم صنفی اخلاق کے موضوع کو لیتے ہیں آپ میں سے بعض نے سنا ہوگا کہ اسلامی قانون میں ایک اصول خلوت صحیحہ کا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ یہ اخلاق کا بلند ترین اصول ہے جو انسانوں کے لئے ان کے ان ذاتی تعلقات میں جو وہ صنف مقابل سے رکھتے ہیں واجب العمل بتایا گیا ہے بہتر یہ ہے کہ میں ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو اس اصول سے ناواقف ہیں اس کی تعریف بیان کردوں اس عظیم الشان شارع اسلام کے زمانہ میں گو علم برق کا آشنا نہ تھا لیکن وہ انسانی زندگی میں [illegible] کی ضرورت اور بھلائی سے بخوبی واقف تھے۔ سائنس کی اصطلاح میں بھی انسانوں کا باہمی صنفی تعلق، برقی رو ہی کا نام ہے۔

جس طرح انسانی زندگی کے تسلسل کے لئے یہ صنفی تعلق ضروری ہے اسی طرح یہ امر بھی ضروری ہے کہ وہ قواعد و اصول بھی عمل میں لائے جائیں جن کے ذریعہ انسانیت کا بہترین طریق پر تحفظ ہو سکے اور اس کا نیا و ہلا سوسائٹی کے تباہ و برباد ہونے رہ سکے۔ انسان لازمی طور سے ایک بیکار خلا ہے۔ آپ نے یہ کہاوت سنی ہوگی کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ بھی نہ گیا، اگر تندرستی چلی گئی تو کچھ چلا گیا اور ایک انسان بغیر اعلیٰ اخلاق کے ایک درندہ سے بدتر اور ایک سانپ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے اس لئے حضرت محمدؐ کی عظیم المرتبت ہستی نے اعلیٰ اخلاق کے تحفظ کا اعلیٰ ترین اصول خلوت صحیحہ کی صورت میں بیان فرمادیا۔ اسلامی قانون میں خلوت صحیحہ کے معنے یہ ہیں کہ اگر ایک مرد اور عورت جو ایک دوسرے کے غیر محرم ہیں کسی جگہ اکیلے اس حال میں پائے گئے کہ وہ تنہا ہیں اور انہیں وہاں کسی قسم کا اندیشہ نہیں، تو قانون کے ظاہری اعتبار سے گویا وہ مرتکب جرم ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے گو کہ نیم قانونی الفاظ

استعمال کئے ہیں لیکن مطلب کی خاص توضیح ہو چکی ہے۔

اب میں اسی برقی رو کی مثال کو پھر بیان کرتا ہوں جو لوگ علم برق کے اصول سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔ برقی رو مثبت اور منفی دو قسم کی ہوتی ہے۔ یہ دونوں قسمیں باہم ملنے کے لئے ہمہ وقت تیار اور بیتاب رہتی ہیں جب تک ان دونوں کے مابین [illegible] رہتا ہے یا دونوں کو علیحدہ رکھنے والی کوئی چیز موجود ہوتی ہے اس وقت تک یہ دونوں اپنے اپنے [illegible] میں [illegible] رہتی ہیں لیکن جوں ہی علیحدہ رکھنے والی چیز ہٹا دی جاتی ہے یا باہمی فاصلہ ایک خاص حد تک کم کر دیا جاتا ہے، فوراً دونوں ایک دوسرے کی طرف لپکتی ہیں اور شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر چاہے ساری دنیا مل کر شعلہ نہ اٹھنے کی دعا کرے تب بھی اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا ہر چیز کے [illegible] فطرت نے قانون اور اصول مقرر کر رکھے ہیں قانون توڑو گے تو اس کا انجام بھی بھگتو گے۔ انسانی اور اخلاقی دنیا بھی اٹل قوانین سے اسی طرح جکڑی ہوئی ہے جس طرح جسمانی دنیا۔ بنا بریں خلوت صحیحہ ہی کا اعلیٰ اصول مرد اور عورت کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ ترین اخلاق کو قائم رکھیں۔ یہی وہ اصول ہے جس کے مطابق یورپ میں لوگ نوجوانوں کو علیحدہ رہنے کے لئے "محافظ عورتیں" رکھتے ہیں۔ اسلام ان لوگوں کی ہرگز ہمت افزائی نہیں کرتا جو اچھے اصولوں کو قدیم اور دقیانوسی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے مانا کہ بہت سے مسلمان سچے مسلمان نہیں اور اسلام کے اعلیٰ معیار کے حامل نہیں، لیکن میرا مقصد تو صرف یہ جتانا ہے کہ اسلام میں ایک ایسا معیار موجود ہے۔ کون شخص ہے جو دنیا میں بداخلاقی کے سیلاب کی روز افزوں زیادتی سے جس کا نتیجہ دنیا کے روز افزوں زوال کی صورت میں نکل رہا ہے بے خبر ہے؟ وہ دن کچھ دور نہیں جبکہ ہمیں باوجود اس کے کہ ہم دنیا میں اہم اور معزز حیثیت رکھتے ہیں ان لوگوں کی حماقت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جو اخلاق کے اعلیٰ اصول نہیں برتتے۔

موجودہ زمانہ کا رواج ہے کہ نوجوان مرد و عورت کھلے بندوں پھرتے رہتے ہیں اور جب چاہیں بلا کسی پابندی کے باہم ملتے ہیں یہ رواج دنیا کی موجودہ غیر اطمینان بخش حالت کا ذمہ دار ہے۔ مسرت گھٹ رہی ہے اور بے چینی بڑھ رہی ہے۔ میں نے انگلستان میں اپنی نو سالہ پریکٹس کے دوران میں بہت سے ازدواجی مقدموں میں پیروی کی ہے جن میں فریقین زیادہ تر انگریز تھے اس لئے میں بیان کر سکتا ہوں کہ ان زوجین کی زندگی جو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر عامل نہیں ہوتے کتنی ناخوشگوار ہوتی ہے۔ بعض بعض مسلمانوں نے بھی اپنے مذہب اور اس کے اعلیٰ معیار کو بھلا کر اپنے سر مصیبت مول لی ہے۔ افراد کی اور ان کے توسط سے اقوام اور دنیا کی صحت اور مسرت کا دار و مدار اخلاق کے اس اچھے اور عمدہ معیار پر ہے جو کاروباری زندگی اور خانگی زندگی دونوں میں برتا جائے۔ اسلام اس معیار کو بہم پہنچاتا ہے۔ میری تمنا ہے کہ ہر مسلمان سچا مسلمان ہو جائے کیونکہ اس طرح اسلام زیادہ پھیلے گا۔ اور دوسرے مذاہب سے وسیع تر اس کی اشاعت ہوگی۔

اب میں چند لفظ عام اخلاق کے متعلق کہوں گا۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر قسم کی نشہ آور چیزوں شراب وغیرہ کو ممنوع قرار دیتا ہے موجودہ زمانہ

کی دنیا مخصوصاً نئی دنیا جان چکی ہے کہ روزمرہ کی عام زندگی کی بہتری اسی میں ہے کہ شراب جیسی بری چیز سے احتراز کیا جائے۔ اسلام اپنے ماننے والے کو کسی حال میں اور کیسی رسم کے موقع پر شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ شراب کی خرابیاں بحیثیت مجموعی اتنی زیادہ مشہور و معروف ہیں کہ ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ ہر سال ان کی بدولت کتنے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ کتنے بھلے اور ہونہار اشخاص شروع ہی میں اپنے مفید کارنامہ ہائے حیات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں عیش پسندی کو ہی سختی کے ساتھ ناپسند اور تحقیر سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک سچے مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنی دیواروں پر بیش قیمت قالین اور تصویریں لگائے۔ زندگی کی سادگی اس کا اعلیٰ ترین مقصد رکھا گیا ہے۔ یہ عیش پسندی ہی ہے جو لوگوں میں تفرقہ ذاتی اور بیہودہ خود غرض اور غریبوں اور غیر مستحقوں سے بے پروا بناتی ہے۔ جو کچھ مغرب میں ہو رہا ہے۔ اس پر نظر ڈالئے۔ وہاں یہ ممکن ہے کہ ایک دولت سے لدا پھندا امیر لندن کے مشرقی حصہ میں ایک غریب بھائی رہتا ہو۔

مغربی حصہ لندن کے تمام تھیٹر، سینما اور رسٹورنٹ ہر روز بھرے رہتے ہیں درعالیکہ لکھوکھا آدمیوں کو کھانا اور ضروری کپڑا میسر نہیں ہوتا اور یہ صورت حال طبعی اور صحیح سمجھی جاتی ہے۔ افسوس کہ محض ذاتی مفاد کے لئے انسانی ہستیاں کتنی بری طرح انصاف اور راستی کے معیار کو ترک کر رہی ہیں۔

مسلم عوام کی تعلیم

مسلم لیگ کا کوئی ممبر ہو یا کانگریس کا کوئی قوم پرست مسلمان ہو یا آزاد خیال، اخبار ہو یا کوئی رسالہ، ہر دور میں ہر ایک کی زبان و قلم سے یہی سننے میں آ رہا ہے کہ ہندوستان کی حالت دن بدن بگڑ رہی ہے، زمانہ ترقی کر رہا ہے اور یہ تمام پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ یہ آواز کچھ نئی نہیں ہے۔ بہت پہلے یہی فقرہ جمال الدین افغانی اور سید احمد علیہ الرحمۃ کی زبان سے بھی سنا جا چکا ہے اور آج بھی ملک کا ہر گوشہ اس صدا کو اس کثرت سے سن رہا ہے کہ اب اس کے لئے اس کے اندر کوئی جاذبیت اور کوئی تحریک یا عملی ترغیب محسوس نہیں ہوتی۔ گزشتہ صدی میں جو کچھ کہا گیا اس کے اندر درد تھا ایک تڑپ تھی اور یہی وجہ ہے کہ عہد ماضی کے زعماء کے ہاتھوں غلط یا صحیح تعمیری کاموں کی عظیم الشان بنیادیں بھی پڑیں جو اپنی بساط و حدود کے اندر قومی فوائد کے کام انجام دے رہی ہیں لیکن آجکل کی چیخ و پکار میں کوئی خلوص کوئی ہمدردی اور کوئی سچے جذبے جیسی نہیں پائی جاتی یہی وجہ ہے کہ تقریباً ربع صدی کی مسلسل ہنگامہ پروری اور لاتعداد انجمن سازیوں کے باوجود قوم وہیں کھڑی ہے جہاں پہلے تھی۔ بلکہ اب تو قوم پر مایوسی و اضمحلال قومی کے آثار بھی نمودار ہونے لگے ہیں لیکن جیسا کہ فطرت کا دستور ہے ہر تاریکی کے بعد روشنی نمودار ہوتی ہے رات کے بعد دن ضرور آتا ہے مجھے بھی اس ہجوم مایوسی میں امید کی کرن نظر آ رہی ہے۔ جدید قانون کے نفاذ کے بعد سے ہر مسلم جماعت اس بات کی کوشش میں مصروف نظر آ رہی ہے کہ مسلمانوں میں جلد سے جلد سیاسی قوت آ جائے اور وہ اپنی موجودہ پستی سے نکل کر کسی بلند مقام پر پہنچ جائیں۔ میں کسی خاص سیاسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا اور نہ مجھے مسلم لیگ اور کانگریس کی جنگ میں کوئی خاص لطف آتا ہے۔ میرے سامنے تو صرف وہ چیزیں ہیں جن کو عملی جامہ پہنائے بغیر نہ مسلم لیگ مسلمانوں کے درد کا صحیح علاج کر سکتی ہے اور نہ کانگریس کے شیدائی ہمنوا مسلمان میں چاہتا ہوں کہ آج ناظرین مولوی بھی میرے ساتھ ان چیزوں پر ایک نظر ڈال لیں۔

میں نے اس مضمون کا عنوان "مسلم عوام کی تعلیم" رکھا ہے اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلم ادارے جبری تعلیم نافذ کریں اور ہر مسلمان لڑکے اور لڑکی کو تعلیم یافتہ بنا کر رہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی قوم کی حقیقی ترقی کے لئے عام و لازمی ابتدائی تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن جبری تعلیم کا اجرا کسی قومی ادارے کا کام نہیں۔ اس کی عام اشاعت کے لئے تو دولت و بازو کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون و آئین کی رو سے مدد لینی پڑتی ہے۔ یہ کام ہمیشہ طاقت و قوت کے بل پر ہوا ہے اور ہو گا۔ قومی انجمنیں اور جمعیتیں اس کے حق میں رائے عامہ کو استوار و ہموار کر سکتی ہیں حکومت کا ہاتھ بٹا سکتی ہیں مگر جبر و زور نہیں کر سکتی ہیں۔ یہ کام ان کی دسترس سے باہر ہے پس اس نظریہ کے ماتحت میری مراد اس عنوان سے صرف یہ ہے کہ ہر بالغ مسلم کو اس کی ضروریات زندگی اور مسائل حاضرہ سے واقف کیا جائے۔ تعلیم کا مفہوم صرف یہی نہیں ہے کہ اسکول اور یونیورسٹی کی حدود اور چہار دیواری کے اندر کتابوں کی ورق گردانی کی جائے بڑے بڑے فلسفیانہ نظریات حل کئے جائیں اور سائنس کے حیرت انگیز تجربات سے دنیا کو استعجاب میں ڈال دیا جائے بلکہ تعلیم کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ایک شہری کو زندگی کی ضرورتوں سے واقف کیا جائے۔ دنیا کی رفتار سے آشنا کیا جائے ملک کے مصائب سے آگاہ کیا جائے عمرانی زندگی کے اصول سے باخبر کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں اس کو بتایا جائے کہ وہ کیا ہے؟ اور اسے کیا کرنا ہے؟ یہ وہ تعلیم ہے کہ اس سے مستفید ہونے کے لئے بڑی کتابوں کے گہرے مطالعہ اور کسی یونیورسٹی میں باقاعدہ داخلہ لینے کی مطلق ضرورت نہیں یہ چیز تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ گھر گھر اشاعت پا سکتی ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ خلوص ایثار اور محنت ہے سیاسی سربلندی کی خواہش چھوڑ دی جائے اور محنت و مشقت جو شہرت اور نام و نمود کے لئے کی جاتی ہے اگر وہ سب کی سب خاموش قومی تعمیر میں صرف کی جائے تو آج ہی ایک نئی مسلم قوم طاقتور اور قوی پیدا ہو جائے اور ہندوستان کو ہلا کر رکھ دے۔

اس عام تعلیم کے سلسلہ میں ایک مشکل ضرور سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ ہر صوبہ کی، ہر صوبہ کے ہر مغربی و مشرقی ہر جنوبی و شمالی حصہ کی بلکہ ہر ضلع کی مشکلات ضروریات زندگی و مسائل حیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں کسی "آل انڈیا" جمعیت کے لئے کوئی یکساں تعلیمی پروگرام تمام ہندوستان میں رائج کرنا سخت دشوار امر ہے یہ چیز بڑی حد تک صحیح ہے اور اس دشواری کو مقامی لیڈر بڑی حد تک دور کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو "آل انڈیا" حیثیت رکھتی ہیں اور جن کی تعلیم تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یکساں طور پر ضروری ہے۔ میں انہی عام مسائل کو عنوانات کے ماتحت کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مذہب

مسلمانوں کے ایک گروہ کو شکوہ ہے کہ ان کے ہم مذہب آزادی کی جنگ سے جی چراتے ہیں۔ کانگریس میں بلاشرط شریک ہو کر ملک کی آزادی کی جنگ میں دوسری قوموں کے دوش بدوش حصہ نہیں لیتے۔ اسلام کی عزت پر دھبہ لگاتے ہیں۔ اپنی غلامانہ ذہنیت سے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ جمہوری حکومت کے اصول و آئین کو دیکھتا ہے۔ ڈرتا ہے کہ اقلیت میں ہونے کی وجہ سے اس کی قوم کے حقوق اکثریت کے ہاتھوں نیست و نابود نہ ہو جائیں۔ بحث اس سے نہیں کہ کون گروہ حق بجانب ہے۔ اس ذکر سے صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ اگر آج ہندوستان کا مسلمان اپنے مذہب کی صحیح تعلیم سے اپنے دین کی صحیح روح سے واقف

ہوتا تو نہ کسی کو شکایت ہوتی اور نہ کسی کو کوئی خوف اور ڈر نہ آزادی جیسے تحفہ بےبہا سے محروم ہوتا غلامانہ زندگی کو گناہ سمجھتا اور ہر آن غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر حریت و استقلال حاصل کرنے کی فکر میں بےقرار رہتا۔ ہندوستان کا بھی اس کو درد ہوتا۔ وہ سمجھتا کہ وہ دنیا میں صرف اس لئے پیدا ہے کہ حکومت کرے خدا کی خلافت قائم کرے۔ اسی کے بتائے ہوئے قانون پر دنیا کو چلائے۔ مگر مدت ہوئی کہ مذہب کی صحیح تعلیم نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا سے مفقود ہو چکی ہے۔ یہ مذہبی جہالت ان پڑھ جماعت ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس معاملہ خاص میں ہندوستان کے چوٹی کے مسلم زعماء بھی ویسے ہی کورے ہیں جیسے دیہات کے! المختصر حال یقین نہ ہو تو خالص اسلامی یونیورسٹیوں کالجوں اور اسکولوں کی سیر کیجئے۔ ہربرٹ اسپنسر کانٹ اور ہیکل کے بیان کردہ پیچیدہ مسائل ازبر ہیں۔ مگر جو چیز ان کو نہیں آتی وہ اپنے مذہب کی تعلیم و ہدایات ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتے اور اس کو قابل اعتنا بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ آج مسلمانوں کو یا دوسرے لفظوں میں مذہب اسلام کو جتنا خطرہ اور شدید خطرہ اپنی مذہبی جہالت سے ہے اتنا خطرہ نہ کسی اور طاقت سے ہے اور نہ کسی اور قوم سے۔ آج اگر مسلمان اپنے مذہب کی صحیح قدر و قیمت سے واقف ہوتا تو نہ وہ آج غلام ہوتا اور نہ اس کو کسی قسم کا خوف و خطر ہوتا۔ وہ اپنی شریعت کو اپنے اصول کو، اپنے قانون کو اپنی تہذیب کو، اپنے تمدن کو اور اپنی ہر چیز کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا اور انگلی دکھانے والے کا نام سرقلم کر لیتا۔ جمعیۃ العلماء مسلمانوں میں سیاسی قوت پیدا کرنے کے لئے قربانیاں کر رہی ہے مصیبتیں اٹھا رہی ہے تکلیفیں برداشت کر رہی ہے مگر افسوس کہ اتنی معمولی چیز اس کے ذہن میں نہیں آتی کاش وہ اپنی ساری توجہ اسی عام مگر صحیح مذہبی تعلیم کی طرف صرف کرتی تو آج نقشہ ہی دوسرا ہوتا۔ یاد رہے کہ جب تک ذہنیتوں میں انقلاب پیدا نہیں کیا جاتا جب تک دماغوں کو مذہبی بنایا نہیں جاتا جب تک گھر گھر دینی تعلیم کا چرچا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک چاہے ہندوستان ہزار مرتبہ آزاد ہو مگر سربلند نہیں ہو سکتا اسلام کو عظمت نصیب نہیں ہو سکتی اسلام نام افراد کا نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص تعلیم و ہدایت کا ہے جب یہی چیز ذہنوں سے ناپید ہوتی جا رہی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ آزاد ہندوستان میں وہ کونسا اسلام ہوگا جس کے حقوق کی حفاظت مسلم لیگ کریگی اور جس کے سر پر جمعیۃ العلماء تاج رکھکر اپنے مذہبی فرائض سے سبکدوش ہونے کے شادیانے بجائے گی۔ ضرورت ہے کہ ہر انجمن اور ہر جمعیۃ چاہے وہ کسی سیاسی نظریہ کی مالک ہو اپنے عملی پروگرام میں سب سے پہلے مذہبی تعلیم کی عام اشاعت کو جگہ دے ورنہ پھر اسے کوئی حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی و ہدایت کا دعویٰ کرے۔

جغرافیہ اس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ مسلم عوام کو جغرافیہ کی باقاعدہ تفصیلی تعلیم دی جائے ان کو بر اعظم کی تعریف بتلائی جائے ان کو یہ بتایا جائے کہ جزیرہ کس کو کہتے ہیں اور جزیرہ نما کس چیز کا نام ہے بلکہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ وہ ضروری جغرافیائی حالات ان کے سامنے پیش کئے جائیں جن کے علم کے بغیر موجودہ دنیا میں زندگی تاریکی میں گذر رہی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ اخباری خبروں کے متعلق ہم خود اپنی کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے اور مجبوراً اخبار نویس کے مقالہ افتتاحیہ پر اعتبار کرنا پڑتا ہے میرا مقصد جغرافیہ کی تعلیم سے یہ ہے کہ سرسری طور پر عوام کو یہ بتایا جائے کہ دنیا کی وسعت کیا ہے؟ کس کس حصہ ملک میں کون کونسی قومیں آباد ہیں؟ ان کے کیا کیا رسم و رواج اور عادات و خصائل ہیں؟ خود ہندوستان کی وسعت کیا ہے؟ ہر ہر صوبہ میں کیا کیا اختلافات موجود ہیں؟ ہندوستان کی خاص خاص پیداوار کیا ہے؟ کون کونسی چیزیں یہاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں؟ کن کن چیزوں میں ہندوستان غیر ممالک کا دست نگر ہے؟ ابھی کن کن چیزوں کی پیداوار کے امکانات یہاں موجود ہیں؟ زراعت اور صنعت و تجارت کے معاملہ میں مسلمانوں کی کیا دشواریاں ہیں اور وہ کیونکر دور ہو سکتی ہیں؟

اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ کون کون سے اسلامی ممالک ہندوستان کی حدود کے قریب واقع ہیں؛ ان کے طبعی حالات کیا ہیں ان کا کوئی باہمی سلسلہ قائم کیا جا سکتا ہے یا نہیں؛ اگر قائم ہو سکتا ہے تو اس کا مسلمانوں کی عام اقتصادی حالت اور سیاسی قوت پر کیا اثر پڑیگا! اس قسم کی جغرافیائی تعلیم کا سب سے بڑا اثر یہ پڑے گا کہ عامۃ المسلمین کی نظر میں وسعت پیدا ہوگی۔ اور اس وسعت سے جو عام فوائد مرتب ہوں گے وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ افسوس ہے کہ اس مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ ان کو شمار کیا جائے۔ مجھے ڈر ہے کہ کیا خود مصلحین میں بھی اتنی وسعت نظر موجود ہے؟ کیا وہ ان تمام تفصیلات سے واقف ہیں جن کا خاکہ مذکورہ بالا تحریر میں پیش کیا گیا ہے!

اہم تاریخی واقعات کسی قوم کی ترقی کے لئے عروج کے لئے، باحوصلہ اور بلند ہمت بنانے کے لئے ضروری ہے کہ گذشتہ تاریخ سے اس کو واقف کیا جائے اس کی عظمت و رفعت، اس کی شان و شوکت اس کے جاہ و جلال سے اس کے دماغ تازہ کئے جائیں اس کی فتوحات اور اس کی کشورکشائیاں اس کو یاد دلائی جائیں۔ اس کے بزرگوں کی ہمتوں اور شجاعتوں کی داستانیں ان کو سنائی جائیں ان کو بتایا جائے کہ ان میں وہ کیا خوبیاں تھیں جن کی بدولت چار دانگ عالم میں دکھوس لمن الملک بجا رہے تھے اور آج ان میں وہ کیا خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں جن کے ہاتھوں وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں۔ رسوا و بدنام ہیں۔ ان تعلیمات کا یہ اثر ہوگا کہ عوام اپنے حالات کا جائزہ لیں گے اسلاف کے کارنامے سن کر ان کے قلوب میں نئے نئے ولولے پیدا ہوں گے، جوش پیدا ہوگا۔ ہمت و قوت پیدا ہوگی۔ عزم و ارادہ پیدا ہوگا اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ واپس لانے کی نہ ختم ہونے والی تمنا و آرزو پیدا ہوگی اسلامی تاریخ ہزار سال کی وسعت میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر ایک جزیہ کو سامنے لایا جائے بلکہ یہ کیا جائے کہ وقت و حالات کے مناسب اہم تاریخی واقعات چن لئے جائیں اور انہیں کو اس کثرت سے دہرایا جائے۔ کہ اس عہد کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آ جائے اور ایسی سامنے آئے کہ پھر کبھی دماغوں سے محو نہ ہو۔

سیاسی تعلیم

دنیا کے مختلف ممالک کی سیاسی رفتار کیا ہے؟ خود ہندوستان کی سیاسی مصائب میں مبتلا ہے، ان پر ذرا نظر انداز کیجئے۔ ہمارے ہندوستان کا دیہاتی بلکہ شہری مسلمان بھی اپنے ملک کی سیاسیات، نکات سے ناواقف ہے۔ اس کو نہیں معلوم کہ اسی ملک کی دوسری اقوام کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اور ان کو کن کن سیاسی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے اور وہ کن کن سیاسی دراثتوں میں جن کا انجام دیا ہے، انگریزی حکومت ہندوستان کو آزاد نہ کرنے کی ایک رٹ یہ بھی لگاتی ہے کہ ملک سیاسی حیثیت سے ابھی بہت پیچھے ہے اپنے سیاسی جہل کی وجہ سے اس میں اتنی صلاحیت موجود نہیں کہ وہ جمہوریت کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو سکے اور اس کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اگر وہ کوئی سیاسی ترقی چاہتے ہیں تو جلد سے جلد اپنی جہالت کو دور کرنا چاہیے۔ سنہ ۱۹۳۵ء کے قانون نے ہندوستان کو کسی قدر جمہوری اختیارات تفویض کئے ہیں۔ ان اصلاحات سے وہی قوم بہرہ اندوز ہو سکتی ہے جو اپنے حق انتخاب کی اہمیت سے واقف ہو اس میں اخلاقی جرأت ہو کسی بڑی شخصیت سے مرعوب ہونا نہ جانتی ہو اپنے ووٹ کا استعمال دیانتداری سے کرے کسی بروپگنڈے ... بلکہ اپنے سیاسی مفاد کا اس کو اچھی طرح علم ہو اور اپنا ووٹ اسی کو دے جس سے اس کا سیاسی مفاد وابستہ ہو اور جس سے کسی سیاسی خدمت کی توقع ہو۔ اس سلسلہ میں برادران وطن کی حالت مسلم عوام کے لحاظ سے کہیں بہتر ہے۔ ایک ہندو کسان اپنا ووٹ اسی کو دیتا ہے جس سے اسکو توقع ہوتی ہے کہ وہ اس کی زراعتی مشکلات کو دور کرانے کی ان تھک کوشش کرے گا۔ ایک ہندو مزدور ووٹ اسی کو دیگا جس کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ محض کسی عزت کے حاصل کرنے کے لئے اسمبلی کی کوئی نشست حاصل کرنا نہیں چاہتا ہے۔ بلکہ اس کے دل میں مزدوروں کا حقیقی درد موجود ہے اور وہ واقعتہً مزدوروں کو ان کے مصائب سے نجات دلانے کے لئے یہ ساری جدوجہد کر رہا ہے بخلاف اس کے مسلم عوام کے اندر ووٹ دیتے وقت اس قسم کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ وہ کسی نہ کسی غیر متعلق چیز سے متاثر ہو کر ووٹ دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے امیر اور زمیندار مسلم نمایندے کونسلوں میں پہنچ جاتے ہیں جن کو عوام کی مشکلات کا احساس تک نہیں ہوتا۔ ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ سیاسی بیداری پیدا کی جائے۔

اخلاقی تعلیم

مسلمانوں کی اخلاقی زندگی تباہ کن حد تک گر چکی ہے ان کی معاشرت سے انسانی خصائل ختم ہو چکے ہیں کوئی ایسا عیب نہیں جو ان کی فطرت ثانیہ نہ بن چکا ہو کوئی ایسی برائی نہیں جس میں یہ مبتلا نہ ہوں، شراب یہ پیتے ہیں، جوا یہ کھیلتے ہیں، زنا یہ کرتے ہیں، مصرف اور فضول خرچ یہ ہیں، شادی بیاہ میں تمام کی تمام ہندوانہ رسوم یہ ادا کرتے ہیں جھوٹی شان وشوکت اور نام ونمود کے لئے مہاجنوں کے قرض کے بار سے یہ دبے ہوتے ہیں غرضکہ کوئی ایسی اخلاقی خرابی نہیں جو ان کی قومی بنیادوں کو کمزور نہ کر رہی ہو۔ ضرورت ہے کہ رہنمایان وقت مسلمانوں کی اس کمزوری کی طرف فوری توجہ کریں ان کو اخلاقی تعلیم دیں عادات بد کے خوفناک نتائج سے ان کو واقف کریں آزاد ہندوستان میں اس قوم کا کوئی حصہ نہ ہوگا جو اخلاقی حیثیت سے سرفراز نہ ہو جس کی معاشرتی زندگی نقائص سے پاک اور مکمل نہ ہو۔ ایک شراب خوار، ایک قمارباز، ایک آزاد ہندوستان میں کسی عہدہ کسی منصب اور کسی بلند مقام کا مستحق نہیں ہو سکتا ایک مقروض قوم تجارت میں، صنعت وحرفت میں کوئی ترقی نہیں کر سکتی زراعت کے طبقتی بارشی کے تمام راستے اس پر مسدود ہوں گے۔ جو قوت آج آپس کی گالی گلوچ میں صرف کی جاتی ہے کاش وہ مسلمانوں کے اس مدہار اور اصلاح وہدایت میں لگائی جاتی۔

تعلیم اصول حفظان صحت

ان اخلاقی تنزل کا نتیجہ ہے کہ مسلم قوم دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اس کے نوجوانوں کے چہرہ پر کوئی سرخی اور کسی قسم کی شگفتگی نظر نہیں آتی۔ یاد رہے کہ ایک تندرست جسم ہی کے اندر ایک تندرست دماغ پیدا ہو سکتا ہے ہمت وشجاعت کے زیور سے آراستہ وہی شخصیت ہو سکتی ہے جس کے قویٰ مضبوط ہوں، اعضا درست ہوں۔ اور عناصر میں اعتدال ہو ایک مدقوق کے دل میں کوئی ولولہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور ایک دائم المریض اپنے اندر کوئی حوصلہ نہیں پاتا جس کی صحت درست نہیں ہوتی اس کے اندر امنگوں کی کوئی چنگاری نہیں ہوتی۔ قلب میں کوئی تمنا نہیں ہوتی۔ دماغ میں کوئی بلند تخیل موجود نہیں ہوتا۔ ہمارے عوام صحت کے موٹے موٹے اصولوں سے بھی ناواقف ہیں۔ زندہ قوموں کو دیکھ لو۔ ان کی صورت ہی دیکھکر دل مرعوب ہو جاتا ہے۔ کیا اپنی قوم کو صحیح توانا اور تندرست بنانے کے لئے بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ سب سے پہلے مسلم لیگ اور کانگریس کے جھگڑے کو چکا لیا جائے یا نقطۂ نظر کے اختلاف کے موجود ہوتے ہوئے بھی اس کی ضرورت محسوس کی جا سکتی ہے۔ اور اس پروگرام کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔

اقتصادی تعلیم

آخر میں میں اس چیز کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کے بغیر ہم کوئی سیاسی اصلاحی اور تعلیمی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ مسلمانوں کی اقتصادی تباہ حالی کا یہ عالم ہے کہ آج ہم کوئی قومی کام مؤثر طریقہ پر انجام نہیں دے سکتے، قومی غربت کا اثر ہماری تعلیم پر، ہماری صحت پر، ہماری سیاست پر ہر چیز پر پڑ رہا ہے۔ آج وقت کی سب سے بڑی اور پہلی پکار یہ ہے کہ اپنے افلاس کو دور کرو۔ ہندوستان کی سب سے بڑی دولت زراعت ہے۔ کثیر آبادی کی روزی کا انحصار اسی ذریعہ کے عروج وزوال پر ہے۔ مسلمان بھی اس ملک کے باشندے ہیں ان کا ذریعہ معاش یہی ہے۔ ضرورت ہے کہ زراعت کے تمام اصول سے ان کو واقف کیا جائے۔ جدید آلات زراعت سے ان کو روشناس کیا جائے اور ان کے استعمال کے طریقے ان کو بتلائے جائیں، ماہرین زراعت نے موجودہ زمانہ میں جو خاص خاص تحقیقات کی ہیں ان سے ان کو مستفید ہونے کا موقعہ دیا جائے اور اس سلسلہ میں ہر وہ تجویز جو حکومت یا کسی اور جماعت

سے زراعتی ترقی کے لئے سامنے آئے اس کی ہمیشہ ان کو اطلاع دی جاتی رہے۔ اس کے علاوہ خاص خاص گھریلو دستکاریاں جو کسی زمانہ میں صرف مسلمانوں کی ملکیت رہ چکی ہیں اس کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی جائے، معماری اور دوسرے فرنیچر وغیرہ کے کاموں کی اہمیت ان کے ذہن نشین کی جائے اور ان کو یہ بتایا جائے کہ اپنی روزی کمانے کے لئے جو پیشہ بھی دیانتداری کے ساتھ اختیار کیا جائے وہ بیکار بیٹھے رہنے یا خیرات و ذلت کی زندگی گذارنے سے صد درجہ بہتر ہے۔ کوئی پیشہ خواہ وہ کسی قسم کا ہو ذلیل نہیں ہے۔ ہر پیشہ اپنی جگہ پر معزز اور اختیار کئے جانے کے قابل ہے۔ جو چیز ذلیل ہے قابل نفرت و ملامت ہے وہ بیکاری کی زندگی اور کسی فیاض کی آس اور امید ہے۔ اس بروپگنڈا کو اگر اپنی زندگی کا ایک جزو بنا لیا جائے اور عوام کے اندر پورے زور کے ساتھ پھیلایا جائے تو آج بڑی حد تک قوم کی غربت اور مالی مصیبت کم ہو جائے۔

مضمون ختم کرنے سے پہلے آخریں ایک مرتبہ پھر گذارش ہے کہ مسلم عوام کی عام تعلیم کا مسئلہ وقت کا اہم مطالبہ ہے۔ جس کو کوئی انجمن نظر انداز کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ مسلمانوں کو جنگ حریت میں شریک کرنا چاہتے ہوں یا آپ تحفظ حقوق مسلمین کے حامی ہوں۔ ہندوستان کی تمام انجمنیں سیاسی ہوں یا اصلاحی مذہبی ہوں یا علمی اور اپنے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے باہم کتنی ہی متصادم ہوں۔ اگر آپ کو یا ان کو مسلمانوں کی واقعی کوئی خدمت انجام دینا ہے۔ اگر واقعی ان میں زندگی پیدا کرنا ہے اور اگر واقعی ان کو سربلند بنانا اور بام رفعت پر پہنچانا ہے تو سب سے پہلے مذکورہ بالا خاکہ کے مطابق ان کے ذہن کو بیدار اور ان کے قلب کو روشن کرنا پڑے گا۔ ورنہ بغیر اس کے نہ ان میں باہمی معاونت کا جذبہ پیدا ہوگا اور نہ ان کے اندر کسی قومی خدمت و آزادی کے لئے کوئی تڑپ محسوس کریں گے۔ خدا سے دعا ہے کہ میری گذارشات رہنماؤں کی توجہ خاص کی مستحق ثابت ہوں۔

اقبال

(ز جامعہ)

گذشتہ اپریل کا سب سے بڑا ملال انگیز واقعہ سر محمد اقبال کی وفات کا حادثہ ہے جو ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کی صبح کو پیش آیا۔ ڈاکٹر صاحب کی ذات ایک ایسی بوقلموں مجموعہ تھی جن کی حیثیت عظمت سے علوم سے بہرہ ور اور ان کی شخصیت نہ صرف اپنے علمی اور ذاتی کمالات بلکہ انسانیت اور اسلامی صفات کی وجہ سے ایسی تھی جو کبھی کبھی قدرت کی طرف سے کسی خوش قسمت قوم کو بطور عطیہ کے ملا کرتی ہے۔ انھوں نے اپنی اسلامی حکیمانہ اور فلسفیانہ شاعری سے ملت جدیدہ کی ذہنی تعمیر میں بہت بڑا حصہ لیا اور اس قدر دلکش اور بلیغ شعر اپنے اشعار کا چھوڑ گئے ہیں جو ملت کا ایک قابل فخر سرمایہ ہے۔ ان کے کلام تا یوں تو سر پڑھنے لکھنے والے واقف کار بے اول پیاتر ہے لیکن اس جامعہ کو ان کے ساتھ کچھ خصوصیتیں بھی حاصل تھیں کیونکہ وہ جامعہ کے خاص مربیوں اور ہمدردوں میں تھے اس لیے ان کی وفات کے سانحہ کو جامعہ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا بالخصوص اس بنا پر بھی کہ وہ ایک منفرد ذہنیت کے مالک تھے جن کا بدل بننے والا دور حاضر میں کوئی نظر نہیں آتا اور ان کے انتقال سے جو نقصان ملت کو پہنچا ہے اس کی تلافی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سلسلہ نسب کشمیری پنڈتوں کے ایک خاندان سے ملتا ہے جس کا کچھ حصہ ابتک کشمیر میں موجود ہے اور جس کی گوت سپرو ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے جد اعلیٰ آج سے تقریباً دو سو سال پہلے مسلمان ہوئے تھے اور انھوں نے سیالکوٹ میں آکر سکونت اختیار کی تھی۔ ڈاکٹر اقبال کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی ابتدا میں اس زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب میں پڑھتے رہے پھر اسکول میں داخل ہوئے پانچویں جماعت سے ان کے جوہر نمایاں ہونے لگے۔ ہر درجہ میں وظائف یا انعامات حاصل کرتے رہے۔ انٹرنس میں بھی کامیاب ہوکر سرکاری وظیفہ پایا اور سیالکوٹ کالج میں داخل ہوکر ایف اے پاس کیا۔ اس کے بعد لاہور میں فلسفہ لیکر بی اے میں کامیابی حاصل کی جس میں عربی اور انگریزی میں دو طلائی تمغے پائے اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔

اس زمانہ میں پروفیسر آرنلڈ جو پہلے علیگڈھ کالج میں تھے گورنمنٹ کالج لاہور میں آگئے تھے وہ ان کے فلسفیانہ دماغ کے معترف ہوگئے چنانچہ انہی کی شاگردی میں ڈاکٹر صاحب نے ایم اے کا امتحان فلسفہ میں پاس کیا اور طلائی تمغہ بھی پایا۔

تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میں تاریخ فلسفہ اور سیاست مدن کے پروفیسر مقرر ہوگئے پھر گورنمنٹ کالج میں فلسفہ اور انگریزی کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے اس زمانہ میں وہ نہ صرف اپنے شاگردوں کی جماعت میں ہر دلعزیز اور مقبول ترین پروفیسر تھے بلکہ کالج کے افسروں اور محکمہ تعلیم کے عہدہ داروں کے اوپر بھی ان کی قابلیت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اس زمانہ میں سیاست مدن پر ایک کتاب اردو میں "علم الاقتصاد" لکھی پھر علمی ترقی کے لیے ولایت کا سفر اختیار کیا اور کیمبرج یونیورسٹی سے فلسفہ اخلاق کی ڈگری لی اس کے بعد جرمنی کی میونک یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی (پی۔ ایچ۔ ڈی) کی فرسٹ کلاس ڈگری حاصل کی۔ ان کا مضمون "فلسفہ ایران" تھا جو شائع کیا گیا اور عام طور پر علمی حلقوں نے اس کی داد دی۔

جرمنی سے واپس آکر انگلینڈ میں بیرسٹری کا امتحان بھی پاس کیا۔ پھر لندن یونیورسٹی میں چھ مہینے اپنے استاد پروفیسر آرنلڈ کی قائم مقامی کی اسی زمانہ میں وہاں ایک انجمن میں اسلام پر چھ لکچر دیئے جو بہت مقبول ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے۔

لیکن ڈاکٹر صاحب کو جس چیز نے خصوصیت کے ساتھ مقبول بنایا وہ ان کی شاعری ہے۔ وہ جس وقت کالج میں پڑھتے تھے اسی وقت سے شعر کہتے تھے حسب دستور ابتدا غزلوں سے کی تھی۔ سب سے پہلے مشاعرہ میں جو غزل انہوں نے پڑھی تھی اس کا مقطع یہ ہے۔

اقبال لکھنؤ سے نہ دلی سے ہے غرض | ہم تو اسیر ہیں خم زلف کمال کے

اسی غزل کا یہ شعر مشاعرہ میں بہت مقبول ہوا۔

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے | قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

پھر جب ملک پر نظر ڈالی اور ہندوستان اور اس کے باشندوں کی زبوں حالی پر نظر ڈالی اور ہندوستان اور اس کے باشندوں کی زبوں حالی دیکھی تو وطن پرور شاعری کی طرف قدم بڑھایا اسی زمانہ میں "ہمالہ" "نیا شوالہ" اور "ہندوستان ہمارا" وغیرہ متعدد نظمیں لکھیں جو ملک میں اس سرے سے لیکر اس سرے تک پھیل گئیں۔ بلکہ "ہندوستاں ہمارا" تو بچوں کا قومی ترانہ بن گیا اور آج بھی اسکولوں اور جلسوں میں گایا جاتا ہے۔

۱۹۱۱ء میں جنگ بلقان سے جب مسلمانوں پر مصیبت کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد طرابلس غرب پر اٹلی کے اچانک حملہ سے کوہ غم ٹوٹ پڑا تو ڈاکٹر صاحب کا جذبہ ملی جس کی ابتدا سفر یورپ سے واپسی پر شروع ہوگئی تھی بیدار ہوگیا اب وہ وطنیت کی تنگ نائے سے نکل گئے اور اس کو ایک بت سمجھنے لگے چنانچہ فرمایا:-

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور	ساقی نے بنا کی روش لطف و کرم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور	تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے	جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اور ترانہ ہندی کے بعد ترانہ ملی لکھا:-

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا | مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

چونکہ ان کا پیغام ساری ملت اسلامیہ کے لئے تھا اس لئے انہوں نے اردو زبان کو چھوڑ کر فارسی زبان اپنی شاعری کے لئے مناسب سمجھی کیونکہ اقوام اسلامیہ کا بڑا حصہ چینی ترکستان سے لیکر قسطنطنیہ تک اس کو سمجھتا ہے یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی مثنویاں "اسرار خودی" "رموز بیخودی" "پیام مشرق" "زبور عجم" اور "جاوید نامہ" وغیرہ فارسی میں لکھیں۔ آخر میں اہل ہند کی اس شکایت کو سنکر کہ اردو دنیا

یک قلم چھوڑ دی ہے وہ مجموعے بال جبریل اور ضرب کلیم اردو کلام کے بہترین نمونے ہیں۔ ابتدائی کلام کا اردو مجموعہ بانگ درا کے نام سے پہلے شائع ہو چکا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کی شاعری کی مقبولیت نہ صرف ہندوستان ہی میں بلکہ اسلامی ممالک افغانستان ترکی اور مصر سے گزر کر یورپ و امریکہ تک پہنچی انگلش، فرنچ، جرمن، اٹالین اور دوسری زبانوں میں ان کی مثنویوں اور نظموں کے ترجمے کئے گئے اور دنیا کے بڑے بڑے مفکرین نے مختلف ممالک میں ان کے کلام پر تبصرے لکھے اور ان کی مدح سرائی کی۔ جرمنی اور اٹلی میں تو ان کے نام سے انجمنیں قائم ہیں جن میں لوگ ان کے کلام پر غور کرتے اور مقالے لکھتے ہیں۔

۱۹۲۲ء میں ہندوستان کی برطانوی حکومت کو بھی ان کی عظمت اور شہرت کا احساس ہوا اور اس نے بلا کسی قسم کی درخواست یا کوشش کے سر کا خطاب دیا۔

ڈاکٹر صاحب کے لئے ہندوستان کی سیاست کوئی دلچسپ چیز نہ تھی چنانچہ انہوں نے کہا ہے

پہ عقدہائے سیاست تجھے مبارک ہوں　کہ فیض عشق سے ناخن مرا ہے سینہ خراش

مگر ۱۹۲۶ء میں احباب کے اصرار سے پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے کھڑے ہوئے اور بہت بڑی کثرت رائے سے منتخب ہوئے۔ وہاں غریبوں اور کسانوں کی حمایت کرنی چاہتے تھے مگر سننے والا کون تھا۔ ایک بار مسودہ قانون لگان پیش تھا ڈاکٹر صاحب نے لگان کو کم کرانے کے لئے بہت زور دار تقریر کی میاں سر فضل حسین مرحوم ممبر مال تھے اور انہیں سے خطاب تھا۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ کی ترقی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے اور حکومت کیمیا گری نہیں جانتی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جب تک حکومت کے قبضہ میں کسان ہیں جو مٹی سے سونا بناتے ہیں اس وقت تک اس کو کیمیا سیکھنے کی ضرورت کیا ہے۔ وزیر مال نے کہا کہ یا تو مالگزاری کا یہی قانون رہے گا یا بالکل چھوڑ دیا جائے گا کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کم از کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس صرف پانچ بیگہ زمین ہو اور ایسے رقبہ میں واقع ہو جہاں آب پاشی نہیں ہو سکتی اس کا لگان معاف کیا جائے۔ وزیر مال نے کہا کہ یہ قرار داد اس مسودہ کے لئے جو شیر خوار بچہ ہے موت کا باعث ہوگی اور ارکان کونسل قتل اولاد کے مرتکب ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ آج کل جبکہ منع حمل کی تدابیر پر دنیا میں عمل ہونے لگا ہے اگر ایسے بچہ کو مار دیا جائے جس کی نسبت یقین ہے کہ وہ بڑا ہو کر شریر ہوگا تو کیا مضائقہ ہے لیکن باوجود ان بحثوں کے کچھ نہ ہوا۔

غرض بہت ناکامیوں کے بعد ان کو معلوم ہو گیا کہ ان کونسلوں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس کے بعد سے پھر سیاست کی طرف رخ نہیں کیا۔ آخر میں بعض وجوہ سے گول میز کانفرنس میں جانا ضروری معلوم ہوا اس وجہ سے اس میں شرکت کی۔

۱۹۲۸ء میں ڈاکٹر صاحب کو مدراس میں مدعو کیا گیا جہاں انہوں نے چھ لکچر دیئے پھر بعد میں دو لکچروں کا اور اضافہ کیا۔ ان کا مجموعہ انگریزی میں شائع ہو چکا ہے مگر اردو ترجمہ ابھی تک نہیں چھپا ہے۔ یہ اسلام کا جدید علم کلام ہے جس کو دنیا کے بڑے بڑے فلسفیوں نے غور سے پڑھا اور بہت پسند کیا۔

مدراس سے ریاست میسور نے بلایا۔ اس کے بعد حیدرآباد دکن نے دعوت دی۔ ان تمام مقامات پر آپ کا شاندار استقبال ہوا اور جا بجا ایڈریس پیش کئے گئے۔ میسور یونیورسٹی میں ڈاکٹر صاحب کی تقریر اس قدر مقبول ہوئی کہ وہاں کے فلسفہ کے پروفیسر نے کہا کہ مسلمان ڈاکٹر اقبال کو لاکھ اپنا کہیں مگر وہ ہم سب کے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو یہ ناز ہے کہ اقبال ان کا ہم مذہب ہے تو ہم کو یہ فخر ہے کہ اقبال ہندوستانی ہے۔

ڈاکٹر صاحب قوی ہیکل تھے اور ان کے قویٰ مضبوط تھے مگر دو ہر ایک عرصہ دراز سے ان کی صحت خراب رہنے لگی تھی۔ دمہ کے دورے سخت پڑتے تھے تا آنکہ اس نے

ایران کی حالت جنگِ عظیم کے بعد

جنگِ عظیم کے خاتمہ پر ممالک محروسہ ایران کی حالت ایک کسمپرسی کی سی تھی جس پر غیر ملکی فوجوں کا پہرہ قائم تھا۔ خاندان قاچار جس سے بہتر نااہل کوئی حکمران خاندان نہ آئندہ ہوگا، کے زیر حکومت انتہائی بدنظمی اور افسوسناک صورت میں ایران کی قوت مدافعت زائل ہوگئی اگرچہ جنگ کے شروع ہونے کے بعد احمد شاہ نے غیر جانبداری کا اعلان کر دیا تھا لیکن محاربین نے ایران کی سرحد کا جو ملک کی فوجی کمزوری کی وجہ سے بہت پیچھے ہٹتی جاتی تھی مطلق احترام نہیں کیا۔ سرزمین ایران ایک میدان جنگ بن گئی جہاں ایک طرف جرمنی ترکی اور دوسری طرف انگریز۔ روسی فوجیں تیل کے علاقے اور ہندوستان کے خشکی کے راستے پر قبضہ کرنے کی خاطر لڑ رہے تھے۔ آگے چل کر ایک انگریز جنرل نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ برطانی فوجوں سے ایران کو جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ان سڑکوں سے جو برطانیہ نے اپنی فوجی مصلحتوں سے بنائیں اور ان کثیر رقموں سے جو ایران میں خرچ کی گئیں بخوبی ہوگئی ہے۔ اس کا تعین کرنا فضول ہے کہ محاربین میں سے کس نے ایران کو زیادہ نقصان پہنچایا (اگرچہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں) یہاں تو ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ ایران کو یہ شدید نقصانات محض اس وجہ سے اٹھانا پڑا ہے کہ انگلستان اور روس کی گلاگھونٹنے والی سیاست نے پہلے ہی سے اس علاقے کے اثر میں تقسیم کر کے نیم جان کر دیا تھا۔ اخبار بہارستان کا نامہ نگار لکھتا ہے:۔

"ایران پر خارجی سیاست کی حکومت تھی اور غیر ملکی اثرات نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ سیاست کے ذمہ دار وہ حضرات تھے جو ایران کے کسی مقام سے واقف نہ تھے اور جنہیں ایرانیوں کی غریب اور پسماندہ قوم کے آلام و مصائب کا مطلق احساس نہ تھا۔

قزاقوں کے جتھے کے جتھے سڑکوں کو روکے ہوئے تھے اور تجارت کا جو مال ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تھا اسے لوٹ لیتے تھے۔ اکثر شہروں کا یہ حال تھا کہ باغی قبیلوں کے حملوں سے دم بھر چین نہ لینے پاتے تھے۔ چونکہ غیر ملکیوں کی مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا اس لئے بیرونی طاقتوں نے اگر جو چاہا وہ کیا۔ بیشمار شہر اور صوبے، گاؤں اور قصبے خانہ جنگی اور غیر ملکیوں کی لڑائی کی بدولت جل گئے اور برباد ہوگئے ان کے باشندے گروہ در گروہ بھاگ کر صحراؤں میں چلے گئے۔"

"ایران کے اکثر صوبوں میں غیر ملکی فوجوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا آزادی کا نام بھی سنائی نہیں دیتا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ یہ پوچھے کہ آخر اس غلامی کا سبب کیا ہے۔ نہ گاؤں میں مقدم تھے اور نہ صوبوں میں صوبے دار کوئی نہیں جانتا تھا کہ سرحد کہاں ہے۔ سرحدی صوبوں کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔"

ان دنوں ایرانی فوج کی کل کائنات یہ تھی ایک کاسکوں کا بریگیڈ جو زیادہ تر روس کے افسروں کے ماتحت تھا۔ ایک دیہاتی رضاکاروں کا بریگیڈ جو ایک سویڈش جنرل گیلروپ کی کمان میں ذلت و مصیبت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک مرکزی "بریگیڈ" اور ایک بے قاعدہ لشکر جس کے پاس شیر و خورشید کے علم کے سوا اور کچھ نہ تھا جسے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے لکڑیاں کاٹنا، کوئلے بیچنا، بھیک مانگنا اور خدا جانے کیا کچھ کرنا پڑتا تھا۔ جو فوج ایسی ہو جس کو روٹی بھی نصیب نہ ہو اس کا لباس خستہ ہو ٹوٹ خشک مبتلا اور ذہنی قوی کمزور اور حالت تباہ تھی۔ بعض اوقات چھ چھ سات سات آٹھ آٹھ مہینے تک سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی تھی۔ ظاہر ہے کہ بھوکا پیاسا سپاہی اپنے وطن کی حفاظت کیا خاک کرے گا۔ دور دراز صوبوں مثلاً کرمان اور شیراز میں بجز مٹھی بھر بھوکے اور شکستہ حال سپاہیوں کے ایرانی فوج کا نشان تک نہ تھا۔ بعض اور صوبوں مثلاً سیستان، بلوچستان اور خوزستان کے بڑے حصوں میں حکومت میں کوئی نمائندہ نظر نہ آتا تھا۔ سرحدی علاقہ میں غیر ملکیوں کا اثر اور ان کی فوجوں کا قبضہ تھا گیلان اور فارس کے صوبوں میں بجائے ممالک محروسہ ایران کے لشکر کے وہ فوج تھی جس کی کمان غیر ملکی افسروں کے ہاتھ میں تھی۔"

غرض ایران کے پاس مدافعت کی کوئی قوت نہ تھی۔ پولیس، دیہاتی رضاکاروں کا بریگیڈ اور کاسک لشکر جن پر ایران کی فوج مشتمل تھی غیر ملکی افسروں کے ماتحت تھے۔ کاسک لشکر (جو ابتدا میں صرف ایک بریگیڈ تھا) روسی فوج کے نمونے پر ترتیب دیا گیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ شاہان قاچار اور زار روس کے اتلاف کی جو ایران کی قومی تحریک کو دبانے کے لئے کیا گیا تھا حفاظت کرے۔ اس کی کمان روسی افسروں کے ہاتھ میں تھی ان کا تقرر ایرانی حکومت کرتی تھی مگر ان کا تقرر کرنا سہل تھا اور معزول کرنا مشکل۔ ایک بار حکومت ایران نے اس لشکر کے اسٹاف کمانڈر کو برطرف کر دیا مگر اس نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا آخر اسے زبردستی طہران کے فوجی ہیڈکوارٹر سے نکالنا پڑا حکومت نے اپنے فرمان کا نفاذ ایک جری اور مستقل مزاج افسر کے ذریعہ سے کرایا اس کی نظر انتخاب اس لشکر کے ایک ایرانی افسر رضا خاں پر پڑی جس کی ہمت اور بہادری کی ساری فوج معترف تھی اس شخص نے حکومت کے فرمان کی تعمیل اس شان سے کی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ اس وقت طہران میں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ بہادر فوجی افسر ایک دانشمند مدبر ثابت ہوگا اور حکمراں خاندان کو معزول کر کے رہیگا۔

جن دنوں غیر ملکی فوجیں ایران پر مسلط تھیں رضا خاں اپنے وطن کی آزادی کا خواب دیکھ رہا تھا نہ جانے اس کے دل پر کیا گذرتی ہوگی جب وہ عالم تنہائی میں شمالی ایران کے حال پر غور کرتا ہوگا جہاں پچھلی صدی میں روس نے ایک ایک کر کے بہت سے صوبے ایران سے چھین لئے تھے ایران کا ستارہ ڈوبنے کے قریب تھا۔ یورپ کے مورخ ایران کے بارے میں لکھتے تھے کہ یہ رجعت و استبداد کا ملک ہے اور تاریکی کے دور میں مبتلا ہے۔ ان کی پیشین گوئی تھی کہ تھوڑے دن میں روس سارے ملک پر قبضہ کریگا۔

گرجستان، آرمینیا، آذربائیجان کے بعد دیگرے شمالی ڈھانچہ کے دہانِ آز کا لقمہ بن چکے تھے دو ہزار برس پہلے دارا نے اغیار سے روس پر چڑھائی کی تھی اب کوئی دن میں زار روس ایران پر چڑھائی کرنے والا تھا۔ اگر جنوب اور جنوب مغرب میں انگلستان کا دخل نہ ہوتا اور وہ اپنے ہندوستانی مقبوضات کے تحفظ کے لئے ایران کی آزادی کی حمایت نہ کرتا تو انیسویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے روس اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔

پہلے یہ دونوں درندوں کی طرح شکار کے لئے لڑتے رہے اور بہت کچھ کشمکش کے بعد انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لیں یہ تقسیم جس میں برطانیہ ہی فائدے میں رہا تھا ابھی ہو ہی رہی تھی کہ جنگ عظیم چھڑ گئی اور اس نے نقشہ ہی بدل دیا۔ یوں تو اس جنگ نے ایران کو اور زیادہ مفلسی میں ڈال دیا مگر اس کے ساتھ اس نے قومی احساس کو زندہ کر دیا اور یورپ کی اندرونی کمزوری کا پردہ ایران پر فاش کر دیا سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اس شخصیت کی تعمیر کی جسے قوم نے مدد کے لئے پکارا اور تقدیر نے مادر وطن کی نجات کے لئے چن لیا۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کی بدولت روسی فوجوں کے ہٹ جانے سے ایران کی حالت میں تغیر ہوا۔ لیکن اس کی مشکل آسان نہیں ہوئی۔ ادھر سفید اور سرخ روسی خانہ جنگی میں مصروف ہو گئے اور ادھر برطانوی فوج نے شمالی ایران کی طرف بڑھ کر ان کی جگہ لے لی۔ ایک ایرانی مورخ طنزیہ انداز میں لکھتا ہے۔ "وہ خاتمہ کا بندیہ تھا کہ پہلی بار ایران کو ان دونوں طاقتوں میں سے ایک سے سابقہ پڑا جو ایک صدی سے اس ملک میں اپنا اقتدار قائم کرنے کی خاطر لڑ رہی تھیں" ملک کی اندرونی حالت بیحد ابتر تھی۔ شمال مغربی اور جنوبی صوبے تباہ ہو گئے تھے اور جو علاقہ لڑائی کے بلا واسطہ اثرات سے بچ رہا تھا وہ خانہ بدوش اقوام اور بڑے پیمانہ کے قزاقوں کے حملوں کا شکار بن گیا تھا جنہوں نے مرکزی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر شاہراہوں پر قبضہ کر لیا تھا اور رستہ چلنا مشکل کر دیا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں شدید قحط پڑا اور اسی کے ساتھ ایک قسم کا بخار پھیل گیا جس کی وجہ سے سارے ملک میں موت کا بازار گرم ہو گیا۔ طہران میں انیس ڈھونے کی گاڑیوں میں چھ چھ مردے ایک ساتھ بھر بھر کر قبرستان میں پہنچائے جاتے تھے۔ باقاعدہ شمار اس وقت تک نہیں ہوتا تھا لیکن اندازہ کیا گیا ہے کہ دار السلطنت کے پانچ لاکھ باشندوں میں سے کم سے کم پچاس ہزار وبا کی نذر ہو گئے۔

اس مصیبت اور قحط کے زمانے میں احمد شاہ نے غلہ کا اجارہ لے لیا تھا۔ اپنی فاقہ کش رعایا کے ہاتھ گراں قیمت پر بیچے اور اس کے نفع سے اپنی جیب بھرے۔ اس حرکت کی وجہ سے لوگوں کو اس سے قلبی نفرت ہو گئی اس کے علاوہ اس نے اپنے ملک کو اس نازک حالت سے نجات دینے کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا بلکہ جب اسے وہاں ٹھہرنا دشوار ہو گیا تو چند درباری اور کروڑوں روپیہ ساتھ لیکر پیرس پہنچ گیا اور فرانس کی پرتکلف صحت گاہوں کے دورے میں مصروف ہو گیا۔

اس کے نتیجے کمزور حکومت اور صوبوں کے عمال نے ملک کی مشکلات کو کچھ آسان کرنے کی کوشش کی انگلستان کی فوجیں ملک کے ہر حصہ میں پھیلی ہوئی تھیں اور رعایا ان کے بوجھ سے دبی جاتی تھی اس کی وجہ سے کبھی کبھی انگلستان کے خلاف مظاہرے بھی ہوتے تھے۔ برطانوی مدبروں کا تو یہ خیال تھا کہ ان کی فوجیں ایک دوست سلطنت کے علاقے میں نقل و حرکت کر رہی ہیں لیکن غیر جانبدار دیکھنے والے کو یہ نظر آتا تھا کہ برطانوی فوج اس لشکر کی طرح ہے جو دشمن کے ملک میں قبضہ مخالفانہ کر لیتا ہے۔ اس سرے سے اس سرے تک ایک مقررہ فصل کے ساتھ ان کے باقاعدہ پڑاؤ تھے برطانوی افسر سڑکوں کی نگرانی کرتے تھے پر دوست مارشل کے ایجنٹ ہر بڑے مقام پر موجود تھے اور خود ان کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایرانی رعایا پر ان کا ظالمانہ تسلط تھا۔

ایرانی قیم اس صورت حال سے عاجز آگئی تھی اور جب پیرس میں امن کانفرنس منعقد ہوئی۔ وہ سمجھتی تھی کہ جو چیز ہتھیار سے حاصل نہیں کر سکی وہ تدبر سے حاصل کریگی۔

جنگ عظیم کے دوران میں اتحادیوں کے شدید پروپاگنڈا نے دنیا کو یقین دلا دیا تھا کہ جرمنی کی بڑھتی ہوئی قوت کو کچل ڈالنے کے بعد دنیا میں امن و آزادی کا دور دورہ ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ وعدہ خاص طور پر ان ملکوں کے لئے تھا جنھوں نے جرمنی کو شکست دینے میں فاتحوں کی مدد کی تھی۔ ایران ان میں شامل نہ تھا۔ پھر بھی اس نے اس امن کی کانفرنس سے بہت کچھ امیدیں باندھ رکھی تھیں جو ۱۹۱۹ء میں پیرس میں ملیس صلح (امید ملکہ حکمرانہ) دو سال کی تیاری کے بعد منعقد ہوئی تھی اس لئے کہ جنگ کے خاتمہ پر سیاسی قوتوں کا جو تناسب ہے اسے بجنسہ ہی قائم رکھا جائے۔

وزیر خارجہ مشاور الممالک کی سرکردگی میں ایرانی مدبروں کا ایک وفد پیرس گیا تاکہ کانفرنس سے ان نقصانات کی تلافی کا مطالبہ کرے جو ان کے غیر جانبدار ملک کو محاربین کی دست اندازی کی وجہ سے پہنچے تھے اور آئندہ کے لئے یہ وعدہ لے کہ اس کی آزادی باقی رکھی جائیگی۔ ایران کے مطالبات سراسر اس اعلیٰ نصب العین کے مطابق تھے جو کہ کانفرنس نے اپنے سامنے رکھا تھا۔

مگر پیرس پہنچتے ہی ایرانی نمائندوں کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا انگلستان کے وزیر خارجہ نے وفد کی پذیرائی میں تامل کیا اور لارڈ ہارڈنگ نے ادھر ادھر کی دو چار باتیں کر کے انہیں سو کہا ٹال دیا۔ کانفرنس کے دوسرے ممبروں نے بھی ایران کی جائز درخواست کی طرف کوئی توجہ نہیں کی وہاں تو قوموں کی آزادی سے شطرنج کھیلی جا رہی تھی اور لوگ مال غنیمت کی تقسیم میں منہمک تھے غریب مظلوم قوموں کی کون سنتا تھا جس عدالت عالیہ نے جرمنی کو مجرم قرار دیا اس نے ایران کی اس درخواست کو اس بنا پر ٹھکرا دیا کہ اس نے جنگ میں اتحادیوں کا ساتھ نہیں دیا تھا اس لئے اسے جرمنی سے تاوان پانے کا کوئی حق نہیں۔ ایران کو یہ ہدایت کی گئی کہ اپنے جنوبی ہمسائے سے براہ راست گفت و شنید کرے حالانکہ اسی ہمسایہ نے اسے نقصانات پہنچائے تھے اور اب تک سارے ملک پر اس کا فوجی قبضہ قائم تھا آخر میں ایرانی نمائندوں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ آگے چل کر وہ مجلس اقوام میں مدعو کئے جائیں گے بھلا اس قوم کو جس کی زندگی میں اس وقت نہائی

خطرہ میں تھی اس سے بیاستعمال ہوئی۔ برطانیہ کا یہ مطالبہ بھی تھا کہ ایران کی برائی سے دوبارہ قائم کی جائے اور غیر ملکی مداخلت کا خاتمہ کر دیا جائے اس سے انگلستان کا ... غیر ملکی مداخلت کو ختم کرنے کی ... میں ایران معاہدہ ... کی طرف ایک تشا ... اشارہ تھا جو جرمنی آسٹریا اور ... سے متعلق تھے۔

اس اثنا میں ایرانی ... پیرس آئے ہوئے تھے اور سفیر انگلستان مقیم طہران ... کاک میں ... سے بار بار ... ہی ایک دن دفعتہً انگریز ... نے ایرانی ... کی ... سفارت کی حیثیت پر خیال ظاہر کیا اور ممبران وفد سے کہا کہ حکومت طہران سے تار کے ذریعہ اس کی تصدیق کراؤ۔

مشاور الممالک نے تصدیق کی درخواست کی مگر جواب نہ آج آتا ہے نہ کل وفد کے جانے کے بعد طہران میں ... سفیر انگلستان سر پرسی کاکس سے گفت و شنید شروع کر دی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ برطانیہ اور ایران میں براہ راست معاہدہ ہو جائے ... جنوبی ہمسائے سے یہ گفت و شنید بالکل خفیہ طور پر ہو رہی تھی۔ آستہ ۱۹۱۹ء میں معاہدہ پر دستخط ہوگئے اس کے معنے یہ تھے کہ دوستی کے پردے میں برطانیہ کا اقتدار ایران پر تسلیم کر لیا گیا سارے ملک پر برطانوی فوج ہی کا قبضہ تھا اس صورت واقعہ کو قانونی صورت دیدی گئی۔ انگلستان نے ایرانی حکومت کو ایک بڑی رقم قرض دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ فوج، مالیات، اور مواصلات کی نگرانی برطانوی مشیروں کے ذمہ ہو۔ اصل میں ان مشیروں نے پہلے ہی سے کام شروع کر دیا تھا صرف ان کے دائرہ عمل و اختیارات ابھی صاف طور پر متعین نہیں ہوئے تھے معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد انگلستان میں ان ایرانی مدبروں کو جنہوں نے ... بڑی بڑی ... دیں۔ اس کی وجہ سے آگے چل کر ان پر رشوت کا الزام لگایا گیا۔ اور ازالہ حیثیت عرفی کا وہ مشہور مقدمہ دائر ہوا جس کا فیصلہ برطانوی مشیر مالیات کے نائب اول کے خلاف اور وثوق الدولہ وزیر اعظم کے حق میں ہوا۔

ایرانی دستور اساسی کے مطابق خفیہ معاہدے جو حکومت کسی غیر ملک سے کرتی ہے اسی وقت تک مسند رکھتے ہیں جب تک وہ ظاہر نہ ہونے پائیں لیکن اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو مجلس ملی سے ان کی تصدیق کرانا لازم ہو جاتا ہے یہ اب تک نہیں معلوم ہو سکا کہ آیا ایرانی مدبروں کو یہ گوارا نہیں ہوا کہ اپنی قوم کو دھوکہ دیں۔ یا ان کا پہلے سے یہ قصد تھا کہ معاہدے کو ظاہر کر دینگے اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ پارلیمنٹ اسے منظور نہیں کریگی (گویا یہ انسداد کے لیے ... باتوں میں الجھائے رکھنے کی ایک چال تھی) یا انگلستان کو بڑی قوت اور ایران کی کمزوری کا پاس نہ ... تھا کہ وہ اپنا مقصد کھلم کھلا حاصل کرنا چاہتا تھا بہرحال ہوا یہ کہ خفیہ معاہدہ شایع کر دیا گیا اور ایرانی قوم میں طیش و غضب کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

اس عرصہ میں شمالی ایران میں ایک نیا خطرہ اشتہ کھڑا ہوا تھا روسی فوجیں یا بالشویک جنہوں نے ... آگئی تھیں اور صوبہ قفقاز پر قبضہ کرنے کے بعد شمالی ایران کی سرحد تک آپہنچی تھیں انگریزوں کی فوج انھیں آگے بڑھنے سے روکے ہوئے تھی انگلستان یہ خدمت مفت میں انجام دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے طہران کی حکومت پر زور ڈالا کہ معاہدہ کو مجلس ملی میں منظور کرائے ادھر انگریزوں کا دباؤ بڑھتا ہی حکومت پر پڑ رہا تھا اور حکومت کا سربراہی پارلیمنٹ پر جو کسی طرح اپنا اجلاس کرنے پر رضامند نہیں ہوتی تھی۔ انگلستان نے یہ دھمکی دی کہ وہ اپنی فوجیں واپس بلا لیگا اور ایرانی حکومت کو جو رقم دے رہا ہے وہ بند کر دیگا۔ ایران کے سامنے دو صورتیں تھیں ایک طرف بالشویکوں کا طوفان بے تمیزی اور دوسری طرف برطانیہ کا تسلط دوسری صورت ایسی تھی جو اس کے قومی احساس کو اس حد تک مجروح نہیں کرتی تھی لیکن ایرانیوں کو امید تھی کہ ایک تیسری صورت بھی نکل سکتی ہے یعنی کامل آزادی۔

وہی مشاور الممالک جو پیرس کی صلح کانفرنس سے اس قدر مایوس ہو کر لوٹا تھا اور جس کے ساتھ اس کے رفیقوں نے دغا کی تھی جو جولائی ۱۹۲۰ء میں سفیر خاص کی حیثیت سے طہران گیا تاکہ بغیر انگریزوں کی مدد کے بالشویکوں کے خطرہ کو اس کے سرچشمہ پر روک دے وہ بہت اچھے وقت پر ماسکو پہنچا۔ یہی زمانہ تھا جب سوویٹ کے ارباب حل و عقد اپنی خارجی سیاست کی تشکیل کر رہے تھے اور مشرق اقصیٰ اور مشرق ادنیٰ کی سیاست میں اس دعوے کے ساتھ داخل ہونا چاہتے تھے کہ وہ ایشیا کی قوموں کو سرمایہ داری اور شہنشاہیت کے پنجے سے چھڑانے کے لئے آئے ہیں مشاور الممالک اور چچرین نے ملکر شطرنج کی وہ چالیں سوچیں جن سے ایران کی بساط پر انگلستان کو مات دی جا سکے احمد شاہ نے اس گفت و شنید کو پسند کیا وہ اس بات سے بہت متاثر تھا کہ کابل میں انگریزوں کی سیاست ناکام رہی اور امیر افغانستان نے روس سے معاہدہ کر لیا ایرانی مدبروں نے اپنی یہ پالیسی قرار دی کہ ان پرانے حریفوں یعنی انگلستان اور روس میں جو مخالفت پیدا ہوگئی ہے اسے اور بڑھا ئیں انھوں نے نہایت دانشمندی سے کام لیکر انگلستان کو جو معاہدہ کے لئے تقاضا کر رہا تھا اتنے دن تک ٹالا کہ ماسکو میں ان کی گفت و شنید

رفتار عالم

عالم اسلام ۔ ترکی

ترکی ہر شعبہ حیات میں ترقی کر رہا ہے زرعیات کی نشو و نما کے متعلق بھی اس کی بہترین توجہات مبذول ہو رہی ہیں پارلیمنٹ کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے فرمایا کہ زراعت قومی اقتصادیات کی بنیاد سمجھی جاتی ہے مجلس کے احباب بر زیادہ زور دیتے رہے ہیں تمام دیہات میں ایک نئے اور ترقی یافتہ پروگرام کی تکمیل و ترتیب کر کے ہر امکانی سہولت بہم پہنچائی جائیگی مگر اس اہم اسکیم کو کامیاب بنانے میں سب سے پہلے ایک پالیسی کی ترتیب کی ضرورت ہے جو کسی گہری اور عمیق تحقیقات کی حامل ہو قرار دیا گیا کہ ہر کاشتکار کے پاس اتنی زمین ہو جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پرورش بآسانی کر سکے اور یہ باہم تقسیم ہی نہ ہو سکے بڑے کاشتکاروں کو زمین زرخیزی و آبادی کے حساب سے دیجائے گی کسی تاخیر کے بغیر کاشتکاروں کو آلات کاشت مہیا کئے جائینگے بیل سے زیادہ گھوڑے کو مفید سمجھا گیا ہے اس کا انتظام مہنگی صورت میں بیلوں کا استعمال کیا جائیگا بڑے بڑے کاشتکاروں کو برقی ہل بھیلے کئے جائیں گے ۔ دیہات میں غلہ صاف کرنے کی مشینیں نصب کی جائینگی کسی مرکزی مقام پر نمونہ کے فارم بھی بنائے جائینگے ۔

۱۹۲۳ء میں جمہوری نظام کی حکومت کی تشکیل کا اعلان ہوا اور سرکاری مذہب اسلام قرار پایا ۱۹۲۴ء میں تمام ملکی اوقاف وزارت فوائد عامہ کے زیر نگرانی کر دیئے گئے ۔ ۱۹۲۸ء میں ترکی زبان کے قدیم رسم الخط کو لاطینی رسم خط میں تبدیل کر دیا گیا اور جمہوریہ ماسکے اندر ہی اسی خط میں کتابیں اور اخبار چھپنے لگے اس کے فوراً ہی بعد تعلیم یافتہ آبادی کا تناسب ۵ ہم سے بڑھکر ۵ ہم ہوگیا قومی تاریخ و روایات کے درس پر زیادہ زور دیا جانے لگا ابتدائی تعلیم اور یونیورسٹیاں قائم ہو گئیں ہر ترک کے لئے ۱۹۳۴ء سے خاندانی خطاب لازمی کر دیا گیا اور صدر جمہوریہ نے اپنے لئے اتاترک کا لقب اختیار کیا ۔ قدیم انگورہ محض ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جس کی زمین زیادہ تر صحرائی اور بنجر تھی پانی کی قلت تھی معاشرتی نقطہ نظر سے بہت پست تھا مگر آج بیس سال بعد اس کی آبادی بہت بڑھ گئی شہری زندگی کے تمام لوازم مہیا ہو گئے اور وہ اپنے عہد کا ایک عظیم الشان شہر ہے

ترکی عسکری ترقیاں بھی سرعت و سرگرمی کے ساتھ کر رہا ہے اور تمام قوم میں ایک جہادی جوش پیدا ہے حال ہی میں مجلس عالیہ کبیر نے حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دو کروڑ دس لاکھ پونڈ دفاع وطن کے لئے صرف کرے ۔ اس پروگرام میں ساحل بحر پر جدید ترین ساخت کے بھاری اور ہلکے آلات حرب کی فراہمی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے اور درہ دانیال اور باسفورس کے حفاظتی سامان میں زبردست اضافہ ہو چکا ہے سات تجارتی جہازوں کے افتتاح کے موقع پر درہ دانیال میں زبردست جشن منایا گیا یہ جہاز ان تیس جہازوں کی پہلی قسط ہے جو حکومت ترکیہ کے لئے جرمنی کے کارخانوں میں تیار کئے جا رہے ہیں عنقریب دس جنگی جہازوں کا ایک بیڑا اور بھی درہ دانیال میں آنیوالا ہے ۔ یہ جہاز ترکی ۔ اسکندریہ ، شام ، لبنان اور مصر کے درمیان آمد و رفت نقل و حرکت رہیں گے وہ حجاج کی آسائش کے لئے وقف رہیں گے لیکن باقی ایام میں تجارتی اغراض کے کام آئیں گے ۔ درہ دانیال سے گذرنے والے جنگی جہازوں پر حکومت جدید پابندیاں عائد کرنے پر غور کر رہی ہے ۔ بری اور فضائی فوج میں پندرہ ہزار سپاہ کے اضافہ کا فیصلہ ہو چکا ہے تین سو ہوائی طیارے بھی ترکی کارخانوں میں تیار کئے جا رہے ہیں ۔ قسطنطنیہ کی طرف بھی توجہ مبذول ہوئی ہے اور اسے ایک جدید اور اتنی عظیم الشان تجارتی بندرگاہ کی صورت میں منتقل کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے جو یورپ میں بندرگاہوں کا پورا مقابلہ کر سکے ۔ مصر ، امریکہ ، فلسطین اور شام کی تجارت باہمی کو فروغ دینے کے لئے ترکی نے اس پر سے پابندیاں اٹھالی ہیں اور جدید مراعات کا بھی اعلان کیا ہے ۔ صنعتی اور تجارتی ترقی کے سلسلہ میں پتہ لگا ہے کہ ترکی لنکا شائر میں جو تجارتی معاہدہ ہوا تھا اس کی تصدیق ہوگئی ہے ۔ ترکی کے اندر ایک لاکھ ٹن خرچ ہونے والی شکر میں سے اکیانوے ہزار ٹن شکر خود ترکی ہی میں تیار ہو جاتی ہے ۔ ابسنگی چار دو بڑے کارخانہائے شکر کھولنے کا فیصلہ کر چکی ہے جو ۹۹ ہزار ٹن سے زیادہ شکر پیدا کر کے ترکی کو بیرونی محتاجی سے پاک کر دیں گے ۔ انگورہ میں زراعت کے لئے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے ۔ جدید صنعتی پروگرام سنہ ۱۹۳۸ء سے شروع ہو جائیگا جس کے ماتحت آٹھ کارخانے قائم کئے جائینگے ان میں سے پانچ کارخانے کیمیائی سامان کی تیاری کے ہوں گے اور تین دیگر زمین تیار کرنے کے ملک میں کو تیار کینگے ۔ اسکندریہ میں بلوہ ہو گیا ۔ ترکوں نے حال ہی میں ایک پیرز بروستی قبضہ کر لیا اور فرانس کو لکھدیا ہے کہ یہ علاقہ ہمارا ہے ہم اس پر قابض رہیں گے ۔

فلسطین

حال ہی میں ام الفحم میں برطانوی فوجوں اور مسلح عربوں کے مابین جو جنگ ہوئی وہ انتہائی شدید جنگ تھی چار ہزار عربوں اور بڑے بڑے برطانوی افسروں نے اس میں حصہ لیا ہوائی جہاز اور مشین گنیں بھی مصروف کار رہیں ایک عرب اپنے اہل و عیال سمیت محض اس وجہ سے گرفتار کر لیا گیا کہ اس کے گھر کے قریب یہ جنگ واقع ہوئی تھی مسلح عرب ٹولیاں برطانیوں کا مقابلہ برابر کر رہی ہیں ۔ تجویز ہے کہ فلسطین کے گرد خاردار تاروں کے جنگلے لگا دیئے جائیں تاکہ شام اور لبنان کے عرب فلسطینی عربوں کی امداد کے لئے نہ پہنچ سکیں تمام فلسطین میں اضطراب کی لہریں دوڑ رہی ہیں بم پھٹ رہے ہیں ۔ گولیاں چل رہی ہیں ۔ میگزین اڑائے جا رہے ہیں جن کا اثر خوف کے ساتھ تمام مسلمان محسوس کر رہے ہیں چنانچہ مصر میں مظاہرات اور احتجاجی جلسے منعقد ہوئے ۔ قاہرہ میں ہڑتال منائی گئی ۔ اور ایک بے پناہ جلوس نکل کر شہر کی تمام بڑی بڑی شاہراہوں سے گذرتا ہوا وزیر اعظم کی کوٹھی پر پہنچا جنہوں نے فرمایا کہ فلسطین کا مسئلہ میرے لئے بھی اتنا ہی جان فرسا اور المناک ہے میں عرب فلسطین کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں طلباء نے قاہرہ نے بھی حصہ لیا اسی طرح دو شہروں میں بھی ہڑتال ہوئی ۔ سرکردہ فلسطینی عربوں نے مسٹر چیمبرلین کو ایک یادداشت ارسال کی ہے کہ وہ عربوں اور یہودیوں میں مصالحت کرا دیں اس طرح کہ وہاں ایک ایسی عرب حکومت قائم کرا دیں جس میں یہود کو مناسب حقوق حاصل ہوں لیکن اسے یہودی اور برطانوی ماننے کے لئے تیار نہیں ۔

مصر

جدید وزیر اعظم مصر محمد محمود پاشا نے اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میری وزارت قومی وزارت ہے پارٹی وزارت نہیں ہم انشاء اللہ دستور کی پوری پوری پابندی کریں گے اور ہر گروہ کے ساتھ ہمارا یکساں برتاؤ ہوگا ۔ جامعہ مصر کی انجمن اتحاد نے یہ تجویز منظور کی ہے کہ عام طلباء کی طرف سے ارکان حکومت پر زور ڈالا جائے کہ جس طرح ترکی حکومت نے تمام طلباء کے لئے عسکری تعلیم لازم کر دی ہے اسی طرح مصری یونیورسٹی کے طلباء کے لئے بھی فوجی تعلیم کا بندوبست کیا جائے حکومت اس پر غور کر رہی ہے ۔ وزارت تعلیمات نے فیصلہ کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ کو تین ہزار پونڈ عطا کئے جائیں ۔ بلجیم اور مصر کے درمیان کئی قسم کے معاہدات ہو چکے ہیں ۔ مصر میں عمومیت کے ساتھ علامہ اقبال کا ماتم کیا گیا ، پرزور مقالات لکھے گئے اور جلسے ہوئے ۔

تونس و مراقش

اس وقت تونس میں آزادی و حریت کا جذبہ سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے جسے دبانے کے لئے حکومت استبدادی سے کام لے رہی ہے احرار کو سخت ظالمانہ سزائیں دی جا رہی ہیں نئے نئے جیلخانے تعمیر ہو رہے ہیں تقریباً سو عربوں کو محض شبہ پر سزائیں دیدی گئیں جن کی مجموعی مدت (۷۹) سال ہے جس میں ہزار فرانک جرمانہ کی سزا ہوئی ۔ سبز پوش جماعت اپنے خلاف قانون جماعت ہونیکا حکم سنتے ہی منتشر

جنرل کے محل کے سامنے مجمع ہوئی [illegible] کر کے قصر کی طرف بڑھنے شروع ہوئے چنانچہ باغیں بانٹ میں تیس ہزار کا اجتماع ہوگیا ۔ محافظ دستہ کے منتشر کرنے کی سعی [illegible] وہ بیٹھا کرتے گورنمنٹ ہاؤس میں گھس گئے ۔ لیکن افغانوں سے [illegible] اس وقت [illegible] گیا تھا اور فوج آگئی مگر تصادم ہوا جس [illegible] مالک [illegible] سو مجروح ہوئے ۔ [illegible] باقاعدہ [illegible] لئے حالانکہ [illegible] وہاں [illegible] موجود [illegible] ہوگئے [illegible] طرف حرکت کرنے کا حکم دیا ہے خیال ہے کہ فرانس نے تیونس [illegible] جدید جیلوں کا حکم دیا تھا۔ اس کا ترکی بہ ترکی جواب ہے مراکش کے فرانسیسی [illegible] جلیوں اور [illegible] علاوہ قرآن مجید کی بہ آواز بلند تلاوت بھی ممنوع قرار دے دی [illegible] خلاف ورزی قانون کے طور پر لوگوں نے ایک مسجد میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت بھی شروع کی اور گرفتاریوں کے خلاف بھی احتجاج کیا چنانچہ پولیس نے فوراً موقعہ پر پہنچ کر قرآن کریم بہ آواز بلند نہ پڑھے جانے کا حکم دیا لیکن انہوں نے مسلسل جاری رکھا اس پر پولیس بوٹوں سمیت مسجد کے صحن میں گھس آئی نمازیوں کو زد و کوب و مجروح کر کے سخت اذیت پہنچائی اور ۵۰ میں گرفتاریاں شروع کر دیں [illegible] بعد کے جیسہ ماہ کی سزا دی گئی [illegible] بڑے بڑے [illegible] بھی شامل ہیں

افغانستان حکومت ملک کی مالی و معاشی حالت کی ترقی کی بابت [illegible] سے کام لے رہی ہے۔ ایک جدید محکمہ ” محکمہ استخراج معادن “ کے نام کھولا گیا ہے افغانستان ایک معدنی ملک ہے جہاں ہر قسم کی دھات کی کانیں پائی جاتی ہیں محکمہ مذکور کی زیرنگرانی کوہستانی علاقوں میں عنقریب کام کا آغاز ہونیوالا ہے کچھ ماہرین کی خدمات بھی حاصل کر لی گئی ہیں۔ اس سال نیہ یہاں سیرت کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں [illegible] اور علماء دین نے تقاریر کیں۔

ممالک خارجہ ۔ برطانیہ اس رمضان میں فرانکو کی دست درازیوں کے خلاف برطانیہ میں بڑا ہیجان پھیلا رہا برطانوی جہازوں پر پے بہ پے حملے ہوئے اور برطانوی رعایا کے متعدد افراد مارے گئے فرانکو اظہار افسوس کر کے خاموش ہوگیا برطانوی اخبارات پیہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ سخت کارروائی کی جائے غرق شدہ جہازوں پر کوئی ممنوعہ سامان بھی لدا ہوا نہیں تھا برطانیہ نے اپنے احتجاج میں لکھا تھا کہ یہ حملے دیدہ و دانستہ ہوئے جنرل فرانکو نے جواب میں لکھا کہ یہ تو غلط ہے کہ برطانوی جہازوں پر دیدہ و دانستہ حملے ہوئے تاہم میں اس کی تحقیقات کروں گا لیکن اس کے بعد بمباریوں اور حملہ آوریوں کا سلسلہ اور شدت کے ساتھ شروع ہوگیا جس سے برطانوی رائے عامہ ہیجان میں آگئی فرانس نے مخالفانہ اقدام کا ارادہ کیا تھا لیکن برطانیہ کی طرف سے اسے متنبہ کر دیا گیا کہ اگر فرانس کوئی ایسا اقدام کرے گا تو برطانیہ اس سے الگ ہو جائے گا اس دھمکی کا فرانس پر خاطر خواہ اثر ہوا اور روس کی ساری ساعی کا قصر منہدم ہو کر رہ گیا وزیر خارجہ نے اعلان کر دیا کہ فیڈریشن [illegible]

فرانس فرانسیسی ایوان میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم فرانس موسیو دلادیہ نے انتباہ کیا کہ اگر مالی امور میں جادۂ اعتدال سے انحراف کیا گیا تو فرانس ایک اور بین الاقوامی بحران کے کنارہ پہنچ جائیگا۔ بین الاقوامی صورت حالات حد سے زیادہ خطرناک ہے اگر آپ لوگوں نے بے تحاشا خرچ کرنا شروع کر دیا تو فرانس کے غیر ملکی معاہدات یہانتک کہ غیر ممالک کیساتھ دوستی کی ضمانت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔ تین ہفتہ ہوئے کہ ہم جنگ سے چند قدم دور رہ گئے تھے اب مطلع صاف ہوگیا ہے لیکن ہماری طرف سے معمولی کمزوری کا اظہار بھی نازہ مصیبت کا باعث ہو سکتا ہے حکومت کی طرف سے انتباہ کیا گیا کہ اگر آئندہ کسی طیارہ نے فرانس کی سرزمین [illegible]

داخل ہونے کی جرأت کی تو فرانسیسی طیارہ شکن توپیں اسے اپنا نشانہ بنا لیں گی ایک ممبر نے کہا کہ حملہ آور طیارہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جرمن طیارہ تھے موسیو دلادیہ نے کہا کہ اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہاں ہم حملہ آوروں کی جانچ پڑتال کر رہے ہیں

جرمنی بحیرۂ احمر کے بعض علاقہ میں قبضہ کے متعلق برطانیہ جرمنی اور اٹلی کے مابین ایک پرجوش مگر خاموش جنگ چھڑی ہوئی تھی بالآخر فتح برطانیہ کی ہوئی اور اس نے [illegible] میں اپنا بحری اور فضائی مستقر بنا لیا ہے [illegible] ایک مقام ایسا ہے جہاں [illegible] اس پر قبضہ کر لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گویا تمام بحر احمر پر قابض ہے جرمنی اور اٹلی نے [illegible] جہاں [illegible] کیا اور [illegible] کے لئے مچھلیاں پکڑنے کا لائسنس حاصل کر لیا اسی عرصہ میں ایک برطانوی پٹرول کمپنی نے بھی اس علاقہ میں تیل کا ٹھیکہ لیا حکومت [illegible] اس کا علم ہوتے ہی ثلیث کو لکھا کہ ہم اپنے بحری بیڑے کے قریب نازی بیس اسٹیشن کو برداشت نہیں کر سکتے البتہ برطانوی اسٹیشن پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ثلیث نے لائسنس منسوخ کر دیئے اور برطانوی کمپنی کو اجازت دیدی۔

ہز ہائینس سر آغا خان جرمنی گئے تھے آپ حالات جرمنی سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ حال ہی میں ایک مضمون چھپوا کر لکھا کہ میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ تعمیری نوعیت کی اشتراکیت کو عملی صورت میں جرمنی میں دیکھا ہے ہٹلر کی ملاقات کے بعد میں نے محسوس کیا کہ بلاشبہ موجودہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہے جرمنی خواہ مجلس اقوام کے اندر ہے خواہ باہر رہے وہ دنیا میں قیام امن کیلئے ایک ستون ہے کیونکہ اس نے تعمیر قومی کے لئے جو تجاویز مرتب کی ہیں ان کیلئے امن صلح کی ضرورت ہے پوری جرمنی میں مجھے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جسے تکرسیر ہو کر روٹی نہ ملتی ہو دنیا کا یہی ایک واحد ملک ہے جہاں اشتراکیت عملی صورت میں کار فرما ہے ان کا نعرہ ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ جب سوسائٹی میں کوئی اعلیٰ اور ادنیٰ طبقہ باقی نہ ہوگا سب برابر ہونگے ملک کا نظم و نسق امراء اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں نہیں اگرچہ جماعتی امتیاز مفقود ہے مگر اس کی جگہ مکمل مساوات کے اعتقاد و خیال نے نہیں لی اگر بعض آدمی یہ ثابت کر دیں کہ وہ ذاتی مذہبی طور پر زیادہ قابل ہیں تو نہیں اس کے متعلق سرفراز کر دیا جاتا ہے حکومت اس امر کیلئے ساعی ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ سے زیادہ مسرت و راحت نصیب ہو۔

اٹلی اطالوی اخبارات کا لب و لہجہ فرانس اور برطانیہ کے متعلق بہت سخت ہو رہا ہے لکھتے ہیں کہ اقوام یورپ کے مابین مفاہمت کے امکانات کم ہو رہے ہیں۔ ایک روزنامہ لکھتا ہے کہ ہم ایک [illegible] بین الاقوامی بحران کی طرف جا رہے ہیں اٹلی اور جرمنی کے ساتھ مسٹر چیمبرلین کی دوستانہ پالیسی کو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق قرار دیا جا رہا ہے حبشیوں کی ایک نیا یلغار نے اٹلی کے سر پر مصیبت کا پہاڑ نازل کر دیا ہے تازہ جنگ پر جشیلہ روبیہ صرف ہو چکا ہے چند ہی روز کی جنگ و جدال سے دو شہروں پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے اور اٹلی کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئی ہیں حبشی سردار ایک لاکھ افراد کے ساتھ دار الحکومت کی طرف بڑھ رہا ہے اٹلی نے جزیرہ سیرد کو ایک بحری و فضائی قلعہ میں تبدیل کر دیا ہے جو مالٹا سے بھی زیادہ مضبوط ہے اور اٹلی حاشہ سے دور ہے اور جس کا طول و عرض ۵۰۰ میل ہے۔

چین و جاپان کنٹن پر گیارہ طیاروں نے حملہ کرتے ہوئے سوبر گرانے پالسہاک اور نو مجروح ہوئے سوچوبیں جاپانیوں نے چینی افواج کو زد میں لینے کی تجویز کی تھی لیکن ناکام رہ کر خود خطرہ میں پڑ گئے کنٹن کے قریب بعد کو ایک فضائی جنگ ہوئی جس میں دونوں فریق اپنی کامیابی کے مدعی ہیں۔ تیسری بار کنٹن پر جو بم برسائے گئے ان میں ہانگ کانگ جانے والے بیشمار مسافر ہلاک ہوئے۔ جدید وزیر جنگ جاپان کو حکم ملا ہے کہ وہ بہ عجلت ہنکاؤ پر قبضہ کر لے اسی لئے یہاں سے چینی سرکاری دفاتر منتقل کئے جا رہے ہیں

اب تک کنٹن پر ایک درجن کے قریب فضائی حملے ہو چکے ہیں۔ سپہ سالار افواج چین نے اس ہدایت پر عمل پیرا ہیں کہ جاپان کے خلاف تیز تر کی رسائی اختیار کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ انجام کار فتح چین ہی کی ہوگی آئندہ چینی افواج مارو اور بھاگو کی پالیسی اختیار کریں گی اور قدرتی رکاوٹوں پہاڑوں بارشوں اور دریاؤں سے پورا فائدہ اٹھایا جائیگا اور ہم ہر موقع پر دشمن کے ضرب لگائیں گے۔ غرض دونوں ملکوں میں جنگ کا سلسلہ بہ شدت جاری ہے کبھی ایک ملک کی فتح ہوتی ہے اور کبھی دوسرے ملک کی۔

ہندوستان - کانگریس یو پی میں زمینداروں اور کسانوں کی کشمکش نے بہت نازک صورت اختیار کر لی ہے ایک طرف تو کسانوں کی سرکشی کی انتہا تک پہنچ چکی ہے کہ وہ زمینداروں کے جان و مال کے دشمن بن گئے ہیں چنانچہ ریاست تہاگاہیں کے تعلقدار اور ضلع اناؤ کے کئی زمیندار اور اودھ کے متعدد علاقوں کے کارندے قتل ہو چکے ہیں اور حکومت کو بھی انہوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا ہے اور دوسری طرف تعلقدار اور زمیندار بھی اپنے تحفظ حقوق کے جوش میں میدان میں آگئے ہیں انہوں نے لکھنؤ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے خلاف زرعی قوانین کی دھمکی دی ہے پنڈت جواہر لال کو اس درجہ ناگوار گذری ہے کہ وہ علی الاعلان یہ فرما گئے ہیں کہ اگر زمینداروں نے کوئی مخالفانہ اقدام کیا تو ہم دس لاکھ کاشتکاران کے مقابلہ پر لا کھڑے کریں گے اور ممکن ہے کہ یہ نظام ہی بدل دیں اس لئے دو اضطراب و جوش پیدا ہو گیا ہے بہر کیف قانون لگان شدہ مخالفتوں کے باوجود اسمبلی کے اجلاس میں پیش ہونے والا ہے۔

ڈسٹرکٹ نوجوان کانفرنس اناؤ کے اجلاس میں جس کے اندر لاٹھیوں سے مسلح اور سرخ جھنڈے ہاتھ میں لئے دو ہزار کسان ہوتے تھے۔ دندا سے کانفرنس کی مذمت اس بنا پر کی گئی کہ انہوں نے ابھی تک اسیران سیاسی کو رہا نہیں کیا۔ سرکاری اعلان کیا گیا ہے کہ ان جرائد کو اشتہار دیئے جائیں جن کی اشاعت پانسو ہو اور جو تشدد و بغاوت اور فرقہ وارانہ جوش سے اجتناب کریں۔ حکومت نے جولاہوں کی صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے ایک ڈائرکٹر مقرر کرنے اور اس محکمہ کو بالکل الگ کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بریلی میں چند کسانوں پر جن میں ایک کانگریسی بھی شامل ہے زیر دفعہ ۱۴۴ نوٹس تعمیل کئے گئے ہیں۔ ناخواندگی کے ارتفاع کے لئے حکومت کی سعی کا سلسلہ جاری ہے دیہات میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے نارمل تک چار اسکول کھولنے کا فیصلہ ہوا ہے اور مڈل اسکولوں کو بھی وظیفے دیئے جائیں گے جو بریلی سیتا پور، متھرا، غازی پور، سہارنپور اور گورکھپور اسکولوں کی لڑکیوں کو ملیں گے۔ کانگریس کی پالیسی اور اس کے مقاصد کی تبلیغ کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک روزنامہ نیشنل ہیرالڈ کے نام سے نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بہار حکومت بہار نے احکام صادر کئے ہیں کہ سرکاری نوٹسوں میں تم کے بجائے آپ لکھا جائے۔ ضلع سارن میں امتناع شراب کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں محکمہ جنگی سونا دانوں کا علم ہوا ہے۔ ستے بانڈوں کی مالی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ بارہ ہزار تاڑی کاٹنے والوں کو کافی مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ بہار میں ابھی تک چالیس سیاسی قیدی موجود ہیں۔ بہار اسمبلی نے ممبروں کی تنخواہوں کا بل منظور کر دیا پچھتر روپیہ ماہوار تنخواہ اور دوران اجلاس میں مزید تین روپیہ روزانہ الاؤنس اور تھرڈ کلاس کا دوگنا کرایہ مقرر کیا گیا۔ حکومت نے تمام عدالتوں میں اردو زبان جاری کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ بہار کے جیلوں میں صنعتوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہے۔ بیکاروں کو ملازمت دلانے کے لئے جو محکمہ قائم ہوا تھا وہ ۳۰۰ نوجوانوں کو مختلف کارخانوں میں ملازمت دلا چکا ہے۔ دو ہزار بیکاروں کے نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں اور ۱۹۴۰ خالی اسامیوں کی اطلاع مل چکی ہے جن کی تنخواہیں آٹھ سے لیکر نو سو تک ہیں۔ رہا شدہ سیاسی قیدیوں کے متعلق وزیر اعظم نے بیان کیا کہ احکام صادر کر لئے گئے ہیں کہ ملازمت میں انہیں ترجیح دی جائے بلکہ مجرموں کو دیہات سدھار کے کام میں لگا دیا جائیگا۔

بمبئی حکم جاری ہوا ہے کہ غیر معمولی حالات کے سوا جیلوں میں تنہائی کی سزا نہ دی جائے جو تقریباً ایک سزا پہلے ذلیل سمجھی جاتی تھی وہ بالکل موقوف کر دی گئی۔ پولیس کی تنظیم جدید زیر غور ہے آئندہ ہندوستانی انجمن انڈین اور یورپین افسروں کی تنخواہیں مساوی ہوا کریں گی البتہ یورپین افسروں کو صرف پچھتر روپے ماہوار الاؤنس اور دیا جائیگا لیکن ان کی بھرتی اس وقت تک بند رہے گی جب تک ان کی تعداد گھٹ کر ۲۰ فیصدی نہ رہ جائے۔ اس مدت میں سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ گاندھی جی سبھاس بابو نے ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق بمبئی میں مسٹر جناح سے تفصیلی ملاقاتیں کیں باہمی خط و کتابت بھی شائع ہو چکی ہے لیکن اس کی تکمیل کی کوئی توقع نہیں معلوم ہوتی۔ مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ جب مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا جائے جسے وہ ماننے کے لئے تیار نہیں مگر گفتگو دوستانہ فضا کے ماتحت ہوئی خط و کتابت میں یہی جذبہ کار فرما ہے۔

مدراس اسکول ماسٹروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ طلبہ پر سختی نہ کریں اور نہ ہاتھ میں بید رکھیں گھریلو صنعتوں کی ترویج پر بھی بہت زور دیا جا رہا ہے۔ اسکولوں میں ہندی کی ترویج کے خلاف سخت جوش پھیلا ہوا ہے لوگ اپنی زبان کے مقابلہ میں اسے پسند نہیں کرتے۔ قانون کی تیاریاں ہو رہی ہیں یہاں ایک نہایت مفید قرضہ بل منظور ہوا ہے اب کوئی ساہوکار اصل سے زیادہ سود کا مجاز نہ ہوگا۔

سی پی - وزراء کے خلاف رشوت ستانیوں کے سخت الزامات عائد کئے گئے ہیں اور بے عنوانیوں کی شکایات تھیں۔ وزارت میں سخت اختلافات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ تحقیقات ہوئی اس کا ثبوت مل گیا کہ غیر مستحق لوگوں کو عہدے دیئے گئے۔ انتظامی نااہلیت کا بھی مظاہرہ ہوا اس کے باوجود لیپ پوت کر کے معاملہ رفع کر دیا گیا۔ کام حسب معمول ہو گیا۔ مسٹر شریف وزیر کے متعلق گو ہائی کورٹ کے سابق جج نے طے کر دیا تھا کہ ان کا موقف صحیح ہے اس کے باوجود انہیں استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا گیا اور ابھی تک ان کے بجائے کوئی مسلم وزیر مامور نہیں ہوا۔

سرحد وزیر اعظم نے اعلان کیا اس امر کا انتظام کر دیا گیا کہ آئندہ اہل قبائل کسی ہندو کو اغوا کریں اگر ایسا ہوا تو ایک ہندو کے بجائے قبائل کے دس اشخاص کو گرفتار کیا جائے گا جو مقامی آدمی ان کی مدد کریگا ان کے رشتہ داروں کو شدید سزائیں دی جائینگی۔ خان عبدالغفار نے اپنے اخبار میں سرحدی کانگریس شدید نکتہ چینی کی ہے۔ لکھا ہے کہ قتل اور دیگر جرائم میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے کوئی دن قتل کے بغیر خالی نہیں جاتا۔ اس کے انسداد کے لئے حکومت نے ابتک کوئی اقدام نہیں کیا۔ نظام حکومت میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی افسروں کو پبلک کے جذبات سے کوئی ہمدردی نہیں۔ قاضی عطاء اسد وزیر کے خلاف بھی اس بنا پر جوش پھیلا ہوا ہے کہ انہوں نے انجمن حمایت اسلام کی مرتبہ اسلامی کتابیں نصاب میں شامل کیں اور ایک مدرس کو کیوں اس کی جگہ بحال کیا۔ وزارت میں اختلافات کی بھی اطلاع موصول ہوئی ہے بنوں میں ایک ہندو مکان سے بم بنانے کا بڑا سامان برآمد ہوا ہے۔

مسلم لیگ وزارت نے اپنی سعی سے اسمبلی و کونسل کے دونوں اجلاسوں سے زرعی بل منظور کرا لیا تھا اس کے برخلاف بنگال کے ہندو زمینداروں میں ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہے اور گورنر نے بھی ان کے اثر سے اس پر ہنوز منظوری نہیں دی اس پر وزیر اعظم مولوی فضل حق نے اعلان کیا ہے کہ اگر اسے منظور نہ کیا گیا تو معاملہ وزیر ہند تک پہنچا کر وزارت مستعفی ہو جائے گی۔ مخالفانہ جوش کو روکنے کے لئے ایک آرڈیننس بھی

جاری کر دیا گیا ہے۔

مولوی فضل حق مسٹر سبھاش چندر بوس اور مسٹر شرت چندر بوس کے درمیان مخلوط انتخاب کرانے کے لئے ایک بل اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں۔ وزارت نے بنگال میں اول درجہ کا ایک زراعتی کالج قائم کرنے کے لئے ساڑھے ... لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔ وزارت کے اختلافات سے جلال حسن نکلنے پر ... تقسیم ہے۔ مولوی فضل الحق اس امر پر غور کر رہے ہیں کہ وزراء کی تعداد گیارہ سے بڑھا کر تیرہ کر دی جائے۔ مخالف پارٹی کے دو وزیر بھی لئے جائیں گے۔ انہوں نے ایک زبردست اسکیم پر جس پر حکومت غور کر رہی ہے اس پر ... کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اسکیم یہ ہے کہ ... اور بنگال کے مابین علاقہ کو سیراب کرنے کے تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ صوبہ کی خوشحالی بڑھانے کے لئے وزارت سرگرمی کا ...

پنجاب اس مرتبہ امرتسر میں لیگ اور کانگریس کے مابین سخت معرکہ انتخاب ہوا کانگریس کی طرف سے ڈاکٹر کچلو کھڑے ہوئے تھے جن کا شہر میں ذاتی رسوخ بہت بڑھا ہوا ہے۔ احرار کی جانب سے چودھری افضل حق کھڑے ہوئے اس موقع پر کہ امرتسر احرار کی تحریک کا مرکز ہے مسلم لیگ کی طرف سے شیخ محمد صادق میدان میں آئے۔ جلسہ ... ایک سخت مقابلہ رہا۔ احرار جیتی ہو ... کسی امیدوار کے متعلق نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کامیاب ہوگا لیکن نتیجہ پر مسلم لیگ کامیاب ہوئی۔ لیگ کو ۷۵۸۴ احرار کو ۲۹۳۲ اور کانگریس کو ۲۵۳۹ ووٹ ملے۔ کانگریس کے خلاف لیگ کو پنجاب میں ہر موقع پر کامیابی ہو رہی ہے۔ مسجد شہید گنج کا مسئلہ دار ہو گیا۔ دو مہینے کے بعد اس کی سماعت ہوگی۔

مارکیٹنگ بل عنقریب اسمبلی کے اجلاس میں پیش ہونے والا ہے جن چند اخبارات کی ضمانت طلب کر لی گئی تھیں ان میں سے چند کی ضبط کر دی گئی ہے۔ صنعتی ترویج، جیلخانوں کی اصلاح اور تعلیمات عامہ کے سلسلے میں خاطر خواہ کام ہو رہا ہے حالانکہ یہاں کانگریس پارٹی میں سخت اختلافات ہیں۔

آسام سر محمد سعد اللہ وزیر اعظم نے کمشنروں کی آسامی کو اڑانے کا فیصلہ کیا ہے جس سے ... کو سخت اختلاف ہے لیکن سر سعد اللہ اپنے ارادہ پر قائم ہیں اتنے کہ وہ اس کے لئے مستعفی ہونے تک کو تیار ہیں یہاں کی مسلم وزارت عہدوں سے زیادہ ملک کی فلاح کی خواہاں ہے۔ حکومت تمام صوبہ میں افیون کا داخلہ عنقریب بند کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے امتناع مسکرات کے سلسلہ میں بہت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔

ترچناپلی کی میونسپلٹی کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کے دو امیدواروں کو سخت شکست دی۔ بہار میں صدر لیگ کے دورہ کے وقت سے مسلمانوں کے اندر نہایت سرگرمی پیدا ہو گئی ہے چنانچہ اسمبلی میں مختلف سوالات کئے گئے جن کے جواب میں کہا گیا کہ مسٹر جناح کا جلوس واقعی عظیم الشان تھا جس کے لئے اانسنس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی اسی وقت سے مسلمان فرقہ وار طریق پر منظم ہونا شروع ہو گئے ہیں اور رضاکاروں کی تنظیم کا بھی آغاز ہے اور عملی سرگرمی بھی نظر آتی ہے۔ بمبئی کے شاندار جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے فرمایا مسلمان فرقہ وار اتحاد کے لئے تیار ہیں لیکن اتحاد دو مساوی جماعتوں ہی میں ہو سکتا ہے ورنہ پھر کمزور کو ہمیشہ جھکنا پڑتا ہے۔ مسلمانوں سے تنظیم کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ اگر غافل رہے تو مسلمانوں کا بھی انجام ہوگا جو سندھ و سرحد میں ہوا۔ سر سکندر حیات خاں نے کہا کہ اتحاد ضرور اچھی چیز ہے لیکن اس سے مسلمانوں کی خودداری نہ ختم ہونی چاہئے اور نہ ایسا ہو کہ ایک غلامی سے نکل کر وہ دوسری غلامی میں چلے جائیں بلکہ دونوں دو جداگانہ قوموں کی طرح رہیں۔ مسٹر فضل حق نے فرمایا مسلمانوں کو تحفظ اسلام کے لئے متحد ہو جانا چاہئے مجھے خوشی ہے کہ بنگال میں مسلمان منظم ہو رہے ہیں۔ میمن قوم کے سپاسنامہ کے جواب میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ کانگریس کبھی بھی ایک قومی جماعت نہ تھی بلکہ فرقہ پرست جماعت ہے جو قومیت کا نقاب اوڑھے ہوئے ہے۔ ان تاجروں نے آپ کو امیر الملک کا خطاب دیا۔ ایک اور جلسہ میں فرمایا کہ میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں تمام اقلیتوں کی بہبود و فلاح کے لئے جوش کے ساتھ ساعی ہوں ہر صوبہ میں مسلم لیگ کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ بیرگرہ ضلع رتناگری میں بہار کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ کانگریس بالعموم سرمایہ داروں اور دولتمند تاجروں پر مشتمل ہے جو اچھوتوں کے بدترین دشمن ہیں ان کی بدحالی کی ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے میں برطانوی استعماریت کو ہندوستان سے خارج کرنے کا اتنا مشتاق نہیں جتنا کہ سرمایہ دارانہ عنصر سے کانگریس کو پاک کرنے کا متمنی ہوں۔

مہاسبھا ڈاکٹر مونجے نے ایک بیان میں اعلان کیا کہ کانگریس فرقہ وارانہ فیصلہ سے دستبرداری اور مسترد کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوؤں میں ایک قسم کی خانہ جنگی برپا ہو جائے گی کانگریسی ہندو مسلمانوں سے مل جائیں گے اور مہاسبھائی ہندوؤں سے جنگ کریں گے۔ ... کانگریس کو ہندوؤں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور اگر اس نے مسلم لیگ سے مفاہمت کر لی تو ہندو اسے یقیناً مسترد کر دیں گے آپ نے یہ بھی کہا کہ کانگریس کو زور و شور کے ساتھ رابطہ عوام کی تحریک پر اپنی تمام کوششیں مرکوز کر دینی چاہئیں۔

ناسک میں ہندو مہاسبھا کے عظیم الشان اجلاس میں پولیس میں سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی حق تلفی کے متعلق متعدد تجاویز منظور ہوئیں ہندو مسلم مفاہمت کی سخت مذمت کی گئی اور حفظ کتابت بالمیکی کی فوری اشاعت پر زور دیا گیا اسی موقع پر ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ نے یہ تجویز منظور کی کہ اگر کانگریس نے خالص ہندو مفاد کے نقطہ نظر سے مسلم لیگ سے گفت و شنید نہیں کی تو اس کے خلاف مسلم لیگ کا یہ الزام صحیح ثابت ہو جائیگا کہ کانگریس ایک قومی جماعت نہیں ہے بلکہ ہندو جماعت ہے اگر کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا تو ہندو قوم اس کی پابندی اس وقت تک نہیں کریگی جب تک ہندو مہاسبھا کو اس میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ لکھنؤ کی سبزی باغ میں بلوہ کے مقدمہ کے سلسلہ میں ۳۴ ہندو ماخوذ ہیں ان کی پیروی کے لئے متعدد وکیل اور کانگریسی ہندو عدالت میں "بندے ماترم" کے نعرے لگا رہے تھے اور ترنگے جھنڈے لہراتے ہوئے موجود تھے اور کانگریسی لیڈر ہی ان کی قیادت کر رہے تھے اس باوجود کہ یہ مقدمہ قومی نہیں فرقہ وارانہ نوعیت کا ہے۔ الہ آباد میں بہادر گنج کی قریبی مسجد میں پاخانہ پھینکا گیا اس سے پہلے سور کا سر رکھ دیا گیا تھا۔ لاہور میں صدر ہندو مہاسبھا مسٹر ساورکر کا بڑا جلوس نکلا اور افسوس ہے کہ کانگریسیوں نے اس کا پروپیگنڈا بھی کیا انہوں نے اپنی تقریر میں صاف صاف بیان کیا کہ ہمیں مسلمانوں کی کوئی ضرورت نہیں ہم اپنا راج ہندوستان میں قائم کریں گے جو ہندو تہذیب اور ہندو کلچر پر مبنی ہوگا۔

جمعیۃ علمائے ہند ضلع پونیکل کانفرنس پشاور کے منتخب صدر حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا جلوس بہت شاندار نکلا جس میں ہزاروں سرخپوش شامل تھے۔ اس کانفرنس میں شرکاء کی وہ کثرت تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی زعماء و عمائدین شہر بھی شریک تھے۔ مولانا مدنی کا فاضلانہ خطبہ بڑی توجہ سے سنا گیا جس میں واضح کیا گیا تھا کہ برطانوی حکمت عملی نے کس طرح ہندوستان کو برباد کیا اور اس کے باوجود بھی مسلم لیگ اور ہندو سبھا جیسی فرقہ پرست جماعتیں ملک میں موجود ہیں جو برطانوی سامراج کی گرفت کو مضبوط کر رہی ہیں۔ گجرات و سورت میں مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند کا تبلیغی دورہ بہت کامیاب رہا۔ بہار و بنگال میں جمعیۃ کے ارکان بڑی سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ آجکل جمعیۃ مسلمانوں کی داخلی تنظیم کے لئے ایک ہمہ گیر اور جامع لائحہ عمل پر غور کر رہی ہے اور جمعیۃ اس پر عامل ہوئی تو مسلمانوں کو اس سے بیش از بیش فائدہ پہنچے گا۔

پچیس ۲۵ روپے نقد انعام

اس مقابلہ میں شریک ہونے والے ہر شخص کو انعام دیا جائیگا

ذیل میں ایک معمہ درج کیا جارہا ہے۔ اس کو لکھی ہوئی شرائط کے مطابق حل کرکے **منیجر کامیاب بک ڈپو، بکس ۱۴۳ دہلی** کے پتہ پر بھیج دیجئے۔ اگر آپ کا جواب صحیح ہوا تو پچیس روپے نقد انعام مل سکیگا اور اگر جواب غلط ہوا تب بھی کوئی نہ کوئی انعام ضرور ملے گا۔ اور آپ کسی حالت میں نقصان میں نہیں رہ سکیں گے۔

معمہ ایک ایسے مذہب کا نام بتایئے جس کے متعلق خیال ہے کہ وہ قدائی مذہب ہے اور جس کے ماننے والے اپنے آپ کو صحیح راستہ پر سمجھتے ہیں اس مذہب کے نام میں اُردو کے پانچ حروف ہیں جن کو لوٹ پلٹ کرنے سے ذیل کا معمہ تیار ہوا ہے۔ مثلاً اس کے پانچویں۔ تیسرے۔ پہلے اور تیسرے حرف ملانے سے لفظ ملال بنتا ہے جس کے معنے رنج کے ہیں اسی طرح اس نقشہ کی پوری خانہ پری کرکے "دفتر کامیاب بک ڈپو" کو بھیج دیجئے۔ معہ فیس داخلہ۔

شرائط ہر شخص خواہ مولوی کا خریدار ہو یا نہ ہو اس انعامی مقابلہ میں شریک ہوکر انعام لے سکتا ہے۔ اور جتنے حل چاہے ایک ساتھ بھیج سکتا ہے۔ لہٰذا اس معمہ کو حل کرکے بھیجئے اور اس کے ساتھ ہی انعامی مقابلہ میں شریک ہونے کی فیس داخلہ کے پانچ آنے کے ٹکٹ ڈاک بھی اسی لفافہ میں رکھکر بھیجدیجئے۔ اگر فیس داخلہ کے ٹکٹ نہ آئیں گے تو جواب شریک مقابلہ نہ کیا جائیگا۔ لہٰذا ہر جواب کے ساتھ فیس معمہ پانچ آنے کے ٹکٹ آنے ضروری ہیں۔ معمہ خواہ علیحدہ کاغذ پر حل کرکے بھیج دیجئے خواہ اسی کوپن پر۔ یہ آپ کو اختیار رہے۔ بہرحال ہر معمہ کے ساتھ فیس داخلہ یعنی فیس مقابلہ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ ڈاک آنے ضروری ہیں۔ یہ ٹکٹ کسی ریاست یا افریقہ۔ عدن۔ سیلون۔ برما وغیرہ کے نہ ہوں۔ بلکہ ہندوستانی ڈاکخانہ کے ٹکٹ ہوں۔ اور پھٹے پرانے نہ ہوں۔

پہلا انعام۔ پچیس ۲۵ روپے نقد۔

دوسرا انعام۔ سُنہری دستی گھڑی۔

باقی تمام انعامات پر آٹھ آنے قیمت کی کتاب مفت۔

یہ تمام جوابات **منیجر صاحب کامیاب بکڈپو بکس ۱۴۳ دہلی** کے پتہ پر ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء کی دوپہر تک آجانے ضروری ہیں۔ اسکے بعد موصول شدہ جوابات واپس کردئے جائیں گے۔ ہر جواب کے ساتھ یعنی ہر حل کے ساتھ فیس داخلہ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ ڈاک آنے ضروری ہیں۔ یہ تمام موصول شدہ جوابات ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء کی دوپہر کو دو بجے حضرت مولانا **ظفر نیازی** صاحب کی زیر نگرانی کھولے جائیں گے۔ اور ان میں جتنے جوابات صحیح ہوں گے ان پر بذریعہ قرعہ اندازی پہلا نام نکلنے والے کو مبلغ پچیس روپے نقد انعام بھیجا جائیگا۔ اور پھر دوسرا نام نکلنے پر ایک عدد سنہری گھڑی نہایت سچا وقت دینے والی بالکل مفت بھیجدی جائے گی۔ اس کے بعد جتنے جوابات صحیح ہوں گے ان سب کو بھی ایک ایک عدد نہایت دلچسپ کتاب تقریباً ایک سو صفحات کی قیمتی آٹھ آنے بالکل مفت بھیجدی جائے گی اس کارروائی کا محصولڈاک بھی ہم خود دیں گے۔ اور اسکے علاوہ جتنے جوابات غلط وصول ہوں گے ان کو بھی انعام سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔ بلکہ ان سب کو بھی ایک اچھی کتاب نہایت دلچسپ مضمون کی جس کی قیمت چار آنے ہے بالکل مفت بھیجی جائے گی۔ اس کا محصول بھی ہم خود ادا کریں گے۔

غرض ہر شخص کو کوئی نہ کوئی انعام ضرور ملے گا

یہ تمام جوابات **منیجر کامیاب بکڈپو بکس ۱۴۳ دہلی** کے پتہ پر آنے چاہئیں۔

معمہ حل طلب یہ ہے:-

حرفوں کی لوٹ پلٹ	معنے	اصل لفظ
۵-۳-۱-۳	بمعنے رنج	ملال
۵-۴-۳	" دھن دولت	
۴-۳-۵	" غم	
۲-۴-۲-۳-۱	" زنجیر	
۵-۳-۵-۲	" ایک کیڑا	
۴-۳-۵-۱-۲	" ہیرا	
۲-۴-۲	" بیوی کی ماں	
۲-۱-۳	" برس	

اس معمہ کے حل پر جن لوگوں کو انعامات ملیں گے ان کے مفصل نام و پتے آیندہ ماہ کے مولوی میں شائع کئے جائیں گے۔

عورت کو ہر مہینہ

ایک وہ وقت تھا کہ جب عورتوں کو ماہواری ایام کی بیماریوں کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اسکے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ اسی فیصدی عورتیں ایام کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا ہو گئیں ان میں سے بعض کو ماہواری ایام کے زمانہ میں بہت زیادہ اور ناقابل برداشت درد ہوتا تھا اور کسی کو بے وقت اور بے قاعدہ ایام آنے لگتے تھے اور کسی کو آتے ہی نہ تھے اور کسی کو ضرورت سے زیادہ آتے تھے کسی کو ان دنوں میں سر کے درد اور پنڈلیوں اور کمر کے درد اور پیٹ کے درد کی سخت تکلیف ہوا کرتی تھی اور کسی کو مقدار سے بھی کم آیا کرتے تھے کسی کو دورے پڑنے لگتے تھے اور لوگ آسیب اور پری خلل کا شک کرتے تھے۔ غرض ہر ایک پر یہی مصیبت تھی اور اسی طرح ہزارہا عورتیں ایام کے زمانہ میں سخت تکلیف اٹھاتی تھیں۔

اس کے بعد جب دہلی کے زنانہ دواخانہ نے اپنی مشہور دوا "کورس" کا اعلان کیا تو ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوا کہ جس عورت نے ایک شیشی استعمال کی اسے ہی آرام ہو گیا۔ ہزارہا عورتوں نے صرف اس دوا کی بدولت ان خطرناک تکلیفوں سے نجات حاصل کرلی۔ کیونکہ اس دوا کی صرف ایک شیشی استعمال کرلینے سے ماہواری ایام کی خواہ کوئی تکلیف ہو بالکل دور ہو جاتی ہے۔ اور پھر مہینہ اپنے ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں ماہواری ایام آنے لگتے ہیں۔ اپنے اثر کی وجہ سے ڈاکٹر اور حکیم لوگوں میں بھی یہ دوا عزیز ہو گئی۔

آج مختلف مقامات پر بہت سے ڈاکٹر اور حکیم اسی دوا کو اپنے مریضوں پر استعمال کرکے بڑی بڑی رقمیں حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ اگر کوئی بہن اب بھی اس تکلیف میں مبتلا ہو یعنی ماہواری ایام میں کوئی خرابی ہو۔ درد اور تکلیف سے آتے ہوں یا رک رک کر آتے ہوں یا اور کوئی بھی خرابی ہو تو اسے چاہیئے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۲۴۲ دہلی کو خط لکھکر ایک شیشی "کورس" کی منگائے اور استعمال کرے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ہے اور ۳ آنے محصولڈاک کے۔ واضح رہے کہ ماہواری ایام کی ہر تکلیف میں یہ دوا اپنا پورا اثر دکھاتی ہے۔ اور ماہواری ایام پھر ہر مہینہ باقاعدہ اور وقت مقررہ پر آنے لگتے ہیں اور اس کے بعد عمر دراز تک عورت ماہواری ایام کی بے قاعدگیوں میں اور تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتی۔ یہ دس سال کا تجربہ ہے اور ہمیشہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔

کشیدہ کاری کی ولایتی مشین

آپ کی عورتوں کیلئے بہترین تحفہ

ہاتھ سے کپڑوں پر بیل بوٹے تیار کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی اور وقت بھی بہت خرچ ہوتا تھا۔ مگر اب یہ مشین ایجاد ہو گئی ہے اس مشین کے ذریعہ ہر قسم کے کپڑے پر ہر طرح کے بیل بوٹے بہت جلد تیار ہوتے ہیں تکیہ کے غلاف قمیص اور ہر قسم کے کپڑوں کو خوبصورت بنانیکے لئے یہ مشین نہایت لاجواب ہے۔ استعمال کرنا بہت آسان ہے۔ ترکیب استعمال ساتھ ہوتی ہے۔ مشین بھی مکمل بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ایک عدد مشین قسم اول صرف تین روپے (۳) اور محصول ڈاک ۳ آنے لگیگا۔ مینیجر کامیاب بکڈپو بکس ۲۴۱ دہلی کے پتہ پر خط لکھکر بذریعہ وی۔ پی منگا لیجئے۔

دمہ کا ایک ہی علاج ہے

اور وہ اتنا کامیاب ہے کہ آج تک اس کی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ یہ ضرور ہے کہ دمہ کا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے لیکن اس مرض کو لاعلاج قرار دینے میں بعض اطباء نے بے ذمہ داری سے کام لیا ہے۔ ہندوستان میں جو لوگ دمہ کے مریض ہیں وہ صرف ایک شیشی دوا "سانسول" استعمال کرکے دیکھ لیں۔ انہیں خود معلوم ہو جائیگا کہ دوا "سانسول" دمہ کے مرض کو کیسی آسانی کے ساتھ دور کر دیتی ہے۔ اس دوا سے بڑے بڑے پرانے مریضوں کو صحت حاصل ہو گئی۔ پس جس مریض کو دمہ کی تکلیف ہو اسے فوراً دوا "سانسول" استعمال کرلینی چاہیئے۔ دمہ کا مرض بالکل جاتا رہے گا۔ اور پھر کبھی سانس کا دورہ نہ پڑے گا۔ "سانسول" کی ایک شیشی ایک روپیہ چھ آنے میں جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۴۲ دہلی کو خط لکھکر منگا لیجئے۔ ایک شیشی پر محصول ۳ آنے۔ تین شیشیاں ایک ساتھ منگانے پر محصول معاف

ہائے میری بیوی

ہائے میری بیوی کا نعرہ لگا کر بے ہوش ہو جانا کون سی عقلمندی ہے۔ سب کے سامنے بیوی کی تعریفیں کرکے خوش ہونا اتنی عقلمندی نہیں جتنی کہ اس کی صحت کا خیال رکھنے میں ہے۔ جب آپ اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوئے بیوی کی ہمدردی اور محبت کا ذکر کرکے خوش ہوتے ہیں تو آپ کو معلوم نہیں کہ ٹھیک اسی وقت گھر میں بیٹھی ہوئی

آپ کی بے زبان بیوی روتی ہے

کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر تھوڑے دن تک یہی کیفیت رہی تو اس کی جوانی اور شباب سفید بیماری کی نذر ہو جائے گا۔ سفید پانی کی بیماری وہ خوفناک بیماری ہے جس کا انجام ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت سفید پانی کی بیمار ہے وقت بے وقت ...... سے سفید رطوبت خارج ہوتی ہے تو آپ کو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ بڑی دردناک بیماریوں میں مبتلا ہونے والی ہے۔ کیونکہ سفید رطوبت دراصل زندگی اور جوانی کا اصلی جوہر ہے اور وہ بے ضرورت بدن سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس مرض کو سیلان الرحم بھی کہتے ہیں۔ اور جب عورت اس بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے تو

اُسکے خفیہ جسم سے سفید پانی گرنے لگتا ہے

بعض اطبائے تو یہاں تک لکھا ہے کہ عورت کی جوانی کے لئے سب سے زیادہ قاتل چیز اور شباب کو ملیا میٹ کرنے کے لئے سفید رطوبت کی بیماری ہے اور اگر اس کا جلد سے جلد مناسب علاج نہ کر لیا جائے تو عورت عورت ہی نہیں رہتی۔ لہٰذا اگر کوئی عورت اس مرض میں گرفتار ہے تو اُسے چاہیئے کہ

دُنیا کا ہر کام چھوڑ دے

اور سب سے پہلے اپنی زندگی کو بچانے کا انتظام کرے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں کافی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ غلط فہمی ہے ہرگز زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ اس بیماری کو نیست و نابود کر دینے کے لئے اور مکمل تندرستی حاصل کرنے کیلئے

صرف تین روپے کافی ہیں

دُنیا کے لاتعداد ڈاکٹر اور طبیب اپنے ہاتھوں اور دیکھتی آنکھوں تجربہ کر چکے ہیں کہ سفید پانی کو روکنے اور عورت کے اندرونی جسم (رحم) کو تندرست کرنے کے لئے دہلی کے زنانہ دواخانہ کی پیٹنٹ دوا "روک" کا استعمال قطعی طور پر کافی ہے۔ صرف ایک ہی شیشی کے استعمال سے

سفید پانی رک جائے گا

اور عورت اندرونی خرابیوں سے نجات حاصل کرے گی۔ دوا "روک" کی ایک شیشی کی قیمت تین روپے ہے اور اس پر ثبات آنے محصولڈاک لگتا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۴ دہلی کو خط لکھکر دوا روک کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ ایک شیشی ایک عورت کو تندرست کرنے کے لئے کافی ہے۔

یاد رہے کہ دوا روک دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کردہ دوا ہے جو کبھی ناکام نہیں رہتی۔ اور جس کے استعمال سے ہزارہا عورتیں اس موذی تکلیف سے نجات حاصل کر چکی ہیں۔

ہائے میری بیوی

کا نعرہ نہ لگائیے بلکہ اگر خدانخواستہ وہ بھی اس موذی مرض میں گرفتار ہیں تو ہندوستان کی مشہور اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کے مشورہ اور اُن کی بہترین ایجاد دوا "روک" کے استعمال سے اپنی بیوی کی زندگی کو خطرہ سے بچا لیجئے۔ تاکہ وہ بھی تندرستی کے ساتھ اپنی جوانی کو قائم اور برقرار رکھ سکے؛

شیطان کیلئے لاحول — جریان کیلئے جوہر اعظم

پیشاب سے پہلے یا پیشاب کرنے کے بعد سفید رطوبت کا نکل جانا جریان کی بیماری کہلاتا ہے۔ جریان سے قوت مردی ختم ہو جاتی ہے۔ اس واسطے عقلمند لوگ جریان کے مرض کا فوراً علاج کرا لیتے ہیں اور یہ سفید رطوبت نکلنی بند ہو جاتی ہے۔ اسکی آسان اور مجرب ترکیب یہ ہے کہ جریان کے مریض کو صرف ایک شیشی دوا "جوہر اعظم" کھلا دیجئے۔ ایک ہی شیشی سے رطوبت نکلنی بند ہو جائے گی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کا بیان ہے کہ جریان کا مرض "جوہر اعظم" دوا سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے لاحول سے شیطان۔ دعوے یہ کہ ایک ہی شیشی مریض کو بالکل تندرست کر دیتی ہے۔ اور پیشاب کے بعد یا پہلے یا بیوی کے قریب جانے سے پیشتر جو سفید رطوبت نکل جاتی تھی وہ بند ہو گئی۔ اور مریض مکمل تندرست اور مرد ہو گیا۔

تقریباً چار ہزار جریان کے مریض "جوہر اعظم" سے تندرست ہوئے

پس اگر کوئی شخص جریان کا مریض ہے اور پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد یا بیوی کے قریب جانے سے پیشتر رطوبت بلاوجہ خارج ہوتی ہے۔ یا رات کو سوتے میں احتلام زیادہ ہو جاتا ہے (یعنی خواب ہوتا ہے)، تو اُسے چاہیئے کہ آج ہی جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۱۴۳ دہلی کو ایک خط لکھکر دوا "جوہر اعظم" کی ایک شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگالے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ہے اور محصول ڈاک اس دوا پر کسی مریض سے نہیں لیا جاتا۔ معاف ہے۔ البتہ ہندوستان سے باہر رہنے والے مریضوں کو محصول ڈاک دینا ہوگا۔

سوزاک کے مریض ہندوستان میں نہیں رہ سکینگے

اندازہ کیا جا رہا ہے۔ کہ اگر دوا "اکلوزول" اسی طرح سوزاک کے مریضوں کو تندرست کرتی رہی تو بہت جلد وہ وقت آ رہا ہے کہ جب ہندوستان بھر میں سوزاک کا مریض نہ مل سکے گا۔ سوزاک نیا ہو یا پرانا ہو ہر حالت میں صرف ایک شیشی دوا "اکلوزول" سوزاک کے مرض کا پوری طرح خاتمہ کرکے مریض کو بالکل تندرست اور جوان کر دیتی ہے آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی سوزاک کے مریض نے دوا اکلوزول استعمال کی ہو اور اسے فائدہ نہ پہنچا ہو۔ کیونکہ یہ دوا ہندوستانی آب ہوا کے لحاظ سے بیحد عجیب ہے ـــــ لوگ اسے جادو کی دوا کہنے لگے ہیں۔ سوزاک کے مریضوں کو چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۱۴۳ دہلی کے پتہ پر خط لکھکر دوا اکلوزول کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل طلب کرلیں۔ استعمال کرنے کی تمام ھدایات، دوا کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ایک شیشی اکلوزول کی قیمت صرف دو روپے نو آنے ہے۔ اور اس پر شات آنے محصول ڈاک لگتا ہے۔

إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ

تم نے ان کو کیوں قتل کر دیا اس کے بعد بھی اگر وہ تم کو جھٹلائیں

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَآءُو

تو پرواہ نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں جو معجزات

بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلزُّبُرِ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُنِيرِ ۝

اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے

تفسیر ایک مرتبہ کعب بن اشرف مالک بن صنیف وہب بن یہودا زید بن تابوت فنحاص بن عازوراء اور حیی بن اخطب یہودی بولے کہ اے محمد! اللہ نے ہم کو توریت میں حکم دیا ہے کہ ہم تاوقتیکہ نبی سے نیاز کا معجزہ نہ دیکھ لیں کہ وہ خدا کے نام کی نذر کرے اور آسمانی آگ اتر کر اسکو کھالے اُس وقت تک ہم ایمان نہ لاوینگے اگر تم یہ معجزہ دکھا سکتے ہو تو دکھاؤ ہم تم پر ایمان لے آئینگے اُس وقت آیت اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُهُ النَّارُ نازل ہوئی۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے بعض پیغمبروں کا یہ معجزہ ہوا تھا کہ کوئی چیز جاندار یا بیجان اللہ کے نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھدی اور غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اُسکو جلا گئی یہی قبولیت نیاز کی علامت تھی۔ یہودیوں نے بہانہ ڈھونڈھ کر یہ بات نکالی کہ چونکہ تم کو اے محمد! یہ معجزہ نہیں ملا ہے اور ہم کو حکم ہے کہ اس معجزہ کے بغیر ایمان نہ لائیں اسلئے تم پر ایمان نہیں لاتے چونکہ پہلا جز یعنی حق تعالیٰ کا ایسا حکم دینا دعویٰ بلا دلیل تھا بہت سے انبیاء بنی اسرائیل نے بھی یہ معجزہ نہ دکھلایا تھا اسلئے اسکو چھوڑ کر دوسرے جز کا جواب دیا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ تم نے اُن انبیاء کے ساتھ کیا کیا جن کو یہ معجزہ دیا گیا تھا اگر اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تو ممکن تھا تمہارا قول قابل اعتبار ہوتا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے توریت وغیرہ میں ہم کو حکم دیدیا ہے کہ جبتک کوئی رسول اپنی نذر پیش نہ کرے اور ایک آگ آسمان سے اُتر کر اُس کو نہ کھالے اُس وقت تک تم اُس پر ایمان نہ لانا لہذا حسب الحکم ہم تم پر اُس وقت تک ایمان نہیں لاسکتے جب تک تم بھی ہم کو یہ معجزہ نہ دکھا دو قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ تو اے نبی آپ ان سے کہدیجئے کہ مجھے قبل بہت سے انبیاء زکریا یحییٰ وغیرہ نے تمہارے سامنے کثیر معجزات پیش کیے اور جس معجزہ کے تم خواستگار ہو یہ معجزہ بھی دکھایا فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تو اگر تم واقعی سچے ہو اور اس معجزہ کے پیش کرنے پر ہی تمہارا ایمان موقوف ہے تو پھر تم نے نبی کی کیوں تکذیب کی، اور ان کو کیوں قتل کیا۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی جا رہی ہے۔ ارشاد کا ماحصل یہ ہے کہ اے نبی اگر ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو سچا رسول نہ جانا اور آپکے قول پر ایمان نہ لائے تو اس میں آپ کا کچھ قصور نہیں ہے انکی یہ عادت ہمیشہ سے چلی آئی ہے اس سے قبل بھی بہت سے جلیل القدر رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ جو کھلے کھلے معجزات بھی لیکر آئے تھے اور وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ اور پُر حکمت آسمانی صحیفے بھی لائے تھے اور روشن دلائل رکھنے والی کتابیں یعنی توریت و انجیل و زبور بھی لائے تھے لہذا آپ کو صبر کرنا چاہیئے جسطرح گذشتہ پیغمبروں نے صبر کیا۔

مقصود بیان:۔ معاندانہ سرکشی اور جاہلانہ سوال کی ضمنی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت صبر اور ثبات کا حکم یہودیوں کے عناد اور طغیان کا اظہار۔ اس امر کی صراحت کہ حق و صداقت کے اثبات و اظہار کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے ہزاروں واضح دلائل ہدایت انگیز صحیفے اور سود مند سعادت خیز کتابیں نازل کردیں مگر ازلی شقیوں نے ہدایت حاصل نہ کی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور لامحالہ قیامت کے دن

أُجُورَكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ

تم سب کو پورا پورا بدلہ دیا جائیگا تو جو شخص دوزخ سے دور رکھ کر

ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا

جنت میں پہونچا دیا گیا اُس کا تو کام بن گیا اور

ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ

دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا سودا ہے تمہارے مال اور جانوں میں

فِىٓ أَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ

(کمی کرکے) تمہاری آزمائش ضرور کیجا دیگی اور جن لوگوں کو

مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ

تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور جو لوگ

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ

مشرک کرتے ہیں اُن سے بھی بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

صبر کرتے رہو گے اور پرہیزگار رہو گے تو بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کام ہیں

تفسیر پچھلی آیت میں بیان تھا کہ اگر یہ کافر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو صبر کیجئے گذشتہ انبیاء کی بھی تکذیب کی گئی تھی اور انہوں نے بھی صبر کیا تھا اب یہاں ترہیب آمیز ترغیب یعنی سزا و جزا کے طور پر ہر شخص کے نتیجہ کا بیان ہے تاکہ بصیرت رکھنے والے ہدایت و سعادت کی طرف پیش قدمی کریں اور کفر و گمراہی سے جہاں تک ممکن ہو بچا کریں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ ہر شخص کو جسمانی موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اس کے بعد قیامت کے دن سب کو ان کے اپنے اپنے اعمال کی پوری سزا جزا ملیگی کسی پر عذاب ہوگا کسی کو ثواب ملیگا۔ مؤمن اور نیکوکار شخص کو جنت ملیگی اور کافر بداطوار کو دوزخ میں رہنا پڑیگا۔ اس روز فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ جو شخص دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا اُسکو کامیابی حاصل ہو گئی تو اصل مدعا تھا وہ مل گیا۔ جنت کے ناز و نعم عیش و عشرت دائمی سعادت اور پھر اُس پر دیدارِ الٰہی کا حصول ہو گیا اب رہا دنیوی زندگی میں عیش و طرب اور راحت و آرام جو چند روزہ ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ وہ صرف دھوکہ اور فریب ہی یعنی جو لوگ دنیائی زندگی اور اس کے عیش و آرام مال و دولت جاہ و حشم اور زن و فرزند ہی کو اصل مدعا سمجھتے ہیں وہ دھوکہ میں ہیں یہ سب چیزیں عام خواب کی طرح چند روز کے بعد خواب خیال ہو جائینگی لہذا مسلمانوں کو یہاں کی تکلیف اور مصیبت کی کوئی پرواہ نہ کرنا چاہیئے یہ دنیا دارِ امتحان ہے لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ تم کو یہاں مالی نقصانات بھی برداشت کرنے ہونگے ارضی و سماوی مصائب و حوادث سے تمہارا مال بھی تباہ ہوگا اور جانی تکالیف بھی برداشت کرنی ہونگی مگر یہ سب کچھ تمہاری آزمائش کے لئے کیا جائیگا تاکہ غیر اللہ کی محبت یہانتک کہ جان و مال کی وابستگی بھی تم کو نہ رہے۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ اور یہودیوں عیسائیوں اور مشرکوں کی طرف سے طعن تشنیع پھبتیاں مذاق گالیاں اور ناگوار کلمات سننے پڑینگے۔ اس آیت کا نزول احد سے قبل ہوا۔ شان نزول وہ ہے جو بخاری نے بیان کی ہے کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو تشریف لے چلے راستہ میں عبداللہ بن ابی منافق کے جلسہ کی طرف سے گذر ہوا مجلس میں مسلمان یہودی اور مشرکین سب ہی جمع تھے حضور اقدس نے وہاں ٹھہر کر نصیحت کرنی اور اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ ابن ابی نے کچھ ایسے کلمات کہے جو مسلمانوں کو ناگوار گذرے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اُسکی تردید کی لوٹ پھیر کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکوں مسلمانوں اور یہودیوں میں باہم گالی گلوچ شروع ہو گئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہونچی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رنگ دیکھ کر سب کو ٹھنڈا کیا اور پھر خاموش اٹھکر سعد بن عبادہ کے گھر تشریف لے گئے اور جاکر سعد سے ابن ابی کی شکایت کی۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی تشریف آوری سے قبل اس علاقہ کے لوگ ابن ابی کو اپنا بادشاہ بنانے والے تھے لیکن جب حضور والا یہاں تشریف لے آئے تو وہ ناکام رہ گیا اسی بات کی اُس کو جلن ہے حضور درگذر فرمائیں چنانچہ حضورؐ نے معاف کر دیا۔ آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اب اگر تم لوگ اس اذیت و تکلیف پر صبر کرو گے اور پرہیزگاری سے کام لوگے تو یہ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ بڑی اولوالعزمی کی بات ہے۔

مقصود بیان:۔ موت جسم پر طاری ہوتی ہے اور روح باقی رہنے والی چیز ہے۔ مسلمانوں کو پختہ اور کامل مؤمن بنانے کے لیے قبل از وقوع اس بات کا بیان کہ تم کو آئندہ جانی و مالی نقصانات برداشت کرنے ہونگے کہیں صبر و استقامت کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دینا۔

آیت میں کفار کی طرف سے ایذا رسانی پر صبر کرنے اور اتقاءِ الٰہی پر قائم رہنے کی خاص ہدایت ہے اور اس بات کا صاف بیان ہے کہ مصائب پر صبر کرنا اور راضی بقضاء رہنا بڑی اولوالعزمی کا کام ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور جب اہل کتاب سے اللہ نے عہد لیا تھا

الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ

کہ اس کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور پوشیدہ نہ کرنا

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا

مگر انہوں نے اس عہد کو پس پشت پھینکدیا اور اس کے عوض

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ

قلیل قیمت حاصل کرلی تو بہت بری چیز انہوں نے مول لی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ

جو لوگ اپنی حرکات پر خوش ہوتے ہیں اور

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا

بے کئے کاموں پر تعریف ہونے کو پسند کرتے ہیں تم

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ

اُن کو یہ خیال نہ کرنا کہ عذاب سے بچ رہیں گے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اُن کے لئے دردناک عذاب ہے اور آسمان وزمین کی سلطنت

وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

خدا ہی کی ہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

تفسیر وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یہ آیت مَا يَشْتَرُوْنَ تک یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اہل کتاب اور اطاعت شعار امت کہا کرتے تھے اور محمدؐ پر ایمان نہ لاتے تھے اور حضورؐ کے اوصاف اور احکام حقہ چھپاتے تھے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ دیکھو یہودیوں سے خدا تعالیٰ نے عہد و میثاق لے لیا تھا کہ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ تم اس کتاب کو بہرحال لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور محمدؐ کے جو اوصاف اس کے اندر مندرج ہیں ان کو ظاہر کرنا کسی دنیوی مطلب اور مالی فائدہ کے لئے بھی وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اس کا کوئی حکم نہ چھپانا اور تحریف نہ کرنا لیکن فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ ان یہودیوں نے اس عہد و میثاق کو پس پشت ڈالدیا اور اس پر عمل نہ کیا بالکل اسکی طرف سے بے پرواہ ہوگئے۔ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور اسکے اخفاء کے عوض دنیوی حقیر اور فنا پذیر مال کو پسند کرلیا۔ اپنی سرداری اور ریاست برقرار رکھنے کے لئے اور عام قوم والوں سے مال حاصل کرنے کے لیئے توریت کے اصل احکام کو چھپا دیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پوشیدہ کرلیئے۔ خلاصہ یہ کہ اصلی احکام کو حقیر دنیوی دولت کے عوض بیچ ڈالا اور امراء اور رؤساء نیز عوام کی خوشنودی مزاج کے لیئے احکام کو بگاڑ بگاڑ کر بیان کیا کیونکہ ان کو خوف تھا کہ اگر اصل واقعات بیان کردیے جائینگے اور حضور اقدسؐ کے وہ اوصاف ظاہر کردیے جائینگے جو توریت میں مندرج ہیں تو عام یہودی مسلمان ہوجائینگے اور پھر ان کی سرداری جاتی رہیگی۔ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ پس ان کی یہ خرید و فروخت بہت ہی بری ہے نفع کے عوض خسارہ اور زوائدہ کے بدلہ میں نقصان انہوں نے لیا ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا یہ آیت منافقوں کے متعلق اتری ہے جو سبب میں جانے وقت ادھر ادھر کتر جاتے تھے اور نہ جانے پر خوش ہوتے تھے اور جب حضور اقدسؐ جہاد سے واپس تشریف لاتے تھے تو وہ لوگ خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر جہاد میں شریک نہ ہونے کے حیلے بہانے اور عذر معذرت کرتے تھے اور نہایت دیدہ دلیری سے عرض کرتے تھے کہ حضور ہماری خواہش تو ہمرکابی میں چلنے کی تھی لیکن کچھ کام لگ گیا اس وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کرسکے۔ منافقوں کا اس سے مقصود یہ تھا کہ بن کیئے کاموں پر ان کی تعریف کی جائے اور ان کو مخلص مؤمن سمجھا جائے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ جو لوگ فریب اور دھوکہ دیکر اکڑتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کو فریب دے لیا یعنی جو منافق آکر جھوٹے حیلے بہانے کرکے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے خوب دھوکہ دیا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا اور اگرچہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے مگر بن کیئے کاموں پر اپنی تعریف و مدح کو دل سے چاہتے ہیں ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ بغیر نیکی کیے لوگ انکی تعریفیں کریں۔ اے نبی! تم ایسے لوگوں کو سچا خیال نہ کرو اور یہ نہ سمجھو کہ واقع میں یہ راست گو ہیں فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ اور یہ بھی نہ گمان کرو کہ ان کو عذاب سے نجات پانے کا کوئی مقام مل جائیگا کیونکہ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ان کے لیئے بہت تکلیف دہ اور دردرساں عذاب تیار ہے ان کو کبھی رہائی نہیں مل سکتی خصوصیت کے ساتھ وہ عذاب الیم انہی کے لیئے تیار کیا گیا ہے خدا کی مار اور اسکی سزا سے یہ لوگ ہرگز نہ بچیں گے اُن کو اس فعل کی سزا ضرور ملیگی خدا کی گرفت سے یہ لوگ باہر نہیں ہوسکتے کیونکہ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زمین آسمان کی ایجاد بقاء اور حکومت کا خدا ہی مالک ہے بارش رزق اور نباتات کے خزانے اُسی کے دست قدرت میں ہیں وہ فقیر و محتاج نہیں ہے اور نہ مجبور ولاچار ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ ان ازلی بدنصیبوں کو دنیا و دین میں عذاب بھی دے سکتا ہے۔

مقصود بیان: کتمان حق اور دنیوی لالچ یا خوف کی وجہ سے تغییر احکام حرام ہے۔ اصلی احکام شریعت کا اظہار بلا کسی خوف وطمع کے واجب ہے۔ رؤساء اور امراء کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کیلئے کتمان حق حرام ہے۔ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے اوصاف وحالات بیان کردیے گئے تھے مگر یہودیوں نے ان کو دنیوی طمع کی وجہ سے چھپالیا

اور توریت کو [illegible] توریت میں تحریف کر دی گئی ہے
اور یہ موجودہ کتاب اصلی توریت [illegible] ہے۔

[illegible] اور خصوصاً اہل حق کو دینی امور میں [illegible] دنیا [illegible] دولت حاصل کرنی نا جائز ہے۔ چونکہ [illegible] دنیا [illegible] یہ بات جانتا [illegible] اور نقصان ہے۔ ان آیات میں مسلمانوں کے لئے درس عبرت ہے کہ ظاہر و باطن کو ایک رکھنا چاہئے [illegible] سخت جرم ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
لوٹ پھیر میں اہل عقلمندوں کے لئے (خدا کی عظمت کی) بہت سی نشانیاں ہیں

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا
جو اٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے

وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ
اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
غور کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے انکو بیکار

هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ
نہیں پیدا کیا ہے تو پاک ہے ہم کو دوزخ کے عذاب سے

النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ
بچا اے ہمارے پروردگار جسکو تو دوزخ میں ڈالے

فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
تو بلا شبہ تو نے اسکو رسوا کر دیا اور گنہگاروں کا کوئی بھی

أَنْصَارٍ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ
مددگار نہیں اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک منادی کو ایمان کا

لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا
اعلان کرتے یعنی یہ کہتے سنا کہ اپنے رب پر یقین رکھو تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ
تو ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور

تَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا
نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ اے ہمارے رب! تو نے اپنے پیغمبروں

وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ
کی معرفت ہم سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ ہمکو عطا کر اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ فَاسْتَجَابَ
رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پس ان کے رب نے انکی دعا

لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّيْ لَا أُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ
قبول فرمالی اور کہدیا کہ میں تم سے کسی محنتی کی محنت ضائع نہیں کرتا

مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ
مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کی

بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ
جنس سے ہو لہذا جن لوگوں نے اپنے دیس چھوڑے اور اپنے گھروں سے

دِيَارِهِمْ وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا
نکالے گئے اور میری راہ میں ان کو دکھ پہنچایا گیا اور لڑے اور مارے گئے

لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ
میں انکے گناہ ضرور دور کر دونگا اور ان کو ایسے باغوں میں پہنچا دونگا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی یہ اللہ کے ہاں سے ان کو بدلہ ملے گا

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ
اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے

تفسیر

سابق آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے آسمان و زمین کی حکومت اُسی کے قبضہ میں ہے اس پر بعض لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بیہودہ معجزات محض عناد کے طور پر طلب کیئے۔ کہنے لگے اگر کوہ صفا سونے کا ہو جائیگا تو ہم ایمان لے آئینگے اس وقت آیت مذکورہ مکمل نازل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ یعنی آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں جو کچھ نشانات قدرت اور عجائب ہیں کہ ایک مادہ سے مختلف اشیاء کثیف و لطیف سیاہ و سپید روشن اور تاریک کس طرح بنائی گئی ہیں آسمانوں پر کیسے روشن ستارے اور زمین پر کیسے ترو تازہ ہر قسم کے درخت، جاندار اور بیجان مخلوق پیدا کی گئی ہیں اور کس طرح نظم کائنات نہایت مرتب صورت میں قائم ہے ادنیٰ مرتبہ سے اعلیٰ کی طرف ترقی اور اعلیٰ درجہ سے ادنیٰ درجہ کی طرف انحطاط کیسا باقاعدہ ہے۔ پھر رات دن کے بدلنے میں کیسے عظیم الشان نشانات قدرت الٰہی ہیں۔ چاند اور سورج کی باقاعدہ رفتار اور وقت معین پر ان کا طلوع و غروب دن اور رات کا چھوٹا بڑا ہونا اور مناسب باضابطہ رفتار کے ساتھ ان کی کمی بیشی یہ سب اشیاء اور حالات بتا رہے ہیں کہ کائنات عالم تغیر پذیر اور فانی ہے۔ کسی کو کسی حالت میں بقا و دوام نہیں ان سب چیزوں کی پیدائش اور رفتار تغیر میں غور و فکر کرنے کے بعد قدرت الٰہی اور عجز مخلوق کی لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ عظیم الشان نشانیاں عقلمند طبقہ کی ہدایت کے لیئے موجود ہیں باقی جو لوگ کودن اور جاہل دماغ رکھنے والے ہیں اور نورِ بصیرت سے بالکل محروم ہیں ان کو اس شمع ہدایت سے کچھ فائدہ نہیں مل سکتا۔ جس شخص کی عقل جسقدر پاک اور ہوا و ہوس کے غلبہ سے صاف ہوگی اور نور ایمان سے منور ہوگی اُسی قدر اُس کو آسمان و زمین کی پیدائش اور اختلاف شب و روز اور دیگر عجائب کائنات میں قدرت الٰہی کا کمال نظر آئے گا۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ یہ عقلمند طبقہ کے اوصاف کا بیان ہے کہ نور بصیرت رکھنے والے لوگ وہ ہیں جو کائنات عالم کے تغیرات اور عجائب صنعت پر غور کر کے خدائے قدوس کا وجود واحد برحق مانکر اُسکی یاد زبان دل اور روح سے کرتے ہیں اور ہمہ تن اُسی کی یاد میں ڈوبے رہتے ہیں پھر اتفاقی طور پر یاد الٰہی نہیں کرتے بلکہ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ ہر وقت کھڑے بیٹھے لیٹے اُسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ ہر وقت ایک خیال اور ہر آن ایک ذہن اُن کو لگی رہتی ہے۔ جو کام کرتے ہیں اُسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے کرتے ہیں۔ اُن کی نشست برخاست، رفتار گفتار، حرکت سکون، خواب و بیداری، کسب و معاش، نکاح و لذت سب چیز خدا کی رضاجوئی کے لیئے وقف ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس آیت سے نماز کی طرف اشارہ ہے یعنی کھڑے ہو کر بیٹھ کر لیٹ کر جسطرح ممکن ہوتا ہے نماز پڑھتے ہیں۔

وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور زمین و آسمان کی پیدائش پر غور و فکر کر کے وجود باری اور اُسکی قدرت کاملہ پر اس سے استدلال کرتے ہیں اور بالآخر اسی تفکر و تدبر کے راستہ سے خدائے قدوس کی عظمت جبروت جلال قدرت وسعت علمی اور حکمت و وحدت کے قائل ہو کر پکار اٹھتے ہیں کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔ اے پاک پروردگار تو نے ان چیزوں کو بیکار اور غلطی سے بلا ارادہ واختیار کے پیدا نہیں کیا ہر چیز میں تیری لاکھوں حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں اور عالم میں کسی چیز کا وجود بیکار نہیں ہے۔ سچ ہے۔ (شعر)

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَهٗ فِکْرَةٌ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ عِبْرَةٌ

ہر ورقے دفتریست ز معرفت کردگار

سُبْحٰنَکَ الٰہی تو ہر قسم کے نقصان و عیب سے پاک ہے تو باطل آفرین نہیں۔ تیری قدرت خلاقہ کامل ہے اور تو اپنی ذات و صفات میں یگانہ و یکتا ہے۔ ہم بقدر امکان تیری تنزیہ و تقدیس بیان کرتے ہیں اور منکر قدرت نہیں ہیں لہذا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ یعنی ہم کو اپنی طرف سے نیک اعمال اور اپنی رضاجوئی کی توفیق عطا فرما کیونکہ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ الٰہی جسکو تو نے ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کیا یعنی جسکو تو نے ایمان و توبہ کی توفیق عطا نہ فرمائی اور وہ کافر ہی رہا تو اُس پر تیری طرف سے بڑی رسوائی اور خواری پڑی وہ تیری رحمت سے دور ہو گیا اور ہلاک ہو گیا اور دائمی طور پر سعادت و نجات سے محروم ہو گیا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ کیونکہ قیامت کے دن کافروں کا کوئی مددگار نہ ہوگا کوئی عذاب الٰہی سے نجات نہ دلسکیگا۔ کسی کی مجال نہیں کہ خدا کے سامنے دم مارے

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا الٰہی فطری سوز نظری ہدایت کے علاوہ ہم نے ایک منادی کو ندائے ایمان دیتے ہوئے بھی سنا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ اُس پاک پروردگار کو ذات و صفات میں یگانہ و لاشریک سمجھو جو تمہارا خالق رازق زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے ہر دم تم اُس کے محتاج ہو۔ یہ ندا سُن کر ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے (منادی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی یا قرآن مجید ہے) مگر ہم سے اُس کے احکام کی پوری تعمیل نہ ہو سکی اور بہت سے گناہ اور خطا کاریاں ہم سے سرزد ہو گئیں۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا تو اے ہمارے پروردگار تو ہمارے تمام گناہ معاف فرما دے اور اپنی رحمت سے اُن کو چھپا لے۔ وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا اور ہماری سیاہ کاریاں اور برا طوار

بالکل صاف ہے اور اب ایمان لے آئے ہمیں ہم تو ہم رکھ یہاں تک کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ جب ہم مریں تو ہماری روحوں کو قبض کر کے نیکو کار اطاعت شعار بندوں کے زمرہ میں شامل کر دے۔ الٰہی اگرچہ ہم سخت گنہگار ہیں مگر رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اے پروردگار تو ہم کو اپنے وعدہ کے موافق حیات ابدی اور سعادت سرمدی عنایت کرنا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے قیامت کے دن کافروں کی طرح ذلیل و خوار نہ کر دینا ہم کو تیرے وعدہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے مگر اپنے گناہوں کو دیکھتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوتا ہے ورنہ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے تیری طرف سے وعدہ کی خلاف ورزی ناممکن ہے۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مردوں کا تو بار بار ذکر فرمایا ہے لیکن عورتوں کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ جب یہ عقلمند انسان خدا الو واحد اور خالق عالم جان لیں گے وحدانیت ربوبیت اور تنزیہ کے قائل ہو گئے اور اپنے گناہوں سے معافی چاہتے تو بہ و استغفار کی تو خدا نے بھی اُن کی دعا قبول فرمائی اور فرما دیا کہ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی میں کسی کی محنت رائگاں نہیں کرتا تم میں سے کوئی ہو مرد یا عورت میں کسی کی کوشش اکارت نہیں کرتا ہوں کیونکہ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ مرتبہ انسانیت میں تم سب میرے نزدیک برابر ہو سب ایک ہی نسل کے ہو باہم ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہو مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے پیدا ہوتی ہیں فرق صرف نیکو کاری اور بداعمالی کا ہے جن کے اعمال نیک ہیں اُن کے مراتب اعلیٰ ہیں اور جو بداعمال ہیں وہ مستحق عذاب ہیں۔ لہٰذا فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا جن لوگوں نے خدا پرستی کی دُھن میں اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ترکِ وطن کیا۔ غیر اللہ کی پرستش چھوڑ دی ہوا و ہوس اور شیطانی جذبات سے کنارہ کشی اختیار کر لی وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ اور اپنے گھروں سے خدا پرستی کے جرم میں نکالے گئے اور اُن کو اُن کے دشمنوں نے جلاوطن کر دیا جیسے صحابہ قریش اور مہاجرین کبار تھے کہ اہل مکہ نے اُن کو وحدت پرستی کے جرم میں مکہ سے نکال کر باہر کر دیا وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ اور خدا کے راستہ میں دینداری اور اعلاء کلمۃ الحق کے جرم میں اُن کو جسمانی اور روحانی تکلیفیں دی گئیں اُن کے دشمنوں نے اُن کو صرف اعلانِ توحید کے جرم میں ہر طرح سے ستایا وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا اور وہ دینِ الٰہی کی حمایت کے لئے اعداءِ اسلام سے لڑے مرے غازی اور شہید ہوئے تو لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ایسے لوگوں کی خطا کاریاں اور غلط شعاریاں میں ضرور مٹا دونگا اور عذاب سے رہائی دیکر وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ضرور بالضرور اُن کو سرسبز جنتوں میں داخل کر دونگا۔ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مگر یہ سب کچھ جو ہم عنایت کرینگے وہ اُن کے اعمال کے استحقاق کی وجہ سے نہیں عنایت کرینگے بلکہ یہ عوض صرف اپنی رحمت اور فضل سے دینگے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ اور پھر اس سے بڑھکر خداتعالیٰ ایک اور اجر جزیل اور ثواب جمیل عنایت کریگا یعنی سعادت ابدی اور دیدار پُر انوار۔

مقصود بیان: کائنات عالم اور موجودات فطری کے تغیرات پر نظر غائر ڈالنے اور اُن سے عبرت حاصل کرنے کی ہدایت اور مصنوعات سے وجود صانع پر استدلال کرنے کی لطف آمیز تعلیم۔ آیاتِ الٰہی اور حقائق اشیا میں غور کرنے والوں کی مدح۔ دل و جان اور ارکان و زبان سے ہر وقت یادِ الٰہی کرنے کے متعلق لطیف ترین پیرایہ میں ارشاد۔ اس امر کی صراحت کہ عقل و نقل اور درایت و روایت دونوں نہایت بلند آہنگی سے خداتعالیٰ کے واحد اور خالق حکیم ہونے کی ندا کر رہی ہیں۔ خدا کے وعدہ میں عدم کذب کی صراحت بحیثیت عمل بنسل۔ انسان کی دونوں صنفوں یعنی مرد و عورت کے مساوی ہونے کی وضاحت۔ اعلانِ حق و صداقت اور اعلاءِ توحید کے لئے مصائب تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرنے کی مدح۔ اس امر کی تشریح کہ نیکیاں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں وغیرہ۔

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ

کافروں کی شہروں میں آمد و رفت تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے

مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ

یہ تو تھوڑی سی پونجی ہے اسکے بعد ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری

الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

جگہ ہے ہاں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

گھنے باغات ہونگے جن کے اندر نہریں بہتی ہونگی اُن میں وہ ہمیشہ

فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ

رہینگے یہ مہمانی اللہ کی طرف سے ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس

اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝

ہے وہ نیکوں کے لئے بہتر ہے

تفسیر بعض مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان

خدا تو نہایت فراخ حالی فارغ البالی اور عیش و عشرت میں ہیں اور ہم لوگ نہایت تنگدستی اور افلاس میں مبتلا ہیں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ۔ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بالاخانہ پر کھجور کی کھری چٹائی پر حضور لیٹے ہوئے ہیں اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ سر مبارک کے نیچے رکھا ہے اور جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ روم کا بادشاہ باوجود عیسائی ہونے کے اور ایران کا بادشاہ باوجود مجوسی ہونے کے تو انتہائی عیش و عشرت میں ہوں اور حضور والا باوجود رسول خدا ہونے کے ایسی حالت میں ہوں یہ افسوسناک بات ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام سن کر اٹھ بیٹھے اور نہایت استقلال سے فرمایا اے عمر! تم اس خیال میں پڑ گئے کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ اُن کے واسطے دنیا ہوا اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ:۔ اے طالبان حق ان کافروں کا بغرض تجارت ملکوں ملکوں کا سفر کرنا اور حصول جاہ و مال کے لئے دنیا کے شہروں میں پھرنا اور دولتمند ہونا تم کو غلطی میں نہ ڈالے تم انکی دولتمندی کو دیکھ کر یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ مسلمان باوجودیکہ خدا کے مقبول بندے ہیں پھر کیوں مفلس ہیں؟ خوب سمجھ لو کہ یہ دنیا کی چند روزہ بہار ہے جسکا مرتے ہی نام و نشان مٹ جائیگا اور انجام دوزخ ہے پھر اسی حقیر متاع کا کیا اعتبار ہے جو چند روز کے بعد فنا ہو جانے والی اور انجام میں دوزخ میں داخل کرنے والی ہے۔ نفع تو دین کا نفع ہے جو مسلمانوں کا حصہ ہے۔ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ ہاں حیات جاودانی اور سعادت ابدی اُن نیکوکار بندوں کا حصہ ہے جو اپنی ہر رفتار گفتار اور طور طریق میں خدا سے ڈرتے ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا اُن کے لئے خصوصیت کے ساتھ وہ سرسبز اور شاداب باغ ہیں جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ اُنکے اندر رہینگے کبھی وہاں سے نہ نکالے جائینگے نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ چونکہ وہ نیکوکار مؤمن بندے اس دنیا میں مسافروں کی طرح بسر کرتے ہیں اور مسافر کے لئے منزل مقصود میں عیش و آرام کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مذکورہ بالا نعمتیں بطور ضیافت اور طعام مہمانی کے اُن کو ملینگی۔ اور ان کے علاوہ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ جو جو انعامات اور برکات و انوار خدا کے پاس ہیں وہ نیکوکار پاک باطن آدمیوں کے لئے مخصوص ہیں اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ عمرو ابن عاص نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ابرار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی خدمت گذاری کی اور بیٹے پوتے یعنی اولاد کی نگہداشت حقوق میں حسن سلوک سے کام لیا کیونکہ جسطرح تیرے والدین کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیری اولاد بھی تجھ پر حق رکھتی ہے (رواہ ابن مردویہ) حسن بصری کا قول ہے کہ ابرار وہ لوگ ہیں جو چیونٹی کو بھی نہیں ستاتے حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ ہر مؤمن کے لئے موت بہتر ہے اور ہر کافر کے لئے زندگی خراب اور موت بدتر ہے۔ اگر کسی کو اس قول کی تصدیق مطلوب ہو تو آیت وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ پڑھے۔

مقصود بیان:۔ دنیا اور اسباب دنیا کی بے ثباتی اور بے وقعتی کا اظہار اور اس امر کی طرف اشارہ کہ عزت و آرام اور فرق مراتب دنیوی دولت و جاہ اور ثروت و عزت سے نہیں ہے نہ ان چیزوں کو جاذب قلب ہونا چاہیئے بلکہ فضیلت و عزت اسلام اور اعمال حسنہ کے ساتھ وابستہ ہے یہ متاع دنیوی فنا پذیر ہے بیقرار ہے اور عیش جاودانی کے مقابلہ میں ہیچ ہے آیت میں اس بات کو بھی ضمناً ظاہر کر دیا گیا ہے کہ دنیا میں عموماً کافروں اور سرکش بندوں کے لئے عیش آرام اور رفاہیت ہوتی ہے۔ مگر یہ ایک خواب سے بڑھ کر نہیں۔ اور مسلمان نیکوکار بندے دنیا میں اکثر صاحب افلاس ہوتے ہیں تاکہ مالی کشش ان کو اپنی طرف مائل کرکے سعادت آخرت کے حصول سے غافل نہ کر دے

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ

اور بعض اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ

اللہ پر اور اُس کتاب پر جو تم پر نازل ہوئی اور اُس کتاب پر جو ان پر نازل کیگئی

اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ

ایمان لاتے ہیں اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں اللہ کے احکام کے عوض

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

تھوڑے دام (دنیوی مال) نہیں لیتے ان ہی لوگوں کا اجر ان کے پروردگار

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

کے پاس ہے بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نجاشی شاہ حبش کی وفات کی خبر حضرت جبرئیلؑ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو حضورؐ نے نجاشی کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھنے کے لیے صحابہ کو میدان میں نکلنے کا حکم دیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم حبشی کی کیا نماز پڑھیں۔ اسپر نجاشی کے مؤمن خالص اور سچے مسلمان ہونے کے اظہار کے واسطے یہ آیت نازل

ہوئی بعض کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے متعلق جو یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اس آیت کا نزول ہوا عطاء خراسانی سے مروی ہے کہ نجران کے چالیس عیسائیوں کے متعلق یہ آیت اتری جن میں سے بتیس حبشی اور آٹھ رومی تھے اور یہ سب مسلمان ہو گئے بہر حال مورد نزول خواہ عام ہو یہ حکم ان تمام اہل کتاب کو شامل ہے جو اپنا مذہب چھوڑ کر سچے دل سے مسلمان ہو گئے ہوں خواہ عیسائی ہوں یا یہودی وغیرہ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ۔ حاصل یہ ہے کہ حبشی رومی عربی اور ایرانی ہونے کو اسلام میں کوئی دخل نہیں نہ جنس یا سکونت سے مراتب قرب میں اضافہ یا انحطاط ہو سکتا ہے بعض اہل کتاب بھی ایسے ہیں جن کا ایمان خدا پر بھی ہے خدا کو واحد خالق رازق وحدہٗ لا شریک لہ اور رب العالمین جانتے ہیں اور قرآن پر بھی ان کو یقین ہے۔ وہ دل سے اور زبان سے قرآن کو کلام الٰہی گذشتہ شریعتوں کا ناسخ اور واجب الاتباع قوانین ہدایت کا مجموعہ جانتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ اور توریت و انجیل کو بھی کلام الٰہی جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن سے قبل ان کے احکام بھی واجب العمل تھے

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ اور اس ایمان سے ان کا مقصود سوا دینی فلاح کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ وہ خدا سے ڈرتے ہیں اور اسی کے سامنے انتہائی عاجزی و فروتنی کا اظہار کرتے ہیں۔ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ اور عام علماء اہل کتاب کی طرح اپنی کتابوں میں تحریف نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور اپنی کتابوں کے اصلی احکام میں کوئی تبدل تغیر نہیں کرتے اور دنیوی دولت کے عوض جو نہایت ہی حقیر ہے احکام الٰہی کو فروخت نہیں کرتے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ایسے نیک عہد اور ایماندار اطاعت گذار بندوں کو خصوصی اجر خدا کے پاس موجود ہے جو ان کو ضرور قیامت کے دن ملیگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایسے اہل کتاب کو دوہرا اجر ملیگا ایک تو اس وجہ سے کہ وہ حضور کی رسالت سے قبل اپنے مذہب پر اخلاص کے ساتھ پابند تھے دوسرا اس وجہ سے کہ بعثت نبوی کے بعد حضور اقدس کے پیرو ہو گئے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ خدا تعالیٰ بلا شبہ تمام مخلوق کا بہت جلد حساب لے لیگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی سزا یا جزا عنایت فرمائیگا۔

مقصود بیان: سب آدمی ایک سے نہیں ہیں۔ اعداء اسلام کے گروہ میں بھی بعض نورانی باطن والے خدا کے سعادتمند بندے ہوتے ہیں جو نہایت صاف طینت اور روشن بصیرت رکھتے ہیں۔ اسلام اور صفاء روحانی میں سکونت قومیت ظاہری حسن و قبح اور اختلاف رنگ و نسل کو دخل نہیں ہے۔ خدا کے تمام بندے برابر ہیں۔ فرق صرف ایمان و اعمال کا ہے جو آسمانی قوانین عدل کو ہمیشہ سے ملنے

چلے آئے ہیں وہ بہت زیادہ قابل مدح ہیں۔ اس آیت میں نہایت بلیغ پیرایہ میں دعوت اسلام دی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا
مسلمانو! صبر کرو اور مقابلہ پر مضبوطی رکھو

وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
اور جہاد کے لیے مستعد رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو

تُفْلِحُوْنَ ۝ ع
مراد حاصل ہو

تفسیر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا یہ مکمل آیت تمام اسلامی ہدایات کا گنجینہ اور کل قرآنی نصائح کا نچوڑ ہے اور بیشمار فوائد کی حامل ہے۔ اسی وجہ سے مختلف مفسرین نے مختلف طور پر ہر لفظ کی تفسیر کی ہے اور صحابہ و تابعین نے ہر جملہ کے جدا جدا معنی بیان کیئے ہیں۔ ہم ذیل میں جو مختصر تفسیر لکھتے ہیں وہ کل تفسیر معانی کا مختصر مجموعہ ہے۔

انسان کے علمی اور عملی فضائل دو باتوں پر موقوف ہیں (۱) ہر وقت رضاء مولا کا طالب ہو اس سے ڈرتا رہے اور ہر آن ایک دھن میں لگا رہے شرک نہ کرے۔ خدا کے حقوق باقاعدہ انتہائی شوق اور جانفشانی اور تندہی سے ادا کرے (۲) دنیوی امور اور معاملات میں کوئی خرابی سقم اور بیہودگی نہ ہونے دے۔ موخر الذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) خود مشقت اٹھانی تکلیف برداشت کرنی اور ضبط و استقامت قائم رکھنی (۲) ایثار کرنا غیروں کو تکلیف نہ دینا۔ انسانی حقوق ادا کرنا۔ اس میں بھی شق ثانی دو طرح پر ہے (۱) غیروں کے واجبی حقوق ادا کیئے جائیں اور ان کو ناجائز تکلیف نہ دی جائے (۲) غیروں کے تمام خواہ واجبی ہوں یا نہوں ادا کیئے جائیں اور کسی کو جائز یا ناجائز کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔ صلہ رحمی اور کنبہ پروری کیجائے۔ گویا فضائل انسانی کا حصر چار اقسام میں ہو گیا اس آیت میں ان چاروں اقسام کی نہایت بلیغ انداز میں کامل ہدایت موجود ہے۔

قسم دوم کی طرف تو آیت کے مذکورۂ بالا ٹکڑے میں اشارہ ہے ارشاد ہوتا ہے مسلمانو! صبر کرو۔ یعنی:۔

دنیا کے تمام مصائب بیماری افلاس قحط خوف غم رنج دکھ درد سفر خانہ بدوشی فاقہ حکومت کے جور و استبداد اولاد کی موت وغیرہ پر صبر کرو۔

فرائض الٰہی کے ادا کرنے میں جو کچھ دشواریاں اور صعوبتیں پیش آئیں

روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف ہو جہاد میں گرمی سردی سفر میں تھکان فاقہ دشمن سے مقابلہ اور جان کا خطرہ پیش آئے نداء حق اعلان صداقت اور تبلیغ احکام میں نصیحت وہدایت اور اعلاء کلمۃ اللہ میں جو کچھ مصائب اٹھانے پڑیں جسقدر طعن تشنیع گالیاں زبان درازیاں جبرو دستیاں اور پھبتیاں برداشت کرنی پڑیں سب پر صبر کرو۔
نفس کا جوش شہوت اور ہیجان غضب روکنے میں جو دشواری اور مشقت پیش آئے اس پر استقامت رکھو۔ جذبات نفسانیہ کے بندے نہ بنو۔ ممنوعات الٰہیہ اور محرمات شرعیہ سے نفس کو روکے رکھو اور ہر ناجائز خواہش کو دبانے میں جو کوشش ومشقت برداشت کرنی پڑے اس پر صبر کرو۔
ذات وصفاتِ الٰہی کے پہچاننے اور علوم حقہ کے حاصل کرنے میں جسقدر غور وفکر شب بیداری ترک لذائذ اور مراقبۂ نفس کرنا پڑے سب پر صبر کرو۔
وَصَابِرُوْا یہ قسم سویم کا بیان ہے یعنی مسلمانو! لوگوں کے واجبی اور ضروری حقوق ادا کرو مطلب یہ کہ دشمنوں اور دوستوں کی بداخلاقیاں ہمسایوں اور عزیزوں کی ریشہ دوانیاں خاندان والوں اور شناسائوں کی مکاریاں اور چالاکیاں یگانہ وبیگانہ کی جبرو دستیاں صبر کے ساتھ برداشت کرو اپنے نفس کو جوش انتقام اور ہیجانِ غضب سے روکو۔ **وَرَابِطُوْا** یہ قسم چہارم کا بیان ہے یعنی مسلمانو! اپنے دلوں کو باندھے رکھو۔ محبت الٰہی میں اپنے دلوں کو باندھو نفس کو لگائو تمام بدنی اور روحانی قوتوں کو مصروف رکھو۔ یا جہاد کے لئے اپنے گھروں پر گھوڑوں کی پرورش کرو۔ یا غنیم سے اپنی فوج کو محفوظ رکھنے کے لئے رات کو نگرانی میں اپنے کو لگائے رکھو یا نماز وجماعت کے انتظار میں دل کو معلق رکھو یا کار خیر کے ساتھ دل کو وابستہ رکھو یا کنبہ برادری اور صلۂ رحمی میں ہر وقت اپنے خیالات اور قوتوں کو آمادہ رکھو۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** یہ قسم پنجم کا بیان ہے یعنی مسلمانو! شرک نہ کرو۔ رضاء مولا کے طالب رہو۔ ہر وقت اس سے ڈرتے رہو اسکے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے رہو غیر اللہ کی محبت سے کنارہ کش رہو۔ محبت مال محبت احباب۔ محبت اولاد اور محبت نفس کو محبت الٰہی پر قربان کردو اس کے حقوق نہایت کوشش شوق اور رغبت خاطر سے ادا کرو اور ماسوی اللہ کے خیال کو ترک کردو۔ **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** ۝ یہ چاروں نصائح اگر اپنے واسطے لائحہ عمل بنالو گے اور اس مکمل ہدایت کے بموجب عمل کرو گے تو امید ہے کہ دنیوی اور دینی سعادت حاصل کر لو گے

مقصود بیان:۔ اس آیت کا اصل مقصود قوت فکریہ کی درستگی عقائد کی اصلاح، تہذیب اخلاق، حسن معاشرت، ایثار، حقوق اللہ اور حقوق الناس کی ادائیگی۔ تمام خلق کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور دیگر فضائل وخصائل کے حصول کی طرف ترغیب دینا ہے جسکی ضمنی تفصیل ہم تفسیری معنی کے ذیل میں لکھ آئے ہیں۔ آیت میں مساوات ملی وقومی، موالات باہمی اور مذہبی غمخواری کی تعلیم دی ہے۔ اخوت اسلامیہ اور معاونت واتحاد کی خصوصی ہدایت کی ہے۔ گویا ضمنی اشارہ اس طرف ہے کہ مال وجاہ عزت وحکومت حسن صورت اور شرافت نسب قابل فخر چیزیں نہیں ہیں۔ فقیر ہوں یا امیر بادشاہ یا مسکین سید ہو یا جولاہا یوسف ثانی ہو یا نفرت انگیز صورت رکھنے والا مذہب وملت کے اعتبار سے سب برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ ہر ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ تفرقۂ ملی موجب وبال ہے۔

آیت مذکورہ میں خصوصیت کے ساتھ مصائب کے برداشت کرنے دشمن کی طرف سے ایذاء پر صبر کرنے اور اعداء اسلام سے مقابلہ کے وقت اتفاق واتحاد کے مظاہرہ کے ساتھ استقامت کو قائم رکھنے کی ہدایت ہے اور سب سے اخیر میں اسلامی تصوف کا ایک بے بہا گنجینہ ہے یعنی رضاء مولا کی جستجو اور خوف خدا مطلب یہ کہ مسلمان کے ہر فعل وقول میں ہر حرکت وسکون میں مرضی مولا کی جستجو کا جذبہ ضرور پوشیدہ رہنا چاہئے۔ عبادت ریاضت فتوحات عالم جہاد وجنگ تجارت زراعت صنعت حرفت اور تمام شخصی جمہوری ملکی ملی معاملات میں رضاء مولا کی ذہن ضرور لگی رہنی چاہیئے۔ اور ہر ساعت خوف خدا ضرور دامنگیر رہنا چاہئے۔ دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت بھی اتقاء نفس لازم ہے اور جنگ وجہاد کے موقعہ پر بھی۔ وغیرہ

سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ آيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں ایک سو چھہتر آیات اور ۲۴ رکوع ہیں

یہ سورت بروایت ابن عباس وعبداللہ بن زبیر وزید بن ثابت مدنی ہے نقاش کا قول ہے کہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرتے وقت نازل ہوئی۔ علقمہ کہتے ہیں اس سورت کا ابتدائی حصہ مکی ہے۔ قرطبی کا قول ہے کہ سوا ایک آیت یعنی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا کے یہ پوری سورت مدنی ہے صرف یہ آیت فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ حجبی کے حق میں نازل ہوئی۔

اس سورت میں ۱۷۵ یا ۱۷۶ یا ۱۷۷ آیات ہیں اور ۳۰۴۵ کلمات ہیں اور ۱۶۰۳۰ حروف ہیں۔ سورۂ نساء کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس میں عورتوں کے احکام نکاح میراث وغیرہ زیادہ مذکور ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

لوگو! | اپنے پروردگار سے ڈرو | جس نے تم کو

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا

ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بی بی کو پیدا کیا

وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا

اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو پھیلایا اور اللہ سے

اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ

ڈرتے رہو جس کے وسیلہ سے تم ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہو اور قطع قرابت سے

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○

بھی ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارا نگہبان ہے

تفسیر اہل عرب دور جاہلیت میں جہاں دیگر وحشت و بربریت کا کافی ثبوت پیش کرتے تھے وہاں خصوصیت کے ساتھ یتیموں کے حقوق کی نگہداشت اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک از روئے معاشرت کے لحاظ سے بہت ہی پیچھے تھے یتیموں کا مال اپنا مال خیال کرتے تھے اور مال طیب سمجھ کر ہضم کر جاتے تھے۔ عورتوں کو جانوروں سے زیادہ بدتر خیال کرتے تھے۔ ایک ایک شخص کے پاس بیسیوں عورتیں ہوتی تھیں نکاح وزواج کی کوئی خاص حد مقرر نہ تھی۔ عورتوں کو مال غنیمت خیال کیا جاتا تھا۔ قرآن پاک کی سابق سورت میں مبدأ و معاد، وحدت ذات و صفات اور دیگر عقائد مہمہ کی تعلیم دی گئی۔ جہاد، نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ وغیرہ کے احکام بھی بیان کر دیئے گئے لہذا اس سورت میں اصلاح معاشرت وغیرہ کے لئے اُن احکام کا بیان کرنا ضروری ہوا جن کا تعلق خصوصی حق العباد سے ہے اور حقوق العباد میں سب سے اہم اور لازمی حقوق یتیموں اور عورتوں کے تھے کیونکہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اہل عرب ان دونوں زیر دست ہستیوں کے حقوق ادا کرنے میں بہت پیچھے تھے اسلئے اس سورت کی ابتدا ہی میں خاص طور پر یتیموں اور عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کی ہدایت ہے اور چونکہ اہل عرب کا اسلامی دور عہد جاہلیت سے بہت زیادہ قریب تھا ابھی تک اُن میں جاہلیت کی خو بو موجود تھی اور قانون اسلامی کی پابندی کے وہ خوگر نہ تھے اسلئے مساوات نوعی اور اتحاد نسلی کا نظریہ پیش کرتے ہوئے خدا سے ڈرنے کی مکرر ہدایت کی گئی تاکہ اوّل تو خود ہی اسپر غور کریں کہ عورتیں اور یتیم بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ انسانیت کے اعتبار سے ہمکو ان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آدمیت کے لحاظ سے جو حقوق ہمارے ہو سکتے ہیں وہی ان زیر دست کمزور ہستیوں کے بھی ہو سکتے ہیں اور پھر اسکے بعد بھی اگر اس ضعیف الخلقت مخلوق کی ادائیگی حقوق میں کچھ جیل پس و پیش ہو تو خدا سے خوف کیا جائے اور اُسکی نافرمانی و عذاب کے ڈر سے اس بیچاری کمزور کائنات انسانی پر رحم کیا جائے اور اسکی حق تلفی نہ کی جائے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ سے خطاب کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ یہ بربریت و وحشت انسانیت کے خلاف ہے اگر تم کو کامل انسان بننا ہے تو مخلوق خدا کی حق تلفی نہ کرو۔ ایک یہ لطیف رمز ہو سکتا ہے کہ تم سب انسانی اعتبار سے برابر ہو کسی کو کسی پر نسلی تفوق و برتری حاصل نہیں پھر کیوں کمزور صنف اور ضعیف افراد انسان کی حق تلفی کرتے ہو اور کیوں اپنے کو ان سے برتر سمجھتے ہو ارشاد ہوتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ اے لوگو! خدا کی نافرمانی اور عذاب سے ڈرو وہ تمہارا رب ہے خالق رازق زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے اُس کی شان ربوبیت اس بات کی موجب ہے کہ اُسکی اطاعت و فرماں پذیری کرو۔ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ اُسی رب نے تم کو ایک شخص واحد سے پیدا کیا تم سب آدم ہی کی اولاد ہو پھر حسب نسب شکل و صورت مال و جاہ اور حکومت و حشمت پر فخر کرنا اور قوت و خاندان پر نازاں ہونا عقل و مروت کے خلاف ہے تمام بنی آدم برادری میں برابر ہیں سب سے رحم دلی اور ہمدردی کرنی چاہیئے۔ تم سب کو ایک شخص سے پیدا کرنے کی یہ صورت ہوئی کہ اول وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا خدا نے اُسی ایک شخص یعنی آدم سے اُن کی بیوی حوا کو پیدا کیا۔ حضرت حوا کو حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ حضرت آدم کے نطفہ کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اسی وجہ سے حضرت حوا کو حضرت آدم کی بیوی قرار دیا۔ کعب، وہب اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت حوا کی پیدائش حضرت آدم کے جنت میں جانے سے پہلے ہو چکی تھی۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ حضرت آدم جنت میں سو رہے تھے کہ حضرت حوا کو بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا۔ جب حضرت حوا پیدا ہو گئیں تو وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً پھر ان دونوں کے جوڑے سے خدا نے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ حضرت آدم کے صلبی بیٹے بیس اور صلبی بیٹیاں بیس تھیں۔ کل چالیس اولاد یں تھیں پھر اس اولاد کی اولاد ہوئی اور اس طرح نسل انسانی کی افزائش ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آدمی ایک ہی نسل ایک ہی باپ، ایک ہی ماں کی اولاد ہیں۔ سب کے حقوق انسانی برابر ہیں کسی کو کسی پر برتری نہیں لہذا کسی کو کسی کی حق تلفی کرنے کا کوئی استحقاق نہیں۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ اور اس خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو جس کے واسطے سے تم باہم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اُس کا نام لیکر اور اس کا واسطہ دیکر بھیک مانگتے ہو اور انتہائی مجبوری اور مایوسی کے وقت اُسی کا نام لیکر ایک دوسرے سے حقوق طلب کرتے ہو اور تمام باطل معبودوں کا خیال ترک کر دیتے ہو۔ وَالْأَرْحَامَ اور باہمی رشتہ و ناتے کو ضائع کرنے سے پرہیز رکھو۔ صلۂ رحمی اور کنبہ پروری کا لحاظ رکھو۔ عزیزوں سے رشتہ داری

قطع نہ کرو۔ اقرباء کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرو۔ وہ محتاج ہوں تو ان کی بقدر امکان پرورش کرو اور بہر صورت ان کی دلجوئی کرتے رہو۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ اور یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری نگرانی کر رہا ہے تمہارے تمام حالات اس کے پیش نظر ہیں وہ تم کو تمہارے اعمال کی سزا جزا دیگا اور اعمال کی سزا بھگتنے میں تم سب برابر ہو۔ دنیوی فخر و شیخی وہاں کام نہ آئیگی۔ امیر ہو یا فقیر خوش جمال ہو یا بد صورت قوی ہو یا کمزور سب کو اپنے اعمال کا بدلہ ملیگا۔

مقصود بیان:۔ مساوات انسانی اور وحدت نوعی کا اظہار۔ تفاخر و تفوق کی ممانعت۔ کمزوروں پر رحم اور مہربانی کی تعلیم۔ اعزا کے حقوق کی نگہداشت اور اقرباء کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنے کا غیر معترض حکم۔ اتقاء النفس اور عقیدہ توحید کی ہدایت۔ احکام الٰہی پر کاربند رہنے کا ارشاد۔ اور کل انسانوں کو اعمال کی سزا جزا ملنے کی طرف ایک لطیف اشارہ۔

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

اور یتیموں کو ان کا مال دیدو اور حرام کو حلال کے عوض

الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ

نہ لو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں

اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ○

کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ یہ بڑا گناہ ہے

تفسیر اس آیت سے یتیموں کے تین حقوق بیان کئے جاتے ہیں پہلا حق یہ ہے کہ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ جس وقت یتیم بالغ اور ہوشیار ہو جائیں اور ان کا مال تمہاری سرپرستی اور تحویل میں ہو تو ان کا مال ان کو واپس کرو کسی قسم کی خورد برد یا ادائیگی میں حیلہ حجت نہ کرو۔ یہ آیت قبیلہ غطفان کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی یہ شخص اپنے یتیم بھتیجے کا سرپرست تھا جب بھتیجا بالغ ہوگیا اور اس نے چچا سے اپنے مال کا مطالبہ کیا تو اس نے دینے سے انکار کیا۔ غرض معاملہ بارگاہ رسالت تک پہونچا تو یہ آیت مال دیدینے کے حکم میں نازل ہوئی اور اس شخص نے بموجب فرمان نبوی بھتیجہ کا مال واپس کر دیا۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ یہ دوسرا حق ہے سعید بن مسیب، زہری، نخعی اور ضحاک و سدی کے نزدیک طیب سے مال حلال اور خبیث سے مال حرام مراد ہے۔ لیکن دیگر مفسرین نے طیب سے کھرا مال اور خبیث سے کھوٹا مال مراد لیا ہے۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب انکے پاس یتیم کا مال رکھا ہوتا تھا وہ ان کو خیال ہوتا تھا کہ یہ مال واجب الادا ہے تو اسی قسم کا دوسرا کھوٹا اور ردی مال یتیم کے کھرے اور عمدہ مال کی بجائے دیدیتے تھے اور اچھا قیمتی مال نکال لیتے تھے اسکی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ یتیموں کے اچھے مال و اسباب کو اپنے برے مال متاع سے نہ بدل لیا کرو۔ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ یہ تیسرا حق ہے یہ بھی عرب کا دستور تھا اور اب بھی بے ایمان بدنیت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر صرف کرتے ہیں حالانکہ اپنا صرف زیادہ ہوتا ہے اور یتیم کا کم یا یتیم کے مال کی مقدار زائد اور اپنے مال کی مقدار کم لیکر سب کو ملا کر صرف کرتے ہیں اس میں یتیم کا نقصان ہوتا ہے مثلاً یتیم کے لئے اسکے مال میں سے کھانا پکایا اور اس میں کسی قدر اپنا کھانا ملا کر سا اچھا کر لیا بیچارے یتیم کے لئے پاؤ بھر کافی تھا مگر اسکے مال میں سے دو سیر لیا اور اپنے گھر کے صرف کے لئے دو سیر کی ضرورت تھی مگر اپنے مال میں سے صرف پاؤ بھر لیا اور کھانے میں سب شریک ہوگئے یہ بھی بددیانتی ہے اسکی بھی ممانعت کر دی۔ مطلب یہ ہے کہ یتیموں کا مال بے ایمانی کے ساتھ اپنے مال میں ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا۔ ان تینوں باتوں میں سے ہر بات بڑے گناہ کی ہے تم کو اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔

مقصود بیان:۔ یتیموں کے حال پر شفقت اور مہربانی کرنے کی ہدایت۔ ان کا مال واپس کرنے کا حکم اور ہر قسم کی بددیانتی اور ان کے مال میں بے ایمانی کرنے کی ممانعت۔ اور اس امر کی ضمنی صراحت کہ یتیم اگرچہ لاوارث ہے مگر اسکے مال میں خورد برد اور تغلب تصرف کرنا گناہ کبیرہ ہے وہ قابل رحم اور حسن سلوک کا مستحق ہے کسی طرح اس کی حق تلفی نہ کی جائے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی

اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں انصاف نہ کرسکوگے

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی

تو دو دو تین تین چار چار عورتوں سے حسب پسند

وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

نکاح کرلو اور اگر تم کو انصاف نہ کرنے کا اندیشہ ہو

فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ

تو ایک ہی سے نکاح کرو یا (وہ عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں) جو تمہاری ملک

أَدْنٰٓى أَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

اسمیں امید ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک پڑو

تفسیر امام بخاری نے بروایت عائشہ صدیقہ رضی بیان کیا ہے کہ عہد جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ جو یتیم لڑکیاں اُن کی نگرانی اور سرپرستی میں ہوتی تھیں اُن کے مال و جمال کی وجہ سے خود اُن سے نکاح کر لیتے تھے اور چونکہ لڑکیاں ہر طرح اُن کے قابو میں ہوتی تھیں اسلیئے مہر بھی بہت کم مقرر کرتے تھے اور نکاح کے بعد حقوق ازدواجی کی بھی نگہداشت نہ کرتے تھے (اپنی سرپرستی کے احسان کی تلافی میں گویا باندیوں کی طرح سمجھتے تھے) اس بات کی ممانعت کے لئے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ حاصل آیت یہ ہے کہ جب تم یتیم لڑکیوں سے شادی کرتے وقت اُن کے حقوق ادا نہ کرسکو اور انصاف نہ کرسکو تو پھر اُن سے نکاح ہی نہ کرو دنیا میں عورتوں کا کال نہیں جس سے چاہو حسب دلخواہ بطور نکاح کرو مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ عرب میں چونکہ دستور تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہتے تھے نکاح کرتے چلے جاتے تھے دس بیس تیس۔ بہرصورت کوئی حد خاص مقرر نہ تھی اور تمدن انسانی کیلئے یہ بات مقرر تھی اسلیئے اس آیت میں حد مقرر کردی۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ تم جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو کرلو خواہ ایک سے کرو دو سے کرو تین سے کرو چار سے کرو مگر اس سے زائد کسی سے نکاح ایک وقت میں نہ کرو لیکن تعدد ازدواج کے وقت مساوات اور برابری ہونی چاہیئے۔ نان نفقہ اور شب باشی میں مساوات ہونی لازم ہے کمی بیشی حرام ہے۔ ہاں۔ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا اگر تم کو خوف ہو کہ تم سب بیویوں کو نان نفقہ مساویانہ حیثیت سے نہ دے سکیں گے یا شب باشی میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک نہ کر سکیں گے تو پھر چند بیویاں نہ کرنی چاہئیں یہ عدل کے خلاف ہے بلکہ تو فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ایک پر اکتفا کرنی چاہیئے چونکہ اہل عرب بلکہ اس زمانہ کے اچھے خاصے مولوی اور مشائخ بھی دو بیویوں کے حقوق مساویانہ حیثیت سے ادا نہیں کرتے جس سے دل چاہتا ہے مزے اڑاتے ہیں اور دوسری بیوی کو قید میں ڈالکر جلاتے ہیں اسلیئے آیت میں اس خرابی اور معاشرت سوز حرکت کی بیخ کنی کرنے کے لیئے حکم دیدیا گیا کہ اگر عدل و انصاف نہیں کرسکتے اور سب کو مساویانہ حیثیت سے نہیں رکھ سکتے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو چند بیویاں نہ کرو یا صرف باندیوں سے حاجت روائی کرلیا کرو جو بلا نکاح حلال ہیں اور اُن میں مساوات بھی ضروری نہیں۔ ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَلَّا تَعُوْلُوْا یہ گذشتہ قانون تم کو انصاف و عدل کی طرف قریب کرنے والا ہے اور کسی ایک طرف جھک جانے سے روکنے والا ہے لہذا اس قانون پر کاربند ہونا ضروری ہے۔

مقصود بیان: یتیموں کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم بشرط عدل چار عورتوں تک نکاح کی اجازت اور عدم عدل کے خوف کے وقت تعدد نکاح کی ممانعت۔ حقوق نساء کی نگہداشت کا حکم اور اُن کے انسانی واجبات کے ادا کرنے کی ہدایت وغیرہ۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ

اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو

تفسیر زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرتے تھے اور جو مہر اُن کا تجویز ہوتا تھا وہ اُن کو نہ دیتے تھے بلکہ شوہروں سے وصول کرکے خود لے لیتے تھے۔ اس حرکت کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

علی بن ابی طلحہ نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ نِحْلَةً سے مراد مہر ہے۔ حضرت عائشہؓ، قتادہ، مقاتل اور ابن جریج کے نزدیک اس سے مراد فریضہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے مہر خود نہ لے لیا کرو بلکہ چونکہ یہ مہر اُن کا ہے اسلیئے اُنہی کو دیا کرو۔ اُن کے حق واجب میں تغلب نہ کرلیا کرو۔

مقصود بیان: عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کا امر اور اُن کے واجب حقوق میں تغلب کرنے کی ممانعت۔ آیت میں ضمنی اشارہ اس طرف بھی ہے کہ شوہر پر مہر واجب ہے خواہ مہر مقرر کردہ یا مہر مثل وغیرہ۔

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا

پھر اگر خوشی دل سے وہ تم کو اسمیں سے کچھ چھوڑ دیں

فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

تو اس کو شوق سے نہایت خوشگواری سے کھاؤ اور کم عقلوں کو

أَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ

اپنے مال نہ دو کیونکہ اللہ نے اُن کو تمہارے لئے ذریعہ معاش بنایا ہے اور

ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ

ان میں سے اُن کو کھلاؤ پہناؤ اور نرمی سے اُن سے

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى

گفتگو کرو اور یتیموں کو آزمالیا کرو یہاں تک

إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا

کہ جب وہ شادی کی عمر کو پہونچ جائیں اور تم اُن میں صلاحیت دیکھو

فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا

تو اُن کے مال اُن کے حوالہ کردو اور اُن کے مال فضول خرچی کے ساتھ

إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ

اور اس اندیشہ میں جلدی کرکے نہ کھاجاؤ کہ یہ بڑے ہوجائینگے جو شخص

غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا

مالدار ہو اُسکو (یتیم کے مال سے) الگ ہی رہنا چاہیئے ہاں جو نادار ہو

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ

وہ واجبی طور سے کھاسکتا ہے اور جب اُن کے حوالے اُن کے مال

أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

کردو تو اسپر گواہ کرلیا کرو اور حساب لینے کے لیئے

حَسِيبًا ○

اللہ کافی ہے

تفسیر مذکورۂ بالا آیت میں بیان تھا کہ عورتوں کا مہر اُن کو دیدو خوش دلی سے۔ اس سے بعض لوگوں کو شبہہ ہوا کہ اگر عورتیں بخوشی اپنے مہر میں سے کچھ معاف کرنا چاہیں تو یہ بھی ناجائز ہے اس خیال کا ازالہ اس آیت میں کردیا گیا کہ :-

فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا

یعنی اگر عورتیں بخوشی خاطر مہر کا کچھ حصہ تم کو بخشدیں تو اُسکے کھانے میں کوئی ہرج نہیں ہے وہ تمہارے لیئے پاکیزہ اور محمود العاقبۃ ہے آخرت میں تمہارے واسطے موجب مواخذہ نہوگا۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ یہ خطاب سرپرستوں کو ہے خواہ مجنون اور بیوقوفوں کے سرپرست ہوں یا نابالغ بچوں کے پھر بچے بھی یتیم ہوں یا نہوں۔ یہ معنی ابن کثیر وغیرہ نے بیان کئے ہیں۔ مگر ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب صرف یتیموں کے سرپرستوں کو ہے۔ سفہاء سے کیا مراد ہے اسمیں مختلف اقوال ہیں۔ ضحاک، ابن عباس، ابن مسعود، حکم بن عتیبہ اور حسن بصری کے نزدیک وہ بیوقوف عورتیں یا نابالغ لڑکیاں اور لڑکے مراد ہیں جو بیہودگی سے مال برباد کرڈالتے ہوں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک یتیم لڑکے اور لڑکیاں مراد ہیں۔ مجاہد عکرمہ اور قتادہ کے نزدیک عورتیں مراد ہیں۔ ظاہر آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم بچے مراد ہیں۔ ماحصل ارشاد یہ ہے کہ جو یتیم بچے بیوقوف نادان اور کم عقل ہوں اُن کو اُن کا وہ مال جو تمہاری تحویل اور نگرانی میں ہے مت دو کیونکہ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا اس مال کو خداتعالیٰ نے تمہارے لیئے گذراوقات کا ذریعہ بنایا ہے اگر ان کو دیدوگے تو وہ اپنی کم عقلی سے برباد کرڈالینگے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل مالی منافع سے اُن کو محروم کردو نہیں بلکہ وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ اُن یتیموں کا کھانا پینا اور کپڑا اُسی مال میں سے دو اور اُن کے نان نفقہ کی نگرانی کرو یعنی جب تک اُن کا مال اُنکے سپرد نہ کیاجائے اُس وقت تک اصل مال میں سے یا اُسکے تجارتی نفع میں سے کھانا کپڑا دینا چاہیئے۔ اور چونکہ اُن کے قبضہ میں مال نہ دینے سے اُن کو نظرتاً رنج ہوگا اسلئے اُن کی تسلی اور دلاسے کے لیئے وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اُن سے شفقت کا برتاؤ کرو اور اُن کو نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ مال تمہارا ہی ہے۔ ہم نگراں ہیں جب تم ہوشیار ہوجاؤگے تو تم کو دیدیا جائیگا۔ مگر اس قانون سے تم ناجائز فائدہ اٹھاکر یتیموں کا مال ہضم کرجانے کا خیال نہ کرو۔ بلکہ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ یتیموں کا دین اور دنیا کے معاملات میں اُن کے بالغ ہونے سے قبل امتحان کرلو اُن کو کاروبار تجارت میں لگاکر دیکھ لو یا جو کچھ اُن کے آباؤ اجداد کا کاروبار اور پیشہ ہے اُسمیں لگادو۔ اگر زمیندار کا لڑکا ہے تو زمینداری کے کام میں لگاکر اُس کی آزمایش کرلو اور کسی پیشہ ور کا لڑکا ہے تو اُس پیشہ میں مشغول کرکے دیکھ لو۔ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ یہانتک کہ جب وہ مدت بلوغ کو پہونچ جائیں مثلاً لڑکا ہو تو اُسکو احتلام ہونے لگے اور لڑکی ہو تو حیض شروع ہوجائے۔ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا اور تم کو انہیں دنیوی کاروبار کے متعلق کچھ بھی ہوشیاری معلوم ہو فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ تو پھر اُن کا مال اُن کے حوالہ کردو کچھ حیلہ حجت نہ کرو۔ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۔ عرب میں عام رواج پڑگیا تھا کہ یتیموں کے سرپرست اس خوف سے کہ بالغ ہوکر یہ اپنا مال واپس لے لینگے جلدی جلدی فضول خرچ میں کھاپی کر بیٹھ رہتے تھے۔ اس امر کی ممانعت کے لیئے یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی اپنی سرپرستی کی حالت میں تم یتیموں کا مال فضول خرچی کے ساتھ یہ خیال کرکے مت اڑاؤ کہ آیندہ یہ بڑے ہوکر اپنا مال واپس لے لینگے اور ہم تمتع اندوزی سے محروم ہوجائیں گے۔ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ یہ مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنی اگر یتیم کا سرپرست غنی ہو تو اُسکو یتیم کے مال کی نگہداشت اور اُسکی کفالت کا معاوضہ نہ لینا چاہیئے اور اگر فقیر ہو تو یتیم کی تربیت و سرپرستی اُسکے مال کی نگہداشت اور اُسکے

تجارتی کاروبار میں مشغول [illegible] اتنا لیلے جتنا
کسی غیر کو اس خدمت کے عوض [illegible] فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ
فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ - یہ آیت [illegible] فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا کا تکملہ
ہے یعنی جب یتیم ہوشیار ہو جائیں اور [illegible] ان کا مال ان کے حوالہ کرو تو گواہوں
کے سامنے [illegible] سپرد کرو تاکہ [illegible] کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو - اور خیانت کا
خیال دل میں [illegible] وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
حَسِيبًا - حساب لینے کو اللہ کافی ہے [illegible] ان کو بچہ سمجھ کر ان کے مال
میں خیانت کرو گے تو خدا کے محاسبہ سے نہیں بچ سکتے -

مقصود بیان :- عورتوں سے جبریہ مہر معاف کرانے کی ممانعت عقد مہر کی صورت کی اجازت - مال [illegible] کم عقل لوگوں کو مالی تصرفات سے روکنے کا حکم - ہوشیار نابالغ بچہ کے تصرفات تجارت کی صحت کی صراحت یتیموں پر شفقت و مہربانی کرنے کی ہدایت یتیموں کا مال خورد برد کرنے کی ممانعت - اُن کے مال میں ہر قسم کی خیانت کرنے سے باز داشت [illegible] بشرط احتیاج یتیموں کے مال میں سے ان کی خدمات کے عوض [illegible] لینے کا جواز - قطع حجت کے لئے یتیموں کا کاروباری امتحان لینے کا حکم - یتیموں کا مال واپس کرتے وقت گواہ [illegible] رکھنے کی ہدایت

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
مردوں کا بھی — والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں سے

وَالْأَقْرَبُونَ ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا
حصہ ہے — اور عورتیں بھی ماں باپ اور اقرباء کے

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ
ترکہ میں — حصہ دار ہیں — تھوڑا مال

مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ○
ہو — یا بہت — یہ حصہ — مقرر کردہ ہے

تفسیر دور جاہلیت میں نابالغ لڑکوں اور عورتوں کو میراث میں سے کوئی حصہ نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میراث اس کا حق ہے جو دشمنوں سے لڑ سکے اور چونکہ نابالغ اولاد یا عورتیں کوئی اپنے عزیز یعنی مرنیوالے کی طرف سے اسکی زندگی میں اُن کا مددگار رہ کر اسکی طرف سے دشمن سے نہ لڑ سکتے تھے اسلئے اس کے مرنے کے بعد اسکی میراث میں سے کوئی حصہ بھی اُن کو نہ ملتا تھا الغرض جب اسلام نے عالم میں ایک نئی روح پھونکی اور مسلمانوں میں حضرت اوس بن ثابت انصاری یعنی حضرت حسان کے بھائی کا انتقال ہوا تو میت کے دونوں چچا زاد بھائی یعنی سوید اور عرفجہ تمام میراث کا مال لیگئے اور متوفی کی بیوی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا یونہی محروم رہ گئے کسی کو کچھ نہ ملا مجبوراً میت کی بیوی خدمت گرامی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا خاوند جنگ احد میں شہید ہو گیا اور دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا میراث کا تمام مال سوید اور عرفجہ نے لیا مجھے [illegible] اب [illegible] کہاں سے خرچ کروں اور کیونکر افلاس میں ان کا نکاح کروں اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو بلا کر حکم دیا کہ اوس بن ثابت کا ترکہ ابھی یونہی رہنے دو عورتوں کا بھی اس میں حصہ ہے لیکن ابھی اسکی مقدار معلوم نہیں ہوئی - اسکے بعد يُوصِيكُمُ اللَّهُ پوری آیت میراث نازل ہوئی حاصل ارشاد یہ ہے کہ والدین اور اقرباء کے ترکہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کا مقررہ شرعی حصہ ہے ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ جسطرح مردوں کو حصہ پہنچتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی پہنچتا ہے -

مقصود بیان :- عورتوں اور مردوں کی باعتبار استحقاق ترکہ کے مساوات - اور اس امر کی صراحت کہ حقوق قرابت یا [illegible] کے اعتبار سے لڑکے اور لڑکیاں دونوں برابر ہیں - مال قلیل ہو کثیر دونوں فریق اس کے مستحق ہیں -

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى
اور اگر بانٹتے وقت (دیگر) — رشتہ دار

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينُ فَارْزُقُوهُم
اور یتیم اور محتاج لوگ آجائیں — تو اس میں سے کچھ ان کو بھی

مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ○
دیدیا کرو — اور نرمی سے اُن سے کہدیا کرو

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ
اور یہ خوف کرنا چاہئے کہ اگر ہم اپنے بعد ناتوان بچے

ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا
چھوڑ جائیں تو ہم کو ان پر کتنا ترس آئے گا اسلئے مناسب ہے کہ اللہ

اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ إِنَّ
سے ڈریں اور سیدھی طرح بات کریں — جو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

لوگ ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ

وہ لوگ درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور

سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۠ ع

عنقریب دوزخ میں داخل ہونگے

تفسیر وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ چونکہ وارث اور اقربا دو قسم کے ہوتے ہیں قریبی تعلق رکھنے والے اور دور کا رشتہ رکھنے والے اور دور وارث قریب کی موجودگی میں بعید وارث محروم الارث ہوتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہو کہ مالی وراثت کی تقسیم کے وقت دور کا رشتہ رکھنے والے اور یتیم بچے اور نان شبینہ کو محتاج فقیر بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو لوگ مستحق میراث ہیں وہ تو ترکہ میں سے حصہ لیتے ہیں اور یہ بیچارے منہ تکتے رہ جاتے ہیں اسلئے استحبابی حکم دیا جاتا ہے کہ جب تقسیم کے وقت محروم الارث رشتہ دار یا یتیم یا مسکین فقیر آنکلیں تو اگرچہ اُن کو ترکہ میں سے دینا واجب نہیں ہے مگر رحم انسانی کا تقاضا ہے کہ اُن کو بھی کچھ دیدو اور نرم کلامی سے پیش آؤ۔ اور اُن سے کہدو کہ بھائی یہ میراث فلاں فلاں اشخاص کا حق ہے جو شرعاً اسکے مستحق ہیں تمہارا خدا بھلا کرے بس ہم اتنا ہی دے سکے آگے خدا ترسی کا حکم دیا جاتا ہے اور رحم و مہربانی کی بلیغ ترین مدلل طرز میں تعلیم دی جاتی ہے تاکہ سخت ترین دل رکھنے والے انسان کا بھی دل پسیج جائے اور وہ بیکس یتیموں پر شفقت کرنے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۔ حاصل مطلب یہ ہو کہ تم کو اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر تمہارے پیچھے تمہارے ننھے ننھے بچے بیکس اور بےبس رہ جائیں تو تم کو یہ خیال کر کے کہ ہمارے بعد یہ بیکسی اور لاچاری کی مورتیاں لوگوں کے سامنے بسور بسور کر ننھے ننھے ہاتھ پھیلائینگی کس قدر ترس آتا ہے لہذا ویسے ہی دوسرے یتیم بچوں اور لاوارث کمزور مخلوق پر رحم کھاؤ۔ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۠ اور خدا سے ترس کھا کر اُن سے نہایت نرمی اور تسلی کا کلام کرو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۠ اس آیت میں یتیموں کا مال کھانے اور اُن کے حق میں خیانت سے بار بار وعید کی جاتی ہے کیونکہ یتیم کا وارث دنیا میں کوئی نہیں ہوتا نہ کما کر لا دینے والا ہوتا ہے نہ اُن کے سروں پر کوئی شفقت کا ہاتھ پھیرنے والا ہوتا ہے نہ اُن کے دکھ اور ناداری پر کوئی رحم کھانے والا ہوتا ہے اسلئے اُن کے مال کو کھانا سخت ترین جرم ہے۔ ماحصل ارشاد یہ ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ عنقریب دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے اور وہاں یتیموں کا مال کھانے کے عوض آگ کھانی پڑیگی۔

مقصود بیان:۔ یتیموں بیکسوں کے حال پر رحم کرنے کی تعلیم دیکر اور دوسروں کے بچوں کو اپنی جان اور اپنے بچوں کی طرح سمجھنے کی ہدایت انسانی فرائض کے مقتضا کو پورا کرنے اور رحم و مہربانی کی خصوصی تلقین۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ

اللہ تمہاری اولاد کے بارہ میں تم کو حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

دو لڑکیوں کے برابر ہو اور اگر دو سے زائد تمام

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ

لڑکیاں ہی ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

اور اگر ایک لڑکی ہے تو اُس کے لئے آدھا ہے

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے کل ترکہ کا چھٹا

مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ

حصہ ہے بشرطیکہ میت کی کوئی اولاد ہو اور اگر

يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ

اولاد نہو اور اُس کے ماں باپ ہی وارث ہوں تو اُسکی ماں کے لئے

الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ

ایک تہائی ہے پھر اگر میت کے بھائی ہوں تو اُس کی ماں کے لئے

السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ

چھٹا حصہ ہے یہ تقسیم اُس وصیت کے ادا ہونے کے بعد ہوگی جو میت کر جائے

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ

اور ادائے قرض کے بعد بھی تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تم کو نہیں معلوم

اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ

کہ ان میں سے تمہارے لئے زیادہ نفع رساں کون ہے لہٰذا اللہ کی طرف سے میراث مقرر کی گئی

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَكُمْ

کیونکہ اللہ دانا اور حکیم ہے اور تمہارے

نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

بیبیوں کے ترکہ میں سے تمہارے لئے نصف ہے بشرطیکہ

لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

اُن کی کوئی اولاد نہ ہو اگر اُن کی اولاد ہو تو اُس ترکہ میں سے اُن کے

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ترکہ میں سے تمہارے لئے چہارم ہے یہ تقسیم بھی اُس وصیت کے ادا کے بعد ہوگی

يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ

جو بیبیاں کر جائیں اور ادائے قرض کے بھی بعد ہوگی اور تمہارے ترکہ میں سے

مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

بیبیوں کو چوتھائی ملیگی بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو اگر

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ اُن کو ملے گا

مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ

یہ تقسیم اُس وصیت کے اجرا کے بعد ہوگی جو تم کر جاؤ اور ادائے قرض کے بھی بعد ہوگی

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ

اور اگر کوئی مورث مرد یا عورت کلالہ ہو اور اُس کا

وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے

السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ

چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زائد ہوں تو ترکہ کی

شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى

تہائی میں سب شریک ہیں یہ تقسیم بھی اجرائے وصیت موصی اور ادائے قرض

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ

کے بعد ہوگی بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ کیا ہو یہ فرمانِ خدا

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○ تِلْكَ حُدُوْدُ

ہے اور اللہ جاننے والا با حلم ہے یہ اللہ کے قوانین

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

ہیں جو شخص اللہ کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کریگا اللہ اُس کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

اُن گھنے باغوں میں داخل کریگا جن کے اندر نہریں بہتی ہونگی وہ اُن میں ہمیشہ رہینگے

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ

اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ

اُسکے رسول کی نافرمانی کریگا اور اُسکی حدود سے بڑھ جائیگا اللہ اُسکو دوزخ میں

نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ ع

داخل کریگا جسکے اندر وہ ہمیشہ رہیگا اور اُسکو ذلت کی مار ہوگی

تفسیر

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔ یہاں سے میت کی میراث میں تمام مستحقوں کے حصوں کا بیان ہے چونکہ یہ سلسلہ بیان کسی قدر طویل اور پیچ در پیچ ہے اور بعض اہل میراث کا ذکر بھی نص میں نہیں ہے اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اولاً اُن تمام اہل میراث کے حقوق کا خلاصہ ذکر کردیں جنکا بیان اس آیت میں ہے

کوہ ہمالیہ جہاں سونے چاندی اور فولاد کی کانیں ہیں

وہاں ان کی قدرتی ست سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے اپنی جان [illegible]
[illegible] حاصل کرتے ہیں اور آیورویدک کے طریقہ سے صاف کر کے آپ تک پہنچاتے [illegible]
ایسی بے مثال اکسیر ہے جو ہر جسم میں بلا تکلف [illegible] ہے جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود [illegible]

طاقت و [illegible] کا بے تحاشہ اضافہ کرنے والی تمام اقسام کے جریانوں [illegible]

اصلی سلاجیت

Silajit Asli

حکیم ویدیا ڈاکٹر [illegible] متفق ہو کر اور تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں شدہ سلاجیت کے برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کرنے والی اور کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آنے لگتا ہے بدن سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے چند دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات جریان، کمزوری خواب میں احتلام ہونا، نطفہ پتلا پڑنا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، پیشاب کا بار بار آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی، ہر قسم کے درد، نقرس، کمر درد، دائمی کمزوری، سر کا درد، چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہونے کے لئے دور ہو جاتے ہیں، منی پتلی دھات کو طاقتور بنانے میں اکسیر ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے اور دل و دماغ اور جسم میں طاقت آ جاتی ہے اور بدن میں پھرتی اور چہرے پر رونق آ جاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن، گرد، پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے، ہر قسم کے ریاحی درد، پاؤں کمر پسلی کا درد، جسم کی ہر تکلیف کو دور کرتا کھانسی اور کف دمہ دق، دل بیٹھنا، پتلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری دور کرنے کی طاقت اور اثر اس سلاجیت میں موجود ہے ہر سال [illegible] ہماری دوا کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہیگا، اور بچوں کو بھی کھلاتا رہیگا، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ جائے گا۔ اور خوب موٹا تازہ اور تندرست اور عمر بھی زیادہ ہوگی۔ اس لئے ابتک جن لوگوں نے اس کو استعمال نہ کیا ہو، صرف پانچ تولہ منگا کر دیکھ لیں کہ واقعی اکسیر ہے

اسی تولے	چالیس تولے	بیس تولے	دس تولے	پانچ تولے
تیس روپے	ساڑھے پندرہ روپے	آٹھ روپے	سوا چار روپے	سوا دو روپے

محصول ڈاک ۵ تولہ سے آدھ سیر تک سات آنے

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himaliya Depo
Hardwar (Saharanpur)

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت میں کیم دیو بند [illegible] مولوی قاسم علی ازہری صدر انجمن طلباء مراد آباد [illegible] آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ [illegible] ہمالیہ ڈپو ہردوار کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ آپ کا صاف و شستہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہترین چیز ہے۔ جریان سوزاک قلۃ المنی اور قلۃ الریح قوت میں پانی آنا وغیرہ کے لئے بہترین چیز ہے

عبد الحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا


مولوی

تاریخ اسلام کامل مجلد

پانچ حصص تک اور پانچوں [illegible] مجلد [illegible] ۵۰۰ صفحات [illegible] سال کے حالات [illegible] رسالت [illegible] ۲ اسمیں حضرت ابوبکر [illegible] خلفائے [illegible] ۳ [illegible] اور [illegible] فتوحات [illegible] ۴ اسمیں خلفائے بنی عباس کا حال [illegible] ۵ اسلامی فتوحات [illegible] زوال [illegible] ۶ اس [illegible] کا حال [illegible] کامل مجلد پانچ روپے آٹھ آنے محصول [illegible]

صلاح الدین اعظم

[illegible] صلاح الدین اعظم کے حالات [illegible] تاریخ [illegible] عیسائیوں نے [illegible] اسلام [illegible] اور [illegible] اسلام [illegible] جنگ [illegible] کا پتہ چلتا ہے [illegible] سلطان [illegible] کے حالات [illegible] قیمت دو روپے محصول [illegible]

سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان [illegible] اور [illegible] کے لحاظ سے بہت [illegible] اور میلاد رسول سے لے کر وفات [illegible] تک کے حالات [illegible] درج ہیں [illegible] کتاب ہے عاشق رسول [illegible] نے ایسے [illegible] حالات [illegible] کئے ہیں [illegible] بصیرت افروز [illegible] تو آپ نے رسول مقبول کی [illegible] سوانح عمریاں پڑھی ہوں گی [illegible] کی حیات دینی ارخاص جوش پیدا کردے گا ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲

سیرت امام حسین

یہ سچا شہادت نامہ ہے یہ تاریخ اسلام کا [illegible] المناک ورق ہے حضرت امام کے [illegible] شہادت کی سچی [illegible] سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اسمیں ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے [illegible] شہادت ناموں میں غلو محبت امام میں غلطیاں نظر آتی ہیں یہ شہادت نامہ غلط روایات سے پاک ہے موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس ہر قدم پر پیراہن کے مرثیے [illegible] لگائے ہیں اور تقریباً ہزار ہا تبصیرانیں [illegible] ہیں مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول [illegible]

حضرت امیر معاویہ

بنی امیہ کے پرشکوہ خلیفہ [illegible] قرن اول [illegible] دو زبان میں آجتک حضرت معاویہ کے [illegible] اس قدر مفصل [illegible] شائع نہیں ہوئی [illegible] خلیفہ اسلام کے حالات [illegible] اور رسول کریم کے [illegible] ہیں [illegible] بھی ہیں اور اس کے عامل [illegible] چنی [illegible] خلافت [illegible] دنیا کے پانچوں حصے [illegible] غالب آگیا۔ ۴۴۴ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت ایک روپیہ، محصول ڈاک ۹

عمرو بن العاص

[illegible] صحابی رسول بنی امیہ کے پشت پناہ [illegible] فاتح مصر [illegible] عمرو بن العاص کی لائف [illegible] مصر کی پوری تاریخ [illegible] اسلام کا دور اول [illegible] حضرت عمرو بن العاص کی حیات اسلام [illegible] اسلام کی [illegible] شاندار [illegible] دو بار فتح کرنا آپکی اولوالعزمی کا [illegible] ہے [illegible] آپ سے زیادہ سیاست دان اور کوئی نہیں گذرا [illegible] سپہ سالار ثابت ہوئے [illegible] قیمت [illegible] ایک روپیہ محصول ۹

الفاروق الاعظم

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے مفصل حالات جو ملک کے اپنا ناز مورخ علامہ شبلی نے قلمبند فرمائے یہ کتاب جہاں ایک معتبر [illegible] ہے [illegible] اور تاریخی [illegible] کے لحاظ سے بھی [illegible] ہے اس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں آپکا نسب اور اسلام لانا اور رسول اللہ کی [illegible] جانثاری خلافت اور فتوحات کا ذکر ہے [illegible] دوسرے حصے [illegible] آپ کی ذاتی قابلیت حسن انتظام اور [illegible] حکومت کا قیام اور آپ کے [illegible] حالات ہیں ۴۴۲ صفحات قیمت بارہ آنے

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات جو کونسا عاشق رسول ہے جو [illegible] ہونا نہیں چاہتا [illegible] صحابی کی سوانح حیات ہے جس کے ناز رسول نے خود اٹھائے ہیں ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے [illegible] سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر [illegible] خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات اس کتاب [illegible] کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں قیمت چھ آنے محصول بھی چھ آنے

مابعد حسین

اردو زبان میں اپنی نوع کی پہلی کتاب جو صدہا کتابوں کے مطالعہ سے جمع ہوئی اور جو مولوی شریف احمد صاحب مراد کی انتہائی تلاش کا نتیجہ ہے ایسی کوئی کتاب آجتک شائع نہیں ہوئی حالات شہادت امام علیہ السلام کے سننے کے بعد جو کیفیت ایمان رسول کی ہوتی ہے اسکی ہزاروں رنج والی آنکھیں گواہ ہیں اور دل جو دہوئیں نکلتے ہیں۔ اسکی سوزش کم کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے کہ قاتلان حسین کا انجام پڑھ کر کلیجہ تو حسین کے رونیوالوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ مجلد قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

تاریخ سلاطین آل عثمان

سلطان عثمان خان اول نے بڑی بے کسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں کی مجاہدانہ برادری پھیلی [illegible] اور عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے کئے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت خیز تھا ایک طرف دنیا کے عیسائی دوسری طرف چند مجاہدین آخر فتح ترکوں کو نصیب ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ترکان احرار کے ہیں، قیمت [illegible]

امام ابو حنیفہ

حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں بہت ضروری ہیں اس کا نام سیرۃ النعمان بھی ہے یہ علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور فقہ [illegible] مسائل کے [illegible] کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے نکات علمی بیان کئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مابہ الامتیاز فن بھی ہے، ۷۰ صفحات قیمت رعایتی مجلد آٹھ آنے

بڑی سوانح غوث الاعظم

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات نہ ہے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے جیسا اس کتاب میں ہیں۔ حضرت شاہ مراد قادری سہروردی کی سب سے بہتر تالیف ہے اس کتاب میں آپکی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات حضور کی کرامات بہت مفصل اور پر معارف ہیں چار سو صفحات۔ قیمت مجلد سوا روپیہ محصول [illegible]

وعظ سعید

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ۱۰ وعظ ہیں جنمیں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا۔ تجر موری تہمت بدگمانی بخل طمع ظلم و غصہ غمازی زبان، زنا۔ لواطت وغیرہ ترہیب وار تفاصیل متعلق خوف دلانے والے وعظ ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات نماز روزہ اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کریں تو بہت مفید ہو صفحات ۲۰۰ صفحات عہ

مقالات جیلانی

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لیے جس قدر اہم ہے اور جس قدر قابل تقلید اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات وارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو۔ اس لیے حضرت غوث پاک کی یہ عظیم منگا کر ضرور پڑھیے فتوح الغیب کا اردو ترجمہ غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے سرمایہ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مجلّٰی اور مصفا کرنا چاہتا ہے یہ مقالات پڑھے قیمت آٹھ آنے

قرآن و حدیث کی دعائیں

دعا کو حدیث شریف میں عبادت کا مغز بتایا ہے یعنی عبادت کا مقصد دعا ہے جب دعا کرنے اور خدا کے حضور میں طلب کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہ ہو تو عبادت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا ہے وہ ہر دعا کرنے والے کی سنتا ہے اور قبول کرتا ہے لیکن اگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی دعائیں پوری نہیں ہوتیں تو کیا وہ دعا کے لیے قابل قبول نہیں اس کا جواب اس کتاب سے ملے اس کے مطالعہ کے بعد کسی کی دعا نامقبول ہوگی ہی نہیں۔ جو مانگنے کا طریقہ اس طرح بتاتی ہو ۱۲۰ صفحات قیمت صرف ۸ر

بارہ سورہ جدید

یہ سستا ایڈیشن ہے کہ جدید پریس نے چھاپا ہے اسمیں بارہ سورتیں ہیں سورہ یاسین فتح، الرحمن، الواقعہ، الملک، مزمل، نوح، جن، نصر، اخلاص، فلق، ناس یہ سب مترجم ہیں اور شجرہ عنبریں بھی ہے اور دعا گنج العرش، اسماء حسنیٰ، استغفار رسول اور درود تاج، نماز کی دعائے قنوت کے علاوہ تمام نفلی نمازیں اور ترکیب ہیں علاوہ ازیں تمام مجربات کی اردو، عربی دعائیں بھی ہیں جتنے مروجہ مجربات ہیں ان میں بہت ممتاز ہے یہ مختصر ہے قیمت مجلدہ ۵ر محصول

بارہ مجالس

یہ وعظ کی بے نظیر آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق حسن ملت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر ہے اسکی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی پڑھ لیتے ہیں، مجلد قیمت بارہ آنے

خاموش تبلیغ

یہ حضرت مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علماء ہند کی تالیف ہے اور ایک وعظ ہے جو قصہ کے پیرایہ میں انہوں نے قلمبند کیا ہے یہ ایک تبلیغی وعظ ہے اور اسمیں مسلمانوں کے انتشار اور فرقہ واری و نفاق کی مذمت اور اس کے حل بتلائے ہیں، قصہ کی وجہ سے اس کا پڑھنا بہت دلچسپ ہو گیا ہے پھر مولانا کی دلاویز تحریر نے اسمیں اور جان ڈالدی ہے بڑی مقبول کتاب ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت سے اہم مقالات بہت آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

قیمت آٹھ آنے محصول ۲ر

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت سی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کا طریقہ اور اولیائے عظام کی تبلیغ دعا کی حقیقت پھر قرآن شریف کی سات دن کی اولیائے کرام کی مجربہ دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے استخارہ مجربہ امداد یہ نظم مترجم، درود شریف منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بہت موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہے قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

صحیفہ قدسی

یہ تفسیر و اعمال آیتہ الکرسی ہے اس کا عامل خدا کے فضل سے کہیں اٹکا نہیں رہیگا۔ یہ اعمال کی کتابوں میں بڑی مجرب ہے اور اس کا عامل اسم اعظم کا بھی عامل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ اسم اعظم آیتہ الکرسی میں ہے، اسم اعظم کے خواص کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ اسم اعظم کا عامل خدا کے فضل سے ہر مشکل کو آسان کر لیتا ہے پھر پوری آیتہ الکرسی ام الاعمال وادراد ہے یہ سب باتیں کتاب پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔ قیمت صرف ۸ر محصول ۲ر

ملفوظات خواجہ

ابتدا میں ملک المشائخ سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات اور پھر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ کاکی خواجہ اجمیری کے تعلقات کا ذکر پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ جسمیں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں سمجھئے کہ خواجہ غریب نواز کے مقالات کا مجموعہ ہے اور اسمیں عجیب و غریب عارفانہ حقائق ہیں اور عبادات معاملات و تعلقات پر عجیب و غریب تبصرہ ہے کہ پڑھ کر روح وجد میں آجائے ۱۰۰ صفحات قیمت چھ آنے محصول بھی ۴ر

مقالات غزالی

افضل الاصفیا حضرت امام محمد غزالی کی تاریخ حیات مصنفہ علامہ شبلی نعمانی۔ امام غزالی ہی ہیں جنہوں نے فرقہ صوفیہ کو سند کر کے روحانی اصول و مسائل مقالات قلمبند فرمائے اور تصوف کو ایک کمال کے ساتھ عالم کو روشناس کرایا۔ اور بتلایا کہ روحانی تعلیم بھی ہر مسلمان کے لئے ایسی ہی ضروری ہے جیسے دیگر علوم کا حصول۔ نیز بتلایا کہ خلاف شریعت کوئی بات بھی روحانیت کو پامال کر دیتی ہے اس کتاب میں اسی وضع کی باتیں ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

مجموعہ اعمال قرآنی

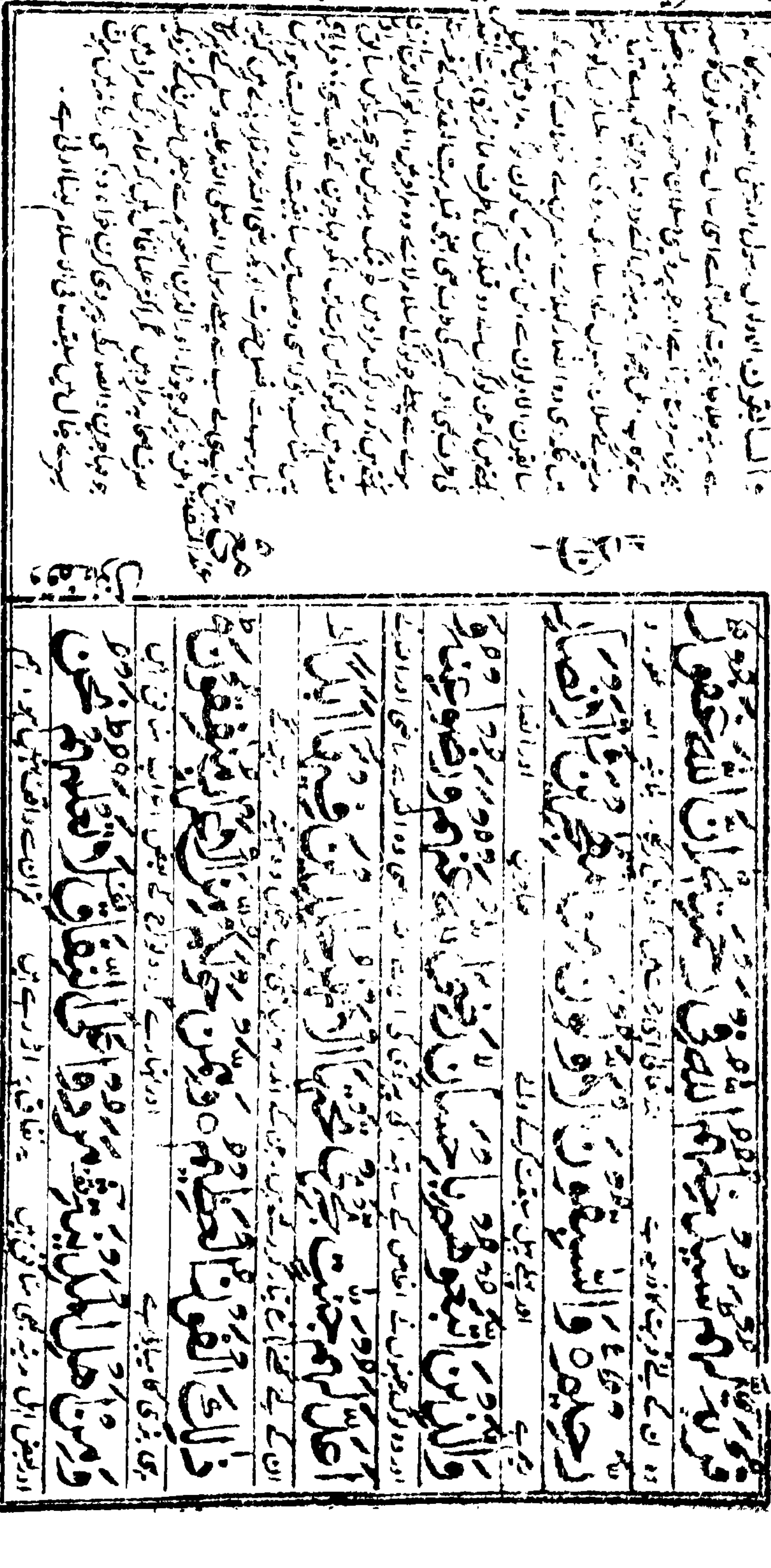
آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی از علامہ حضرت اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیادی و دینی ضروریات میں ایک بھی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی شفا ہے بلیات کی دفاع ہے، مقدمات کی جیت ہے کشایش رزق ہے سب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں۔ ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے، کاغذ اچھا ہے مجلد ہے۔ قیمت چھ آنے محصول ۴ر

فالنامہ ناصری مجرب

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کام کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنی کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرآۃ الانبیاء فالنامہ پیغمبران۔ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے جدید ایڈیشن میں علم قیافہ کا اضافہ ہوا ہے اور اسمیں ہر بات کے بہت ہی ٹھیک جواب ملتے ہیں بڑی مقبول کتاب ہے ہر سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۲ر

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والہ حیرت کا قرآن مجید

چھ سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ ہوجائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ



اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو ساٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہی میں جس میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے، کاغذ عمدہ ولایتی فیروزی ہے

مجھے بڑی ہی مسرت ہے

کہ آپکی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا بہتر تیار ہوا ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں اسکی تفسیر حضرت مولانا وحید جلالی نے لکھی ہے، یہ وہی مفسر ہیں جنکی تفسیر مولوی میں آپ ہر مہینے پڑھ رہے ہیں ترجمہ اس قدر عام فہم حنفی مسائل کیلئے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی۔

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمت کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ بھی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں گے جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں، خدا کی کارسازی ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ہے ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہوگئے یہ سب آپ معاونین کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور یہ قرآنی خدمت کہاں مجھے توقع ہے کہ آپ اس کو دیکھ کر آپ مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی معاونت اور قدر افزائی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں تک زیادہ سے زیادہ فی روپیہ ۲ نفع و اخراجات مخفف رکھتا تھا اس میں اتنی بھی کمی ہے تاکہ زیادہ اشاعت ہو ہدیہ مجلد چرمی آٹھ روپیہ محصول ڈاک کل ساڑھے تین روپے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

فرائض زوجین

اسلام نے ایک جامع [illegible] انسانی [illegible] کے شوہر کے حقوق [illegible] بیوی کے فرائض بیان ہوئے ہیں [illegible] اور ان کے فرائض میں [illegible] دونوں کے فرائض مفصل [illegible] اس پر عمل [illegible] تو ان کا گھر جنت بن جائے [illegible] بیان ہوئی ہیں کبھی اختلاف نہ ہو اور یہ خوشی اور خوش [illegible] نہ ہوگی بلکہ [illegible] کو جو کہ اسلامی [illegible] لڑکیوں کی بڑی مفید ہے قیمت ۸ آنے

محدرات رسول

[illegible] کے حالات پڑھ کر [illegible] کی ذات [illegible] صحابیات [illegible] اور اس دور میں [illegible] کا اپنی بڑائی ہے اس کی ابتداء [illegible] دولت پر [illegible] ہے لڑکیوں کی حالت ہو جاتی ہیں اس کتاب اور محترم [illegible] خوبیاں کو دیکھ کر پڑھتی اپنی کو دیا ہی بنانے پر راغب ہو جاتی ہیں قیمت بارہ آنے محصول ۲

استاد عربی

یہ [illegible] اور خود [illegible] عربی کی تحریک کی [illegible] بہترین کتاب تیار کیا ہے اگر آپ کو [illegible] آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں [illegible] اپنی مادری زبان کی طرح پڑھیں تو اس کتاب کو سرسری پڑھ لیجئے اور تھوڑا تھوڑا یاد کر لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ [illegible] آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں خاصی اچھی [illegible] واقف ہو جائیں گے قیمت بارہ آنے محصول ۲

استاد فارسی

[illegible] کی [illegible] چند روز میں فارسی سکھانے کو [illegible] فارسی وہ راج ہے جیسے پنجاب یونیورسٹی کے [illegible] فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے [illegible] حاصل حضرات نے سالہا سال کی [illegible] کے بعد فارسی زبان کے [illegible] الفاظ کو [illegible] الفاظ اردو معنی کے ساتھ [illegible] بعد [illegible] کی تعداد [illegible] ہر قسم کے کاروبار کے خطوط کے نمونے اور [illegible] تیمارداری اور [illegible] تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں قیمت بارہ آنے محصول ۲

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک [illegible] خاتون کی تحریر کردہ [illegible] کی بہترین [illegible] کس قدر جلد مقبول ہوئی [illegible] حیرت ہوگی دہلی کا دسترخوان [illegible] آسان کھانا پکانے کی کتاب [illegible] سے چھوٹی چھوٹی [illegible] ناسمجھ عورتیں اور مرد بھی [illegible] کم داموں میں اچھے کھانے کھا لیتے اور پکا لیتے ہیں یہی وہ کتاب ہے [illegible] میں مقبول ہے اور [illegible] خاصی اچھی [illegible] میں فروخت ہو رہی ہے اس میں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا [illegible] کھانا پکانے کا [illegible] طریقہ بھی بتلایا ہے قیمت ۸ محصول ۲

استاد زبان

[illegible] کی تصنیف جس [illegible] بہترین اور [illegible] انگریزی [illegible] آسان طریقے اور [illegible] سمجھ لیتے [illegible] بچوں کے [illegible] ابتدا [illegible] اور محض پڑھا [illegible] انگریزی [illegible] ایسے بہترین طریقہ سے تیار کیا ہے جو سال کی شاگردی کے بعد بھی طیار نہ کر سکے [illegible] کی کاٹ [illegible] طیاری کے [illegible] کیا ہے کہ ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آسکے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۴ آنے

استاد تحریر

[illegible] اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریروں میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں بہترین کتاب ہے اور [illegible] مقبول [illegible] کامیاب [illegible] متعلق [illegible] تمام بیماروں کو نایاب [illegible] اہل قلم کی تحریروں سے [illegible] ابتدائی باتوں [illegible] تمام ضروری ہدایتوں کو قلمبند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کرنے کے بعد آپ کی تحریر میں دوسرے [illegible] ہو جائیں گی جو مشاہیر میں ہوتی ہیں قیمت ۱۲ آنے

استاد تقریر

جادو بیانی ہی وہ ہنر ہے جس نے حکومتوں کو بدل دیا [illegible] کے رخ پھیر دیے ہیں ٹھنڈے مجمع کو شعلہ بار اور بکھرے ہوئے [illegible] کر ڈالا جادو بیانی کوئی بھوت نہیں ہے جو ملکے آپ کے الفاظ بھی یاد [illegible] سکتے ہیں اور ایک ایک حرف سامع کے دل میں [illegible] سکتا ہے کتاب جادو بیانی [illegible] اس کو پڑھ کر اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے [illegible] انداز تقریر کیا تھا [illegible] دن بے تکلف دوستوں میں [illegible] پھر مرد میدان بن کر باہر نکلئے کتاب واقعی [illegible] قیمت ۱۲ آنے

پانچ کتابیں نسوانی

یہ سلسلہ تعلیم نسوان کی پانچ کتابیں ہیں جن کے ۰۰۰ سے زائد صفحات ہیں یہ بچوں کی تعلیم کے لیے بہت مفید ہیں ابتدا میں بہت آسان مضامین ہیں اور آگے آگے مضامین بلند ہوتے گئے ہیں ان میں مذہبی اخلاقی تاریخی اور اصلاحی سب قسم کے نہایت موثر اور دل نشین مضامین ہیں یہ کتابیں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بہت ہی مناسب ہیں اگر آپ نے اپنی لڑکیوں کے لیے یہ کتابیں ابھی تک نہ منگائی ہو تو آپ ضرور منگا لیجئے پانچوں یکجا مجلد قیمت دس آنے محصول ۲

سب سے بڑا باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۰۰۰ صفحات میں جس میں [illegible] وضع کی روٹیاں میں وضع کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی [illegible] وضع کی ترکاریاں [illegible] وضع کے اچار [illegible] مربے چٹنیاں اور [illegible] وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسی [illegible] نمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ [illegible] کے کھانے ہر مذہب کے لحاظ سے قیمت مجلد کے بارہ آنے محصول ڈاک [illegible] اس وقت کسی [illegible] میں اتنی بڑی کھانا پکانے کی کتاب نہیں ہے

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس [illegible] کی بھلائی کے لیے ہر قسم کے صنعت و حرفت کا صحیح تجربہ کر کے درج کئے ہیں اس میں صابون کے ہر قسم [illegible] اچھے ہر قسم کے اچار مربے [illegible] نسخے دانتوں کا صاف کرنا اور [illegible] عرق [illegible] کا کام [illegible] پالش رنگ بنانا فوٹو گرافی [illegible] صاف کرنا اور سیاہی بنانا [illegible] جادو کے کام [illegible] اور [illegible] طریقے کی صنعتیں اس میں درج ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہو اور محنت کرے تو [illegible] بے روزگار نہیں رہ سکتا قیمت ڈیڑھ روپیہ

استاد مرغی خانہ

[illegible] مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش [illegible] کی کتاب ہے اس میں ۲۴۴ صفحات ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام پچھلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کتاب کا بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو [illegible] سے اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں اور جدید مخلوط [illegible] تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور موسم وار ترکیب پرورش ہے قیمت ۱۲ محصول ۲

قاعدہ یسرنا القرآن

اس نوایجاد قاعدہ کے ذریعہ چھ برس کا بچہ ۴ مہینے میں نہایت آسانی سے قرآن شریف پڑھ لیتا ہے اور بغیر ہجا کے رواں پڑھنے لگتا ہے اس قاعدہ کو پڑھنے سے بجائے طوطے کی طرح رٹ لینے کے بچہ میں آنکھوں سے دیکھ کر پڑھ لینے کی لیاقت آجاتی ہے اس لئے وہ قرآن شریف کے علاوہ ہر ایک عربی تحریر کو پڑھ سکتا ہے اور اس کو اردو کا پڑھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے اس قاعدہ کو پڑھ لینا گویا تمام قرآن شریف پڑھ لینا ہے ۴۲ صفحات قیمت ایک روپیہ کی آٹھ جلد یا ٹکا فی روپیہ کے پچاس

سلسلہ تعلیم الاسلام

۱ حصہ اول بچوں کی ذہنیت کے مطابق ابتدا میں عقاید اور پھر طہارت کا بیان

۲ حصہ دوم بچوں کی ذہنیت کے مطابق ذرا اونچے عقاید اور نماز کا پورا بیان

۳ حصہ سوم اول عقاید کا ذرا اور بلند بیان بعد پھر روزہ، اور حج کا بیان یہ سب بیان سوال جواب کے طریقے پر ہے

۴ حصہ چہارم، عقیدہ کی بحثیں اور اس کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بیان

یہ سب حصے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کے لکھے ہیں۔ سب کی مجلد قیمت آٹھ آنے محصول ۲

ملک نیو انگلش ٹیچر

انگریزی سیکھنے کی طلسمی کتاب پہلا سبق ریڈنگ کیرکٹر دوسرا سبق انگریزی گنتی (۳) الفاظ و معانی (۴) حروف و نمبر (۵) گرامر (۶) ضرورت کے مطابق الفاظ (۷) حروف جار (۸) حروف علت (۹) واحد جمع (۱۰) فقروں کے اجزا (۱۱) روزمرہ کے الفاظ (۱۲) زمانے (۱۳) نحو کے قاعدے (۱۴) فقرہ بنانا (۱۵) زمانوں کا استعمال (۱۶) افعال مجہول (۱۷) ضروری روزمرہ و الفاظ کے فقرے (۱۸) ضمیروں کا استعمال (۱۹) صفت کا بیان (۲۰) گردان (۲۱) محاورات (۲۲) صرف و نحو (۲۳) مشتبہ الفاظ اور سب ۲۶ سبق قیمت ۸

مجربات طبی

طب کے مخفی خزانوں کا انمول ذخیرہ یہ ایک ایسی کتاب ہے اور ہر طبیب کی مخفی بیاض ہے جسے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل تھا اور پنجاب یونیورسٹی سے اول درجہ کی ڈگری حاصل کی تھی ہے اس بیاض میں تمام انسانی امراض کی علامات اور تشخیص بیان کرنے کے بعد علاج کے لئے ایسے سریع الاثر اور مجرب نسخے درج ہیں جو کہ عام طب کی کتابوں میں سینکڑوں روپے خرچ کرنے پر بھی نہیں مل سکتے علاج کے لئے جو نسخے درج ہیں وہ بلا دقت دستیاب ہو سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد دو روپے محصول ۳

شرح کریما

حضرت شیخ الاعظم شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی مشہور و معروف کتاب کریما کی شرح مع ترجمہ ہے اس کتاب میں بڑے بڑے معارف ہیں اور بتلایا ہے کہ کریما کا ہر شعر حدیث رسول سے ماخوذ ہے۔ ہر شعر کی تشریح کے ساتھ اس کی وجہ نظم ہے اور اس سلسلہ کی صدہا حکایات بھی درج ہیں۔ یہ بچوں اور بڑوں دونوں کے لئے مفید ہے اور اب تو اکثر اسلامی مکاتب میں داخل نصاب ہو گئی ہے ۸۰ صفحات قیمت ایک جلد پانچ آنے ۵ جلد ایک روپیہ محصول ڈاک بذمہ خریدار

قاعدہ اسہل القرآن

مولوی کا شایع کردہ قاعدہ جس سے عربی اور اردو دونوں کی مہارت ہو جاتی ہے اس کا انداز بہت ہی نرالا ہے ابتدا میں مصنف کی تقاریر ہیں جن سے حروف تہجی شروع ہوئے ہیں اس کے بعد عربی اور اردو کے مرکبات و مفردات ہیں پھر عربی اور اردو کے دو حرفی سہ حرفی الفاظ اور ان کے اردو معنی الفاظ میں اس کا لحاظ کیا گیا ہے کہ وہ سب روزمرہ کی ضروریات کے ہوں اس طرح عربی پڑھنے اور عربی کے الفاظ اور معنی معلوم ہونے سے عربی زبان کی اچھی واقفیت ہو جاتی ہے ایک جلد ۳ پانچ جلد ۱۲

مبلغ اسلام دو عورتیں

۱ خالدہ خانم۔ ایک مشنری عورت نے کیا کیا اور بھرے اجلاس میں صدہا گیانی پنڈتوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ یہ فرضی قصہ نہیں ہے بلکہ سچا واقعہ ہے جس کے پڑھنے سے اسلام کی بڑی بڑی خوبیاں ذہن نشین ہوتی ہے قیمت دس آنے

۲۔ ایک ہندو خاندان کا افسانہ جو بڑا دلچسپ اور اسلامی معلومات اور ہندو مذہب کے متعلق ہے اس کا نام **ساوتری** ہے اس میں ہندو مذہب و اسلام کا موازنہ بہت مفید اور عبرت خیز ہے۔ قیمت چھ آنے دونوں ساتھ منگائیں تو ۱۲ محصول ۲

مساوات المسلمین

اسلام میں ذاتوں کی اونچ نیچ نہیں۔ اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ نسلی امتیاز کا صرف اسلام نے ہی قلع قمع کیا ہے اور جو لوگ مشہور لوگوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ وہ نعوذ باللہ انبیا سابقین کی توہین کرتے ہیں کیونکہ بڑے تمام کام انبیا علیہم السلام کے ذریعہ ہی انسان کو بنایا گیا ہے۔ یہ اس کتاب سے معلوم ہو گا جو زیادہ محنت سے کرتے ہیں وہ ہی زیادہ افضل ہیں۔ اور جن لوگوں نے مزدوروں کی کمائی پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے وہی سب بدتر ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول ۲

پانچ مقدس لائف

۱۔ سراج انبیا۔ یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان ۴۶ صفحے

۲۔ صدیق الرسول۔ رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ موثر ۴

۳ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق

۴ جامع القرآن، سیدنا حضرت عثمان کے مفصل حالات نہایت آسان زبان میں

۵۔ سراج زہرا۔ حضرت علی اور حضرت خاتون جنت کے حالات اور ان کے خوشگوار تعلقات سب کے ۲۰۰ صفحات مجلد کتاب قیمت دس آنے

نماز کی پانچ کتابیں

۱۔ نماز کی حقیقت۔ اس میں نماز کا عجیب و غریب فلسفہ بتایا گیا ہے بڑی عجیب کتاب ۲

۲۔ ترغیب نماز اس میں نماز پڑھنے کا اجر اور نہ پڑھنے کی سزاؤں کا ذکر ہے موثر انداز ۳

۳۔ نمازوں کا بیان۔ اس میں نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب اور اس کا پورا بیان ہے ۴

۴۔ نماز اور مسائل جمعہ۔ اس میں نماز جمعہ کے متعلق بہت کچھ اور مفصل معلومات ہیں ۴

۵۔ نماز کے عملی فائدے۔ اس میں نمازوں کے فوائد اور ان کے اثرات کا تذکرہ ہے ۶

سب کتابیں ساتھ۔ قیمت ایک روپیہ

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر پریشان رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی ساتھ رکھئے عجیب و غریب اور فن تعبیر خواب میں نایاب ہے اس میں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات، پیٹ کی خرابی، تو ہمات غرضکہ خواب کے متعلق صدہا ضروری اور مفید مضامین ہیں۔ قیمت سوا روپیہ محصول ۲

مرنے کے بعد

یہ ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں جس کے مضامین یہ ہیں۔ فلسفہ دوزخ فلسفہ روح تناسخ حقیقت موت عیادت، سکرات موت تلقین جسم کو روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین اور ان کا مقر میں بد اعمالوں کی روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین علم برزخ عذاب و ثواب تجہیز و تکفین نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر وہ حصہ ہے جو اولیائے وفات کے بعد حالات بتلائے۔ قیمت بارہ آنے

خوبان جہاں

تاریخ عالم کے صد ہا خواتین [illegible] دنیا میں بلوت کا [illegible] صفت حسب [illegible] شک کہ [illegible] عالم آشوب ہو اس کے علاوہ [illegible] مختلف ہیں [illegible] کوئی ملک ہے [illegible] اپنے فن میں [illegible] فائق ہستہ اور حسن تو اپنی [illegible] ایک ایک [illegible] کتاب بہت ہی دلچسپ ہے اور اس کے ساتھ [illegible] تاریخی معلومات [illegible] ۲۳۲ صفحات قیمت سوا روپیہ محصول [illegible]

شاہ مغلیہ کی بیویاں

[illegible] سلام [illegible] کی بیگمات کے حالات [illegible] وقت کی [illegible] کے حالات [illegible] اور [illegible] ہوں یہ کتاب [illegible] علاوہ [illegible] حالات [illegible] حسن وعشق کی [illegible] ہیں اور یہ حالات بہت ہی دلاویز ہیں ۲۰۰ صفحات [illegible] رنگینی عبارت اور تحقیق وجستجو کے [illegible] کتاب [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] ایک روپیہ

شب عروسی باتصویر

[illegible] عورت کی فطرت کو [illegible] صحیح لطف زندگی حاصل [illegible] سب مردوں [illegible] باتیں معلوم ہو جائیں گی اور آپ کو حاصل زندگی میں [illegible] علم الازدواج میں یہ سب سے بہتر [illegible] بہت سی انگریزی کتابوں سے ماخوذ ہے اور مغرب کی تمام [illegible] صنفی تحقیقات کا عطر [illegible] مکمل [illegible] قیمت ایک روپیہ

لذت شباب باتصویر

شباب جادو [illegible] لذت شباب [illegible] کس نسائیت کا مرادالعرکیم جس سے آپ کو معلوم [illegible] طرح قائم کہہ سکتے ہیں عورت کے [illegible] کیا ہیں [illegible] ملک ہے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہئے [illegible] کس طرح وقف [illegible] ہوتا ہے شباب کی [illegible] ہوئی [illegible] کس طرح [illegible] ہے عورت سے عورت اور مرد [illegible] مرد اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب [illegible] سامان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے صد ہا مجربات ہیں، قیمت ایک روپیہ

حسین بیگمات اودھ

دہلی کے بعد ہی شاہان اودھ [illegible] آلہ اور صرف بعض حالات میں تو [illegible] اودھ و [illegible] شاہان اودھ میں ایک [illegible] تھی کہ وہ اپنے رعایا کو [illegible] اس کتاب میں انہی خواتین کے حالات ہیں جو اپنی باکمالی کی وجہ سے شاہان [illegible] میں داخل ہوئیں اور [illegible] نے ان کے کمالات کی خوب داد دی انہیں [illegible] سب ایسی ہیں [illegible] بہت غیر معروف نہیں لیکن [illegible] سرفراز ہوئیں قیمت [illegible] محصول [illegible]

الیلی لکھنؤ کا بھید

[illegible] کی روداد [illegible] راتوں [illegible] جوانی [illegible] بالکل [illegible] حسن [illegible] کسب [illegible] حالات [illegible] بلکہ [illegible] کلام [illegible] صنفی کتاب نہیں اس کتاب [illegible] ہے کہ حسین عورتوں [illegible] زبان سے انکی دلی [illegible] کا اظہار ہے اور عورتوں کے انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ نمایاں ہے قیمت ۸ [illegible]

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں [illegible] زیادہ اہتمام سے [illegible] لذت کے سرچشمہ عورت [illegible] انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ نقش [illegible] آدمی کے ذہن میں عورت سے متعلق [illegible] اس [illegible] لذت [illegible] ہے اور اسی طرح مردی [illegible] تا کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے اور [illegible] گئے ہیں اور اسکے علاج کے سا [illegible] وسل جریان ہوتی ہیں وہ ہزاروں [illegible] زیادہ مقوی و ملذ ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ

دوشیزہ کی ڈائری

عورت سے کمال لطف حاصل کرنے کیلئے یہ کتاب [illegible] ہے اسمیں صد ہا مغربی کتابوں کا ماخذ درج ہے جسمیں مغرب کی متعدد دوشیزہ خواتین کے جذبات جو انکی ڈائریوں سے حاصل کئے گئے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ فطرت نے کیا کیا جذبات صنف نازک میں بھر دیے ہیں اور مرد ان سے کیونکر لطف اندوز ہوسکتا ہے اگر عورت کے جذبات کی سطافت صحیح طور پہ جانے تو عورت واقعی مرد کی سچی پرستار بن جاتی ہے [illegible] ہر صفحہ کی بالتصویر کتاب ہے شادی [illegible] اپنے دوستوں

دل کی رانی

گلشن عالم کا سب سے خوبصورت پھول عورت ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عورت کے بغیر زندگی بیکار ہے لیکن عورت کا سمجھنا ہی بہت ہی مشکل ہے دل کی رانی وہ کتاب ہے جسمیں عورت کے متعلق سب بڑی معلومات ہے اسمیں دنیا بھر کے ہر خطہ کی عورت کے حالات وخصوصیات ہیں اور ان سے اکتساب لذت کے تمام وہ طریقے بتائے گئے ہیں جو دنیا کے مختلف طبقات میں رائج ہیں۔ اور ان کی ہیئت کذائی سے جو قیاسات ماہرین دنیا نے مرتب کئے ہیں وہ بھی پیش کیا ہے۔ ۲۴۰ صفحات قیمت ۱۲

شبستان طرب

[illegible] عروسی [illegible] کی [illegible] راتوں کا دلچسپ تذکرہ ہے، جہاں تک قصہ کی دلچسپی کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے کہ شادی کی ابتدائی راتوں کا ولولہ [illegible] ہے لیکن صرف اکتساب لذت ہی نہیں ہے بلکہ [illegible] قیمتی ہدایتوں کا مجموعہ اسمیں لذت [illegible] کے طریقوں کے ساتھ [illegible] مرد اور عورت کی قوت برقرار رکھنے اور [illegible] کی پیدائش پرورش کے طریقے ہیں اس انداز سے بیان ہوئے ہیں کہ پڑھنے کی لذت [illegible] کم نہیں ہوتی قیمت آٹھ آنے محصول [illegible]

بہار شباب باتصویر

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو [illegible] رہا ہے وہ جذبات کی سچائی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل [illegible] اس پروگرام نے ماتحت [illegible] جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر یہ چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف [illegible] اور اس کو دوام کرنے کے لئے [illegible] مجرب [illegible] نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزار ہا باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے قیمت صرف ایک روپیہ

برتھ کنٹرول

[illegible] اولاد اور دشواریوں کے ساتھ عورت کی صحت اور جوانی پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے یہ کتاب بہت سی مجرب ہدایتیں ساتھ لائے گی اور نوے فیصدی آپ اولاد روکنے میں کامیاب ہو جائیں گے، نیز اسی فیصدی آپ اپنی بیوی کی جوانی کی حفاظت کرسکیں گے، [illegible] خط کتاب [illegible] امریکن کتاب سے ماخوذ ہے اور ان عورتوں کی مجرب ہے جنہوں نے دو سے زیادہ اولاد پیدا ہی نہیں کی اور جنہوں نے اپنی حسن کی حفاظت کرکے صد ہا مردوں کو دھوکا دیا قیمت صرف ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاڑے کی تاریخ تک بھی اگر آپ کو اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ بذریعہ خط طلب فرمالیں

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ درج ہوتا ہے آپ کا پتہ چھپا ہوا ہوتا ہے نوٹ نہیں ہے تو اب لکھیئے اس کے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایت خصوصاً تبدیل پتہ کی تعمیل ممکن نہیں

جلد ۲۷ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | نمبر ۶

شذرات

فلسطین کی ابتدا و انتہا

فلسطین پر جبارض اشیا اور ضبط دی ہے اور جس کے بابرکت ہونے پر قرآن حکیم ناطق ہے وہ یورپی استعمار کی بدولت جہنم زار بنا ہوا ہے ہم حیران ہیں کہ کن الفاظ میں ارض مقدس کے مظالم کا خاکہ پیش کریں اور کن جذبات کے ساتھ ان پر ماتم کریں اب تو وہاں کی ستم رانیاں اس حد کو پہنچ چکی ہیں کہ ایک غیر جانبدار مورخ بھی صحیح واقعات کا احاطہ نہیں کر سکتا ایک بم باری ہو تو ماتم کریں عربوں کی جلا وطنی ہو تو برداشت کریں علماء کے وقار کو خاک میں ملتے ہوئے اور شرعی اوقاف پر حکومت کا تسلط دیکھتے ہوئے چشم دریا بار پر قابو حاصل کریں مگر یہاں تو عربوں کو گولیوں سے اڑایا جا رہا ہے ان کو پھانسی کے تختوں پر لٹکایا جا رہا ہے۔ مکانوں کو ڈائنامیٹ سے اڑایا جا رہا ہے۔ بچوں کو یتیم عورتوں کو بیوہ اور بوڑھوں کو بے یار و مددگار بنایا جا رہا ہے عربوں کی زمینیں چھین کر یہودیوں کو دی جا رہی ہیں ایک بہادر اور غیور قوم پر اس قوم کو مسلط کیا جا رہا ہے جو خدا کی مغضوب ہے مخلوق کی مقہور ہے اور پوری دنیا کے لئے ایک لعنت ہے کس قدر حیرت ہے کہ جرمنی اس قوم سے اپنی سرزمین پاک کر رہا ہے اور اس قوم کو ایک ایسی زمین میں لا کر آباد کیا جا رہا ہے جو ہمیشہ سے پاک رہی ہے اور پاکوں نے اس کی خدمت کو ہمیشہ اپنی سعادت سمجھا ہے

یہ مانا کہ حکومت اپنے سیاسی اور معاشی مصالح کی خاطر دنیا کی اس تاریخی قوم کو تباہ کر رہی ہے لیکن انجام کے لحاظ سے یہ بھی تو بتا دیا جائے کہ آخر اس دار و گیر کا انجام کیا ہوگا۔ ہم یہ کبھی نہ مانیں گے کہ عرب غلامی پر قانع ہو کر یہودیوں کی لعنت کو برداشت کر لیں اور یہ بھی تسلیم نہ کریں گے کہ اگر وہ آسانی سے اس سرزمین سے دستبردار ہو جائیں گے پھر آخر ہوگا کیا؟ عرب کس طرح زندہ رہیں گے؟ ان کے مطالبات کا کیا حشر ہوگا؟ اور بالآخر برطانیہ کو کب ہوش آئے گا! اس کا جواب ہمارے بس کا نہیں ہے۔ اس کا جواب زمانہ دیگا۔ مسلمانوں کی قوت دیگی۔ خدائے قہار و جبار کی شان انتقام دیگی اور ان یتیموں کے آنسو اور ان بیواؤں کی آہیں اس کا جواب دیں گی جن کے پیارے باپ اور پیارے خاوند کسی جرم کے بغیر موت سے ہم آغوش کر دیئے گئے۔

سرزمین پاک کا خونبہا

فلسطین کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ ۲۲ جولائی کو صرف ایک دن میں ۱۴ افراد گولیوں سے ہلاک اور کئی درجن زخمی ہو گئے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں وزیر نو آبادیات نے اعلان کیا کہ گذشتہ دو ہفتہ میں ۷۷ اشخاص ہلاک ہوئے اور ۲۴۴ مجروح اسی عرصہ میں ۳۳ بم پھینکے گئے اور ۵۲ کمین گاہوں سے فیر کئے گئے۔

اس قسم کی اطلاعات سے [illegible] اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فلسطین آج کس طرح قتل گاہ بنا ہوا ہے اور وہاں انسانوں کو کس طرح ذبح کیا جا رہا ہے سوال یہ ہے کہ خونریزی کا یہ دور دورہ کبھی ختم ہوگا یا نہیں؟ جواب صاف ہے کہ یہ سلسلہ آج ختم ہو سکتا ہے بشرطیکہ برطانیہ ظالموں کی حمایت ترک کر دے اور اصل باشندوں کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرے مگر برطانیہ کی تاریخ اس معاملہ میں نہایت مایوس کن ہے اس کی نظر میں انسانوں کی قیمت نہیں بلکہ زمین کی قیمت ہے اس کی بلا سے اگر ایک ہزار انسانوں کا روزانہ خون ہوتا رہے۔ [illegible] عورتیں بیوہ ہو جائیں اور امن و سلامتی یکسر مفقود ہو جائے اسے تو صرف بندرگاہوں کی ضرورت ہے اور اس تصادم کی ضرورت ہے تیل کے چشموں کی ضرورت ہے جو اس کی شہنشاہیت کے قیام کا باعث ہو مگر ظاہر ہے کہ یہ چیزیں دائمی نہیں ان کا ایک نہ ایک روز خاتمہ ہوگا اور ضرور ہوگا یہ دوسری بات ہے کہ یا تو قدرت ایسے سامان پیدا کر دے اور حکومت کو یہاں سے علیحدہ ہونا پڑے یا پھر خود حکومت کو ہوش آ جائے اور حق و انصاف کے مقتضیات کے سامنے سر جھکا دے۔ پہلی صورت اس کی تاریخ کو سیاہ کر دینے والی اور دوسری صورت میں مظلوموں کی دعائیں اس کے شامل حال ہوں گی۔

ترکی اور برطانیہ کا معاہدہ

حال میں ترکی اور برطانیہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے اور لندن میں اس پر دستخط ہوئے ہیں معاہدہ کا مفاد یہ ہے کہ ترکی حکومت اپنی جنگی قوت میں اضافہ کے لئے برطانیہ سے قرضہ لیگی اور سامان جنگ برطانوی کارخانوں سے خریدے گی۔ اسی کے ساتھ دو اور معاہدے بھی ہوئے ہیں جن کو تشریحی نوٹ کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔

بابا ستبہ ترکی اور برطانیہ میں ... دوستی ہوگئی ہے اور روز بروز اس کا ثبوت بھی بہم پہنچتا رہا ہے ... ترکوں نے اس معاملہ میں کبھی اقدام نہ ... اس روش کے نتائج پر عوض کریں ملے اور ... ترکوں کو اپنا دوست نہیں بنایا بلکہ ترکوں کی طاقت ... جنگی قوت موجود نہ ہوتی اور ... معاملہ ... سے نہ ہوتا فرانس کی دشمنوں سے ... ترکوں کی ... انھوں نے طاقت حاصل کر کے بڑی بڑی طاقتوں کو مجبور کر دیا ہے کہ ترکی حکومت کی مرکزی حیثیت کو تسلیم کریں۔

ہمارے خیال میں اس معاہدہ دوستی کے بعد بات سے زیادہ فائدہ برطانیہ ہی کو حاصل ہوگا بمسلمان بحیثیت مجموعی نقصان ہی میں رہیں گے یہ نقصان کیا کم ہوگا کہ دنیا کے مسلمانوں پر خصوصاً عرب بلاد پر مظالم ہونگے اور ترکی حکومت دوستی کے پیش نظر لفظی مداخلت کا بھی ارتکاب نہ کر سکیگی۔ خدا کرے کہ ترکوں کو یہ دوستی نتائج کے اعتبار سے سود مند ثابت ہو اور انہیں نے ذرا خلافت کو پارہ پارہ اور عالم اسلام سے معنوی رشتہ منقطع کر کے جو نقصان اٹھایا ہے اس کی تلافی اس صورت میں ہو جائے مگر مسلمان یاد رکھیں کہ اپنے بیگانے ہوتے ہیں غیر خواہ کتنی ہی قربت حاصل کرلے اعتماد کے قابل ہرگز نہیں ہوتا۔

پنجاب کے مسودہ ہائے بل

پنجاب اسمبلی میں تین اہم بل پیش ہوئے ہیں (۱) مارکیٹنگ بل (۲) ساہوکارہ بل (۳) اراضی مرہونہ کی واگزاری کا بل۔ ساہوکارہ بل منظور ہو چکا ہے اور آراضی مرہونہ کا بل قارئین کرام کی خدمت میں رسالہ پہنچنے تک اپنا آخری مرحلہ طے کر لیگا کیونکہ ابھی اس کے متعلق بہت سی ترمیمیں پیش کی جانے والی ہیں۔

اگرچہ حکومت پنجاب دستوری اعتبار سے کوئی خاص معقولیت نہیں رکھتی مگر اس نے ان بلوں کو پیش کر کے یقیناً ایسا کام کیا ہے جو بلا بار بر دیہی اور مفاد عامہ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ اسمبلی کی ہندو پارٹی نے اس کے خلاف شور کیوں بلند کیا اور ان کو مفاد عامہ کے خلاف کیوں بتایا۔ مدراس میں ایک بل اسی قبیل کا پیش ہوتا ہے مگر وہاں کسی ہندو کو مخالفت کی جرأت نہیں ہوتی وجہ صرف یہ کہ صوبہ مدراس میں ہندوؤں کو غالب اکثریت حاصل ہے اور جس سے انہی کو زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی امید ہے پنجاب کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور بلوں کی منظوری سے ان لوگوں کو کچھ زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہے جو اپنی معمولی اکثریت رکھتے ہیں! اگر وجہ یہی ہے تو ہمیں ہندوستان کی اکثریت والی قوم کی ذہنیت کا ماتم کرنا چاہئے کہ وہ انتہا درجہ کی تنگ نظر بزدل اور بے حس واقع ہوئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی اقلیتوں کا اعتماد کبھی حاصل نہیں کیا ہے۔

ہمیں سر سکندر حیات خاں کی حکومت سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہے مگر ان کی حکومت نے جو چند مفید کام انجام دیئے ہیں ان کی تحسین نہ کرنا بھی اخلاق کا کچھ اچھا مظاہرہ نہیں ہے ہم اصولی رنگ میں کانگریس کے ہمنوا ہیں اور ہر معاملہ میں اس کی تائید کرتے رہے ہیں لیکن اگر آج وہ کسی غلطی کا ارتکاب کرتی ہے تو ہمارے اندر اتنی اخلاقی جرأت ضرور ہے کہ اس کو اس کی غلطی پر متنبہ کر دیں اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔ یہی حال دیگر صوبجاتی حکومتوں کا ہے کہ اگر ان کی طرف سے کوئی مفید اقدام ہو جاتا ہے تو ہم اس کی تائید کرنا اپنا انسانی وطنی اور اخلاقی فرض سمجھتے ہیں اور ان لوگوں پر ملامت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے جو مخلصانہ اپنے اغراض کی خاطر کسی مفید سے مفید چیز کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

وارد ھا اسکیم

ڈاکٹر سید ذاکر حسین صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی نگرانی میں وارد ھا کی جو تعلیمی اسکیم بنائی گئی ہے اس پر موافق اور مخالف آراء کا اظہار ہو چکا ہے اس اسکیم پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس میں مذہبی تعلیم کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی اور جبری تعلیم کی حالت میں نوخیز بچوں کو مذہب بیگانہ رکھا گیا ہے اس کے جواب میں خود ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو بیان شملہ میں دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس اسکیم میں مذہبی تعلیم کی مخالفت نہیں کی گئی ہے بلکہ والدین اپنے طور پر مذہبی تعلیم کا علیحدہ انتظام کر سکتے ہیں۔

یہ جواب گو صداقت پر مبنی ہے مگر اطمینان بخش اور مسکت نہیں ہے مذہبی تعلیم کی مخالفت نہ کرنا ایک سلبی پہلو ہے جو قابل التفات نہیں اس کا ایجابی پہلو یہ تھا کہ اسکیم میں مذہبی تعلیم کو بھی داخل کیا جاتا جو افسوس ہے کہ نہیں کیا گیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وارد ھا اسکیم تعلیم کا ایک بنیادی خاکہ پیش کرتی ہے نہ کہ کل تعلیم کا۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے مگر سوال یہ ہے کہ بنیادی تعلیم سے مذہبی تعلیم کو علیحدہ رکھ کر یہ کس طرح فرض کر لیا گیا کہ ہندوستان کے مذہبی طبقے اس سے مطمئن ہو جائینگے انگریزی حکومت نے بھی تو مرتوں اور اسٹیٹ کے تخیل پر یہی طرز عمل اختیار کیا تھا جس کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ اگر قومی حکومتیں بھی اسی روش کو پسند کرتی ہیں اور صرف جسمانی اور ذہنی اعتبار سے ہی تعلیم کو مفید قرار دیتی ہیں تو مشرقی و مغربی رجحان میں کوئی فرق و امتیاز پیدا نہیں ہوتا اور مذہب کی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

گاندھی جی کا جواب

یہ تو تھا وارد ھا اسکیم پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا خلاصہ اب ذرا گاندھی جی کی بھی سنئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ گاندھی جی نے اس سوال کے جواب میں کہ وارد ھا اسکیم سے مذہبی تعلیم کو کیوں علیحدہ کیا گیا وہ بیان شائع کئے ہیں جن میں فرماتے ہیں:-

(۱) آجکل مذہبی تعلیم جس عنوان اور طرز سے دی جاتی ہے اس سے نفرت پھیلتی ہے۔ اس لئے وارد ھا اسکیم سے مذہبی تعلیم کو جدا رکھا گیا۔

(۲) بچوں کو کتاب کے ذریعہ نہیں بلکہ زبانی یا تعلیم دی جانے کہ تمام

مذاہب کی بنیاد ایک ہے اور ہر مذہب والے کو دوسرے مذہب والے کا احترام کرنا چاہیئے۔

(۳) بچوں کو یہ ہرگز نہ سکھایا جائے کہ ان کے مذہب کو دوسرے مذاہب پر برتری اور فوقیت حاصل ہے یا صرف ان ہی کا مذہب سچا ہے اور باقی مذاہب باطل ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہم گاندھی جی کی اس منطق کو کم از کم اپنے لئے ناقابل فہم سمجھتے ہیں اگر وہ ان دلائل سے صرف ہندوؤں کو سمجھاتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ خدا کا انکار کر کے بھی ایک شخص ہندو رہ سکتا ہے لیکن ایک مسلمان جس کو اس کے مذہب نے انصاف و محبت کی تعلیم کے ساتھ یہ بھی تعلیم دی ہے کہ صرف اسلام ہی حق ہے اس کا بتایا ہوا راستہ صراط مستقیم ہے اور اسی کی تعلیم دین اور دنیا کی کامیابی کی ضامن ہے تو وہ اس عقیدہ کو حق سمجھتا ہوا کس طرح مان لے کہ اسلام کو دیگر مذاہب پر سبقت حاصل نہیں ہے! بلاشبہ مذاہب کی بنیاد سچائی پر ہے مگر کیا وہی سچائی وہ سچائی جو ایک بت پرست کو بتوں کی پوجا میں نظر آتی ہے یا وہ جو ایک موحد کو خدا پرستی اور توحید میں دکھائی دیتی ہے! سچائی ایک ہے اس میں تعدد نہیں ہے اب یا تو بت پرست سچے ہوں گے یا خدا پرست، موحد بیک وقت دونوں کا سچا ہونا محال ہے اگر گاندھی جی کو معلوم ہوتا کہ اس جھوٹی "رواداری" سے ایک ہندو تو ہندو رہ سکتا ہے کیونکہ ہندو بننے اور رہنے کے لئے خدا کا ماننا ضروری نہیں ہے مگر ایک مسلمان اس رواداری کا کسی حالت میں بھی قائل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ روشنی کو روشنی اور تاریکی کو تاریکی سمجھنے پر مجبور ہے۔

ناقابل عمل

گاندھی جی کا یہ خیال بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ بچوں کو استادوں کے چال چلن کے ذریعہ یہ بات ذہن نشین کی جائے کہ تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہے اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ جو صداقت زبانی طور پر تلقین کی جائے اسے کتابوں میں محفوظ کرنا چاہیئے۔ اگر استادوں کے اسوۂ حسنہ کو ہی بچوں کی مذہبی تعلیم کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ ایسے عابد شب بیدار اور فرشتہ صفت استاد دستیاب کہاں سے ہوں گے اور ہزاروں کی تعداد میں ان کا مہیا ہونا کیسے ممکن ہو سکے گا! موجودہ زمانہ جو مغرب پرستی، لقالی اور الحاد و دہریت کا زمانہ ہے اس میں اگر ایسے استاد میسر آ جائیں جو اپنی رنگینی کی کالونس کو بچوں کے دماغ میں اتارنے سے باز آ جائیں اور مغربی زہر سے ان کو بچائے رکھیں تو یہی غنیمت ہے کسی ایسے استادوں کا مہیا ہونا جو خود بھی فرشتہ سیرت ہوں اور اپنی عملی زندگی کے ذریعہ بچوں کی دماغی تربیت بھی فرمائیں محال نہیں تو ناممکن ضرور ہے گاندھی جی کو یہ ضرور سمجھنا چاہیئے تھی کہ نہ مذہبی تعلیم کے بارے میں یہ ناز کیا لیا کام نہیں آ سکتیں کیونکہ ان کی مجوزہ شرائط کا پورا کرنا آسان نہیں ہے اور بچوں کی ذہنی تربیت جو مذہبی بنیادوں پر قائم ہو آسان اور سہل ہے اور یہ کوئی دانائی کی بات نہیں ہے کہ سہل چیز کے حصول کے لئے ناممکن ذرائع کا تصور کیا جائے اس سے بہتر یہ تھا کہ وہ وارد ہا اسکیم سے مذہبی تعلیم نے اخراج پر صرف یہی دلیل پیش فرماتے کہ صوبجاتی حکومتوں کو فی الحال مذہبی تعلیم کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

دہلی بھیت میں فساد

پیلی بھیت میں افسوس ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان فساد ہو گیا جس میں بہت سے افراد مجروح ہو گئے۔ ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہندوستان فرشتوں کی سرزمین نہیں ہے بلکہ انسانوں کا مسکن ہے جو خیالات و افکار میں، مذہب و مشرب میں، آئین و دستور اور رسوم و رواج میں مختلف تفاوت رکھتے ہیں اس لئے ۳۸ کروڑ کی آبادی میں گاہے گاہے فسادات کا رونما ہونا خرق عادات سے نہیں ہے مگر اسی کے ساتھ ہم اس حقیقت سے بھی ناآشنا نہیں ہیں کہ آجکل کے فسادات کی بنیاد جن چیزوں کو قرار دیا جاتا ہے وہ ہندو اور مسلمان دونوں کے لئے شرمناک ہے اور اس سے زیادہ شرمناک فرقہ پرست اخبارات کی یہ حرکت ہے کہ اس قسم کے فسادات کو بھیانک صورتوں میں پیش کر کے محفوظ و مامون مقامات کو بھی اس فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور مبالغہ کی حد تک نہیں بلکہ سراسر کذب و افترا کی بنیاد پر خود ایسے واقعات گھڑ لیتے ہیں جن کا وجود اخباری صفحات کے ماسوا کہیں نہیں ہوتا۔

دہلی کے ایک مشہور قوم پرست ہندو اخبار نے پیلی بھیت کے فساد کو جن خوفناک اور قابل ملامت عنوانات کے ساتھ شایع کیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ نظر انداز کر دیا جائے اس نے لکھا تھا کہ فوج نے وہاں میں وہ کئی مقامات گولی چلائی گئی اور ہندو مکانوں کو نذر آتش کیا گیا مگر اس کے بعد جو سرکاری بیان شایع ہوا ہے اس میں ان تمام باتوں سے انکار کیا گیا ہے اور افسوس ہے کہ سرکاری بیان کے بعد بھی اس اخبار کو توفیق نہ ہوئی کہ اپنی شایع کردہ خبروں کی تصحیح کرتا اور اپنے کئے پر کچھ ندامت محسوس کرتا۔ ہندوستان میں فسادات کا رونما ہونا تعجب انگیز نہیں بلکہ تعجب انگیز یہ امر ہے کہ ۷۵ فیصدی واقعات کو گھڑ لینے والے اخبارات زندہ کیوں ہیں اور اصلاح کی غرض سے ان کی ان حرکتوں کا انسداد کیوں نہیں کیا جاتا۔

صاف انکار

دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں انڈر سکریٹری نے فرمایا کہ حکومت فیڈریشن میں باوجود اس کی مخالفت کے ترمیم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی! اس میں شک نہیں کہ جواب نہایت صاف اور غیر مشتبہ ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ بعض کانگریسی زعماء (مثلاً مسٹر ستیہ مورتی) کے مشکوک طرز عمل نے اس بیان میں اتنی صفائی پیدا کی ہے اور کس امید پر پارلیمنٹ میں یہ جواب دیا گیا ہے۔ اگر کانگریس استحکام کے ساتھ فیڈریشن کی مخالفت پر آمادہ رہی اور انڈیا ایکٹ کی طرح اس کو برا کہنے اور عملاً قبول کرنے کا تماشہ نہ دکھایا تو حکومت کی گردن غرور یقیناً خمیدہ ہو کر رہے گی اور انڈر سکریٹری کو قول سے نہیں عمل سے جواب مل جائیگا مگر یہی وہ بات ہے جس پر ہم یقین کے ساتھ اظہار خیال نہیں کر سکتے کیونکہ فیڈریشن کے بارے میں بعض لوگوں کی نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی۔

ہمارے خیال میں غلط [illegible] کو [illegible] لگایا تھا [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] نتیجہ [illegible] لیکن [illegible] اور [illegible] کو کسی حالت میں [illegible]

[illegible] کی وزارت

[illegible] ڈاکٹر [illegible] نے [illegible] کانگریس [illegible] کرنے کے لئے جس [illegible] انہیں [illegible] اور نہایت ذلت کے ساتھ انہیں کانگریس پارلیمنٹری کمیٹی سے معافی مانگنی پڑی۔ اگرچہ کانگریس [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] کرنے میں [illegible] اور [illegible] ان [illegible] سب سے بڑا [illegible] ریاست کہنے میں ڈاکٹر صاحب کی غداری اور غداری کے ساتھ [illegible] مستعفی ہونے کے بعد جب انھوں نے نئی وزارت تیار کی تو ان کو ایک مسلمان بھی [illegible] کے لئے نظر نہ آیا اور سابقہ غلطی کی تلافی کے لئے انھوں نے کوئی [illegible] اٹھایا ہمیں یقین [illegible] ضرور [illegible] اور [illegible] کو ضرور شامل کرتے اگر مسلمانوں کی شرکت [illegible] کا [illegible] اگر اس [illegible] تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ [illegible] وزارت [illegible] کوئی خاص [illegible] نہیں ہے۔

تہذیب کے نام پر بربریت

[illegible] چین کی جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ مغرب جس تہذیب و تمدن پر نازاں ہے وہ دراصل وحشت [illegible] بربریت [illegible] یورپ کے مہذب ابھی اس قابل ہیں کہ مشرق [illegible] تہذیب و شرافت [illegible] سیکھیں۔ یہ اس بیسویں صدی کی تہذیب ہے کہ بے گناہ عورتیں اور معصوم بچے دانستہ بمباری کر کے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔ یورپ کے وحشیوں کے دل یہ کس طرح برداشت کرتے ہیں کہ خدا کی وہ مخلوق ان کے ہاتھ سے تباہ کر دی جائے جو ہر انسان کے لئے محبوب اور جس پر ہاتھ اٹھانا انسانیت کی سب سے بڑی توہین سمجھا جاتا ہے۔

ولنشیا کی تازہ اطلاع ہے کہ بہت سے پناہ گزین جن میں عورتیں اور بچے اور بوڑھے شامل تھے ایک گاؤں خالی کر کے امن و سلامتی کی جگہ پہنچ گئے تھے ان پر سخت بمباری کی گئی اور آسمان سے آگ برسا کر سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ عورتوں اور بچوں کو ہلاک کرنے میں باغیوں کے ۵۰ ہوائی جہازوں نے حصہ لیا اور جب ان معصوموں کے جسم پارہ پارہ ہو کر بکھر گئے اس وقت بہادر [illegible] دنیا سے [illegible] یہ ساری بلکہ رسوائیاں برطانیہ کے سامنے ہو رہی ہیں جرمنی کی آنکھیں ان کو دیکھ رہی ہیں اٹلی کے [illegible] ان کا معائنہ کر رہے ہیں مگر تہذیب و شرافت کے یہ دعویدار نہایت خوشی سے ان وحشتوں کو برداشت کر رہے [illegible]

ہیں اور کوئی نہیں جو اپنی تہذیب اپنے اکتشافات اور اپنی سائنس [illegible] زندگی کا اعلان کر کے انسانیت پر رحم کرے۔

[illegible] کا بیشتر حصہ علم سے بے بہرہ ہے۔ سائنس [illegible] نہیں ہے مگر خدا کا فضل ہے کہ اس کا دامن اس بربریت اور وحشت کے سیاہ داغوں سے پاک ہے اور اس کے تن نیم جاں میں انسانیت کے احترام کا پاک جذبہ ہنوز موجزن ہے کاش یورپ مشرق سے [illegible] انسانی [illegible] کے لئے اس کے سامنے اپنی گردن جھکائے۔

روس کا حملہ

[illegible] روس اور جاپان میں منچوریا کی سرحد پر کشمکش کے سلسلہ میں جاپانی سفیر متعینہ ماسکو نے حکومت سوویٹ روس کے پاس اپنا احتجاج روانہ کیا ہے کہ روسی فوجیں [illegible] علاقہ میں [illegible] مقام پر قبضہ لیتی ہے وہ سراسر بیجا ہے اس کے ساتھ یہ [illegible] لحاظ سے [illegible] ایک طرف تو روس نے حکومت جاپان کے اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا کہ روسی فوجیں فوراً واپس بلا لی جائیں اور دوسری طرف روسی فوجیں سرحد پر پہنچ گئی ہیں چنانچہ روسی توپخانہ کا ایک دستہ اور پیدل فوج چانگ کو فنگ پہنچ گئی ہے اور دستے توسن کے دہانہ کی طرف روانہ ہو رہی ہیں جو کوریا اور روس کی [illegible] ہے۔

اگر روس اور جاپان میں جنگ چھڑ گئی اور کوریا میدان جنگ بن گیا تو یقیناً اس حرکت سے چین کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس وقت چین کی حالت یہ ہے کہ وہ جاپانی یلغاروں کی مدافعت اچھی طرح نہیں کر سکتا ہے اور دنیا کی کوئی حکومت ایسی نہیں ہے جو اس [illegible] میں اس کی امداد کر سکے [illegible] سب سے بڑی [illegible] ہو سکتی ہے تو یہی کہ جاپان کا محاذ جنگ تبدیل کر دیا جائے اور اس کی فوجی قوت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اسے اپنے متعلق فیصلہ کرنے اور نتائج پر غور کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ اگر روس کے حملے برابر جاری رہے تو جاپان کے فوجی افسروں کو یقیناً چین سے دست بردار ہونا پڑے گا اور ایک نئے حملہ کی مدافعت کے لئے انہیں محاذ جنگ تبدیل کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ کیا تعجب ہے کہ قدرت نے چین کی امداد کی یہ [illegible] نکالا ہو اور جاپان سے انتقام کی یہ نئی صورت پیدا کی ہو۔

اس وقت جاپان کے فوجی افسر سخت تشویش میں مبتلا ہیں اور روسی حملوں نے ان کا دماغی توازن کھو دیا ہے کیونکہ وہ بیک وقت دو مصیبتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ [illegible] چین نہیں ہے کہ برابر ہٹتا چلا جائے بلکہ وہ ایسی قوت ہے کہ جب دروازہ پر آگئی تو کچھ نہ کچھ لے کر [illegible] جس کے بعد چین کا شکار بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔

غریب چین دن دہاڑے مارا گیا مگر کسی حکومت نے اس کے ساتھ ہمدردی نہ کی اب دیکھئے روس کا حملہ بین الاقوامی مسائل میں کیا پوزیشن اختیار کرتا ہے اور جاپان اس کے خلاف کیا تدابیر عمل میں لاتا ہے۔

مسلم لیگ کی ہدایات

یو پی مسلم لیگ نے صوبہ کے مسلمانوں کو چند ہدایات دی ہیں مثلاً۔

(۱) اگر کوئی جماعت کانگریس کے مسلم وزراء کے استقبال کی تیاریاں کریں تو یہ بتانے کے لئے کہ یہ مسلم وزراء مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہیں ان کا سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کرو اور ان کے اعزاز میں جو تقاریب کا مقاطعہ کرو۔

(۲) جہاں کہیں سرکاری یا میونسپل عمارتوں پر دوسری جماعتوں کے جھنڈے بلا اجازت نصب ہوں وہاں مسلم لیگ کا جھنڈا بھی نصب کیا جائے اور جہاں مسلم لیگ کے جھنڈے کے لئے اجازت مل چکی ہو وہاں مخالفت کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلم لیگ کا جھنڈا نصب کر دیا جائے

(۳) زمینداروں کسانوں اور مزدوروں کی تحریکوں سے متعلق جماعتوں کے عہدے قبول نہ کئے جائیں۔

(۴) آنریری مجسٹریٹی قبول نہ کی جائے اگر قبول کر لی گئی ہو تو استعفے دیدیا جائے

جہاں تک کسی جماعت کے احکام کا تعلق ہے اسے حق ہے کہ مفید ہدایات کا اعلان کرے اور اپنے اصول و ضوابط کا لوگوں کو پابند بنائے لیکن جہاں تک جارحانہ اقدام کا تعلق ہے وہ نہ اس جماعت کے لئے مفید ہو سکتا ہے نہ عام باشندوں کے حق میں نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ اس وقت ہندوستان کے باشندے اس گفتگو کے نتائج کا بےچینی اور بے صبری کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں جو صدر کانگریس اور صدر مسلم لیگ کے مابین ہو چکی ہے اور جس کے اہم ترین نقاط ابھی زیر غور ہیں۔ اس گفت و شنید کے پیش نظر ہر شخص کی دلی خواہش یہ ہے کہ ہندوستان کی ان دو بڑی جماعتوں میں سمجھوتہ ہو جائے اور ہندو مسلمان آپس میں مصالحت کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کا پاس لحاظ رکھیں لیکن یہ امید اس وقت پوری ہو سکتی ہے جب قلوب میں صفائی ہو اور مصالحت کی راہ میں روڑے نہ اٹکائے جائیں۔

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ صوبہ یوپی کی مسلم لیگ کے مندرجہ بالا احکام روح مصالحت کے منافی ہیں مگر یہ ضرور عرض کریں گے کہ جب تک کانگریس مسلم لیگ کی گفت و شنید اپنے آخری مرحلہ پر نہ پہنچ جائے اس قسم کی ہدایات نہ صرف قبل از وقت ثابت ہوں گی بلکہ ہندوستان کی اکثریت کو شبہات میں مبتلا کر دیں گی اور دنیا کو یہ کہنے کا موقعہ ملیگا کہ لیگ کی نیت ہی مصالحت کی نہ تھی۔ ایک طرف کانگریس کا نظام ہے جس سے لیگ کا مقابلہ ہے اس نظام کے تحت کیا مجال ہے کہ کوئی کانگریس کمیٹی اوپر سے ہدایات پائے بغیر کسی قسم کا اقدام کرے اگر کبھی ایسا ہوا تو فوراً اس سے بازپرس کی گئی۔ دوسری طرف مسلم لیگ کا نظام ہے کہ ہر شخص جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم لیگ اپنا ڈسپلن قائم رکھے اور مسٹر جناح صدر مسلم لیگ سے استصواب کئے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائے اگر ابھی سے یہ طوائف الملوکی جاری ہو گئی تو آگے سوائے انارکی اور بغاوت کے اور کیا رہ جاتا ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلم لیگ کسی نظام کے ماتحت کام کرے اور قبل از وقت کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے اقوام ہند کو اس کی نیت پر شبہ کرنے کا موقع ہاتھ آئے اس وقت صورت کانگریس اور مسلم لیگ میں مصالحت پیدا کر سکتی ہے جس کا طریقہ وہ نہیں ہے جو مسلم لیگ صوبہ یوپی نے اختیار کیا ہے۔

واردھا میں اجتماع

ڈاکٹر کھرے سابق صدر سی پی اسمبلی نے کانگریس سے مشورہ کئے بغیر گورنر کی خدمت میں اپنا استعفے داخل کر دیا اور جب انہیں اس حرکت سے منع کیا گیا تو اور تیز ہو گئے اور دوسری وزارت مرتب کر کے کانگریس کے وقار کو تباہ کرنے کی ٹھان لی مگر جب دیکھا کہ کانگریس کے چنگل سے بچ جانا آسان بات نہیں ہے تو یہ اپنی وزارت کے ساتھ مستعفی ہو گئے۔ آخری اطلاع سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ گورنر سی پی نے وزارت کا استعفے منظور نہیں کیا ہے اور جب تک ان کو وزارت مرتب کرنے کے دوسرے آدمی نہ مل جائیں وہ استعفا منظور نہیں کریں گے گویا مسٹر کھرے کانگریس ورکنگ کمیٹی کے روبرو ایک باغی اور مجرم کی حیثیت سے پیش ہو رہے ہیں اور وزارت کی کرسی پر بدستور قابض بھی ہیں۔

ڈاکٹر کھرے نے جیسا کہ ان کالموں میں کسی جگہ لکھا ہے بظاہر کانگریس سے معافی طلب کر لی ہے مگر ان کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ابھی تک اپنے آپ کو معصوم قرار دے رہے ہیں۔ وہ ان میں بغاوت اور سرکشی کی وہ روح حلول کر گئی ہے جو ایک نہ ایک روز کانگریس کے مقابلہ پر ضرور آکھڑی ہوگی۔

واردھا میں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے جس میں ڈاکٹر کھرے کا معاملہ زیر بحث ہے میٹنگ سے نکلتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے اخباری نمائندوں کو جو بیان دیا ہے وہ ان کے آئندہ عزائم کا آئینہ دار ہے آپ نے کہا کہ میں نے کانگریس پارلیمنٹری بورڈ کے حکم کے سامنے اپنا سر خم کر دیا ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ میں نے مستعفی ہو کر اور دوبارہ وزارت مرتب کر کے کانگریس کے وقار کو صدمہ پہنچایا ہے اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اگر پارلیمنٹری بورڈ یہ چاہتی ہے کہ مجھ پر سے ایک زہریلی کی طرح پھینک دے لائف سے خارج کر دے تو میں اس کی مخالفت میں پوری پوری کوشش کروں گا۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسٹر کھرے کا منشا کیا ہے اور وہ کانگریس کو کس طرح مرعوب کرنے اور اس پر دہ مونس جانے کی کوشش کر رہے ہیں اگر اس کے بعد بھی کانگریس نے ان کے اس جرم عظیم کو معاف کر دیا اور جلد یہ وزارت میں ان کو کوئی عہدہ دیا گیا جس کے لئے وہ ابھی سے زمین ہموار کر رہے ہیں تو کانگریس نہ صرف ایک بڑی غلطی کا ارتکاب کرے گی نہ صرف اپنے وقار کو تباہ کریگی بلکہ دیگر صوبوں کی وزارت کے لئے ایک نفرت انگیز نمونہ بھی قائم کر دے گی اس وقت اس کی قیمت اس کا وقار ہے اگر یہی ہاتھ سے جاتا رہا تو وہ اس انارکی کو ہرگز نہ روک سکے گی جو اس کے اس طرز عمل سے اور وزارتوں میں پیدا ہو گی۔

اس وقت واردھا میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے اس سے ہمیں یہی توقع ہے کہ وہ اس معاملہ میں نہایت غور و فکر اور احتیاط کے ساتھ قدم اٹھائے گی۔

حجاج کے لئے نئی مشکلات

سفر حج کے سلسلہ میں

حجاج کو جہازوں کی طرف سے جو دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں ان کے متعلق ہر سال
احتجاج کیا جاتا ہے ہر سال حکام سے درخواستیں کی جاتی ہیں اور
ہر سال حکومت کے تعاون سے ان مشکلات کو دور کرنے کی سعی کی
جاتی ہے نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشکلات میں روز بروز اضافہ
ہی ہوتا جا رہا ہے اور حکام یہ سمجھتے ہیں کہ حج مسلمانوں کا مقدس فریضہ
ہے جس کو بہر حال انہیں ادا کرنا ہے مسلمان ... حجاج پر کوئی توجہ نہیں
کرتے اگر انہیں یہ خوف ہوتا کہ مسلمان فریضہ حج کو بطور احتجاج ترک
کردیں گے اور اس تحت جہازران کمپنیوں کو ... خسارہ برداشت کرنا
پڑے گا تو وہ یقیناً مسلمانوں کے جائز مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش
کریں گے اور اچھے آپ ... مالی خسارہ سے بچائے گی مگر انہیں تو یقین ہے کہ مشکلات
خواہ کتنی ہی ہوں مسلمان حج ترک نہیں کریں گے اور وہ ان مصائب پر
بھی خدا کا شکر ادا کریگا

اس میں شک نہیں کہ حجاج کو ہے جہازوں کا کرایہ بہت گراں ہونے کے
باعث ہر سال مسلمانوں کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں اور مالی
نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن اس میں انہیں سہولت ضرور تھی
کہ جہازران کمپنیوں کی رقابت کے باعث کبھی کبھی شرح کرایہ میں تخفیف
بھی ہو جایا کرتی ہے اور اس سے مسلمان عارضی طور پر فائدہ اٹھالیا کرتے
تھے گذشتہ سال موسم حج میں ٹرنر مارسین اینڈ کمپنی کے علاوہ ...
نوری کمپنی بھی حاجیوں کو لیجانے کے لئے میدان میں آئی تھی جس کے
باعث دونوں کمپنیوں میں کرایہ کا مقابلہ ہوا اور کرایہ میں تخفیف کے باعث
حاجیوں نے ... کمپنی کے جہازوں کو استعمال کیا اور ٹرنر مارسین کو
کسی قدر کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ حکومت جو حجاج کو کسی قسم کی راحت
پہنچانے کے لئے تیار نہیں اس سے ... متاثر ہوئی اور اس نے یہ
تجویز کی کہ جس طرح جہازوں کے شرح کرایہ میں زیادہ سے زیادہ حد مقرر کردی
گئی ہے اسی طرح اس کی کم سے کم حد بھی مقرر کردی جائے تاکہ مقابلہ اور رقابت
کے میدان میں شرح کرایہ میں اتنی تخفیف نہ ہو جائے کہ حجاج اپنا کچھ
روپیہ بچالیں۔

چنانچہ شملہ میں چند روز ہوئے جہازران کمپنیوں کے نمائندوں اور
حکومت ہند کے متعلقہ ... کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس
میں اس تجویز پر غور کیا گیا کہ شرح کرایہ کی کم سے کم حد مقرر کردی جائے تاکہ
جہازران کمپنیوں کو نقصان نہ ہو اور وہ ان کے لئے ہمیشہ نفع بخش تجارت
بنی رہے۔ ... کمپنیوں کے نقصان پر حکومت ہند کے پیٹ
میں درد کیوں اٹھ رہا ہے اور اس کو اس بات کی فکر کیوں لاحق ہے کہ کرایہ
کی شرح اس طرح متعین کردی جائے کہ کوئی کمپنی اس سے کم کرایہ میں
حجاج کو نہ لیجا سکے۔ اگر یہ کمپنیاں تجارتی اصول پر مقابلہ میں کرایہ کم کرتی
ہیں تو حکومت ان کے راستہ میں حائل کیوں ہوتی ہے حاجیوں سے
جب من مانے کرائے وصول کئے گئے تو کبھی اس کے پیٹ میں درد نہ
ہوا اور چپ چاپ حاجیوں کی تباہی دیکھتی رہی مگر اب اس کو فکر لاحق
ہوگیا ہے کہ کہیں کمپنیوں کو مالی خسارہ سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

ہمیں توقع ہے کہ حجاج کے مفاد کی خاطر ہندوستان کے تمام مسلمان
اس بارے میں پرزور احتجاج کریں گے تاکہ حکومت ان کے خیالات سے
آگاہ ہو کر مناسب قدم اٹھائے اور حجاج کی تعداد میں کمی کرنے کی
یہ ترکیبیں روبکار نہ آسکیں۔

چینی مسلمانوں کا وفد

چینی مسلمانوں کا ایک وفد ہندوستان کی سیاحت کررہا
ہے۔ اس نے چند روز کے اندر لاہور، کلکتہ، بمبئی، لکھنؤ اور دیگر بڑے
بڑے شہروں کا دورہ کیا ہے مسلمانوں کے سامنے تقریریں کی ہیں جیسا
کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد مسلمانان ہندوستان سے
اسلامی رابطہ پیدا کرنا ہے چنانچہ وہ مصر اور عربی ممالک سے رابطہ اخوة
پیدا کرکے ہندوستان آیا ہے اور مسلمانوں سے دوستی اور اتحاد کی بنیادوں
پر گفتگو کر رہا ہے۔

چین اور جاپان کی جنگ کے سلسلہ میں جاپانی حکومت چینی مسلمانوں
کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہی ہے اور اس نے مسلم طلبا کو دعوت دی ہے
کہ جاپانی یونیورسٹیوں اور کارخانوں کا معائنہ کرنے کے لئے آئیں جاپان
نے یہ پروپیگنڈا بھی کیا ہے کہ چین کے غیر مسلم مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑتے
رہتے ہیں اس چینی وفد نے جو ہندوستان آیا ہے جاپانی پروپیگنڈے
کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ چین کی ۴۵ ہزار مساجد میں سے ایک
ہزار سے زیادہ مساجد جاپانی بمباری سے مسمار ہو چکی ہیں۔ اس کا بیان
ہے کہ چین کے مسلمان جاپان کے مقابلہ پر اپنے ہموطنوں سے متحد ہیں
اور وہ اپنے وطن کی حفاظت کے لئے ہر قربانی پر تیار ہیں۔ نہ صرف یہ
کہ چینی مسلمان نہایت سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں بلکہ فوج کے
بڑے بڑے افسر بھی مسلمان ہی ہیں اور بہت سے متمول مسلمان مختلف
صوبوں کے گورنر ہیں۔

چینی وفد کے مقاصد خواہ کچھ ہوں مگر یہ حقیقت ہے کہ ان کی سیاحت
سے چین اور ہندوستان کے مسلمانوں کی اخوة پر نہایت خوشگوار اثر پڑیگا
اور ہم اپنے چینی بھائیوں کو اسی طرح شناخت کرنے لگیں گے جس طرح عربی
ترکی افغانی ایرانی مسلمانوں کو شناخت کرتے ہیں اس وقت تک ہمارے
اور ان کے درمیان اجنبیت کی ایک خلیج حائل ہے اور ہم چینی مسلمانوں
کو ایک نئی مخلوق ہی سمجھتے رہے ہیں لیکن اگر چینی مسلمانوں نے سبقت
کرکے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی مختلف وفود چین سے آتے رہے
تو یقین ہے کہ اسلامی بھائیوں میں پائدار تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

لیگ کو کانگریس کا جواب

جب سے مسلم لیگ اور کانگریس میں اختلاف پیدا ہوئے
ہیں اس وقت سے کانگریس نے مسلم لیگ سے یہ مطالبہ کیا
کہ اس کا سیاسی پروگرام کیا ہے اس پروگرام کو چلانے کے لئے
وہ کیا ذرائع اختیار کرنا چاہتی ہے۔ لیگ کے پروگرام اور طریقہ کار میں
اور کانگریسی پروگرام اور طریق عمل میں کیا اور کتنا فرق ہے اور اس میں
کتنا اتفاق اور کتنا اختلاف ہے! اسی دوران میں مسٹر جناح اور

جواہر لال نہرو کی خط و کتابت شائع ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی صدر کانگریس نے ان ہی سوالات کا اعادہ کیا ہے اور مسٹر جناح جواب دینے سے پہلے یہ چاہتے ہیں کہ کانگریس یہ تسلیم کرلے کہ مسلم لیگ ہندوستان کے تمام مسلمانوں اور انجمنوں کی نمایندہ جماعت ہے اور کانگریس بھی ہندوستان کے تمام ہندوؤں کی نمایندگی کرتی ہے۔ جب یہ خط و کتابت ختم ہوئی تو زبانی گفت و شنید کا موقع آیا اور گاندھی جی نے مسٹر جناح سے بمبئی میں ملاقات کی جس میں مسٹر جناح نے اس پر زور دیا کہ مسلم لیگ کو تمام مسلمانوں کی نمایندہ جماعت تسلیم کرکے گفتگو کی جائے۔ چونکہ یہ ایک بنیادی مسئلہ تھا اس کے متعلق جانبین سے خفیہ خط و کتابت ہوتی رہی اور کانگریس نے طے کیا کہ مسلم لیگ کی نمایندگی کا مسئلہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی طے کرے گی اور اس میں جو فیصلہ ہوگا اس سے مسلم لیگ کے واجب الاحترام صدر کو اطلاع دیدی جائے گی۔

چنانچہ وہ موقع آیا اور وردھا میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈر جمع ہوئے اور مسلم لیگ کی نمایندگی پر غور و فکر ہوا اور بالآخر کانگریس نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ کانگریس مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی نمایندگی اور ترجمانی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

مسٹر جناح کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان جن امور کے تصفیہ کے لئے نمایندوں کا اجتماع ہو اس میں کانگریس اپنی جانب سے قوم پرور مسلمانوں کو شامل نہ کرے اس پر ورکنگ کمیٹی نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسٹر جناح کا یہ مطالبہ بھی منظور نہیں کیا جاسکتا کانگریس اس قسم کی گفتگو میں آزاد ہوگی کہ وہ جس کو اس موقع کے لئے موزوں سمجھے انتخاب کرے مسلم لیگ کو اس میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

یہ کورے جواب ہیں جو مسلم لیگ کو کانگریس کی طرف سے دیئے گئے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ کی جانب سے مفاہمت کی اسپرٹ میں گفت و شنید کا ارادہ ظاہر کیا جاتا تو اس کے مطالبات کی یہ نوعیت نہ ہوتی۔ اگر کانگریس نمایندگی کے مسئلہ کو تسلیم کرلیتی تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ گویا ہندوستان میں کانگریس کی سیاست الگ ہے جس کی نمایندگی وہ ہندوؤں کی طرف سے کرتی ہے اور مسلم لیگ کی سیاست جداگانہ ہے جس کی نمایندگی وہ مسلمانوں کی جانب سے کرتی ہے۔ نیز کانگریس کا یہ شبہ بھی حق بجانب ہے کہ جب مسلم لیگ کی بہ حیثیت نمایندگی کو خود مسلم جماعتیں تسلیم نہیں کرتیں تو کانگریس کس طرح تسلیم کرسکتی ہے!

بہرکیف یہ افسوسناک امر ہے کہ مسلم لیگ کی سخت گیر حکمت عملی اور کانگریس کے کورے جواب نے جانبین پر مفاہمت کا دروازہ بند کردیا ہے حالانکہ مفاہمت ہی وہ چیز تھی جس کا ہندوستان بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اور عام خواہش یہی تھی کہ لیگ اور کانگریس کسی نقطۂ واحد پر جمع ہو جائیں ان حالات میں اگرچہ ہم مایوس نہیں ہیں مگر مایوسی کے قریب ضرور ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ لیگ اور کانگریس کا اختلاف دور ہو اور دونوں ایک متحدہ پلیٹ فارم پر نظر آئیں۔

جمعیۃ علماء اور فلسطین

جمعیۃ علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس یکم، دوم، سوم مارچ ۳۸ء کو دہلی میں منعقد ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ فلسطین کی مجلس عمل کا اجلاس بھی بلایا گیا ہے جس زمانہ میں دہلی کے اندر فلسطین کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس وقت خیال تھا کہ ہندوستان کے مسلمان فلسطین کی حمایت میں اپنی آواز مسلسل بلند کرتے رہیں گے اور کوئی ایسا لائحہ عمل قوم کے سامنے پیش کریں گے جس پر چل کر وہ اپنی آواز کو موثر بناسکیں مگر افسوس ہے کہ بعض وجوہ کی بنا پر کانفرنس کے بعد فعال جماعتیں خاموش ہوگئیں اور ایک طرح سے فلسطین کو بھلا دیا گیا۔

اس وقت فلسطین کے حالات بیحد نازک ہوگئے ہیں ایسے نازک کہ جن کے متعلق فلسطین کانفرنس کے زمانہ میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اس وقت اگر فلسطین کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت تھی تو آج اس سے بھی بڑھکر کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔

مقام شکر ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند نے جو ہمیشہ نازک مواقع پر مسلمانوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دیتی رہی ہے موقع کی نزاکت کا احساس کرکے فلسطین کی مجلس عمل کا اجلاس منعقد کیا ہے تاکہ ارض انبیاء کی موجودہ پوزیشن، عربوں کی تباہی، برطانیہ کی خونریز اور تباہ کن پالیسی اور مسلمانوں کے فرائض پر پوری احتیاط اور جرأت کے ساتھ غور کریں اور سوچیں کہ اس وقت مظلوم عربوں کے لئے وہ کیا کرسکتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔

ہمیں جمعیۃ علمائے ہند کے مفکر اور مجاہد ارکان سے قوی توقع ہے کہ وہ اس اہم معاملہ پر کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز کریں گے جس پر نہ صرف مسلمان ہی کوئی موثر قدم اٹھاسکیں بلکہ کانگریس بھی عمل پیرا ہوسکے اور پورا ہندوستان متحدہ محاذ پر جمع ہوکر برطانیہ کو اپنا آخری فیصلہ سنادے۔

ہندوستان مختلف قوموں کا وطن ہے اور جب تک یہ قومیں متفق ہوکر کسی معاملہ پر آواز بلند نہ کریں برطانیہ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ کانگریس ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس کی آواز میں جو اثر ہے وہ اس کی ارتقائی تاریخ کے ورق ورق سے ظاہر ہے اس لئے ضرورت ہے کہ فلسطین کے معاملہ میں کانگریس کو شرح صدر کے ساتھ شامل کیا جائے اور اس میں مسلم لیگ اور کانگریس یا جمعیۃ العلماء احرار میں امتیاز روا نہ رکھا جائے معاملہ عربوں کی آزادی کا ہے ایسا معاملہ جو ہندوستان کے سامنے بھی درپیش ہے اس لئے جابرانہ ملوکیت کے خلاف آواز بلند کرنے میں ہندوستان کی ہر جماعت کو شامل کیا جائے اور یہ ظاہر نہ ہو کہ اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے یا ان کے مقامات مقدسہ سے ہے بلکہ یہ ثابت ہو کہ اس کا تعلق آزادی سے ہے

مغربی شہنشاہیت کی [illegible] اور ہندوستان
شاندار مستقبل [illegible] کے اسباب [illegible]
ہندوستان کا [illegible] پر [illegible]

پیرس کی صلح کانفرنس

[illegible] صلح کی کانفرنس [illegible] منعقد [illegible]

[illegible] کی طرف [illegible]

کانفرنس [illegible] کا اظہار کیا گیا
[illegible] انسانیت کے خلاف ہے۔
(۲) [illegible] کو تباہ کرنے [illegible]
ہر [illegible]

(۳) ان ممالک [illegible] ممالک سے ہمیشہ ترک کرنے کی
اپیل کی جائے [illegible] درخواست کی جائے کہ وہ ان
ممالک کا [illegible] پر ہمیشہ [illegible]

[illegible] ایک بڑے تقریر کی اور
فرمایا کہ یہ خطرناک [illegible] ان تجاویز پر [illegible] دلی [illegible]
[illegible]

غرض کانفرنس [illegible] کے خلاف [illegible] تجویزیں پاس [illegible]
مگر کیا ان تجاویز [illegible] حکومتیں [illegible]
جنگ بڑی [illegible] کیا وہ [illegible]
سے باز آ جائیں گی؟ اگر یہ خیال ہے [illegible]
صرف یہ ہے کہ جنگی کارخانوں کو [illegible] کرنے والوں کو [illegible]
اور سائنسدانوں کے تعاون سے ان خطرناک آلات کی تعمیر کی [illegible]
جائے [illegible] سائنسدانوں نے زہریلی گیس بم کے گولے اور ہوائی جہاز
ایجاد کر کے خدا کی مخلوق [illegible] درخواست
کی جائے کہ [illegible] کے ہاتھ مضبوط
کرنے اور بے گناہوں کو ہلاک کرنے کا مشغلہ ترک کر دیں اور ان
کارخانوں کو معطل اور بیکار بنا دیں جن میں موت کے ہتھیار فراہم
پیدا کئے جاتے ہیں اور جن کے باعث حکومتوں کو ملک گیری کا اور جوع
الارضی کا موقع مل گیا ہے۔

اگر صلح کانفرنس کے ارباب اقتدار اور کچھ نہ کریں صرف اتنا ہی کر
کر دنیا کے مزدوروں کو منظم کر کے جنگی کارخانوں کو تباہ کر دیں تو آج
دنیا کی مصیبتیں ختم ہو [illegible] کیونکہ ان کارخانوں کی تباہی سے
لاکھوں انسانوں کو زندگی میسر ہو سکتی ہے لیکن اگر ہم یہ چاہیں کہ
حکومتیں خود ہی رحم کھا کر [illegible] کو ترک کر دیں تو یہ خیال محض ایک
جنون ہے۔ آج دنیا کی جو حکومتیں اسلحہ میں اضافہ کر رہی ہیں ان
سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے اسلحہ کو دریا برد کر دیں اور اس پیٹ کو چاک
کر دیں جس سے جنگی آلات کے بچوں کی ولادت ہوتی ہے محض خام
خیالی ہے۔

مسجد فتحپوری کے پشتہ کے سلسلہ میں سیٹھ گڈوڈیہ کی عمارت خرید لو

دہلی کے مسلمانوں میں [illegible] جو انتشار پھیلا ہوا ہے اور جس طرح ایک دوسرے کی
[illegible] کوشش کی جا رہی ہے وہ نہ صرف مسلمانان دہلی
[illegible] قابل افسوس ہے بلکہ دہلی کی قدیم تہذیب و
[illegible] ہے۔ ہمیں اس معاملہ میں کسی فریق کی حمایت یا
[illegible] اس وقت یہ طریقہ مفید اور موثر نتائج
[illegible] دہلی کے علماء، تجار، اہل قلم اور
[illegible] کوئی مفید اور تعمیری اسکیم بنائیں
جس [illegible] ختم ہو جائے بلکہ دہلی کی شاندار تاریخی
روایات کو [illegible] کا موقع ملے۔

دہلی کے مسلمان جناب مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم نذیریہ
[illegible] لائبریری اور [illegible] اسکول واقع پھاٹک حبش خاں سے اچھی
طرح واقف ہوں گے موصوف نے مسجد فتحپوری کے مناقشات سے
متاثر ہو کر ایک نہایت ہی مفید تجویز مسلمانوں کے سامنے رکھی ہے
اگر مسلمانان دہلی اس تجویز کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس جھگڑے کو
ختم کرنا چاہتے ہیں تو یقیناً اس کی امکان پیدا ہو سکتا ہے۔

آپ کی تجویز یہ ہے کہ دہلی کے ایثار پیشہ مسلمان سیٹھ گڈوڈیہ کی عمارت
[illegible] روپے میں مل سکتی ہے خرید لیں اور خرید کر
اس کو [illegible] اسلامی مسافر خانہ بنا دیں اس طرح ایک طرف تو
پشتہ کا معاملہ ختم ہو جائے گا کیونکہ نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے
گی اور [illegible] مسلمان اس الزام سے بری ہو جائیں گے
کہ دارالسلطنت دہلی میں مسلمانوں کا کوئی مسافر خانہ ہی نہیں ہے ؎

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

ہم جناب مولانا سید عبدالرؤف صاحب کی اس تجویز کی پرزور تائید کرتے ہیں
اور امید کرتے ہیں کہ دہلی کا ہر مسلمان اس کی [illegible] اسلام اور مسلمانوں
کی خدمت [illegible] کی کوشش کرے گا۔ دہلی کے ایثار پیشہ اور عام مسلمانوں
سے یہ توقع رکھنا کچھ زیادہ بعید نہیں کہ وہ دین مذہب کی خاطر، اتحاد
[illegible] ائتلاف کی خاطر خانہ خدا کی حرمت و عظمت کی خاطر اور مسلمان مسافروں
کی خدمت کی خاطر [illegible] روپیہ فراہم کر دیں گے کہ سیٹھ گڈوڈیہ کی
عمارت خرید کر اس کو مسجد میں شامل کر لیا جائے۔ اگر مسلمانان دہلی نے
اتنا بھی نہ کیا اور صرف شور و غل کرتے رہے تو مقدمات دائر کرنے سے
ان کا کچھ نہ بنے گا کیونکہ ہم مسجد شہید گنج کے معاملہ میں اس کا کافی
تجربہ کر چکے ہیں اور دیکھ چکے ہیں کہ جان و مال کی قربانیوں کے باوجود
مسلمان کامیاب نہیں ہو سکے اس سلسلہ میں ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ
گڈوڈیہ کی عمارت کے لئے والیان ریاست بھی اپنی ایثار پیشگی کا ثبوت
دیں گے۔

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ گذشتہ)

باب جب صدقہ کی حالت بدل جائے یعنی فقیر کی ملک میں آجائے اور وہ بطور ہدیہ کے کسی کو دے اس کا کھانا آل نبی کو جائز ہے۔

(۱۳۴۴) حضرت ام عطیہ انصاریہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے انھوں نے کہا کچھ نہیں سوا اس کے جو نسیبہ (ام عطیہ) نے ہمارے پاس اس بکری میں سے بھیجا ہے جو ان کے لئے صدقہ میں آئی تھی آپ نے فرمایا وہ اپنے مقام پہونچ چکی (اب وہ صدقہ نہیں ہے)

(۱۳۴۵) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ گوشت لایا گیا جو بریرہ کو صدقہ میں ملا تھا آپ نے فرمایا بریرہ کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

باب صدقہ مالداروں سے لینا (چاہیئے) اور وہ فقیروں کو صرف کیا جائے جہاں کہیں ہوں (یہ کچھ ضرور نہیں کہ جس مقام کے لوگوں سے صدقہ لیا گیا ہے اسی مقام کے لوگوں پر صرف کیا جائے)۔

۱۳۴۶ حضرت ابن عباس رضہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا جب انھیں (قاضی بنا کر) یمن کی طرف بھیجا کہ تم اہل کتاب کی قوم کے پاس جاتے ہو لہذا جب تم ان کے پاس پہنچنا تو انھیں اس بات کی طرف بلانا کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں پس اگر وہ اس بات میں تمہارا کہنا مان لیں تو تم انھیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر وہ اس بات میں (بھی) تمہارا کہنا مان لیں تو انھیں اطلاع دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں پر تقسیم کر دی جائیگی پس اگر وہ اس بات میں تمہارا کہنا مان لیں تو خبردار ان کے اچھے اچھے مال (کے لینے) سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے پرہیز کرنا اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان میں کچھ حجاب نہیں ہوتا۔

باب امام کا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرنا اور رحمت کی خواستگاری کرنا (مسنون ہے) اور اللہ تعالے کا فرمانا **خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم** الآیہ (اس کی طرف اشارہ کرتا ہے)[۱]

۱۳۴۷ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس اپنا صدقہ لے کے آتا آپ فرماتے تھے کہ فلاں (چنانچہ ایکمرتبہ) میرے والد آپ کے پاس اپنا صدقہ لے کے آئے تو آپ نے فرمایا کہ **اللهم صل على آل ابي اوفى**

باب جو چیز دریا سے نکالی جائے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں اور حضرت ابن عباس رضہ نے کہا کہ عنبر میں زکوٰۃ نہیں ہے وہ تو ایک ایسی چیز ہے جسے دریا باہر پھینکتا ہے اور حسن (بصری) نے کہا ہے کہ عنبر اور موتی میں خمس واجب ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس صرف رکاز میں مقرر فرمایا ہے۔ جو چیز کہ پانی میں دستیاب ہو (لہذا بصری کا موتی اور عنبر میں خمس کا قائل ہو جانا صحیح نہیں) اور لیث نے (بدون واسطہ) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں کسی نے کسی سے ہزار دینار قرض مانگے تھے چنانچہ اس نے اس کو دیدیئے (اتفاق سے وہ قرضدار) سفر میں چلا گیا اور میعاد ادائے قرض کی آپہنچی اور بیچ میں ایک دریا حائل تھا پس وہ دریا کی طرف گیا مگر اس نے کوئی سواری نہ پائی جس پر سوار ہو کر قرض خواہ کے پاس آئے اور اس کا قرض ادا کرے) لہذا اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا اور اس کے اندر ہزار دینار ڈال کر اس کو سوراخ میں ڈال دیا اور خدا سے یہ دعا کی کہ اسے قرض خواہ تک پہنچا دے (چنانچہ) وہ شخص جس نے قرض دیا تھا (اتفاق سے) ایک دن دریا کی طرف نکلا تو اسے یہ لکڑی دکھائی دی اس نے اپنے گھر والوں کے ایندھن کے لئے اس کو لے لیا (پھر انھوں نے پوری حدیث بیان کی جس کے آخر میں یہ مضمون تھا کہ) پھر جب اس نے اس لکڑی کو چیرا تو اس میں اپنا مال پایا۔

باب رکاز میں خمس واجب ہے اور امام مالک اور امام ابن ادریس (یعنی شافعی) کہتے ہیں کہ رکاز جاہلیت کے دفینہ کو کہتے ہیں اس کے قلیل اور کثیر میں خمس واجب ہے اور معدن (یعنی کسی چیز کی کان) رکاز نہیں ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن کے بارے میں فرمایا ہے کہ معاف ہے اور رکاز کے بارے میں (فرمایا ہے کہ) خمس ہے (پھر معدن رکاز میں کیسے داخل ہو سکتا ہے) اور عمر بن عبد العزیز معدنوں کے مال میں ہر دو سو درہم کے مال سے پانچ درہم لیتے تھے اور حسن بصری کہتے ہیں کہ جو رکاز دار الحرب میں ہو اس میں خمس واجب ہے اور جو دار الاسلام میں ہو اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر دشمن کے ملک میں تو لقطہ پائے تو اس کی تعریف کر پھر اگر وہ دشمن کا ہو تو اس میں خمس واجب ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ معدن رکاز میں داخل ہے مثل دفینہ جاہلیت کے اس لئے کہا جاتا ہے ارکز المعدن جبکہ معدن سے کوئی چیز نکالی جائے (لہذا معلوم ہوا کہ اہل عرب معدن پر رکاز کا اطلاق کرتے ہیں) اس شخص سے کہا جائے کہ جس کو کوئی چیز دیجائے اور اس کو اس میں بہت فائدہ یا کسی کے پھل خوب پھلیں اسے بھی کبھی کہتے

؎ لوگوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں اور یہ اعتراض انھیں پر ہے حنفیہ نے اس اعتراض کے شافی جواب دیئے ہیں اور لغت سے ثابت کیا ہے کہ اہل عرب معدن کو رکاز کہتے ہیں ۱۲

[۱] اے نبی تم ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لو جس کے ذریعہ سے تم ان لوگوں کو پاک کرو اور ان کو پاکیزہ بناؤ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ۱۲

ہیں کہ ارادت پس چاہئے کہ ان سے ذبح اور ان کے بچوں کو بھی زکاۃ کمیں دکیونکہ ان جوب تو اس پر بھی زکاۃ کا اطلاق ہے پھر اس شخص نے خود ہی اس سے خلاف کیا اور کہا کہ [illegible] اگر عدت کو چھپانا ہے اور حسن ہے۔

۱۳۸۸ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اور گھوڑا معاف ہے (یعنی اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں) البتہ صدقہ فطر ہے ہر چیز معاف نہیں، اور کان میں خمس ہے اور زکاۃ تک رہتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمانا والعاملین علیہا اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صدقہ کے تحصیل کرنے کے لئے عامل مقرر کرنا چاہئے اور عامل کے ساتھ حساب کرنا (یعنی حساب لینا)۔

۱۳۸۹ حضرت ابوحمید ساعدی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا اس شخص کو ابن لتبیہ کہتے تھے پھر جب وہ صدقات وصول کر کے آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا۔

باب صدقہ کے اونٹوں کا اور ان کے دودھ کا کام میں لانا مسافروں کے لئے روا ہے۔

۱۳۹۰ حضرت انس سے روایت ہے کہ (قبیلہ) عرینہ کے کچھ لوگوں نے مدینہ میں آکے قیام کیا مگر انہوں نے وہاں کی آب و ہوا کو اپنے مزاج کے ناموافق پایا تو انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جائیں اور ان کے دودھ اور ان کے پیشاب پئیں پس انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے چنانچہ وہ گرفتار کر کے لائے گئے پس آپ نے ان کے ہاتھ اور ان کے پیر کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں اور انہیں سنگستان میں ڈلوا دیا وہ پتھروں کو چباتے تھے۔

باب امام کو صدقہ کے اونٹوں کا داغ دینا درست ہے۔

۱۳۹۱ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں (ایک دن) صبح کے وقت ابوطلحہ کے بیٹے عبداللہ کو لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تاکہ آپ اس کی تحنیک[1] فرما دیں تو میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ کے ہاتھ میں داغ دینے کا آلہ تھا آپ (اس سے) صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب صدقہ[2] فطر کی مقدار کا بیان، اور ابوالعالیہ نے اور عطا نے اور ابن سیرین نے صدقہ فطر کو فرض کہا ہے۔

[1] اس زمانہ میں دستور تھا کہ جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا تو سب سے پہلے وہ حضرت کے پاس لایا جاتا کہ آپ چھوہارہ وغیرہ چبا کر اس کے منہ میں دیں غرض یہ تھی کہ جو چیز سب سے پہلے اس بچہ کے پیٹ میں پہنچے وہ آپ کا لعاب مبارک ہو اسی کو تحنیک کہتے ہیں ۱۲ [2] رمضان کے بعد صدقہ دینا واجب ہے اسی کو صدقہ فطر کہتے ہیں۔

۱۳۹۲ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کے لئے چھوہاروں کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور بچہ اور بڑے پر فرض فرمایا ہے اور لوگوں کے نماز (عید) کے لئے نکلنے سے پہلے اس کے ادا کر دینے کا آپ نے حکم دیا ہے۔

باب صدقہ فطر غلام اور آزاد (پر فرض) تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

۱۳۹۳ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع چھوہاروں سے یا ایک صاع جو سے مسلمانوں میں سے ہر آزاد یا غلام مرد یا عورت پر فرض فرمایا ہے۔

باب صدقہ فطر میں جو کا ایک صاع دینا چاہئے۔

۱۳۹۴ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم صدقہ فطر میں جو کا ایک صاع دیا کرتے تھے۔

باب صدقہ فطر میں ایک صاع کھانا دینا چاہئے۔

۱۳۹۵ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم صدقہ فطر میں ایک صاع کھانا یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوہارے یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع انگور دیا کرتے تھے۔

باب صدقہ فطر میں چھوہارے ایک صاع دینا چاہئے۔

۱۳۹۶ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں چھوہارے کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع دینے کا حکم فرمایا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں پھر لوگوں نے اسی جگہ پر دو مد[1] گیہوں کو مقرر کر لیا۔

باب صدقہ فطر میں انگور ایک صاع دینا چاہئے۔

۱۳۹۷ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع کھانا یا ایک صاع چھوہارے یا ایک صاع جو یا ایک صاع انگور دیا کرتے تھے پھر جب معاویہ خلیفہ ہوئے اور گیہوں بکثرت آنے لگا انہوں نے کہا کہ میں ایک مد گیہوں (ان چیزوں کے) دو مد کے برابر سمجھتا ہوں۔

باب نماز عید سے پہلے صدقہ فطر دینا چاہئے۔

۱۳۹۸ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز عید کے لئے جانے سے پہلے صدقہ فطر کے دینے کا حکم دیا ہے۔

۱۳۹۹ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الفطر کے دن ایک صاع کھانا (صدقہ) [illegible] دیا کرتے تھے حضرت ابوسعید نے بیان کیا کہ ہمارا کھانا جو تھا اور انگور اور پنیر اور چھوہارے۔

باب صدقہ فطر آزاد اور غلام (دونوں) پر واجب ہے اور زہری نے تجارت کے غلاموں کے بارے میں کہا ہے کہ صدقہ فطر ان کا بھی دیا جائے۔

۱۴۰۰ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا صدقہ فطر یا یہ کہا کہ صدقہ رمضان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت اور غلام سب پر فرض کر دیا ہے ایک صاع چھوہارے یا ایک صاع گیہوں پھر لوگوں نے نصف صاع گیہوں کو اس کے برابر کر دیا پس حضرت ابن عمر چھوہارے دیا کرتے تھے ایک مرتبہ مدینہ والوں کے پاس چھوہارے کم ہو گئے تھے تو حضرت

[1] مد چوتھائی صاع کو کہتے ہیں۔ ۱۲

ابن عمر نے جو دیتے تھے اور حضرت ابن عمر چھوٹے اور بڑے (سب) کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے یہاں تک کہ نافع کہتے ہیں کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیا کرتے تھے اور حضرت ابن عمر صدقہ فطر ان لوگوں کو دیا کرتے تھے جو امام کی طرف سے اس امر کا اختیار رکھتے ہوں کہ اس کو لیں اور وہ لوگ عید الفطر سے ایک دن یا دو دن پہلے دے دیتے تھے ابو عبداللہ کہتا ہے کہ میرے بیٹوں سے مراد نافع کے بیٹے ہیں ابو عبداللہ کہتا ہے کہ وہ لوگ فقیروں کو نہ دیتے تھے بلکہ امام کے عاملوں کو دیتے تھے تاکہ سب مال یکجا کر لیا جائے اور اس کے بعد امام کی طرف سے تقسیم ہو۔

باب صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے (سب) پر واجب ہے ابو عمر و کہتا ہے کہ حضرت عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور طاؤس اور عطا اور ابن سیرین نے یہ خیال کیا ہے کہ یتیم کے مال کی بھی زکوٰۃ دی جائے اور زہری نے کہا ہے کہ مجنون کے مال کی بھی زکوٰۃ دی جائے۔

۱۴۰۱ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع جو یا ایک صاع چھوہارے چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سب پر فرض کر دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المناسک

باب حج کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالے کا فرمانا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا[۱] ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اس کی فرضیت پر صاف دلالت کرتا ہے

۱۴۰۲ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ردیف تھے کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا تو اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ اللہ کے فرض نے جو حج کے بارہ میں اس کے بندوں پر ہے میرے بڑے بوڑھے باپ کو پا لیا ہے اور نہ سواری پر نہیں جم سکتے پس کیا میں ان کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں اور یہ (واقعہ) حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔

باب اللہ تعالے کا فرمانا یاتوک رجالا[۲] وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم حج کی ترغیب دیتا ہے اور قرآن مجید میں فجاجا کا لفظ جو آیا ہے اس کے معنے وسیع راہیں ہیں۔

۱۴۰۳ حضرت ابن عمر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتے تھے بعد اس کے جب وہ سیدھی کھڑی ہو جاتی تھی تو لبیک کہتے تھے۔

۱۴۰۴ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلال ذوالحلیفہ سے شروع ہوتا تھا جبکہ آپ کی سواری آپ کو لیکر سیدھی کھڑی ہو جاتی تھی اس حدیث کو حضرت انس اور ابن عباس نے بھی روایت کیا ہے۔

باب رحل پر سوار ہو کر حج کے لیے جانا (مسنون ہے) اور آبان نے کہا ہے کہ ہم سے مالک بن دینار نے قاسم بن محمد سے روایت کی وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو بھیجا پس انہوں نے ان کو تنعیم سے عمرہ کرایا اور انہیں قتب پر سوار کرایا تھا۔ اور حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ حج میں کجاووں کو درست کرو اس لئے کہ حج بھی ایک جہاد ہے اور عبداللہ بن انس سے (بلا واسطہ) روایت ہے کہ حضرت انس رحل پر سوار ہو کر حج کے لیے جاتے تھے اور وہ بخیل نہ تھے (جو یہ کہا جائے کہ انہوں نے بخل کے سبب ایسا کیا) اور انہوں نے یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحل کے اوپر سوار ہو کر حج کے لیے سفر کیا تھا اور وہی اونٹنی (جس پر آپ سوار تھے) آپ کا اسباب بھی لادے ہوئی تھی۔

۱۴۰۵ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ لوگوں نے تو عمرہ کر لیا مگر میں نے ابھی تک عمرہ نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن اپنی بہن کے ہمراہ چلے جاؤ اور انھیں تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ پس عبدالرحمٰن نے ان کو ایک اونٹنی کے قتب پر سوار کر لیا اور انہوں نے عمرہ کر لیا۔

باب حج مبرور کی فضیلت کا بیان۔

۱۴۰۶ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ تمام عبادات میں کون سی عبادت افضل ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون آپ نے فرمایا کہ حج مبرور۔

۱۴۰۷ حضرت عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم جہاد کو بہت بڑی عبادت سمجھتے ہیں کیا ہم لوگ جہاد نہ کریں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ عمدہ جہاد حج مبرور ہے۔

۱۴۰۸ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ حج کر کے ایسا بے گناہ ہو کے گا جیسے اس دن (تھا) جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

باب حج اور عمرہ کی میقاتوں کا تقرر رسول خدا صلعم سے ثابت ہے۔

۱۴۰۹ زید بن خالد سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ان کے مکان پر گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر کے ہاں خیمے نصب تھے اور قناتیں کھڑی تھیں پس زید بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کس مقام سے جائز ہے کہ میں عمرہ کروں انہوں نے کہا کہ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کیلئے قرن مقرر فرمایا ہے اور مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ۔

---

[۱] اور اللہ کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج ضروری ہے جو شخص وہاں تک جا سکے اور جو انکار کرے تو اللہ تمام جہان کے لوگوں سے بے پروا ہے ۱۲

[۲] تمہارے پاس پیادہ پا اور اونٹ پر سوار ہو کے آئیں گے بہت دور دراز راہوں سے تاکہ وہ اپنے منافع حاصل کریں۔

کتاب الفقہ

(سلسلہ گذشتہ)

رضاعت کا بیان

[illegible] رضاعت وہ تعلق ہے جو [illegible] کسی عورت [illegible] ماں کا کسی دودھ پیتے بچہ کو دودھ پلانے [illegible] میں مختلف [illegible] پیدا ہو جاتے ہیں اور [illegible] نکاح [illegible] حرام ہو جاتا ہے جس طرح ان کے بہن بھائیوں کا نسب کی وجہ سے حرام ہے جس طرح [illegible] حالت میں نکاح متفرع [illegible] اسی طرح رضاعت کی حالت [illegible] مثلاً زید اور ہندہ ایسے اجنبی ہیں [illegible] ایک اجنبی عورت [illegible] ہندہ کی ماں [illegible] کا یا زید کی ماں [illegible] تو وہ رضاعی بہن بھائی ہو جائیں گے جس طرح نسبی [illegible] ان کا نکاح حرام ہے اسی طرح [illegible] سے کوئی فرق نہیں۔

[illegible] رضاعت [illegible] لڑکیوں کے متعلق [illegible] نے دودھ پیا ہو مثلاً اگر زید کا بھائی عمر ہندہ سے نکاح کرے تو درست ہے جبکہ عمر نے ہندہ کی ماں کا دودھ نہ پیا ہو رضاعت اس صورت میں ثابت ہوگی جبکہ دودھ پینے والے کی عمر دو سال تک ہو اگر زیادہ عمر میں پیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی کیونکہ مدت رضاعت فقط دو ہی برس ہے [illegible] جمہور کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ امام ابو حنیفہ نے دیا ہے [illegible] نے اسی بات پر فتویٰ دیا ہے کہ حرمت [illegible] ثابت نہیں ہوتی [illegible] دو برس کی عمر تک یا اس سے زائد عمر میں اگر کسی نے دودھ پیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ امام ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم میں سے اکثر اہل علم کا قول ہے کہ رضاعت حرام نہیں کرتی مگر وہی رضاعت جو دو برس کی مدت کے اندر ہو۔

ایک عام مسئلہ اگر لڑکی کسی غیر عورت کا دودھ پئے تو اس عورت کے تمام لڑکے اس لڑکی کے بھائی ہوں گے سب کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکا کسی اجنبی عورت کا دودھ پئے تو اس عورت کی تمام لڑکیاں اس لڑکے کی بہنیں ہوں گی جن میں سے کسی کے ساتھ بھی اس کا نکاح نہیں ہو سکتا ہاں اس لڑکے کے دوسرے بھائی ان لڑکیوں اور ان کی ماں سے نکاح کر سکتے ہیں۔

رضاعت ثابت ہونے کے لئے دو عادل گواہوں کی شہادت دینے کی ضرورت ہے۔ اس بات کی شہادت دیں کہ انہوں نے لڑکے یا لڑکی کو دودھ پیتے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی شہادت دیں۔ اگر صرف دودھ پلانے والی شہادت دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

[illegible] رضاعت میں جس کا اوپر بیان ہوا پستان سے منہ لگا کر کوئی بچہ ایک چسکی بھی لگائیگا تو احکام رضاعت ثابت ہو جائینگے اور دودھ پلانے والی کے جس قدر رشتہ دار ہوں گے وہ ایسے ہی دودھ پینے والے بچہ کے رشتہ دار ہو جائینگے یعنی دودھ پلانے والی اس کی ماں اس کی تمام [illegible] اس کے باپ دادا اور اس کی ماں بہنیں سب شیرخوار بچہ کے اقربا اور محرم ہیں لہذا شیرخوار بچہ کا نکاح ان سب سے حرام ہے۔ اسی طرح شیرخوار اس کی بیوی یا شوہر اور اولاد وغیرہ دودھ پلانے والی کے محرم ہیں لہذا دودھ پلانے والی کا نکاح ان سے حرام ہے۔

چند مسائل اگر زید کے رضاعی بھائی کی کوئی علاتی بہن ہو تو اس سے زید کا نکاح جائز ہے۔ اسی طرح اگر زید کے علاتی بھائی کی اخیافی بہن ہو تو اس سے بھی زید کا نکاح درست ہے۔ اگر عورت کا دودھ دوسری عورت کے دودھ میں مل گیا تو خواہ دونوں برابر ہوں یا غالب و مغلوب بہرحال حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یعنی دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائیگی۔

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا بکری گائے وغیرہ کے دودھ میں مل گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور اگر مغلوب ہے تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

اگر کسی عورت کے دودھ کو کھانے میں ملا کر کھا لیا تو اس صورت میں دودھ غالب ہو یا مغلوب بہرحال حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی مرد کے پستان سے دودھ نکل آیا اور کسی نے اس کو پی لیا یا کسی عورت کے دودھ سے کسی مریض کو حقنہ دیا گیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

اگر کسی شخص کی دو عورتیں ہوں ایک عمر رسیدہ اور دوسری شیرخوار عمر رسیدہ عورت صرف فساد کی نیت سے شیرخوارہ کو دودھ پلا دے تو دونوں سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ اگر عمر رسیدہ سے وطی کر چکا ہے تب تو شیرخوارہ سے بھی کبھی نکاح نہیں کر سکتا اور اگر اس سے وطی نہیں کی ہے تو جائز ہے کہ دوبارہ شیرخوارہ سے نکاح کر لے۔

اگر ایسے لڑکے یا لڑکی کا جن کے درمیان رضاعت ثابت ہے غلطی سے نکاح ہو جائے تو حاکم یا قاضی یہ نکاح فسخ کرا دیا جائیگا۔

حرمت مصاہرہ

سابق میں لکھا جا چکا ہے کہ جس عورت سے زنا کیا ہو یا اسے شہوت سے صرف ہاتھ لگایا ہو تو اس عورت کے اصول و فروع سب کے ساتھ نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ اس عنوان کے ماتحت اس اصول کی تفسیر و توضیح بیان کی جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے یا مس کرے عمداً یا اتفاقاً تو بہرحال اس عورت کی ماں اور بیٹی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور

اسی طرح اس عورت کے بقیہ تمام اصول و فروع کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت کو اپنی عورت سمجھ کر شہوت سے بوسہ لے یا مس کرے اور یا مباشرت کرے اور اس کے بعد اُسے معلوم ہو کہ یہ اس کی بیٹی تھی تو اس کی عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ مگر یہ حرمت اس وقت ثابت ہوگی جبکہ وہ لڑکی مشتہاۃ ہوگی۔ صغیرہ غیر مشتہاۃ کی مباشرت سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی اسی طرح مردہ عورت کی مباشرت سے بھی یہ حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

یہ بھی یاد رہے کہ منکوحہ کی بیٹی اس صورت میں حرام ہوتی ہے جب مرد اپنی منکوحہ عورت سے مباشرت کرے اگر مباشرت سے پہلے منکوحہ کو طلاق دیدے تو پھر اس کی بیٹی اس پر حلال ہے۔

ولیوں اور کفوؤں کا بیان

جاننا چاہیئے کہ جو عورت آزاد عاقلہ بالغہ ہو اس کا نکاح بدون اجازت اس کے ولی کے جائز ہے۔ اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے ان کے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہیں ہوتا۔ اس بارہ میں حضرت امام اعظم کی مضبوط دلیل یہ ہے کہ بہت سی آیات قرآنی میں معاملات کی نسبت خود عورتوں کی طرف کی گئی ہے ان میں سے صرف دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ سورہ بقر میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف واللہ بما تعملون خبیر	پھر جب یہ عورتیں اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو جو کچھ اپنی جانوں کے بارے میں امر معروف سے کریں تو اس میں تم پر کچھ

گناہ نہیں ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ بعد انقضائے عدت کے اگر عورت بطور خود نکاح کرے تو تم لوگوں پر کچھ گناہ نہیں تم ان کو مت روکو۔ حسن و زہری و سدی نے بھی اسی کے مانند تعبیر کی ہے اور ائمہ حنفیہ نے بھی اسی آیت سے بدون ولی کی اجازت کے عورت خود نکاح کر لینے کو جائز رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس میں صریح طور پر فعل کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے یعنی اپنے واسطے وہ نکاح کریں۔ اسی طرح حتّٰی تنکح زوجاً غیرہ میں بھی نکاح کر لینے کی نسبت عورت کی طرف ہے۔

تیسری آیت اور ہے فرمایا:-

فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف	تو عورتوں کو اس بات سے مت روکو کہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ مطلقات اور ان کے شوہران باہم راضی

علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارہ میں اتری ہے جس نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدی تھیں پھر اس کی عدت گذر گئی تو پھر اس شخص کو یہی بہتر معلوم ہوا کہ اسی عورت سے نکاح کر لے اور عورت بھی اس بات پر رضامند تھی مگر اولیا اس امر میں مزاحم ہوئے پس اللہ تعالےٰ نے ممانعت کر دی کہ عورت کو اس سے منع نہ کریں ایسا ہی مسروق، ابراہیم نخعی، زہری اور ضحاک نے بھی کہا ہے کہ یہ آیت معقل مذکورہ بالا میں اتری ہے۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن جمیل بن عبد اللہ بن عاصم کو بیاہ دی تھی پھر کسی وجہ سے اس نے اس کو طلاق دیدی یہاں تک کہ اس کی عدت بھی گذر گئی، اس کے بعد جمیل بن عبد اللہ اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اپنی عورت کے بھائی کے پاس آکر دوبارہ اس سے اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت بھی راضی تھی لیکن معقل اس بات پر سخت ناراض تھا اس نے اپنی بہن سے کہا اس نے تجھے طلاق بھی دیدی ہے اب پھر تو اس کی طرف مراجعت کرنا چاہتی ہے میں تیری قسم سے بیزار ہوں اگر تو اس سے نکاح کرے گی تو میں تیرا منہ نہ دیکھوں گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلایا اور اس کو یہ آیت سنائی معقل نے یہ حکم الٰہی سنکر کہا میں اپنے مالک کے حکم کے سامنے اپنی ناک رگڑتا ہوں۔ یا اللہ میں تیرے حکم سے راضی ہوا اسے بسر و چشم تسلیم کیا اور اپنی بہن کو خوشی سے بیاہ دی۔

ان تمام دلائل و شواہد سے معلوم ہوا کہ آزاد عاقل اور بالغ عورت بدون ولی کی اجازت کے اپنا نکاح خود کر لینے میں آزاد ہے اس کے اولیا کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں وہ اپنے عقد کی آپ مالک ہوتی ہے ہاں نابالغ لڑکی اور لڑکے اور ایسا ہی دیوانہ لڑکے لڑکی کا نکاح بغیر ولی کے جائز نہیں پہلا ولی بیٹا ہے یعنی اگر کسی شخص کی والدہ دیوانہ بیوہ ہے یا دیوانہ مطلقہ ہے تو اس کا بیٹا نکاح کرا سکتا ہے۔

اولیاء کی تفصیل

بعدہ اولی باپ ہے باپ کے بعد دادا علیٰ ہذا القیاس بعدہ حقیقی بھائی بعدہ پدری بھائی بعدہ بھتیجا حقیقی بعدہ پدری بھتیجا بعدہ حقیقی چچا بعدہ پدری بعدہ چچازاد بھائی حقیقی بعدہ چچازاد بھائی پدری پھر باپ کا چچا نکاح کرا دینے کا مستحق ہے۔ چھوٹے لڑکے لڑکی کے نکاح کرنے کا ولی کو اختیار ہے خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور۔ نیز جو شخص ارث میں مقدم ہے وہ ولی نکاح ہونے میں بھی مقدم ہے اگر نابالغی میں ولی نے اپنے لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دیا تو بالغ ہونے کے بعد ان کو عقد کے توڑ دینے کا اختیار ہے بشرطیکہ نکاح باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے کیا ہو۔

ایسے نکاح کو توڑنے کی صورت یہ ہے کہ ان کو چاہیئے کہ بالغ ہونے کے بعد قاضی کی عدالت میں پہنچکر یہ کہدیں کہ ہمیں نابالغی کی حالت کا کیا ہوا نکاح منظور نہیں وہ اس پر نکاح کو فسخ کر دیگا۔

صغیرہ نے اپنے نکاح کا حال کنوار پنے میں جانا اور بعد بالغ ہونے کے چپ رہی ہو کوئی ایسی بات کی جس سے اس بات پر دلالت ہو کہ نہ نکاح سے راضی ہو تو اس کا اختیار نہ ہوگا کہ وہ نکاح کو فسخ کرا لے۔

اگر ان دونوں میں سے نکاح کے ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مر جائے گا تو دوسرا اس کے ترکہ سے وراثت پائے گا۔ غلام نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہیں اور نہ کافر مرد مسلمان عورت کا ولی ہو سکتا ہے اگر عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو تو پھر ولایت کا حق ماں کو ہے پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو (جن کا باپ ایک ہو) پھر اخیافی بھائی یا بہن کو (جن کی ماں ایک ہو) پھر ذوی الارحام کو

تذکرۃ الصحابہ

حضرت زید بن ثابت انصاری

اسلام و غزوات آپ حسب و نسب کے لحاظ سے کاتب الوحی حضرت زید بن ثابت انصاری نامی قبیلہ خزرج کے خاندان نجار کے چشم و چراغ ہیں چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ ماں نے بڑی ناز برداری سے پرورش کیا۔ گیارہ سال ہی کی عمر تھی کہ جب حضرت مصعب بن عمیر تبلیغ اسلام کے لئے مدینہ تشریف لائے تھے آپ نے اسلام قبول کیا گویا آپ رسول مقبول کے مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی مشرف باسلام ہو گئے مستزاد یہ کہ مسلمان ہوتے ہی قرآن شریف حفظ کرنا شروع کر دیا۔ ہجرت نبوی سے پہلے پہلے آپ ۱۷ سورتوں کے حافظ ہو چکے تھے جب لوگوں نے آپ کو رسول کریم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور بہت خوش ہوئے۔ ۱۳ ہی سال کی عمر تھی کہ بدر میں جانے کا عزم ظاہر کئے ہوئے تھے مگر ۱۵ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں بھی شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا ایک تیر لگا مگر کوئی نقصان نہ پہنچا۔

ترتیب قرآن کی خدمت یمامہ کی جنگ میں بیشتر حفاظ کے شہید ہو جانے سے حضرت فاروق اعظمؓ کو قرآن کی طرف سے تشویش پیدا ہوئی حضرت صدیق اکبرؓ سے آ کر کہا یہی حالت رہی تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ انہوں نے حضرت زیدؓ کو بلا کر کہا کہ تم ہوشیار ذی عقل اور جوان آدمی ہو اور قابل اطمینان بھی اور کاتب وحی رہ چکے ہو تم ہی ترتیب قرآن کی خدمت انجام دو (چنانچہ) اصحاب کی ایک جماعت آپ کی اعانت کے لئے مقرر کر دی گئی۔ اب تک قرآن کھجور کی شاخوں اور پتلے پتلے پتھروں پر لکھا ہوا تھا آپ نے بڑی محنت و کاوش سے یہ خدمت انجام دی۔ یہ نسخہ قرآن حضرت صدیق اکبرؓ ان کے بعد حضرت فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت حفصہ بنت حضرت فاروق اعظم کے پاس یہ قرآن موجود رہا۔

عہد عثمانی میں جب اختلاف قرأت رونما ہوا تو حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے مشورہ پر حضرت عثمان غنیؓ نے مذکورہ قرآن حضرت حفصہ سے منگوایا اور چار بزرگوں سے جن میں ایک حضرت زید بھی تھے اس کی پانچ نقول کرائیں۔ مصحف صدیقی کو تو حضرت حفصہؓ کے پاس واپس بھیج دیا اور پانچوں نقول مختلف مراکز اسلام کو بھیج دیں۔ حضرت زیدؓ کاتبان وحی میں بھی امتیازی رتبہ کے حامل تھے قلم دوات چوڑی چوڑی ہڈیاں یا پتلے پتلے پتھر لئے حضور نبی کریمؐ کے پاس بیٹھے رہتے تھے جب وحی نازل ہوتی حضور نبی کریمؐ بولتے اور آپ لکھتے چلے جاتے۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین کی تائید جب سقیفہ بنی ساعدہ میں بصورت حضرت سعد بن عبادہ انصار کرام کا جلسہ بعد رحلت نبوی منعقد ہوا ہے اور حضرت سعد ہی کے انتخاب پر تقریریں شروع ہوئیں تو آپ جلسہ میں منتظرانہ موجود تھے کیونکہ رجحان عام کے خلاف آواز بلند کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی اسی اثنا میں اطلاع پا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمرؓ و ابو عبیدہؓ بھی وہاں پہنچ گئے حضرت عمر فاروقؓ نے مہاجرین کرام کی طرف سے بحث کا آغاز کیا تو جماعت انصار میں سے سب سے پہلے جس نے مہاجرین کی تائید میں صدا بلند کی وہ حضرت زیدؓ ہی کی ذات گرامی تھی آپ نے ایک مختصر مگر پرجوش تقریر میں انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ:-

"رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مہاجرین میں سے تھے اس لئے خلیفہ کا انتخاب بھی مہاجرین کرام ہی میں سے ہونا چاہئے ہم اس منتخب شدہ خلیفہ کے بھی انصار رہیں گے اسی طرح جس طرح کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے انصار رہے ہیں"

اپنی قوم کے خلاف اس کی توقعات کے علی الرغم اس آواز کا اٹھانا تعجبات سے تھا نا بلکہ یہ آواز الہام صداقت تھی جس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے کھڑے ہو کر حضرت زیدؓ کی تحسین کی اور فرمایا کہ:-

"خدا تمہیں جزائے خیر دے اگر اس کے سوا اور کوئی بات کہی جاتی تو ہم اس کے ماننے اور تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے"

حضرت زیدؓ مجمع سے اٹھے اور حضرت صدیق اکبر کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑ کر انصار کرام سے کہا کہ آیئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کیجئے چنانچہ آپ ہی کی طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ بیعت کا عام سلسلہ شروع ہو گیا اور حضرت صدیق اکبر خلیفہ منتخب ہو گئے۔

عہدہ کتابت پر تقرر سلاطین و والیان ملک کے نامے اکثر و بیشتر موصول ہوتے رہتے تھے جو زیادہ تر سریانی و عبرانی زبان میں ہوتے تھے اور اس زبان کے جاننے والے زیادہ تر یہودی تھے جن کی دشمنی اسلام کی بنا پر وہ بھروسہ کے قابل نہ تھے اس لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت زیدؓ کو سریانی اور عبرانی سیکھنے کا حکم دیا تھا نہایت ذہین و ذکی تھے پندرہ روز ہی میں آپ نے دونوں زبانوں میں اتنی مہارت پیدا کر لی کہ خطوط پڑھ لیتے تھے اور جواب لکھ دیتے تھے اس لیاقت کی وجہ سے آپ کتابت کے عہدہ پر آنحضرتؐ کی وفات کے وقت تک فائز رہے۔ عہد صدیقی میں بھی آپ کا یہ عہدہ بحال رہا البتہ کثرت کار کی بنا پر معیقیب دوسی آپ کے مددگار مقرر ہو گئے۔

عہدہ افسری خزانہ عہد فاروقی میں عہدہ قضا نے مستقل صورت اختیار کر لی اور اس کے پہلے قاضی آپ ہی مامور ہوئے اپنے گھر ہی میں مقدمات فیصل کرتے تھے۔ دارالخلافت اور قرب و جوار کے تمام مقدمات آپ ہی کے پاس آتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابی بن کعبؓ سے نزاع کے سلسلہ میں خود اسی عدالت میں بحیثیت مدعا علیہ

حاضر ہوئے۔ عہد عثمانی میں آپ مدینہ منورہ کے بیت المال کے افسر مقرر ہوئے جو دار الخلافت کا سب سے بڑا خزانہ تھا۔ یہاں آپ کے ماتحت ایک پورے کا پورا عملہ تھا آپ عہد صدیقی و فاروقی میں مجلس شوریٰ کے بھی ممبر تھے قابلیت انتظامی اور بلند پائگی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضہ اور حضرت عثمان غنی رضہ نے جب کبھی مدینہ منورہ سے سفر کیا ہے تو آپ ہی کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے عہد فاروقی میں آپکو تین بار یہ شرف حاصل ہوا۔ اور حضرت فاروق اعظم آپ کے انتظام سے بیحد خوش ہوئے۔

بارگاہِ خلافت میں تقرب

تقسیم وظائف کا کام بھی آپ کے سپرد رہا اور عہد فاروقی میں معرکہ یرموک کی غنیمت بھی آپ نے تقسیم کی۔

حضرت زید عہد فاروقی و عہد عثمانی دونوں میں مقربین بارگاہ خلافت کی حیثیت رکھتے تھے۔ ہر خلیفہ وقت کے معتمد خاص بنے رہے جب مدینہ منورہ میں باغیوں کا مجمع بڑھنے لگا ہے تو آپ کو خاص تشویش تھی، حضرت زید رضہ نے امیر المومنین کے ہولناک مصائب دیکھکر ایک روز تقریر کی جس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا

یا معشر الانصار کونوا انصار اللہ مرتین یعنی اے انصار خدا کے دو مرتبہ انصار بنو“

وہ تو یوں کہئیے کہ حضرت عثمان غنی رضہ سے صحابہ کرام رضہ کا بھی بعض طبقہ بدظن تھا اس پر حضرت ابو ایوب انصاری کہ عثمان رضہ کی امداد پر صرف اس وجہ سے لوگوں کو آمادہ کرتے ہو کہ انھوں نے تمہیں بہت سے غلام دیدئیے ہیں: ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضہ کی عام رائے پر حضرت زید غالب نہ آ سکتے تھے یہ بے دھرمی دیکھکر آپ نے اپنی تقریر ختم کی اور خاموشی کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھ گئے تاہم پھر بھی آپ سے جتنی امکانی امداد دی جاسکتی تھی دی۔

علم قرأت و فرائض کے کمالات

۵۶ھ میں جبکہ سن شریف ۵۶ سال ہی کا تھا عہد معاویہ میں وفات پائی لاش قبر میں اتاری گئی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضہ نے نہایت حسرت سے کہا دیکھو! علم اس طرح جاتا ہے۔ آج علم کا بڑا حصہ دفن ہو گیا۔ حسان بن ثابت نے مرثیہ لکھا۔

حضرت زید رضہ قرأت، فرائض، قضا اور فتاویٰ میں نہایت ممتاز تھے۔ علامۃ التابعین امام شعبی کہا کرتے تھے کہ زید رضہ فرائض کی طرح قرأت میں بھی تمام صحابہ پر فوقیت لے گئے تھے۔ سلسلہ قرأت دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے جو قرأت اس وقت قائم کی وہ آج بھی باقی ہے اور چالیس کروڑ مسلمانان عالم یہی قرأت کرتے ہیں۔ قرآن میں راسخین فی العلم کا درجہ رکھتے تھے آپ کی مرویات کی تعداد ضرور زیادہ نہیں لیکن آپ کا یہ کارنامہ بھی بہت بڑا کارنامہ ہے کہ حدیث میں درایت سے کام لیتے تھے۔

جب رافع بن خدیج رضہ نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول کریم نے کھیت کرایہ پر دینے کی ممانعت کی ہے تو فرمایا خدا ان کی مغفرت کرے۔ دو شخص باہم جھگڑ رہے تھے اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ اگر یہی حالت ہے تو کھیتوں کو کرایہ پر نہ اٹھانا چاہئیے“ رافع نے صرف اخیر کا ٹکڑا سن لیا۔ حضرت فاروق اعظم رضہ آپ کی علمی لیاقت ہی کی بنا پر آپ کو مدینہ منورہ کے باہر کہیں نہ جانے دیتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم نے تمام لوگوں کو فتویٰ دینے سے روک رکھا تھا لیکن زید مدینہ ہی میں بیٹھکر اہل مدینہ اور تمام آنے جانے والوں فتاویٰ بتاتے تھے علم فرائض کے موجد آپ ہی ہیں مختلف جزئیات کا استخراج کر کے متعدد نئے مسائل پیدا کئے آپ کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت، جودت فکر اور دل و دماغ کی تربیت سے قدمائے اسلام انگشت بدنداں تھے۔ رسول کریم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ: ”میری امت کے ... سب سے بڑے فرائض داں زید ہیں“

قرن اول کا ممتاز ترین عالم و محاسب

آپ کا شمار مجتہدین صحابہ میں خلفائے راشدین اور امیر معاویہ کے عہد میں آپ مدینہ منورہ کے مفتی اعظم تھے آپ کے فتاویٰ پر آپ کی زندگی ہی میں مشرق و مغرب عمل پیرا تھے یہ مسلم امر ہے کہ علم فقہ کی شہرت و سعت کا باعث صحابہ کرام میں چار بزرگوں کی ذات تھی زید بن ثابت رضہ عبداللہ بن مسعود رضہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس انہی کے تلامذہ سے آفاق عالم میں دین کی اشاعت ہوئی لیکن مدینہ منورہ کہ نبوت کا دار القرار تھا حضرت زید رضہ جیسے اصحاب کی بدولت علوم و فنون کا مرکز بنا تھا۔ علوم شرقیہ کے علاوہ عبرانی سریانی رومی قبطی اور حبشی زبانیں بھی جانتے تھے اور حساب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے حالانکہ اسلام کے ابتدائی عہد تک عربوں کو ہزار سے زیادہ گنتی بھی معلوم نہ تھی خراج کا حساب رومی یا ایرانی کیا کرتے تھے لیکن آپ کو حساب میں اس قدر دخل تھا کہ فرائض کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل حساب کے ذریعہ حل کر لیتے تھے۔

بہت خوشنویس و خطاط بھی تھے فرامین عہد ناموں اور خطوط کے سوا نقشے بھی خوب تیار کرتے تھے غرض اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور ہمہ دان مفتی یا ہر اسنہ سمجھے جاتے تھے۔

عزت و عظمت

بارگاہ رسالت کے محبوب و مقرب و حاضر باش تھے کوئی امر خلاف سنت دیکھتے تو اس کا صدور خواہ کتنی ہی بڑی شخصیت سے ہوتا تنبیہ ضرور فرماتے آپ نے شرجیل بن سعد کو ایک چڑیا پکڑے دیکھ لیا تھپڑ مار کر چھین کر اڑا دی فرمایا او نفس کے دشمن تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اکثر لوگوں کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور روک دیتے تھے۔ آپ کے اندر عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جو دوسروں سے ہی مخصوص نہ تھی مسلمانوں میں بھی اسے پسند نہ کرتے تھے۔

صحابہ سے لے کر امراء اور رؤسا بنو امیہ تک آپ کی تعظیم کرتے تھے نہایت منکسر المزاج ضرور تھے مگر ادعا بھی اعلےٰ پیمانہ پر موجود تھا خانگی زندگی نہایت پر لطف تھی گھر میں جاتے تو بڑی دلچسپ باتیں کرتے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد کافی تھی اور یہ آپ ہی کی تربیت و تعلیم کا ثمرہ تھا کہ اپنے زمانہ میں سب کے سب مشہور اور علم حدیث میں مرجع انام رہے وہ لستند اور خوددار صحابی تھے اور زندگی بہت عیش اور خوش اسلوبی کے ساتھ بسر کی۔

تذکرۃ الاولیاء

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح

علم و فضل اور بیعت و خلافت

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ کے ... اور امام ربانی بزرگ گذرے ہیں ... ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے علوم دینی و دنیوی کے جامع اور صاحب تصرف عارف تھے سلسلہ مجددیہ کے بانی ہیں شریعت و طریقت دونوں کے مہر درخشاں تھے۔ ... ہجری کے بعد ... پیشوا ... ولی ... تک آپ کی ... ہوئی تھی اور آپ آفتاب ولایت ... آپ کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاروق اعظم پر جاکر منتہی ہوتا ہے۔ ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے آباؤ اجداد کابل کے رہنے والے تھے مگر بعد کو انہوں نے سرہند (پنجاب) کو وطن اختیار کر لیا تھا کمسنی ہی سے آپ نے اظہار کرامات شروع کر دیا تھا مکتب میں گئے ... نمایاں رہی آپ کی ذہانت بھی آپ کی کرامت تھی جو ایک دفعہ دیکھ لیا پڑھ لیتے سب ... رہتا اور کبھی نہ بھولتے یہی وجہ تھی کہ بہت جلد علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ اس کے بعد آپ دہلی پہنچے یہاں اس وقت خواجہ محمد باقی باللہ کا آوازہ شہرت بلند ہو رہا تھا اور ... نقشبندی فیوض کا دریا جوش مار رہا تھا آپ پہنچے اور نقشبندی سلسلہ میں خواجہ کے مرید ہو گئے خواجہ ہی کی زیر تربیت آپ نے تربیت باطنی حاصل کی اور مراحل باطنی طے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا اس کے بعد آپ کو دیگر سلاسل کے بھی خرقہ ہائے خلافت عطا ہو گئے ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی اس طرح کہ آپ ایک روز مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے مریدین کی تعلیم میں مصروف تھے کہ اسی اثنا میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی تشریف لے آئے اور آپ کو سلسلہ قادری کا خرقہ بھی عطا فرمایا ابھی تک آپ نقشبندی سلسلہ کے خلیفہ تھے قادری سلسلہ کا خرقہ ملتے ہی آپ کو خیال پیدا ہوا ... نقشبندی سلسلہ میں مبادا کہیں قادری خرقہ لینے سے پیران نقشبندی خفا ہو جائیں اسی وقت آپ پر ایک حالت طاری ہوئی اور آپ نے برای العین دیکھا کہ

"حضور غوث الثقلین، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند حضرت شیخ نجم الدین کبری، خواجہ محمد باقی باللہ اور خواجہ مدار صاحب پیران عظام تشریف فرما ہوئے اسی وقت سب نے آپ کو اپنی طرف سے خلافت عطا کی۔ یہ حالت تھی کہ اس روز صبح کے وقت سے جو حالت طاری ہوئی اور مراقب بیٹھے ہیں تو ظہر کے وقت سر اٹھایا ہے۔ اس تمام دوران میں عطائے خلافت کے معاملے ہی ہوتے رہے۔ یہ تھی حضرت شیخ احمد کی شان۔

عظمت و جلال

حضرت شیخ نعمان نے بھی مراقبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جو شیخ احمد کو دوست ہے وہ میرا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے تا آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے جو میرے سلسلہ میں مرید ہوں گے ان کی خبر مجھے برابر ملتی رہے گی ان پر آتش دوزخ حرام ہوگی۔

آپ کے مکتوبات دیکھنے سے آپ کی عظمت کا احساس ہوتا ہے شیخ عبد الخالق لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن تھا وہ کہیں آپ کے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا ایک جگہ اس نے حضرت امیر معاویہ کی تعریف دیکھی تو اتنا غصہ آیا کہ اس نے مکتوبات کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اسی شب کو اس نے دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب تشریف لائے اور اس کے کان پکڑ کر فرمایا بے ادب! تو میرے کلام پر اعتراض کرتا ہے اگر تجھے اس کی صحت میں کلام ہے تو آ میں تجھے ابھی تیرے جد حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لئے چلتا ہوں وہ خود تجھے بتائیں گے چنانچہ کھینچتے ہوئے لے گئے اور عرض کی یہ شخص سید ہے اور حضرت امیر معاویہ کی تعریف کی بنا پر مجھ پر معترض ہے ان کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے حضرت شاہ مرتضیٰ علی نے فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے کسی کو ہرگز عداوت نہ رکھنی چاہئے شیخ احمد نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے یہ سنکر خواب ہی میں وہ متکبر ہوا اور کچھ بحث کرنے لگا اس پر حضور کو غصہ آ گیا اور آپ نے اس کے سینے پر ایک گھونسہ رسید کیا۔ بیدار ہوا تو اس کے سینہ پر اس گھونسے کی ضرب سے سخت درد ہو رہا تھا۔ توبہ کر کے حاضر خدمت ہو کر مرید ہو گیا۔

حضرت مجدد صاحب اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی میں باہمی نزاع پیدا ہو گئی شیخ عبد الخالق ایک مرتبہ دہلی گئے تو شیخ سے بھی ملے اور مجدد صاحب کے کچھ فضائل و کرامات بیان کیں شیخ نے ان سے انکار کیا انھوں نے عرض کی کہ آپ دونوں بزرگ ہیں دونوں میں نزاع نہ باقی رہنی چاہئے بہت کچھ ہو چکا ہے اچھا قرآن کو منصف بنا لیجئے اور اس کے فیصلے پر عمل کیجئے چنانچہ حضور کے قرآن جو کھولا گیا تو یہ آیت نکلی رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اس پر شیخ عبد الحق معترف ہو گئے جھگڑا دور ہوا اور تنازعہ ختم ہو گیا۔ یہ نزاع عارفانہ نہیں عالمانہ تھی اور ابتدا ہی میں ہوئی تھی جو بعد کو بہت جلد ختم ہو گئی۔

ہندو خاتون سے معاشقہ اور آپ کی دعا

سید غلام [illegible] دہلوی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ اپنے مریدوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے فرمانے لگے مجھے اپنے ایک مرید کی گردن میں طوق کفر پڑا نظر آ رہا ہے مگر بعد کو وہ راہ راست پر بھی آ جائے گا جتنے مرید تھے یہ سنکر خوفزدہ ہو گئے کہ خدا معلوم وہ کون مرید ہے؛ اور یہ بلا کس پر مسلط ہونے والی ہے تھوڑی دیر بعد آپ نے یہ خود ہی فرما دیا کہ وہ مرید شیخ طاہر ہیں یہ سنکر مجلس کو

اور تعجب و تحیر ہوا لیکن جو آپ نے فرمایا تھا وہ ہوکر رہا کچھ روز بعد شیخ طاہر ایک پری جمال ہندو عورت پر ہزار جان سے شیدا ہوگئے عشق کی انتہا یہ تھی کہ اسلام بھی جوش عشق میں ترک کرکے زنار پہن لیا ہم وقت وارفتگی عشق مسلط رہتی ہی شیخ طاہر آپ کے دونوں صاحبزادوں کے استاد بھی تھے اور آپ کو بھی ان کے ساتھ بہت محبت تھی اس لئے آپ کو ان کے مرتد اور مجنون ہو جانے کا بہت افسوس ہوا آپ کے دونوں صاحبزادوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور ہمارا استاد اور کفر کے دلدل میں ڈوب رہا ہے انھیں سنبھالئے بہت اصرار پر آپ نے دعا مانگی کہ بار الٰہا حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو کوئی کام دشوار معلوم ہو اور اس میں اس کے کرنے کی قدرت نہ ہو تو میرے توسل سے دعا کرے اللہ تعالیٰ ضرور اعانت کریگا لہذا میں انہی کے وسیلہ کو درمیان میں لاکر تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو شیخ طاہر کو اس بلائے کفر سے نجات دے۔ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت شیخ طاہر حاضر ہوکر مسلمان ہوئے اور خلافت پاکر درجہ کمال کو پہنچے۔

قید و بند کی ابتلا

جب آپ کا شہرۂ کمال بلند ہوا تو ایک جماعت نے تو آپ کی شدید مخالفت پر کمر باندھی علمائے ہند کی اکثر آپ کی مخالف ہوگئی انتہا یہ ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی جیسے بزرگ کو بھی زیادہ مدت تو نہیں مگر کچھ دنوں تک آپ کے ساتھ تنازعہ رہا اس سے آپ کو بڑی تکالیف پہنچیں مگر آپ نے ہمت و استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور مردانہ وار تمام مخالفتوں اور مصیبتوں کا مقابلہ کیا علماء تو مخالف تھے شیعہ جماعت نے مخالف ہوکر جام مصائب کو لبریز کردیا اس لئے کہ یہ عہد جہانگیر کا عہد تھا اور جہاں بیگم کا طوطی بول رہا تھا اور وہ شیعہ تھی شیعوں نے نورجہاں بیگم کو بھڑکایا اور نورجہاں نے جہانگیر کو ورغلایا اور آپ گرفتار ہوکر آگرہ دربار میں پہنچے اور قید کردیئے گئے دو برس تک آپ جیلخانہ میں رہے اور مصائب نیاز و جبار آپ نے بڑی تاہت تابی سے برداشت کئے آپ بزرگ تھے ولی تھے اللہ کے دوست تھے آپ کی ایک بددعا میں قید کرنے والوں کا کہیں ٹھکانا نہ لگ سکتا تھا مگر آپ نے کبھی بد دعا نہیں اور نہ بددعا کرنا بزرگوں کا شیوہ رہا ہے مریدوں نے ہرچند اصرار کیا کہ آپ بادشاہ کے لئے بددعا کریں مگر آپ نے بددعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے بلکہ دعا ہی کرتے رہے جانتے اور سمجھتے تھے کہ جہانگیر بہر عادل فرمانروا ہے اور اس قید میں اس کا ہاتھ نہیں بلکہ وہ غلط فہمیوں کا شکار رہا ہے جیلخانے میں آپ نے تبلیغ و اصلاح کا کام شروع کردیا دو برس کی مدت میں سیکڑوں نہیں ہزاروں غیر مسلم قیدی آپ کی سعی سے مسلمان ہوئے اور مسلمان قیدیوں نے معاصی سے توبہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ مبلغ خود اس تعلیم کا نمونہ ہو جس کی وہ تبلیغ کرتا تعلیم سے زیادہ اثر نمونہ کا پڑتا ہے پھر صوفیہ تو سادگی اسلام کا ایک زندہ نمونہ ہوتے ہیں اور اخلاق و عمل کے جوہروں سے آراستہ! چونکہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے اس لئے ان کی بات میں غضب کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھ لیجئے حضرت نے جیلخانہ میں وہ کیا جو باہر بھی اور نہیں کرسکتے۔

رہائی اور شاہانہ احترام

خاندان تیموریہ کا ہر رکن نقشبندی سنت رہا ہے یہ محض اتفاق تھا کہ جہانگیر کے ہاتھوں آپ کو اسیر بند و سلاسل ہونا پڑا جب جہانگیر پر آپ کی بے گناہی کا راز فاش ہوا تو اس نے فوراً آپ کی رہائی کا حکم صادر کیا اور آپ کو اپنے سامنے بلاکر بر سر دربار آپ سے اپنی خطاؤں کی معذرت چاہی اور ان تکالیف کی معافی مانگی جو اس کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔

یہی نہیں جہانگیر نے آپ کو نہایت عزت و اکرام کے ساتھ رکھا پھر تو یہ حالت تھی کہ جہانگیر کہا جاتا تھا اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو جدا کرنا نہ چاہتا تھا وہ خود تو مرید ہو چکا تھا اور اب دوسری جگہ مرید نہ ہو سکتا تھا تاہم اس نے اپنے نوجوان اور لائق فرزند اور ولیعہد سلطنت شاہزادہ خرم کو جو آگے چل کر شاہجہاں کے لقب سے فرمانروائے سلطنت ہند ہوا آپ کا مرید کردیا اس طرح اس نے تمام گذشتہ غلطیوں کی تلافی کی سعی کی اس سے جہانگیر کے اخلاق پر بھی کتنی تیز روشنی پڑتی ہے ارض ہند کا ایک مطلق العنان اور جلیل القدر فرمانروا جس کی ایک گردش چشم میں بڑے بڑے سرداروں کی جانوں کا فیصلہ ہو سکتا تھا اور جس کے نام سے دنیا تھرا اٹھتی تھی وہ ایک درویش سے معافی مانگتا ہے علانیہ مانگتا ہے اور بر سر دربار مانگتا ہے اور اپنی غلطیوں کے اعتراف میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہوتا پھر نہ صرف یہ بلکہ وہ آپ کی شاہانہ عزت کرتا ہے اور آپ کے سامنے جب آتا ہے مودب آتا ہے اس عہد میں اس اخلاق و عمل کی مثالیں ڈھونڈے بھی کہیں نہیں ملیں گی یہ جہانگیر کی اسی کریمانہ اخلاق کا ثمرہ تھا اور اورنگ زیب اور شاہجہانی و عالمگیری عہد کے امراء و اراکین سلطنت بھی اسی سلسلہ میں مرید ہوتے رہے۔ اور اسے شاہانہ پشت پناہی حاصل ہوگئی۔

تصرفات و کرامات

آپ کی قید و بند کے اولین محرک شیعہ حضرات ہی تھے۔ جہانگیر کو تحقیق پر یہ اچھی طرح علم ہوگیا کہ آپ نے رد روافض میں جو رسالہ تالیف کیا اس کی بنا پر شیعہ جماعت آپ کی مخالف ہوگئی دشمن تھی۔ نورجہاں کو معاون بنایا اور وہ تدابیر عمل میں لائے کہ ارض ہند کی یہ جلیل القدر ہستی سنت یوسفی کی ادائیگی پر مجبور ہوگئی۔ اسی لئے جہانگیر کو بہت شرمندگی اور بہت افسوس تھا لیکن اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا آپ کی یہی قید آپ کی شہرت اور عالمگیر عظمت کا باعث بن گئی۔ یوں تو اولیاء اللہ جانے مگر بظاہر تو یہی نظر آتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ آپ قید ہوئے تو تمام شہزادے اور امراء آپ کے مرید ہوگئے۔

سید محمد صالح کو بھڑائچ روانہ کرتے ہوئے ہدایت کردی کہ لا بلاد پڑھتے ہوئے جانا اور کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کرنا۔ راستہ بھول گیا سامنے سے ایک شیر نکل آیا آپ کو یاد جو کیا تو بذات خود سامنے آکر شیر کو بھگا دیا شیخ جان محمد جالندھری کے دل میں آیا کہ کاش آپ مجھے حضور غوث پاک کی زیارت کرادیں آپ اسی وقت انھیں لیکر کھڑے ہوئے فرمایا قطب تارا دیکھو انھیں اس تارے سے سیاہ خرقہ پہنے ایک سوار نکلا اور آپ کے سامنے آگیا۔ آپ نے جھک کر تسلیم کی اور ان سے فرمایا جان محمد زیارت کرو حضور غوث آپ ہی ہیں۔ زندگی بھر اس قسم کی بیشمار کرامات آپ سے سرزد ہوئیں حقیقت یہ ہے کہ آپ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد اعظم تھے اور نقشبندی ہی نہیں قادری سہروردی اور صابریہ سلسلوں سے بھی آپ کو خرقہ خلافت ملا تھا۔

صفر ۱۰۳۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک سرہند میں مرجع خلائق ہے آپ کے سات فرزند تھے اور ساتوں ولی ہوئے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گزشتہ)

گیارہ علموں کی تیاری اور گیارہ سرداروں کا انتخاب

اس اعلان کو تمام صوبوں کے ہر اطراف ملک میں روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گیارہ علم تیار کرائے اور گیارہ سرداروں کا انتخاب کیا اور ایک ایک علم ہر ایک سردار کو دے دیا گیا اور ایک ایک دستہ فوج ان کو دیا۔ ہر ایک سردار کو تاکید کر دی کہ جہاں جہاں اسلام پر ثابت قدم قبائل ملیں ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ ان قبائل کی ہر طرح حفاظت و اعانت کی جائے اور جہاں جہاں مرتدین ملیں ان پر چڑھائی کی جائے ان گیارہ سرداروں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

پہلا علم خالد بن الولید کو۔ دوسرا علم عکرمہ بن ابی جہل کو۔ تیسرا علم شرحبیل بن حسنہ کو۔ چوتھا علم خالد بن سعید کو۔ پانچواں علم عمرو بن العاص کو۔ چھٹا علم حذیفہ بن محصن کو۔ ساتواں علم عرفجہ بن ہرثمہ کو۔ آٹھواں علم طریفہ بن حاجز کو۔ نواں علم سوید بن مقرن کو دیا گیا۔ دسواں علم علاء بن الحضرمی کو دیا گیا۔ اور گیارہواں علم مہاجر بن ابی امیہ کو دیا گیا۔

حضرت خالدؓ کو طلیحہ بن خویلد اسدی پر چڑھائی کرنے کا حکم ملا اور ہدایت دی گئی کہ وہ اس مہم سے فارغ ہو کر مالک بن نویرہ پر حملہ آور ہوں۔ عکرمہ بن ابی جہل کو حکم ملا کہ مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کریں اور اس سے فارغ ہو کر شرحبیل بن حسنہ کو ساتھ لیکر حضر موت میں بنو کندہ اور بنو قضاعہ پر حملہ کریں۔ خالد بن سعید کو حکم ملا کہ وہ مرتدین بنو قضاعہ کی سرکوبی کریں۔ حذیفہ بن محصن کو عمان کی طرف جانے کا حکم ملا۔ عرفجہ بن ہرثمہ اہل مہرہ کی طرف بھیجے گئے۔ طریفہ بن حاجز کو بنو سلیم اور ہوازن کی طرف بھیجا گیا۔ سوید بن مقرن کو یمن کی جانب روانہ کیا گیا۔ علاء بن الحضرمی کو بحرین کا حکم ملا۔ اور مہاجر بن ابی امیہ کو صنعا کی طرف جانے کا حکم ملا۔

سرداران اسلام کے نام ایک فرمان

حنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن الولید کو نصیحت فرمائی کہ مرتدین سے پانچ ارکان پر مقاتلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک کا بھی انکار کریں تو ان سے اسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں کے لئے لڑتے ہو وہ پانچ ارکان یہ ہیں: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا اور روزہ رکھنا

علاوہ ازیں ایک اور فرمان ان تمام سرداروں کو روانگی کے وقت ایک ہی مضمون کا لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

یہ عہد نامہ ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے جو فلاں سردار کو دیا جاتا ہے جبکہ وہ لشکر اسلام کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کو روانہ کیا جا رہا ہے اس سردار سے ہم نے اقرار لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ظاہراً و باطناً اپنے تمام کاموں میں ڈرتا رہے گا۔ ہم نے اس کو حکم دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتدین سے لڑے مگر پہلے ان پر اتمام حجت کرے اور ان کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ قبول کریں تو لڑائی سے باز رہے اور اگر وہ قبول نہ کریں تو ان پر حملہ کرے یہاں تک کہ وہ اسلام کا اقرار کریں پھر ان کو ان کے فرائض اور حقوق سے آگاہ کیا جائے جو ان پر فرض ہے وہ ان سے لیا جائے اور جو ان کے حقوق ہیں وہ ان کو دیئے جائیں۔ اس بارہ میں رعایت کسی کی نہ کی جائے مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے سے نہ روکا جائے جس نے احکام خداوندی کا انکار کیا اس سے لڑائی کی جائے گی اور جو اس دعوت کو قبول کر لے گا وہ بے گناہ سمجھا جائے گا اور جو شخص اقرار باللہ کے بعد دل میں کچھ اور عقیدہ رکھتا ہوگا اس کا حساب خدا تعالیٰ اس سے لیگا۔ جو لوگ لشکر [illegible] بنیاد ہیں گے اور خدا تعالیٰ نے ان پر مسلمانوں کو غلبہ عطا کر دیا تو ان کی غنیمت علاوہ خمس کے تقسیم کر دیا جائے گا اور خمس ہمارے پاس بھیج دیا جائے گا۔ ہم نے یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ سردار لشکر اپنے ہمراہیوں کو جلد بازی سے منع کرے اور غیر کو اپنے لشکر میں داخل نہ ہونے دے جب تک کہ اس کو اچھی طرح جانچ نہ لے تاکہ جاسوسوں کے فتنہ سے محفوظ رہے یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ مسلمانوں سے نیک سلوک کرے روانگی اور قیام میں لوگوں سے نرمی کرے اور ان پر رحم کرے نشست و برخاست اور گفتگو میں ایک دوسرے کے ساتھ رعایت اور نرمی کو ملحوظ رکھا جائے۔ یہ سب سردار ماہ جمادی الاول ۱۱ھ میں مدینہ منورہ سے اپنے اپنے علاقوں میں روانہ ہو گئے اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے

مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کا وطن یمامہ تھا اور یہ بنو حنیفہ کے وفد میں شامل ہو کر دربار نبوی میں بھی حاضر ہوا تھا غالباً دربار نبوی کو دیکھ کر اس کے دماغ میں نبی بننے کا خبط سمایا ہوگا چنانچہ جب یہ اپنے وطن واپس ہوا تو وہاں جا کر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور آنحضرتؐ کو ایک خط لکھا کہ نبوت میں آپ اور میں دونوں شریک ہیں لہذا نصف ملک آپ کا اور نصف میرا رہے گا: جس وقت یہ خط آپ کو پہنچا آپ نے اس کا یہ جواب لکھا کہ:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب۔ سلام علی من اتبع الہدی۔ اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

ترجمہ:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد الرسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اما بعد زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور عاقبت واسطے متقین کے ہے۔"

اس جواب کے بعد آپ نے بنو حنیفہ کے ایک معزز شخص رجال بن عنفوہ کو روانہ کیا کہ وہ جا کر مسیلمہ کو اس دعویٰ اور گمراہی سے روکے اور اسلام پر

قائم رہنے کی نصیحت کرے مگر یہ شخص یمامہ میں آ کر بجائے اس کو نصیحت کرنے کے خود اس کا متبع بن گیا اور مسیلمہ کو اس سے تقویت پہنچی حضورؐ کی حیات میں مسیلمہ کا کچھ تدارک نہ ہو سکا۔ اب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی سرکوبی کے لئے عکرمہ بن ابی جہل کو مامور فرمایا اور ان کی امداد پر شرحبیل بن حسنہ کو مقرر کر دیا۔

عکرمہ کو چاہیئے تھا کہ وہ شرحبیل بن حسنہ کی معیت میں مسیلمہ پر لشکر کشی کرتے لیکن انہوں نے شرحبیل بن حسنہ کو ساتھ لئے بغیر ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے شکست کھائی۔ جب اس شکست کا علم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہوا تو آپ نے عکرمہ کو لکھا کہ مدینہ واپس آ نیکی ضرورت نہیں بلکہ حذیفہ و عرفجہ کے ساتھ جا کر شریک ہو جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ و اہل عمان والوں سے لڑو۔ جب اس مہم سے فراغت ہو تو مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن و حضر موت میں چلے جانا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا شرحبیل بن حسنہ کو لکھا کہ وہ پہلے حضرت خالد بن الولید اور پھر عمرو بن العاص کے ساتھ شریک جنگ ہوں۔

مالک بن نویرہ اور سجاح

حیات نبوی صلعم میں بنو تمیم کے قبائل مسلمان ہو چکے تھے حضور نے ان قبائل پر انہیں کی قوم کے ذی اثر لوگوں کو عامل مقرر کر دیا تھا جن کے نام یہ ہیں زبرقان بن بدر، وکیع بن مالک، صفوان بن صفوان، مالک بن نویرہ اور قیس بن عاصم وغیرہ یہ اپنے اپنے علاقوں میں کام کرتے رہے لیکن جب وفات نبوی کی خبر مشہور ہوئی تو قیس بن عاصم مرتد ہو گیا صفوان بن صفوان اسلام پر قائم رہے اور اس بنا پر قیس و صفوان میں جنگ شروع ہو گئی مالک بن نویرہ کے دل میں بھی چونکہ کھوٹ تھا اس سے اس نے بھی وفات نبوی کی خبر سنکر مسرت کا اظہار کیا۔

اسی اثناء میں سجاح بنت الحرث بن سوید نے نبوت کا دعوی کر دیا یہ عورت بنی تغلب سے تعلق رکھتی تھی اس لئے بنی تغلب کے چند سرداروں مثلاً ہذیل بن عمران، بنی نمر کے سردار عقبہ ابن ہلال اور بنی شیبان کے سردار سبیل بن قیس نے اس کے دعوی کو قبول کر لیا اسی طرح رفتہ رفتہ سجاح کے پاس چار ہزار کا لشکر تیار ہو گیا مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک اس کے شریک کار ہو گئے اور سجاح نے مدینہ پر حملہ آور ہونیکا ارادہ کر لیا مگر بنو تمیم کے قبائل میں اختلاف پیدا ہو گیا اب یہ حیران تھی کہ بنو تمیم پر حملہ کرے یا مدینہ پر مالک بن نویرہ نے مشورہ دیا کہ اس کو پہلے بنو تمیم پر حملہ کرنا چاہیئے چنانچہ سجاح نے بنو تمیم پر حملہ کیا اور سجاح کے لشکر کو شکست ہوئی مگر پھر دونوں لشکروں میں صلح ہو گئی اور سجاح نے مدینہ کا رخ کیا مگر تھوڑی دور جا کر مالک بن نویرہ اور وکیع اس کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور یہ اکیلی ہی آگے بڑھی۔

سجاح کا خود ساختہ مذہب

سجاح نے اپنے پیروؤں کے لئے پنجوقتہ نماز کو تو لازمی رکھا تھا مگر ان کے لئے سور کے گوشت کھانے شراب پینے اور زنا کو جائز کر دیا تھا گویا اچھا خاصہ شہوت پرستی اور ہوس رانی کا جاذب توجہ مذہب تھا یہی وجہ ہے کہ بعض عیسائی بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گئے تھے غرض سجاح اپنا لشکر لئے ہوئے بنو تمیم کی بستیوں سے آگے بڑھ گئی آگے جا کر اسے معلوم ہوا کہ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر لئے ہوئے اس طرف کو آ رہے ہیں۔ ادھر یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذاب نے بھی بہت سی جمعیت کر لی ہے اب اسے دونوں طرف سے خطرہ لاحق ہو گیا۔ اسی طرح جب مسیلمہ نے اسلامی اور سجاح کے لشکر کا حال سنا تو اسے بھی دونوں طرف سے خطرہ ہوا اسی اثناء میں عکرمہ اور شرحبیل بھی اپنی جمعیت کو لئے ہوئے یمامہ کے قریب پہنچ چکے تھے اور اسلامی سردار سجاح و مسیلمہ کو شریک کار سمجھکر نہایت آل اندیشی اور فکر و تدبیر سے کام لے رہے تھے۔

مسیلمہ نے ایک خط کے ذریعہ سجاح سے دریافت کیا کہ تمہارا ارادہ کیا ہے اس نے جواب میں لکھوا دیا کہ میں مدینہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔ میں نبیہ ہوں اور سنا ہے کہ آپ بھی نبی ہیں کیا اچھا ہو کہ ہم دونوں مل کر مدینہ پر حملہ کریں مسیلمہ نے جواب دیا کہ جب تک محمد الرسول اللہ صلعم زندہ تھے میں نے آدھا ملک ان کو دیدیا تھا ان کے بعد اب تمام ملک پر میرا حق ہے لیکن چونکہ تم بھی نبوت کی مدعی ہو آدھی پیغمبری میں تمہارے سپرد کرنے کو تیار ہوں مناسب ہے کہ تم اپنا لشکر وہیں چھوڑ کر چلی آؤ تاکہ تقسیم پیغمبری و مدینہ پر حملہ آوری کے مسئلہ پر زبانی گفتگو ہو کر کوئی متفقہ رائے قرار پا جائے

سجاح مسیلمہ کے عقد میں آ گئی

سجاح نے دیکھا کہ یہ تو سودا خوب ہے یہ پیغام ملتے ہی وہ مسیلمہ کی ملاقات کو تنہا روانہ ہو گئی۔ ادھر مسیلمہ نے پہلے ہی سے اپنے قلعہ کے سامنے سجاح کے لئے ایک خیمہ آراستہ کرا لیا تھا۔ سجاح کو اس میں اتارا گیا رات کو دونوں کی بات چیت ہوئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سجاح نے مسیلمہ کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور دونوں کا نکاح ہو گیا اور سجاح تین دن مسیلمہ کے پاس رہکر واپس اپنے لشکر میں آ گئی۔ لشکر والوں نے نکاح کا حال سنکر پوچھا کہ اس نکاح کا مسیلمہ نے مہر کیا ادا کیا یا بغیر مہر کے ہی نکاح ہو گیا۔ مگر نکاح کے وقت مہر طے نہیں کیا گیا تھا اس لئے سجاح واپس مسیلمہ کے پاس آئی اور اپنے مہر کا مطالبہ کیا۔ مسیلمہ نے کہا جا میں نے تیرے مہر میں تیری جماعت کے لوگوں سے دو نمازیں معاف کر دیں ایک عشاء کی اور دوسری فجر کی۔ اور سجاح پھر اپنے لشکر میں واپس آ گئی اسی اثناء میں خالد بن ولید کا لشکر بھی آ پہنچا۔ اس لشکر کو دیکھتے ہی سجاح کے لشکر کے ایسے حواس باختہ ہوئے اور کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ سب فرار ہو گئے اور سجاح جزیرہ میں پہنچکر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔

سجاح کا لشکر تو بلا مقابلہ منتشر ہو گیا اور حضرت خالد بنو تمیم کے علاقہ میں جا پہنچے۔ جو لوگ اسلام پر قائم تھے ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا گیا اور جن لوگوں کو مرتد پایا ان کو گرفتار اور قتل کیا گیا اور یہ لشکر یلغار کرتا ہوا مالک بن نویرہ کی بستیوں تک پہنچ گیا یہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پہلے ہی تاکید کر دی تھی کہ مرتد اور مسلمان کی اچھی طرح شناخت کر کے کوئی قدم اٹھایا جائے اور اذان کو ذریعہ شناخت بنایا گیا تھا چنانچہ جس بستی پر بھی حملہ ہوا اذان کے بعد

وعظ بشیر

(ایک وعظ کی مسلسل کتاب جو بڑی کوشش بلیغ سے خاص مولوی کے لئے لکھوائی گئی ہے)

(از جناب مولانا [illegible] صاحب [illegible])

جنت اور آسمان پہنچنے کیلئے کونسے علم و عمل کی ضرورت ہے

نحمد الله الذی [illegible] والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد المتمم لمکارم الاخلاق وعلیٰ آلہ واصحابہ [illegible]

برادران اسلام! دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جس کو سعادت کی تلاش و جستجو نہیں ہر زمانے کے لوگ اسی کی تلاش و جستجو میں سرگرداں رہتے ہیں اور ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ وہ سعادت حاصل کرے مگر ... علم و عمل کا تجربہ ہے کہ ہر انسان کو احکام الٰہی کی نافرمانی سے ذلت تباہی اور انسان اپنے مقصد حیات اور کامیابی کے راستہ سے دور ہو جاتا ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علوم کے اصناف بے شمار ہیں اور اعمال کے انواع و اقسام بھی مختلف و متعدد ہیں تو کس صورت میں کون سے علوم کی ضرورت ہے کون سے اعمال [illegible] اور انسان کی کونسی قسم نفع بخش و سود مند ہے کہ ہم اس میں مصروف و مشغول ہو کر اپنی عاقبت سنواریں اور جنت الفردوس کے وارث بنیں، سو جاننا چاہیے کہ علم کی دو قسمیں ہیں عملی اور نظری۔ علوم نظری کثیر التعداد ہیں جن کا تصور احصاء [illegible] اقوام کے لحاظ سے مختلف ان کا بیان ہمارے موضوع سے خارج ہے باقی رہے دوسرے علوم ان میں سے اس علم کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ نفس اپنے کمال کو پہنچ سکے تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو ایسا ہی علم مقصود و مطلوب ہے۔ اس علم سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم ملائکہ کتب آسمانیہ اور رسولوں کا علم۔ زمین و آسمان کے ملکوت کا علم انسانی اور حیوانی نفوس کے عجائبات کا علم اور خود اپنے نفس کا علم ان علوم کا مقصد اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اس کی معرفت ہے اس کے ضمن میں بندہ اور خدا کے رابطہ و تعلق کا علم بھی ضروری ہے۔ اس وجہ سے ملائکہ کی معرفت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ اللہ اور نبی کے درمیان واسطہ ہیں الغرض ان سب علوم کی انتہا و غایت علم باللہ ہے

ایمان بالرسل کی غرض

برادران اسلام! ایمان بالرسل کی غرض صرف یہ نہیں ہے کہ زبان سے رسمی طور پر اس بات کا اقرار کر لیا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس غرض کی جان ایک اور چیز بھی ہے جس پر ہم لوگوں کی نظر ہی نہیں جاتی ایمان بالرسل کی ہرگز یہ غرض نہیں کہ اس حقیقت ایمان کو صرف خیالی دنیا میں محض زبان سے دہرا دیا جائے اور اس کارگاہ عمل میں مقدس مردوں کی زندگی کے ساتھ کوئی عملی تعلق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا کوئی دل بہلانے کا تخیل نہیں ہے جس کا صرف خیالی دنیا سے تعلق ہو بلکہ اس ایمان کی غرض یہ ہے کہ ان مقدس و برگزیدہ رسولوں کے مقدس و برگزیدہ واقعات حیات اور نمونہ کو اپنی زندگی کا خضر راہ بنایا جائے زندگی کی مہمات و مشکلات میں ان کے ایمان دعوت کے جو [illegible] حالات ہم تک پہنچے قرآن کریم نے جو [illegible] ان کا اتباع کیا جائے اور مصائب حیات میں صبر و توکل عبادات خدمت اور رضا و تسلیم کی راہ اختیار کی جائے۔

اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ایمان بالرسل کوئی خیالی چیز نہیں ہے اس کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کی طرح ہم ان مقدس رسولوں کو زندہ اور خضر راہ تصور کریں انہیں شرف انسانیت کے زندہ اور کامل نمونے سمجھیں اور قدم قدم پر ان کی تقلید کریں ایمان بالرسل ایک علم ہے رسولوں کی زندگیوں کا اور اس علم سے مقصود عمل ہے اس طرح کہ ہم ان کے واقعات حیات کو اپنے لئے خضر راہ بنائیں اور احکام الٰہی کی اطاعت میں وہی طریقہ اختیار کریں جو انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا۔

انبیاء علیہم السلام کی مبارک و مقدس زندگیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اے دنیا کے انسانو! خالق ذوالجلال نے زمین کی ہر شے انسان کے ایمان و عمل کی آزمائش کے لئے خلق فرمائی ہے۔ اگر دین و دنیا میں فوز و کامیابی چاہتے ہو تو اپنے اندر حقیقی روح پیدا کرو۔ اس آواز کو دل کے کانوں سے سن کر عملی جامہ پہنانا ہی ایمان بالرسل کی حقیقت اور غرض و غایت ہے اور اسی لئے رسولوں کا علم ضروری ہے۔

صحائف آسمانی کے ایمان کو جزو ایمان کیوں قرار دیا گیا ہے

برادران ذوی الاحترام! جس طرح ہم نے ایمان بالرسل کو ایک خیالی اور رسمی چیز سمجھ لیا ہے اور اس کا عمل بیکار ہو کر رہ گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ صحائف اور قرآن کے متعلق بھی رسمی طور پر ایمان کے لفظ کو زبان سے ادا کر دیتے ہیں۔ ہر مسلمان عقیدہ تو رکھتا ہے کہ آمنت بالکتبہ یعنی میں اللہ کی کتابوں پر ایمان لایا لیکن ہماری زندگیوں میں اس ایمان کا عمل سے کوئی تعلق نہیں اور جب ایمان کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو تو وہ صرف ایک خیالی چیز ہے یہ ہماری انتہائی کور دماغی اور بے بصیرتی ہے کہ اسلام کو بھی ایک خیالی مذہب سمجھ لیا ہے اور اس کی عبارات میں تخیل کی دنیا آباد کر لی ہے۔

سو واضح رہے ایمان بالکتب کی غرض یہ ہے کہ ان کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے کتب الٰہیہ کے علم کی غرض بجز عمل صالح کے اور کچھ نہیں ہمیں قرآن حکیم کو منزل من اللہ کیوں ماننا چاہیے؟ اس لئے کہ اس کے تمام

احکام کی اطاعت کی جائے۔ قرآن پاک کے احکام تمام کتب سابقہ کے احکام پر حاوی ہیں۔ قرآن کے علاوہ دیگر تمام آسمانی صحائف کے ایمان کو جزو ایمان اسی لئے قرار دیا گیا ہے کہ قرآن تمام کتب سابقہ کا مصدق ہے اور اس ایمان کے ذریعہ مختلف حاملین کے باہمی اختلاف کو دور کر دیا جائے۔ قرآن کریم کی طرح دیگر کتب آسمانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن قرآن حکیم کے سوا اور کوئی کتاب تحریف و تنسیخ سے مبرا نہیں حقیقتاً ایک مسلم کے ایمان اور قرآن حکیم کے علاوہ دیگر کتاب کے پیرو کے ایمان میں کچھ فرق نہیں ہوتا اگر ایمان کے کسی جزو کو عمل کے معیار پر پرکھ کر دیکھو تو یہی ظاہر ہوگا کہ مسلمان کا ایمان ایک خیالی دنیا کا ایمان ہے جس کو اس کے اعمال حیات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ کتابوں کا علم بھی بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے اور وہ فوز و نجات کا ذریعہ نہیں رہا۔

علم النفس بزرگان ملت! میں نے جن علوم کا بیان کیا ہے ان کے ساتھ ساتھ علم نفس بھی نہایت ضروری اور اہم ہے اس کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ اس علم کی غرض اس کی صفات اور خواص کو معلوم کرنا ہے تاکہ احکام الٰہیہ کے مطابق خواہشات کو مغلوب کرنے میں آسانی ہو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال، فرزندان، نوکر، چاکر، کنبہ قبیلہ اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں اور ان کے ساتھ معیشت کی کیا کیفیت ہونی چاہئے اس کیفیت کا علم سعادت مند انسان کے لئے نہایت ضروری ہے اس کے بغیر دینداری اور پرہیزگاری کے جوہر نہیں کھلتے جس طرح دینداری کا کمال یہ ہے کہ تمام اعضاء و جوارح اور قویٰ کو احکام الٰہیہ کے ماتحت رکھا جائے اسی طرح تمام بنی نوع انسان اعضاء و جوارح کی مانند ہیں ان کو فرمانبردار بنانا بھی ضروری ہے اس لئے اس علم کی ضرورت ہے۔

علم سیاست حضرات! دینی و دنیوی فلاح و کامرانی کے لئے علم سیاست کی بھی ضرورت ہے اس علم سے ملک اور لوگوں کے لحاظ سیاسی تعلقات رکھنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور بین الاقوامی تعلقات مضبوط و استوار ہوتے ہیں اس میں آداب قضا، بیع و شری، نکاح طلاق اور خراج وغیرہ کے احکام و قوانین داخل ہیں ان امور کی معرفت طالب مولا کے لئے ضروری ہے۔ ان سیاسی امور میں سے سب سے اہم تہذیب نفس اور سیاست مدن ہے ان صفات میں عدل و مساوات کی رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے۔

جب تہذیب نفس اور سیاست مدن کے صفات حالت اعتدال پر آجائیں تو پھر دور کی رعیت مثلاً اہل و عیال وغیرہ تک اس کا اثر پہنچتا ہے پھر اہل شہر تک اور پھر تمام بنی نوع انسان تک یہی مطلب ہے اس حدیث کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی ہر ایک شخص راعی ہے اور اپنی رعایا کے متعلق جوابدہ ہوگا۔ یہ ہے اختصار ان علوم عملیہ کا جن کا جاننا طالب نجات کے لئے ضروری ہے۔

ان علوم کا مقصد کیا ہے؟ قوائے ظاہری و باطنی کی تہذیب و تربیت کی علمی کیفیت کا معلوم کرنا اور وہ قویٰ جن کی تہذیب کے بغیر چارہ نہیں تین ہیں قوت فکر، قوت شہوت اور قوت غضب۔ جب قوت فکر مہذب اور کما ینبغی اصلاح پذیر ہو جاتی ہے یعنی دماغی قوتیں قرآنی تعلیمات سے مستفید ہو چکتی ہیں تو انسان کو حکمت و دانائی کا وہ خزینہ دستیاب ہو جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر فرمایا ہے ارشاد ہے

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا	اور جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر عطا کی گئی۔

اس حکمت و دانائی کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ انسان معتقدات میں حق و باطل کا فرق معلوم کر لیتا ہے۔ گفتگو میں صدق و کذب کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے اور افعال کے حسن و قبح میں تمیز کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے ان امور میں سے کوئی بات اس کے لئے مشتبہ نہیں رہتی اور جن لوگوں کی قوت فکر مہذب نہیں وہ معتقدات و اعمال میں شک و شبہ اور التباس و اشتباہ کا شکار رہتے ہیں اور اپنی روحانیت کو برباد کر لیتے ہیں۔

برادران اسلام! آپ نے قوت فکر کی اصلاح کی کیفیت و حقیقت معلوم کر لی اب قوت شہوت کی حقیقت و کیفیت معلوم کیجئے۔ قوت شہوت کی اصلاح و تادیب سے انسان میں عفت اور پرہیزگاری کا وصف پیدا ہوتا ہے یہ وصف انسان کو خواہشات و منکرات سے روکتا رہتا ہے اور انتہا درجہ کے مستحسن جذبہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور قوت شہوت کو آزاد چھوڑ دینے سے معصیت و سیاہ کاری کے جراثیم پرورش پاتے ہیں اور انسان بداعمالیوں کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر لیتا ہے باقی رہی قوت غضب اس کو مغلوب کرنے اور اعتدال پر لانے سے حلم اور بردباری کی صفت پیدا ہوتی ہے اس کو اعتدال پر لانے سے مراد ہے غیظ و غضب کو دبا لینا اور انتقام پسندی کی عادت چھوڑ دینا اسی سے شجاعت بھی پیدا ہوتی ہے جس سے مراد ہے حرص اور خوف کا دور ہو جانا۔ یعنی جس شخص میں حرص اور خوف کا ناجائز اور بے محل جذبہ نہیں وہی شجاع اور بہادر ہے۔

الغرض جب یہ تینوں قوتیں مطیع و منقاد اور اصلاح پذیر ہو جاتی ہیں تو اعتدال کا وہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے جہاں اسلامی احکام مدار سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً طہارت نفس اور اخلاق کا پسندیدہ ہو جانا۔ جیسا کہ حضور علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

اکمل المومنین ایمانا احسنہم اخلاقا والطفہم باھلہ	مسلمانوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو پسندیدہ ترین اخلاق رکھتا ہے اور اپنے اہل کے ساتھ بہترین سلوک کرتا ہے۔

حسن خلق کے متعلق شریعت نے جو کچھ تعلیم دی ہے اس کا مفہوم انہی تین قوتوں کی اصلاح و تادیب کرنا ہے جو شخص ان تینوں قوتوں کو مہذب بنالے وہ کامل ترین ایمان والا ہو جاتا ہے اور اس پر ہدایت و سعادت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں پس جنت الماویٰ تک پہنچنے کے لئے یا حقیقی فلاح و کامرانی حاصل کرنے کے لئے ان تینوں قوتوں کو اصلاح پر لانے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ جنت کی تمنا رکھتے ہیں اور دارین کی کامرانی چاہتے ہیں تو آج ہی سے ان کی اصلاح تربیت کا فکر و اہتمام کیجئے اور طہارت نفس حاصل کیجئے کہ جنت میں جانے کا

خطبات اعلیٰ

(از علامہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

برادرانِ اسلام! پچھلے جمعہ کے خطبہ میں میں نے آپ کو نمازِ جمعہ کی پابندی اور اس کے متعلق شریعت کے احکام سنائے تھے اور آپ اگر پسند کریں تو درخواست کی تھی کہ اور رسول کے ان احکام کو [illegible] نماز میں [illegible] ہوتے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے [illegible] ان مسلمان بھائیوں کو [illegible] ہوگی [illegible] میں امید رکھتا ہوں کہ اب ہر شخص اس کا خیال رکھیگا اور آپ کے محلے کے جو مسلمان جمعہ کے لئے نہیں آتے ان کو یہاں نماز کے لئے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریگا۔ آج میں ایک دوسری بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ہر مسلمان سمجھتا ہے اور سچ سمجھتا ہے کہ دنیا میں خدا کی سب سے بڑی نعمت اسلام ہے۔ ہر مسلمان اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس کو شامل کیا اور اسلام کی نعمت اس کو عطا کی۔ خود اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو اپنے بندوں پر اپنا سب سے بڑا انعام قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ یہ احسان جو اللہ نے آپ پر فرمایا ہے اس کا حق ادا کرنا آپ پر فرض ہے کیونکہ جو شخص کسی کے احسان کا حق ادا نہیں کرتا وہ احسان فراموش ہوتا ہے اور سب سے بڑی احسان فراموشی یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کے احسان کا حق بھول جائے۔

اب آپ مجھ سے پوچھیے کہ خدا کے احسان کا حق کس طرح ادا کیا جائے۔ میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ جب خدا نے آپ کو امت محمدیہ میں شامل کیا ہے تو اس کے اس احسان کا صحیح شکریہ یہ ہے کہ آپ پورے محمدی بنیں جب خدا نے آپ کو مسلمان قوم میں شامل کیا ہے تو اس کی اس مہربانی کا حق آپ اسی طرح ادا کر سکتے ہیں کہ آپ پورے مسلمان بنیں۔ اس کے سوا خدا کے اس احسان عظیم کا حق آپ اور کسی طرح ادا نہیں کر سکتے اور یہ حق اگر آپ نے ادا نہ کیا تو جتنا بڑا خدا کا یہ احسان ہے اتنا ہی بڑا اس کی احسان فراموشی کا وبال بھی ہوگا۔ خدا مجھکو اور آپ سب کو اس وبال سے بچائے۔

اس کے بعد آپ مجھ سے سوال کیجئے کہ پورا مسلمان آدمی کس طرح بن سکتا ہے؟ اس کا جواب بہت تفصیل چاہتا ہے اور آئندہ ہر جمعہ کے خطبوں میں اسی کا ایک ایک جزو آپ کے سامنے پوری تشریح کے ساتھ بیان کرتا رہوں گا لیکن آج کے خطبہ میں میں آپ کے سامنے وہ چیز بیان کرتا ہوں جو مسلمان بننے کے لئے سب سے مقدم ہے اور جس کو اس راستے کا سب سے پہلا قدم سمجھنا چاہیے۔

ذرا دماغ پر زور ڈال کر سوچیے کہ آپ مسلمان کا لفظ جو بولتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا انسان ماں کے پیٹ سے اسلام ساتھ لیکر آتا ہے؟ کیا ایک شخص صرف اس بنا پر مسلمان ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کا بیٹا اور مسلمان کا پوتا ہے؟ کیا مسلمان بھی اسی طرح مسلمان پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک برہمن کا بچہ برہمن پیدا ہوتا ہے ایک راجپوت کا بیٹا راجپوت پیدا ہوتا ہے اور ایک شودر کا لڑکا شودر پیدا ہوتا ہے؟ کیا مسلمان کسی نسل یا ذات برادری کا نام ہے کہ جس طرح ایک انگریز انگریزی قوم میں پیدا ہونے کی وجہ سے انگریز ہوتا ہے اور ایک جاٹ جاٹ قوم میں پیدا ہونے کے سبب اسی طرح ایک مسلمان صرف اس وجہ سے مسلمان ہو کہ وہ مسلمان نامی قوم میں پیدا ہوا ہے؟ یہ سوالات جو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں ان کا آپ کیا جواب دیں گے؟ آپ یہی کہیں گے نا کہ نہیں صاحب مسلمان اس کو نہیں کہتے مسلمان تو پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسلام لانے سے مسلمان بنتا ہے اور اسلام کے چھوڑتے ہی وہ پھر مسلمان نہیں رہتا ایک شخص برہمن ہو یا راجپوت انگریز ہو یا جاٹ پنجابی ہو یا حبشی جب اس نے اسلام قبول کیا تو مسلمانوں میں شامل ہو جائے گا اور ایک دوسرا شخص جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے اگر وہ اسلام کی پیروی چھوڑ دے تو وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جائے گا خواہ وہ سید کا بیٹا ہو یا پٹھان کا۔

کیوں حضرات، آپ میرے سوالات کا یہی جواب دیں گے نا؟ اچھا تو اب خود آپ ہی کے جواب سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدا کی سب سے بڑی نعمت یعنی مسلمان ہونے کی نعمت جو آپ کو حاصل ہے یہ کوئی پیدائشی چیز نہیں ہے کہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی خود بخود آپ کو حاصل ہو جائے اور خود بخود تمام عمر آپ کے ساتھ لگی رہے خواہ آپ اس کی پرواہ کریں یا نہ کریں بلکہ یہ ایسی نعمت ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے خود آپ کی کوشش شرط ہے اگر آپ کوشش کر کے اسے حاصل کریں تو آپ کو مل سکتی ہے اگر آپ اس کی پرواہ نہ کریں تو یہ آپ سے چھن بھی سکتی ہے معاذ اللہ۔ اب آگے بڑھیے آپ کہتے ہیں کہ اسلام لانے سے آدمی مسلمان بنتا ہے سوال یہ ہے کہ اسلام لانے سے کیا مطلب ہے؟ کیا اسلام لانے کا یہ مطلب ہے کہ جو آدمی بس زبان سے کہدے کہ میں مسلمان ہوں یا مسلمان بن گیا ہوں وہ مسلمان ہو؟ یا اسلام لانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک برہمن پجاری بغیر سمجھے بوجھے سنسکرت کے چند منتر پڑھتا ہے اسی طرح ایک شخص عربی کے چند فقرے بغیر سمجھے بوجھے زبان سے ادا کرے اور بس وہ مسلمان ہو گیا! آپ بتائیے کہ اس سوال کا آپ کیا جواب دیں گے آپ یہی کہیں گے نا کہ اسلام لانے کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اسلام لانے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اس کو آدمی جانے سمجھے دل سے قبول کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جو ایسا کرے وہ مسلمان ہے اور جو ایسا نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔

یہ جواب جو آپ دیں گے اس سے خود بخود یہ بات کھل گئی کہ اسلام علم کا نام ہے ایک شخص علم کے بغیر برہمن ہو سکتا ہے کیونکہ وہ برہمن پیدا ہوا ہے اور برہمن ہی رہے گا ایک شخص علم کے بغیر جاٹ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جاٹ پیدا ہوا ہے اور جاٹ ہی رہے گا مگر ایک شخص علم کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ مسلمان پیدائش سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ علم سے مسلمان ہوتا ہے جب تک اس کو یہ علم نہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیا ہے وہ

اس پر ایمان کیسے لا سکتا ہے اور اس کے مطابق عمل کیسے کر سکتا ہے لو جب وہ جان کر اور سمجھ کر ایمان ہی نہ لایا تو مسلمان کیسے ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا غیر ممکن ہے ہر شخص جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ درحقیقت صرف وہ شخص ہے جو اسلام کا علم رکھتا ہو اور جان بوجھ کر ایمان لائے اور سمجھ بوجھ کر اسلام قبول کرے ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصلی فرق نام کا نہیں ہے کہ وہ رام پرشاد ہے اور یہ عبد اللہ ہے اس لئے وہ کافر ہے اور یہ مسلمان اسی طرح ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصل فرق لباس کا بھی نہیں ہے کہ وہ دھوتی باندھتا ہے اور یہ پاجامہ پہنتا ہے اس لئے وہ کافر ہے اور یہ مسلمان بلکہ اصل فرق ان دونوں کے درمیان علم کا ہے وہ کافر اس لئے ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ خداوند عالم کا اس سے اور اس کا خداوند عالم سے کیا تعلق ہے اور اپنے خالق کی مرضی کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سیدھا راستہ کیا ہے اگر یہی حال ایک مسلمان کے بچے کا بھی ہو تو بتاؤ کہ اس میں اور ایک کافر میں کس چیز کی بنا پر تم فرق کرتے ہو اور کیوں یہ کہتے ہو کہ وہ تو کافر ہے اور یہ مسلمان؟

حضرات یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اس کو ذرا کان لگا کر سنئے اور ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ آپ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی سب سے بڑی نعمت جس پر آپ شکر اور احسانمندی کا اظہار کرتے ہیں اس کا حاصل ہونا اور حاصل رہنا دونوں باتیں علم پر موقوف ہیں اگر علم نہ ہو تو یہ نعمت آدمی کو حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر تھوڑی بہت حاصل ہو بھی جائے تو جہالت کی بنا پر ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ یہ عظیم الشان نعمت اس کے ہاتھ سے چلی جائے گی۔ محض نادانی کی بنا پر وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتا رہے گا کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں حالانکہ درحقیقت وہ مسلمان نہ ہوگا۔ جو شخص یہ جانتا ہی نہ ہو کہ اسلام اور کفر میں کیا فرق ہے اور اسلام اور شرک میں کیا امتیاز ہے اس کی مثال تو بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اندھیرے میں ایک پگڈنڈی پر چل رہا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ سیدھی لکیر پر چلتے چلتے خود بخود اس کے قدم کسی دوسرے راستے کی طرف مڑ جائیں اور اس کو یہ خبر بھی نہ ہو کہ میں سیدھی راہ سے ہٹ گیا ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راستے میں کوئی دجال کھڑا ہوا مل جائے اور اس سے کہے ارے میاں تم اندھیرے میں راستہ بھول گئے آؤ میں تمہیں منزل تک پہنچا دوں۔ بیچارا اندھیرے کا مسافر چونکہ خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا کہ سیدھا راستہ کونسا ہے اس لئے نادانی کے ساتھ اپنا ہاتھ اس دجال کے ہاتھ میں دیدیگا اور وہ اس کو بھٹکا کر کہیں کا کہیں لیجائے گا۔ یہ خطرات اس شخص کو اسی لئے تو پیش آتے ہیں کہ اس کے پاس خود کوئی لالٹین نہیں ہے اور وہ خود اپنے راستے کے نشانات کو نہیں دیکھ سکتا اگر اس کے پاس لالٹین موجود ہو تو ظاہر ہے کہ نہ وہ خود راستہ بھولے گا اور نہ کوئی دوسرا اس کو بھٹکا سکیگا بس اسی پر قیاس کر لیجئے کہ مسلمان کے لئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو خود یہ نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہدایت دے گئے ہیں اس جہالت کی وجہ سے وہ خود اپنی نادانی سے بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسرے دجال بھی اس کو بھٹکا سکتے ہیں لیکن اگر اس کے پاس علم کی روشنی ہو تو وہ زندگی کے ہر قدم پر اسلام کے سیدھے راستے کو دیکھ سکیگا۔ ہر قدم پر کفر، شرک اور گمراہی اور فسق و فجور کے جو ٹیڑھے راستے درمیان میں آئیں گے ان کو پہچان کر ان سے بچ سکیگا اور جو کوئی راستے میں اس کو بہکانے والا ملیگا تو اس کی دو چار باتیں ہی سنکر وہ خود سمجھ جائے گا کہ یہ بہکانے والا آدمی ہے اس کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔

بھائیو! یہ علم جس کی ضرورت میں آپ سے بیان کر رہا ہوں اس پر تمہارے اور تمہاری اولاد کے مسلمان رہنے کا انحصار ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ اس سے بے پروائی کی جائے۔ تم اپنی کھیتی باڑی کے کام میں غفلت نہیں کرتے اپنی زراعت کو پانی دینے اور اپنی فصلوں کی حفاظت کرنے میں غفلت نہیں کرتے اپنے مویشیوں کو چارہ دینے میں غفلت نہیں کرتے اپنے پیشہ کے کاموں میں غفلت نہیں کرتے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ اگر غفلت کروگے تو جان جیسی عزیز چیز چلی جائے گی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کام میں غفلت کرتے ہو جس پر تمہارے مسلمان بننے اور مسلمان رہنے کا دار و مدار ہے؟ کیا اس میں یہ خطرہ نہیں کہ ایمان جیسی عزیز چیز ضائع ہو جائے گی؟ کیا ایمان جان سے زیادہ عزیز چیز نہیں ہے؟ تم جان کی حفاظت کرنے والی چیزوں کے لئے جتنا وقت اور جتنی محنت صرف کرتے ہو کیا اس وقت اور محنت کا دسواں حصہ بھی ایمان کی حفاظت کرنے والی چیز کے لئے صرف نہیں کر سکتے؟

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم میں سے ہر شخص مولوی بن جائے اور بڑی بڑی درسی کتابیں حدیث و فقہ تفسیر کلام اللہ وغیرہ کی پڑھے اور اپنی عمر کے دس بارہ سال پڑھنے میں صرف کر دے۔ مسلمان بننے کے لئے اتنے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف ایک گھنٹہ لکھنا پڑھنا سیکھنے میں ضرور صرف کرے کم از کم اتنا علم ہر مسلمان بچے اور بوڑھے اور جوان کو حاصل ہونا چاہیے کہ قرآن کی تلاوت کر سکے اور اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ پڑھ سکے۔ اردو کی جن کتابوں میں اسلامی عقائد اور شرعی احکام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پاک لکھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ سکے اور نماز میں جو کچھ وہ پڑھتا ہے اس کا مطلب سمجھ لے تاکہ اس کو نماز میں کچھ لذت اور کیف حاصل ہو سکے اور نماز پر اثر ہو۔ اتنے علم کے لئے کچھ بہت زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اسلام اور ایمان عزیز ہو تو اس کے لئے ایک گھنٹہ نکالنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

تنظیم قوائے ملیہ اور قرآن حکیم

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی

اسلام سے پہلے بڑے بڑے اہل مذاہب اپنی تدقیقیں اور صداقتیں [illegible] گزر چکے تھے [illegible] مذہب [illegible] لیکن یہ مسئلہ کہ انسانی [illegible] میں کیا منافات [illegible] ما ہیں [illegible] مذہب [illegible] نہ تھا صرف انسانی [illegible] مذہب [illegible] گیا تھا اس لئے معیاً حق کے مسئلہ میں [illegible] مشکل تھی اور بڑے بڑے عقول انسانی کی رہنمائی کے لئے ہدایت [illegible] تھی اس لئے یہ مسئلہ لاینحل [illegible] اور اس کی عقدہ کشائی کسی مذہب اور [illegible] ہو سکی لیکن جب دنیا میں [illegible] کی بھی [illegible] آیا اور روحانی دنیا کے پیشوا [illegible] مصداق نزول اعلان فرمایا اور [illegible] تھوڑے ہی عرصہ میں سارا جہان جگمگا اٹھا اور [illegible] اسلام اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت میں اس سوال [illegible] کو حل کر دیا۔ ارشاد باری ہے

لیس البر ان تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتاب والنبیین وآتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ وآتی الزکوۃ والموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون ۝

نیکی یہی نہیں کہ اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ ایک شخص اللہ پر، آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور [illegible] محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور گردنوں کے آزاد کرانے میں اپنا مال صرف کرے یعنی اپنا مال [illegible] اور [illegible] میں صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں [illegible] تکلیف اور لڑائی کے وقت [illegible] رہیں یہی لوگ ہیں جو سچائی پر ہیں اور یہی لوگ متقی و پرہیزگار ہیں۔

اس آیت نے سچائی کی تعریف بیان کر کے دنیا میں تہذیب [illegible] اخلاق اور روحانیت کی وہ بنیاد رکھ دی جس کی عالم آفرینی کا نقش [illegible] ہے اور اس طرح قرآن حکیم نے مذاہب عالم پر [illegible] برتری حاصل کر لی اگر کسی کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہو تو وہ اپنے مذہب سے سچائی کی ایسی جامع و مانع تعریف پیش کرے۔

تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل کے اصول اساسی

اس آیت مقدسہ میں تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل کے اصول اسی بیان ہوئے ہیں اور ایسی جامعیت و مانعیت کے ساتھ جو انسانی عقول کی رہنمائی کی دسترس سے باہر ہے ممکن نہیں دنیا کی تہذیب قرآن حکیم کے اس قانون اساسی کی [illegible] کہا سکے صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے جو دنیا کو خیر القرون کا [illegible] اقوام عالم کو تہذیب و تمدن کے گر سکھائے وہ قرآن [illegible] تعلیم و تربیت کے نتائج و ثمرات تھے دراصل قرآن پاک کے نزول کی غرض و غایت ہی یہ تھی کہ جو لوگ اپنے اعمال و افکار کی بنیاد اس [illegible] تعلیمات پر رکھیں ان میں اعلیٰ ترین اخلاق پیدا ہوں [illegible] کے نور سے منور ہوں وہ اپنے اخلاق کے لحاظ سے تمام عالم میں ایسے نظر آئیں جیسے کنکروں پتھروں میں لعل و جواہر یہی تمکین فی الارض [illegible] اور وہ ایمان و عمل صالح کے ذریعہ وہ طاقت و اقتدار حاصل کریں کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ یہی صحابہ کرام نے اپنے اعمال و افکار کی بنیاد اسلام یعنی قرآنی ہدایات پر [illegible] پوری دنیا کی سب سے بڑی اخلاقی روحانی اور سیاسی طاقت [illegible] دنیا کی جو قوم [illegible] ان سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو گئی [illegible] وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ [illegible] جن کے ان کی تابناکی و درخشندگی میں اب تک [illegible] فرق نہیں آیا اور نہ قیامت تک آئیگا۔

قوم مسلم کا تدریجی ارتقاء

ماہر علم النفسیات اور تاریخ داں جانتے ہیں کہ قوموں کا ارتقاء ہمیشہ تدریجی ہوا کرتا ہے یعنی [illegible] اول ان کی نفسانی و شہوانی قوتوں کا دائرہ تہذیب میں لایا جاتا ہے تہذیب اخلاق کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان کو اعتدال پر [illegible] قائم کیا جاتا ہے پھر ان کو تدبیر منزل کے اصول اساسی بتائے جاتے ہیں [illegible] ان کی تمام قوتوں میں اور اعمال و افکار میں [illegible] پیدا کی جاتی ہے [illegible] ان کو اخلاقی و روحانیت کی انتہائی [illegible] یہی روش قرآن حکیم نے اس آیت [illegible] میں [illegible] قرآن حکیم بتاتا ہے کہ ہر مسلمان کا گھر ایک مستقل [illegible] ہو جس میں اولاد کی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو بچپن ہی سے ان کی [illegible] احتیاط میں آجائیں بچے شروع ہی سے اسلامی [illegible] اور گھر کی چاردیواری سے مومن متقی صادق اور [illegible] جہاں بانی [illegible] یعنی ہر مسلمان حکومت کرنے کے قابل ہو [illegible] اسلام کی حیات طیبہ و سیرت کاملہ قدم قدم پر اس کیلئے چراغ راہ ہو غرض ہر مسلمان کا گھر آفتاب ہدایت کی ضیا پاشیوں سے بقعہ نور و مطلع انوار نظر آئے آیت زیر بحث کا اصلی مفہوم و مفاد اور خلاصہ یہی ہے۔

مگر آہ ہماری علمی و عملی حالت میں کس قدر تغیر و انقلاب آگیا ہے کہ وہ گھر جو

مستقل درسگاہیں ہونے چاہیئے تھے اور جن میں تہذیب و اخلاق تدبیر منزل اور حکمرانی و جہانداری کے مسائل کی تعلیم ہونی چاہیئے تھی آج گھر دں پر جہالت و حماقت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے ذلت و نکبت کا ڈیرہ ہے غلامانہ ذہنیت کا قبضہ ہے اور ان کو چاروں طرف سے ذلتوں پستیوں اور درماندگیوں نے گھیر لیا ہے بس ہم کیا حق رکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو حقیقی مسلمان سمجھیں اور دنیا میں عزت و کامرانی کی زندگی بسر کریں بلکہ ہم تو اس قابل ہیں کہ زندہ اور ترقی یافتہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہوں۔

حق پرستی کیلئے کون کونسی چیزیں لازم ہیں

آیت زیر بحث میں ہمارے لئے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ کون سے اعمال ہیں جو ایک حق پرست کے لئے لازم ہیں اور جن کے متحقق ہونے سے ایک مسلمان حقیقی اور کامل مسلمان بن سکتا ہے۔

ذرا غور کرو ارشاد باری ہے کہ نیکی صرف اسی کا نام نہیں کہ مغرب یا مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی اور سمجھ لیا کہ بس ہم نے حق اسلام ادا کر دیا صرف اتنا ہی عمل کرنے سے ایک مسلمان حق پرست نہیں کہلا سکتا جیسا کہ آجکل کے مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے یعنی ان کا عملی اسلام صرف نماز روزہ تک محدود ہے اس کے علاوہ اسلام میں عمل کرنے کے لئے اور کچھ نہیں بلکہ ان کے ساتھ ساتھ چند شرائط اور بھی لازم و ملزوم ہیں جن کا بیان اس آیت مبارکہ میں ہوا ہے ان کا بیان علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

ایمان اس ضمن میں سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے اگر ایمان ہی صحیح نہ ہو تو تمام اعمال اکارت شریعت اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے سے قبل ایمان صحیح اور کامل ہونا چاہیئے آج ہمارے ایمان کے لازمی نتائج و ثمرات کیوں ظاہر نہیں ہوتے محض اس لئے کہ ہم ایمان صحیح اور کامل کے مالک نہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری عملی قوتیں بالکل بیکار اور بے اثر ہیں پس اگر مسلمان اپنی عملی قوتوں کو اسلام کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور ایمان کے نتائج و ثمرات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا ایمان صحیح اور کامل کریں۔

مذہب کی حقیقت و روح یا ایمان یہ ہے کہ مسلمان کو خدا کی ذات و صفات پر یقین کامل ہو اور ایمانیات کے سلسلہ میں جن امور غیبیہ پر ایمان لانا لازمی ہے وہ تمام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوں وہ خدا کو اس کی ذات و صفات میں ایک سمجھے اصل میں ایمان یہ ہے کہ انسان سب سے کٹ کر صرف ایک اللہ کا ہو جائے اسی کو اپنا حاجت روا سمجھے اپنی ہر مراد اسی سے مانگے اسی کے آگے دست سوال دراز کرے اس کی زندگی و موت اور اقوال و افعال سب کچھ اللہ کے لئے ہو وہ ذات الٰہی سے قرب و اتصال حاصل کرے اور اپنی علمی و عملی قوتوں کو اللہ کے رنگ دے۔

کامل مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے اور تمام انبیا علیہم السلام کی صداقتوں کا اقرار کرے یہی اللہ کا رنگ اور دین ہے اسی تعلیم پر کاربند ہو کر ہم میں ایسا ایمان کامل اور ایسا جذبہ صادقہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ہماری گردنیں سوائے اللہ کے کسی انسان کے آگے نہ جھکیں اور ہم تمام انسانوں سے باغی ہو کر اللہ کی حکومت کو مان لیں اسی ایمان و حقیقت کی تعلیم ہمیں پنجوقتہ نمازوں میں دی جاتی ہے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین! اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں یہ ہے صحیح اور کامل ایمان کا اجمالی نقشہ اور اونی تخیل جس کی وجہ سے اسلام نے جملہ مذاہب عالم پر فوقیت و برتری حاصل کی۔

تمام ادیان و مذاہب کی بنیاد و اساس اللہ پر ایمان لانا ہے کرہ ارض کا ہر ایک انسان وجود باری کا قائل ہے وجود باری سے انکار ہو ہی نہیں سکتا خواہ ہندوستان کا برہمن ہو یا تبت کا لاما اور خواہ چینی بت پرست ہو یا فرنگی مادہ پرست ایک فوق الکل ہستی کا اقرار سب ہی کو ہے مگر تمام ادیان و ملل کا ایمان باللہ غیر مکمل اور ناقص ہے ان کے یہاں جس فوق الکل ہستی کو مانا جاتا ہے اس کے ماننے سے عقل انسانی انکار کرتی ہے کیونکہ توحید سوائے مذہب اسلام کے اور کسی مذہب و ملت میں نہیں اور جب تک کسی مذہب میں توحید نہ ہو وہ صحیح معنوں میں ایمان کی تعلیم نہیں دے سکتا آج اسلام کی دیکھا دیکھی ہر مذہب والا اپنے موحد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مثلاً آریوں اور عیسائیوں کو بھی موحد ہونے کا دعویٰ ہے اور حالت یہ ہے کہ یہ دونوں سر سے پیر تک شرک کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہیں آریہ خدا کے ساتھ بے شمار اجزائے لا یتجزیٰ کے قائل ہیں اور ان کا خدا ایک کمہار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا باقی رہے عیسائی ان کا خدا تو ایک لاینحل معمہ ہے جس کی عقدہ کشائی سے عقل انسانی عاجز ہے یعنی خدا تین میں ایک اور ایک میں تین ہے یہ ہے ان دونوں مذہبوں کی توحید ان لوگوں نے توحید کے معنے ہی نہیں سمجھے ہیں صرف نام پر لفظ توحید ہے اور اس لئے کہ وہ اس بات کا اقرار کئے بغیر اسلام کے مقابلہ میں ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتے ہیں یہی دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنے اپنے مذہب سے توحید کی تعلیم پیش کرنے کی مضحکہ انگیز اور ناکام کوشش کی مگر جہاں مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور بری طرح پسپا ہوئے بھلا کہیں رنگ کی چیز کو سونا ثابت کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

ایمان باللہ کے بعد ایمان بالآخرۃ اور ایمان بالملائکہ ہے پھر تمام انبیا علیہم السلام اور ان کی صداقتوں پر ایمان لانا ہے ایمانیات کے سلسلہ میں اسلام نے جن جن امور غیبیہ کو پیش کیا ہے ان پر اسی تفصیل و تشریح کے ساتھ ایمان لانا لازمی ہے جتنی خود حضور علیہ السلام نے کی اگر حقائق ایمانیہ کی اپنی عقل سے تفصیل و توضیح کی جائے تو یہ بدترین گمراہی ہے اور اسی چیز نے اسلام میں فرقہ بندی پیدا کی اور دین واحد کو ٹکڑے کر دیا۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسلمان ایمان کامل کے مالک ہوتے تو اسلام کو فرقہ بندی میں مبتلا نہ کرتے کیونکہ وہ عقائد کے بارے میں اسلام اور شارع علیہ السلام کی تمام تعلیم کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے اور عقائد کی نئی نئی تاویلیں اور تعبیریں کر کے تشتت و افتراق کی بھٹی میں نہ گرتے۔ اسلام دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ مسلمانوں کے لئے قانون اساسی کے طور

پر کامزن ہے مگر نفاق پسندوں اور خود غرضوں نے اسلام کو اپنے اغراض خاص کے مطابق بنا لیا اور اس کی حقیقی روح کو بالکل نظرانداز کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس قدر انتشار ہے کہ ضلالت ہو رہی ہے اور اب بیماری بھی باقی نہیں رہی اور دین فطرت کا اصلی حسن زوال پذیر ہو گیا ہے ہم سب کیا گویا مسلمان اسلام سے دور ہو گئے اور اپنا فرض بھول گئے اور دنیا بھر میں افلاس پھیل گیا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

[illegible] میں تہذیب اسلامی اور ذکر مشترک کی اہمیت کے لئے حسن اخلاق اور خصائص کو زیادہ جلا دیا گیا ہے ان میں ایمان باللہ کے بعد سب سے اہم انفاق فی سبیل اللہ ہے یعنی اللہ کی راہ میں اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنا اپنے حق و حریت کی حمایت و حفاظت میں سود و زیاں کی پروا نہ کرنا خواہ اس سے علیحدہ ہونا ہی پڑے اس لئے انفاق فی سبیل اللہ پر اسلام نے بہت زیادہ زور دیا ہے کیونکہ حیات ملی کا دار و مدار اسی پر ہے حیات قومی کے لئے زندگی بخش یہی چیز ہے۔

جو قومیں اپنی زندگی اور بقا و صلاح کے کاموں میں مال و دولت صرف کرنا جانتی ہیں وہی پھلتی پھولتی ہیں اور اپنے مقاصد حیات میں کامیاب و فائزالمرام ہوتی ہیں اور جو قومیں مال قربانی سے جی چراتی ہیں اور اپنی دولت کو عیش و عشرت میں اڑاتی ہیں وہ بالآخر ذلت کی موت مر جاتی ہیں یا دوسروں کے رحم و کرم پر زندہ رہتی ہیں۔

اس راز ترقی و کامرانی کو صحابہ کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس لئے انہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا حق و حریت کی راہ میں ہنس ہنس کر اپنی جانیں فدا کرتے تھے اور کہتے تھے

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ان مقدس بزرگوں کی جانی و مالی قربانیوں کے ولولہ انگیز اور حیات آفریں کارناموں سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں جو ثبوت اور تفصیل کے محتاج نہیں۔

مال و دولت کے متعلق قرآن پاک کی تعلیم یہ ہے کہ مال و دولت کو جائز طریقہ سے حاصل کر کیونکہ دولت قوام زندگی ہے قومیں مال و دولت کے بل بوتے ہی پر کھڑی ہوا کرتی ہیں تمدنی عمارت مال و دولت ہی سے محکم و استوار ہوتی ہے دولت کمانا اسلام کے اصول اساسی میں سے ہے اس نے مال کو خیر سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ضروریات اور خواہشات پیدا کیں اس کے ساتھ ساتھ اسباب و وسائل بھی بہم پہنچائے پھر ان سے فائدہ حاصل کرنے اور ان کو اپنی ضروریات میں لانے کے لئے عقل و دانش کی مادہ تمام اہتمام محض اس لئے فرمایا ہے کہ ہم اس دنیا کی زندگی کو بہشت کا نمونہ بنائیں اسلام دولت کے کمانے پر اس لئے زور دیتا ہے کہ مفلسی اور ناداری ایک ایسی لعنت اور تباہ کن قوت ہے کہ اس سے مذہب و اخلاق سب کچھ تباہ ہو جاتے ہیں قومی خصائص مٹ جاتے ہیں دوسرے مسلمانوں کو خلافت ارضی حاصل

کرنا ہے اور بخیل و نادار میں حاکم بننے کی قابلیت نہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ دنیا کی ہر اچھی چیز مسلمان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ اشیاء عالم کو اپنے کام میں لائے۔ کھائے پئے اور حکومت کے لئے تیار ہو۔

حصول دولت کی تاکید و ہدایت کرنے کے بعد اسلام نے باربار انفاق فی سبیل اللہ اور صدقات و خیرات پر زور دیا ہے اور اس کے علاوہ بخل و امساک کی بھی تاکید کی ہے مگر ساتھ ہی اسلام نے یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ دولت کمانا انسان کا مقصد زندگی نہیں بلکہ وہ اس لئے ہے کہ زاد آخرت میں مدد و معاون ہو اور ملک و ملت کی فلاح و بہبود میں خرچ ہو۔ جو دولت عیش و عشرت اور معصیت و سیاہ کاری میں خرچ ہو وہ مردار ہے اور اس کا طلب کرنے والا [illegible] ایسی دولت کی برائی سے قرآن و حدیث لبریز ہیں پس دولت اگر ملک و ملت کی راہ میں صرف ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی حاصل کی جائے تو خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اگر خدا کی نافرمانی میں خرچ ہو تو سب سے بڑی زحمت و لعنت ہے

مال کا صحیح مصرف

اسلام کہتا ہے کہ جو دولت ذاتی اخراجات و استعمال سے بچے اسے بقدر استطاعت اپنے اعزا و رشتہ داروں مسکینوں مسافروں اور فقیروں کی امداد و دستگیری کرو پھر قومی ضروریات میں خرچ کرو قومی کاموں میں مالی ایثار و قربانی کی عادت ڈالو ضرورت سے زیادہ دولت سمیٹ سمیٹ کر نہ رکھ لی جائے بلکہ نیک کاموں میں خرچ کر دی جائے یہاں ایک قابل غور امر یہ ہے کہ اسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ امداد کے مستحق صرف مسلمان غرباء و فقراء ہیں بلکہ اس نے فقراء و مساکین اور مسافروں کا ذکر بلا لحاظ مذہب و ملت ہے یعنی صدقات و خیرات کے مستحق ہر مذہب و ملت کے فقرا اور مسافر ہیں اس لئے کہ اسلام دنیا کے لئے پیغام امن و رحمت ہے وہ دنیا میں اخوت انسانی کی بنیادیں استوار کرنے آیا ہے اس میں تعصب کی تنگنائی کی گنجائش نہیں۔

غلاموں کی آزادی

مال کا ایک مصرف اسلام نے غلاموں کی آزادی بھی بتلایا ہے یعنی مسلمانوں کا قومی وصف یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مال سے غلاموں کو آزاد کرانے کی کوشش کریں اس کی دو صورتیں ہیں انفرادی اور اجتماعی انفرادی صورت یہ ہے کہ کسی مقروض کا قرضہ ادا کر دیا جائے کسی مصیبت زدہ کی امداد کر دی جائے اور اجتماعی صورت یہ ہے کہ اپنے وطن اور اپنی قوم کو غیروں کی غلامی اور سرمایہ داروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے

جب ہم اپنی اس قومی خصوصیت پر غور کرتے ہیں تو شرم و ندامت سے سر جھکا لینا پڑتا ہے وہ قوم جو دنیا میں اس لئے آئی تھی کہ خود آزاد رہ کر دوسروں کو آزادی دلائے آج وہ نہ صرف انگریزوں کی بلکہ ہندوؤں کی بھی غلام ہے اور ذلیل و پسماندہ زندگی بسر کر رہی ہے یہ کیوں ہے اس لئے کہ اس نے اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی کا دستور العمل نہیں بنایا اور اپنی تمام قوتوں میں انتشار و اختلال پیدا کر لیا اور اتحاد کی رسی کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔

جہاد

مخالفین اسلام عموماً اور مغربی اقوام خصوصاً جب اسلامی جہاد کا نام سنتے ہیں تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کو خوف کی نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں اور تو اور خود اپنوں نے بھی اس کو مشتبہ نظروں سے دیکھا ہے حالانکہ اگر مخالفین اسلام اور انگریزوں کی خوشامد و چاپلوسی کرنے والے اور ان کی خوشنودی کے لئے جہاد کو منسوخ کرنے والے بے غیرت اور احمق و جاہل مسلمان ذرا غور و فکر سے کام لیں اور اسلامی جہاد کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ان کو پہلی ہی نظر میں معلوم ہو جائے جہاد یکسر رحمت ہے اور نوع انسان کے لئے صد ہا برکتوں کا موجب جہاد کی اصلی غرض و غایت تو مساوی آزادی اخوت انسانی کا قیام۔ امن عامہ کی حفاظت غریبوں کی اعانت ان کے حقوق کی حفاظت اور کلمۂ حق کی نشر و اشاعت ہے جہاد فی سبیل اللہ کا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ وہ انسان کو غلام بنائے دوسروں کے ممالک پر چھاپہ مارے تجارتی اغراض کی خاطر کمزوروں کی جائداد و املاک پر قبضہ کرے اور سرمایہ داری و جوع الارضی کے لئے ادنیٰ قوموں کو یہ لوگ سنگین اپنی غلامی میں لے آئے جو ایسا سمجھتا ہے وہ حقیقت کے سینہ میں خنجر تعصب و جہالت بھونکتا ہے۔ پس جہاد سے نہ غیروں کو ڈرنے اور نہ اپنوں کو منسوخ کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں کو اور مخالفین اسلام کو بھی سن لینا چاہیئے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی غرض و غایت قانون الٰہی کی نشر و اشاعت باطل پرستانہ قوتوں کا ابطال و استیصال ہے نیز رضائے الٰہی کی تلاش و جستجو یا یوں سمجھ لو کہ جہاد تنازع للبقا کو کہتے ہیں جس کے مطابق دنیا کی ہر چیز جنگ میں مصروف ہے زندگی صرف اسی کو ملتی ہے جو جد و جہد میں سرگرم ہو اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے

یاایھا الذین امنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم	ایمان والو! جب اللہ اور اس کا رسول تم کو ایسے کام کی دعوت دے جس میں تمہاری زندگی ہے تو

اس کا حکم بجا لاؤ۔

یعنی جس وقت اللہ اور اللہ کا رسول مسلمانوں کو جہاد کا حکم دے تو مسلمانوں کو فوراً میدان میں نکل آنا چاہیئے اس لئے کہ انفرادی و اجتماعی حیات کا راز سربستہ اسی جہاد فی سبیل اللہ میں پنہاں ہے یہی چیز تم کو دائمی زندگی بخشے گی۔ جہاد کی تعلیم تمہارے لئے زندگی بخش ہے اس آیت میں آگے ارشاد ہے کہ اگر تم نے جہاد سے جان چرائی تو تم کو مصائب کا شکار بننا پڑے گا اگر تم نے جہاد سے انکار کیا تو صرف انکار کرنیوالے ہی مبتلائے مصائب نہ ہوں گے بلکہ پوری قوم دوسروں کی غلام بن جائے گی۔

مسلمانوں کو جہاد کا حکم اس وجہ سے بھی دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کا وجود دوسری اقوام کے لئے چراغ ہدایت ہے وہ بہترین امت ہیں دیگر اقوام کے لئے رہنما بنا کر بھیجے گئے ہیں اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ دنیا میں اپنا اثر و اقتدار جہاد کے ذریعہ قائم رکھیں تاکہ وہ اقوام عالم کی رہنمائی کا فرض بلا روک ٹوک ادا کرتے رہیں گویا اسلامی مجاہد دنیا والوں کے نام اعلان کرتا ہے کہ میں دنیا میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اس لئے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کروں اپنے حقوق تمدنی حاصل کروں اور دوسروں کو دوں اگر کسی نے میرے حقوق پر دست اندازی کی تو میں اس کی خبر تلوار سے لوں گا جس نے میری خدا پرستی اور عبادت میں مداخلت کی میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا اور جس نے مجھے اعلائے کلمۃ الحق سے روکا میں اس کا اپنی ہر قوت سے مقابلہ کرونگا یہ ہے وہ اسلامی جہاد جس سے مخالفین اسلام خائف و ترساں ہیں الغرض دنیا میں سچائی کی نشر و اشاعت کے لئے جہاد کا ہونا لازمی ہے جب تک مسلمانوں میں جہادی اسپرٹ قائم رہی اور وہ حیات ملی کے لئے جانی و مالی قربانیاں کرتے رہے اس وقت تک وہ دنیا میں حکمران رہے اور جب وہ اس روح کو کھو چکے اور غلامانہ ذہنیت نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا تو پھر غلام و محکوم بنکر مردہ بن گئے۔

انسانی ارتقا کے چار عنوان

اسلام کے سامنے جملہ اقوام و ملل پر برتری حاصل کرنا ہے اور وہ مسلمانوں کو ہی سربلند و سرفراز رکھنا چاہتا ہے مگر اس نے اس کے حصول کے لئے تدریجی اختیار کیا ہے اس نے سب سے پہلے اخلاق انسانی کی تہذیب و اصلاح کو اپنا مطمح نظر بنایا ہے تاکہ قوم میں صحیح کیرکٹر پیدا ہو کیونکہ یہی اخلاق ہی اعمال کا سرچشمہ ہیں اور انہی پر حیات قومی کا دار و مدار ہے اخلاق کی تفصیل یہ چار عنوان ہیں۔ تہذیب اخلاق۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدنیہ۔ اور خلافت کبریٰ ہمارے آقا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کا روئے سخن اپنی اپنی قوم کی طرف تھا اور ان کی تعلیم محدود زمانہ تک کے لئے تھی اسلئے ان کی تعلیمات کی انتہائی ترقی سیاست مدنیہ سے آگے نہ بڑھ سکی مگر چونکہ ہمارے حضور سرکار رسالتمآب صلعم تمام عالم کے ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ کو خلافت کبریٰ کا وعدہ بھی دیا گیا اور آپ کی امت کو خیر الامم کے درجہ پر فائز کیا۔ آیت زیر بحث میں اجمالی طور پر تہذیب اخلاق تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ پر روشنی ڈالی گئی ہے تہذیب اخلاق کے باب میں ذکر و صبر اور شکر پر زور دیا ہے کہ انفرادی طور پر تہذیب و شائستگی کے لئے یہی صفات حسنہ کافی ہیں جب تدبیر منزل کا ذکر آیا تو نماز نفل میں بھی اضافہ کیا گویا بتلایا گیا کہ تہذیب اخلاق کے لئے توجہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لینا کافی تھا مگر تدبیر منزل میں اگر ان پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا بلکہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ جانی و مالی قربانی کی بذریعہ صبر و استقامت اور جہاد و مشق کرتے رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ قرآن کریم نے اسلامی زندگی کی بنیاد چار چیزوں پر رکھی ہے اور ان ہی پر مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی و کامیابی کا ذریعہ بتلایا ہے وہ یہ ہیں۔ ایمان۔ عمل صالح۔ تو صیہ حق اور تو صیہ صبر۔ ایمان کی تفصیل گذر چکی اعمال صالح میں تمام عبادات و معاملات تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل وغیرہ امور داخل ہیں تو صیہ حق کے معنے ہیں ہمیشہ حق و سچائی کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہنا اور تو صیہ صبر کے معنے ہیں حق کے اظہار

میں رکاوٹوں اور مصیبتوں کے [illegible] کرے [illegible] نصیحت کرتے رہنا چاہئے کہ مسلمان دنیا میں سچائی اور [illegible] کے [illegible] اور اس کی اعلانیہ اظہار کرتے رہنا ان کا وظیفۂ حیات ہے اس [illegible] ان [illegible] خلاف جنگ [illegible] [illegible] اور جہاد کی بھی تعلیم دی گئی [illegible] قربانی اور [illegible] دعوت ہے پس اگر مسلمان [illegible] زندگی [illegible] بننا چاہتے ہیں تو ان میں فوقی قربانی اور [illegible] ترقی حاصل [illegible]

خدا کا وعدہ ہے کہ [illegible] مسلمانوں [illegible] اور قربانی کے جذبہ [illegible] تو وہ باوجود قلیل التعداد ہونے کے تمام [illegible] غالب آ [illegible] اور دنیا کو محو حیرت کر دینگے [illegible] ارشاد باری [illegible] وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات [illegible] لیستخلفنهم فی الارض ایمان اور عمل صالح والوں سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین کی بادشاہت اور خلافت سے سرفراز فرمائیگا۔ اگر خدا کا [illegible] وعدہ [illegible] ہے اور یہ [illegible] پورا ہو کر رہیگا اس [illegible] قید بالکل نہیں [illegible] ایک [illegible] مسلمان ہو اور اس میں ایمان کی جملہ صفات [illegible] ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ صرف ایک [illegible] مسلمان کو خلافت [illegible] اس میں [illegible] ہی کیا ہے حضرت محمد [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کیلئے ہوتے ہوئے عرب کی [illegible] اور [illegible] کے تخت [illegible] پس اگر آج [illegible] مسلمان [illegible] کمزور [illegible] میں اور طاقتور [illegible] کے سامنے بے بس [illegible] کہ وہ صفات ایمانیہ سے محروم ہیں [illegible] وعدۂ خدا [illegible] نہیں ہوتا۔

مسلمان اپنے پاس ایک بہترین اور جامع و مانع قانون اور اس کی شرح رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن کی عملی تفسیر ہے باوجود اس کے اگر وہ غیروں کی تقلید [illegible] فرمانبرداری کریں اور اپنی قوتوں کو انجمن سازی پروگرام بازی اور جلسے جلوسوں میں ضائع کریں تو انھیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اللہ کی رحمت اور اسلام کے صحیح علم و عمل سے دور جا پڑے ہیں۔

کیا مسلمان ان تعلیمات پر عمل پیرا ہیں

آج دنیائے اسلام پر ایک [illegible] طاری ہے ان کے قوائے عملیہ مضمحل ہیں ان کے قوائے فکری کو تعطل [illegible] جمود کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے ان کا تفوق و برتری اور عظمت و اقبال افسانہ ماضی بن گیا کیوں اسلئے کہ ان کی نظروں سے قرآنی تعلیمات کا وہ [illegible] اوجھل ہو گیا جو ان کی دینی و دنیوی ترقی و کامرانی کا ضامن و کفیل تھا اور جس کے کارہائے نمایاں سرزمین عرب میں ظاہر ہوئے تھے اگر مسلمان مذکورہ بالا تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی جو آج ہے اسلام دنیا میں بلند ترین اصول اور محکم [illegible] آیا ہے جن کی پابندی عروج و ارتقاء کی بلندیوں پر پہنچاتی ہے الغرض اسلام کا وہ حصہ جو عقائد سے متعلق ہے اس پر تو مسلمان تقلیدی اور رسمی طور پر عامل ہیں۔

اور وہ حصہ جو عملیات سے متعلق ہے اس کو بتدریج چھوڑتے جا رہے ہیں۔ قرآن پاک کا نزول اس لئے ہوا تھا کہ ہم اس کے درس و فکر سے اپنی حیات انفرادی و اجتماعی میں انضمام و توحید پیدا کرتے اور ہر فرزندانِ اسلام اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناتا مگر ہم نے قرآن کو بعید از فہم حقائق [illegible] اور [illegible] کے لئے خاص کر لیا ہے ہم منشائے قرآن کو بدل کر اپنے خیال و رائے کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور ہم نے اس کے مغز کو چھوڑ کر [illegible] چھلکے پر قناعت کر لی ہے۔

صحابہؓ کی ترقی کا راز

صحابہ کرام کی مقدس جماعت اچھی طرح جانتی تھی کہ قرآن کا نزول صرف اس لئے ہوا ہے [illegible] پڑھا جائے اس کی آیات میں درس و فکر کریں جس قدر پڑھیں اس پر عمل کریں اور قرآن حکیم پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھیں اسی کے مطابق انہوں نے قرآن کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنایا اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سے کچھ بن گئے پھر کیا ہوا آسمان [illegible] زمین نے اپنے خزانے ان کے قدموں میں اگل دیئے اور کائنات ارضی و سماوی پر ان کی حکومت ہو گئی۔

صحابہ کرام کی حیات مقدسہ اس امر کی شاہد ہے کہ وہ خدا کے تھے اور خدا ان کا تھا انہوں نے اپنی زندگیوں کو سراسر اسلامی قالب میں ڈھال کر دنیا [illegible] اور تبلیغ و ارشاد کو اپنی زندگی کا مقصد اصلی قرار دے لیا تھا [illegible] اسلام [illegible] حق [illegible] صداقت اور مبلغ قرآن تھے ان کا قرآن کے ایک ایک لفظ پر ایمان و عمل تھا لیکن آہ مسلمانوں نے ان [illegible] حیات [illegible] خصوصیات سے کنارہ کشی اختیار کر لی قرآن سے بعد و ہجر اختیار کر لیا اور اس کو رسمیات میں مبتلا کر دیا [illegible] معلوم یہ بدبخت و ناسمجھ مسلمان کب اپنے مقصد حیات اور اس راز ترقی کو سمجھیں گے اور اپنی عملی [illegible] کو اسلامی تعلیمات کے مطابق منظم کریں گے۔

آج دنیا میں [illegible] کی حکومت ہے فسق و عصیان اور سیاہ کاریوں نے انسان کو اپنا بنا لیا ہے، مادہ پرستوں نے روحانی طاقتوں کو تباہ و برباد کرنے کا عزم صمیم کر لیا ہے بھولے بھالے انسان ارباب کفر و نفاق کے آگے خمیدہ گردن ہیں [illegible] باطل و طاغوت کی غلامی کا جوا اپنی گردن میں ڈال لیا ہے مخالف طاقتیں اپنا سر نکال کر کلمہ توحید کو فنا کر دینا چاہتی ہیں چاروں طرف انسانی قوانین رائج و نافذ ہیں اور احکام ربانی کتابوں میں بند ہیں فتنہ و فساد [illegible] و طغیان اور سرکشی [illegible] ان کی آگ امن و راحت کو بھسم کئے [illegible] ہوئے ہیں [illegible] عصر کی استبدادیت نے انسانی آزادی کو سلب کر لیا ہے [illegible] وقت آ گیا ہے کہ ہر وہ مسلم جس کے دل میں اسلام کا درد [illegible] اور اپنے فرض کا احساس ہے میدان عمل میں آگے بڑھے اور قرآن [illegible] اس کی نشر و اشاعت میں لگ جائے کیونکہ مسلمانوں کو اقوام عالم کا ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا گیا ہے ان کو خیر الامم کے معزز و محترم لقب سے سرفراز کیا گیا ہے وہ انسانی غلامی کی بیڑیاں کاٹنے آئے ہیں خدا کے بندوں کو خدا کی بادشاہت میں داخل کرنا ان کا فرض ہے دنیا سے برائی دور کرنا اور نیکی پھیلانا مسلمانوں کا وظیفۂ حیات ہے ان کے سینہ میں سارے جہان کا درد ہے وہ امن عالم کے محافظ ہیں قرآن اور قانون الٰہی کی نشر و اشاعت ان کا مقصد حیات ہے پھر کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان قرآنی تعلیمات و حقائق سے اچھی طرح واقف ہوں اپنے اعمال و اخلاق کو ان کے مطابق بنائیں۔

اسلام اور تہذیب جدید

(از جناب محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا)

آج جدید الخیال اشخاص کی ایک کثیر تعداد ایک ایسے مذہب کی متلاشی ہے جو دل و دماغ اور ارادہ کی کسوٹی پر پورا اترے اور ساتھ ہی ساتھ ان اہم سیاسی اور معاشرتی مسائل کو بھی حل کر سکے جو آجکل بنی نوع انسان کے پیش نظر ہیں ان جویان مذہب کو اصول اسلام پر خلوص نیت سے غور و فکر کرنا چاہیے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد نبوت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ عالم کے ایک فقید المثال عہد ساز تھے آپ نے اپنے متبعین کو حواریین کے نام سے موسوم کرنا پسند نہیں کیا بلکہ اصحاب کا خطاب دیا حالانکہ آپ عرب کے حکمران مقنن اعظم قاضی القضات سپہ سالار اعظم اور آمر تسلیم کئے جاتے تھے تاہم آپ نے بے سروسامانی کے عالم میں زندگی بسر کی ہر شخص کے ضمیر کا لحاظ کیا استعدادات کے ارتقاء پر ظاہر کیا لیکن آپ نے مذہب میں جبر و اکراہ کی سخت مخالفت کی آپ نے ربا کو حرام قرار دیا۔ طبقہ نسواں میں مساوات پیدا کی اعلان کیا کہ تمام اشخاص بلا امتیاز نسل و رنگ یا عقیدہ قانوناً مساوی درجہ میں۔ ذی استطاعت اور باحیثیت افراد پر زکوٰۃ فرض کی تاکہ محتاج اور نادار کو مالی فائدہ ہو مطلق العنان حکومت کا سدباب کیا صنعت و تجارت کو ترقی دی نہایت سنجیدہ اصول جنگ مقرر کئے اور جنگ کی اجازت صرف دفاع ذات یا کمزور کی حمایت کے لئے دی گئی۔ دینی اور دنیادی علم کی تحصیل کو دیگر مذہبی فرائض پر ترجیح دی ایسی شخصیت کا پیام ہماری خاص توجہ کا مستحق ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ہمیشہ عمل کو خیال پر ترجیح دی آپ نے صرف نظریات ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ذاتی عمل سے اس کی ترجمانی بھی کی آپ کی اور صحابہ کی مثال آج فرزندان توحید کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتی ہے۔

اسلام اور سائنس

آپ نے اپنے مذہب کو اپنے نام سے موسوم نہیں کیا بلکہ آپ نے اس کا نام اسلام مقرر کیا جس کے معنے ہیں ان قوانین الٰہیہ سے ہم آہنگی جو تمام اعلیٰ و ادنیٰ مخلوق پر حکمران ہیں آپ نے حصول علم پر اس قدر زور دیا کہ طلب علم میں حدود چین تک بھی سفر کرنے کی اجازت دیدی۔ ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے یہ بھی آپ کا ارشاد ہے علم مسلمان کی گمشدہ متاع کے مانند ہے جہاں کہیں سے لیلو یہ سرور کائنات کے ان ارشادات کا نتیجہ تھا کہ عربوں نے ہندو یونان مصر و چین کے علوم کی چھان بین کی اور اصلاح و ایزاد کے بعد ان کو مفید عوام ثابت کیا۔ اہل عرب احسان فراموش نہیں تھے انہوں نے ریاضی ہندسہ اور علم الادویہ کو لفظ یونانی سے یاد کیا تاکہ یہ امر مخفی نہ رہے کہ ان علوم کا ماخذ کیا ہے چنانچہ علم الادویہ کے مبادیات عربوں نے یونانیوں سے حاصل کئے تھے۔

اہل عرب نے سمندروں کو چھان ڈالا نقشے تیار کئے آبی پیمانہ دقیقہ نما ایجاد کیا سڑکوں پر روشنی کا بندوبست نالیوں کے ذریعہ شہر میں پانی کا انتظام نشان منزل کا طریق یہ سب عربوں کے دماغ کا نتیجہ ہیں انہوں نے سوئی ایجاد کی موجودہ علم کیمیا کے بانی بھی یہی عرب ہیں انہیں کے دار العلوم ہسپانیہ میں یورپین فضلا نے جملہ علوم و فنون کی تحقیق و ترقی کا ہنر سیکھا جہاں کہیں ان کا گزر ہوا۔ انہوں نے کتب خانے قائم کئے اور تدریس و تعلیم میں برابر دلچسپی لی۔

رواداری

اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے چونکہ خدا واحد ہے جملہ اشخاص ایک سلک اخوت میں منسلک ہیں اور چونکہ وہ غیر جانبدار ہے اس نے قدیم الایام سے ہر زمانہ میں ہر قوم کی ہدایت کے لئے رہنما بھیجے اس لئے قرآن کریم میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جملہ معلمان مذاہب کی عزت کرو اور نبی کریم صلعم کو نبوت کا خاتم سمجھو مذہبی نیز دنیوی معاملات میں ہم قانون ارتقا کے قائل ہیں وہ تعلیمات جو انبیائے سابقین لائے تھے انہی اقوام کے لئے موزوں و مناسب تھیں جن میں وہ مبعوث ہوئے تھے حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ جب انسانیت درجہ کمال تک پہنچ گئی، تو نبی کریم مبعوث ہوئے آپ نے اپنے پیشرو انبیا کی مذہبی تعمیر کو مکمل کیا اور وہ تعلیمات پیش کیں جو ہماری جملہ ضروریات کے لئے ہر زمانہ میں کافی و شافی ہیں کیونکہ ان کی بنا فطرت کے بنیادی اصولوں پر ہے اور ان میں جملہ بنی نوع انسان کی مفاد مد نظر رکھا گیا ہے۔

مغرب میں آزادی

حال ہی میں ایک امریکن مصنف نے لکھا تھا مغرب کی تہذیب ان تین عظیم الشان اصولوں پر مبنی ہے۔ آزادی۔ مساوات۔ مواخات اور یہ اصول فرانسیسی انقلاب کے شرمندہ احسان ہیں۔ دیکھنا چاہئے امریکن مصنف کے دعوے کی تائید کس حد تک یورپ اور امریکہ کی موجودہ معاشرتی حالت سے ہوتی ہے مثال کے طور پر آزادی کے مسئلہ کو لیجئے یورپ اور امریکہ میں اکثریت مقننہ حیثیت رکھتی ہے اور اقلیت طوعاً و کرہاً اکثریت کے موضوعہ قوانین کی پابندی کرتی ہے یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اکثریت میں ہمیشہ مدبر۔ ذی شعور۔ احسن اور مستحق حضرات ہی ہوتے ہیں بلکہ ہمارے تجربہ میں تو یہ آیا ہے کہ بالعموم عمر رسیدہ اشخاص مثلاً سقراط اور سائنسدان اقلیت میں ہوتے ہیں۔ اکثریت کا کیا حق ہے کہ وہ اقلیت کے لئے قوانین وضع کرے اور کیوں موخر الذکر کو ان کے اپنے ضمیر سے کام لینے نہیں دیا جاتا ہربرٹ سپنسر نے آزادی کی یہ تعریف کی ہے کہ ہر شخص آزادی سے اپنے حسب منشا جو چاہے کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی دوسرے شخص کی آزادی میں

رخنہ انداز نہ ہو اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے صاف ظاہر ہے کہ مغرب میں اقلیت کو کوئی آزادی حاصل نہیں ہے جبکہ اسلام میں قرآن کریم نے وہ بنیادی اصول مقرر کئے ہوئے ہیں جو کہ بہت سی اقلیت پر عائد ہوتے ہیں سب کے لئے عامہ قانون ہے خواہ وہ خلیفہ کے ماتحت ہوں یا سلطان کے زیر حکومت کوئی طاقت قرآنی قوانین میں تغیر پیدا نہیں کر سکتی سارے حکمران صرف انہی قوانین کو عمل میں لاتے ہیں انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی رکن جماعت کو اپنا رسالی کے لئے کوئی قانون وضع کریں۔

مساوات

ہمارا مساوات کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ مغرب میں نا پید ہے مغرب میں ہم انتہائی مالدار اور انتہائی غریب لوگوں کو عام طور پر ملتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

بعض اس قدر مالدار ہیں کہ وہ اپنی دولت کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے بعض اس قدر نادار ہیں کہ نان جویں کو بھی محتاج ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام کو نہ صرف مساوات کا ذکر ہی نہیں کرتا بلکہ اس نے اسے عملی جامہ پہنایا ہے اور قوانین بھی مرتب کئے ہیں مثال کے طور پر دوران نماز میں نماز مسجد میں غریب اعلیٰ اور ادنیٰ سب برابر ہیں۔ مسجد میں یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں غرباء کے مالی فائدہ کے لئے معمولی سی رقم زکوٰۃ لی جاتی ہے ہر شخص کو اپنی آمد کا کچھ حصہ دینا پڑتا ہے جو غرباء کے لئے بیت المال میں محفوظ رہتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت حاجتمند وہاں سے رقم لے کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس کا ذکر کیا ہے چنانچہ اس طرح اسلامی مساوات نے گداگری کا سدباب کیا۔

غرباء کی امداد

ہمارا تجربہ ہے کہ ثابت ہے کہ اگر غریب لوگوں کی مصیبت کے وقت امداد نہ کی جائے تو وہ ڈاکہ چوری فریب دہی پر اتر آنے میں پھر ہم پولیس طلب کرنے میں مجسٹریٹوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کی حراست کے لئے جیلوں کی تعمیر ہو جاتی ہے پولیس کے اخراجات مجسٹریٹوں کی تقرری جیلوں کی تعمیر قیدیوں کی خوراک پر جو روپیہ خرچ آتا ہے وہ سب متمول افراد سے ٹیکس کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے جبکہ اسلام کہتا ہے کہ بہتر ہے کہ انہیں خوشی سے زکوٰۃ دو تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو بچائیں اس کے جیلوں میں ان کے کفیل بنو اس طریق سے غریب امیر کے ممنون احسان ہوں گے اور امیر غریب کو اپنے برابر سمجھیں گے۔

قانون وراثت

ہمارا قانون وراثت سرمایہ داری کا قلع قمع کرتا ہے انسان کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو مرنے کے بعد اس کی جائداد کو اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ورثاء میں اس کے فرزند، دختر اور بیوی شامل ہیں۔ چنانچہ اس طرح ہر فرد مستفید ہو جاتا ہے اس کی وجہ کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا حصہ کیوں ملتا ہے یہ ہے کہ شادی کے وقت لڑکوں کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ لڑکیوں کو مہر ملتا ہے اس طرح ان کے حصے برابر ہو جاتے ہیں۔

سود

اسلام میں سود کا لینا یا دینا دونوں حرام ہیں سود لینے یا دینے سے مالدار کی دولت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور غریب کی پونجی گھٹ جاتی ہے چنانچہ سود سے بعض غریب اور بعض مالدار ہو جاتے ہیں مالدار مغرور اور تن آسان ہو جاتے ہیں اور غریب عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور ان پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا جاتا ہے اس سے جانبین میں خوف اور نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور جس کا انجام خونریزی اور فساد ہوتا ہے اسی خیال سے سود لینا اور دینا پہلے ہی حرام کر دیا ایک مقتدر انگریز انشا پرداز کہتا ہے کہ آج کسی حکومت کے خزانے میں اتنا روپیہ نہیں ہے کہ بغیر قرضہ لئے ایک مہینہ بھی جنگ جاری رکھ سکے اور اگر سود ممنوع قرار دیا جائے تو کوئی شخص حکومت کو بلا منافع قرضہ نہیں دیگا۔ لہٰذا حکومت جنگ نہ کر سکے گی جو کام مجلس اقوام سے نہ ہو سکا سود کی ممانعت سے ہو جائیگا اور جنگ کا شائبہ گمان بھی نہ رہے گا۔

سیم وزر کی فراہمی

اسلام نے سیم وزر کی فراہمی سے منع کیا ہے تاکہ عوام کے فائدہ میں آسکے اور بے سود معطل نہ پڑا رہے سیم وزر کی فراہمی کا جو حشر ہوتا ہے اس کی نظیر امریکہ پیش کرتا ہے گزشتہ جنگ کے دوران میں امریکہ نے جنگجو اقوام کو کافی مقدار میں قرضہ دیا اس قرض کی ادائیگی سیم و زر سے کی گئی ہے نتیجہ یہ ہے کہ تمام سیم وزر امریکہ کے بنکوں کے تہ خانوں میں بیکار پڑا ہے آجکل امریکہ میں لاکھوں بے روزگار پھر رہے ہیں۔ ایک امریکن سنیٹر نے اس کی معقول وجہ بیان کی ہے اور وہ یہ کہ ایشیا اور یورپ کے پاس کافی سیم وزر نہیں رہا کہ وہ ہمارا مال خریدیں چنانچہ اس طرح ان کی فیکٹریوں میں کام بند ہو گیا اور بے روزگاری پیدا ہو گئی ہے اب اگر وہ سیم وزر جو امریکن بنکوں کے تہ خانوں میں پڑا ہوا ہے ایشیا اور یورپ کو واپس دے دیا جائے تو وہ امریکہ کا مال خرید سکیں گے امریکن فیکٹریوں میں کام جاری ہو جائے گا اور ملک میں بے روزگاری باقی نہ رہے گی۔

تجارت اور ربا

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ سود پر قرض دینے کے بجائے تم اپنا مال تجارت میں لگاؤ اگر تم ایک فیکٹری کھولو تو بہت سے کاریگروں کی روزی کا سامان ہو جائے گا اور ریلوے جہاز وغیرہ سب کو فائدہ ہوگا۔ تجارت سے دیانتداری پیدا ہوتی ہے کیونکہ تمہیں جلد ہی یہ سبق مل جاتا ہے کہ دیانتداری اور نیک نیتی کے بغیر کاروبار میں کامیابی نہیں ہو سکتی تجارت فن حکومت میں مدد کرتی ہے کیونکہ گاہکوں کے خوش کرنے کے لئے ہمیں اپنی تمام قوتوں کو صرف کرنا پڑتا ہے پس ہم قلوب انسانی پر حکومت کرتے ہیں جبکہ سود سے اقوام تباہ ہوتی ہیں کیونکہ جنگ کا دارومدار بھی اس روپیہ پر ہے جو سود پر لیا جاتا ہے۔

جائداد میں حقوق نسواں اور طلاق

اسلام نے طبقہ نسواں کو مساوی حقوق دیئے۔ مستورات جائداد پر قابض ہو سکتی ہیں عورت کی مرضی کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی اور اس کو خاوند سے علیحدگی کا حق (خلع) حاصل ہے اسلام کہتا ہے ہر مرد کے لئے ایک عورت ہے اور ہر عورت کے لئے ایک مرد ہے پس ہمیں اپنی شریک حیات کے انتخاب میں محتاط ہونا چاہیئے۔ اگر شادی کے بعد نفاق پیدا ہو جائے تو خاوند اور بیوی کو باہم صلح کے لئے ایک پنچ مقرر کرنا چاہیئے اگر مصالحت نہ ہو سکے بلکہ اس کے برخلاف حالات

ناخوشگوار ہو جائیں تو طلاق عمل میں آنی چاہیئے۔ خاوند کے اعلان طلاق کے بعد چار ماہ کی عدت اس کے لئے مقرر ہے کہ اگر اس مدت میں پھر باہم تعلقات قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اگر کوئی مصالحت کی صورت نہ ہو تو طلاق مطلق قرار پاتی ہے اور فریقین اپنی حسب منشا جہاں چاہیں شادی کر سکتے ہیں جبکہ انگریزی قانون کے ماتحت باہمی رضامندی سے طلاق نہیں ہو سکتی ... ...

... ... انگلستان میں یہ ضروری ہے کہ مرد سے طلاق لینے کے لئے عورت مرد کی بدکاری اور ظلم کا ثبوت دے علاوہ ازیں طلاق میں اس قدر صرفہ آتا ہے کہ ایک غریب اس کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ ابھی تک نہ عیسائیت نے اور نہ ہندو مذہب نے طلاق کی اجازت دی ہے۔ مسیحی ممالک میں طلاق کے جواز میں قوانین پاس کئے گئے ہیں اور ہندو بھی ایسا قانون پاس کرانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جن کے ماتحت ہندو مستورات بعض حالات میں طلاق لے سکیں اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کس طرح اب وہ اصول اختیار کر رہی ہے جن کو اسلام نے آج سے صدہا سال پیشتر مقرر کیا۔

تعدد ازدواج ایک سے زیادہ عورت کو نکاح میں لانے کی اجازت سے عورتوں کے حقوق پامال نہیں ہوتے کیونکہ قرآن شریف نے یہ شرائط مقرر کی ہیں کہ اگر تم ان سب میں عدل کر سکتے ہو تو شادی کرو ورنہ ایک ہی پر اکتفا کرو۔ اس کو ان سب کا مہر ادا کرنا پڑے گا۔ پہلی بیوی شادی کے وقت خاوند سے یہ عہد لے سکتی ہے کہ وہ اس کے دوران زندگی میں دوسری شادی نہ کرے۔ اسلام ہر عورت کو اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اگر خاوند سے نہ نبھے تو اس کو خود طلاق لینے کا حق حاصل ہے۔ اس سے وہ خاوند کی زیادتیوں سے بچ جاتی ہے علاوہ ازیں دوسری شادی پہلی بیوی کی مرضی لئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ تاکہ اگر کوئی عورت تعدد ازدواج کے خلاف ہے تو وہ ایسے شخص سے شادی نہ کرے جس کی پہلی ہی ایک بیوی موجود ہو چنانچہ اس طرح مستورات کسی خاص قصبہ یا گاؤں میں یہ ریزولیوشن پاس کرانے کے بعد کہ عورت ایسے مرد سے شادی نہ کرے جو پہلے شادی شدہ نہ ہو تعدد ازدواج کے سلسلہ کا مطلق انسداد کر سکتی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ جب ایام جنگ میں ذکور کی تعداد میں کمی ہو جائے تو ایک مرد جو شادی شدہ ہے اور شادی کر سکتا ہے اس طرح ہزارہا عورتیں عصمت دری سے بچ جائیں گی

غلامی اسلام کی تعلیم ہے کہ ہم غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ان کی خوراک اور پوشش کا بندوبست اسی طرح کریں جس طرح اپنا کرتے ہیں اور ان کو آزادی کا موقع دیں۔ چنانچہ اس طرح اسلام نے غلامی کا امتیاز مٹا دیا ہے جبکہ امریکہ میں گو لفظاً غلامی کا انسداد کر دیا گیا ہے لیکن معناً ابھی تک موجود ہے اس کی وجہ کہ آنحضرت صلعم نے غلامی کا فوری انسداد کیوں

نہیں کیا؟ یہ ہے کہ آزاد غلاموں کو کاروبار تلاش کرنے اور ضروریات کو رفع کرنے کے لئے فوراً کام کا ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا اور انجام کار فاقہ کشی انہیں بغاوت اور خونریزی پر آمادہ کرتی اس لئے اسلام نے ایک سنجیدہ انداز میں اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔

بین الاقوامیت اسلام نے رنگ اور قومیت کے امتیاز کو دور کر دیا ہے۔ افراد عالم بھائی بھائی ہیں اور تمام عالم ہمارا وطن ہے جیسا کہ اقبال کہتا ہے سے

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا   مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

تاکہ بجائے قومیت کے ہمارے اندر یہی جذبہ پیدا ہو جائے اور کسی سے نفرت نہ کریں۔

عالمگیر اخوت حج بیت اللہ شریف کے موقع پر تمام قوموں کے افراد مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں یہ مجلس اقوام گذشتہ چودہ سو سال سے ہر سال منعقد ہو رہی ہے۔ اس کے ممبر ایک دوسرے کو برادر سمجھتے ہیں اور چنانچہ اسی طرح بنی نوع انسان کی وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ ہمیں مفروضات پر ایمان نہیں لانا چاہیئے نیک و بد صحیح و غلط کے باہمی امتیاز میں عقل سے کام لینا چاہیئے ہمیں علم کی تلاش کرنی چاہیئے اور قوانین قدرت کا پتہ لگانا چاہیئے ہم کو تاریخ عالم کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اقوام کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کرنا چاہیئے۔ دینی اور دنیاوی علم میں کوئی فرق نہیں جملہ علوم مقدس ہیں۔ ہر ایک مسجد پر ایک دارالعلوم کا کام دیتی تھی جہاں سے مسلمان ہر شعبہ کا علم حاصل کرتے تھے اور یہی سبب تھا جب تک اپنے مذہب کے احکامات پر عامل رہے علم کے علمبردار رہے۔

اسلام عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے اس میں رنگ یا قومیت کی کوئی قید نہیں۔ ہمیں دشمن کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے بروئے اسلام ہمارا مفاد سب کے مفاد سے وابستہ ہے چونکہ جملہ اشخاص ایک ہی جسم کے مختلف اعضا ہیں۔ اگر جسم کو تکلیف پہنچتی ہے تمام اعضا اس سے متاثر ہوتے ہیں لہذا ہم سب کو متحد ہونا چاہیئے۔

اتحاد عمل نہ کہ مقابلہ اسلام نے مقابلہ کے بجائے اتحاد عمل پر زور دیا ہے۔ آج مقابلہ یورپ کو تباہ کر رہا ہے اسلام نے ہمیں محسنین سے مل کر کام کرنے کی ہدایت کی ہے بدعمل خواہ عزیز ہی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ اشتراکِ عمل سے منع کیا گیا ہے اس طرح اسلام تمام اچھے لوگوں کو ایک مرکز پر لاتا ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (تم میں سے خدا کے نزدیک معزز وہ ہے جو اپنے فرائض کی پابندی کرتا ہے) خدا سے ڈرتا ہے۔

اس طرح اسلام ایک عالمگیر اخوت کی طرح ڈالتا ہے اور متشددانہ قومیت کے جملہ خیالات کا خاتمہ کرتا ہو شدید اشتراکیت حریت کش مطلقیت فسطائیت نازی ازم بالشوزم رنگ نسل تعصبات اور خود سرمایہ داری کی بیخ کنی کرتا ہے اسلام امن رواداری اخوت ہمدردی اور اتحاد عمل کا مذہب ہے اس کا نشانہ انسانی

جناح نہرو خط وکتابت

(ایک سوشلسٹ کے قلم سے)

جناح نہرو کی خط وکتابت کے شائع ہونے کا بہت بے صبری سے انتظار تھا اور شائع ہونے میں مسٹر جناح نے بڑا پس و پیش [illegible] اس کے شائع کرنے پر کبھی اصرار نہیں کیا تھا جبکہ جواہر لال جی اس خط و کتابت کو شائع کرنے کیلئے بہت سے جلسوں میں [illegible] تھے لیکن اس کی اشاعت جن حالات اور جس موقعہ پر ہوئی ہے اس کے [illegible] جواہر لال جی اور ان کے رفقاء بھی راضی نہیں تھے [illegible] نے اس خط وکتابت کی نقل کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے دفتر سے اڑا لیا اور اخبارات کو اشاعت کیلئے [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کی اشاعت [illegible] کر سکتے تھے بہرحال جن لوگوں نے اس کی اشاعت سے انکشافات کی امید کی تھی انہیں یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی

جواہر لال جی اور مسٹر جناح [illegible] جواہر لال جی کا یہ اعتراض ہے بڑا فرق ہے وہ مسائل پر بحث [illegible] ہندوستان کی آزادی میں کرنا چاہتے ہیں برطانوی حکومت کی موجودہ ناختی کو وہ تسلیم نہیں کرتے اور کسی ایسے سمجھوتہ کو جس کی بنیاد اس عارضی زمانہ کے حالات پر ہو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں دوسری بات جو ان کے دماغ پر [illegible] پوری طرح قبضہ کئے ہوئے ہے وہ موجودہ بین الاقوامی صورت حالات اور جنگ کا خطرہ ہے جن کا ان کے خیال میں ہندوستان اور اس کی جنگ آزادی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے وہ اسے سب سے زیادہ اہمیت دیا چاہتے ہیں اور باقی امور ان کے نزدیک ثانوی حیثیت رکھتے ہیں تیسری بات عوام کے اقتصادی مسئلے سے تعلق رکھتی ہے یعنی غریبی اور بیکاری کا سوال ان کا خیال ہے کہ ہندوستانیوں کے لئے یہ سوال سب سے زیادہ ضروری ہے جب تک اس کا حل نہ دریافت نہیں کیا جائے گا ہماری جد و جہد فضول ہے۔

مسٹر جناح اس مکمل آزادی کو جس کا پنڈت جواہر لال خواب دیکھتے ہیں ایک ہوائی جنگ اور لا کو مسلم سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور جہاں تک لفظی جمع خرچ کا تعلق ہے انہوں نے بھی مسلم لیگ کا نصب العین آزادی قرار دیا ہے اور کانگریس سے پیچھے نہیں ہیں لیکن موجودہ دستور کے صوبائی حصہ کو قبول کر کے اسے چلانا اور فاق میں اگر چند ترمیمیں ہو جائیں تو اسے منظور کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار کرنا ایسے طریقے نہیں ہیں جن سے مکمل آزادی کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ کانگریسی سرمایہ دار مکمل آزادی چاہتے ہیں اور نہ مسلم لیگ کے رہنما اس کا حوصلہ کر سکتے ہیں مکمل آزادی کا دعویٰ کرنے کے لئے بڑی اہلیت ہونی چاہیئے اس دعویٰ کو منوانے کے لئے قوت چاہیئے اور وہ اس ملک میں اہنسا (تشدد) کی ہی قوت ہو سکتی ہے اور اگر واقعی سرمایہ دار ہندو جو برطانوی سنگینوں کی حفاظت میں پھلے پھولے اور پروان

جڑھے ہیں مکمل آزادی کے لئے تیار ہیں تو مسلمان جنہوں نے اپنا سب کچھ برطانوی حکومت میں کھو دیا ہے اور اگر وہ سوچیں تو اپنی زنجیروں کے علاوہ اب کوئی اور دوسری چیز ان کے پاس کھونے کے لئے باقی نہیں رہی ہے تو انہیں مکمل آزادی میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔

جنگ کا سوال موجودہ بین الاقوامی صورت حال اور جنگ کے خطرے کا ہے جنگ سے وہ ڈرے جس کے پاس دولت ہو عزت ہو قیمتی جان ہو یہاں تو صورت یہ ہے کہ

مفلس دعلم بی پاس ہمارے نہ ملک تھا نہ مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

اس لئے انگریزی ہندوستانیوں کو ہونا چاہیئے ہمارا جنگ کیا بگاڑ سکتی ہے لے دے کے ایک جان ہے تو وہ گھل گھل کر آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے یکبارگی ختم ہو گئی پھر ہم اس جنگ کے خطرے سے بچنے کے لئے یا اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے کر ہی کیا سکتے ہیں ہوائی جہاز ہمارے پاس نہیں سائنس نے جو ہزاروں نت نئے آلات حرب بنائے ہیں ان سے ہم ناواقف ہیں انگریزوں کے دشمنوں سے ساز باز کر کے انگریزوں کو اس ملک سے نکالنے کی تدبیر کی جا سکتی ہے سو اگر یہ ارادہ ہے تو بہت خوب ہے چشم ما روشن دل ما شاد اگر انگریزوں کے دشمن فتح کے بعد اپنے معاہدے پر قائم رہے تب تو اچھا ہی اچھا ہے ورنہ ایک کی غلامی نہ سہی دوسرے کی ہی۔

اب تیسری چیز رہ گئی غریبی اور بیکاری کا سوال اس کا حل سوشلزم بتلایا جاتا ہے جواہر لال جی چاہے جتنی دھواں دار تقریریں اس کی حمایت میں کریں لیکن کانگریس کی پوری مشینری پر جن لوگوں کا قبضہ ہے وہ انگریز کو اس ملک سے بڑی جلدی [illegible] چاہتے ہیں جتنا سوشلزم کو چمکاریں اور پیار کریں لیکن وہ جانتے ہیں کہ آستین کے اس سانپ کو کبھی زیادہ نہ ابھرنے دینا چاہیئے جب یہ ذرا سرکشی کرے فوراً اس کا سر کچل دینا چاہیئے۔

اس لئے اگر جواہر لال جی کی خیال پرستیوں سے قطع نظر کر لیا جائے اور بے بسی اور محکومی کی جو واقعی صورت حال ہے اس کو نظر کے سامنے رکھا جائے تو گفتگو کو دوسری سطح سے شروع کرنا پڑے گا مسٹر جناح نے ہمیشہ جواہر لال کو ایک خیال پرست سمجھ کر ان کو کسی معقول سمجھوتہ کی گفتگو کے لئے نااہل سمجھا ہے لیکن چونکہ وہ جواہر لال کے خلوص کے قائل ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہندوؤں میں واقعی ایسا ہے جس کا دل تعصب سے پاک ہے اور جس کا اثر بھی ملک کے نوجوانوں پر زیادہ ہے اور جو اگر چاہے تو اپنے اثر سے ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے ایک مناسب فضا بھی پیدا کر سکتا ہے تو وہ صرف جواہر لال اور جواہر لال ہے ایسا شخص اگر خط و کتابت کی درخواست کرے تو اس کی درخواست کو آسانی کے ساتھ ٹالا نہیں جا سکتا لیکن اس سے کسی اچھے نتیجہ کی توقع کرنا بھی ٹھیک نہیں جواہر لال اپنی فطرت بدل نہیں سکتے ان کی روا داری بے تعلقی کی حد تک

لاگ ہو تو ہم اسے سمجھیں لگاؤ — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکہ کھائیں کیا

ان کی اس بے لوثی اور بے تعصبی کو دیکھ کر تو بیساختہ یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ

قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

در اصل ان کا اس قدر بے لاگ ہونا خود ہمارے لئے ایک مصیبت بن گیا ہے کیونکہ یہ ہمارے تمام ہندو مسلم سوال کو دو باتوں سے ادھر سے ادھر سے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں کہیں کچھ نظر نہیں آتا اور عاجز آکر کہتے ہیں کہ سب کچھ ہو چکا ہے اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار جناح سے پوچھتے ہیں کہ مجھے بتائیے تو سہی امور متنازعہ کیا ہیں میں انہیں سمجھ نہیں سکا ہوں اور جب تک میرے سامنے مسئلہ صاف طور پر نہ رکھا جائے میرا دماغ موثر طریقہ پر کام نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ ہندو مسلم سوال نہرو جی کی سمجھ میں نہیں آتا وہ ایسے باپ کی اولاد ہیں جنھوں نے مذہب کی پابندیوں کو خیرباد کہہ دیا تھا ان کی تعلیم و تربیت خالص غیر مذہبی ماحول میں ہوئی ہے ان کو اپنی تہذیب سے کوئی واسطہ نہیں رہا اس لئے وہ تمدنی اور مذہبی دلبستگیوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کا بال بال مذہب اور اس کے متعلقات سے جکڑا ہوا ہے وہ کیسے اس طرح کی بیگانگی اپنے مذہبی ورثہ کے ساتھ برت سکتے ہیں مسٹر جناح کو بھی مسلم تمدن سے وہ وابستگی نہیں ہے جو عام مسلمانوں کو ہے لیکن چونکہ وہ ایک کامیاب وکیل ہیں اس لئے اپنے موکل کے مقدمہ کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں مسٹر جناح پکے قوم پرست ہیں وہ چاہتے ہیں کہ مسلم مطالبات کا کوئی ایسا حل نکل سکے جس میں مسلمان ہندوستانی قومیت میں شامل ہونے کے بعد یہ محسوس نہ کریں کہ وہ محکوم یا زیردست ہیں بلکہ خود مختار ہندوستانی قومیت کے ایک آزاد رکن کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں۔

اس تمہیدی بیان کے بعد اب آئیے دیکھیں کہ امور متنازعہ کیا ہیں مسٹر جناح نے انھیں بیان نہیں کیا مسٹر جناح انہیں بیان کر ہی نہیں سکتے تھے وہ بذات خود غالباً ان کو زیادہ اہمیت ہی نہیں دیتے وہ تو وکیل ہیں اور وکیل کا کام دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو اپنے موکل کا مقدمہ پیش کرنا اور دوسرے جج کو فیصلہ میں امداد دینا وہ فریق مقدمہ خود نہیں ہوتا بلکہ فریق مقدمہ کا معاملہ بہترین روشنی میں پیش کرتا ہے اور پھر جج کے ساتھ اشتراک عمل کر کے مقدمہ کے فیصلہ میں مدد دیتا ہے یہی پوزیشن مسٹر جناح کی ہے، نہ اس مسئلہ میں فریق مقدمہ ہیں اور جب جواہر لال انہیں فریق بنا کر ان سے ان کے مطالبات طلب کرتے ہیں تو وہ اس پر بگڑتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں وہ ان سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان سے کہہ سکیں کہ بھائی میں تم ہی جیسا ہوں البتہ میں نے اپنے موکل کا مقدمہ سمجھ لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے جب جواہر لال کسی طرح نہیں مانتے اور امور متنازعہ کے بیان کرنے پر برابر اصرار ہی کئے جاتے ہیں تو وہ انھیں چند حوالے دیتے ہیں جن سے مسلمانوں کا مطالبہ سمجھا جا سکتا ہے۔ بہر حال امور متنازعہ جو جناح نہرو خط وکتابت سے لوگوں کے سامنے آئے ہیں اور جنھیں مسٹر جناح آخری یا قطعی نہیں سمجھتے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) چودہ نکات جو مسلم لیگ نے ۱۹۲۹ء میں مرتب کئے تھے۔ (۲) کانگریس کمیونل ایوارڈ کی مخالفت ترک کر دے اور اسے نیشنلزم کے منافی قرار نہ دے۔

(۳) سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب آئینی طور پر معین کر دیا جائے۔

(۴) دستور اساسی میں مسلمانوں کے پرسنل لا اور کلچر کی حفاظت کا یقین دلایا جائے۔ (۵) کانگریس شہید گنج کے مسئلہ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے اخلاقی اثر و رسوخ سے مسلمانوں کو شہید گنج واپس دلا دے۔ (۶) اذان اور دیگر مذہبی رسوم کے متعلق مسلمانوں کو پوری آزادی حاصل ہو۔ (۷) مسلمانوں کو ذبیحہ گاؤ کی کھلی اجازت ہو۔ (۸) ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ایسی علاقے بندیاں نہ کی جائیں جن سے اکثریت پر اثر پڑے۔ (۹) بندے ماترم ترک کر دیا جائے۔ (۱۰) اردو کو ہندوستان کی قومی زبان تسلیم کر لیا جائے اور اس امر کی ضمانت دی جائے کہ اردو کے استعمال میں مزاحمت نہیں کی جائے گی۔ (۱۱) لوکل بورڈوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مسلمانوں کو کمیونل ایوارڈ کے مطابق نمائندگی دی جائے۔ یعنی جداگانہ انتخاب ہو اور آبادی کے لحاظ سے۔ (۱۲) کانگریس جھنڈا ترک کر دیا جائے یا مسلم لیگ کے جھنڈے کو برابر کی اہمیت دی جائے۔ (۱۳) مسلم لیگ کو ہندوستانی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا جائے۔

(۱۴) اتحادی وزارتیں قائم کی جائیں۔

ان مطالبات میں سے بعض مطالبے بادی النظر میں لغو اور مہمل نظر آتے ہیں اور جواہر لال جی اور ہندو پریس نے ان کو اسی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش بھی کی ہے اور جناح نہرو خط وکتابت کی اشاعت پر جو اس قدر واویلا ہوا اس کی وجہ بھی غالباً یہی تھی یہ مسلمانوں کی انتہائی بدنصیبی ہے کہ ان کے پاس ایسے رہنما اور ایسا پریس نہیں ہے جو ان کے جائز مطالبات کو معقولیت کے ساتھ پیش کر سکیں وہ اپنا اچھا مقدمہ وکیلوں کے خراب ہونے کی وجہ سے ہار جاتے ہیں وہ ابھی تک اپنے ذہن کو سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں وہ حالات موجودہ سے غیر مطمئن ہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان کے نصب العین ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کے خلاف ہو رہا ہے وہ اس سے مختلف قسم کی ایک چیز چاہتے ہیں اور ان کو پورا حق ہے کہ وہ اس چیز کو چاہیں اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کریں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خود ان کے ذہن میں ان کا نصب العین ان کی تمنا اور آرزو واضح طور پر موجود ہو اور دوسروں تک بھی وہ اپنے خیال کو منتقل کر سکیں تاکہ ان میں جو منصف مزاج اور ہمدرد لوگ ہیں وہ ان کے مطالبہ کی صحت کا فیصلہ اور ان کی حمایت کر سکیں۔ انھیں ہر قسم کے مہمل مطالبات کو جا و بیجا پیش نہ کرنا چاہئے ان میں تناسب کا احساس ہونا چاہئے اہم اور غیر اہم اساسی اور غیر اساسی عارضی اور مستقل ممکن اور ناممکن ہندوؤں کے کرنے اپنے کرنے اور دوسرے لوگوں کے کرنے کے جو کام ہیں ان میں فرق کرنا چاہئے خیالات میں یکرنگی اور منطقی استدلال ہونا چاہئے اپنے مطالبات کو چوں چوں کا مربہ بنا کر پیش کرنے سے دنیا کے لئے تمسخر اور استہزا کا سامان تو فراہم ہو جاتا ہے لیکن اپنا کوئی مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

ہمیں اس روشنی میں دیکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کی کیا شکایات ہیں کیا بے چینیاں اور بے اطمینانیاں ہیں کیوں وہ ہندوستان کی قومی تحریک میں شریک نہیں ہوتے آیا یہ ان کی کم ہمتی بزدلی یا خود غرضی ہے جو انہیں باز رکھتی ہے یا کوئی حقیقی مانع موجود ہے کیا ان کے نصب العین مختلف ہیں کیا ان کی تمناؤں کی تکمیل کانگریسی تنظیم میں نہیں ہوتی۔ اگر نہیں ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی کانگریس سے ان کو کیا حقیقی شکایتیں ہیں اس سے کیوں وہ گریزاں دل برداشتہ

[illegible] کے لئے
یا ہندو ہیں [illegible] نہیں چاہتے اور
اور [illegible]
کانگریس [illegible] اور [illegible] مسلمانوں
[illegible] میں
[illegible] ضروری ہے
مثلاً [illegible]
[illegible]
[illegible] اور ان
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہمارے خلفا
[illegible] اشارہ نہ ہونا چاہئے
[illegible] اور معاشرتی نظام
[illegible] موجودہ حالات کی
[illegible]
[illegible] کیا اس سے
اور کبھی زیادہ ضروری ہے [illegible] اسلام سے مبرا ہو۔
آپ سب سے پہلے مسلمانوں کی [illegible] کا مطالعہ
کریں اس حقیقت سے کوئی انکار [illegible] ہندوستان میں مذہب کا
غلبہ ہے اور مذہبی [illegible] مسلمانوں میں ہندوؤں
کی غیر رواداری ان کے مذہب کا ایک [illegible] مسلمان سے
دور [illegible] گائے کی قربانی کو [illegible] ایک دستر خوان پر کھانا
نہ کھانا بات بات پر [illegible] اپنے [illegible] بچوں کے سامنے
مسلمان کو ایک ہوا [illegible] موجود ہیں [illegible] تعصب سے کام لیا
جاتا ہے ہر جگہ [illegible] طریقہ [illegible]
طریقہ معاشرت لباس غذا زبان رسم خط تاریخ روایات خیالات ان سب کا فرق
اختلاف کو اور بڑھا دیتا ہے خصوصاً زبان اور رسم خط کا فرق جس کی وجہ سے
ایک دوسرے کے اعلیٰ خیالات سے واقف ہونے کا موقع ختم ہو جاتا ہے یہ چیز
موجود ہے اس میں کمی نہیں ہو رہی بلکہ ترقی [illegible] بہت ہی موجود
ہے مسلمان کی ترقی محض اس لئے ناگوار ہوتی ہے کہ وہ مسلمان ہے [illegible] اقتدار
انگریزوں کا تھا دونوں فریق بلا [illegible] جا سکتے
اب اگر ایک فریق برسر اقتدار آجائے تو ظاہر ہے دوسرا فریق اس کو پسند نہیں کرے گا
اظہار نہیں کر سکتا اس کو ہزاروں اندیشے ہوں گے وہ اس کو اپنی شکست سمجھے گا
فریق مخالف چلے جتنا بھی یقین دلائے فریق اول یہی چاہیگا کہ کسی طرح برابری
کی پہلی سی صورت دوبارہ پیدا ہو جائے اب برابری کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو
ترقی کی رفتار کو روک کر پرانی حالت کو قائم رکھا جائیگا یا اگر ترقی کو پسند کیا جائے
تو حقوق کی تقسیم نئی بنیاد پر کی جائے تاکہ محکومی کی مساوات حکمرانی کی مساوات
میں تبدیل ہو سکے۔ اتفاق سے صورت حال یہ ہے کہ کانگریس کی مقامی شاخوں
پر ہر جگہ پہلے سے ہندو قبضہ کئے ہوئے ہیں کانگریس کی رکنیت پر بھی ہندو

کا غلبہ ہے اور کانگریس کے اعلیٰ کارکنوں میں بھی زیادہ تر ہندو نظر آتے ہیں اور
[illegible] بے تعلق نہیں ہیں بلکہ ان میں سے اکثر پکے مذہبی ہیں اور ہندو
تمدن کے احیاء اور اقتدار کے خواہشمند ہیں سنسکرت کے عالم ہیں اس لئے ان
کی تحریر میں سنسکرت کے الفاظ کی کثرت ہوتی ہے ان کے آداب و اطوار اور وضع
[illegible] ہندو تمدن [illegible] ترقی پسند اور سوشلسٹ
[illegible] تمدن کے احیاء اور ترقی کے حامی تھے اور آج
[illegible] ماحول میں پیدا ہوئے [illegible] اثرات سے مجبور ہیں اور چونکہ انھیں
ہندوؤں میں کام کرنا ہے اور ہندوؤں کی حمایت سے ترقی کرنا ہے اس لئے جنم
[illegible] زبان اور معاشرت میں کوئی ایسی تبدیلی کرنا نہیں چاہتے جس سے ان کے نئے مخالف
[illegible] اس کے علاوہ جو لوگ زندگی میں ذاتی انقلاب
[illegible] ہیں وہ مرے سے ہر پرانی چیز سے بیزار ہیں اور ان کیلئے
مذہب اور تمدن سب لغو اور بیکار چیزیں ہیں اور ان کی حمایت میں ایک لفظ
سننے کے لئے تیار نہیں ہیں اب اشتراک عمل کس سے کیا جائے ہندوؤں کے کسی
فرقہ کو بھی ان چیزوں سے ہمدردی نہیں جنکو ہم جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں انکی
سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہو تمہارا مطالبہ کیا ہے یہ تمدن وغیرہ کیا بلا ہے ان
[illegible] کیا واسطہ اصل مسئلہ غربت اور بیکاری کو رفع کرنا ہے ظاہری
[illegible] جنگ جو ہونے والی ہے اس کے لئے اپنے کو تیار کرنا ہے
اور مکمل آزادی حاصل کرنا ہے کانگریس لیڈروں کا سیاسی کام یہ ہے کہ وہ کسانوں یا
مزدوروں کے مطالبوں کو منواتی ہیں انگریزی سرکار سے جنگ کرتی ہیں ملک کی
سیاسی تنظیم کرتی ہیں انھیں کسی کے تمدن سے کیا واسطہ وہ ہندو تمدن کے زندہ
رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتیں اور نہ وہ مسلم تمدن کے زندہ رکھنے کے لئے
کوئی کوشش کرنا چاہتی ہیں ہندوؤں میں غیر سیاسی ادارے ہیں جو اس کام کو کر رہے
ہیں مسلمان بھی اپنے غیر سیاسی ادارے ایسے ہی بنا سکتے ہیں سیاست کو تمدن و مذہب سے
[illegible] گھر پر جا کر گائے کا گوشت کھاؤ نماز پڑھو ہمیں اس سے واسطہ میں تو سیاست
کے مشترک کاموں میں تمہیں شریک کرنا چاہتا ہوں تم آزادی حاصل کرنا نہیں چاہتے
تم غریبی اور بے روزگاری کو دور کرنا نہیں چاہتے؟ اگر چاہتے ہو تو آؤ میرے ساتھ
کام کرو [illegible] میں منع نہیں کرتا نماز پڑھو میں منع نہیں کرتا ڈاڑھی رکھو یا کٹا
[illegible] یہ سب غیر متعلق باتیں ہیں۔ اگر صورت ایسی ہی سادہ ہوتی
تو یقیناً اس کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہ تھا لیکن معاملہ در اصل اتنا سہل نہیں
ہے کانگریس کی تحریک کے ساتھ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ہندو تمدن کے
احیاء کی تحریک بھی ساتھ ساتھ چل رہی ہے بہاتما گاندھی سیاسی رہنما بھی ہیں اور
مذہبی رہنما بھی ان کی طرف سے جو کارکن دیہاتوں میں پہنچتے ہیں ان کے فرائض
میں ہندی کی اشاعت بھی شامل ہوتی ہے وہ بھجن گاتے ہیں اور ایک پوری مذہبی
فضا اپنے گرد رکھتے ہیں پھر اس کے علاوہ جب سے سات صوبوں میں کانگریس برسر
اقتدار آئی ہے یہ بات اور بھی واضح ہوتی چلی جا رہی ہے کہ کانگریسی حکومتوں کی پالیسی مذہبی
اور تمدنی معاملات میں اپنے انہاد کی حقوق اور دوسری اسی قسم کی قرارداد دل کے
باوجود غیر جانبدار نہیں رہ سکتی۔ تعمیری کام کا آغاز تعلیم سے کرنا ضروری ہے اور تعلیم کے
مسئلہ میں پورا ہندو مسلم مسئلہ اپنی انتہائی شدت کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے ذریعہ
تعلیم کون سی زبان اور رسم الخط کو بنایا جائیگا یہ کہہ دینا کہ ہندوستانی زبان کو جو اردو

اور ناگری دونوں رسم الخط میں لکھی جائے گی اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے یہ ہندوستانی کیا چیز ہے یہ کوئی زبان پچھلے زمانہ میں رہ چکی ہے یا اس وقت موجود ہے یا آئندہ بننے والی ہے۔ اردو ہندی کے ادب سے تو لوگ واقف ہیں لیکن ہندوستانی زبان کے ادب کا کہیں پتا نہیں ملتا تو کیا اس کا نیا ادب تیار کرایا جائے گا اور یہی آئندہ مدرسوں میں پڑھایا جائیگا۔ لیکن اردو میں اس وقت ادب کا جو ذخیرہ موجود ہے اور جسے ہم اپنے تمدنی ورثہ کا ایک بیش بہا جزء سمجھتے ہیں اس کا کیا حشر ہوگا۔ سرسید احمد، آزاد، نذیر احمد، حالی، شبلی، غالب، اکبر، اقبال اور ہمارے اور دوسرے ہزاروں شاعروں، ادیبوں مصنفوں نے اردو میں کتابیں لکھی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا کیا انھیں کوڑے کی کھتی میں ڈال دیا جائے گا یا انھیں از سر نو ہندوستانی میں لکھا جائیگا یہ تو زبان کا مسئلہ تھا اس کے بعد مضمون کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدرسوں کی درسی کتابوں میں کسی قسم کا مواد جمع کیا جائے گا۔ یوپی کے وزیر تعلیم سوامی آنند ناتھ جی نے ۲۴ر اپریل ۱۹۴۶ء کو یوپی اسمبلی میں جو تقریر فرمائی ہے اور جو اخبار مدینہ مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۴۶ء میں شایع ہوئی ہے اور جس کا حوالہ مدیر ترجمان القرآن نے اپنی جلد ۲۸ عدد ۱ میں دیا ہے اس میں وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ہر وہ شخص جو ہندو یا مسلم تہذیب کو قائم رکھنے اور اس کو مدارس میں جاری کرنے پر زور دیتا ہے وہ یقینی طور پر ملک کو نقصان پہنچاتا ہے ہم ایک ہندوستانی تہذیب چاہتے ہیں جو ہندوؤں، مسلمانوں اور دوسروں کے لئے جو اس ملک میں آئے ہیں اور جنہوں نے اس کو اپنا گھر بنا لیا ہے بالکل ایک ہو۔ اسلئے ملک کا عام مفاد مد نظر رکھتے ہوئے مجھے امید ہے کہ وہ لوگ جو لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں ہندو مسلم تہذیب قائم رکھنا چاہتے ہیں اس بات پر غور کریں گے۔"

یہاں بھی اردو، ہندی اور ہندوستانی کی طرح یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندو تہذیب، مسلم تہذیب تو جانی پہچانی چیز ہے لیکن یہ ہندوستانی تہذیب کیا شے ہے۔ مسلم تہذیب کی بنیاد تو مذہب اسلام ہے ہندوستانی تہذیب کی بنیاد کیا ہوگی جواب دیا جا سکتا ہے مشترکہ قومیت لیکن مشترکہ قومیت کا مفہوم بذات خود تشریح کا محتاج ہے اس کے عناصر ترکیبی کیا ہیں یہ ہم آہنگ ہیں یا متضاد اور متصادم کیا ہندوؤں کا چھوت چھات ماننے والا تمدن کسی غیر چیز کے ساتھ اشتراک کر سکتا ہے۔ کیا مسلمانوں کا کلمۂ اسلام میں فرق کرنے والا تمدن شرک گوارا کر سکتا ہے کیا قومیت کی طرف یہ رجحان لوگوں میں موجود ہے یا حکومت کی طرف سے ان پر عائد کیا جائیگا اور اس کے لئے کلیت پسند ریاستوں کے تمام وسائل نشر و تبلیغ اختیار کئے جائینگے اور مخالفین کی قرار واقعی سرزنش کی جائے گی یہ سوالات ہیں جو پیدا ہوتے ہیں اب تک تو حکومت کی پالیسی دیسی تمدن کی طرف سے غفلت، لا پرواہی اور عدم مداخلت کی رہی تھی یا کبھی کبھی برائے نام کچھ امداد اور سرپرستی بھی کر دی جاتی تھی لیکن آزاد ہندوستان کی پالیسی کیا ہوگی اگر اس کی پالیسی قومیت اور قوم پرستی کی ہوگی اور اس کی مخالفت کرنے والوں کیساتھ اس کا رویہ سخت گیری کا ہوگا تو یہ معاملہ یقیناً سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کا ہے ہمارے تمام کانگریس یا ترنگے جھنڈے کا معاملہ بے حقیقت چیزیں نہیں ہیں بلکہ ان سے بنیادی مسائل متعلق ہیں مسلمان اپنا علیحدہ تمدن و جود کسی شرط پر بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ ایک مقصد کے علمبردار ہیں وہ ایک پیغام کے مبلغ ہیں وہ کائنات

اور نظام اجتماعی کے بارے میں اپنا ایک جداگانہ تصور رکھتے ہیں ان کی تاریخی روایات بھی ان کی غیر ملکوں کے مسلمانوں سے تمدنی وابستگیاں ہیں وہ ان چیزوں کو اچھا سمجھتے ہیں اور ان کو قائم اور برقرار رکھنا چاہتے ہیں جب یہ شلسٹ کہتے ہیں کہ دنیا کے مزدور ایک ہو جائیں تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا لیکن جب مسلمان کہتے ہیں کہ کائنات اور جماعت انسانی کی تنظیم کے بارے میں ایک خاص تصور رکھنے والے لوگ ایک ہو جائیں تو اس پر اعتراض کیا جاتا ہے مسلمان اس چیز کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے ارکان اسلام میں فریضہ حج بھی شامل ہے جو ہر سال مسلمانان عالم کے لئے ان کے باہمی اتحاد و یگانگت کی یاد تازہ کرتا ہے مسلمانان ہند کی حالت اس وقت چاہے کتنی ہی خراب ہو رہی ہے لیکن جب کبھی ان میں بیداری اور زندگی پیدا ہوگی وہ اسلام کے مرکزی نقطہ پر مجتمع ہوں گے اور ہندوستان و دنیا کے دوسرے رہنے والوں کو بھی اس بے نظیر مقصد میں شریک کرنے کا حوصلہ کریں گے۔

غرضکہ مسلمانوں کی یہ شکایتیں اندیشے، ولولے اور تمنائیں ہیں اب سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان کانگریس سے غیر مطمئن ہیں اور جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں ان کو پسند نہیں کرتے تو ان کی وجہ سے ہمیں کیسے متحدہ قومیت کے تصور سے بیزار ہیں تو وہ چاہتے کیا ہیں ان کے پروگرام کا تعمیری اور اثباتی پہلو کیا ہے کس چیز سے وہ مطمئن ہو سکیں گے اس ملک میں کس طرح رہنا چاہتے ہیں یا نہیں ہندو اور دوسرے غیر مذاہب والے جو ہندوستان میں آباد ہیں ان کے ساتھ ان کے تعلقات کی کیا نوعیت ہوگی اگر اس ملک میں رہنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں سے معاملات اور تعلقات کی کوئی نہ کوئی صورت نکالنا ہی ہوگی جہاں اکثریت اور بہت زیادہ کم ہے وہاں وہ کس طرح رہنا چاہیں گے جہاں ان کی تعداد برابر ہے وہاں وہ کس طرح رہیں گے جہاں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے وہاں ان کے تعلقات کا کیا انداز ہوگا مجموعی طور پر ان کی پالیسی دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ کیسی ہوگی جو ملک میں جو غیر مذہبی جماعتیں ہیں مثلاً سوشلسٹ پارٹی یا مزدوروں اور کسانوں کی انجمنیں یا اسی طرح کی اور انجمنیں جن کے مقاصد معاشی یا سیاسی ہیں ان کے ساتھ ان کے تعلقات کیسے ہوں گے مزدوروں اور سرمایہ داروں میں جو اس وقت تصادم رہتا ہے اور جو مذہبی بندشوں سے آزاد ہوتا جاتا ہے اس کی طرف ان کا کیا رویہ ہوگا ... ... یعنی جواہر لال جی نے جو بنیادی سوالات اٹھائے تھے یعنی برطانوی شہنشاہیت سے ان کے تعلقات کی نوعیت اور غریبی اور بے روزگاری کے مسئلہ کی طرف ان کی روش اس کو متعین کرنا ہوگا ہندوستان کی آبادی کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے لئے یہ مسائل روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتے جا رہے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ اگر ان بنیادی چیزوں پر دوسری سیاسی جماعتوں سے آپکا اشتراک خیال ہو جائے تو وہ آپکے تمدنی اور مذہبی مطالبات میں آپکی پوری حمایت کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں بہت ممکن ہے کہ انھیں آپکے مذہب قبول کرنے اور آپکے تمدن کو اپنا تمدن اور آپ کی زبان کو اپنی زبان بنانے میں کوئی تامل نہ ہو آپکی اقلیت اقلیت نہ رہے بلکہ اکثریت میں منتقل ہو جائے آپ دوسروں سے تحفظات کا مطالبہ نہ کریں بلکہ دوسرے آپسے تحفظات کے خواہشمند نظر آنے لگیں آپ کے تمدن اور مذہب کا پیغام اگر دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل ثابت ہو سکتا ہے تو آپ اسے کیوں اس شکل میں پیش نہیں کرتے جو ان لوگوں کی سمجھ میں آسکے اور ان کی توجہ کو اپنی طرف جذب کر سکے زندہ اور ترقی پسند قومیں اپنے ترکہ اور ورثہ کو بچانے کی فکر نہیں کرتیں بلکہ اس کو وسیع کرتی اور تمام دنیا کو

تسخیر کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں [illegible] تو یہ مطالبات نہ ہونا چاہیے
نہیں [illegible] ایک نئی ریاست
قائم کر کے مشکلہ بنانا چاہتے ہیں [illegible] پیدا ہونے میں
تبلیغ کرنا چاہئے یہ مسلمین اگر چاہتے [illegible] شکل میں موجود ہو تو [illegible]
پہلے اپنے لئے ایک [illegible] پروگرام بنانا چاہئے [illegible]
مقبول حال [illegible] سے عمل پیرا [illegible]
کر لینے اور [illegible] حل کیلئے
مشکلات کا مطالعہ کریں گے اگر یہ مطالبات [illegible] بہت [illegible]
ہوگی اور [illegible] اسلام [illegible]
ہولی ہر زندہ تحریک [illegible] اسلام کا [illegible] اسی طرح پر قائم کیا [illegible]
[illegible] اس [illegible] نہیں چلے گا اس لئے
سب سے پہلا سوال پروگرام بنانے کا ہے جو دنیا کی موجودہ بین الاقوامی [illegible]
کی موجودہ سیاسی اور [illegible] میں [illegible] لیگ کو چاہئے کہ سب سے پہلے [illegible]
پروگرام کا تعین کرے [illegible] پروگرام میں [illegible]
اسے زمانے کے [illegible] کا [illegible] کیا کام [illegible] اس کام
کرے گی کیا [illegible] ایسا کر سکتی ہے [illegible]
اور [illegible] پروگرام جسے مسلم لیگ [illegible] اسلام کا پیغام [illegible] اور [illegible]
حریت، اخوت اور مساوات ہے لیکن [illegible]
اور اظہار خیال کے نئے طریقوں کو [illegible] نہایت ضروری ہے [illegible]
پرانے پیغام کے لئے نئی اصطلاح استعمال کی جائے اور کہا جائے کہ مسلم لیگ کا پروگرام
اسلامی سوشلزم ہے تو میرے خیال میں ہم لوگوں کی توجہ کو زیادہ جذب کر سکیں گے
اور اپنے مذہب کی تعلیمات کو ان کے لئے زیادہ قابل فہم بنا سکیں گے اسلام انقلابی
مذہب ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اسلام بین الاقوامی تحریک ہے [illegible]
اسلام عدل، مساوات، اخوت اور آزادی کا حامی ہے اس پر [illegible] اسلاف [illegible]
نہیں [illegible] مسلمانوں کی زندگی سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ
وہ بیت المال کے اصول کے حامی اور مال غنیمت کی مساوی تقسیم کرنا [illegible] خیال کرتے
تھے [illegible] زکوٰۃ اور [illegible] ان تمام [illegible]
رجحان کا پتہ چلتا ہے اسلام کی پوری تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ
اجتماع اور [illegible] کے کام میں مسلمان ہمیشہ بہت پیچھے رہے ہیں۔
یہودیوں عیسائیوں یا ہندوستان میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے عہد حکومت
میں ان کاموں کو جاری رکھا ہے لیکن مسلمان اس قسم کے کاموں سے علیحدہ رہے
ہیں انفرادی سرمایہ داری جس پر موجودہ صنعتی نظام کی بنیاد قائم ہے نفع طلبی کی
ذہنیت اور اشتراک عمل کا جذبہ مسلمانوں میں ہمیشہ مفقود رہا ہے ان کی ذہنیت یا تو
جاگیردارانہ اور زمیندارانہ ہے یا پروفیشنل یعنی اجرت پر کام کرنے والی آج بھی سرکاری
ملازمت یا اسی قسم کی اور دوسری ملازمتوں کو مسلمان پسند کرتے ہیں اس کے برعکس
ہندو تمدن کا علمبردار جینو طبقہ ہے [illegible] اس کی سرشت میں داخل ہے یا تو [illegible]
بن گیا ہے یا [illegible] کے طبقے سے تعلق رکھتا ہے اور [illegible] کی
منزل سے گزر کر [illegible] لکھ پتی اور کروڑ پتی بننے کی فکر میں لگا ہوا ہے ہندو
میں اور ذاتیں طبقے اور فرقے بھی ہیں لیکن آجکل ان سب پر بنیوں کا تسلط ہے اور

برسر اقتدار [illegible] ہی کا ہے اور [illegible] ہندو تمدن پر سرمایہ دارانہ رنگ بالکل
چھا گیا ہے ہندوؤں کے وہ طبقے جو بنیوں کے پاؤں کے نیچے دبے ہوئے ہیں ان
کے ابھرنے کی یہی صورت ہے کہ ان کے سامنے اسلامی سوشلزم کا پیغام رکھا جائے اور
انہیں اسلام کی عدل پروری اور انصاف دوست تعلیمات سے واقف کیا جائے۔
کانگریس [illegible] سوشلزم کی [illegible] کانگریس کے لوگوں میں
[illegible] کہ کانگریس سوشلسٹ پارٹی بنائی گئی [illegible]
اس کا [illegible] زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکتا ہے کہ کانگریس سے قطع تعلق
[illegible] سوشلسٹ [illegible] کے زیر اثر کانگریس [illegible] سے نکالے جائیں
گے [illegible] کانگریس سے اس طرح نکالے جائیں اس وقت مسلم لیگ کی آغوش
ان کے [illegible] ہوتی ہے [illegible] تعصب کی بنا پر کانگریس
سوشلسٹ پارٹی اس [illegible] احساس نہیں کرتی جو مسلمانوں کے ساتھ
[illegible] ایم این رائے اس کو سمجھتے ہیں اور پنڈت جواہر لال بھی لیکن جب مسلم
لیگ کی طرف سے [illegible] سوشلزم کے پروگرام کو صاف اور واضح اور صاف شکل میں
پیش کیا جائیگا تو [illegible] مسلمانوں سے [illegible] قریب ہیں [illegible]
دونوں میں ایک پائدار اتحاد قائم ہو سکیگا مسلمانوں میں جو جاگیردار [illegible] اور زمیندار
[illegible] کی زندگی روز بروز [illegible] خطرہ میں پڑتی جا رہی ہے ایک طرف سے انکی جائیداد
[illegible] معاوضہ [illegible] دوسری طرف سرکار کی طرف
سے [illegible] کے لئے قوانین بنائے جا رہے ہیں جو ان کے تمام پرانے اقتدار اور منافع
[illegible] ان کی قسمت میں [illegible] لکھا ہے اور مایوسی کی حالت
[illegible] سوشلزم ہی کو اپنا مسلک قرار دینا ہوگا مسلمانوں میں جو بڑے بڑے
[illegible] ان کی ذہنیت بھی صحیح معنی میں سرمایہ دارانہ نہیں ہے مسلمان تاجروں کے
یہاں جن لوگوں کو [illegible] میں شریک ہونے کا موقع ملا ہے یا جو قیمتیں [illegible] عورتوں
کی پوشاکوں پر صرف کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے ہی جاگیردارانہ ذہنیت کا پتہ چلتا ہے
اور [illegible] سرمایہ دارانہ ذہنیت کے مقابلہ میں اس ذہنیت کو شکست اٹھانا پڑیگی آخر میں
[illegible] لوگوں کو بھی سوشلزم ہی میں پناہ لینی ہوگی یہی حال ہمارے
[illegible] جاگیرداروں کے داخلی [illegible]
[illegible] زندگی گزارتے ہیں لیکن جب
ہندو سرمایہ داروں [illegible] کے [illegible] تنخواہیں بند ہونگی تو
انہیں [illegible] اپنی قسمت [illegible] اسی طبقہ کا [illegible]
[illegible] ایک طرف تو حالات کا تقاضا اور دوسری
طرف خود اسلامی تعلیمات [illegible] اس بات کے لئے مجبور کرتی ہیں کہ مسلم لیگ مسلم
سوشلزم کو اپنے پروگرام میں داخل کرے اور اگر اس کی وجہ سے عارضی طور پر کچھ خود
غرض اور [illegible] لوگ اس سے کنارہ کشی کریں تو اس کی بالکل پرواہ نہ
کرے بلکہ عوام سے اپنے رابطہ کو روز بروز بڑھاتی جائے اور اپنی تبلیغ و اشاعت کا پروگرام
ایسا بنائے جو غیر مذہب والوں کو بھی اپنی طرف مائل کر سکے خصوصاً اچھوت
اور دوسرے مظلوم طبقے خاص طور پر اس کی اولین توجہ کے مستحق ہیں تحریک
اولائے اسلام کی کامیابی کا سب سے بڑا راز یہی تھا کہ اس کی اپیل دنیا کے مصیبت
زدہ اور مظلوم طبقوں سے تھی اور وہ ان کے لئے امید اور روشنی کا پیغام بن کر نازل
ہوا تھا اور ان ہی کی امداد و اعانت سے اس کو وسعت اور سرفرازی نصیب ہوئی تھی

رفتار عالم

یورپ کی موجودہ سیاست

رفتار زمانہ کا مضمون برتنا بہت مشکل ہے اس لئے کہ زمانہ کی کوئی ایک رفتار نہیں ہوتی کبھی تو وہ ایسی تیزی سے بھاگتی لگتا ہے کہ انسان کی تصویر کھینچی ہے چاہے جتنی جلدی بھی اتاری جائے کبھی وہ ایسا سست ہو جاتا ہے کہ قلم ہاتھ میں لئے گھنٹوں سوتے رہتے اور پھر آنکھ کھولئے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہیں کا وہیں کھڑا ہے کبھی خیال ہوتا ہے کہ وہ چھلانگ مارنے کے لئے اپنا بدن سمیٹ رہا ہے لیکن جیسے ہی تصویر اتارنے کا سامان درست کر لیجئے تو یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ یہ انگڑائی تھی اس سے حرکت کرنا نہیں ہے بلکہ سستی ظاہر کرنا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک کرتب دیکھنے میں آیا۔ مئی کے آخر میں جب چیکوسلواکیہ کی میونسپلٹیوں اور مقامی حکومت کے دوسرے اداروں کے انتخاب ہونے تھے تو کچھ ایسا لگتا تھا کہ ہر طرف الٹی میٹم بھیجے جائیں گے اور انہیں کے پیچھے پیچھے بم اور توپ کے گولے پہنچیں گے۔ لیکن پھر معاملہ کچھ ایسا دب گیا کہ جیسے کچھ ہونا تھا اور ہونے والا نہ تھا چیکوسلواکیہ کے جرمن ابھی تک جیلی سے دل کے لئے اس طرح بیتاب ہیں جیسے کہ انتخاب کے زمانے میں اور ہر ہٹلر کی تدبیر نہ سازگار ہے لیکن ان کی پہلی کوشش میں ناکامیابی کی کڑواہٹ بھولی نہیں ہے آپ کو یاد ہوگا کہ وسط مارچ ۳۸ء میں انہیں دنوں جبکہ آسٹریا پر ہر ہٹلر کا قبضہ ہوا تھا پولینڈ اور لتھونیا کے درمیان ایک جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پولینڈ نے لتھونیا کو یہ الٹی میٹم دیا تھا کہ آمد و رفت کے لئے سرحد کو کھول دے جو کہ اٹھارہ سال سے بند تھی اور وہ تمام تعلقات جو دو ریاستوں میں جن کے درمیان لڑائی نہیں ہے ہونے چاہئیں قائم کر لے ورنہ اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ پولینڈ کے اس الٹی میٹم کا ظاہری سبب تو یہ تھا کہ سرحد پر لتھونیا کے چند سپاہیوں نے پولینڈ کے سپاہیوں پر یا پولینڈ کے سپاہیوں نے لتھونیا کے سپاہیوں پر گولی چلا دی تھی اصل سبب یہ تھا کہ لتھونیا کا روس سے معاہدہ ہے جس کے مطابق روس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی فوج کو جنگ کی حالت میں لتھونیا کی زمین پر سے گذارے اور اس کے بدلے میں روس نے لتھونیا کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا ہے۔ اب اگر آپ حساب لگائیں تو معلوم ہوگا کہ روس سرحد برلن سے اتنی دور ہے کہ روسی ہوائی جہاز اس پر بمباری نہیں کر سکتے لیکن اگر لتھونیا کے مغربی حصے میں کہیں قدم رکھنے کا موقع مل جائے تو یہ آسانی سے ممکن ہے۔ جب چیکوسلواکیہ کے وزیر اعظم نے اس کی خبر پا کر ہر ہٹلر نے آسٹریا پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اعلان کیا کہ ان کی قوم اپنی آزادی اور ملک کو سلامت رکھنے کے لئے خون بہانے میں تامل نہ کرے گی اور اسی کے ساتھ روسی حکومت نے چیکوسلواکیہ کی مدد کو پہنچنے کا وعدہ کیا تو ہر ہٹلر نے اپنے دوست پولینڈ کے وزیر خارجہ کرنل بک کو بلایا اور باہمی مشوروں کے بعد یہ طے پایا کہ لتھونیا کے گلے پر ہاتھ رکھا جائے کہ روس پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ سٹالن نے چوں نہیں کی اور ہر ہٹلر کو اس طرف سے اطمینان ہو گیا پھر انگلستان اور فرانس نے یہ دیکھنا تھا کہ چیکوسلواکیہ سے جنگ کا قصہ چھڑنے پر کیا ہوتا ہے۔ برطانوی مدبروں کی گول مول باتوں سے پہلے تو اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں چیکوسلواکیہ سے کوئی خاص ہمدردی نہیں۔ وہ اندرونی بحث کے کسی معاملے میں الجھنا نہیں چاہتے لیکن جب چیکوسلواکیہ کی سرحد کے قریب جرمن فوجوں کے پہنچنے کی خبر ملی اور فرانس نے ہمت کر کے چیکوسلواکیہ کی مدد کرنے کا غیر مشروط وعدہ کر لیا تو برطانوی سفیر کو بھی ہدایت دی گئی کہ وہ جرمنی کے وزیر خارجہ سے فوراً جرمن سرحد سے فوجوں کی نقل و حرکت کے معنی پوچھے اور اس طرح پوچھے کہ وہ سمجھ جائیں کہ ٹھیک ٹھیک جواب دئیے بغیر کام نہ چلے گا۔ اس سے چیکوسلواکیہ کو بچا لیا اور کہنے والے کہتے ہیں کہ اگر برطانوی حکومت نے آخری وقت تک فیصلہ نہ کیا ہوتا اور نہ اپنا ارادہ ظاہر نہ کرتا اپنا خاص مشرب نہ بتا دیا ہوتا تو اس وقت تک یورپی سیاست کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا۔

ہٹلر کا یہ جوا ہارنے ہو کر خالی گیا ہے اور اس کے بعد اس کی جو چالیں ہونگی ان سے خیال رکھتا ہوگا کہ برطانیہ کا شیر بالکل شیر قالین نہیں وہ بھرے پیٹ کی مینڈ سو رہا ہے تو کیا ہوا ہے جو کبھی پڑتا ہے اب ہٹلر کی چالیں زیادہ گہری ہونگی جس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ زیادہ احتیاط کریگا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس کی چالوں کا نتیجہ جنگ کے سوا کچھ نہ ہوگا اس کا تو یقین ہے کہ اسکے سمجھ سے مبرا ممکن نہیں جن کی سیاست اور شخصیت کی بنیاد ہی بیچینی پر اور ہر وقت کوئی نہ کوئی کرتب دکھاتے رہنے پر ہے۔ اب آئیے ذرا سوچیں کہ ہٹلر کیا کریگا۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جنوبی ٹوناک پر ڈانٹزگ کے علاوہ شہر اور مغربی پولینڈ کے اس علاقے پر جو جرمنی اور برطانیہ کی لگی ہوئی ہے اور چیکوسلواکیہ کے ان حصوں پر جہاں جرمن آباد ہیں ہٹلر کے دانت لگے ہوئے ہیں انگلستان اور فرانس نے چیکوسلواکیہ کا نوالہ اس کے منہ سے نکال لیا ہے اور اس نے اس کی بھوک اور غصہ کو بڑھا دیا ہوگا اس کی کسر نکالنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کو سیاست کا اور سیاست کو تجارت کا سہارا دے کر اپنا اثر بڑھائے آسٹریا پر قبضہ ہو جانے سے دریائے ڈینیوب کی تجارتی شاہراہ جو بہت اہمیت رکھتی ہے بڑی حد تک اس کے اختیار میں آگئی ہے اور یہ تو ابھی بارہ چودہ برس پہلے کی بات ہے کہ برلن نے اس طرف کے تمام ملکوں کے کاروبار کو اپنے کاروبار سے اس طرح الجھا دیا ہے کہ وہ کسی اور سے تجارت کر ہی نہیں سکتے ہنگری اس کی طرف مائل ہے یوگوسلاویہ کی سیاست اس کی گرویدہ ہے رومانیہ کو اس سے لڑائی کا خطرہ نہیں مل سکتا اور باقی سارے ملک جو جانتے ہیں کہ زبردست کا ساتھ ہو کہ زندگی ہے اسکی طاقت سے مرعوب ہو چکے ہیں اب ہٹلر کو جنوب مشرقی یورپ پر حاوی ہو جانے سے کوئی روک نہیں سکتا اور وہ چپکے چپکے رومانیہ سے بحیرہ اسود تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس میں وہ کامیاب ہوا تو بحر روم کا ایک رستہ نکل آئیگا جو جنوب مشرقی یورپ پر اس کی گرفت کو بہت مضبوط کر دیگا۔

لیکن یہ کام خاموشی سے کرنے کا ہے اس میں نہ ہنگامہ ہے نہ تماشا اسی سبب

خیال ہوتا ہے کہ [illegible] سیاست اور میدان جنگ [illegible] رقی رہیگی جہاں [illegible] اقوام [illegible] کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے [illegible] جہاں اس وقت [illegible] جرمنی [illegible] کی طرف ہے [illegible] جرمنی تو سب سے مرکز جنگ کا ایسا موقع ہو جائیگا جو [illegible] سیاست [illegible] ضرور کرے گا [illegible] تیسری [illegible] کی سیاست [illegible] کو جرمنی سے الگ رکھ [illegible] پولینڈ [illegible] اور پولینڈ کی سیاست خواہ آپ حکومت کے [illegible] جرمنی کی [illegible] پولینڈ کے [illegible] کرنل بک [illegible] معاملہ کر لیتے [illegible] علاقہ جو جرمنی اور مشرقی پرشیا کے درمیان ہے [illegible] جرمنی کو [illegible] اور پولینڈ اس کے [illegible] مشرقی کی طرف [illegible] کالے [illegible] پولینڈ نے اپنے پڑوسی سے جھگڑا بھی شروع کر دیا ہے۔ آپ [illegible] کہ سلسلہ بہاں تک پہنچ گیا [illegible] کرنل بک [illegible] انقلاب کا [illegible] تعجب نہیں یہ انقلاب پولینڈ کی عام آبادی اور ملک کی پارلیمنٹ کی مرضی کے خلاف ہوگا [illegible] کارروائی کی صورت [illegible] نہیں کر سکتا [illegible] ساتھی [illegible] لیکن اس قدر نہیں کر جو چاہیں کر سکیں [illegible] سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جنگ کے مرحلہ میں کونسی [illegible] پولینڈ کے [illegible] اس پر فدا ہو رہے ہیں جب [illegible] دیکھ سکتے ہیں [illegible] زمین [illegible] اور ان کا ایک اور پڑوسی موجود ہے جس کی دوستی [illegible] جرمنی [illegible] جواب یہ ہے کہ روس پولینڈ پر [illegible] حملہ کر چکے ہیں [illegible] اور پولینڈ کا اتحاد نہیں ہو سکتا [illegible] اصول [illegible] رائج ہیں [illegible] پولینڈ [illegible] ان دونوں [illegible] ایک تیسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جرمنی کی طاقت [illegible] روس [illegible] معلوم ہوتی ہو [illegible] اس طاقت کو استعمال کرنے پر [illegible] پولینڈ کو [illegible] اگر کبھی [illegible] سامنا خصوصاً آزمانا چاہے تو [illegible] جرمنی سے [illegible] اور روس [illegible] پھر وہ جرمنی کا [illegible] برطانیہ خصوصاً جناب انگلستان اور فرانس [illegible] پر یہ احسان ہے کہ انھیں نے اسے ملک کی حیثیت سے دوبارہ زندہ کیا [illegible] احسان کا کوئی بدلہ نہیں [illegible] غرض نہیں سمجھتے [illegible] سے بھی ہمت افزائی نہیں کرتے۔ اب تک ہٹلر کی خاص بول چال [illegible] ورسائی کے صلح نامے کی [illegible] زیادتیاں [illegible] مغربی قوموں کو بولشوزم کے بھوت سے ڈرا کر جرمنی کے لئے تمام حقوق مانگے جو ایک آزاد اور غیرت دار قوم کو حاصل ہونا چاہئیں۔ اب اس راگ میں کوئی تاثیر نہیں رہی اور قومی عظمت کے جو ترانے جرمن سیاست گاری نے انہوں نے اس پرانے راگ کو دبا ہی دیا [illegible]

ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے ختم ہونے سے پہلے ہی وہ اس کا اندازہ کرنے کی کوشش [illegible] سے تاشلسٹ حلقوں سے گھرا ہوا فرانس پر کیا اثر ہوگا اور [illegible] فرانس [illegible] ہسپانیہ کی طرف سے کھل گئے تھے [illegible] مقصد [illegible] فرانس کی جلد تقسیم ہوئی ہے اور [illegible] کا کیا اثر ہوگا۔ اگر اس تجربے نے ثابت کیا کہ [illegible] اختلافات میں مبتلا [illegible] کہ فرانس میں خاص طور پر اندیشہ [illegible] انگلستان [illegible] اور شاید اس مرتبہ اس [illegible] [illegible] ہٹلر نے انگریزی اور فرانسیسی اتحاد کو دیکھا اور ان کی سیاست کو [illegible] نہ پایا بلکہ ہر طرف دبے رہتے میں حائل دیکھا تو؟

اس [illegible] کا ایک ہی جواب ہے جو سیاست کے ماہر پہلے سے دے چکے ہیں [illegible] کہ ان کا جواب صحیح ہو سکتا ہے لیکن اب جو یہ بھید کھل گیا ہے [illegible] ہٹلر [illegible] بولشوزم کے بھوت سے کچھ کم ڈراونا نہیں اور جمہوری ریاستوں میں عام [illegible] کہ ان دونوں کی یکساں مخالفت کی جائے [illegible] اور [illegible] ایک شکل بنائیں اور ان کے جسم میں [illegible] اور دیکھنے والے کی اندرونی کیفیت کیا [illegible] بدلتے رہتے [illegible] کی خبر ہے کہ روس اور چین کا ایک معاہدہ ہوا ہے جس میں [illegible] حکومت نے جاپان کی مخالفت پر قائم رہنے اور حکومت کے کاروبار میں روسی ماہروں سے مدد لینے کا وعدہ لیا ہے اور روس نے سامان جنگ [illegible] بہت ممکن ہے اس کا مقصد [illegible] کہ خبر صحیح ہو کیونکہ چینیوں کے ہاتھ سے [illegible] اور [illegible] جاپانی حکومت نے [illegible] چینیوں کو [illegible] شکست کرنے کا [illegible] زیادہ [illegible] ہے اگر چینیوں نے اپنے آپ کو روس کے حوالہ کر دیا تو [illegible] کی بات نہیں دوسری طرف [illegible] بڑے پیمانہ پر مسلسل جنگ کرنے کی [illegible] وزارت [illegible] حال میں ہوئی نہیں [illegible] کہ اب جاپان غیر قوموں خصوصاً انگلستان [illegible] بہت بہتر [illegible] اور اگر یہ خبر صحیح ہے کہ چین نے روس کا دامن پکڑا ہے تو جاپان کو چاہئے [illegible] امریکہ [illegible]

روس کو جاپان کی طرف سے بڑے اندیشے تھے اور جرمنی اور جاپان کے اتحاد [illegible] بڑھا ہوا تھا اب جاپان ایک طرف الجھا ہوا ہے اگر دوسری طرف جرمنی [illegible] وسطی یورپ میں [illegible] تو اس میں روس کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ لیکن انگلستان اور فرانس کا اس میں بڑا نقصان ہے کیونکہ انھیں ہٹلر کا مطالبہ کہ [illegible] جنگ سے پہلے جرمنی کے پاس تھیں واپس کر دی جائیں پورا کرنا ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ مطالبہ پورا کر کے بھی وہ ایسے الجھاؤ میں پڑ جائیں کہ جس سے جنگ کے سوا چھٹکارا پانے کی اور کوئی صورت نہ ہوگی اس میں دنیا کا ہی بڑا نقصان ہوگا کیونکہ ترقی یافتہ قوموں کی جنگ [illegible] بڑا سخت نقصان پہنچائیگی اور اس سے ان مشکلوں میں سے ایک

غریب کا بیٹا

مجسٹریٹ کے سامنے ملزموں کے کٹہرے میں میلی کچیلی پھٹی پرانی ساڑی پہنے وہ عورت رُک رُک کر بولی:-

"ہاں سرکار! یہ سچ ہے کہ میں نے چوری کی، لیکن یہ تو صرف میرا ہی قصور نہیں، کوئی چارہ نہ تھا...... یہ بچہ! معصوم جان...... اس کی عمر بھی تو کتنی ہوگی؟ ابھی کوئی چار ہی سال کی تو ہے! اگر آپ اس کا روتا بلکتا چہرہ دیکھتے، نہ دکھائے یہ ایسی ضد میں پڑ گیا کہ ماں کی ممتا ٹھہری، دل ہٹ ہر قالب نہ آ سکی۔ مجبوراً چوری کرنی پڑی۔ سنئے پورا حال سناتی ہوں۔

ہم بالکل بے سہارا تھے میرے میاں معمار کا کام کرتے تھے۔ ایک روز خبر آئی کہ میاں ان سے گر کر مر گئے۔ میں اور یہ بچہ، میرا لال، میرا پیارا عیسد بے سہارا ہو گئے۔

کفن دفن کے لئے ٹوٹا پھوٹا برتن اور وہ پرانی سی تھالی تک بیچنی پڑی۔ ہماری حالت ہی ایسی تھی۔ اپنا کہنے جیسا کوئی بھی نہ تھا۔

دوسرے روز اپنے میاں کے مالک کے پاس گئی اس کے ذمے جو مزدوری تھی وہی لینے گئی تھی۔ مگر مالک...... بڑے آدمی ٹھہرے! میری طرح چھوٹے آدمیوں کی بات سننے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں تھا۔ شاید ان کے بچہ کی بسم اللہ بھی تھی بڑی شاندار تیاریاں ہو رہی تھیں۔

میں اپنے بچہ کو لیکر ان کے پیروں پر گر پڑی انہوں نے جواب دیدیا کسی اور دن آنا۔ میں نے گڑگڑاتے ہوئے کہا:

"حضور کھانے کو کچھ نہیں کل سے چولہا ٹھنڈا ہے۔ میرا بچہ یہ ننھی سی جان بھوک سے......" انہوں نے کڑک کر کہا "چل ہٹ یہاں سے میں کچھ نہیں دونگا کچہری سے جا نالش کر دے۔"

سرکار ہم ہو کہ چھوٹے آدمی ہیں غریب ہیں پھر عدالت کا خرچ کتنا ہے یہ تو جانتے ہی ہیں کہاں نالش کرنے جاؤں اور پھر چند پیسوں کے لئے اور اس کے علاوہ، برا نہ مانئے حضور۔ غریب ہی ہر جگہ قصور وار ہوتا ہے۔

مجھے مالک کے سامنے سے ٹلنے میں ذرا دیر ہوئی اور انہوں نے گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بڑے آدمیوں کا غصہ ان کی زبان پر ہی ہوتا ہے لیکن غریبوں کے آنسو بھی تو ان کی پلک پر ہی ہوتے ہیں۔ میں روتی چلاتی وہاں سے چلی آئی۔

مزدوری کے لئے سارا شہر پیروں تلے روند ڈالا لیکن ہر جگہ ناکام رہی کہیں کوئی کام نہ ملا کچھ لوگوں نے مذاق کیا۔ اف! کچھ لوگوں نے جسم بیچکر پیٹ بھرنے کا مشورہ بھی دیا۔ میں ایک بیکس و لاچار عورت تھی سب کی باتوں کو برداشت کر گئی۔

لیکن کہیں سے روٹیوں کے چند ٹکڑے مل جاتے میرے لئے نہیں میرے بچے کے لئے! اس عیسد کے لئے غریب کا بچہ تو ہے لیکن بھوک کی جلن کو برداشت کرنا اس نے ابھی سیکھا نہیں ہے۔ خدا کا قانون بھی ایسا سخت ہے کہ نہ کھائے مر جائے مگر ماں ہو کر میں اپنی آنکھوں سے یہ کیونکر دیکھوں سینے میں دل نہ ہوتا پتھر کا ٹکڑا ہوتا تو شاید چپ رہ جاتی۔

آپ تو امیر آدمی ہیں سرکار! آپ کے گھر میں بھی بال بچے ہوں گے آپ کتنی رنگین پوشاکوں سے انہیں سنوارتے ہیں کتنی مٹھائیاں کتنے کھلونے دے دیکر ان کو ہمیشہ خوش رکھتے ہیں۔ ہم غریب ہیں پھر بھی اپنے بچوں کو پیار کرنا جانتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو صبح شام دو روٹیاں دیکر خوش نہیں رکھ سکتے اس لئے اور بھی زیادہ پیار کرتے ہیں تاکہ روٹیوں کی کمی پوری ہو جائے۔

آخر کار ایک دن عیسد کو گود میں لئے بھیک مانگنے نکلی اس میں مجھے کچھ پیش و پیش نہ ہوا میرا لال...... اس کے لئے میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں پھر آن کس شمار میں ہے!

رات کے اندھیرے میں بھیک مانگنے کے لئے نکلی تھی کیونکہ یہ پہلا ہی موقعہ تھا سڑک کے ایک کنارے ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئی کتنے ہی لوگ میرے سامنے سے گزرتے جا رہے تھے لیکن زبان سے کچھ بھی نہ کہہ سکی حلق خشک ہو گیا تھا مگر ایسی شرم سے کوئی کام نہیں بنتا اتنے میں عیسد رونے لگا۔ "ماں بھوک لگی ہے پیٹ میں درد ہو رہا ہے ماں"

اب میری زبان نے حرکت کی۔ التجا کے دو چار الفاظ ادا ہوئے بہت سے لوگوں نے صرف میری طرف ایک نگاہ ڈال کر ہی نفرت سے منہ پھیر لیا۔ ان کو کتنا کام تھا میرے لئے اپنا وقت تو ضائع نہیں کر سکتے تھے۔ بعض منچلے نوجوان تو ایسے بھی تھے جو مجھے دیکھ کر آنکھ مٹکانے لگے لیکن میری گود میں بچہ دیکھ کر منہ بناتے ہوئے چلے گئے۔ ہاں سرکار میں سچ کہہ رہی ہوں۔ دنیا میں کسی کا بھی لال نہیں کسی بڑے گھر کی بہن کو آنکھ اٹھا کر دیکھ لے مگر غریب چاہے وہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد امیروں کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں۔

میں نے کتنی لجاجت سے کہا "یہ چھوٹا سا بچہ ننھی جان، دن بھر سے کچھ نہیں کھایا" لیکن سنے کون؟ ایک مزدور شاید دن بھر کے کام سے تھک کر گھر کی طرف لوٹ رہا تھا۔ اس نے میری بات سن لی ہوگی ورنہ میں نے اس سے سوال نہیں کیا تھا۔ وہ میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کی ایک تھیلی تھی اور تھیلی کے باہر آٹے کے ذرات نظر آ رہے تھے اس نے تھیلی میری طرف بڑھا دی اور کہنے لگا دن بھر سے بچہ بھوکا ہے یہ لے آٹا روٹی بنا کر اسے جلدی کھلا۔

میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہاتھ بے حس و حرکت ہو گئے لیکن وہ بھی بے دئے نہیں مانتے۔ میں پس و پیش میں تھی کہ اتنے میں عیسد پھر رونے لگا۔ ماں روٹی نہیں تو پانی! اب میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا اس کے ہاتھ سے تھیلی لے لی۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا گویا میں نے آگ پکڑ لی۔

اسی طرح دن کٹ رہے تھے ایک دو تین چار...... اسی طرح ہر روز بھیک مانگنے کے لئے نکلنے لگی۔ اپنی ضرورت پوری ہوتے ہی گھر لوٹ آتی ضرورت سے زیادہ پانے کی چاہ نہیں تھی۔

ایک روز جھٹپٹا ہونے سے کچھ پہلے ہی بازار کے ایک کونے میں کھڑی تھی

[illegible] شام [illegible] بچوں [illegible] ہاتھوں [illegible]

[illegible]

[illegible] کھلونا [illegible]

[illegible]

[illegible]

بازاروں [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ [illegible]

[illegible] لگے ہوئے تھے۔

آپ [illegible] کھلونوں [illegible]

[illegible]

پوری کرنی چاہئے۔

آپ لوگوں [illegible] آپ [illegible] سمجھ سکیں گے [illegible] کی طرح کھلونا [illegible] سکتا ہے [illegible] مگر

[illegible] میری تو آنکھیں [illegible] میری گود میں [illegible] ایک کھلونا [illegible] دوکاندار نے [illegible]

میں نے کہا [illegible] دوکاندار [illegible] کرنے کے [illegible] کھلونا [illegible] میں گندہ ہو جائے گا"

"کتنی قیمت ہے اس کی بابو" میں نے عاجزی سے پوچھا اس نے تڑ تک کر جواب دیا چار آنے" [illegible] ہے چار آنے"

میں عبدو کے ہاتھ سے کھلونا لینے لگی مگر اس نے بھی دونوں ہاتھوں سے اسے جکڑ لیا کسی طرح بھی چھوڑنے پر راضی نہ ہوا۔ میں نے اسے کتنا سمجھایا بھی بیٹا دیر سے وہ خراب ہو۔ میں اس سے اچھا کھلونا لے دوں گی"

پر وہ ایک نہیں سنتا۔ ایک نہیں مانتا تھا بس رونے لگا میں نے دوکاندار کی منت سماجت کی "تمہارے پیروں پڑتی ہوں آج جیسے تہوار کے

[illegible] سمجھ [illegible] کسی کو [illegible] دیدی۔

[illegible] دل ذرا بھی نرم نہ ہوا اس نے بڑی بری طرح ڈانٹ کر [illegible]

[illegible] کھلونا جلدی [illegible] اس کے بعد بابو نے مجھے ایسی ننگی گالی دی [illegible] برداشت نہ کر سکے۔

[illegible] چار آنے۔ اتنے پیسے تو کبھی [illegible] آنکھوں سے [illegible] کسی طرح بھی باز نہ آئیگا [illegible] اپنے جگر کے ٹکڑے [illegible] ایک سوکھی [illegible] نہیں ملا سکتی۔

[illegible] کھلونا [illegible] بابو [illegible]

[illegible] نے میری بیچارگی [illegible] منہ چھپا لیا اور [illegible] ہاتھوں سے [illegible] پکڑ لیے۔

اس کے اس [illegible] دینے والے لہجے میں "ہاں" سن کر میرا تو کلیجہ [illegible] رنگ اس کے وہ "ہاں" لینا سنئے۔ ایسا جی [illegible] اور میں اس میں [illegible] میرے بچے میرے عبدو میرے جگر کے ٹکڑے آج تجھے [illegible]

[illegible] مجھے کچھ بھی ہوش نہ تھا اور میں کچھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی عبدو میری گود میں تھا اور کھلونا عبدو کے ہاتھ میں! [illegible] بھاگی۔

مگر کتنی دور جا سکتی تھی اسی وقت "چور چور پکڑو پکڑو" کا شور اٹھا چاروں طرف سے آدمیوں نے مجھے گھیر لیا اور پھر! اف کتنی بے [illegible] مجھے مارا میرے عبدو کو بھی انھوں نے نہیں چھوڑا [illegible] وہ لوگ ایسے سنگدل تھے۔ یہ دیکھئے اس بچے کا منہ [illegible] سینے میں کتنی چوٹیں آئی ہیں اور یہ دیکھئے میری پیٹھ [illegible] لہولہان ہو رہی ہے۔

ہاں سرکار مجسٹریٹ صاحب! میں چور ہوں۔ میں نے ایک ایک بات آپ کے سامنے رکھدی۔ اب آپ جو سزا دینا چاہیں دیں۔ میں حاضر ہوں [illegible] مجھے کسی سے انکار نہیں۔ لیکن ایک التجا [illegible] کھلونا [illegible] آپ کے پاس رہنے دیجئے [illegible] آپ کے پیروں پڑتی ہوں میری صرف اتنی درخواست مان لیجئے۔ خدا آپ کا بھلا کرے گا۔ مائی باپ!

جس عورت کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو۔

وہ اگر چاہے تو

ہر سال ایک بچہ پیدا ہو سکتا ہے

میاں بیوی تندرست ہوں یا دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی معمولی خرابی ہو تو اولاد نہیں ہوتی یا کسی سبب سے عورت کو حمل نہیں ٹھہرتا۔ یہ ایک عام تکلیف تھی جسے نئے زمانہ کی سائنس نے حل کر دیا۔ ایک نہایت ہی عجیب اور حیرت میں ڈالنے والی ایجاد جس سے عورت کو حمل ٹھہر سکتا ہے ـــــ اگر کوئی عورت ایسی ہے جس کی شادی کو مدت گذر گئی۔ اور اب تک حمل نہیں ٹھہر سکا یا اگر حمل ٹھہرا تو کسی وجہ سے بار بار ضائع ہو گیا تو اس کی بے حد کارگر ترکیب یہ ہے کہ سائنس کے نئے اصولوں پر تیار کی ہوئی مشہور و معروف دوا **"محافظ اولاد"** مسلسل سات روز تک عورت کھائے اور ان سات دن میں مرد سے بالکل علیحدہ رہے۔ ٹھیک آٹھویں رات ..... تو اسی رات حمل ٹھہر جائے گا۔ یہ سائنس کا وہ لاجواب کارنامہ ہے جسے ہزارہا عورتوں نے آزمالیا۔ اور ہمیشہ کامیابی ہوئی۔ کیونکہ یہ دوا سات روز میں عورت کے اندرونی جسم (رحم) کو کچھ ایسا بنا دیتی ہے کہ آٹھویں رات ...... کے بعد یقیناً حمل ٹھہر جاتا ہے۔ ایک دو نہیں بلکہ ہزارہا ایسی عورتوں کی گود میں آج بچے کھیل رہے ہیں۔ جن کی شادیوں کو سالہا سال گذر چکے تھے۔ اور اولاد نہیں ہوتی تھی مگر اس دوا نے انہیں ماں بنا دیا۔ اور ان کی برسوں کی حسرت ان کی گود میں کھیل رہی ہے۔

پس جن عورتوں کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو یا بار بار حمل گر جاتا ہو۔ یا حمل ٹھہرتا ہی نہ ہو انہیں علی الاعلان دعوت دی جاتی ہے کہ وہ سائنس کی اس منہ بولتی ایجاد سے کام لیں اور بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق سات دن تک یہ دوا کھا کر آٹھویں رات ...... تو اسی رات حمل ٹھہر جائے گا ـــــ اس دوا کا نام "محافظ اولاد" ہے۔ اور اس کی ایک شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔ ایک شیشی میں سات خوراک دوا ہوتی ہے۔ ضرورت مندوں کو چاہیئے کہ وہ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ۔ بی۔ پی نمبر ۳۴ دہلی** کو خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیں۔ پارسل پر صرف سات آنے محصول خرچ ہوگا۔ اور گھر بیٹھے دوا مل جائے گی۔

براہ کرم اس لاثانی ایجاد کو اشتہاری دوا نہ سمجھئے۔ کیونکہ یہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کردہ ہے یہ وہ دواخانہ جو سالہا سال سے عورتوں کے امراض اور فوری علاج میں لازوال شہرت کا واحد مالک ہے۔ اور جس سے کم از کم سالانہ پچاس ہزار عورتیں مختلف بیماریوں سے تندرست کر دی جاتی ہیں۔

(معمہ) پچھلے ماہ کے مولوی کے معمہ کا حل "اسلام" ہے۔ پہلا انعام مسٹر سید نور احمد سب انسپکٹر پولیس آرا ایس۔ ٹونڈلہ۔ ضلع آگرہ کو ملا۔

عورت کو ہر مہینہ

ایک وہ وقت تھا کہ جب عورتوں کے ماہواری ایام کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اس کے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ اسّی فی صدی عورتیں ایام کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا ہوگئیں ان میں سے بعض کو ماہواری ایام کے زمانہ میں بہت زیادہ اور ناقابل برداشت درد ہوتا تھا اور کسی کو بے وقت اور بے قاعدہ ایام آنے لگتے تھے اور کسی کو آتے ہی نہ تھے اور کسی کو ایام ماہواری ضرورت سے زیادہ آتے تھے۔ کسی کو ان دنوں میں سر کے درد اور پنڈلیوں اور کمر کے درد اور پیٹ کے درد کی سخت تکلیف ہوا کرتی تھی، اور کسی کو مقدار سے بہت کم آیا کرتے تھے۔ کسی کو دورے پڑنے لگتے تھے اور لوگ آسیب اور پری خلل کا شبہ کرتے تھے۔ غرض ہر جگہ یہ ہی مصیبت تھی۔ اور اسی طرح ہزارہا عورتیں ایام کے زمانہ میں سخت تکلیف اٹھاتی تھیں۔

اس کے بعد جب دہلی کے زنانہ دواخانہ نے اپنی مشہور دوا "کورس" کا اعلان کیا تو ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوا کہ جس عورت نے ایک شیشی استعمال کی اسے ہی آرام ہوگیا۔ ہزارہا عورتوں نے صرف اس دوا کی بدولت ان خطرناک تکلیفوں سے نجات حاصل کرلی۔ کیونکہ اس دوا کی صرف ایک شیشی استعمال کرلینے سے ماہواری ایام کی خواہ کوئی تکلیف ہو بالکل دور ہوجاتی ہے اور ہر مہینہ اپنے ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں ہولد ایام آنے لگتے ہیں۔ اپنے اثر کی وجہ سے ڈاکٹر اور حکیم لوگوں میں بھی یہ دوا عزیز ہوگئی۔

آج مختلف مقامات پر بہت سے ڈاکٹر اور حکیم اسی دوا کو اپنے مریضوں پر استعمال کرکے بڑی بڑی رقمیں حاصل کرلیتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ اگر کوئی بہن اب بھی اس تکلیف میں مبتلا ہو یعنی ماہواری ایام میں کوئی خرابی ہو۔ درد اور تکلیف سے آتے ہوں یا رک رک کر آتے ہوں یا اور کوئی بھی خرابی ہو تو اسے چاہیئے کہ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی** کو خط لکھکر ایک شیشی "کورس" منگائے اور استعمال کرے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے (۲/۸) ہے اور سات آنے محصولڈاک کے۔ واضح رہے کہ ماہواری ایام کی ہر تکلیف میں یہ دوا اپنا پورا اثر دکھاتی ہے۔ اور ماہواری ایام پھر ہر مہینہ باقاعدہ اور وقت مقررہ پر آنے لگتے ہیں۔ اور اس کے بعد عرصہ دراز تک عورت ماہواری ایام کی بے قاعدگیوں میں اور تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتی۔ یہ دس سال کا تجربہ ہے اور ہمیشہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔

کشیدہ کاری کی ولایتی مشین

آپ کی عورتوں کیلئے بہترین تحفہ

ہاتھ سے کپڑوں پر بیل بوٹے تیار کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی اور وقت بھی بہت خرچ ہوتا تھا۔ مگر اب یہ مشین ایجاد ہوگئی ہے اس مشین کے ذریعہ ہر قسم کے کپڑے پر ہر طرح کے بیل بوٹے بہت جلد تیار ہوتے ہیں۔ تکیہ کے غلاف، قمیص اور ہر قسم کے کپڑوں کو خوبصورت بنانے کے لئے یہ مشین نہایت لاجواب ہے۔ استعمال کرنا بہت آسان ہے ترکیب استعمال ساتھ ہوتی ہے مشین بھی مکمل بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ایک عدد مشین قسم اول صرف تین روپے (۳) اور محصول ڈاک سات آنے لگے گا۔ **منیجر کامیاب بکڈپو۔ بکس ۳۴ دہلی** کے پتہ پر خط لکھکر بذریعہ دی۔ پی منگایئے۔

انگریزوں کا چہرہ لال

اس لئے ہے کہ ان کے چہرہ پر خون جھلکتا ہے۔ ان کے جسم میں خون ہے۔ اس لئے وہ تندرست ہیں۔ اور ہندوستانی کی طرح بار بار بیمار نہیں پڑتے۔

اگر آپ چاہیں تو آپ کا چہرہ بھی سرخ سفید ہوسکتا ہے پہاڑی جڑی بوٹی سے تیار کی ہوئی مقوی دوا **"معجون کاشمیری"** استعمال کرکے دیکھئے۔ خود یقین ہوجائے گا۔ اس دوا کی ایک ایک خوراک منہ سے نہ بولے تو موجد کا ذمہ۔ نیا خون کثرت سے پیدا کرتی اور استعمال کرنے والوں کو جوان بنادیتی ہے۔ بے شمار حضرات ذاتی تجربہ کرچکے ہیں۔ اور حیرت کرتے ہیں۔ ایک شیشی معجون کاشمیری کی قیمت چار روپے سات آنے۔ محصول سات آنے۔ **منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۴ دہلی** کو خط لکھکر ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی منگاکر خود تجربہ کیجئے

یا مہ بیشین آیا ہے تاکہ آیات کے سمجھنے میں سہولت ہو پھر ہر آیت کے جدا جدا تفسیری معنی بیان کرینگے۔

شرعاً استحقاق میراث تین وجہوں سے ہوتا ہے ۱ نسب ۲ نکاح ۳ ولاء

قسم اوّل نسب

نسب کے چند اقسام ہیں (۱) میت کے بیٹے اور بیٹیاں ملی جلی باقی رہی ہوں تو اس صورت میں لڑکے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملیگا۔ (۲) کوئی بیٹا نہ ہو بلکہ دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو کل مال کے تین حصے کر کے دو حصے لڑکیوں کو دیئے جائینگے اور ایک حصہ دیگر وارثوں کو ملیگا (۳) صرف ایک بیٹی ہو بیٹا نہ ہو تو کل مال کا نصف اسکو ملیگا اور نصف دوسرے وارثوں کو دیا جائیگا۔ (۴) صرف ایک ہی بیٹا ہو اسکو کل ملیگا۔ (۵) صرف چند بیٹے ہوں تو برابر برابر تقسیم کر لینگے۔ (۶) ماں باپ اور اولاد باقی رہے تو کل مال کے چھ حصے کر کے ایک ماں کو ایک باپ کو اور چار اولاد کو تقسیم کر دیئے جائینگے اس صورت میں اگر ایک ہی بیٹا ہوگا تو چاروں حصے لے لیگا اور اگر چند لڑکے ہونگے تو برابر بانٹ لینگے اور اگر لڑکے اور لڑکیاں ہونگی تو بیٹے کو دوہرا حصہ اور بیٹی کو اکہرا حصہ ملیگا اور اگر صرف ایک بیٹی ہوگی تو چار حصوں میں سے دو حصے لے لیگی اور بقیہ دو حصے بھی باپ لے لیگا گویا باپ کے تین حصے ہو جائینگے اور دو بیٹی کے اور ایک ماں کا۔ اور اگر دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہیں تو کل مال کے چھ حصے کر کے ایک ایک ماں اور باپ کو اور دو ثلث یعنی چار حصے بیٹیوں کو دیدیئے جائینگے۔ (۷) ماں باپ باقی ہوں اور کوئی وارث نہو تو کل مال کے تین حصے کر کے ایک ماں کو اور دو باپ کو ملینگے۔ (۸) ماں باپ ہوں اولاد نہ ہو اور زوجین میں سے کوئی ہو اس صورت کا بیان آیت میں نہیں ہے۔ اکثر صحابہ کے نزدیک کل مال کا چوتھائی شوہر کا اور بقیہ مال میں سے ایک تہائی ماں کا اور دو تہائیاں باپ کو ملینگی اور اگر شوہر مرا ہے تو بھی چوتھا حصہ بیوی کا اور بقیہ مال میں سے ایک حصہ ماں کا اور دو حصے باپ کے ہونگے (۹) میت کی اولاد نہو ماں باپ اور بہن بھائی ہوں اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملیگا بہن بھائی محروم رہینگے اور بقیہ ترکہ باپ کو ملجائیگا۔ نانی دادی ماں کے نہ ہونے کی صورت میں مثل ماں کے ہیں اور نانا دادا باپ نہونے کے وقت مثل باپ کے ہیں۔ ہم نسبی وارثوں میں سے بہن بھائی کے حصوں کی تعیین آیات کے تفسیری معنی کے ذیل میں بیان کرینگے۔

قسم دوم نکاح

اگر خاوند لاولد مرے تو کل مال کا چوتھائی حصہ بیوی کو ملیگا اور اگر کوئی لڑکا لڑکی بھی ہو خواہ اسی بیوی سے یا اور بیوی سے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملیگا اور اگر بیوی لاولد مرے تو شوہر کو نصف ملیگا اور اگر کوئی اولاد بھی ہو تو چہارم ملیگا۔

قسم سوئم ولاء

ولاء یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا آزاد کردہ غلام ہو اور مر جائے اور اسکے اقارب نہوں تو اسکی میراث آزاد کرنے والے کو ملیگی یا دو اجنبی شخص باہم معاہدہ کرلیں کہ میں مر جاؤں تو میری میراث تم لے لینا اور تم مر جاؤ گے تو تمہاری میراث میں لے لونگا اور اس صورت میں کوئی مر جائے اور اسکے اقارب بھی نہوں تو یقیناً میراث اس کے معاہد دوست کو ملے گی۔ اس قسم کا بیان قرآن میں نہیں ہے۔ حدیثوں سے میراث کی یہ قسم ثابت ہوئی ہے۔

اب ہم تفسیری معنی بیان کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ اگر اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں موجود ہوں تو حسب ہدایت شریعت مرد کو عورت سے دوہرا حصہ ملیگا۔ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ اور اگر لڑکا نہو لڑکیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو کل ترکہ دو تہائیاں ان کو ملینگی وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ اور اگر صرف ایک لڑکی ہی ہو لڑکا کوئی نہو تو کل مال کا نصف اسکو ملیگا وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ اور اگر میت کے ماں باپ اور اولاد موجود ہو تو کل مال کے چھ حصے کر کے ایک حصہ باپ کو ایک حصہ ماں کو اور بقیہ اولاد کو ملیگا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ اور اگر اولاد نہ ہو صرف ماں باپ ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملیگا اور دو حصے باپ کو ملیں گے۔ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ اور اگر بہن بھائی ماں باپ موجود ہوں اولاد نہ ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملیگا بقیہ باپ کو ملجائیگا اور بہن بھائی محروم الارث ہونگے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ لیکن یہ تمام تقسیم میراث میت کی ثلث مال سے وصیت پوری کرنے اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد کی جائے گی جب تک کل قرض ادا نہ کر دیا یا تہائی مال کے اندر جو وصیت ہو اسکو پورا نہ کر دیا جائے کسی وارث کو کچھ نہ ملیگا آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا یہ قانون میراث اگرچہ عام رواج کے خلاف ہے لیکن تم کو معلوم نہیں کہ ماں باپ یا اولاد میں سے تم کو زیادہ نفع دینے والا کون ہے۔ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ یہ خدا کا مقرر کردہ فرض ہے اسمیں چون و چرا کی گنجایش نہیں خدا خود علیم و حکیم ہے اس کا کوئی فعل و حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ اگر بیوی مر جائے اور اولاد نہو تو شوہر کو نصف مال ملے گا۔ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ اور اگر عورت مرے اور اس کی اولاد ہو تو شوہر کو چہارم حصہ ملیگا۔ مگر یہ تمام حصص مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ اجراء وصیت اور ادائے قرض کے بعد دیے جائینگے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ اور اگر شوہر مر جائے اور اسکی اولاد نہ ہو تو بیوی کو خواہ ایک ہو یا زیادہ کل ترکہ میں سے چہارم حصہ ملیگا فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اور اگر متوفی کے اولاد ہو خواہ اس بیوی سے یا کسی

دوسری بیوی سے تو بیوی کو کل کا آٹھواں حصہ ملیگا لیکن مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ [illegible] وصیت اور ادائے قرض کے بعد۔ وَاِنْ
كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ اور اگر متوفی مرد یا متوفیہ عورت
کے اصول و فروع [illegible]
وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ [illegible]
رہ جاتے ہیں [illegible] کیسے ہی [illegible]
[illegible]
ایک بھائی [illegible] فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ [illegible] ایک سے
زائد ہوں [illegible] فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ تو سب کو
[illegible] سب برابر شریک ہونگے لیکن
[illegible] وصیت اور
[illegible] غَيْرَ مُضَآرٍّ [illegible] یہ ہے کہ کسی کو
ضرر نہ دیا [illegible] تقسیم کرلیں تو قرض کا
حصہ میت کی [illegible] اور قرض خواہ [illegible]
وصیت [illegible] وَصِيَّةً
مِّنَ اللّٰهِ [illegible] ضروری [illegible]
کی گنجائش نہیں [illegible] وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ خدا تعالیٰ سب لوگوں کے حال کو
جانتا ہے اور خوب سمجھتا ہے [illegible] قانون پرکاربند ہوتا ہے [illegible]
[illegible] کرتا ہے۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یعنی ذکر شدہ بالا فرائض اور احکام
میراث اور یتیموں کے متعلق [illegible] خدا تعالیٰ کے قائم کردہ [illegible]
[illegible] خداوند تعالیٰ نے ان کو اس لئے
مقرر کیا ہے کہ لوگ ان پر عمل پیرا اور کاربند ہوں۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا [illegible] اب
جو شخص خدا اور رسول کی فرمان پذیری کرے گا اور ان قائم کردہ قوانین پرکاربند
ہوگا اس کو خدا تعالیٰ بہترین ثواب عنایت فرمائیگا اور یہ ثواب لازوال
ہوگا احکام الٰہی کی اطاعت کرنے والے ہمیشہ اس سے متمتع و بہرہ
اندوز ہوتے۔ [illegible] وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور سعادت ابدی
کا حصول ہی بہترین کامیابی ہے عذاب الٰہی سے نجات پاکر اجر الٰہی سے
فیض یاب ہونا ہی اصل مطلب ہے۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ
يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝
اور جو لوگ سرکش اور نافرمان ہیں خدا اور رسول سے سرتابی کرتے ہیں اور
احکام شریعت کو نہیں مانتے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین سے انحراف
کرتے ہیں ان کی سزا جہنم ہے ہمیشہ ان کو جہنم میں رہنا ہوگا کبھی رہائی
نصیب نہ ہوگی اور اس ذلت آمیز عذاب کی تخلیق ہی خصوصیت کے ساتھ
ایسے ہی لوگوں کے واسطے کی گئی ہے۔ میراث کی بابت جب مذکورۂ بالا مکمل

آیت نازل ہوئی تو عیینہ بن حصن نے اللہ کا حکم نہ مانا اور کہنے لگا کہ میں تو
میراث اسی کو دونگا جو گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن سے لڑ سکے۔ میں بدستور
عورتوں اور صغیر السن لڑکوں کو میراث سے محروم رکھونگا اسپر یہ آیت نازل
ہوئی۔

منصوص بیان:۔ یتامیٰ پر شفقت و مہربانی کرنے کی تعلیم، حقوق
نسوانی کی نگہداشت۔ میراث [illegible] فرع و اصل اور نسبی و غیر نسبی استحقاق
[illegible] میراث کا [illegible] دور جاہلیت میں رائج تھا۔ احکام شریعت
[illegible] کی دعوت اور فرمان پذیروں سے اجر جزیل کا وعدہ اور نافرمانوں کو
وعید و تنبیہ۔ اس امر کی صراحت کہ اجرائے وصیت ضروری ہے مگر حقوق
ورثاء اور استحقاق میت ہر دو کا لحاظ ضروری ہے کسی کی حق تلفی اور ضرر
رسانی جائز نہیں۔ عدل و انصاف کو پیش نظر رکھنا لازم ہے۔

وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

[illegible] عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ

تو ان پر [illegible] میں سے چار مردوں کو گواہ لاؤ

فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ

اگر وہ گواہی دیدیں تو [illegible] میں ان کو روک رکھو

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ

تاوقتیکہ موت ان کو تمام نہ کردے یا اللہ ان کے لئے

اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

کوئی سبیل نہ نکال دے

تفسیر مذکورۂ بالا آیات میں حقوق نسوانی کی نگہداشت کا نہایت
تاکیدی حکم دیا گیا تھا اور میراث میں ان کو مرد کے ساتھ
شریک بنایا گیا تھا۔ اس آیت میں زنا کی سزا کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ
جس طرح انسانوں کی باہم حق تلفی اور دست برد اصول امن کی بیخ کنی کرنیوالی
اور معاشرت و سوسائٹی کو تباہ کرنے والی ہے اسی طرح ہر صنف انسانی
کا اپنے حق سے زیادہ کی طلب کرنا اور خداداد قوی کو بیجا طور پر صرف کرنا
[illegible] انسانی کی اخلاقی فضیلت اور معاشرتی ارتقاء کے لیئے ہلاکت انگیز
اور تباہ کن ہے اور ان سب اسباب مہلکہ کا اصل مبدء لذت شہوانی کا بیجا
حصول ہے جسکے دلدادہ تمام اقوام عالم ہیں۔ اسی سے ضعف جسمانی پستی

[illegible]

کی بربادی اور دیگر معاشرت و اخلاق کو تباہ کر دینے والی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اس لیئے مذکورہ آیت میں زنا کا حکم بیان کیا گیا۔

عکرمہ، ابن جبیر، حسن، عطاء، ابو صالح، قتادہ، زید بن اسلم، ضحاک، اور جمہور علماء کے نزدیک اس آیت کا حکم ابتدا اسلام میں تھا لیکن سورۂ نور والی آیت میں جب سنگسار کرنے یا درّے مارنے کا حکم نازل ہوا تو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ مسلم و ترمذی نے بروایت حضرت عبادہؓ بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے دوشیزہ اور غیر دوشیزہ اور محصن وغیر محصن کی سزا بیان کر کے فرمایا اس حکم کی تعمیل کرو۔ خدا تعالیٰ نے ان عورتوں کی راہ نکال دی۔ زنا کے احکام کی ترتیب نازل [illegible] یہ ہے کہ ہم اوّل زناء کی سزا صرف اتنی تھی کہ زانی مرد و عورت کو برا بھلا کہا جائے اور تعزیر کی جائے جیسا کہ آیندہ والذان یاتیانہا میں ہے۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد یہ حکم نازل ہوا جو اس آیت میں مذکور ہے مگر مرد کے لیئے وہی تعزیری حکم قائم رہا اور عورتوں کے لیئے گھر میں قید رکھنے کا حکم ہوا پھر جب یہ حکم بھی اصلاح معاشرت کے لیئے ناکافی سمجھا گیا تو سنگسار کرنے یا درّے مارنے کا حکم دیا گیا اور اس طرح اس تباہی سے مسلمانوں کو بچنے کی ہدایت کی۔ حاصل آیت یہ ہے کہ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اگر مسلمانوں کی عورتیں زنا کا ارتکاب کریں تو چونکہ اس فعل کی اہمیت اور اسکی سزا غیر معمولی ہے اسلیئے شریعت کے لیئے لازم ہے کہ فَاسْتَشْہِدُوْا عَلَیْہِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ چار عادل مسلمانوں کی شہادت طلب کرو تاکہ وہ زناء کی شرعی شہادت ادا کریں۔ عورتوں کی شہادت اس مسئلہ میں غیر مقبول ہے فَاِنْ شَہِدُوْا اب اگر چاروں عادل مسلمان فاحشہ عورتوں کی زناء کی (چشم دید) گواہی دیدیں اور شہادت سے جرم زناء ثابت ہو جائے تو الفعل کوئی سزا اور ضرب نہیں۔ بلکہ فَاَمْسِکُوْہُنَّ فِی الْبُیُوْتِ عورتوں کو گھروں کے اندر قید رکھو اور ملنے جلنے کو نہ چھوڑو اور یہ سلسلہ قید اس وقت تک قائم رہنا چاہیئے حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الْمَوْتُ یا تو ان کو موت آجائے اور موت کا فرشتہ آ کر ان کو تمام کر دے اور انسانی سوسائٹی ان کی نجاست سے پاک صاف ہو جائے اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا۝ یا خدا تعالیٰ ان کے واسطے کوئی راہ نکال دے اور کوئی جدید حکم نازل کرے خواہ رہائی کا یا ضرب کا یا قتال کا۔

مقصود بیان:۔ اصلاح معاشرت اور ارتقاء اخلاق کی تعلیم۔ حفظ ناموس حصول معارف نگہداشت صحت استقرار امن اور خلوص نسل کے لیئے زنا سے ممانعت اور زنا کی سزا کا بیان اس امر کی صراحت کہ زنا کا ثبوت بغیر کامل اور معتبر گواہی کے نہیں ہو سکتا اور اس معاملہ میں گواہی کا حق بھی صرف مسلمان مردوں ہی کو ہے۔ ایک ضمنی اشارہ اس بات کیطرف ہے کہ صحابہؓ سب عادل اور ثقہ ہیں کیونکہ مِنْکُمْ میں خطاب صرف صحابہ کو ہے تمام مسلمانوں کو نہیں ہے کیونکہ بعد کو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ آیت میں اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ بدچلن عورتوں کو کسی سے ملنے نہ دیا جائے۔

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِہَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْہُمَا ۚ فَاِنْ

اور تم میں سے جو دو مرد و عورت زنا کا ارتکاب کریں تو دونوں کو خوب کم

تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ

دینا پھر اسکے بعد اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی حالت کی اصلاح کرلیں تو انسے اعراض کرو

کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی

کیونکہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے مگر اللہ پر صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول

اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ

کرنی ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں

ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ

پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں انہی لوگوں کی خدا توبہ

اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

قبول کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے

وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ

ان لوگوں کی توبہ نہیں ہے جو گناہ کرتے رہتے ہیں

حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ

یا لآخر جب کسی کی موت سامنے آجاتی ہے تو کہتا ہے

اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ

اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ ہے جو کفر کی

وَہُمْ کُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

حالت میں مر جائیں ایسے ہی لوگوں کے لیئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

تفسیر وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ آیت سورہ مذکورہ بالا آیت سے پہلے نازل ہوئی گویا یہ آیت بالکل ابتدائی دور اسلام میں اتری پھر اسکے بعد مذکورہ بالا سابقہ آیت نازل ہوئی اور پھر سب سے آخر میں سورہ نور والی آیت کا نزول ہوا بعض مفسرین کا قول ہے کہ آیت وَاللّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ اور یہ آیت دونوں ایک ہی وقت میں نازل ہوئی ہیں لیکن والی آیت میں شادی شدہ عورتوں کی زنا کی سزا کا بیان ہے اور اس آیت میں شادی شدہ اور کنوارے مردوں کی زنا کا حکم ہے اور پھر ان دونوں کے بعد سورہ نور والی آیت کا نزول ہوا۔ ہمارے نزدیک پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور اسی قول کی بنا پر ہم تفسیری معنی ذیل میں بیان کرتے ہیں اگرچہ قول اول کی طرف اکثر مفسرین نے میلان کیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان خواہ شادی شدہ ہو یا کنوارا ہو زنا کا ارتکاب کرے تو اسکو برا بھلا اور سخت سست کہو اور جوتیوں سے مارو تاکہ اسکو ایذا پہونچے (ابن عباس و سعید بن جبیر) فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اب اگر اس تکلیف و ایذا کے بعد محصن اور غیر محصن زانی سچے دل سے توبہ کرلیں اور اپنے چال چلن کی اصلاح کرلیں تو ان سے تعرض نہ کرو اور گذشتہ ارتکاب معصیت کی عار دلا اور سب و شتم نہ کیا کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا جو شخص سچے دل سے توبہ کرتا ہے خدا اسکی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے اور اپنی رحمت سے اسکو سرفراز فرماتا ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر کافر معاند اور ہر گنہگار کی توبہ ہر وقت اور ہر صورت میں مقبول ہے ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہی لوگوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے جو گناہ کے عذاب سے ناواقفی کی حالت میں گناہ کرتے ہیں پھر علامات موت اور غرغرہ سے قبل سچے دل سے توبہ کرلیتے ہیں تو ایسے لوگوں کی توبہ خدا قبول فرماتا ہے اس آیت میں قبولیت توبہ کی دو شرطیں لگائی ہیں اول تو یہ کہ جہالت اور ناواقفی کی حالت میں گناہ کیا ہو دوسرے یہ کہ عنقریب یعنی علامات موت کے ظاہر ہونے اور غرغرہ کی حالت پیدا ہونے سے قبل توبہ کرلی ہو۔ ذیل میں ہم دونوں شرطوں کی تحقیق لکھتے ہیں (١) مجاہد کہتے ہیں جس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی خواہ قصداً یا غلطی سے تو وہ جاہل ہے جب تک گناہ سے باز نہ آجائے۔ قتادہ بروایت ابو العالیہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ فرماتے تھے کہ بندہ کا ہر گناہ اسکی جہالت ہے۔ عبد الرزاق کہتے ہیں صحابہ کا اجماعی قول ہے کہ خدا کی ہر قسم کی نافرمانی کرنی جہالت ہے خواہ قصداً ہو یا بھول چوک سے ابو صالح نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ بداعمالی جہالت ہے۔ (٢) من قریب کا معنی علی بن طلحہ نے بروایت ابن عباس یہ بیان کیا ہے کہ ملک الموت کے نظر آنے سے قبل توبہ کرے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ علامات موت کے ظاہر ہونے سے قبل توبہ کرلے۔ قتادہ اور سدی کا قول ہے کہ صحت کی حالت میں توبہ کرے۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ موت کا گھٹکا لگنے سے قبل استغفار کرے۔ ابن عمر کہتے ہیں حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ اسوقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسکو موت کا گھٹکا نہ لگے (رواہ احمد و ابن ماجہ و الترمذی) ابن مردویہ اور ابو داؤد کی روایت میں موت سے ایک ساعت قبل باخلاص توبہ کا قبول ہونا مذکور ہے۔ تمام آثار و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ اگر ایسی حالت میں توبہ کرے کہ اسکو اپنی زندگی کی امید ہو تو توبہ قبول ہوتی ہے اور جب زندگی سے یاس ہوگئی ملک الموت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی روح حلق میں آکر اٹک گئی سانس جوں جوں ٹوٹنے لگی تو ایسے وقت کی توبہ مقبول نہیں۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا اور خدا تعالیٰ خوب واقف ہے کہ کون شخص کس حالت میں توبہ کرتا ہے یاس کی حالت میں یا آس کی حالت میں علامات موت دیکھ کر یا امید زندگی رکھتے ہوئے اور اس کے تمام افعال حکمت سے بھی خالی نہیں ہیں قبول توبہ کا یہ قانون بھی مصالح سے پُر ہے۔ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ مذکورہ بالا آیت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کن اشخاص کی توبہ مقبول ہے۔ اس آیت میں ان دونوں فرقوں کا بیان ہے جن کی توبہ غیر مقبول ہے۔ حاصل آیت یہ ہے کہ جو لوگ اس قدر بیباک ہیں کہ برابر گناہ کیے جاتے ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہیں مگر کسی وقت خدا کی طرف رجوع نہیں کرتے (ابن کثیر و ثوری) یا تمام عمر حالت نفاق میں رہتے ہیں بظاہر مسلمان اور باطن میں منافق ہیں اور کبھی نفاق سے توبہ نہیں کرتے۔ سعید بن جبیر و ابو العالیہ) بالآخر حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ جب موت کا فرشتہ ان کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے نزع کی حالت ہوجاتی ہے عذاب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس وقت ہم توبہ کرتے ہیں گناہوں کی یا نفاق کی معافی چاہتے ہیں ایسے لوگوں کی توبہ ایسے اضطراری وقت میں مقبول نہیں۔ الحاصل علامات موت کے ظہور کے بعد نہ ایمان لانا معتبر ہے نہ گناہوں سے توبہ کرنا۔ ارشاد ہوتا ہے اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ایسے ہی لوگوں کے لیئے ہم نے تکلیف دہ اور ایذا رساں عذاب تیار کر رکھا ہے دوزخ میں ان کو داخل کرینگے۔

مقصود بیان:- مومن گنہگار کی توبہ تمام عمر مقبول ہے ہزار بار توبہ شکنی کرے پھر بھی اگر گناہوں پر نادم ہوکر سچے دل سے اصلاح اعمال کریگا تو خدا تعالیٰ معاف فرمادیگا۔ اسی طرح تمام عمر کافر کو کفر سے توبہ کرنے کا بھی موقع حاصل ہے جب چاہے توبہ کرلے۔ اضطراری توبہ مقبول نہیں۔ جب یاس کا وقت ہوجائے موت کا یقین ہوجائے علامات موت منکشف ہوجائیں تو توبہ بیکار ہے۔ آیت میں اس امر کی صراحت ہے کہ گناہ کرنا اور خدا کی نافرمانی

کرنی انسان کی جہالت ہے۔ اگر خدا کے عذاب کی حقیقت واقعیہ منکشف ہو جائے تو کوئی انسان گناہ کرنے کی جرأت نہ کرے گویا خدا کی فرماں برداری کرنی علم و [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا

مسلمانو تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں کو

النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

زبردستی میراث میں لے لو اور نہ یہ جائز ہے کہ دی ہوئی چیزوں میں سے کچھ

بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

واپس لے لینے کے خیال سے تم ان کو بند کر رکھو البتہ اگر وہ کھلی ہوئی

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ

بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں تو روک لینے کا اختیار ہے اور عورتوں کے ساتھ

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى

خوش معاملگی سے رہو پھر اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو کیا عجب ہے

اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

کہ ایک چیز تم کو ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دے

تفسیر جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اس کا بیٹا جو دوسری بیوی سے ہوتا یا اس کا کوئی اور رشتہ دار عزیز آکر متوفی کی بیوی پر چادر ڈال دیتا اور اسکی وجہ سے وہ اس عورت کا سب سے زیادہ حقدار بنجاتا تھا اگر چاہتا تو خود بلا مہر صرف مورث متوفی کے مہر پر اسکو نکاح میں لے آتا اور چاہتا تو کسی دوسرے سے نکاح کرا دیتا اور اگر چاہتا تو نہ خود اس سے نکاح کرتا اور نہ اسکو بطور خود کسی غیر سے نکاح کرنے دیتا تھا اسی طرح اسکو تکلیف دیتا تھا اور اگر وہ عورت مر جاتی تو یہی سوتیلا بیٹا یا میت کا عزیز اس عورت کے مال کا وارث بن جاتا تھا ہاں اگر کپڑا ڈالنے سے قبل وہ اپنے میکے میں چلی جاتی تو خود مختار ہوتی تھی یہی طریقہ شروع اسلام تک رہا یہاں تک کہ ابو قیس انصاری کا انتقال ہوا اور متوفی کی بیوی کبشہ بنت قیس انصاریہ اور ایک بیٹا قیس جو دوسری بیوی سے تھا باقی رہا۔ قیس نے کبشہ پر چادر ڈالدی اور نکاح کا وارث ہو گیا۔ کبشہ نے حضور اقدس صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مصیبت بیان کی اور عرض کیا یا رسول اللہ نہ مجھے خاوند کی میراث ملی نہ میرا پیچھا چھوٹا کہ دوسری جگہ نکاح کر لوں۔ حضور نے فرمایا جاؤ صبر کر کے گھر میں بیٹھو اور حکم کا انتظار کرو اسوقت یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا نازل ہوئی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ مسلمانو تم زبردستی عورتوں کے جان و مال کے وارث نہ بنو یہ تمہارے لئے قطعاً جائز نہیں کہ اپنے اقرباء کی بیویوں وغیرہ کے خواہ مخواہ بغیر کسی شرعی استحقاق کے وارث بن بیٹھو اور صرف ایک چادر ڈالنے سے ان کے مالک بن جاؤ۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ۔ عرب میں دستور تھا کہ جب کسی کو اپنی بیوی کیطرف رغبت نہ رہتی اور رقم مہر بار بیوی کا قبضہ ہو چکتا اور کسی طرح دی ہوئی رقم کی واپسی نہ ہو سکتی تو عورت کو تنگ کرتا تھا نہ تو اس کو طلاق ہی دیتا تھا کہ وہ آزاد ہو کر عدت مقررہ کے بعد کسی اور سے نکاح کرے نہ اسکے ساتھ حسن سلوک اور خلق معاشرت سے پیش آتا اور اس سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ عورت کو طلاق دینے کے بعد روک لیا جاتا تھا اور کسی جگہ اسکو نکاح نہ کرنے دیا جاتا تھا تاکہ تنگ ہو کر وہ غریب عورت اس بے رحم شوہر کی دی ہوئی رقم واپس کر دے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کسی متوفی کی بیوی کو اس عورت کا سوتیلا بیٹا روک رکھتا تھا دوسری جگہ نکاح کرنے نہ دیتا تھا تاکہ عورت عاجز ہو کر اپنے متوفی شوہر کا دیا ہوا مہر سوتیلے بیٹے کو واپس کر دے۔ ان تمام صورتوں کی ممانعت اس آیت میں کر دی گئی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو اگر تم کو اپنی عورتوں کی طرف رغبت نہ ہو اور تم ان کو طلاق دے چکو یا ان کے شوہر مر جائیں تو ان کو تکلیف دینے اور دکھ پہنچانے کے لئے بند نہ کر رکھو اور نکاح ثانی سے نہ روکو اور اس وجہ سے ان کی بندش نہ کرو کہ یہ مجبور ہو کر ادا کردہ مہر واپس کر دینگی۔ ہاں اگر عورتیں تمہاری ناموس دری اور عزت شکنی کریں اور اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ چار گواہوں سے انکی زناکاری ثابت ہو جائے تو ان کو مجبور کر کے مہر کی واپسی جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ سوا عصمت کی شکست کے اگر عورتوں کا کوئی اور خانگی یا بیرونی قصور ہو تو مواخذہ اور سزادہی کے طور پر انکی بندش کر کے واپسی مہر کا مطالبہ نہ کرو بلکہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ حسن سلوک، خوش خلقی، محبت و انصاف اور نگہداشت حقوق کے ساتھ ان سے پیش آؤ ان سے بہترین برتاؤ کرو۔ نان نفقہ دینے میں انصاف کو ملحوظ رکھو۔ نرم کلامی اور دلجوئی کو لازم پکڑو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنی گھر والی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہو (کما فی الصحیح) فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوی کی بدصورتی یا بدسیرتی کی وجہ سے مرد کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس نفرت قلبی کا نتیجہ خانہ بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اسکے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ اگر عورتوں کی بدصورتی یا زشت خوئی کی وجہ سے تم کو ان کی طرف سے نفرت ہو جائے

تو تم کو ان ظاہری اسباب کی بنا پر ان کی طرف سے بے رغبت نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ہر چیز کا انجام خدا ہی خوب جانتا ہے تم کو نتیجہ اور مصلحت معلوم نہیں ممکن ہے کہ جس چیز سے تم نفرت کرتے ہو اسی میں خدا تعالیٰ تمہارے لیئے کوئی سود مند اور فائدہ آمیز نتیجہ پیدا کر دے بد صورت بیوی سے صالح اولاد پیدا ہو جائے یا بدشکل بیوی عصمت و عفت میں اور دوسری حسین جاذب نظر عورتوں سے اچھی ہو یا قبیح منظر یا بدالشکل عورت کو حسن انتظام تربیت اولاد کفایت شعاری کفایت گذاری اور اندرونی کمالات ایسے ہوں جو تمہارے لیئے سہولت معیشت اور راحت قلبی کا سامان مہیا کر دیں لہذا عورت کی بد صورتی کو اپنی خانہ بربادی کا ذریعہ نہ بنا ؤ۔

مضمون بیان - زبردستی عورتوں کے جان و مال کا وارث بننے کی ممانعت - عورتوں سے جبرًا نکاح کرنے کی بازداشت - قومی رسم و رواج کو احکام شریعت کے مقابلہ میں ترک کرنے کی ہدایت - دیا ہوا مہر عورتوں کو مجبور کر کے واپس لینے کی نہی - مطلقہ عورت یا اس عورت کو جسکے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو عدت گذر جانے کے بعد بند رکھنے اور نکاح نہ کرنے دینے کی ممانعت - عورت کو معلق چھوڑنے اور تنگ کرنے کی صراحۃً نفی - اگر عورتیں عصمت باختہ اور عفت شکنی کریں تو ایسی حالت میں دیا ہوا مہر جبرًا اور زبردستی وصول کرنے کی اجازت - عورت کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور سجاوٹ بناوٹ یا توازن اعضا پر ریجھنا اور اندرونی کمالات پر نظر نہ کرنا اور بہتریت انجام کی طرف سے آنکھ بند کر لینا چونکہ خلاف مصلحت و عقل ہے اور تدبر و دانش کی جڑیں کھوکھلی کر دینے والا ہے اسلیئے اس فعل کی ممانعت کر دی گئی - ایک ضمنی اشارہ اس طرف بھی ہے کہ عورت کی سب سے بڑی فضیلت عفت و عصمت ہے - دیانت داری امانت ہے - کفایت شعاری تربیت اولاد و حسن انتظام خانگی ہے - جو عورت پاکدامن دیندار کفایت شعار اور حقوق زوجیت کی نگہداشت کرنے والی ہے - تربیت اولاد کا سلیقہ رکھتی ہے شوہر کی دلجوئی اور استمالت کر سکتی ہے وہ اس نظر فریب اور جاذب بصر صورت رکھنے والی عورت سے بہتر ہے جو بدسلیقہ تند خو تنک مزاج بدسیرت پھوہڑ ہے اور مرد کے واسطے دنیا میں ہی دوزخ کے سامان مہیا کر دیتی ہے وغیرہ۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

اور اگر تم ایک عورت کی بجائے دوسری عورت کرنا

زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا

چاہو اور ایک (مطلقہ) کو ڈھیروں مال دے چکے ہو تو

تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا

اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا تم بہتان رکھ کر اور صریح گناہ

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ

سے اسکو (مہر کو) لے لینا چاہتے ہو تم کس طرح اسکو لے سکتے ہو

وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ

حالانکہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو اور

اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

وہ تم سے مضبوط عہد (عقد نکاح) لے چکی ہیں

تفسیر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض پرائیویٹ اسباب اور ضروری وجوہ کی بنا پر انسان پہلی بیوی کو طلاق دینے اور دوسری بیوی کرنے پر مجبور ہوتا ہے اس کا حکم اس آیت میں بیان ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ یعنی اگر تم کسی خارجی وجہ اور ضروری اسباب کی بنا پر مجبور ہو کہ پہلی بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی کر لو تو کر سکتے ہو لیکن چونکہ بیوی کی طرف سے طلاق یا خلع کی کوئی استدعا نہیں ہے اسلیئے تم نے جتنا مہر اسکو دیا ہے خواہ وہ ایک خزانہ اور بے حساب ڈھیر ہی کیوں نہ ہو ہر صورت تم کو دیئے ہوئے مہر کا کوئی حصہ واپس لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ آیت اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے معلوم ہوا تھا کہ اگر عورت کی زناکاری چار عادل گواہوں کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو یہ زانیہ عورت مہر سے محروم ہو جاتی ہے اس حکم کے ماتحت ممکن تھا بلکہ کبھی ہوتا بھی ہے کہ صرف مہر نہ دینے یا دیئے ہوئے مہر کو واپس لینے کے لیئے طلاق دینے کے بعد مرد عورت کے چال چلن پر طرح طرح کی بہتان تراشی اور دروغ بافی کرتا ہے اور غریب بیکس کو اسکے واجبی حقوق سے محروم کرنا چاہتا ہے - اس آیت میں اس قبیح فعل کی تنبیہ آمیز ممانعت کی گئی ہے - مطلب یہ ہے کہ کیا تم عورتوں کا حق مہر تغلب ظلم اور بہتان تراشی کر کے ضبط کرنا چاہتے ہو ایسا ہرگز نہ کرو اور مذکورہ بالا اجازت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ بلکہ عدل و انصاف اور نگہداشت حقوق کو پیش رکھو وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ - یہ گذشتہ ممانعت کی تاکید ہے یعنی تم مہر مقررہ کس طرح

واپس لیتے ہو حالانکہ خلوت صحیحہ کر چکے ہو عورتوں نے اپنے نفس کو تمہارے قبضہ میں کر دیا تھا اور اس سے مہر کامل واجب ہو جاتا ہے وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا اور نکاح کے وقت تم نے اُن سے وفاداری اور ادائے مہر کا پختہ اقرار کیا تھا اور علی رؤس الاشہاد اُن سے نکاح کیا تھا۔ پھر کیونکر تم اپنے اقرار سے پھرنے کے مجاز ہو۔ ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر کے نزدیک میثاق غلیظ سے مراد نکاح ہے اور ربیع بن انس کے نزدیک میثاق سے مراد وہ عہد ہے جسکی صراحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمائی تھی کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ)

مقصود بیان: عیش پرستی اور شہوت رانی کے خیال کے بغیر کسی ضروری وجہ کی بناء پر پہلی بیوی کو طلاق دینا اور دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ مہر کی کثرت کی کوئی انتہا نہیں خزانہ کا خزانہ بھی مہر میں دیا جا سکتا ہے۔ دیا ہوا مہر خواہ کتنا ہی ہو واپس لینا ناجائز ہے بشرطیکہ عورت کی طرف سے طلاق کی استدعا نہ ہو۔ خلوت صحیحہ کے بعد کامل مہر کی ادائیگی واجب ہوتی ہے کسی عورت سے نکاح کرنا گویا اُس سے وفاداری حسن سلوک اور ادائے مہر کا اقرار کرنا ہے۔ اقرار کی پابندی ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آیت میں نہایت بلند آہنگی اور تاکید کے ساتھ حقوق نسوانی کی حمایت اور اُن کے ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور صاف طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ اقرار نکاح ایک نہایت پختہ پیمان وفا ہے جو ہر طرح کے حسن سلوک حسن معاشرت اور حسن معاملہ کا مقتضی ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو تم اُن سے نکاح نہ کرو

مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ

جو گذر چکا وہ گذر چکا — یہ بڑی بے حیائی — اور غضب کی

مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ ع

بات تھی — اور برا دستور تھا

تفسیر جب ابو محصن صحابی کا انتقال ہو گیا تو جاہلیت کے دستور کے موافق متوفی کے بیٹے محصن نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہا تھا سوتیلی ماں نے کہا محصن میں تو تجھے بیٹا سمجھتی ہوں اور تو اپنی قوم میں نیک شمار ہوتا ہے پھر تجھے اپنی ماں سے اس قسم کی خواہش کرنی زیبا نہیں یہ کہکر وہاں سے اٹھکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تمام قصہ عرض کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ صبر کر کے گھر بیٹھو اور انتظار کرو کہ خدا تعالیٰ کیا حکم نازل فرماتا ہے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی بعض روایتوں میں ابو محصن اور محصن کی بجائے ابو قیس ابن اسامت انصاری اور اُن کے بیٹے قیس کا نام مذکور ہے (رواہ ابن ابی حاتم) حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت تین صحابہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ قیس بن اسلت۔ اسود بن خلف صفوان بن امیہ۔ ان تینوں صاحبان نے اپنی سوتیلی ماؤں سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی تھی۔ آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ:۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا پر دادا یا نانا پر نانا وغیرہ نے نکاح کر لیا ہو خواہ خلوت کی ہو یا نہ کی ہو تم ان سے نکاح نہ کرو اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ہاں اس حکم کے نازل ہونے سے قبل جو غلطی اس قسم کی تم سے ہو چکی وہ معاف ہے مگر آئندہ کو ایسی حرکت نہ کرنا کیونکہ اس میں تین خرابیاں ہیں عقلی شرعی عرفی۔ عقلی خرابی تو یہ ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً یہ فعل نہایت بے حیائی اور بد تہذیبی کا ہے اس عورت سے نکاح کرنا جو باپ دادا کی منکوحہ ہونے کے اعتبار سے تمہارے لیئے واجب الاحترام ہیں یا تمہارے باپ دادا بغیر نکاح کے ہی اُس سے تمتع اندوز ہو چکے ہوں کونسی عقل و دانش جائز رکھتی ہے۔ اور شرعی خرابی یہ ہے کہ وَمَقْتًا یہ فعل خدا تعالیٰ کے نزدیک نہایت قبیح مکروہ اور مبغوض ہے اور غضب الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔ حضرت براء بن عازب رض کہتے ہیں کہ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار لڑائی کا جھنڈا لئے جا رہے تھے مجھ سے ملاقات ہوئی تو میں نے دریافت کیا آپ کہاں جاتے ہیں؟ کہنے لگے مجھے رسول اللہ صلعم نے ایک خبیث آدمی کے پاس بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے حضورؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُسکی گردن مار دوں اور اُس کا مال ضبط کر لوں (رواہ عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و احمد والحاکم والبیہقی) وَسَآءَ سَبِيْلًا اور عرفی خرابی یہ ہے کہ یہ شرفاء اور اہل تہذیب کے نزدیک برا طریقہ ہے۔ عزت و ناموس شرف و عزت اس سے برباد ہو جاتی ہے بڑے چھوٹے کا فرق مرتبہ موقوف ہو جاتا ہے

مقصود بیان: بیحیائی، بد تہذیبی اور مکروہ و قبیح افعال کی ممانعت اور عزت و ناموس کے برقرار رکھنے اور چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ رکھنے کی ہدایت وغیرہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ

تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں — بیٹیاں

اَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ

بہنیں — پھوپھیاں — خالائیں — بھتیجیاں

الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ

بھانجیاں — اور وہ مائیں جنھوں نے

اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

تم کو دودھ پلایا ہے اور رضاعی بہنیں

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ

اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی لڑکیاں جو

حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

تمہاری زیر پرورش ہوں جن بیبیوں سے تم ہم بستری کر چکے ہو

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

اگر صحبت نہ کر چکے ہو تو ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج

عَلَیْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ

نہیں ہے اور تمہارے سلبی بیٹوں کی

اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ

بیبیاں دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا

اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

ہاں جو پہلے کر چکے وہ کر چکے اللہ غفور رحیم ہے

تفسیر اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اُن عورتوں کا بیان کیا ہے جن سے نکاح حرام ہے۔ ان میں سے سات اہل قرابت ہیں اور دو کی حرمت رضاعت کی وجہ سے ہے اور چار کی حرمت دامادی کے رشتہ کی وجہ سے ہے۔ اول الذکر سات یہ ہیں: مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں۔ بھانجیاں۔ متوسط الذکر یہ ہیں: رضاعی مائیں۔ رضاعی بہنیں۔ اور مؤخر الذکر یہ ہیں: خوش دامن۔ مدخولہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو پہلے شوہر سے ہوں۔ اپنے حقیقی بیٹوں کی بیویاں۔ اور ایک وقت میں دو بہنوں کا نکاح میں اجتماع۔ یہ کل تیرہ ہوئیں اور چودہویں قسم کی عورتوں کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں کر دیا ہے یعنی باپ کی منکوحہ یا باپ کی مزنیہ۔ ان کے علاوہ دو عورتوں کی حرمت سنت متواترہ سے ثابت ہے ایک تو اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے اسکی پھوپھی سے نکاح کرنا۔ دوسرے بیوی کی موجودگی میں اسکی خالہ سے نکاح کرنا۔ یہ کل سولہ قسم کی عورتیں ہوئیں جن سے نکاح حرام ہے اور سترہویں عورت وہ حرام النکاح ہے جو کسی غیر شخص کی بیوی ہو اور اس کا شوہر زندہ ہو اور وہ اُس شوہر کے نکاح میں ہو اُس نے طلاق نہ دی ہو۔ ان سترہ قسم کی عورتوں میں سے بعض تو دائمی طور پر حرام ہیں کبھی ان سے نکاح جائز نہیں مثلاً اول دو دم قسم کی تمام عورتیں اور بعض ایسی عورتیں ہیں جن سے نکاح دائمی طور پر حرام نہیں کسی خاص وجہ سے حرام ہے اگر وہ وجہ نہ ہو تو ان سے نکاح جائز ہے مثلاً اپنی بیوی کی بہن سے نکاح بیوی کی موجودگی میں حرام ہے۔ اور بیوی کے انتقال کے بعد یا اسکو طلاق دے دینے کے بعد اسکی بہن سے نکاح جائز ہے۔ ہم تفصیلی معنی بیان کرنے کے بعد ایک گوشوارہ میں تفصیل کے ساتھ تمام اقسام کو بیان کرینگے۔ پہلے معنی کی توضیح کرنا ضروری ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے:۔

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ مسلمانو تمہارے لئے مذکورہ ذیل عورتوں سے نکاح کرنا شرعاً حرام کر دیا گیا ہے۔ اُمَّهٰتُكُمْ (۱) سگی مائیں سگی دادیاں نانیاں سگی پردادیاں پرنانیاں الیٰ آخرہا وَبَنٰتُكُمْ (۲) بیٹیاں پوتیاں پرپوتیاں نواسیاں پرنواسیاں الیٰ آخرہا وَاَخَوٰتُكُمْ (۳) بہنیں خواہ ایک ماں باپ سے ہوں یا ایک باپ اور دو ماؤں سے یا ایک ماں اور دو باپوں سے وَعَمّٰتُكُمْ (۴) باپ دادا پردادا وغیرہ کی حقیقی یا اخیافی یا علاتی بہنیں وَخٰلٰتُكُمْ (۵) خالائیں یا ماں کی خالائیں یا نانی کی خالائیں یا باپ دادا وغیرہ کی خالائیں وغیرہ وَبَنٰتُ الْاَخِ (۶) بھتیجیاں یا بھتیجوں کی بیٹیاں یا اُن کی نواسیاں پرنواسیاں وغیرہ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (۷) بھانجیاں یا بھانجیوں کی بیٹیاں یا ان کی نواسیاں پرنواسیاں وغیرہ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ (۸) وہ عورتیں جنہوں نے دودھ پلایا ہو خواہ تھوڑا ہی پلایا ہو مگر مدت رضاعت یعنی دو یا ڈھائی برس کی عمر سے پہلے پلایا ہو (ڈھائی برس کی عمر کے بعد پلانا حرمت نکاح کا باعث نہیں ہے) وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ (۹) دودھ شریک بہنیں۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہی رضاعت سے بھی حرام ہیں اسلئے علماء نے دودھ شریک بہنوں کے حکم میں مذکورہ ذیل رضاعی رشتہ دار عورتوں کو بھی داخل کیا ہے:۔ جس لڑکی نے اس شخص کی مدخولہ بیوی کا دودھ پیا ہو وہ بھی اس شخص پر حرام۔ رضاعی پھوپھیاں۔ رضاعی خالائیں۔ رضاعی بھائی کی بیٹیاں۔ رضاعی بہن کی بیٹیاں۔ خلاصہ یہ کہ جو عورتیں رشتہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی رشتہ رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ (۱۰) ساس یا ساس کی ماں نانی پرنانی یا دادی پردادی وغیرہ الیٰ آخرہا۔ خواہ بیوی سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو بہر صورت صرف نکاح کر لینے سے اُسکی ماں وغیرہ سے نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ (۱۱) سوتیلی بیٹیاں جو عموماً اس شخص کے زیر پرورش ہوتی ہیں مگر انکی حرمت میں شرط یہ ہے کہ اُنکی ماں یعنی اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہو۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اگر نکاح کرلے کے بعد بغیر صحبت کے طلاق دیدی تو اس مطلقہ کی وہ بیٹیاں جو

پہلے شوہر کے نطفہ سے ہوں اس طلاق دینے والے پر حرام نہیں ہیں
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (۱۲) سگے بیٹوں کی بیویاں۔ اگر سگا بیٹا نہ ہو بلکہ منہ بولا بیٹا ہو تو اسکی بیوی سے نکاح درست ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔
وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (۱۳) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا یعنی بیوی کی موجودگی میں اسپر اسکی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ یہ دونوں بہنیں حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی ہوں یا رضاعی ہوں۔ ہاں دو بہنوں کو یکدم خرید سکتا ہے مگر صحبت دونوں سے نہیں کر سکتا۔ قربت صرف ایک سے ہی کریگا اور جب تک اسکو اپنی ملک سے خارج نہ کر دیگا دوسری سے قربت حرام ہے۔

گوشوارۂ محرمات

محرمات	حکم
ماں نانی پرنانی دادی پردادی بہرحال وہ عورتیں جن سے اس کا نسب شروع ہوتا ہے۔	دائمی حرام ہیں
بیٹیاں پوتیاں پرپوتیاں نواسیاں پرنواسیاں یعنی وہ عورتیں جنکے نسب کی انتہا اس شخص پر آکر ہوتی ہے۔	〃
بہن خواہ حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی۔	〃
باپ دادا پردادا وغیرہ تمام اصول کی حقیقی یا علاتی یا اخیافی بہنیں۔	〃
خالہ یا ماں نانی پرنانی وغیرہ کی خالہ یا دادا پردادا نانا وغیرہ کی خالہ	〃
بھتیجیاں یا اُن کی بیٹیاں پوتیاں نواسیاں پرپوتیاں پرنواسیاں وغیرہ	〃
بھانجیاں یا اُن کی بیٹیاں پوتیاں پرپوتیاں نواسیاں پرنواسیاں وغیرہ	〃
رضاعی ماں رضاعی بیٹی رضاعی پھوپھی رضاعی خالہ بشرطیکہ ڈھائی برس کی عمر کے اندر دودھ پلایا گیا ہو۔ بہرحال رشتۂ رضاعت حرمت نکاح کا سبب ہے	〃
منکوحہ کی ماں نانی پرنانی دادی پردادی وغیرہ تمام اصول۔	〃
مدخولہ بیوی کے پہلے شوہر کے نطفہ سے بیٹیاں پوتیاں نواسیاں وغیرہ	〃
سگے بیٹوں کی بیویاں	〃
بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنا خواہ سالی حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی یا رضاعی۔	دائمی حرام نہیں ہے بلکہ بیوی کے انتقال کے بعد یا اسکو طلاق دینے کے بعد سالی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے
شوہر دار عورتیں یعنی وہ عورتیں جن کے شوہر موجود ہوں اور انھوں نے طلاق نہ دی ہو خواہ یہیں ہوں اور خواہ یہ عورتیں آزاد ہوں یا باندی۔ مسلمان ہوں یا کتابی۔ بہرصورت غیر کی منکوحہ سے جب تک وہ طلاق نہ دے نکاح درست نہیں۔ ہاں اگر جنگ میں کچھ عورتیں گرفتار ہو کر آئیں اور ان کے کافر شوہر وہاں موجود بھی ہوں تو ان سے نکاح ناجائز نہیں ہے۔	یہ حرمت بھی دائمی نہیں ہے۔
بیوی کی موجودگی میں اُس کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح جائز نہیں اور اگر بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو پھر اُس کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح جائز ہے	حرمت دائمی نہیں
بیوی کی موجودگی میں اسکی بھانجی بھتیجی سے نکاح درست نہیں۔ ہاں اگر بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو جائز ہے۔	حرمت دائمی نہیں
اس عورت سے نکاح ناجائز ہے جس سے باپ دادا پردادا نانا پرنانا وغیرہ اصول نے نکاح کرلیا ہو خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اِسی طرح اُس عورت سے نکاح درست نہیں جس سے باپ دادا وغیرہ نے بغیر نکاح زنا کرلیا ہو۔	حرمت ابدی ہے

ہدایت خاص چونکہ محرمات کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اسلئے ہم نے تمام اختلافات سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف حنفی مسلک کو پیش کیا ہے اور دیگر ائمہ کے مسالک سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

پانچواں پارہ

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ
اور خاوند والی عورتیں بھی حرام ہیں ہاں جو باندیاں تمہاری
اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ
مملوک ہوں یہ تمہارے لیئے اللہ کا تحریر کردہ حکم ہے ان کے علاوہ

لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

تمہارے لیے تمام عورتیں اس کے علاوہ حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے عوض ان کو طلب کرو

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ

مگر مقصود صرف ... کرنے کا ہو ... شہوت رانی کے لیے

تفسیر وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اس آیت کا تعلق پہلی کی آیت سے ہے یعنی اُن عورتوں ... کا نکاح ... حرام ہے جو شوہر والیاں ہوں اُن کے شوہر زندہ ہوں، اور ان کو طلاق نہ دی گئی ہو۔ یہ عورتیں مسلمان ہوں یا یہودی یا عیسائی ... جو عورتیں جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں اور اُن کے شوہر ان کے ساتھ گرفتار ہو کر نہ آئیں اور وہ مسلمانوں کی باندیاں ہو جائیں تو جس کے حصہ میں وہ باندی آجائے اسکو بغیر نکاح کے صرف ایک حیض کی مدت ختم کرنے کے بعد اس سے قربت حلال ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رض کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ اوطاس کی گرفتار کردہ عورتوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ، مسلم، عبدالرزاق، ابو داؤد) حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ یہ آیت جہاد خیبر کی قیدی عورتوں کے حق میں نازل ہوئی۔ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنی یہ حکم الٰہی ہے خدا نے تم پر نہایت تاکید کے ساتھ فرض کیا ہے اور چندہ اقسام کی عورتوں کو تم پر حرام کر دیا ہے۔ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اور مذکورہ اقسام کے علاوہ دیگر عورتیں تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لیے جائز ہے کہ ان کے علاوہ اور سے نکاح کرو۔ یہ آیت اگرچہ عام ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اور حدیث و اجماع بعض قسم کی عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ خالہ اور پھوپھی پر اُسکی بھانجی بھتیجی سے نکاح کرنا یا بھانجی بھتیجی پر اُسکی خالہ پھوپھی سے نکاح کرنا اسکو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ چار عورتیں ہوں تو پانچویں سے نکاح حرام ہے۔ اگر مرد و عورت میں لعان ہوا اور لعان کے بعد بحکم حاکم جدا کر دیے گئے تو پھر اس عورت سے اس مرد کا نکاح قطعاً کبھی جائز نہیں۔ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ یہ کلام سابق کا تتمہ ہے پہلی آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ محرمات کے علاوہ اور عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے اب اس نکاح کی شرطیں بیان کی جاتی ہیں جو تمدن و معاشرت کی اصلاح کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ کچھ مال صرف کرکے عورتوں کو حاصل کرو مہر ادا کرو تاکہ مرد کی خواہش اور بیوی کے اعزاز کا اظہار ہو جائے لوگوں کو نکتہ چینی کا موقعہ نہ ملے۔ خفیہ سازش اور درپردہ یارانہ معلوم نہ ہو، مرد کو بیوی کے خاندان سے ایک خاص تعلق اور ارتباط پیدا ہو جائے۔

دوسری شرط یہ ہے مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ کہ اس نکاح سے مقصود پاکدامنی اور عصمت کوشی ہو، شہوت رانی اور قضائے مستی غرض نہ ہو۔ یہ شرط ہر قسم کی عیش پسندی خرید عصمت اور جذبات بہیمیت کی بندگی سے روکتی ہے۔ اس میں بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ مرد و عورت کے تعلق سے محض جذبات بہیمیت کا مقتضا یعنی زنا اور فوری جوش نفسانی کا بجھانا مقصود نہ ہو بلکہ تمدن و معاشرت کا استحکام و اصلاح اور اخلاق و شرافت کی استقامت اصل غرض ہونی چاہیے۔ عورت کو پابند بنانا اور خود پاکدامن بننا مدعائے اصلی ہونا لازم ہے۔

مقصود بیان: نکاح کے لیے مہر لازم ہے بغیر مہر نکاح نہیں ہوتا نکاح سے مقصود محض وقتی نفسانی کی خواہش پوری کرنی نہ ہونا چاہیے باہم یارانہ گانٹھنا اور درپردہ خفیہ سازش کرکے تعلقات پیدا کر لینا اور ناموس و عزت کو تباہ کرنا تعلیم اسلامی کے خلاف ہے۔ عصمت کوشی اور عصمت مآبی مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

پھر جن عورتوں سے تم نے لطف صحبت اٹھایا ہو اُن کو

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اُن کا مقرر کردہ مہر دیدو اور اگر مہر ٹھہرا لینے کے بعد

فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ

تم باہم رضامندی سے مہر میں کچھ کمی بیشی کر لو تو کوئی حرج نہیں ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

بلا شبہ اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے

تفسیر فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً یعنی نکاح کرنے اور تمتع صنفی حاصل کرنے کے بعد تم عورتوں کا مقررہ مہر ادا کر دو کیونکہ درحقیقت مہر قربت صنفی کا معاوضہ ہے (حسن مجاہد ابن عباس ابن عمر وغیرہ) بعض مفسرین اور تابعین نے اس آیت سے جواز متعہ پر استدلال کیا ہے لیکن عام مفسرین و صحابہ کے نزدیک اس آیت میں تمتع سے نکاح کے بعد انتفاع صنفی اور قربت و وصل مراد ہے۔ ابن کثیر نے بھی یہی معنی مراد لیے ہیں اور اگر متعہ ہی مراد لیا جائے تو اس آیت کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ حضرت علی رض اور دیگر صحابہ کی روایات صحاح ستہ اور دیگر سنن و مسانید میں موجود ہیں جن سے متعہ کا صریحی نسخ ظاہر ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مہر کی مقدار بجانب قلت تو معین ہے اور بجانب کثرت معین نہیں اور امام شافعیؒ کے مسلک پر قلت وکثرت دونوں زوجین کے اختیار میں ہیں۔ شرعاً مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ حاصل اختلاف یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دس درم سے کم مہر نہ ہونا چاہیئے۔ باقی زیادتی کی کوئی حد مقرر نہیں خواہ ہزار دو ہزار لاکھ دو لاکھ کتنی ہی رقم ہو سب جائز ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مہر کی کمی بھی محدود نہیں ایک درہم آدھا درہم جو کچھ تراضی زوجین سے طے ہو جائے صحیح ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ

یہ خطاب عام ہے تمام مرد وعورتیں اس میں عموماً برابر ہیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اگر مہر مقرر کرکے نکاح کرنے کے بعد مرد وعورت باہم رضامندی سے اپنے حق کو معاف کردیں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ عورت اگر کل مہر معاف کردے یا نصف یا چوتھائی یا کوئی حصہ مرد کو ہبہ کردے یا مرد مقررہ مہر سے زیادہ دیدے تو جائز ہے مگر باہمی رضامندی شرط ہے۔ جبراً مہر معاف کرانا حرام ہے اور چونکہ زبردستی اور رضامندی کا علم غیروں کو نہیں ہوسکتا اور اس کا تعلق صرف معاشرت زوجین سے ہے اس لیئے ارشاد ہوتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا خدا علیم وحکیم ہے تراضی اور جبر سے وہ خوب واقف ہے اگر زبردستی معاف کرادو گے اور بیوی کی حق تلفی کرو گے تو خدا تعالیٰ سزا دیگا اور چونکہ وہ حکیم بھی ہے اسلیئے کوئی حکم اُس کا مصلحت سے خالی نہیں اگر شوہر نادار ہے مفلس ہے زر مہر کی ادائیگی اُس سے ناممکن ہے تو بیوی کو معاف کردینا چاہیئے معاف کردینا شرعاً جائز اور مبنی بر حکمت ہے۔

مقصود بیان:۔ مہر انتفاع صنفی کا معاوضہ ہے اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو کل مہر واجب نہیں ہوتا۔ عورت اور خصوصاً حرہ عورت قابل حرمت وعزت ہے اُس کے حقوق کی پاسداری اور مہر کی ادائگی لازم ہے۔ معافی مہر کا قانون مبنی بر حکمت ہے۔ اگر معاف کرنا ناجائز ہوتا تو نادار شوہروں کو بڑی دشواریاں برداشت کرنی پڑتیں۔ عورت سے جبریہ مہر معاف کرانا قطعاً ناجائز ہے۔ آیت میں ضمنی اشارہ اس طرف بھی ہے کہ بیوی کے حقوق کو بیدردی سے پامال کرنا اور حقوق زوجیت کو ادا نہ کرنا اور حسن معاشرت پر کاربند نہ ہونا تعلیم اسلامی کے خلاف ہے۔

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ

اور تم میں سے جسکو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے

الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ

کا مقدور نہ ہو تو مملوک

أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَ

مسلمان باندیوں سے نکاح کرلے اور

اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ

اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم ایک دوسرے کی جنس سے ہو

فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ

تو اُن باندیوں سے اُن کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور دستور کے

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ

مطابق اُن کے مہر اُن کو دیدو بشرطیکہ وہ قید نکاح میں لائی جائیں

مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ

بدکار اور خفیہ آشنائی نہ کرلیں

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

پھر جب وہ قید نکاح میں آچکیں اور اسکے بعد زنا کا ارتکاب کریں

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ

تو ان پر اُس سزا کا نصف حصہ لازم ہے جو آزاد بیبیوں پر

الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ

ہے یہ (نکاح کرنے کا حکم) تم میں سے اُس شخص کیلئے ہے جسکو زنا میں

مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ

پڑجانے کا اندیشہ ہو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ع ۳

غفور رحیم ہے

تفسیر

مذکورۂ بالا آیت میں آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان تھا اور چونکہ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے میں مصارف زیادہ ہوتے ہیں اور مہر بھی زائد دینا ہوتا ہے اسلیئے ہر شخص کے واسطے آزاد عورتوں سے نکاح کرنا آسان نہیں اور مجرد رہنا بھی مصلحت کے خلاف ہے خطرہ سے خالی نہیں بنا بریں اس آیت میں پاکدامن لونڈیوں سے

نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔ آیت مذکورہ میں کلمہ طول کے معنی مالداری و تونگری کے ہیں۔ ابن عباس، مجاہد، سدی، سعید بن جبیر اور عموماً جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ البتہ قتادہ، نخعی اور بعض دیگر اکابر کے نزدیک صبر اور ہے۔ یہ قول جمہور کے موافق تفسیر و معنی بیان کرتے ہیں۔ خلاصہ ارشاد یہ ہے کہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ جس شخص کو آزاد اور پاکدامن عفت مآب عورتوں سے نکاح کرنے کی مالی استطاعت نہ ہو اس کے واسطے ایک سہل ترکیب یہ ہے کہ کسی باندی سے جو مومنہ ہو نکاح کرے۔ اس صورت میں مہر بھی کم ادا کرنا ہوگا اور مصارف میں بھی زیادتی نہ ہوگی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ گذشتہ آیت میں باندی سے نکاح کرنے کی یہ شرط لگائی گئی کہ باندی مسلمان ہو۔ اس آیت میں انسانی مساوات کو ظاہر کرتے ہوئے ایمان کو وجہ ترجیح قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ انسانی تفوق و امتیاز صرف ایمان و اسلام کے ساتھ وابستہ ہے آزاد ہو یا مملوک اس ترجیح ایمانی میں سب شریک۔ اہل مومن ہونے کے بعد کسی کو کسی پر فوقیت و برتری نہیں ہے سب آدمی میں نسلی امتیاز نہیں ہے کل انسان بنی آدم ہیں اور آزاد و مملوک ہونا خارجی بات ہے۔ مملوک ہونے سے انسانیت میں کوئی کمی نہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فَانْكِحُوْهُنَّ تمہارے لیے مناسب ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کر لو لیکن اس کے واسطے تین شرائط ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ باندیوں سے نکاح ان کے مالکوں کی اجازت سے کیا جائے جب تک ان کی اجازت نہ ہو نکاح نہ کیا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جو کچھ مہر وغیرہ مقرر ہو دستور کے موافق بحسن معاشرت ان کو دے دیا جائے اور جو مصارف لازمی ہوں ان کو پورا کیا جائے تیسری شرط یہ ہے کہ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ لونڈیاں پاکدامن عفت کوش ہوں علی الاعلان عصمت فروشی کرنے والیاں نہ ہوں اور نہ درپردہ خاص نفیس ہو کر آشنائی کرنے والیاں ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ شرافت و ناموس اور عزت و عفت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُن سے نکاح کیا جائے کوئی ایسی بات جو خلاف شرافت و عفت ہو نہ کی جائے۔ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ اب نکاح ہو جانے کے بعد (ابن عباس۔ ابو درداء۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ طاؤس۔ حسن۔ قتادہ وغیرہ) یا اسلام و عفت کے بعد (ابن مسعود۔ ابن عمر۔ انس۔ فاروق اعظم۔ اسود بن یزید۔ سعید بن جبیر۔ عطاء خراسانی۔ ابراہیم نخعی۔ شعبی۔ سدی وغیرہ) اگر لونڈیاں

زنا کا ارتکاب کریں تو جتنی سزا اور شرعی حد دوشیزہ آزاد عورتوں کے واسطے زنا کی مقرر ہے اُس سے نصف ان باندیوں کو دینا چاہیئے۔ آزاد دوشیزہ کو سو کوڑے لگائے جاتے ہیں تو باندی کو پچاس کوڑے مارے جائیں۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ باندیوں سے نکاح کرنے کا جواز صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جن کو حرام کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور اپنے نفس پر قابو نہ ہو سکے ورنہ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ صبر کرنا اور باندی سے نکاح نہ کرنا ہی افضل ہے بہت سے فوائد اس کے اندر پوشیدہ ہیں مثلاً حرہ کی اولاد میں غلامی کی خو نہیں ہوتی اور باندی کی اولاد میں بطور ورثہ کے اپنی ماں کے اخلاق و اوصاف منتقل ہو کر آتے ہیں۔ حرہ جس طرح اپنی اولاد کو تربیت کر سکتی ہے باندی نہیں کر سکتی۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ خدا غفور رحیم ہے اُس نے اپنی رحمت سے انتہائی مجبوری کے وقت باندی سے نکاح کرنے کو جائز کر دیا۔ نسل انسانی کے تفوق و امتیاز کو توڑ کر معیار برتری ایمان و اسلام کو قرار دیا۔

مقصود بیان :- نسلی امتیاز۔ قومی وجاہت اور خلاف اسلام رسم و رواج کی نہایت بلند آہنگی سے مخالفت۔ مساوات انسانی کا مظاہرہ۔ اسلام و اتقاء پر برتری و تفوق کا دار و مدار۔ عفت کوشی اور حفظ ناموس کی نہایت بلیغ تعلیم۔ حقوق زوجیت ادا کرنے کا ضمنی حکم۔ بغیر مالک کی اجازت کے باندی کا نکاح نہ ہونے کی صراحت۔ آزاد دوشیزہ سے شادی شدہ باندی کے لیے زنا کی سزا میں تخفیف۔ حریت و تربیت اولاد کی طرف نازک ترین پیرایہ میں اشارہ و ترغیب۔ وغیرہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے سامنے کھول کر بیان کر دے اور اُن لوگوں

سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ

کے راستہ پر تم کو چلائے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور تم پر توجہ

عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ

فرمائے اور اللہ باخبر و باحکمت ہے اور اللہ

يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ

تم پر توجہ کرنی چاہتا ہے اور جو لوگ

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا

خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے)

مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ

بہت دور جا پڑو — اللہ تم سے بوجھ — ہلکا کرنا

عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

چاہتا ہے — اور انسان کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے

تفسیر يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ یعنی خدا تعالیٰ نے جو یہ احکام اور قوانین تمہارے لیئے بیان کیئے ہیں یہ درحقیقت تمہارے ہی فائدہ کے لیئے ہیں خدا چاہتا ہے کہ جو احکام تمہارے واسطے سود مند ہیں اُن کو کھول کر بیان کرے اور سابقہ صالحین کی جس طرح ہدایت کی تھی اُسی طریق ہدایت کی تم کو بھی تعلیم دے اور تم کو منزل مقصود تک پہنچا دے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اب اگر اشیاء کی تحلیل تحریم اور اوامر و نواہی میں تم کو شیطانی شکوک واقع ہوں اور احکام کی مصلحت و حکمت تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا علیم حکیم ہے ہر چیز کے فوائد اور ہر حکم کے مصالح سے وہ بخوبی واقف ہے اس کا کوئی فعل اور کوئی حکم مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا خواہ اُس کی خوبی تمہاری سمجھ میں آئے یا اغوا شیطانی کی وجہ سے تم اُسکے فوائد کو نہ سمجھ سکو وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ شہوت پرست مجوسی بڑے خیالات فاسدہ مسلمانوں میں پھیلاتے تھے اور کہتے تھے کہ شریعت اسلامی بھی عجیب شریعت ہے خالہ اور پھوپھی کی بیٹیوں سے نکاح تو حلال کر دیا اور بھانجی بھتیجی کو حرام قرار دیا حالانکہ اصول کے اعتبار سے سب کے ساتھ نکاح حرام ہے نہ خالہ پھوپھی سے جائز ہے نہ بہن سے پھر یہ تفریق کیوں ہے (روح المعانی) کمالین میں ہے کہ یہودیوں کے نزدیک بھائی بھتیجی اور علاتی بہن سے نکاح درست تھا اور بندگان نفس بھانجیوں بھتیجیوں اور بہنوں کو بھی شہوت رانی کا آلہ بنا لیتے تھے اُسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی - اس مکمل آیت میں اسلام کا معتدل راستہ صاف ظاہر کر دیا گیا ہے اور دیگر مذاہب کی افراط و تفریط کی تردید کی طرف نہایت واضح اشارات کر دیئے گئے ہیں - اسلام کے راہ مستقیم کی طرف تو آیت مذکورہ بالا کے شروع میں اشارہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ - خدا چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور تمہارے حال پر توجہ فرمائے یعنی افراط و تفریط کو چھوڑ کر سیدھا راستہ تم کو بتا دے وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا اور پرستاران شہوت چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستہ سے بالکل دور جا پڑو یعنی ماں بہن بھانجی بھتیجی وغیرہ کو شہوت رانی کا ذریعہ بنا لو اور راہ راست سے بھٹک جاؤ اور بالکل شتر بے مہار بن جاؤ - يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ اور خدا چاہتا ہے کہ تمہارے لیئے احکام میں سہولت و تخفیف کر دے نہ یہ کہ تم شتر بے مہار بن جاؤ اور نہ یہ کہ احکام میں تنگی اختیار کر کے انتہائی تنگ خیال اور تنگ عقیدہ بن جاؤ کیونکہ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا انسان فطرتاً کمزور پیدا ہوا ہے سخت احکام کو برداشت نہیں کر سکتا قوت شہوانیہ کو بالکل دبا نہیں سکتا نفس خیالات کو مٹا نہیں سکتا عورتوں سے قطع تعلق پر صبر نہیں کر سکتا - لہٰذا اس کے لیئے صحیح اور معتدل راستہ ہونا چاہیئے تاکہ اُسی پر چل کر مقتضاء فطری کو بغیر زیادتی کمی کے پورا کر سکے -

مقصود بیان :- قانون ہدایت خدا تعالیٰ نے تمام عالم کے لیئے ایک ہی بنایا ہے صرف جزئیات اور دفعات کا فرق ہے - اسلام افراط و تفریط کے درمیان راہ مستقیم کا نام ہے دیگر مذاہب نے کج مج پگڈنڈیاں اختیار کیں اور سیدھا راستہ چھوڑ دیا - قوت شہوانیہ کو فنا کر دینا اور تارک الدنیا ہو جانا فطرت انسانی کے خلاف ہے - اسلام شہوت پرستی سے روکتا ہے اور جائز طور پر تقاضائے طبعی پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے وغیرہ -

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ

مسلمانو — آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طور

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ

پر نہ کھایا کرو — ہاں اگر تمہاری آپس کی رضامندی

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْۤا

سے خرید و فروخت ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے — اور خودکشی

اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝

نہ کرو — بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا

جو شخص بے جا طور پر اور زیادتی کر کے ایسا کرے گا

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ

ہم عنقریب اُسکو دوزخ میں داخل کر دینگے — اور یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

اللہ پر سہل ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں حقوق نسوانی کی ادائیگی اور معاشرت زوجین کو بطریق احسن انجام دینے کی تعلیم دی گئی تھی۔ اب عام معاشرت، اقتصادی اور اخلاقی کی اصلاح کا حکم دیا جاتا ہے اور بعض اخلاقی معاشرتی جرائم کی ممانعت کی جاتی ہے۔ حاصل آیت یہ ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ مسلمانو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ یعنی غصب چوری ڈاکہ خیانت رشوت دغابازی اور سودخواری وغیرہ کے ذریعہ سے حصول مال کی کوشش نہ کرو۔ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ہاں اگر باہم رضامندی سے خرید و فروخت کر کے مال حاصل کرو تو اس کا کھانا مضرت رساں نہیں ہے مگر رضامندی ضروری ہے خواہ قولی ہو یا فعلی یا رسمی۔ خلاصہ یہ کہ ناجائز ذرائع سے پرایا مال نہ حاصل کرو وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ اور باہم خونریزی بھی نہ کرو آپس میں ایک دوسرے کو ناحق قتل بھی نہ کرو کیونکہ تم سب ایک ہی ہو کل بنی آدم بھائی بھائی ہیں خصوصاً اسلام نے تو رشتہ اخوت اور مضبوط کر دیا ہے تو جس طرح خودکشی کرنا حرام ہے اسی طرح دوسرے کو بلاوجہ قتل کرنا بھی حرام ہے۔ حاصل مطلب یہ نکلا کہ پرائی جان و مال کا احترام کرو نہ کسی کی بلاقصور جان لینے کی کوشش کرو نہ کسی کا مال دھوکہ فریب سود اور جبر و ظلم سے حاصل کرو کیونکہ تم سب ایک ہو ایک کا مال ویسے ہی دوسرے کی نظر میں محترم ہونا چاہیئے جسطرح اپنا مال ہوتا ہے اور دوسرے کی جان بھی ایسی ہی پیاری ہونی چاہیئے جیسے اپنی ہوتی ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے مال و جان کا احترام تم پر اس نے واجب کر دیا بنی اسرائیل کی طرح توبہ کے لیئے قتل نفس کو ضروری کیا جائز بھی قرار نہ دیا تم مظہر اسرار رحمانی ہو خدا تعالیٰ کی صفت رحمت تمہارے شامل حال ہے لہذا تم خود بھی دوسرے کی جان و مال کا احترام کرو وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا۔ اب جو شخص کسی کے مال و جان پر جبرہ دستی کریگا اور ناحق کسی کا مال ماریگا یا جان لیگا تو ہم اسکو دوزخ میں داخل کرینگے (وہاں کسی کی دولت جمع کیا ہوا مال ناجائز حاصل کی ہوئی عزت و حکومت اور کوہ شکن طاقت کام نہ آئیگی) کیونکہ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا یہ بات خدا کے واسطے بہت آسان ہے دوزخ میں داخل کرنا اور بداعمالیوں کی سزا دینا اسکے نزدیک کچھ دشوار نہیں ہے۔

مقصود بیان:- پرائے مال میں تصرف ناحق قطعاً حرام ہے۔ چوری ڈاکہ غبن خیانت فریب دغا رشوت غصب اور دیگر اقسام کے تمام ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ تجارت سے منافع حاصل کرنے جائز ہیں۔ تجارت بغیر تراضی طرفین کے نہیں ہوتی کسی کو مجبور کر کے خرید یا فروخت کا اقرار کرانا شرعی تجارت کے لیئے ناکافی ہے۔ خرید و فروخت کے لیئے لفظی ایجاب و قبول ہی ضروری نہیں بلکہ رسمی اور رواجی اشارات جو ایجاب و قبول کا اظہار کرتے ہوں کافی ہیں۔ قتل نفس جبرہ دستی اور ظلم کسی کے ساتھ ناجائز ہے۔ اس میں ایک لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ قصاص لینا بشرطیکہ عدالت شرعی نے فیصلہ کر دیا ہو ناجائز نہیں ہے۔ انسان اسرار رحمانی کا مظہر ہے۔ آیت میں تاکثر بین ایما اس طرف بھی ہے کہ تمام بنی آدم بھائی بھائی ہیں اور تمام مسلمانوں کا مجموعہ تو مثل ایک جسم کے ہے اور ہر مسلمان مثل عضو کے ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دوسرے کی جان و مال کا احترام اپنی جان و مال کی طرح کرے

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

اگر تم ممنوعہ کبیرہ گناہوں سے بچے رہو گے تو چھوٹے گناہ ہم

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا

تم سے ساقط کر دینگے اور تم کو عزت کے مقام میں

كَرِيمًا ۝

داخل کر دینگے

تفسیر یہ آیت گذشتہ آیت کا تکملہ ہے اس میں توبہ کی ترغیب دی گئی ہے اور نیک اعمالی کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے گویا پہلی آیت میں معاشرتی اخلاقی اور اقتصادی محرمات کی اصلاحی ہدایت تھی اور اس آیت میں ہدایت سے قبل کے گناہوں کی معافی کا اعلان ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو گے جنکی شریعت میں ممانعت کر دی گئی ہے تو نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ہم چھوٹے چھوٹے گناہ ویسے ہی معاف کر دینگے اور اپنی رحمت و مغفرت سے صغیرہ گناہوں کی سزا دیئے بغیر جنت میں داخل کر دینگے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کبیرہ گناہ سات سو کے قریب ہیں بعض علماء نے ستر کی تعداد بیان کی ہے۔ مختلف حدیثوں سے مختلف تعداد معلوم ہوتی ہے۔ علماء اہل سنت کا صحیح فیصلہ یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے کرنے پر شرع میں وعید آئی ہے خواہ اسکی کوئی دنیوی سزا اور حد مقرر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو مثلاً قتل زنا چوری جھوٹی گواہی والدین کی نافرمانی وغیرہ۔ درحقیقت ہر گناہ اپنے سے بالاتر گناہ کی بہ نسبت صغیرہ ہے اور زیرین گناہ کا لحاظ کرتے ہوئے کبیرہ ہے۔ اسلیئے کبیرہ اور صغیرہ کا معیار تعیین صرف یہ ہو سکتا ہے کہ جس گناہ پر شرعاً وعید ہے وہ کبیرہ ہے۔ ورنہ صغیرہ۔

مقصود بیان: کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکھنے کے بعد بغیر توبہ کے ہی صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (اور توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف کر دیے جاتے ہیں) آیت میں توبہ کی ترغیب۔ ترک کبائر کی ہدایت اور مطلق گناہ سے عمومی باز داشت ہے۔ وغیرہ

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

اور تم ایسے امر کی ہوس نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر

عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

فضیلت عطا کی ہے مردوں کے لیے اُن کے اعمال کا خصوصی

اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

حصہ ہے اور عورتوں کے لیے اُن کے اعمال کا خصوصی

اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ

حصہ ہے اور اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○

بلاشبہ اللہ ہر چیز سے خبردار ہے

تفسیر ایک عورت نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کو میراث میں مردوں سے نصف حصہ ملتا ہے تو کیا نیک اعمال کا بھی ان کو نصف اجر ہی ملے گا اُس وقت یہ آیت اُتری۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا سوال کیا تھا۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ واقعی خدا نے اپنی مصلحت و حکمت کی بنا پر عورتوں کا حصہ میراث میں مردوں سے نصف رکھا ہے اور اس استحقاق میراث میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے مگر تم کو باہم ایک دوسرے پر رشک و حسد نہ کرنا چاہیئے (کیونکہ ان بعض احکام میں تفریق تو مصلحت پر مبنی ہے باقی) لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اُخروی اجر کے اعتبار سے سب برابر ہیں عورتیں ہوں یا مرد سب کو اپنے اپنے اعمال کا پورا پورا اجر ملیگا لہٰذا مناسب ہے کہ ایک دوسرے پر رشک و حسد نہ کرو کیونکہ اُس کا کیا قصور ہے خداداد فضیلت و برتری اُس کو حاصل ہے بلکہ وَاسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرو اور اُسی سے فضل کے طالب ہو۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت سدی کا قول مروی ہے کہ چند مردوں نے خواہش کی تھی کہ جسطرح ہمارا حصہ میراث میں عورتوں کے حصہ سے دو چند ہے اسی طرح ہمارا اجر بھی دو چند ہونا چاہیئے۔ اسکے علاوہ عورتوں نے بھی تمنا کی تھی کہ ہم کو شہیدوں کا ثواب ملنا چاہیئے کیونکہ اگر ہم پر جہاد فرض کیا جاتا تو ہم ضرور راہ خدا میں لڑتے ان دونوں تمناؤں سے اس آیت میں منع کر دیا گیا اور فرما دیا گیا کہ ایسی تمنا نہ کرو مرد و عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ مخصوص اجر ہے۔ بہرحال آیت مذکورہ نے حسد و رشک کی بیخ کنی کر دی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا گذشتہ حکم کی یہ لطیف ترین توجیہ ہے یعنی باہم ایک دوسرے کی خداداد فضیلت و برتری دیکھ کر رشک نہ کرو کیونکہ خدا تعالیٰ ہر چیز ہر حکم اور ہر مصلحت و حکمت سے خوب واقف ہے۔ ہر صنف انسانی کی قابلیت کے موافق اُس نے فضیلت عطا کی ہے اور ہر شخص کی صلاحیت و استعداد کے مطابق وہ سرفراز فرماتا ہے اُس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔

مقصود بیان: خدا تعالیٰ نے ہر صنف انسانی کو بعض اوصاف میں دوسری صنف سے امتیاز عطا کیا ہے۔ خداداد فضل پر رشک و حسد کرنا حرام ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کو اُس کی قابلیت اور اپنی حکمت و مصلحت کے موافق نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ عورت و مرد بلکہ ہر شخص کا مخصوص اجر علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہر صنف کو اور ہر فرد کو اُس کے اعمال کا مخصوص اجر پورا پورا ملیگا۔ ہر عافیت و کشائش و نعمت کا سوال خدا ہی سے کیا جائے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اور ہر ایک کے ہم نے اُس مال میں وارث مقرر کر دیے ہیں جو والدین

وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ

اور رشتہ دار چھوڑ کر مر جائیں اور جن سے تم نے عہد باندھا ہو

اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اُن کو اُن کو حصہ دیدو بلاشبہ اللہ

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ○ ع ۸

ہر چیز پر مطلع ہے۔

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے (۱) بعض مفسرین کا قول ہے کہ مہاجرین میں سے اکثر لوگوں کے اقربا کافر تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مسلمانوں کو باہم

بھائی بھائی یا کھا رہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے لیکن جب ان کے اقربا مسلمان ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہو گیا کہ میراث اہل قرابت ہی کو ملے گی۔ بیٹے سب اور منہ بولے بھائیوں سے زندگی میں جو چاہو سلوک کیا جاسکے یا مرتے وقت ان کے لئے وصیت کر دی جائے جس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ تہائی سے زیادہ کے مستحق نہیں۔ ابو بکر کا بیٹا مسلمان نہ ہوا تھا اس لیے صدیق اکبر نے قسم کھائی تھی کہ اس کو اپنی میراث سے کچھ نہ دیں گے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو اُن کے وارث بننے اور حصہ ملنے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳) امام بخاری نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کرا دی اور برادری کا معاہدہ کرا دیا۔ اگر انصاری مرتا تو اس کا مہاجر بھائی اُس کے مال کا وارث ہوتا اور اہل قرابت محروم رہتے لیکن جب اسلام کو قوت ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی اور حکم سابق منسوخ ہو گیا۔ میراث کے مستحق صرف اہل قرابت قرار پائے اور منہ بولے بھائی کے لئے صرف وصیت کا حکم باقی رہ گیا۔ ان کے علاوہ اور اقوال بھی آیت مذکورہ کے شان نزول کے ذیل میں مختلف مفسرین نے بیان کئے ہیں جن کو ہم بخوف طوالت ترک کرتے ہیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ کے وارث ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وہی مال میراث کے مستحق ہیں اور انہی کا ترکہ میں حصہ معین ہے۔ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ باقی جن لوگوں سے تم نے عہد و پیمان کر لیا ہو اور مواخات قائم کر لی ہو تو اُن کے حق میں وصیت کر جاؤ اور وصیت شرعی کے موافق جو ان کا حصہ ہو وہ دیدو۔ میراث سے اُن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ والدین اور اقربا کے ترکہ کا وارث ہم نے اقربا کو مقرر کر دیا مگر منہ بولے بھائیوں کو بھی ان کا مقررہ حصہ دیدو اور میراث میں جو چھٹا حصہ ان کا مقرر ہے وہ ضرور ان کو پہنچا دو۔ اس تفسیر کی تقدیر پر آیت میراث اس آیت کی ناسخ ہوگی۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل قرابت کو تو خدا نے ترکہ کا مستحق قرار دیا ہی ہے لیکن اگر اہل قرابت نہ ہوں تو منہ بولے بھائیوں کو کل میراث دیدو۔ تینوں معنی صحیح ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا یہ گذشتہ سلسلہ کی ایک کڑی ہے یعنی حکم مذکور بالا میں کوئی تصرف تغیر اپنی طرف سے نہ کرو اور رسم و رواج کو احکام الٰہی میں دخل نہ دو ورنہ خوب سمجھ لو کہ خدا ہر چیز سے بخوبی واقف ہے اور ہر چیز اُس کے سامنے حاضر ہے کوئی ذرہ اُس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ احکام شریعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو وہ سزا دیگا۔

مقصود بیان:۔ اسلام نے رشتہ قرابت کے لحاظ کے علاوہ رشتہ اتحاد و دوستی کے احترام کی بھی منصوص تعلیم دی ہے یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی دوست کے مال میں سے دوسرے دوست کو کچھ نہ کچھ دینے کی ہدایت کی ہے۔ اس سے مقصود ہیں اول یہ کہ تفریق خاندانی سے اسلامی اتحاد میں تفرقہ نہ ہو جائے اور عالمگیر اتحاد اسلامی قائم رہے۔ دوسرے یہ کہ فقراء و مساکین کی ہمدردی اور دستگیری بھی ایک حد تک ہو جائے۔ وغیرہ

اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا

مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ

فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا

اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے اور اس لیے

أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ

کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں پس نیک بیبیاں تو کہنا مانتی ہیں

حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ

اور بحفظ خدا پیٹھ پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔

تفسیر حضرت سعد بن ربیع انصاری نے ایک بار اپنی بیوی کے منہ پر کسی ناراضی کی وجہ سے طمانچہ مارا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اظہار واقعہ کرنے کے بعد داد خواہ ہوئیں۔ حضور نے فرمایا عوض ضروری ہے بدلہ لینا چاہیئے اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ خدا نے مردوں کو بالا دست بنایا ہے عورتوں کی حفاظت اور سرپرستی اُنہی سے وابستہ ہے مرد عورتوں کو کجروی سے روک سکتے ہیں اور مصالح و ضروریات کا لحاظ کر کے عورتوں کی اصلاح کے وہی ذمہ دار ہیں وہ راعی ہیں اور عورتیں رعایا ہیں۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اول وجہ تو خداداد ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کی ایک صنف کو دوسری صنف پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مرد کو عورت سے افضل بنایا ہے۔ علم و دانش معاملہ فہمی سیاست۔ انتظام و رستگی اسباب کسب معاش کمال عقل اور جسمانی ساخت کی قوت کے لحاظ سے مرد عورت سے بالا تر ہے قوت نظریہ مرد کی روشن ہے انتظام ملکی اور اصلاح دینی میں عموماً مرد عورتوں سے افضل ہیں۔ محنت و مشقت اور بار برداری کے کام جو مرد انجام دے سکتا ہے عورت اُن کی تکمیل سے قاصر ہے۔ عورت فطرتاً نازک اندام ضعیف القویٰ اور نازک اعضاء واقع ہوئی ہے لہٰذا مرد راعی اور عورت

دمہ کے مریض کو ایک ہفتہ میں شرطیہ آرام دن

اب تک چالیس ہزار دمہ کے مریضوں کو تندرست کیا جا چکا ہے۔ پس اگر کوئی شخص دمہ کا مریض ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک ہفتہ میں تندرست ہو جائے اور وہ شرطیہ دوا استعمال کرے جس نے چالیس ہزار مریضوں کو دیکھتے دیکھتے تندرست کر دیا۔ بڑے پرانے پرانے مریضوں کو تندرست کر دیا ہے۔ گویا وہ دمہ کے مریض ہی نہ تھے۔ سالہاسال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ پس اگر کوئی شخص دمہ کے مرض میں گرفتار ہے اور کسی دوا سے آرام نہ ہوتا ہو تو اسے چاہیئے کہ آج ہی جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۴۳ دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھکر دوا "سانسول" کی ایک شیشی منگالے۔ اس دوا کی ایک ایک خوراک مریض کو خود ثابت کر دے گی کہ وہ کتنی عجیب اور کتنی قیمتی دوا ہے۔ ہر ہر خوراک پر مریض محسوس کرے گا کہ وہ تندرست ہوتا جا رہا ہے۔ بہت مشہور اور بے حد کامیاب دوا ہے۔ ایک شیشی سانسول کی قیمت ایک روپیہ چھ آنے ہے۔ اور محصول ڈاک ۸ آنے لگتا ہے۔ تین شیشی "سانسول" ایک ساتھ منگانے پر محصول ڈاک معاف ہے۔ یہ دوا سائنس کے نئے اصولوں پر تیار کی گئی ہے۔

جب سوزاک کے مریض کو آرام نہ ہوتا ہو

تو وہ دوا استعمال کرنی چاہیئے جسے ہندوستان کے لاتعداد ڈاکٹروں نے خود آزمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ سوزاک کے مرض کو بہت جلد تندرست کر دینے کے لئے دوا "کلوزدل" استعمال کرنا چاہئے۔ یہ ایسی منہ بولتی دوا ہے کہ خود ڈاکٹر بھی اس کا اثر دیکھ کر حیران ہیں۔ دس دس برس کے پرانے سوزاک کے مریض صرف ایک ہی شیشی کلوزدل سے تندرست ہوتے ہیں۔ ہندوستانی آب و ہوا کے لحاظ سے یہ دوا درحقیقت اکسیر بن گئی ہے۔ سوزاک کے مریضوں کو چاہیئے کہ وہ سینکڑوں ڈاکٹروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں جو کہہ رہے ہیں کہ سوزاک کے مرض کو دوا "کلوزدل" ایک ہفتہ کے اندر اندر بالکل تندرست کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر ناظرین میں سے کوئی بھائی اس موذی مرض میں گرفتار ہوں تو جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۴۳ دہلی کے پتہ پر خط لکھکر دوا "کلوزدل" کی صرف ایک شیشی منگا کر استعمال کر لیں۔ تندرست ہو جائیں گے۔ ایک شیشی کلوزدل کی قیمت صرف دو روپے نو آنے ہے اور اس پر پارسل محصول کے ۸ آنے خرچ ہوتے ہیں۔

حدیث کی چھ مستند ترین کتابیں

[illegible]

بخاری

[illegible]

مسلم

[illegible]

ترمذی

[illegible]

ابو داؤد

[illegible]

ابن ماجہ

[illegible]

انتخاب

شریف کا فن حدیث کا

لاجواب مستند انتخاب

[illegible] (۵۹۹۵) احادیث [illegible] راویوں کے حالات ہیں [illegible] صفحات کی ضخامت ہے [illegible]

مشکوٰۃ شریف

بخاری ، ترمذی ، مسلم ، ابو داؤد ، ابن ماجہ ، نسائی ، مسند امام مالک ، مسند امام حنبل ، مسند امام شافعی ، مسند دارمی [illegible] مستند کتابوں کا انتخاب ہے [illegible]

[illegible]

انتخاب بخاری

[illegible]

محمد سالم مولوی [illegible] دہلی

[illegible] جابن حصو چاند [illegible] زلاری

وہاں [illegible] قدرتی سے سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات
[illegible] کر کے [illegible] حاصل کرتے ہیں اور [illegible] سال سے طب وویدک کے طریقے سے صاف کر کے
[illegible] بے مثل اکسیر ہے جو ہر موسم میں بلا تکلف استعمال ہو سکتی ہے اور جس کے ہزار ہا سرٹیفکیٹ [illegible]

[illegible] مریض کی تمام اقسام کے جریانوں سیلان کو دور [illegible]

اصلی سلاجیت

SILAJIT

حکیم وید اور ڈاکٹروں نے متفق ہو کر اور تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں اصلی سلاجیت کے برابر ہر قسم کے جریانوں کو دور [illegible]
[illegible] جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں، دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آنے لگتا ہے ان کے [illegible]
غائب ہو جاتی ہے [illegible] استعمال کرنے سے ہر قسم کی دہات جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا۔ لطف نہ آنا پیشاب کیا [illegible]
[illegible] نامردی ناطاقتی ہر قسم کے درد تھکاوٹ دماغی۔ کمزوری سر کا درد۔ چکر آنا۔ پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لیے دور [illegible]
[illegible] دبلی دبات کی طاقت بڑھانے میں اکسیر ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے اور دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور [illegible]
میں پھرتی اور چستی اور چہرے پر رونق آ جاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کر کے پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے [illegible]
سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتی ہے ہر قسم کے ریاحی درد پاؤں۔ [illegible] جسم کی [illegible]
[illegible] بدن پتلا ہونا پیٹ او سانس کی بیماری دور کرنے کی طاقت اور اثر اس سلاجیت میں موجود ہے [illegible]
ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہیگا۔ اور بچوں کو بھی کھلاتا رہیگا۔ تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ جائے گا۔ اور خوب موٹا تازہ [illegible]
زیادہ ہو گی۔ [illegible] جن لوگوں نے اس کو استعمال نہ کیا ہو صرف پانچ تولہ منگا کر دیکھ لیں۔ کہ یہ واقعی اکسیر ہے

پانچ تولے	دس تولے	بیس تولے	چالیس تولے
سوا دو روپے	سوا چار روپے	آٹھ روپے	ساڑھے پندرہ روپے

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع [illegible]

Himalya Depot
Hardwar Dt Saharanpur

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت [illegible] کے [illegible] ہیں
[illegible] سلاجیت [illegible] استعمال کیا [illegible] کو استعمال کرایا [illegible]
ہمالیہ ڈپو [illegible] سلاجیت [illegible]
[illegible]

ذی الحجہ

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبد الحمید خاں

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنہ

2 ANNAS

ONE RUPEE INDIA 1916

سچا شہادت نامہ

جس کا ایک ٹکڑا اس پرچہ میں بھی نقل کیا گیا ہے صحیح تر ہونے کے لحاظ سے ماسبق ہر شہادت نامہ سے بڑھ گیا۔ اور دردناک انداز بیان کے لحاظ سے وہ ہر مرثیہ سے فزوں تر ہے اور بسیط و مفصل ہونے کے اعتبار سے یہ سب سے بڑا شہادت نامہ ہے شہید کربلا کی اتنی اچھی لائف تو آجتک چھپی ہی نہیں اس کے مقبول عام ہونے کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ شیعہ، سنی، اہل حدیث ہر مسلمان نے اس کو پسند کیا۔ اس لیے کہ اس میں کوئی واقعہ غلط ہی نہیں اور نہایت غیر جانبداری سے لکھا گیا ہے ۵۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ دو آنے محصول ڈاک آٹھ آنے ۱۳۵۱ھ کے محرم میں سچا، مستند، موثر، دردناک اور سستا صرف یہی شہادت نامہ آپ کو ملیگا

مہتمم رسالہ مولوی عبد الرشید خان کوچہ چیلان دہلی

محرم ۱۳۵۵ھ کا پرچہ مولوی کا پندرھواں سالانہ نمبر ہوگا

مولوی قمری اسلامی مہینے کے حساب سے شایع ہوتا ہے اور اس کا سال بھی محرم سے شروع ہوتا ہے اس پرچہ کے ساتھ مولوی کے چودہ سال پورے ہو چکے۔ چنانچہ آیندہ پرچہ مولوی کا پندرہواں سالانہ نمبر ہوگا، جو حسب دستور قدیم

شہید نمبر

ہے۔ مسلمانوں کی جنتری کا پہلا مہینہ محرم ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جو اپنے قدیم تاریخی روایات کے لحاظ سے بڑا امتیاز رکھتا ہے اور اس کا آخری ایمانی ایثار و قربانی کا وہ عدیم المثال واقعہ ہے جس نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکدی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس اہم واقعہ کو تازہ کرنے کے لئے مولوی ہر سال شہید نمبر شایع کرتا ہے تاکہ مسلمانوں میں قربانی، ایثار کے جذبات تازہ ہوتے رہیں

واقعہ شہادت امام تو دنیا کا عدیم النظیر واقعہ ہے اور اس کے ذکر کو جس قدر دہرایا جائے کم ہے لیکن ہندوستان کی دوسری زندہ قوم کو دیکھئے کہ وہ رام چندر جی کی لیلا کو ہزاروں برس سے دوہرا رہی ہے۔ حالانکہ رام لیلا میں صرف بچن کا پاس اور ماں باپ کے حکم کی اطاعت کا ہی مظاہرہ ہے اور واقعہ شہادت تو وہ واقعہ ہے جس میں احکام خداوندی اور ضمیر کی آزادی کے لئے حضرت حسین نے اپنا پورا کنبہ بھوکا پیاسا شہید کرا دیا۔ پھر اگر ہر سال اس کا اعادہ ہوتا رہے اور مسلمان اس سے عبرت و سبق لیتے رہیں تو انکی زندگی میں کتنا انقلاب ہو سکتا ہے

ایک ہی واقعہ کو ہر سال مختلف جاذب توجہ طریقہ سے پیش کرنا مولوی کے شہید نمبر کا طرہ امتیاز ہے اور یہ اسی لئے کہ اس نمبر کو پڑھنے کے لئے جوش اور شوق پیدا ہوتا رہے چنانچہ اس سال کا شہید نمبر گذشتہ تمام سال سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور چونکہ یہ مولوی کا سالنامہ بھی ہے اس لئے اس کے صفحات بھی معمول سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سال کا شہید نمبر ۱۰۴ صفحات کا ہوگا۔ اور اسمیں آثار کربلا کے متعدد فوٹو بھی ہونگے اب اسکی قبولیت آپ کے شوق اور حضرت حسینؓ سے عقیدت پر منحصر ہے، اگر آپ کا یقین ہے کہ حسین کا ایثار قابل ستایش ہے، اگر آپ کا ایمان ہے کہ حسین کی قربانی خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے تھی تو حسین کے اس واقعہ کے مجموعہ کو گھر گھر پہنچا دیجئے تاکہ ہر مسلمان کا جوش ایمان حسین کی قربانی کے تابع ہو جائے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حد درجہ عافیت پسند ہو گئے ہیں، مولوی کا یہ پرچہ پڑھ لینے کے بعد ان میں جوش ایمانی اور حریت کی روح کو تازہ کر دے گا

ہم خرما و ہم ثواب

آپ کو دعوت خیر دینے کے ساتھ خود مولوی اگر کسی ایثار سے کام نہ لے تو غالباً اس کے اپیل میں اثر نہ ہوگا۔ اس لئے اگر آپ اعتقاداً مولوی کے اس خاص نمبر کی اشاعت کے موید ہوں تو آج سے ہی چار جدید خریدار مہیا کر کے چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ اور ایک سال کے لئے اپنے نام مفت مولوی جاری کرا لیجے

مولوی کا افادہ عام۔ اس کے مسلسل مضامین۔ اسکی سیاسی مشورات اس کی تفسیر القرآن وغیرہ دکھلا اور جتلا کر آپ چار کیا اس سے بھی زیادہ خریدار فراہم کر سکتے ہیں۔ ضرورت کوشش اور لگن کی ہے۔ خدا کرے کہ یہ بات آپ میں پیدا ہو جائے

آپ میں سے جن بھائیوں کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہا ہے، ان کو خود یاد ہوگا۔ اس کے علاوہ انکو علیحدہ اطلاع بھی پہنچے گی وہ آج ہی سے یہ کوشش شروع کر دیں کہ آیندہ سال انکو مولوی مفت ہی ملے، یعنی وہ چار خریدار مہیا کر کے چار روپے کا منی آرڈر بھیجدیں اور پانچواں پرچہ اپنے نام مفت جاری کرا لیں۔ خریداروں کو شوق دلانے کے لئے مولوی کے آیندہ سالنامہ کی فہرست مضامین دکھلا دیجئے۔

فہرست مضامین مولوی محرم ۱۳۵۵ھ

معاونین مولوی

کے اسماء گرامی بہت عرصہ سے مولوی میں شائع نہیں ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ گزشتہ چند ماہ میں مولوی کی اشاعت میں بھائیوں نے بہت ہی کم حصہ لیا۔ اور ہر ماہ اتنے کم نام ہوتے تھے کہ صرف انکو شائع کرنے سے حجاب آتا تھا۔ پہلے تو یہ کیفیت تھی کہ ہر ماہ سو ڈیڑھ سو بھائیوں کے نام شائع ہوتے تھے۔ اور اب دس پانچ کا بھی اوسط نہیں رہا۔ اب انشاء اللہ امید ہے کہ معاونین زیادہ توجہ فرمائیں گے۔ کیونکہ رمضان و شوال میں ناظرین کرام نے کچھ توجہ فرمائی ہے۔ خدا ان لوگوں کا مددگار ہو جو اسکی اشاعت میں کوشش کرتے ہیں

اسماء معاونین	تعداد
جناب رمضان خان صاحب بمبئی	۴
" نبی الہ صاحب نکودر	۲
" ابراہیم محمد لفاری صاحب کلیان	۲
" محمد علی صاحب سید پور	۲
" سید یوسف صاحب مالو	۳
" قاضی غلام جیلانی صاحب تجارہ	۲
" نیک محمد صاحب ...	۲
" مظہر الحق صاحب ... پارا	۱
" حاجی یوسف ... صاحب ...	۴
" منشی محمد مرتضی صاحب پیران	۲
" محمد نذیر صاحب ... پرگنہ	۴
" غلام یاسین صاحب حیدرآباد	۴
" سلیم اللہ صاحب ...	۱
" سید نذیر احمد صاحب دیوریا	۲
" سید احمد شاہ صاحب عالم بازار	۳
" غلام دستگیر صاحب حیدرآباد	۲
" محمد الدین صاحب پٹنہ	۲
" ڈاکٹر انعام باری صاحب ...	۴
" سید شاہ جنید حسنی صاحب ...	۴
" سونی حسن محمد صاحب ...	۱
" سید الدین صاحب لشکر	۱
" ولی داد صاحب لاہور	۲
" عبدالرب خان صاحب ...	۱
" اے کے انصاری صاحب لکھنو	۲
" حافظ فضل کریم صاحب ...	۲
" محمد حنیف صاحب شاہ پور	۲
" ایم اے باری صاحب ...	۲
" غلام محمد صاحب ... غازی خان	۲
" ڈاکٹر رحمت علی ...	۱
" قاضی ... صاحب بروچ	۱
" احمد حسن صاحب گورکھپور	

اسماء معاونین	تعداد
جناب عبدالغفور صاحب کوہاٹ	۲
" عبدالجبار صاحب ...	۲
" شرافت علی صاحب ...	۲
" سید احمد علی صاحب ... پور	۲
" قاضی عبدالحمید صاحب ...	۴
" محمد یعقوب خان صاحب ...	۱
" غلام محمد صاحب چوبارہ لیہ	۱
" محمد ایوب صاحب ...	۱
" سید محمد فاروق صاحب ...	۲
" عبدالستار صاحب سیرام پور	۲
" محمد سلیمان صاحب ...	۲
" سلطان احمد صاحب ...	۲
" پیران دتہ صاحب ...	۲
" عبدالغنی صاحب ...	۴
" حکیم عبدالجبار صاحب ...	۴
" حکیم عباد اللہ صاحب گورکھپور	۲
" حافظ ... الدین ...	۱
" اختر علی خان صاحب ...	۱
" احمد حسن صاحب ...	۱
" محمد یاسین صاحب لاہور	۱
" عبدالکریم صاحب ...	۱
" سید لال احمد صاحب کرکی	۲
" سید قمرالدین رسول میاں ...	۱
" حاجی ملک صاحب سردار	۲
" عبدالغنی صاحب ... پور	۳
" محمد محسن شاہ صاحب ... غازی خان	۲
" ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کراچی	۲
" مولوی عابد حسین صاحب ...	۴
" جماعت حسین صاحب ملتان	۱
" احمد حسین صاحب ...	۱
باقی آئندہ	

بہشتی زیور مکمل مجلد

عورتوں اور مردوں دونوں کے فقہ حنفی کا پورا نصاب جس میں شرع کے پورے مسائل ہیں اسکے گیارہ حصہ ہیں جن میں عقائد۔ طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ قربانی، طلاق، نکاح، مہر ولی، عدت معاملات حقوق زوجین، اصلاح تہذیب و اخلاق اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی کے متعلق پوری مذہبی معلومات ہے نیک بیویوں کی حکایتیں تشویق عمل کے لیے بہت مفید ہے، مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کی نہ موثر اور مقبول کتاب ہے جو لاکھوں چھپ چکی ہے گیارہ حصے یکجا مجلد قیمت دو روپے، محصول ۱۲؍

ضروریات دینی

ان مصروف بھائیوں کے لئے جو کسی طرح بھی مذہبی معلومات کے لیے وقت نہیں نکال سکتے یہ کتاب چھپوائی ہے تاکہ وہ تھوڑے وقت میں مذہب اسلام کی ہر صنف کی معلومات پیدا کر لیں گویا یہ کتاب احکام اسلامی کا خلاصہ ہے اور تقریباً ضرورت کے لائق پوری اسلامی معلومات ہے ۱۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اعمال دینی کے ساتھ موضوع کا مدلل بیان ہے جس میں عبادات معاملات، معاشرت، تجارت اور سیاست سب کچھ ہے، اگر آپ کے پاس مذہبی مطالعہ کے لئے وقت کم ہے تو یہ کتاب ضرور منگائیے قیمت ۸؍

آداب عبادات

عبادات اگر اس کے آداب کے ساتھ کی جائے تو بڑی موثر ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس کا لطف بھی بڑھ جاتا ہے یہ کتاب حضرت علامہ محی الدین ابن عربی کی کتاب بدایۃ الہدایہ کا اردو ترجمہ ہے۔ اور یہ کتاب صرف آداب کا ہی مجموعہ ہے آداب عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ آداب طاعات، رہنا سہنا، کھانا خرچ کرنا آداب حقوق، دنیا اور دنیا والوں سے تعلق گویا ان کا ہر قدم اس کتاب کے پڑھنے کے بعد عبادت بن کر اٹھتا ہے ۴۸ صفحات قیمت صرف چار آنے

احکام القران

یہ قرانی احکام کا مجموعہ ہے اسمیں ایک سو پندرہ مضامین قرانی ہیں۔ اور ہر مضمون میں موضوع کے لحاظ سے قران پاک کی آیۃ اور مختصر تشریح ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پارہ رکوع اور آیت کا نمبر ہے یہ سمجھئے کہ قران پاک کے سارے احکام اس کتاب میں درج ہیں جن کے چند عنوان یہ ہیں، دین، مذہب وحدانیت، اللہ رسالت رسول۔ قیامت۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قران۔ خدا کی یاد۔ اللہ پر بھروسہ وسیلہ، بندہ خاص جنتی بسیلہ، مومن جنتی دوزخی سزا اور کرم نامقبول ہے وغیرہ قیمت فی ۸؍

تفسیر اعوذ باللہ

شیطان کے متعلق پوری معلومات اور اسکی سوانح عمری قرانی بیانات سب یکجا طور پر اس کتاب میں درج ہیں اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کی بڑی اور مکمل تفسیر ہے، اور شیطان کی آدم اور اولاد آدم سے جو دشمنی ہے اس کا پورا احوال ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد انسان شیطان کے فریب سے بچ سکتا ہے یہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی بڑی ہی دلچسپ تالیف ہے خصوصاً اولیاء اللہ کے حالات اور حکایات الصالحین بہت موثر ہیں مجلد کی قیمت صرف دس آنے ۱۰؍ محصول ۶؍

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ سورۃ ام الکتاب کہلاتی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ الحمد شریف پورے قران پاک کا حاصل ہے بقول حضرت علی رض کہ اگر پوری عمر صرف ہو جائے تب بھی سورۂ فاتحہ کی تفسیر نہ ہو سکے، سورۂ فاتحہ کیا ہے خدا اور بندے کو جوڑنے والی کڑی ہے واقعہ یہ ہے کہ ان سات آیتوں میں کائنات مضمر ہے ذرا اسکی تفسیر پڑھ کر دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان چند آیتوں نے عالم کے چند پردے اٹھا دئے بڑی دلچسپ اعتقادانہ طرز میں ہے اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تالیف ہے، مجلد ہے قیمت صرف بارہ آنے محصول ۶؍

تفسیر سورۂ اخلاص

سورہ اخلاص قل ہو اللہ احد والی سورت کا نام ہے۔ اس سورۃ کی برکات کا تذکرہ بخاری میں پڑھئے اور دیکھئے کہ باری تعالیٰ نے کیا کیا خواص اس کتاب میں رکھے ہیں، یہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تالیف ہے جو وعظوں کی صورت میں ہے۔ بڑی دلچسپ صدہا حکایتیں ہیں۔ جو معارف قرانیہ سمجھنی چاہیں، یہ ۲۴۰ صفحہ کی کتاب ہے اور چونکہ اسکی بہت زیادہ اشاعت مقصود ہے اس لئے اسکی قیمت صرف آٹھ آنے رکھی ہے، محصول ڈاک ۷؍

تفسیر سورۂ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے۔ قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھا دیا ہے اور تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القران سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے، گویا کہ بہت سی تفاسیر کا انتخاب و عطر ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ۶؍

تفسیر بست سورہ

نماز پڑھنے والے خواہ کتنے ہی ہوں لیکن نماز سمجھ کر پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ اگر ہمکو اس کا پورا ترجمہ معلوم ہو جو ہم نماز میں عربی عبارت پڑھتے ہیں تو نماز بہت پرکیف ہو جائے، مذکورہ عنوان کتاب میں پارہ عم کی آخری بیس سورتوں کی تفسیر ہے جو عام طور سے نماز میں پڑھی جاتی ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے اور تراجم و تفسیر ذہن نشین کر لینے کے بعد پھر جب آپ نماز میں یہ سورتیں پڑھیں گے۔ تو آپ کو نماز میں بڑا لطف پیدا ہونے لگے گا اس لئے ہر بھائی یہ کتاب ضرور منگالے قیمت صرف چھ آنے محصول بھی چھ آنے

تفسیر آیۃ الکرسی

یہی وہ کتاب ہے جس سے اسم اعظم اور اسکے اثرات کا انکشاف ہوا۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے کمالات روحانی میں ایک انقلاب پیدا کیا اور یہی وہ کتاب ہے جس کا مال کہیں نہیں اٹھتا۔ اور اگر معلومات قرانی کی نظر سے یہ تفسیر پڑھی جائے تو عجیب عجیب معارف زیر نظر ہو جاتے ہیں غرضکہ یہ چھوٹی سی کتاب بڑے بڑے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر اس کے اعمال پر عبور ہو جائے تو اس کا عامل ہر کام کر گذرے بڑے مستند اعمال ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک چھ آنے

تفسیر سورۂ یوسف

یہ تفسیر بھی ہے، قصہ بھی ہے اور وعظ بھی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جہاں دلاویز ہے وہاں بہت موثر اور پر معارف بھی ہے یہ قصہ ہزاروں کتابوں میں چھپا ہے لیکن انہیں تمام اسرائیلی روایات کا ذخیرہ ہے غالباً ہماری کتاب پہلی کتاب ہے جو صرف قران پاک یا احادیث سے مستنبط ہے، اب مسلمانوں میں یہ سب سے زیادہ مقبول ہے، اگر آپنے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ابھی تک نہ پڑھا ہو تو تفسیر سورہ یوسف منگا کر پڑھئے قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸؍

عام فہم تفسیر القران

حضرت خواجہ حسن نظامی جن کی آسان و سہل انشا ہے انہوں نے بڑی آسان اردو میں قران شریف کا ترجمہ اور تشریح لکھا ہے جو ہندوستان کے ہر حصہ میں اپنی ورنیکلر زبان کی طرح سمجھ لیا جاتا ہے اس کا ہر پارہ جداگانہ ہے، اور ہر پارہ کی قیمت آٹھ آنے ہے لیکن اب حضرت ممدوح اسمیں بڑی رعایت فرمادی ہے یعنی پورا قران دو جلدوں میں مجلد کرا دیا ہے اور دونوں کی قیمت صرف آٹھ روپیہ ہے گویا بجائے پندرہ روپے کے آٹھ روپے محصول ڈاک علاوہ کل نو روپے سات آنے

مولینا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

ہیں سب سے بہتر خوشنما اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ الاصلاح دوسرا ایک بھی قرآن نہیں ہے

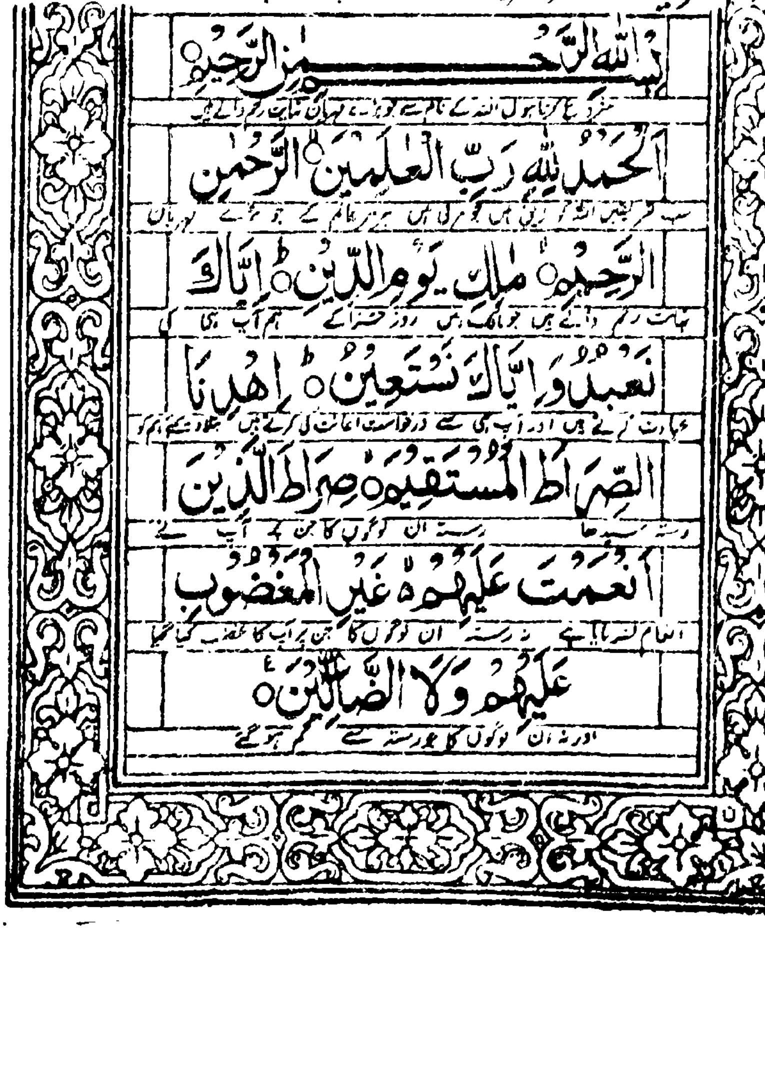
آپنے ہزارہا اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

قرآن شریف امتیازی شان کا یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن مجید ہے اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کے سچے دین کے سچے مددگار ہیں اور مولوی کے خریدار ہیں ان کا خلوص خدا کے ہاں مقبول ہے اس لئے انکی تحریک کا ہر ایک کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بے شمار خدا والوں کی امداد شامل ہے لئے اس کا نام ہی بے شمار خوبیوں والا قرآن ہے یہ اتنا سستا ہے کہ جس کی لاگت بھی ہم سے زیادہ ہو جاتی اگر آپ لوگ مدد نہ کرتے تجربہ کے لئے بطور خود اسکی جلد ہی بنوا کر دیکھ لیجئے ہر جلد ساز آپ سے ایک روپیہ الگ لیگا اور ایسا قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں ہے ہی نہیں اس لئے کہ یہ آپ سے وابستہ ادارہ ہے اور آپ مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے چھ سو صفحوں کا قرآن شریف ہے (۳) ۴۲ صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) کپڑے کی انگریزی کار جلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا

یہ آپکے پاس تو ضرور ہونا چاہئے

بامحاورہ صحیح اور مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپائی ہے (۸) حضرت العلامہ مولوی ... صاحب جو خوشنویسی میں یکتائے زمانہ ہیں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی ناروے کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے وہ اس قرآن سے پورا ہو جاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ہے ... اور پھر یہ بھی کہ قیمت صرف **ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک ۱۲ خانہ دہ اور علاوہ ہی ہے جس کا ہدیہ بہ فرمائش کے وقت فائدہ ضرور لکھدیں **مزید رعایت**، دس قرآن شریف منگائیں تو خاص رعایت پندرہ روپے میں مل جائیں گے ریل کے ذریعہ منگائیں تو مع پیکنگ اور قیمت پیشگی بھیجئے



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

بلا تلاوت

کے بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے جبتک وہ پڑھا جائیگا، آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔

مرنے والے

اعزا کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک ۱۲ کل چار روپے

حمیدیہ پریس دہلی

فرمایا ایسا ہی ... آنحضرت ... الصحضرت ... کے ... ذکر کیا ... آنحضرت صلعم ... شریف لے گئے ... آواز ... آنحضرت صلعم نے لبیک ... ۱۵

بڑی سوانح رسول مقبولؐ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان اور صحت تاریخی خوبی کاغذ اور صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ تاریخ مولد، میلاد رسولؐ سے کر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں۔ اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز سے حالات حبیب لکھے ہیں کہ انکا مطالعہ بہت بصیرت افروز ہے کتابت کی خوبی تو آپ نے رسول مقبول کی صدہا سوانح پڑھی ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپکی حیات دینی میں خاص مسرت پیدا کریگا ۲۵۶ صفحات مجلد قیمت بارہ آنے

خلافت راشدہ

یعنی سوانحات خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ و خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ و خلیفہ چہارم حضرت علیؓ یہ چاروں کتابیں ایک جگہ مجلد کرالی گئی ہیں۔ حصہ اول کی ضخامت ۶۰ صفحات حصہ دوم ۱۶۰ صفحات حصہ سوم ۱۰۰ صفحات حصہ چہارم ۱۴۴ صفحات کل ۵۶۲ صفحات یہ تاریخ اسلام کا بہترین خزانہ ہے اور نہایت عمدہ سلیس و شستہ زبان میں رفیق بلند شہری کا لکھا ہوا ہے۔ چاروں کتابیں مجلد ہیں اتنی طویل سوانحات اور کسی مصنف نے نہیں لکھیں۔ قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۸

بڑی سوانح غوث الاعظمؒ

چار سو صفحات مجلد از شاہ مراد ماہروی۔ پیران پیر شاہ جیلانی حضرت پیر دستگیرؒ کی ایسی سوانح عمری جو کسی زبان میں آجتک شایع نہیں ہوئی یہ بڑی امتیازی کتاب ہے جو شاہ صاحب نے سالہا سال کے مطالعہ کے بعد لکھی ہے اور واقعتاً اس قابل ہے کہ ہر قادری بھائی اس کو حرز جان بنائے۔ حیدر یہ پریس نے یہ خصوصیت اس کتاب میں رکھی ہے کہ لاگت پر دی جاتی ہے اس لئے بہت سی سنی پیر زادے ایک اسکو خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قادری نام والے تو سب ہی منگالیں۔ قیمت سوا روپیہ

امام ابو حنیفہؒ مجلد

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جس کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظروں اور دقیق مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کئے ہیں جس سے علماء ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا پایہ الامتیاز ثابت ہی ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۸

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحات کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی اور مستند کتاب ہے جو امام ابو محمد خلیفہ امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جتنی فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع و شرئی لباس دیوانی اور فوجداری قوانین زراعت تجارت حکومت غرضکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو۔ مجلد بارہ آنے

اسلامی معاشرت

عام طور سے نماز روزہ حج زکوٰۃ ہی صرف مذہب سمجھے جاتے ہیں اور معاملات کو لوگ مذہب سے جدا سمجھتے ہیں اس لئے اس پر توجہ نہیں کرتے، اگر ہمارا رہنا سہنا اتنی احتیاط سے ہوجائے جو مذہب کی متابعت کرے تو پھر یہ سب عبادت ہے اس کتاب میں ایک مسلمان کی دینیاوی زندگی کا پورا دستور العمل ہے اور بتلایا ہے کہ ایک مسلمان پر دنیا اور دنیا والوں کے کیا حقوق ہیں نیز یہ اسلام کا ہی امتیاز ہے کہ اسنے انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سنوار دیا ہے اور اسلام کی متابعت میں مسلمان ہی چاہے دنیا دار ہو سکتا ہے۔ قیمت دس آنے

قرآن حدیث کی دعائیں

الفاظ میں بہت اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خطیب مجمع پر موثر اثر ڈال سکتے ہیں۔ خدائے پاک کی درگاہ میں مقبول ہونیوالے الفاظ ان سے بہتر اور کون سے ہوسکتے ہیں جو کلام پاک میں درج ہیں۔ یہ ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمیں نصف کتاب میں دعائیں مانگنے کے طریقے، اوقات، حالات، زمان و مکان کی تفصیل ہے اور نصف میں ہر ضرورت کی قرآن اور قرآنی الفاظ میں درج ہے بڑی مقبول اور مفید کتاب ہے اور اپنی پیشرو میں سب سے افضل ہے، قیمت صرف آٹھ آنے

نیا پارہ سورہ مجلد

ربیع سستا اس لئے کہ حیدریہ پریس نے چھپوایا ہے اسمیں بارہ سورتیں ہیں، سورہ یاسین، فتح الرحمٰن، الواقعہ، الملک، المزمل، نوح جن کہف اخلاص، فلق ناس یہ بہترین ترجمہ ہیں منفرد ہیں پھر ہفت ہیکل حشن قفل عالم ابن اور دعائے گنج العرش، اسماء حسنیٰ اسماء رسولؐ درود تاج، نماز کامل دعائے قنوت کے علاوہ فرضی و نفلی نمازیں اور ترکیبیں ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ضروریات کی دعائیں اردو اور عربی دونوں میں ہیں۔ یہ بہت ممتاز مجموعہ ہے ۴۴ صفحات مجلد قیمت پانچ آنے ۵

مرنے سے پہلے

جو جیتے بڑا کام کرتا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپکو کتاب توبہ منگا کر پڑھنی چاہئے اسمیں آپکو توبہ کی ضرورت توبہ کا علمی ثبوت توبہ کے بعد کی حالت، توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر، توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہوجائینگی مہا خوش نصیب ہونگے اگر اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کرکے مرے تو پھر ابدی راحت ہے۔ قیمت دس آنے محصول ۸

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایسا سوال ہے جسکا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بیچین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مخصوص فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ دوزخ، فلسفہ روح تناسخ حقیقت موت تلقین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات ایمان و کفر، نیکوں و مومنین جہنمی کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب قبر، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور سب سے بہتر وہ حصہ ہے جو اولیاء نے وفات کے بعد دوسرے اولیاء کو بتلائے اس سے بہت سی عجیب حالات معلوم ہوتے ہیں۔ قیمت بارہ آنے

وعظ سعید

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں جسمیں تمام امراض روحانی حرص و حسد حب دنیا تکبر چوری، تہمت بدگمانی بخل طمع ظلم، غصہ، غمازی زبان، زنا لواطت غرض ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور نذارات ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکت ایزدی، اخلاق حسنہ کے متعلق سب دلچسپ وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کردیا جائے تو بہت ہی اچھا ہے مجلد عمر ایک روپیہ

مساوات المسلمین

اسلام ہی وہ مذہب ہے جسمیں ذات پات اونچ نیچ نہیں یہاں سید اور ادنیٰ سے ادنیٰ پیشہ ور دونوں بالکل برابر ہیں امتیاز ہے تو صرف تقویٰ کا جو زیادہ متقی ہے وہی سب سے بڑا ہے ہندوؤں کی امتیازی روایات کا زہر مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا۔ اس کتاب میں ایسے لوگوں کے لئے خدا کی وعید بیان ہوئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اسلام میں ہر پیشہ ور بزرگ و برتر ہے اگر وہ اچھا مسلمان ہے اور تمام پیشوں کی تاریخ بیان کی ہے کہ یہ سارے پیشے انبیاء علیہم السلام کے وضع کردہ اور معمول تھے، قیمت صرف چھ آنے

یہ سب کتابیں دفتر رسالہ مولوی حیدریہ پریس دہلی سے منگائیے

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والے حیرت نما قرآن مجید

چھ سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ سطر

اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو سا ٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہے جس میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے اکا غذ عمدہ ولایتی فیروزی ہے

مجھے بڑی ہی مسرت ہے

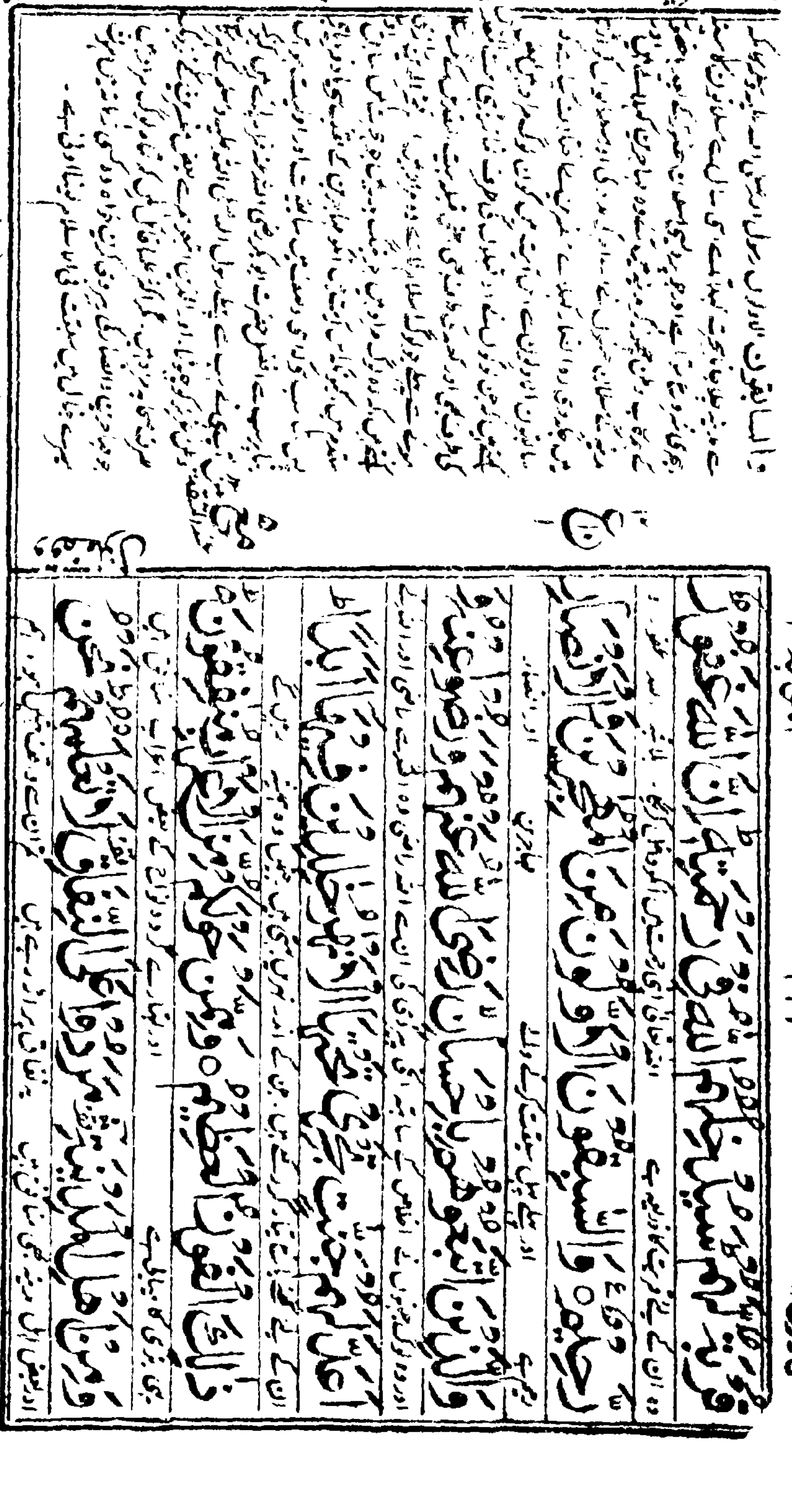
کہ آپکی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا بہتر تیار ہوا ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں اسکی تفسیر حضرت مولانا دائم جلالی نے لکھی ہے یہ وہی مفسر ہیں جنکی تفسیر مولوی میں آپ ہر مہینے پڑھ رہے ہیں ترجمہ اس لئے عام فہم حنفی مثال کیلئے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی۔

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمات کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ بھی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں گے جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں، خدا کی کارسازی ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ہے ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہوگئے یہ سب آپ معاونین کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور یہ قرآنی خدمت کہاں مجھے یقین ہے کہ اس کو دیکھ کر آپ مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی معاونت اور قدر افزائی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں لیکن زیادہ سے زیادہ فی روپیہ ۲ نفع و اخراجات متفرق رکھنا تھا اس میں اسے بھی کم ہے تاکہ زیادہ اشاعت ہو ہدیہ مجلد جرمی پشتہ سوا دو روپے محصول ڈاک ۱۲ کل ساڑھے تین روپے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی



اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اس کے حسب ذیل چودہ باب ہیں جن کے تحت سوا دو سو مسائل ہیں جو میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت، مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف نوع، عقد واحد کی تاریخ، کثیر الازدواجی، ایک مرد کے لیے ایک عورت، اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت، طریقہ انتخاب نکاح و شادی، عورت کی اہمیت، زوجین کی نااتفاقی، یہ اپنی طرز کی نکلی نئی کتاب ہے، قیمت بارہ آنے

صابر بیبیاں

عورتیں عموماً ناشکرگذار، حریص اور بے صبری ہوتی ہیں، بہت ذرا سی دشواری میں گھبرا جاتی ہیں، حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب لکھ کر ایسی عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس کتاب میں ان اللہ کی نیک بندیوں کا احوال ہے جنہوں نے اللہ کی دی ہوئی مصیبت کو خوشی خوشی برداشت کیا۔ اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں، ان میں حضرت آسیہ حضرت مریم اور امہات المومنین بھی ہیں اور دوسری بہت سی ولیہ خواتین اور صابرہ مخدرات کا احوال ہے۔ قیمت مجلد بارہ آنے

خوبان جہان

۲۰۳ صفحات کی مجلد کتاب نوشتہ حضرت مرزا بیگ یہ تاریخی معلومات کی بڑی ہی دلچسپ کتاب ہے اور اسمیں دنیا بھر کی مشہور و معروف عورتوں کے حالات ہیں جو اپنے وقت کی یگانہ روزگار ہوئیں۔ ان میں حسین و نازنین تو سب ہی ہیں لیکن حسن کے علاوہ بھی اور ایسی صفات تھیں جنکی وجہ سے تاریخ کے انقلاب نمایاں ہوئے ہر نازنین کا حال اتنا دلچسپ ہے کہ پڑھنے کے بعد ہی اس کا اندازہ ہو سکتا ہے، کتنا ہی مبالغہ کیجیے پھر بھی دو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ قیمت مجلد سوا روپیہ ہے

سب سے بڑا باورچی خانہ

یہ مروجہ کھانا پکانے کی کتابوں میں سب سے بڑی اور سب سے سستی کتاب ہے جسمیں پندرہ وضع کی روٹیاں، بیس وضع کے سالن، ۱۲ وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی، پندرہ وضع کی ترکاریاں، بیس وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً تیس وضع کے انگریزی کھانے اس کتاب میں ہیں علاوہ اس کے اکثر اطریفل، نمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جنکی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ بیماروں کے کھانے ہر مذہب کی مناسبت سے درج ہیں۔ مجلد قیمت بارہ آنے محصول ۷

استاد تحریر

مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اپنی تحریروں میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں، بہترین کتاب ہے اور اس قدر جلد مقبول ہوگئی کہ اس کے کامیاب ہونیکے متعلق شبہ نہیں رہا۔ اسمیں تحریروں کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے مشاہیر اور مستند اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری ہدایتوں کو قلمبند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ سب دلکشیاں پیدا ہو جائینگی جو مشاہیر اہل علم میں ہوتی ہیں۔ قیمت چھ آنے

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس نے حکومتیں بدل دیں لڑائیوں کے رخ پھیر دیے، ہنڈے مجمع کو مشتعل بار اور بکھرے ہوئے لشکر کو برف کر ڈالا جادو کی کوئی نعوت نہیں جو نہ مل سکے آپ کے اندر بھی جادو بن سکتے ہیں، اور ہر ایک حرف یقین ظاہر کر سکتا ہے، کتاب جادو بیانی سکھاتی ہے اس کو پڑھیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجیے اور دیکھیے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز بیان کیا تھا تھوڑے دن بے تکلف دوستوں میں مشق کیجیے پھر میدان میں باہر نکلیے یہ کتاب واقعی جادو ہے اسی لیے اسکا نام جادو بیانی رکھا ہے قیمت ۶

استاد عربی

ابتدا اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور مستند اساتذہ نے نہ صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اسکو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے مقدس فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر رکھ لیجیے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجیے انشاء چند ماہ میں آپکو عربی پڑھنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں خاصی عربی سے واقف ہو جائیں

قیمت بارہ آنے ۱۲ محصول ۔

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب جسکا نام فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کیے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ تو مع ترجمہ کے اردو میں لکھا ہے درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے کہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے نمونیاں، چٹھیاں تہنیت اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں، قیمت بارہ آنے، محصول ۔ مجلد کتاب ہے

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ ہے جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرسے اسکی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں، یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سب سے بڑھ کر یہ خوبی ہے کہ کتابت میں نقطے، زیر، زبر، پیش اور معروف مرکبات پہچان لینے کے بعد ہجے بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۴۸ صفحات قیمت تین آنے ایک روپیہ کے آٹھ اور پانچ روپے کے پچاس

سلسلۃ التعلیم الاسلام

جدید سستا ایڈیشن، مجلد کامل آٹھ آنے جسکو مسلمان بچوں کے لیے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے چار حصے ہیں، پہلا حصہ اسمیں اول عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اسمیں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ اور چوتھا حصہ اسمیں عقائد کل اور دوسرے مسائل ان رسالوں کی تعداد چار لاکھ سے بھی زیادہ چھپ چکی ہے اور شاید ہی کوئی اسلامی مکتب ہو جہاں یہ رائج نہ ہو

مجلد قیمت آٹھ آنے محصول سات آنے

سلسلہ تعلیم نسوان

اپنی اپنی بچیوں کی تعلیم پر توجہ نہ کی ہو تو اس ماہ میں یہ کام ضرور شروع کر دیجیے اور اپنی بچیوں کو سلسلہ تعلیم نسوان منگا کر پڑھائیے اس کے پانچ حصے ہیں اور اتنی تعلیم ہے کہ بچیاں مذہب کی ابتدائی باتوں اور مناظر قدرت کی آسان چیزوں اور گھروں کی چھوٹی چھوٹی مشغولیتوں سے واقف ہو جائیں گی اور انکی اتنی سی تربیت بھی آیندہ زندگی میں بہت کام آئے گی یہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی برکتیں لائے گی۔ پانچوں حصے یکجا مجلد اور تقریباً تین سو صفحات

قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۸

شرح کریما

حضرت خواجہ سعدی کی مقبول کتاب کریما کو کون مسلمان ہے جو نہ جانتا ہو اخلاقی پند و موعظت کے مضامین اس سے بہتر اور جامع کتاب اور کوئی نہیں، شرح کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں اس کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد الفاظ کے معانی پھر لغات مشکلہ کی تحقیق درج ہے اور ہر شعر کو قرآن یا حدیث سے مطابق کیا ہے، ساتھ ہی اولیائے کرام اور صلحا کی بڑی موثر حکایات بھی ہیں از حضرت مولانا احمد سعید صاحب واعظ

قیمت صرف پانچ آنے

اردو مشکوٰۃ یعنی حدیث شریف کی دس صحیح کتابوں کا انتخاب

سب سے بڑی

سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ کی احادیث کی دس مستند کتابیں یعنی بخاری مسلم، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، نسائی، سنن امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد بن حنبل، سنن بیہقی کا مشکوٰۃ شریف خلاصہ ہے۔ جو مصر کی جامع ازہر نے مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے عربی میں شائع کی۔ اس کا ترجمہ اردو میں حمیدیہ پریس نے شائع کیا۔ اور اضافہ یہ کیا کہ ان احادیث کے راویوں کے حالات آخر میں لگا دئیے ہیں جو ایک ہزار سے زیادہ ہیں۔ یہ خصوصیت صرف ہماری کتاب میں ہے اسی وجہ سے اس کی ضخامت دوسرے ترجموں سے بہت زیادہ ہے **جلد اول** پہلی جلد پانچ سو صفحات کی ہے جس میں ۲۰۰۰ حدیثیں اور دوسری جلد پانسو صفحات اور ۱۸۰۰ احادیث اور ایک ہزار راویوں کے حالات۔ عربی قلمیہ مصری کی قیمت پانچ روپیہ ہے لیکن اردو ترجمہ جو بہت زیادہ ان کی فروخت ہے صرف سوا دو روپیہ میں ہدیہ کیا۔ ہر دو جلد علیحدہ مجلد قیمت مع محصول

مختصر فہرست مضامین مشکوٰۃ

قیمت سوا دو روپے محصول ۱۲ آنے

انتخاب با تجرید بخاری

دو جلدوں میں یکجا مجلد

حدیث شریف کی سب سے مستند اور بڑی کتاب کا یہ انتخاب جو مصر کی سب سے بڑی یونیورسٹی ازہر کے شیخ الجامعہ نے بڑی خوبی سے مرتب کیں اور اب اس کا ترجمہ آپ کے موقع نے شائع کیا۔ یہ اس لئے کہ مصروف بیانی تھوڑے وقت میں اس عطر سے خوشبو حاصل کرلیں۔ احادیث نبوی وہ ہیں جن کا پڑھنا عین ثواب جن کا سننا عین نجات اور جن پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ کتب احادیث میں سب سے بڑا درجہ بخاری کا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن پاک کے بعد مقدس کتابوں میں بخاری ہی سب سے مقدم اور افضل ہے۔ اب اس کا خلاصہ گویا اس کا ہی عطر ہے۔ اور اردو خوان بھائیوں کے لئے یہ ایک بڑی نعمت ہے

تجرید بخاری عربی مصری کا ہدیہ پانچ روپیہ سے زیادہ ہے۔ لیکن ترجمہ شائع کرتے وقت میرے ذہن میں یہ بات ضرور تھی کہ پانچ روپے میں ہندوستان کے مسلمان اس کو نہیں خرید سکتے۔ لہٰذا کم سے کم جو لاگت ممکن تھی چھپوایا۔ اور بلا نفع فروخت کر رہا ہوں۔ تاکہ ہر مسلمان گھر میں قرآن شریف کے ساتھ ساتھ یہ اور حدیث بھی بخاری پہنچ جائے۔ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ اور یہ انتخاب بخاری ہزاروں مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچ گئی۔ بخاری شریف میں سب کچھ ہے یہ قرآن شریف کی سب سے اچھی تفسیر ہے، یہ فقہ کی سب سے بہتر کتاب ہے یہ دنیاوی معاشرت کا آئین ہے اور اوراد و وظائف کا اعلیٰ ترین گنجینہ ہے یہ سب اس لئے ہے کہ یہ سب خدا کا بتایا ہوا ہے

وما ینطق عن الہویٰ

اس انتخاب بخاری میں دو ہزار دوسو حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ اور صفحات ہیں کاغذ نہایت اعلیٰ دو جلدیں یکجا مجلد ہیں۔ اور ہدیہ صرف ایک روپیہ دو آنے محصول ۱۰ کل ۱۲

مشکوٰۃ و تجرید بخاری دونو ساتھ منگائیں تو صرف تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چاند کی بیس تاریخ تک بھی اگر اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ خط بھیج کر طلب فرمائیں۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

مولوی دہلی

نمبر خریداری کا اسی جگہ درج ہو جہاں کا پتہ ہے اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہو تو اب کچھ بھیجئے اسکے حوالے کے جواب کی کوئی شکل خصوصاً تبدیل پتہ کی ناممکن ہے۔

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۸ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۷ ہجری | نمبر ٦

شذرات

مسلم انڈیا

تحریک پاکستان کے خلاف ملکی پروپگنڈا

مسلم انڈیا پاکستان کی علیحدگی کا مطالبہ کوئی فرقہ دارانہ کمیونل مطالبہ نہیں ہے بلکہ ایک خالص وطنی تحریک ہے جو دونوں کی الجھنوں پیش آمدہ مشکلوں اور افق ہند پر چھائی ہوئی تیرہ و تار گھٹاؤں کا بہترین علاج اور بہترین مداوی ہے اور اس سے نہ صرف مسلمانوں کو نفع پہنچنے والا ہے بلکہ براعظم ہند کی ہر قوم اور ہر فرقہ مستفید ہوگی اور سب سے زیادہ مفید امر یہ ہے کہ ملک میں ہندو مسلم کشیدگی اور افتراق کی جو باہم سلسلے نہ ختم ہونے والے چل رہے ہیں آئے دن کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے برادرانہ امن جاری رہے گی اور تمام محرکات افتراق و بدامنی کا یکسر خاتمہ ہو جائیگا۔

لیکن اس بدبختی کا تو کوئی علاج ہی نہیں کہ مشک کو حنظل اور نوش کو نیش سمجھ لیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ جوش و ہیجان کا زمانہ ہے ہنگامہ آرائی کا دور ہے جس میں انسانی دل و دماغ بالعموم ماؤف ہو جاتے ہیں اور جس کی طرف سے دل میں عناد و اشتباہ ہوتا ہے اس کی ہر اچھی بات میں بھی زہر چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس کے خلاف لغو سے لغو اور ناقابل یقین باتیں بھی بآسانی تسلیم کرلی اور مان لی جاتی ہیں۔

یہ زمانہ پروپگنڈے کا زمانہ ہے۔ ہندو پریس بہت قوی اور ہمہ گیر ہے ہر ضلع میں کئی کئی ہندو جرائد جاری ہیں۔ ہر صوبے میں بکثرت ہندو اخبارات شائع ہو رہے ہیں ہندو ذہنیت پر تجارتی جذبہ مستولی ہے۔ ہر ہندو پیسے ذاتی فائدہ دیکھتا ہے۔ وہ سب سے پہلے تاجر ہے اور اس کے بعد کچھ اور ہے گذشتہ سنین کے واقعات اور حوادث نے عوام کی ذہنیت ایسی کر دی ہے وہ انہی جرائد و صحائف کو پڑھتے اور ذوق و شوق کے ساتھ خریدتے ہیں جو شوخ نگار ہوتے ہیں اور جن میں مسلم نظریات و تحریکات پر سختی کے ساتھ تنقید کی جاتی ہے یہ ذہنیت شدھی و سنگٹھن کے عہد کی پیداوار ہے۔ حق گوئی اور حق نگار اخبار کو کوئی کچھ

اشارہ بھی نہیں دیکھتا یہی وجہ ہے کہ حق پروری سے کام بھی لینا چاہے تو نہیں لے سکتا۔ بہرصورت عامہ کی تکمیل و تربیت کی عنان ہی انہی جرائد و صحائف کے ہاتھ میں ہے یہ جدھر چاہتے ہیں عوام کو ڈھال دیتے ہیں اس سمت سے ان جرائد و صحائف نے ملک کو بیش از بیش نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہی ہے پرتاب ملاپ بھارت تیج وطن وغیرہ ملک کے کثیر الاشاعت اخبارات ہیں اردو میں جن کی مجموعی اشاعت لاکھوں تک پہنچ رہی ہے بلا شائبہ ریب ان کی ہر اشاعت کے اوراق کم و بیش اسی قسم کے زہر سے آلودہ ہوتے ہیں ان کے علاوہ ہندی مرہٹی بنگالی اور گجراتی وغیرہ زبانوں میں جو جو جرائد شائع ہوتے ہیں ان کے متعلق تو کچھ کہنا اور خامہ فرسائی کرنا ہی تحصیل حاصل ہے موضوع التقلد میں اسی قسم کی آلائشوں میں لتھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رہ گئے انگریزی پرچے تو وہ تو سب کے سب برادران وطن ہی کے ہاتھوں میں ہیں امرت بازار پتریکا۔ انڈین نیشن ہیرلڈ۔ بمبئی کرانیکل۔ ہندوستان ٹائمز نیشنل کال۔ دہلی ہیرلڈ۔ ٹریبیون وغیرہ سب بہت بااثر اور کثیر الاشاعت جرائد ہیں اور تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاتھوں میں جاتے ہیں۔ ہم ہر بہی خواہ ملک کو گنگ و جمن کی شفاف لہروں کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک جریدہ بھی ایسا ہے جسے کسی مسلم مطالبہ کی تائید کی توفیق ملی ہو۔ سرسپرو۔ الہ راجہ نریندر ناتھ جیسے بزرگان قوم نے اردو کی حمایت کی لیکن کیا کوئی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی اردو ہندی بنگالی مرہٹی گجراتی اور انگریزی پریس نے بھی کبھی اردو کی حمایت میں ایک سطر لکھی۔ اس وقت کشمیر اور حیدر آباد دونوں ریاستوں میں مختلف تحریکیں جاری ہیں جن میں حیدر آباد کی تحریک بالکل معاندانہ اور فتنہ انگیز تحریک ہے لیکن کوئی ایک ہندو جریدہ بھی اس کی مخالفت میں آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ لیکن کشمیری تحریک کو جائز مشترکہ اور آئینی تحریک سمجھتے ہوئے بھی مسلم تحریک ہونے کی بنا پر کوئی بھی اس کی تائید کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

مسلم لیگ کے مطالبات کو جانے دیجئے ان مطالبات کی ہمنوائی کے لئے بھی تو کوئی تیار نہیں ہوتا جن میں ہر طبقہ و خیال کے لوگ متحد ہیں ان حالات میں کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ ہندو پریس مسلم انڈیا کی تحریک کی تائید ہوگی۔

کانگریسی پریس کی خاموشی

یہ تو پھر ایک بڑے علاقہ اور بڑے خطہ کی علیحدگی کا سوال ہے کل

ہی کی بات ہے کہ سرحد کی حالات اور سندھ کی علیحدگی کی تحریک سے ہی ہر طبقہ کے جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ان کی طرف سے ... ہندو مسلم ... رہا ہے سال گذشتہ کی نئی تحریکات [illegible] ... نہیں کیا ... اعتبار سے ... [illegible] اور سندھ کی علیحدگی ... حکومت ... رہا تھا لیکن جو ہی مسلمانوں نے اس تحریک کو اپنایا اس کو ... شایع ہو گیا اور ہندو اس کی مخالف ہو گئی اور یہ سلسلہ آخر وقت تک جاری رہا ... کانگریس ... اب سے بھائی ... اس کے دل و دماغ پر قابو پا گیا ہے اور اس نے کانگریس کو بے بس بنا دیا ہے کہ انگریز ... اس کے خلاف آواز بلند کر ... بہت اچھی ... صوبہ ... بہت سے ... کر چکے ہیں کہ وہ پیچھے ... کانگریس ... سے تنگ آ گئے ہیں اور یہ اس کی روز افزوں ... کا باعث بن رہا ہے۔

کانگریس ... کر لی ... اگر اس کے علیحدہ کر دیا گیا تو اس کے خلاف ... کار روائی لی گئی ... کی تعداد بھی بہت ... اس ... شد نقصان پہنچ جائے گا لیکن ... ایک ... سے زیادہ اور ... نہیں اگر آج کانگریس اس عنصر کو خارج کرنے اور مسلمانوں کے حقیقی ... مناسب مطالبات کی تائید اور جائز شکایات کی تلافی کے لئے سرگرم عمل ہو جائے تو ... بحیثیت مجموعی اس کے ساتھ ہو سکتے ہیں ساتھ ہی ... ان کے ساتھ ہو جائیں ... اور ... اسے کچھ کام پڑے گا اس سے کہیں زیادہ اس کے ساتھ ہو جائے گا دوسری طرف کی تحریکی ... حق پرستانہ پروپیگنڈا شروع کر دیں تو اس سے ان کی آمدنی پر ضرور ناگوار اثر پڑے گا اور ابتدا میں وہ ضرور ... میں رہیں۔ لیکن اس سے ملک کو اس سے بیش از بیش فائدہ پہنچ جائے گا اور رائے عامہ کچھ عرصہ کے اندر انقلاب پذیر ہو جائے گی۔

لیکن افسوس ہے کہ کانگریس نے اس وقت تک سب کچھ جیتے ہوئے پریس کو آزاد چھوڑ رکھا ہے۔ ماس کنٹیکٹ یا رابطہ عام مسلمین کی کوئی تحریک اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ خود کانگریس پریس حرکات میں آئیگا۔ عوام ہنگامہ پرست ہوتے ہیں اور جہاں امن و صلح کی باتوں میں سکون ہوتا ہے وہاں لڑائی اور جھگڑوں کی باتوں میں ایک شیر اور ایک ہنگامہ ہوتا ہے اور لوگ اس میں دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اس سے متاثر ہوتے ہیں اس وقت آزادی کا نام تو سب کی زبان پر ہے۔ آزادی کی جنگ کے تذکار سے تمام جرائد کے صفحات لبریز نظر آتے ہیں لیکن ہمیں کسی محاذ پر بھی انگریز سے جنگ کا شائبہ نظر نہیں آتا اور نہ ہمیں اس کی تیاریاں نظر آتی ہیں البتہ ہندو مسلم مناقشت اور لیگ و کانگریس کی باہم آویزش کے ہنگامے ہر جگہ رونما دکھائی دیتے ہیں وزارتی تنخواہیں ہر جگہ ... ہر طرف یہی شور نظر آتا ہے۔

جنگ آزادی یا جنگ وزارت

یاد رکھیے کہ ملک میں اس وقت عمل ہی نہیں ...

حیثیت سے بھی جنگ آزادی کی تیاری کہیں نظر نہیں آتی لیگ اور کانگریس کی جنگ اقتدار کا ہر طرف شور ہے لیگ اس کوشش میں مجنونانہ مصروف ہے کہ سندھ، سرحد میں اس کی وزارتیں قائم ہو جائیں اور کانگریس کی یہ سعی ہے کہ ہر صوبہ کی وزارت اسی کے ہاتھ میں ہو۔ اس باہم آویزش میں دو طرفہ تعلیان ہو رہی ہیں دونوں طرف سے جھاڑ کا سلسلہ جاری ہے سازشیں ہو رہی ہیں اصول ٹوٹ رہے ہیں ہنگامے برپا کئے جا رہے ہیں جوش و خروش کا اظہار ہو رہا ہے۔ مقاصد حقیقی کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے کانگریس کی تمام تر جدوجہد اس امر پر مرکوز ہے کہ کسی طرح وہ بنگال اور پنجاب کو بھی اپنے زیر اثر لے آئے۔ آئے دن کانگریسی اخباروں میں بڑے بڑے جلی عنوانوں سے "وزارت پنجاب خطرے میں" "وزارت بنگال کی کشتی گرداب بلا میں" خبریں شایع ہو رہی ہیں اور ... پر مقالات لکھے اور تعلیمی ... باتیں ... کانگریسی وزارتوں کے قیام کے جوش میں آسام اور سندھ کے اندر کیسی ... سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ یہ کہ اس سلسلہ میں ... اور ... طریقہ ... کار کے اختیار کرنے میں بھی ... ایک ... عجیب ... طریقے اختیار کئے گئے ... وزارت کا وزن دکھا کر توڑا گیا اور آسام میں صرف ایک کانگریسی وزیر اعظم کے تقرر سے اس وزارت کے کانگریسی وزارت ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

اس کے بعد اور فوراً ہی ... میں لائی جانے لگیں کہ وہاں کی لائن سسٹم کو اس ذریعہ قوی ... کر دیا جائے تاکہ وہاں قیامت تک ... آبادی بڑھنے اور اس حد تک ترقی کرنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وہاں ہی ... اکثریت میں ... اپنی حکومت قائم کر سکیں۔

چونکہ یہ لائن سسٹم منسوخی تقسیم بنگال کے ... ایک ... یادگار ہے اس لئے قدرتاً نہ صرف مسلمانان آسام بلکہ مسلمانان ہند کے قلوب میں یہ خیال راسخ ہوتا چلا جا رہا ہے کہ برادران وطن کسی مشترکہ حکومت کے قیام اور آزادی کے لئے ہرگز نہیں بلکہ اپنی حکومت اور ہر جگہ اپنے اقتدار کے قیام و بقا کے لئے سرگرم عمل ہیں اور ہونا چاہیے اس لئے کہ آخر مسلمان بھی تو سمجھ رکھتے ہیں۔ بضرورت مسلمانوں کو کانگریس میں لانے اور اس امر کی ... وہاں کوئی ترقی خواہ وزارت قائم ہو اس سے کوئی ... نہ ہونا چاہیے تاکہ وہ وزارت ... ہندو ہی وزارت ... اس لئے کہ ہندوؤں کے پاس ترقی خواہی ... پروری کا کوئی آسانی پروانہ نہیں کہ جس سے مسلمان محروم ہیں ... کے لئے مسلمانوں کی آبادی کو بڑھنے سے روکنا اور مشرقی بنگال کے مسلمانوں پر داخلہ آسام میں قیود شدید کر دینا ہرگز کوئی قوم پرورانہ اقدام نہیں کہا جا سکتا اور اس کا نتیجہ باہمی اشتباہات کی ترقی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ... جس وزارت کے چھ وزراء میں صرف ایک وزیر اعظم کانگریسی ہو اسے کانگریسی کہنا ہی ... برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق ہے کانگریسی اصول ... کی کتنی بڑی پامالی ہے کہ آسام میں نو پانچ پانچ وزراء باہر سے کانگریسی پلیٹ ... دستخط کرائے بغیر لے لئے جائیں اور یوپی، سی پی، بمبئی اور اڑیسہ کی وزارتوں میں کسی ایک مسلم وزیر کو بھی کانگریسی میثاق پر دستخط کرائے بغیر نہ لیا جائے۔ سندھ و سرحد کی کانگریس کی وزارتوں میں نہ اصل

علانیہ پامال کئے گئے جن کی بنا پر اڑیسہ کی وزارت مسلم نمایندگی سے یکسر خالی رہنے دی گئی۔ اڑیسہ اور صوبہ متوسط کی وزارتیں مسلم نمایندگی سے اب تک بالکل خالی ہیں مسٹر شریف کو صرف ایک شریف تھا۔ ان اور معزز عہدہ دار کی جوڑی کہ ایک قید معاف کردہ پیشہ پر وزارت کے لیے نااہل قرار دے کر نکال باہر کیا گیا لیکن اسی صوبہ میں جب ایک ہندو وزیر مسٹر مہتہ سے اس سے بھی زیادہ کہیں سخت لغزش رونما ہوئی یعنی انہوں نے ایک بار فروش کو جو ایک بارہ دو سالہ لڑکی کے قتل کے جرم میں سزایاب ہو چکا تھا بری کر دیا تو انہیں کچھ نہ کہا گیا۔ یو پی میں دو مسلمانوں کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا سننے والا ایک ہندو قاتل ہائیکورٹ سے سزا منصوص ہو جانے کے باوجود ایک معزز وزیر کے حکم سے صاف چھوڑ دیا جاتا ہے تو اسے بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جب اسمبلی میں سوال ہوتا ہے تو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ اسے یونہی پھانس لیا گیا تھا۔ چند معزز ین شہر نے ہمیں یقین دلا دیا ہے کہ وہ بالکل معصوم ہے آخر ان چلے ہوئے مظاہرات تعزیت و اقتیاز کے متعلق کوئی کیا کہے اور کیا رائے قائم کرے۔

کانگریس سے مسلمانوں کے شکوے

اس نوع کی فتنہ انگیز حرکات ایک طرف تو کانگریس کی عظمت کو گھٹا رہی ہیں اور دوسری طرف صحیح الخیال مسلمانوں کے قلوب میں بھی اس کی طرف سے بیزاری پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور وہ کانگریس کی طرف سے یہ خیال قائم کرنے میں خود کو حق بجانب سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ہر معاملہ میں رعایت سے کام لے رہی ہے اور مسلمانوں کو نظر انداز کرتی چلی جا رہی ہے۔ نیز یہ کہ جب ابھی حصول اقتدار کی صبح اول ہی کے طلوع پر اس کی خویش نوازیوں کا یہ حال ہے تو پھر مستقبل کا تو خدا ہی حافظ ہے ٹانڈہ میں، دوآبہ میں، رہنی پور میں، جہد دول اور ہندو حکام کے ہاتھوں مسلمانوں پر قیامتیں ٹوٹ گئیں لیکن اب تک کوئی ایک ہندو بھی سزایاب نہیں ہوا بخلاف اس کے گورکھپور کے دو نہایت ہی معزز مسلمانوں کو صرف ذبیحہ گاؤ کا قدیم حق منوانے کے جرم میں بے تکلفانہ طور پر چھ چھ ماہ کی سزائیں دیدی گئیں اس برادر نوازی اور خویش پروری کے المناک مظاہر سے برادران وطن کے مشئوم حوصلے اس درجہ بڑھ گئے ہیں کہ اب وہ مسلم احساسات کی پاسداری کی ہمسری بھی نہیں کرتے۔

حال ہی کی اطلاع ہے کہ موضع ھنگوال تحصیل سندیلہ کی ایک نو تعمیر مسجد جو وہاں کے مسلمان اپنی زر خرید آراضی پر تیار کر چکے تھے پانسو ہندوؤں نے گاندھی جی کی جے کے کانگریسی نعروں کے شور میں چند لمحات کے اندر شہید کر کے رکھ دی پھر یہ جو کچھ ہوا ایک کانگریسی ممبر ہی کی سیادت و قیادت میں ہوا۔

ہم اور کسی سے نہیں کانگریس ہی سے پوچھتے ہیں اور استفسار کرتے ہیں کہ کیا ان حالات میں مسلمان یہ خیال قائم کرنے میں ہر اعتبار سے حق بجانب نہیں کہ وہ مہاسبھائی عنصر سے اس درجہ مرعوب ہو چکی ہے یا مہاسبھائی عنصر اس پر اس قدر قابو پا چکا ہے کہ کانگریسی راج کو وہ برابر ہندو راج بناتا چلا جا رہا ہے اور جس کا مقصد وحید اب یہ رہ گیا ہے کہ اب اقتدار پاکر

مسلمانوں کو جس درجہ اور جس قدر ممکن ہو سکے پشت زدہ کر لیا جائے اور اتنا کمزور بنا دیا جائے کہ بہت ممکن ہے تو ایک طرف مستقبل بعید میں بھی سر اٹھانے اور حق احتجاج کرنے کے قابل نہ رہیں

کانگریس پر مسلم حق

کانگریس پر نہ تو ہندوؤں کا اجارہ ہے اور نہ ہرگز ہونا چاہیے کہ کانگریس پر صرف ہندوؤں کا حق نہیں مسلمانوں کا بھی حق ہے اور اس اعتبار سے وہ ہندوؤں سے بھی زیادہ حقدار ہیں کہ اسے چار چاند انہوں ہی نے لگائے ہیں۔ جب تک خلد آشیاں علی برادران میدان میں نہ آئے تھے اور انہوں نے اس کی عنان قیادت اپنے ہاتھ میں نہ لی تھی ملک کے اندر اسے کوئی خاص اہمیت حاصل نہ ہوئی تھی اور یہ محض ایک تحائف پیش کرنے اور وفاداری حکومت کے راگ گانے والی جماعت سمجھی جاتی تھی۔

۱۹۲۱ء میں کانگریس کی طرف سے جو سرفروشانہ قربانیاں دی گئیں ان میں نواب ذوالفقار علی خاں مرحوم کے پیش کردہ مستند اعداد و شمار کے مطابق مسلم قربانیوں کی نسبت اسی فیصدی تھی۔

۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی میں جہاں سبھائی علیحدہ کا شاخسانہ کر کے اگرچہ مسلمان بڑی حد تک اس سے بددل ہو چکے تھے پھر بھی ملکی مقاصد کی خاطر قید و بند کی کڑیاں جھیلنے والوں کی تعداد برادران وطن سے کہیں زیادہ تھی وہ مسلمان اور صرف مسلمان ہی تھے جو کانگریسی ناموس عظمت کی بقا کے لئے پشاور میں حکومت کی گولیوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اور پانچ سو کڑیل جوان خاک و خون میں آغشتہ ہوا۔ راہی ظاہر ہے کہ ان پانچ سو میں سے کوئی ایک بھی منصف نہ تھا جس کی پشت پر گولی لگی ہو۔ پٹھان جیسی اشتعال پذیر قوم اور بات بات پر برافروختہ ہو جانے والی قوم نے ستیہ گرہ کے اصول کی پابندی جس طرح کی وہ اپنی مثال آپ ہی کانگریسی جدوجہد کی تاریخ میں ڈھونڈھے نہیں مل سکتی یہ ایسا نازک وقت اور نازک موقعہ تھا کہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہندو ایک سکھ بھی اس کے حریف نہ بن سکتے تھے ان حالات و حقائق کے پیش نظر بھی اگر آج برادران کانگریسی راج کو ہندو راج بنانے میں ساعی نظر آ رہے ہیں اور حاصل شدہ اختیارات کو صرف اپنی ہی جدوجہد کا ثمرہ سمجھ کر مسلمانوں کو نظر انداز کرنے لگیں تو ظاہر ہے کہ پھر مسلمانوں کی بیزاری اور دل شکستگی کا کیا عالم ہوگا۔ یہ ذبیحہ گاؤ، بندش اذان۔ انہدام مساجد اذان و آرتی اور بیگناہوں کے خون کی ارزانی کا معاملہ ایسا معاملہ ہے کہ اگر کانگریس اس کی طرف اسی طرح بے پروائی برتتی رہی تو مسلمانوں کا ہر ابوالکلام ہر حسین احمد ہر احمد سعید اور ہر کچلو الگ جا کھڑا ہوگا اور وہ کسی نہج بھی اسے انصاف سوزی کو گوارا نہ کریگا۔ اور نہ کوئی غیور اسے گوارا کر سکتا ہے۔

سبھائی کانگریسیوں کی منطق

انہی اقدام کی بے اعتدالیوں اور بے احتیاطیوں نے فرزندان اسلام کے سمجھدار طبقہ کے قلوب میں "مسلم انڈیا" کا تصور پیدا کر دیا تاکہ اس قسم کی کشمکش باہمی کے مواقع ناپید ہو جائیں جو استقلال ملک کی راہ کا

کانگریس [illegible] پنجاب پراونشل کانگریس [illegible] کے صدر [illegible] ہو گئے [illegible]

مسلم لیگ [illegible] نقصان [illegible] ہندوستان [illegible]

لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ آخر کانگریس کو اس خارزار میں اپنا دامن کیوں الجھانا [illegible] وزارت کیوں ذاتی ہو گئی [illegible] مندر اور ملا [illegible] اصرار [illegible] غلطیاں [illegible] مسلمانوں [illegible] چل جاری ہے [illegible] بندے ماترم [illegible] اجزا [illegible] قوم کی مخصوص زبان کے بجائے اردو کو جو مسلمانوں [illegible] کی تمام [illegible] اور تمام وسائل و ذرائع ملک پر قابض ہونے کے باوجود [illegible] زمینیں [illegible] غلامی [illegible] مسلمانوں کے حوالے نہیں کر رہی۔ جو کہ ان کا حق ہی تھا۔

لیکن افسوس کہ یہ سب کچھ وقتی و انصافی مسلمانوں [illegible] جب ہندوویت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو یہ ضروری [illegible] خالص مہاسبھائی ذہنیت کی پیداوار ہے کانگریسی دماغ کو اصلاً اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن مہاسبھائی استیلا نے بے خبر [illegible] لگا دیا ہے اور اسے اس طرح [illegible] دیا گیا ہے کہ اصل اور نقل میں شناخت بہی شکل ہو گئی ہے

پنجاب کانگریس کمیٹی اس استیلا سے مغلوب ہو کر وہاں کے مفید زرعی قوانین کے متعلق [illegible] محض اسی وجہ سے [illegible] ان سے استفادہ کرنے والوں میں کم تعداد کثیر ہے مولانا ابوالکلام آزاد کی ہدایات کے باوجود بھی کھیل کھیلتی رہتی تھی۔

اب سندھ پراونشل کانگریس کمیٹی کو لیجئے اس نے بھی محض کانگریسی وزارت کے قیام کے جوش میں آج تک صحیح قومی اور اصلاحی اصول کی پابندی کی طرف توجہ نہیں کی پہلے یہ پارٹی وزارت کی اشد مخالف تھی اتنی کہ اس نے یونائیٹڈ پارٹی کے ساتھ مل کر عدم اعتماد کی قرارداد میں بھی ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن جب مہاسبھائیوں نے اس کی مخالفت میں آواز بلند کی تو اس کا راجوش مخالفت افسردہ ہو کر رہ گیا اس کے فوراً ہی بعد خان بہادر اللہ بخش کے ساتھ محض اس لئے معاہدہ کی مساعی کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ اس طرح لیگ کے برسر اقتدار آجانے کا اندیشہ تھا۔

بات وہی ہے کہ اب آزادی کی جنگ کہیں نظر نہیں آتی۔ لیگ [illegible] کانگریس میں اقتدار ذاتی کے لئے باہم آویزیوں کا سلسلہ جاری ہے بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی وہاں کی وزارت کو درہم برہم کر کے رکھ دینے کی فکر و سازش میں مبتلا ہے ہزار پروپیگنڈا کیا جائے کچھ ہی کہا جائے لیکن مسلم عنصر بھی [illegible]

[illegible] رہے ہیں کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں کانگریسی آرڈیننس [illegible] مسلمانوں کا بازار گرم [illegible] جد و جہد [illegible] موثر رہ گئی ہے کہ کسی طرح [illegible] ایک ہی پارٹی کی حکومت قائم ہو جائے۔

[illegible] اگر صحیح اصول [illegible] کی حمایت کی جاتی اور جائز و ناجائز ذریعہ [illegible] معقول [illegible] باقی تمام صوبوں کے [illegible] اصول کو [illegible] تو کوئی مذموم امر ہرگز نہ قرار دیا جاتا۔

[illegible] کہ کانگریس ایک ہے کہ مہاسبھا فی الحقیقت [illegible] مختلف اور بعید قابل اعتراض صورت اختیار کئے ہوئے ہیں جو کانگریس [illegible] رسائی عام کا باعث [illegible] جہاں کانگریسی وزارتیں قائم ہو چکی ہیں وہاں مسلم کلچر زبان تہذیب اور مذہبی شعائر کی پامالی عام ہوتی چلی جا رہی ہے اور مسلم احساسات کی کوئی اعتنا نہیں کی جاتی بس نے اپنے [illegible] مسلمانوں کو بھی اپنی [illegible] ملا کر رکھ دیا ہے۔

ہندو مسلم تہذیب کے دو تازہ مظاہر

کشمیر و حیدرآباد میں ہندوؤں کی جد تحریکات جاری ہیں

[illegible] میں مسلم عنصر [illegible] آج ڈھونڈے بھی کوئی ایک مثال ایسی نہیں مل سکتی کہ وہاں کے مسلمانوں نے ہندو حکومت اور ہندو دھرم کے خلاف کوئی [illegible] اشتعال انگیز فقرہ و کلمہ استعمال کیا ہو کہ مسلم تہذیب و اخلاق ہرگز اس کا روادار نہیں۔ لیکن حیدرآباد دکن میں نہ صرف اعلیٰ حضرت نظام بلکہ مذہب اسلام کے خلاف بھی ہندو عناصر کی طرف سے دراز خائی اور زہر افشانی کا ایک طوفان برپا ہو کر رہ گیا ہے۔ سرکار نظام کی طرف سے شائع شدہ کمیونک میں ہندوؤں کی تقریروں اور تحریروں کے جو اقتباسات شائع کئے گئے ہیں انہیں دیکھ کر انسانیت و اخلاق کی جبین عرق آلود ہو جاتی ہے۔ مثلاً:-

"ہم محمڈن کے پیروؤں کو ایک لات مار کر ختم کر دیں گے مسلمان سور گلی کوچوں میں چھپ جاتے ہیں ہم پالی کے [illegible] نہیں جھکیں گے قرآن قابل اعتبار نہیں۔ شیطان اور اللہ میاں کی ٹکر ہے"

آریہ سماجی مقرروں نے مسلمانوں عیسائیوں اور سناتنیوں کو کسی کو بھی نہیں چھوڑا مثلاً پنڈت منگل دیو نے کہا کہ انجیل دروغ بیانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ پنڈت چندر بھانو نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ناممکن ہے۔ سوامی بیدانند نے کہا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کے والد ایک تہذیب سے تعلق رکھتے تھے۔ سوہن لال نے بیان کیا کہ کرشن بدمعاش اور چور تھے۔ دوسرے کی بیویوں سے تعلق رکھتے تھے بھگوت گیتا ایک غلط کتاب ہے"

بہت سی چیزیں اتنی اشتعال انگیز ہیں کہ ہم انہیں مندرج کرنا مناسب ہی نہیں سمجھتے بلاشبہ یہ سب کچھ مہاسبھائی ہیں لیکن ملک کی سب سے مقتدر جماعت کی حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ وہ اس کی مذمت کرتی ہندوستان کا کوئی ایک ہندو جریدہ اور ہندو لیڈر بھی ایسا نہ ملیگا جس نے اس کی مذمت کی ہو اس کے خلاف قدم اٹھایا ہو۔ حمایت ضرور ہوئی۔ اس کھلے ہوئے فرق کے باوجود حیدرآبادی تحریک منصفانہ ہے اور کشمیری تحریک ایک ناقابل برداشت اور فرقہ وارانہ تحریک ہے۔

ان معاملات میں کانگریس کی خاموشی اشرار کی حوصلہ افزائی کا باعث بن رہی ہے اور مسلمانوں میں برابر بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسی خاموشی کا نتیجہ ہے کہ خود کانگریس پولیس میں بھی اس ناجائز طرفداری کی مثالیں عام ہو چکی ہیں۔ دار دہا، کانڈہ، مونگیر اور جبل پور کے واقعات پر بحث، بعض ذاتی جانچ سے تفصیل، سندیلہ کی مسجد کے انہدام کا واقعہ اسی معاملہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔

اب ایک خالص کانگریسی ہنگامہ کی مثال بھی سن لیجئے۔ لاہور میں کانگریس کے انتخابات کا تازہ ہنگامہ اپنی نوعیت میں کتنا اندوہناک ہے۔

سردار سردول سنگھ اور کامریڈ رام چندر کے درمیان مقابلہ ہو رہا تھا کہ ایک نوجوان بیلٹ بکس ہی اٹھا کر بھاگ گیا جس پر فریقین کے حامیوں میں خوب گالی گلوچ اور مار پیٹ ہوئی۔ لالہ کدار ناتھ سہگل اور لالہ دیس راج کے درمیان لوہاری دروازہ میں مقابلہ تھا کہ ایک بجے ایک نوجوان دو برچھیاں لئے ہوئے آیا اور اس نے خاموشی کے ساتھ یکے بعد دیگرے نہیں ایک ہی بکسوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پولنگ افسروں کے منع کرنے پر اس نے بیلٹ بکس اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور تین تین اکھاڑ دیں۔ دونوں جگہ پولنگ بند ہو گئی۔ باقی پولنگ اسٹیشنوں پر صرف جھڑپیں ہی ہوئیں۔ یہ تو لاہور کی کانگریس کمیٹی کے ضبط و نظم کی مثالیں تھیں۔ کانپور کے چار وارڈوں میں بھی کانگریسیوں کے انتخاب پر سخت بلوا مچا، پتھر بھی پھینکے گئے، متعدد آدمی مجروح ہوئے جن میں سے دو ہسپتال بھیجے گئے۔ ابھی پہلا ہی سال ہے۔ اگر یہ ذہنیت ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو دراصل ملک بہت جلد آزاد ہو جائے گا اور اس کی قسمت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

اچھوتوں اور غیر برہمنوں کا اضطراب

کانگریس کی اس خاموشی اور معاملات کی طرف سے بالکل آنکھ بند کر لینے کی بنا پر مسلمانوں ہی کے قلوب میں ایک جداگانہ وطن (مسلم انڈیا) کا تخیل نہیں پیدا ہو رہا بلکہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو ملک کی اور قومیں اور طبقے بھی کسی ایسے ہی مطالبے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ان کی طرف سے شکایات کا سلسلہ تو شروع ہو چکا ہے۔ مسٹر ایم سی راجہ اچھوت لیڈر ابتدا سے کانگریس کے ساتھ رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ کانگریس کی ہمنوائی کی ہے لیکن گذشتہ ماہ ان کا بھی ایک طویل بیان شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے اچھوتوں کے جائز مطالبات کی طرف سے کانگریسیوں کی شدید بے پروائیوں اور وعدہ خلافیوں کی سخت شکایت کی ہے اور آخر میں علیحدگی کی دھمکی بھی دی ہے۔

صوبہ مدراس میں ہندی کی جابرانہ ترویج و تعلیم کا جھگڑا تو وسعت پذیر تھا اور لوگ دھڑا دھڑ سول نافرمانی کر رہے تھے اب غیر برہمن بھی کھڑے ہو رہے ہیں۔ شاید کم لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہو گا کہ صوبہ مدراس میں برہمنوں اور غیر برہمنوں میں جتنی سخت کشمکش کا سلسلہ جاری ہے اتنی ہی کشمکش شمالی ہند کے ہندو اور مسلمانوں میں بھی اب تک پیدا نہیں ہوئی۔

اس لئے کہ وہاں کے تین چار فیصدی برہمن چھیانوے ستانوے فیصدی غیر برہمنوں پر مدت سے مسلط و حاوی چلے آتے ہیں۔ ہر دفتر اور ہر محکمہ میں ہندو عنصر کی بھرمار کی جو شکایت یہاں کے مسلمانوں کو ہے اس سے کہیں زیادہ شکایت مدراس کے غیر برہمنوں کو وہاں کے برہمنوں کے خلاف ہے۔ غیر برہمنوں کی ایک سیاسی جماعت جسٹس پارٹی کے نام سے وہاں قائم ہے جس کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار رہا ہے۔

پچھلے دنوں اسی جماعت کی، جو جنوبی ہند کی لبرل فیڈریشن کے نام سے مشہور ہے، اس کا سالانہ اجلاس گیارہ ہزار نفوس کے اجتماع میں شروع ہوا۔ صدر مجلس استقبالیہ نے فرمایا:

"ہماری پارٹی کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار رہے جن کی حب وطن میں کوئی شبہ نہیں لیکن کانگریس نے بنگال و پنجاب کی وزارتوں کے خلاف سازشیں کر کے اور سندھ اور آسام میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر ان کو سخت ناراض کر دیا ہے۔ ہمارے صوبہ میں ہندو مسلم سوال کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا لیکن آجکل یہاں کے مسلمان بھی مضطرب ہیں۔ طلبا بھی ضبط و نظام کے پابند نہیں رہے۔ مزدوروں کی ہڑتالیں جاری ہیں اور فرقہ پرستی تیز ہو رہی ہے یہ سب کانگریس کی برکات ہیں۔"

اس کانفرنس کے صدر سر اے ٹی پنیر سلوم نے فرمایا کہ:

"گذشتہ اصلاحات کے زمانہ میں جب ہماری پارٹی برسر اقتدار تھی تو اگرچہ ہمیں آج کے وزرا کی برابر اختیارات ہرگز حاصل نہ تھے تاہم ہم نے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں تقریباً ایک کروڑ روپیہ کی تخفیف کی، پچیس فیصدی ٹیکس کم کئے اور تمام محکموں میں اطمینان بخش ترقی کے آثار پیدا کر دیئے لیکن کانگریس پارٹی نے اس اقتدار و اختیار کے زمانہ میں کیا کیا؟ بہت سے اسکول بند کر دیئے، طلباء کی فیس بڑھا دی، اچھوتوں کو حصول تعلیم میں جو آسانیاں حاصل تھیں ان میں سے اکثر منسوخ کر دیں، نئے ٹیکس لگائے اور قرضے لئے۔ گذشتہ اٹھارہ مہینے کی مدت میں مدراس کی کانگریسی حکومت ۴ کروڑ روپیہ قرض لے چکی ہے۔ صوبے میں ہندی زبان کو زبردستی رائج کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کرمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کا استعمال برابر جاری ہے اور ناردا اسکیم نافذ کی جا رہی ہے۔"

یہ کوئی نئی باتیں نہیں وہی شکایات ہیں جو ہم ایک مدت سے اور نہایت خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ کانگریس کے خلاف پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

ان اقتباسات کو غور سے پڑھیے اور دیکھئے کہ ہم جو شکایات پیش کر چکے ہیں دونوں مذکورہ خطبات میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ انہی کا اعادہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ ہمیں بہت افسوس ہے کہ کانگریس نے مہاسبھائی استیلا سے مغلوب ہو کر اپنے وقار کو خطرے میں ڈالنے کے علاوہ ملک کے تمام بڑے بڑے طبقوں کو اپنا مخالف بنا لیا ہے۔

کانگریس نے اپنے ممبروں کی تعداد بڑھانے کے لئے ہر اس شخص کو بلا تحقیق ممبر بنانا شروع کر دیا ہے جس نے چار آنے پیسے پیش کر کے اس کی خواہش کی۔ قاعدہ ہے کہ طاقتور کے ساتھ سب ہو جاتے ہیں۔ کانگریس کی قوت بڑھتے دیکھ کر تمام غرض مند، اقتدار دوست اور شہرت پسند افراد اس میں شامل ہو گئے جنہوں نے اس چشمہ صافی کو گدلا کر دیا۔ یہ ہم ہی نہیں کہہ رہے پنڈت پرشوتم داس ٹنڈن بھی یہی فرما چکے ہیں۔ اب کانگریس کو اس کا احساس ہوا ہے تو وہ ممبروں کی تعداد گھٹنے کے خوف سے مجرمین کے خلاف بھی حرکت نہیں کرتی اور برابر بدنام ہوتی چلی جا رہی ہے۔

مسلم انڈیا کی حمایت [illegible]

[illegible] مسٹر ساورکر

کی [illegible] بھارت [illegible] ہندو [illegible] ... کا گرس [illegible] کی [illegible] ... اور ان کی خوشامد [illegible] ... خود مسٹر ساورکر نے [illegible] فرمایا کہ

مسلم لیگ [illegible] کی طرف سے [illegible] جاری ہے کہ ہندوستان [illegible] ... وہ بحد قابل مذمت اور قومیت متحدہ [illegible] میں [illegible] اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے [illegible] حصوں میں مسلمان [illegible] قائم کر کے بیرونی [illegible] کے لئے تمام ہندوستان پر تسلط قائم کرنے کی غرض سے راستہ صاف کیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد مسٹر ساورکر نے ہندوؤں سے اپیل کی اور فرمایا:

کہ وہ اٹھیں بیدار ہوں اور مسلمانوں کے ان تمام منصوبوں کو خاک [illegible] میں دفن کر دیں۔

ہمیں مسٹر ساورکر سے کوئی شکایت نہیں [illegible] ان کی [illegible] کے جواب [illegible] ہم کو کسی خامہ فرسائی کی ضرورت ہے ہمیں شکوہ ہے تو اپنی کانگریس ہی سے جس نے اتحاد [illegible] اور اتفاق [illegible] کی [illegible] ہندوستان [illegible] پہنچا دی ہیں اور جس کے کارکنوں کی طرف سے ان کا پرجوش استقبال کیا جاتا رہا ہے پچھلے دنوں جب [illegible] نے ہندوستان کا دورہ کیا تو لاہور، دہلی، ناگپور، بمبئی وغیرہ میں ان کا پرجوش استقبال کیا گیا اور کانگریسی کارکنوں اور لیڈروں نے اس میں شرکت کی اور تمام ہندو [illegible] نے بلا استثناء ان کی قربانیوں اور خدمتوں کے آگے [illegible] ہماری آنکھیں یہ دیکھ کر اندھیرا پیدا ہو جاتا ہے کہ ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں نہ صرف ڈاکٹر کھارے سابق وزیر اعظم [illegible] جیسے ہندو عمائد شریک تھے جنہوں نے سو روپیہ بطور چندہ بھی دیا۔

کانگریس سے اور کچھ نہ ہو سکے تو وہ کم از کم اشتعال انگیز طرز کی مذمت ہی کر دیا کرے ہم کانگریس پر ایک دفعہ اور یہ حقیقت واضح کر دینی چاہتے ہیں کہ اگر اس نے اپنے اندر غیر معلوم طریقہ سے داخل شدہ شر انگیز عناصر کو سر انگیزی سے نہ روکا اور ہندو تہذیب کو تمام اقوام پر زبردستی ٹھونسنے اور مسلم شعائر سے بے پرواہی برتنے کا سلسلہ اسی شان کے ساتھ قائم رہا اور ان کی شکایات کی تلافی کی طرف توجہ نہ کی گئی تو تمام مسلمان اس سے مایوس ہو جائیں گے اور اس کے لئے یہ نقصان ناقابل تلافی ہوگا۔

مسلم فرمانروائیوں کی رعایا نوازیاں

ہمیں مسلم لیگ سے اختلاف رہا ہے

لیکن چونکہ یہ اختلاف دیانتدارانہ ہے اس لئے ہم نے "مسلم انڈیا" کی تجویز بنظر استحسان دیکھا اور پورے غور و خوض اور اس کے حسن و قبح پر تامل کے بعد ہم نے اس کی حمایت شروع کر دی اس لئے نہیں کہ ہم اسے مسلم راج

کے مترادف سمجھتے ہیں بلکہ اس سے بیرونی مسلمانوں کے ہندوستان پر تسلط کا راستہ صاف [illegible] ہو جائے گا کیونکہ یہ تخیلات انہیں [illegible] ... سیاسیات [illegible] ... لیکن اس [illegible] سے ملک اور ملک کی ہر قوم برکات امن سے بہرہ حاصل ہو گا وہ آزادانہ ترقی کر سکیں گی اور باہم آویزش کے امکانات ختم ہو جائیں گے ہمیں معاف کیا جائے یہ کہتے ہیں کہ ہندو کو چونکہ صدیوں بعد اپنی حکومت کے امکانات عیاں نظر آ رہے ہیں اس لئے ان پر مسرت و حیرت نے مل کر ایک مجنونانہ جذبہ طاری کر دیا ہے اور انھوں نے منزل کے سامنے نمودار ہوتے ہی اس بیتابی کے ساتھ دوڑنا شروع کر دیا ہے کہ انہیں اس کا بھی احساس باقی نہیں رہا کہ کون لپیٹ میں آ گر گیا ہے اور کون پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔

لیکن مسلمان ابتدا سے حکومت و حکمرانی کے خوگر ہیں دنیا کے چپہ چپہ پر ان کی فرمانروائی کے تخت بچھ چکے ہیں اور اب بھی بفضلہ اسی نیلگوں آسمان کے نیچے ان کی متعدد آزاد اور طاقتور فرمانروائیاں موجود ہیں اس لئے نہ اس کے لئے کوئی نئی ہے [illegible] نہیں انھیں فرمانروائی کے اصول اور ڈھنگ یاد ہیں انہوں نے فرمانروائی کی ہے اور رعایا کے قلوب ہاتھوں میں لیکر کی ہے یہی وجہ ہے جنھیں پہلے انگلستان فرانس اور روس جلا وطن کر چکے ہیں اور اب جرمنی نے جن پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے وہ ہماری حکمرانی [illegible] برس تک چین کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے ہیں [illegible] مصر میں قبطی اتنے حقوق حاصل کئے ہوئے ہیں جتنے مسلمانوں نے [illegible] کسی اور قوم کسی غیر قوم کو نہیں دے سکی۔

آج افغانستان کے اندر سکھوں اور ہندوؤں کو جو حقوق اور جو آسائشیں حاصل ہیں جن پر ارض ہند کے یہ لوگ بھی رشک کر سکتے ہیں خود اسلامی اور ہندو ریاستوں کا فرق ہی مشاہدہ کر لیجئے جہاں اسلامی ریاستوں میں ہندو اپنے تمام مذہبی شعائر آزادانہ ادا کر سکتے ہیں اور آزاد نہ رہتے اور وسائل ملکی سے بیش از بیش نادر انبار دولت ہوتے چلے جا رہے ہیں وہاں ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور قربانی کا وجیسے مذہبی فریضہ کی ادا کاری پر انھیں سات سات سال کے لئے جیل بھیج دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے اپنے عہد حکمرانی میں کبھی کسی محکوم قوم کے احساسات مذہبی کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور نہ اس کی کلچر اور زبان اور تمدن کی پامالی کی کوئی سعی کی اسی ہندوستان میں مسلمانوں نے کم و بیش ہزار سال طنطنہ کے ساتھ حکمرانی کی لیکن ہندو کلچر ہندو زبان اور ہندو تمدن آج بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی آمد سے پیشتر تھا جس طرح آج کانگریسی صوبوں میں ہندو تمدن کو ٹھونسنے کی مجنونانہ سعی و جہد کی جا رہی ہے اگر مسلمان بھی اسی پر کاربند ہوتے تو آج اس بھارت ورش میں ہندو تمدن کا نشان کہیں ڈھونڈے بھی نہ ملتا۔ اور سہ رنگی فارسی کی زبان نظر آتی۔ مسلمانوں کی کشادہ دلی اور رواداری کا یہی ایک شاندار ثبوت ہے کہ آٹھ سو برس کے بعد بھی ملک میں ہندو زبان ہندو کلچر اور ہندو دھرم موجود ہے حالانکہ ہندوؤں نے چند ہی سال کے اندر ذرا سے اختیارات ملتے ہی دفتر کے دفتر پلٹ ڈالے ہیں ہندی کی جابرانہ ترویج

کا سلسلہ شروع کر دیا ہے ذبیحہ گاؤ پر پابندیاں عائد کرنی شروع کر دی ہیں بندے ماترم کو قومی گیت کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ دفاتر پر ترنگے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں اردو اسکول بند کئے جا رہے ہیں۔ مسجدیں زبردستی چھینی جا رہی ہیں وششنو گروپوں کے اہتمام ہو رہے ہیں مدراس میں سرکاری پوجا کرائی جا رہی ہے۔

یونیورسٹی کے نشان پر ناگ کی تصاویر چھاپی جا رہی ہیں اور ہندی تہذیب کو ہر تہذیب پر بالا کرنے اور رائج الوقت بنانے کی سعی، جہد اور تمام اقوام کو مغلوب بنا کر رکھنے کی تدابیر ہیں۔ ودیا مندر اسکیم بروئے کار لائی جا رہی ہے زمیندارے ختم کئے جا رہے ہیں۔ اور ان دنوں کے ہنگاموں کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے۔ وہ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ اگر ہندوستان کے کسی حصہ میں مسلم حکومت قائم بھی ہو جائے تو ہندو فیڈریشن کی اکثریت اسے سر اٹھانے کا موقع نہ دے۔

مسلم انڈیا کی انتہائی اہمیت

ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہندو تہذیب میں ابھی ہزاروں سال کی کہنہ اور فرسودہ تہذیب کو ہندوستان کی عالمگیر تہذیب بنانے کا ولولہ ایک بڑی لہریں مارتے ہوئے سمندر کی صورت اختیار کر چکا ہے جسے اس مشترکہ وطنی کی صورت میں گوارا نہیں کیا جا سکتا اور آئندہ چل کر شدید جھگڑا پیدا ہونے اور مقصد آزادی کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے مسلم انڈیا کی تحریک کی پرجوش حمایت شروع کر دی ہے۔

تاکہ ایک طرف برادران وطن بھی اپنے ارمان بے روک ٹوک نکال سکیں اور دوسری طرف مسلمان بھی آزادانہ ترقی کر سکیں اور یہ واضح کر سکیں کہ وہ ہندوؤں کے کتنے اچھے ہمسائے ہیں اور انہیں ترقی کا کتنا جوش ہے اس طرح جیسا کہ مسٹر ساورکر نے بتایا ہے۔ ملک میں مسلمان دو فیڈریشن قائم کرانے کے لئے سرگرم کار ہیں جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ دونوں قومیں اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوں اور امور خارجہ یعنی حصول آزادی کی سعی یا کسی آئندہ زمانہ میں بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں دونوں ہمنوا رہیں۔

رہا یہ اندیشہ کہ اس طرح دونوں میں جنگ ہوگی تو اس کا کوئی قریبی امکان نہیں اس لئے کہ جب دونوں داخلی امور میں آزاد ہوں گے اور ایک کو دوسرے کے معاملات میں مداخلت کا کوئی حق ہی نہ رہے گا تو پھر جھگڑے برپا ہی کیوں ہوں گے جھگڑے کا امکان دو فیڈریشنوں کی موجودگی میں نہیں ایک فیڈریشن کی موجودگی میں ضرور ہے اس طرح کہ اس میں قدرتاً ہندو اکثریت ہوگی جو پنجاب و بنگال وغیرہ محکوم صوبوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کریگی ان کے خلاف۔ اسی طرح مصروف ساز رہے گی جس طرح کہ اب ہے۔

مسلمان اسے کسی حالت میں بھی گوارا نہ کریں گے اس لئے ضرور خانہ جنگی برپا ہوگی اور اس طرح حکومت برطانیہ کو ہمیں نااہل قرار دیکر دیئے ہوئے حقوق بھی ہم سے چھین لینے کا ایک قوی عذر ہاتھ آ جائے گا۔ بدیں وجوہ ہمارے نزدیک دو فیڈریشنوں کا قیام ملک اور ہندو و مسلم دونوں کے لئے مفید ہے مدبرین اہل ہنود ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔

مسلم انڈیا اور بہبود ہند

مسٹر ساورکر نے یہ جو کہا ہے کہ اس تقسیم سے ہندوستان دو ٹکڑوں میں منقسم ہو جائے گا۔ ایک میں اسلامی راج ہوگا اور دوسرے میں ہندو راج اور یہ چیز قومیت متحدہ ہند کے لئے ضرر رساں ہوگی تو یہ بھی ایک توہم ہے پورپ کے بیشتر ممالک ہندوستان کے برابر ہی ہیں اگر اس میں ایک درجن سے زیادہ حکومتیں ان کی موجودگی اس کی ترقی کو نہیں روک سکی یا آئرلینڈ کی آزادی و علیحدگی کا کوئی ناخوشگوار اثر انگلستان کی طاقت پر نہیں پڑا تو ہندوستان پر کیا پڑ سکتا ہے جہاں مسلم اکثریت ایک دفعہ قائم ہو چکی تو وہ صد ہزار کوششوں کے باوجود بھی قائم رہے گی۔

پھر جب کشمیر، سندھ، بلوچستان اور سرحد کی عظیم اکثریت مسلم کو کونسی طاقت فنا کر سکتی ہے۔ وہاں جو حکومت بھی قائم ہوگی اس کے خلاف اٹھنا قدرت سے مقابلہ کرنا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک غیر فرقہ کی موجودگی ان کی دائمی غلامی کا پروانہ ثابت ہوگی اور ہندو اکثریت کی مداخلت نہ انہیں اجتماعی صورت اختیار کرنے دیگی اور نہ یہ منظم طور پر آزادانہ ترقی کر سکیں گے۔

اس پر مسلمانوں کو قدرتاً غصہ پیدا ہوگا وہ مخالفانہ اٹھ کھڑے ہوں گے تنگ آمد اور جنگ آمد کا معاملہ ہوگا صدہا جھگڑے اور فتنے پیدا ہو کر دونوں کی غلامی کی عمر دراز کر دیں گے اور کسی کے ہاتھ کچھ نہ آئیگا اور تیسری طاقت اس سے فائدہ اٹھائیگی۔ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ مسلم انڈیا کی تحریک کے مخالف اور یہ متحدہ قومیت ہند کے مقاصد کے منافی بتانے والے ساورکر یا اسی قماش اور خیال کے افراد یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان ابدالاباد تک غلامی کے اغلال و سلاسل میں جکڑا رہے اور جو اسے اب تک جکڑے ہوئے ہے اس کے ہاتھ سے جانا رہے اور فنا ہو جائے۔

ہم کہتے ہیں اور بہانگ دہل کہتے ہیں کہ ایک فیڈریشن کے قیام اور مسلم انڈیا کی مخالفت کی صورت میں یہی نتائج پیش آ کر رہیں گے۔ ہنود کا فتنہ انگیز عنصر مسلمانوں کو ضرور دبانے کی سعی کریگا اور جب مسلمان ہندوؤں کو عیش و آزادی کے ساتھ حکومت کرتے اور خود کو پریشان و سراسیمہ ہوتے دیکھیں گے تو وہ ہرگز اس صورت حالات کو گوارا نہ کریں گے۔

اس لئے ملک کی بہتری و آزادی اور خوشحالی و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ مسلم انڈیا کی تحریک کی ہمہ گیر حمایت کی جائے اور ہندوستان کی ان دونوں بڑی قوموں کو ترقی و پیش رفت کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔

وقت کی اہم ترین تحریک اور مسلم انڈیا

رہا یہ خیال کہ مسلمان اس طرح بیرونی مسلم حملہ آوروں کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں اور مسلم راج کے قیام کی آرزو انہیں چین لینے نہیں دیتی تو یہ خیال اگر آرزو تو کوئی ایسی آرزو نہیں آزادی ہر قوم کا پیدائشی حق ہے۔

اگر پاکستان میں مسلم راج قائم ہوگا تو بقیہ ہندوستان میں بھی اسی طرح ہندو راج قائم ہوگا۔ یہ جو آزادی آزادی کی رٹ ایک مدت سے کانگریس کی زبان پر ہے کیا اس کا مفہوم راج سے کوئی جداگانہ ہے اس کا مطلب تو اس کے سوا اور کچھ ہی نہیں سمجھا جا سکتا کہ ہندوؤں کی آرزو یہ ہے کہ وہ کانگریس

یہ مقصد تو [illegible] آج [illegible] نسبت [illegible] ایسا اتحاد قائم کرنا چاہتے میں [illegible] سے [illegible] لیکن [illegible] اس کا [illegible] بنانی کی کوشش [illegible]

وہ مانتے کہ [illegible] جب تک [illegible] ہندوستان کی [illegible] کے بعد [illegible] میں [illegible] یا حکومت [illegible] جمہوری طرز کی [illegible] سے [illegible] شدہ [illegible] ہوں گے جس قوم کے [illegible] کی اکثریت [illegible] ان کی [illegible] میں مسلمانوں کی [illegible] ہوگی جو [illegible] سے ہم الفاظ دیگر مسلم انڈیا [illegible] مسلمانان کو [illegible] کے [illegible] سکتے ہیں کہ تمام مسلمان [illegible] اور ہندوستان [illegible] آزادی [illegible] نہ ہو سکے۔

پاکستان [illegible] کانگریسی [illegible] مسلمانوں کی آنکھ [illegible] مگر [illegible] کی حکومت کی [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کی ترغیب [illegible] میں مسلمان [illegible] ترغیب [illegible] سے پاکستان کے مسلمان [illegible] افغانستان [illegible] گے بلکہ ہندوستان پر [illegible] ایک [illegible] سے یہ ثابت ہوتا ہے اور کسی [illegible] دیکھنے کا بھی موقع نہ دیں گے۔

[illegible] کانگریس [illegible] مسلم انڈیا کی مخالفت کرتے ہیں [illegible] انڈیپنڈنٹ [illegible] اس کی مخالفت کرتے ہوئے سامنے آتے ہیں اور [illegible] کہ موجودہ حالات [illegible] انڈیا کی [illegible] اب آزادی ہند کی مخالفت کے مترادف ہے۔

اگر کانگریس میں عقل و خرد کے [illegible] ہیں تو وہ اپنی [illegible] مسلم انڈیا کی تحریک کی حمایت شروع کریں کہ اب ہندوستان کی تمام مشکلات اور الجھنوں کا حل اسی کے قیام میں [illegible] ہے۔

سوشلسٹوں کی دانائی و بے لوثی

جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ کانگریسیوں پر جہاں [illegible] قابو پا چکے ہیں اور [illegible] ہاتھوں میں بے بس [illegible] ہے اس حالت میں ہماری نظریں بھی حضرت سوشلسٹوں کی طرف اٹھتی ہیں جو صحیح الخیال اور دوراندیش کہے [illegible] ان کا [illegible] ہے کہ ان پر کوئی [illegible] چڑھ ہی نہیں سکتا۔ [illegible] آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے دماغ سے سوچتے ہیں ملک میں ایک ہی [illegible] جماعت [illegible] ہے جس کی طرف سے مسلمانوں کے تمام معقول مطالبات کی غیر مشروط حمایت ہوتی [illegible] اور اس کی [illegible] صواب اور [illegible] سے پاک [illegible] ملک کی [illegible] اور [illegible] کا اگر کسی جماعت کو بے غرضانہ احساس ہے تو وہ یہی جماعت ہے جس میں یہ قوم کے صواب اندیش اور بے غرض [illegible] ابتدا ہی میں انہوں نے کانگریس پر زور دیا تھا کہ وہ وزارتیں قبول نہ کرے لیکن اس کی آواز کانگریسی ہجوم میں گم ہو کر رہ گئی حالانکہ یہ رائے بہت صحیح رائے تھی۔

اگر آج کانگریس میں سوشلسٹوں کی آواز موثر ہوتی تو جیسا کہ ہم اسی مضمون میں واضح کر چکے ہیں مسلمانوں اچھوتوں اور غیر برہمنوں کو ہرگز اس سے شکوے کا موقع نہ ملتا کیونکہ یہ لوگ حق پرست ہیں انصاف دوست ہیں حق شناس ہیں [illegible] کسانوں مزدوروں اور غریب [illegible] کا ہے اور دائمی [illegible] جو اپنے خون پسینہ ایک کر کے محنت سے اپنی روزی پیدا کرتے ہیں۔

نہیں چاہئے کہ وہ جلد کانگریسی مشنری پر قابض ہونے کی سعی کریں اگر انہوں نے اپنی [illegible] میں کسی ایسی سعی [illegible] سلسلہ شروع کر دیا تو عامۃ اہل ہند کی پوری امداد ان کی حمایت میں ہوگی [illegible] کانگریسی [illegible] بھی بڑھ جائیگا اور وہ اپنی [illegible] اندیشی خرد مندی اور بے لوثی کی بنا پر مسلم انڈیا کی حمایت میں کانگریس کو بھی لا کھڑا کریں گے اور [illegible] ترتیب سے قریب تر ہو جائے [illegible] موجودہ [illegible] کا [illegible] ہو جائیگا۔

کانگریسی مسلمانوں کا فریضہ اولین

ہم اصولاً مسلم لیگ کے مخالف نہیں مخالفت ہم [illegible] سے [illegible] اگر یہ انجمن کسی کارفرما [illegible] کے ہاتھوں میں ہوتی تو [illegible] منظم [illegible] اور ان میں [illegible] آگ بھڑک [illegible] پہلے [illegible] آخر [illegible] اور [illegible] موجود تھی جب کانگریسی اقتدار پورے عروج پر تھا اور مولانا محمد علی جیسے رہنما اس کے صدر بنے تھے۔

جب اس وقت [illegible] حالات [illegible] کوئی وجہ نہیں کہ آج اسے [illegible] جماعت [illegible] کیا جائے [illegible] تو اس کے [illegible] ہیں۔ اگر کانگریسی مسلمانوں کے کانوں تک ہماری [illegible] آواز پہنچ سکے تو ہم عرض کریں گے کہ وہ [illegible] انہیں اس سے علیحدگی و بیزاری کی پالیسی ترک کریں کثیر تعداد میں اس کے ممبر بن کر اس کی مشنری پر قبضہ کریں اور مسلم لیگ کے [illegible] آرام طلب اور [illegible] کو باہر نکال کر اپنی گرمی [illegible] سے اسے کانگریس کے ہم دوش بنا دیں۔

موجودہ خاموشی و علیحدگی کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کا شور برابر تقویت پذیر ہوتا چلا جا رہا ہے اور [illegible] غلط راستہ میں پڑ چکے ہیں اس سے [illegible] کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے اس پر کانگریسی مسلمانوں کے قابض ہونے ہی اس کے اندر [illegible] زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہو جائے گی یہ ایک [illegible] انجمن بن جائے گی اس وقت مسلم انڈیا کا سوال بھی پورے زور و قوت کے ساتھ اٹھایا جا سکیگا اور پھر کانگریس اس کی اہمیت محسوس کر کے اس کی ہمنوائی پر مجبور ہوگی۔

ضرورت ہے

مسلم انڈیا کے پروپگنڈے اور رائے مضبوط کرنے کے لئے ہزار ہا ممبروں کی ضرورت ہے۔ جو جو بھائی اس تحریک سے متفق ہوں۔ وہ زیادہ سے زیادہ نام و پتہ لکھ کر روانہ فرمائیں تاکہ مولوی کا پرچہ ان کو نمونہ میں بھیجا جا سکے مہربانی فرما کر اپنے قصبہ، شہر اور سر رشتہ کے پڑھے لکھے اور معتبر آدمیوں کے نام و پتہ لکھ لکھ کر روانہ فرمائیے۔ یہ بڑا اہم قومی کام ہے اسی نسبت سے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہئے۔

عبدالحمید

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب ۔ اللہ عزوجل کا فرمانا ذٰلک لمن لم یکن اہلہ حاضری المسجد الحرام (یعنی اللہ مکہ والوں کے علاوہ سب کے لئے تمتع کی اجازت دیتا ہے) اور ابو کامل نے بسند و اسطہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے متعۃ الحج کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین و انصار نے اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب لوگوں نے حج کا احرام باندھا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دو سوا اس شخص کے جس نے ہدی کی تقلید کی ہو چنانچہ ہم سب نے ایسا ہی کیا پھر ہم نے کعبہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور ہم عورتوں کے پاس گئے اور ہم نے سلے ہوئے کپڑے پہنے اور آپ نے فرمایا کہ جس نے ہدی کی تقلید کی ہو اس کے لئے احرام سے باہر ہونا جائز نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے قربانی ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے پھر ترویہ کی رات میں آپ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم لوگ حج کا احرام باندھیں چنانچہ ہم لوگوں نے حج کا احرام باندھ لیا، پھر جب ہم مناسک سے فارغ ہوئے تو ہم آئے اور ہم نے کعبہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا پس ہمارا حج پورا ہو گیا اور ہم پر قربانی واجب ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع کرے اس پر قربانی ہے (یعنی) جو قربانی میسر ہو وہ کرے، پھر جو شخص قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین دن زمانہ حج میں اور سات دن جب تم اپنے شہروں میں لوٹ کر جاؤ روزہ رکھے ایک بکری (کی قربانی) کافی ہے پس سب لوگوں نے ایک سال میں دو نسک[1] یعنی حج و عمرہ کے درمیان جمع کیا اور بیشک اللہ نے اس کو اپنی کتاب میں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نازل فرمایا ہے اور اس کو مکہ والوں کے سوا سب لوگوں کے لئے جائز کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذٰلک لمن لم یکن اہلہ حاضری المسجد الحرام اور حج کے مہینے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ ہیں شوال ذی قعدہ ذی الحجہ پس جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے اس پر قربانی یا روزے واجب ہیں اور رفث کے معنے جماع اور فسوق کے معنے گناہ کی باتیں اور جدال کے معنے جھگڑا کرنا۔

باب ۔ مکہ میں داخل ہونا دن کو مسنون ہے، یا رات کو

۱۴۵۶ ۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر ذی طوی میں رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی بعد اس کے آپ مکہ میں داخل ہو گئے اور حضرت عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب ۔ مکہ میں کس مقام میں داخل ہونا مسنون ہے)

۱۴۵۷ ۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ علیا کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور ثنیہ سفلی کی طرف سے (مکہ سے) نکلتے تھے۔

باب ۔ مکہ سے کس طرف نکلنا چاہیے۔

۱۴۵۸ ۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ علیا کے مقام کدا سے جو بطحا میں ہے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور ثنیہ سفلی کی طرف سے نکلتے تھے۔

۱۴۵۹ ۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو اس کی بلندی سے تشریف لائے اور جب چلنے لگے تو اس کی پستی سے نکلے۔

۱۴۶۰ ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کدا کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور کدی کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے۔

۱۴۶۱ ۔ عروہ اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدا کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے مکہ میں تشریف لائے ہشام کہتے ہیں عروہ دونوں طرف سے مکہ میں داخل ہوتے تھے کدا سے بھی اور کدی سے بھی اور اکثر کدی سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا۔

۱۴۶۲ ۔ عروہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدا کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے مکہ میں داخل ہوئے اور عروہ اکثر کدی کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا۔

۱۴۶۳ ۔ ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدا کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے مکہ میں داخل ہوئے اور عروہ کدا اور کدی دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے اکثر کدی کی طرف سے داخل ہوتے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا ابو عبداللہ کہتا ہے کہ کدا اور کدی دو مقاموں کا نام ہے

باب ۔ مکہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا:۔

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی وعہدنا الی ابراہیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود واذ قال ابراہیم رب اجعل ہذا بلدا امنا وارزق اہلہ من الثمرات من امن منہم باللہ والیوم الاخر قال ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

(ترجمہ) اور اے نبی وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ بنا دیا اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو یہ حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں سجدہ کرنے والوں کے لئے صاف کر دو اور جب ابراہیم نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ اے پروردگار میرے اس مقام کو ایک با امن شہر بنا دے اور

---

[1] یہ تمتع اس شخص کے لئے جائز ہے جس کے گھر والے مسجد حرام (یعنی مکہ) کے رہنے والے نہ ہوں

والے ہیں اس کے رشتہ والوں میں سے جو لوگ اسلام لاویں گے ان پر ایمان لائیں [illegible] روزہ [illegible] اور جو شخص کہ کرے گا میں اسے بہت [illegible] کا پھر اس کو [illegible] کے عذاب کی طرف کھینچوں گا اور جب ابراہیم [illegible] کی طرف دیکھیں گے بہت [illegible] متغیر رہنے کے [illegible] بالکل بھائے جائے گا کہ [illegible] قیامت [illegible] ایمان

ہے۔

[illegible] ایک [illegible] جہنم [illegible] [illegible] خلیل [illegible] فرماوے اور [illegible] تعالیٰ [illegible] الانبیاء بیان ہے۔

۱۴۶۴ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ زمانہ نبوت سے پہلے جب کعبہ کی تعمیر کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے تو حضرت عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی ازار اتار کر اپنے کندھے پر ڈال لیجئے [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازار اتاری مگر فوراً زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی رہ گئیں پھر آپ نے فرمایا کہ میری ازار مجھے دو اور اپنے بہار سے [illegible] لیا۔

۱۴۶۵ حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہاری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم کی بنیاد سے اسے چھوٹا کر دیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ اسے ابراہیم کی بنیاد کے موافق کیوں نہیں کر دیتے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر دیتا پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ حضرت عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اور ضرور سنا ہے، تو میں خیال کرتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکنوں کا استلام جو حجر اسود سے قریب ہیں صرف اسی وجہ سے ترک کر دیا تھا کہ کعبہ ابراہیم کی بنیاد کے موافق پورا نہیں بنا۔

۱۴۶۶ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رکعبہ کی، دیوار کی بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں سے ہے آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا اس سبب سے انہوں نے داخل نہیں کیا میں نے عرض کیا کہ دروازہ کی کیا کیفیت ہے کہ کیوں اس قدر اونچا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم نے اسلئے کیا کہ جسے چاہیں رکعبہ کے اندر، داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں اور اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا اور میں اس بات کا خوف نہ کرتا کہ ان کے دلوں کو برا معلوم ہوگا تو ضرور میں دیوار کو کعبہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا۔[1]

۱۴۶۷ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ ڈالتا بعد اس کے پھر اس کو ابراہیم کی بنیاد کے موافق بناتا اس لئے کہ قریش نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا ہے اور میں اس کا دروازہ پیچھے کی طرف بھی اسی طرز کے موافق بناتا۔

۱۴۶۸ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کے منہدم کر دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو پھر اس میں داخل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بنا دیتا ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیم کی بنیاد کے موافق کر دیتا پس یہی حدیث ہے جس نے ابن زبیر کو کعبہ کے منہدم کرنے پر آمادہ کیا یزید راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر کو دیکھا ہے کہ جب انہوں نے کعبہ کو گرایا اور پھر بنایا اور اس میں حجر اسود کو داخل کیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کو دیکھا ہے جیسے اونٹ کے کوہان جیسے پتھر ہیں میں نے یزید سے کہا کہ اس کا مقام کہاں تک تھا یزید نے کہا میں تمہیں ابھی دکھائے دیتا ہوں پس میں ان کے ساتھ حجر اسود کے پاس گیا تو انہوں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں تک [illegible] ہیں میں نے حجر اسود سے چھ گز یا قریب اس کے اندازہ کیا۔

باب حرم کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا قول انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الذی حرمہا ولہ کل شیء وامرت ان اکون من المسلمین اور قول اللہ تعالیٰ کا اولم نمکن لہم حرما آمنا یجبیٰ الیہ ثمرات کل شیء رزقا من لدنا ولکن اکثرہم لا یعلمون۔ حرم کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے (ترجمہ) اے نبی تم کہدو کہ مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی پرستش کروں جس نے اس شہر کو بزرگی عنایت فرمائی اور اس شہر کی کیا تخصیص ہے بلکہ ہر چیز اسی کی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہو جاؤں اور قول اللہ تعالیٰ کا کیا ہم نے ان لوگوں کو امن دینے والے حرم پر قابض نہیں کیا جہاں ہر قسم کے میوہ جات ہماری طرف سے رزق مقرر کئے گئے ہیں لائے جاتے ہیں مگر ان میں کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۱۴۶۹ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہر وہ شہر ہے کہ جس کو اللہ نے بزرگی عنایت فرمائی ہے یہاں کے کانٹے نہ توڑے جائیں اور نہ یہاں کا شکار بھگایا جائے اور یہاں کی پڑی ہوئی چیز کوئی شخص نہ اٹھائے مگر وہی جو اس کی تعریف کرے۔

باب مکے کے گھروں میں وراثت جاری ہونا اور ان کی خرید فروخت درست ہے اور لوگ مسجد میں برابر کا حق رکھتے ہیں کوئی اس کا مالک نہیں بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے اور کعبہ سے لوگوں کو روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام لوگوں کے لئے یکساں بنایا ہے وہاں کے مقیم ہوں یا مسافر اور جو شخص وہاں ظلم کرنا چاہے گا اسے ہم درد دینے والا عذاب چکھائیں گے یا مکہ کے تمام مقامات و قطعات کوئی ان کا مالک نہیں [illegible] ان میں وراثت جاری ہو سکتی ہے نہ ان کی خرید و فروخت درست ہے

[1] زمانہ جاہلیت میں بہت بڑا ثواب سمجھا جاتا تھا کہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کیا جائے اسی طرح اس کی تعمیر میں بھی برہنہ ہونا ثواب خیال کرتے تھے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ نو مسلم ضعیف الایمان تھے ان کی طرف سے ارتداد کا اندیشہ تھا جب کعبہ گرا کر از سر نو بنایا تو وہ کہتے کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ کعبہ کو منہدم کر دیا ۱۲

کتاب الفقہ

طلاق کی دوسری تقسیم

ایک تو طلاق کی تقسیم دینے کے اعتبار سے وہ تھی جس کا اوپر بیان ہوا اس کے علاوہ طلاق کی دوسری تقسیم یہ ہے کہ اس کی تین قسمیں ہیں۔ رجعی، بائن اور مغلظہ۔ ان تینوں کی علیحدہ علیحدہ تعریف اور صورت کا بیان آئندہ آرہا ہے مگر ایک بات سابقہ تقسیم کے ضمن میں یاد رکھیئے کہ مسنون اور بدعت دونوں قسم کی طلاقوں کے ایک تیسری قسم اور بھی ہے اور وہ طلاق احسن ہے وہ یہ ہے کہ مرد عورت کو اس طہر میں ایک طلاق دیدے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت کا زمانہ ختم ہو جائے۔ ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ صحابہ اس طلاق کو سب سے بہتر جانتے تھے بہ نسبت طلاق سنی کے۔

طلاق رجعی یہ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ صریح طلاق دے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے درمیان بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے۔ یعنی جس طلاق دینے کے بعد رجعت ہو سکے وہ فقط دو تک ہے دو طلاق دینے کے بعد اگر عدت کے درمیان راضی ہو جائے تو مطابق قاعدہ شرعی کے رجوع کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ طلاق کے لئے کوئی وقت معین نہ تھا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دیتا پھر اس سے رجوع کر لیتا تا وقتیکہ اس کی عدت نہ گذری ہوتی۔ اس وقت انصار میں سے ایک میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہوا۔ مرد نے کہا کہ میں تجھے ایسا کر چھوڑوں گا کہ نہ تو شوہر والی رہے گی اور نہ بے شوہر والی۔ پس اس نے اپنے اس عہد کے مطابق یہ کیا کہ اس کو طلاق دیتا جب اس کی عدت گذرنے کے قریب ہوتی تو اس سے رجوع کر لیتا اس نے چند بار ایسا ہی کیا اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:۔

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان	طلاق دو ہے پھر بطریق معروف روکنا واجب ہے یا خوبی سے رہا کرنا۔

یعنی اپنی عورتوں کو دو طلاقوں کے بعد یا تو شرعی حقوق کے ساتھ روک رکھو اور یا خوبی کے ساتھ ان کو آزاد کر دو۔ اس آیت میں باری تعالےٰ نے طلاق کو معین کر دیا ہے کہ وہ تین عدد ہیں کہ بعد تین طلاق کے رجعت نہیں اور عدد اس طلاق کے جسمیں شوہروں کو رجعت کا اختیار ہوتا ہے دو ہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ جب عورت کو ایک طلاق دی یا دو طلاق دیں تو اس کو عورت کے بارہ میں رجوع کرنے کا اختیار باقی ہے جب تک وہ عدت میں ہے پھر چاہے اصلاح کی نیت سے رجوع کرلے اور چاہے اس کو چھوڑ دے کہ اس کی عدت گذر جائے پس طلاق کے بعد وہ بائنہ ہو جائے گی۔

طلاق رجعی و بائنہ یاد رکھیئے طلاق کی باعتبار حکم دو قسمیں ہیں بائنہ اور رجعی۔ بائنہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس میں بغیر نکاح جدید کے حق رجعت باقی نہیں رہتا اور طلاق رجعی یہ ہے کہ ایام عدت گذرنے سے قبل بغیر نکاح جدید کے شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قول کو واپس لیلے اور رجوع کر لے۔ طلاق احسن جس کا بیان گذر چکا طلاق بائنہ ہوتی ہے کہ اس میں حق رجوع باقی نہیں رہتا۔ طلاق مسنون میں بھی اگر ایام عدت گذر جائیں تو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے اور ایام عدت گذرنے سے قبل تک حق رجوع باقی رہتا ہے بشرطیکہ تین طلاقیں پوری نہ ہوئی ہوں طلاق بدعت بھی طلاق بائنہ ہوتی ہے صحابہ کے فیصلوں اور متعدد روایتوں سے یہ امر ثابت ہے کہ طلاق بدعت سے عدت بالکل بائنہ ہو جاتی ہے اور حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے صرف ایک قسم ہے جس میں حق رجوع باقی رہتا ہے وہ یہ کہ مرد عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دے تو اس وقت رجوع واجب ہے پھر جس وقت عدت سے فارغ ہو اس وقت طلاق دینی چاہیے۔

رجوع کے مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیجئے اور جان لیجئے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں رجوع ہو سکتا ہے۔

(۱) جبکہ طلاق کچھ مال لیکر دی گئی ہو۔

(۲) آزاد عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں اگر تین دیدیں تو پھر رجوع اس صورت میں درست ہے کہ عورت مدخولہ ہو اور دخول تسلیم کرتی ہو اور اگر وہ مدخولہ ہونا تسلیم نہ کرے تو پھر رجوع ناجائز ہوگا۔

طلاق بائن اور طلاق مغلظہ میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ اول میں نکاح بلا حلالہ اور دوسری میں نکاح بعد حلالہ و انقضائے عدت ثانی کے کرنا چاہیئے۔

طلاق کی لفظی تقسیم

طلاق کی تقسیم باعتبار لفظ کے دو ہیں (۱) صریح اور (۲) کنایہ۔ یعنی طلاق صریح اور طلاق کنایہ۔ طلاق صریح اس وقت ہوگی جبکہ لفظ طلاق یا اس کا کوئی مشتق صیغہ استعمال کیا جائے اور طلاق کنایہ اس وقت ہوگی جبکہ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن میں طلاق اور غیر طلاق دونوں معنوں کا احتمال ہو۔ اب یہ طلاق دینے والے کی نیت پر موقوف ہے کہ وہ جس معنی کی چاہے نیت کر سکتا ہے۔

طلاق صریح کی مثالیں یہ ہیں اگر کوئی اپنی منکوحہ کو کہے کہ میں نے تم کو طلاق دی یا تو مطلقہ ہے۔ یا کہے اسے مطلقہ تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگرچہ اس کی نیت طلاق بائن کی ہو۔ یا ایک سے زیادہ طلاق کی۔ یا عام طلاق کا ارادہ ہو بلا تعداد طلاق بہرحال ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

اگر عورت کے اس عضو یا بدن کو طلاق دی جس کا اطلاق عرفاً تمام بدن پر ہو سکتا ہے مثلاً یوں کہے کہ تیری گردن پر طلاق یا تیرے سر کو طلاق یا تیرے منہ کو طلاق اور یا تیری روح کو طلاق تو ان سب صورتوں میں بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر یوں کہے کہ تیرے شکم یا پشت کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ پہلے الفاظ پر عضو کا اطلاق

تمام بدن پر ہوتا ہے اور پہلے اعضاء یعنی پشت و شکم پر تمام بدن کا اطلاق نہیں۔ مذکورہ بالا صورتوں میں اگر طلاق کی نیت کرے تو پھر تین واقع ہونگی ورنہ ایک بائن طلاق بھی جائیگی۔

طلاق کنایہ

صریح بن کنایہ کے تحت اشارہ کرنے کے ہیں اور شرع میں کنایہ وہ الفاظ ہیں جن میں طلاق کے معنے داخل نہ ہوں بلکہ ... مگر اشارۃً طلاق کے معنے نکلتے ہیں۔ یہ الفاظ تین قسم کے ہیں یا ان کے استعمال کے تین موقع و محل ہیں۔

اوّل۔ مرد و عورت کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہو بلکہ رضا مندی و خوشی کی حالت میں طلاق کنایہ کے الفاظ استعمال کرے تو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ اس میں نیت نہ پائی جائے۔

دوسرے۔ جس موقعہ پر نیت طلاق کا ذکر عورت کی طرف سے یا اور کسی جانب سے ہو۔ جب تو اس موقعہ پر الفاظ طلاق یا کنایہ استعمال کرنے سے طلاق ہو جائیگی اس صورت میں نیت دیکھنے کی ضرورت نہ ہوگی موقعہ و محل خود ہی اس امر پر شاہد ہوگا کہ نیت طلاق کی ہی تھی۔

تیسرے۔ حالت غصہ اپنی عورت کو طلاق یا کنایہ کے الفاظ سے طلاق دے تو بھی طلاق بغیر نیت کے واقع ہو جائیگی۔

اس آخری صورت سے اندازہ لگائیے کہ طلاق کا مسئلہ کتنا نازک اور اہم ہے کہ غصہ کی حالت کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اسلئے جس وقت مرد و عورت کے درمیان جھگڑا ہو تو مرد کو چاہیئے کہ وہ اس غصہ کی حالت میں بھی طلاق کا لفظ اپنی زبان پر نہ لائے۔ اس حالت میں خاص طور پر اس بات کی احتیاط رکھنی چاہیئے۔

طلاق کنائی کے الفاظ

یہ الفاظ دو قسم کے ہیں:۔ (۱) اپنی عورت کو کہے کہ تو عدت میں بیٹھ جا۔ یا اپنے رحم کو پاک کر۔ یا تو اکیلی ہے۔ ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ یعنی ان صورتوں میں بغیر تجدید نکاح کے عورت سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲) اپنی منکوحہ کو مخاطب کرکے کہے تو بائن ہے یا تو حرام ہے یا تو اپنے باپ بھائی کے پاس جا کر رہ۔ یا میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ یا میں نے تم کو جدا کیا یا میں نے تجھے آزاد کیا۔ یا تو نکل جا یا تو دور ہو جا۔ یا تجھے اپنا اختیار ہے، یا میں نے تم کو رخصت کیا۔ یا تو لڑکی ہو جا۔ یا تو دوسرے شوہر کی جستجو کر۔

ان تمام الفاظ سے اگر ایک یا دو طلاق کی نیت ہوگی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاقیں مراد ہوں گی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر طلاق صریح کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی نیت نہ کی یا طلاق بائن کی نیت کی۔ یا تین طلاقوں کی نیت کی تو ہر حال ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر یہ الفاظ کہے تو طلاق ہے تو طلاق والی ہے خاص طلاق کی، تو طلاق والی ہے کسی طلاق سے تو ان لفظوں سے ایک طلاق رجعی پڑے گی بشرطیکہ نیت کچھ نہ ہو یا نیت ایک طلاق یا دو طلاق کی کرے۔ لیکن اگر تین طلاقوں کی نیت کرے گا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اگر کسی نے کہا کہ تجھے آدھی طلاق ہے یا تہائی طلاق ہے تو ان دونوں صورتوں میں پوری طلاق پڑے گی اور دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں ہونگی اگر یوں کہا کہ یہاں سے شام تک طلاق ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہے مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر یا گھر کے اندر طلاق ہے تو یہ طلاق اسی وقت پڑ جاتی ہے مخفی نہ رہے یہاں شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئے ہے ورنہ ہر ایک شہر اور گاؤں کا یہی حکم ہے۔

طلاق کنایہ کے الفاظ کا ایک قاعدہ

طلاق کنائی کے سلسلہ میں یہ بات جاننی ضروری ہے کہ کنایات سے عورت کو طلاق نہیں پڑتی مگر نیت سے یا کسی قرینہ کے باعث اور طلاق کنائی کے الفاظ کی جو قسمیں بیان کی گئی ہیں ان کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ قسم اول کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگر ان کے سوا دوسرے کنایات کہے تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگرچہ دو کی نیت کرے کنایات میں تین طلاقوں کی نیت کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے ان کے نزدیک کنایات میں طلاق رجعی پڑتی ہے لیکن حضرت امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنے ملک میں اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہے۔

اگر شوہر نے تین بار کہا تو حیض شمار کر اور اول سے نیت طلاق کی کی اور دو باقی حیض کے شمار سے عدت مراد لی تو اس کا قول مانا جائے گا۔ اور اگر ان دو پچھلے دنوں کے شمار سے کچھ نیت نہ کی تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اگر کہا کہ تو میری بیوی نہیں یا میں تیرا خاوند نہیں اور ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائے گی۔

یاد رہے طلاق صریح، طلاق صریح اور طلاق بائن دونوں سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سے ملتی ہے نہ بائن سے مگر اس صورت میں کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو، شرط کی حالت میں بائن سے بھی مل جاتی ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی یا طلاق کنایہ سے دی پھر اس طلاق کی عدت میں دوسری طلاق صریح دی تو یہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے مل جائیگی اور اس پر دو طلاقیں واقع ہوں گی۔ اسی طرح اگر پہلے طلاق صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے مل جائیگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہ دوسری اول کے ساتھ نہ ملیگی اس لئے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہو چکی تو پھر طلاق کا محل نہ رہی ہاں اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اس کا پڑنا شرط پر موقوف ہوگا، اس سے پہلے نہ ہوگا اس لئے دوسری بھی اس اثناء میں پڑ سکتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ طلاق صریح کے بعد طلاق بائن بھی لاحق ہو سکتی ہے مثلاً کسی نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ تم کو طلاق ہے اس کے بعد کہا تو مجھ سے جدا ہے اس صورت میں دو طلاق واقع ہونگی۔ لیکن طلاق بائن کے بعد طلاق بائن واقع نہیں ہوتی مثلاً کسی نے کہا تو مجھ سے جدا ہے یا دور ہے پھر کہا تو مجھ سے جدا ہے یا دور ہے تو اس صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

تذکرۃ الصحابہ

غلامی میں پیدا ہو کر سرداری کی

حضرت بلالؓ

شانِ اسلام حضرت بلال اسلام کے وہ یگانہ روزگار فرزند جلیل ہیں جنہوں نے غلام بنکر اسلام میں آزادی کی اور جس پر پوری دنیائے اسلام ہمیشہ ناز کرتی رہی اور ناز کرتی رہے گی حضرت فاروق اعظم امیر المومنین تھے اقلیم عالم تھے مگر آپ کو آقا ہی کہکے پکارتے رہے۔ آپ کی کتاب زندگی روشن ابواب سے منور ہے دنیوی طریقہ پر نام جمع آپ کے آقا حضرت رباح آپکے باپ حمامہ آپکی والدہ تھیں۔ ارض مکہ ہی کی خاک پاک سے اٹھے۔ نسلاً حبشی نژاد تھے جیسا کہ مشہور ہے حبشیوں کی طرح بالکل سیاہ فام اور بد صورت نہ تھے گندمی رنگ تھا۔ سر کے بال بہت گھنے اور خمدار تھے قد لانبا اور جسم لاغر تھا۔ مکہ کی آب و ہوا نے چہرہ مبارک کی سیاہی دور کرکے گندم گوں بنا دیا تھا البتہ قریش کی طرح گورے چٹے نہ تھے۔ لیکن قلب تھا کہ تجلی گاہ انوار بنا ہوا تھا۔

اس وقت جبکہ ارض مکہ کی گوری چٹی اور خوبرو مخلوق کفر و ضلالت کی گھٹا ٹوپ میں بھٹک رہی تھی اور نام نہاد آقائی و ریاست کا داعیہ رکھنے والے بتوں اور بت پرستوں کے قدموں پر اپنی پیشانیاں رگڑنا اور جبیں سائی کرنا ہی شان عظمت سمجھتے تھے اس وقت بلال حبشی نژاد بلالؓ غلامی کے بندھنوں میں جکڑا ہوا بلال خدائے وحدہ لاشریک لہ کا پرستار خاص بنا ہوا اسی کے آستانہ پر اپنی پیشانی رکھے ہوئے تھا اسی کو پوجتا تھا اسی کو پکارتا تھا۔ اسی کی غلامی و عبدیت کا دم بھرتا تھا ابھی وادی بطحا میں صرف سات ہی نفوس قدسیہ قلوب انوار ربانی سے مستنیر ہوئے تھے کہ شمع توحید کی روشنی دیکھکر آپکے قلب پر بھی بجلی گری آپ بھی پروانہ وار دوڑے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر گھومنا شروع کر دیا۔

سیلابِ مظالم کا بہاؤ اس وقت کا اسلام آج جیسا فلسفی اور رسمی اسلام نہ تھا اس کے لئے نطق توحید و رسالت کا اقرار باللسان کافی کیا سب کچھ تھا۔ وہ آپنے کر لیا مگر اس کی قیمت میں آپ کو ایک بت کے لئے اپنی تمام آسائشیں اور سکون قربان کر دینا پڑا۔ حضرت بلال کی حیثیت ایک غلام ہی کی حیثیت تھی جن کی آواز سننے والا اس فلک نیلی فام کے نیچے اور کوئی نہ تھا کوئی ظلم و جور ایسا نہ تھا جو آپ کو راہ حق سے ہٹانے کے لئے روا نہ رکھا گیا ہو جلتے ہوئے سنگریزوں پر لٹائے گئے تپتی ہوئی ریگ پر ڈالے گئے۔ سڑکوں پر گلوئے مبارک میں رسیاں ڈال کر گھسیٹے گئے۔ بری طرح زد و کوب کئے گئے یوں تو آپ کمزور تھے کوئی فریاد سننے والا نہ تھا جو چاہتا تھا آپ کو ستا لیتا تھا ہر شخص آپ کو دکھ دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔ لیکن امیہ بن خلف آپ کی اذیت دہی میں پیش پیش تھا بدبخت ہر روز نئے آئین اذیت تلاش کرتا کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھا دیتا کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر مارتا۔ ابو قیس آپ کو تپتے ہوئے سنگریزوں پر اوندھا لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیتا اور جب دیکھتا کہ تمازت آفتاب آپ کو جیتا جب مار رہی ہے تو کہتا اے بلال! اب بھی محمدؐ کے خدا کو پوجنے سے باز آ۔ ان کا مار نہ ملے لیکن آپ کی زبان سے احد احد ہی نکلتا رہتا لونڈے گلے میں رسی ڈال کر شہر میں گھسیٹتے پھرتے مگر زبان مبارک پر احد احد ہی ہوتا۔

غرض آپ نے صرف توحید پرستی کے جرم میں نہایت روح فرسا اور رقت انگیز مظالم پوری استقلال و استقامت کے ساتھ برداشت کئے یہ آپ ہی کا حوصلہ اور قوت ایمانی تھی کہ جنبش نہ ہوئی اس زمانہ کے مسلمان تو بے حقیقت نفع و نقصان کے لئے بھی ایمان کی پرواہ نہیں کرتے اور آج اگر ان مظالم کے ہزارویں حصہ سے بھی کسی مسلمان کو دوچار ہونا پڑے تو شاید کچھ دیر بھی اس کا حریف بن سکے حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں بہترین و برترین متاع ایمان ہے نہ اس لذت جنہیں تھے اس لئے سر پہاڑ سے بھی چلتے تھے تو پرواہ نہ کرتے تھے۔

منصبِ موذنی پر تقرر ایک روز حضرت صدیق اکبر اس طرف سے گزرے اور ایک رقم خطیر دیکر آپ کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے اور حضور نبی کریم نے ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمن خثعمیؓ سے سلسلہ مواخات قائم کرا دیا دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت تھی اور آخر وقت تک عزیزانہ تعلقات قائم رہے جب مدینہ منورہ میں پہلی مرتبہ مسجد تعمیر ہوئی اور نماز پنجگانہ کے اعلان کے لئے اذان کا طریقہ وضع کیا تو حضور نبی کریم نے آپ ہی کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت بلال کے قلب پر انوار میں پوری صلاحیت و استعداد موجود تھی اور باطنی کمالات حاصل کر چکے تھے اس لئے آواز میں بہت درد اور بہت دلکشی تھی جب بلند آواز سے اذان دیتے تھے تو پہلو میں دل بے چین ہو جاتے تھے۔ عورتیں شبستان حرم، مرد اپنا کاروبار اور بچے کھیل کود چھوڑ کر ایک والہانہ وارفتگی کے ساتھ ارد گرد جمع ہو جاتے تھے اور سب پر ایک بیخودی طاری ہو جاتی تھی سفر و حضر میں آپ ہی اذان دیا کرتے تھے حضور نبی کریم کے بعد آپنے اذان ترک کر دی تھی لیکن جب آخری دفعہ فلسطین میں اذان دلی ہے تو سب کی آنکھیں پرنم تھیں۔

مجاہدانہ جوش و شجاعت حضور نبی کریم کی تعلیم نے انسانوں میں کچھ ایسی روح پھونک دی تھی کہ بندے آقا اور بزدل شیر غراں کمزور قوی اور پست طبیعت اولو العزم بن گئے حضرت بلال کی کیا حیثیت تھی تلوار اٹھانا تو ایک طرف کبھی سر اٹھانے کا بھی یارا نہ تھا لیکن اسلام نے وہ شجاعت پیدا کر دی کہ غزوات میں پوری صولت و شجاعت کیساتھ لڑے اور غزوۂ بدر میں سب سے بڑے دشمن اسلام امیہ بن خلف کو جو بہادر بھی تھا

سردار بھی تھا آپ کا آقا بھی رہ چکا تھا اور جب آپ [illegible] ارسانی میں [illegible]
وقت عہد اٹھایا تھا [illegible] تلوار سے [illegible] کیا۔
تمام غزوات میں آپ نے [illegible] اور کعبہ شریف کی چھت پر
کھڑے ہو کر [illegible] آپ [illegible]
آپ [illegible] اس کی فضا میں [illegible]
آپ ہی کا نغمہ توحید [illegible]

حضرت صدیق اکبرؓ کی احسان شناسی

[illegible] اور عاشقانہ [illegible] جب آپ نے حضرت
صدیق اکبر سے عرض کی کہ آپ میرے محسن ہیں [illegible] آپ نے
مجھے [illegible] خدا کے لئے آزاد [illegible] اور انہیں [illegible]
پڑا ہے [illegible] آپ نے [illegible] زندگی کے
آخری [illegible] صدیق اکبر [illegible]
ہو گئے ہیں [illegible] کی راہ [illegible]
رسول کریم نے [illegible] مفارقت [illegible]
اور دوسرے الفاظ [illegible] اور عہد صدیقی کے
جہاد میں شریک ہوئے۔

فضائے بیت المقدس میں عندلیب توحید کا نغمہ

حضرت بلالؓ کی ذات [illegible] انداز [illegible] کشش کی [illegible]
صدیق اکبرؓ نے تو اپنے سے جدا ہونے ہی نہ دیا تھا حضرت فاروق اعظمؓ نے
بھی مسند خلافت پر قدم رکھا اور آپ نے [illegible] جہاد [illegible] کی
کی تو انہوں نے بھی [illegible] لیکن اس مرتبہ آپ کا [illegible]
اتنا بڑھا ہوا کہ حضرت فاروق اعظم مجبور ہو گئے اور اجازت دیدی اور [illegible] شام
پہنچ گئے۔
کئی برس جہاد میں مصروف رہے اور بڑے زور و شور کے ساتھ جہاد کیے
سنہ ۱۶ھ میں جب حضرت فاروق اعظم شام تشریف لے گئے ہیں تو [illegible]
سے آپ بھی ساتھ ہو گئے اور اس سیاحت میں ساتھ ہی رہے۔ بیت المقدس
میں پہنچے تو حضرت فاروق اعظم نے آپ کو اذان دینے کا حکم دیا عرض کی میں
عہد کر چکا تھا کہ وفات نبوی کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دونگا لیکن آج
میں آپ کی یہ خواہش ضرور پوری کرونگا۔
یہ کہکر یہ عندلیب کو حید توحید نغمہ سرا ہوا اور اپنی بلند اور پرکشش اور موثر
آواز میں جو اذان دی ہے تو ایک سماں بندھ گیا صحابہ کرام بیتاب ہو گئے
عہد رسالت کا نقشہ سامنے آ گیا سب کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے حضرات
ابو عبیدہؓ اور معاذ بہت روئے اور حضرت فاروق اعظم کی تو ہچکی بندھ گئی۔

شام میں توطن اور رشتہ ازدواج

حضرت بلالؓ نے حضرت فاروق اعظم سے استدعا کی
کہ مجھے اور میرے اسلامی بھائی حضرت ابو رویحہ کو اسی سرزمین میں توطن اختیار
کرنے کی اجازت دی جائے اجازت ملنے پر دونوں نے قصبہ خولان میں اقامت
اختیار کرلی حضرت ابو درداء انصاری پہلے سے یہاں آباد تھے ایک خاندان سے
آپ نے کہا۔
[illegible] آپ کو علم ہے کہ میں حبشی بھی ہوں حبشی زادہ بھی ہوں۔ غلام بھی رہ چکا ہوں
[illegible] بھی [illegible] ہم دونوں کافر و گمراہ تھے ہدایت ربانی سے دونوں کو اسلام
کی توفیق [illegible] دونوں غلامی کے بند مضبوط سے بھی آزاد ہو گئے اللہ تعالیٰ
[illegible] ہم دونوں آپ کے خاندان سے رشتہ
[illegible] کرنا چاہتے ہیں [illegible] گے تو خدا کا شکر ادا کریں گے
[illegible] کوئی شکوہ نہ ہوگا۔
حضرت ابو درداء بڑے معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے اور بہت بڑے
[illegible] بزرگ بھی تھے جانتے تھے کہ اسلام نے تمام نسلی امتیاز مٹا دیئے ہیں
بخوشی یہ درخواست منظور کرلی اور نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ اپنی دونوں
لڑکیوں کو ان دونوں بھائیوں سے بیاہ دیا" اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹

زیارت رسول کا عاشقانہ منظر

بتایا جا چکا ہے کہ باطنی حیثیت سے حضرت بلال
کی [illegible] نے اہلیت پا کر ابتدا ہی سے آپ کی باطنی
تربیت شروع کر کے آپ کو منتہائے کمال پر پہنچا دیا تھا قلب عشق حقیقی سے
[illegible] محبت [illegible] ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کی آواز [illegible] اور اذان
اس سوز عشق کے ساتھ کہتے تھے کہ سننے والے [illegible] ہو جاتے تھے
ایک وقت تک آپ [illegible] کے سبزہ زاروں میں ذاکر و شاغل رہے، ایک رات
خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم فرما رہے ہیں کہ بلال مدینہ منورہ آکر ہماری
زیارت کرو [illegible] جو کبھی تو سینہ میں ایک آگ تھی مشتعل ہو گئی قلب کی گہرائیوں میں
[illegible] اٹھے رہے مجھے رخت سفر باندھا اور اسی وقت عازم مدینہ
ہوئے اس شان سے کہ دونوں آنکھیں [illegible] بہی ہوئی تھیں اور قلب
[illegible] کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے تھے۔
عاشق رسول کے محبت کی آتش بے دود نے سب کچھ پھونک کر رکھ دیا تھا
روضہ مبارک پر پہنچتے پہنچتے گر پڑے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے
عجب بیخودی و اضطراب کا عالم تھا۔ جگر گوشگان نبوت حضرات حسن و حسین
سامنے آ گئے لپٹ گئے وہ بھی [illegible] تھے جانتے تھے اذان کی خواہش
کر دی مجبور ہو گئے صبح کا وقت تھا مسجد نبوی کے بام رفیع پر ایستادہ ہو کر
اذان جو دی ہے اور نعرہ تکبیر جو بلند کیا ہے تو پوری فضا میں گونج اٹھیں
در و بام پر ایک کیفیت طاری ہو گئی [illegible] اشہد ان محمد الرسول اللہ کے نعرہ
کا بلند ہونا تھا کہ ایک شور پڑ گیا اور عورتیں تک تڑپ کر اور بیقرار ہو کر پردہ
سے باہر نکل آئیں ہر آنکھ پرنم اور ہر قلب دو نیم اور ہر انسان اپنی جگہ بیتاب
تھا۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ مدینہ کی پر بہار فضا نے اتنا موثر نظارہ کبھی نہ
دیکھا تھا آخر ساٹھ برس کی عمر میں [illegible] رہگذائے عالم بقا ہوئے جسد اطہر
باب الصغیر کے قریب دمشق میں مدفون ہے۔

روحانی عظمت و کمال

آپ نے حضور نبی کریم کی خدمت کو مقصد
حیات بنا لیا تھا ہمہ وقت بارگاہ نبوی
میں حاضر رہتے تھے جہاں تشریف لیجاتے آپ ساتھ ہوتے، کاشانہ نبوت

کا انتظام بھی آپ ہی کے سپرد تھا بہت اقدس کی زندگی تھی پھر بھی جو میسر ہو جاتا اس میں سے ایک حصہ بچا کر حضور کے لئے ضرور رکھ لیتے تھے سبھی زندگی کے موذن خاص کی حیثیت سے زیادہ وقت حضوری ہی میں گذرتا تھا اس صحبت و قربت نے باطنی رتبہ بہت بلند کر دیا تھا اور روحانی فیض حاصل کرنے کا بہت کافی موقعہ ملا تھا عہد رسالت ہی تو صرف عبادت اور مراقبہ و مشاہدہ ہی مشغل خاص رہا پوری پوری راتیں عبادت و مراقبہ میں گذار دیتے تھے ایمان کو تمام اعمال حسنہ کی بنا اور اساس سمجھتے تھے۔

اخلاقی مذہبی اور روحانی مرتبہ بہت بلند تھا آج کوئی کچھ ہی سمجھے لیکن آپ کے باطنی کمالات اور روحانی عظمت ہی تھی کہ جانشین رسول حضرت صدیق اکبر نے خدا کا واسطہ دیکر آپ کو مدینہ ہی میں رکھا اور حضرت فاروق اعظم فرمایا کرتے تھے ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے سردار بلال کو آزاد کیا تھا متعدد شادیاں ہوئیں جن میں سے بعض تو عرب کے نہایت شریف اور معزز گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں لیکن کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

امتیازی خصوصیت

حضرت بلال کی زندگی میں یہ پہلو ہر مسلمان کے لئے درس بصیرت اور قابل تقلید ہے کہ آپ نے ایک غلام کے حقیر غلامی کی حیثیت سے پیدا ہو کر صرف یہ کہ شرف قبول عنہ اسلام حاصل کیا بلکہ پیشوائی اسلام میں حضرت اس دیانت اور سے سرداری کا شرف حاصل کر لیا مسلمان تو بہت ہیں ہوئے مگر بلال کا مرتبہ بہت کم بزرگ حاصل کر سکے۔ انتہائی شدید و عبرتناک مظالم و مصائب پر حیرت انگیز استقلال و استقامت کے ساتھ برداشت کئے اس کے ساتھ نہ صرف نبوت بلکہ ایک طرف روحانی عظمت پیدا کی اور دوسری طرف انسانی فضائل سے بہرہ مند ہوگئے ہمہ گیر عزت و اعزاز کے باوجود تواضع و خاکساری کا یہ عالم تھا کہ جب لوگ آپ کے فضائل کا تذکرہ کرتے تو فرماتے میں صرف ایک حبشی ہوں جو کل تک معمولی غلام تھا۔ بلال غلام پیدا ہوئے اور آقا بنکر دنیا سے رخصت ہوئے یہ ہے ذاتی و اخلاقی محاسن کا کرشمہ۔

تذکرۃ الاولیاء

سید شاہ بڑے صاحب دہلوی

شاہی حکم پر گرفتاری

حضرت سید شاہ بڑے صاحب دہلی مشہور اولیائے امت میں ہیں قادری سلسلہ کے چشم و چراغ تھے سلطان محمد شاہ کے عہد میں آپ کا بہت شہرہ تھا اور اسی عہد میں آپ کی … آپ … دہلی … میں … معلوم … کرامت … سلسلہ … مرید تھے۔ سلطان محمد شاہ کو کسی کامل درویش صاحب کمالات کی تلاش تھی اور اسی لئے اس نے ایک روز یہ حکم صادر کر دیا کہ دہلی اور گرد و نواح دہلی میں جو درویش و فقیر آئے اسے گرفتار کر کے جیلخانہ میں … چنانچہ بہت سے فقراء گرفتار ہو کر جیلخانہ پہنچ گئے اور دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا۔ لوگ اس حکم کے مخالف تھے لیکن شاہی حکم تھا کسی کی مجال نہ تھی جو اس کے خلاف آواز اٹھا سکتا اسی دوران میں آپ بھی کہیں سے تشریف لے آئے … پولیس کا … آپ کو دیکھ کر کہا کہ بادشاہ نے فقرا کی عام گرفتاری کا حکم دے رکھا ہے آپ یہاں سے چلے جائیے … آپ نے جواب میں فرمایا کہ آخر میں نے کیا جرم کیا ہے جو کوئی مجھے گرفتار کرے گا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راستے میں اور سپاہی آ گئے اور آتے ہی انہوں نے آپ کو گرفتار کر لیا … ڈال کر آپ کو کوتوالی لے گئے۔ کوتوال نے شاہی حکم کی تعمیل میں … سامنے انہیں پیش کر کے … لیکر جیلخانے چلا گیا صرف گرفتاری ہی کا حکم نہ تھا بلکہ گرفتار شدوں پر سختی اور تشدد بھی کیا جاتا تھا اور … کیا جاتا تھا۔

جیلخانہ کی تمام چکیاں خود بخود چلنے لگیں

جب آپ جیلخانے کے اندر پہنچے تو داروغہ جیلخانہ نے حکم دیا کہ چکی کو اور یہ غلہ پیسو اور چکی کی کوٹھری میں بند کر دیا۔ آپ نے کوٹھری میں بند ہو کر چکی کی طرف ایک نظر جو ڈالی ہے تو وہ خود بخود چلنے لگی برابر کیا ہوا غلہ آپ سے آپ اندر پڑنے لگا اور آٹا پس پس کر جمع ہونے لگا اور آپ خود عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے چونکہ یہ بھی حکم تھا کہ ہر فقیر کی نگرانی لمحہ بہ لمحہ کی جائے اور جو حالت رونما ہو اس سے مطلع کیا جائے فوراً جیل کے اندر اس کا شہرہ ہو گیا اور فقراء بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم لوگ بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں اور بے جرم و قصور اس بلا میں گرفتار ہوئے ہم کہاں تک چکیاں پیسیں خدا کے لئے ہمیں اس مصیبت سے رہائی دلوائیے۔ آپ نے جیلخانے کی تمام چکیوں کو حکم دیا کہ اللہ کے حکم سے چلو آٹا پیسو اور فقرا کو تکلیف مت دو ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ تمام چکیاں چلنے لگیں اور آٹا پسنے لگا داروغہ جیل کو فوراً مطلع کیا گیا وہ بھی یہ حالت دیکھ کر متحیر ہوا اور سمجھا کہ اسے حکم تھا وہ گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً دربار شاہی میں پہنچا اور محمد شاہ سے عرض کی کہ حضور! آج جیلخانہ کے اندر ایک بڑا کمال پیش آیا ہے۔

ایک فقیر کوٹھری میں بند کیا گیا تو اس کی چکی تو خود بخود چلنے لگی اور وہ خود ایک گوشے میں مصروف عبادت ہو گیا یہ سنکر اور فقراء مستمندانہ ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے تمام چکیوں کو چلنے کا حکم دیا اب یہ حالت ہے کہ کوئی فقیر چکی … کے اندر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور تمام چکیاں خود بخود چل رہی ہیں اور جیلخانے کے اندر چکیوں میں ایک شور برپا ہے۔

محمد شاہ بادشاہ کا اظہار عقیدت و نیاز

محمد شاہ تو خدا سے یہی چاہتا تھا اس کی آرزو ہی یہی تھی سنتے ہی اچھل پڑا بہت مسرور و مبتہج ہوا اور اسی وقت ہوادار پر سوار ہو کر جیلخانے پہنچا آپ عبادت میں مشغول تھے محمد شاہ سامنے جا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا کچھ دیر کے بعد آنکھ جو کھولی تو محمد شاہ قدموں پر گرا اور عرض کی کہ پہلے تو میں آپ سے اس گستاخی کی معافی مانگتا ہوں جو مجھ سے آپ کی قید و بند کی صورت میں ظاہر ہوئی لیکن اس سے اور اس حکم سے میرا مقصد … اور صرف یہ تھا کہ مجھے کوئی کامل درویش ملے اللہ تعالے نے آج میری یہ آرزو پوری کی اور میں اپنی مراد کو پہنچ گیا اور آپ مل گئے تو سب مل گیا۔

محمد شاہ کے اشارہ کرتے ہی سواریاں تیار ہو گئیں تمام درویش آزاد کر کے ان میں بٹھا دیئے گئے اور بہت سا زر نقد دیکر انہیں رخصت کر دیا آپکو ساتھ لیکر محل میں پہنچا اور آپ کے آرام و آسائش کے ساتھ رہنے کا بندوبست کر دیا اور خود خدمت میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دن کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں محمد شاہ نے فرمایا میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ آپ میرے پاس ہی رہیں اور جہاں فرمائیں آپ کے لئے خانقاہ تیار کرا دی جائے۔ فرمایا تو اچھا چلکر پکی اینٹیں منگا اور انہیں کشتی میں رکھکر ساتھ لے دوسری کشتی میں تو اور میں بیٹھکر دریا کی سیر کریں گے وہاں کیا دیر تھی آن کی آن میں دونوں کشتی میں بیٹھکر جمنا کی سیر کرنے لگے جب کشتی عین وسط دریا میں پہنچی آپ نے وہ سب کی سب اینٹیں دریا میں چھوڑ دیں اور فرمایا جہاں یہ اینٹیں پڑی ہیں وہیں ہمارا تکیہ ہوگا۔ پانی بہت تھا اینٹوں کی تلاش ہوتی کیونکر بالآخر آپ کی کرامت و تصرف سے جمنا کا پانی خود ہٹ گیا اور آپ کشتی کو برابر لیجا کے اترے اور وہیں بیٹھ گئے۔

دریائے جمن کے وسط میں تعمیر خانقاہ

اسی خشک جگہ پر بادشاہ کے حکم سے آپ کی خانقاہ تعمیر کرائی گئی گویا آپ کی خانقاہ عین وسط جمنا میں تعمیر ہوئی۔ وسط دریا خانقاہ کا تعمیر ہونا پانی کا خود بخود ہٹ جانا اور اس کا خانقاہ تک نہ پہنچنا ایک بین و … اور ایسی کرامت تھی جس کا شہرہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا شہر بھر میں چرچے ہونے لگے تعمیر خانقاہ کے دوران میں بکثرت مخلوق لب دریا موجود رہتی اور تماشا

دیکھتی رہتی جب خانقاہ تیار ہوگئی اور آپ اس میں متمکن ہوگئے تو ایک مخلوق تھی جو چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی، طولانی چار دیواری بنی ہوئی جس وقت آدمیوں سے بھری ہوئی کشتیاں دریا میں تیرتی اور گشت لگاتی نظر آتی رہتی تھیں ہزاروں انسانوں کا اجتماع خانقاہ میں رہتا۔ محمد شاہ بادشاہ خود برابر حاضر ہوتا رہتا اور امراء و رؤساء اور تمام شہزادے حاضر ہوتے رہتے حاجتمندوں کی بھیڑ ہوتی آپ سے مسلسل کرامات صادر ہوتی رہتیں اور مخلوق خدا کے ہزاروں کام نکلتے جمنا میں بڑی طغیانیاں آئیں مگر ہجوم کبھی کم نہ ہوا اور پانی کے زور سے خانقاہ کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ اس میں کوئی ڈوبا چونکہ فقراء کا بھی ہجوم رہنے لگا تھا اس لئے آپ نے لنگر خانہ بھی جاری کر دیا تھا اور مریدین کی تربیت و تعلیم کا بھی انتظام کر دیا گیا تھا اس کی قدرت نظر آتی تھی جب دریا طغیانی اور جوش پر ہوتا تھا کہ اندر چراغ ہی چراغ نظر آتے تھے۔ وسط دریا میں جمنا کے بیچوں بیچ ہزاروں آدمی مقیم اور مصروف عبادت نظر آتے تھے۔ دریا کی لہریں شور کرتی رہتی تھیں اور اندر دیوانوں اور فقراء کے لئے کھانا تیار ہو رہا ہوتا تھا۔

آپ کا مزار بھی وہیں بنا اور آج تک اس سے کرامات کا صدور اسی شان کے ساتھ جاری ہے۔ بڑی بڑی طغیانیوں میں پانی خانقاہ پر نہیں چڑھا مگر بند کے سامنے وسط دریا میں عمارت موجود ہے اس وقت ہندوستان بھر میں آپ کی کرامت اور آپ کی خانقاہ کا شہرہ تھا اور ہر طبقہ و خیال کے لوگ اسے دیکھنے آتے رہتے تھے۔

جواہرات کی صندوقچی کا دلچسپ منظر

آپ کے سجادہ نشین خلیفہ میاں قادر بخش مجذوب تھے ان کی عجیب حالت تھی دن بھر تمام شہر میں گھومتے پھرتے تھے جس کے گھر میں دل چاہتا گھس جاتے اور جو چیز چاہتا اٹھا کر لیجاتے گھروں میں گھس کر خود ہی روٹی کھا لیتے کوئی انہیں منع نہ کرتا۔ ایک روز آپ ایک جوہری کے گھر میں گھس گئے اور ایک صندوقچی اٹھا لائے۔ اس وقت تو کس کی مجال تھی جو آپ کو روکتا یا منع کرتا کیونکہ آپ کا یہ ہمیشہ دستور تھا کہ ایک گھر سے چیز اٹھائی اور جسے چاہا دیدی۔ صندوقچی میں تھے قیمتی جواہرات جوہری گونہ پریشان ہوا۔ آپ تو اسی وقت گوجروں کو بلا لائے جو اصرار کرنے لگے کہ یہ صندوقچی ہمیں دیدیجئے ادھر یہ جوہری سنبھالی لیکر حاضر ہوا اور گوجروں کا اصرار دیکھکر بہت پریشان ہوا۔

آپ نے فرمایا تم اصرار کرتے ہو تو جھونپڑی کے اندر جاکر دیکھ لو ڈھونڈھ لو میں نے تو اپنی صندوقچی کوٹھری کے اندر رکھدی ہے گوجروں نے بہت تلاش کی بہت دیکھا مگر انہیں کہیں نہیں ملی مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ جھونپڑی کے باہر بیٹھے ہوئے تھے جوہری سے کہا اچھا بھائی چیز تیری ہے دوسروں کو نہیں مل سکتی تو اندر جاؤ اپنی صندوقچی لیلے چنانچہ جوہری جو اندر گیا تو اسے اپنی صندوقچی سامنے ہی رکھی نظر آئی اٹھائی اور لیکر باہر آیا یہ کرامت دیکھکر تمام وہ لوگ جو ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے متحیر رہ گئے انہوں نے وہ سنبھالی جو جوہری لایا تھا ان گوجروں کو دی اور کہا جاؤ یہ چیز تمہاری قسمت کی نہ تھی جوہری اپنی صندوقچی لیکر خوشی خوشی چلا گیا اسی طرح گھومتے پھرتے ہوئے ایک روز ناظر قلعہ کے گھر میں پہنچ گئے اس کا دوشالہ اٹھا لائے اور قلعہ کے باہر آکر اس میں پتھر رکھے سب ہنستے رہے کسی نے بھی کچھ نہ کہا اور قیمتی دوشالہ خراب ہوگیا پھر بھی نہیں آپ شمرو کی بیگم کے باغ میں گئے اور وہاں سے ایک نہایت کالا سانپ پکڑ کر لائے اس سانپ سے اس گٹھری کو باندھا اور اس کا پھن اپنے منہ میں لیکر گٹھری دی اور شاہراہ عام پر رکھدیا اور کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے جس کا جی چاہے اس گٹھری کو لیلے

دوشالہ بہت قیمتی تھا جو سنتا اس کا دل للچاتا لیکن چونکہ آپ نے یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ سانپ کو کوئی نہ مارے اس لئے جان کے خوف سے کوئی قریب نہ گیا دور دور سے کھڑے دیکھتے رہے جب کسی نے وہ گٹھری نہ اٹھائی تو آپ خود آگے بڑھے اور سر پر رکھکر پرانے کوٹلے کی طرف چل دئے حریص اور لالچی لوگ اس خیال سے آپکے پیچھے ہو لئے کہ شاید آپ کہیں پھینکیں رکھیں جب آپ فیروز شاہ کوٹلہ میں جا کر گٹھری پھینکدی اور اپنی جھونپڑی کی طرف چلے آئے لوگوں نے بہتیرا ڈھونڈا لیکن اس گٹھری کا پتہ کہیں نہ چلا۔ لوگوں نے پوچھا شاہ صاحب وہ گٹھری کیسے رہ گئے کہا کہ دوشالہ تو بہت بیش قیمت تھا [illegible] دوشالہ کی [illegible] جو تم نے باندھے تھے وہ سب سونے کے ہوگئے تھے جہاں کسی نے اسے لیا نہیں اس لئے [illegible] سے اٹھا کر لے گئے۔ چونکہ جس کے گھر جاتے تھے برکت ہوتی تھی اور جس کا قیمتی قیمتی چیز اٹھا کر لاتے تھے اتنی ہی سعادت میں اسے سمجھتی تھیں یا پھر وہ نقصان میں رہتا تھا کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی تھیں اور اکثر دریا سے اس طرح گذر جاتے تھے کہ تلوے بھی تر نہ ہوتے تھے اس لئے لوگ ان کا بڑا ادب و احترام کرتے اور ان کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے۔

بہادر شاہ ظفر کی عقیدت

امراء اور شہزادے سب ان کی عزت کرتے تھے بہادر شاہ بزرگ تھے باقاعدہ مرید کرتے تھے ان کے وصال کے بعد میاں مہدی علی شاہ خلیفہ سجادہ نشین ہوئے یہ اپنے مرشد کے آئین و عمل کے خلاف سلوک و روش میں رہتے تھے مگر تصرفات ان کے بھی علانیہ تھے ایک دفعہ کچھ لوگ مل کر آپ کے تکیے میں آئے اور باہم مشورہ کیا اس وقت شاہ بڑے صاحب تکیہ میں بیٹھے ہیں اگر مہدی علی شاہ کامل بزرگ ہیں تو ہم میں سے جو جس کھانے کی خواہش اپنے دل میں لیکر جائیگا وہی کھانا اس سے پوچھے اور اس کے کچھ کہے بغیر اسے کھلائیں گے چنانچہ ہر ایک نے اپنے دل میں ایک ایک کھانا مقرر کر لیا یہ سب لوگ تکیے میں پہنچے آپ ان سب کے ساتھ نہایت خلق و مہربانی سے پیش آئے۔

انہیں ملے ہوئے ابھی چند لمحے ہی گذرے تھے کہ چند شاہی خوان لئے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بادشاہ نے آپکے لئے یہ کھانا بھیجا ہے آپنے فرمایا لو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ضیافت کا سامان کر دیا کھاؤ۔ انہوں نے عذر کیا کہ ہمیں معاف فرمایا جائے آپ مسکرائے اور تامل کی وجہ پوچھی اور فرمایا جو تم راستے میں سوچکر آئے تھے وہاں میں وہی سب کچھ موجود ہے چنانچہ آپنے ہر ایک کی خواہش کے مطابق اس کا پسندیدہ کھانا خوان سے اٹھا اٹھا کر اسے دینا شروع کیا چنانچہ مجبور ہو گئے سب نے شرمندہ ہو کر معافی مانگی بادشاہ برابر آپکی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ایک دفعہ بادشاہ آپکے تکیے میں آپکے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور تمام جلوس و سواری زیر تکیہ حاضر تھا کہ اسی اثنا میں اپلوں کی چند گاڑیاں ادھر سے گذریں آپ دیکھکر اٹھے اور اپنے داہوں سے اپلے اور کچھ کوڑیاں لیکر پھر وہیں آ بیٹھے آپکا یہ دستور تھا کہ جو لوگ اپلے لیکر ادھر سے گذرتے تو آپ ہر ایک سے فی بار چار کوڑیاں اور پانچ اپلے تکیہ کے حق کے وصول کرتے غدر سے چند ہی سال پیشتر آپ کا انتقال ہوا۔ اپنے عہد میں مرجع خلائق تھے۔

تاریخ اسلام

(سلسلہ گذشتہ)

ایرانی حد سے زیادہ مشتبہ و فکرمند تھے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کے آرزو مند تھے مگر ایران کو اندرونی جھگڑوں سے فرصت ہی نہ تھی جو عرب کی طرف متوجہ ہوتے منافقین مدینہ اور یہود ان مدینہ بھی اچھی طرح سے واقف تھے کہ ایرانی مسلمانوں کے دشمن ہیں اس لئے وہ بار بار اپنے ایلچیوں کے ذریعہ ایرانیوں کو ابھارتے تھے کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہوں مگر قدرت کو منظور نہ تھا اس لئے منافقین کی دال نہ گلی البتہ منافقین مدینہ رومیوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے میں کامیاب ہو گئے کیونکہ بہت سے عربی عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے جو عرب مستنصرہ کے نام سے مشہور تھے اور عرب مستنصرہ اور ہرقل میں دوستانہ تعلقات تھے اور وہ مذہب کے اشتراک کی وجہ سے مجبور تھے کہ ایک دوسرے کی حمایت و حفاظت کریں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہوں چنانچہ منافقوں اور یہودیوں کی ریشہ دوانیوں نے ہرقل کو مسلمانوں کی تباہی اور بیخ کنی پر آمادہ و مستعد کر دیا۔

رومیوں کی اسلام دشمنی کے مظاہر

رومیوں اور مسلمانوں کی آویزش خود رومیوں کی پیدا کردہ تھی یعنی رومیوں ہی نے مسلمانوں کو مجبور کیا تھا کہ وہ رومیوں کی طرف متوجہ ہوں اور اسلامی سلطنت کی مدافعت کریں جس زمانہ میں آنحضرت صلعم نے دعوتی خطوط روانہ کئے تھے اسی زمانہ میں آپ نے بصریٰ اور دمشق کے رئیسوں کے نام بھی خطوط بھیجے تھے حاکم بصریٰ شرحبیل نے مسلمانوں کے ایلچی حارث کو قتل کر دیا تھا جو جنگ موتہ کا پیش خیمہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کا انتقام لینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو روانہ کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ موتہ میں حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔

ہرقل کو چاہیے تھا کہ وہ جنگ موتہ میں غیر جانبدار رہتا اور مسلمانوں سے الجھنے کی کوشش نہ کرتا مگر اس نے شرحبیل غسانی کی حمایت میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور عرب پر چڑھائی کی تیاریاں کرنے لگا آنحضرت صلعم کو جب اس کی تیاریوں کی خبر لگی تو آپ خود چشمہ تبوک تک تشریف لے گئے وہاں آپ تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے اور اطراف کی ریاستوں سے جزیہ لیکر اور ان پر رعب قائم کر کے واپس تشریف لے آئے اور کوئی بڑی لڑائی نہ ہونے پائی۔

جب آنحضرت صلعم حجۃ الوداع سے واپس مدینہ میں تشریف لائے تو خبر سنی کہ ہرقل مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے اور سرحد شام پر فوجیں جمع ہو رہی ہیں تو آپ نے اس حملہ کی روک تھام کے لئے حضرت اسامہ بن زید کو روانہ کیا مگر یہ لشکر حضور کی علالت کی خبر سنکر رکا رہا حضور کی وفات پر یہ لشکر مدینہ آ گیا پھر جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس لشکر کو دوبارہ روانہ کیا یہ لشکر سرحد شام کے باغی و سرکش رؤسا کو درست کر کے واپس چلا آیا اور اس مرتبہ بھی ہرقل سے مقابلہ نہ ہونے پایا کیونکہ ہرقل دلی طور پر اسلامی صداقت کا قائل تھا اس لئے وہ اقدام جنگ میں متامل تھا مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھئے کہ وہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ بہترین موقعہ کے انتظار میں تھا کیونکہ اسے مسلمانوں کی ترقی و استقلال میں اپنی سلطنت کے زوال کا خطرہ نظر آتا تھا اس لئے وہ بہ تن اسلامی طاقت کے برباد کرنے پر متوجہ تھا۔

وفات نبوی کی خبر نے ایرانیوں اور رومیوں کو اسلامی حکومت مٹا دینے پر آمادہ کر دیا

آپ تذکرہ بالا تفصیلات سے معلوم کر چکے ہیں کہ ایرانی اور رومی اپنی اپنی جگہ مسلمانوں کے دشمن تھے اور اسلامی حکومت کے مٹا دینے پر آمادہ تھے مگر ایرانیوں کو اپنے اندرونی جھگڑوں سے فرصت نہ تھی اور رومی کسی بہترین موقعہ کے منتظر تھے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب تمام ملک عرب میں بدامنی اور کھلبلی پھیلی تو ایرانیوں اور رومیوں نے بڑی اطمینان و مسرت کا اظہار کیا اور ارتداد کی خبروں نے ان دونوں حکومتوں کو یہ سمجھنے کا موقعہ دیدیا کہ مسلمانوں کو پامال کرنے اور آئندہ خطرات کو مٹا دینے کا یہ بہترین موقعہ ہے چنانچہ ہرقل کی فوجیں شام میں اور ایران کی فوجیں عراق میں جمع ہونے لگیں اور اب فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے بعد مسلمانوں کے لئے ایرانی اور رومی خطرہ بن گئے۔

اب ذرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عزم و استقلال، تأمل اندیشی، موقع شناسی اور مستعدی دیکھئے کہ فتنہ ارتداد کی آگ کو کامیابی کے پھولوں سے بدلنے کے بعد آپ رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے یہ آپ ہی کا کام تھا کہ ان حالات میں اور ایک نازک و محدود وقت میں اسلام کی روحانی و مادی شان کو عظمت و جبروت کے ساتھ قائم رکھا اگر بنظر تعمق دیکھو تو یہ ایک تائید غیبی تھی یعنی خدا کے فعل نے بتلا دیا کہ صدیق اکبر ہی وفات نبوی کے بعد خلافت کے مستحق تھے آپ کی خلافت کا مختصر زمانہ قدم قدم پر بزبان حال اسی کی شہادت دے رہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے جب فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے اطراف ملک میں گیارہ سرداروں کو روانہ کیا تھا تو اسی وقت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کی سرداری میں ایک دستہ فوج عراق کی جانب بھی روانہ کر دیا تھا اور مثنیٰ بن حارثہ کو تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی جنگ کی طرح نہ ڈالیں بلکہ چھاپے مار کر عراق کے رئیسوں پر اسلامی حکومت کا رعب جما دیں اور اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایرانیوں کو عرب پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو اور وہ مسلمانوں کی اندرونی پریشانیوں سے اچھی طرح واقف نہ ہونے پائیں۔

جب عرب کی بدامنی اور کھلبلی پر صدیق اکبر نے قابو پا لیا تو عیاض بن غنم کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کی ایک جمعیت لیکر بالائی عراق پر حملہ آور ہوں اور حضرت خالد بن ولید یمامہ میں مقیم تھے ان کو لکھا کہ وہ زیرین عراق

کی طرف متوجہ ہوں ان دونوں حضرات نے اپنا اپنا کام شروع کر دیا راستہ میں قبائل اور بہت سے مسلمان ہوتے اور اسلامی لشکر میں شامل ہوتے گئے اور مقام ابلہ میں مثنی بن حارثہ اور خالد بن ولید دونوں آکر مل گئے۔

جنگ ذات السلاسل

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مقام ابلہ میں پہنچکر اسلامی لشکر کی تعداد معلوم کی کل اٹھارہ ہزار آدمی تھے اور سامنے عراق کا ایرانی صوبہ تھا جس کے مقابلہ میں اٹھارہ ہزار مسلمان کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ حضرت خالدؓ کے سامنے جو ایرانی صوبہ تھا اس کا نام حفیر تھا اور اس صوبہ کا گورنر ہرمز تھا جو نہایت جنگجو اور دلیر تھا جس کی دلیری تمام عرب عراق اور ہندوستان تک مشہور ہوئی تھی۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے نام ایک خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ مگر ہرمز نے اس خط کے پہنچتے ہی دربار ایران کو اطلاع دی اور فوجیں لیکر حضرت خالدؓ کے مقابلہ کے لئے آگیا حضرت خالدؓ کو جب اس کے اقدام کا علم ہوا تو آپ نے اپنے لشکر کے تین حصے کر دیئے۔ ایک حصہ کی سرداری مثنی بن حارثہ کے سپرد کی دوسرے حصہ کا سردار عدی بن حاتم کو بنایا اور تیسرے حصے کو اپنے ماتحت رکھا اور تینوں سردار حفیر کی طرف بڑھنا شروع کیا اور ایرانی لشکر کے قریب پہنچکر تینوں سردار مل گئے۔

جب ایرانی اور اسلامی لشکر مقابل ہو گئے تو پہلے حضرت خالد میدان میں نکلے اور اپنے مقابلہ کے لئے ہرمز کو طلب کیا ہرمز میدان میں نکل آیا اور دونوں سردار پاپیادہ ہو گئے ایک دوسرے پر وار ہونے لگے۔ ہرمز نے وار کیا حضرت خالدؓ نے پھرتی سے اس کا وار کاٹ دیا۔ اور جھٹک کے ساتھ آگے بڑھکر اور جھپٹ کر اس کی کلائی تھام لی اور تلوار چھین لی یہ دیکھکر ہرمز خالد کو چمٹ گیا اور اب کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو زور آزمائی ہوئی مگر مقابلہ سیف اللہ کا تھا کہاں تک بچتا سیف اللہ نے اس کو کمر سے پکڑ کر اٹھالیا اور زمین پر پٹک دیا پھر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور سر کاٹ کر پھینک دیا۔ ایرانیوں نے یہ دیکھکر مخلوط حملہ شروع کر دیا اور اس طرح جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی تھوڑی دیر تو جنگ ہوتی رہی بالآخر ایرانی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے بہت سے مقتول و مقید ہوئے چونکہ اس جنگ میں ایرانیوں کے بعض سپاہیوں نے اپنے پاؤں میں زنجیریں باندھ لی تھیں اس خیال سے کہ مقابلہ سے بھاگ نہ سکیں مگر عربوں کی شمشیر خارا شگاف کے سامنے پھر بھی بھاگنا ہی پڑا اس لئے اس لڑائی کا نام ذات السلاسل مشہور ہوا۔

جو لوگ میدان چھوڑ کر فرار ہوئے تھے ان کے تعاقب میں خالد بن ولیدؓ نے حضرت مثنی بن حارثہ کو روانہ کر دیا انہوں نے آگے بڑھکر حصن المرأة کا محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر بالآخر قلعہ فتح ہو گیا وہاں کا حاکم مقتول ہوا اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئی اور اس کی رضامندی سے حضرت مثنیٰ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

اس جنگ کا ایک قابل تذکرہ واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ہرمز کے لباس و اسلحہ پر قبضہ کر لیا تھا ہرمز دربار ایران کا سردار تھا اس کے تاج کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی اس پر بھی حضرت خالد نے قبضہ کر لیا۔

جنگ قارن

ہرمز اس جنگ کی اطلاع پہلے ہی دربار ایران کو دے چکا تھا وہاں سے اس کی امداد کے لئے ایک زبردست بہادر قارن ایک جمعیت لیکر روانہ ہو چکا تھا مگر یہاں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ہرمز کا خاتمہ ہو چکا تھا راستہ میں قارن کو ہرمز کے شکست یافتہ فوجی ملے اس لئے ان کی ہمت بندھائی اور ان کو ساتھ لیکر آگے بڑھکر نہر کے کنارے قیام کیا اسلامی لشکر بھی آگے بڑھکر مقابلہ میں خیمہ زن ہو گیا اور جنگ شروع ہوئی ایرانیوں کے تین سردار قارن انوشجان اور قباذ مارے گئے اور ایرانی اپنی تین ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے بہت سے نہر میں ڈوب مرے اور بہت سے گرفتار ہوئے اس شکست کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے رعایا کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی بلکہ بغیر جزیہ دینے پر آمادہ کر لیا وہاں ایک اسلامی عامل مقرر کر دیا گیا اور رعایائے ایران رعایائے اسلام بن گئی۔

جنگ ولجہ

جب قارن کے انجام کی خبر دربار ایران کو لگی تو وہاں سے اندرزگر ایک مشہور شہسوار ایک لشکر جرار دیکر روانہ کر دیا گیا یہ لشکر ابھی ولجہ ہی میں پہنچا تھا کہ اس کے پیچھے سے احتیاطاً ایک اور بڑے زبردست سردار بہمن جادویہ کو لشکر عظیم دیکر روانہ کر دیا گیا پہلے لشکر نے ولجہ میں پہنچتے ہی اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا ایک خونریز جنگ کے بعد ایرانی لشکر کو شکست ہوئی اور ان کا سردار شدت تشنگی میں مارا گیا بہمن جادویہ مقام الیس میں پہنچکر اس شکست کی خبر شکست یافتہ ایرانی فوج سے ملی۔

جنگ الیس

بہمن جادویہ کی چونکہ مدائن میں ضرورت تھی اس لئے وہ اپنے لشکر عظیم کو یہیں چھوڑ کر مدائن کو روانہ ہو گیا یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جنگ ولجہ میں بہت سے عیسائی عرب بھی ایرانی لشکر میں آکر شریک ہو گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو خبر لگی کہ مقام الیس میں ایک لشکر عظیم موجود ہے جو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والا ہے آپ نے خود ہی الیس کی طرف کوچ کر دیا اور وہاں پہنچکر لڑائی شروع کر دی حضرت خالدؓ نے میدان میں آکر اپنا مبارز طلب کیا۔ ایرانیوں کی طرف سے مالک بن قیس مقابلہ کے لئے آیا مگر آتے ہی حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی ستر ہزار دشمن میدان جنگ میں مارے گئے اور اسلامی لشکر فتحیاب و کامران ہوا۔

فتح حیرہ

جنگ الیس سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھے اور حیرہ کا محاصرہ کر لیا جب محاصرہ کو طول ہوا تو حیرہ کا رئیس عمرو بن عبد المسیح کچھ اور سرداروں کو ساتھ لیکر حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی فتح حیرہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے ضرار بن الازور، ضرار بن الخطاب، قعقاع بن عمرو، مثنی بن حارثہ اور عتیبہ بن النہاس وغیرہ سرداران لشکر کو حیرہ کے اطراف و جوانب میں چھوٹے چھوٹے دستے دیکر روانہ کر دیا یہ دستے ہر جگہ کامیاب رہے جس قبیلہ اور جس بستی پر بھی حملہ کیا اس نے جزیہ دینا قبول کیا یا اسلام اور اس طرح دجلہ تک کا تمام علاقہ حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ سے فتح ہو گیا۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ حیرہ کی اطراف و جوانب کی فتح سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک خط ایران کے رؤسا کے نام روانہ کیا اور ایک منشور عام عراق کے امراء کے نام بھیجا۔

وعظ

وعظ کی ایک مسلسل کتاب جو بڑی کوشش بلیغ سے مولوی کیلئے لکھوائی ہے

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب)

محبت الٰہی

الحمد للہ الذی قال والذین آمنوا اشد حبا للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

برادران اسلام! اعمال صالحہ کا منبع محبت الٰہی ہے جس مسلمان کو جتنی زیادہ اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی اتنی ہی زیادہ طاعت کا شوق ہوگا یعنی محبت کالازمی نتیجہ اطاعت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ ہی سے انتہائی محبت کرتے ہیں۔

خداوند عالم تمام عالم کے حق میں واجب الاطاعت ہیں اور تمام عالم کے ذمہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری واجب ولازم ہے کیونکہ وجوہ فرمانبرداری ذات واجب الوجود میں تمام کے تمام موجود ہیں وجوہ فرمانبرداری کیا ہیں؟ وہ بظاہر تین ہیں اول کوئی کسی کی تابعداری یا امید نفع پر کرتا ہے جیسے نوکر اپنے آقا کی تابعداری وفرمانبرداری تنخواہ کی امید پر کرتا ہے۔ دوسرے یا اندیشہ نقصان کی بنا پر کسی کی تابعداری کی جاتی ہے۔ تیسرے یا محبت کی وجہ سے کسی کی تابعداری کی جاتی ہے جیسے عاشق اپنے معشوق کی تابعداری کیا کرتے ہیں یہ تینوں وجوہات ذات باری میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں اور نہ ہی اس طرح کہ اور دل میں اس قسم کی چیز اگر ہے تو وہ پروردگار عالم ہی کا فضل ہے۔ اگر خدا کی اطاعت وفرمانبرداری امید نفع یا اندیشہ نقصان کی وجہ سے کی جائے تو اس میں سراسر ریاکاری اور نفس پرستی کو دخل ہے بلکہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری صرف محبت کی بنا پر کی جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:—

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون	تاوقتیکہ تم اپنی پیاری اور پسندیدہ چیز راہ خدا میں صرف نہ کروگے ہرگز بھلائی کو نہ پہونچو گے!

یعنی حقیقی نیکی کا معیار یہ ہے کہ اپنی تمام محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو راہ خدا میں صرف کردو۔ بعض عارفوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک میرے غیر کی محبت تمہارے دلوں میں جاگزیں رہے گی تب تک میری محبت حاصل نہ کرسکوگے اور خدا کی محبت اسی دل میں ہوا کرتی ہے جو زندہ ہوتا ہے۔ اس بنا پر صوفیائے کرام کے یہاں سخت مجاہدے اور ریاضتیں کی جاتی ہیں کہ اپنے نفسوں کو مار کر دلوں کو زندہ کریں۔

ایک عجیب وغریب حکایت

اس باب میں بعض عارفوں نے ایک نہایت ہی عجیب وغریب حکایت نقل کی ہے جو اس قابل ہے کہ آپ بھی اس سے لطف اندوز ہوں۔ لکھا ہے کہ کسی شخص کے پاس ایک نہایت ہی خوش بیان طوطا تھا اتفاقاً اس طوطے والے کو حبش کا سفر درپیش ہوا اور سامان سفر کرنے لگا جب چلنے کے لئے تیار ہوگیا تو طوطے نے کہا کہ اے آقا جب آپ ملک حبش میں پہنچیں تو میرے ہمجنس جانوروں کو سلام کہدیں اور ان تک میرا اتنا پیغام پہنچادیں کہ تمہارا ایک پرندہ بھائی لوہے کے پنجرے میں مقید ہے اور تم تک نہیں پہنچ سکتا کہ اپنا حال زار سنائے تم اس کی ہمدردی میں مجھ کو اور کیا مشورہ دو کہ تمہارا ایک غلام بھائی قید غلامی سے آزاد ہوکر تم تک پہنچے۔ اس شخص نے حبش کے پرندوں کو اپنے طوطے کا یہ پیغام من وعن سنادیا تمام پرندے دفعتاً پھڑپھڑائے اور بیجان مردوں کی طرح زمین پر گر پڑے اور اپنے آپ کو بالکل ایسا ظاہر کیا کہ گویا اپنے ہمجنس بھائی کی مصیبت وجدائی کے صدمہ کی تاب نہ لاکر جان بحق ہوگئے ہیں یہ شخص یہ سانحہ دلگداز دیکھکر دل ہی دل میں سخت نادم وپشیمان ہوا اور کہا کہ افسوس میں نے طوطے کا پیغام پہنچاکر ناحق ان بے گناہوں کی جان لی۔ اسی افسوس وندامت کی حالت میں اس مقام سے چل کر اپنے کام کاج میں مشغول ہوگیا اور بعد فراغت اپنے مکان پر واپس آیا اور اپنے طوطے سے ملا۔

اور طوطے سے وہ تمام حسرتناک اور درد انگیز واقعہ بیان کردیا جو ملک حبش میں پیش آیا تھا یہ سنتے ہی اس طوطے نے اپنا بازو پھڑپھڑایا اور ان کی طرح بیجان اور مردہ ہوکر گر پڑا اور اپنے آپ کو مردہ ظاہر کیا اس سانحہ سے اسے سخت حیرت اور تعجب ہوا اور بہت زیادہ متاسف وپشیمان ہوا اور یہ سمجھا کہ واقعی ان پرندوں میں اور اس طوطے میں سخت محبت تھی اور یہی وجہ ہے کہ اس کی مصیبت سنکر وہ مرگئے اور ان کے مرنے کی خبر نے اس غریب کی جان لی۔ آخرش اس شخص نے طوطے کو مردہ سمجھکر پنجرے سے نکال کر باہر ڈالدیا مگر طوطا تھوڑی دیر تک اسی طرح دم سادھے پڑا رہا لیکن جوں ہی وہ شخص ادھر ادھر ہوا اور طوطا اڑا یہ جا وہ جا اڑکر آنکھوں سے غائب ہوگیا اور اڑتے وقت یہ کہہ گیا کہ اے میرے آقا العبور سن کہ میرے ہمجنس جانور مرے نہیں تھے بلکہ انہوں نے میری رہائی کا یہ ایک حیلہ کیا تھا اور بزبان حال مجھے گویا پیغام بھیجا تھا کہ بغیر مرے لوہے کے پنجرے سے رہائی محال ہے اگر قید سے رہائی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنالے۔

حضرات! اس حکایت سے ہمیں سب سے بڑا سبق یہ ملتا ہے کہ اگر ہم بھی اس جسم کے پنجرے سے آزاد ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے ملنے کی تمنا رکھتے ہیں تو اپنی نفسانی خواہشات اور ماسوی اللہ محبتوں کو مردہ بنا دینا چاہیے جب تک موت اپنے نفس پر طاری نہ ہوگی زندہ خدا کا قرب میسر نہیں آسکتا۔!

خدا کے کامل بندے خدا کو دوست رکھتے ہیں

ایمان کی سب سے بڑی علامت محبت

رکھی ہے۔ ایک شخص کا ایمان جتنا زیادہ کامل ہوگا نہ اتنا ہی خدا کا محب اور اطاعت گذار ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں یحبھم و یحبونہ یعنی جو خدا کے کامل بندے ہیں نہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور خدا انہیں دوست رکھتا ہے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بندوں کے ساتھ اپنی محبت کیوں مقدم کی ہے اور بندوں کی محبت اپنے ساتھ کیوں موخر کی ہے؟ اس کا جواب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب پیرایہ میں دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ طلب کا مقام ہے گویا خدا تعالےٰ نے اپنی طرف سے اس کے طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جب صورت یہ ہے تو بندوں کا اُسے یاد رکھنا مقدم ہی ہونا چاہئیے تھا۔ محبت الٰہی خدا تعالےٰ کا ایک نادر اور عزیز البوجود تحفہ ہے اس کے حصول میں بندہ بالکل بیدست و پا اور بے اختیار ہے تاوقتیکہ اس کا ظہور عالم غیب کی طرف سے نہ ہو محبت کا وجود دشوار و محال ہے لہذا اس نے اپنی محبت کو جو ہمارے ساتھ ہے اُسے ہماری اُس محبت پر جو ہمیں خدا کے ساتھ مقدم کیا ہے اور یہ اس کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنی محبت کی توفیق دی۔

محبت الٰہی کا صحیح مفہوم و مفاد برادران اسلام! محبت الٰہی کوئی خیالی چیز نہیں ہے بلکہ عملی چیز ہے ہمیں جو خدا کے ساتھ محبت ہے اس کے معنے اور ثبوت یہ ہے کہ ہم اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور ہر حال میں اطاعت الٰہی کا ثبوت دیں اور خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ محبت کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ انہیں اپنی بندگی و طاعت کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ بس اگر ہمیں اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں ارشاد باری ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان	لیکن اللہ پاک ہی نے تمہارے دلوں میں محبوب بنایا اور اس کو خوبصورت کر دکھایا کفر و فسق اور معصیت کی برائی دل میں ڈالدی۔"

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندوں کی جو علامات بتلائی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:-

ان اولیاءہ الا المتقون ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا	اللہ کے دوست صرف متقی لوگ ہیں اللہ کی محبت سے مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔

محبت کی دس منزلیں حضرات! اطبا کی نظر چونکہ مادیات و جسمانیات تک محدود رہتی ہے اس لئے ان کے نزدیک تو محبت ایک بیماری کا نام ہے جو کسی خوبصورت چیز کے دیکھنے سے پیدا ہو جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ محبت نہ صورت پر موقوف ہے اور نہ سیرت پر بلکہ یہ کسی دلفریب چیز کو دیکھکر پیدا ہوتی ہے۔ ہر شے خواہ وہ جاندار ہو یا بیجان اس میں محبت کا جذبہ موجود ہے۔ حد ہے کہ جب اللہ تعالےٰ خود محبت پسند کرتے ہیں تو پھر اس کی مخلوق میں محبت کا مادہ کیوں نہ ہو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

پیش از ظہور عشق کسی کا نشاں نہ تھا
تھا حسن میزباں کوئی مہماں نہ تھا

حضرات صوفیہ نے محبت کو دس منزلوں میں تقسیم کیا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ محبت الٰہی کی دس منزلیں ہیں جن کی ترتیب حسب ذیل ہیں!-

(۱) **موافقت**۔ دوست کے دشمنوں کو دشمن سمجھنا۔
(۲) **میل**۔ ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہنا۔
(۳) **موانست**۔ ہر چیز سے گریزاں اور جویان حق رہنا۔
(۴) **مودت**۔ عجز و زاری سے خلوت دل میں مشغول رہنا۔
(۵) **ھوا**۔ ریاضت و مجاہدہ۔
(۶) **خلت**۔ جملہ اعضا کو یاد حق سے پُر کرنا اور غیر سے خالی کرنا۔
(۷) **الفت**۔ صفات حمیدہ سے متصف ہونا۔
(۸) **شغف**۔ غایت شوق سے حجاب دل کو چاک کرنا اور مغلوب الحال ہونے کے بغیر افشاء محبت کرنا۔
(۹) **تیم**۔ بندہ محبت ہو کر تجرید ظاہری اور تفرید باطنی سے متصف ہونا۔
(۱۰) **ولہ**۔ آئینہ دل کو جمال دوست کے مقابل کرنا مصروف مشاہدہ ہونا اور محو ہونا۔

ان کے بعد گیارہویں منزل عشق ہے۔

عشق ابتدائے کار میں مشکل نظر آتا ہے مگر بعد میں ایک روح فرسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے قدرت کو چونکہ اس کا وجود منظور تھا اس لئے اس کی ابتدائی مراحل ایسے آسان نظر فریب اور دلکش بنائے کہ ہر دل میں خواہ وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو عشق کو جگہ مل جاتی ہے۔ ... ... یہ عام تجربہ ہے کہ محبت شروع شروع میں بہت روح پرور امید افزا اور دل خوش کن ہوتی ہے اور آدمی بغیر تامل آنکھ بند کرکے اپنا دل دے بیٹھتا ہے خواہ انجام کار کتنی ہی مصیبتوں کا سامنا کیوں نہ ہو۔

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ انسانی ارواح نے بلائے عشق کب خریدی سنئے انسانی ارواح نے جب عالم ازل میں الست بربکم کا جواب "بلیٰ" دیا اس وقت سے بلائے عشق مول لی۔ روح انسانی جب تک جسمانی تعلقات سے پاک رہی عشق الٰہی کے مزے لوٹتی رہی اور اپنے وعدے پر قائم رہی مگر جب وہ جسم کے قید میں آئی تو اس وعدہ کو بھول بیٹھی اپنے اصلی گھر کو فراموش کر دیا خدا سے منہ موڑ لیا اب اس کا کیا حال ہے؟ خدا سے انکار کئے جا رہی ہے اطاعت خالق سے منہ پھیر لیا ہے اور اپنے آپ کو گناہوں کی کیچڑ میں لت پت کر لیا ہے۔

مگر دل کے کانوں سے سنئے اور اپنی روحوں تک اس پیغام بیداری کو پہنچا دیجئے کہ خدا کی محبت سب سے بڑی بزرگ چیز ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ محبت الٰہی حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کرے۔

کوئی شخص اگر کسی پر عاشق ہوتا ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے یہی کہ سوائے معشوق کے اور سب کو بھول جاتا ہے۔ ہر وقت اسی کے خیال و تصور میں رہتا ہے اسی طرح محب الٰہی کو چاہئیے کہ تمام دنیاوی باتوں سے قطع نظر کرکے اپنے دل کو اسی کی طرف متوجہ کرے۔

محبت الٰہی حاصل کرنے کے ذرائع یاد رکھئے کہ جب تک

انسان ماسوی اللہ کی محبت سے اپنے علاوہ دل کو خالی نہ کرے محبت الٰہی جاگزیں نہیں ہو سکتی ہے اس بار لو میں محبت و ... الٰہی اور طلب صادق کی ضرورت ہے جب طلب صادق پیدا ہو جائے تو پھر اپنے اندر حسب ذیل صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے جن کو حضرت امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں لکھا ہے۔

(۱) موت کو اپنے دل سے بھلا دے کیونکہ موت درحقیقت وصل محبوب کی منزل ہے اور محب اپنے محبوب کے دیدار سے نہیں ڈرتا بلکہ دیدار کا حد سے زیادہ متمنی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم کا فرمان ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اس کے دیدار کو عزیز رکھتا ہے پس جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ کبھی بھی محبان الٰہی کی فہرست میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(۲) اپنی عزیز ترین چیزوں کو خدا تعالےٰ سے زیادہ عزیز نہ سمجھے اور راہ اطاعت میں ان سب سے منہ موڑ لے۔

(۳) ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہے اور بلا تکلیف و تصنع ذکر پر حریص رہے۔

(۴) محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد خدا کے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے قدم قدم پر اتباع شریعت کو لازم سمجھے اور حضور کی محبت و عقیدت کو روح اسلام تصور کرے آپ کا اتباع محبت الٰہی کا زینہ ہے۔

(۵) قرآن پاک کی بامعنی روزانہ تلاوت کو لازم کرے کیونکہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے اور اس کی تلاوت گویا خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونا ہے

(۶) ذکر مناجات پر حد سے زیادہ حریص رہے

(۷) عبادت کو آسان سمجھے اور دل پر گراں نہ گذرے۔

(۸) خدا تعالےٰ کے سب فرمانبردار بندوں سے محبت رکھے۔

عزیزان ملت! ان صفات کے حاصل ہونے کے بعد یقیناً خدا مل جاتا ہے اور اس کی محبت قلب میں جاگزیں ہو جاتی ہے چونکہ تمام مخلوقات میں انسان خلاصۂ کائنات ہے اور اسی کو خلافت کا مرتبہ حاصل ہے اس لئے انسان ہی کو زیادہ تر محبت الٰہی کے رنگ میں رنگا ہوا ہونا چاہئیے یہی وجہ ہے کہ اس کو تمام کائنات پر فضل و شرف کا مرتبہ حاصل ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا۔	یعنی ہم نے اپنی امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کیا سب نے اس کے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گئے مگر حضرت انسان نے اس کو اٹھا لیا کیونکہ وہ جاہل و ظالم تھے۔

حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید　　قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ایک لطیفہ

محبت کا لفظ چار حرفوں سے مرکب ہے۔ میم۔ حا۔ با۔ تا یہ ت وقف کی حالت میں ہ ہو جاتی ہے حرف میم سے ندامت کی طرف اشارہ ہے اور ح سے حرمت کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔ شبلی فرماتے ہیں کہ محبت کو محبت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دل سے محبوب کے علاوہ ہر چیز کو محو کر دیتی ہے۔

رسالہ قشریہ میں ہے کہ مشتاقان الٰہی کے دل نور الٰہی کے ساتھ منور ہو کر رہتے ہیں جب ان کا شوق حرکت کرتا ہے تو آسمان و زمین کی تمام چیزوں کو روشن بنا دیتا ہے اس وقت خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں پر پیش کر کے فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے مشتاق ہیں میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں بھی ان کا مشتاق ہوں۔

محبت الٰہی کی علامات کے متعلق اس حدیث پر غور فرمائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو! مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند آئی ہیں ایک خوشبو دوسرے عورتیں اور تیسرے نماز۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں بھلی ہیں۔ ایک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنا دوسرے رسولؐ خدا کی محبت میں جان و مال خرچ کرنا اور تیسرے آپ پر درود پڑھنا۔ حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ ایک اچھی باتوں کا حکم کرنا دوسرے بری باتوں سے روکنا اور تیسرے حدود الٰہی قائم کرنا۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اول بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ دوسرے سلام بکثرت کرنا اور تیسرے رات کو اس حال میں نماز پڑھنا کہ لوگ میٹھی میٹھی نیند میں پاؤں پھیلائے سوئے ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے کہ میں دنیا میں تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند کرتا ہوں۔ خدا کی راہ میں تلوار سے لڑنا دوسرے مہمانوں کی دعوت کرنا۔ اور تیسرے گرمی کے موسم میں روزے رکھنا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ اے خدا کے معزز پیغمبر میں تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند کرتا ہوں۔ ایک انبیاء کے اترنے کو۔ دوسرے خدا کے رسولوں کو تبلیغ رسالت کرنے کو اور تیسرے الحمد للہ رب العالمین کہنے کو۔ اس کے بعد کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی تمہاری دنیا کی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔ اول ذکر کرنے والی زبان دوسرے شکر کرنے والا دل۔ اور تیسرے بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔ پس جو شخص خدا کا محب بننا چاہے اور جنت میں داخل ہونے کی تمنا رکھتا ہو اسے ان تمام باتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ محبت الٰہی کی یہی علامتیں ہیں۔

ائمہ دین کی تین پسندیدہ چیزیں

برادران اسلام! جس وقت یہ حدیث شریف چاروں اماموں کے پاس پہنچی تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں دوست رکھتا ہوں۔ اول بڑی اور لمبی راتوں میں علم کی تحصیل اور کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ دوسرے بیجا غلط اور نازو نخوت و تکبر کو چھوڑ دینا تیسرے دنیا کی محبت سے دل کا خالی کرنا۔ حضرت امام مالک نے فرمایا کہ میں تمہاری دنیا کی ان تین چیزوں کو عزیز رکھتا ہوں اول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی مجاورت۔ دوسرے آپ کی قبر اطہر کی ملازمت تیسرے آپ کے اہل بیت کی تکریم و توقیر۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پیاری معلوم ہوتی ہیں اول مخلوق الٰہی کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا۔ دوسرے اس چیز کو چھوڑنا جو تکلف کی طرف پہنچاتی ہے۔ اور تیسرے اہل تصوف کے طریقہ کی پیروی کرنا۔ حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔ اول جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی پیروی کرنا۔ اور آپ کے اخبار پر گردن تسلیم خم کر دینا۔ دوسرے آپ کے انوار سے برکت حاصل کرنا اور تیسرے آپ کے طریق آثار پر چلنا۔

حضرات! یہ ہیں محب الٰہی کی علامتیں، اس کی زندگی کا مکمل پروگرام اور تمام اسلامی تعلیمات کا عطر و نچوڑ۔ اگر ہم ان تمام باتوں پر عمل کریں تو یقیناً خدا کے محب بن سکتے ہیں اور دنیا میں فائز المرام و شاد کام ہو سکتے ہیں ان پر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

محبت کا مسئلہ اہل اللہ کی مجلس میں

ابو بکر کتانی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حسن اتفاق سے چند مشائخ کبار جمع تھے جس میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی جیسے مشائخ موجود تھے ان کی متبرک محفل میں محبت کا مسئلہ چھڑ گیا حضرت جنید بغدادی اس وقت نو عمر تھے۔ تمام مشائخ نے محبت کے مسئلہ پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے روشنی ڈالی جب تمام مشائخ اظہار خیال کر چکے تو حضرت جنید کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ اے عراقی! مسئلہ محبت میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تیرے پاس جو سرمایہ معلومات ہے اس کو پیش کر۔ آپ نے نہایت متانت و سنجیدگی سے فرمایا کہ محب الٰہی وہ ہے جو اپنے نفس سے غافل ہو کر اپنے پروردگار کے ذکر میں ہمیشہ مشغول رہے اس کے حقوق کی ادائیگی میں قائم اور محو رہے دل کی آنکھوں سے اسی کی طرف نظر رکھے آتش جلال ذاتی اس کے دل کو بھون ڈالے جس کی یہ حالت ہوتی ہے اسے محبت کی محبت کے ساغر سے صاف اور نتھری ہوئی شراب نصیب ہوتی ہے۔ اگر وہ بات کرتا ہے تو خدا کے نام کے ساتھ اگر گویا ہوتا ہے تو اس کی گویائی کے ساتھ اگر کوئی حرکت کرتا ہے تو خدا کے حکم سے سکون کرتا ہے تو خدا کے ساتھ غرضیکہ وہ ہر وقت خدا ہی کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ سنکر تمام مشائخ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور سب نے متفق ہو کر کہا کہ اے تاج العارفین بھلا اس سے زیادہ اور کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔

ایک حکایت

عزیزان ملت! محبت الٰہی کا مقام نہایت بلند ہے۔ بعض عارفین کہتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائینگے تو خدا کے دوستوں میں سے ایک دوست موقف میں کھڑا رہ جائے گا اس کے پاس فرشتے نور کی زنجیریں لیکر آئینگے اور اسے کھینچکر جنت میں لیجائینگے مگر وہ محبت الٰہی کے نشہ میں بالکل محو و مدہوش ہوگا جنت کے دروازے پر پہنچیگا تو اس کی محویت دور ہو جائیگی جوں ہی ہوش میں آویگا ویسے ہی اپنے آپ کو زنجیروں سے چھڑا کر پھر اسی جگہ جا پہنچیگا جہاں پہلے کھڑا تھا اور باواز بلند کہیگا یارو! مجھے اب اللہ کا پتہ بتلاؤ جنت سے مجھے کیا غرض ادھر فرشتے پھر اسے نوری زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں لیجانا چاہیں گے وہ انہیں اپنی طرف کھینچے گا اسی کھینچا تانی میں انجام کار اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ میرے بندے کو چھوڑ دو مجھ میں اور اس میں جو حجاب ہے وہ فوراً اٹھا دو میں اسکے بھید سے خوب واقف ہوں یہ صرف مجھی سے واسطہ رکھتا ہے۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات جناب الٰہی کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ اے سری سقطی جب میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو انہوں نے میری محبت کا دعویٰ کیا مگر جب میں نے دنیا کو پیدا کیا اور مخلوق کو ایجاد کا لباس پہنایا تو دس ہزار آدمیوں میں سے نو ہزار آدمی دنیاوی عیش و آرام میں پڑ کر مجھ سے پھر گئے صرف ایک ہزار باقی رہے۔ پھر جب میں نے ان پر ہر طرح کی مصیبت و بلا ڈالی سخت سے سخت بلاؤں میں مبتلا کیا ان میں سے نوے آدمی بلاؤں میں مبتلا ہو کر مجھے بھول گئے اور اب صرف دس باقی رہے۔ میں نے ان سے کہا لوگو! نہ تو تم نے دنیا کو چاہا نہ جنت کی رغبت کی اور نہ بلاؤں سے گھبرائے تم ہر طرح میری محبت میں ثابت قدم رہے اس پر ان محبان الٰہی نے کہا کہ خداوندا کیا آپ ان تمام چیزوں کے خالق و فاعل نہیں؟ کیا آپ ہی نے ہمارے ساتھ ایسا نہیں کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں جو کام ہوتا ہے وہ میری ہی مشیت سے ہوتا ہے اور سب کاموں کا کرنیوالا میں ہی ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا تو ہم تیری قضا پر راضی ہوئے اس کے جواب میں میں نے کہا کہ تم ہی میرے سچے اور خالص بندے ہو۔

حضرات! اس حکایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محب الٰہی کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر حال میں راضی برضا رہے۔ اس کے اعمال و افعال کا محور و مرکز عذاب الٰہی سے نجات اور حصول جنت نہ ہو بلکہ خاص ذات الٰہی ہو، جو کچھ کرے خدا کی محبت میں کرے اور ان کا مطلوب و محبوب صرف ذات باری تعالےٰ ہو۔ اصل یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی محبت میں اس درجہ تک خوار و ذلیل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے جذبات و ارادات پر حالت فنا طاری کر لیتا ہے عجز و انکسار کے سوا اس میں اور کچھ باقی نہیں رہتا اور وہ ہر امر میں اپنے محبوب کی رضا کا طالب ہو جاتا ہے جب تک کہ محب الٰہی کو یہ مقام حاصل نہ ہو دعویٰ محبت الٰہی فضول اور لغو ہے۔

یاد رکھیے حقیقت عبادت احیاء حیات فطرت ہیں اور یہ چیز بغیر تفکر قلبی و تذکرہ خیالی استغراق کامل محویت تامہ اور غفلت ماسوی اللہ کے ناممکن ہے ہمارا مذہب حقیقی روح عبادت کو جس رنگ میں پیش کرتا ہے ان کے نتائج و اثرات کا لازمہ محبت الٰہی ہے۔ کاش ہم اسی مذہبی روح کو حاصل کریں اس کے لئے صرف فن عمل اور عزم بلند کی ضرورت ہے۔ یہی رہنمائے دشت ایمان اور یہی ہادی مسلک ایقان ہے عزیزو! وقت ہے کہ مسلمان نفس و شیطان کے پنجہ سے رہائی حاصل کر کے اخلاق و روحانیت کی بلندیوں اور محبت الٰہی کے مقام رفیع تک پہنچیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی محبت و اطاعت کی توفیق دیں۔ آمین۔

قرآن پاک اور مسلمان

قرآن اور اصلاح زمین پر بے جا غرور کے ساتھ نہ چلا کرو تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ پہاڑوں کی رفعت کو پہنچ سکتے ہو۔ (پ ۱۵ ع ۴) لوگوں کو حقیر جان کر زمین پر اترا کر نہ چلو۔ اللہ کسی متکبر کو دوست نہیں رکھتا۔ اپنی رفتار میں اعتدال کو ملحوظ رکھو۔ نرم آواز سے بولو خدا کو سب سے بری آواز ناپسند ہے (پ ۲۱ ع ۱۱) ہمیشہ اچھی بات کہا کرو اور اخلاق کے ساتھ بات کرو۔ (پ ۱۵ ع ۶) تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ گویا مقصود بندوں کا تزکیہ، رحمت سے بہرہ ور ہونا ہے اور جو شرطیں نزول رحمت کی ہیں انہیں بیان کر دیا گیا یا ہر مسلمان کو بھائی سمجھنا اور یہ سمجھ کر باہم میل کراتے رہنا دوسرے ہر فرد کا تقویٰ اور اللہ کا ڈر اختیار کئے رکھنا اس کے بعد وہ ضابطہ بتایا جاتا ہے جن سے مسلمانوں کی باہمی سازگاری قائم رہ سکتی ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون۔	اے ایمان والو نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو ایمان کے بعد گناہ کا نام رکھنا بہت ہی بری بات ہے اور جو اس سے توبہ نہ کرنے والے ظالم ہیں۔
یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا (پ ۲۶ سورہ حجرات)	اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچتے رہو کہ بعض گمان گناہ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں ایک دوسرے کے راز

اور بالوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو غیبت سے پرہیز کرو کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔"

یہاں چند باتوں کی نصیحت کی گئی ہے (۱) ایک دوسرے کی تحقیر نہ کریں تمسخر اور مزاح دو متضاد چیزیں ہیں جہاں مزاح سے مقصود دوسرے کا دل خوش کرنا ہوتا ہے تمسخر سے دوسرے کی دل شکنی تحقیر ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ (۲) ایک دوسرے پر عیب نہ لگائیں (۳) ایک دوسرے کے لئے چڑانے والے نام تجویز نہ کریں (۴) ایک دوسرے کے اقوال و اعمال و احوال کی نسبت بدگمانیاں نہ کرتے رہیں (۵) پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی کمزوریوں کا تذکرہ نہ کریں۔"

غور کیجئے دلوں میں رنجش پیدا کرنے کی جتنی بھی راہیں ہیں ان سب کو کس حکمت و دانائی کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے اور اگر آج ان تعلیمات پر عمل ہو تو نااتفاقیوں رنجشوں اور نفاق و شقاق کے لئے کوئی بھی گنجائش باقی رہ جائے

افسوس ہے کہ اس قرآنی تعلیم پر آج عمل کرنے والوں کا فقدان ہوتا چلا جا رہا ہے "ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور خاندانوں اور قبیلوں میں منقسم کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسی کو فضیلت حاصل ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور اعلیٰ کردار ہے (پ ۲۶ ع ۱۳) اگر کوئی شخص گناہ تو خود کرے اور اس سے کسی بے گناہ کو متہم کرے تو وہ صریح گناہ کا مرتکب ہوتا ہے (پ ۵ ع ۱۴)

کسی ظاہری اور باطنی بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ (پ ۸ ع ۶) بدکار لوگوں کی حمایت میں جنگ نہ کرو (پ ۵ ع ۱۴) ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں اگر تم قسم کھاتے ہو تو اس کی حفاظت بھی کرو (پ ۷ ع ۲) اچھے کاموں میں تم ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن ظلم و گناہ کے کام میں کسی کی معاونت نہ کرو اپنی مظلومیت کے سوا کسی کے عیب کو پکار کر نہ کہتے پھرو۔ (پ ۶ ع ۱)

جو شخص بدی کو نیکی سے بدل دے اس کے لئے گناہ ثواب ہے (پ ۱۹ ع ۴) اگر تم معاف کر کے صلح کر دو تو عند اللہ ماجور ہوگے (پ ۲۵ ع ۴) والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرو۔ ان سے اف بھی نہ کہو ان سے سختی سے گفتگو نہ کرو ہمیشہ ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھو۔ بجائے ذلت کے ان سے مہربانی کے ساتھ پیش آؤ۔ اور ان کے لئے پروردگار سے رحم کی التجا کرو۔ اگر والدین شرک و معصیت کی ترغیب دیں تو ان کے حکم سے انحراف کرو۔ مگر ان سے نیکی کا برتاؤ برابر کرتے رہو۔

اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے نہ مار ڈالو یہ سخت گناہ ہے۔ انہیں اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ (پ ۱۵ ع ۴) میٹھی بات کہکر بخش دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کا انجام احسان کی اذیت ہو۔ اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان اور ایذا سے باطل نہ کرو۔ (پ ۳ ع ۴)

اپنی دو عمدہ چیز خیرات کیا کرو اور پوشیدہ طور پر اپنا اور دینا ہے۔ ان فقرا کو دینا زیادہ مناسب ہے۔ جن پر معیشت کی راہیں بند ہو گئی ہیں اور جن کو ان کی بے سوالی اور نہ مانگنے سے نہ جاننے والے امیر و دولت مند خیال کرتے ہیں مگر تم ان کے چہروں کو دیکھ کر ان کو پہچان لیتے ہو اور نہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر نہیں مانگتے (پ ۳ ع ۵) کسی کو کچھ دو تو اس سے معاوضہ کی تمنا نہ رکھو۔

یتیم پر ظلم نہ کرو غصہ نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو (پ ۳۰ ع ۱۸) جانی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے لیکن جتنا کہ کسی نے تمہیں پہنچایا ہے اتنا ہی تم بھی پہنچا سکتے ہو پھر جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے بیشک خدا ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگر انتقام کو یک لخت ترک کر دیا جائے تو دنیا میں فتنہ و فساد پھیل جائے بلکہ دنیا تباہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بقدر واجب انتقام لینے کی اجازت دی ہے اور ساتھ ہی عفو و درگزر کی خوبی بھی جتا دی یہ نہ فرمایا کہ کبھی شریر کا مقابلہ نہ کرنا کیونکہ ایسے احکام فطرت انسانی کے خلاف اور تکلیف مالایطاق ہیں۔

جوا شراب پانسے شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو۔ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو

یہ بڑا بے حیائی کا کام ہے اور بُری راہ ہے۔ دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ۔ جو وعدہ کرو پورا کرو۔ سود در سود نہ لو اللہ سے ڈرتے رہو کہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کا نکاح کرو اور لونڈی غلام کا بھی۔ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت اور سلام کے داخل نہ ہو تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور اگر تمہیں گھروں میں کوئی اجازت دینے والا نہ ملے تو ان میں اس وقت تک نہ جاؤ جب تک کہ اجازت حاصل ہو جائے اور اگر اجازت چاہنے کے بعد کوئی واپس جانے کو کہے تو فوراً واپس چلے آؤ تمہارے لئے یہی بہتر طریق ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو اور شرمگاہوں کی بُرے افعال سے حفاظت کرو یہ طریقہ بہتر اور پاکیزہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

عورتیں بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو ناجائز چیزوں سے بچاتی رہیں اپنے سنگار اور اپنی زینت کو شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں صرف ان چیزوں کو کھلا رکھیں جن کا کھلا رہنا لازمی ہے یعنی منہ اور ہتھیلیاں اور دوپٹہ چادر اوڑھ لیں تاکہ سینہ وغیرہ کا ابھار ظاہر نہ ہو چال ڈھال ایسی ہو جس سے ان کی چھپی ہوئی زینت کی دوسروں کو اطلاع نہ ہو۔ اگر عورتوں کو کسی سے بات کرنے کی نوبت آئے تو ایسی نرمی و نزاکت سے بات نہ کریں جس سے بدنیتوں کو کچھ طمع پیدا ہو۔

افسوس ہے کہ ان احکام اور اس قرآنی تعلیم سے بعد نا فرانی نے اب یہ صورت پیدا کر دی ہے کہ ناصلان یورپ تک ان کے متعلق ذیل کے اندازے لگا رہے ہیں وہ اب نئے زمانہ دور نہیں کہ ہندوستان کی بہو بیٹیاں لعبتان یورپ کی طرح سایہ پہنکر مردوں کے ساتھ مصروف رقص نظر آیا کریں گی۔ ان کا لباس بہتر ہوگا اس لئے کہ اس میں دیسی اور ولایتی کی آمیزش ہوگی اور ان کا حسن مخلوق کی رونق کو دوبالا کر دیگا۔ مغرب کی آزادہ روی نے عورتوں کو بالکل بے مہار کر کے اخلاقی نیاز کو درہم برہم کر دیا ہے۔ قیامت ہے کہ آکسفورڈ اور کیمبرج جیسے شائستہ اور مرکز علوم میں یہ حالت ہے کہ ناجائز بچوں کی تعداد فی ہزار ۴۵ اور ۵۳ کے درمیان ہے بیسو ہانا ڈ سابق وزیر خارجہ فرانس نے وہاں کی ایک مذہبی کانفرنس میں کہا تھا کہ مسلمانوں کے قلوب سے مذہبی اثرات اور یورپ کے خطرہ کو زائل کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلم عورتوں کی تربیت و تعلیم یورپی مذاق اور مغربی رنگ میں کی جائے اس طرح اسلامی نسل بہت جلد مذہبی اثر اور دینی جذبہ سے آزاد و سبکدوش ہو جائیگی اور ہم پان اسلامزم کے خوف سے محفوظ رہیں گے (العیاذ باللہ)

ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریق پر نہ کھاؤ بلکہ وہ مال کھاؤ جو تجارت اور خوش معاملگی سے حاصل ہوا ہو۔ اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی وہ کام نہ کرو جو تمہاری ہلاکت کے باعث ہوں بے شک اللہ تعالےٰ تم پر مہربان ہو۔ یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ وآت ذی القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنی جس قدر عزیز رشتہ دار ہیں ان کا حق ادا کرو اگر وہ محتاج ہیں تو ان کی مدد کرو۔ مسکینوں پردیسیوں اور مسافروں کا بھی خیال رکھو اور اپنے مال کو بے ضرورت و بیجا طور پر نہ اڑاؤ۔ جو اپنا روپیہ اس لئے اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ کھاؤ پیو مگر فضول خرچ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ فضول خرچ کرنے والوں سے محبت نہیں کیا کرتا اللہ کے نیک بندے جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں اپنی لونڈیوں تک کو کسی بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ جبراً کسی عورت کے وارث نہ بنو غیر فطری طور پر انہیں ہوس رانی کا آلہ نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہاری حصہ دار ہیں یعنی ان سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ان کی طرح تم بھی حیا اور پردہ داری کے مکلف ہو گھورنے اور تاکنے کے بجائے اپنی آنکھیں نیچی رکھا کرو۔ اگر تم بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھاؤ تو چار ماہ کے بعد کفارہ ادا کر کے قسم توڑ دو ورنہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ رہو پھر اگر کسی وجہ سے تم انہیں ناپسند کرو تو کچھ عجب نہیں کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت سی خیر و برکت عطا کرے۔

اگر تم (یعنی میاں بیوی) باہم صلح کر لو۔ اور ایک دوسرے کی حق تلفی سے بچو تو خدا تعالےٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر تم کو ان کے درمیان (یعنی میاں بیوی کے درمیان) جدائی کا اندیشہ ہو تو مرد کے کنبہ سے ایک پنچ بھیجو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے اگر دونوں پنچ اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان کے سمجھانے سے ان دونوں میں موافقت کر دیگا بے شک خدا سب دلی ارادوں سے واقف اور باخبر ہے۔ اور جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ویسے ہی دستور کے مطابق عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت ہے۔ جان کا معاوضہ جان اور آنکھ کا معاوضہ آنکھ۔ عدل و انصاف کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ دشمنی کی وجہ سے کسی کے ساتھ بے انصافی نہ کرو۔ اسیران جنگ کو خواہ از راہ احسان خواہ معاوضہ لیکر آزاد کر دو۔ عباد الرحمٰن وہی ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور اگر جہلاء ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے علیحدہ ہٹ جاتے ہیں۔ اچھے لوگ غیظ و غضب کو روکتے اور معاف کر دیا کرتے ہیں بدخواہ کی بدی کو اپنی نیکی سے دفع کرو اس طرح تمہارا دشمن تمہارا دوست بلکہ تمہارا عزیز ہو جائے گا۔

تالیف قلوب اور ایثار اخلاق کی یہ کتنی پاکیزہ اور بہترین تعلیم ہے۔

جس شخص نے معاف کر دیا اور صلح کر لی وہ عند اللہ ماجور ہوگا۔ اذیت رسانی کا بدلہ اتنا ہی لینا چاہیئے جتنی تمہیں اذیت دی گئی ہو مگر صبر و استقلال سے کام لینا بہر صورت اولیٰ ہے۔ تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ ان سے تمہارے اتقا کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگار بنو تو عالی ہمتی کے کاموں میں رتبہ پاؤ۔ معاف کر دیا کرو اور درگذر کیا کرو کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے۔ اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے انصاف کا۔ احسان کرنے کا رشتہ داروں اور یتیموں سے سلوک کا اور منع کرتا ہے فحش بُری باتوں اور بغاوت سے۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو رشتہ داروں یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ سب لوگوں سے عمدہ سلوک کرو نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ لغو بیہودہ باتوں سے بچتے رہو۔ خیرات کا مال فقیروں غریبوں محتاجوں قرضداروں کا قرضہ ادا کرنے مسافروں کی مدد کرنے اور نیک کام کرنے کے لئے ہے۔ خدا نے مومنوں اور علم والوں کو بلند مرتبہ دیا ہے۔ چاند اور سورج کو سجدہ نہ کرو۔ خدا ایک ہے نیک عمل کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں سے تمہارے حکمران ہیں پھر اگر تم میں کسی امر پر جھگڑا ہو جائے تو پھر اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو اللہ پر اور قیامت پر یقین ہے کہ اسی میں تمہاری بہتری کا راز مضمر ہے۔ رکوع کرو اور سجدہ اور بندگی کرو اپنے رب کی شاید تم بھلائی پاؤ۔ جن کاموں کے کرنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے اگر تم ان میں سے بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔

اسلامی مساوات

(از جناب مولوی سید علی صاحب مولوی کامل)

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (آل عمران)

وہ کیا برگزیدہ زمانہ تھا جب آفتاب اسلام کی شعاعیں مشرق سے مغرب تک حکومت کرتی تھیں اور اسلامی عظمت کا جلال عرب سے عجم تک پھیلا ہوا تھا اور خدا کی زمین کا اکثر حصہ نفس پرستاران توحید کی ملکیت اور ایک خدا کے پوجنے والوں کا مرکز ہو گیا تھا اور اس بات کو سب جانتے ہیں کہ اسلامی تہذیب، تمدن اسلامی شان و شوکت اور اسلامی عزت اور جبروت کے سلسلے ساری دنیا کا تمدن تھا اور ساری دنیا کی قومیں ہیچ تھیں اور تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کا گوشہ گوشہ مسلمانوں کی صنعت و حرفت سے اور مسلمانوں کے علم و فضل سے جگمگا رہا تھا اور ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اہل اسلام کی خلوص، خدا پرستی، انصاف پسندی اور پرہیزگاری ضرب المثل تھی اور ان کی اعلیٰ ہمتی اولوالعزمی اور مستقل المزاجی بے مثل اور بے نظیر تھی لیکن یہ تمام اس وقت کا ہے جب مسلمان آپس میں متحد اور متفق تھے اور نفاق اور افتراق کے نام سے بیزار تھے۔ آج یہ حالت نہیں ہے آج تو ساری دنیا کے مسلمان ذلیل و خوار ہیں اور ہر طرف غمناک زندگی بسر کر رہے ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج مسلمانوں کی تمام قابل فخر خصوصیات ان سے رخصت ہو گئیں آج دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں ان کو حقیر نظروں سے دیکھتی ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج نہ ان کے پاس علم و فضل ہے نہ مال و زر ہے ذلت و مسکنت میں پڑے ہوئے ہیں۔

برادران اسلام! کیا کبھی آپ نے غور بھی کیا کہ یہ حالت کیوں ہوئی اگر آپ ٹھنڈے دل سے انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ سب محض ہماری کوتاہیوں اور نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ کسی نے ہم پر ظلم کیا ہے لیکن یہ قطعاً غلط ہے کسی نے ہم پر ہرگز ظلم نہیں کیا بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ ہم نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور خود اپنی عظمت کو تباہ کیا ہے ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن نہیں سمجھتے کہ مسلمان کے کیا معنے ہیں؟ اور اس کے فرائض کیا ہیں؟ ہم خود کو رسول عربی کا غلام ظاہر کرتے ہیں لیکن ہم سے کتنے شخص ہیں جو اس مقدس رسول پاک کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہیں ناراض نہ ہو جیئے بلکہ انصاف کے ساتھ کہیئے کہ ہمارا دعویٰ اسلام کس حد تک صحیح ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ سچا مسلمان صرف وہ ہے جو اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کا فرمان بردار ہو اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہو لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو اتنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں جتنا اپنے نفس کی اطاعت کو ضروری سمجھتے ہیں پھر کیا یہی اسلام ہے اور یہی دعوائے محبت ہے۔

"وائے بر ما تا ئے بر اسلام ما"

آج ہماری اسلامی وحدت کا یہ حال ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے خونخوار ہیں دشمن ہیں باہمی جنگ و پیکار کو اچھا سمجھتے ہیں اگر بھلا کوئی بھائی ترقی کرتا ہے تو اس پر حسد کرنا اس کو ذلیل کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں مسلمانوں کا ہر گروہ اور ہر فرقہ اپنی ایک الگ برتری کا طالب اور آرزو مند ہے آج ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا کر خود فائدہ حاصل کرے آہ کہ آج اسلامی وحدت کا جذبہ فنا ہو گیا اسلامی غیرت مٹ گئی اور اسلامی حمیت معدوم ہو گئی آج باہمی جنگ و پیکار، عداوت و دشمنی اور رشک و حسد مسلمانوں کا امتیازی شعار ہے اور چھوٹے چھوٹے اختلافات نے اسلامی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مسلمانوں کی عظمت کو دفن کر دیا ہے آج ایک قوم بھی ایسی نہیں جو مسلمانوں کو اچھا سمجھتی ہو اور ان کی فضیلت کا اعتراف کرتی ہو جس طرف دیکھئے ذلت کی ہولناک گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

برادران اسلام! اگر آپ یہ سوال کریں کہ مسلمانوں کی اقبالمندی کا آفتاب کیوں غروب ہو گیا۔ ان کی عظمت و سطوت کیوں مٹ گئی اور مسلمانوں کا جلال و جبروت کیوں قائم نہیں رہا تو اس کا صرف ایک ہی جواب ہے وہ یہ کہ اسلامی وحدت کے مٹ جانے کے باعث باہمی جنگ و پیکار اور بغض و عناد کے باعث۔ ذرا غور کیجئے یہ کیسی بدنصیبی تھی کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں نے فرزندان توحید کو قتل کیا دشمنوں سے مل کر بغاوت کی نظام اسلامی کو پراگندہ کیا اور وحدت اسلامیہ کو مٹایا غرض جن کا یہ فرض تھا کہ ساری دنیا کو متحد کر کے امن قائم کرے وہ خود باہمی جنگ میں مشغول ہوئے۔

دوستو تم نہیں جانتے کہ نا اتفاقی کیا چیز ہے؟ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نا اتفاقی ایسی ہولناک چیز ہے جس نے بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیادیں اکھیڑ کر پھینک دیں جس نے قوموں کے شیرازے پراگندہ کر دیئے اور جس نے سرفروش مجاہدوں کے دل کمزور کر کے ان کو غلامی کی ذلت میں مبتلا کر دیا اگر تمہارے پاس ذرا بھی عقل و فہم ہے تو خدا کے لئے اپنی غلطیوں کو محسوس کرو اور اسلام کی مقدس تعلیم پر غور کرو حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا یعنی اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ مت پیدا کرو اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے تم آپس میں دشمن تھے پھر حق تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی مہربانی سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

اس آیت سے اسلامی وحدت کے قائم رکھنے اور نفاق و افتراق سے اجتناب کرنے کی شدید تاکید ثابت ہے آپ ذرا غور کیجئے کہ صحابہ کرام نے آیات قرآن پر کیونکر عمل کیا اور کس طرح وحدت و محبت کا قصر تعمیر کیا مختصر طور پر چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضور سرور عالم کے اصحاب کی ایک ممتاز ترین خصوصیت یہ تھی کہ وہ آپس میں نہایت الفت و محبت رکھتے تھے جب کسی مسلمان کو کسی قسم کا درد و دکھ پہنچتا تو دوسرے مسلمانوں کے دل پریشان ہو جاتے تھے اور ان کا یہی عمل تھا

کرو مصیبت میں آنت میں اور کشمکش میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے تھے اگر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں شخص بھوکا ہے تو جس کے گھر میں جو کچھ ہوتا تھا حاضر کر دیتا تھا اسی طرح ہمسایہ عورتیں اپنے پردیسیوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں حضرت اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ مجھے کھانا پکانا نہیں آتا تھا خدا کی قسم جب تک مجھے کافی مشق نہ ہو گئی محلہ کی عورتیں خالصاً لوجہ اللہ کھانا پکا دیا کرتی تھیں غرض یہ وہ اسلامی وحدت و محبت تھی جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو ساری دنیا پر غالب کر دیا۔ اب ذرا اسلامی مساوات کا حال سنئے۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ حضور سرور عالم کے جلوہ افروز ہونے سے پہلے ساری شخصیت پرستی کے عذاب میں گرفتار تھی اور ہر شخص اس بات کو بھول گیا تھا کہ بلحاظ انسان ہونے کے تمام انسان مساوی المرتبہ ہیں۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر فرمانروایان ملک اور امراء شہر عزتوں اور عظمتوں کے مالک بنے ہوئے تھے اور غریب کی زندگی کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ وہ سرمایہ داروں کی اطاعت کیا کرے حضور اقدس نے اس لعنت کو مٹایا اور شخصیت پرستی کا تختہ الٹ دیا فرمانروایان ملک اور امراء شہر کو مرتبہ قدوسیت سے ہٹا کر عام سطح زمین پر قائم کیا اور غریبوں کو غلامی سے بلند کر کے تاج و تخت کے مالکوں کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔

جب مالدار آدمیوں نے اپنے فضائل بیان کئے تو حضور اقدس نے اپنے رب کا پیام سنایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ

بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اس آواز سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا اور انسانی جباریت کا طلسم ٹوٹ گیا۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا

"لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں صحیح طور پر فرض ادا کروں تو میری مدد کرو اور غلط راستہ اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو" اور جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میں تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر اسلام کے مطابق کام کروں تو میری مدد کرو ورنہ مجھے معزول کر دو۔ اور صحابہ کرام کا یہ عمل تھا کہ وہ اپنے نوکروں کے ساتھ بھی دوستوں کا برتاؤ کرتے تھے اور ان کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک ایرانی رئیس حضرت سلمان فارسی کے پاس آیا اور دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں اس نے کہا کہ غلام کہاں ہے بولے کہ گھوڑے کی مالش کر رہا ہے میں نے پسند نہیں کیا کہ سارے کام اسی پر عائد کروں کچھ میں کرتا ہوں کچھ وہ کرتا ہے (طبقات)

سیرۃ العمرین میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر وضو کرتے تھے کسی نے کہا کہ آپ کسی خادم کو ہدایت کر دیجئے کہ وہ پانی گرم کیا کرے اور وضو کرا دے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا وہ دن بھر کام کرتے ہیں اور تھک جاتے ہیں پس رات ان کے آرام کے لئے ہے" آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم میں اور ہمارے نوکروں میں کچھ فرق نہیں نہ ہمارے بھائی ہیں اور بس

توکل نہیں کاہلی

(از جناب مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب مفید)

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (ترجمہ) وہ قوم گذر گئی۔ اس کے لئے جو تھا اس نے کیا اور تمہارے لئے جو تم کرو اور نہیں پوچھے جاؤ گے تم ان کاموں کے بارہ میں جو کہ گذرے ہوئے لوگوں نے کیا ہے:

کاہلی سب جانتے ہیں کہ بری چیز ہے مگر مسلمانوں کے ذہن سے یہ بات بالکل نکل گئی ہے کہ ایک مسلمان کی نظر میں اس کا درجہ کیا ہونا چاہئے۔

کاہلی عمل سے روکتی ہے اور انسان کو نکما بناتی ہے اور اسلام انسان سے اس کی زندگی کے ہر شعبہ میں عمل کا مطالبہ کرتا ہے اور کیا دنیوی ضروریات میں اور کیا دینی ضروریات میں اس سے عمل اور صرف عمل چاہتا ہے پس ایسی چیز مسلمان کی نظر میں کس قدر مبغوض اور مکروہ ہونی چاہئے اس کی زیادہ تصریح اور توضیح کی ضرورت نہیں ہے مگر اس جماعت پر جو اسلام کی پیرو ہے اس مکروہ اور مبغوض شے نے بڑا اثر ڈالا ہے اس نے نہ صرف ان کے تخیل میں نفس کی بے راہ روی سے اپنا اثر قائم کیا اور اپنا مکروہ شے کے سبب نفس بکر اور کی سرپرستی میں آئی بلکہ وہ ایک محبوب اور مرغوب شے کی صورت میں مخالف مذہب نہیں بلکہ بہترین مذہبی صفت بلکہ ان کے اعتقاد پر ایسا سکہ جمانے کے سبب ہے تو کاہلی مگر مسلمانوں میں توکل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہر عمل کے وقت جو دنیا سے متعلق ہو یہی کاہلی کی مذموم عادت ہے جو ان کی نظروں میں توکل کی صفت میں ظاہر ہوتی ہے اور مسلمان کو جس سے اسلام عمل کا طالب ہے بے عملی کے گمراہ کن تصور میں ڈالتی ہے اور پھر اس کے تخیل میں وہ بلند پروازی کرتی ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اسلام کی ہدایت کے خلاف چل رہا ہے اس کو اسلام کا بہترین پیرو باور کراتی ہے وہ اپنے کو خدا پر بھروسہ کرنے والا اور خدا پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والا سمجھتا ہے۔

کس قدر آسانی سے نفس نے مسلمانوں کو اپنے قابو میں کر لیا ہے کہ اس کے اشارہ پر اسلام کے اصول کے خلاف چل رہے ہیں اور یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اسلام ان ہی کے دم قدم سے زندہ ہے غور کرنے کی جگہ ہے کہ اسلام ہر جگہ اور ہر وقت عمل کی ترغیب دیتا ہے اور اس اصول پر ہم کسی عقیدہ کی خوبی کو جانچنا چاہیں تو بہت آسانی سے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم کبھی کسی عقیدہ کو اصول کے تحت جانچنا نہیں چاہتے اور ہم برائی و بھلائی کے تذبذب میں خلط ملط سے بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے اور ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ ایک برائی کس طرح آہستہ آہستہ نیکی کی صورت اختیار کر لیتی ہے اسلام کے اصول ایسے سیدھے سادے اور صاف و صریح ہیں کہ اس سے انحراف نہیں ہو سکتا اس لئے غور اور سمجھ سے کام لیا جائے تو دھوکا نہیں ہوگا مثال سے اس کو سمجھو خدا قادر مطلق ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے وہ جو کام کرانا نہیں چاہتا نہیں ہوتا اور جو کچھ کرانا چاہتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے خدا پر بھروسہ فرض اولین ہے یہ ایسے جملے ہیں جس سے کسی مسلمان کو نہ انکار ہے نہ ہو سکتا ہے یہ بالکل سچ ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یفعل ما یشاء فعال لما یرید لیکن اس پر بھروسہ نہ کیا جائے تو انسان کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے لیکن یہ بھی تو سمجھو کہ اسلام کے معنے ہیں گردن نہادن بہ طاعت جو حکم خدا کا ہے اس پر سر رکھ دینا چاہئے مگر اس کے احکام کی تعمیل کر کے یہ نہ کہنا چاہئے کہ ہم نے یہ کیا ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا بلکہ مسلمان کا اصلی اعتقاد یہ ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرے اور یہ یقین رکھے کہ ہمارے کام کو سنوارنے والا خدا ہے نہ کہ ہمارے کام کی درستی کا باعث ہمارا عمل ہے۔ مگر نفس نے چند مسلمات کو ترتیب دے کر کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے ہم کریں یا نہ کریں جو اس کے ارادہ میں ہے وہ ہو کر رہے گا ہم کو اس کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہئے، عمل سے بے پروا کر دیا یہی نتیجہ غلط ہے جس میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں حالانکہ اسلام ہم سے جو چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم عمل کریں اور عمل کے بعد اس کے اچھے نتیجوں کی برآمدگی کے لئے اپنے عمل پر نہیں بلکہ خدا پر بھروسہ رکھیں کہ وہی عمل میں برکت دینے والا ہے نفس نے اس سیدھے سادے اصول اسلام میں ایک خفیف سا تصرف کر کے انسان سے عمل کی قوت و ترغیب کو سلب کر لیا ہے اور اس کو عمل سے دور کر دیا اور پھر اس بے عملی کو خوبی کا لباس پہنانے کے لئے

اس نے اس کو توکل کی صفت سے متصف کر دیا اور انسان عمل سے دور ہو کر اور اسلام کی ہدایت سے روگردانی کر کے متوکل علی اللہ کی شان لقدس میں جلوے دکھانے لگا مسلمان ذرا بھی غور کریں تو ان پر نفس کا یہ فریب بآسانی کھل سکتا ہے؟ مگر کاہلی کا ان پر ایسا تسلط ہے کہ وہ اس طرف آتے ہی نہیں اور اس غور کی زحمت اٹھانا گوارا نہیں کر سکتے وہ کہتے ہیں کہ کاہلی میں آرام ہے اور وہ توکل کے خوبصورت لباس میں لا کر ان کو مذہبی آدمی اور قابل تعظیم انسان بنا دیتی ہے تو اسلام کے دوسرے رخ پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے مگر دیکھو یہ فریب ہے۔ توکل کا یہ معنی آپ کو کسی اسلامی ہدایت میں نہیں ملیگا اگر توکل کے یہی معنے ہوتے تو قرآن مجید کے تیس پاروں میں سے کوئی ایک آیت ایسی نکل آتی جس میں توکل کی یہ شان نظر آتی مگر قرآن مجید شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ اور اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر غور کرو کہیں آپ کو ایسی ہدایت نہیں ملیگی کہ ہم سب کچھ کرنے والے ہیں تم فقط ہمارا نام جپتے رہو اور تم کو کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہم سب کر لیں گے بلکہ ہر جگہ ارشاد ہوتا ہے عمل کرو۔ عمل کرو اعتقاد کے ساتھ عمل ہی کرنا چاہئے اس کی شدید ضرورت ہے جہاں کہیں ایمانداروں کو خداوند کریم مخاطب فرماتا ہے وہاں عمل کرنے والوں کو اس خطاب میں شریک کر لیا ہے ان ایمانداروں کو فلاح و نجات کی خوشخبری دی گئی جو عمل نیک کے عامل ہیں۔

مسلمانو! قرآن شریف کی تلاوت کرو یا ایہا الذین امنوا کے ساتھ تم وعملوا الصلحت بھی پاؤ گے اس سے صاف واضح ہے کہ قرآن شریف تم سے ایمان اور عمل صالح کا طالب ہے۔ اگر بے عملی میں خدا کا بھروسہ اور توکل علی اللہ کی شان ہوتی تو کہیں تو اس کا اشارہ ہوتا نہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بعد توکل کرنا توکل ہے اور قابل ستائش

ہے قابل فلاح و نجات ہے وہ توکل نہیں ہے جس سے سررشتہ عمل آپ کے ہاتھ سے نکل جائے یہ تو کاہلی کی ایک شاخ ہے۔ دیکھیں رہ لہ تو میر دی بہ ترکستان است کاہلی نے تم پر اپنا اثر جما لیا ہے نفس نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے تم نے کاہلی کی مذموم صفت کو توکل کے قابل تعریف نام سے بدل دیا ہے تاکہ اپنے کو ملامت سے بچانے کے لئے اس بے عملی کو توکل کی صفت میں بدل رہے ہو۔

اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسلام کی اصلی ہدایتوں کی تعمیل کرو اور عمل دنیا میں آؤ اور اسلام کی خوبیوں سے آراستہ ہو کر دنیا سے اپنی عزت کراؤ سچے مسلمان کے لئے کوئی زمانہ عزت سے خالی نہیں ہو سکتا تیرہ سو برس ہونے سے اسلام کے اصول فرسودہ نہیں ہوئے ہیں تیرہ سو برس پہلے جن اصول نے ایک گمراہ اور بے راہ قوم کو ساری دنیا کا بادشاہ ساری دنیا کا استاد بنا سکتے تھے وہ آج بھی اپنے میں وہی قیمت رکھتے ہیں تم خود ہی ان اصولوں کو چھوڑ دو اور عامل ہونے کی بجائے کاہل ہو تو اصول اسلام کیا کریں۔ تمہاری قدر و قیمت وہی رہتی ہے جو کاہلوں کی ہوا کرتی ہے فریب نظر کب تک قائم رہے گا آؤ اصلی توکل پیدا کرو محنت کرو کاہلی کو چھوڑو محنت کر کے خدا پر بھروسہ کرنا سیکھو اگر دنیا میں عزت سے رہنا چاہتے ہو تو اصول اسلام کو بالاستیعاب اختیار کرو تومنون ببعض و تکفرون ببعض سے کام نہیں چلتا ایک کو مان کر دوسرے تمام حکموں سے چشم پوشی بکار نہیں ہے سکتی نہ تم کو ایسے عمل سے دنیا میں عزت مل سکتی ہے نہ آخرت میں نجات اسلام جو چاہتا ہے اس پر ایک ایک کر کے عمل کرو۔

صرف وہی شخص عزت کے قابل ہے جو اپنے رہنما کی ہدایتوں کی پوری پوری پابندی کرے۔ خدا کو فعال لما یرید مان لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم کوئی ارادہ نہیں رکھ سکتے ہو اور تم کو کوئی ارادہ کرنے کا حق نہیں ہے اگر یہی منشائے آیت مذکورہ ہوتا تو پھر خدا کا بار بار ارشاد کہ مسلمان سعی کریں عمل کریں کیا معنے رکھتا ہے ارشاد باری ہوتا ہے کہ تم جو کرو گے وہ پاؤ گے لیس للانسان الا ما سعیٰ قرآن مجید کی آیت ہے اور وہ صاف لفظوں میں تمہاری رہنمائی کر رہی ہے کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنی وہ سعی کرتا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنی اللہ بلاشک و شبہ نیکوکاروں کی خدمات حسنہ کا معاوضہ ضائع نہیں کرتا یہ بھی فرمایا ہے کہ لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت یعنی اس کے لئے ان اچھے کاموں کا فائدہ ہے جو اس نے کیا اور ان برے کاموں کی سزا سے بھگتنی ہے جو اس سے سرزد ہوئے ان احکام اور ہدایات سے جی چرانا تم صرف اس منحوس کاہلی نے سکھایا ہے اور ایک چیز کو لیکر اس پر اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی کہ تمام قرآنی ہدایتوں کی بنیادیں تمہاری نظر سے اوجھل ہو گئیں اور تم نے مذہب کی ترقی اسی میں سمجھنے لگے کہ توکل کریں اس توکل کے سرسبز باغ میں کاہلی کو بار آور اور پھلا پھولا دیکھ لیں لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اس ہدایت میں تم کو کونسی راہ دکھائی جاتی ہے کیا اس حکم میں سوائے اس کے اور کوئی ہدایت نکلتی ہے کہ اس کے سہارے سے ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور مستحق فلاح و نجات ہو جائیں کیا اس آیت شریفہ میں یہ تہدید نہیں ہے کہ جب قوم نے جو کچھ کیا وہ اس کے لئے ہے اور تم جو کچھ کرو گے تمہارے لئے ہو گا بغیر کئے کسی کو کچھ نہیں مل سکتا ہر قوم اپنے عمل سے ترقی کرتی ہے جتنی قومیں عمل کو چھوڑ بیٹھی ہیں تم ان کا حال اخباروں میں پڑھ سکتے ہو جو قومیں گذر گئی ہیں ان کے سوانح تاریخ میں دیکھ سکتے ہو تم چشم عبرت سے دیکھو تو معلوم کر سکتے ہو کہ محنتی قوموں نے ہی مرتبہ اور عزت پائی ہے کاہل اور کام چور قومیں سوائے غلامی اور ذلت کے کچھ حاصل نہ کر سکیں چونکہ تم کاہلی کی سرپرستی میں آگئے ہو ہر کام میں تم نے کوئی نہ کوئی حیلہ تراشا اور اس محنت سے جی چرانے کے لئے اس کو مذہب کے خلاف قرار دینے میں بڑی جسارت سے کام لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم زندگی کے ہر شعبہ میں ناقص اور ناتمام رہ گئے اور یہ ساری خرابی اس سے ہو گئی کہ تمہارے خون میں کاہلی کے جراثیم بالکلیہ پھیل گئے ہیں اور محنت جفاکشی کے ذرات تمہارے خون سے بالکل نکل گئے اور تم بالکل ناکارہ ہو گئے ہو جو بات تمہارے سامنے پیش کی جائے اس میں مصروف ہونے میں جو محنت کا خیال آتا ہے اس سے تم جی چرانے لگتے ہو اور اس کام کے نہ کرنے کا جو الزام عائد ہوتا ہے تو اس کے برات کے لئے تم اس کو مذہب کے خلاف ٹھیرانے کی سعی لاحاصل میں لگ جاتے ہو تاکہ تم محنت سے بھی بچ جاؤ اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل بھی نہ ہونے پاؤ اور اس دنیا میں عزت حاصل کرو یہ تمام باتیں تمہارے مذہب کی نہیں ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے جس کی پابندی کے لئے تم ہر کام سے جی چراتے ہو یہ اس بد عادت کا سبب ہے جو تم میں سرایت کر گئی ہے اور جس کا منحوس نام کاہلی ہے جب تک مسلمان اس ہمہ گیر برائی اور اس کے نقصان رساں اثرات کو اپنے ذہن سے دور نہ کریں گے ان کو اسلام کی تعلیم سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا

کاہلی اور توکل دو متضاد اور متباین چیزیں ہیں کاہلی توکل کے ضوابط کو توڑنے والی ہے کوئی شخص کاہلی کر کے متوکل نہیں بن سکتا کیونکہ کاہل آدمی ایسے حیلے بہانے نکالتا رہتا ہے کہ اس کو عمل سے آزادی مل جائے وہ خدا کی نکتہ نوازی کو سراہتا ہے اور اس حیلہ میں اعمال اسلامی کی تعمیل سے بچنا چاہتا ہے۔ پھر ایسے کاہل کا توکل کے صحیح معنوں میں کہاں دخل ہے آجکل مسلمانوں کی جماعت اسی کاہلی کی بدولت شعائر اسلامی سے آزاد ہو گئی ہے اور برکات اسلامی اسی وجہ سے ان کے شامل حال نہیں رہے کہ وہ حقیقت میں اسلام کے اصول کے پابند نہیں رہے مسلمانوں کا یہ شکوہ بالکل ناسمجھی پر مبنی ہے کہ خدا نے اس کی توحید کا راگ گانے والوں پر مشرکوں اور قائلین تثلیث کو غلبہ دے رکھا ہے خدا کبھی موحدین کو مغلوب نہیں کرتا اس نے علی الاعلان جتا دیا ہے کہ جو مومن ہے وہ مغلوب نہیں ہوتا اگر تم مومن ہو تو بلاشبہ و بلاشک تم ہی کو غلبہ و تفوق ہے اس ارشاد خداوندی کے بعد کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میں مومن ہوں اور پھر بھی مغلوب ہوں۔ ایسا کہنا ناسمجھی ہی نہیں بلکہ سخت گستاخی ہے۔ یاد رکھو ہماری مغلوبیت اس حکم کی روشنی میں صاف بتا رہی ہے کہ ہم میں ایمان کے وہ اوصاف نہیں جو اہل ایمان کے اوصاف ہوتے ہیں نام کے مومن ہونے سے ہم ایمان کے برکات حاصل نہیں کر سکتے اگر کوئی چراغ روشن کر کے کسی جگہ بند کر دے اور کہے کہ میرا گھر تاریک ہو رہا ہے حالانکہ میرے گھر میں چراغ ہے تو کیا اس کی یہ بات کسی کی سمجھ میں آجائے گی۔ چراغ گھر میں رکھا رہنے سے تو تاریکی دور نہیں ہو سکتی ہاں چراغ روشن کرنے کے بعد گھر میں اندھیرا نہیں رہ سکتا جبکہ خدا نے حکم لگا دیا کہ مومن کو ہمیشہ غلبہ اور تفوق ہو گا تو کیونکر ممکن ہے کہ ہم مومن ہوں اور پھر غلبہ اور تفوق سے محروم رہیں جس طرح چراغ روشن ہونے کے بعد گھر میں تاریکی نہیں

رہتی اسی طرح کسی قوم میں ایمان کا نور چمک جائے تو پھر وہ قوم مغلوب نہیں رہ سکتی مگر مسلمانوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں ان کو سیدھی سادی بات بھی سمجھنے کی عقل نہیں رہی مسلمان قرآن مجید کو کلام الٰہی اور کتاب آسمانی مانتے ہیں اس کے احکام بلے یہی نہیں ہیں کہ ان کی سمجھ سے باہر ہیں مگر پھر بھی وہ آشنا ہو نہیں کرتے۔ قرآن کیا کہہ رہا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ قرآن کیا ہدایت دیتا ہے اور ہم کیا سمجھ رہے ہیں۔ انسان کی فضیلت فرشتوں پر اس لئے تسلیم کی گئی ہے کہ فرشتوں کو نفس نہیں ہے اور انسان کو نفس ہے ان کو خواہشات نہیں ہیں انسان کو ہیں ان خواہشات کو دبا کر کے نفس کو کچل کر وہ حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس امتحان کی کامیابی سے وہ فرشتوں سے بازی لے گئے دنیا میں رہ کر دنیا کی کششوں سے بچکر دنیا کی ناجائز صورتوں سے دامن بچا کر خدا کی بندگی انسان کا خاص طرۂ امتیاز ہے دنیا میں رہکر دنیا کی کشش سے بچنا ہی خدا رسیدگی کا پسندیدہ معیار ہے۔ کاہلی جو عمل سے دور رہنے کا الف انسان کو سبق پڑھاتی ہے وہ ہر کام کی محنت سے بچنے کے لئے ایسے ہی غلط خیالات پیدا کر دیتی ہے کہ انسان اپنی کوشش اور عمل کی قوت سے فرشتوں پر تفوق حاصل کرنے کی بجائے جانوروں کی زندگی بسر کرنے کے میلان کو قبول کر لیتا ہے۔

مسلمانو! اگر وہ عزت جو مسلمانوں کے لئے قرآن مجید نے خاص کر دی ہے حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس دشمن اسلام "کاہلی" کو دور کرو اور ہمہ تن اسلام کے لئے اپنے کو وقف کر دو اور یہ بات سمجھ لو کہ توکل ترک دنیا کا نام ہے یا اسلام ترک دنیا کا سبق دیتا ہے یا لذات دنیا سے محروم کرتا ہے نہیں اسلام یہی سچا اور اصلی اسلام ہے جو انسان کو خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتا سچا مسلمان بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے اور پھر بھی خدا کو نہیں بھولتا وہ بچوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کرتا ہے اور اس کے انجام دینے میں تکلیفیں اٹھاتا ہے پھر بھی خدا کی یاد اس کے دل سے نہیں جاتی وہ اپنے عزیزوں قریبوں سے ہمدردی و اخوت برتتا ہے ان کی تکلیفوں میں کام آتا ہے وہ خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ مسکینوں غریبوں بیماروں محتاجوں کی مدد آشنا ہوتا ہے ان کی مدد میں اپنی رات کی میٹھی نیند چھوڑتا ہے دن کو ان کے لئے وقف کرتا ہے وہ اسی لئے کرتا ہے کہ وہ خدا کو بھولا نہیں ہے ماں باپ کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور خدا کو یاد کرتا جاتا ہے اور یہ تمام باتیں اس کو اپنی طرف کیوں متوجہ کئے ہوئی ہیں اس لئے کہ وہ خدا کو یاد کرتا ہے اور صبح سے شام اور شام سے صبح تک ان کاروبار میں جو وقت اس کا گزرتا ہے وہ سب خدا کی یاد میں گزر رہا ہے کیا کوئی ایسی قوم جو اپنے پر خدا کی طرف سے اتنے فرائض کی پابندی ضروری سمجھتی ہے اور اس میں مصروف رہتی ہے وہ دنیا میں اعزاز اور آخرت میں سرمایہ نجات سے خالی رہے گی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس قوم کو جس کا ہر فرد اس جذبہ سے بھرا ہوا ہو دینی و دنیوی عزت حاصل نہ ہو۔ جو لوگ کہ ان جذبات سے خالی ہیں اور منہ سے دعوے کرتے رہتے ہیں کہ وہ آخرت کے کاموں میں لگے رہتے ہیں وہ حقیقت میں آخرت کا کام کرتے ہیں نہ دنیا کا وہ کاہلی کی سرپرستی کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذلت و خواری میں گرتے جاتے ہیں۔ دیکھو اسلام کی ہدایتوں کا ماحصل ہم نے تمہیں سنا دیا ہے اسلام اپنے پیرو سے ان تمام چیزوں کی تکمیل چاہتا ہے جس میں تمام تر محنت ہی محنت ہے مصروفیت ہے ترک راحت ہے اور یہ سب نتیجہ ہے خدا کی سچی یاد اور خدا کی دل سے بندگی کرنے کا۔ ان سب باتوں سے دور رہیں تو اسلام کی پیروی کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرو اور اس لئے ان خدمات میں لگے رہو کہ خدا کا حکم ہے اور خدا کے حضور میں پانچ وقت حاضر ہو کر اس سے اپنی بندگی کا اقرار کرو اور اس کے احکام کی تعمیل کی توفیق مانگو اور کوشش میں لگے رہو کہ جو کچھ ہم نے اقرار بندگی کیا ہے اس کا ثبوت بندگان خدا کی ہمدردی سے دیا جائے تو یہی اصلی اسلام ہے ورنہ ہر شخص اپنی روٹی دال گھسیٹنے کا شوق رکھتا ہے اب دیکھو کہ ایک انسان پر اسلام نے کتنی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اپنے لئے بیوی بچوں اقربا اور قوم کے لئے اس کو بہت کچھ کرنا ہے کیا بغیر محنت کے وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتا ہے مگر ایک کاہل انسان اس محنت سے سبکدوش ہونے کے لئے خدا کی قدرت مطلقہ کے فصیح و بلیغ بیان سے وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها کے غلط ترجمہ و غلط معنی اپنی للہیت ثابت کرتا ہے کیا یہ اسلام کے اصل کے عین مطابق ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کاہلی کی حیلہ جوئیاں ہیں خدا تمہیں توفیق دے کہ تم ٹھنڈے دل سے ہمارے بیان کو پڑھو یا سنو اور اس کو سمجھو اور اس کاہلی سے بچنے کی کوشش شروع کر دو۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط

صحابۂ کرام کا جذبۂ شہادت

(از مولوی محمد ابوالخیر صاحب)

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ

جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں

وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

لیکن تم سمجھتے نہیں ہو

سرزمین عرب میں طلوع اسلام کے قبل بہت سے ہیرے اور جواہرات جہالت اور گمراہی کی متواتر اور پیہم موسلا دھار بارش کی وجہ سے جہالت کے گرد و غبار میں روپوش ہو چکے تھے کنکر اور ٹھیکریاں یہ نایاب گوہر اور موتیاں اس طرح مخلوط ہو چکی تھیں کہ ایک خوشنما لعل اور ایک گندی زمین کا کنکر ان دونوں میں تمیز کرنا مشکل ہو چکا تھا لیکن جوں ہی ذرا سی باران توحید کا ریلا آیا کفر و شرک کی نجاست سے ایک دم عالم کو دھو کر پاک کر دیا۔ میری اس تمثیل سے مراد صحابہ کرام کی ذات پاک ہے جنہوں نے داعی اسلام کی ہر ایک صدا پر لبیک کہا اور نہ صرف لبیک کہا بلکہ عالم کے سامنے اس کو عملی صورت میں پیش کیا ان کی اس اطاعت اور فرمان برداری کا یہ نتیجہ ہوا کہ چند روز میں وہ تمام انسانیا سے افضل ترین کہلانے کا مستحق ہوئے داعی اسلام نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اصحابی کالنجوم یعنی میرے اصحاب مثل ستارے کے ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔ دوسری جگہ آنحضور فرماتے ہیں ہمارے اصحاب کو جس نے گالی دی گویا مجھے دی جس نے صحابہ کرام کو تکلیف پہنچائی گویا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھکو تکلیف پہنچائی اس نے گویا خدا کو تکلیف پہنچائی اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنا دی گئی یہ بھی بتا دیا گیا کہ خدا ان سے راضی ہو گیا اور یہ خدا سے راضی ہو گئے چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ یہ سب کچھ کیوں ہوا اس لئے کہ انہوں نے اپنے جان و مال کو ان کے نام پر قربان کر دیا اور اپنی عزیز جان اور مال و متاع کو اللہ کے سپرد کر دیا چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ	یعنی بیشک پروردگار عالم نے مسلمانوں کے مال و جان کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

درحقیقت اس آیت کے حقیقی مصداق صحابہ کرام ہی تھے مجھے صحابہ کرام کے آج ان واقعات کو بتانا ہے جن کا تعلق جان سے ہے اور وہ واقعات جن کا تعلق مال سے ہے ان کو نظرانداز کر دیا گیا ہے دنیا میں مسلمانوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کیا جائے کفر کا ملیا میٹ کر کے حق پرستی کا پرچار کیا جائے ابالیسی عساکر کو دنیا سے فنا کر دیا جائے روحانیت اور توحید کا سکہ جمایا جائے تمام معبودان باطل کا قلع قمع کر کے خدائے واحد کی پرستش کی جائے لیکن چونکہ اس تحریک عظیم میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں یہاں تک کہ جان عزیز سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے لیکن مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ ان مواقع پر جان سے بھی دریغ نہ کرے کیونکہ اس صورت میں مسلمان کے لئے دونوں صورت بھلائی اور بہترائی کی ہے اگر کسی کو قتل کر دیا تو بھی بہت بڑے اجر کا مستحق ہوا اور اگر قتل کر دیا گیا تو سیدھا جنت الفردوس کو سدھارا اس سے بہتر اور کوئی چیز ہو نہیں سکتی یہی وجہ تھی کہ داعی اسلام نے بڑے زور دن کے ساتھ ترغیب دی کہ کوئی مسلم مرتبہ علیہ سے محروم نہ رہ سکے چنانچہ آنحضور ارشاد فرماتے ہیں الجنۃ تحت ظلال السیوف یعنی جنت تلوار کے سایہ کے نیچے ہے اسی پر صحابہ کرام نے عمل کیا جس وقت جہاد کی پکار ہوتی تھی تمام اصحاب کرام ٹوٹ پڑتے نکلے چلے جس حالت میں ہوں خواہ بوڑھے ہوں اور خواہ بچے ہوں سب کے اندر یہ جذبہ جہاد تعرقلب میں موجزن تھا چنانچہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ جس وقت مسلمان جہاد کی تیاری کر رہے تھے یہ اپنی بیوی سے ہم آغوش تھے لیکن جوں ہی ان کو معلوم ہوتا ہے کہ عسکر اسلام بغرض جہاد کوچ کر چلا ہے فوراً وہاں سے دوڑ پڑتے ہیں اور لشکر میں شامل ہو کر اس طرح لڑائی کرتے ہیں کہ آخر کار اپنی جان شیریں کو جان آفریں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اللہ اللہ ان کے دل میں کتنا جذبہ ایمانی موجود تھا کہ ایسے آرام کی حالت کو خیرباد کہکر فوراً لشکر اسلام میں شامل ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بیوی سے ہم بستر ہوتے ہیں غسل بھی نہیں کرتے اور شہید ہو جاتے ہیں اور ان کو شہید ہو جانے کے بعد ملائکہ غسل دیتے ہیں چنانچہ ان کا لقب اسی وقت غسیل الملائکہ قرار دیا گیا ہے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کا قول کس قدر عبرت انگیز اور سبق آموز ہے ان کو عین اس موقع پر کسی جرم کی بنا پر محبوس زندان کر دیا جاتا ہے ان کے پیر میں بیڑی پہنا دی جاتی ہے لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ لشکر اسلام کا مقابلہ دشمنان اسلام سے ہو رہا ہے یہ تڑپ رہے تھے اور نہایت ہی بیکل اور بے چین ہو رہے تھے لیکن ایسی صورت میں کیا کیا جا سکتا ہے جبکہ ان کو مقید کیا جا چکا ہے مجبور محض تھے لیکن ان کو ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہ تھا چنانچہ وہ رئیس لشکر کی صاحبزادی سے نہایت ہی منت اور سماجت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ تم میری اس ہتھکڑی اور بیڑی کو کھول دو تاکہ میں بھی دشمنان اسلام سے جہاد کروں چنانچہ رئیس لشکر کی صاحبزادی عہد و پیمان لیتی ہیں حضرت ابوجندل اقرار کرتے ہیں کہ لڑائی ختم ہوتے ہی میں خود بخود آ کر بیڑی پہن لوں گا۔

چنانچہ ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ رئیس لشکر کے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں شرکت کرتے ہیں اور لڑائی شروع کر دیتے ہیں اور زوروں کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں جس طرف رخ کرتے ہیں صفوں کے صفوں کا صفایا کرتے جاتے ہیں اتنے کافروں کو قتل کرتے ہیں کہ ان کے برابر اور دوسرے شخص نے نہیں قتل کیا لڑائی ختم ہونے کے بعد یہ فوراً آ کر پھر اپنی پہلی صورت اختیار کر لیتے ہیں وہی ہتھکڑی اور بیڑی پہنے ہوئے نظر آ رہے ہیں لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یا اللہ وہ کون شخص تھا جس نے کفار کا صفایا کیا خود سردار لشکر پوچھتا ہے کہ بتاؤ کون آدمی تھا لیکن کوئی جواب نہ دے سکا کیونکہ ہر ایک شخص کا یہ خیال تھا کہ ابوجندل

[illegible]

[illegible] ان لوگوں پر کچھ حرج نہیں [illegible] [illegible]

[illegible] نے ان سے کہا کہ [illegible]

[illegible] یعقوبؑ [illegible]

[illegible] ان کی آنکھوں سے [illegible]

[illegible] ان کے پاس [illegible] کرتے۔

[illegible] ہے کہ ان کی حالت [illegible] [illegible] لشکر [illegible] بلکہ [illegible] جہاد [illegible] اور جنگوں [illegible] جاری [illegible] [illegible] بیمار [illegible] کرتے تھے چند [illegible] [illegible] جنگ [illegible] چشم [illegible] [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] مرتبہ [illegible] ہیں جنہوں نے اپنی نذر پورا [illegible] کردیا [illegible] جب غزوہ احد کا موقع آیا تو [illegible] کفار کا مقابلہ کرتے [illegible] مرنے سے پہلے میں جنت [illegible] [illegible] کی جانب سے تیر اور تلوار کی موسلادھار بارش [illegible] ہوتی ہے [illegible] اور جالن [illegible] لاش [illegible] جب ان کی تلاش کیا جا [illegible] [illegible] زخم سے متغیر ادر [illegible] ہوچکی تھی [illegible] پہچان لیتی ہیں جب دیکھا جاتا ہے تو ان کے جسم پر [illegible] زخم لگے ہوئے تھے [illegible] یہ حالت تھی کہ جس [illegible] [illegible] جایا کرتے تھے تو ان کی [illegible] دعا ہے کہ [illegible] [illegible] شہید ہو جائیں ہماری نعشیں [illegible] ایک [illegible] علیحدہ کردی جائے [illegible] نہ کرسکے۔

[illegible] موقع پر [illegible] مدینہ میں کمر یاں لیکر آئے ان کو معلوم [illegible] مسلمان آج احد میں لڑ رہے ہیں چنانچہ وہ [illegible] جاتے ہیں اسی وقت [illegible] اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور [illegible] شہید ہو جاتے ہیں۔ اور

[illegible]

[illegible] ہے

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] کی [illegible]

[illegible] [illegible] ۔

[illegible] ان کو یہ بھی یاد [illegible] نے [illegible] فرمایا ہے کہ [illegible] جس کے [illegible] [illegible] کے ذریعہ [illegible] کو معاف [illegible] ہے

اسی طرح ایک [illegible] صحابی [illegible] سے [illegible] کہا گیا تو وہ جنگ میں شریک [illegible] میں [illegible] [illegible] اجازت [illegible] جہاد کرتے ہیں [illegible] [illegible]

غزوہ تبوک کے متعلق [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کہا گیا کہ [illegible] حالت ان کی [illegible] ہوچکی ہے [illegible] ان کے پاس نہیں تھے سواری ان کے پاس نہیں [illegible] ان کے [illegible] محنت [illegible] موسم [illegible] [illegible] کھیتیاں [illegible] حضرت عثمان غنی [illegible]

جنت الفردوس کے خریدار ہو جاتے ہیں یہ تقاضہ ایمانی کہ اسی روز اسلام سے ہم آغوش ہوتے ہیں اور اسی وقت جہاد میں شریک ہو جاتے ہیں۔

غزوہ خیبر کے موقع پر ایک حبشی غلام مسلمان ہوتا ہے اور اسی وقت شہید ہو جاتا ہے آنحضور اس کی نعش کی ملاحظہ کرنے جاتے ہیں اور پھر فوراً لوٹ آتے ہیں وجہ مراجعت دریافت کی جاتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حوریں اس کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔ ایک لڑائی کے موقعہ پر ایک صحابی سخت زخمی پڑے ہوئے اپنے چہرے پر خون مل رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں مراد کو پہنچ گیا۔

ایک لڑائی کے موقع پر جبکہ خواتین اسلام قلعہ میں محصور کر دی گئی تھیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں قلعہ سے باہر نکلی ہوئی تھی دیکھتی ہوں کہ حضرت سعد جا رہے ہیں اور ایک شعر پڑھتے جا رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے لوگو ٹھیرو تمہارا ایک ساتھی جہاد کی غرض سے آ رہا ہے اس کو بھی آ ملنے دو۔ اس قلعہ میں ان کی والدہ محترمہ بھی محصور تھیں چنانچہ اپنے گوشہ جگر کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں کہ میرے پیارے اور عزیز بیٹے تم جلدی جاؤ۔

ایک موقعہ پر ایک غلام اللہ کے راستے میں لڑتا ہے شہید ہو جاتا ہے چنانچہ اس کو سید الشہداء کا خطاب دیا جاتا ہے یہ ہے اسلام کی فیاضی اور یہ ہے اسلام کی تعلیم مساوات۔

غزوہ خندق کے موقع پر دیکھئے کہ ہر ایک شخص کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے اور شوق جہاد میں پتھر برابر کھود رہے ہیں لیکن اوقات ایسا ہوا کرتا تھا کہ ابھی صحابہ کرام ایک لڑائی سے واپس آئے ہیں کہ دوسری لڑائی کی پھر تیاری شروع ہو جاتی ہے درمیان میں فرصت ہی نہیں لیتے ہیں

بیعت رضوان کے واقعہ کو دیکھئے کہ کس طرح مسلمان جوش میں آکر سرور عالم سے بیعت کرتے ہیں چنانچہ اس کا صلہ مسلمانوں کو یہ دیا جاتا ہے کہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:—

لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ	یعنی بیشک پروردگار عالم مسلمانوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

یہ تو صحابہ کرام کی انفرادی حالت مختصراً پیش کی گئی ورنہ صحابہ کرام کی عام طور پر یہ حالت تھی کہ جہاد کے نام پر بے تحاشا دوڑ پڑا کرتے تھے نہ تو وہ دریا کو دریا خیال کرتے تھے اور نہ جنگل کو جنگل چنانچہ صحابہ کرام نے دریائے دجلہ میں بوقت جہاد بزمانہ حضرت عمر فاروق اپنے گھوڑوں کو دریا میں کودا دیا تھا دشمن ان کی اس طرح حالت کو دیکھکر مرعوب ہو گئے کیونکہ انہوں نے جبکہ یہ دیکھا کہ ان کا شوق جہاد اس حد کو پہنچا ہوا ہے تب تو ان کا مقابلہ کرنا یقیناً دشوار ہوگا اور اگر مقابلہ بھی کیا گیا تو ناکامی ضروری اور لابدی چیز ہے اسی کا نقشہ علامہ اقبال نے کھینچا ہے ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے　　بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ تو مردوں کی حالت تھی لیکن یاد رہے کہ شوق جہاد جس طرح صحابہ میں پایا جاتا تھا اسی طرح صحابیات میں بھی پایا جاتا تھا آپ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو ہزارہا واقعات ایسے ملیں گے جس میں خواتین اسلام نے کفار کا مقابلہ کیا اور مجاہدین کی خدمتیں کی ہیں چنانچہ ایک موقع پر سرور دو جہان کی بیوی حضرت عائشہؓ مشک لادے ہوئے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں یہ تھا ان کا شوق جہاد جس کی وجہ سے انہوں نے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کی اللہ پاک ہم کو بھی توفیق دے۔ آمین

جرائیم نفاق کی تحقیق و علاج

[illegible]

مسلمانوں کی صحیح ضرورت یہ ہے کہ ان کے تشتت و افتراق کو دور کیا جائے اور ان کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح ہو تاکہ وہ ایک قوم بن سکنے کے حق [illegible] کوئی منظم آواز بلند کر سکیں۔

مجھے ایک مدت سے اس ضرورت کا احساس ہے [illegible] جب بھی ملک [illegible] پلیٹ فارم پر موقع ملا ہے میں نے اس [illegible] نفاق [illegible] جراثیم کا تجزیہ کر کے ان کے سامنے رکھوں اور علاج کی صحیح تدابیر پیش کر

[illegible]

ایک شخص جو سب [illegible] نکلنے ہی سب معاشرت کا [illegible]

وہی قانون کا محافظ تھا وہی خادم تھا۔ وہی مخدوم اور بوقت پڑے بروہی مرد میدان اور غازی و شہید۔ نہ علم و فضل کی زیادتی کسی کو معاشرتی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرتی تھی اور نہ زہد و تقویٰ کی نرالی صفات میں کمی مبیشی کو ایک لازمی شے ہے لیکن بہر حال مجموعی تعریف ہر مسلمان کی یہی تھی اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذلک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل

سیرت نبی پر ایک طائرانہ نظر ڈالئے سے اچھی طرح مشاہدہ ہوتا ہے کہ آپ کا دریائے حیات اپنے دامن میں نور ہدایت کی ہزاروں تجلیاں لئے انسانی زندگی کے ہر نشیب و فراز ہر گھاٹی ہر چوٹی ہر بیابان و خیابان سے اس طرح گذرا کہ ایک مسلمان کے لئے زندگی کی تمام راہیں کھل گئیں۔ کتنی سبق آموز یہ سرگذشت ہے کہ آپ کبھی چرواہوں کے غول میں ہوتے ہیں۔ کبھی ابوطالب کی آغوش میں کبھی سرراہ کانٹوں میں الجھے اور زخموں کا نشانہ نظر آتے ہیں اور کبھی غار حرا کے گوشہ میں معتکف کبھی تجارت کے قافلوں میں شامل ہوتے ہیں اور کبھی امانتوں کے سنبھالنے میں مصروف کبھی ازواج کے ہجروں میں شامل کبھی راہ ہجرت میں راہی منزل کبھی حکومت یا انتظام میں مصروف۔ کبھی بیکار حق و باطل میں مشغول کبھی ہاتھ میں شمشیر غالب اور کبھی تیشہ کاسب کبھی قائم اللیل و صائم النہار کبھی سر کو ثرید[1] سے افطار کبھی براق پر سوار اور کبھی خود حسنؓ و حسینؓ کو کاندھے پر لئے غرض از مہد تا لحد سے واصل اور پر غلغلہ بیشمار تر خاص اس برزخ کبریٰ میں ہر حرف بشکلہ صحابہ کرام کی زندگیاں اس آفتاب زندگی کا صحیح پرتو نظر آتی ہیں۔ اگر تقرب الی اللہ میں ان کا پایہ ثریا سے بلند نظر آتا ہے تو تعلق دنیا اور اسباب و علل کی کائنات میں وہ چاند سے زیادہ روشن نظر آتے ہیں گنجی نئے مضمون ان کے محاسن کی طرف محض اشارات کی ہی اجازت نہیں دے رہی ورنہ کون نہیں جانتا کہ ہماری دعاؤں میں پہلی دعا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ کی حقیقیت تمام ان کی زندگی میں ابتداسے انتہا تک نظر آتی ہے۔ اور آج کل کے بہترین دیرو دنیادار استاذ ہم سب اس پر شاہد ہیں کہ جناب عمرؓ کی دقیقہ رس نگاہ نے تو دنیا کا یہاں تک اہتمام رکھا کہ جس طرح امور دین میں کوتاہی کرنے والے معتوب ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ ہر اس شخص سے خواہ وہ کتنا ہی عالم و فاضل اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو جو اکتساب معاش کا کوئی پیشہ نہ رکھتا نہایت تنگ کرنے کے روادار نہ ہوتے تھے اور اس کے وجود کو دنیا کے کاندھے کا بوجھ سمجھتے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو چھوڑکر ہمارے اپنے ملک میں حضرت سلطان ناصر الدین محمود اور اورنگ زیب عالمگیر لے عام و مہ داریاں جس اسلوب سے انجام دیں وہ اسلامی زندگی کا صحیح نمونہ پیش کرتا ہے جہاں یہ اپنے شبستانوں میں آدھی رات سے خدا کو یاد کرتے اور اعداء اللہ کے مقابل اپنے سر ہتھیلی پر رکھکر جہاد کرتے تھے وہاں سب کچھ ہونے کے باوجود اپنی معاش کے لئے تصنیف و کتابت کا پیشہ ہی کرتے تھے

ہمارے ہوش کی بات ہے کہ اپنے وقت کا بہترین مدبر عثمانی سلطان عبدالحمید خاں خامس جب اچانک معزول کرکے قسطنطنیہ کے عجائب روزگار محل سے باہر نکالا گیا۔ اور اس کے زرین بستر کے زیرہ خواب کی تلاشی لی گئی تو اس میں سجادہ و آفتابہ کے سوا اگر کچھ تھا تو تسبیح کے دانے ماسواء

آن مسلمانان کہ میری کردہ اند　　در شہنشاہی فقیری کردہ اند

مثالوں میں پڑ کر بحث کی بات طوالت میں پڑ جاتی ہے اس لئے صرف اصولی بحث کی طرف لوٹ آئیے اسلام کے معتقدات فرائض و عبادات قانون شرع غرض جملہ احکام جن میں اعلیٰ ادنیٰ کی ذکر تک نہیں ہر مسلمان کے لئے یکساں ہیں اور یہی وحدت تو صحیح مساوات کی بنیاد ہے اور اسی کی بدولت جملہ مسلمان یکساں رہے اور رہنے چاہیئے تھے مگر غور کیجیے کہ ہم ہندی مسلمانوں نے اپنے وطن کی دیکھا دیکھی اس بنیاد کو کس طرح برباد کرکے اینٹ سے اینٹ بجائی۔

ہم نے چار ذاتیں قائم کیں برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ اور شودر۔ بلکہ شیخ سید۔ مغل اور پٹھان یہ شناخت اور پہچان کے لئے تھیں نہ تقسیم کار کے واسطے بلکہ مدعا ان کا تفریق مراتب اور تشخص و تفوق تھا چنانچہ اسی اصول کے تحت ان کی تقسیم در تقسیم اتنی ہوئی کہ اس کا شمار کرنا تحصیل حاصل ہے ہر ذات کے بعد کام کا نمبر آیا اور ہر کام کے کرنے والے کی ایک علیحدہ ذات بن گئی جس میں الکاسب حبیب اللہ کا مرتبہ سب سے کم ٹھیرا۔ ذرا دیکھیئے کتنے جلاہے دھنیئے تیلی تنبولی بڑھئی لوہار چھیپی موچی وغیرہ وغیرہ مسلمان ہیں جن کا نام ادنیٰ اقوام رکھدیا گیا ہے۔ اس بارہ میں اتنا غلو ہوا کہ کسی نجیب الطرفین سید نے اگر پان کی دوکان کرلی تو تنبولی۔ تمباکو بیچا تو تمباکو علیٰ ہذا القیاس کیا کیا بنادیا گیا اب نہ وہ شریف رہا نہ سید۔ اپنے یہاں کی تو میں کہتا ہوں کہ امروہہ کی تیس ہزار کی مسلم آبادی میں عام اقوام پیشہ ور کے علاوہ اس طرح کی مسخ شدہ دسیوں ذاتیں رائج ہیں جہد رزق کو یا لعنت تھی کہ جس گلے میں اس کا طوق پڑا وہ ابدالآباد کے لئے شودروں سے زیادہ ہیچ اور کمینہ ہوگیا۔

خیر روشنی اس چیز پر ڈالنی ہے کہ کام کے اعتبار سے بھی مسلمانوں نے تقسیم کا دو جز و لا یتجزیٰ نکالا کہ سنار۔ کمہار کمار بنانے والے محاسبان ہند کو نیچا دیکھنا پڑا نقال ہو تو ایسا تو ہو دانشوں میں ٹڑ جیسی اور کامیڈی کی طرح اگر نقل کی بھی مذموم و ممدوح دو قسمیں کردی جائیں تو ہمارا نمبر پہلی میں اول اور دوسری میں صفر آئے۔

ہاں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس تقسیم نے کیا گل کھلائے اور کس طرح سے

شدآں باشہ نخچیر نخچیر خویش　　اگر گیرد صید خود آئین دیش

یہ مسئلہ چونکہ اصل مضمون ہے اس لئے ذرا تفصیل سے بیان کیا جائے گا پہلے میں مروجہ موٹے موٹے گروہوں کے نام گنا تا ہوں پھر آگے چل کر ان کے کام بتاؤں گا۔ اب گنتے جایئے۔

(۱) امارت پیشہ یا ریاست پیشہ (۲) سیادت پیشہ (۳) امامت پیشہ (۴) ہدایت پیشہ (۵) عبادت پیشہ (۶) گداگری پیشہ (۷) صنعت و حرفت پیشہ (۸) تجارت پیشہ (۹) زراعت پیشہ (۱۰) مزدوری پیشہ (۱۱) ملازمت پیشہ (۱۲) وکالت پیشہ۔

[1] ثرید شوربے میں چوری ہوئی روٹی کو کہتے ہیں یہ آنحضرت کے مرغوب طبع کھانوں میں سے ہے۔ ۱۲

لیں مشغلہ [illegible] کہ ان سے [illegible]

(۱) امارت یا ریاست پیشہ [illegible]

چلو [illegible] ریاست [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(۲) یادہ شعبدہ [illegible] لغو [illegible] لیاقت کا [illegible] ہاتھ [illegible] کی کمائی کرنے والے نہیں محترم سمجھ کر [illegible] [illegible]

(۳) امامت پیشہ [illegible] [illegible] بے [illegible] کی [illegible] [illegible] اور [illegible] کا [illegible]

(۴) ہدایت پیشہ اس [illegible] [illegible] نظر [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] نہیں [illegible] [illegible] کا ایک [illegible] پیدا ہو جاتے [illegible] ان کے خاندانی [illegible] مریدوں [illegible] کی صورت میں [illegible] [illegible] [illegible] کوئی پیشہ نہیں رکھتے اور ہدایت کا معاوضہ [illegible] ہیں اور [illegible] کرتے [illegible] برخلاف ان کے صحابہ کرام نے بھی [illegible] اجرت نہیں [illegible] سنائی دیتا ہے کہ کتاب [illegible] کہ انہوں نے اپنی امتوں پر [illegible] ہدایت میں [illegible] سعی کرنے میں اس کا معاوضہ تو تم سے نہیں چاہتے ہمارا بدلہ تو [illegible] صرف

خدا کی خوشنودی اور قوم کی بہبودی کے لئے [illegible] اجرت [illegible] [illegible] دیکھو وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین غرض کہ نبی دلی نے بغیر ہاتھ کی کمائی کے نہیں [illegible] [illegible] بتانے کے لئے حضرت [illegible] جلائی [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] تجارت وغیرہ سے [illegible] حلال کی [illegible] [illegible] مزدوری [illegible] روزی پیدا کی۔

کوئی نبی ولی اپنے [illegible] کا بات مگر نہیں بنا اور اسی سے ان کی [illegible] [illegible] اثر ہوا۔ مگر ہمارے آج کل کے ہدایت پیشہ وعظ کی اجرت [illegible] اور [illegible] [illegible] بات کی [illegible] ان [illegible] کے [illegible] محتاج [illegible] اور دوست نگر ہو گئے ان کی زندگی کا تاریک ترین پہلو [illegible] میں اختلاف کا [illegible] [illegible] ان کا [illegible] تجارت بن چکا ہے۔ اور ان کی بدولت ملت [illegible] کی مذہبی سیاسی معاشرتی نقطہ نظر سے اتنی نفرت انگیز تفریق ہو تی ہے کہ [illegible] رفع کرنا کسی [illegible] نہیں رہتا۔ اور یہی ان کا سب سے بڑا گناہ ہے [illegible]

اے بسا آدم کہ ابلیسی کند — اے بسا شیطان کہ ادریسی کند

معاف کیجئے میں [illegible] مقصد صرف یہ ظاہر کرنے سے [illegible] قابل قدر طبقہ [illegible] سے اتنا ہی غافل ہے جتنا کہ دوسرے [illegible] تو جب [illegible] دنیا ہی پرانہیں [illegible] رہا تو کیونکر یقین [illegible] کہ ان [illegible] کے شکنجہ میں ہوئی۔

(۵) عبادت پیشہ یہ بیچارے دنیا سے یکسو زاہدانہ زندگی بسر کرتے [illegible] ان کا کام ہے۔ بعض گوشہ نشین واقامت گزین ہیں۔ بعض [illegible] نہیں مگر خدا سے چاہتے ہیں کہ کوئی کچھ دے جائے [illegible] کیا یہ لا رہبانیۃ فی الدین کے خلاف [illegible] مجسم نہیں ہیں کیا تو [illegible] کا نورانی بوجھ نہیں۔

(۶) گداگری پیشہ [illegible] کسی انسانی یا اسلامی صلاحیت کی ضرورت [illegible] اور نفس کا جو تقاضا ہے [illegible] مانگنے کی مشق کراتے ہیں اور کتنے ہی بیٹے [illegible] کام کے [illegible] نہیں بنتے۔ اور اگر کسی کو آمدنی کا کوئی اور [illegible] ہاتھ آجاتا ہے تو وہ مانگنے کی سنت آبائی کو ہرگز ترک نہیں کرتا [illegible] ایسا طبقہ ہے کہ اس میں ایک ہی خوبی نظر نہیں آتی یہ [illegible] سوال کر کے اسلامی وقار و حمیت کو دوسروں کی نگاہ [illegible] ذلیل کرتے ہیں [illegible] ہدایت پیشوں کی طرح مسلمانوں میں [illegible] حرام خوری [illegible] بیش کرکے دن رات [illegible] اس کا [illegible] قوم کے لئے سم القاتل [illegible]

(۷) صنعت و حرفت پیشہ (۸) تجارت پیشہ صبح سے شام تک اکتساب معاش میں مصروف رہتے ہیں [illegible] اسلامی وضع قطع رکھنے والے ان میں بہتر سمجھے جاتے ہیں نماز روزہ کے پابند بھی رہتے ہیں مگر کم

لیکن علمیت ان میں مفقود نظر آتی ہے۔ نیز تجارت کی اہمیت، اور اس کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور اس بنا پر نہ کامیابی جو ہونا چاہیے تھی کم میسر آتی ہے۔ قرآن پاک نے لا تنقصوا المکیال والمیزان کی ہدایت صادر فرما کر تجارت کا ایسا گُر بتایا تھا کہ گاہک خواہ مخواہ ان کی طرف رجوع ہوں مگر ہم لوگوں نے ناپ تول میں اور معاملات میں ایسی مذموم روش اختیار کی کہ ایک مسلمان دوکاندار کی دنیا میں کوئی ساکھ ہی نہ رہی اور اس نقص کی بنا پر وہ روزی جو نہایت حلال تھی حرام ہی کی اور کم بھی پھر ایسی کمائی نے مصرف بھی ایسے ہی پیدا کر لئے کہ زبان پر لانے کے قابل نہیں ہیں۔

(۹) **زراعت پیشہ** و (۱۰) **مزدوری پیشہ** ان میں علم کی اس قدر کمی ہے کہ اور تو کیا کلمہ تک صحیح نہیں پڑھ سکتے کوئی کوئی نماز پڑھ لیتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے کہ بیچارہ کیا پڑھتا ہوگا علم و دولت کے اعتبار سے یہ طبقہ سب سے پست ہے مگر اسلام کی عزت اور خدا و رسول کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہے صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کر کے جو کچھ کماتے ہیں اس کی روکھی سوکھی روٹی ان لقمہ ہائے تر سے زیادہ قوی ہوتی ہے جو بہتوں کو بے مشقت پہنچتے ہیں ع

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوتِ حیدری

(۱۱) **ملازمت پیشہ** ملازمت پیشہ لوگوں کے ماحول میں دونوں جہان سے زیادہ قیمتی چیز ملازمت ہے وہ نوکری کی آڑ میں نہایت دلیری سے روزہ اور نماز سے بھی اپنے آپ کو معذور سمجھ لیتے ہیں اگر کسی نے جمعہ کی نماز پڑھ لی اور رمضان کے روزے رکھ لئے تو وہ بڑا مجاہد بن گیا کسی نے داڑھی رکھ لی تو مولویت کی سند حاصل کر لی۔ غرض پابندیٔ شرع اسلام سے یہ طبقہ اپنے آپ کو اسقدر مستغنی سمجھتا ہے کہ فرائض کا اگر عشر عشیر بھی ادا کر دے تو گویا اسلام پر احسان کرتا ہے۔ خدائی بندگی اور اس کے قانون سے بے پروائی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ بالعموم قوانین ملازمت کو بھی کما حقہ نگاہ نہیں رکھتے۔ اسلام کے باغی بننے کے بعد کچھ بہتر ملازم بھی ثابت نہیں ہوتے یہاں بھی ان سے علاوہ تساہل و لاپرواہی اور کم محنتی سرزد ہوتی ہے اور دوسروں کے مقابلہ پر خسارہ ہی میں رہتے ہیں۔ دنیادار وں میں یہ اپنا پایہ بلند تصور کرتے ہیں کہ ایک سے زیادہ انسانوں کے پیٹ ان کی کمائی سے پلتے ہیں مگر جب اصلاحی و بنداران سے فرائض معبود کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ بارگراں سمجھ کر جھلاتے اور ناصحین کو ہزار ہزار صلوا تیں سناتے ہیں چونکہ یہ طبقہ دنیا کے معاملہ میں خود غافل و کاہل ہوتا ہے اس لئے نہیں ہو سکتا کہ برابر کا جنگ کریں اور بجائے اصلاح کے دیگر گناہگار بنیں۔

اس طبقہ کے پیش نظر اعلیٰ ملازمین کی جو تباہ کن مثال رہتی ہے وہ اور بھی گمراہ کن ہے۔ اعلیٰ ملازمین تو مذہبی قیود اور اوامر و نواہی کی پابندیوں سے بہت بالاتر ہیں ان کے اخلاق مذمومہ ریاست پیشہ حضرات سے بالکل ملتے جلتے ہوتے ہیں مگر ملازمت کے پیشہ میں بلند تر درجہ رکھنے کے باعث وہ خواہ مخواہ اوسط درجہ کے مرجع نظر رہتے ہیں اس لئے یہ بر خود غلط ملازم جو عام طور پر حکام و افسران کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں بیچارے ماتحتوں کے لئے اس سرحد انحاد کی طرف جس کے آخری کنارہ پر ان کی جلوہ گاہ ہوتی ہے مشعل ضلالت بنتے ہیں اب ان بیگانہ اسلام لوگوں کو کیا کہا جائے جو ہر قوم خاک نہاد کو نظر آذری سے دیکھتے اور پرکاہ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔

(۱۲) **وکالت پیشہ** اس پیشہ کے سند یافتہ اپنی طرف تو آسانی سے الملقب بہ مولوی ہو جاتے ہیں۔ ہر چند وضع قطع اور تراش و خراش کچھ ہو۔ دروغبافی ان کی روزانہ کی بلکہ مقصود زندگی۔ مختصر یہ کہ اس کے پیش نظر ہر پابندی سے مستغنی ہو جاتے ہیں نزاع و تعیش کی آبیاری اور کاشتکاری ان کی فرصت کا مشغلہ۔ پبلک کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو تھوڑے سے معاوضہ پر ڈبو کر سرکاری خزانہ میں پہنچا دینا ان کا منشاء تولید۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ لیڈر بھی بن جاتے ہیں ملازموں سے زیادہ فرصت ان کو میسر آ جاتی ہے۔ گلوخراشی کی مشق عدالت کے کٹہرے میں خاصی ہو جاتی ہے پبلک میں تعارف و رسوخ جو اُن کی آمدنی کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے اس کو پیدا کرنے کے لئے پبلک پلیٹ فارم پر نہایت دیدہ دلیری سے کود آتے ہیں اور اس وقت جو کچھ نہیں ہوتے وہ سب کچھ بن جاتے ہیں:-

رنگ او زیر رنگ و بود او نمود اندرونِ او چو داغِ لالہ دود
پاکباز و کعبتیں او دغل ایں و عدہ و نفاق اندر بغل

غلط بیانی پر اس قدر قادر ہو جاتے ہیں کہ شیطان کا ضمیر تو شاید کبھی ٹوک دیتا ہے مگر ان کا سدا سویا ضمیر "ضمیر مردم" کے رتبہ پر فائز ہوتا ہے دم تک نہیں مارتا۔ غرض علی بابائی حکومت کے چہل اصحاب مدد ملخ کی طرح پبلک کے پیسہ کو سرغنہ کے خزانہ میں ڈھوئے لئے جاتے ہیں اور خود چاٹے جاتے ہیں اور کوئی اُف تک نہیں کرتا بلکہ عزت و احترام کرتے ہیں۔ اور یہ پبلک کی کور بینی ہے ؎

ہر ہلاک امت پیشیں کہ بود زانکہ بر جندل گماں بردند عود

ناظرین پیشوں کی اس تفصیل جو شیطان کی آنت سے کم نہیں ضرور اکتا گئے ہوں گے مجھے خود بارہ کی یہ گنتی پوری کرنی دو بھر ہو گئی مگر میرے دماغ پر تو بارہ سے کمی کرنے کا بار ہر وقت رہتا ہے اور یہ نمونہ مشتے از خروارے تھا۔

شاید آپ کو شکوہ ہو کہ کیوں مقالہ نگار نے کسی ایک کی بھی خوبی بیان نہ کی۔ مگر میرا مدعا ہی نقائص کے افشا اور خرابیوں کے آشکارا کرنے کا تھا اسی لئے یہاں اس پہلو پر زیادہ روشنی ڈالنی ضروری تھی ورنہ پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوتیں معذرت کے اس معترضہ جملہ کے بعد پھر اصل مضمون کی طرف غور کیجئے کہ ان مختلف پیشوں کے حامل یا عامل برتری کے تمام مدارج صرف اپنے ہی لئے مختص سمجھتے ہیں اور دوسروں کو حقارت اور منافرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اصول اسلام کی طرف سے صرف ضد اختیار کرتے اور خود کو بہتر مسلمان یا بہتر انسان تصور کرتے ہیں اور دوسروں کے خصائص حمیدہ کو بھی نقائص سے تعبیر کرتے ہیں اور چونکہ ہر پیشہ والے کی پشت پر اپنے ہم پیشوں کی کثیر جماعت ہے اس لئے اپنی کوتاہیوں پر نہ نظر جاتی ہے نہ ان کے رفع کرنے کا دھیان ہوتا ہے اور باوجود ہزار خرابیوں کے اپنی جماعت میں سرخرو اور دوسروں کے سامنے دیدہ دلیر رہتے ہیں اس لئے

[illegible]

تاریخ المومنین ... [illegible]

[illegible] اپنی اصلاح کرلیتا ہے تو اس کا ... [illegible] اصلاح کرے ... [illegible]

[illegible] بنالیتے ... [illegible]

[illegible] جو ہر مومن کے لئے ... [illegible]

تاریخ اسلام

[illegible] حصہ اول [illegible]

... [illegible] زمانہ رسالت ... [illegible]

حصہ دوم اس میں حضرت ابوبکر صدیق ... حضرت عثمان ... [illegible] ... کے حالات ... [illegible] فتوحات اور ترقی اسلام کے ... حالات ... [illegible]

حصہ سوم اس میں ... بنو امیہ کے حالات ہیں ... شہادت امام حسین ... بنی امیہ کے ... خلفاء کی ... سالہ حکومت کے مفصل حالات ہیں ... دور ترقیات اسلام کا ... عراق ... افریقہ ... کے حالات ... [illegible]

... [illegible] ... ہندوستان میں ... اور محمد بن قاسم نے ... سندھ کو فتح کیا ... اسلام عروج پر پہنچا ... اور دنیا کو ... شعاعوں نے خیرہ کر دیا

حصہ پنجم اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ کا خاندان عثمانیہ کے سلطان ... خلافت ... کرنا ... خلفائے آل عثمان (ترک) کے حالات ... کے حالات جو ... ہوا ہے یہ تاریخ اسلام کا سب سے ... حصہ ہے

یہ سب حصے ... مجلد ... میں کاغذ ... اعلیٰ ... جلد ہے اور ۹۰۰ صفحات ہیں۔ قیمت مجلد ساڑھے تین روپے (عہ) محصول ایک روپیہ کل چار روپے آٹھ آنے (للعہ)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلام آزادی اور خوش حالی

(از محمد افضل صاحب ایم اے)

چین کے مشہور رہنما ڈاکٹر سن یات سین نے چینیوں کے سیاسی نصب العین کو مختصر طور پر تین لفظوں میں بیان کیا تھا قومیت، جمہوریت اور روزی میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کو بھی اسی طرح تین لفظوں میں مختصر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے یعنی اسلام، آزادی اور خوشحالی میں اپنے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ان تینوں اصطلاحوں پر الگ الگ کچھ باتیں بیان کروں گا۔

اسلام کو میں نے قصداً سب سے اول رکھا ہے کیونکہ اس کو ہندوستان کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے ہندوستان میں ابھی تک آبادی کے ایک بہت کثیر حصہ کی زندگی پر مذہب کا پورا تسلط قائم ہے اس میں شک نہیں مذہب کا اعلیٰ تصور لوگوں کے ذہنوں میں موجود نہیں ہے توہم پرستی اور تعصب نے مذہب کو ایک تعمیری اور اصلاحی قوت کی جگہ ایک تخریبی اور قدامت پسند قوت بنا دیا ہے ترقی کی قوتوں کا ہراول بننے کی جگہ رجعت اور استحصال ناجائز کی قوتوں کا آلہ کار بن گیا ہے مذہب کے اعلیٰ جذبہ سے صحیح کام لینے کی جگہ غلط کام لیا جا رہا ہے مارکس کے الفاظ میں مذہب کو ایک نشہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جس سے قوائے عمل یا تو مضمحل اور بیکار ہو جاتے ہیں یا کجروی اور گمراہی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ہندوستان کے فرقہ وارانہ فسادات مذہب کے نام پر انسانی جانوں کی قربانی اور آئے دن کی شر انگیزی اور فتنہ پردازی یہ سب مذہبی گمراہی کے نتائج ہیں جب میں مذہبی زندگی کی حمایت کرتا ہوں تو میرے پیش نظر مذہب کا یہ تصور ہرگز نہیں ہوتا اس مذہب کی مخالفت میں تو میں کارل مارکس سے بھی دو قدم آگے جانے کے لئے تیار ہوں۔ مذہب کی کورانہ تقلید، مذہب کی روح کو چھوڑ کر اس کے الفاظ پر اصرار اور لفظی اختلاف پر فرقہ بندی اور ہنگامہ خیزی اور قوم کی قوتوں کو بے کار اور مہمل مقاصد کے حصول کے لئے وقف کر کے ضائع کرنا ان چیزوں کو میں مذہبی خدمت نہیں بلکہ مذہب کیساتھ دشمنی سمجھتا ہوں۔

لیکن مذہب کا ایک دوسرا تصور بھی ہے جو ہر چند فی الحال مفقود اور معدوم ہے لیکن جسے ایک زندہ اور فعال قوت بنایا جا سکتا ہے مذہب کا یہ تصور زندہ ہے جو فتنہ کی جگہ امن پیدا کرتا ہے، زخموں پر مرہم رکھتا ہے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتا ہے محبت اور ایثار کے اعلیٰ ترین معیاروں کو قائم کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کی یکجہتی اتحاد اور باہمی انحصار کا احساس تیز ہوتا ہے جو موجودہ محدود اور ناکمل زندگی کے مقابلہ میں ایک زیادہ مکمل اور وسیع تر زندگی کی امید قائم کرتا ہے جو انسانی قوتوں کے پوشیدہ امکانات کی ترقی کے بارے میں ایک راسخ عقیدہ رکھنے کی طرف مائل کرتا ہے جو فانی گمراہ جاہل اور مجبور انسان کو ایک ازلی اور ابدی علیم و بصیر مختار و مقتدر قوت سے وابستہ کر کے اس کے حوصلوں کو بلند اس کے عزائم کو پختہ اور اس کی کوششوں کو وسیع بنا دیتا ہے۔ مذہب کی یہ اور اسی طرح کی اور بہت سی خدمات ہیں جن کی وجہ سے میں مذہبی زندگی کی حمایت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مذہبی زندگی کو جو بنیادی اہمیت ابھی تک حاصل رہی ہے وہ آئندہ بھی اسے حاصل رہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مذہب کا مفہوم نہ بدلا جائے جس کا اس وقت غلبہ ہے اور جو ہماری پستی اور بدنصیبی کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔

مذہب کی اہمیت پر ایک عام تبصرہ کرنے کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں اسلام کو کیوں بنیادی اہمیت حاصل رہنا چاہیئے اسلام مسلمانوں کی کشتی کا بادبان ان کے جہاز کا انجن ان کے تمام اجتماعی اعمال و افعال کا محرک ہے۔ اسلامی تعلیمات مسلمانوں کو بہت خود غرضی ذاتی فائدوں اور انفرادی لالچوں سے بلند کر کے اعلیٰ نصب العین کے حصول کے لئے قربانیاں کرنا سکھاتی ہیں اسلام کی تاریخ ان کے اندر اعتماد اور حوصلہ پیدا کرتی ہے۔ دنیا میں اخلاقیات اور فلسفے کے بہت سے نظام پیش کئے گئے ہیں لیکن اسلام کی اخلاقی تعلیم اور فلسفے نے جیسی قوت عمل اپنے ابتدائی پیروؤں میں پیدا کی تھی اس کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے پھر تاریخی روایات کی وابستگیاں زبان ادب اور تمدن و معاشرت کے رشتے اتنے قوی اور شدید ہوتے ہیں کہ ایک جماعت کو ان سے جدا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے ہر جماعت کی چند خصوصیات ہوتی ہیں جو اسے دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتی ہیں اور جو اس کی زندگی کے لئے بنیاد کا کام انجام دیتی ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی بنیاد ان کا مذہب ہے اسلام کے بغیر ہندوستان کے مسلمانوں کا تصور قائم کرنا مشکل ہے اسلام ان کی زبان ان کے ادب ان کی سیرت ان کی اجتماعی اور تمدنی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے اور اس کا اس طرح حاوی ہونا ہندوستانی قومیت کے لئے مضر نہیں بلکہ بہت زیادہ مفید بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ذاتی فائدوں اور انفرادی زندگی کے تحفظ کے مقابلہ میں نصب العین کے لئے جان و مال کی قربانی کرنا خوب اچھی طرح سکھلا دیا ہے اسلام کی حفاظت اور عزت کے لئے جاہل اور غریب مسلمان بھی اپنی جان تک کی بازی لگانے میں تامل نہیں کرتے لیکن بدقسمتی سے ان کی یہ قربانیاں اسلام کی لفظی حفاظت کے لئے صرف کی جاتی ہیں اسلام کی روح کی حفاظت کے کام سے وہ بیچارے ناواقف ہیں لیکن اگر اسلام کی روح کی حفاظت کے لئے ان کی سرفروشی کو استعمال کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ جاہل اور غریب مسلمان جن پر آج مذہبی دیوانگی کا الزام لگایا جاتا ہے کل ہندوستان کی ترقی پسند قوتوں کے لئے ایک نہایت جاں نثار فوج بن سکتے ہیں ضرورت اسلام کے صحیح تخیل کو عوام تک پہنچانے کی ہے جب یہ تصور مسلمانوں میں عام طور پر پھیل جائے گا تو ان کی وہ پوشیدہ قوتیں جو اس وقت سوئی ہوئی ہیں یا غلط راہوں پر پڑ کر انتشار اور افتراق کا موجب بنی ہوئی ہیں بیدار اور مجتمع ہو کر وہ زبردست کام انجام دیں گی جن کی مثال دنیا نے آج تک کبھی نہیں دیکھی ہے۔

جو لوگ اسلام کی جگہ اور دوسرے محرکات کو مثلاً قومیت کے جذبے یا روٹی کے سوال کو بیدار کر کے مسلمانوں سے کام لینا چاہتے ہیں ان کو میں بتانا

چاہتا ہوں کر وہ کیا۔ جاگیرداروں کی حیثیت سے ... رجعت پسند ... چاہتے ہیں وہ ... حکومت ... کو چلانے ... یہ حکومتیں ... لیکن ان کا ... ہونا چاہئے کہ جاگیرداروں ... سلطنت ... قانون ... ان کی قوت کو کمزور کرتے رہیں گے۔

... [illegible] ... جاگیرداروں ... [illegible] ... ترقی ... [illegible] ... موجودہ ... نظری ... [illegible] ... ہندوستان کی آزادی ... [illegible] ... استعمال کر سکیں۔

پھر ... سوال ... [illegible] ... کو ایک ... صورت میں پیش کیا ... کوئی ... [illegible] ... مقصد کی ... [illegible] ... اگر ... سوال کو ... [illegible] ... جاگیرداروں ... [illegible] ...

... [illegible] ... ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست میں اسلام کو ... بنیادی حیثیت حاصل ہو ... ہو سکتی ... کرکے ہندوستان کے ... مسلمانوں کو اسلام سے ... کی ترقی کے لئے سخت مہلک ثابت ہو سکتی ہیں مسلمانوں کو اس قسم کی ... کا مقابلہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں ... ان کے حصول کے لئے اپنی پوری جدوجہد ... چاہئے۔

اس نصب العین کے حصول کے لئے انہیں کس قسم کی کوشش کرنا چاہئے آیا مسلم لیگ کی طرح کا ایک ادارہ ... سیاسی اور ... ہم تو کانگریس سے ... لیکن اس کے باوجود ... مسلمانوں کو انفرادی طور ...

... کانگریس میں ... اسلامی مفادات ... کانگریس ... اسلامی ... اقلیت ... کے خلاف ... مسلمانوں ...

آزادی

... مسلمانوں کے ... سیاسی ... آزادی ... اسلام ... ایک ... غیر ملکی تسلط ...

غیر ملکی تسلط ... قوم کا ... آزادی ...

ہمارے ... حکومت ... ہماری ... روحانی ... خود مختاری ہمارا حق ... حکمران ... حکومت ... آزادی ...

... ہمارے ... حکومت کی جانب سے ... ہمارے عوام کی بے بسی اور ... بے روزگاری ... حالات ... غیر ملکی حکومت ... آزادی کی تحریکوں ... غیر ملکی حکومت ... ایسی صورت میں ہم غیر ملکی حکومت سے ... نہیں کر سکتے۔

لیکن ... حکومت کی جگہ ایک ... جمہوری ... ہمارا مقصد جمہوری آزادی ... سیاسی زندگی میں کوئی ایک شخص دوسرے ... مساوی ... سب کو شرکت کرنی چاہئے ایک ... مرضی کے خلاف ... آزادی ختم ہو جائے گی ... اجتماعی زندگی میں انفرادی آزادیاں

اور مخالف آزادیوں میں ایک ہم آہنگی اور تناسب پیدا کرنیکی کوشش کیجاتی ہے۔ افرادکے انفرادی نفس اور جماعتی نفس وقتی مفاد اور مستقبل اور دیرپا مفاد میں توازن پیدا کیا جاتا ہے اور اسی توازن کی تنظیم کا نام ریاست یا مملکت ہوتا ہے۔ آجکل کے زمانہ میں جبکہ کلی طرز کی حکومتوں نے جمہوریت کو ایک حسین فریب کے نام سے موسوم کرنا شروع کر دیا ہے اور ان ملکوں میں جہاں اس کا تجربہ کئی صدیوں سے کیا جا رہا ہے اسکی خرابیاں اور بدعنوانیاں روز بروز ظاہر ہوتی جارہی ہیں جمہوریت کے نظام پسندیدہ قرار دینے کے لئے بھی پہلیں پیش کرنیکی ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے سرمایہ دارانہ نظام میں بلاشبہ ان تمام خوش آیند امیدوں کو جو انقلاب فرانس کے بانیوں نے اس کے ساتھ وابستہ کی تھیں پاش پاش کر دیا ہے۔ سرمایہ کی طاقت ہمارے زمانہ میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ ہماری تمام قانونی آزادیوں کو اپنے سمی اثرات سے برباد کر سکتا ہے سرمایہ کی قوت انفرادی اور ہماری آزادیوں کو کھاتا رہتا ہے جمہوریت کا ظاہر نظر فریب نما رہتا ہے اور پردہ کے پیچھے سے سرمایہ دار جس طرح چاہتے ہیں سیاسی کٹ پتلیوں کو نچاتے رہتے ہیں تعلیم اور پروپگنڈا کی مشین پر پوری طرح ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے یہ لوگ سب کام اپنے مطلب کے موافق کر سکتے ہیں سیاسی جماعتوں کی تنظیم اور انکی تمام پر پورا اقتدار رکھتے ہیں۔ لالچ دھمکی امداد بونس کے ذریعہ ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے وقتی جذبات کو بھڑکا کر اپنے پٹھوؤں کو منتخب کرا لیتے ہیں اور اس طرح حکومت کی پوری مشین پر اپنا تسلط قائم کر لیتے ہیں مغربی جمہوریتیں در اصل سرمایہ داروں کے اقتدار مطلق کا دوسرا نام ہیں جمہوری نصب العین کی اس گمراہی اور خرابی کو دیکھکر تو بلاشبہ جمہوریت کی طرف سے ایک تنفر اور حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن کلیت پسند ریاستوں کے کارناموں اور ان کے حکمرانوں کی ستم گذاریوں سے بھی طبیعت میں کوئی اطمینان کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اقتدار کو اگر مطلق رکھا جائے تو اس کو غلط طریقہ پر استعمال کرنیکا امکان ہر وقت موجود رہتا ہے کسی انسان کو غلطی اور خطا سے پاک نہیں سمجھا جا سکتا ہر ریاست میں حکمرانوں کو ان کی غلطی سے متنبہ کرنے والے لوگ موجود ہونے چاہئیں اور اپنی پالیسی کی ناکامی کی صورت میں حکمرانوں کو آمدار کی جگہوں سے علیحدہ کرنے کے لئے صرف خونی انقلاب کا ہی راستہ کھلا ہوا نہ ہونا چاہئیے بلکہ امن و امان کے ساتھ ایک حکمران کی جگہ دوسرے حکمران کو مقرر کرنے کا امکان ہونا چاہئیے۔ موجودہ آمروں کے جانشینوں کا مسئلہ ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے آج جو لوگ یورپ کے ڈکٹیٹر بنے ہوئے ہیں ان کے مرنے کے بعد ان کی جگہ کوئی شخص لے سکے گا یا نہیں یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر یقین کیساتھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی جمہوریت میں اس قسم کی کوئی مشکلات نہیں ہیں اگر سرمایہ کے اقتدار کو کم کیا جاسکے اور تقسیم دولت میں زیادہ مساوات پیدا کی جاسکے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جمہوریت آمریت کے مقابلہ میں کیوں زیادہ کامیاب ثابت نہ ہو خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ جمہوریت کو ان نئی تدبیروں کے ساتھ اختیار کیا جائے جن کے ذریعہ سے اقلیت کو اپنی آواز کو موثر بنانے کے لئے کافی مواقع حاصل ہو جاتے ہیں۔

خوش حالی آزادی کے بعد تیسری چیز جسے مسلمانوں کو اپنے سیاسی نصب العین میں داخل کرنا چاہئیے وہ خوش حالی ہے جیساکہ میں نے ابھی ذکر کیا آزادی کو معاشی مساوات سے بہت گہرا تعلق ہے اگر خوش حالی ایک خوش نصیب قلیت تک محدود نہ ہوگی بلکہ آبادی کی کثیر اکثریت اس میں پورے طور پر شریک ہوگی تو جمہوریت کی وہ خرابیاں جو معاشی محکومیت اور مجبوری اور تعلیم و تہذیب کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں پیدا نہ ہو سکیں گی۔

ہندوستان میں جس بھیانک قسم کی غربی اس وقت پائی جاتی ہے اس کو دیکھتے ہوئے تو غربی کو دور کرنے کے مقصد کو مسلمانوں کے سیاسی نصب العین میں اول جگہ ملنا چاہئیے تھی لیکن سوال انفرادی غربی کے دور کرنے کا نہیں ہے سوال نفع ذاتی اور خود غرضی کا نہیں ہے سوال کل جماعت کی آئندہ خوشحالی کے لئے اجتماعی کوشش کرنے کا ہے ہندوستان کی موجودہ غربی کا علاج صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب نہایت بڑے پیمانہ پر ہماری آبادی ایثار و قربانی کے لئے تیار ہو جائے سب سے اول تو ہمیں آزادی کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں کرنا پڑیں گی لیکن ہماری قربانیوں کا سلسلہ آزادی کے حصول کے بعد ختم نہیں ہو جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ صبر آزما اور حوصلہ فرسا طریقہ پر شروع ہو گا۔ آزادی کے حصول کے بعد اس کا پورا امکان پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارے اندر جاہ و اقتدار کے حصول کے لئے رقابتیں پیدا ہو جائیں۔ ہم اپنی قربانیوں کا فوری معاوضہ طلب کرنے لگیں۔ ہمارا احساس فرض اور ضبط و تنظیم کمزور ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ہندوستان کی سب سے بڑی بدنصیبی کا دن ہوگا کیونکہ ہماری تعمیر نو کا کام بہت سخت ہے۔ ہماری جیسی غربی اور محرومی کی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی اس کی کوئی تھاہ اور انتہا نہیں ہے۔ غربی اور محرومی کے اس گہرے گڑھے کو پاٹ کر اپنی آبادی کو مہذب ملکوں کی خوش حالی کی سطح پر لانا آسان کام نہیں ہے ہمیں پہاڑوں کو توڑنا ہے۔ دریاؤں کو سدھانا ہے جنگلوں میں اپنے مطلب کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے مارا مارا پھرنا ہے ہمیں مشینوں کو کھڑا کرنا ہے ہمیں بجلی کی طاقت کو پیدا کرنا ہے ہمیں کارگذار مزدوروں صنعتی سرمایہ کے رہنماؤں اور منتظموں کو پیدا کرنا ہے ہمیں اپنی تمدنی زندگی کو بہتر بنانا ہے اپنے تعلیمی نظام میں اصلاح کرنی ہے اپنی سیرت میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کرنا ہے ہمیں عملی محرکات میں تیزی پیدا کرنا ہے۔ ہمیں کاموں کو ولولے، جوش، امنگ اور ہمت کے ساتھ ایک طویل مدت تک جاری رکھنا ہے جب ہم یہ سب کام کریں گے تب ہی اپنی آبادی کو خوش حال بنا سکیں گے۔ کم اجرت پر زیادہ عرصہ تک سخت محنت کے کام ایمانداری اور احساس فرض کے ساتھ کرنے کے لئے ایک نہایت قوی محرک کی ضرورت ہے اور وہ قوی محرک مذہب ہی کا ہو سکتا ہے مسلمانوں کے لئے خصوصاً اسلام کی تعلیمات اور اس کی تاریخ میں حوصلہ اور امنگ کا ایک لازوال سرچشمہ موجود ہے اسلام کے غازی اپنے نصب العین کی اشاعت کے سلسلہ میں کوہ و بیابان، دریا اور سمندر پر مارے مارے پھرتے تھے گھربار عزیز اقربا سب سے بے نیاز ہو کر ان کا قدم آگے کی سمت بڑھتا تھا جان کی انہیں پروا نہیں تھی ان کی متاع ان کا اوڑھنا بچھونا صرف ان کا ایمان ہوتا تھا وہ اسلام کے نام کو روشن کرنے اور توحید کی اشاعت کرنے کے لئے زندہ رہتے تھے اپنے نصب العین کے لئے جن کوششوں اور کامیابیوں کا نمونہ مسلمانوں نے پیش کیا ہے تاریخ اس کی مثالیں کم پیش کر سکتی ہے اگر مسلمانوں میں مذہب کا صحیح جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے موجودہ زمانہ میں ان کے فرائض کیا ہیں انہیں ترقی کی کن راہوں پر سفر کرنا ہے، انہیں کس قسم کے دشمنوں کو زیر کرنا ہے ان کے جہاد کی منزل مقصود کیا ہونا چاہئیے انہیں نئے حالات میں کس قسم کے ہتھیاروں کو استعمال کرنا چاہئیے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ معاشی سیاسی اور تمدنی تعمیر نو کے کام میں مسلمان آج بھی اپنے ایمان کی برکت سے سب قوموں سے آگے رہ سکتے ہیں۔ غرضکہ یہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کو تین لفظوں میں مختصر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے ہم اسلام کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ ہماری زندگی

نماز میں آلہ مکبر الصوت کا استعمال

[illegible]

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible]

[illegible] ہے یہ ایک ایسے جلیل القدر عالم کا فتویٰ ہے جو اس وقت دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماء کی صف اول میں ہیں [illegible] کے علاوہ وہ نسبت ہے جو [illegible] اگر اس [illegible] کا لحاظ کر [illegible] [illegible] بلا دلیل [illegible] قبول کر لینی چاہیئے [illegible]

[illegible] اگر شیشے کا گلاس [illegible] میں مستعمل [illegible] اور اگر مسجدوں میں بجلی کی روشنی اور پنکھا لگانے سے [illegible] بعض شانوں میں جانے کی گنجائش نکل [illegible] مکبر الصوت کے استعمال میں بھی ایسے کسی مفسدہ کا احتمال نہیں جب [illegible] کے خلاف نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں

کہ مکبر الصوت لگانا اہانت مسجد کا سبب ہو۔

اس میں شک نہیں مکبر الصوت اس زمانہ میں زیادہ تر بلکہ تمام تر معروف کے بجائے منکر کی خدمت کر رہا ہے لیکن آج کونسی چیز ہے جو منکر کی خدمت نہیں کر رہی ہے قلم دوات سے لیکر چھاپہ مشین ریل موٹر ہوائی جہاز اور ریڈیو تک ہر چیز کا غالب استعمال آج فحشاء و منکر ہی کے لئے ہو رہا ہے ہر چیز سے معروف کی بجائے منکر کی خدمت لیجا رہی ہے اور ان سب سے اس تہذیب کو فروغ دیا جا رہا ہے جس کی بنیاد ناخدا شناسی بلکہ خدا سے بغاوت پر رکھی گئی ہے اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو دریافت کرنے اور ان سے خدمت لینے کا سارا کام آج وہ لوگ کر رہے ہیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انہوں نے اسباب عالم کو قابو میں لانے اور ان سے معروف کی خدمت لینے کا کام چھوڑ رکھا ہے اسی وجہ سے پورا انسانی تمدن ناپاک ہو گیا ہے اور دنیا کی ہر چیز آلۂ منکر بن کر رہ گئی ہے اب اگر ہم ایک ایک چیز کو اس بنا پر چھوڑتے چلے جائیں کہ فلاں چیز آلۂ منکر ہے اور فلاں چیز کو استعمال کرنے سے فاسقین و ظالمین کے ساتھ تشبہ ہو جائیگا تو ہمیں تمدن ہی سے الگ ہو جانا پڑیگا اور یہ مزید غلطی ہوگی اس سے خدا پرستانہ تہذیب اور زیادہ مغلوب اور ظالمانہ تہذیب اور زیادہ غالب ہوتی چلی جائے گی، اس لئے کہ جو تہذیب مشینوں کے زور سے پھیل رہی ہو اس کے مقابلہ میں وہ تہذیب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو تمام کارگر ذرائع اور طاقتور اسباب سے خود ہی دست بردار ہو جائے ظاہر ہے کہ موٹر پر دوڑنے والے کا مقابلہ چھکڑے پر چلنے والا نہیں کر سکتا جو لوگ ریڈیو کے ذریعہ سے ایک سکنڈ کے اندر باطل کی آواز کرۂ زمین کے ایک ایک کونے میں پہنچا دیں اور کروڑہا کروڑ انسانوں کے خیالات کو ایک جنبش زبان سے مسموم کر کے رکھدیں ان کے مقابلہ میں وہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک جلسہ کے سامعین تک بھی حق کی آواز پہنچانے میں خدا کی پیدا کی ہوئی ایک طاقت سے کام لیتے ہوئے جھجکتے ہوں منکر کی آواز کو بلند کرنے والے تو ایک شخص کو بھی اپنی بات سنائے بغیر چھوڑنا پسند نہ کریں اور معروف کی آواز بلند کرنے والوں کا انداز فکر یہ ہو کہ سامعین بعید تک تبلیغ صوت شرعاً ضروری تو ہے نہیں لہذا کیوں اس کی کوشش کی جائے اس طرز عمل کا انجام جو کچھ ہوگا بلکہ ہو رہا ہے اس کو ہر شخص بادنیٰ تامل جان سکتا ہے۔

اس کے معنے در اصل یہ ہیں کہ ہم ایک ایک ہتھیار کو پھینک پھینک کر جائیں کہ دشمن کے استعمال سے وہ گندہ ہو گیا اور دشمن ان سب ہتھیاروں کو اٹھا کر ہم پر حملہ کرنے

یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ سامعین بعید تک تبلیغ صوت شرعاً ضروری ہے مگر یہ درست نہیں ہے کہ تبلیغ صوت اور سماع حاضرین کو درجہ مقصودیت فی الشرع حاصل نہیں نماز میں قرآن اسی لئے پڑھا جاتا ہے کہ مقتدی اس کو سنیں خود قرآن میں اس خصوصیت کی تشریح موجود ہے کہ و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا خطبہ بھی اسی لئے دیا جاتا ہے اور شارع نے اسی غرض سے خطبہ کے وقت بات چیت سے منع کیا ہے استماع کا مقصود ہونا تو نقلاً بھی ثابت ہے اور عقلاً بھی ظاہر ہے کہ کلام اسی لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو سنیں منہ سے آواز اسی لئے نکالی جاتی ہے کہ کانوں تک پہنچے اب رہا یہ امر کہ شارع نے اس کو ضروری کیوں نہیں قرار دیا تو میں کہوں گا کہ یہ رخصت کے قبیل سے ہے چونکہ اس زمانہ میں کوئی ایسا ذریعہ موجود نہ تھا جس سے دور تک آواز پہنچائی جا سکے اور آج بھی ہر جگہ اور ہر وقت مکبر الصوت مہیا نہیں ہو سکتا اس لئے استماع کو لازم نہیں کیا گیا کہ اس کے بغیر نماز ہی نہ ہو یا حضور خطبہ کا ثواب ہی حاصل نہ ہو سکے۔ مگر اس نرمی اور رخصت کو محض طبعی موانع کا لحاظ کر کے عطا کی گئی ہے اس امر کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ تبلیغ صوت کا اہتمام غیر ضروری ہے حتیٰ کہ اگر اس کے لئے کوئی ذریعہ مہیا ہو جائے تب بھی اسے قصداً ترک کر دیا جائے۔

آخر میں یہ بات صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر میرے بار بار لکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے خاص طور پر لاؤڈ اسپیکر سے کوئی دلچسپی ہے بلکہ دراصل میرا مقصد یہ ہے کہ سائنٹفک ایجادات اور تمدن حدیث کے آلات و وسائل کے متعلق مسلمان اپنا رویہ بدلیں یہ آلات بجائے خود ناپاک نہیں ہیں اصل میں نہ طریق استعمال ناپاک ہے جو مغرب کی باغیانہ تہذیب نے اختیار کر رکھا ہے۔ خداوند عالم نے جن چیزوں کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے وہ بالیقین پاک اور مطہر ہیں اور ان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ ان سے خدائی قانون کے مطابق کام لیا جائے، مگر ان پر دوہرا ظلم ہو رہا ہے کہ جن کے پاس خدائی قانون موجود ہے وہ ان سے کام نہیں لیتے اور جو ان سے کام لے رہے ہیں وہ شیطانی قانون کے تبع ہیں۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر غور و تدبر سے کام لیکر رائے قائم کرنا چاہیے۔

سچا شہادت نامہ

[illegible] ہم نے لکھا ہے [illegible] ۔ [illegible] بھی [illegible]
[illegible] شہادت حسین کو تعجیم [illegible] کو چھوڑتے ہوئے [illegible] شہادت نا
[illegible] غلط [illegible] درجہ مقبول [illegible] گیا [illegible]
[illegible] کو ان کا حال [illegible] بیان ہوں [illegible] نے جو شہادت [illegible]
[illegible] کو حالات کو [illegible] کھایا [illegible] سے موثر سچا
[illegible] شہادت نامہ [illegible] اندازہ کر لیا ہو گا کہ آپ ایک
[illegible] آپ بہت [illegible] دوسرا [illegible] ختم ہو گا
[illegible] امام حسین میں خدا کا [illegible] کہ آنسوؤں کی [illegible]
[illegible] آپ نے [illegible] ہوئے ہیں **بڑا سچا موثر اور دردناک**
[illegible] پوری کتاب کے متعلق آپ خود ہی اندازہ فرمالیں گے۔

پیاسا فرزند تشنہ کام باپ کے پاس

[illegible] صفوں [illegible]
[illegible] جان سے
[illegible] الا اور ان [illegible]
[illegible] پانی کی [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جس کا جواب [illegible] صبر [illegible]
[illegible] پانی [illegible]
[illegible] علی اکبر [illegible] کو استعمال کرے اور [illegible]
اور تو [illegible] حضرت علی اکبر [illegible]
[illegible] حضرت علی اکبر نے [illegible]
زبان [illegible] اس کے بعد [illegible]
اتار کر ایک انگوٹھی دی کہ اس کو منہ میں رکھو اس کے رکھنے سے [illegible]
لگی اور پھر [illegible] ہوں [illegible] سے
جدا [illegible] ساقی کوثر [illegible] سے [illegible] کہ پھر
کبھی تشنگی کی شکایت نہ ہو گی۔

حضرت علی اکبر انگوٹھی [illegible] تشنگی
ہے میدان کارزار میں [illegible] سکون [illegible]
[illegible] کیا کہ [illegible] کے چھکے چھوٹ گئے [illegible] خدا کر [illegible]
کیا [illegible] ہوتے کے [illegible] کیا اس [illegible]
بعض مورخین کا بیان ہے کہ [illegible] اور بعض کا [illegible] کہ آپ نے [illegible] کیا

[illegible] نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیروں کی بارش سے پہلے ہی آپ کا جسم اطہر
کو [illegible] اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اب آپ بالکل ہی بے حال
[illegible] فرش زمین پر [illegible] گرنے لگا تو امام عالی مقام کو پکارا یا ابتاہ ادرکنی [illegible]
[illegible] اس [illegible] کوثر [illegible] سیراب
[illegible] جناب محمد رسول اللہ [illegible] ہیں خدا کی قسم اب
کبھی [illegible] پیاس نہ لگے گی [illegible] والد بزرگ [illegible] آپ کے لئے [illegible]
[illegible] حسین جلدی [illegible] جلدی [illegible]

[illegible] کانوں میں پہنچی تو امام مظلوم نے بے ساختہ فرمایا او میرے پیارے بچے
[illegible] آہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اب تیرے بغیر میری زندگی بے
لطف ہے [illegible] ان کی طرف امام عالی مقام دوڑے [illegible]
[illegible] کے [illegible]

جس دم [illegible] حسین نے یہ جانگداز صدا
[illegible] برسا
[illegible] جانا ہو
[illegible]
[illegible] حسین [illegible]
[illegible] کو [illegible] مجھے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اگر یہ تھے پہ کلیجہ الٹ گیا
[illegible] اکبر کردن میں کیا
[illegible] تو دنیا سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آئے گی
[illegible] پاس ہوں
[illegible]
[illegible] آنکھوں کے نور کو
[illegible] کی لاش [illegible] بیٹے دیکھی [illegible]
[illegible] زخم [illegible] کے قریب آگیا جگر
[illegible] صفوں میں کہ شبیر مر گئے

ہوش آیا چند ساعت کال کے بعد جب
دیکھا کہ مطلع ہی شبیہ رسول رب
آنسو بہا کے رکھدیے بیٹے کے لب پہ لب
چلاتے تھے کہ چھوڑ چلے ہم کو ہے غضب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال دو
باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

امام عالی مقام کی صدائے درد و غم سن کر جناب علی اکبر نے آنکھیں کھول دیں کیونکہ دیدار پدر کے اشتیاق میں ابھی تک جان آنکھوں میں اٹکی ہوئی تھی۔

اکبر نے آنکھیں کھول کے دیکھا رخ پدر
تکا ہوں پہ اشک آنکھوں سے نکلے ادھر ادھر
فرمایا شہ نے زانو پہ رکھکر سر پسر
روئے ہو کس کے واسطے اے غیرت قمر
یاں سے اٹھا کے آل پیمبر میں لے چلیں
غم ماں کا ہے تو آؤ تمہیں گھر میں لے چلیں
کی عرض مہلت اتنی کہاں اے شہ امم
اب کیجئے قبلہ رو کہ نکلتا ہے تن سے دم
دولت ملی کہ دیکھ لئے آپ کے قدم
غیر از غم فراق مجھے کچھ نہیں ہے غم
ساتھ آئے تھے جو چاہنے والے وہ ہیں کہاں
روتا ہوں اس لئے کہ اکیلے حضور میں
شہ نے کہا کہ تیرے لئے ہیں شاد و دلبس
ہوگا جہاں سے جاتے ہیں تھوڑا سا پیش و پس
دنیا کی آرزو ہے نہ جینے کی کچھ ہوس
سہرے لئے ہے اب دم خنجر ہر اک نفس
اکبر ترے الم سے جگر چاک چاک ہے
جب تو نہ ہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے
یہ بات سن کے ہچکیاں لینے لگا پسر
سوکھی زبان لبوں پہ پھرانے لگا پسر
زردی اجل کی چھا گئی چہرے پہ سر بسر
دوبارہ لی کراہ کے کروٹ ادھر ادھر
دنیا سے انتقال ہوا نور عین کا
ہنگام ظہر تھا کہ لٹا گھر حسین کا

قارئین کرام ذرا غور کریں اور امام مظلوم کی بیکسی اور درد و غم حسین کا اس وقت اندازہ لگائیں دل پر صبح سے اس وقت تک آپ نے کتنے زخم کھائے کیا ان صدموں کے مقابلہ میں جان دینا اور مرنا آسان نہیں ہے۔ مددگاروں کا غم بھائیوں کا الم بھانجوں کا صدمہ بھتیجوں کا داغ اور اب آخر میں جوان فرزند کا اس بیکسی و بے بسی میں بچھڑنا اور بچھڑنا بھی کس طرح ایک ایک قطرۂ آب کو ترس ترس کر سب کا الم آپ ہی کی جان ناتوان پر تھا کسی کو صرف شوہر کا غم کسی کو صرف بیٹوں کا غم کسی کو بھائیوں کا غم مگر ایک جان حسین تھی جسے سب کا غم تھا جتنے تیر اب تک الگ الگ شہیدوں پر چلے تھے جتنی تلواریں شہداء کے جسموں پر لگی تھیں جتنے نیزے اور برچھیاں علیحدہ علیحدہ لگے پڑتی تھیں سب حسین کے مظلوم دل و جگر کے پار ہوئیں جو زخم جس شہید کے دل و جسم پر تھا وہ حسین کے دل پر بھی تھا غرضکہ مظلوم و بیکس امام علیہ السلام کا درد و غم لاتعداد تھا اس پر سب کے آخر میں فرزند جوان کی موت اور موت بھی ایسی دردناک حالات کے ساتھ کہ سارا جسم تیروں سے چھلنی تمام بدن تلواروں سے قیمہ اور تمام اعضا زخموں سے چور تھا اس حالت میں فرزند دلبند کو خاک و خون میں تڑپتا اور زمین پر پڑا دم توڑتا ایڑیاں رگڑتا دیکھکر جو حال امام عالی مقام کا ہوا ہوگا کس کا قلم ہے جو بیان کر سکے۔

دیکھی عجیب حالت فرزند نوجوان
پیکاں گلے میں ہونٹوں پہ نکلی ہوئی زباں
تن پر جراحت تیر و خنجر و سناں
گردن ڈھلی کج پھری ہوئی آنکھوں میں پتلیاں
ٹاپوں سے مرکبوں کے جراحت پھٹے ہوئے
چہرہ سفید خاک میں گیسو اٹے ہوئے

اس حالت کو دیکھکر اس مظلوم باپ پر کیا بیتی ہوگی جس کا آخری سہارا اس طرح کربلا کی گرم اور تپتی ہوئی ریت پر تڑپ رہا ہوگا اس بیکسی کو دیکھو کہ اس وقت کوئی دوسرا اتنا بھی نہیں کہ فرزند کی لاش کو کاندھا دیکر خیمہ تک پہنچائے چار کے کاندھے پر جنازہ نہ اٹھتا نہ سہی کم از کم ایک آدمی تو ہوتا جو شکستہ کمر باپ کو بیٹے کی لاش اٹھانے اور خیمہ تک پہنچانے میں مدد دیتا مگر آفریں مظلومیت اور آہ ری بیکسی اتنا بھی کوئی نہیں اور امام عالی مقام کو تنہا جوان بیٹے کی لاش خیمہ تک لانی پڑی میت کو میدان میں کیسے چھوڑ دیتے کیا شقی و گمراہ کوفی و شامی لاشہ اکبر کو روند نہ ڈالتے جس وقت لاش لیکر حضرت خیمہ کی طرف چلے ہیں اور خیمہ والوں میں اطلاع ہوئی کہ جناب امام عالی مقام یعنی بیکس مظلوم باپ شہید بیٹے کی لاش لا رہا ہے اس وقت خیمہ اطہر میں جو قیامت برپا ہوئی ہوگی کیا کوئی بشر نشان غم و الم کا اندازہ لگا سکتا ہے ماں کی ممتا پھوپھی کی چاہت اور سکینہ معصوم کی محبت اگر لاش کو دیکھکر مضطرب و بیقرار ہو کر سر پیٹنے لگی ہوں تو کون حیرت کا مقام ہے۔ رانڈ بیبیوں یتیم بچوں اور غریب الوطن سیدانیوں میں قیامت برپا ہوئی ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے کیا یہ کیفیت نہ ہوئی ہوگی ؎

لاش کے پاس ہائے پسر کہہ کے ماں گری
ہاتھوں سے دل پکڑ کے پھوپھی نیم جاں گری
دل پر ہر اک کے برق غم نوجواں گری
غش ہو کے کوئی یاں گری کوئی وہاں گری
چھوٹی بہن جو لاشہ سے آکر لپٹ گئی
اک حشر ہو گیا صف ماتم الٹ گئی

مادر اکبر کا بین

ہم لاکھ زور لگائیں کہ حضرت علی اکبر کی مادر گرامی کی حالت کا نقشہ دکھائیں مگر یہ ممکن ہی نہیں میر انیس نے جو نقشہ کھینچا ہے خدا ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اس کو ملاحظہ فرمائیے اس سے کسی قدر ہلکا اور دھندلا سا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے ؎

چلاتی تھی کہ ارے مرا پیارا ہے کس طرف
اے آسماں وہ عرش کا تارا ہے کس طرف
اے ابر شام چاند ہمارا ہے کس طرف
اے ارض کربلا وہ سدھارا ہے کس طرف
ہے ہے سناں سے جان گئی مہمان کی
میت کدھر کو ہے مرے کڑیل جوان کی
اے سیدے لمبے گیسوؤں والے کدھر ہے تو
ہے ہے مری غریبی کے پالے کدھر ہے تو
تاری کہاں گئے مجھے بھالے کدھر ہے تو
کیونکر پھوپھی جگر کو سنبھالے کدھر ہے تو
اٹھارہ سال بس تھا کہ موت آگئی تجھے
اے نور عین کس کی نظر کھا گئی تجھے
ہے ہے مرے سعید و رشید و حسین جواں
خوش رو جواں غریب جواں مہ جبین جواں
صفدر جواں شکیل جواں نازنین جواں
کس نے تجھے مٹا دیا اے حسین جواں
آغاز تھیں سیں ابھی ایسے من نہ تھے
بچے ہے ابھی ترے مرنے کے دن نہ تھے

حضرت علی اکبر کی موت ایسی موت نہ تھی جس کا غم کسی کے لئے بھی قابل برداشت ہوتا مگر سید الصابرین نے فرمایا اور سیدانیوں کو یہ کہکر صبر کرنے کی تلقین کی کہ علی اکبر نے دم توڑنے سے پہلے وصیت کی تھی وہ یہی تھی کہ اماں اور پھوپھی سے کہد یجیگا کہ وہ صبر کریں اور میرے ماتم میں شدت نہ فرمائیں نہ ماریں سینہ کوبی نہ کریں نہ بال نوچیں اور سب سیدانیوں نے اس وصیت کی تعمیل کی اگرچہ دل پھٹے جا رہے تھے جگر کے ٹکڑے ہو رہے تھے مگر زبان امر نا مشروع سے آشنا نہ تھی آنسوؤں کی ایک نہر سی جاری تھی آہ و نالہ سے مرغان صحرا کے دل دو نیم ہو رہے تھے مگر کیا مجال کہ خاندان رسالت کے وقار کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نکل جائے جناب امام حسین کے دل پر جو صدمہ گذرا اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ محاسن شریف کے بال صبح تک سیاہ تھے لیکن فرزند جوان کی موت سے یکایک سفید ہو گئے۔

حضرت ام لیلیٰ جناب شہربانو اپنے فرزند علی اکبر کے غم میں پڑی ہیں اسی حال میں ان کے پاس امام عالی مقام تشریف لے گئے وہ آپ کو دیکھکر اور بھی بیقرار ہو گئیں جوانا مرگ بیٹے کو یاد کر کے رونے لگیں یہ وقت ایسا دردناک تھا کہ ہمارا قلم یارا نہیں دیتا کہ اس کو قلمبند کریں میر انیس کی زبان سے سن لیجئے۔

کمال اتاترک

غازی مصطفےٰ کمال پاشا

کی بہترین سوانح عمری شایع ہو گئی

مصنفہ

مرحوم کے گہرے دوست وحید العصر ادیب محمد توفیق مصری

مترجمہ

جناب مرزا ... صاحب ...

کمال اتاترک میں کیا کچھ ہے

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس - دہلی

قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ۸ر حمیدیہ پریس دہلی

حضرت امیر معاویہ

اسلام کا ایک درخشاں ورق ہے

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے

مقالات

سید غوث الاعظم شاہ عبد القادر جیلانی

[illegible]

جو عورتیں سفید پانی کی بیمار ہیں

وہ درحقیقت بڑے خطرے میں ہیں کیونکہ سیلان الرحم کی بیماری میں جو سفید رطوبت عورت کے جسم سے وقت بے وقت خارج ہوتی رہتی ہے وہی زندگی کا اصل جوہر ہے۔ سفید رطوبت کا خارج ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عورت کی جوانی بہت تیزی کے ساتھ جا رہی ہے اور اسکے چہرہ پر بہت جلد جھریاں پڑنے والی ہیں اس پر ضعیفی غالب آ رہی ہے عقلمند عورتیں اور عقلمند مرد اس خطرہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہے۔ مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

سفید رطوبت کا علاج صرف تین روپے میں ہو سکتا ہے

ہندوستان کی ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں عورتوں کو اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ سفید رطوبت کا علاج بیحد آسان ہے۔ اگر کوئی عورت اس مرض میں مبتلا ہو یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہو۔ یا اس کے ناف تلوں میں درد رہتا ہو یا ماہواری کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہو دن بھر اداس اور مغموم رہنے کی عادت پڑ گئی ہو یا کمر اور پنڈلیوں میں درد کی شکایت ہوتی ہو تو سمجھ لیجئے کہ یہ عورت سیلان رحم کی مریضہ ہے اور اسے صرف ایک شیشی دوا **روک** استعمال کرا دیجئے دوسرے تیسرے دن ہی آپ خود محسوس کر لیں گے کہ مریضہ کے چہرہ پر کتنی بشاشی ہے کتنی جوانی ہے۔ کتنی بہار ہے یہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ دوا **روک** ہندوستانی آب و ہوا کے لحاظ سے عورتوں کے لئے اکسیر کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ سفید رطوبت کا مسلسل اخراج جو کسی علاج سے بند نہ ہوتا ہو۔ اسے دوا روک کا استعمال ٹھیک تیسرے دن بند کر دیتا لہذا یاد رکھیئے کہ صرف تین روپے کا لالچ کر کے عورت کی جوانی کو برباد ہوتے دیکھنا کسی دن رنگ لائیگا۔ اس واسطے اس کا پہلے انتظام کر لیجیے اور اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہو تو اسے ہدایت کر دیجئے کہ ایک شیشی دوا روک استعمال کرے۔ سفید رطوبت آنی بند ہو جائیگی اور اس کا اندرونی جسم (رحم) تندرست ہو جائے گا۔ ایک شیشی دوا روک کی قیمت تین روپے ہے اور اس پر سات آنے محصول پارسل خرچ ہوتا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۲۲ دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجئے آپکو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائیگی اور اس طرح تین روپے میں ایک خطرناک مرض سے عورت کو نجات دوا روک تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور ہزارہا عورتوں کو تندرست کر چکی ہے۔ ہر مزاج اور آب ہوا کے عین مطابق ہے اور تیسرے دن اپنا کمال مریض پر پوری طرح ظاہر کر دیتی ہے۔ ملک کے بے شمار حکیم اور ڈاکٹر اپنے اپنے مریضوں کو دوا روک استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس دوا کا علی الاعلان کافی سے زیادہ تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے دوا روک کو اشتہاری دوا نہ سمجھیئے۔ یہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کی ہوئی ہے۔ وہ دواخانہ جو سالہا سال سے ہندوستانی عورتوں کی خدمت میں لازوال شہرت کا واحد مالک ہے۔

پیشاب سے پہلے پیشاب کے بعد

مرد کی خطرناک بیماری

[illegible] دوسرے عقلمند [illegible] کے مریض کو صرف [illegible] جوہر اعظم دوا [illegible] یا پہلے یا بعد [illegible]

تقریباً چار ہزار جریان کے مریض جوہر اعظم سے تندرست ہو گئے

[illegible] بلا وجہ خارج ہوتی ہے [illegible] جنرل شفیر زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی کو [illegible] اس دوا [illegible]

چہرہ کا رنگ گورا کرنے کی ترکیب

[illegible] زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی [illegible]

چہرہ پر مہاسے نکلتے ہیں

[illegible] پی بی ۳۴ دہلی [illegible]

چار روپے میں

بواسیر کا علاج

[illegible] بواسیر کی بیماری ہے۔ خواہ کسی [illegible] پہلے ہی دن [illegible] آرام ہو جاتا [illegible] چار روپے [illegible] آج ہی ایک خط [illegible] زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی کے پتہ پر لکھ کر بذریعہ وی پی [illegible] جائے گی

ہر بچے کو انعام ملیگا

بچوں کی قابلیت کا امتحان

پیارے بچوں اس انعامی معمہ میں ضرور شرکت کرو۔ ذیل میں ہم ایک معمہ درج کرتے ہیں اس کو حل کرو مگر کسی سے امداد لئے بغیر صرف اپنے دماغ پر زور دیکر حل کرنا اس مرتبہ ہم ایک نہایت مزیدار کتاب جس کو پڑھ کر تم ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاؤ گے مفت دی جائے گی یہ کتاب ۴۶ صفحے کی ہے اور اسکی قیمت آٹھ آنے ہے یہ ہر بچے کو یقینی طور پر مفت محصولڈاک بھی اپنے پاس سے لگا کر دی جائے گی۔ اس کتاب کے علاوہ حسب ذیل انعامات بھی جن کے نام نکلیں گے ان کے نام مفت روانہ کئے جائیں گے۔ مگر تم اس حل کے ساتھ داخلہ کی فیس **تین آنہ** کے ٹکٹ ڈاک ایک لفافہ میں جو ڈاک خانہ کا ہو گا رکھکر "عروج بک ڈپو کوچہ چیلان دہلی کے پتہ پر بھیجو۔ حل کے ساتھ اپنا نام اور پتہ صاف خط میں لکھنا چاہیئے۔ اگر فیس داخلہ نہ آئی تو انعام نہیں ملیگا تمام انعامات **۲۸ فروری ۱۹۳۹ء** کو نکالے جائیں گے اور یکم مارچ ۱۹۳۹ء کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دیئے جائیں گے۔ لہذا تمام حل ۲۰ فروری ۱۹۳۹ء کی شام تک پہونچ جانے چاہیئیں اس کے بعد جو حل آئیں گے وہ داخل انعام نہ ہو سکیں گے۔

تفصیل انعامات } **پہلا انعام** ایک نہری رسٹ واچ بہت خوبصورت اور مضبوط قیمتی چھ روپے۔ **دوسرا انعام** ایک فاؤنٹین پین اصلی گولڈ نب والا بہت خوبصورت قیمتی چار روپے **تیسرا انعام** ایک فاؤنٹین پین اصلی معہ خوبصورت پنسل اور پنسل بھی قیمتی تین روپے آٹھ آنے **چوتھا انعام** سب بچوں کو بے تحاشہ ہنسانے والی اور بیوقوفوں کی باتیں سنانیوالی بہت دلچسپ کتاب "گدگدیاں" مفت دی جائے گی۔

معمے

نمبر	حروف	مطلب	نمبر	حروف	مطلب
۱	ا ۔ د ۔ م ۔ د ۔ ا	غریبوں کی کرنی ضروری ہے۔	۵	ز ۔ ر ۔ ش ۔ و	اس سے چستی اور طاقت آتی ہے
۲	غ ۔ د ۔ ر ۔ ر	دولتمند ہونیکے باوجود نہ کرو۔	۶	ب ۔ ے ۔ ق ۔ ف ۔ و ۔ و	کی صحبت سے پرہیز کرو
۳	ا ۔ ع ۔ ط ۔ ت ۔ ا	اپنے بزرگوں کی تم پر فرض ہے	۷	ب ۔ د ۔ ہ ۔ ا ۔ ر	ایسا بچہ کسی سے نہیں ڈرتا
۴	ب ۔ ل ۔ س ۔ ا	اس کی صفائی کا ہر وقت خیال رکھو	۸	ب ۔ ی ۔ ا ۔ ر	کسی کی کسی سے نہ کرو

یہ آٹھوں حل حرفوں کو الٹ پلٹ کر کے لکھے گئے ہیں اور ہر حل کا مطلب سامنے لکھدیا گیا ہے ان کو صحیح طریقے پر جوڑنے سے حل نکل آئیں گے تمام حل ایک سادہ کاغذ پر حل کر کے معہ فیس داخلہ تین آنے کے ٹکٹ مینیجر صاحب **عروج بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی** کے پتہ پر آنے چاہیئیں۔

ضروری اطلاع تمام بچوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ گذشتہ ماہ ذی قعدہ کے حل کے انعامات ٹھیک ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء کو روانہ کئے جائیں گے۔ اور جن بچوں کے حل دفتر میں پہونچ چکے ہیں وہ ضرور انعام پائیں گے اور اس کا اعلان آیندہ ماہ کے مولوی میں کر دیا جائے گا۔

جواہرات تولنے کے قابل چند خاص مجربات

سیکسول طلا

SEXOL TILA

سیکسول ٹانک پلز

سیکسول ریگولیٹر

ملنے کا پتہ:- ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار نمبر ۲ جامع مسجد دہلی

انبیاء کا سلسلہ دنیا میں قائم کیا گیا۔ انسانی تعادل اور نظام تمدن قائم رکھنے کے لیئے قانون بشارت و انذار کا ہونا ضروری ہے جو نبی کے ذریعہ دنیا میں بھیجا گیا گویا نظام انسانی بغیر نبوت کے درست نہیں رہ سکتا۔ وغیرہ

لٰکِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ

اللہ شاہد ہے کہ اُس نے جو کچھ تم پر اُتارا اپنے علم کے موافق

بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اتارا اور فرشتے بھی شاہد ہیں اور اللہ ہی شاہد

شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

کافی ہے جن لوگوں نے انکار کیا اور راہ خدا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا

سے دوسروں کو روکا وہ بھٹک کر دور جا پڑے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

جن لوگوں نے کفر اور ظلم کیا اُن کو خدا

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا

ہرگز نہ بخشے گا اور نہ اُن کو سوا جہنم کے اور راستہ دکھائیگا

طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَ

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور

كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

ایسا کرنا اللہ پر آسان ہے لوگو

قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے حق لیکر تمہارے پاس آئے ہیں

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ

لہذا تم ایمان لے آؤ تمہارا بھلا ہوگا اور اگر نہ مانوگے تو (سمجھ لو کہ)

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ

جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

اللہ دانا اور مصلحت بین ہے

تفسیر یہودیوں کی ایک جماعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی حضور نے اُن سے فرمایا یہودیو!

تم میرے برحق نبی ہونے کو خوب جانتے ہو میری نبوت کی بشارتیں تمہاری کتاب میں موجود ہیں لیکن عناد سے تم نہیں مانتے۔ یہودی بولے ہماری کتاب میں تمہارے متعلق کوئی بشارت نہیں اور نہ ہمکو تمہارے نبی ہونے کا علم ہے اسکے علاوہ مکہ کے کافروں نے بھی کہا تھا کہ ہم نے اہل کتاب سے تمہاری نبوت کا حال دریافت کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم انکو جانتے ہی نہیں اور نہ ان کو اپنی کتاب کے موافق پاتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ حاصل ارشاد یہ ہے کہ محمد! خدا خوب جانتا ہے اور تمہاری نبوت کی شہادت دیتا ہے اُس نے جو کچھ تم پر اُتارا ہے تم کو اُس کا اہل سمجھ کر اُتارا ہے اور خدا کے فرشتے بھی اسکی شہادت دیتے ہیں کافروں کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے ان کو انکار کرنے دو یہ اگر حق بات چھپاتے ہیں اور شہادت نہیں دیتے تو نہ دیں خدا شہادت کے لیئے کافی ہے اُس سے بڑھ کر اور کس کی شہادت ہو سکتی ہے جب حضور کی رسالت اور قرآن کی صداقت کی شہادت منجانب اللہ اور منجانب الملائکہ ختم ہو چکی تو کور باطن یہودیوں کے فطری خبیث اوصاف کو بیان کر کے انکی گمراہی اور گمراہ کنی کو ظاہر کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جن لوگوں نے خدا کا خدا کے رسول کا اور قرآن کا انکار کیا اور چشم بصیرت سے محروم ہوگئے وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گمراہ کن کوششیں کیں اور غلط شکوک و شبہات ڈالکر اور لوگوں کو بھی راہ حق سے روکا قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا۔ ایسے لوگ گمراہی کے انتہائی درجہ کو پہونچ گئے۔ ایک تو خود انکار حق کرنا گمراہی ہے اور پھر دوسروں کو اقرار حق سے روکنا انتہائی درجہ کی گمراہی ہے۔ لہذا ایسے گمراہ اور گمراہ کن انسانوں کو اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا جو خود بھی کافر ہیں اور دوسروں کی بھی حق تلفی کرتے ہیں اور راہ ہدایت سے روکتے ہیں) لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ خدا تعالٰی ہرگز معاف نہیں فرمائیگا۔ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اور نہ سوائے جہنم کے راستہ کے کوئی نجات کا راستہ دکھائیگا یہ ازلی گمراہ ہیں ان کو راہ حق نہیں مل سکتی ہمیشہ وہی بات انکو سوجھیگی جس سے سیدھے جہنم کے راستہ پر جا پڑینگے اور بالآخر جہنم میں پہونچکر ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہینگے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہ سب کچھ خدا کے نزدیک آسان ہے وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ لہذا ہر وہ ہوشمند انسان جسکی چشم بصیرت وا ہے

اور شہادت [illegible] کہ یہ رسول [illegible] صحیح دین اور برحق نبی کا [illegible] کو [illegible] عذاب [illegible] کو بیشک نازل [illegible] یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم۔ [illegible] جب [illegible] تمہارے [illegible] بھیجا [illegible] تمہارے پاس [illegible] اس کے حکم کو مانو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارا [illegible] فائدہ [illegible] اپنا کوئی ذاتی نفع نہیں ہے وان تکفروا [illegible] اگر [illegible] انکو [illegible] ہوئے احکام کو نہ مانو گے تو تمہارا [illegible] انکا [illegible] نہ تمہارا [illegible] عاقبت خراب کرو گے خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کیونکہ فان للہ ما فی السمٰوٰت والارض [illegible] تمام کائنات اسی کی ہے اسکو تمہاری عبادت اور اطاعت کی ضرورت نہیں تمہاری نافرمانی اسکی اس وسیع سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ وکان اللہ علیما حکیما۔ خدا عالم وحکیم ہے اس نے شریعت اور قرآن میں تمہارے فوائد کے لیے جو خوبیاں رکھی ہیں ان کو وہ خوب جانتا ہے۔

مقصود بیان :۔ دین آلٰہی کی صداقت کی شہادت خدا بھی دیتا ہے اور عالم قدس کی تمام [illegible] شہادت دیتی ہے۔ جاہل انسان کی شہادت [illegible] شہادت کا کوئی اعتبار نہیں۔ قانون الٰہی کی تصدیق کائنات عقلا کا ذرہ ذرہ کرتا ہے۔ [illegible] میں یہودیوں کی گمراہی وگمراہ کنی کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انکی نافرمانیاں اور ضلالت انگیزیاں انکو راہ حق پر نہیں آنے دیتیں۔ آیت میں رسول پاک کے برحق ہونے اور شریعت اسلامیہ کے منجانب اللہ ہونے کی صراحت کے ساتھ دعوت ایمان بھی دی گئی ہے اور اس بات کی بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ کسی کے ایمان لانے سے خدا و رسول کا کوئی فائدہ نہیں [illegible] فائدہ [illegible] انکار کریگا و قانون الٰہی کو نہ مانیگا وہ اپنا نقصان کریگا۔ خدا کو [illegible] نفع یا نافرمانی سے نقصان نہیں ہو سکتا تمام کائنات عالم اسی کی مملوک ومخلوق اور مسخر فرمان ہے۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ وَلَا

اے اہل کتاب اپنے دین کے معاملہ میں حد سے آگے نہ بڑھو اور

تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ

اللہ کی نسبت حق بات ہی کہو مسیح

عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ

عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ تھے

أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟

جو اللہ نے مریم [illegible] کی طرف سے روح تھے۔ لہذا تم

بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۖ وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟

اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا کے قائل نہ ہو اس قول سے باز آؤ

خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ

یہی تمہارے لیے بہتر ہے بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے

أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ ۘ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَ

اولاد سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

مَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ۝

اسی کا ہے اور اللہ ہی کام بنانے والا کافی ہے

تفسیر جب گذشتہ آیات میں یہودیوں کو ہدایت اور ترغیب آمیز ترہیب اور انذار آمیز بشارت دی جا چکی تو اب روئے سخن عیسائیوں کی طرف کیا جاتا ہے۔ یہودی حضرت عیسیٰ کو نبی نہ جانتے تھے اور ہر طرح ان کی تکذیب اور توہین کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا کہتے تھے اور یہ دونوں باتیں گمراہی کی تھیں کیونکہ جس طرح کسی بات میں افراط بری چیز ہے اسی طرح تفریط بھی قبیح بات ہے اور بہترین راستہ اعتدال کا ہے اسلیئے پہلے عقیدۂ تفریط کو منع کیا اب افراط کی ممانعت کر کے راہ متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یا اہل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ اے عیسائیو اپنے دین میں غلو اور تعصب نہ کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو اور خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق [illegible] بات کہو اور کچھ نہ کہو یعنی خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرو نہ کسی کو اس کا بیٹا بناؤ نہ بیوی اسکے اوصاف کو ممکنات کے [illegible] قیاس نہ کرو اسکو واحد لاشریک اور تمام عیوب سے پاک جانو تم معاذ اللہ کسی مخلوق یعنی مسیح کو خدا کا بیٹا اور مریم کو اسکی بیوی نہ جانو اور [illegible] انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ۔ مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے اور خدا کے پیغمبر تھے اسکے علاوہ کچھ نہ تھے یعنی مریم کے بیٹے تھے ان کا کوئی باپ نہ تھا وہ خدا کے بیٹے بھی نہ تھے بلکہ وکلمتہ القٰہا الی مریم خدا کے حکم سے اور کلمۂ کن سے پیدا ہوئے تھے خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو مریم کے پیٹ سے پیدا کر دیا تھا وروح منہ بحکم الٰہی جاندار ہو گئے تھے خدا نے اپنے حکم سے ان کو بلا [illegible]

کی تھی اُن کی روح کی تخلیق کسی باپ کی محتاج نہ تھی۔ لہٰذا تم اُن کو خدا یا خدا کا بیٹا یا حرامی نہ کہو حرامی نبی نہیں ہوتا وہ خدا کے رسول تھے مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسلیئے خدا نہیں ہوسکتے اور نہ خدا کے بیٹے ہوسکتے ہیں مریم انسان تھیں خدا تمام عیوب مادیت سے پاک ہے پھر کس طرح مریم کا بیٹا خدا کا بیٹا یا خدا ہوسکتا ہے۔ اسلیئے ضروری ہے کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ خدا پر اور اُسکے رسولوں پر ایمان لاؤ خدا کو ذات و صفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ اور تمام عیوب سے پاک سمجھو رسولوں کو رسول جانو اُن کی تکذیب نہ کرو اور رسالت سے آگے بڑھ کر کسی رسول کو خدائی میں شریک نہ جانو وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور یہ نہ کہو کہ تین خدا ہیں یا تینوں سے مرکب ہوکر ایک خدا ہوا ہے۔ بہرحال تثلیث کے قائل اور معتقد نہ ہو یہ شرک ہے اور خدا ذات و صفات میں یگانہ و یکتا ہے۔ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ تم شرک سے باز آؤ اور توحید کے قائل بن جاؤ یہ تمہارے لیئے بہتر ہوگا۔ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ خدا ہی ذات و صفات میں یگانہ اور لاشریک لہ ہے پھر عیسیٰ کس طرح خدا ہوسکتے ہیں۔ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ وہ کسی کا والد بھی نہیں اس سے بھی پاک اور منزہ ہے اسلیئے عیسیٰ خدا کے بیٹے بھی نہیں ہوسکتے۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کائنات عالم اُسکی مخلوق اور مملوک ہے مخلوق و مملوک اپنے خالق و مالک کے ساتھ کس طرح ذات و صفات میں شریک ہوسکتی ہے اور کیونکر اُسکے مشابہ بن سکتی ہے اور کونسی وجہ سے ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ خدا ہی سب کا کارساز کافی ہے اُسکو مددگار کی ضرورت نہیں۔ پوری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اولاد کے جھگڑے سے پاک ہے کیونکہ اولاد ہونے سے دو اغراض وابستہ ہوتی ہیں ایک باپ کی ایک اولاد کی۔ باپ کا تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اولاد باپ کے کاروبار کی تکمیل میں مدد کرتی ہے۔ اولاد کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے مال و متاع کی حقدار ہوتی ہے اور خدا کے ہاں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں کیونکہ وہ اکیلا سب کے کام بناتا ہے اُسکو مددگار کی ضرورت ہی نہیں لہٰذا اُس کی اولاد ہونا بے سود بلکہ ناممکن ہے پھر وہ تنہا زمین و آسمان کا مالک بھی ہے اُس کی ملکیت کا کوئی شریک و حقدار نہیں لہٰذا اُس کا کوئی بیٹا نہیں ہوسکتا۔

مقصود بیان: بیجا غلو اور تعصب سے ممانعت۔ اظہار حق کی ہدایت توحید و تنزیہ باری تعالیٰ کی صراحت۔ عیسیٰ کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کی مدلل تردید عیسیٰ کے چند خصوصی اور امتیازی اوصاف کا بیان وغیرہ۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا

خدا کا بندہ ہونے سے نہ مسیح ہرگز عار کریں گے

لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ

اور نہ مقرب فرشتے اور اللہ کی

يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

بندگی سے جو شخص عار اور تکبر کرے گا

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

تو ایسے سب لوگوں کو عنقریب اللہ اپنے پاس سمیٹ کر جمع کریگا پھر

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

جو لوگ مومن اور نیکوکار ہونگے اُن کو اُن کا پورا پورا ثواب دیگا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بلکہ اپنے فضل سے زیادہ بھی دیگا اور جو لوگ

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ

عار و تکبر کرنے والے ہونگے اُن کو دردناک عذاب کی

عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۝ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ

سزا دیگا اُن کو اپنے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ملیگا نہ مددگار

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ

لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل

رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا

پہونچ چکی اور ہم نے تمہاری طرف جگمگاتا نور نازل کردیا تو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اسکو انہوں نے مضبوط پکڑ

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ

اُن کو عنقریب اللہ اپنی رحمت میں داخل کریگا اور اُن کو اپنے پاس

إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

اپنے تک سیدھا رستہ دکھا دیگا

تفسیر [illegible] عیسائیوں نے [illegible] الالٰہ [illegible] ثالث ثلاثہ [illegible] عیسائیوں نے عرض کی کہ خدا کے بیٹے ہیں [illegible] کو عبد اللہ [illegible] خیال [illegible] شان ہوتی [illegible] کے لئے بھی [illegible] بکسی [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] کی تصدیق میں [illegible] لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ [illegible] فرشتوں کی بھی [illegible] بیٹیاں خیال کرتے تھے [illegible] عار [illegible] عبادت [illegible] وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] قیامت کے دن [illegible] خدا کا بندہ ہونے [illegible] فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ [illegible] فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ [illegible] ان کو خدا تعالیٰ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ [illegible] ان کو [illegible] وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا جو لوگ [illegible] عبادت [illegible] فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ان کو خدا تعالیٰ دردناک عذاب دیگا [illegible] عذاب دیگا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا اس سے سوا خدا کے کوئی [illegible] کرنے والا نہوگا [illegible] میں طاقت نہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ [illegible] دباؤ ڈالکر کافروں کو [illegible] سے رہائی دلا سکے اور عذاب الٰہی سے بچا [illegible] حضرت عیسیٰ کو اور تمام مقرب فرشتوں کو [illegible] سرکشی کا نتیجہ [illegible] معلوم ہے اور ان کو یقین ہے کہ قیامت کے دن سرکشوں کی کوئی [illegible] اور حمایت کرنے والا نہوگا تو کس طرح وہ بندہ خدا ہونے سے انکار کر سکتے ہیں اور کیونکر عبادت الٰہی سے انکار کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اے اہل کتاب تم [illegible] باطل عقیدہ پر قائم مت رہو اور دعوت توحید کو قبول کر لو۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ [illegible] دلیل [illegible] حجت خداوندی یعنی ذات محمدی [illegible] آگئی وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا اور تمہاری ہدایت کے لیئے ہم نے ایک نور روشن یعنی قرآن اتارا [illegible] کی تصدیق کرو اُسکے احکام کو مانو اور اسکی ہدایت پر عمل کرو کیونکہ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ جو لوگ خدا پر ایمان لاتے ہیں [illegible] کی ذات پر توکل کرتے ہیں [illegible] نازل [illegible] قانون کو اپنے لیئے شمع راہ بناتے ہیں [illegible] ہدایت پر کاربند ہوتے ہیں فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ان کو خدا تعالیٰ اپنی رحمت و فضل میں داخل کریگا [illegible] اپنے فضل سے ان کو مزید نعمتیں عطا کریگا وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا اور اپنے پاس آنے کا اپنا جلوہ دیکھنے [illegible] ہزار حجاب [illegible] ان کو [illegible] جو شخص [illegible] کی کوشش کرتا ہے خدا تعالیٰ [illegible] رستہ [illegible] ہے۔

[illegible] دنیاوی [illegible] جلیل القدر ہستی بندگی الٰہی سے [illegible] انسانی اقرار عبودیت کو [illegible] اپنے لئے [illegible] مقرب فرشتہ [illegible] کے جلیل القدر بندے [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] اور مادی حیثیت سے [illegible] خدا کی عبادت نہ کرتے تھے [illegible] عیسائیوں کا خیال ہے بلکہ عالم لاہوتی اور روحانی حیثیت سے بھی [illegible] جاتے تھے کیونکہ ملائکہ مقربین [illegible] محض ہیں اور کثافت [illegible] سے بالکل [illegible] عبادت الٰہی کو عار نہیں جانتے پھر عیسیٰ باوجود مادی [illegible] حالات [illegible] کس طرح عبودیت سے انکار کر سکتے ہیں [illegible] ذات گرامی تمام عالم کیلئے برہان قاطع اور حجت روشن ہے حضور کا قول فعل عمل اور [illegible] معجزات کل عالم کیلئے حجت قاطع ہے۔ آپ مجسم حق اور خدا [illegible] قرآن نور روشن ہے علمی عملی تاریکیوں میں [illegible] کے لیئے شمع ہدایت اور ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے آفتاب ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ

وہ تم سے [illegible] طلب کرتے ہیں تم کہدو کہ [illegible] کلالہ کے بارہ میں حکم دیتا ہے

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ

کہ اگر کوئی آدمی لاولد مرجائے اور اس کی بہن موجود ہو

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن

تو بہن کو ترکہ کا نصف حصہ ملے گا اور وہ بھی اس بہن کا وارث ہوگا بشرطیکہ

لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

بہن لاولد مرے) اور اگر دو بہنیں موجود ہوں تو ان کو ترکہ کا

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً

دو تہائی (مال) ملیگا — اور اگر چند بھائی بہن موجود ہوں

رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

کچھ مرد کچھ عورتیں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملیگا

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

اللہ کھول کر تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم بھٹک نہ جاؤ — اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ۝ ع

جانتا ہے۔

تفسیر

سورۃ النساء کی ابتدا میں میراث کے کچھ احکام بیان کیئے گئے تھے۔ اب اختتام پر بھی کلالہ کی میراث کے متعلق ہی کچھ تفصیلی بیان ہے تاکہ ابتدا اور انتہا باہم مربوط ہوجائے۔ بات یہ ہے کہ قرآن پاک نور ہے اور اسکی روشنی سے کچھ لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور کچھ ویسے ہی انکار اور تردد کی تاریکیوں میں سرگرداں پھرتے ہیں پہلے فرقہ والے اس دنیا کو اپنے نسبی بھائیوں یعنی کافروں اور مشرکوں کیلئے چھوڑ جاتے ہیں اور جو حصے اور میراث کافروں کے آخرت میں ہونا ممکن تھے اُن کے جاکر وارث ہوجاتے ہیں اور دوسرے فرقہ والے آخرت کے حصوں کو ترک کرتے ہیں اور دنیوی مال ومنال جو پہلے فرقہ نے چھوڑ دیا ہے اور جس سے وہ فرقہ دست بردار ہوگیا ہے اُس پر قابض ہوجاتے ہیں۔ کافروں کی حالت کلالہ میت کی مثل ہوتی ہے۔ کلالہ اُس میت کو کہتے ہیں جسکے نہ ماں باپ زندہ ہوتے ہیں نہ اولاد اسی طرح کافروں کے نہ تو (جو مثل باپ اور ماں کے ہیں جن پر اُن کی حقیقی حیات کا دار مدار ہے) صحیح اور زندہ نہیں ہوتے اور نہ اعمال صالح (جو مثل نتیجہ اور اولاد کے ہیں) زندہ ہوتے ہیں تو گویا کافر مثل کلالہ کے ہوگیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اس آیت میں کلالہ کی میراث کے چار احکام بیان کیئے ہیں اور بلا قید بیان کیئے ہیں لیکن بروئے اجماع یہ مسائل اور احکام بعض قیود کے ساتھ مخصوص ہیں ہم ہر حکم کے ساتھ ساتھ قید بھی بیان کرینگے۔

(۱) اگر میت کی اولاد (اور ماں باپ) نہوں اور صرف ایک بہن حقیقی یا علاتی ہو تو بہن کو کل ترکہ کا نصف ملیگا۔ اگر میت کا کوئی عصبہ ہوگا تو باقی نصف اُسکو مل جائیگا۔ ورنہ لوٹ کر باقی نصف بھی بہن کو مل جائیگا۔

(۲) اگر کوئی عورت کلالہ مرجائے اور صرف ایک بھائی حقیقی یا علاتی موجود ہو تو کل مال کا وارث ہوگا۔

(۳) اگر کوئی مرد کلالہ مرجائے اور دو حقیقی یا علاتی بہنیں موجود ہوں تو کل ترکہ کا دو تہائی دونو بہنوں کو ملیگا اور بقیہ تہائی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں انہی بہنوں کو مل جائیگا۔

(۴) اگر کلالہ کے پس ماندگان میں چند بھائی بہن ہوں تو مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا۔

ہدایت خاص حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی بہن محروم ہیں اور حقیقی بہن کی موجودگی میں کبھی بالکل محروم ہوتے ہیں اور کبھی حصہ کم ہوجاتا ہے۔

اب ایک صورت باقی رہتی ہے کہ کلالہ میت کی دو سے زیادہ حقیقی بہنیں موجود ہوں تو اُن کو کیا حصہ ملے گا۔

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ دو بہنیں ہوں یا دو سے زیادہ سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ بہرحال دو ثلث ملیں گے۔ کیونکہ ان آیات کا سبب نزول حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور اُن کی بہنیں تھیں اور اُن کی بہنیں دو سے زیادہ تھیں اور حضرت جابرؓ کے نہ کوئی اولاد تھی نہ ماں باپ صرف بہنیں تھیں جو کئی تھیں۔

اب آگے خداوند تعالیٰ ان تمام احکام بیان کرنے کی علت بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا یعنی ہم نے یہ احکام وشرائع اس لئے بیان کیئے یا خدا تعالیٰ اپنے احکام اس لیئے بیان فرماتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہوا ور غلطی سے بچ جاؤ کیونکہ:۔

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ خدا تعالیٰ ہر چیز سے اور ہر حکم سے اور ہر مصلحت سے بخوبی واقف ہے۔ احکام میراث کی مصلحت بھی بخوبی جانتا ہے لہذا اُس کے بیان کردہ احکام کو دل سے مانو اور اُن کی تعمیل کرو۔

مقصود بیان: میراث کلالہ کی تفصیلی حالت۔ اس بات کی صراحت کہ کلالہ اُس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جسکی اولاد نہو لیکن اجماع سے ثابت ہے کہ کلالہ کے جس طرح اولاد نہیں ہوتی اسی طرح ماں باپ بھی نہیں ہوتے۔ گویا جس کے فروع واصول نہ ہوں اُسکو کلالہ کہتے ہیں)

آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دوگنا ہے اور اسکی مصلحت سے خدا ہی خوب واقف ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ مائۃ و عشرون آیۃ و ستۃ عشر رکوعاً

سورۂ مائدہ مدینہ میں [illegible] ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

اس [illegible] منتقل [illegible] اور [illegible]

[illegible]

سورت مدنی [illegible] اس سورت کا [illegible]

[illegible] بیان [illegible]

[illegible] حضرت اسماء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سورہ مائدہ کی آیات منسوخ ہونے کا بیان

[illegible] منسوخ [illegible] یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد کو منسوخ [illegible] دیا ہے [illegible] آیت [illegible] فاحکم بینہم او اعرض عنہم [illegible] منسوخ کہا ہے [illegible] حضرت عائشہ [illegible] ہے کہ یہ سورت آخر میں نازل ہوئی [illegible] حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔

اس سورت کے احکام

[illegible] سے اذا حضر احدکم الموت تک اٹھارہ حکم بیان فرمائے جو کسی اور سورت میں نہیں بیان فرمائے۔ بعض لوگوں نے انیسواں حکم بھی زائد کیا ہے جو آیت و اذا نادیتم الی الصلوٰۃ سے مستنبط ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ

ایمان والو عہد پورے کرو

اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی

[illegible] کی حالت [illegible] سب مویشی [illegible]

عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ

[illegible] احرام کی حالت میں شکار حلال نہ سمجھو

اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ○

[illegible] چاہتا ہے [illegible] دیتا ہے

تفسیر [illegible] علم الٰہی کے خلاف [illegible] حرام کر رکھے تھے انکی تردید [illegible] ارشاد ہوتا ہے یا ایہا الذین آمنوا [illegible] عقود کو پورا کرو۔ عقود سے مراد عہد ہیں [illegible] دوسرے [illegible] اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کر دیا [illegible] اسکو حلال جانو جس چیز [illegible] ممانعت کی ہے اس سے باز رہو تمام [illegible] فریب کاری اور عہد شکنی [illegible] تکمیل [illegible] شریعت کے خلاف [illegible] کے نزدیک وہ [illegible] مسلمانوں نے قبل اسلام آپس [illegible] قسمیں کھائی تھیں [illegible] جو وہی شرط لگائی ہوگی [illegible]

[illegible] ہے کہ آیت اوفوا بالعقود میں [illegible] عہد [illegible] عقد حلف یعنی ایک دوسرے کی امداد وغیرہ کا معاہدہ۔ عقد شرکت یعنی تجارتی یا جائدادی شرکت کا معاہدہ۔ عقد بیع۔ عقد نکاح۔ عقد قسم۔ غرض یہ کہ جو عہود الٰہی قرآن و حدیث میں مذکور ہیں وہ بھی آیت میں مراد ہیں اور جو عہد کہ شرع کے موافق ایک انسان دوسرے سے کر سکتا ہے مثلاً امانت تجارت شرکت معاہدات ملکی ومالی وغیرہ وہ بھی مراد ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! جب تم ایمان لا چکے اور اس عہد [illegible] کی تکمیل کر چکے جو فطرۃً ہر انسان سے لیا گیا تھا تو اب حدود [illegible] پابند ہو جاؤ اور خدا کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہو جاؤ اور باہمی عہد [illegible] حرام کرو خواہ ملکی ہو یا مالی شخصی ہو یا قومی [illegible] جاہلیت کے زمانہ کا ہو یا اسلام کے دور کا [illegible] اور جو ذمہ داری تم اسکو پورا کرو۔ اور پھر ذیل کے احکام

علت دور معلوم بھی کار بند ہو جاؤ۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ خدا نے چوپایوں کا گوشت کھانا بعد ذبح کر لینے کے حلال کر دیا ہے اور چوپایوں کی دیگر چیزوں سے بھی انتفاع جائز کر دیا ہے لیکن اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ گزشتہ آیت (حرمت علیکم المیتۃ الخ) میں جن چیزوں کا گوشت کھانے کی ممانعت اور جن چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے کی بازداشت ہے وہ اس حکم جواز سے مستثنیٰ ہیں اُن کو حلال کرنے کے بعد بھی نہ کھاؤ۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ پھر ایک شرط یہ بھی ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت وغیرہ شکار کرنیوالے کے لیئے ناجائز ہے اور حالت احرام میں کسی شکار کو شکار کرنا درست نہیں البتہ جو چوپائے قابل شکار نہیں اُن کا گوشت کسی وقت اور کسی کے لیئے جائز نہیں اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ یعنی احکام کی حلت و حرمت کا خدا کو اختیار ہے جس چیز میں بندوں کی مصلحت اور فوائد دیکھتا ہے اُسکی اجازت دیتا ہے اُسپر یہ اعتراض عبث ہے کہ وہ جانوروں کے کھانے کی اجازت دیکر اپنے بندوں کو ظلم اور دُکھ دینے کی اجازت کیوں دیتا ہے یا بعض جانوروں کو حلال اور بعض کو حرام کیوں قرار دیتا ہے اور حکم میں تفریق کیوں کرتا ہے کیونکہ مختار مطلق ہے۔

مقصود بیان:۔ فطری اور ازلی میثاق اور باہمی ملکی مالی اور صلاحی معاہدات کے ایفاء کا حکم۔ باستثناء بعض تمام چوپایوں کے کھانے کی اجازت حرم کے اندر بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت اور شکاری کو ایسا شکار کھانے سے بازداشت۔ خدا تعالیٰ کے مختار مطلق ہونے کی صراحت وغیرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ

مسلمانو! اللہ کی نشانیوں کی

اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

اور حرمت والے مہینہ کی بے توقیری نہ کرو اور نہ حرم میں قربانی ہونیوالے

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

جانوروں کی اور نہ اُن جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ اُن

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ

لوگوں کی جو اپنے پروردگار کے فضل و خوشنودی کی طلب میں کعبہ کے ارادہ سے

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ

اور جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر لو

تفسیر

ایک شخص مسلمہ بن ہند بکری قافلہ میں کچھ تجارتی غلہ اور کھانے پینے کا سامان لیکر مدینہ آیا۔ سامان فروخت کرنے کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ جب مسلمان ہو کر واپس جانے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاجر آیا اور غادر (عہد شکن) گیا۔ چنانچہ چند روز بعد جب مسلمہ یمامہ کو پہنچا تو مرتد ہو گیا پھر ماہ ذیقعدہ میں کچھ تجارتی سامان لیکر قافلہ کے ساتھ مکہ کو جا تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے راستہ میں اُس سے تعرض کرنے کا ارادہ کیا اسکی ممانعت میں آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ نازل ہوئی۔ عکرمہ اور سدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حطیم بن ہند بکری کے حق میں نازل ہوئی جس نے ایک سال مدینہ کے اونٹوں کے گلہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنے کو خانہ کعبہ کی طرف گیا تو بعض صحابہ نے راستہ میں اُس سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

شعائر سے مراد بقول ابن عباسؓ مناسک حج اور بقول ابن کثیر محارم دین اور بقول مجاہد صفا مروہ ہدی اور بدنہ ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانو ممنوعات دین کو حلال نہ سمجھو یا مناسک حج کو ادا کرو اور جو شخص مناسک حج ادا کرنا چاہتا ہو اسکو نہ روکو وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہہائے حرام (رجب۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ محرم) میں قتال وفساد کو حلال سمجھو یعنی ان مہینوں میں خون ریزی نہ کرو (ابن عباس، مقاتل، عبدالکریم بن مالک جزری) وَلَا الْهَدْيَ اور نہ بیت الحرام کو قربانی کے جانور بھیجنا ترک کرو (ابن کثیر) یا یہ مطلب کہ اُن جانوروں کو نہ روکو جو قربانی کرنے کیلیئے حرم کو لیجائے جا رہے ہوں۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹہ باندھنے کو ترک کرو (ابن کثیر) یا یہ مطلب کہ جن جانوروں کے گلے میں پٹہ بندھا ہو اُن کو نہ لوٹو اور نہ روکو وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا اور نہ اُن لوگوں سے تعرض کرو جو بیت اللہ کا ارادہ کر کے آئے ہیں تاکہ تجارت کے ذریعہ سے وہاں رزق پیدا کریں اور حج کر کے اپنے گمان کے موافق رضائے الٰہی کے طلبگار ہوں (سیوطی بروایت مجاہد و ابو العالیہ)

پوری آیت کا حاصل مطلب یہ نکلا کہ اللہ کے نام کی چیزوں کی بےحرمتی نہ کرو اگر کافر بھی کعبہ کو نذر لائیں تو نہ لوٹو اور نہ ماہہائے حرام میں اُن کو مارو اور نہ کعبہ کے آنیوالوں کو ستاؤ اور نہ کافروں کو مسجد حرام میں آنے سے روکو اس آیت کے دو حکم بعد کو منسوخ ہو گئے۔ ایک تو حج یا عمرہ کے لیئے کافروں کو بیت اللہ میں جانے کی اجازت دوسرے ماہہائے حرام میں قتال کی ممانعت۔ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا یعنی اوپر کی آیت میں جو حرم کے اندر شکار کرنے کی ممانعت ہے وہ حرم کے اندر احرام کی حالت میں ہے

اگر تم لوگ احرام سے نکل [illegible] تو شکار کر سکتے ہو۔ چونکہ
جبر الہی بغیر ہوا [illegible] اب بھی جائز ہو گیا۔

مقصود بیان [illegible] کی چیزوں کی بے حرمتی کرنے [illegible]
[illegible] بیت اللہ کے جانے والوں [illegible] ان کے مال [illegible]
کا حکم [illegible] بیت اللہ میں تجارت [illegible]
رزق [illegible] رسول [illegible]

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ

اور کسی قوم کی دشمنی اس بنا پر کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَ

روک دیا [illegible] بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم [illegible] زیادتی کرنے لگو

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا

[illegible] نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو [illegible]

تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَ

اور زیادتی میں [illegible] گناہ [illegible] اور

اتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

[illegible] اللہ کی سزا سخت ہے

تفسیر [illegible] میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صحابہ کے [illegible] کرنے کے لیے مکہ کو جانا چاہا۔ جب مقام حدیبیہ پر پہنچے تو [illegible] مشرکین مکہ نے جنگ کی تیاری کر دی اور کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئے اور علی الاعلان کہہ دیا کہ ہم آپ کو مکہ کے اندر داخل ہونے نہ دیں گے۔ عمرہ کرنے دینگے۔ حضور اقدس نے فرمایا لوگو میں لڑنے کے لیے نہیں آیا ہوں اگر تم اجازت دو تو عمرہ کر کے مدینہ واپس چلا جاؤنگا۔ جب مشرکین بالکل آمادہ جنگ نظر آئے تو حضور نے عمرہ کا ارادہ ترک کر دیا اور ایک عہد نامہ ہو گیا۔ حضور اقدس مع صحابہ کے واپس تشریف لے آئے۔ مگر صحابہ بھی عرب کے شیر دل بہادر تھے اگرچہ اسلامی تعلیم نے ان کی حالت بہت کچھ بدل دی تھی اور صلح و امن رافت و حلیم پرستی کی تعلیم دی تھی اور کامل طور پر رواداری سکھا دی تھی مگر پھر بھی کفار کی یہ زیادتی اور سرکشی ان کو سخت ناگوار معلوم ہوئی اور دو سال کے بعد جب مسلمانوں میں قوت اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا تو انہوں نے بھی [illegible] میں کفار سے انتقام لینے کا ارادہ کیا [illegible] مشرکوں کو روکنے اور لڑنے کا ارادہ کر لیا اس پر [illegible] وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا نازل ہوئی (زید بن اسلم)

حاصل ارشاد یہ ہے کہ مشرکوں نے جو تمہر زیادتی کی تھی اور بلاوجہ عمرہ [illegible] اس بات سے تمہارے دلوں میں بغض اور عداوت [illegible] پہنچی [illegible] کے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے تم ہم نہ ہو انتقام کا خیال بھی [illegible] اس قوم نے بغض کی وجہ سے جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے تم عدالت سے باہر قدم [illegible] بری بات ہے غرض یہ ہے [illegible] تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو جس کا حکم تم کو دیا گیا ہے اور جس کام سے تم کو منع کیا گیا ہے اسکی بالاتفاق تعمیل کرو۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور گناہ کے کاموں میں اور حد سے آگے بڑھنے [illegible] میں [illegible] کسی کی شرکت کرو۔ ابن عباس کا قول ہے کہ [illegible] جس کا تم کو حکم دیا گیا ہو۔ ابن عطیہ کے نزدیک یہ ہر [illegible] نیکی کو شامل ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اثم سے مراد کفر [illegible] عدوان سے مراد ظلم ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اثم سے مراد گناہ ہے یعنی ہر وہ فعل جو شرعاً ممنوع ہو اور عدوان سے مراد حد شرعی سے تجاوز ہے۔ حضرت وابصہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا بر وہ ہے جس پر دل کو اطمینان حاصل ہو جائے اور اثم وہ ہے جو دل میں کھٹکتا رہے اور جس سے سینہ میں (جواز و عدم جواز کا) تردد رہے اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیدیں رواہ البخاری فی التاریخ واحمد وعبد بن حمید۔ نواس بن سمعان کی روایت میں ہے حضور نے فرمایا بر خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو دل میں کھٹکتا رہے اور جس پر لوگوں کا مطلع ہونا اچھا نہ معلوم ہو۔ رواہ البخاری فی الادب واحمد ومسلم وابن ابی شیبۃ والترمذی [illegible] والبیہقی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو نیکی کے کام میں ایک دوسرے کی شرکت کرو اور بدی و ظلم میں کسی کی امداد نہ کرو۔

چونکہ [illegible] بغیر آپس کی خیر خواہی کے ممکن نہیں ہے اسلیئے بلا لحاظ [illegible] تعلق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنی بھی ضروری ہے وَاتَّقُوا اللَّهَ خدا سے ڈرتے رہو اپنے اور بیگانے کے معاملہ میں نفع اور نقصان کی صورت میں جنگ اور صلح میں جلوت و خلوت میں تقویٰ اور خدا ترسی کو پیش نظر رکھو تاکہ کسی پر زیادتی نہ ہو جائے إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ خدا کا عذاب بہت سخت ہے اُسکی مخالفت کی سزا آسان نہیں ہے لہذا اُسکے حکم سے خلاف ورزی نہ کرو۔

مقصود بیان: ایثار و رواداری صلح و امن رافت اور درگذر

کی تعلیم۔ باہمی اتفاق و اتحاد رکھنے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے کی ہدایت۔ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں باہم امداد کرنے کا حکم خواہ امداد جانی ہو یا مالی قلمی ہو یا دستی یا زبانی۔ کفر و ظلم گناہ و سرکشی و زیادتی اور خلاف شرع کام میں باہم سہولت کرنے کی ممانعت۔ آیات میں لطیف اشارات اس طرف بھی ہیں کہ معاہدہ کا خلاف ورزی تعلیم اسلامی کے خلاف ہے خواہ معاہدہ اپنے واسطے مفید ہو یا مضر۔ غیر قوموں کے ساتھ رواداری سے کام لیا جائے۔ مال کے لالچ میں اور انتقام کے جذبے مجبور ہو کر کسی کو نیکی سے روکنا اور کسی کے جان و مال کے درپے ہونا شریعت کے حکم کے مخالف ہے۔ دنیا و دین کے ہر کام میں اتفاق باہمی کو پیش نظر رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ نفسانی جذبات خواہ ان میں دین کی ہی آمیزش ہو واجب الترک ہیں۔ وغیرہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

مردار خون سور کا گوشت

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ

اور جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹ کر مرا ہوا جانور

وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا

اور چوٹ سے مرا ہوا جانور اور گر کر مرا ہوا جانور اور سینگ لگ کر مرا ہوا جانور

أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى

اور جس کو درندے نے کھا لیا ہو باستثناء اس جانور کے جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو اور

النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ

وہ جانور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور پانسے ڈال کر باہم تقسیم کرنا تمہارے لیے حرام

ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہ سب گناہ ہیں آج کافر تمہارے دین کی طرف سے نا امید

مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ

ہو گئے لہذا تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو آج

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

میں نے تمہارا مذہب کامل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

اور تمہارا دین بننے کے لیے اسلام کو پسند کر لیا ہاں جو شخص بھوک سے

فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ

مجبور ہو جائے مگر گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو

اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

اللہ غفور رحیم ہے

تفسیر

پہلی آیت إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ میں کچھ حرام چیزوں کے بیان کی طرف اجمالی اشارہ تھا اور یہ بتا دیا گیا تھا کہ سوا ان چیزوں کے جن کا ذکر آگے آتا ہے اور تمام چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ اب اس آیت میں انہی حرام چیزوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ اس آیت میں گیارہ قسم کی حرام چیزوں کا بیان ہے (۱) مردار (۲) خون (۳) سور کا گوشت (۴) جس جانور پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو (۵) جو جانور گلا گھونٹنے سے مر جائے (۶) جو جانور لاٹھی یا پتھر وغیرہ مارنے سے مر جائے (۷) جو جانور اوپر سے گر کر یا پانی میں ڈوب کر مر جائے (۸) جو جانور سینگ لگنے سے مر جائے (۹) وہ جانور جس کو کسی درندہ نے پھاڑ کر کھایا ہو (۱۰) وہ جانور جس کو بتوں پر چڑھایا گیا ہو۔ (۱۱) تیروں سے (یعنی پانسہ وغیرہ سے) فال لینا۔ ہم تفصیل وار ہر ایک کو ذیل میں ذرا بسط سے بیان کرتے ہیں۔

(۱) مردار یعنی وہ جانور جو بغیر ذبح کیے مرا ہو اور شرعی طور پر اس کو شکار بھی نہ کیا گیا ہو (ابن کثیر) اس حرمت میں ہر مردار جانور داخل ہے خواہ چرند ہو یا پرند ہو خشکی کا ہو یا دریا کا۔

(۲) خون یعنی بہتا ہوا خون۔ عرب کا دستور تھا کہ خون کو جما کر بھون کر کھاتے تھے آیت میں اس کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ لیکن حکم اول سے مردار ٹڈی اور مچھلی اور حکم دوم سے کلیجی اور تلی مستثنیٰ ہیں حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؓ سے یہی تفسیر مروی ہے۔ ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردار جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہیں مردار جانور تو ٹڈی اور مچھلی ہیں اور خون سے مراد تلی اور کلیجی ہے (رواہ الشافعی واحمد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور والا سے سمندر اور دریا کا حکم دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا اس کا پانی پاک کرنے والا ہے

[illegible] امام مالک و الشافعی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا گوشت [illegible]

[illegible]

(۵) [illegible] وہ جانور جسکو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو اور [illegible] تو وہ بھی حرام ہے ہاں نمبر ۳ تا ۵ چاروں قسم کے جانور اگر ذبح کر لئے جائیں تو حلال ہیں لیکن [illegible] اور روانت سے اگر حلقوم وغیرہ قطع کر دیا [illegible] وہ ذبیحہ نہ ہوگا کسی دھار دار چیز سے ذبح ہونا چاہئے [illegible] یا دھار دار پتھر یا دھار دار کھپاچ وغیرہ۔

(۱۰) بتوں پر بھینٹ چڑھائے ہوئے جانور جاہلیت کے زمانہ میں [illegible] دستور بھی تھا اور اس زمانہ میں بھی ہندوؤں میں رواج ہے کہ بتوں پر [illegible] گھڑت پتھروں پر جانوروں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں ایسے جانوروں کا گوشت [illegible] بھی حرام ہے۔ اور یہ فعل بھی قطعاً حرام ہے۔ غرض جن متعلقات [illegible]

[illegible] پیتے تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عرب کے لوگوں نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جیسے پانسہ کا [illegible] تیروں سے فال [illegible]

[illegible] کعبہ کے دربان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ممانعت قرآن [illegible]

[illegible] یہ تمام باتیں [illegible]

[illegible]

[illegible] تیروں اور پانسوں سے فال [illegible]

[illegible] بیان فرمایا ہے [illegible]

[illegible] بیان نقل کرنا [illegible]

[illegible]

[illegible] حسب مذکورہ بالا تمام نظری و عملی مباحث کا بیان ہو چکا اور مسائل عقائد و اعمال کی تفصیل کر دی گئی [illegible] کو تمہاری طرف سے کچھ امید لگی ہوئی تھی کہ شاید [illegible] اسلام کو [illegible] ان کے دین میں داخل ہو جاؤ لیکن اب [illegible] نے تمہارے دین کی قوت [illegible] تو وہ اس دین کے مٹنے سے بالکل [illegible] تو ان کو قطعاً تمہارے مرتد ہونے کی امید نہیں رہی [illegible] لہذا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اب تم ان سے نہ ڈرو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ مجھ سے خوف کرو اور میرے احکام کی تعمیل کرو۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [illegible] حرمت کے کچھ احکام بعض مصالح کی وجہ سے بیان نہیں کیے گئے تھے اور شریعت کو مکمل نہیں کیا گیا تھا [illegible] تم ہو گئی [illegible] تمہارے دین کی پوری تکمیل کر دی آئندہ تمہارے [illegible] کسی اصولی قانون کے بڑھانے اور ضابطۂ ہدایت کے بیان کرنے

کی ضرورت باقی نہیں۔ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي اور میں نے اپنے انعام کو تم پر تمام کر دیا۔ خداوند تعالیٰ کے انعامات بندوں پر بیشمار ہیں لیکن ضابطہ کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انعام کی دو ہی قسمیں ہیں جسمانی اور روحانی چنانچہ ہر ہوشمند دماغ رکھنے والا اور نور علم سے روشن قلب رکھنے والا انسان جانتا ہے کہ مسلمانوں کو دونوں نعمتوں میں کمال حاصل ہو گیا جسمانی اور دنیوی نعمتوں کی تکمیل کا ثبوت تو یہ ظاہر ہے کہ دنیا کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گیا اور ابتک چند پرجلال حکومتیں اہل اسلام کی دنیا میں قائم ہیں۔ اور روحانی نعمت اسلام سے بڑھ کر اور کون ہو سکتی ہے جس نے زنگ آلود دلوں کے زنگ صاف کیئے تاریک روحوں کو روشن کیا مُردہ دماغوں میں زندگی پیدا کی اور ایسے ضوابط و قوانین بنائے جو انسان کی دائمی نجات کے حصول کیلئے مشعل راہ بلکہ آفتاب ہدایت تاب ہیں اور جن کی نظیر موجودہ مذاہب میں نہ پایا جانا تو یکطرف ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی لیئے ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کر لیا اسکے سوا کوئی دین اور کوئی ملت قابل قبول نہیں اس سے سرتابی کرنے والے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لہذا تم کو اسکے تمام نظری اور عملی احکام کی پابندی کرنی لازم ہے ہاں اگر کوئی مجبور ہو جائے اور احکام شریعت پر عمل کرنا اُسکی طاقت سے خارج ہے تو وہ معذور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ جو شخص بھوک کی وجہ سے مضطر اور مجبور ہو جائے تو اُسکے واسطے مذکورہ بالا محرمات کا کھانا بقدر بقاء حیات جائز ہے بشرطیکہ گناہ کی طرف جھک نہ پڑے اور بقاء حیات کی ضرورت سے زائد پیٹ بھرنے کے لیئے نہ کھائے فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تو خدا غفور رحیم ہے وہ اپنے رحم و کرم سے اس معذوری و مجبوری سے درگذر فرمائیگا

آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی حضور اُس وقت عضباء نامی اونٹنی پر سوار خطبہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ آیت سنی تو رونے لگے اور سمجھ گئے کہ رسولؐ کی بعثت صرف تکمیل دین اور تعلیم عبادت کیلئے تھی جب یہ غرض پوری ہو گئی اور ضوابط ہدایت کے بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تو اب یقیناً حضور کی پردہ پوشی قریب ہے۔ یہ خیال صدیق اکبرؓ کا درست تھا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی روز اس عالم فانی میں رہے۔ اس آیت کا نزول آخری نہیں ہے کیونکہ وفات سے نو روز قبل وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ الخ نازل ہوئی ہے۔ البتہ حلت و حرمت کے احکام اور فرائض دینی کی تعلیم مذکورہ آیت کے نزول کے بعد ختم ہو گئی۔ اس بنا پر اسکی آخری آیت کہہ سکتے ہیں۔

مقصود بیان: سوا مچھلی اور ٹڈی کے ہر مُردار حرام ہے سوا تلی اور کلیجی کے ہر خون حرام ہے۔ سؤر کا بال بال حرام اور نجس ہے غیر اللہ کے نام پر کسی جانور کو چھوڑنا اور اُس کا کھانا حرام ہے۔ گلا گھونٹ کر مرا ہوا جانور۔ چوٹ کھا کر مرا ہوا جانور۔ کنوئیں میں تالاب میں یا دریا وغیرہ میں گر کر مرا ہوا یا کسی بلندی سے گر کر مرا ہوا جانور حرام ہے۔ درندہ کا پھاڑا ہوا مُردہ جانور حرام ہے۔ غیر اللہ کے نام پر بھینٹ چڑھانا اور اُس کا کھانا حرام ہے۔ قبروں کے چڑھاوے اسی حکم میں ہیں۔ پانسوں سے یا کسی اور غیر شرعی طریقہ سے فال لینا جائز ہے۔ تکمیل دین اور اتمام نعمت کی صراحت اور اس بات کی توضیح کہ اسلام ہی مقبول مذہب ہے۔ اسکے علاوہ ہر مذہب نا قابل قبول ہے۔ بحالت مجبوری حرام چیز کا کھا لینا بقدر سد رمق جائز ہے

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ

(اے نبی) تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا کیا ہمارے لیئے حلال ہے تم کہدو کہ

لَكُمُ الطَّيِّبَٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ

تمہارے لیئے پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے دوڑانے کیلئے

مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ

سدھا رکھا ہو کہ اُن کو خدا داد تعلیم دیتے ہو تو (اُن کے شکار میں سے)

فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا

اُس جانور کو کھا سکتے ہو جنکو وہ تمہارے لیئے پکڑ رکھیں مگر اُسپر

اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ

بسم اللہ کہہ لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو

اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

اللہ جلد حساب لینے والا ہے

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں دو روایتیں ہیں پہلی روایت حضرت سعید بن جبیر کی ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے مُردار کو حرام کر دیا ہے پھر ہمارے لیئے کونسا (شکار) حلال ہے اُسپر آیت يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ نازل ہوئی (ابن کثیر) دوسری روایت اکثر راویوں کی ہے کہ ایک بار حضرت جبرئیلؑ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مکان کے اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن باوجود اجازت ملجانے کے پھر بھی حضرت جبرئیل کے اندر آنے میں تاخیر ہوئی۔ حضور والا کچھ دیر انتظار کر کے خود باہر تشریف لے آئے اور سبب تاخیر دریافت کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ جس گھر میں

تصور پاکستان [illegible] نہیں ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مدت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عقل سلیم [illegible] شریعت سے [illegible]

حلال ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مما علمکم اللہ [illegible] جو [illegible]

تعلمونھن مما علمکم اللہ [illegible]

یعنی پاک چیزیں حلال ہیں بلکہ [illegible]

تمہارے لیے حلال ہیں [illegible] جو علم تم کو خدا

نے عطا کیا ہے اس کے موافق تم نے ان کو [illegible]

وسدھے کیے ہوں۔ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا

اسم اللہ علیہ یعنی ان کا شکار تم کھا سکتے ہو مگر دو شرطیں ہیں

ایک تو یہ کہ شکاری جانور سدھا ہوا ہو، دوسرا شکار میں سے کچھ نہ کھائے [illegible]

کرکے مالک کیلئے چھوڑ دے گویا اسمیں آدمی کی خو آگئی ہو۔ دوسرا یہ

کہ شکاری جانور کو [illegible] چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لی ہو۔

[illegible] ابن عباس [illegible] طاؤس۔ مجاہد۔ مکحول۔

[illegible] حسن بصری اور جمہور صحابہ و تابعین

[illegible] ابن عمر کہتے ہیں کہ آیت میں

[illegible] دیگر جانوروں کا شکار [illegible] کیلئے درست نہیں

[illegible] کے شکار کو حلال

[illegible] سب فرمان نبوی

[illegible] کے نزدیک [illegible] مذکورہ بالا

[illegible] حلال ہے۔

[illegible] صحابہ [illegible] و تابعین کے

[illegible] شکار کرنے کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابو ہریرہ، عبداللہ

بن عمر [illegible] اور ابن عباس اور حسن بصری

[illegible] کھانا حلال

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیونکہ خدا

[illegible] ہر چیز کا حساب لیگا۔

مقصود بیان [illegible] پاکیزہ [illegible] اور عقل سلیم ان کو پاکیزہ

سمجھتی ہے [illegible] صراحت نہیں ہے تو وہ پاک

[illegible] سے شکار کھیلنا اس کو

[illegible] بسم اللہ کہہ کر اسکو شکار پر

[illegible] ان کے ساتھ شکار کرنے

[illegible] بعد روک رکھا ہو

[illegible] ذبح جائز ہے اور انکی

[illegible] جانور کو پالنا جائز ہے۔ اور شکاری جانور

[illegible] اس کی خرید فروخت جائز ہے۔ جو

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کردی ہیں وہ پاکیزہ اور

[illegible] بھیڑیا تمام درندے [illegible] گدھ مردارخوار

[illegible] اور زمین کے تمام کیڑے مکوڑے رسول

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ حرام کردیے اس لیے ناپاک اور

[illegible] طیبات سے خارج ہیں۔ وغیرہ

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ

آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیئے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا

أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کیلئے حلال

لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ

ہے اور مسلمان پاکدامن عورتیں اور اُس قوم کی پاکدامن

مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

عورتیں جس کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے تمہارے

إِذَا آتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

لیئے حلال ہیں بشرطیکہ اُن کا مہر تم اُن کو دیدو اور قید نکاح میں لے آؤ

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْ أَخْدَانٍ

نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے والے ہو نہ چوری چھپے آشنا بنانے والے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

اور جو شخص ایمان کو نہ مانے گا اُس کا سب کیا کرایا اکارت

عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾ ع

ہو جائیگا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ۵

تفسیر اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط یہ جملہ پہلی آیت اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ کی تاکید بھی ہے اور آئندہ کلام کی تمہید بھی ہے یعنی آئندہ اہل کتاب کے ذبیحہ کی اجازت دی گئی ہے جس سے ممکن ہے کوئی وہم کرنے لگے کہ اہل کتاب کا ہر قسم کا ذبیحہ جائز ہے خواہ وہ کسی طرح ذبح کریں جھٹکے سے یا گردن مروڑ کر یا کسی اور طریقہ سے۔ اس وہم کا ازالہ یہاں کر دیا گیا کہ ہر قسم کا ذبیحہ اہل کتاب کا حلال نہیں بلکہ صرف طیبات اور عرفاً پاکیزہ ذبیحے حلال ہیں۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لیئے حلال ہے۔ طعام سے مراد ذبیحہ اور اہل کتاب سے مراد صرف یہود اور عیسائی ہیں (ابن عباس مجاہد مکحول ابوامامہ سعید بن جبیر عکرمہ عطا حسن نخعی سدی مقاتل) کمالین اور فتح البیان وغیرہ تفسیروں کے مؤلفوں نے بھی یہی معنی مراد لیئے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ایک یہودی عورت کا بھیجا ہوا بکری کا گوشت کھایا تھا جسمیں زہر ملا ہوا تھا۔ لیکن باتفاق جمہور جو اہل کتاب ذبح کرتے وقت خدا کا نام نہ لیتے ہوں یا ذبح نہ کرتے ہوں کسی اور طریقہ سے مارتے ہوں شلاً گردن مروڑ کر یا کسی اور صورت سے تو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ دیگر اقوام عالم کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ ہندو ہوں یا پارسی یا سکھ یا اور کسی مذہب والے وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ یعنی جس طرح اُن کا ذبیحہ اور کھانا تمہارے لیئے حلال ہے اسی طرح تم اپنے ہاتھ کا ذبیحہ بھی اُن کو کھلا سکتے ہو۔ اسمیں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ اس سے رواداری اور اسلام کی وسیع المشربی کا ثبوت ظاہر ہوتا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جسطرح طعام کا تبادلہ طرفین سے صحیح ہے اسی طرح عورتوں کے نکاح کا سلسلہ دونوں طرف سے صحیح ہوگا۔ تمہاری عورتوں کا نکاح بھی اہل کتاب سے جائز ہو جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ مسلمان پاکدامن عورتیں اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیئے حلال ہیں تمہاری عورتیں اُن کے لیئے حلال نہیں ہیں۔ مسلمان اور کتابی عورت کے حلت کی تین شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ تم نے اُن سے نکاح کر لیا ہو خواہ مہر ادا کیا ہو یا نہ ادا کیا ہو مگر ادا کرنے کی نیت ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نکاح شرعی ہو کھلم کھلا بھلے آدمیوں کے سامنے نہایت عفت عزت اور اظہار پاکدامنی کے ساتھ کیا گیا ہو علی الاعلان زناکاری نہ ہو نہ متعہ ہو نہ اور کوئی کھلا ہوا ناجائز تعلق ہو وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ یہ تیسری شرط ہے یعنی چھپکر یارانہ بھی نہ گانٹھ لیا گیا ہو خفیہ ناجائز تعلقات قائم نہ کر لیے گئے ہوں۔ اگر یہ تینوں شرطیں پائی جائیں تو اسلامی اور کتابی عورتیں تمہارے لیئے حلال ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اب اگر کوئی شخص (عورتوں کے لالچ میں آکر یا کسی اور وجہ سے) مرتد ہو جائیگا اور اسلامی احکام و شرائط کی تکذیب کریگا تو اُس کا سب کیا کرایا ملیا میٹ ہو جائیگا اُس کا کچھ ثواب نہ ملیگا اور اگر اُس نے توبہ نہ کی اور اسی حالت پر مر گیا تو آخرت میں تباہ حال اور زیاں کار رہیگا۔

مقصود بیان :- اہل کتاب ہوں یا دیگر اہل مذاہب ذبیحہ کے علاوہ اور قسم کا کھانا تو ہر ایک کا جائز ہے مگر اہل کتاب کے ہاتھ کا پاک ذبیحہ بھی جائز ہے۔ آیات میں مذکورہ ذیل امور کا لطیف مظاہرہ کیا گیا ہے اسلامی رواداری وسیع المشربی دیگر اقوام سے میل ملت باہم لین دین کھانا پینا وغیرہ۔ کتابی عورتوں سے جو مشرک نہ ہوں نکاح جائز ہے۔ باہم تعلقات قائم کر کے نکاح کر لینے کی ممانعت ہے یعنی نکاح کے علاوہ نہ علی الاعلان تعلق زنا قائم کیا جائے نہ خفیہ یارانہ گانٹھا جائے۔ عورت جب تک پاکدامن نہ ہو یا توبہ کر کے پاکدامنی کا عہد نہ کرے اُس سے نکاح جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی دوسرے

... لیے ... [illegible]

جب ... [illegible] ... ضروری ... بیان ... [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

[illegible]

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى

[illegible]

الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

[illegible]

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ

[illegible]

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ

اور اگر بیمار ہو ... سفر میں ہو ... [illegible]

اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ

کوئی ... یا تم نے عورتوں سے ... [illegible]

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

اور پانی نہ ملے ... [illegible]

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے ... کرو

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ

اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی ... نہیں چاہتا

وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

بلکہ تم کو پاک صاف رکھنا اور اپنا احسان تم پر پورا کرنا

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ

... تاکہ تم احسان مانو اور یاد رکھو اللہ کا احسان

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ

... اور اس ... جو تم سے ... لیا ہے

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

... اور اللہ سے ڈرتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

بے شک ... تمہارے اعمال سے باخبر ہے

تفسیر ... ارشاد ... ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ ... مسلمانو جب تم نماز کو ... کا ارادہ کرو ... کی صورت یہ ہے کہ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ... میں ... سکو ... ہوئے بالوں سمیت ... ہوئی ... ایک مرتبہ دھو یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ ... الْمَرَافِقِ ... اور ہاتھوں کو کہنیوں کے دھو۔ کہنیوں ... دھونی ضروری ہیں۔ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ ... گرو ... تمام ... جسکو مسح کرنا کہتے ہیں ... چوتھائی سر کا وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور ... کے ... پاؤں ... دھو بس وضو ہو گیا یہی فرض ... تفصیل ... کتب فقہ ... تفسیر ... مطلب ہو سکتا تھا ہم نے بیان کر دیا ... کے غسل کا حکم دیا جاتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ... جنابت کی حالت ہو ... شرعی ناپاکی ہو ... پانی بھی ... وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى یعنی اگر تم بیمار ہو اور ... اَوْ عَلٰي سَفَرٍ یا مسافر ہو اور ... اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ یا تم میں سے کوئی پاخانہ ... اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ یا تم نے عورتوں سے ... جس کو عرف میں قربت منفی کہہ سکتے ہیں فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً ... آخر الذکر ... صورتوں میں تلاش کے بعد بھی پانی نہ ملے یا یہ خیال ہو کہ تلاش کے بعد بھی پانی نہ ملیگا اور نماز کا وقت نکل جائیگا تو ہر چہار صورتوں میں تم پر لازم ہے کہ فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پاک مٹی سے تیمم کرو جسکی

صورت یہ ہے کہ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مٹی پر پہلی ضرب مار کر پورے چہروں کا مسح کرلو اور دوسری ضرب مٹی پر لگا کر ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت) مسح کرو۔ اس ترکیب سے بدرجۂ مجبوری طہارت شرعی ہو جائیگی اور تیمم کا یہ حکم خدا کی عنایت ہے کیونکہ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ خدا تعالیٰ دین اسلام میں تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا اسکو وضو وغسل کا حکم دیکر تم کو تنگ کرنا مقصود نہیں ہے وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ بلکہ اُس کا منشا یہ ہے کہ تم جسمانی اور روحانی کثافتوں سے پاک صاف ہو جاؤ اسی لیئے اس نے تیمم کی اجازت دیدی تاکہ تم تیمم کرکے نماز ادا کرلو ناغہ نہ کرو اور جسمانی و روحانی کثافتیں دور ہو جائیں وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ خدا تعالیٰ کا مقصود یہ بھی ہے کہ بندوں کی روحانی اور جسمانی دینی اور دنیوی اصلاح کیلئے جو قواعد و ضوابط ہو سکتے ہیں اُن کو کامل طور پر بیان کر دے اور پوری پوری اصلاحی نعمتوں سے تم کو سرفراز کرے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ امید ہے کہ تم اُن ضوابط پر پابندی کرکے فلاح روحانی اور نجاح جسمانی حاصل کرو گے اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قواعد پر عمل کرکے اُس کا شکریہ ادا کرو گے کہ اُس نے وہ قواعد تمہارے واسطے مقرر کیئے جو تمہاری اصلاح کے لیئے ضروری تھے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ احکام بیان کرنے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ ایسی بات ظاہر کیجائے جس سے ان احکام پر عمل پیرا ہونے کا شوق اور تعمیل امر پر ثابت قدمی حاصل ہو۔ یہاں سے اسی بات کا بیان مقصود ہے جو چیز انسان کو کسی کے احکام ماننے کی جانب راغب کرتی ہے اسکی دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو اُس حکم دینے والے کی نعمتوں اور عنایتوں کی یاد کیونکہ نعمتوں کی کثرت سے انسان غافل ہو جاتا ہے اور نعمت کو نعمت نہیں سمجھتا بلکہ معمولی چیز تصور کرنے لگتا ہے اور اگر واقعی نعمت سمجھتا بھی ہو لیکن راسخ ہو جائے یا اُسکی طرف سے غافل ہو جائے تو اُسکی نظر میں وہ نعمت نعمت نہیں رہتی اور وہ نعمت میسر نہ آئے یا ملی ہوئی نعمت جاتی رہے تو اُس وقت اُسکی طرف توجہ ہوتی ہے اور انسان اُسکی قدر کرتا ہے آنکھ نہ ہو تو قدر آتی ہے۔ دوسری بات جو آدمی کو کسی کے احکام کی تعمیل کی طرف راغب بناتی ہے وہ قول قرار اور عہد و میثاق ہے۔ جب آدمی دوسرے سے قول قرار کرکے بھول جاتا ہے تو پھر اُسکے احکام کی چنداں پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر اُسکو اپنا پورا عہد یاد ہو جائے اور یاد دہانی کرادی جائے کہ تم نے یہ قول کیا تھا تو اُسکو اپنا عہد یاد آجاتا ہے اور احکام کی تعمیل پر اُسکی طبیعت رغبت کرنے لگتی ہے۔ پہلی قسم کا اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ :-

میرے انعامات کو یاد کرو میں نے تم کو کتنی نعمتیں عطا کیں جسمانی اور روحانی ظاہری اور باطنی احسانات سے سرفراز کیا۔ لہذا میرے احکام کی تعمیل کرو۔ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ یہ دوسری قسم کا بیان ہے یعنی اس عہد کو بھی یاد کرو جو خدا نے تم سے لیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ ہم نے حکم الٰہی سُن لیا اور ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے۔ اس آیت میں جس میثاق کی یاد دہانی کی گئی ہے اس سے مراد بروایت کلبی مقاتل و مجاہد وہ عہد ہے جو روز ازل میں خدا تعالیٰ نے بندوں سے لیا تھا۔ گویا اس میں یہود کی مذمت کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے میثاق ازل کو فراموش کردیا تم فراموش نہ کرو۔ بعض کے نزدیک بیعت رضوان مراد ہے۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے جان و مال کی قربانی کا عہد لیا تھا اور انھوں نے عہد کیا تھا کہ ہم حکم الٰہی کی تعمیل میں تن من دھن قربان کردینگے۔ سدی کے نزدیک میثاق فطری اور معاہدۂ عقل مراد ہے۔ ہماری فطرت اور عقل بتاتی ہے کہ جب خدا نے ہم پر انعام و احسان کیا تو ہم اُسکے شکریہ میں اُسکے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ متوسط الذکر مطلب پر لفظ سمعنا و اطعنا قرینہ ہے اور یہی بہتر ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنی جو معاہدہ خدا نے تم سے لیا تھا اُس کو یاد کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اُسکے حکم کی خلاف ورزی نہ ظاہری کرو نہ باطنی کیونکہ خدا تعالیٰ قلبی امور سے بھی واقف ہے اُس سے کوئی پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

مقصود بیان :- بحالت حدث وضو کرنے کی ہدایت۔ وضو کے فرائض اربع کا بیان۔ جنابت کے وقت غسل کامل کا حکم۔ اس بات کی صراحت کہ خدا تعالیٰ پاکی کو پسند کرتا ہے جسمانی پاکی ہو یا روحانی ظاہری ہو یا باطنی ہر صورت پاکی بہتر ہے۔ اسلامی احکام کی وسعت کا اظہار۔ قوانین اسلام کے مکمل ہونے کی توضیح۔ مجبوری کی حالت میں تیمم کی اجازت۔ تیمم کی ترکیب۔ تعمیل احکام کی طرف ترہیب آمیز مدلل ترغیب۔ اس بات کی طرف لطیف اشارہ کہ ہر انسان کا فطرۃً اور عقلاً فرض ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل کرے اور قانون فطرت یعنی ضابطۂ الٰہی پر کاربند ہو اور خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں کا عملی شکریہ ادا کرے۔ وغیرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ
مسلمانوں — اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کو

شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ
کھڑے ہو جایا کرو — اور کسی قوم کی دشمنی تم کو

قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ
نا انصافی کرنے پر آمادہ نہ کرے — انصاف کرو — انصاف

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
پرہیزگاری سے بہت قریب ہے — اور اللہ سے ڈرتے رہو — بلاشبہ

اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

[illegible]

تفسیر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ ... [illegible]

[illegible] ... وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ ... [illegible]

[illegible] ... وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ... [illegible]

[illegible] ... وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ ... [illegible] ... جب غیر مسلموں ... [illegible] ... قریش ... [illegible] ... برتاؤ نہ کرو۔ بہرحال شان نزول کچھ بھی ہو حکم عام ہے۔

مقصود بیان:- اشاعت توحید۔ اعلاء کلمۃ ... اعلان صداقت اور تعلیم مکارم اخلاق کا حکم۔ عدالت و انصاف پر کاربند رہنے کی ہدایت دشمن، دوست اور یگانہ و بیگانہ کے معاملہ میں عدل سے تجاوز نہ کرنے کا خصوصی امر۔ تمدن عالم کے بقاء کے مخفی راز، عدالت کی طرف لطیف اشارہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

[illegible] ... اور جن لوگوں نے ... [illegible]

تفسیر [illegible] ... تعمیل احکام کی ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا ... [illegible] ... احکام الٰہی ... [illegible]

مقصود بیان: [illegible] ... اعمال کی ترغیب اور نافرمانی ... [illegible] ... دوزخ کی وعید

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ ع

[illegible] ... احسان کو یاد کرو ... [illegible] ... دست درازی کرنی چاہی تھی ... [illegible] ... تم سے روک دیا ... [illegible]

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں چند روایات ہیں ہم ذیل میں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں:۔

(۱) [illegible] ... حدیبیہ ... [illegible] ... جب حضور ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا ... مقام حدیبیہ پر جا کر فروکش ہوگئے اور قریش ... [illegible]

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین مولوی کیلیے بڑی آسانی

ہو گئی، کہ اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن شریف لے سکتے ہیں جو بڑے تاجروں کی

لاگت

سے کم ہو، لیکن یہ رعایت صرف ناظرین مولوی کے لیے ہے، اور یہ ان کے احسان کا ادنے ترین کرشمہ ہے. جو وہ مولوی کی ہر اپیل کو گوش ہوش سے سنتے اور مولوی کی بروقت مدد فرماتے ہیں. خدا کے فضل اور آپ [illegible] کی امداد اور میری محنت سے اب تیسرا قرآن شریف مترجم چھپ کر تیار ہو گیا ہے، اور اس مرتبہ میں نے شکرانہ فضل ایزدی اور بامتنان ناظرین و معاونین مولوی یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں، تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین مولوی کو دیدوں جو فی الحقیقت میرا خرچ ہوا ہے. حتیٰ کہ اشتہار کا خرچ اور اپنی محنت اور روانگی کا بھی کوئی خرچ نہ لوں، مگر یہ سب کچھ مولوی کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے آپکا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے، یہ عزیزوں کے لیے

آسان ترجمۃ القرآن

مجید ہے، ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے. بڑی تقطیع ہے، ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں فضائل قرآن، آداب تلاوت، رموز اوقاف، نزول وحی، مسوخات قرآن، جمع و ترتیب، رسم الخط، اختلاف قرات، اقوال اعجاز، فضائل تلاوت، احادیث فضائل، اور کوتاہیاں در بارۂ قرات اور ضروری مسائل ضرور یہ اس میں شامل ہیں. صحت و طباعت میں میں نے اپنے حد امکان و طاقت سے زیادہ محنت و توجہ کی ہے. اب اتمام اللہ کے ہاتھ ہے، اور اب بھی جب قبول فرمائیں تب بات ہے ہدیہ مجلد بلا حاشیہ صرف دس آنے حاشیہ مجلد بارہ آنے. یہ صرف مولوی کے خریداروں سے ہدیہ لیا جائے گا جو نمبر خریداری کے ساتھ فرمائش کریں گے. غیر خریداروں کے لئے دو آنے زائد. تاجرانہ کوئی رعایت نہیں اور نہ زائد تعداد پر کوئی رعایت ہے محصولڈاک ایک جلد ۱۲ دو جلد ایک روپیہ پانچ جلد پر دو روپے اس سے زائد ریل کے ذریعہ منگا ئیے **نمونہ**

الجزو الاول

[illegible] مع [illegible]

[illegible] جانثیں مسلمانوں کی مدح اور دو آیتیں کافروں کی مذمت اور تیرہ آیتیں منافقوں کے بارے میں نازل فرمائیں، غائب جو چیزیں ان کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں صرف اللہ و رسول کے فرمانے سے ان کو سچ مان لیتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان

الم ۝ ذلك الكتب لا ريب ۛ فيه ۛ هدى

کتاب نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھلاتی ہے

للمتقين ۝ الذين يؤمنون بالغيب و

واسطے پرہیزگاروں کے وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور

يقيمون الصلوة ومما رزقنهم ينفقون ۝

قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں

والذين يؤمنون بما انزل اليك و

اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیرے اور

ما انزل من قبلك

جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے

ہمالیہ جہاں پر سونے چاندی اور لاد کی کانیں ہیں

وہاں ایک قدرتی شے سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ان دشوار گذار مقامات سے جان کر حاصل کرتے ہیں اور [illegible] سال سے قبل ودیک کے طریقے سے صاف کر کے آپ کو پہنچاتے ہیں جو ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے [illegible] سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔

[illegible] تمام اقسام کے حیوانوں و ملسل بول [illegible]

اصلی سلاجیت

[illegible]

پانچ تولے	دس تولے	بیس تولے	چالیس تولے	ایک سیر
سوا دو روپے	سوا چار روپے	آٹھ روپے	ساڑھے پندرہ روپے	تیس روپے

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depot
Hardawar
Dt. Saharanpur U.P.

تصدیق ہمدرد سلاجیت کی صداقت میں [illegible]

[illegible]

[illegible] سے چھپوا کر دفتر رسالہ مولوی دہلی کوچہ چیلان سے شائع کیا

مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خاں

قیمت فی پرچہ دو آنہ

چندہ سالانہ

سچا شہادت نامہ

جس کا ایک [illegible] اس پر چھ مرتبہ ہی نقل کیا گیا ہے صحیح تر ہونے کے لحاظ سے جس ہر شہادت نامہ سے بڑھ گیا۔ اور دردناک انداز بیان کے لحاظ سے وہ ہر مرتبہ سے فزوں تر ہے اور بسیط و مفصل ہونے کے اعتبار سے سب سے بڑا شہادت نامہ ہے شہید کربلا کی ایسی ہی لائف تو آجتک چھپی ہی نہیں اس کے متعلق عام [illegible] اندازہ اس سے فرمایئے کہ شیعہ، سنی، اہل حدیث ہر مسلمان نے اس کو پسند کیا۔ اس لیے کہ کہیں کوئی واقعہ غلط ہی نہیں اور نہایت غیر جانبداری سے لکھا گیا ہے [illegible] صفحات کی مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ دو آنے محصول ڈاک آٹھ آنے

[illegible] محرم میں سچا مستند، موثر، دردناک اور مستند [illegible] شہادت نامہ آپ پڑھیگا

منیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خاں کوچہ چیلان دہلی

وہ دوائیں جن کا یاد رکھنا نہایت مفید ہے

جمیلان

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب سرپرست ہندوستانی دواخانہ دہلی کا

وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام ہو چکا ہے

[illegible]

جمیلان [illegible]

جمیلان سب سے بہتر ثابت ہوئی ہے

ترکیب استعمال

۱۰ قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں [illegible]

ثقیل چیزوں سے پرہیز

قیمت

فی شیشی ۶۰ قرص ۔۔۔ جریان

چار روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

ہندوستانی دواخانہ یوسف دہلی

نوجیون

[illegible]

جل جلان

[illegible]

قیمت ۱۲ قرص [illegible]

طلائے زود اثر

[illegible]

طلاء عجیب

[illegible]

حب ممسک مشکی

[illegible]

قرص عجیب

[illegible] کی شکایت [illegible]

ہے کہ ہر نسبتی کا [illegible]

قیمت فی شیشی ۱۲ قرص بارہ آنے

محرم ۱۳۵۵ھ کا پرچہ مولوی کا پندرھواں سالانہ نمبر ہوگا

مولوی قمری اسلامی مہینے کے حساب سے شائع ہوتا ہے اور اس کا سال بھی محرم سے شروع ہوتا ہے اس پرچہ کے ساتھ مولوی کے چودہ سال پورے ہو چکے، چنانچہ آیندہ پرچہ مولوی کا پندرھواں سالانہ نمبر ہوگا، جو حسب دستور قدیم

شہید نمبر

ہے۔ مسلمانوں کی جنتری کا پہلا مہینہ محرم ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جو اپنے قدیم تاریخی روایات کے لحاظ سے بڑا امتیاز رکھتا ہے اور اس کا آخری امتیاز ایثار و قربانی کا وہ عدیم المثال واقعہ ہے جس نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس اہم واقعہ کو تازہ کرنے کے لئے مولوی ہر سال شہید نمبر شائع کرتا ہے تاکہ مسلمانوں میں قربانی، ایثار کے جذبات تازہ ہوتے رہیں

واقعہ شہادت امام تو دنیا کا عدیم النظیر واقعہ ہے اور اس کے ذکر کو جس قدر دہرایا جائے کم ہے لیکن ہندوستان کی دوسری زندہ قوم کو دیکھئے کہ وہ رام چندرجی کی لیلا کو ہزاروں برس سے دوہرا رہی ہے، حالانکہ رام لیلا میں صرف بچن کا پاس اور ماں باپ کے حکم کی اطاعت کا ہی مظاہرہ ہے اور واقعہ شہادت تو وہ واقعہ ہے جس میں احکام خداوندی اور ضمیر کی آزادی کے لئے حضرت حسین نے اپنا پورا کنبہ بھوکا پیاسا شہید کرا دیا۔ پھر اگر ہر سال اس کا اعادہ ہوتا رہے اور مسلمان اس سے جرأت و سبق لیتے رہیں تو انکی زندگی میں کتنا انقلاب ہو سکتا ہے

ایک ہی واقعہ کو ہر سال مختلف جاذب توجہ طریقہ سے پیش کرنا مولوی کے شہید نمبر کا طرہ امتیاز ہے اور یہ اسی لئے کہ اس نمبر کو پڑھنے کے لئے جوش اور شوق پیدا ہوتا رہے چنانچہ اس سال کا شہید نمبر گذشتہ تمام سال سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور چونکہ یہ مولوی کا سالنامہ بھی ہے اس لئے اس کے صفحات بھی معمول سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سال کا شہید نمبر ۴۰ صفحات کا ہوگا۔ اور اسمیں آثار کربلا کے متعدد فوٹو بھی ہونگے

اب اسکی قبولیت آپ کے شوق اور حضرت حسینؑ سے عقیدت پر منحصر ہے، اگر آپ کا یقین ہے کہ حسین کا ایثار قابل ستایش ہے، اگر آپ کا ایمان ہے کہ حسین کی قربانی خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے تھی تو حسین کے اس واقعہ کے مجموعہ کو گھر گھر پہنچا دیجئے تاکہ ہر مسلمان کا جوش ایمان حسین کی قربانی کے تابع ہو جائے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حد درجہ عافیت پسند ہو گئے ہیں، مولوی کا یہ پرچہ پڑھنے کے بعد ان میں جوش ایمانی اور حریت کی روح کو تازہ کر دے گا

ہم خرما و ہم ثواب

آپ کو دعوت خیر دینے کے ساتھ خود مولوی اگر کسی ایثار سے کام نہ لے تو غالباً اس کے اپیل میں اثر نہ ہوگا۔ اس لئے اگر آپ اعتقاداً مولوی کے اس خاص نمبر کی اشاعت کے موید ہوں تو آج سے ہی چار جدید خریدار مہیا کر کے چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ اور ایک سال کے لئے اپنے نام مفت مولوی جاری کرا لیجئے

مولوی کا افادہ عام۔ اس کے مسلسل مضامین۔ اسکی سیاسی مشورات اس کی تفسیر القرآن وغیرہ دکھلا اور جتلا کر آپ چار کیا اس سے بھی زیادہ خریدار فراہم کر سکتے ہیں۔ ضرورت کوشش اور لگن کی ہے۔ خدا کرے کہ یہ بات آپ میں پیدا ہو جائے

آپ میں سے جن بھائیوں کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہا ہے، ان کو خود یاد ہوگا۔ اس کے علاوہ انکو علیحدہ اطلاع بھی پہنچے گی وہ آج ہی سے یہ کوشش شروع کر دیں کہ آیندہ سال انکو مولوی مفت ہی ملے، یعنی وہ چار خریدار مہیا کر کے چار روپے کا منی آرڈر بھیج دیں اور پانچواں پرچہ اپنے نام مفت جاری کرا لیں۔ خریداروں کو شوق دلانے کے لئے مولوی کے آیندہ سالنامہ کی فہرست مضامین دکھلا دیجئے۔

فہرست مضامین مولوی محرم ۱۳۵۵ ہجری

انسانی عقائد کی کرشمہ کاریاں
قیادت کے اثرات
مذہبی و نسلی تعصب
جنگ اور ضمیر نفس
مذہبی اور عقلی فلسفہ
جنگ و منافرت کی بنیاد
خلافت امیہ کی بنیاد
رسول کریم کی علالت

وفات رسول اور خلافت
حضرت صدیق کی دانائی
صدیقی انتخاب
انتخاب کے مودات
واقعہ قرطاس
حضرت علی کی بیعت
نبوت کا شرف اور امامت
بنی ہاشم کا تذبذب
انصار کا انتخاب
مناقب حضرت ابوبکر
حضرت فاروق اعظم کا
انتخاب خلافت

حضرت عمر کی شہادت
خلافت کی نامزدگیاں
انتخابی جلسے
حضرت عثمان کا انتخاب
بیعت عثمان اور حضرت علی
عثمانی فضائل اور کارنامے
فتنہ کا ظہور
شر و فتن کے اسباب
عہدوں کی اجارہ داری
سبائی فتنہ کی پیدائش
مدینہ پر سبائیوں کی یلغار
مروانی شرارتوں کا تسلسل

مدینہ پر دوسری یلغار
کاشانہ خلافت کا محاصرہ
حضرت عثمان کی شہادت
حضرت علی کا انتخاب
حضرت علی کا پہلا خطبہ
بلوائیوں کی شرارت
عمال کی معزولی
شامی فتنہ کا ظہور
جنگ جمل
جنگ صفین
ثالثی فیصلہ
علوی فوج میں اختلاف

ثالثی فریب کے اثرات
خوارج کا فتنہ
شام پر حملہ کی تیاری
حضرت علی کے فضائل
حضرت امام حسن کا انتخاب
حضرت حسن کی شہادت
امیر معاویہ کا انتخاب
یزید کی ولی عہدی
معاویہ کی ہوشمندی
حسین کے لئے وصیت
معاویہ کی محبت بنی ہاشم سے
حضرت علی و معاویہ کی جنگ

اور اس کے اسباب
امیر معاویہ کے فضائل
خلافت معاویہ کے لئے ہمواری
نارش
یزید کی تخت نشینی
حضرت حسین سے بیعت کا مطالبہ
حسین کی احتیاطی تدابیر
محمد بن حنفیہ کا مشورہ
کوفیوں پر غلط اعتماد
حضرت مسلم کی روانگی
کوفیوں کا کفران احسان
بزدلی و غداری

حضرت مسلم [illegible] | اہل [illegible] | [illegible] اور دمشق میں [illegible]
الٰہی کی گرفتاری | [illegible] | [illegible] شور [illegible]
حضرت مسلم کی مظلومانہ [illegible] | [illegible] | [illegible] حسین کا [illegible]
فرزندان مسلم کی شہادت | حسین [illegible] | [illegible]
حضرت حسین کے سفر کی تیاری | [illegible] | یزید کا [illegible]
سفر اور محمد رسول [illegible] | [illegible] | [illegible]
حضرت امام حسین کا مسئلہ [illegible] | اہل بیت [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] | [illegible]
[illegible] | حضرت [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] | [illegible] حسین کی
[illegible] | [illegible] | [illegible]
حضرت حسین کی تقریر | [illegible] خلافت | شہادت حسین کے متعلق
[illegible] | [illegible] | [illegible]
کربلا میں [illegible] | [illegible] شہادت | [illegible]
شہادت [illegible] | [illegible] کی شہادت | عبادات و [illegible]
[illegible] | [illegible] کی شہادت | حضرت [illegible]
[illegible] | [illegible] شہادت | [illegible]
[illegible] | حضرت علی اکبر [illegible] | [illegible]
[illegible] | باپ بیٹے کی باتیں

بتلائیے تو

[illegible] اپنے ساتھ کیا کیا [illegible]
[illegible]

ایک رات کی مہلت | آفتاب امامت کا غروب | آپ [illegible]
شب عاشورہ کی عظمت | نعش امام کی پامالی | [illegible] نہیں کرسکتے [illegible]
وفاداں مجلسوں کا سیلاب نور | اہل بیت کے خیموں کی لوٹ | اور حسین کے ایثار و قربانی
افق کربلا پر آفتاب خونیں | خواتین مقدس [illegible] | ان واقعات کے لئے
کا طلوع | حضرت زینب کی تقریر | [illegible] اور [illegible]
ننھے سے لشکر کی صف بندی | زینب [illegible] مکالمہ | عبرت آموز پیام سب کو
لشکر حسینی کی ترتیب | مظلوموں کا یزید کے دربار میں | پہنچا دے گے۔
بارگاہ ایزدی میں حسین | یزید کی [illegible] | نمونہ ۳ رمیں ملے گا
کی دعا۔ | یزید کا رویہ [illegible] روشنی | [illegible]
حضرت حسین کی دوسری تقریر | یزید کا اہل بیت کو رخصت کرنا | خدمت گزار
حضرت زہیر کی جوشیلی تقریر | [illegible] کی [illegible] | عبدالحمید

معاونین مولوی

کے [illegible] بہت عرصہ سے مولوی میں شائع نہیں ہوئے [illegible] کی وجہ یہ تھی کہ گذشتہ چند ماہ میں مولوی کی اشاعت میں [illegible] اور ہر ماہ سے کم ہوتے [illegible] کہ صرف ان کو [illegible] کیفیت تھی کہ ہر ماہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ناظرین کرام سے [illegible] اشاعت میں کوشش کرتے [illegible]

تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین
۲	جناب عبدالغفور صاحب [illegible]	۲	[illegible]
۲	عبدالجبار صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۱	[illegible]
۳	[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible]
۴	[illegible] عبدالمجید صاحب [illegible]	۲	[illegible]
۱	[illegible]	۲	[illegible]
۱	[illegible]	۲	[illegible]
۱	[illegible]	۱	[illegible]
۲	[illegible] فاروقی صاحب [illegible]	۴	[illegible]
۲	عبدالستار صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۴	[illegible]
۲	[illegible]	۱	[illegible]
۳	[illegible]	۲	[illegible]
۴	[illegible]	۲	[illegible]
۲	[illegible]	۲	[illegible]
۱	[illegible]	۲	[illegible] صاحب
[illegible]	[illegible]	۴	[illegible] صاحب [illegible]
۱	[illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب [illegible]
۱	[illegible] یاسین صاحب لاہور	۱	[illegible]
۱	عبدالکریم صاحب [illegible]	۱	[illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۱	سید قمرالدین رسول میاں [illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]
۲	حاجی [illegible] صاحب سردار	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۲	عبدالغنی صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۲	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	محمد [illegible]
۲	ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کراچی	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۴	مولوی عابد حسین صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]
۱	[illegible] حسین صاحب [illegible]	۱	ڈاکٹر [illegible] علی [illegible]
۱	[illegible] حسین صاحب [illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]
	باقی آئندہ		[illegible] صاحب [illegible]

بہشتی زیور مکمل مجلد

عورتوں اور مردوں دونوں کے فقہ حنفی کا پورا نصاب جس میں فقہ کے پورے مسائل ہیں اسکے گیارہ حصہ میں جن میں عقائد۔ طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ قربانی، طلاق، نکاح، مہر ولی، عدت معاملات، حقوق زوجین، اصلاح تہذیب، اخلاق اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی کے متعلق پوری مذہبی معلومات ہے نیک زیوروں کی حکایتیں تسہیل عمل کے لئے بہت مفید ہے، مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی کی۔ مؤثر اور مقبول کتاب ہے جو لاکھوں چھپ چکی ہے گیارہ حصے یکجا مجلد قیمت دو روپے۔ محصول ۱۲؍

ضروریات دینی

ان مصروف ہستیوں کے لئے جو کسی طرح بھی مذہبی معلومات کے لئے وقت نہیں نکال سکتے یہ کتاب چھپوائی ہے۔ تاکہ وہ تھوڑے وقت میں مذہب اسلام کی ہر صنف کی معلومات پیدا کر لیں گویا یہ کتاب احکام اسلامی کا خلاصہ ہے اور تقریباً ضرورت کے لائق پوری اسلامی معلومات ہے ۱۸۰ صفحہ کی کتاب ہو اور اعمال مذہبی کے ساتھ موضوع کا مدلل بیان ہے جس میں عبادات معاملات، معاشرت، تجارت اور سیاست سب کچھ ہے اگر آپ کے پاس مذہبی مطالعہ کے لئے وقت کم ہے تو یہ کتاب ضرور منگائیے قیمت ۸؍

آداب عبادت

عبادت اگر اس کے آداب کے ساتھ کیجائے تو بڑی مؤثر ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس کا کیف بھی بڑھ جاتا ہے یہ کتاب حضرت علامہ محی الدین ابن عربی کی کتاب بدایۃ الہدایہ کا اردو ترجمہ ہے۔ اور یہ کتاب صرف آداب کا ہی مجموعہ ہے آداب عبادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ آداب طاعات، رہنا سہنا، کمانا، خرچ کرنا آداب حقوق، دنیا اور دنیا داروں سے تعلق گویا انسان کا ہر قدم اس کتاب کے پڑھنے کے بعد عبادت بنکر رہ جاتا ہے ۹۶ صفحات قیمت صرف چار آنے

احکام القرآن

یہ قرآنی احکام کا مجموعہ ہے اسمیں ایک سو پندرہ مضامین قرآنی ہیں۔ اور ہر مضمون میں موضوع کے لحاظ سے قرآن پاک کی آیۃ اور مختصر تشریح ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پارہ رکوع اور آیت کا نمبر ہے یہ سمجھئے کہ قرآن پاک کے سارے احکام اس کتاب میں درج ہیں جن کے چند عنوان یہ ہیں، دین، مذہب وحدانیت، اللہ، رسالت رسول، قیامت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قرآن۔ خدا کی یاد۔ اللہ پر بھروسہ وسیلہ، بندہ خاص جنتی مسلم، جن جنتی دوزخی نبی اور کرم نامقبول اعمال وغیرہ قیمت صرف ۸؍

تفسیر اعوذ باللہ

شیطان کے متعلق پوری معلومات اور اسکی سوانح عمری قرآنی بیانات سب یکجا طور پر اس کتاب میں درج ہیں اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کی بڑی اور مکمل تفسیر ہے۔ اور شیطان کی آدم اور اولاد آدم سے جو دشمنی ہے اس کا پورا احوال ہے، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد انسان شیطان کے فریب سے بچ سکتا ہے یہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی بڑی ہی دلچسپ تالیف ہے جس میں اولیاء اللہ کے حالات اور حکایات الصالحین بہت مؤثر ہیں مجلد کی قیمت صرف دس آنے ۱۰؍

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ سورۃ ام الکتاب کہلاتی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ الحمد شریف پورے قرآن پاک کا حاصل ہے بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ اگر پوری عمر صرف ہو جاتی تب بھی سورۂ فاتحہ کی تفسیر نہ ہو سکے، سورۂ فاتحہ گویا بندے اور خدا کو جوڑنے والی کڑی ہے واقعہ یہ ہے کہ ان سات آیتوں میں کائنات مضمر ہے ذرا اسکی تفسیر پڑھ کر دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان چند آیتوں نے عالم کے چند پردے اٹھا دیئے بڑی دلچسپ افسانہ طرز میں ہے اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تالیف ہے، مجلد ہے قیمت صرف بارہ آنے محصول ۷؍

تفسیر سورۂ اخلاص

سورہ اخلاص قل ہو اللہ احد والی سورت کا نام ہے۔ اس سورۃ کی برکات کا تذکرہ تفسیر میں پڑھئے اور دیکھئے کہ باری تعالیٰ نے کیا کیا خواص اس کتاب میں رکھے ہیں، یہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تالیف ہے جو وعظوں کی صورت میں ہے۔ بڑی دلچسپ صدہا حکایتیں ہیں۔ جو معارف قرآنیہ سمجھنی چاہئیں یہ ۱۴۴ صفحہ کی کتاب ہے اور چونکہ اسکی بہت زیادہ اشاعت مقصود ہے اس لئے اسکی قیمت صرف آٹھ آنے رکھی ہے، محصول ڈاک ۵؍

تفسیر سورۂ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے، قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھا دیا ہے اور تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب طریقہ پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے۔ گویا کہ بہت سی تفاسیر کا انتخاب و عطر ہے،

قیمت آٹھ آنے محصول ۶؍

تفسیر لبت سورہ

نماز پڑھنے والے تو ماشاءاللہ کتنے ہی ہوں لیکن نماز سمجھکر پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ اگر ہمکو اس کا پورا ترجمہ معلوم ہو جو ہم نماز میں عربی عبارت پڑھتے ہیں تو نماز بہت پر کیف ہو جائے، مذکورہ عنوان کتاب میں پارہ عم کی آخری بیس سورتوں کی تفسیر ہے جو عام طور سے نماز میں پڑھی جاتی ہیں اس کتاب کے پڑھنے اور تراجم و تفسیر ازبر کر لینے کے بعد جب آپ نماز میں یہ سورتیں پڑھیں گے۔ تو آپ کو نماز میں بڑا لطف پیدا ہونے لگے گا اس لئے ہر بھائی یہ کتاب ضرور منگالے قیمت صرف چھ آنے محصول بھی چھ آنے

تفسیر آیۃ الکرسی

یہی وہ کتاب ہے جس سے اسم اعظم اور اسکے اثرات کا انکشاف ہوا یہی وہ کتاب ہے جس کے کمالات روحانی میں ایک انقلاب پیدا کیا اور یہی وہ کتاب ہے جس کا عامل کہیں نہیں اٹکتا۔ اور اگر معلومات قرآنی کی نظر سے یہ تفسیر پڑھی جائے تو عجیب عجیب معارف زیر نظر ہو جاتے ہیں غرضکہ یہ چھوٹی سی کتاب بڑے بڑے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر اس کے اعمال پر عبور ہو جائے تو اس کا عامل ہر کام کر گذرے بڑے مستند اعمال ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک چھ آنے

تفسیر سورۂ یوسف

یہ تفسیر بھی ہے، قصہ بھی ہے اور وعظ بھی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جہاں دلچسپ ہے وہاں بہت مؤثر اور پر معارف بھی ہے یہ قصہ ہزاروں کتابوں میں چھپا ہے لیکن اس میں تمام اسرائیلی روایات کا ذخیرہ ہے غالباً ہماری کتاب پہلی کتاب ہے جو صرف قرآن پاک اور احادیث سے مستنبط ہے، اب مسلمانوں میں یہ سب سے زیادہ مقبول ہے، اگر آپنے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ابھی تک نہ پڑھا ہو تو تفسیر سورہ یوسف منگا کر پڑھئے قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸؍

عام فہم تفسیر القرآن

حضرت خواجہ حسن نظامی جن کی آسان اور سہل انشاء مشہور ہے انہوں نے بڑی آسان اردو میں قرآن شریف کا ترجمہ اور تشریح لکھا ہے جو ہندوستان کے ہر حصہ میں اپنی مادری زبان کی طرح سمجھ لیا جاتا ہے اس کا ہر پارہ جدا گانہ ہے، اور ہر پارہ کی قیمت آٹھ آنے ہے لیکن اب حضرت ممدوح اسمیں بڑی رعایت فرمائی ہے، یعنی پورا قرآن دو جلدوں میں مجلد کرا دیا ہے اور دونوں کی قیمت صرف آٹھ روپے ہے گویا بجائے پندرہ روپے کے آٹھ روپے محصول ڈاک ہے کل نو روپے سات آنے

مولینا اشرفعلی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

ہے سب سے بہتر خوشنما [illegible] زیادہ [illegible] سے بہتر [illegible] دوسرا ایک بھی قرآن نہیں [illegible] مولوی اشرف

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

[illegible] معاونین ادبی کا چھپا ہوا قرآن مجید ہے [illegible] مولوی کے خریدار [illegible] علم ہوتا [illegible] خوبیوں والا قرآن [illegible]

یہ آپکے پاس تو ضروری ہونا چاہئے

[illegible] (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا [illegible] نہایت ہی صاف اور صحیح چھپائی ہے (۸) [illegible] قرآن شریف پڑھنے [illegible] ڈیڑھ روپیہ [illegible] اور قیمت بہت کم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۠

بلا تلاوت

کے بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے جبتک وہ پڑھا جائیگا، آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔

مرنے والے

عزیز کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک ۱۲ کل چار روپے

حمیدیہ پریس دہلی

بڑی سوانح رسول مقبولؐ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان اور صحت تاریخی خوبی کاغذ اور صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ ولادت میلاد رسولؐ سے لیکر وفات تک کے حالات بالشرح و بسط درج ہیں۔ اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز سے حالات حبیبؐ لکھے ہیں کہ مطالعہ بہت بصیرت افروز ہے کتابت کتاب یوں تو آپنے رسول مقبولؐ کی صدہا سوانح پڑھی ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپکی جان و دل میں خاص مسرت پیدا کر دیگا ۲۵۶ صفحات مجلد قیمت بارہ آنے

خلافت راشدہ

یعنی سوانحات خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ و خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ و خلیفہ چہارم حضرت علیؓ یہ چاروں کتابیں آپ ایک جگہ مجلد کرالی گئی ہیں۔ حصہ اول کی ضخامت ۱۶۰ صفحات حصہ دوم ۱۶۰ صفحات حصہ سوم ۱۹۰ صفحات حصہ چہارم ۱۴۴ صفحات کل ۶۵۴ صفحات یہ تاریخ اسلام کا سب سے درخشاں باب ہے اور مشہور مورخ آغا رفیق بلند شہری کا لکھا ہوا ہے۔ چاروں کتابیں مجلد ہیں ایسی طویل سوانحات اور کسی مصنف نے نہیں لکھیں۔ قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۶؍

بڑی سوانح غوث الاعظمؒ

چار سو صفحات مجلد از شاہ مرادآبادی۔ پیر پیراں شاہ جیلاں حضرت پیر دستگیرؒ کی ایسی سوانح عمری جیسی زبان میں آج تک شاید نہیں ہوئی یہ بڑی امتیازی کتاب ہے جو شاہ صاحب نے سالہا سال کے مطالعہ کے بعد لکھی ہے اور واقعی اس قابل ہے کہ قادری بھائی اس کو حرز جان بنائے رکھیں۔ یہ خصوصیت اس کتاب میں رکھی ہے کہ بات پوری جاتی ہے اس لئے بہت سے سنی پیر و مرید پاک اسکو خرید کر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قادری خاندان والے تو ضرور ہی منگالیں۔ قیمت سوا روپیہ

امام ابو حنیفہؒ مجلد

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیق مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے علما ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مایہ الامتیاز ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات مجلد قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۸؍

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحات کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی اور مستند کتاب ہے جو امام ابو محمد خلیفہ امام ابو حنیفہؒ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جتنی فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع و شری لباس دیوانی اور فوجداری قوانین زراعت تجارت حکومت غرضکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو، مجلد بارہ آنے

اسلامی معاشرت

عام طور سے نماز روزہ و حج زکوٰۃ ہی صرف مذہب سمجھے جاتے ہیں اور معاملات کو لوگ مذہب سے جدا سمجھتے ہیں اس لئے اس پر توجہ نہیں کرتے۔ اگر ہمارا رہنا سہنا اتنی احتیاط سے ہو جائے جو مذہب کی متابعت کرے تو پھر یہ سب عبادت ہے اس کتاب میں ایک مسلمان کی دنیاوی زندگی کا پورا دستور العمل ہے اور بتلایا ہے کہ ایک مسلمان پر دنیا اور دنیا والوں کے کیا حقوق ہیں خاص اسلام کا ہی امتیاز ہے کہ اس نے انسان کی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو سنوار دیا ہے اور اسلام کی متابعت میں مسلمان ہی اچھا دنیادار ہو سکتا ہے۔ قیمت دس آنے

قرآن حدیث کی دعائیں

الفاظ میں بہت اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خطیب مجمع پر مؤثر اثر ڈال سکتے ہیں۔ خدائے پاک کی درگاہ میں مقبول ہونے والے الفاظ ان سے بہتر اور کون سے ہو سکتے ہیں جو کلام پاک میں درج ہیں۔ یہ ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے جس میں نصف کتاب میں دعائیں مانگنے کے طریقے، اوقات، حالات، زمان و مکان کی تفصیل ہے اور نصف میں ہر ضرورت کی قرآن اور قرآنی الفاظ میں درج ہے بڑی مقبول اور مفید کتاب ہے اور اپنی چیز میں سب سے افضل ہے، قیمت صرف آٹھ آنے

نیا بارہ سورہ مجلد

سب سے سستا اس لئے کہ جیدا پریس چھپوایا ہے اسمیں بارہ سورتیں ہیں سورہ یاسین، فتح الرحمن، الواقعہ، الملک، المزمل، نوح، جن، کہف، اخلاص، فلق، ناس یہ سب مترجم ہیں مفسر ہیں۔ پھر ہفت ہیکل، حزب البحر، فضائل علمائے امت اور دعائے گنج العرش، اسمائے حسنیٰ، اسمائے رسولؐ درود تاج، نماز کامل دعائے قنوت کے علاوہ فرضی و نفلی نمازیں اور ترکیبیں ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ضروریات کی دعائیں اردو اور عربی دونوں میں ہیں۔ یہ بہت ممتاز مجموعہ ہے ۴۴۴ صفحات مجلد قیمت پانچ آنے ۵؍

مرنے سے پہلے

جو جتنا بڑا کام کرتا ہے وہ گناہ ہوتا ہے توبہ ہر ادا ہونے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپکو کتاب توبہ منگا کر پڑھنی چاہئے اس میں آپ کو توبہ کی ضرورت توبہ کا علمی ثبوت توبہ کے بعد کی حالت، توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر، توبہ کیونکر کی جائے، توبہ ہی تمام اوقات سے بہتر مسلمانوں کے پاس علاوہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی فرمانبردار بندے گناہ اگر اس کتاب کو پڑھ کر اس پر عمل کرکے مرے تو پھر ابدی راحت ہے۔ قیمت دس آنے محصول ۸؍

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایسا سوال ہے جسکا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان کو چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ دوزخ، فلسفہ روح، تناسخ حقیقت موت، تلقین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدمؑ کی وفات ایمان و کفر، نیک و صالحین کفار کی ارواح، سوال و جواب منکرین عالم برزخ عذاب و ثواب قبر، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور سب سے بہتر وہ حصہ ہے جو اولیاء کی وفات کے بعد دوسرے اولیا کو بتلانے اس سے بہت ہی عجیب حالات معلوم ہوتے ہیں، قیمت بارہ آنے

وعظ سعید

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں جسمیں تمام امراض روحانی حرص و حسد حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، بے طمعی ظلم، غصہ، غمازی زبان، زنا، لواطت، عیب ترتیب وار عام نقائص نفسانی کے متعلق ہوئے ہیں اور نذرات ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی، اخلاق حسنہ کے متعلق بہت دلچسپ وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا مسجد یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے، تو بہت ہی اچھا ہو۔ مجلد عمدہ ڈیڑھ روپیہ

مساوات المسلمین

اسلام ہی وہ مذہب ہے جسمیں ذات پات اونچ نیچ نہیں یہاں سید اور ادنیٰ سے ادنیٰ پیشہ ور دونوں بالکل برابر ہیں امتیاز ہے تو صرف نیکوکاری کا جو زیادہ متقی ہے وہی سب سے بڑا ہے ہندوؤں کی امتیازی روایات کا زہر مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا۔ اس کتاب میں ایسے لوگوں کے لئے خدا کی وعید بیان ہوئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اسلام میں ہر پیشہ ور بزرگ و برتر ہے اگر وہ اچھا مسلمان ہے اور تمام پیشوں کی تاریخ بیان کی ہے کہ یہ سارے پیشے انبیا علیہم السلام کے وضع کردہ اور معمول تھے، قیمت صرف چھ آنے

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والا حیرت نما قرآن مجید

چھ سطری ترجمہ ہندی موجود میں اس سے ترجمہ کا اندازہ ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ سطر

اور کمالات شانِ قرآنی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو ساٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہے جس میں مضامین قرآنی کی ایسا ایاب فہرست ہے کاغذ عمدہ ولایتی فروز لگا ہے

مجھے بڑی ہی مسرت ہے

کہ آپکی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا بہتر تیار ہوا ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں اسکی تفسیر حضرت مولانا امام جلالی نے لکھی ہے یہ وہی مفسر ہیں جنکی تفسیر مولوی ہر آپ ہر جینے پڑھتے ہیں ترجمہ ایسا عام فہم خفی شامل کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی۔

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمات کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ بھی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں گے جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں، خدا کی کارسازی ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ہے ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہوگئے یہ سب آپ صاحبوں کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور قرآنی خدمت کہاں مجھے یقین ہے کہ آپ اس کو دیکھ کر مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی سعادت اور قدر افزائی سے نا جائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں لیکن زیادہ سے زیادہ فی روپیہ ۲ نفع و اخراجات متفرقہ رکھنا تھا اس لئے قیمت بھی کم ہے تاکہ زیادہ اشاعت ہو ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپیے محصول ڈاک ۱۲ کل ساڑھے تین روپیے

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی



اسلامی میاں بیوی

یہ مولوی سرالعلیٰ کی عجیب و غریب کتاب ہے جس میں چودہ باب ہیں جن میں نہایت مفصل میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت، مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف نوع، تعدد ازدواج کی تاریخ، کثیر الازدواجی، ایک مرد کے لیے ایک عورت، اسلام اور طلاق، پردہ، عورت، طریقہ انتخاب نکاح و شادی، عورت کی اہمیت، زوجین کی ناتفاقی، یہ اپنی طرز کی بالکل نئی کتاب ہے، قیمت بارہ آنے

صابرہ بیبیاں

عورتیں عموماً ناشکرگزار، حرافہ، اور بے صبر ہوتی ہیں، بہت ذرا سی دشواری میں گھبرا جاتی ہیں۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب لکھ کر ایسی عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آپ نے کتاب میں ان اللہ کی نیک بندیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ کی دی ہوئی مصیبت کو خوشی خوشی برداشت کیا۔ اور جو کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ ان میں حضرت آسیہ حضرت مریم اور امہات المومنین بھی ہیں اور دوسری بہت سی دلیر خواتین اور صابرہ مخدرات کا حوالہ ہے۔ قیمت مجلد پانچ آنے

خوبان جہان

۲۳۰ صفحات کی مجلد کتاب نوشتہ حضرت مرزا ... تاریخی معلومات کی بڑی ہی دلچسپ کتاب ہے اور اس میں دنیا بھر کی مشہور و معروف عورتوں کے حالات ہیں جو اپنے وقت کی یگانہ روزگار ہیں۔ ان میں حسین و نازنین تو سب ہی ہیں لیکن حسن کے علاوہ بھی اور ایسی صفات ہیں جن کی وجہ سے تاریخ کے انقلاب نمایاں ہوئے ان نازنینوں کا حال اتنا دلچسپ ہے کہ پڑھنے کے بعد ہی اس کا اندازہ ہو سکتا ہے، کتنا ہی مبالغہ کیجیے پھر بھی دو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا، قیمت مجلد سوا روپیہ ۱۴/

سب سے بڑا باورچی خانہ

یہ مروجہ کھانا پکانے کی کتابوں میں سب سے بڑی اور سب سے سستی کتاب ہے اس میں پندرہ وضع کی روٹیاں ہیں، ... وضع کے سالن، ... وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی، پندرہ وضع کی ترکاریاں، ... وضع کے اچار، ... چٹنیاں اور تقریباً تیس وضع کے انگریزی کھانے اس کتاب میں ہیں علاوہ اس کے اکثر اطریفل، کمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جنکی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ بیماروں کے کھانے ہر مذہب کی مناسبت سے دیئے ہیں۔ قیمت بارہ آنے ...

استاد تحریر

مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اپنی تحریروں میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں، بہترین کتاب ہے اور اس قدر جلد مقبول ہو گئی کہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا۔ اس میں تحریروں کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے مشاہیر اور مستند اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری ہدایتوں کو قلمبند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریروں میں وہ سب خوبیاں پیدا ہو جائیں گی جو مشاہیر اہل قلم میں ہوتی ہیں، قیمت چھ آنے

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس نے حکومتیں بدل ڈالیں دریاؤں کے رخ پھیر دیے، ٹھنڈے مجمع کو شعلہ بار اور بکھرے ہوئے لشکر کو برف کر ڈالا جادو بیانی کوئی بھوت نہیں جو نہ مل سکے آپ الفاظ میں جادو بھر سکتے ہیں، اور ہر ایک حرف میں اثر کر سکتے ہیں، کتاب جادو بیانی منگائیے اس کو پڑھیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجیے اور دیکھیے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز بیان کیا تھا تھوڑے دن بے تکلف دوستوں میں مشق کیجیے پھر میدان میں باہر نکلیے یہ کتاب واقعی جادو ہے اسی لیے اسکا نام جادو بیانی رکھا ہے قیمت ...

استاد عربی

ابتدائی اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور مستند اساتذہ نے نہ صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اسکو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے بڑے فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر رکھ لیجیے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجیے انشاء اللہ چند دنوں میں آپکو عربی پڑھنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں خاصی عربیت سے واقف ہو جائیں،

قیمت بارہ آنے ۱۲/ محصول ۴/

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سیکھنا۔ کتاب جس کا نام فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کیے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو ترتیب کے لحاظ سے اردو کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہیں اور ان کی تعداد ہزاروں ہے۔ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، عرضیاں، چٹھیاں، تار، اور سالگرہ، بیاہ شادی، تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں، قیمت بارہ آنے، محصول ۴/ مجلد کتاب ہے

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول اور بہترین قاعدہ ہے جو ہر سال تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرس اسکی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں، یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کتابت میں لفظ، زیر، زبر، پیش اور حروف مرکبات کو پہچان لینے کے بعد ہجے بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۴۸ صفحات قیمت تین آنے ایک روپیہ کے آٹھ اور پانچ روپے کے پچاس

سلسلہ تعلیم الاسلام

جدید سستا ایڈیشن، مکمل کامل آٹھ آنے جس کو مسلمان بچوں کے لیے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے چار حصے ہیں، پہلا حصہ اس میں اول عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ اور چوتھا حصہ اس میں عقائد مکمل اور دوسرے مسائل ان رسالوں کی تعداد چار لاکھ سے بھی زیادہ چھپ چکی ہے اور شاید ہی کوئی اسلامی مکتب ہو جہاں یہ رائج نہ ہو مجلد قیمت آٹھ آنے محصول سات آنے

سلسلہ تعلیم نسواں

اپنی بچیوں کی تعلیم پر توجہ نہ کی ہو تو اس ماہ میں یہ کام ضرور شروع کر دیجیے اور اپنی بچیوں کو سلسلہ تعلیم نسواں منگا کر پڑھائیے اس کے پانچ حصے ہیں اور اتنی تعلیم ہے کہ بچیاں مذہب کی ابتدائی باتوں اور مناظر قدرت کی آسان چیزوں اور گھروں کی چھوٹی چھوٹی منزلی باتوں سے واقف ہو جائیں گی اور انکی اتنی سی تربیت ہی آئندہ زندگی میں بہت کام آئے گی یہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی برکتیں لائے گی۔ پانچوں حصے یکجا مجلد اور تقریباً تین سو صفحات قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک ۸/

شرح کریما

حضرت خواجہ سعدی کی مقبول کتاب کریما کو کون سا مسلمان ہے جو نہ جانتا ہو اخلاقی پند و موعظت کے مضامین اس سے بہتر اور جامع کتاب اور کوئی نہیں، شرح کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں اس کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد الفاظ کے معانی پھر لغات مشکلہ کی تحقیق درج ہے اور ہر شعر کو قرآن یا حدیث سے مطابق کیا ہے، ساتھ ہی اولیائے کرام اور صلحا کی بڑی موثر حکایات بھی ہیں از حضرت مولانا احمد سعید صاحب واعظ قیمت صرف پانچ آنے

یہ سب کتابیں دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ذوالحجہ ۱۳ [illegible]

انتخاب یا تجرید

بخاری

دو جلد و نصف یکجا مجلد

حدیث [illegible] کی سب سے مستند اور بڑی کتاب کا یہ انتخاب [illegible] یونیورسٹی [illegible] [illegible] ہے [illegible] اس لیے کہ [illegible] وقت میں [illegible] حدیث [illegible] وہ ہیں جن کا [illegible] جن کا منشا [illegible] [illegible] سب سے بڑا درجہ [illegible] کا ہے [illegible] بیان ہے کہ قرآن پاک کے بعد [illegible] کتابوں بخاری ہی [illegible] افضل ہے [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible] دو قرآن بھائیوں کے لیے ایک بڑی [illegible]

تجرید بخاری [illegible] مصری کا [illegible] پانچ روپیہ سے زیادہ ہے [illegible] [illegible] یہ بات [illegible] ہی کہ [illegible] ہیں [illegible] مسلمان اس کو نہیں [illegible] سکتے لہٰذا [illegible] [illegible] ملک میں چھپوایا اور [illegible] نفع [illegible] کر رہا ہوں تاکہ ہر مسلمان گھر میں قرآن شریف کے ساتھ [illegible] اور حدیث بھی بخاری پہنچ جائے خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا اور یہ انتخاب بخاری ہزاروں مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچ گئی [illegible] میں سب کچھ [illegible] قرآن [illegible] [illegible] یہ فقہ کی سب سے بہتر کتاب [illegible] [illegible] کا [illegible] ہے اور [illegible] کا اصل ترین گنجینہ [illegible] [illegible] ہے کہ [illegible]

وما ینطق عن الہوی

[illegible] انتخاب بخاری کا [illegible] دو ہزار دو سو [illegible] صفحات جن کا کاغذ نہایت اعلیٰ دو جلدیں یکجا مجلد ہیں۔ اور [illegible] صرف ایک روپیہ [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

مشکوٰۃ و تجرید بخاری دونوں [illegible] منگا ئیں تو صرف تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی

مشکوٰۃ اردو

یعنی حدیث شریف کی دس صحیح کتابوں کا انتخاب

سب سے بڑی

[illegible]

مختصر فہرست مضامین مشکوٰۃ — **قیمت سوا دو روپے محصول [illegible]**

جلد اول

[illegible]

جلد ثانی

[illegible]

قیمت سوا دو روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چاند کی بیس تاریخ تک بھی اگر اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ طلب فرمائیں۔

ستاروں کو آخر نام لینا اور اختیار

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپکا اسی جگہ درج ہے جہاں آپکا پتہ لکھا ہے اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہو تو اب لکھ لیجئے اسکے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایت رفع یا تبدیل پتہ کی ناممکن ہے۔

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۸ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۷ ہجری | نمبر ۶

شذرات

مسلم انڈیا

تحریک پاکستان کے خلاف ملکی پروپگنڈا

مسلم انڈیا یا پاکستان کی علیحدگی کا مطالبہ کوئی فرقہ دارانہ کمیونل مطالبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک خالص وطنی تحریک ہے جو وقت کی اُلجھنوں، فتنہ آمادہ مشکلوں اور افق ہند پر چھائی ہوئی تیرہ و تار گھٹاؤں کا بہترین علاج اور بہترین مداوی ہے اور اس سے نہ صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچنے والا ہے بلکہ برا عظم ہند کی ہر قوم اور ہر فرقہ استفادہ کرے گی اور سب سے زیادہ مفید امر یہ ہے کہ ملک میں ہندو مسلم کشیدگی اور افتراق کی جو دو با مسلط ہے وہ یکقلم دور ہو جائے گی۔ آئے دن کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے بدامنی جاتی رہے گی اور تمام تحرکات افتراق و بدامنی کا یکسر خاتمہ ہو جائیگا۔

لیکن اس بدبختی کا تو کوئی علاج ہی نہیں کہ مشک کو حنظل اور نوش کو نیش سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ جوش و ہیجان کا زمانہ ہے ہنگامہ آرائی کا دور ہے جس میں انسانی دل و دماغ بالعموم ماؤف ہو جاتے ہیں اور جس کی طرف سے دل میں عناد و اشتباہ ہوتا ہے اسکی ہر اچھی بات میں بھی زہر چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اس کے خلاف لغو سے لغو اور ناقابل تسلیم باتیں بھی بآسانی تسلیم کر لی اور مان لی جاتی ہیں۔

یہ زمانہ پروپگنڈے کا زمانہ ہے، ہندو پریس بہت قوی اور ہمہ گیر ہے ہر ضلع میں کئی کئی ہندو جرائد جاری ہیں ہر صوبے میں بکثرت ہندو اخبارات شائع ہو رہے ہیں ہندو ذہنیت پر تجارتی جذبہ مستولی ہے۔ ہر ہندو پہلے ذاتی فائدہ دیکھتا ہے۔ وہ سب سے پہلے تاجر ہے اور اس کے بعد کچھ اور ہے گذشتہ سنین کے واقعات اور حوادث نے عوام کی ذہنیت ایسی کر دی ہے وہ انہی جرائد و صحائف کو پڑھتے اور ذوق و شوق کے ساتھ خریدتے ہیں جو شوخ نگار ہوتے ہیں اور جن میں مسلم نظریات و تحرکات پر سختی کے ساتھ تنقید کی جاتی ہے یہ ذہنیت شدھی و سنگٹھن کے عہد کی پیداوار ہے۔ حق کوش اور حق نگار اخبار کو کوئی نہیں

اشارۃً بھی نہیں دیکھتا یہی وجہ ہے کہ حق پرستی سے کام بھی لینا چاہے تو نہیں لے سکتا۔ پھر رائے عامہ کی تشکیل و تربیت کی عنان بھی انہی جرائد و صحائف کے ہاتھ میں ہوتی ہے یہ جدھر چاہتے ہیں عوام کو ڈھال دیتے ہیں اس مسموم اور غرض مندانہ صحافت نے ملک کو بیش از بیش نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہی ہے پرتاپ ملاپ بھارت تیج وطن وغیرہ ملک کے کثیر الاشاعت اخبارات ہیں یہ اردو میں جن کی مجموعی اشاعت لاکھوں تک پہنچ رہی ہے بلا شائبہ ریب ان کی بیشتر اشاعت کے اوراق کم و بیش اسی قسم کے زہر سے آلودہ ہوتے ہیں ان کے علاوہ ہندی مرہٹی بنگالی اور گجراتی وغیرہ زبانوں میں جو جو جرائد شائع ہوتے ہیں ان کے متعلق تو کچھ کہنا اور خامہ فرسائی کرنا ہی تحصیل حاصل ہے مرفوع القلم ہیں اسی قسم کی آلائشوں میں لتھڑے ہوئے نظر آتے ہیں رہ گئے انگریزی جرائد تو وہ قریب قریب سب برادران وطن ہی کے ہاتھوں میں ہیں ہندوستان ٹائمز نیشنل ہیرالڈ، اسٹیٹسمین، انڈین، بمبئی کرانیکل، ہندوستان ٹائمز نیشنل کال، دہلی ہیرالڈ، لیڈر وغیرہ سب بہت با اثر اور کثیر الاشاعت جرائد ہیں اور تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاتھ میں جاتے ہیں۔ ہم ہر بھی خواہ ملک کو گنگ جمن کی شفاف لہروں کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک جریدہ بھی ایسا ہے جسے کسی مسلم مطالبہ کی تائید کی توفیق ملی ہو سپرو۔ اور راجہ نریندر ناتھ جیسے بزرگان قوم نے اردو کی حمایت کی لیکن کیا کوئی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ اس اردو، ہندی، بنگالی، مرہٹی، گجراتی اور انگریزی پریس نے بھی کبھی اردو کی حمایت میں ایک سطر لکھی۔ اس وقت کشمیر اور حیدر آباد دونوں ریاستوں میں مختلف تحریکیں جاری ہیں جن میں حیدر آباد کی تحریک بالکل معاندانہ اور فتنہ انگیز تحریک ہے لیکن کوئی ایک ہندو جریدہ بھی اس کی مخالفت میں آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ لیکن کشمیری تحریک کو جائز مشترکہ اور آئینی تحریک سمجھتے ہوئے بھی مسلم تحریک ہونے کی بنا پر کوئی بھی اس کی تائید کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

مسلم لیگ کے مطالبات کو جانے دیجئے ان مطالبات کی ہمنوائی کے لئے بھی تو کوئی تیار نہیں ہوتا جن میں ہر طبقہ و خیال کے لوگ متحد ہیں ان حالات میں کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ ہندو جرائد میں مسلم انڈیا کی تحریک کی تائید ہوگی۔

کانگریسی پریس کی خاموشی

یہ تو پھر ایک بڑے علاقہ اور بڑے خطہ کی علیحدگی کا سوال ہے کل

[illegible]

ہے ان کی آباد ی کو بڑھنے سے روکنا [illegible]

[illegible]

جنگ آزادی یا جنگ وزارت

[illegible]

[illegible] کے [illegible] ہو [illegible] اس لئے کہ آخر مسلمان [illegible] مسلمانوں کو کانگریس میں لانے اور اس امر کی [illegible] کوئی ترقی [illegible] وزارت [illegible] اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے [illegible] وزارت [illegible] وہی وزارت [illegible] ہندوؤں کے پاس ترقی [illegible] کا کوئی آسان پروگرام نہیں کہ جس سے مسلمان [illegible] میں اس نے مسلمانوں کی آبادی کو بڑھنے سے روکنا اور مشرقی بنگال کے مسلمانوں پر داخلۂ آسام میں قیود شدید کردینا ہرگز کوئی قوم پرورانہ اقدام نہیں کہا جاسکتا اور اس کا نتیجہ باہمی اشتباہات کی ترقی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ جس وزارت کے چھ وزراء میں صرف ایک وزیر اعظم کانگریسی ہو اسے کانگریسی کہنا [illegible] برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق ہے کانگریسی [illegible] کتنی بڑی بات ہے کہ آسام میں تو پانچ پانچ وزراء باہر سے کانگریسی پلیٹ فارم پر دستخط کرائے بغیر لے جائیں اور یو پی، سی پی، بمبئی اور اڑیسہ کی وزارتوں میں کسی ایک مسلم وزیر کو بھی کانگریسی میثاق پر دستخط کرائے بغیر نہ لیا جائے۔ سندھ و سرحد کی کانگریس کی وزارتوں میں [illegible]

علاوہ پامال کئے گئے حق کی بنا پر اڑیسہ کی وزارت مسلم نمائندگی سے یکسر خالی بنا دی گئی۔ اڑیسہ اور صوبہ متوسط کی وزارتیں مسلم نمائندگی سے اب تک بالکل خالی ہیں۔ مسٹر شریف کو صرف ایک شریف خاندان اور معزز عہدیدار کی حیثیت سے ان کے نمبر معاف کر دینے پر وزارت کے لئے نا اہل قرار دیکر نکال باہر کیا گیا لیکن اسی صوبہ میں جب ایک ہندو وزیر مسٹر ... سے اس سے بھی زیادہ کہیں سخت لغزش ہوئی یعنی انہوں نے ایک پادری کو جو ایک بارہ سالہ لڑکی کے قتل کے جرم میں سزایاب ہو چکا تھا بری کر دیا تو انہیں کسی نے نہ ٹوکا یہ دہلی میں دو مسلمانوں کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا سننے والا ایک ہندو قاتل ہائیکورٹ سے بذا التصدیق ہو جانے کے باوجود ایک معزز وزیر کے حکم سے صاف چھوڑ دیا جاتا ہے تو اسے بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جب اسمبلی میں سوال ہوتا ہے تو یہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے کہ اسے یونہی پھانس لیا گیا تھا چند معززین ہنود نے ہمیں یقین دلا دیا ہے کہ وہ بے قصور ہے۔ آخر ان کھلے ہوئے مظاہرات تفریق و امتیاز کے متعلق کوئی کب تک دوسری رائے قائم کرے۔

کانگریس سے مسلمانوں کے شکوے

اس نوع کی فتنہ انگیز حرکات ایک طرف تو کانگریس کی جماعت کو گنہگار بنا رہی ہیں اور دوسری طرف صحیح الخیال مسلمانوں کے قلوب میں بھی اس کی طرف سے بیزاری پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور وہ کانگریس کی طرف سے یہ خیال قائم کرنے میں خود کو حق بجانب سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ہر معاملہ میں رعایت سے کام لے رہی ہے اور مسلمانوں کو نظر انداز کرتی چلی جا رہی ہے۔ نیز یہ کہ جب ابھی حصول اقتدار کی صبح اول ہی کے طلوع پر اس کی خویش نوازیوں کا یہ حال ہے تو پھر مستقبل کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ ٹانڈہ میں، داوری میں، ہرنی پور میں ہندوؤں اور ہندو حکام کے ہاتھوں مسلمانوں پر قیامتیں ٹوٹ گئیں لیکن اب تک کوئی ایک ہندو بھی سزایاب نہیں ہوا۔ بخلاف اس کے گورکھپور کے دو نہایت ہی معزز مسلمانوں کو صرف ذبیحہ گاؤ کا قدیم حق منوانے کے جرم میں بے تکلفانہ طور پر چھ چھ ماہ کی سزائیں دیدی گئیں۔ اس برادر نوازی اور خویش پروری کے المناک مظاہر سے برادران وطن کے مشؤم حوصلے اس درجہ بڑھ گئے ہیں کہ اب وہ مسلم احساسات کی پاسداری کی سر مو پرواہ نہیں کرتے۔

حال ہی کی اطلاع ہے کہ موضع بھنگا ... تحصیل ... کی ایک نو تعمیر مسجد جو وہاں کے مسلمان اپنی زر خرید آراضی پر تیار کر چکے تھے پانسو ہندوؤں نے گاندھی جی کی جے کے کانگریسی نعروں کے شور میں چند لمحات کے اندر شہید کر کے رکھدی پھر یہ جو کچھ ہوا ایک کانگریسی ممبر ہی کی سیادت و قیادت میں ہوا۔

ہم اور کسی سے نہیں کانگریس ہی سے پوچھتے ہیں اور استفسار کرتے ہیں کہ کیا ان حالات میں مسلمان یہ خیال قائم کرنے میں ہر اعتبار سے حق بجانب نہیں کہ وہ مہاسبھائی عنصر سے اس درجہ مرعوب ہو چکی ہے یا مہاسبھائی عنصر اس پر اس قدر قابو پا چکا ہے کہ کانگریسی راج کو وہ برابر ہندو راج بنانا چلا جا رہا ہے اور جس کا مقصد وحید اب یہ رہ گیا ہے کہ اب اقتدار پاکر مسلمانوں کو جس درجہ اور جس قدر بھی ہو سکے دہشت زدہ کر لیا جائے اور اتنا کمزور بنا دیا جائے کہ وہ عنقریب تو الگ رہا مستقبل بعید میں بھی سر اٹھانے اور کوئی احتجاج کرنے کے قابل نہ رہیں۔

کانگریس پر مسلم حق

کانگریس راج ہندو راج ہے تو پھر ہرگز نہ بھولنا چاہئے کہ کانگریس پر صرف ہندوؤں کا حق نہیں مسلمانوں کا بھی حق ہے اور اس اعتبار سے وہ ہندوؤں سے بھی زیادہ حقدار ہیں کہ اسے چار چاند انہوں ہی نے لگائے ہیں۔ جب تک خلافت ایجی ٹیشن میں برادران ملت میدان میں اترے تھے اور انہوں نے اس کی عنان قیادت اپنے ہاتھ میں نہ لی تھی ملک کے اندر اسے کوئی ہمہ گیر اہمیت حاصل نہ ہوئی تھی اور یہ محض ایک تجاویز پیش کرنے اور وفاداری حکومت کے راگ گانے والی جماعت سمجھی جاتی تھی۔

سنہ ۲۱ء میں کانگریس کی طرف سے جو سول نافرمانی کی گئی اور قربانیاں دی گئیں ان میں نواب ذوالفقار علی خاں مرحوم کے پیش کردہ مستند اعداد و شمار کے مطابق مسلم قربانیوں کی نسبت اسی فیصدی تھی۔

سنہ ۳۰ء کی سول نافرمانی میں مہاسبھائی غلبے کا مشاہدہ کر کے اگرچہ مسلمان بڑی حد تک اس سے بددل ہو چکے تھے پھر بھی ملکی مقاصد کی خاطر قید و بند کی سختیاں جھیلنے والوں کی تعداد برادران وطن سے کہیں زیادہ تھی وہ مسلمان اور صرف مسلمان ہی تھے جو کانگریسی ناموس و عظمت کی بقا کے لئے پشاور میں حکومت کی گولیوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اور پانچ سو کے قریب جوان خاک و خون میں آغشتہ ہو کر راہی خلد بریں ہوئے ان پانچ سو میں سے کوئی ایک بھی متنفس نہ تھا جس کی پشت پر گولی لگی ہو۔

پٹھان جیسی اشتعال پذیر قوم اور بات بات پر برافروختہ ہو جانے والی قوم نے ستیہ گرہ اصول کی میدان پشاور میں وہ لاج رکھی جس کی کوئی ایک مثال بھی کانگریسی جد و جہد کی تاریخ میں ڈھونڈھے نہیں مل سکتی۔ یہ ایسا نازک وقت اور نازک موقعہ تھا کہ دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہندو ایک سکنڈ بھی اس کے حریف نہ بن سکتے تھے۔ ان حالات و حقائق کے پیش نظر بھی اگر آج برادران کانگریسی راج کو ہندو راج بنانے میں ساعی نظر آ رہے ہیں اور حاصل شدہ اختیارات کو صرف اپنی ہی جدوجہد کا ثمرہ سمجھ کر مسلمانوں کو نظر انداز کرنے لگیں تو ظاہر ہے کہ پھر مسلمانوں کی بیزاری اور دلشکستگی کا کیا عالم ہوگا۔ یہ ذبیحہ گاؤ، بندش اذان، انہدام مساجد، اذان داری اور ہنگاموں کے خون کی اضاعت و ارزانی کا معاملہ ایسا معاملہ ہے کہ اگر کانگریس اس کی طرف اسی طرح بے پرواہی برتتی رہی تو مسلمانوں کا ہر ابوالکلام ہر حسین احمد ہر احمد سعید اور ہر مجید الگ ہو کر رہ جائے گا اور نہ کسی نہج بھی اسے انصاف پسندی گوارا کر سکے گی۔ اور نہ کوئی غیور اسے گوارا کر سکتا ہے۔

مہاسبھائی کانگریسیوں کی منطق

انہی اقسام کی بے اعتدالیوں اور بے احتیاطیوں نے فرزندان اسلام کے سنجیدہ طبقہ کے قلوب میں "دو سلطنت انڈیا" کا تصور پیدا کر دیا تاکہ اس قسم کی کشمکش باہمی کے مواقع ناپید ہو جائیں جو استقلال ملک کی راہ کا

[illegible]

باب ۵ [illegible] تراجمہ ملت [illegible]

[illegible] کی [illegible] تمام اسلامی اصول کی پابندی کی طرف توجہ نہیں کی پہلے یہ پارلیمنٹری وزارت کی اسقدر مخالف تھی اتنی کہ اس نے یونائیٹڈ پارٹی کے ساتھ [illegible] بھی ساتھ [illegible] کا فیصلہ کر دیا تھا لیکن جب وہ [illegible] کی مخالفت [illegible] پر مخالفت [illegible] کے ساتھ محض اس لئے [illegible] سلسلہ شروع ہو گیا [illegible] لیگ کے برسر اقتدار آجانے کا اندیشہ تھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ اب آزادی کی جنگ کہیں نظر نہیں آتی لیگ اور کانگریس میں اقتدار ذاتی کے لئے باہم آویزیوں کا سلسلہ جاری ہے بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی وہاں کی وزارت کو [illegible] میں مبتلا ہے ہزار پروپیگنڈا کیا جائے کچھ ہی کہا جائے لیکن مسلم [illegible]

[illegible] صوبے میں کانگریسی آرڈیننس [illegible] کس طرح [illegible] قائم ہو جائے۔

[illegible] کی جائی اور جائز و ناجائز [illegible] اعتبار کی باقی تمام صوبوں کے لئے [illegible] قرار دیا جاتا۔

[illegible] آمیزش [illegible] صورت اختیار کئے [illegible] عورت کی رسوائی عام کا باعث [illegible] وہاں مسلم [illegible] زبان [illegible] جاری ہے [illegible] مسلمانوں کو بھی اپنی جگہ [illegible]

ہندو مسلم تہذیب کے دو تازہ مظاہر

[illegible] حیدرآباد میں ہندو تحریکات جاری ہیں

[illegible] ایک مثال ایسی [illegible] کے خلاف [illegible] تہذیب واخلاق [illegible] نظام ملکہ [illegible] خاتی اور ہرزہ سرائی [illegible] کی طرف سے شائع شدہ [illegible] اقتباسات شائع کئے گئے ہیں [illegible] مثال [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] کو جس [illegible] قرآن قابل اعتبار [illegible]

[illegible] نے مسلمانوں عیسائیوں اور [illegible] کو کسی کو بھی نہیں [illegible] منگل [illegible] دروغ [illegible] سے بھری ہوئی ہے [illegible] حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ممکن ہے [illegible] کے پیغمبر کے والد ایک [illegible] قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ [illegible] لال نے بیان کیا کہ کرشن بدمعاش اور چور تھے [illegible] سے تعلق رکھتے تھے بھگوت گیتا ایک غلط کتاب ہے۔

بہت سی عبارتیں اتنی اشتعال انگیز ہیں کہ ہم انہیں مندرج کرنا مناسب [illegible] بلاشبہ یہ سب کچھ بہت [illegible] لیکن ملک کی سب سے مقتدر جماعت کی حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ وہ اس کی مذمت کرتی ہندوستان کا کوئی ایک ہندو جریدہ اور ہندو لیڈر بھی ایسا نہ ملیگا جس نے اس کی مذمت کی ہو [illegible] قدم اٹھایا ہو حمایت ضرور ہوئی۔ اس کھلے ہوئے فرق [illegible] حیدرآبادی تحریک منصفانہ ہے اور کشمیری تحریک ایک ناقابل برداشت اور فرقہ وارانہ تحریک ہے۔

ان معاملات میں کانگریس کی خاموشی اشرار کی حوصلہ افزائی کا باعث بن رہی ہے اور مسلمانوں میں برابر بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسی خاموشی کا نتیجہ ہے کہ خود کانگریسیوں تک میں بھی اس بے جا جوش کی مثالیں عام ہو چلی ہیں۔ اوری ٹانڈہ، مونگیر اور جبل پور کے واقعات پر پہلے روشنی ڈالی جا چکی ہے جس میں سندیلہ کی مسجد کے انہدام کا واقعہ اسی مقالہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔

اب ایک خالص کانگریسی ہنگامہ کی مثال بھی سن لیجئے۔ لاہور میں کانگریس کے انتخابات کا تازہ ہنگامہ اپنی نوعیت میں کتنا اندوہناک ہے۔

سردار سمپورن سنگھ اور کامریڈ رام چندر کے درمیان مقابلہ ہو رہا تھا کہ ایک نوجوان بیلٹ بکس تک پہنچ گیا جس پر فریقین کے حامیوں میں خوب گالی گلوچ اور مار پیٹ ہوئی۔ لالہ کیدار ناتھ سہگل اور لالہ دنی راج کے درمیان لوہاری دروازہ میں مقابلہ تھا کہ ایک بجے ایک نوجوان دو پرچیاں لئے ہوئے آیا اور اس نے خاموشی کے ساتھ یکے بعد دیگرے انہیں ایک ہی بکس میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پولنگ افسروں کے منع کرنے پر اس نے بیلٹ بکس اٹھا کر نہر میں پھینک دیا اور تماشائی ابھار دیں۔ دونوں جگہ پولنگ بند ہو گئی۔ دیگر باقی پولنگ اسٹیشنوں پر صرف جھڑپیں ہی ہوئیں۔ یہ تو لاہور کی کانگریس کمیٹی کے ضبط و نظم کی مثالیں تھیں۔ کانپور کے چار وارڈوں میں بھی کانگریسیوں کے انتخاب پر سخت لٹھ چلا پتھر بھی پھینکے گئے متعدد آدمی مجروح ہوئے جن میں سے دو ہسپتال بھیجے گئے۔ ابھی پہلا ہی سال ہے۔ اگر یہ ذہنیت ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو دن بھی ملک بہت جلد آزاد ہو جائے گا۔ اور اس کی قسمت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

اچھوتوں اور غیر برہمنوں کا اضطراب

کانگریس کی اس خاموشی اور معاملات کی طرف سے بالکل آنکھ بند کر لینے کی بنا پر مسلمانوں ہی کے قلوب اپنے ایک جداگانہ وطن "مسلم انڈیا" کا تخیل نہیں پیدا ہو رہا بلکہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو ملک کی اور قومیں اور طبقے بھی کسی ایسے ہی مطالبے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ان کی طرف سے شکایات کا سلسلہ تو شروع ہو چکا ہے۔ مسٹر ایم سی راجہ اچھوت لیڈر ابتدا سے کانگریس کے ساتھ رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ کانگریس کی ہمنوائی کی ہے لیکن گذشتہ ماہ ان کا بھی ایک طویل بیان شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے اچھوتوں کے جائز مطالبات کی طرف سے کانگریسیوں کی شدید بے پروائیوں اور وعدہ خلافیوں کی سخت شکایت کی ہے اور آخر میں علیحدگی کی دھمکی بھی دی ہے۔

صوبہ مدراس میں ہندی کی جابرانہ ترویج و تعلیم کا جھگڑا تو وسعت پذیر تھا ہی اور لوگ دھڑا دھڑ سول نافرمانی کر رہے تھے اب غیر برہمن بھی کھڑے ہو رہے ہیں۔ شاید کم لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہوگا کہ صوبہ مدراس میں برہمنوں اور غیر برہمنوں میں جتنی سخت کشمکش کا سلسلہ جاری ہے اتنی ہی کشمکش شمالی ہند کے ہندو اور مسلمانوں میں بھی اب تک پیدا نہیں ہوئی۔

اس لئے کہ وہاں کے تین چار فیصدی برہمن چھیانوے ستانوے فیصدی غیر برہمنوں پر مدت سے مسلط و حاوی چلے آتے ہیں۔ ہر دفتر اور ہر محکمہ میں برہمنوں کی بھرمار کی جو شکایت یہاں کے مسلمانوں کو ہے اس سے کہیں زیادہ شکایت مدراس کے غیر برہمنوں کو وہاں کے برہمنوں کے خلاف ہے۔ غیر برہمنوں کی ایک سیاسی جماعت جسٹس پارٹی کے نام سے وہاں قائم ہے جس کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار رہا ہے۔

پچھلے دنوں اسی جماعت کی انجمن جو جنوبی ہندوستان لبرل فیڈریشن کے نام سے مشہور ہے اس کا سالانہ اجلاس گیارہ ہزار نفوس کے اجتماع میں شروع ہوا۔ صدر مجلس استقبالیہ نے فرمایا:۔

"ہماری پارٹی کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار رہے جن کی بابت میں کوئی شبہ نہیں لیکن کانگریس نے بنگال و پنجاب کی وزارتوں کے خلاف سازشیں کرکے اور سندھ اور آسام میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر اس قوم کو سخت ناراض کر دیا ہے۔ ہمارے صوبہ میں ہندو مسلم سوال کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا لیکن آجکل یہاں کے مسلمان بھی مضطرب ہیں۔ طلباء اب ضبط و نظام کے پابند نہیں رہے۔ مزدوروں کی شورشیں جاری ہیں اور فرقہ پرستی تیز ہو رہی ہے یہ سب کانگریس کی برکات ہیں۔"

اس کانفرنس کے صدر سر اے ٹی پنیر سلوام نے بتایا کہ:۔

"گذشتہ اصلاحات کے زمانہ میں جب ہماری پارٹی برسر اقتدار رہی تھی اگرچہ ہمیں آج کے وزراء کی برابر اختیارات ہرگز حاصل نہ تھے تاہم ہم نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تقریباً ایک کروڑ روپیہ کی تخفیف کی۔ کئی غیر ضروری ٹیکس گھٹائے اور تمام محکموں میں اطمینان بخش ترقی کے آثار پیدا کر دیئے لیکن کانگریس پارٹی نے اس اقتدار و اختیار کے زمانہ میں کیا کیا؟ بہت سے اسکول بند کر دیئے۔ طلباء کی فیس بڑھا دی۔ اچھوتوں کو حصول تعلیم میں جو آسانیاں حاصل تھیں ان میں سے اکثر منسوخ کر دیں۔ نئے ٹیکس لگائے اور قرضے لئے۔ گذشتہ اٹھارہ مہینے کی مدت میں مدراس کی کانگریسی حکومت ۷۵ کروڑ روپیہ قرض لے چکی ہے۔ صوبے میں ہندی زبان کو زبردستی رائج کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کرمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کا استعمال برابر جاری ہے اور نشہ بندی اسکیم نافذ کی جا رہی ہے۔"

یہ کوئی نئی باتیں نہیں وہی شکایات ہیں جو ہم نیک نیتی اور بہی خواہی کے جذبہ کے ساتھ کانگریس کے خلاف پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

ان اقتباسات کو غور سے پڑھیے اور دیکھئے کہ ہم جو شکایات پیش کر چکے ہیں دونوں مذکورہ خطبات میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ انہی کا اعادہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ ہمیں بہت افسوس ہے کہ کانگریس نے مہاسبھائی استیلا سے مغلوب ہو کر اپنے وقار کو خطرے میں ڈالنے کے علاوہ ملک کے تمام بڑے بڑے طبقوں کو اپنا مخالف بنا لیا ہے۔

کانگریس نے اپنے ممبروں کی تعداد بڑھانے کے لئے ہر اس شخص کو بلا تحقیق ممبر بنانا شروع کر دیا ہے جس نے چار آنے پیسے پیش کرکے اس کی خواہش کی۔ قاعدہ ہے کہ طاقتور کے ساتھ سب ہو جاتے ہیں۔ کانگریس کو قوت پکڑتے دیکھ کر تمام غرض مند اقتدار دوست اور شہرت پسند افراد اس میں شامل ہو گئے جنہوں نے اس چشمہ صافی کو گدلا کر دیا۔ یہ ہم ہی نہیں کہہ رہے پنڈت پرشوتم داس ٹنڈن بھی یہی فرما چکے ہیں۔ ابکہ کانگریس کو اس کا احساس ہوا ہے تو وہ ممبروں کی تعداد گھٹنے کے خوف سے مجرمین کے خلاف بھی حرکت نہیں کرتی اور برابر عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔

مسلم انڈیا کی نمایاں [illegible]

[illegible]

کا [illegible] تو [illegible]

کردیا [illegible]

کہ اگر [illegible]

سے [illegible] اور [illegible]

بے پروائی برتنے کا [illegible] ان [illegible]

کی تلافی کی طرف توجہ نہ کی گئی تو [illegible] مسلمان [illegible] مایوس ہو جائینگے اور

اس کے لئے [illegible] نقصان ناقابل تلافی ہو [illegible]

مسلم فرمانروائیوں کی رعایا نوازیاں

لیکن چونکہ یہ اختلاف دیانتدارانہ ہے اس [illegible]

کی تجویز بنظر استحسان دیکھا اور پورے غور و خوض اور اس کے [illegible]

کے بعد ہم نے اس کی حمایت شروع کر دی اس لئے نہیں کہ ہم [illegible]

[illegible]

[illegible] اور آزاد [illegible] اور [illegible]

[illegible] جا رہے ہیں وہاں ہندو [illegible]

[illegible] مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور قربانی گاؤ جیسے [illegible] فریضہ کی

ادائیگی پر [illegible] سات سات سال کے لئے جیل بھیجا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے اپنے عہد حکمرانی میں بھی کسی کو مذہبی احساسات [illegible]

[illegible] نہیں پہنچائی اور [illegible] اس کی کلچر اور زبان اور تمدن کی پامالی کی کوئی سعی

[illegible] ہندوستان میں مسلمانوں نے کم و بیش ہزار سال کے ساتھ حکمرانی کی

لیکن ہندو کلچر ہندو زبان اور ہندو تمدن آج بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی آمد

سے پیشتر تھا جس طرح آج کانگریسی صوبوں میں ہندو تمدن کو ٹھونسنے کی کوشش

[illegible] جاری ہے اگر مسلمان بھی اسی پر کاربند ہوتے تو آج اس بھارت

ورش میں ہندو تمدن کا نشان کہیں ڈھونڈے بھی نہ ملتا۔ اور ہر جگہ فارسی

[illegible] نظر آتی [illegible] مسلمانوں کی کشادہ دلی اور رواداری کا یہی ایک شاندار

ثبوت ہے کہ آٹھ سو برس کے بعد بھی ملک میں ہندو زبان ہندو کلچر اور

[illegible] موجود ہے حالانکہ ہندوؤں نے چند ہی سال کے اندر ذرا سے

اختیارات ملتے ہی دفتر کے دفتر الٹ ڈالے ہیں ہندی کی جا بجا ترویج

کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ذریعہ کانگریس یا ہندیاں عائد کرنی شروع کر دی ہیں بندے ماترم کو قومی گیت کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ دفاتر پر ترنگے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں، اردو اسکول بند کئے جا رہے ہیں گائیں زبردستی چھینی جا رہی ہیں دسہرہ جیسی کے اہتمام ہو رہے ہیں مدراس میں سرسوتی دیوی کی پوجا کرائی جا رہی ہے۔

یونیورسٹی کے نشان پر ناگ کی تصاویر چھاپی جا رہی ہیں اور اپنی تہذیب کو ہر تہذیب پر بالا کرنے اور رائج الوقت بنانے کی سعی ہے ہند اور تمام اقوام کو مغلوب بنا کر رکھنے کی تدابیر ہیں۔ ودیا مندر اسکیم بروئے کار لائی جا رہی ہے۔ نہ مندر سے ختم کئے جا رہے ہیں۔ اذان و نماز گاؤ کشی کے جھگڑوں کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے۔ یہ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ اگر ہندوستان کے کسی حصہ میں مسلم حکومت قائم ہی ہو جائے تو فیڈریشن کی اکثریت اسے سر اٹھانے کا موقع نہ دے۔

مسلم انڈیا کی انتہائی اہمیت

ہم نے یہ سمجھ کر کہ ہندو قوم اب تک بھی ہزاروں سال کی بہت اور فرسودہ تہذیب کو ہندوستان کی غالب تہذیب بنانے کا ولولہ ایک دن ٹھیں مارنے ہوئے سمندر کی صورت اختیار کر چکا ہے جسے اس مشترکہ حکومت کی صورت میں گوارا نہیں کیا جا سکتا اور آئندہ چل کر شدید جھگڑے پیدا ہونے اور مقصد آزادی کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے مسلم انڈیا کی تحریک کی پرجوش حمایت شروع کر دی ہے۔

تاکہ ایک طرف برادران وطن بھی اپنے ارمان بے روک ٹوک نکال سکیں اور دوسری طرف مسلمان بھی آزادانہ ترقی کر سکیں اور یہ واضح کر سکیں کہ وہ ہندوؤں کے کتنے اچھے ہمسائے ہیں اور انہیں ترقی کا کتنا جوش ہے اس طرح جیسا کہ مسٹر ساورکر نے بتایا ہے۔ ملک میں مسلمان دو فیڈریشن قائم کرانے کے لئے ضرور سرگرم کار ہیں جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ دونوں قومیں اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوں اور امور خارجہ یعنی حصول آزادی کی سعی یا کسی آئندہ زمانہ میں بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں دونوں ہمنوا رہیں۔

رہا یہ اندیشہ کہ اس طرح دونوں میں جنگ ہوگی تو اس کا کوئی قریبی امکان نہیں اس لئے کہ جب دونوں داخلی امور میں آزاد ہوں گے اور ایک کو دوسرے کے معاملات میں مداخلت کا کوئی حق ہی نہ رہے گا تو پھر جھگڑے بر پا ہی کیوں ہوں گے جھگڑے کا امکان دو فیڈریشنوں کی موجودگی میں نہیں ایک فیڈریشن کی موجودگی میں ضرور ہے۔ اس طرح کہ اس میں قدرتاً ہندو اکثریت ہوگی جو پنجاب و بنگال وغیرہ محکوم صوبوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کرے گی اور ان کے خلاف اسی طرح مصروف سازش رہے گی جس طرح کہ اب ہے۔

مسلمان اسے کسی حالت میں بھی گوارا نہ کریں گے اس لئے ضرور خانہ جنگی برپا ہوگی اور اس طرح حکومت برطانیہ کو ہمیں نااہل قرار دے کر دیئے ہوئے حقوق بھی ہم سے چھین لینے کا ایک قوی عذر ہاتھ آ جائے گا۔ بریں وجوہ ہمارے نزدیک دو فیڈریشنوں کا قیام ملک اور ہندو مسلم دونوں کے لئے مفید ہے مدبرین اہل ہنود ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔

مسلم انڈیا اور بہبود ہند

مسٹر ساورکر نے یہ جو کہا ہے کہ اس تقسیم سے ہندوستان دو ٹکڑوں میں منقسم ہو جائے گا۔ ایک میں مسلم راج ہوگا اور دوسرے میں ہندو راج اور یہ بجز قومیت متحدہ ہند کے لئے ضرر رساں ہوگی تو یہ بھی ایک توہم ہے یورپ کہ جس میں ہندوستان کے برابر ہی ہے اگر اس میں ایک درجن سے زیادہ حکومتوں کی موجودگی اس کی ترقی نہیں روک سکی یا آئرلینڈ کی آزادی وعلیحدگی کا کوئی ناخوشگوار اثر انگلستان کی طاقت پر نہیں پڑا تو ہندوستان پر کیا پڑ سکتا ہے جہاں مسلم اکثریت ایک دفعہ قائم ہو چکی تو وہ صد ہزار کوششوں کے باوجود بھی قائم رہے گی۔

پنجاب، کشمیر، سندھ، بلوچستان اور سرحد کی عظیم اکثریت مسلم کو کونسی طاقت فنا کر سکتی ہے۔ وہاں جو حکومت بھی قائم ہوگی اس کے خلاف اٹھنا قدرت سے مقابلہ کرنا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک فیڈریشن کی موجودگی ان کی دائمی غلامی کا پروانہ ثابت ہوگی اور ہندو اکثریت کی مداخلت نہ انہیں اجتماعی صورت اختیار کرنے دے گی اور نہ یہ متحدہ طور پر آزادانہ ترقی کر سکیں گے

اس پر مسلمانوں کو قدرتاً غصہ پیدا ہوگا وہ مخالفانہ اٹھ کھڑے ہوں گے تنگ آمد بجنگ آمد کی معاملہ ہوگا صدہا جھگڑے اور فتنے پیدا ہو کر دونوں کی غلامی کی عمر دراز کر دیں گے اور کسی کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اور تیسری طاقت اس سے فائدہ اٹھا لے گی۔ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ مسلم انڈیا کی تحریک کے مخالف اور یہ متحدہ قومیت ہند کے متعصب نے منافق بتانے والے ساورکر یا اسی خیال کے افراد یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان ابد الآباد تک غلامی کے اغلال و سلاسل میں جکڑا رہے اور جو اسے مل چکا ہے وہ بھی اس کے ہاتھ سے جاتا رہے اور فنا ہو جائے۔

ہم کہتے ہیں اور بہانگ دہل کہتے ہیں کہ ایک فیڈریشن کے قیام اور مسلم انڈیا کی مخالفت کی صورت میں یہی نتائج پیش آ رہے ہیں گے۔ ہندو کا فتنہ انگیز عنصر مسلمانوں کو ضرور دبانے کی سعی کرے گا اور جب مسلمان ہندوؤں کو عیش و آزادی کے ساتھ حکومت کرتے اور خود کو ریت ان کا دست نگر ہوتے دیکھیں گے تو وہ ہرگز اس صورت حالات کو گوارا نہ کریں گے۔

اس لئے ملک کی بہتری و آزادی اور خوشحالی و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ مسلم انڈیا کی تحریک کی ہمہ گیر حمایت کی جائے اور ہندوستان کی ان دونوں بڑی قوموں کو ترقی و پیش رفت کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔

وقت کی اہم ترین تحریک اور مسلم انڈیا

رہا یہ خیال کہ مسلمان اس طرح بیرونی مسلم حملہ آوروں کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں اور مسلم راج کے قیام کی آرزو انہیں بے چین کئے ہوئے ہے تو موخر الذکر آرزو تو کوئی بری آرزو نہیں آزادی ہر قوم کا پیدائشی حق ہے۔

اگر پاکستان میں مسلم راج قائم ہوگا تو بقیہ ہندوستان میں اسی طرح ہندو راج قائم ہوگا۔ یہ جو آزادی آزادی کی رٹ ایک مدت سے کانگریس کی زبان پر ہے کیا اس کا مفہوم رام راج سے کوئی جداگانہ ہے اس کا مطلب تو اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں سمجھا جا سکتا کہ ہندوؤں کی آرزو یہ ہے کہ وہ تمام ملک میں

یا تصدیق صیغہ کی [illegible] ایک [illegible] تھا مگر یا بت [illegible] میں ہی بہم [illegible] [illegible] کی طرف [illegible]

دوسری قوم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مسلمانوں کی [illegible]

پاکستان [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

سوشلسٹوں کی دانائی و بے لوثی

میں کہہ چکا ہوں [illegible] کانگریسی سوشلسٹوں [illegible]

قرار پا چکے ہیں [illegible] سوشلسٹوں کی طرف [illegible] اندیشہ [illegible] نہیں سکتا [illegible] میں ایک یہی [illegible] جماعت ایسی ہے جس کی طرف سے مسلمانوں کے تمام معقول مطالبات کی [illegible] صواب اور مروت سے پاک ہوتی ہیں ملک کی [illegible] کسی جماعت کو یہ غرضانہ احساس ہے تو وہ یہی جماعت ہے جس [illegible] کے صاحب اندیش اور بے غرض افراد شامل ہیں [illegible] انہوں نے کانگریس پر زور دیا تھا کہ وہ وزارتیں قبول نہ کرے لیکن اس کی آواز کانگریسی ہجوم میں گم ہو کر رہ گئی حالانکہ یہ رائے بہت صحیح رائے تھی۔

[illegible] کانگریس میں سوشلسٹوں کی آواز صوفی نو یہ کہ یہ اس مضمون میں واضح [illegible] مسلمانوں [illegible] اور غیر [illegible] ہرگز اس سے شکوے کا [illegible] انصاف [illegible] میں [illegible] [illegible] اور [illegible] کا سچا اور والی [illegible] ایک [illegible] محنت سے [illegible]

[illegible] کانگریسی [illegible] اگر وہ [illegible] کانگریس [illegible]

کانگریسی مسلمانوں کا فریضۂ اولین

[illegible] مسلم لیگ کے [illegible] کی [illegible]

[illegible] کانگریس [illegible] عروج پر تھا اور مولانا محمد علی [illegible] کے صدر بنے تھے۔

[illegible]

[illegible] مسلم لیگ کا شعور برابر تقویت پذیر ہوتا [illegible] سوشلسٹ [illegible] کانگریسی مسلمانوں [illegible] کانگریس اس کی اہمیت محسوس کرکے اس کی [illegible]

ضرورت [illegible] اور [illegible] ہزار ہا نمونے کی ضرورت ہے، جو جو بھائی اس تحریک سے متفق ہوں۔ وہ زیادہ [illegible] نام و پتہ لکھ کر روانہ فرمائیں تاکہ سوالی کا پرچہ ان کو نمونہ میں بھیجا جاسکے جو بانی فرما کر اپنے قصبہ، شہر اور [illegible] کے پڑھے لکھے اور معتمد آدمیوں کے نام و پتہ لکھ کر روانہ فرمایئے۔ یہ جیسا اہم قومی کام ہے اسی نسبت سے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہئے۔

عبدالحمید

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب۔ اللہ عزوجل کا فرمانا ذٰلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام یعنی مکہ والوں کے علاوہ سب کے لئے تمتع کی اجازت دیتا ہے۔ اور ابوکامل نے بواسطہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے متعۃ الحج کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین و انصار نے اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب لوگوں نے حج کا احرام باندھا پھر جب ہم مکہ پہنچ گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دو سوا اس شخص کے جس نے ہدی کی تقلید کی ہو چنانچہ ہم سب نے ایسا ہی کیا، پھر ہم نے کعبہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور ہم عورتوں کے پاس گئے اور ہم نے دھلے ہوئے کپڑے پہنے اور آپ نے فرمایا کہ جس نے ہدی کی تقلید کی ہو اس کے لئے احرام سے باہر ہونا جائز نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے قربانی ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے پھر ترویہ کی رات میں آپ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم لوگ حج کا احرام باندھیں چنانچہ ہم لوگوں نے حج کا احرام باندھ لیا، پھر جب ہم مناسک سے فارغ ہو گئے تو ہم آئے اور ہم نے کعبہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا بس ہمارا حج پورا ہو گیا اور ہم پر قربانی واجب ہوئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع کرے اس پر ضروری ہے کہ جو قربانی میسر ہو وہ کرے، پھر جو شخص مقدور نہ رکھتا ہو وہ تین دن زمانہ حج میں اور سات دن جب تم اپنے شہروں میں لوٹ کر جاؤ روزہ رکھے ایک بکری (کی قربانی) کافی ہے پس سب لوگوں نے ایک سال میں دو نسک یعنی حج و عمرہ کے درمیان جمع کیا اور بیشک اللہ نے اس کو اپنی کتاب میں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نازل فرمایا ہے اور اس کو مکہ والوں کے سوا سب لوگوں کے لئے جائز کر دیا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ذٰلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام اور حج کے مہینے جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ ہیں شوال ذی قعدہ، ذی الحجہ پس جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے اس پر قربانی یا روزے واجب ہیں اور رفث کے معنے جماع اور فسوق کے معنے گناہ کی باتیں اور جدال کے معنے جھگڑا کرنا۔

باب۔ مکہ میں داخل ہونا دن کو مسنون ہے یا رات کو

۱۴۵۶۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر ذی طویٰ میں رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی بعد اس کے آپ مکہ میں داخل ہو گئے اور حضرت عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب۔ مکہ میں کس مقام میں داخل ہونا مسنون ہے

۱۴۵۷۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ علیا کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور ثنیہ سفلیٰ کی طرف سے مکہ سے نکلتے تھے۔

باب۔ مکہ سے کس طرف نکلنا چاہئے۔

۱۴۵۸۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ علیا کے مقام کداء سے جو بطحا میں ہے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور ثنیہ سفلیٰ کی طرف سے نکلتے تھے۔

۱۴۵۹۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو اس کی بلندی سے تشریف لائے اور جب چلے گئے تو اس کی پستی سے نکلے۔

۱۴۶۰۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور کدیٰ کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے۔

۱۴۶۱۔ عروہ اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے مکہ میں تشریف لائے ہشام کہتے ہیں عروہ دونوں طرف سے مکہ میں داخل ہوتے تھے کداء سے بھی اور کدیٰ سے بھی اور اکثر کدیٰ سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا۔

۱۴۶۲۔ عروہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء کی طرف سے جو مکہ کی بلندی پر ہے مکہ میں داخل ہوئے اور عروہ اکثر کدیٰ کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا۔

۱۴۶۳۔ ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء کی طرف سے جو کہ بلندی پر ہے مکہ میں داخل ہوئے اور عروہ کداء اور کدیٰ دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے اکثر کدیٰ کی طرف سے داخل ہوتے اور وہ ان کے مقام سے قریب تھا ابو عبداللہ کہتا ہے کہ کداء اور کدیٰ دو مقاموں کا نام ہے

باب۔ مکہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالےٰ کا فرمانا:۔

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود و اذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الاخر قال ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

(ترجمہ) اور اسے نبی وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ بنا دیا اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو یہ حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں سجدہ کرنے والوں کے لئے صاف کر دو اور جب ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ اے پروردگار میرے اس مقام کو ایک بامن شہر بنا دے اور

۱؎ یعنی تمتع اس شخص کے لئے جائز ہے جس کے گھر والے مسجد حرام (یعنی مکہ) کے رہنے والے نہ ہوں

اور [illegible] [illegible] نہیں [illegible] آتے [illegible]

[illegible]

۱۴۶۴ [illegible] کعبہ کی تعمیر کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر اٹھا کر لا رہے تھے تو حضرت عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی ازار [illegible] [illegible] [illegible] آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف [illegible] [illegible] میرا ازار مجھے [illegible] [illegible] آپ [illegible]

۱۴۶۵ حضرت [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت [illegible] کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] تمہاری قوم نے جب کعبہ کو بنایا تو ابراہیم کی بنیاد سے [illegible] عرض کیا [illegible] ابراہیم کے بنیاد کے موافق [illegible] نہیں [illegible] تو [illegible] خدا صلی [illegible] کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] قریب ہیں صرف اسی [illegible] کعبہ ابراہیم کی بنیاد کے موافق پورا نہیں بنا۔

۱۴۶۶ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] دیوار کی بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں [illegible] آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا اس سبب سے انہوں نے داخل نہیں کیا، میں نے عرض کیا کہ دروازہ کی کیا کیفیت ہے کہ کیوں اس قدر اونچا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم نے اس لئے کیا کہ جسے چاہیں کعبہ کے اندر داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں اور اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا اور میں اس بات کا خوف نہ کرتا کہ ان کے دلوں کو برا معلوم ہوگا تو ضرور میں دیوار کو کعبہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا۔

۱۴۶۷ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ ڈالتا بعد اس کے اس کو ابراہیم کی بنیاد کے موافق بناتا اس لئے کہ قریش نے اس کی عمارت کو [illegible] [illegible] اس کا دروازہ بھی [illegible] سر نو ابراہیمی طرز کے موافق [illegible]

۱۴۶۸ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کے منہدم کرنے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو پھر اس میں داخل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیم کی بنیاد کے موافق [illegible] یہی بات [illegible] ہے جس نے ابن زبیر کو کعبہ کے منہدم کرنے پر آمادہ کیا [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر کو دیکھا ہے کہ جب انہوں نے کعبہ کو [illegible] بنایا اور اس میں حجر اسود کو داخل کیا اور بیشک میں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کو دیکھا ہے چند پتھر ایسے تھے جیسے اونٹ کے کوہان جریر کہتے ہیں میں نے یزید سے کہا کہ اس کا مقام کہاں ہے [illegible] یزید نے کہا میں [illegible] دکھاتا ہوں [illegible] حجر اسود کے پاس گئے تو انہوں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا [illegible] میں نے حجر اسود سے [illegible] چھ گز [illegible]

باب حرم کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذي حرمها وله كل شيء وامرت ان اكون من المسلمين اور قول [illegible] او لم نمكن لهم حرما امنا يجبى اليه ثمرات كل شيء رزقا من لدنا ولكن اكثرهم لا يعلمون حرم کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے [illegible] مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی [illegible] حرم بنایا ہے [illegible] بزرگی عنایت فرمائی اور اس شہر کی [illegible] اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے [illegible] اور قول اللہ تعالیٰ کا کیا ہم نے ان لوگوں کو ایک امن دینے والے حرم میں [illegible] جہاں ہر قسم کے میوہ جات ہماری طرف سے بطور رزق کے [illegible] لائے جاتے ہیں مگر ان میں کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۱۴۶۹ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ [illegible] شہر ہے کہ اس کو اللہ نے بزرگی عنایت فرمائی ہے یہاں کا [illegible] نہ توڑا جائے اور نہ یہاں کا شکار بھگایا جائے اور یہاں کی پڑی ہوئی چیز [illegible] شخص اٹھائے [illegible] جو اس کی تعریف کرے۔

باب مکے [illegible] میں وراثت جاری ہونا اور ان کی خرید فروخت درست ہے اور [illegible] برابر کا حق رکھتے ہیں [illegible] کوئی ان کا مالک نہیں [illegible] بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے ان الذين كفروا ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام الذي جعلناه للناس سواء العاكف فيه والباد ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب اليم [illegible] لوگوں نے [illegible] اور [illegible] راہ سے اور [illegible] لوگوں کو روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام لوگوں کے لئے یکساں بنایا ہے وہاں کے مقیم ہوں یا مسافر اور جو شخص [illegible] [illegible] دردناک عذاب چکھائیں گے یا مکے کے تمام مقامات و مکانوں کا مالک نہیں ان میں وراثت جاری ہو سکتی ہے اور ان کی خرید و فروخت درست ہے

ـــــــ

لہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑا ثواب سمجھا جاتا تھا کہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کیا جائے اسی طرح اس کی تعمیر میں بھی برہنہ ہونا ثواب خیال کرتے تھے [illegible] بعض لوگ جو ضعیف الایمان تھے ان کی طرف سے [illegible] کعبہ کو از سر نو بنایا تو وہ کہتے کہ ایسے بھی ہیں کہ کعبہ کو منہدم کر دیا۔

کتاب الفقہ

طلاق کی دوسری تقسیم

ایک تو طلاق کی تقسیم دینے کے اعتبار سے وہ تھی جس کا اوپر بیان ہوا اس کے علاوہ طلاق کی دوسری تقسیم یہ ہے کہ اس کی تین قسمیں ہیں. رجعی، بائن اور مغلظہ. ان تینوں کی علیحدہ علیحدہ تعریف اور صورت کا بیان آئندہ آرہا ہے مگر ایک بات سابقہ تقسیم کے ضمن میں یہ اور یاد رکھیئے کہ مسنون اور بدعت دونوں طلاقوں کے ایک تیسری قسم اور بھی ہے اور وہ طلاق حسن ہے. وہ یہ ہے کہ مرد عورت کو اس طہر میں ایک طلاق دیدے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت کا زمانہ ختم ہو جائے. ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ صحابہ اس طلاق کو سب سے بہتر جانتے تھے بہ نسبت طلاق سنی کے۔

طلاق رجعی یہ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ صریح طلاق دیدے. اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے درمیان بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے. یعنی جس طلاق دینے کے بعد رجعت ہو سکے وہ فقط دو تک ہے کہ طلاق دینے کے بعد اگر عدت کے درمیان راضی ہو جائے تو مطابق قاعدہ شرعی کے رجوع کر لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ طلاق کے لئے کوئی وقت معین نہ تھا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دیتا پھر اس سے رجوع کر لیتا تاوقتیکہ اس کی عدت نہ گذری ہوتی. اس وقت انصار میں سے ایک میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا. مرد نے کہا کہ میں تجھے ایسا کر چھوڑوں گا کہ نہ تو شوہر والی رہے گی اور نہ بے شوہر والی. پس اس نے اپنے اس عہد کے مطابق یہ کیا کہ اس کو طلاق دیتا جب اس کی عدت گذرنے کے قریب ہوتی تو اس سے رجوع کر لیتا اس نے چند بار ایسا ہی کیا اس پر اللہ تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا:۔

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان	طلاق دو ہے پھر بطریق معروف روکنا ہے یا خوبی سے رہا کرنا.

یعنی اپنی عورتوں کو دو طلاقوں کے بعد یا تو شرعی حقوق کے ساتھ روک رکھو اور یا خوبی کے ساتھ ان کو آزاد کر دو. اس آیت میں باری تعالے نے طلاق کو معین کر دیا ہے کہ وہ تین عدد ہیں کہ بعد تین طلاق کے رجعت نہیں اور عدد اس طلاق کے جس میں شوہروں کو رجعت کا اختیار ہوتا ہے دو ہیں. ابن کثیر کہتے ہیں کہ جب عورت کو ایک طلاق دی یا دو طلاق دیں تو اس کو عورت کے بارہ میں رجوع کرنے کا اختیار باقی ہے جب تک وہ عدت میں ہے پھر چاہے اصلاح کی نیت سے رجوع کر لے اور چاہے اس کو چھوڑ دے کہ اس کی عدت گذر جائے پس طلاق کے بعد وہ بائنہ ہو جائے گی۔

طلاق رجعی و بائنہ یاد رہے کہ طلاق کی باعتبار حکم دو قسمیں ہیں بائنہ اور رجعی. بائنہ اس طلاق کو کہتے ہیں جس میں بغیر نکاح جدید کے حق رجعت باقی نہیں رہتا اور طلاق رجعی یہ ہے کہ ایام عدت گذرنے سے قبل بغیر نکاح جدید کے شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قول کو واپس لیلے اور جماع کرے. طلاق احسن جس کا بیان گذر چکا طلاق بائنہ ہوتی ہے کہ اس میں حق رجوع باقی نہیں رہتا. طلاق مسنون میں بھی اگر ایام عدت گذر جائیں تو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے اور ایام عدت گذرنے سے قبل تک حق رجوع باقی رہتا ہے بشرطیکہ تین طلاقیں پوری نہ ہوئی ہوں. طلاق بدعت بھی طلاق بائنہ ہوتی ہے صحابہ کے فیصلوں اور متعدد روایتوں سے یہ امر ثابت ہے کہ طلاق بدعت سے عدت بالکل بائنہ ہو جاتی ہے اور حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے صرف ایک قسم ہے جس میں حق رجوع باقی رہتا ہے وہ یہ کہ مرد عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دے تو اس وقت رجوع واجب ہے پھر جس وقت عدت سے فارغ ہو اس وقت طلاق دینی چاہیئے۔

رجوع کے مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیجئے اور جان لیجئے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں رجوع ہو سکتا ہے۔

(۱) جبکہ طلاق کچھ مال لیکر دی گئی ہو۔

(۲) آزاد عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں. اگر تین دیدیں تو پھر رجوع اس صورت میں درست ہے کہ عورت مدخولہ ہو اور دخول تسلیم کرتی ہو اور اگر وہ مدخولہ ہونا تسلیم نہ کرے تو پھر رجوع ناجائز ہوگا۔

طلاق بائن اور طلاق مغلظہ میں رجوع نہیں ہو سکتا. اول میں نکاح بلا حلالہ اور دوسری میں نکاح بعد حلالہ و انقضائے عدت ثانی کے کرنا چاہیئے۔

طلاق کی لفظی تقسیم

طلاق کی تقسیم باعتبار لفظ کے دو ہیں (۱) صریح اور (۲) کنایہ. یعنی طلاق صریح اور طلاق کنایہ. طلاق صریح اس وقت ہوگی جبکہ لفظ طلاق یا اس کا کوئی مشتق صیغہ استعمال کیا جائے اور طلاق کنایہ اس وقت ہوگی جبکہ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن میں طلاق اور غیر طلاق دونوں معنوں کا احتمال ہو. اب یہ طلاق دینے والے کی نیت پر موقوف ہے کہ وہ جس معنی کی چاہے نیت کر سکتا ہے۔

طلاق صریح کی مثالیں یہ ہیں اگر کوئی اپنی منکوحہ کو کہے کہ میں نے تم کو طلاق دی یا تو مطلقہ ہے. یا کہے اے مطلقہ تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی. اگرچہ اس کی نیت طلاق بائن کی ہو. یا ایک سے زیادہ طلاق کی. یا عام طلاق کا ارادہ ہو یا تعداد طلاق بہرحال ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

اگر عورت کے اس عضو یا بند کو طلاق دی جس کا اطلاق عرفاً تمام بدن پر ہو سکتا ہے مثلاً یوں کہے کہ تیری گردن پر طلاق یا تیرے سر کو طلاق یا تیرے منہ کو طلاق اور یا تیری روح کو طلاق تو ان سب صورتوں میں بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر یوں کہے کہ تیرے شکم یا پشت کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ پہلے الفاظ و عضو کا اطلاق

تمام جملوں میں جو کہ اوپر لکھے ہیں اضطرار یعنی غصہ وشکم پری یا مذاق کی حالت [illegible] نہیں۔ مذکورہ بالا صورتوں میں اگر طلاق کی نیت کرے تو پھر ذیل واقع ہوگی ورنہ ایک بائن طلاق بھی جا سکتی۔

طلاق کنایہ

لغت میں کنایہ کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں اور شرع میں کنایہ وہ الفاظ ہیں جن میں طلاق کے معنی واضح نہ ہوں بلکہ جن سے طلاق کے معنی بھی نکلتے ہیں [illegible] تین قسم کے ہیں ان کے استعمال [illegible] تین موقع دخل ہیں۔

(۱) [illegible] عورت کے [illegible] کوئی دیگر [illegible] یا رضا اور خوشی کی حالت میں طلاق کنایہ کے الفاظ استعمال کرے تو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ اس میں نیت نہ پائی جائے۔

(۲) دوسرے جس [illegible] وقت طلاق کا ذکر عورت کی طرف سے یا اور کسی جانب سے [illegible] کنایہ استعمال کرنے سے طلاق ہو جائیگی [illegible] صورت میں [illegible] کی [illegible] کوئی موقعہ دخل [illegible] [illegible] طلاق [illegible]

تیسرے [illegible] عورت کو طلاق بالکنایہ کے الفاظ سے [illegible] نہیں طلاق بغیر نیت [illegible] واقع ہو جاتی ہے۔

[illegible] آخری صورت سے اندازہ لگائیے کہ طلاق کا مسئلہ کتنا نازک اور [illegible] غصہ کی حالت میں طلاق ہی واقع ہو جاتی ہے۔ لہذا ہر وقت مرد [illegible] درمیان [illegible] ہو [illegible] چاہیئے کہ [illegible] غصہ کی حالت میں بھی طلاق کا لفظ [illegible] ان پر [illegible] اس حالت میں خاص طور پر اس بات کی احتیاط رکھنی چاہیئے۔

طلاق کنائی کے الفاظ

یہ الفاظ دو قسم کے ہیں۔ (۱) اپنی عورت کو کہے کہ تو عدت میں بیٹھ جا یا اپنے رحم کو پاک کر یا تو اکیلی ہے ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے یعنی ان صورتوں میں بغیر تجدید نکاح کے عورت سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲) اپنی منکوحہ کو مخاطب کر کے کہے تو بائن ہے یا تو حرام ہے یا تو اپنے باپ بھائی کے پاس جا کر رہ۔ یا میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ یا میں نے تم کو جدا کیا۔ یا میں نے تجھے آزاد کیا یا تو نکل جا۔ یا تو دور ہو جا۔ یا تجھے اپنا اختیار ہے۔ یا میں نے تم کو رخصت کیا یا تو بری ہو جا۔ یا تو دوسرے شوہر کی جستجو کر۔

ان تمام الفاظ سے اگر ایک یا دو طلاق کی نیت ہوگی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاقیں مراد ہوں گی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر طلاق صریح کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی نیت نہ کی یا طلاق بائن کی نیت کی یا تین طلاقوں کی نیت کی تو ہر حال ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر یہ الفاظ کہے تو طلاق ہے تو طلاق والی ہے خاص طلاق کی، تو طلاق والی ہے کسی طلاق سے تو ان لفظوں سے ایک طلاق رجعی پڑے گی بشرطیکہ نیت کچھ نہ ہو یا نیت ایک طلاق یا دو طلاق کی کرے۔ لیکن اگر تین طلاقوں کی نیت کرے گا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اگر کسی نے کہا کہ تجھے آدھی طلاق ہے یا تہائی طلاق ہے تو ان دونوں صورتوں میں پوری طلاق پڑے گی اور دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں پڑیں گی اور یوں کہا یہاں سے شام تک طلاق ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر یہ کہے کہ اس گھر کے اندر یا گھر کے اندر طلاق ہے تو طلاق اسی وقت پڑ جائیگی یعنی [illegible] یہاں شام اور گھر کا ذکر [illegible] کے لئے ہے ورنہ ہر ایک جگہ اور وقت [illegible] حکم ہے۔

طلاق کنایہ کے الفاظ کا ایک قاعدہ

طلاق کنائی کے سلسلہ میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ کنایات سے عورت کو طلاق نہیں پڑتی مگر نیت سے یا [illegible] کے باعث اور طلاق کنائی کے الفاظ کی جو قسمیں بیان کی گئی ہیں ان کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ قسم اول کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگر ان کے سوا دوسرے کنایات سے تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگرچہ دو کی نیت کرے کنایات میں تین طلاقوں کی نیت کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے ان کے نزدیک کنایات میں طلاق رجعی پڑتی ہے لیکن حضرت امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے جب شوہر اپنا ملک میں اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہے۔

اگر شوہر نے تین بار کہا تو حیض شمار کر اور اول سے نیت طلاق کی کی اور دوبارہ حیض کے شمار سے عدت مراد لی تو اس کا قول مانا جائے گا۔ اور اگر ان دو پہلے حیضوں کے شمار سے کچھ نیت نہ کی تو تین طلاقیں پڑیں گی۔ اگر کہا کہ تو میری بیوی نہیں یا میں تیرا خاوند نہیں اور ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائے گی۔

یاد رہے طلاق صریح، طلاق صریح اور طلاق بائن دونوں سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سے ملتی ہے نہ بائن سے مگر اس صورت میں کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو شرط کی حالت میں بائن سے بھی مل جاتی ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی یا طلاق کنایہ سے دی پھر اس طلاق کی عدت میں دوسری طلاق صریح دی تو یہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے مل جائیگی اور دو طلاقیں واقع ہوں گی اسی طرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے مل جائیگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہ دوسری اول کے ساتھ نہ ملیگی اس لئے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہو چکی تو پھر طلاق کا محل نہ رہی ہاں اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اس کا پڑنا شرط پر موقوف ہوگا، اس سے پہلے نہ ہوگا اس لئے دوسری بائن اس اثناء میں پڑ سکتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ طلاق صریح کے بعد طلاق بائن بھی لاحق ہو سکتی ہے مثلاً کسی نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ تم کو طلاق ہے اس کے بعد کہا تو مجھ سے جدا ہے اس صورت میں دو طلاق واقع ہوں گی۔ لیکن طلاق بائن کے بعد طلاق بائن واقع نہیں ہوتی مثلاً کسی نے کہا تو مجھ سے جدا ہے یا دور ہے پھر کہا تو مجھ سے جدا ہے یا دور ہے تو اس صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

تذکرۃ الصحابہ

غلامی میں پیدا ہو کر سرداری کی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

شانِ اسلام حضرت بلال اسلام کے وہ یگانہ روزگار فرزند جلیل ہیں جو کہ نہ صرف مسلم بلکہ اسلام کی آقائی کی اور جن پر پوری دنیائے اسلام ہمیشہ ناز کرتی رہی اور ناز کرتی رہے گی۔ حضرت فاروق اعظم امیر المومنین تھے آقائے عالم تھے مگر آپ کو آقا ہی کہہ کر پکارتے رہے۔ آپ کی کتاب زندگی روشن ابواب سے منور ہے دنیوی طور پر بنی جمح آپ کے آقا حضرت رباح آپ کے باپ حمامہ آپ کی والدہ تھیں۔ ارض مکہ ہی کی خاک پاک سے لکھے۔ نسلاً حبشی نژاد تھے جیسا کہ مشہور ہے حبشیوں کی طرح بالکل سیاہ فام اور بد صورت نہ تھے۔ گندمی رنگ تھا۔ سر کے بال بہت گھنے اور خمدار تھے قد لانبا اور جسم لاغر تھا مکہ کی آب و ہوا نے چہرہ مبارک کی سیاہی دور کر کے گندم گوں بنا دیا تھا۔ البتہ قریش کی طرح گورے چٹے نہ تھے۔ لیکن قلب تھا کہ تجلی گاہ انوار بنا ہوا تھا۔

اس وقت جبکہ ارض مکہ کی گوری چٹی اور خود بر مخلوق کفر و ضلالت کی گھٹا ٹوپ میں بھٹک رہی تھی اور نام نہاد آقائی و ریاست کا داعیہ رکھنے والے بتوں اور بت پرستوں کے قدموں پر اپنی پیشانیاں رگڑنا اور جبیں سائی کرنا ہی شان عظمت سمجھتے تھے اس وقت بلال حبشی نژاد بلال رضی اللہ عنہ غلامی کے بند ھنوں میں جکڑا ہوا بلال خدائے وحدہ لاشریک کا پرستار خاص بنا ہوا اسی کے آستانہ پر اپنی پیشانی رکھے ہوئے تھا اسی کو پوجتا تھا اسی کو پکارتا تھا۔ اسی کی غلامی و عبدیت کا دم بھرتا تھا ابھی وادیٔ بطحیٰ میں صرف سات ہی نفوس قدسیہ قلب انوار ربانی سے مستنیر ہوئے تھے کہ شمع توحید کی روشنی دیکھ کر آپ کے قلب پر بھی بجلی گری آپ بھی پروانہ وار دوڑے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر گرد گھومنا شروع کر دیا۔

سیلابِ مظالم کا بہاؤ اس وقت کا اسلام آج جیسا فلسفی اور رسمی اسلام نہ تھا اس کے لئے مطلق توحید و رسالت کا اقرار باقلب باللسان کافی کیا سب سمجھتا۔ وہ آپ نے کر لیا مگر اس کی قیمت میں آپ کو ایک مدت کے لئے اپنی تمام آسائشیں اور سکون قربان کر دینا پڑا۔ حضرت بلال کی حیثیت ایک غلام ہی کی حیثیت تھی جن کی آواز سننے والا اس فلک نیلی فام کے نیچے اور کوئی نہ تھا کوئی ظلم و جور ایسا نہ تھا جو آپ کو راہ حق سے ہٹانے کے لئے روا نہ رکھا گیا ہو جلتے ہوئے سنگریزوں پر لٹائے گئے۔ تپتی ہوئی ریگ پر ڈالے گئے۔ سڑکوں پر گلوئے مبارک میں رسیاں ڈال کر گھسیٹے گئے۔ بری طرح زدوکوب کئے گئے بدلے تو آپ کمزور تھے کوئی زیاد سننے والا نہ تھا جو چاہتا تھا آپ کو ستا لیتا تھا ہر شخص آپ کے دکھ دینے کے لئے تیار رہتا تھا لیکن امیہ بن خلف آپ کی اذیت دہی میں پیش پیش تھا بدبخت ہر روز نئے آئین اذیت تلاش کرتا کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر تیز دھوپ میں بٹھا دیتا کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر مارتا۔ دوپہر میں آپ کو تپتے ہوئے سنگریزوں پر اوندھا لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیتا اور جب دیکھتا کہ تمازت آفتاب آپ کو بیتاب بنا رہی ہے تو کہتا ہے بلال! اب بھی محمد کے خدا کو پوجنے سے باز آ۔ اس کا نام نہ لے لیکن آپ کی زبان سے احد احد ہی نکلتا رہتا۔ لونڈے گلے میں رسی ڈال کر شہر میں گھسیٹے پھرتے مگر زبان مبارک پر احد احد ہی ہوتا۔

غرض آپ نے صرف توحید پرستی کے جرم میں انتہائی روح فرسا اور قصابانہ مظالم پورے استقلال و استقامت کے ساتھ برداشت کئے یہ آپ کی کا حوصلہ اور قوت ایمانی تھی کہ جنبش نہ ہوئی اس زمانے کے مسلمان تو بے حقیقت نفع و فائدہ کے لئے بھی ایمان کی پرواہ نہیں کرتے اور آج اگر ان مظالم کے ہزارویں حصہ سے بھی کسی مسلمان کو دوچار ہونا پڑے تو شاید ہی وہ کچھ دیر بھی اس کا حریف بن سکے حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں بہترین و برترین متاع ایمان ہے نہ اس لذت چش تھے اس لئے سر پہاڑ بھی چلتے تھے تو پرواہ نہ کرتے تھے۔

منصبِ مؤذنی پر تقرر ایک روز حضرت صدیق اکبر اس طرف سے گزرے اور ایک رقم خطیر دیکر آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس کے بعد آپ مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے اور حضور نبی کریم نے ابو رویحہ عبد اللہ بن عبد الرحمن خثعمی سے سلسلہ مواخات قائم کرا دیا دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت تھی اور آخر وقت تک عزیزانہ تعلقات قائم رہا جب مدینہ منورہ میں پہلی مرتبہ مسجد تعمیر ہوئی اور نماز پنجگانہ کے اعلان کے لئے اذان کا طریقہ وضع کیا تو حضور نبی کریم نے آپ ہی کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت بلال کے قلب پر انوار میں پوری صلاحیت و استعداد موجود تھی اور باطنی کمالات حاصل کر چکے تھے اس لئے آواز میں بہت درد اور بہت دلکشی تھی جب بلند آواز سے اذان دیتے تھے تو پہلو میں قلب حزیں ہو جاتے تھے۔ عورتیں شبستان حرم۔ مرد اپنا کاروبار اور بچے کھیل کود چھوڑ کر ایک والہانہ وارفتگی کے ساتھ اردگرد جمع ہو جاتے تھے اور سب پر ایک بیخودی طاری ہو جاتی تھی سفر و حضر میں آپ ہی اذان دیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم کے بعد آپ نے اذان ترک کر دی تھی لیکن جب آخری دفعہ فلسطین میں اذان دی ہے تو سب کی آنکھیں پرنم تھیں۔

مجاہدانہ جوش و شجاعت حضور نبی کریم کی تعلیم نے انسانوں میں کچھ ایسی روح پھونک دی تھی کہ بندے آقا اور بزدل شیر غراں کمزور قوی اور پست طبیعت اولوالعزم بن گئے حضرت بلال کی کیا حیثیت تھی ملوا اٹھانا تو ایک طرف تنہا سر اٹھانے کا بھی یارا نہ تھا لیکن اسلام نے وہ شجاعت پیدا کر دی کہ غزوات میں پوری صولت و شجاعت کیا تھ لڑے اور غزوہ بدر میں سب سے بڑے دشمن اسلام امیہ بن خلف کو جو جہاد ہی تھا

سہو ہو رہیں تھا آپ کا آ [illegible] جکا تھا [illegible] نے آپ [illegible]

دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا [illegible]

تمام شہ و غزوات میں [illegible] کے بعد سب [illegible]

کثرت [illegible] پہلے آپ [illegible]

آپ [illegible]

آپ [illegible]

حضرت صدیق اکبر [illegible]

ساتھ [illegible] کے بعد جب آپ [illegible]

صدیق اکبر [illegible]

[illegible]

فضائے بیت المقدس میں عندلیب توحید کا نغمہ

حضرت بلال [illegible]

سیدنا صدیق اکبر نے [illegible]

کی نیت [illegible]

کی تو انہوں نے [illegible]

اختیار ہوا کہ حضرت فاروق اعظم [illegible]

پر پہنچ گئے۔

کئی برس [illegible]

[illegible] فاروق اعظم [illegible]

میں پہنچے تو حضرت فاروق اعظم نے آپ کو اذان دینے کا حکم دیا عرض کی میں

عہد کر چکا تھا کہ [illegible]

میں آپ کی یہ خواہش [illegible]

یہ کہکر یہ عندلیب توحید [illegible]

آوازمیں جو اذان دی [illegible]

عہد رسالت کا نقشہ [illegible]

ابو عبیدہ اور معاذ [illegible]

شام میں توطن اور رشتہ ازدواج

حضرت بلال نے حضرت فاروق اعظم سے استدعا کی

کہ مجھے اپنے اسلامی بھائی حضرت ابو رویحہ کو اسی سرزمین میں توطن اختیار

کرنے کی اجازت دی جائے اجازت ملنے پر [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] انصاری پہلے سے یہاں آباد تھے ایک روز ان سے

[illegible]

[illegible] غلام ہی رہ چکا ہوں۔

[illegible] ہدایت ربانی سے دونوں کو اسلام

[illegible] غلامی کے [illegible] سے بھی آزاد ہو گئے اللہ تعالیٰ

[illegible] آپ کے خاندان سے رشتہ

[illegible] پوری کر دو گے تو خدا کا شکر ادا کریں گے

[illegible]

[illegible] تھے اور بہت بڑے

[illegible] اسلام نے تمام نسلی امتیاز مٹا دیئے ہیں

[illegible] کے ساتھ اپنی دختر

[illegible] (اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲)

زیارت رسول کا عاشقانہ منظر

تم بتا چکا ہے کہ باطنی حیثیت سے حضرت بلال

[illegible] ابتدای سے آپ کی ہاں

[illegible] عشق حقیقی سے

[illegible] اور ان

[illegible] ہو جاتے تھے

[illegible] ایک رات

[illegible] اگر ہماری

[illegible] قلب کی گہرائیوں کے

[illegible] وقت عالم مدینہ

[illegible] یہی موقع تھیں اور قلب

[illegible]

عاشق رسول [illegible] کر رکھدیا تھا

[illegible] طرح تڑپنے لگے

[illegible] حضرات حسن حسین

[illegible] جانتے تھے ان کی خواہش

[illegible] پر استادہ ہو کر

[illegible] فضا میں گونج اٹھیں

[illegible] محمد رسول اللہ کے نعرہ

[illegible] سب بیقرار ہو کر

[illegible] انسان اپنی جگہ بیتاب

[illegible] اتنا موثر نظارہ کبھی نہ

[illegible] جسد اطہر

[illegible]

روحانی عظمت و کمال

آپ نے حضور نبی کریم کی خدمت کو مقصد حیات بنا لیا تھا ہر وقت بارگاہ نبوی

میں حاضر رہتے تھے جہاں تشریف لیجاتے آپ ساتھ ہوتے، کاشانہ نبوت

کا انتظام بھی آپ ہی کے سپرد تھا بہت افلاس کی زندگی تھی پھر بھی جو میسر ہو جاتا اس میں سے ایک حصہ بچا کر حضور کے لئے ضرور رکھ لیتے مسجد نبوی کے موذن خاص کی حیثیت سے زیادہ وقت مسجد ہی میں گذرتا تھا آپ کی صحبت و قربت نے باطنی رتبہ بہت بلند کر دیا تھا اور روحانی فیض حاصل کرنے کا بہت کافی موقعہ مل گیا تھا عہد رسالت میں تو صرف عبادت اور مراقبہ و مشاہدہ ہی شغل خاص رہا پوری پوری راتیں عبادت و مراقبہ میں گذار دیتے تھے ایمان کو تمام اعمال حسنہ کی بنیاد و اساس سمجھتے تھے۔

اخلاقی مذہبی اور روحانی مرتبہ بہت بلند تھا آج کوئی سمجھے یا نہ سمجھے لیکن آپ کے باطنی کمالات اور روحانی عظمت ہی تھی کہ جانشین رسول حضرت صدیق اکبر نے خدا کا واسطہ دیکر آپ کو مصاحبت میں رکھا اور حضرت فاروق اعظم فرمایا کرتے تھے ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے سردار بلال کو آزاد کیا۔ متعدد شادیاں ہوئیں ان میں سے بعض تو عرب کے نہایت شریف اور معزز گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں لیکن کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

امتیازی خصوصیت

حضرت بلال کی زندگی میں یہ پہلو ہر مسلمان کے لئے درجہ بصیرت اور قابل تقلید ہے کہ آپ نے ایک غلام کے گھر میں غلام کی حیثیت سے پیدا ہو کر نہ صرف یہ کہ شرف قبولیت اسلام حاصل کیا بلکہ اپنی خوبی اخلاق، دیانت امانت اور راست بازی سے سرداری کا رتبہ حاصل کر لیا مسلمان تو بہت سے ہوئے مگر بلال کا رتبہ بہت کم بزرگ حاصل کر سکے۔ انتہائی شدید و خوفناک مظالم و مصائب حیرت انگیز استقلال و استقامت کے ساتھ برداشت کئے اس کے بعد شمع نبوت کے پروانہ بنکر ایک طرف روحانی علو پیدا کیا اور دوسری طرف انسانی فضائل سے بہرہ مند ہوگئے۔ جس کی عزت و اعزاز کے باوجود تواضع و خاکساری کا یہ عالم تھا کہ جب لوگ آپ کے فضائل کا تذکرہ کرتے تو فرماتے میں تو صرف ایک حبشی ہوں جو کل تک معمولی غلام تھا۔ بلال غلام پیدا ہوئے اور آقا بنکر دنیا سے رخصت ہوئے یہ ہے ذاتی و اخلاقی محاسن کا کرشمہ!

تذکرۃ الاولیاء

سید شاہ بڑے صاحب دہلوی

شاہی حکم پر گرفتاری

حضرت سید شاہ بڑے صاحب دہلی کے مشہور بزرگ ہوئے ہیں قادریہ سلسلہ کے مشہور بزرگ تھے سلطان محمد شاہ کے عہد میں آپ کا بہت شہرہ تھا اور اسی عہد میں آپ دہلی تشریف لائے آپ کے حالات تو بہت کم ملتے ہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ آپ صحیح النسب سادات تھے قادریہ سلسلہ میں مرید تھے۔ سلطان محمد شاہ کو کسی کامل درویش صاحب کمال کی تلاش تھی اور اسی لئے اس نے ایک حکم صادر کر دیا کہ دلی میں جو درویش و فقیر آئے اسے گرفتار کر کے جیلخانے بھیجدیا جائے۔ بہت سے فقراء گرفتار ہو کر جیلخانے بھیج گئے اور دلی میں ایک شور برپا ہو گیا لوگ اس حکم کے خلاف تھے لیکن شاہی حکم خاص کسی کی مجال نہ تھی جو اس کے خلاف آواز اٹھا سکتا اسی زمانہ میں آپ بھی کہیں سے دلی پہنچے۔ پولیس کے ایک منصبدار نے آپ کو دیکھا کہا کہ بادشاہ نے فقراء کی عام گرفتاری کا حکم جاری کر رکھا ہے آپ یہاں سے جلد نکل جائیے ورنہ گرفتار ہو جائیں گے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ آخر میں نے کیا جرم کیا ہے جو کوئی مجھے گرفتار کریگا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں سپاہی آ گئے اور آتے ہی انہوں نے آپ کو گرفتار کر لیا ہتھکڑی ڈال کر آپ کو کوتوالی لے گئے۔ کوتوال نے شاہی حکم کی تعمیل میں کوتوال کے سامنے انہیں پیش کیا اور فوراً لیکر جیلخانے بھیجدیا صرف گرفتاری ہی کا حکم نہ تھا بلکہ گرفتار شدہ سے مشقت بھی لی جاتی اور چکی پیسنا بھی کیا جاتا تھا اور عذاب کیا جاتا تھا۔

جیلخانہ کی تمام چکیاں خود بخود چلنے لگیں

جب آپ جیلخانے کے اندر پہنچے تو داروغہ جیلخانہ نے حکم دیا کہ چکی کو اور یہ غلہ پیسو اور چکی کی کوٹھری میں بند کر دیا۔ آپ نے کوٹھری میں بند ہو کر چکی کی طرف ایک نظر جو ڈالی ہے تو وہ خود بخود چلنے لگی یا یہ کہنا چاہئے کہ آپ سے آپ اندر غلہ جانے لگا اور آٹا پس پس کر جمع ہونے لگا اور آپ خود عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ یہ بھی حکم تھا کہ ہر قیدی کی نگرانی لمحہ بہ لمحہ کی جائے اور جو بات رونما ہو اس سے مطلع کیا جائے فوراً جیل کے اندر اس کا شہرہ ہو گیا اور فقراء بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں اور بے جرم و قصور اس جیل میں گرفتار ہو گئے ہیں کہاں تک چکیاں پیسیں خدا کے لئے ہمیں اس مصیبت سے رہائی دلوائیے۔ آپ نے جیلخانے کی تمام چکیوں کو حکم دیا کہ اللہ کے حکم سے چلو آٹا پیسو اور فقراء کو تکلیف مت دو۔ ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ تمام چکیاں چلنے لگیں اور آٹا پسنے لگا۔ داروغہ جیل کو فوراً مطلع کیا گیا وہ بھی یہ حالت دیکھکر متحیر ہوا اور بے ساختہ اسی وقت وہ گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً دربار شاہی میں پہنچا اور محمد شاہ سے عرض کی کہ حضور! آج جیلخانہ کے اندر ایک بڑا باکمال فقیر آیا ہے اسے کوٹھری میں بند کیا گیا تو اس کی چکی خود بخود چلنے لگی اور وہ خود ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہو گیا یہ سنکر اور فقراء التماس کرتے ہوئے ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے تمام چکیوں کو چلنے کا حکم دیا اب یہ حالت ہے کہ کوئی سو فقرا جیلخانے کے اندر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور تمام چکیاں خود بخود چل رہی ہیں اور جیلخانے کے اندر قیدیوں میں ایک شور برپا ہے۔

محمد شاہ بادشاہ کا اظہار عقیدت و نیاز

محمد شاہ تو خدا سے یہی چاہتا تھا اس کی آرزو ہی یہ تھی سنتے ہی اچھل پڑا بہت مسرور و بہتیج ہوا اور اسی وقت سوار ہو کر جیلخانے پہنچا آپ عبادت میں مشغول تھے محمد شاہ سامنے جا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا کچھ دیر بعد آپ نے آنکھ جو کھولی تو محمد شاہ قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ پہلے تو میں آپ سے اس گستاخی کی معافی مانگتا ہوں جو مجھ سے آپ کی قید و بند کی صورت میں ظاہر ہوئی لیکن اس سے اور اس حکم سے میرا مقصد یہ اور صرف یہ تھا کہ مجھے کوئی کامل درویش ملے اللہ تعالیٰ نے آج میری آرزو پوری کی اور میں اپنی مراد کو پہنچ گیا اور آپ مل گئے تو سب مل گیا۔

محمد شاہ کے اشارہ کرتے ہی سواریاں تیار ہو گئیں تمام درویش آزاد کرکے ان میں بٹھا دیئے گئے اور بہت سا زر نقد دیکر انہیں رخصت کر دیا آپکو ساتھ لیکر محل میں پہنچا اور آپ کے آرام و آسائش کے ساتھ رہنے کا بندوبست کر دیا اور خود خدمت میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دن کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں محمد شاہ نے فرمایا میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ آپ میرے پاس ہی رہیں اور جہاں فرمائیں آپ کے لئے خانقاہ تیار کرادی جائے۔ فرمایا تو اچھا چار کچی اینٹیں منگا اور انہیں کشتی میں رکھکر ساتھ لے میری کشتی میں تو اور میں بیٹھکر دریا کی سیر کریں گے وہاں کیا دیر تھی آن کی آن میں دونوں کشتی میں بیٹھکر جمنا کی سیر کرنے لگے جب کشتی عین وسط دریا میں پہنچی آپ نے وہ سب کی سب اینٹیں دریا میں چھوڑ دیں اور فرمایا جہاں یہ اینٹیں پڑی ہیں وہیں ہماری کٹیا ہوگی پانی بہت تھا اینٹوں کی تلاش ہوئی کہ عبث! آخر آپ کی کرامت و تصرف سے جمنا کا پانی خود ہٹ گیا اور آپ کشتی کو برابر لیجا کے اترے اور وہیں بیٹھ گئے۔

دریائے جمن کے وسط میں تعمیر خانقاہ

اسی خشک جگہ پر بادشاہ کے حکم سے آپ کی خانقاہ تعمیر کرائی گئی گو آپ کی خانقاہ عین وسط جمنا میں تعمیر ہوئی لیکن وسط دریا خانقاہ کا تعمیر ہونا پانی کا خود بخود ہٹ جانا اور اس کا خانقاہ تک نہ پہنچنا ایک عجیب و غریب اور ایسی کرامت تھی جس کا شہرہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا شہر بھر میں چرچے ہونے لگے تعمیر خانقاہ کے دوران میں بکثرت مخلوق لب دریا موجود رہتی اور تماشا

بھی رہتی جب خانقاہ تیار ہوگئی اور آپ اس میں متمکن ہوگئے تو ایک مخلوق تھی
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتی اور لوگوں کی جانا زیارت ہوتی ہمہ وقت آدمیوں سے
بھری ہوئی کشتیاں دریا میں تیرتی اور گشت لگاتی نظر آتی رہتی تھیں ہزاروں
انسانوں کا اجتماع خانقاہ میں رہتا۔ محمد شاہ بادشاہ خود برابر حاضر ہوتا رہتا
اور امراء و رؤسا اور تمام شہزادے حاضر ہوتے رہتے حاجتمندوں کی بھیڑ ہوتی
آپ سے منصفانہ کرامات صادر ہوتی رہتیں اور مخلوق خدا کے ہزار ہا کام نکلتے جمنا میں
بھی طغیانیاں آئیں مگر وہ کبھی کم نہ ہوا اور پانی کے زور سے خانقاہ کو کوئی نقصان
پہنچا اور نہ اس میں کوئی ٹوٹ پھوٹ چونکہ فقراء کا بھی ہجوم رہنے لگا تھا اس لئے آپ
لنگر خانہ بھی جاری کر دیا تھا اور مریدین کی تربیت و تعلیم کا بھی انتظام کر دیا گیا
تھا اللہ کی قدرت نظر آتی تھی جب دریا طغیانی اور جوش پر ہوتا تھا تو اندر چراغ
ہی چراغ نظر آتے تھے۔ وسط دریا میں جمنا کے بیچوں بیچ ہزاروں آدمی مقیم اور
مصروف عبادت نظر آتے تھے۔ دریا کی لہریں شور کرتی رہتی تھیں اور اندر دیگوں
میں فقراء کے لئے کھانا تیار ہوا کرتا تھا۔

آپ کا مزار بھی وہیں بنا اور آج تک اس سے کرامات کا صدور اسی شان
کے ساتھ جاری ہے۔ بڑی بڑی طغیانیوں میں پانی خانقاہ پر نہیں چڑھا مگر بند
کے سامنے وسط دریا میں عمارت موجود ہے اس وقت ہندوستان بھر میں
آپ کی کرامت اور آپ کی خانقاہ کا شہرہ تھا اور ہر طبقہ و خیال کے لوگ اسے
کھینچے آتے رہتے تھے۔

جواہرات کی صندوقچی کا دلچسپ منظر

آپ کے سجادہ نشین دوم خلیفہ میاں قادر بخش مجذوب تھے ان کی عجیب حالت تھی دن بھر تمام شہر میں گھومتے پھرتے تھے
جس کے گھر میں دل چاہتا گھس جاتے اور جو جی چاہتا اٹھا کر لیجاتے گھروں
میں گھس کر خود ہی روٹی کھا لیتے کوئی انہیں منع نہ کرتا۔ ایک روز آپ ایک
جوہری کے گھر میں گھس گئے اور ایک صندوقچی اٹھا لائے۔ اس وقت کس
کی مجال تھی جو آپ کو روکتا یا منع کرتا کیونکہ آپ کا یہی دستور تھا کہ ایک
گھر سے چیز اٹھائی اور دوسرے جا کر دیدی صندوقچی میں تھے قیمتی جواہرات
جوہری گو نہ پریشان ہوا۔ آپ تو اسی وقت گوجروں کو بلا لائے جو اصرار کرنے
لگے کہ یہ صندوقچی ہمیں دیدیجئے ادھر یہ جوہری مٹھائی لیکر حاضر ہوا اور
گوجروں کا اصرار دیکھکر بہت پریشان ہوا۔

آپ نے فرمایا تم اصرار کرتے ہو تو جھونپڑی کے اندر جاکر دیکھو ڈھونڈھو میں نے
تو اپنی صندوقچی کوٹھری کے اندر رکھدی ہے گوجروں نے بہت تلاش کی بہت
دیکھا مگر انہیں کہیں نہیں ملی مایوس ہوکر بیٹھ گئے۔ آپ جھونپڑی کے باہر بیٹھے ہوئے
تھے جوہری سے کہا اچھا بھائی چیز تیری ہے دوسروں کو نہیں مل سکتی تو اندر جاؤ
اپنی صندوقچی لیلے چنانچہ جوہری جو اندر گیا تو اسے اپنی صندوقچی سامنے ہی رکھی
نظر آئی اٹھائی اور لیکر باہر آیا یہ کرامت دیکھکر تمام وہ لوگ جو ان کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے متحیر رہ گئے انہوں نے وہ مٹھائی جو جوہری لایا تھا ان گوجروں کو دی
اور کہا جاؤ یہ چیز تمہاری قسمت کی نہ تھی جوہری اپنی صندوقچی لیکر خوشی خوشی چلا گیا

اسی طرح گھومتے پھرتے ہوئے ایک روز ناظر قلعہ کے گھر میں پہنچ گئے اس کا دوشالہ
اٹھا لائے اور قلعہ کے باہر آکر اس میں پتھر رکھے سب ہنسنے رہے کسی نے بھی کچھ نہ کہا
اور قیمتی دوشالہ خراب ہوگیا پھر بھی نہیں آپ شمرو کی بیگم کے باغ میں گئے اور وہاں
سے ایک زہریلا کالا سانپ پکڑ کر لائے اس سانپ سے اس گٹھری کو باندھا اور اس کا پھن
اپنے منہ میں لیکر گٹھری دی اور شاہراہ عام پر رکھدی اور کھڑے ہوکر اعلان کرنے
لگے جس کا جی چاہے اس گٹھری کو اٹھا لے۔

دوشالہ بہت قیمتی تھا جو سنتا اس کو دل للچاتا لیکن چونکہ آپنے یہ بھی اعلان کر دیا تھا
کہ سانپ کو کوئی نہ مارے اس سے جان کے خوف سے کوئی قریب نہ گیا دور دور سے
کھڑے تکتے رہے جب کسی نے وہ گٹھری نہ اٹھائی تو آپ خود آگے بڑھے اور سر پر رکھکر
جانے کس طرف چل دیے۔ حریص اور لالچی لوگ اس خیال سے آپکے پیچھے ہوئے
کہ شاید آپ کہیں رکھیں کہیں پھینکیں یا ڈالیں آپنے کوٹلہ میں جاکر گٹھری
پھینکدی اور اپنی جھونپڑی کی طرف چلے آئے لوگوں نے بہتیرا ڈھونڈا لیکن اس
گٹھری کا پتہ کہیں نہ چلا۔ لوگوں نے پوچھا شاہ صاحب وہ گٹھری کہاں رہ گئی آپنے
کہا دوشالہ تو بیش قیمت تھا مگر وہ دوشالہ جس کے اندر لے جا کر اس میں باندھ کر پتھر رکھا
نے باندھے تھے وہ سب سونے کے ہوگئے تھے یہاں کسی نے اسے لیا نہیں اس لئے
جنات جنوں سے پیدا ہوئے اور وہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ چونکہ جس کے گھر جاتے تھے برکت
ہوتی تھی اور جس کی جتنی قیمتی چیز اٹھا کر لاتے تھے اتنی ہی سعادتیں اسے حاصل ہوتی
تھیں اور وہ نقصان میں رہتا تھا کرامتیں ظاہر و نمایاں تھیں اور اکثر دریا سے اس طرح
گذر جاتے تھے کہ ملبوس بھی تر نہ ہوتے تھے اس لئے لوگ ان کا بڑا ادب و احترام کرتے
اور ان کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے۔

بہادر شاہ ظفر کی عقیدت

امراء شہزادہ کمال انکی عزت کرتے تھے صاحب اجازت بزرگ تھے باقاعدہ مرید کرتے تھے
ان کے وصال کے بعد میاں مہدی علی شاہ خلیفہ سجادہ نشین ہوئے یہ اپنے مرشد کے
آئین و عمل کے خلاف سلوک و روش میں رہتے تھے مگر تصرفات ان کے بھی علی الاعلانیہ
تھے ایک دفعہ کچھ لوگ اکٹھے ہوکر آپکے تکیے میں آئے اور باہم مشورہ کیا اس وقت شاہ
بڑے صاحب کے تکیہ میں چلتے ہیں اگر مہدی علی شاہ کامل بزرگ ہیں تو ہم میں سے جو جس
کھانے کی خواہش اپنے دل میں لیکر جائیگا وہی کھانا اس سے پوچھے اور اس کے کچھ
کہے بغیر اسے کھلائیں گے چنانچہ ہر ایک نے اپنے دل میں ایک ایک کھانا مقرر کر لیا
یہ سب لوگ تکیے میں پہنچے آپ ان سب کے ساتھ نہایت خلق و مہربانی سے پیش آئے۔
انہیں آئے ہوئے ابھی چند لمحے ہی گذرے تھے کہ چند چار شاہی دو خوان لئے ہوئے
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بادشاہ نے آپکے لئے یہ کھانا بھیجا ہے آپنے فرمایا لو اللہ تعالیٰ
نے تمہاری ضیافت کا سامان کر دیا کھانا کھاؤ انہوں نے عذر فرمایا کہ ہمیں معاف فرمایا
جائے آپ مسکرائے اور تامل کی وجہ پوچھی اور فرمایا جو تم راستے میں سوچکر آئے تھے خوان
میں وہی سب کچھ موجود ہے چنانچہ آپنے ہر ایک کی خواہش کے مطابق اس کا پسندیدہ
کھانا خود خوان سے اٹھا اٹھا کر اسے دینا شروع کیا چنانچہ مجبور ہوگئے سب شرمندہ
ہوکر معافی مانگی بادشاہ برابر آپکی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ایک دفعہ بادشاہ آپکے
تکیے میں آپکے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور تمام جلوس و سواری زیر تکیہ حاضر تھا کہ اسی
اثنا میں ابلیلی کی چند کھالیں ادھر سے گذریں آپ دیکھکر اٹھے اور ابلے والوں سے اُبلے
اور کچھ کوڑیاں لیکر پھر وہیں آ بیٹھے آپکا یہ دستور تھا کہ جو لوگ ابلے لیکر ادھر سے گذرتے
تو آپ ہر ایک سے فی بار چار کوڑیاں اور پانچ اُپلے تکیہ کے حق کے وصول کرتے غدر سے چند
ہی سال پیشتر آپ کا انتقال ہوا۔ اپنے عہد میں مرجع خلائق تھے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

ایرانی [illegible] ۔۔۔ مسلمانوں [illegible] نا ہوگی دینے کے
آمادہ [illegible] تھے [illegible]
خوب [illegible] منافقین [illegible] ان [illegible] واقف تھے
کہ ایرانی مسلمانوں کے [illegible] مسلمانوں [illegible] پڑے
ایرانیوں [illegible] اور رومیوں کی طرف [illegible]
کے منافقین [illegible] مسلمانوں کے
خوف [illegible] جیسا کہ [illegible]
[illegible] منصوبہ [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمانوں کے مقابلہ میں [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی [illegible]
آمادہ [illegible]

رومیوں کی اسلام دشمنی کے مظاہر

رومیوں اور مسلمانوں کی [illegible] رومیوں کی پیدا اگر [illegible] رومیوں [illegible] مسلمانوں کو [illegible] رومیوں کی طرف متوجہ ہوں اور اسلامی سلطنت کی مزاحمت کریں [illegible] حدود میں دعوتی خطوط [illegible] آپ نے بصریٰ [illegible] رئیسوں کے نام بھی خطوط بھیجے تھے [illegible] ایلچی حارث کو قتل کر دیا تھا جو جنگ موتہ کا پیش خیمہ تھا۔ آنحضرت صلعم [illegible] نے حارث کا انتقام لینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ موتہ میں حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔

ہرقل کو چاہئے تھا کہ وہ جنگ موتہ میں غیر جانبدار رہتا اور مسلمانوں سے الجھنے کی کوشش نہ کرتا مگر اس نے شرحبیل غسانی کی حمایت میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور عرب پر چڑھائی کی تیاریاں کرنے لگا آنحضرت صلعم کو جب اس کی تیاریوں کی خبر ملی تو آپ خود چشمہ تبوک تک تشریف لے گئے وہاں آپ قریباً ایک ماہ تک مقیم رہے اور آپ نے سرحد کی ریاستوں سے جزیہ لیکر اور ان پر رعب قائم کر کے واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ لڑائی نہ ہونے پائی۔

جب آنحضرت صلعم حجۃ الوداع سے واپس مدینہ میں تشریف لائے تو خبر ملی کہ ہرقل مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے اور سرحد شام پر فوجیں جمع ہو رہی ہیں تو آپ نے اس حملہ کی روک تھام کے لئے حضرت اسامہ بن زید کو روانہ کیا مگر یہ لشکر حضور کی علالت کی خبر سنکر رکا رہا حضور کی وفات پر یہ لشکر مدینہ آگیا پھر جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس لشکر کو دوبارہ روانہ کیا یہ لشکر سرحد شام کے باغی سرکش رؤسا کو درست کر کے واپس چلا آیا اور اس مرتبہ بھی ہرقل سے مقابلہ نہ ہونے پایا کیونکہ ہرقل ذاتی طور پر اسلامی صداقت کا قائل

تھا اس کے وہ اقدام جنگ میں متامل تھا مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھئے کہ وہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ بہترین موقعہ کے انتظار میں تھا کیونکہ مسلمانوں کی ترقی و استقلال میں اپنی سلطنت کے زوال کا خطرہ [illegible] اسلامی طاقت کے برباد کرنے پر متوجہ تھا۔

وفات نبوی کی خبر نے ایرانیوں اور رومیوں کو اسلامی حکومت مٹانے پر آمادہ کر دیا

آپ مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم کر چکے ہیں کہ ایرانی اور رومی ابتداء ہی سے مسلمانوں کے دشمن تھے اور اسلامی حکومت کے مٹا دینے پر آمادہ تھے مگر ایرانیوں کو اپنے اندرونی جھگڑوں سے فرصت نہ تھی اور رومی کسی بہترین موقعہ کے منتظر تھے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب تمام ملک عرب میں بدامنی اور بے اطمینانی پھیلی تو ایرانیوں اور رومیوں نے بھی اطمینان و مسرت کا [illegible] اور ارتداد کی خبروں نے ان دونوں حکومتوں کو یہ سمجھنے کا موقعہ دیدیا کہ مسلمانوں کو پامال کرنے اور آئندہ خطرات کو مٹا دینے کا یہ بہترین موقعہ ہے چنانچہ ہرقل کی فوجیں شام میں اور ایران کی فوجیں عراق میں جمع ہونے لگیں اور اب فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے بعد مسلمانوں کے لئے ایرانی اور رومی خطرہ بن گئے۔

اب ذرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عزم و استقلال، تال اندیشی، موقع شناسی اور مستعدی دیکھئے کہ فتنہ ارتداد کی آگ کو کامیابی کے ساتھ بدلنے کے بعد آپ رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے یہ آپ ہی کا کام تھا کہ ان حالات میں اور ایک نازک و محدود وقت میں اسلام کی روحانی و مادی شان کو عظمت و جبروت کے ساتھ قائم رکھا اگر بنظر تعمق دیکھو تو یہ ایک تائید غیبی تھی یعنی خدا کے فعل نے تبلادیا کہ صدیق اکبر ہی وفات نبوی کے بعد خلافت کے مستحق تھے آپ کی خلافت کا مختصر زمانہ قدم قدم پر بزبان حال اسی کی شہادت دے رہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے جب فتنہ ارتداد کی روک تھام کے لئے اطراف ملک میں گیارہ سرداروں کو متعین کیا تھا تو اسی وقت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کی سرداری میں ایک دستہ فوج عراق کی جانب بھی روانہ کر دیا تھا اور مثنیٰ بن حارثہ کو تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی جنگ کی طرح نہ ڈالیں بلکہ چھاپے مار کر عراق کے رئیسوں پر اسلامی حکومت کا رعب جمادیں اور اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایرانیوں کو عرب پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو اور وہ مسلمانوں کی اندرونی پریشانیوں سے اچھی طرح واقف نہ ہونے پائیں۔

جب عرب کی بدامنی اور طوائف الملوکی پر صدیق اکبر نے قابو پالیا تو عیاض بن غنم کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کی ایک جمعیت لیکر بالائی عراق پر حملہ آور ہوں اور حضرت خالد بن ولید یمامہ میں مقیم تھے ان کو لکھا کہ وہ زیریں عراق

کی طرف متوجہ ہوں ان دونوں حضرات نے اپنا اپنا کام شروع کر دیا اس میں قبائل اور بڑا سا مسلمان ہوتے اور اسلامی لشکر میں شامل ہوتے گئے اور مقام ابلہ میں مثنیٰ بن حارثہ اور خالد بن ولید دونوں آکر مل گئے۔

جنگ ذات السلاسل

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مقام ابلہ میں پہنچکر اسلامی لشکر کی تعداد معلوم کی کل اٹھارہ ہزار آدمی تھے اور سامنے عراق کا ایرانی صوبہ تھا جس کے مقابلہ میں اٹھارہ ہزار مسلمان کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ حضرت خالدؓ کے سامنے جو ایرانی صوبہ تھا اس کا نام حضیر تھا اور اس صوبہ کا گورنر ہرمز تھا جو نہایت جنگجو اور دلیر تھا جس کی دھاک تمام عرب عراق اور ہندوستان تک بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے نام ایک خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ مگر ہرمز نے اس خط کے پہنچتے ہی دربار ایران کو اطلاع دی اور خود فوجیں لیکر حضرت خالدؓ کے مقابلہ کے لئے آگیا حضرت خالدؓ کو جب اس کے ارادہ کا علم ہوا تو آپ نے اپنے لشکر کے تین حصے کر لیے۔ ایک حصہ کی سرداری مثنیٰ بن حارثہ کے سپرد کی دوسرے حصہ کا سردار عدی بن حاتم کو بنایا اور تیسرے حصے کو اپنے ماتحت رکھا اور تینوں سرداروں نے حضیر کی طرف بڑھنا شروع کیا اور ایرانی لشکر کے قریب پہنچکر تینوں سردار مل گئے۔

جب ایرانی اور اسلامی لشکر مقابل ہو گئے تو پہلے حضرت خالد میدان میں نکلے اور اپنے مقابلہ کے لئے ہرمز کو طلب کیا، ہرمز میدان میں نکل آیا اور دونوں سردار پاپیادہ ہو گئے ایک دوسرے پر وار ہونے لگے۔ ہرمز نے وار کیا حضرت خالدؓ نے پھرتی سے اس کا وار کاٹ دیا۔ اور جھپک کے ساتھ آگے بڑھکر اور جھپٹ کر اس کی کلائی تھام لی اور تلوار چھین لی یہ دیکھکر ہرمز خالدؓ کو چمٹ گیا اور اب کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو زور آزمائی ہوئی مگر مقابلہ سیف اللہ کا تھا کہاں تک بچتا سیف اللہ نے اس کو کمر سے پکڑ کر اٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا۔ پھر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور سر کاٹ کر پھینک دیا۔ ایرانیوں نے یہ دیکھکر مخلوط حملہ شروع کر دیا اور اس طرح جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی تھوڑی دیر تو جنگ ہوتی رہی بالآخر ایرانی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے بہت سے مقتول و مقید ہوئے۔

چونکہ اس جنگ میں ایرانیوں کے بعض سپاہیوں نے اپنے پاؤں میں زنجیریں باندھ لی تھیں اس خیال سے کہ مقابلہ سے بھاگ نہ سکیں مگر عربوں کی شمشیر خارا شگاف کے سامنے پھر بھی بھاگنا ہی پڑا اس لئے اس لڑائی کا نام ذات السلاسل مشہور ہوا۔

جو لوگ میدان چھوڑ کر فرار ہوئے تھے ان کے تعاقب میں خالد بن ولیدؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو روانہ کر دیا انہوں نے آگے بڑھکر حصن المرأۃ کا محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر بالآخر قلعہ فتح ہو گیا وہاں کا حاکم مقتول ہوا اور اس کی بیوی مسلمان ہوگئی اور اس کی رضامندی سے حضرت مثنیٰ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

اس جنگ کا ایک قابل تذکرہ واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ہرمز کے لباس و اسلحہ پر قبضہ کر لیا تھا، ہرمز دربار ایران کا سردار تھا اس کے تاج کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی اس پر بھی حضرت خالد نے قبضہ کر لیا۔

جنگ قارن

ہرمز اس جنگ کی اطلاع پہلے ہی دربار ایران کو دے چکا تھا وہاں سے اس کی امداد کے لئے ایک زبردست بہادر قارن ایک جمعیت لیکر روانہ ہو چکا تھا مگر یہاں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ہرمز کا خاتمہ ہو چکا تھا راستہ میں قارن کو ہرمز کے شکست یافتہ فوجی ملے اس نے ان کی ہمت بندھائی اور ان کو ساتھ لیکر آگے بڑھکر نہر کے کنارے قیام کیا اسلامی لشکر بھی آگے بڑھکر مقابلہ میں خیمہ زن ہو گیا اور جنگ شروع ہوئی ایرانیوں کے تین سردار قارن، انوشجان اور قباذ مارے گئے اور ایرانی اپنی تین ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے بہت سے نہر میں ڈوب مرے اور بہت سے گرفتار ہوئے اس شکست کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے رعایا کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت دیئے بغیر جزیہ دینے پر آمادہ کر لیا وہاں ایک اسلامی عامل مقرر کر دیا گیا اور رعایائے ایران رعایائے اسلام بن گئی۔

جنگ ولجہ

جب قارن کے انجام کی خبر دربار ایران کو لگی تو وہاں سے اندرزگر ایک مشہور شہسوار ایک لشکر جرار لیکر روانہ کر دیا گیا یہ لشکر ابھی ولجہ ہی میں پہنچا تھا کہ اس کے پیچھے سے احتیاطاً ایک اور بڑے زبردست سردار بہمن جادو کو لشکر عظیم دیکر روانہ کر دیا گیا پہلے لشکر نے ولجہ میں پہنچتے ہی اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا ایک خونریز جنگ کے بعد ایرانی لشکر کو شکست ہوئی اور ان کا سردار شدت تشنگی میں مارا گیا بہمن جادو کو مقام لیس میں پہنچکر اس شکست کی خبر شکست یافتہ ایرانی فوج سے لگی۔

جنگ لیس

بہمن جادو کی چونکہ مدائن میں ضرورت تھی اس لئے وہ اپنے لشکر عظیم کو وہیں چھوڑ کر مدائن کو روانہ ہو گیا یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جنگ ولجہ میں بہت سے عیسائی عرب بھی ایرانی لشکر میں آکر شریک ہو گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو خبر لگی کہ مقام لیس میں ایک لشکر عظیم موجود ہے جو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والا ہے آپ نے خود ہی لیس کی طرف کوچ کر دیا اور وہاں پہنچکر لڑائی شروع کر دی۔ حضرت خالدؓ نے میدان میں آکر اپنا مبارز طلب کیا۔ ایرانیوں کی طرف سے مالک بن قیس مقابلہ کے لئے آیا مگر آتے ہی حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی ستر ہزار دشمن میدان جنگ میں مارے گئے اور اسلامی لشکر فتحیاب و کامران ہوا۔

فتح حیرہ

جنگ لیس سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھے اور حیرہ کا محاصرہ جا کیا جب محاصرہ کو طول ہوا تو حیرہ کا رئیس عمرو بن عبد المسیح کچھ رؤسا کو ساتھ لیکر حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۱۰ لاکھ روپیہ جزیہ قبول کر کے صلح کر لی فتح حیرہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے ضرار بن الازور، ضرار بن الخطاب، قعقاع بن عمرو، مثنیٰ بن حارثہ اور عینیہ بن الشماس وغیرہ سرداران لشکر کو حیرہ کے اطراف و جوانب میں چھوٹے چھوٹے دستے دیکر روانہ کر دیا۔ یہ دستے ہر جگہ کامیاب رہے جس قبیلہ اور جس بستی پر بھی حملہ کیا اس نے جزیہ دینا قبول کیا یا اسلام اور اس طرح دجلہ تک کا تمام علاقہ حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ سے فتح ہو گیا۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ حیرہ کی اطراف و جوانب کی فتح سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک خط ایرانی رؤسا کے نام روانہ کیا اور ایک منشور عام عراق کے امراء کے نام بھیجا۔

وعظ البشیر

واعظوں کی ایک مسلسل کتاب جو بڑی کوشش بلیغ سے مولوی [illegible] کیلئے لکھوائی ہے

[illegible]

محبت الٰہی

الحمد للہ الذی [illegible] اشد حبا للہ [illegible] والسلام [illegible] محمد [illegible]

[illegible] ایمان و اسلام [illegible] جس مسلمان [illegible] زندہ [illegible] محبت [illegible] محبت کا [illegible] کہ [illegible]

میں [illegible] ہیں۔

[illegible] اطاعت [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں۔ [illegible] عاشق اپنے معشوق کی [illegible] کیا کرتے ہیں [illegible] موجود ہیں۔ اور [illegible] ہر قسم کی چیز اگر [illegible] عالم [illegible] ہے اگر [illegible] اطاعت [illegible] نقصان [illegible] کی بلندی [illegible] اطاعت [illegible] کی بنا پر [illegible]

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ‌‌| [illegible] میں صرف نہ کرو گے ہرگز بھلائی کو نہ پہنچ سکو گے

یعنی نیکی [illegible] کا معیار یہ ہے کہ اپنی تمام محبوب اور [illegible] چیزوں کو راہ خدا میں صرف کر دو۔ بعض عارفوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر [illegible] ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک میرے غیر کی محبت تمہارے دلوں میں [illegible] رہے گی تب تک میری محبت [illegible] کر سکو گے [illegible] محبت اسی دل میں [illegible] کرتی ہے جو زندہ ہو [illegible] اس بنا پر صوفیائے کرام [illegible] کے یہاں سخت مجاہدے اور ریاضتیں کی جاتی ہیں کہ اپنے نفسوں کو مار کر دل کو زندہ کریں۔

ایک عجیب و غریب حکایت

اس باب میں بعض عارفوں نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے جو اس قابل ہے کہ آپ بھی اس سے لطف اندوز ہوں۔ لکھا ہے کہ کسی شخص کے پاس ایک نہایت ہی خوش بیان طوطا تھا اتفاقاً اس طوطے والے کو حبش کا سفر [illegible] ہوا اور سامان سفر کرنے لگا جب چلنے کے لئے تیار

[illegible] طوطے نے [illegible] جب آپ ملک حبش میں پہنچیں تو میرے [illegible] میرا [illegible] پیغام پہنچا دیں کہ تمہارا [illegible] میں مقید ہے [illegible] تم تک نہیں پہنچ سکتا [illegible] مجھ کو [illegible] کے بعد [illegible] ہو کر تم تک پہنچے [illegible] اس [illegible] طوطے کا پیغام [illegible] سنا دیا۔ تمام [illegible] ان پرندوں کی طرح زمین پر گر پڑے اور اپنے [illegible] گویا اپنے ہم جنس بھائی کی مصیبت و جدائی کے [illegible] ہیں یہ شخص [illegible] دلگداز دیکھ کر دل [illegible] پشیمان ہوا [illegible] افسوس [illegible] کا پیغام پہنچا [illegible] حالت میں اس مقام [illegible] اور [illegible] اپنے مکان پر واپس [illegible]

[illegible] واقعہ بیان کر دیا جو ملک حبش میں [illegible] سنتے ہی اس طوطے نے [illegible] پھڑ پھڑایا اور ان کی طرح بیجان [illegible] ہو کر گر پڑا [illegible] آپ کو مردہ [illegible] اس سانحہ سے اسے سخت حیرت [illegible] زیادہ متاسف و پشیمان ہوا اور یہ سمجھا کہ شاید ان [illegible] طوطے میں سخت محبت تھی اور یہی وجہ ہے کہ اس کی مصیبت [illegible] کی خبر نے اس غریب کی جان [illegible] آخر [illegible] اس شخص نے طوطے کو مردہ [illegible] پنجرے سے نکال کر باہر ڈال دیا [illegible] اسی طرح [illegible] لیکن جوں ہی وہ شخص [illegible] طوطا اڑا یہ جا وہ جا اڑ کر آنکھوں سے غائب ہو گیا اور [illegible] کہہ گیا کہ [illegible] میرے ہم جنس جانور مرے نہیں تھے بلکہ انہوں نے [illegible] کا یہ ایک حیلہ کیا تھا اور زبان [illegible] گویا پیغام بھیجا تھا کہ بغیر مرے لوہے کے پنجرے سے رہائی محال ہے اگر قید سے رہائی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنا لے۔

حضرات! اس حکایت سے ہمیں [illegible] سبق یہ ملتا ہے کہ اگر ہم [illegible] اس جسم کے پنجرے سے آزاد ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے ملنے کی تمنا رکھتے ہیں تو اپنی نفسانی خواہشات اور ماسوی اللہ محبتوں کو مردہ بنا دینا چاہیے جب تک موت اپنے نفس پر طاری نہ ہو گی زندہ خدا کا قرب میسر نہیں آ سکتا۔

خدا کے کامل بندے خدا کو دوست رکھتے ہیں

ایمان کی سب سے بڑی علامت محبت

الٰہی ہے ایک شخص کا ایمان جتنا زیادہ کامل ہوگا نہ اتناہی خدا کا محب اور اطاعت گذار ہوگا. چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں یحبھم ویحبونہ یعنی جو خدا کے کامل بندے ہیں نہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور خدا انہیں دوست رکھتا ہے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بندوں کے ساتھ اپنی محبت کیوں مقدم کی ہے اور بندوں کی محبت اپنے ساتھ کیوں موخر کی ہے؟ اس کا جواب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب پیرایہ میں دیا ہے. آپ فرماتے ہیں کہ یہ طلب کا مقام ہے گویا خدا تعالےٰ نے اپنی طرف سے اس کے طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جب صورت یہ ہے تو بندوں کا اُسے یاد رکھنا مقدم ہی ہونا چاہیئے تھا. محبت الٰہی خدا تعالےٰ کا ایک نادر و عزیز الوجود تحفہ ہے اس کے حصول میں بندہ بالکل بے دست و پا اور بے اختیار ہے تا وقتیکہ اس کا ظہور عالم غیب کی طرف سے نہ ہو محبت کا وجود دشوار و محال ہے

لہٰذا اس نے اپنی محبت کو جو ہمارے ساتھ ہے اُسے ہماری اُس محبت پر جو ہمیں خدا کے ساتھ ہے مقدم کیا ہے اور یہ اس کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنی محبت کی توفیق دی۔

محبت الٰہی کا صحیح مفہوم و مفاد

برادران اسلام! محبت الٰہی کوئی خیالی چیز نہیں ہے بلکہ عملی چیز ہے ہمیں جو خدا کے ساتھ محبت ہے اس کے معنے اور ثبوت یہ ہے کہ ہم اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور ہر حال میں اطاعت الٰہی کا ثبوت دیں اور خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ محبت کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ انہیں اپنی بندگی و طاعت کی توفیق عنایت فرماتا ہے. پس اگر ہمیں اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں ارشاد باری ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان	لیکن اللہ پاک ہی نے تمہارے دلوں میں محبوب بنایا اور اس کو خوبصورت کر دکھایا کفر و فسق اور معصیت کی

بابت دل میں ڈالدی۔"

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندوں کی جو علامات بتلائی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔

ان اولیاءہ الا المتقون ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا	اللہ کے دوست صرف متقی لوگ ہیں اللہ کی محبت سے مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔

محبت کی دس منزلیں

حضرات! اطبا کی نظر جو مادیات و جسمانیات تک محدود رہتی ہے اس لئے ان کے نزدیک تو محبت ایک بیماری کا نام ہے جو کسی خوبصورت چیز کے دیکھنے سے پیدا ہو جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ محبت نہ صورت پر موقوف ہے اور نہ سیرت پر بلکہ یہ کسی دلفریب چیز کو دیکھکر پیدا ہوتی ہے. ہر شے خواہ وہ جاندار ہو یا بیجان اس میں محبت کا جذبہ موجود ہے. حد ہے کہ جب اللہ تعالےٰ خود محبت پسند کرتے ہیں تو پھر اس کی مخلوق میں محبت کا مادہ کیوں نہ ہو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

پیش از ظہور عشق نشاں کسی کا نشاں نہ تھا
تھا حسن میزبان کوئی مہمان نہ تھا

حضرات صوفیہ نے محبت کو دس منزلوں میں تقسیم کیا ہے. یا یوں سمجھو کہ محبت الٰہی کی دس منزلیں قائم کی ہیں. جو یہ ہیں:۔

(۱) **موافقت**۔ دوست کے دشمنوں کو دشمن سمجھنا۔

(۲) **میل**۔ ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہنا۔

(۳) **موانست**۔ ہر چیز سے گریزاں اور جویان حق رہنا۔

(۴) **مودت**۔ عجز و زاری سے خلوت دل میں مشغول رہنا۔

(۵) **ھوا**۔ ریاضت و مجاہدہ۔

(۶) **خلت**۔ جملہ اعضا کو یاد حق سے پُر کرنا اور غیر سے خالی کرنا۔

(۷) **الفت**۔ صفات حمیدہ سے متصف ہونا۔

(۸) **شغف**۔ غایت شوق سے مجاہدل کو دور کرنا اور مغلوب حال ہونے کے بغیر افشائے محبت سے گریز کرنا۔

(۹) **تیم**۔ بندہ محبت ہوکر تجرید ظاہری اور تفرید باطنی سے متصف ہونا۔

(۱۰) **ولہ**۔ آئینہ دل کو جمال دوست کے مقابل کرنا مصروف مشاہدہ ہونا اور محو ہونا۔

ان کے بعد گیارہویں منزل عشق ہے۔

عشق ابتدائے کار میں مشکل نظر آتا ہے مگر بعد میں ایک روح فرسا جذبہ بنجاتا ہے قدرت کو چونکہ اس کا وجود منظور تھا اس لئے اس کی ابتدائی مراحل ایسے آسان نظر فریب اور دلکش بنائے کہ ہر دل میں خواہ وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو عشق کو جگہ مل جاتی ہے. ... ... یہ عام تجربہ ہے کہ محبت شروع شروع میں بہت روح پرور امید افزا و دل خوش کن ہوتی ہے اور آدمی بغیر تامل آنکھ بند کرکے اپنا دل دے بیٹھتا ہے خواہ انجام کار کتنی ہی مصیبتوں کا سامنا کیوں نہ ہو۔

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ انسانی ارواح نے بلائے عشق کب خریدی سنیئے انسانی ارواح نے جب عالم ازل میں الست بربکم کا جواب "بلیٰ" دیا اس وقت سے بلائے عشق مول لی. روح انسانی جب تک جسمانی تعلقات سے پاک رہی عشق الٰہی کے مزے لوٹتی رہی اور اپنے وعدے پر قائم رہی مگر جب وہ جسم کے قید میں آئی تو اس وعدہ کو بھول بیٹھی اپنے اصلی گھر کو فراموش کر دیا خدا سے منہ موڑ لیا اب اس کا کیا حال ہے؛ خدا سے انکار کئے جا رہی ہے اطاعت خالق سے منہ پھیر لیا ہے اور اپنے آپ کو گناہوں کی کیچڑ میں لت پت کر لیا ہے۔

مگر دل کے کانوں سے سنیئے اور اپنی روحوں تک اس پیغام بیداری کو پہنچا دیجئے کہ خدا کی محبت سب سے بڑی بزرگ چیز ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ محبت الٰہی حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کرے۔

کوئی شخص اگر کسی پر عاشق ہوتا ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے یہی کہ سوائے معشوق کے اور سب کو بھول جاتا ہے. ہر وقت اسی کے خیال و تصور میں رہتا ہے اسی طرح محب الٰہی کو چاہیئے کہ تمام دنیاوی باتوں سے قطع نظر کرکے اپنے دل کو اسی کی طرف متوجہ کرے۔

محبت الٰہی حاصل کرنے کے ذرائع

یاد رکھیئے کہ جب تک

قرآنِ پاک اور مسلمان

قرآن اور اصطلاح [illegible] ایک دوسرے کی عزت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہم میں سے ملانوں کی [illegible]

یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم [illegible]

من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم [illegible]

[illegible]

خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم [illegible] | ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ [illegible]

ولا تنابزوا بالالقاب بئس | [illegible]

الاسم الفسوق بعد الایمان | ایمان کے بعد گناہ کا نام رکھنا [illegible]

ومن لم یتب فاولٰئک ھم | [illegible]

الظالمون ۔ | والے ظالم ہیں

یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا | اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچتے

کثیرا من الظن ان بعض الظن | رہو کہ بعض گمان گناہ [illegible]

اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم | جاتے ہیں ایک دوسرے [illegible]

بعضا ۔ پ ۲۶ سورہ حجرات

اور بالوں کی [illegible] بہت سے بر [illegible] گوارا

کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔

یہاں جن باتوں کی ممانعت کی گئی ہے یا ایک دوسرے کی تحقیر [illegible] تمسخر اور مزاح [illegible] سے مقصود دوسرے کی دل آزاری کرنا ہوتا ہے [illegible] دوسرے کی دل شکنی تحقیر [illegible] اسی وجہ سے [illegible] (۲) ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ (۳) ایک دوسرے کے لیے برا نام تجویز نہ کریں [illegible] ایک دوسرے کے [illegible] اعمال و احوال [illegible] بیان کرتے رہیں [illegible] ایک دوسرے کی کمزوریوں کا تذکرہ نہ کریں۔

غور کیجئے دلوں میں رنجش پیدا کرنے کی جتنی بھی راہیں ہیں ان سب کو کس حکمت و دانائی کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے اور اگر آج ان تعلیمات پر عمل ہو تو ناچاقیوں، رنجشوں اور نفاق و شقاق کے لیے کوئی بھی گنجائش باقی رہ جائے

افسوس ہے کہ [illegible] قرآنی تعلیم پر آج عمل کرنے والوں کا فقدان ہوتا چلا جا رہا ہے

[illegible] ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور خاندانوں اور [illegible] تم [illegible] ایک دوسرے کو پہچان سکو اور اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہم میں سب سے زیادہ متقی ہو اور اعلیٰ [illegible] اگر کوئی شخص گناہ [illegible] تو خود کرے اور اس سے کسی بے گناہ [illegible] کے سر تھوپ دے تو وہ صریح گناہ کا مرتکب ہوتا ہے (پ ۵ ع ۱۴)

[illegible] بدکار لوگوں [illegible] یہی بات کہو جو تم کہتے ہو جو تم کرتے نہیں [illegible] اچھے کاموں میں تم [illegible] ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن ظلم و گناہ کے کاموں میں کسی کی معاونت نہ کرو [illegible] (پ ۶ ع ۱)

[illegible] اس کے لیے گناہ کو [illegible] (پ ۵ ع ۹)

[illegible] تم [illegible] (پ ۵ ع ۲۵) والدین کے ساتھ نیکی [illegible] سے اف بھی نہ کہو ان سے سختی سے [illegible]

[illegible] ان سے مہربانی کے ساتھ پیش آؤ اور ان کے لیے پروردگار سے رحم کی التجا کرو۔ اگر والدین شرک و معصیت کی ترغیب [illegible] ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ برابر کرتے رہو۔

[illegible] یہ سخت گناہ ہے۔ [illegible] میٹھی بات کہنا اور بخش دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد احسان کی اذیت [illegible] اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان [illegible] سے باطل نہ کرو۔ (پ ۳ ع ۴)

[illegible] خیرات کیا کرو اور پوشیدہ طور پر [illegible] ہے۔ ان فقراء کو دینا [illegible] ہے جن پر معیشت کی راہیں بند ہو گئی ہیں اور جن کو ان [illegible] نہ جاننے والے انہیں دولت مند خیال کرتے ہیں مگر تم ان کے چہروں کو دیکھ کر ان کو پہچان لیتے ہو اور وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر [illegible] مانگتے (پ ۳ ع ۴) [illegible] تو اس سے معاوضہ کی تمنا نہ رکھو۔

[illegible] غصہ نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو (پ ۳۰ ع ۱۸) برائی کا بدلہ بھی [illegible] برائی ہے جتنی کہ کسی نے تمہیں پہنچائی ہے اتنی ہی تم بھی پہنچا سکتے ہو پھر [illegible] معاف کر دے اور صلح کر لے اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے بیشک خدا ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگر انتقام کو یک لخت ترک کر دیا جائے تو دنیا میں فتنہ و فساد پھیل جائے بلکہ دنیا تباہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بقدر [illegible] انتقام لینے کی اجازت دی ہے اور ساتھ ہی عفو و درگذر کی تعلیم بھی دی یہ نہ فرمایا کہ کبھی شریر کا مقابلہ نہ کرنا کیونکہ ایسے احکام فطرت انسانی کے خلاف اور تکلیف مالا یطاق ہیں۔

جوا شراب یہ سب شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو [illegible]

یہ بڑا بےحیائی کا کام ہے اور بُری راہ ہے دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ خود دھوکہ دو
پیدا کر دو سود در سود نہ لو اسے ڈرتے رہو کہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ بیوہ عورتوں اور
رنڈوے مردوں کا نکاح کرو اور لونڈی غلام کا بھی۔ اپنے گھروں کے سوا دوسروں
کے گھروں میں بغیر اجازت اور سلام کے داخل نہ ہو تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور
اگر ان گھروں میں کوئی اجازت دینے والا نہ ملے تو ان میں اس وقت تک نہ جاؤ
جب تک کہ اجازت حاصل نہ ہو جائے اور اگر اجازت چاہنے کے بعد کوئی واپس
جانے کو کہے تو فوراً واپس چلے آؤ تمہارے لئے یہی بہتر طریق ہے اور جو کچھ تم کرتے
ہو اللہ جانتا ہے۔ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو اور شرمگاہوں کی برے افعال سے حفاظت
کرو یہ طریقہ بہتر اور پاکیزہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو
عورتیں بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو ناجائز چیزوں سے بچاتی
رہیں اپنے سنگار اور اپنی زینت کو شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں صرف ان
چیزوں کو کھلا رکھیں جن کا کھلا رہنا لازمی ہے یعنی منہ اور ہتھیلیاں اور سر سے چادر
اوڑھ لیں تاکہ سینہ وغیرہ کا ابھار ظاہر نہ ہو۔ چال ڈھال ایسی ہو جس سے ان کی چھپی
ہوئی زینت کی دوسروں کو اطلاع نہ ہو۔ اگر عورتوں کو کسی سے بات کرنے کی نوبت
آئے تو ایسی نرمی و نزاکت سے بات نہ کریں جس سے بدنیتوں کو کچھ طمع پیدا ہو۔

افسوس ہے کہ ان احکام اور اس قرآنی تعلیم سے بعد و انحراف نے اب یہ صورت
پیدا کر دی ہے کہ فاضلان یورپ تک ان کے متعلق ذیل کے اندازے لگا رہے ہیں
"اب وہ زمانہ دور نہیں کہ ہندوستان کی بہو بیٹیاں لعبتان یورپ کی طرح
سایہ پہنکر مردوں کے ساتھ مصروف رقص نظر آیا کریں گی۔ ان کا لباس بہتر ہوگا
اس لئے کہ اسمیں دیسی اور ولایتی کی آمیزش ہوگی اور ان کا حسن مخلوق کی رونق کو
دوبالا کریگا"۔ مغرب کی آزادی روی نے عورتوں کو بالکل بے مہار کر کے اخلاقی نظام
کو درہم برہم کر دیا ہے۔ خیال ہے کہ آکسفورڈ اور کیمبرج جیسے شائستہ اور مرکز علم
میں یہ حالت ہے کہ ناجائز بچوں کی تعداد فی ہزار ۴۵ اور ۵۳ کے درمیان ہے
مسیو ہانو ٹاؤ سابق وزیر خارجہ فرانس نے وہاں کی ایک مذہبی کانفرنس میں کہا تھا
کہ مسلمانوں کے قلب سے مذہبی اثرات اور یورپ کے خطرہ کو سائل کرنے کا بہتر طریقہ
یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو مسلم عورتوں کی تربیت و تعلیم یورپی مذاق اور مغربی
رنگ میں کی جائے اس طرح اسلامی نسل بہت جلد مذہبی اثر اور دینی جذبہ سے آزاد
و سبکدوش ہو جائیگی اور ہم پان اسلامزم کے خوف سے محفوظ رہیں گے (الموید قاہرہ)

ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریق پر نہ کھاؤ بلکہ وہ مال کھاؤ جو تجارت اور
خوش معاملگی سے حاصل ہوا ہو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو (یعنی وہ کام نہ کرو جو
تمہاری ہلاکت کے باعث ہوں) بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ یتیم کے مال کے
پاس نہ جاؤ وآت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر
ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنی جس قدر عزیز رشتہ دار ہیں ان کا حق
ادا کرو اگر وہ محتاج ہیں تو ان کی مدد کرو۔ مسکینوں پردیسیوں اور مسافروں کا بھی
خیال رکھو اور اپنے مال کو بے ضرورت و بےجا طور پر نہ اڑاؤ۔ جو اپنا روپیہ اس لئے اڑاتے
ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ کھاؤ پیو مگر فضول خرچ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول
خرچ کرنے والوں سے محبت نہیں کیا کرتا اللہ کے نیک بندے جب خرچ کرتے
ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں
اپنی لونڈیوں تک کو کسی بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ جبراً کسی عورت کے وارث نہ بن جاؤ

غیر نکاحی لو۔ پر انہیں حرص رانی کا آلہ نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہاری کھیتیاں ہیں یعنی ان سے
اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ان کی طرح تم بھی حیا اور پردہ داری کے مکلف ہو گھورنے اور
تاکنے کے بجائے اپنی آنکھیں نیچی رکھا کرو۔ اگر تم بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھا لو تو
چار ماہ کے بعد کفارہ ادا کر کے قسم توڑ دو ورنہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ اپنی بیویوں کے
ساتھ حسن سلوک کے ساتھ رہو پھر اگر کسی وجہ سے تم انہیں ناپسند کرو تو کچھ عجب
نہیں کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اسمیں بہت سی خیر و برکت عطا کرے۔
اگر تم (یعنی میاں بیوی) باہم صلح کر لو اور ایک دوسرے کی حق تلفی سے بچو تو خدا
تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر تم کو ان کے درمیان (یعنی میاں بیوی کے
درمیان) جدائی کا اندیشہ ہو تو مرد کے کنبہ سے ایک پنچ بھیجو اور ایک پنچ عورت کے کنبے
میں سے اگر دونوں پنچ اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان کے کہنے سے ان دونوں میں
موافقت کر دیگا بیشک خدا سب دلی ارادوں سے واقف اور باخبر ہے۔ اور جیسے مردوں
کے حقوق عورتوں پر ہیں ایسے ہی دستور کے مطابق عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں
اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت ہے۔ جان کا معاوضہ جان اور آنکھ کا معاوضہ
آنکھ۔ عدل و انصاف کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ دشمنی کی وجہ سے کسی کے ساتھ بے انصافی نہ
کرو۔ اسیران جنگ کو خواہ ازراہ احسان خواہ معاوضہ لیکر آزاد کر دو۔ عباد الرحمٰن وہی
ہیں جو زمین پر بآہستگی چلتے ہیں اور اگر جہلا ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے
علیحدہ ہٹ جاتے ہیں۔ اچھے لوگ غیظ و غضب کو روکنے اور معاف کر دیا کرتے ہیں
بدخواہ کی بدی کو اپنی نیکی سے دفع کرو اس طرح تمہارا دشمن تمہارا دوست بلکہ تمہارا عزیز
ہو جائیگا۔

تالیف قلوب اور انسداد طلاق کی یہ کتنی پاکیزہ اور بہترین تعلیم ہے۔
جس شخص نے معاف کر دیا اور صلح کر لی وہ عند اللہ ماجور ہوگا۔ اذیت رسانی کا
بدلہ اتنا ہی لینا چاہیئے جتنی تمہیں اذیت دی گئی ہو مگر صبر و استقلال سے کام لینا بہر
صورت اولیٰ ہے۔ تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ
ان سے تمہارے اتقا کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگار بنو تو یہ عالی
ہمتی کے کام ہیں۔ مرتبوں کو نہ پوجو۔ معافی دیا کرو اور درگذر کیا کرو کیا تم پسند
نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیتا ہے انصاف کا، احسان کرنے
کا، رشتہ داروں اور یتیموں سے سلوک کا اور منع کرتا ہے فحش بری باتوں اور
بغاوت سے۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو رشتہ داروں یتیموں اور محتاجوں
کے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ سب لوگوں سے عمدہ سلوک کرو نماز پڑھو اور زکوٰۃ
دو۔ لغو و بیہودہ باتوں سے بچتے رہو۔ خیرات کا مال فقیروں غریبوں محتاجوں قرضداروں
کا قرضہ ادا کرنے مسافروں کی مدد کرنے اور نیک کام کرنے کے لئے ہے۔ خدا نے
مومنوں اور علم والوں کو بلند مرتبہ دیا ہے۔ چاند اور سورج کو سجدہ نہ کرو۔ خدا
ایک ہے نیک عمل کیا کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ حکم مانو اللہ کا
اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں سے تمہارے حکمران ہیں پھر اگر تم میں کسی امر
پر جھگڑا ہو جائے تو پھر اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو
اللہ پر اور قیامت پر یقین ہے کہ اسی میں تمہاری بہتری کا راز مضمر ہے۔ رکوع
کرو اور سجدے اور بندگی کرو اپنے رب کی شاید تم بھلائی پاؤ۔ جن کاموں کے
کرنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے اگر تم ان میں سے بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے
تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔

اسلامی مساوات

(از جناب مولوی [illegible] علی صاحب مولوی کامل)

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (القرآن)

وہ کیا پر لطف زمانہ تھا جب آفتاب اسلام کی شعاعیں مشرق سے مغرب تک ضیاء پاشی کر رہی تھیں اور اسلامی حکومت کا جاہ و جلال عرب سے [illegible] تک پھیلا ہوا تھا اور دنیا کی بڑی بڑی [illegible] قومیں [illegible] کی حکومت [illegible] خدا کے [illegible] تہذیب و تمدن اسلامی شان و شوکت [illegible] کے سامنے ساری دنیا کا تمدن ماند [illegible] ساری دنیا کی قومیں [illegible] تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کا گوشہ گوشہ مسلمانوں کی عظمت و حرمت سے اور [illegible] کے علم و فضل سے جگمگا رہا تھا اور ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اہل اسلام کی خاص خصوصیت انصاف پسندی اور پرہیزگاری [illegible] تھی ایمان کی اصل [illegible] مستقل مزاجی [illegible] اس وقت کا [illegible] سب آپس میں متفق تھے اور نفاق و افتراق کے نام سے بیزار تھے آج [illegible] تو ساری دنیا کے مسلمان ذلیل و خوار ہیں اور ہر طرف [illegible] زندگی بسر کر رہے ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں [illegible] والوں کی تمام [illegible] بالخصوص ان سے رخصت ہو گئیں آج دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں ان کو حقیر نظروں سے دیکھتی ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ [illegible] علم و فضل ہے نہ مال و دولت ذلت و مسکنت میں پڑے ہوئے ہیں۔

برادران اسلام! کیا کبھی آپ نے غور بھی کیا کہ یہ حالت کیوں ہوئی اگر آپ ٹھنڈے دل سے انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ سب محض ہماری کوتاہیوں اور نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ کسی نے ہم پر ظلم کیا ہے لیکن یہ غلط ہے کسی نے ہم پر ہرگز ظلم نہیں کیا بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ ہم نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور خدا کی مخالفت کو نباہ کیا ہے ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن نہیں سمجھتے کہ مسلمان کے کیا معنے ہیں! اور اس کے فرائض کیا ہیں! ہر فرد کو رسول عربی کا غلام ظاہر کرنے میں [illegible] ہم سے کتنے شخص ہیں جو اس مقدس رسول پاک کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہیں [illegible] بلکہ انصاف کے ساتھ کہئے کہ ہمارا دعویٰ اسلام کس حد تک صحیح ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ سچا مسلمان صرف وہ ہے جو اپنی تمام خواہشوں کے ساتھ اپنے رب کا فرمانبردار ہو اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہو لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم احکام خداوندی کی فرمانبرداری کو اتنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں جتنا اپنے نفس کی خواہشات کو ضروری سمجھتے ہیں پھر کیا یہی اسلام ہے اور یہی دعوائے محبت ہے

وائے بر حال ما

آج ہماری اسلامی وحدت کا یہ حال ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور باہمی جنگ و پیکار کو اچھا سمجھتے ہیں اگر ہمارا کوئی بھائی ترقی کرتا ہے تو ہم اس پر حسد کرتے اور اس کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں مسلمانوں کا ہر گروہ اور ہر فرد اپنی اپنی برتری کا طالب اور آرزو مند ہے آج ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا کر خود فائدہ حاصل کرے [illegible] اسلامی وحدت کا شیرازہ منتشر ہو گیا اسلامی غیرت مٹ گئی اور اسلامی حس معدوم ہو گئی آج باہمی جنگ و پیکار عداوت دشمنی اور رشک و حسد مسلمانوں کا امتیازی شعار ہے اور ان چھوٹے چھوٹے اختلافات نے اسلامی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مسلمانوں کی عظمت کو دفن کر دیا ہے [illegible] ایک قوم بھی ایسی نہیں جو مسلمانوں کو اچھا سمجھتی ہو اور ان کی فضیلت کا اعتراف کرتی ہو جس طرف دیکھئے ذلت کی ہولناک گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

برادران اسلام! اگر آپ یہ سوال کریں کہ مسلمانوں کی اقبالمندی کا آفتاب کیوں غروب ہو گیا ان کی عظمت و سطوت کیوں مٹ گئی اور مسلمانوں کا جلال و جبروت کیوں قائم نہیں رہا تو اس کا صرف ایک ہی جواب ہے وہ یہ کہ اسلامی وحدت کے مٹ جانے کے باعث باہمی جنگ و پیکار اور بغض و عناد کے باعث ذرا غور کیجئے کیسی بدنصیبی تھی کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں نے فرزندان توحید کو قتل کیا انہوں نے [illegible] نظام اسلامی کو پراگندہ کیا اور وحدت اسلامی کو [illegible] جن کا یہ فرض تھا کہ ساری دنیا کو متحد کر کے امن قائم کرتے وہ خود باہمی جنگ میں مشغول ہوئے۔

[illegible] نہیں جانتے کہ نا اتفاقی کیا چیز ہے؟ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نا اتفاقی ایسی زہریلی چیز ہے جس نے بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیادیں اکھیڑ کر پھینک دیں جس نے قوموں کے شیرازے پراگندہ کر دیئے اور جس نے سرسبز چمنوں کے پھول پامال کر کے ان کو غلامی کی ذلت میں مبتلا کر دیا اگر تمہارے پاس ذرا بھی عقل ہے تو خدا کے لئے اپنی غلطیوں کو محسوس کرو اور اسلام کی خدا داد تعلیم پر غور کرو حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا یعنی اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ مت پیدا کرو اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے تم آپس میں دشمن تھے پھر حق تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی مہربانی سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

اس آیت سے اسلامی وحدت کے قائم رکھنے اور نفاق و افتراق سے اجتناب کرنے کی شدید تاکید ثابت ہے آپ ذرا غور کیجئے کہ صحابہ کرامؓ نے آیات قرآنی پر کیونکر عمل کیا اور کس طرح وحدت و محبت کا قصر تعمیر کیا مختصر طور پر چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضور سرور عالم کے اصحاب کی ایک ممتاز ترین خصوصیت یہ تھی کہ وہ آپس میں نہایت الفت و محبت رکھتے تھے جب کسی مسلمان کو کسی قسم کا درد و دکھ پہنچتا تو دوسرے مسلمانوں کے دل پریشان ہو جاتے تھے اور ان کا یہی معمول تھا

کہ وہ مصیبت میں آفتیں اور کشمکش میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے تھے اگر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں شخص بھوکا ہے تو جس کے گھر میں جو کچھ ہوتا تھا حاضر کر دیتا تھا اسی طرح ہمسایہ عورتیں اپنے پڑوسیوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں حضرت اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ مجھے کھانا پکانا نہیں آتا تھا خدا کی قسم جب تک مجھے کافی مشق نہ ہو گئی محلہ کی عورتیں خالصاً لوجہ اللہ کھانا پکا دیا کرتی تھیں غرض یہ وہ اسلامی وحدت و محبت تھی جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو ساری دنیا پر غالب کر دیا۔ اب ذرا اسلامی مساوات کا حال سنئے۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ حضور سرورِ عالم کے جلوہ افروز ہونے سے پہلے ساری شخصیت پرستی کے عذاب میں گرفتار تھی اور ہر شخص اس بات کو بھول گیا تھا کہ بلحاظ انسان ہونے کے تمام انسان مساوی المرتبہ ہیں۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر فرمانروایانِ ملک اور امراء شہر عزتوں اور عظمتوں کے مالک بنے ہوئے تھے اور غریب کی زندگی کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ وہ سرمایہ داروں کی اطاعت کیا کرے حضورِ اقدس نے اس لعنت کو مٹایا اور شخصیت پرستی کا تختہ الٹ دیا فرمانروایانِ ملک اور امراء شہر کو مرتبہ قدوسیت سے ہٹا کر عام سطح زمین پر قائم کیا اور غریبوں کو غلامی سے بلند کر کے تاج و تخت کے مالکوں کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔

جب مالدار آدمیوں نے اپنے فضائل بیان کئے تو حضورِ اقدس نے اپنے رب کا پیام سنایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اس آواز سے گنبدِ عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا اور انسانی جباریت کا طلسم ٹوٹ گیا۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا

اے لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں صحیح طور پر فرض ادا کروں تو میری مدد کرو اور غلط راستہ اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اور جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میں تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر اسلام کے مطابق کام کروں تو میری مدد کرو ورنہ مجھے معزول کر دو۔ اور صحابہ کرام کا یہ عمل تھا کہ وہ اپنے نوکروں کے ساتھ بھی دوستوں کا برتاؤ کرتے تھے اور ان کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک ایرانی رئیس حضرت سلمان فارسی کے پاس آیا اور دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں اس نے کہا کہ غلام کہاں ہے بولے کہ گھوڑے کی مالش کر رہا ہے میں نے پسند نہیں کیا کہ سارے کام اسی پر ڈال دوں کچھ میں کرتا ہوں کچھ وہ کرتا ہے۔ (طبقات)

سیرۃ العمرین میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر وضو کرتے تھے کسی نے کہا آپ کسی خادم کو ہدایت کر دیجئے کہ وہ پانی گرم کیا کرے اور وضو کرا دے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا وہ دن بھر کام کرتے ہیں اور تھک جاتے ہیں بس رات ان کے آرام کے لئے ہے۔ آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم میں اور ہمارے نوکروں میں کچھ فرق نہیں وہ ہمارے بھائی ہیں اور بس

توکل نہیں کاہلی

(از جناب [illegible] مولوی حبیب الرحمن صاحب مفتی [illegible])

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون ترجمہ: وہ قوم گذر گئی۔ اس کے لئے جو تھا اس نے کیا اور تمہارے لئے جو تم کرو گے۔ تم نہیں پوچھے جاؤ گے ان کے عمل کے بارہ میں جو گذر گئے ہو [illegible]

کاہلی سب جانتے ہیں بری چیز ہے [illegible] اکثر توکل ہی ہے کہ ایک مسلمان کی نظر میں اس کا درجہ کیا ہونا چاہیئے کاہلی توکل سے [illegible] منافی ہے اور اسلام انسان سے اس کی زندگی کے ہر شعبہ میں عمل کا مطالبہ کرتا ہے اور کیا دنیوی [illegible] میں اور کیا دینی [illegible] عمل اور صرف عمل پر [illegible] مسلمان کی نظر میں [illegible] مبغوض اور مکروہ ہونی چاہیئے اس کی زیادہ تصریح اور توضیح کی ضرورت نہیں ہے مگر اس جماعت پر جو اسلام [illegible] اس طرح اور مبغوض شے نے بڑا اثر قائم کیا ہے اس نے نہ صرف ان [illegible] نفس کی بے راہ روی سے اپنا اثر قائم کیا اور ایک [illegible] نفس بلکہ ان کی سہل پرستی میں [illegible] صورت میں مذہب نہیں بلکہ بہترین مذہبی صفت بنا کر ان کے اعتقاد پر ایسا [illegible] ہے کہ توکل [illegible] مسلمانوں میں توکل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے ہر عمل کے وقت خواہ دنیا سے متعلق ہو یا دین [illegible] ان کی نظروں میں توکل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے [illegible] مسلمان کو جس سے اسلام عمل کا طالب ہے بے عملی کے گرداب [illegible] میں ڈالتی ہے اور پھر اس کے [illegible] کرتی ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اسلامی ہدایت کے خلاف چل رہا ہے اس کو اسلام کا بہترین پیرو باور کراتی ہے نہ اپنے کو خدا پر بھروسہ کرنے والا اور خدا پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والا سمجھتا ہے۔

کس قدر آسانی سے نفس نے مسلمانوں کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے کہ اس کے اشارہ پر اسلام کے اصول کے خلاف چل رہے ہیں اور یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اسلام [illegible] غور کرنے کی جگہ ہے کہ اسلام ہر [illegible] اور ہر وقت عمل کی ترغیب دیتا ہے اور اس اصول پر ہم کسی عقیدہ کی خوبی کو جانچنا چاہیں تو بہت آسانی سے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم کبھی کسی عقیدہ کو اصول کے تحت جانچنا نہیں چاہتے اور ہم نادانی و جہالت کے تحت بھی غلط [illegible] سے بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے اور نہ اس پر توجہ کرتے ہیں کہ ایک برائی کس طرح آہستہ آہستہ نیکی کی صورت اختیار کر لیتی ہے اسلام کے اصول ایسے سیدھے سادے اور صاف و صریح ہیں کہ اس سے انحراف نہیں ہو سکتا اس لئے خواہ [illegible] سے کام لیا جائے تو دھوکہ نہیں ہوگا مثال سے اس کو سمجھو خدا قادر مطلق ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے وہ جو کام کرانا نہیں چاہتا نہیں ہوتا اور جو کچھ کرانا چاہتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے خدا پر بھروسہ فرض اولین ہے یہ ایسے جملے ہیں جس سے کسی مسلمان کو انکار ہے [illegible] یہ بالکل سچ ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یفعل ما یشاء تعالیٰ [illegible] اس پر بھروسہ نہ کیا جائے تو انسان کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے لیکن یہ بھی تو سمجھو کہ اسلام کے معنے ہیں گردن نہادن بہ طاعت جو حکم خدا کا ہے اس [illegible] چاہیئے کہ اس کے احکام کی تعمیل کر کے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم نے یہ کر لیا ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا [illegible] مسلمان کا اصلی اعتقاد یہ ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرے اور یہ یقین رکھے کہ ہمارے کام کو سنوارنے والا اللہ ہے [illegible] ہمارے کام کی درستی کا باعث ہمارا عمل ہے۔ مگر نفس نے چند مسلمات کی ترتیب [illegible] کہ جو کچھ کرتا ہے [illegible] اس کے ارادہ [illegible] وہ موثر رہے گا ہم کو اس کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیئے [illegible] عمل سے بے پرواہ کر دیا یہی نتیجہ غلط ہے جس میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں حالانکہ اسلام [illegible] یہ ہے کہ ہم عمل کریں اور [illegible] اس کے اچھے نتیجہ کی برآمدگی کے لئے اپنے عمل پر نہیں بلکہ خدا پر بھروسہ رکھیں کہ وہی عمل میں برکت دینے والا ہے نفس نے اس سیدھے سادے اصول اسلام میں ایک خفیف سا تصرف کر کے انسان سے عمل کی قوت و ترغیب کو سلب کر لیا ہے اور [illegible] عمل سے دور کر دیا اور پھر اس بے عملی کو خوبی کا لباس پہنانے کے لئے اس نے اس کو توکل کی صفت سے متصف کر دیا اور انسان عمل سے دور ہو کر اسلامی ہدایت سے روگردانی کر کے متوکل علی اللہ کی شان لقدس میں [illegible] مسلمان ذرا بھی غور کریں تو ان پر نفس کا یہ فریب بآسانی کھل سکتا ہے مگر کاہلی کا ان پر ایسا تسلط ہے کہ وہ اس طرف آتے ہی نہیں اور اس غور کی زحمت [illegible] گوارا نہیں کر سکتے [illegible] کاہلی میں آ گیا ہے اور وہ توکل کے خوبصورت لباس میں لا کر ان کو مذہبی آدمی اور قابل تعظیم انسان بنا دیتی ہے تو اسلام کے [illegible] ضرورت نہیں ہے مگر [illegible] یہ فریب ہے۔ توکل کا یہ معنی آپ کو کسی اسلامی ہدایت میں نہیں ملیگی اگر توکل کے یہی معنے ہوتے تو قرآن مجید کے تیس پاروں میں سے کوئی ایک آیت ایسی نکل آتی جس میں توکل کی یہ شان نظر آتی مگر قرآن مجید شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ اور اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر غور کرو کہیں آپ کو ایسی ہدایت نہیں ملیگی کہ ہم سب کچھ کرنے والے ہیں تم فقط ہمارا نام جپتے رہو اور تم کو کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہم سب کر لیں گے بلکہ ہر جگہ ارشاد ہوتا ہے عمل کرو عمل کرو اعتقاد کے ساتھ عمل ہی کرنا چاہیئے اس کی شدید ضرورت ہے جہاں کہیں ایمانداروں کو خدا نے [illegible] مخاطب فرمایا ہے وہاں عمل کرنے والوں کو اس خطاب میں شریک کر کے ان ایمانداروں کو فلاح و نجات کی خوشخبری دی گئی جو عمل نیک کے عامل ہیں۔

مسلمانو! قرآن شریف کی تلاوت کرو یا ایہا الذین امنوا کے ساتھ وعملوا الصلحت بھی پاؤ گے اس سے صاف واضح ہے کہ قرآن شریف تم سے ایمان اور عمل صالح کا طالب ہے۔ اگر بے عملی میں خدا کا بھروسہ اور توکل علی اللہ کی شان ہوتی تو کہیں تو اس کا اشارہ ہوتا نہیں ہیں جو کچھ [illegible] ہوں وہ صحیح ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بعد توکل کرنا توکل ہے اور کاہلی ناکش

ہے قابل فلاح و نجات ہے وہ توکل نہیں ہے جس سے سر رشتہ عمل آپ کے ہاتھ سے نکل جائے یہ تو کاہلی کی ایک شاخ ہے۔ ہوگیں رہ کہ تو میر دی بہ ترکستان است کاہلی نے تم پر اپنا اثر جا لیا ہے نفس نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے تم کاہلی کی مذموم صفت کو توکل کے قابل تعریف نام سے بدل دیا ہے تم عمل اور اپنے کو ملامت سے بچانے کے لئے اس بے عملی کو توکل کی صفت میں بدل رہے ہو۔

اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو سوائے اسکے چارہ نہیں کہ اسلام کی اصلی ہدایتوں کی تعمیل کرو اور عملی دنیا میں آؤ اور اسلام کی خوبیوں سے آراستہ ہو کر دنیا سے اپنی عزت کراؤ سچے مسلمان کے لئے کوئی زمانہ عزت سے خالی نہیں ہو سکتا تیرہ سو برس ہونے سے اسلام کے اصول فرسودہ نہیں ہوئے ہیں۔ تیرہ سو برس پہلے جو اصول ایک گمراہ اور بے راہ قوم کو ساری دنیا کا بادشاہ ساری دنیا کا استاد بنا سکتے تھے وہ آج بھی اپنے میں وہی قوت رکھتے ہیں تم خود ہی ان اصولوں کو چھوڑ دو اور عامل ہونے کی بجائے کاہل بنو تو اصول اسلام کیا کریں گے تمہاری قدر و قیمت وہی ہو رہی ہے جو کاہلوں کی ہوا کرتی ہے قریب نظر کب تک قائم رہے گا آؤ اصلی توکل پیدا کرو محنت کرو کاہلی کو چھوڑ دو محنت کر کے خدا پر بھروسہ کرنا سیکھو اگر دنیا میں عزت سے رہنا چاہتے ہو تو اصول اسلام کو بالاستیعاب اختیار کرو تومنون ببعض وتکفرون ببعض سے کام نہیں چلتا ایک کو مان کر دوسرے تمام حکموں سے چشم پوشی کرنا نہیں ملے سکتی نہ تم کو ایسے عمل سے دنیا میں عزت مل سکتی ہے نہ آخرت میں نجات اسلام جو چاہتا ہے اس پر ایک ایک کر کے عمل کرو

صرف وہی شخص عزت کے قابل ہے جو اپنے رہنما کی ہدایتوں کی پوری پوری پابندی کرے۔ خدا کو فعال لما یرید مان لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم کوئی ارادہ نہیں رکھتے ہو اور تم کو کوئی ارادہ کرنے کا حق نہیں ہے اگر یہی منشائے آیت مذکورہ ہوتا تو پھر خدا کا بار بار ارشاد کر مسلمان سعی کریں عمل کریں کیا معنے رکھتا ہے ارشاد باری ہوتا ہے کہ تم جو کرو گے وہ پاؤ گے لیس للانسان الا ما سعیٰ قرآن مجید کی آیت ہے اور وہ صاف لفظوں میں تمہاری رہنمائی کر رہی ہے کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنی وہ سعی کرتا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنی اللہ بلا شک و شبہ نیکو کاروں کی خدمات حسنہ کا معاوضہ ضائع نہیں کرتا یہ بھی فرمایا ہے کہ لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت یعنی اس کے لئے ان اچھے کاموں کا فائدہ ہے جو اس نے کیا اور ان برے کاموں کی سزا اسے بھگتنی ہے جو اس سے سرزد ہوئے ان احکام اور روایات سے جی چرانا تم صرف اس منحوس کاہلی نے سکھایا ہے اور ایک چیز کو لیکر اس پر اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی کہ تمام قرآنی ہدایتوں کی بنیادیں تمہاری نظر سے اوجھل ہو گئیں اور تم نے مرے کے نیچے کی ترقی اسی میں سمجھنے لگے کہ توکل کریں اس توکل کے سرسبز باغ میں کاہلی کی بہار آئی اور پھلا پھولا دیکھ لیں لها ما کسبت ولکم ما کسبتم پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اس ہدایت میں تم کو کونسی راہ دکھائی جاتی ہے کیا اس حکم میں سوائے اس کے اور کوئی ہدایت نکلتی ہے کہ اس کے سہارے سے ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور مستوجب فلاح و نجات ہو جائیں کیا اس آیت شریفہ میں یہ تہدید نہیں ہے کہ جس قوم نے جو کچھ کیا وہ اس کے لئے ہے اور تم جو کچھ کرو گے تمہارے لئے ہوگا بغیر کئے کسی کو کچھ نہیں مل سکتا ہر قوم اپنے عمل سے ترقی کرتی ہے جتنی قومیں عمل کو چھوڑ بیٹھی ہیں تم ان کا حال اخباروں میں پڑھ سکتے ہو جو قومیں گذر چکی ہیں ان کے سوانح تاریخ تم کو بتا سکتی ہے تم چشم عبرت سے دیکھو تو معلوم کر سکتے ہو کہ محنتی قوموں نے ہی مرتبہ اور عزت پائی ہے کاہل اور نکام قومیں سوائے غلامی اور ذلت کے کچھ حاصل نہ کر سکیں چونکہ تم کاہلی کی سرپرستی میں آگئے ہو۔ ہر کام میں تم نے کوئی نہ کوئی حیلہ تراشا اور اس محنت سے جی چرانے کے لئے اس کو مذہب کے خلاف قرار دینے میں بڑی جسارت سے کام لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم زندگی کے ہر شعبہ میں ناقص اور ناتمام رہ گئے اور یہ ساری خرابی اس لئے ہوگئی کہ تمہارے خون میں کاہلی کے جراثیم بالکلیہ پھیل گئے ہیں اور محنت جفاکشی کے ذرات تمہارے خون سے بالکل نکل گئے اور تم بالکل ناکارہ ہو گئے ہو جو بات تمہارے سامنے پیش کی جائے اس میں مصروف ہونے میں جو محنت کا خیال آتا ہے اس سے تم جی چرانے ہو اور اس کام کے نہ کرنے کا جو الزام عائد ہونے کو ہے اس کے برأت کے لئے تم اس کو مذہب کے خلاف ٹھیرانے کی سعی لاحاصل میں لگ جاتے ہو تاکہ محنت سے بھی بچ جاؤ اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل بھی نہ ہونے پاؤ اور اسد والے ہمکو عزت حاصل کرو یہ تمام باتیں تمہارے مذہب کی نہیں ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے جس کی پابندی کے لئے تم ہر کام سے جی چراتے ہو یہ اس بد عادت کا سبب ہے جو تم میں سرایت کر گئی ہے اور جس کا منحوس نام کاہلی ہے جب تک مسلمان اس ہمہ گیر برائی اور اس نقصان رساں اثرات کو اپنے ذہن سے دور نہ کریں گے ان کو اسلام کی تعلیم سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا کاہلی اور توکل دو متضاد اور متباین چیزیں ہیں کاہلی توکل کے ضوابط کو توڑنے والی ہے۔ کوئی شخص کاہلی کر کے متوکل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ کاہل آدمی ایسے حیلے بہانے لگا رہتا ہے کہ اس کو عمل سے آزادی مل جائے وہ خدا کی نکتہ نوازی کو سراہتا ہے اور اس حیلہ میں اعمال اسلامی کی تعمیل سے بچنا چاہتا ہے پھر ایسے کاہل کا توکل کے صحیح معنوں میں کہاں دخل ہے آجکل مسلمانوں کی جماعت اسی کاہلی کی بدولت شعائر اسلامی سے آزاد ہو گئی ہے اور برکات اسلامی اسی وجہ سے ان کے شامل حال نہیں رہے کہ وہ حقیقت میں اسلام کے اصول کے پابند نہیں رہے مسلمانوں کا یہ شکوہ بالکل ناسمجھی پر مبنی ہے کہ خدا نے اس کی توحید کا راگ گانے والوں پر مشرکوں اور قائلین تثلیث کو غلبہ نصیب کیا ہے خدا کبھی موحدین کو مغلوب نہیں کرتا اس نے علی الاعلان جتا دیا ہے کہ جو مومن ہے وہ مغلوب نہیں ہوتا اگر تم مومن ہو تو بلاشبہ و بلاشک تم ہی کو غلبہ و تفوق ہے اس ارشاد خداوندی کے بعد کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میں مومن ہوں اور پھر بھی مغلوب ہوں۔ ایسا کہنا ناسمجھی ہی نہیں بلکہ سخت گستاخی ہے۔ یاد رکھو ہماری مغلوبیت اس حکم کی روشنی میں صاف بتا رہی ہے کہ ہم میں ایمان کے وہ اوصاف نہیں جو اہل ایمان کے اوصاف ہوتے ہیں نام کے مومن ہونے سے ہم ایمان کے برکات حاصل نہیں کر سکتے اگر کوئی چراغ روشن کر کے کسی جگہ بند کر دے اور کہے کہ میرا گھر تاریک ہو رہا ہے حالانکہ میرے گھر میں چراغ ہے تو کیا اس کی یہ بات کسی کی سمجھ میں آجائے گی چراغ گھر میں رکھا رہنے سے تو تاریکی دور نہیں ہو سکتی ہاں چراغ روشن کرنے کے بعد گھر میں اندھیرا نہیں رہ سکتا جبکہ خدا نے حکم لگا دیا کہ مومن کو ہمیشہ غلبہ اور تفوق ہوگا تو کیونکر ممکن ہے کہ ہم مومن ہوں اور پھر غلبہ اور تفوق سے محروم رہیں جس طرح چراغ روشن ہونے کے بعد گھر میں تاریکی نہیں

رہتی ہے اسی طرح کسی قوم [illegible] کا قدم پھسل جائے تو ہر وہ قوم مغضوب بن سکتی ہے مگر مسلمانوں [illegible] پڑ گئے ہیں ان کو سید [illegible] بات بھی سمجھنے کی عقل نہیں [illegible] قرآن مجید کو کلام الٰہی اور کتاب آسمانی مانتے ہیں [illegible] احکام [illegible] ہیں [illegible] کہ ان کی حکمت [illegible] ہی نہ آتی ان [illegible] قرآن [illegible] بات [illegible] کیا کر رہے ہیں قرآن [illegible] دیتا ہے [illegible] انسانی خصوصیات [illegible] قیام [illegible] نفس نہیں [illegible] انسان [illegible] کو خواہشات [illegible] خواہشات [illegible] نفس [illegible] وہ احکام الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں [illegible] ان کی کامیابی ہے [illegible] سے [illegible] گئے دنیا میں [illegible] دنیا کی [illegible] کی [illegible] ہے وہ [illegible] خدا کی بندگی [illegible] کا خاص طرہ امتیاز ہے دنیا میں [illegible] کی کوشش سے بچنا [illegible] پسندیدہ معیار ہے کاہلی [illegible] سے [illegible] انسان کو سست بنا دیتی ہے وہ سراسر محنت سے بچنے کے لئے ایسے ہی غلط خیالات میں [illegible] ہے کہ انسان اپنی کوشش [illegible] قوت سے [illegible] تصوف [illegible] کی بجائے جانوروں کی زندگی بسر کرنے کے مسلمان کو قبول کر لیا ہے

مسلمانو! اگر [illegible] عزت جو [illegible] قرآن مجید نے خاص کر دی ہے حاصل کرنا چاہتے ہو [illegible] اسلام [illegible] اسلام کے لئے اپنے [illegible] ترک دنیا کا نام ہے یا اسلام ترک دنیا کا سبق دیتا ہے یا لذات دنیا سے محروم کرتا ہے نہیں اسلام [illegible] سچا اور اصلی اسلام یہ ہے کہ انسان کو خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتا [illegible] مسلمان بیوی بچوں [illegible] سے محبت کرتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کرتا ہے اور اس کے انہماک میں [illegible] اٹھاتا ہے پھر بھی خدا کی یاد اس کے دل سے نہیں جاتی وہ اپنے عزیزوں [illegible] سے ہمدردی [illegible] برتتا ہے ان کی تکلیفوں میں کام آتا ہے وہ خدا کو اتنے کثرت سے یاد کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ مسکینوں غریبوں بیماروں [illegible] ہوتا ہے ان کی [illegible] اپنی رات کی میٹھی نیند چھوڑتا ہے دن کو ان کے لئے [illegible]

کرتا ہے اور اسی لئے کرتا ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور اس کا [illegible] ماں باپ کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور خدا کو یاد کرتا جاتا ہے اور یہ تمام باتیں اس کو اپنی طرف کیوں متوجہ کر لیتی ہیں اس لئے کہ وہ خدا کو یاد کرتا ہے اور صبح سے شام اور شام سے صبح تک ان کاروبار میں جو وقت اس کا گزرتا ہے وہ سب خدا کی یاد میں گزرتا ہے کیا کوئی ایسی قوم جو اپنے پر خدا کی طرف سے [illegible] فرائض کی پابندی ضروری سمجھتی ہے اور [illegible] رکھتی ہے وہ دنیا میں اعزاز اور آخرت میں سرمایہ نجات سے خالی رہے گی ہرگز نہیں [illegible] اس قوم کو جس کا ہر فرد اس جذبہ سے بھرا ہوا ہو دنیا [illegible] عزت حاصل نہ ہو جو لوگ کہ ان جذبات سے خالی ہیں اور منہ سے [illegible] کرتے رہتے ہیں [illegible] آخرت کے کام میں لگے رہتے ہیں وہ حقیقت میں آخرت کا کام کرتے ہیں نہ دنیا کا وہ کاہلی [illegible] کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ [illegible] ذلت [illegible] دیکھو اسلام کن چیزوں کا حاصل [illegible] نہیں [illegible] اسلام اپنے پیرو سے ان تمام چیزوں کی تکمیل چاہتا ہے جس میں تمام تر محنت ہی محنت ہے [illegible] راحت ہے اور یہ سب [illegible] خدا کی بھی یاد اور خدا کی دل سے بندگی کرنے کا ان سب باتوں سے [illegible] میں تو اسلام کی پیروی کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرو اور اس لئے ان خدمات میں لگے رہو کہ خدا کا حکم ہے۔ خدا کے حضور میں پانچ وقت حاضر ہو کر اس سے اپنی بندگی کا اقرار کرو اور اس کے احکام کی تعمیل کی توفیق مانگو اور کوشش [illegible] رہو کہ جو ہم نے اقرار بندگی کیا ہے اس کا ثبوت بندگان خدا کی ہمدردی سے دیا جائے تو یہی اصلی اسلام ہے نہ یہ ہر شخص اپنی روٹی دال گھسیٹنے کا شوق رکھتا ہے اب دیکھو کہ ایک انسان پر اسلام نے کتنی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اپنے لئے بیوی بچوں اقربا اور قوم کے لئے اس کو بہت کچھ کرنا ہے کیا بغیر محنت کے وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتا ہے مگر ایک کاہل انسان محنت سے [illegible] ہونے کے لئے خدا کی قدرت مطلقہ کے فصیح و بلیغ بیان سے

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا

کے خدا رسانی غلطے اپنی نسبت ثابت کرتا ہے کیا یہ اسلام کے اصل کے عین مطابق ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کاہلی کی [illegible] خدا تمہیں توفیق دے کہ تم ٹھنڈے دل سے ہمارے بیان کو پڑھو یا سنو اور اس [illegible] اور اس [illegible] کی کوشش شروع کر دو۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ فقط

صحابۂ کرام کا جذبۂ شہادت

(از مولوی محمد ابوالخیر صاحب)

لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ
جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کر دیئے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں
وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ
لیکن تم سمجھتے نہیں ہو

سرزمین عرب میں طلوع اسلام کے قبل بہت سے ہیرے اور جواہرات جہالت اور گمراہی کی متواتر اور پیہم موسلا دھار بارش کی وجہ سے جہالت کے گرد و غبار میں روپوش ہو چکے تھے کنکر اور ٹھکریوں میں یہ نایاب گوہر اور موتیاں اس طرح مخلوط ہو چکی تھیں کہ ایک خوشنما لعل اور ایک گندی زمین کا کنکر ان دونوں میں تمیز کرنا مشکل ہو چکا تھا لیکن جوں ہی ذرا سی باران توحید کا نزول ہوا کفر و شرک کی نجاست سے ایک دم عالم کو دھو کر پاک کر دیا۔ میری اس تمثیل سے مراد صحابہ کرام کی ذات پاک ہے جنہوں نے داعی اسلام کی ہر ایک صدا پر لبیک کہا اور نہ صرف لبیک کہا بلکہ عالم کے سامنے اس کو عملی صورت میں پیش کیا ان کی اس اطاعت اور فرماں برداری کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور نے ان کو تمام انسانوں سے افضل ترین کہلانے کا مستحق ہوئے نامی اسلام نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اصحابی کالنجوم یعنی میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔ دوسری جگہ آنحضور فرماتے ہیں ہمارے اصحاب کو جس نے گالی دی گویا مجھے دی جس نے صحابہ کرام کو تکلیف پہنچائی گویا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھکو تکلیف پہنچائی اس نے گویا خدا کو تکلیف پہنچائی اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنا دی گئی یہی نہیں بتا دیا گیا کہ خدا ان سے راضی ہو گیا اور یہ خدا سے راضی ہو گئے چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ یہ سب کچھ کیوں ہوا اس لئے کہ انہوں نے اپنے جان و مال کو ان کے نام پر قربان کر دیا اور اپنی عزیز جان اور مال و متاع کو اللہ کے سپرد کر دیا چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ	یعنی بیشک پروردگار عالم نے مسلمانوں کے مال و جان کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

درحقیقت اس آیت کے حقیقی مصداق صحابہ کرام ہی تھے مجھے صحابہ کرام کے آج ان واقعات کو بتانا ہے جن کا تعلق جان سے ہے اور وہ واقعات جن کا تعلق مال سے ہے ان کو نظرانداز کر دیا گیا ہے دنیا میں مسلمانوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کیا جائے کفر کا ملیا میٹ کر کے حق پرستی کا پرچار کیا جائے ابالیسی عساکر کو دنیا سے فنا کر دیا جائے روحانیت اور توحید کا سکہ جما یا جائے تمام معبودان باطل کا قلع قمع کر کے خدائے واحد کی پرستش کی جائے لیکن چونکہ اس تحریک عظیم میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں یہاں تک کہ جان عزیز سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے لیکن مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ ان مواقع پر جان سے بھی دریغ نہ کرے کیونکہ اس صورت میں مسلمان کے لئے دونوں صورت بھلائی اور بہتری کی ہے اگر کسی کو قتل کر دیا تو بھی بہت بڑے اجر کا مستحق ہوا اور اگر قتل کر دیا گیا تو سیدھا جنت الفردوس کو سدھارا اس سے بہتر اور کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی یہی وجہ تھی کہ داعی اسلام نے بڑے زوروں کے ساتھ ترغیب دی کہ کوئی مسلم اس فضیلت سے محروم نہ رہ سکے چنانچہ آنحضور ارشاد فرماتے ہیں الجنۃ تحت ظلال السیوف یعنی جنت تلوار کے سایہ کے نیچے ہے اسی پر صحابہ کرام نے عمل کیا جس وقت جہاد کی پکار ہوتی تھی تمام اصحاب کرام ٹوٹ پڑتے نکلے چلے جس حالت میں ہوں خواہ بوڑھے ہوں اور خواہ بچے ہوں سب کے اندر یہ جذبہ جہاد ہر قلب میں موجزن تھا چنانچہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ جس وقت مسلمان جہاد کی تیاری کر رہے تھے یہ اپنی بیوی سے ہم آغوش تھے لیکن جوں ہی ان کو معلوم ہوتا ہے کہ عسکر اسلام بغرض جہاد کوچ کر چلا ہے فوراً وہاں سے دوڑ پڑتے ہیں اور لشکر میں شامل ہو کر اس طرح لڑائی کرتے ہیں کہ آخر کار اپنی جان شیریں کو جان آفریں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اللہ اللہ ان کے دل میں کتنا جذبہ ایمانی موجود تھا کہ ایسے آرام کی حالت کو خیرباد کہکر فوراً لشکر اسلام میں شامل ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بیوی سے ہم بستر ہوتے ہیں غسل بھی نہیں کرتے اور شہید ہو جاتے ہیں اور ان کو شہید ہو جانے کے بعد ملائکہ غسل دیتے ہیں چنانچہ ان کا لقب اسی وقت غسیل الملائکہ قرار دیا گیا ہے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کا قول کس قدر عبرت انگیز اور سبق آموز ہے ان کو عین اس موقع پر کسی جرم کی بنا پر محبوس زنداں کر دیا جاتا ہے ان کے پیر میں بیڑی پہنا دی جاتی ہے لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ لشکر اسلام کا مقابلہ دشمنان اسلام سے ہو رہا ہے یہ تڑپ رہے تھے اور نہایت ہی بیکل اور بے چین ہو رہے تھے لیکن ایسی صورت میں کیا کیا جا سکتا ہے جبکہ ان کو مقید کیا جا چکا ہے مجبور محض تھے لیکن ان کو ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہ تھا چنانچہ وہ رئیس لشکر کی صاحبزادی سے نہایت ہی منت اور سماجت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ تم میری اس ہتھکڑی اور بیڑی کو کھول دو تاکہ میں بھی دشمنان اسلام سے جہاد کروں چنانچہ رئیس لشکر کی صاحبزادی عہد و پیمان لیتی ہیں حضرت ابوجندل اقرار کرتے ہیں کہ لڑائی ختم ہوتے ہی میں خود بخود آ کر بیڑی پہن لوں گا۔

چنانچہ ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ رئیس لشکر کے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں شرکت کرتے ہیں اور لڑائی شروع کر دیتے ہیں اور زوروں کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں جس طرف رخ کرتے ہیں صفوں کے صفوں کا صفایا کرتے جاتے ہیں اتنے کافروں کو قتل کرتے ہیں کہ ان کے برابر اور دوسرے شخص نے نہیں قتل کیا لڑائی ختم ہونے کے بعد یہ فوراً آ کر پھر اپنی پہلی صورت اختیار کر لیتے ہیں وہی ہتھکڑی اور بیڑی پہنے ہوئے نظر آ رہے ہیں لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یا اللہ وہ کون شخص تھا جس نے کفار کا صفایا کیا خود سردار لشکر پوچھتا ہے کہ بتاؤ کون آدمی تھا لیکن کوئی جواب نہ دے سکا کیونکہ ہر ایک شخص کا یہ خیال تھا کہ ابوجندل

تو مجموعی زندگی میں ان کی کمزوری کا اندازہ ہوتا تھا۔

اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ... [illegible] ... ابو جندل کے متعلق ... [illegible] ... اس واقعہ کو سننے سے زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

یہ تھا صحابہ کرام کا ... [illegible] ... ایک صحابی کا واقعہ ... [illegible] ... گر رہا تھا ان کے ... [illegible] ... کی نگرانی کر رہے تھے ... [illegible] ... یہ جواب دیا ... [illegible] ... گئے ہیں ... [illegible] ... شہید ہو جاتے ہیں ... [illegible] ...

اسی طرح ایک صحابی ... [illegible] ... جنگ کے وقت پر غالباً ان سے ان کے بھائی کہتے ہیں کہ مستورات کی حفاظت کرو اور میں غزوہ پر جاتا ہوں چنانچہ وہ بھی لڑائی میں شریک ہوتے ہیں جنگ کے موقع پر مسلمانوں کی ... [illegible] ... کرنے والوں میں ... [illegible] ... اسلام کو نقصان پیدا ہوا ... [illegible] ... چنانچہ وہ صحابی ... [illegible] ... کے نقصان ... [illegible] ... ان کو چھوڑا ... [illegible] ... ان کی ... [illegible] ... ایک ادھیڑ عمر ... [illegible] ... جب ... [illegible] ... تو وہ جواب دیتے ہیں ... [illegible] ... کو ساتھ لیا جاتا ہے اور ہم کو روک دیا جاتا ہے ... [illegible] ... چنانچہ دونوں بچوں کی کشتی کرائی جاتی ہے اور یہ ان کو پچھاڑ دیتے ہیں آخر کار ان کو بھی ساتھ لے لیا جاتا ہے۔ الغرض زمانہ نبوی کے ... [illegible] ... جذبہ ایمانی کا ہر ایک کا مادہ نہیں سمجھتے تھے کہ ... [illegible] ... کرنے کی ہے نہیں وہ تو دنیا کے آرام کو ... [illegible] ... استغفار سے ٹھکرا چکے تھے ان کے لئے جہاد سے بہتر کوئی چیز پیش نظر نہ تھی کیونکہ بانی اسلام کی تعلیم ہی کہ تمام اعمال سے افضل ترین جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

ہاں ان کو یہ بھی یاد تھا کہ بانی اسلام نے فرمایا ہے کہ جہاد ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ منازل اعلیٰ حاصل کئے جا سکتے ہیں اور اسی کے ذریعہ تمام گناہوں کو معاف کرایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ایک نوعمر صحابی کا واقعہ ہے کہ جب ان سے لوٹنے کیلئے کہا گیا تو وہ جنگ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے نہایت ہی متاسفانہ لہجہ میں رو پڑے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو ان کو بھی اجازت دے دی آخر وہ جہاد کرتے ہیں اور رتبہ شہادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔

غزوۂ تبوک کے منظر کو دیکھئے کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جہاد کے لئے کہا گیا کہ مالی حالت ان کی نہایت کمزور ہو چکی ہے اسلحہ جات ان کے پاس نہیں تھے سواری ان کے پاس نہیں زاد راہ ان کے لئے نہیں گرمی نہایت سخت ہو رہی تھی موسم گرما عین حالت شباب پر تھا ... [illegible] ... پک چکے تھے کھیتیاں ہری بھری اور نہایت ہی لہلہا رہی تھیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نے برابر لشکر اسلام کی مدد کر رہے تھے لیکن پھر بھی بہت سے مسلمان ایسے تھے جن کی سواری کا انتظام کسی صورت سے نہ ہو سکا چنانچہ ابھی اس قسم کی روایات درد کے ساتھ پڑھتے ہیں آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت پر رحم آتا ہے چنانچہ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوتی ہے:

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینہم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون ۰	ان لوگوں پر کچھ حرج نہیں جو کہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ تم ان کو سواری دو تم نے ان سے کہا کہ میرے پاس سواری کہاں ہے وہ لوٹ گئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو رہے تھے افسوس ان کے پاس وہ چیز نہ تھی کہ وہ خرچ کرتے۔

اللہ اللہ کتنی بڑی آزمائش کا وقت ہے کون شخص ہے کہ ایسی حالت میں اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر موت کو ترجیح دیگا حالانکہ کھیتیاں پک گئی ہیں پٹ آیا کی ... [illegible] ... ہے دشمن کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان میں شوق جہاد پایا جاتا ہے جس کے سامنے اس چیز کی کوئی حقیقت نہ تھی چنانچہ راستے میں درختوں کے پتے اور گھاس اور جڑیں چباتے ہیں سواری ان کے پاس نہ تھی سواری کیا بلکہ پیروں میں جوتی تک نہ تھی ... [illegible] ... شدت کی تھی ریتلی زمین پہاڑی ملک تھا چونکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے پیروں میں صحابہ کرام کپڑے لپیٹ لیا کرتے تھے چند صحابہ کرام میں حضرت انس بن نضر بھی تھے جو کہ بدر کی جنگ میں کسی وجہ سے جنگ میں شرکت نہ کر سکے تو وہ نذر مانتے ہیں کہ آئندہ اگر کہیں موقع ملا تو ضرور بالضرور شرکت کروں گا۔

چنانچہ ان کے متعلق ارشاد ربانی ہوتا ہے فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر یعنی بعض ان میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور بعض وہ لوگ ہیں جو کہ منتظر ہیں چنانچہ جب غزوہ احد کا موقع آتا ہے تو حضرت انس بن نضر نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ کفار کا مقابلہ کرتے ہیں اثنائے لڑائی میں حضرت سعد سے ملاقات ہوتی ہے کہتے ہیں مجھکو جنت کی خوشبو آ رہی ہے چنانچہ دشمنوں کی جانب سے تیر اور تلوار کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زخم کاری کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے اور جان نفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے شہداء کی لاش میں جب ان کو تلاش کیا جاتا ہے تو چند نعشوں کے نیچے دبے ہوئے تھے صورت کثرت زخم سے متغیر اور متبدل ہو چکی تھی ان کی بہن ان کی انگلی پہچان لیتی ہیں جب دیکھا جاتا ہے تو ان کے جسم پر اسی زخم لگے ہوئے تھے صحابہ کرام کی تو یہ حالت تھی کہ جس وقت وہ جہاد کے لئے جایا کرتے تھے تو ان کی یہ دعا ہوا کرتی تھی اور وہ اپنے گھر والوں سے یہی کہا کرتے تھے کہ یہ دعا کرو کہ ہم اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں ہماری نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندی جائیں ہماری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے ہم خاک و خون میں اسی طرح مخلوط ہو جائیں کہ کوئی تمیز نہ کر سکے۔

غزوہ احد کے موقع پر دو شخص چچا بھتیجے مدینہ میں بکریاں لیکر آئے ان کو معلوم ہوا کہ مسلمان آج احد میں لڑ رہے ہیں چنانچہ وہ دونوں جاتے ہیں اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور اسی وقت لڑکر شہید ہو جاتے ہیں۔ اور

جنت الفردوس کے خریدار ہوجاتے ہیں یہ تھا جذبہ ایمانی کہ اسی روز اسلام سے ہم آغوش ہوتے ہیں اور اسی وقت جہاد میں شریک ہوجاتے ہیں۔

غزوہ خیبر کے موقع پر ایک حبشی غلام مسلمان ہوتا ہے اور اسی وقت شہید ہوجاتا ہے آنحضور اس کی نعش کی ملاحظہ کرنے جاتے ہیں اور پھر فوراً لوٹ آتے ہیں وجہ مراجعت دریافت کی جاتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حوریں اس کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔ ایک لڑائی کے موقعہ پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ زخمی پڑے ہوئے اپنے چہرے پر خون مل رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں مراد کو پہنچ گیا۔

ایک لڑائی کے موقع پر جبکہ خواتین اسلام قلعہ میں محصور کردی گئی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قلعہ سے باہر نکلی ہوئی تھی دیکھتی ہوں کہ حضرت سعد جا رہے ہیں اور ایک شعر پڑھتے جا رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے لوگو ٹھہرو تمہارا ایک ساتھی جہاد کی غرض سے آرہا ہے اس کو بھی آملنے دو۔ اس قلعہ میں ان کی والدہ محترمہ بھی محصور تھیں چنانچہ اپنے گوشہ جگر کو مخاطب کرکے فرماتی ہیں کہ میرے پیارے اور عزیز بیٹے تم جلدی جاؤ۔

ایک موقعہ پر ایک غلام اسد کے راستے میں لڑتا ہے شہید ہوجاتا ہے چنانچہ اس کو سید الشہداء کا خطاب دیا جاتا ہے یہ ہے اسلام کی فیاضی اور یہ ہے اسلام کی تعلیم مساوات۔

غزوۂ خندق کے موقع پر دیکھئے کہ ہر ایک شخص کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے اور شوق جہاد میں پتھر بار بار ہو رہے ہیں لبا اوقات ایسا ہوا کرتا تھا کہ ابھی صحابہ کرام ایک لڑائی سے واپس آئے ہیں کہ دوسری لڑائی کی پھر تیاری شروع ہوجاتی ہے درمیان میں فرصت ہی نہیں لیتے ہیں

بیعت رضوان کے واقعہ کو دیکھئے کہ کس طرح مسلمان جوش میں آکر سرور عالم سے بیعت کرتے ہیں چنانچہ اس کا صلہ مسلمانوں کو یہ دیا جاتا ہے کہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:۔

لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ	یعنی بیشک پروردگار عالم مسلمانوں سے راضی ہوگیا جبکہ وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

یہ تو صحابہ کرام کی انفرادی حالت مختصراً پیش کی گئی ورنہ صحابہ کرام کی عام طور پر یہ حالت تھی کہ جہاد کے نام پر بے تحاشا دوڑ پڑا کرتے تھے نہ تو وہ دریا کو دریا خیال کرتے تھے اور نہ جنگل کو جنگل چنانچہ صحابہ کرام نے دریائے دجلہ میں بوقت جہاد بزمانہ حضرت عمر فاروق اپنے گھوڑوں کو دریا میں کودا دیا تھا دشمن ان کی اس طرح حالت کو دیکھکر مرعوب ہوگئے کیونکہ انہوں نے جبکہ یہ دیکھا کہ ان کا شوق جہاد اس حد کو پہنچا ہوا ہے تب تو ان کا مقابلہ کرنا یقیناً دشوار ہوگا اور اگر مقابلہ بھی کیا گیا تو ناکامی ضروری اور لابدی چیز ہے اسی کا نقشہ علامہ اقبال نے کھینچا ہے ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ۔۔۔ بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ تو مردوں کی حالت تھی لیکن یاد رہے کہ شوق جہاد جس طرح صحابہ میں پایا جاتا تھا اسی طرح صحابیات میں بھی پایا جاتا تھا آپ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو ہزارہا واقعات ایسے ملیں گے جس میں خواتین اسلام نے کفار کا مقابلہ کیا اور مجاہدین کی خدمتیں کی ہیں چنانچہ ایک موقع پر سردار دو جہان کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مشک لادے ہوئے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں یہ تھا ان کا شوق جہاد جس کی وجہ سے انہوں نے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کی اللہ پاک ہم کو بھی توفیق دے۔ آمین

جراثیمِ نفاق کی تحقیق و علاج

(از جناب محمد فضل عباس صاحب عباسی امروہوی)

[illegible]

سیاسی دنیا میں مسلمانوں کا انتشار [illegible] اس کے اخلاص [illegible] ہر صاحب فکر [illegible] سے کھوا [illegible] و منظم [illegible] نفاق [illegible] ویرانہ دار [illegible] مستقبل [illegible] میں ہمیں مسلمان کی [illegible] نظر آ رہا ہے۔

ہر کہ بیش کچھ رکھنے والے انسان کا یہ چیز کا اعتراف ہو چکا ہے کہ اس تباہ کاری کی علت عالی اختلاف اور انتشار ہے لیکن [illegible] اس طرف کوئی [illegible] نہیں اٹھایا جاتا [illegible] پلیٹ فارم پر اور مقالات [illegible] رسائل کے کالموں میں اس پر [illegible] لیکن اسباب وعلل پر غور کیا جاتا ہے اور انسداد کی تدابیر [illegible] کی جاتی ہیں [illegible]۔

اس وقت [illegible] مسلمانوں نے بقائے حیات [illegible] اور [illegible] مسلمانوں کا [illegible] حل کرنے میں [illegible] ایک [illegible] یاد آتا ہے تو اس ہنگامہ آرائی پر ایک آہ بر حسرت [illegible] دل سے نکل کر رہ جاتی ہے۔

جب کانگریس کے [illegible] گول میز کانفرنس سے پہلے حکومت ہند کے [illegible] بڑی تیزی [illegible] اور مسٹر جناح کے [illegible] شائع ہوتے تھے۔ [illegible] ہندوستان کا ایک [illegible] گاندھی کو [illegible] کہ پہلے فیصلہ ہو جانا چاہیے اور پھر جنگ کرنی چاہیے۔ اس چیز صلاحیت کو پیدا کرنے کے لئے پہلے ملک میں صلاحیت پیدا کی جائے [illegible] گاندھی جی اس کے خلاف مقابلہ سے صلاحیت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو صحیح نہیں گاندھی جی نے نہ مانا لیکن جناح صاحب کو خود اپنی [illegible] پر عمل کرنا چاہیے کہ پہلے مسلمانوں میں صلاحیت پیدا کریں [illegible] کر پاتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی [illegible] پسند قوم [illegible] آنا فانا [illegible] لیکن [illegible] یہ ہنگامہ آرائیاں تجربۂ مضر ہی ثابت ہوتی ہیں۔

مسلمانوں کی صحیح ضرورت یہ ہے کہ ان سے تشتت وافتراق کو دور کیا جائے اور ان کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح ہو تاکہ وہ ایک قوم کہلانے کے مستحق ہو سکیں اور کوئی متفقہ آواز بلند کر سکیں۔

مجھے ایک مدت سے اس ضرورت کا احساس ہے اور جب کبھی پبلک پلیٹ فارم پر موقع ملا ہے میں نے اس چیز کو لازم [illegible] نفاق [illegible] جراثیم کا تجزیہ کر کے ان کے سامنے رکھوں اور تفرق کی صحیح [illegible] پیش کروں

[illegible] کے تحت یہ سطور معرض تحریر میں لا رہا ہوں کہ صاحب علم و فکر اصحاب اس جانب متوجہ ہو کر موثر [illegible] فرمائیں۔

ہندوستان [illegible] مشہور ہے اور یہی سبب ہے اس پامالی اور غلامی کا جس کی شہادت [illegible] تاریخ صدیوں سے دے رہی ہے۔ مسلمان جو فاتح [illegible] جب یہاں جڑ پکڑ گئے اور جیسا کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزے [illegible] رنگ بدلتا ہے [illegible] وہی بن گیا جو ہم سے پرانے باشندوں کا تھا اس سے ہمیں غور کرنا چاہیے کہ آخر وہ کونسی اصولی غلطی ہم نے اپنے برادران وطن سے [illegible] جس نے غلامی کی [illegible] میں ہمیں ان کا برابر کا شریک کر دیا۔

آرین نسل [illegible] فاتحانہ حیثیت سے ہندوستان پر مسلط ہوئی تو جو کچھ دنیا دار [illegible] سیاست کا اقتضا ہوتا ہے [illegible] ہندوستان قدیم باشندوں کو [illegible] زندگی کی دنیا میں وہ درجہ دیا جو غلاموں [illegible] برطانوی ہند کے [illegible] سے بھی گیا گذرا تھا [illegible] تمدن کی داغ بیل بھی تقسیم کار [illegible] مفتوح [illegible] غلام تو شودر یعنی [illegible] نوکر ٹھہرے اور فاتح برہمن کشتری اور ویش بنے معبود کی عبادت گویا فرض کفایہ ٹھہری جس کا [illegible] اور ملٹری [illegible] کا بیڑا کشتریوں نے اٹھایا اور تجارت کا سہرا ویشوں کے سر بندھا۔

اس میں شک نہیں کہ اس صورت سے تمدن کی گاڑی کا پہیہ خوب لڑھکا اور ہر طبقہ نے اپنے کام میں مہارت تامہ پیدا کر کے ترقی کی دنیا کو چار چاند لگا دیئے لیکن نتیجہ افسوسناک ہوا ایک ملک کے باشندوں کی چار ذاتیں ہو گئیں یا یوں کہیے کہ ایک قوم کے چار ٹکڑے ہو گئے رفتہ رفتہ ان میں بعد محسوس ہونے لگا فرق [illegible] بڑھتا گیا اور تقسیم کی شاخوں میں شاخیں پھوٹنے لگیں غرض اس اصول کی شگوفہ کاری یہاں تک بڑھی کہ ایک ہی پھول کی پتی سے پتی الگ ہو کر بکھر گئی کوئی چندر بنسی بنا تو کوئی سورج بنسی کوئی گوڑ ٹھہرا تو کوئی سارست [illegible] ڈال [illegible] دوسرا [illegible] ڈال تقسیم در تقسیم کے ساتھ ساتھ امتیاز، بعد اور منافرت بھی بڑھتی گئی غرض [illegible] پھوٹ [illegible] اور تباہ کاریوں اور بربادیوں کا موجب ہوئی جو ہندوستان کی تاریخ کے اوراق میں لالہ کے داغ سے زیادہ سیاہ دکھائی دیتی ہے۔

دین اللہ کا مکمل ترین قانون جب اسلام کے نام سے دنیا میں آیا تو اس نے وحدت کتاب وحدت رسول اور وحدت قوم کا وہ صحیح نظام جاری کیا جس میں زوال کی کوئی گنجائش نہیں [illegible] زوال کی بنیاد ختم کیا بلکہ تمام تر تفریق [illegible] اسلام میں اس کے راہ پانے کی کوئی صورت ہی نہ تھی اس نے صرف لا رهبانية في الدين ہی کا اعلان نہیں کیا بلکہ کل [illegible] سب کو [illegible] ایسا جکڑ دیا تھا کہ کسی ایک فرد [illegible] دوسرے سے کوئی تفریق کوئی امتیاز رہا ہی نہ رکھا تھا۔ ایک شخص [illegible] نسب [illegible] نکلتے ہی [illegible] معاشرت کا ذمہ دار تھا

وہی قانون کا محافظ تھا وہی خادم تھا۔ وہی مخدوم اور وقت پڑے پر وہی مرد میدان اور غازی و شہید۔ نہ علم و فضل کی زیادتی کسی کو معاشرتی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرتی تھی اور نہ زہد و تقویٰ کی فراوانی۔ صفات میں کمی بیشی تو ایک لازمی شے ہے لیکن بہرحال مجموعی تعریف ہر مسلمان کی یہی تھی اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل

سیرت نبی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے اچھی طرح مشاہدہ ہوتا ہے کہ آپ کا دریائے حیات اپنے دامن میں نور ہدایت کی ہزار ہا تجلیاں لئے انسانی زندگی کے ہر نشیب و فراز، ہر گھاٹی، ہر چوٹی، ہر بیابان و خیابان سے اس طرح گذرا کہ ایک مسلمان کے لئے زندگی کی تمام راہیں کھل گئیں۔ کتنی سبق آموز یہ سرگذشت ہے کہ آپ کبھی چرواہوں کے غول میں ہوتے ہیں۔ کبھی ابوطالب کی آغوش میں، کبھی سرراہ کانٹوں میں الجھے امداد دیتوں کا نشانہ نظر آتے ہیں۔ کبھی غار حرا کے گوشہ میں معتکف کبھی تجارت کے قافلوں میں شامل نظر ہوتے ہیں اور کبھی امانتوں کے سنبھالنے میں مصروف کبھی ازواج کے حجروں میں شامل کبھی راہ ہجرت میں راہی منزل۔ کبھی حکومت و انتظام میں مصروف۔ کبھی پیکار حق و باطل میں مشغول۔ کبھی ہاتھ میں شمشیر خارا شگاف اور کبھی تیشۂ کاسب کبھی قائم اللیل و صائم النہار کبھی سرکہ و ثرید[1] سے افطار کبھی براق پر سوار اور کبھی خود حسنؓ و حسینؓ کو کاندھے پر لئے غرض ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق میں شامل۔ خاص اُس برزخ کبریٰ میں ہر حرف کا مشکل۔

صحابہ کرام کی زندگیاں اس آفتاب زندگی کا صحیح پرتو نظر آتی ہیں۔ اگر تعلق الی اللہ میں ان کا پایہ ثریا سے بلند نظر آتا ہے تو تعلق دنیا اور اسباب و علل کی کائنات میں وہ چاند سے زیادہ روشن نظر آتے ہیں کبھی نفس مضمون ان کے محاسن کی طرف محض اشارات کی بھی اجازت نہیں دیتے رہی مذکورہ نہیں جانتا کہ ہماری دعاؤں میں پہلی دعا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ کی مقبولیت تام ان کی زندگی میں ابتدا سے انتہا تک نظر آتی ہے۔ اور کل سے بہترین دین و دنیا کا اسوہ احمر سب اس پر شاہد ہیں کہ جناب عمرؓ کی دقیقہ رس نگاہ نے تو دنیا کا یہاں تک اہتمام رکھا کہ جس طرح امور دین میں کوتاہی کرنے والے مقہور ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ ہر اس شخص سے خواہ وہ کتنا ہی عالم و فاضل اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو جو اکتساب معاش کا کوئی پیشہ نہ رکھتا نہایت تنگ کرنے کے کدوا، ورنہ ہوتے تھے اور اس کے وجود کو دنیا کے کاندھے کا بوجھ سمجھتے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو چھوڑ کر ہمارے اپنے ملک میں حضرت سلطان ناصرالدین محمود اور اورنگ زیب عالمگیر کے عام ذمہ داریاں جس اسلوب سے انجام دیں نہ اسلامی زندگی کا صحیح نمونہ پیش کرتا ہے جہاں یہ اپنے شبستانوں میں آدھی رات سے خدا کو یاد کرتے اور اعداء اللہ کے مقابل اپنے سر ہتھیلی پر رکھ کر جہاد کرتے تھے وہاں سب کچھ ہونے کے باوجود اپنی معاش کے لئے تصنیف و کتابت کا پیشہ بھی کرتے تھے

[1] ثرید شوربے میں چوری ہوئی روٹی کو کہتے ہیں یہ آنحضرت کے مرغوب طبع کھانوں میں سے ہے۔ ۱۲

ہمارے ہوش کی بات ہے کہ اپنے وقت کا بہترین مدبر عثمانی سلطان عبدالحمید خان خامس جب اچانک معزول کر کے قسطنطنیہ کے عجائب روزگار محل سے باہر نکالا گیا۔ اور اس کے بین بسیرے دکمرۂ خواب کی تلاشی لی گئی تو اس میں سادہ و آفتابہ کے سوا اللہ کا نام تھا یا تسبیح کے دانے ما اسوا اللہ

آن مسلماناں کہ میری کردہ اند   در شہنشاہی فقیری کردہ اند

مثالوں میں پڑ کر بہنے کی بات طوالت میں پڑ جاتی ہے اس لئے صرف اصولی بحث کی طرف لوٹ آئیے اسلام کے معتقدات فرائض و عبادات قانون شرع غرض جملہ احکام دین میں اعلیٰ ادنیٰ کا ذکر تک نہیں ہر مسلمان کے لئے یکساں ہیں اور یہی وحدت تو صحیح مساوات کی بنیاد ہے اور اسی کی بدولت جملہ مسلمان یکساں رہے اور رہنے چاہیئے تھے مگر غور کیجئے کہ ہم ہندی مسلمانوں نے ابنائے وطن کی دیکھا دیکھی اس بنیاد کو کس طرح برباد کر کے اینٹ سے اینٹ بجائی۔

ہم نے چار ذاتیں قائم کیں برہمن، کشتری، ویش، اور شودر بلکہ شیخ سید مغل اور پٹھان یہ شناخت اور پہچان کے لئے تھیں نہ تقسیم کار کے واسطے بلکہ مدعا ان کا تفریق مراتب اور تشخص و تفوق تھا چنانچہ اسی اصول کے تحت ان کی تقسیم در تقسیم اتنی ہوئی کہ اس کا شمار کرنا تحصیل حاصل ہے ہر ذات کے بعد کام کا نمبر آیا اور ہر کام کے کرنے والے کی ایک علیحدہ ذات بن گئی جس میں "الکاسب حبیب اللہ" کا مرتبہ سب کم ٹھیرا۔ ذرا دیکھئے کتنے جلاہے، دھنئے، تیلی، تنبولی، بڑھئی، لوہار، چھیپی، دھوبی وغیرہ وغیرہ مسلمان ہیں جن کا نام ادنیٰ اقوام رکھدیا گیا ہے۔ اس بارہ میں اتنا غلو ہوا کہ کسی نجیب الطرفین سید نے اگر ان کی لڑکی کرلی تو تبدیلی۔ تب کو جیا تو تحیرا علیٰ ہذا القیاس کیا کیا بنایا گیا اب نہ وہ شریف رہا نہ سید۔ اپنے یہاں کی تو میں کہتا ہوں کہ امروہہ کی تیس ہزار کی مسلم آبادی میں عام اقوام پیشہ ور کے علاوہ اس طرح کی مسخ شدہ دسیوں ذاتیں رائج ہیں جہد زرق کو باعث تھی کہ جس گلے میں اس کا طوق پڑا وہ ابدالآباد کے لئے شودر سے زیادہ ہیچ اور کمینہ ہوگیا۔

خیر روشنی اس چیز پر ڈالنی ہے کہ کار کے اعتبار سے بھی مسلمانوں نے تقسیم کا وہ جز ولاتجزیٰ نکالا کہ سنار، کمہار، کمار بنانے والے محاسبان ملک کو نیچا دیکھنا پڑا۔ اقبال ہو تو ایسا تو ہو ناف نوں میں ٹرینجبڈی اور کامیڈی کی طرح اگر نقل کی بھی مذموم و ممدوح دو قسمیں کر دی جائیں تو ہمارا نمبر پہلی میں اول اور دوسری میں صفر آئے۔

ہاں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس تقسیم نے کیا گل کھلائے اور کس طرح سے

شدآں باشۂ نخچیر خویش   اگیر دز صید خود آئین دیش

یہ مسئلہ چونکہ اصل مضمون ہے اس لئے وہ بالتفصیل سے بیان کیا جائے گا پہلے میں مروجہ موٹے موٹے گروہوں کے نام گناتا ہوں پھر آگے چل کر ان کے کام بتاؤں گا۔ اب گنتے جائیے۔

(۱) امارت پیشہ یا ریاست پیشہ (۲) سیادت پیشہ (۳) امامت پیشہ (۴) ہدایت پیشہ (۵) عبادت پیشہ (۶) گداگری پیشہ (۷) صنعت و حرفت پیشہ (۸) تجارت پیشہ (۹) زراعت پیشہ (۱۰) مزدوری پیشہ (۱۱) ملازمت پیشہ (۱۲) وکالت پیشہ۔

بس یہ تھے نمونہ از خروارے ایک ہی درجہ پر اکتفا کرتا ہوں اب سنئے کہ ان کے پیشے میں کو سرگیا گیا ہے۔

(۱) امارت یا ریاست پیشہ

جاگیرداری، ریاست و غیرہ علاقہ، زمینداری، طوائف، زمین کسی نے بھی کسب جدی ریاست کی چار دیواری کو ملک کی مگر کسی کی تعریف کی گنجائش پیدا ہو گی۔ سب ڈیپارٹ سے ان حضرات کا ریاست میں دادی صرف عیش کرنا ہے۔ قرض لیں کہاں سے یہ امیر لوگ فرق ان کے باپ دادا کی میراث۔ بیکاری و بیکاری ان کے گھر کی لونڈی۔ اور مرے دم کا قائدہ ہی ان کا مقصود زندگی ہر چیز آگ سے پیدا نہیں مگر آتش ہوس ان کے ضمیر میں شامل ہے اس لئے تکبیر میں ارذل کو تنہا دکھا بھی پڑے کی سے کہ مسلمان ان کی آتی سے کرچہ ان سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(۲) سیاد و مشائخ پیشہ۔ پیر صاحب لیاقت کام کو عار اور زبان پر تماشہ ان کا شغل یہ ہے کہ گھات سے پسینے کی کمائی کرنے والے انہیں مخدوم سمجھ کر پرورش کریں قرض۔ نذر خیرات یا چندہ اور جو رقم وصول ہو جائے کہ ان لوگوں کو ان خیرات پر دینے والوں کو پیری بنا کے کچھ نظام بنا سکتے ہیں ایسا ان پیران بعض یہ لوگ جدہ کا نشان رکھتے ہیں گو مشتر رو شر کو دوسرے نہیں ہیں۔

(۳) امامت پیشہ

عموماً شہر یا قصبہ یا محلہ کی مسجد میں پانچوں وقت کی نماز پڑھانے کے واسطے کوئی امام مقرر ہوتا ہے ان پر رجالی ہے تو وہ بیمار کے پیٹ پر اسے تعویذ گنڈے اور پہواڑ پھونک کر دیتا ہے۔ فاتحہ کی روٹی ان کی حق بخشش اور نکاح کی مٹھائی مال غنیمت۔ مسجد سے تنخواہ ان کی نماز پڑھانے کی اجرت اور معاش کا واحد ذریعہ۔

(۴) ہدایت پیشہ

اس پیشہ میں کی جماعت والے میں واعظ پیر اور مولوی ان کا طلسم یہ ہے کہ دوسرے کی جیب کا پیسہ اپنی جیب میں لیتے ہیں یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے اور متشرع حلیہ میں رہتے ہیں بظاہر بڑے اچھے مسلمان اور نمونہ اسلاف نظر آتے ہیں ان نے مواعظ اور نصائح میں قوت تاثیر کم ہوتی ہیں جس کا خاص سبب یہ ہے کہ وہ خالصتہً للہ نہیں ہوتے بلکہ منشائے حقیقی ان سب کا صرف یہ ہوتا ہے کہ سامعین میں ان کا ایک اثر پیدا ہو جائے جس سے ان کے مفاد ذاتی پورے ہوں چندوں اور نذرانوں کی صورت میں ملتے رہیں۔ ہم نیتوں کا دار تو باطن پر ہے ظاہری تصور جو ان میں مشاہدہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی روزی کے لئے کوئی پیشہ نہیں رکھتے اور ہدایت کا معاوضہ گراہوں کی جیب سے نکلواتے ہیں اور با وجود دعائے اتباع کتاب و سنت یہ دکھانی دیتا ہے کہ دین برخلاف ان کے اصحاب کرام نے کبھی ہدایت کی اجرت نہیں لی ورنہ یہ سنائی دیتا ہے کہ کتاب اللہ بار بار پیغمبروں کی زبانی یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے اپنی امتوں پر بار بار یہ واضح کیا کہ ہم جو تمہاری اصلاح و ہدایت کی سعی کرتے ہیں اس کا معاوضہ تو تم سے نہیں چاہتے ہماری جد وجہد تو صرف خدا کی خوشنودی اور تمہاری بہبودی کے لئے ہے جس کی اجرت اللہ کے پاس ہے اور وہی دیگا وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین غرض کسی نبی و ولی نے بغیر ہاتھ کی کمائی کے نہیں کھایا۔ حضرت داؤد لوہے کی زرہ بناتے تھے حضرت سلیمان چٹائی بنا کرتے تھے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت وغیرہ سے روزی حاصل کی حضرت ابراہیم بن ادہم نے مرور میں لکڑیاں فروخت کر کے روزی پیدا کی۔

کوئی نبی و ولی اپنے مریدوں کا دست نگر نہیں بنا اور اسی لئے ان کی بات میں وزن اور کلام میں اثر ہوا۔ مگر ہمارے آجکل کے ہدایت پیشہ وعظ کی اجرت پیری کی دستگیری اور دعا کی نذر چاہتے ہیں پھر کیونکر ان کی بات کی وقعت ان لوگوں میں ہو سکتی ہے جن کے یہ خود محتاج سائل اور دست نگر ہوگئے ان کی زندگی کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف کا بڑھانا اس میں شک پیدا کرنا ان کا معیار افتخار بن چکا ہے۔ اور ان کی بدولت ملت واحدہ کی شان سے مائتی معاشرتی نقطۂ نظر سے اتنی نفرت انگیز تفرقہ ہوتی ہے کہ اس کو رفع کرنا کسی کے بس کا کام نہیں رہتا۔ اور یہی ان کا سب سے بڑا گناہ ہے اور کیوں نہ ہو۔

اے بسا آدم کہ ابلیسی کند　　　اے بسا شیطان کہ ادریسی کند

معاف کیجئے میری بات سے وزن ہوا جاتا ہوں مقصد صرف یہ ظاہر کرنے سے ہے کہ یہ قابل قدر طبقہ ذرا لغزش ہو جائے سے اتنا ہی غافل ہے جتنا کہ دوسرے مذاہب کے لوگ۔ تو جب حقیقی باتیں دنیا ہی پر ہیں فلاح نہ رہا تو کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان کی کبھی بنیاد ان کے اعمالنامہ میں ہوگی۔

(۵) عبادت پیشہ۔ ہمارے دنیا سے یکسو زاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں نماز و وظیفہ ان کی کمائی ہے یہ گوشہ نشین دائما مست گزین ہیں بعض عجیب و سادہ مانگتے نہیں مگر خدا سے چاہتے ہیں کہ کوئی کچھ دے جائے انہیں پوچھا نہیں جاتا وہ کہا جا سکتا ہے رہبانیت کی اصلاح نے خود مسلمانوں میں پیدا کیا مگر یہ ایسا تقدس ان کو تو ان ہی بوجھ ہیں۔

(۶) گداگری پیشہ۔ ان لوگوں کو کسی انسانی یا اسلامی صلاحیت کی ضرورت نہیں جب حلیہ میں چاہیں رہیں جس میں آئے کہیں اور نفس کی جو تقاضا ہو وہ کریں کسی کو مروت سے لے۔ یہ مانگنے کی مشق کراتے ہیں اور کتنے ہی ہٹے کٹے مسلمان محنت و مزدوری کا دھندے کے سکھانے نہیں جاتے۔ اور اگر کبھی کو آمدنی کا کوئی اور ذریعہ بھی ہاتھ آجاتا ہے تو وہ مانگنے کی سنت آبائی کو ہرگز ترک نہیں کرتا۔ فی الحقیقت یہ اس طبقہ ہے کہ اس میں یہ سب ہی خوبی نظر نہیں آتی یہ گھٹیا عیب کر کے سوال کر کے اسلامی وقار و حمیت کو دوسروں کی نگاہ سے گرا دیا کرتے ہیں اتنا ضرور ہے کہ ہدایت پیشوں کی طرح مسلمانوں میں نفرت نہیں پھیلاتے مگر بدکاری و حرام خوری سے پیٹ بھرنے والے دن رات اور شام صبح اس کاروبار کو گزند کرتے رہیں جو اس ملک ہماری قوم کے لئے سم قاتل ہے۔

(۷) صنعت و حرفت پیشہ اور (۸) تجارت پیشہ صبح سے شام تک لوگ اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں اسلامی وضع قطع رکھتے ہیں ان سے بہتر سمجھے جاتے ہیں نماز روزہ کے پابند بھی ہوتے ہیں مگر کم

لیکن علیت ان میں مفقود نظر آتی ہے۔ نیز تجارت کی اہمیت اور اس کے مسائل سے نا واقف ہوتے ہیں اور اس بنا پر وہ کامیابی جو ہونا چاہئے تھی کم میسر آتی ہے۔ قرآن پاک نے لا تنقصوا المکیال والمیزان کی ہدایت صادر فرما کر تجارت کا ایسا گر بتایا تھا کہ گاہک خواہ مخواہ ان کی طرف رجوع ہوں مگر ہم لوگوں نے ناپ تول میں اور معاملات میں ایسی مذموم روش اختیار کی کہ ایک مسلمان دکاندار کی دنیا میں کوئی ساکھ ہی نہ رہی اور اس نقص کی بنا پر وہ روزی جو نہایت حلال تھی حرام ہی کی اور کم بھی پھر ایسی کمائی نے مصرف بھی ایسے ہی پیدا کر لئے کہ زبان پر لانے کے قابل نہیں ہیں۔

(۹) زراعت پیشہ و (۱۰) مزدوری پیشہ ان میں علم کی اس قدر کمی ہے کہ اور تو کیا کلمہ تک صحیح نہیں پڑھ سکتے کوئی کوئی روزہ رکھ لیتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے کہ بیچارہ کیا پڑھتا ہوگا۔ علم و دولت کے اعتبار سے یہ طبقہ سب سے پست ہے مگر اسلام کی عزت اور خدا و رسول کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہے صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کر کے جو کچھ کماتے ہیں اس کی روکھی سوکھی روٹی ان لقمہ ہائے تر سے زیادہ قوی ہوتی ہے جو ہیتوں کو بے مشقت پہنچتے ہیں ؎

کہ جہاں میں نانِ شعیر ہے سبب مدار قوت حیدری

(۱۱) ملازمت پیشہ ملازمت پیشہ لوگوں کے ماحول میں دونوں جہان سے زیادہ قیمتی چیز ملازمت ہے وہ نوکری کی آڑ میں نہایت دلیری سے روزہ اور نماز سے بھی اپنے آپ کو معذور سمجھ لیتے ہیں اگر کسی نے جمعہ کی نماز پڑھ لی اور رمضان کے روزے رکھ لئے تو وہ بڑا مجاہد بن گیا کسی نے داڑھی رکھ لی تو مولویت کی سند حاصل کر لی غرض پابندی شرع اسلام سے یہ طبقہ اپنے آپ کو اسقدر مستغنی سمجھتا ہے کہ فرائض کا اگر عشر عشیر بھی ادا کر دے تو گویا اسلام پر احسان کرتا ہے۔ خدائی بندگی اور اس کے قانون سے بے پروائی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ بالعموم قوانین ملازمت کو بھی کما حقہ نگاہ میں نہیں رکھتے۔ اسلام کے باغی بننے کے بعد کچھ بہتر ملازم بھی ثابت نہیں ہوتے یہاں بھی ان سے علو ثابت نہ والا پیدا ہی اور کم محنتی سرزد ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے مقابلہ پر خسارہ ہی میں رہتے ہیں دنیا داروں میں یہ اپنا پایہ بلند تصور کرتے ہیں کہ ایک سے زیادہ انسانوں کے پیٹ ان کی کمائی سے پلتے ہیں مگر جب اصلاحی ذہنیت والے ان سے فرائض معہودہ کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ بار گراں سمجھ کر جھلاتے اور ناصحین کو ہزار ہزار صلواتیں سناتے ہیں چونکہ یہ طبقہ دنیا کے معاملہ میں خود غافل و کاہل ہوتا ہے اس لئے انہیں یہ توقع ہے کہ برابر کی جنگ کریں اور بجائے اصلاح کے دیگر گناہگار بنیں۔

اس طبقہ کے پیش نظر اعلیٰ ملازمین کی جو تباہ کن مثال رہتی ہے وہ اور بھی گمراہ کن ہے۔ اعلیٰ ملازمین تو مذہبی قیود اور اوامر و نواہی کی پابندیوں سے بہت بالاتر ہیں ان کے اخلاق مذمومہ ریاست پیشہ حضرات سے بالکل ملتے جلتے ہوتے ہیں مگر ملازمت کے پیشہ میں بلند تر درجہ رکھنے کے باعث وہ خواہ مخواہ اوسط درجہ کے مرجع نظر رہتے ہیں اس لئے یہ بر خود غلط ملازم جو عام طور پر حکام و افسران کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں بیچارے ماتحتوں کے لئے اس سرچشمۂ فساد کی طرف جس کے آخری کنارہ پر ان کی جلوہ گاہ ہوتی ہے مشعل ضلالت بنتے ہیں اب ان بیگانۂ اسلام لوگوں کو کیا کہا جائے جو ہر قوم خاکی نماز کو نظر آذری سے دیکھتے اور بیکار بیہودگی سمجھتے ہیں۔

(۱۲) وکالت پیشہ اس پیشہ کے سند یافتہ اپنی طرف تو آسانی سے الملقب بہ مولوی ہو جاتے ہیں۔ ہر چند وضع و قطع اور تراش و خراش کچھ ہو۔ دروغ بافی ان کی روز مرہ کی پریکٹس مقصود زندگی۔ مختصر یہ کہ اس کے پیش نظر پابندی سے مستثنیٰ ہو جاتے ہیں نزاع و بغض کی آبیاری اور گنہگاری ان کی فرصت کا مشغلہ۔ پبلک کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو تھوڑے سے معاوضہ پر ڈبو کر سرکاری خزانہ میں پہنچا دینا ان کا منشاء تولید۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ لیڈر بھی بن جاتے ہیں ملازموں سے زیادہ فرصت ان کو میسر آجاتی ہے۔ گلو خراشی کی مشق عدالت کے کٹہرے میں خاصی ہو جاتی ہے پبلک میں تعارف و رسوخ جو اُن کی آمدنی کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے اس کو پیدا کرنے کے لئے پبلک پلیٹ فارم پر نہایت دیدہ دلیری سے کود آتے ہیں اور اس وقت جو کچھ نہیں ہوتے وہ سب کچھ بن جاتے ہیں:۔

رنگ او نیرنگ و بود او نمود اندرون او چو داغ لالہ دود

پاکباز و کعبتیں او دغل این و عذر و نفاق اندر بغل

غلط بیانی پر اس قدر قادر ہو جاتے ہیں کہ شیطان کا ضمیر تو شاید کبھی ٹوک دیتا ہو مگر ان کا سدا بہار ضمیر "سبز دم" کے رتبہ پر فائز ہوتا ہے دم تک نہیں مارتا۔ غرض علی بابا نے حکومت کے اچھل چھاب موعود ملخ کی طرح پبلک کے پیسہ کو سرکار کے خزانہ میں ڈبوئے لئے جاتے ہیں اور خود چالیس چاتے ہیں اور کوئی اُف تک نہیں کرتا بلکہ عزت و احترام کرتے ہیں۔ اور یہ پبلک کی کور ذہنی ہے ؎

ہر ہلاکت است پیشیں کر بود زانکہ بر حبنل گماں بردند عود

ناظرین پیشوں کی اس تفصیل جو شیطان کی آنت سے کم نہیں ضرور اکتا گئے ہوں گے مجھے خود بارہ اس کمی پوشاک نے دو بھر ہو گئی مگر میرے دماغ پر تو بارہ سے کمی گننے کا بار ہر وقت رہتا ہے اور یہ نمونہ مشتے از خروارے تھا۔

شاید آپ کو شکوہ ہو کہ یہ ہیں مقالہ نگار نے کسی ایک کی بھی خوبی بیان نہ کی۔ مگر میرا مدعا ہی نقائص کے انشا اور خرابیوں کے اظہار کرنے کا تھا اسی لئے یہاں اسی پہلو پر زیادہ روشنی ڈالنی ضروری تھی ورنہ پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوتیں معذرت کے اس معترضہ جملہ کے بعد پھر اصل مضمون کی طرف غور کیجئے کہ ان مختلف پیشوں کے عامل یا عامل بہتری کے تمام مدارج صرف اپنے ہی لئے مختص سمجھتے ہیں اور دوسروں کو حقارت اور مغائرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اصول اسلام کی طرف سے صرف ضد اختیار کرتے اور خود کو بہتر مسلمان یا بہتر انسان تصور کرتے ہیں اور دوسروں کے خصائص حمیدہ کو بھی نقائص سے تعبیر کرتے ہیں اور چونکہ ہر پیشہ والے کی پشت پر اپنے ہم پیشہ لوگ کثیر جماعت ہے اس لئے اپنی کوتاہیوں پر نہ نظر جاتی ہے نہ ان کے رفع کرنے کا دھیان ہوتا ہے اور یا وجود ہزار خرابیوں کے اپنی جماعت میں سرخرو اور دوسروں کے سامنے دیدہ دلیر رہتے ہیں اس لئے

جو مسلمانوں کے فرائض زندگی اور دین و دنیا کر رہے بالکل مختلف ہو گئے تھے اور ہمیں ایک دوسرے پر برتری و تفوق کا ایک خیال تحقیر و شاذرت کے سموم جذبہ انانیت و تفاخر نے ... اور ... بدرجہ برتر پہنچا دیا ہے کہ یہ حقیقت بالکل فراموش ہو گئی کہ ؏

اس کی حسن بزرگ مایا تو ہے

واللہ و رسولہ اس حقیقت کا کس نگاہ سے ایک دوسرے غیر موری کو ... سمجھی جو صوفی کو اب ... ہستی کا ... نہ صوفی کو ... کیسی ... چند روزہ ہو ... آپ ہی بچا ... مزدور یا ... ان کو کچھ ... کہہ سکتا ہے کہ وہ جب ایک ... بحیثیت ... پھر ... خدا کی خوشنودی کس ... میں زیادہ ہے اور رب العزت کی ... نگاہ میں زیادہ قرب ... کا ... جسد ... عظمت ذات والا ... اور جبروت ... کے ... نظریہ ... کر لیا گیا ہے۔ کل ... دوسروں کے ... شعائر ... ہزاروں ... غیر ... ہوا اور ... خاک ... بازار میں حضرت علی ... ایک مسجد میں پوچھا ہے کر ... ان سے کوئی ... یا جاودانی ہو سکتا ہے؟ جب ... کیوں اور کس لئے ... اپنے ... ہیں۔

ممکن ہے کہ میں نے ... آپ سے اس ... ایک ... والا داڑھی والے ... بوش ... سب ... ہے دوسرے ... مشہور ... نمازی دوسرے ... ہے اور روزہ دار دوسرے روزہ دار سے ... محبت و ملاطفت پیدا کرتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ... الحب فی اللہ ... کا نظریہ ... اسباب میں کار فرما ہے ... اور ... کا ... خواہ کچھ ... میل و رغبت پیدا کر لی ہے ... سلام ... ہو ... کا اہتمام کیا تھا ... ہونے ... جنس ہو گئے۔

اب یہ ہوئی ہوئی دولت کیونکر واپس آئے یہی اصل ہے اس تمام مضمون کا۔ میرے ذہن میں اس کا ایک بہت ہی سہل علاج ہے جس کی کامیابی کو کسی نہ کسی حد تک مجھے ذاتی طور پر تجربہ بھی ہے چنانچہ اسی کو پیش کرتا ہوں

برآید آرزو ... یا ... سیا ...
شہید سوز و ساز آرزو ہم

قرآن حکیم ... آیت واخفض جناحک للمومنین یعنی مسلمانوں سے ... کے لئے ... جہاں ... اگر ہم خدا ... کوشش کرتے ... ارشاد ... ملاقات رکھنا اپنا شعار بنا لیں کہ ہر مسلمان سے خواہ وہ ... انکسار سے ملیں تو ہوئی ہوئی محبت کی ... ایک مرتبہ پھر ہم میں جاری و ساری ہو سکتی ہے اور اختلاف مدارج کے ... کو ہموار کر کے پھر ایک سطح پر لا سکتی ہے ... کی ... نہ آل انڈیا تحریک کی نہ ... کسی ... چندہ کی البتہ اتنا ضرور ہے کہ ... تکبر کو منزور کسی ... کا نا پڑے گا جو بعض اونچے ... والوں کے لئے شاید اتنا ہی ناگوار گذرے جتنا عزازیل کو سجدہ آدم اور وہ لعنت ... کو اس کے ... کے مقابلہ میں ترجیح دیں لیکن کم از کم وہ حضرات جو تکبر کی اس انتہا ... نہ تو اس اصول پر عملدرآمد کریں اور اس کی برکات کو پھولتا پھلتا دیکھیں ایک شخص اگر صرف اپنے آپ کی اصلاح کر لیتا ہے تو اس کا قوم پر احسان ہے کہ ... ایک فرد قوم کی اصلاح کر دی اور ہر شخص اپنی اصلاح کر لے تو گویا کل قوم کی اصلاح ہو گئی پھر آپ ... انتظار کرتے ہیں اور ایسے سہل اصول کو آج ہی سے کیوں نہیں اپنا دستور العمل بنا لیتے۔ آج ہی سے ... کہ ہر مسلمان سے خواہ وہ میلا کچیلا ہو پھٹے پرانے کپڑے ہوں ... جس سے ... غرض ہو نوکر ہو تاجر ہو مزدور ہو ... ہو یا ... ہو لیکن جب ملیں گے ... جھک کر ملیں گے برادرانہ طور پر بات کریں گے ... کو نہ بھولیں گے۔ واخفض جناحک للمومنین۔

اسلام آزادی اور خوش حالی

(از محمد عاقل صاحب ایم اے)

چین کے مشہور رہنما ڈاکٹر سن یات سین نے چینیوں کے سیاسی نصب العین کو مختصر طور پر تین لفظوں میں بیان کیا تھا قومیت، جمہوریت اور روزی۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کو بھی اسی طرح تین لفظوں میں مختصر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے یعنی اسلام، آزادی اور خوشحالی میں اپنے مفہوم کو سمجھانے کے لئے ان تینوں اصطلاحوں پر الگ الگ کچھ باتیں بیان کروں گا۔

اسلام اسلام کو میں نے نصب العین میں اول رکھا ہے کیونکہ اس کو ہندوستان کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے ہندوستان میں ابھی تک آبادی کے ایک بہت کثیر حصہ کی زندگی پر مذہب کا پورا تسلط قائم ہے اس میں شک نہیں مذہب کا اعلیٰ تصور لوگوں کے ذہنوں میں موجود نہیں ہے توہم پرستی اور تعصب نے مذہب کو ایک تعمیری اور اصلاحی قوت کی جگہ ایک تخریبی اور ترقی دشمن قوت بنا دیا ہے ترقی کی قوتوں کا ہراول بننے کی جگہ رجعت اور اغراض ناجائز کی قوتوں کا آلہ کار بن گیا ہے مذہب کے اعلیٰ جذبہ سے صحیح کام لینے کی جگہ غلط کام لیا جا رہا ہے مارکس کے الفاظ میں مذہب کو افیون کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جس سے قوائے عمل یا تو مضمحل اور بیکار ہو جاتے ہیں یا کجروی اور گمراہی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ہندوستان کے فرقہ وارانہ فسادات مذہب کے نام پر انسانی جانوں کی قربانی اور آئے دن کی شر انگیزی اور فتنہ پردازی یہ سب مذہبی گمراہی کے نتائج ہیں جب میں مذہبی زندگی کی حمایت کرتا ہوں تو میرے پیش نظر مذہب کا یہ تصور ہرگز نہیں ہوتا۔ اس مذہب کی مخالفت میں تو میں کارل مارکس سے بھی دو قدم آگے جانے کے لئے تیار ہوں۔ مذہب کی کورانہ تقلید، مذہب کی روح کو چھوڑ کر اس کے الفاظ پر اصرار اور لفظی اختلاف پر فرقہ بندی اور ہنگامہ خیزی اور قوم کی قوتیں کو بے کار اور مہمل مقاصد کے حصول کے لئے وقف کر کے ضائع کرنا ان چیزوں کو میں مذہبی خدمت نہیں بلکہ مذہب کے ساتھ دشمنی سمجھتا ہوں۔

لیکن مذہب کا ایک دوسرا تصور بھی ہے جو ہر چند فی الحال مفقود اور معدوم ہے لیکن جسے ایک زندہ اور فعال قوت بنایا جا سکتا ہے مذہب کا یہ تصور وہ ہے جو فتنہ کی جگہ امن پیدا کرتا ہے زخموں پر مرہم رکھتا ہے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتا ہے محبت اور ایثار کے اعلیٰ ترین معیاروں کو قائم کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کی یکجہتی اتحاد اور باہمی الحصار کا احساس تیز ہوتا ہے جو موجودہ محدود اور ناکمل زندگی کے مقابلہ میں ایک زیادہ مکمل اور وسیع تر زندگی کی امید قائم کراتا ہے جو انسانی قوتوں کے پوشیدہ امکانات کی ترقی کے بارے میں ایک راسخ عقیدہ رکھنے کی طرف مائل کرتا ہے جو خالق بحر و جبال اور معمور انسان کو ایک ازلی اور ابدی علیم و بصیر مختار و مقتدر قوت سے وابستہ کر کے اس کے حوصلے کو بلند اس کے عزائم کو پختہ اور اس کی کوششوں کو وسیع بنا دیتا ہے مذہب کی یہ اور اسی طرح کی اور بہت سی خدمات ہیں جن کی وجہ سے میں مذہبی زندگی کی حمایت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مذہبی زندگی کو جو بنیادی اہمیت ابھی تک حاصل رہی ہے وہ آئندہ بھی اسے حاصل رہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مذہب کا مفہوم وہ نہ لیا جائے جس کا اس وقت غلبہ ہے اور جو ہماری پستی اور بدنصیبی کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔

مذہب کی اہمیت پر ایک عام تبصرہ کرنے کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی زندگی میں اسلام کو کیوں بنیادی اہمیت حاصل رہنا چاہیئے اسلام مسلمانوں کی کشتی کا بادبان ان کے جہاز کا انجن ان کے تمام اجتماعی اعمال و افعال کا محرک ہے۔ اسلام کی تعلیمات مسلمانوں کو پست خود غرضیوں ذاتی فائدوں اور انفرادی لالچوں سے بلند کر کے اعلیٰ نصب العین کے حصول کے لئے قربانیاں کرنا سکھاتی ہیں اسلام کی تاریخ ان کے اندر اعتماد اور حوصلہ پیدا کرتی ہے دنیا میں اخلاقیات اور فلسفہ کے بہت سے نظام پیش کئے گئے ہیں لیکن اسلام کی اخلاقی تعلیم اور فلسفہ نے جیسی قوت عمل اپنے ابتدائی پیروؤں میں پیدا کی تھی اس کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے پھر تاریخ و روایات کی وابستگیاں زبان ادب اور تمدن و معاشرت کے رشتے اتنے قوی اور شدید ہوتے ہیں کہ ایک جماعت کو ان سے جدا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہر جماعت کی چند خصوصیات ہوتی ہیں جو اسے دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتی ہیں اور جو اس کی زندگی کے لئے بنیاد کا کام انجام دیتی ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی بنیاد ان کا مذہب ہے اسلام کے بغیر ہندوستان کے مسلمانوں کا تصور نا ممکن ہے اسلام ان کی زبان ان کے ادب ان کی سیرت ان کی اجتماعی اور تمدنی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے اور اس کا اس طرح حاوی ہونا ہندوستانی قومیت کے لئے مضر نہیں بلکہ بہت زیادہ مفید بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ذاتی فائدوں اور انفرادی زندگی کے تحفظ کے مقابلہ میں نصب العین کے لئے جان و مال کی قربانی کرنا خوب اچھی طرح سکھلا دیا ہے اسلام کی حفاظت اور عزت کے لئے جاہل اور غریب مسلمان بھی اپنی جان تک کی بازی لگانے میں تامل نہیں کرتے لیکن بدقسمتی سے ان کی یہ قربانیاں اسلام کی لفظی حفاظت کے لئے صرف کی جاتی ہیں اسلام کی روح کی حفاظت کے کام سے وہ بیچارے ناواقف ہیں لیکن اگر اسلام کی روح کی حفاظت کے لئے ان کی سرفروشی کو استعمال کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ جاہل اور غریب مسلمان جن پر آج مذہبی دیوانگی کا الزام لگایا جاتا ہے کل ہندوستان کی ترقی پسند قوتوں کے لئے ایک نہایت جاں نثار فوج بن سکتے ہیں ضرورت اسلام کے صحیح تخیل کو عوام تک پہنچانے کی ہے جب یہ تصور مسلمانوں میں عام طور پر پھیل جائے گا تو ان کی وہ پوشیدہ قوتیں جو اس وقت سوئی ہوئی ہیں یا غلط راہوں پر پڑ کر انتشار اور افتراق کا موجب بنی ہوئی ہیں بیدار اور مجتمع ہو کر وہ زبردست کام انجام دیں گی جن کی مثال دنیا نے آج تک کبھی نہیں دیکھی ہے۔

جو لوگ اسلام کی جگہ اور دوسرے محرکات کو مثلاً قومیت کے جذبے یا روٹی کے سوال کو بیدار کر کے مسلمانوں سے کام لینا چاہتے ہیں ان کو میں بتانا

چاہتا ہوں کہ وہ ایک [illegible] انجمن کی بجائے ایک کمزور انجمن سے منسوب کر دیئے جانے چاہتے ہیں وہ اکثریت میں زیادہ [illegible] بلانے سے ڈرتے ہیں اسلئے بلکہ تم نیا انجمن [illegible] کا [illegible] ہے لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے [illegible] انجمن [illegible] [illegible] کے [illegible] جا سکتا ہے [illegible] انجمن [illegible] نہیں ہے۔ انجمن [illegible] فولوں کے [illegible] کے خلاف [illegible] کے ان کی قوت کو کمزور کرتے رہیں گے۔

وہ لوگ اس کا جواب [illegible] انجمن مخالف [illegible] میں ملنے والے [illegible] انجمنوں سے زیادہ بہتر ہے [illegible] کمزور انجمن تو بہر حال آ [illegible] لیکن مخالف [illegible] میں چلنے [illegible] [illegible] دوسرے [illegible] رہیں گے اور ترقی زیادہ ہو جائے [illegible] ہو جائے گا [illegible] اعتراض صحیح ہو سکتا ہے اگر [illegible] کا موجودہ تنگ نظری پر مبنی نصور [illegible] ایک زیادہ بلند [illegible] کے پھیلانے [illegible] اعتراض باقی نہیں رہے گا اور اس صورت میں [illegible] ہندوستان کی آزادی کے اندر [illegible] اور مذہبی سیلانات [illegible] کا موقع دیتے [illegible] کے مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں گے۔

پھر قومیت کے جذبہ یا روٹی کے سوال کو [illegible] بنایا جا سکتا ہے یا تو اسے [illegible] اور [illegible] بنانے کی کوشش کی جا سکتی ہے یا اس کو ایک زائد محرک کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] صورت پر کوئی اعتراض نہیں ہے حقیقتاً میں نے یہ اپنا مضمون جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے اسی مقصد کی [illegible] شروع کیا ہے میں اسلام [illegible] اور خوش حالی تینوں محرکات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر قومیت کے جذبہ یا روٹی کے سوال کو [illegible] بل یا حریف بنا کر پیش کیا گیا تو ہمیں کے چلنے میں وہی دقت پیدا ہو گی جس کا ذکر ابھی [illegible] کیا جا چکا ہے یعنی کئی طاقتور انجن مشین کو مختلف سمتوں میں کھینچ [illegible] کر دیں گے اور مشین آگے نہیں بڑھ سکے گی۔

مندرجہ بالا تمام امور کے پیش نظر میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست میں اسلام کو صرف بنیادی حیثیت حاصل ہونا چاہئے اور ایسی تمام کوششیں جو متحدہ قومیت کا نام لیکر یا معاشی سوال کو نمایاں کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کو اسلام کے منافی ہیں بالآخر خود ہندوستان کی ترقی کے لئے سخت مہلک ثابت ہو سکتی ہیں مسلمانوں کو اس قسم کی [illegible] کا مقابلہ کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں جن تحفظات کی وہ ضرورت محسوس کریں ان کے حصول کے لئے اپنی پوری جدوجہد جاری رکھنا چاہئے۔

اس نصب العین کے حصول کے لئے انہیں کس قسم کی کوشش کرنا چاہئے آیا مسلم لیگ کی طرح کا ایک ادارہ قائم رکھنا چاہئے جو سیاسی اور معاشی [illegible] میں تو کانگریس سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے الگ اور جداگانہ جماعتی وجود کو تسلیم کرانے پر مصر ہے یا مسلمانوں کو انفرادی طور پر کانگریس میں شامل ہونا چاہئے اور جب بھی اسلامی معاملات پیش آئیں [illegible] کانگریس کے اندر ایک متحدہ محاذ بنا لینا چاہئے اور اپنی [illegible] کو کانگریس [illegible] رہبر بنانا چاہئے جن سے اسلامی معاملات میں یہ لوگ اپنی اقلیت کی وجہ سے بالکل [illegible] رہیں گے۔ میں نے ان سوالات کے جواب میں اختلاف کئے [illegible] [illegible] یہاں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن مسلمانوں کے [illegible] کا یہاں ایک سوال سے کہ [illegible] حالات میں میں ان کی ضرور تائید کرتا ہوں۔

آزادی

[illegible] کے بعد دوسری چیز جسے مسلمانوں کو اپنے سیاسی نصب العین میں داخل کرنا چاہئے وہ آزادی ہے۔ میرے آزادی کو اسلام کے بعد اس لئے رکھا ہے کہ میرے نزدیک اسلام ایک کل ہے جس کا ایک جز سیاسی آزادی بھی ہے۔ اسلام تمام اعلیٰ تحریکات کا سرچشمہ ہے جس کی ایک شاخ [illegible] ہے [illegible] دونوں چیزوں کو آزادی میں شامل کرتا ہوں غیر ملکی تسلط اور [illegible] ناجائز ہے آزادی [illegible] کی طرز حکومت۔

غیر ملکی تسلط ہندوستانیوں کے قومی وقار و عزت نفس کے لئے ناقابل برداشت ہے کسی قوم کو دوسری قوم کا غلام بنکر زندگی بسر کرنا نہیں چاہئے۔ [illegible] ہندوستان کی غلامی انسانیت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ ہے ہم [illegible] ایک لمحے کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ ہماری خدائی حس اور روحانی جذبہ کا [illegible] ایک مثل اس کے خلاف بغاوت کے لئے آمادہ ہے۔ خود مختاری ہمارا حق ہے ہم غیر ملکی حکمرانوں کی اطاعت نہیں کر سکتے اگر غیر ملکی حکمران نہایت اچھے [illegible] حکومت ہمارے لئے بہت [illegible] رسالہ ہی ہوتی تب بھی [illegible] مادی فائدوں کے معاوضہ میں ہم اپنی آزادی کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے تھے ہم کسی قیمت پر اپنی آزادی کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں [illegible] غیر ملکی حکومت ہمارے ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے اس کی پچھلی تاریخ [illegible] لوٹ کھسوٹ کی ایک مسلسل داستان ہے۔ ہماری صنعتوں کی تباہی ہمارے محاصل کی زیادتی ہماری [illegible] افلاس غریبی۔ ہماری جہالت ہمارے دیہاتوں کی ویرانی ہمارے شہروں کی بے رونقی حکومت کی جانب سے ہمارے [illegible] کی طرف سے لاپرواہی ہمارے عوام کی بے بسی اور ہمارے [illegible] متوسط طبقہ کی گمراہی اور بے روزگاری اور ان تمام حالات کی موجودگی میں غیر ملکی حکومت کی سخت دلی اور ہماری آزادی کی تحریکوں کو دبانے کی کوششیں یہ اور اسی طرح کے اور بہت سے الزامات سے غیر ملکی حکومت کا اعمال نامہ بالکل سیاہ ہو چکا ہے ایسی صورت میں ہم غیر ملکی حکومت سے کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔

لیکن ہماری آزادی کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہم سفید دفتری حکومت کی جگہ ایک بھورے رنگ کی دفتری حکومت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے ہمارا مقصد جمہوری آزادی ہے سیاسی زندگی میں کوئی ایک شخص دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ اقتدار کا مالک نہیں ہو سکتا قانون کی نگاہ میں سب مساوی ہونے چاہئیں قانون کے بنانے میں سب کو شرکت کرنی چاہئے ایک کا بنایا ہوا قانون اگر دوسرے پر اس کی مرضی کے خلاف عائد کیا گیا تو اس کی آزادی ختم ہو جائے گی اس میں شک نہیں جماعتی زندگی میں انفرادی آزادی [illegible]

اور مختلف آبادیوں میں ایک ہم آہنگی اور تناسب پیدا کرنے کی جو کوشش کی جاتی ہے، یعنی افرادی نفس اور اجتماعی نفس، وقتی مفاد اور مستقل اور دیرپا مفاد میں توازن پیدا کیا جاتا ہے اور اسی توازن کی تنظیم کا نام ریاست یا مملکت ہوتا ہے۔ آج کل کے زمانہ میں جن لوگوں نے جمہوریت کے ایک حسین فریب کے نام سے موسوم کرنا شروع کر دیا ہے اور ان ملکوں میں جہاں اس کا تجربہ کئی صدیوں سے کیا جا رہا ہے اس کی خرابیاں اور بدعنوانیاں روز بروز ظاہر ہوتی جا رہی ہیں جمہوریت کے نظام پسندیدہ قرار دینے کے لئے بھی پہلے پیش کر چکی صورت محسوس کی جانے لگی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں بلاشبہ ان تمام خوش آیند امیدوں کو جو انقلاب فرانس کے بانیوں نے اس کے ساتھ وابستہ کی تھیں پاش پاش کر دیا ہے۔ سرمایہ کی طاقت ہمارے زمانہ میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہماری تمام قانونی آزادیوں کو اپنے مسموم اثرات سے برباد کر سکتی ہے۔ سرمایہ کا کھیل اندر ہی اندر ہماری آزادیوں کو کھاتا رہتا ہے جمہوریت کا ظاہری فریب قائم رہتا ہے اور پردہ کے پیچھے سے سرمایہ دار جس طرح چاہتے ہیں سیاسی کٹ پتلیوں کو نچاتے رہتے ہیں تعلیم اور پروپگنڈا کی مشین پر پوری طرح ان کا قبضہ ہوتا ہے ذہنی ہوشیاری اور چالاکی سے یہ لوگ سب کام اپنے مطلب کے مطابق کرا سکتے ہیں سیاسی جماعتوں کی تنظیم اور انتخابات پر پورا اقتدار رکھتے ہیں۔ لالچ، دھمکی اور دھونس کے ذریعہ ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے ذہنی جذبات کو بھڑکا کر اپنے پٹھوؤں کو منتخب کرا لیتے ہیں اور اس طرح حکومت کی پوری مشین پر اپنا تسلط قائم کر لیتے ہیں مغربی جمہوریتیں دراصل سرمایہ داروں کے اقتدار مطلق کا دوسرا نام ہیں جمہوری نصب العین کی اس گمراہی اور خرابی کو دیکھ کر تو بلاشبہ جمہوریت کی طرف سے ایک تنفر اور حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن مطلق العنان ریاستوں کے کارناموں اور ان کے حکمرانوں کی بدکرداریوں سے بھی طبیعت میں کوئی اطمینان کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اقتدار کو اگر مطلق رکھا جائے تو اس کو غلط طریقہ پر استعمال کرنے کا امکان ہر وقت موجود رہتا ہے کسی انسان کو غلطی اور خطا سے پاک نہیں سمجھا جا سکتا ہر ریاست میں حکمرانوں کو ان کی غلطی سے متنبہ کرنے والے لوگ موجود ہونے چاہئیں اور اپنی پالیسی کی ناکامی کی صورت میں حکمرانوں کو اقتدار کی جگہوں سے علیحدہ کرنے کے لئے صرف خونی انقلاب کا ہی راستہ کھلا ہوا نہ ہونا چاہئے بلکہ امن و امان کے ساتھ ایک حکمران کی جگہ دوسرے حکمران کو مقرر کرنے کا امکان ہونا چاہئے۔ موجودہ آمروں کے جانشینوں کا مسئلہ ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے آج جو لوگ یورپ کے ڈکٹیٹر بنے ہوئے ہیں ان کے مرنے کے بعد ان کی جگہ کوئی شخص لے سکے گا یا نہیں یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر یقین کیسا تھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی جمہوریت میں اس قسم کی کوئی مشکلات نہیں ہیں اگر سرمایہ کے اقتدار کو کم کیا جا سکے اور تقسیم دولت میں زیادہ مساوات پیدا کی جا سکے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جمہوریت آمریت کے مقابلہ میں کیوں زیادہ کامیاب ثابت نہ ہو خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ جمہوریت کو ان نئی تدبیروں کے ساتھ اختیار کیا جائے جن کے ذریعہ سے اقلیت کو اپنی آواز کو موثر بنانے کے لئے کافی مواقع حاصل ہو جاتے ہیں۔

خوش حالی آزادی کے بعد تیسری چیز جسے مسلمانوں کو اپنے سیاسی نصب العین میں داخل کرنا چاہئے وہ خوش حالی ہے جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا آزادی کو معاشی مسئلات سے بہت گہرا تعلق ہے اگر خوش حالی ایک خوش نصیب قلیت تک محدود نہ ہوگی بلکہ آبادی کی کثیر اکثریت اس میں پورے طور پر شریک ہوگی تو جمہوریت کی وہ خرابیاں جو معاشی محکومیت اور مجبوری اور تعلیم و تہذیب کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں پیدا نہ ہو سکیں گی۔

ہندوستان میں جس بے پناہ قسم کی غریبی اس وقت پائی جاتی ہے اس کو دیکھتے ہوئے تو غریبی کو دور کرنے کے مقصد کو مسلمانوں کے سیاسی نصب العین میں اول جگہ ملنا چاہئے تھی لیکن سوال انفرادی غریبی کے دور کرنے کا نہیں ہے سوال نفع فانی اور خود غرضی کا نہیں ہے سوال کل جماعت کی آئندہ خوشحالی کے لئے اجتماعی کوشش کرنے کا ہے۔ ہندوستان کی موجودہ غریبی کا علاج صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب نہایت بڑے پیمانہ پر ہماری آبادی ایثار و قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ سب سے اول تو ہمیں آزادی کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں کرنا پڑیں گی لیکن ہماری قربانیوں کا سلسلہ آزادی کے حصول کے بعد ختم نہیں ہو جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ صبر آزما اور حوصلہ فرسا طریقہ پر شروع ہوگا۔ آزادی کے حصول کے بعد اس کا پورا امکان پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارے اندر جاہ و اقتدار کے حصول کے لئے رقابتیں پیدا ہو جائیں۔ ہم اپنی قربانیوں کا فوری معاوضہ طلب کرنے لگیں۔ ہمارا احساس فرض اور ضبط و تنظیم کمزور ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ہندوستان کے لئے بڑی بدنصیبی کا دن ہوگا کیونکہ ہماری تعمیر نو کا کام بہت سخت ہے۔ ہماری جیسی غریبی اور محرومی کی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی اس کی کوئی تھاہ اور انتہا نہیں ہے۔ غریبی اور محرومی کے اس گہرے گڑھے کو پاٹ کر اپنی آبادی کو مہذب ملکوں کی خوش حالی کی سطح پر لانا آسان کام نہیں ہے۔ ہمیں پہاڑوں کو توڑنا ہے۔ ندیاؤں کو سدھانا ہے جنگلوں میں اپنے مطلب کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے مارا مارا پھرنا ہے ہمیں مشینوں کو کھڑا کرنا ہے ہمیں بجلی کی طاقت کو پیدا کرنا ہے ہمیں کارگزار مزدوروں صنعتی اور مالی رہنماؤں اور منتظموں کو پیدا کرنا ہے ہمیں اپنی تندرستی کو بہتر بنانا ہے اپنے تعلیمی نظام میں اصلاح کرنی ہے اپنی سیرت میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کرنا ہیں ہمیں عملی محرکات میں تیزی پیدا کرنا ہے۔ ہمیں کاموں کو ولولے، جوش، امنگ اور پامردی کے ساتھ ایک طویل مدت تک جاری رکھنا ہے جب ہم یہ سب کام کریں گے تب ہی اپنی آبادی کو خوش حال بنا سکیں گے۔ کم اجرت پر زیادہ عرصہ تک سخت محنت کے کام ایمانداری اور احساس فرض کے ساتھ کرنے کے لئے ایک نہایت قوی محرک کی ضرورت ہے اور وہ قوی محرک مذہب ہی کا ہو سکتا ہے مسلمانوں کے لئے خصوصاً اسلام کی تعلیمات اور اس کی تاریخ میں حوصلہ اور امنگ کا ایک لازوال سرچشمہ موجود ہے اسلام کے غازی اپنے نصب العین کی اشاعت کے سلسلہ میں کوہ و بیابان، دریا اور سمندر پار سے مارے پھرتے تھے گھربار عزیز اقربا سب سے بے نیاز ہو کر ان کا قدم آگے کی سمت بڑھتا تھا جان کی انہیں پرواہ نہیں تھی ان کی متاع ان کا اوڑھنا بچھونا صرف ان کا ایمان ہوتا تھا وہ اسلام کے نام کو روشن کرنے اور توحید کی اشاعت کرنے کے لئے زندہ رہتے تھے اپنے نصب العین کے لئے جن کوششوں اور کامیابیوں کا نمونہ مسلمانوں نے پیش کیا ہے تاریخ اس کی مثالیں کم پیش کر سکتی ہے اگر مسلمانوں میں مذہب کا صحیح جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے موجودہ زمانہ میں ان کے فرائض کیا ہیں انہیں ترقی کی کن راہوں پر سفر کرنا ہے، انہیں کس قسم کے دشمنوں کو زیر کرنا ہے ان کی جدوجہد کی منزل مقصود کیا ہونا چاہئے انہیں نئے حالات میں کس قسم کے ہتھیاروں کو استعمال کرنا چاہئے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ معاشی، سیاسی اور تمدنی تعمیر نو کے کام میں مسلمان آج بھی اپنے ایمان کی برکت سے سب قوموں سے آگے رہ سکتے ہیں۔ غرضکہ یہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کو تین لفظوں میں مختصر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے ہم اسلام کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ ہماری زندگی

نماز میں آلہ مکبر الصوت کا استعمال

(حضرت علامہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

رمضان تک ... کے بعد ... بحث ... جاری تھی ... صاحب نے حضرت مولانا تھانوی ... کا ایک فتویٰ ... کے متعلق ... نقل کیا جاتا ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ... ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ مقرر کی آواز کو بہت فاصلہ تک ... پہنچاتی ہے جس طرح پاس کے لوگوں کو پہنچتی ہے پس کیا یہ جائز ہے کہ اس مشین کے ذریعہ سے خطیب کی آواز کو تمام سامعین تک پہنچا دیا جائے؟"

الجواب

اول ایک قاعدہ سمجھ لیا جائے جو عقلی بھی ہے اور نقلی بھی اور فقہائے حنفیہ نے اس قاعدہ پر بہت ... تفریع کیا ہے وہ یہ کہ جو مباح یا مندوب درجہ ضرورت ... فی الشرع ... اور اس میں کوئی مفسدہ یا احتمال قریب محتمل ہو تو اس مباح یا مندوب کا ترک اور اس ... منع کرنا لازم ہے جو عقلی ہونا تو اس کا ظاہر ہے اور ... فقہا کے ... اس کے ماخذ نقلی ... نقل ... ضروری نہ تھی مگر تبرعاً اس کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اس کے نقلی ہونے کی تقریر ہو ... حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم سب الہہ باطلہ مباح ... حالات میں مندوب ہیں مگر مقصود ... اس کی غایت دوسرے طریق سے بھی حاصل ہو سکتی ہے یعنی حکمت ... اور اس میں مفسدہ سب ... لازم آتا ہے اس لئے اس سے نہی فرما دی گئی اور اس قاعدہ کی تمہید کے بعد جواب ظاہر ہے کہ تبلیغ صوت سامعین بعید تک شرعاً غیر ضروری ہے بلکہ بعیدین کو دوسرے غیر مخدوش ذریعہ سے تبلیغ ممکن ہے اور اس میں یہ مفسدہ ... لوگ اس سے گنجائش سمجھ جاویں گے اس آلہ کو لہو میں استعمال کرنے کی اور دوسرے آلات لہو کے استعمال کرنے کی لہٰذا ترک اور منع لازم ہوگا یہ تو اس وقت ہے جب خطبہ سے مراد مطلق وعظ اور تکلم ہو اور اگر اس سے مراد خطبہ جمعہ و عیدین کا ہے تو اس وقت تبلیغ صوت کا غیر ضروری ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ خطبہ میں مقصود ... ہے نہ کہ اسماع صوت اور مفسدہ اقوی ہے کیونکہ اس آلہ کو مسجد میں داخل کرنا ہوگا جو کہ اس کے احترام کے خلاف ہے نیز تشبہ ہے مجالس غیر مشروعہ کے ساتھ اسی تشبیک بنا پر فقہا نے غرس اشجار فی المسجد کو منع فرمایا ہے اور تشبہ بالبیعۃ کی علت سے معلل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

یہ ایک ایسے جلیل القدر عالم کا فتویٰ ہے جو اس وقت دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماء کی صف اول میں ہیں میرے علم کو ان کے علم سے وہ نسبت ہے جو ذرے کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اگر اس نسبت کا لحاظ کروں تو مجھے نہ صرف یہ کہ اس پر کلام نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنی تحقیق کو چھوڑ کر حضرت موصوف کی تحقیق قبول کر لینی چاہئے لیکن جب میں سلف کے طریق پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ... میں فال ... نہیں بلکہ ماقال کو دیکھنے کا قاعدہ جاری تھا، شاگرد استاد کی تحقیق کے مقابلہ میں اور چھوٹے بڑے کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے اور تحقیق بے تکلف پیش کیا کرتے تھے نہ اس زعم کے ساتھ کہ ان کے علم سے ان کا علم زیادہ ہے یا ان کے برابر ہے بلکہ یہ سمجھ کر کہ حق کی تلاش و تحقیق ہر طالب علم کا فرض ہے اور اس تلاش و تحقیق میں اس کو شخصی عظمتوں کے تصور سے خالی الذہن ہو کر نفس حقائق کو دیکھنا چاہئے ان کے نزدیک یہ ضروری نہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے برابر یا اس سے زیادہ علم رکھتا ہو تب ہی اس کے مقابلہ میں اپنی تحقیق پیش کرے ورنہ چپ رہے اور اپنی فکر و نظر کو معطل کر کے اس کی تحقیق کو مان لے۔ اگر یہ ذہنیت اس زمانہ میں ہوتی تو امام ابو حنیفہ کے مقابلہ میں امام شافعی اور امام شافعی کے مقابلہ میں امام احمد کوئی مذہب اختیار نہ فرماتے (رحمہم اللہ)۔ یہ حضرات سلف رشد و ہدایت کے امام تھے اور ان کا طریقہ ہر زمانہ میں طالبان علم کے لئے بہترین نشان راہ ہے اس لئے ان کی پیروی کرتے ہوئے میں بھی حضرت مولانا تھانوی کے مقابلہ میں اپنی علمی بے مائیگی کو جاننے کے باوجود اس فتویٰ پر کلام کرتا ہوں۔

فتویٰ کی بنا جس قاعدہ پر رکھی گئی ہے وہ یقیناً اصل ہے صرف فقہائے حنفیہ ہی نے نہیں بلکہ دوسرے ائمہ اسلام نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے اور ایک آیت نہیں بلکہ کتاب و سنت کی متعدد تصریحات اس کا ماخذ ہیں لیکن یہ امر محل نظر ہے کہ آیا اس نامی چیز پر بھی یہ قاعدہ جاری ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آلہ مکبر الصوت کی حیثیت سے بھی آلہ لہو نہیں کہا جا سکتا اور اس کا اطلاق اصلاً تو اس آلہ پر ہوتا ہے جو لہو ہی کے لئے بنایا گیا ہو اور اس کا کوئی دوسرا استعمال بجز لہو کے نہ ہو مثلاً بانسری یا ہارمونیم اور تبعاً اس کا اطلاق ایسے آلہ پر بھی ہو سکتا ہے جو اگرچہ بجائے خود لہو کے لئے تو وضع نہیں کیا گیا ہو لیکن اس کا غالب استعمال لہو ہی میں ہو۔ مثلاً گراموفون۔ مکبر الصوت ان دونوں صنفوں میں سے کسی صنف میں بھی داخل نہیں اس کو صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ چھوٹی آواز کو بڑا کر کے اور دور تک پہنچائے اس کا استعمال لہو اور غیر لہو دونوں میں ہوتا ہے اور غیر لہو میں بہ نسبت لہو کے زیادہ ہوتا ہے اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے شیشے کا گلاس کہ اس میں شراب بھی پی جاتی ہے اور حلال مشروبات بھی۔ یا بجلی کا لیمپ اور برقی پنکھا کہ یہ چیزیں تھیٹروں اور رقص خانوں میں اور مجلس گناہ میں بھی استعمال ہوتی ہیں اور پاک مجلسوں میں اور مباح اغراض میں بھی۔ اب اگر ناجائز استعمال کی وجہ سے ان چیزوں کو آلہ لہو یا آلہ منکر نہیں کہا جا سکتا تو مکبر الصوت کو بھی نہیں کہا جا سکتا اگر گلاس اور پنکھے اور لیمپ کے استعمال میں مجالس غیر مشروعہ سے تشبہ نہیں ہے تو مکبر الصوت میں بھی نہیں ہے۔ اگر شیشے کا گلاس استعمال کرنے سے اس مفسدہ کا احتمال نہیں ہے کہ لوگ اس کو شراب نوشی میں استعمال کرنے کی گنجائش نکال لیں گے اور اگر مسجدوں میں بجلی کی روشنی اور پنکھا لگانے سے یہ مفسدہ پیدا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے لئے رقص خانوں میں جانے کی گنجائش نکل آئے گی تو مکبر الصوت کے استعمال میں بھی ایسے کسی مفسدہ کا احتمال نہیں۔ جب برقی پنکھے اور روشنی کے قمقمے لگانا احترام مسجد کے خلاف نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں

کہ مکبر الصوت لگانا اہانت مسجد کا سبب ہو۔

اس میں شک نہیں کہ مکبر الصوت اس زمانہ میں زیادہ تر بلکہ تمامتر معروف کے بجائے منکر کی خدمت کر رہا ہے لیکن آج کونسی چیز ہے جو منکر کی خدمت انجام نہیں دے رہی ہے۔ قلم دوات سے لیکر چھاپہ مشین ریل موٹر، ہوائی جہاز اور ریڈیو، ہر چیز کا غالب استعمال آج فساد و منکر ہی کے لئے ہو رہا ہے۔ ہر چیز سے ظلم و عصیان کی خدمت لیجا رہی ہے اور ان سب سے اس تہذیب کو فروغ دیا جا رہا ہے جس کی بنیاد نا خدا شناسی بلکہ خدا سے بغاوت پر رکھی گئی ہے اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو دریافت کرنے اور ان سے خدمت لینے کا سارا کام آج وہ لوگ کر رہے ہیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انہوں نے اسباب عالم کو قابو میں لانے اور ان سے معروف کی خدمت لینے کا کام چھوڑ رکھا ہے اسی وجہ سے پورا انسانی تمدن ناپاک ہو گیا ہے اور دنیا کی ہر چیز آلۂ منکر بن کر رہ گئی ہے اب اگر ہم ایک ایک چیز کو اس بنا پر چھوڑتے چلے جائیں کہ فلاں چیز آلۂ منکر ہے اور فلاں چیز کو استعمال کرنے سے فاسقین و ظالمین کے ساتھ تشبہ ہو جائیگا تو ہمیں تمدن ہی سے الگ ہو جانا پڑیگا اور یہ مزید غلطی ہوگی اس سے خدا پرستانہ تہذیب اور زیادہ مغلوب اور ظالمانہ تہذیب اور زیادہ غالب ہوتی چلی جائے گی اس لئے کہ جو تہذیب مشینوں کے زور سے پھیل رہی ہو اس کے مقابلہ میں وہ تہذیب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو تمام کارگر ذرائع اور طاقتور اسباب سے خود ہی دست بردار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ موٹر پر دوڑنے والے کا مقابلہ چھکڑے پر چلنے والا نہیں کر سکتا جو لوگ ریڈیو کے ذریعہ سے ایک سکنڈ کے اندر باطل کی آواز کرۂ زمین کے ایک ایک کونے میں پہنچا دیں اور کروڑہا کروڑ انسانوں کے خیالات کو ایک جنبش زبان سے مسموم کر کے رکھدیں ان کے مقابلہ میں وہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک جلسہ کے سامعین تک بھی حق کی آواز پہنچانے میں خدا کی پیدا کی ہوئی ایک طاقت سے کام لیتے ہوئے جھجکتے ہوں منکر کی آواز کو بلند کرنے والے تو ایک شخص کو بھی اپنی بات سنائے بغیر چھوڑنا پسند نہ کریں اور معروف کی آواز بلند کرنیوالوں کا انداز فکر یہ ہو کہ سامعین بعید تک تبلیغ صوت شرعاً ضروری تو ہے نہیں لہذا کیوں اس کی کوشش کی جائے اس طرز عمل کا انجام جو کچھ ہوگا بلکہ ہو رہا ہے اس کو ہر شخص بادنیٰ تامل جان سکتا ہے

اس کے معنے در اصل یہ ہیں کہ ہم ایک ایک ہتھیار کو یہ کہکر پھینکتے جائیں کہ دشمن کے استعمال سے وہ گندہ ہو گیا اور دشمن ان سب ہتھیاروں کو اٹھا کر ہم پر حملہ کرے

یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ سامعین بعید تک تبلیغ صوت شرعاً غیر ضروری ہے مگر یہ درست نہیں ہے کہ تبلیغ صوت اور سماع حاضرین کو درجہ مقصودیت فی الشرع حاصل نہیں۔ نماز میں قرآن اسی لئے پڑھا جاتا ہے کہ مقتدی اس کو سنیں خود قرآن میں اس مقصد کی تشریح موجود ہے کہ واذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا خطبہ بھی اسی لئے دیا جاتا ہے اور شارع نے اسی غرض سے خطبہ کے وقت بات چیت سے منع کیا ہے استماع کا مقصود ہونا تو نقلاً بھی ثابت ہے اور عقلاً بھی ظاہر ہے کہ کلام اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو سنیں، منہ سے آواز اس لئے نکالی جاتی ہے کہ کانوں تک پہنچے اب رہا یہ امر کہ شارع نے اس کو ضروری کیوں نہیں قرار دیا، تو میں کہوں گا کہ یہ رخصت کے قبیل سے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں کوئی ایسا ذریعہ موجود نہ تھا جس سے دور تک آواز پہنچائی جا سکے اور آج بھی ہر جگہ اور ہر وقت مکبر الصوت مہیا نہیں ہو سکتا اس لئے استماع کو لازم نہیں کیا گیا کہ اس کے بغیر نماز ہی نہ ہو یا حضور خطبہ کا ثواب ہی حاصل نہ ہو سکے۔ مگر اس نرمی اور رخصت کو جو محض طبعی موانع کی رعایت کے لحاظ کر کے عطا کی گئی ہے اس امر کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ تبلیغ صوت کا اہتمام غیر ضروری ہے حتیٰ کہ اگر اس کے لئے کوئی ذریعہ مہیا ہو جائے تب بھی اسے قصداً ترک کر دیا جائے۔

آخر میں یہ بات صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر میرے بار بار لکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے خاص طور پر لاؤڈ اسپیکر سے کوئی دلچسپی ہے بلکہ در اصل میرا مقصد یہ ہے کہ سائنٹفک ایجادات اور تمدن حدیث کے آلات و وسائل کے متعلق مسلمان اپنا رویہ بدلیں یہ آلات بجائے خود ناپاک نہیں ہیں۔ اصل میں وہ طریق استعمال ناپاک ہے جو مغرب کی باغیانہ تہذیب نے اختیار کر رکھا ہے۔ خداوند عالم نے جن چیزوں کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے وہ بالیقین پاک اور مطہر ہیں اور ان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ ان سے خدائی قانون کے مطابق کام لیا جائے، مگر ان پر وہ ہر الظلم ہو رہا ہے کہ جن کے پاس خدائی قانون موجود ہے وہ ان سے کام نہیں لیتے اور جو ان سے کام لے رہے ہیں وہ شیطانی قانون کے تبع ہیں۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر غور و تدبر سے کام لیکر رائے قائم کرنا چاہیے۔

سچا شہادت نامہ

سیدنا حسین علیہ السلام کی جنگ کربلا [illegible] شہادت نامہ ... بحر ہزج سو برس سے برابر لکھا جا رہا ہے اور تا قیامت برابر لکھا جائیگا، ہر زبان میں ہی ہزار ہا کتب شہادت لکھی گئیں لیکن افسوس یہ ہے کہ انتہائی بے احتیاطی [illegible] ایسی جیسی ہونگی جو شہادت حسین کو مجمع [illegible] اشعار کو چھوڑتے ہوئے شیعہ مصنفین نے ہی اس پر خاص توجہ کی ہو شہادت نامہ کے سلسلہ میں جو کتب ہیں اب تک [illegible] ان میں غلط روایات اور فرضی حکایات ہیں بعض میں حسب المراد غلط روایتوں کو اس درجہ ملعون کیا گیا ہے کہ ... خصوصیات کی [illegible] ... غیر فطری جذبات کا اظہار کیا ہے جو زبان قیاس ہی نہ ہوں میں نے سچا شہادت نامہ شائع کرنے میں ... واقعات شہادت پر ... کتب ماخوذ ہیں واقعات کو صلاحیت کی تحقیق کی روشنی میں لکھا ہے اس سے جو شہادت نامہ ... تیرہ سال سے انداز لگا لیا ہوگا جس کی خدمت کی ... یقین ہے کہ آپ بہت پسند فرمائیں گے ... اس کے ... اخبار ... مسلمان نجات ... اور ... آنسوؤں کی شریعت ... کا ... ایک روپیہ دو آنے ہے آٹھ آنے محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں **بڑا سچا موثر اور دردناک** ... اس کتاب کے متعلق آپ خود ہی اندازہ فرمالیں گے۔

پیاسا فرزند تشنہ کام باپ کے پاس

حضرت علی اکبرؑ نے لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے بے حال ہو کر صفوف چیرتے پھاڑتے اور ... امام تشنہ کام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بابا جان سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول ... پیاس نے ... اور ان آہنی ... ہوئے اور بھی مصیبت میں مبتلا ... تھوڑے سے پانی کی ضرورت ہے جو اس کا ... دم ... ان دشمنوں پر ... حملہ کروں

کیسی بیکسی اور کس درجہ بے بسی کا عالم تھا اس مظلومیت کی کیا انتہا کا رسالت کا ... ایک ... کام ... نے جب ... مظلوم باپ کو آتنی قدرت نہیں کہ بیٹے کا حلق تر کریکے پانی کہاں تھا جو مظلوم حسینؑ بیٹے کی پیاس بجھاتا فرزند دلبند کی فریاد کانوں میں آئی اور ساتھ ہی نظر اپنی گود ... خون میں ... بھر جس حسرت و یاس جس جواب دیا جان پدر کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی اصغر درباں ... پیاس کے ... ہی رہے ہیں پانی کہاں ہے جو تم کو دوں اے فرزند دلبند مجھ پر یہ ... نہایت شاق ہے کہ تو استدعا کرے اور وہ جواب نہ دیں اور تو بار بار پکارے اور کوئی جواب نہ دے۔ پھر آپ نے حضرت علی اکبرؑ کی زبان اپنے دہن مبارک میں لی اس ... کے بعد حضرت علی اکبرؑ نے کہا بابا جان آپ کی زبان تو مجھ سے بھی زیادہ خشک ہے اس کے بعد جناب امام عالی مقام نے اپنی انگلی سے اتار کر ایک انگوٹھی دی کہ اس کو منہ میں رکھ لو اس کے رکھنے سے فی الجملہ تسکین حاصل ہوگی اور فرمایا تم کو خدا کو سونپتا ہوں ... دشمنان دین سے لڑو یقین کرو کہ تمہارے جد امجد ساقی کوثر محمد رسول اللہ عنقریب تم کو ایک ایسا جام پلائیں گے کہ پھر تم کو کبھی تشنگی کی شکایت نہ ہوگی۔

حضرت علی اکبرؑ انگوٹھی کو منہ میں رکھ کر جو غالباً عقیق یمنی کی ہوگی جس کا خاصہ ... ہے میدان کارزار میں ... اب پیاس کو قدرے سکون تھا ... اس زور کا حملہ کیا کہ ... کے چھکے چھوٹ گئے ... دشمنان خدا کو واصل جہنم کیا جو سامنے آیا ... موت کے گھاٹ اتارا جس نے سر ... کیا اس کا سر قلم کر دیا تھا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ۲۰۰ اور بعض کا یہ کہ ۵۰ گمراہوں کو آپ نے فی النار کیا

بالآخر دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیروں کی بارش سے پہلے ہی آپ کا جسم زخمی کر چکے تھے اب تلواروں اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب آپ بالکل ہی بے حال ہوگئے اور زین سے فرش زمین پر ماہ جبیں گرنے لگا تو امام عالی مقام کو پکارا یا ابتاہ ادرکنی اے پدر گرامی قدر اپنے فرزند کی خبر لیجئے اس آستانہ دیار کو آخری دعوں دے کے اور ... میرا ... السلام تو لائیے اور دیکھئے کہ جد امجد جناب محمد رسول اللہ صلعم کوثر پلا رہے ہیں خدا کی قسم اب مجھکو پیاس نہ لگے گی ... والا بزرگ ... دوسرا جام آپ کے لئے لئے ہوئے کھڑے ہیں اور پکار رہے ہیں حسین جلدی کرو جلدی کرو۔

فرزند دلبند جگر کی فریاد کانوں میں پہنچی تو امام مظلوم نے بیاختہ فرمایا آہ میرے پیارے بچے آہ میرے دل کے ٹکڑے آہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اب تیرے بغیر میری زندگی بے لطف ہے۔ یا ابتاہ ادرکنی کی صدا سنتے ہی میدان کی طرف امام عالی مقام دوڑے اس موقع کی تصویر میر انیس نے قلم سے ملاحظہ فرمائیے

جب دم شہ حسین نے یہ جانگداز صدا ... صابر اگرچہ تھے پہ کلیجہ الٹ گیا
تھاموں دل کو تھام کے دوڑے برہنہ پا ... نعرہ کیا کہ اے علی اکبر کدھر کیا
اے غریب و بیکس و تنہا سے جانیو ... آئے ضعیف باپ کو دنیا سے جائیو
ہے ہے مرے شفیق مرے مہرباں پسر ... خوش رو پسر سعید پسر قدرداں پسر
مادر کا چین باپ کا آرام جاں پسر ... گم گشتہ شہید پسر نوجواں پسر
مقتل کدھر ہے کوئی بتاتا نہیں مجھے ... اے نور عین کچھ نظر آتا نہیں مجھے
بچہ کہ عزیز بنت بلا کہہ کے پھر پکار ... اک بار یاد شہ دوسرا کہہ کے پھر پکار
اے شیر سید الشہدا کہہ کے پھر پکار ... صدقے ہو باپ یا ابتا کہہ کے پھر پکار
مرنی ہی جان تن سے ترے ساتھ جائیگی ... مرجاؤں گا نہیں جو نہ آواز آئے گی
کچھ ہوش دست و پا کا نہیں ہجو ... زخمی قلب کشتہ اندوہ و یاس ہوں
غمگین ہوں ملول ہوں حزیں ہوں ... دم توڑ دیتا تو ہے غضب اور پاس ہوں
کیونکر قرار آئے دل ناصبور کو ... لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے آنکھوں کے نور کو
مڑے یہ بات کہہ کے جو سلطان بحر و بر ... بیٹے کی لاش باپ نے دیکھی لہو میں تر
اٹھا یہ ... دیکھ کر خم ہو گئی کمر ... دیکھا جو زخم سینہ کے قریب آگیا جگر
تڑپے جو گر کے اور تڑپ کر ٹھہر گئے ... غل پڑ گیا صفوں میں کہ شبیر مر گئے

ہوش آیا چند ساعت کو اس کے تھوڑے سا
دیکھا کہ سطر رہی خیمہ رسول رب

آنسو بہا کے رکھدیے بیٹے کے لب پہ لب
چلاتے تھے کہ چھوڑ چلے ہم کو یہ غضب

دل سے گئے پلٹنے کی حسرت نکال دو
باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

امام عالی مقام کی صدائے درد و غم سن کر جناب علی اکبر نے آنکھیں کھول دیں کیونکہ بیمار پدر کے اشتیاق میں ابھی تک جان آنکھوں میں اٹکی ہوئی تھی۔

اکبر نے آنکھیں کھول کے دیکھا رخ پدر
گالوں پہ اشک آنکھوں سے ٹپکے ادھر ادھر

فرمایا شہ نے زانو پہ رکھ کر سر پسر
روتے ہو کس کے واسطے اے غیرت قمر

یاں سے اٹھا کے ماں کے پاس بستر میں لے چلیں
غم ماں کا ہے تو آؤ تمہیں گھر میں لے چلیں

کی عرض مہلت اتنی کہاں ہے شہ امم
اب بیچ قبلہ رو کے نکلتا ہے تن سے دم

دولت ملی کہ دیکھ لئے آپ کے قدم
غیر از غم فراق مجھے کچھ نہیں ہے غم

سالہا آنے تھے جو جانے والے تھے وہ یہیں
روتا ہوں پاس لئے کہ اکیلے حضور ہیں

شہ نے کہا کہ تیرے جیتے نہ ہوں بس
ہوگا جہاں سے جاتے ہیں تھوڑا سا پیش و پس

دنیا کی آرزو ہے نہ جینے کی کچھ ہوس
بیٹے لئے ہے اب دم خنجر ہر اک نفس

اکبر ترے الم سے جگر چاک چاک ہے
جب تو نہ ہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے

یہ بات سن کے ہچکیاں لینے لگا پسر
سوکھی زباں دکھائی کہ پیاسا ہوں اے پدر

زردی اجل کی چھا گئی چہرے پہ سربسر
دوبارہ لی کراہ کے کروٹ ادھر ادھر

دنیا سے انتقال ہوا نور عین کا
ہنگام ظہر تھا کہ لٹا گھر حسین کا

قارئین کرام ذرا غور کرنا اور امام مظلوم کی بیکسی اور درد و غم حسین کا اس وقت اندازہ لگانا دل پر صبح سے اس وقت تک آپ نے کتنے زخم کھائے کیا ان صدموں کے مقابلہ میں جان دینا اور مرنا آسان نہیں ہے۔ مددگاروں کا غم بھائیوں کا الم بھانجوں کا صدمہ بھتیجوں کا داغ اور اب آخر میں جوان فرزند کا اس بیکسی و بے بسی میں بچھڑنا اور چھوٹتا ہے کس طرح ایک ایک قطرۂ آب کو ترس ترس کر سب الم آپ ہی کی جان ناتوان پر تھا کسی کو صرف شوہر کا غم کسی کو صرف بیٹوں کا غم کسی کو بھائیوں کا غم مگر ایک جان حسین تھی جسے سب کا غم تھا جتنے تیر الگ الگ شہیدوں پر چلے تھے جتنی تلواریں شہداء کے جسموں پر لگی تھیں جتنے نیزے اور برچھیاں علیحدہ علیحدہ گلے پر چلیں تھیں سب حسین کے مظلوم دل و جگر کے پار ہوئیں جو غم جس شہید کے دل و جسم پر تھا وہ حسین کے دل پر بھی تھا غرضکہ مظلوم و بیکس امام علیہ السلام کا درد و غم لاتعداد تھا اس پر سب کے آخر میں فرزند جوان کی موت اور موت بھی ایسی دردناک حالات کے ساتھ کہ سارا جسم تیروں سے چھلنی تمام بدن تلواروں سے زخمی اور تمام اعضاء زخموں سے چور تھا اس حالت میں فرزند دلبند کو خاک و خون میں تڑپتا اور زمین پر پڑا دم توڑتا ایڑیاں رگڑتا دیکھکر جو حال امام عالی مقام کا ہوا ہوگا کس کا قلم ہے جو بیان کر سکے۔

دیکھی عجیب حالت فرزند نوجوان
پیکاں گلے میں ہونٹوں تک نکلی ہوئی زباں

تن پر جراحت تیر و خنجر و سناں
گردن جھکی ہوئی تھی پھری ہوئی آنکھوں میں پتلیاں

تا ناف سر کہوں کے جراحت پھٹے ہوئے
چہرہ سفید خاک میں گیسو اٹے ہوئے

اس حالت کو دیکھکر اس مظلوم باپ پر کیا بیتی ہوگی جس کا آخری سہارا اس طرح کربلا کی گرم اور تپتی ہوئی ریت پر تڑپ رہا ہوگا اس بیکسی کو دیکھو کہ اس وقت کوئی دوسرا اتنا بھی نہیں کہ فرزند کی لاش کو اٹھا کر خیمہ تک پہنچائے جنازے کا ذکر ہے پر جنازہ نہ اٹھتا نہ سہی کم از کم ایک آدمی تو ہوتا جو شکستہ کمر باپ کے بیٹے کی لاش اٹھانے اور خیمہ تک پہنچانے میں مدد دیتا مگر افسوس مظلومیت اور آہ رے بیکسی اتنا بھی کوئی نہیں اور امام عالی مقام کو تنہا جوان بیٹے کی لاش خیمہ تک لانی پڑی میت کو سینہ سے کیسے چھوڑ دیتے کیا شقی و گمراہ کوفی و شامی لاشہ اکبر کو روند نہ ڈالتے جس وقت لاش کو لیکر حضرت خیمہ کی طرف چلے ہیں اور خیمہ میں اطلاع ہوئی کہ جناب امام عالی مقام یعنی بیکس مظلوم باپ شہید بیٹے کی لاش لا رہا ہے اس وقت خیمہ اطہر میں جو قیامت برپا ہوئی ہوگی کیا کوئی اس محشر نشان غم و الم کا اندازہ لگا سکتا ہے ماں کی ممتا پھوپھی کی چاہت اور سکینہ معصومہ کی محبت اگر لاش کو دیکھکر مضطرب و بیقرار ہوکر سر پیٹنے لگی ہوں تو کون حیرت کا مقام ہے۔ رانڈ بیبیوں یتیم بچوں اور غریب الوطن سیدانیوں میں قیامت برپا ہوئی ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے کیا یہ کیفیت رہی ہوگی ؎

لاش کے پاس ہائے پسر کہہ کے ماں گری
ہاتھوں سے دل پکڑ کے پھوپھی نیم جاں گری

دل پر ہر اک کے برچھی غم نوجواں گری
غش ہو کے کوئی یاں گری اور کوئی واں گری

چھوٹی بہن جو لاشہ سے آکر لپٹ گئی
اک حشر ہو گیا صف ماتم الٹ گئی

مادر اکبر کا بین

ہم لاکھ زور لگائیں کہ حضرت علی اکبر کی مادر گرامی کی حالت کا نقشہ دکھائیں مگر یہ ممکن ہی نہیں میر انیس نے جو کوشش کی ہے خدا ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اس کو ملاحظہ فرمائیے اس سے کسی قدر ہلکا اور دھندلا سا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے ؎

چلائی تھی بار بار سے مرا پیارا ہے کس طرف
اے آسماں وہ عرش کا تارا ہے کس طرف

اے ابر شام چاند ہمارا ہے کس طرف
اے ارض کربلا وہ سہارا ہے کس طرف

ہے ہے سناں سے جان گئی میہمان کی
میت کدھر کو ہے مرے کڑیل جوان کی

اے تیرے لمبے گیسوؤں والے کدھر ہے تو
ہے ہے مری غریبی کے پالے کدھر ہے تو

واری کماں گلے کے تجھے بھالے کدھر ہے تو
کیونکر تھمے یہ جگر کو سنبھالے کدھر ہے تو

اٹھارہواں برس تھا کہ موت آگئی تجھے
اے نور عین کس کی نظر کھا گئی تجھے

ہے ہے مرے سعید و رشید مہ جبیں جواں
خوش رو جواں غریب جواں مہ جبیں جواں

صفدر جواں شکیل جواں نازنیں جواں
کس نے تجھے مٹا دیا اے حسیں جواں

آغاز تھیں مسیں ابھی ایسے سن نہ تھے
بچے ہے ابھی ترے مرنے کے دن نہ تھے

حضرت علی اکبر کی موت ایسی موت نہ تھی جس کا غم کسی کے لئے بھی قابل برداشت ہوتا مگر سید الصابرین نے فرمایا اور سیدانیوں کو یہ کہکر صبر کرنے کی تلقین کی کہ علی اکبر نے دم توڑنے سے پہلے وصیت کی تھی وہ یہی تھی کہ اماں اور پھوپھی سے کہہ دیجئے گا کہ وہ صبر کریں اور میرے ماتم میں منہ پر طمانچے نہ ماریں سینہ کوبی نہ کریں اور بال نہ نوچیں اور سب سیدانیوں نے اس وصیت کی تعمیل کی اگرچہ دل پھٹے جا رہے تھے جگر کے ٹکڑے ہو رہے تھے مگر زبان امر نامشروع سے آشنا نہ تھی آنسوؤں کی ایک نہر سی جاری تھی آہ و زاری سے مرغان صحرا کے دل دو نیم ہو رہے تھے مگر کیا مجال کہ خاندان رسالت کے وقار کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نکل جائے جناب امام حسین کے دل پر جو صدمہ گزرا کیا اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ محاسن شریف کے بال صبح تک سیاہ تھے لیکن فرزند جوان کی موت سے یکایک سفید ہوگئے۔

حضرت ام لیلیٰ جناب شہر بانو اپنے فرزند علی اکبر کے غم میں پڑی تھیں اسی حال میں ان کے پاس امام عالی مقام تشریف لے گئے وہ آپ کو دیکھکر اور بھی بیقرار ہوگئیں جوانا مرگ بیٹے کو یاد کر کے رونے لگیں یہ وقت ایسا دردناک تھا کہ ہمارا قلم یارا نہیں دیتا کہ اس کو قلمبند کریں میر انیس کی زبان سے سن لیجئے۔

مرثیہ چو پشت و ماں جو گئے شاہ خوش خصال
شبیر جیسے کریں کہ جس کا جسد ہو ملال
کیا ہے نکالی لیکر نبی جو لے لگائے تھے
سن کر صبا سے بتا کی جو کی ہو گئیں
نشا معصوم آئے ہیں جو بار بار جو بیرے ہر
اپنے نبی ہو کہہ دیں جاں ہوا اپنے
اے جان فاطمہ مرا پیارا حسین ہے
و بین حلق کی یا حسن کا بار بار
ملی ہوں بے سر و ندا کریں دیکھ کر
ہو جو ماتم برپا جانے سا نشہ ادھر میں پھر
کجی کو دیکھا ہے غرض جینے عمر بھر
زینب کا زار ہے کہ جازت دہ ہوئے
گر میں غم تک قبر میں یہ الٹکر نثار ہیں
دو ابن ہوں ان کی آپ کی خدمت کا بیٹ
ملکیت گرچہ ہوئی پشت پر شرتین کو
اہلبیت کے نئے گورست پہ پسر دو
بالوں کے پاؤں گرسان سے دو سپہر پر
ہو کہ صبر کر کے یہ جان شاہ تک
جاگے ہوئے تھے رات کے غنیمہ آلہی ابیس
خوشی بیشک بیہ اہل آئی اے یں
ندہ نہ ہو گا لال اگر مر بھی جاؤں گی
جا کے میں ہم دواں کر جہاں کہ دعا دام
سر دو نکر یہ ظل یں آئی وہ قسمت کا کام
مصر سے علی شاہ کے گلے کا طوق ہے
دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دل فگار
بعد آپ کے جو رونے آئیں ستم شعار
کچھ حق میرا اس کنیز کے نزدیک جائیے
فرمایا نے جاں نثار جانتے ہے ذوالجلال
زینب کو دیکھو سر پہ نہ جالی نہ دو ولال
بے وارثوں کا والی و مددگار اللہ ہے
الوداع! اہل بیت اب آ کے رو دیکھو
زادے میں شرم سے نہیں دکھا کے رو دیکھو
لٹنے میں ہو فکر تباہی میں جائیے

دیکھو کو حسن ہے خاک پہ بکھرے ہوئے ہیں
ہے خدا یہ ہوش میں آؤ یہ کیا ہے حال
صاحب آنکھوں آخری خصت کو آئے ہیں
نامراد سر جھک کے قدم پر بیٹھ تو
معصوم کماں جو بے ستوں والا ہے
نبی کے مدنی لے کر و گی ہو باتیں
ماں کی زندگی کا ہے سہارا یہ عصر
سر ہانے جو کی امت کی ملبوس رہا کہ
اب دیکھ ہے یہ خود کو دیکھو میں
بیواں میں گھر کیک ماتم میں بھر
کو قسمت میں تیری یہ سو نکلا کا بات
میں تیری شکل نہ پکڑے ہوئے
ان کی خطا نہیں کو میں نصیبہ ولد ہوں
اب رحم کیجئے کہ بہت بیقرار ہوں
اے آئیے منہ کے مرے نور عین کو
ہاں بعد از جو کسی حال سے حوال بسر
ہم شکل مصطفیٰ زوجہ نہ لہٰذا اکبر
جس نے تمہیں دیا وہ اسلام کے پالنے
ہے اب منافقوں کی نظر کب سکتی ہیں
صحرائے کربلا کی فضا بھی انہیں
اب کون کی گٹری میں میں رہ جاؤں گی
دو یہ ہوا ہے لال کو دنیا پر کچھ پیام
آسمی کو گھر تباہ میاں سے چلے امام
بستی اجڑ کے قسمت الٹنے کا طور ہے
اے ابن فاطمہ سکینہ آپ پہ نثار
جیسے نہاں یہ بیکس و غمگین زار زار
صاحب کسی جگہ بھی بٹھلا کے جائیے
زہرا کی بیٹیوں کی یہ ہو ترشی کا حال
صاحب تمہارے ساتھ پہ تھا ہر ساتھ تھا
دیکھو لگے نہ پاؤں کہ غفلت کی راہ
لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے رو دیکھو
جو رسول پاک کے پاس جا کے رو دیکھو
رونا شہر کو خوف الٹی میں جا ہے

اہل بیت کہہ تمام بیت کہہ کے ایک ایک کر کے لے سب کو ملی قدر مرتب تسکین دستی
دی اور عنقریب رحمت ہو صبر کی تلقین فرمائی آپ اس نشکوہ عزم و قد تھے جہور پر
اگرچہ آمد خاں و ملال تھے مگر غلغلہ جلال جنگی تصویر تھے شوق آثار ہے مضطر
اجل تھے اور بیداں کی طرف جانے میں عجلت فرما رہے تھے
یہاں سے آگے اصل کتاب میں پڑھئے جس میں ایسے ہی نام شہادت ہے

قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ۸ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حضرت امیر معاویہ

بنی امیہ کے عظیم الشان خلیفہ کی پُرشکوہ لائف

تاریخ قرون اولٰی اسلام کا ایک درخشاں ورق ہے

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے

[illegible]

فہرست مضامین

باب ۱

نبی امیہ کا خاندان

باب ۲

باب ۳

باب ۵

باب ۶

باب ۷

باب ۸

باب ۹

باب ۱۰

باب ۱۱

باب ۱۲

باب ۱۳

باب ۱۴

باب ۱۵

باب ۱۶

باب ۱۷

باب ۱۸

باب ۱۹

باب ۲۰

باب ۲۱

باب ۲۲

معاویہ کی خلافت

حمیدیہ پریس دہلی

مقالات

سید غوث الاعظم شاہ عبدالقادر جیلانی

یعنی حضرت محبوب سبحانی کی لاثانی کتاب فتح الغیب کا نہایت صاف اردو ترجمہ جس میں ... ہیں ... آپ ... کے ... عنوان حسب ذیل ہیں

مومن کے لئے تین چیزیں	
بہترین کاروبار کی نصیحت	
ابتلا و بلا	
عمرو بن امیہ	
دنیا نافانی	
...	
تقرب الٰہی کا حصول	
نفس اور اس کے احوال	
خواہشات کا بیان	
مال کی محبت	
...	
توکل اور اس کے مقامات	
...	
حمادرکدر کا انتقال	موت کی ...
صفت صبر	محبت اور محبوب
الحب والبغض للہ	معرفت کی ایک قسم
حب طبع میں شرک	...

اس کے علاوہ ۱۹ وعظ اس کتاب میں ہیں ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت صرف ... محصول چار آنے کل ... آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

جو عورتیں سفید پانی کی بیمار ہیں

: وہ درحقیقت بڑے خطرے میں ہیں. کیونکہ سیلان الرحم کی بیماری میں جو سفید رطوبت عورت کے جسم سے وقت بے وقت خارج ہوتی رہتی ہے وہی زندگی کا اصلی جوہر ہے. سفید رطوبت کا خارج ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عورت کی جوانی بہت تیزی کے ساتھ جا رہی ہے اور اسکے چہرہ پر بہت جلد جھریاں پڑنے والی ہیں اس پر ضعیفی غالب آ رہی ہے عقلمند عورتیں اور عقلمند مرد اس خطرہ کو خوب سمجھتے ہیں. لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہے. مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے.

سفید رطوبت کا علاج صرف تین روپے میں ہو سکتا ہے

ہندوستان کی ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں عورتوں کو اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ سفید رطوبت کا علاج بیحد آسان ہے. اگر کوئی عورت اس مرض میں مبتلا ہو یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہو. یا اس کے ناف تلوں میں درد رہتا ہو یا ماہواری کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہو دن بھر اداس اور مغموم رہنے کی عادت پڑ گئی ہو یا کمر اور پنڈلیوں میں درد کی شکایت ہوتی ہو تو سمجھ لیجئے کہ یہ عورت سیلان رحم کی مریضہ ہے اور اسے صرف ایک شیشی **دوا روک** استعمال کرا دیجئے دوسرے تیسرے دن ہی آپ خود محسوس کریں گے کہ مریضہ کے چہرہ پر کتنی بشاشتی ہے کتنی جوانی ہے. کتنی بہار ہے یہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ **دوا روک** ہندوستانی آب و ہوا کے لحاظ سے عورتوں کے لئے اکسیر کی حیثیت حاصل کر چکی ہے. سفید رطوبت کا مسلسل اخراج جو کسی علاج سے بند نہ ہوتا ہو. اسے دوا روک کا استعمال ٹھیک تیسرے دن بند کر دیتا ہے.

لہذا یاد رکھیئے کہ صرف تین روپے کا لالچ کر کے عورت کی جوانی کو برباد ہوتے دیکھنا کسی دن رنگ لائیگا. اس واسطے اس کا پہلے انتظام کریجئے اور اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہی تو اسے ہدایت کر دیجئے کہ ایک شیشی دوا روک استعمال کرے. سفید رطوبت آنی بند ہو جائیگی اور اس کا اندرونی جسم (رحم) تندرست ہو جائے گا. ایک شیشی دوا روک کی قیمت تین روپے ہے اور اس کے ساتھ آنے محصول پارسل خرچ ہوتا ہے. **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ** پی. بی ۲۲ دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجئے آپکو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائیگی اور اس طرح تین روپے میں ایک خطرناک مرض سے عورت کو نجات ملجائیگی.

دوا روک تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور ہزارہا عورتوں کو تندرست کر چکی ہے. ہر مزاج اور آب و ہوا کے عین مطابق ہے اور تیسرے دن اپنا کمال مریض پر پوری طرح ظاہر کر دیتی ہے. ملک کے بے شمار حکیم اور ڈاکٹر اپنے اپنے مریضوں کو دوا روک استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں. کیونکہ اس دوا کا علی الاعلان کافی سے زیادہ تجربہ کیا جا چکا ہے. اس لئے مہربانی کر کے دوا روک کو اشتہاری دوا نہ سمجھئے. یہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کی ہوئی ہے. وہ دواخانہ جو سالہاسال سے ہندوستانی عورتوں کی خدمت میں لازوال شہرت کا واحد مالک ہے.

پیشاب سے پہلے پیشاب کے بعد

مرد کی خطرناک بیماری

پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد سفید رطوبت کا نکل جانا جریان کی بیماری کہلاتا ہے۔ جریان سے قوت مردمی ختم ہو جاتی ہے اس واسطے عقلمند لوگ جریان کے مرض کا فوراً علاج کرا لیتے ہیں اور یہ سفید رطوبت نکلنی بند ہو جاتی ہے۔ اس کی آسان اور مجرب ترکیب یہ ہے کہ جریان کے مریض کو صرف ایک شیشی دوا جوہر اعظم استعمال کیجئے۔ پہلی ہی شیشی سے رطوبت نکلنی بند ہو جانے کی ہزاروں اور حکیموں کا بیان ہے کہ جریان کا مرض جوہر اعظم دوا ... دعویٰ ہے کہ ایک ہی شیشی مریض کو بالکل تندرست کر دیتی ہے اور پیشاب کے بعد یا پہلے یا بیوی کے قریب جانے ... رطوبت نکل جاتی تھی وہ بند ہو گئی اور مریض مکمل تندرست اور مرد ہو گیا۔

تقریباً چار ہزار جریان کے مریض جوہر اعظم سے تندرست ہو گئے

پس اگر کوئی شخص ... پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد یا بیوی کے قریب جانے سے پیشتر رطوبت بلا وجہ خارج ہوتی ہو ... تو اسے چاہئے۔ — **جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی بی ۴۴ دہلی** کو ایک خط لکھ کر دوا جوہر اعظم کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ہے اور محصولڈاک اس دوا پر کسی مریض سے نہیں لیا جاتا۔ معاف ہے۔

چہرہ کا رنگ گورا کرنے کی ترکیب

اگر کسی عورت کا رنگ کالا ... ہے اور وہ اپنے چہرہ کے رنگ کو نکھارنا اور گورا کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۴۴ دہلی کو خط لکھ کر دوشیزہ حسن پرور منگا لے۔ حسن پرور کے چند روز کے استعمال سے اسے خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ دوا جلد کی رنگت کتنی دلفریب بنا دیتی ہے۔ چہرہ کا رنگ مستقل نکھر جائے گا۔ دوشیزہ حسن پرور کی قیمت ایک روپیہ چھ آنے ہے۔ محصولڈاک سات آنے۔

چہرہ پر مہاسے نکلتے ہیں؟ اگر کسی عورت یا مرد کے چہرہ پر مہاسے نکلتے ہیں اور اس کی وجہ سے چہرہ پر نشان پڑتے ہیں تو اس کا فوراً علاج کر لینا چاہئے۔ آسان ترکیب یہ ہے کہ چند روز مہاسے شکن کا استعمال کر لیا جائے۔ مہاسے نکلنے بند ہو جائیں گے۔ مہاسے شکن مجرب دوا ہے، ایک شیشی ایک روپیہ چار آنے کو ملتی ہے یہ دوا بھی لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۴۴ دہلی کو خط لکھ کر منگائی جا سکتی ہے۔ محصولڈاک سات آنے

چار روپے میں

بواسیر کا علاج

اور شرطیہ آرام۔ آرام نہ ہو تو قیمت واپس لے لیجئے۔ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں بواسیر کے مریضوں کو تندرست کر دیا گیا۔ اگر کسی کو بواسیر کی بیماری ہے۔ خواہ کسی قسم کی ہو وہ صرف ایک شیشی "انکول" دوا منگا کر استعمال کرے۔ اگر پہلے ہی دن دوا اپنا اثر ثابت نہ کرے تو قیمت واپس۔ ایک شیشی سے مکمل آرام ہو جاتا ہے۔ ایک شیشی انکول کے ساتھ لگانے کی دوا "بالمین" کی ایک شیشی مفت ملتی ہے۔ قیمت ایک شیشی انکول صرف چار روپے (دلعہ) محصولڈاک اس پر ... ہے۔ "بالمین" کی شیشی ہمراہ مفت ارسال ہو گی۔ آج ہی ایک خط منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۴۴ دہلی کے پتہ پر لکھ کر بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجئے۔ آپ کو دوا گھر بیٹھے مل جائے گی

ہر بچے کو انعام ملیگا

بچوں کی قابلیت کا امتحان

پیارے بچو! اس انعامی معمہ میں ضرور شرکت کرو. ذیل میں ہم ایک معمہ درج کرتے ہیں اس کو حل کرو مگر کسی کی امداد لئے بغیر صرف اپنے دماغ پر زور دیکر حل کرنا. اس مرتبہ ہم تمکو ایک نہایت مزیدار کتاب جس کو پڑھ کر تم ہنستے ہنستے باؤلے بن جاؤگے مفت دی جائیگی یہ کتاب ۴۶ صفحے کی ہے اور اسکی قیمت آٹھ آنے ہے یہ ہر بچے کو یقینی طور پر مفت محصولڈاک بھی اپنے پاس سے لگا کر دی جائے گی. اس کتاب کے علاوہ حسب ذیل انعامات بھی جن کے نام نکلیں گے ان کے نام مفت روانہ کئے جائیں گے. مگر تم اس حل کے ساتھ داخلہ کی فیس تین آنہ کے ٹکٹ ڈاک ایک لفافہ میں جو ڈاک خانہ کا ہوگا بھیکر عروج بک ڈپو کوچہ چیلان دہلی کے پتہ پر بھیجو حل کے ساتھ اپنا نام اور پتہ صاف خط میں لکھنا چاہیئے. اگر فیس داخلہ نہ آئی تو انعام نہیں ملیگا. تمام انعامات **۲۸ فروری ۱۹۳۹ء** کو نکالے جائیں گے اور یکم مارچ ۱۹۳۹ء کو بذریعہ ڈاک روانہ کردیئے جائیں گے. لہذا تمام حل ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کی شام تک پہونچ جانے چاہیئیں اس کے بعد جو حل آئیں گے وہ داخل انعام نہ ہوسکیں گے.

تفصیل انعامات | **پہلا انعام** ایک سنہری رسٹ واچ بہت خوبصورت اور مضبوط قیمتی چھ روپے. **دوسرا انعام** ایک فاؤنٹن پن اصلی گولڈن نب والا بہت خوبصورت قیمتی چار روپے. **تیسرا انعام** ایک فاؤنٹن پن مع خوبصورت پنسل اعلیٰ قسم قیمتی تین روپے آٹھ آنے **چوتھا انعام** سب بچوں کو بے تحاشہ ہنسانے والی اور بیوقوفوں کی باتیں سنانیوالی بہت دلچسپ کتاب "گدگدیاں" مفت دی جائے گی.

معمے

نمبر	حروف	مطلب	نمبر	حروف	مطلب
۱	ا ـ د ـ م ـ د ـ ا	غریبوں کی کرنی ضروری ہے.	۵	ز ـ ر ـ ش ـ و	اس سے چستی اور طاقت آتی ہے
۲	غ ـ و ـ ر ـ ر	دولتمند ہونیکے باوجود نہ کرو.	۶	ب ـ ے ـ ق ـ ف ـ و ـ و	کی صحبت سے پرہیز کرو
۳	ا ـ ع ـ ط ـ ت ـ ا	اپنے بزرگوں کی تم پر فرض ہے	۷	ب ـ د ـ ہ ـ ا ـ ر	ایسا بچہ کسی سے نہیں ڈرتا
۴	ب ـ ل ـ س ـ ا	اس کی صفائی کا ہر وقت خیال رکھو	۸	ب ـ ی ـ ا ـ ر	کسی کی کسی مت تم کرو

یہ آٹھوں حل حرفوں کو الٹ پلٹ کرکے لکھے گئے ہیں اور ہر حل کا مطلب سامنے لکھدیا گیا ہے ان کو صحیح طریقے پر جوڑنے سے حل نکل آئیں گے تمام حل ایک سادہ کاغذ پر حل کرکے معہ فیس داخلہ تین آنے کے ٹکٹ منیجر صاحب **عروج بک ڈپو. کوچہ چیلان. دہلی** کے پتہ پر آنے چاہئیں.

ضروری اطلاع تمام بچوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ گذشتہ ماہ ذی قعدہ کے حل کے انعامات ٹھیک ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء کو روانہ کئے جائیں گے. اور جن بچوں کے حل دفتر میں پہونچ چکے ہیں وہ ضرور انعام پائیں گے اور اس کا اعلان آئندہ ماہ کے مولوی میں کردیا جائے گا.

ایک گولی کا جادو

اِمساک کی حیرت میں ڈالدینے والی طلسمی گولیاں آپ کو چاہئیں تو "خوش وقتی" کا استعمال کیجئے. اس کے برابر امساک کی سچی دوا دنیا میں نہیں ہے. عورت کو اپنی محبت میں گرفتار کرنیکا اس سے بہتر عمل آپ کو کہیں نہیں ملیگا. خوب لطف اٹھایئے ناممکن ہے کہ بغیر ترشی یا نمک کے فراغت مل جائے. راجگان ہند اور رؤسا خفیہ طور پر یہی گولیاں منگاکر استعمال کرتے ہیں. قیمت فی درجن دو روپے. محصولڈاک آٹھ آنے.

طلا مقوی

یہ طلا اپنے فوائد کے لحاظ سے عجیب خواص رکھتا ہے طاقت مردمی کیلئے اس سے بہتر کوئی ایجاد نہیں ہے ایک ہفتہ میں کچھ فرق اور ایک مہینہ میں نمایاں فرق محسوس کریں گے طاقت بڑھے گی لذت میں اضافہ ہوگا. بیوی غلام بن جائے گی اور ایسے فوائد ظاہر ہونگے کہ آپ کو تعجب ہوگا. قیمت ایکماہ کی پوری شیشی تین روپے

ایک قطرہ کا کرشمہ

یہ امریکن ڈاکٹر کی حیرت انگیز ایجاد ہے جسکے ایک قطرہ میں جادو ہے "ٹچو ٹنگ آئل" نامردوں کے لئے اکسیر ہے سستی کمزوری ناطاقتی کی شکایت کو دو منٹ میں دور کرکے وہ غضب کی طاقت لاتا ہے کہ انسان حیرت میں آجاتا ہے ضبط ناممکن ہے. ڈاکٹر مذکور کی اس ایجاد نے دنیا میں تہلکہ ڈالدیا ہے ایک قطرہ لگایئے اور فوراً اس دوا کی تاثیر سے فائدہ اٹھایئے. پان یا کپڑا لپیٹنے کی بالکل ضرورت نہیں. قیمت فی شیشی دو روپے سات آنے. محصولڈاک آٹھ آنے

لذتین

بیوی کو اپنا تابعدار بنانے کی عجیب دوا. ذراسی دوا سے آپ بوقت خاص اس کو اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں کتنی ہی نفرت اور کیسی ہی لڑائی رہتی ہو وہ آپ کا دم بھرنے لگے گی سوتے تمہارے چین نہ پڑے گا. اس دوا کو عورت کی تسخیر کا جادو کہتے ہیں. شاہی زمانہ کا نسخہ ہے خفیہ طور پر ہم کو ملا ہے. قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ ڈاک خرچ آٹھ آنے.

تمام دوائیں ملنے کا پتہ: **سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۱۱۲ دہلی**

دنیا کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز تحائف

بیوی کی محبت کا راز

آلہ تسخیر زن یعنی عورت کو تسخیر کرنے کی جرمنی خفیہ آلہ اس بہترین خورد آلہ کی مدد سے سنگدل سے سنگدل عورت کو بھی مسخر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے استعمال سے عورت حلقہ بگوش ہو جاتی ہے ترکیب استعمال بیحد آسان ہے جو لوگ اس آلہ کو استعمال میں رکھتے ہیں ان کی خانگی زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے یقین جانئے کہ یہ آلہ عورت کی جان ہے اس کے استعمال سے عورت وارفتہ ہو جاتی ہے اور اس کی نگاہوں میں دوسرے پڑ جاتے ہیں اپنے احساسات کو ہرگز چھپا نہیں سکتی بوڑھے نوجوان یا ناتجربہ کار اٹھا سکتے ہیں یہ آلہ انتہائی ممسک اور کیف آور بھی ہے یورپ میں عام رواج ہے قیمت دو روپے چار آنے (عہ) یا ناپسند ہونے پر قیمت واپس۔

امساک کی طلسمی گولیاں خلوت سے قبل استعمال کرکے معجز نما اثرات ملاحظہ فرمائیں یہ گولیاں ...... میں قوت باہ اور اعضاء رئیسہ کو بیحد تقویت پہونچاتی ہیں۔ بے حد کیف آور ممسک ملذذ اور قوی الاثر ہیں جو لوگ زیادہ دیر تک جنسی طاقت قائم نہیں رکھ سکتے ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہیں انکے استعمال سے بیوی تا بہ زندگی مطیع فرمانبردار رہتی ہے۔ اگر حسب تحریر نہ ہو تو قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی دو روپے یہ گولیاں عورت کی جان ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آج تک امساک کیلئے اتنی مجرب اور مفید گولیاں ایجاد نہیں ہوئیں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار اگر مال پسند نہ ہو تو ایکبار استعمال کے بعد بھی بذریعہ وی پی واپس کر دیجئے۔

مانع حمل آلہ صدہا خواتین بیماری کمزوری کیوجہ سے حمل و وضع حمل کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ قبل از وقت نقصان ہو جاتا ہے ایسی عورتوں کو حمل سے روکنا گویا موت کے منہ سے بچانا ہے۔ انکو جرمن کا تیار کردہ مایہ ناز مانع حمل آلہ استعمال کرانا چاہیے یہ ایک انچ سائز کا نہایت ملائم بنا ہوا ہے۔ ترکیب استعمال اس قدر آسان ہے کہ آپ محو حیرت رہ جائیں گے یورپ اس سے بہتر آلہ آج تک ایجاد نہ کر سکا۔ قیمت قسم اول چار روپے آٹھ آنے قسم دوم تین روپے چار آنے ایک بار کا خریدا ہوا عمر بھر کام دیتا ہے یہ آلہ وقتی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اسکو عام فرنچ لیدر وغیرہ نہ سمجھیں یہ آلات سوائے ہمارے ہندوستان بھر میں کہیں نہیں ملیں گے۔

مانع احتلام دنیا بھر کی دوائیں کو چھوڑ دیجئے اس کو شب کو تین روز پہن لینے سے تمام عمر کیلئے شکایت جاتی رہتی ہے ہزار ہا کا آزمودہ ہے قیمت دو روپے

جرمنی انگیا نازنینوں کے حسن کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ ڈھلی ہوئی چھاتیاں اصل حالت پر آ جاتی ہیں۔ قیمت دو روپے (عہ)

جرمنی جانگیا ایام ماہواری میں کپڑوں کو غلاظت سے بچاتا ہے یورپین عورتیں شوق سے استعمال کرتی ہیں۔ گھر گھر میں پہنا جاتا ہے، قیمت دو روپے (عہ) محصول بذمہ خریدار۔

مینیجر فرنچ ناولٹی امپوریم کشن گنج فرنچ ناولٹی بلڈنگ دہلی

دو روپے چار آنے میں

اصلی فوٹو کیمرہ

آپ کو حیرت ہوگی کہ دو روپے چار آنے میں اصلی کیمرہ جس سے نہایت صفائی اور آسانی کے ساتھ فوٹو اتارا جا سکتا ہے کس طرح مل سکتا ہے لیکن یورپ اور امریکہ کو جاپان نے ہر ایجاد میں نیچا دکھا دیا ہے حال ہی میں یہ کیمرہ جاپان سے تیار ہو کر آیا ہے۔ لطف یہ کہ اس کے بکس میں تصویر کشی کے فلم کارڈ۔ فوٹو دھونے کا مصالحہ وغیرہ مکمل سامان ساتھ ملتا ہے۔ اور کہیں سے اس قیمت میں یہ کیمرہ دستیاب ہونا مشکل ہے۔ آج ہی بذریعہ وی پی منگا لیجئے۔ ایسا نہ ہو یہ ختم ہو جائے اور پھر آپ کو شاید کسی قیمت پر بھی یہ کیمرہ یہاں نہ مل سکے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک سات آنے۔ تصویر کھینچنے کی ترکیب چھپی ہوئی مفت ارسال کی جاتی ہے۔ جلد منگایئے

پتہ:- **منیجر کامیاب بک ڈپو بکس ۲۴ دھلی**

طلسمی کاجل کے ذریعہ

جس کو چاہو اپنا تابعدار بنالو

کچہری کے حاکم کو۔ افسران کو۔ محبوب کو۔ دشمن کو۔ مرد عورت اور بچہ کو غرض جس کو چاہو "طلسمی کاجل" کے ذریعہ اپنا تابعدار بنا سکتے ہو۔ کیسا ہی مغرور اور سخت انسان کیوں نہ ہو اس کاجل کو لگا کر اس کے سامنے جانے سے وہ آپ کا تابعدار ہوگا۔ اور آپکی مرضی کے مطابق کام کرنا اپنا فخر سمجھے گا۔ مقدمہ والے اور محبوب کو اپنا بنانے والے ہزارہا اشخاص اس سے کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ ہدیہ ایک روپیہ چار آنے۔ محصول سات آنے۔

منگانیکا پتہ:- **سید اکبر شاہ عالم کوچہ روح اللہ خاں دہلی**

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

[illegible] اشتہارات کو بدنام کردیا ہے اور جو لوگ حقیقت میں پبلک کی بہبودی [illegible] تو لوگ [illegible] اور ضرورتمند ہونے کے باوجود [illegible] گولیاں ورہنیں [illegible] آزمائش کرتے کرتے بیزار ہوگئے ہیں [illegible] کا دعویٰ ہے (انشاء اللہ) یہ دوائیں دہ [illegible] اشتہاری الفاظ ہی کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزاروں بار تجربہ [illegible] للک سات آنے ہوگا اور تمام ادویات پر بھی سات آنہ ہی ہوگا۔

SEXOL TILA

سیکسول طلا

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا خلاف نظرت فعل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کرلی ہے جس سے سستی نامردی کمزوری کجی اور لاغری کی شکایات ہوگئی ہے دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ محض بیکار اور [illegible] لاچار انسان ہیں ان کے لئے سیکسول طلا سے بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ملیگا اس کے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور غضب کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہوجاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے [illegible] نہ سوزش ہوتی ہے نہ چھالے [illegible] کی ضرورت نہ پٹی کی [illegible] پابندی نہ عمر کی قید سب کے لئے اکسیر کا کام کرتا ہے۔ قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ دو ڈرام والی شیشی دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول۔

سیکسول ٹانک پلز

اگر آپ کے قویٰ مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہورہی ہے مرض ہذا ہضم نہیں ہوتی یا پیرانہ سالی یا متواتر عیاشی کی وجہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے جو چہرہ کو سرخ سفید عضلات اور پٹھوں کو مضبوط اور دماغ اور مثانہ کو قوی کرکے مردہ جسم میں جوانی کی بہار اور نئی زندگی پیدا کردیں گی ساٹھ سالہ بڈھے تیس سالہ جوان اور جوان نو بالکل نوجوان بنا دیتی ہیں قیمت سو گولی کی شیشی دو روپے بتیس گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے۔ علاوہ محصول۔

سیکسول ریٹینیو پلز

یہ گولیاں امساک کے لئے نایاب ہیں وقت پریشانی سے بچا لیتی ہیں سرعت کی شکایات بالکل نہیں ہوتی مقدار خوراک پہلے احساسات کو چھپا نہیں سکتی اور بے خودی میں چور ہوکر وارفتہ ہوجاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن جاتی ہے۔ اس سے بہتر امساک کی گولیاں دستیاب نہیں ہوسکتیں قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے چوبیس گولی والی شیشی تین روپے چار آنے (ایک) علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:- ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار ۲ جامع مسجد دہلی

...بشارت ... اور انتظام انسانی بغیر نبوت کے درست نہیں رہ سکتا۔ وغیرہ

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ

...ہے کہ اُس نے جو کچھ تم پر اُتارا اپنے علم کے موافق

بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اُتارا اور فرشتے بھی شاہد ہیں اور اللہ ہی شاہد

شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

کافی ہے جن لوگوں نے انکار کیا اور راہِ خدا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا

سے دوسروں کو روکا وہ بھٹک کر دور جا پڑے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ

جن لوگوں نے کفر اور ظلم کیا اُن کو خدا

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا

ہرگز نہ بخشے گا اور نہ اُن کو سوائے جہنم کے اور راستہ دکھائیگا

طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ وَ

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور

كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

ایسا کرنا اللہ پر آسان ہے لوگو

قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے حق لیکر تمہارے پاس آئے ہیں

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ

تو ایمان لے آؤ تمہارا بھلا ہوگا اور اگر نہ مانوگے تو (سمجھ لو کہ)

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

اللہ دانا اور مصلحت بین ہے

تفسیر یہودیوں کی ایک جماعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور نے اُن سے فرمایا یہودیو! تم میرے برحق نبی ہونے کو خوب جانتے ہو میری نبوت کی بشارتیں تمہاری کتاب میں موجود ہیں لیکن عناد سے تم نہیں مانتے۔ یہودی بولے ہماری کتاب میں تمہارے متعلق کوئی بشارت نہیں اور نہ ہمکو تمہارے نبی ہونے کا علم ہے اسکے علاوہ مکہ کے کافروں نے بھی کہا تھا کہ ہم نے اہل کتاب سے تمہاری نبوت کا حال دریافت کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم انکو جانتے ہی نہیں اور نہ ان کو اپنی کتاب کے موافق پاتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ حاصل ارشاد یہ ہے کہ محمد! خدا خوب جانتا ہے اور تمہاری نبوت کی شہادت دیتا ہے اُس نے جو کچھ تم پر اُتارا ہے تم کو اُس کا اہل سمجھ کر اُتارا ہے اور خدا کے فرشتے بھی اسکی شہادت دیتے ہیں کافروں کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے ان کو انکار کرنے دو یہ اگر حق بات چھپاتے ہیں اور شہادت نہیں دیتے تو نہ دیں خدا شہادت کے لئے کافی ہے اس سے بڑھ کر اور کس کی شہادت ہو سکتی ہے۔ جب حضورؐ کی رسالت اور قرآن کی صداقت کی شہادت منجانب اللہ اور منجانب الملائکہ ختم ہو چکی تو کور باطن یہودیوں کے فطری خبیث اوصاف کو بیان کرکے انکی گمراہی اور گمراہ کنی کو ظاہر کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جن لوگوں نے خدا کا خدا کے رسول کا اور قرآن کا انکار کیا اور چشم بصیرت سے محروم ہوگئے وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گمراہ کن کوششیں کیں اور غلط شکوک و شبہات ڈالکر اور لوگوں کو بھی راہِ حق سے روکا قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ ایسے لوگ گمراہی کے انتہائی درجہ کو پہونچ گئے۔ ایک تو خود انکارِ حق کرنا گمراہی ہے اور پھر دوسروں کو اقرارِ حق سے روکنا انتہائی درجہ کی گمراہی ہے۔ لہذا ایسے گمراہ اور گمراہ کن انسانوں کو اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا جو خود بھی کافر ہیں اور دوسروں کی بھی حق تلفی کرتے ہیں اور راہِ ہدایت سے روکتے ہیں لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ خدا تعالیٰ ہرگز معاف نہیں فرمائیگا۔ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اور نہ سوائے جہنم کے راستہ کے کوئی نجات کا راستہ دکھائیگا یہ انکی گمراہی ہے ان کو راہِ حق نہیں مل سکتی ہمیشہ وہی بات انکو سوجھیگی جس سے سیدھے جہنم کے راستے پر جا پڑینگے اور بالآخر جہنم میں پہونچکر ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہینگے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہ سب کچھ خدا کے نزدیک آسان ہے وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ لہذا ہر وہ ہوشمند انسان جسکی چشمِ بصیرت وا ہو

اور وقت کا انسان یقین ہے کہ وہ ایک صحیح رہبر اور برحق نبی کا اتباع ترک کر کے [illegible] نقصان [illegible] گا اور دائمی عذاب میں گرفتار ہونے کو پسند کرے گا اسلئے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ۔ لوگو جب خدا نے تمہارے پاس نبی برحق بھیج دیا اور خدا کی طرف سے سچے احکام لیکر رسول تمہارے پاس آگیا تو اس کی تصدیق کرو اسکے قول کو سچ جانو اور اس کے حکم کو مانو۔ اگر ایسا کروگے تو تمہارے ہی لیئے بہتر ہوگا اس کا اسمیں کوئی ذاتی نفع نہیں ہے وَاِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر تم نے انکار کیا اور سچے لائے ہوئے احکام کو نہ مانو گے تو نہ تو اس کا اسمیں کچھ بگڑتا ہے نہ خدا کا اپنی عاقبت خراب کروگے خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے کیونکہ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانی اور زمینی تمام کائنات خدا ہی کی ہے اسکو تمہاری عبادت اور اطاعت کی ضرورت نہیں نہ تمہاری نافرمانی اسکی اس وسیع سلطنت کو نقصان پہنچا سکیگی بلکہ تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ خدا علیم و حکیم ہے اس نے شریعت اور قرآن میں تمہارے فوائد کے لیئے جو خوبیاں رکھی ہیں ان کو وہی خوب جانتا ہے۔

مقصود بیان [illegible] آپ کی صداقت کی شہادت خدا بھی دیتا ہے اور عالم قدس کی تمام کائنات بھی شہادت دیتی ہے۔ جاہل انسان کی شہادت یا عدم شہادت کا کوئی اعتبار نہیں۔ [illegible] کی تصدیق کائنات عقل کا ذرہ ذرہ کرتا ہے۔ آیت میں یہودیوں کی گمراہی و گمراہ گری کی وضاحت کی گئی ہے اور بتادیا گیا ہے کہ ان کی نافرمانیاں اور ضلالت انگیزیاں انکو راہ حق پر نہیں آنے دیتیں۔ آیت میں رسول پاک کے برحق ہونے اور شریعت اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی صراحت کے ساتھ دعوت ایمان بھی دی گئی ہے اور اس بات کی بھی توضیح کردی گئی ہے کہ کسی کے ایمان لانے سے خدا و رسول کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ انسان کا خود فائدہ ہے اگر کوئی انکار کریگا اور قانون الٰہی کو نہ مانیگا وہ خود اپنا نقصان کریگا۔ خدا کو کسی کی طاعت سے نفع یا نافرمانی سے ضرر نہیں ہوسکتا تمام کائنات عالم اسی کی ملک اور مخلوق اور مسخر فرمان ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا

اے اہل کتاب اپنے دین کے معاملہ میں حد سے آگے نہ بڑھو اور

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ

اللہ کی نسبت حق بات ہی کہو بس مسیح

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ

عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے حکم تھے

اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا

جو اللہ نے مریم کو عطا کیا تھا اور اللہ کی طرف سے روح تھے۔ لہذا تم

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا

اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا کے قائل نہ ہو اس قول سے

خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ

یہی تمہارے لیئے بہتر ہے بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اولاد سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ ع

اسی کا ہے اور اللہ ہی کام بنانے والا کافی ہے

تفسیر جب گذشتہ آیات میں یہودیوں کو ہدایت اور ترغیب آمیز ترہیب اور انذار آمیز بشارت دی جاچکی تو اب روئے سخن عیسائیوں کی طرف کیا جاتا ہے۔ یہودی حضرت عیسٰی کو نبی نہ جانتے تھے اور ہر طرح ان کی تکذیب اور توہین کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا کہتے تھے اور یہ دونوں باتیں گمراہی کی تھیں کیونکہ جس طرح کسی بات میں افراط بری چیز ہے اسی طرح تفریط بھی قبیح بات ہے اور بہتر یہ راستہ اعتدال کا ہے اسلیئے پہلے عقیدۂ تفریط کو منع کیا اب افراط کی مخالفت کر کے راہ متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اے عیسائیو! اپنے دین میں غلو اور تعصب نہ کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو اور خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق سوا حق بات کے اور کچھ نہ کہو یعنی خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو نہ کسی کو اس کا بیٹا بناؤ نہ بیوی اسکے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف پر قیاس نہ کرو اسکو واحد لا شریک اور تمام عیوب سے پاک جانو تمام عالم کو اسکی مخلوق سمجھو مسیح کو خدا کا بیٹا اور مریم کو اسکی بیوی نہ جانو اور دھوکہ نہ کھاؤ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ مسیح عیسٰی مریم کے بیٹے اور خدا کے پیغمبر تھے اسکے علاوہ کچھ نہ تھے یعنی مریم کے بیٹے تھے ان کا کوئی باپ نہ تھا وہ خدا کے بیٹے بھی نہ تھے بلکہ وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ خدا تعالیٰ کے حکم سے اور کلمۂ کن سے پیدا ہوئے تھے خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو مریم کے پیٹ سے پیدا کر دیا تھا وَرُوْحٌ مِّنْهُ بحکم الٰہی جاندار ہو گئے تھے خدا نے اپنے حکم سے ان کو [illegible]

کیونکہ ان کی پیدائش کی تخلیق کسی باپ کی محتاج نہ تھی۔ لہذا تم اُن کو خدا یا خدا کا بیٹا یا امامی نہ کہو جو امامی کوئی نہیں ہوتا وہ خدا کے رسول تھے مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسلیئے خدا نہیں ہوسکتے اور نہ خدا کے بیٹے ہوسکتے ہیں اور مریم انسان تھیں خدا تمام عیوب مادیت سے پاک ہے پھر کس طرح مریم کا بیٹا خدا کا بیٹا یا خدا ہوسکتا ہے۔ اسلیئے ضروری ہے کہ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ خدا پر اور اُسکے رسولوں پر ایمان لاؤ خدا کو ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ اور تمام عیوب سے پاک سمجھو رسولوں کو رسول جانو اُن کی تکذیب نہ کرو اور رسالت سے آگے بڑھ کر کسی رسول کو خدائی میں شریک نہ جانو وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور یہ نہ کہو کہ تین خدا ہیں یا تینوں سے مرکب ہوکر ایک خدا ہوا ہے۔ بہرحال تثلیث کے قائل اور معتقد نہ ہو یہ شرک ہے اور خدا ذات وصفات میں یگانہ و یکتا ہے۔ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ تم شرک سے باز آؤ اور توحید کے قائل بن جاؤ یہ تمہارے لیئے بہتر ہوگا۔ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ خدا اپنی ذات وصفات میں یگانہ اور لاشریک لہٗ ہے پھر عیسیٰ کس طرح خدا ہوسکتے ہیں۔ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ وہ کسی کا والد بھی نہیں اس سے بھی پاک اور منزہ ہے اسلیئے عیسیٰ خدا کے بیٹے بھی نہیں ہوسکتے۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کائنات عالم اُسکی مخلوق اور مملوک ہے مخلوق و مملوک اپنے خالق و مالک کے ساتھ کس طرح ذات وصفات میں شریک ہوسکتی ہے اور کیونکر اُسکے مشابہ بن سکتی ہے اور کونسی وجہ سے ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ خدا ہی سب کا کارساز کافی ہے اُسکو مددگار کی ضرورت نہیں۔ پوری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اولاد کے جھگڑے سے پاک ہے کیونکہ اولاد ہونے سے دو اغراض وابستہ ہوتی ہیں ایک باپ کی ایک اولاد کی۔ باپ کا تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اولاد باپ کے کاروبار کی تکمیل میں مدد کرتی ہے۔ اولاد کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے مال و متاع کی حقدار ہوتی ہے اور خدا کے ہاں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں کیونکہ وہ اکیلا سب کے کام بناتا ہے اُسکو مددگار کی ضرورت ہی نہیں لہذا اُس کی اولاد ہونا بے سود بلکہ ناممکن ہے پھر وہ تنہا زمین و آسمان کا مالک بھی ہے اُس کی ملکیت کا کوئی شریک و حقدار نہیں لہذا اُس کا کوئی بیٹا نہیں ہوسکتا۔

مقصود بیان:۔ بیجا غلو اور تعصب سے ممانعت۔ اظہار حق کی ہدایت توحید و تنزیہ باری تعالیٰ کی صراحت۔ عیسیٰؑ کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کی مدلل تردید عیسیٰؑ کے چند خصوصی اور امتیازی اوصاف کا بیان وغیرہ۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا

خدا کا بندہ ہونے سے نہ مسیح ہرگز عار کریں گے

لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ

اور نہ مقرب فرشتے اور اللہ کی

يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

بندگی سے جو شخص عار اور تکبر کرے گا

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

تو ایسے سب لوگوں کو عنقریب اللہ اپنے پاس سمیٹ کر جمع کریگا پھر

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

جو لوگ مؤمن اور نیکوکار ہونگے اُن کو اُن کا پورا پورا ثواب دیگا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بلکہ اپنے فضل سے زیادہ بھی دیگا اور جو لوگ

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ

عار و تکبر کرنے والے ہونگے اُن کو دردناک عذاب کی

عَذَابًا اَلِيْمًا ○ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ

سزا دیگا اُن کو اپنے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ملیگا نہ مددگار

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ

لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل

رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○ فَاَمَّا

پہونچ چکی اور ہم نے تمہاری طرف جگمگاتا نور نازل کردیا تو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اُسکو اُنہوں نے مضبوط پکڑ لیا

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ

اُن کو عنقریب اللہ اپنی رحمت میں داخل کریگا اور اُن کو اپنے پاس

اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝

تک کا سیدھا راستہ دکھا دے گا

تفسیر نجران کے عیسائیوں نے حضور والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا محمد آپ ہمارے مسیح پر عیب لگاتے ہیں حضور نے فرمایا کیا بات ہے۔ عیسائیوں نے عرض کیا وہ خدا کے بیٹے ہیں اور آپ اُن کو خدا کا بندہ اور رسول بتلاتے ہیں اس سے اُن کی کسر شان ہوتی ہے حضور نے فرمایا خدا کا بندہ ہونا تو کسی کے لیے بھی عار نہیں کسی کو اس سے انکار ہو سکتا ہے۔ اسی وقت حضور کی تصدیق میں آیت لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ نازل ہوئی اور چونکہ بعض لوگ فرشتوں کی بھی پرستش کرتے تھے اور ان کو خدا کی بیٹیاں خیال کرتے تھے اسلئے انکے رد کے واسطے ملائکہ کا بھی تذکرہ آگیا۔ ماحصل مطلب یہ ہے کہ مسیح ہوں یا مقرب فرشتے ہوں کسی کو خدا کا بندہ بننے اور اسکی عبادت کرنے سے ہرگز عار نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ وَمَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَكْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا جو لوگ خدا کی عبادت کرنے سے عار کرتے ہیں اور اپنے نفس کو بندگی الٰہی سے برتر جانتے ہیں خدا تعالیٰ عنقریب قیامت کے دن اُن کو اور ان سب کو جو خدا کا بندہ ہونے سے انکار نہیں کرتے سب کو اپنے پاس جمع کریگا اب فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو لوگ مومن اور نیکوکار ہیں اور جنکو عبادت الٰہی سے عار نہیں فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ اُن کو خدا تعالیٰ اُن کے اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائیگا۔ ایسی نعمتیں دیگا جو نہ دیکھی اور نہ سنی ہونگی باقی وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا جو لوگ مغرور اور سرکش ہیں اور عبادت الٰہی کو عار سمجھتے ہیں تو فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اُن کو خدا تعالیٰ دردناک عذاب دیگا اور ایسا دردناک عذاب دیگا کہ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا اُس سے سوا خدا کے کوئی نجات دلانے والا اور مدد کرنے والا نہ ہوگا اور کسی میں طاقت نہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرکے یا سفارش کرکے دباؤ ڈالکر کافروں کو دوزخ سے رہائی دلا سکے اور عذاب الٰہی سے بچا سکے الحاصل جب عیسیٰ کو اور تمام مقرب فرشتوں کو سرتابی اور سرکشی کا نتیجہ بد معلوم ہے اور اُن کو یقین ہے کہ قیامت کے دن سرکشوں کی کوئی دوستی اور حمایت کرنے والا نہ ہوگا تو کس طرح وہ بندۂ خدا ہونے سے عار کر سکتے ہیں اور کیونکر عبادت الٰہی سے انکار کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اے اہل کتاب تم اس باطل عقیدہ پر قائم مت رہو اور دعوت توحید کو قبول کر لو۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے پاس ایک دلیل مجسم اور برہان الٰہی حجت خداوندی یعنی ذات محمدی رسالتمآب آگئی وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ اور تمہاری ہدایت کے لیے ہم نے ایک نور روشن [illegible] تم اسکی تصدیق کرو اسکے احکام کو مانو اور اسکی ہدایت پر عمل کرو فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ جو لوگ خدا پر ایمان [illegible] اُسی کی ذات پر توکل کرتے ہیں اُسکے نازل کردہ قانون کو اپنا [illegible] بنا لیتے ہیں اور اُسی کی ہدایت پر کاربند ہوتے ہیں فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ اُن کو خدا تعالیٰ اپنی رحمت و فضل میں [illegible] کریگا اپنی رحمت سے اُن کو بخشدیگا اور اپنے فضل سے اُن کو مزید نعمتیں عطا کریگا وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ اور اپنے پاس آنے کا اپنا ملنے کا سیدھا راستہ اُن کو بتا دیگا۔ نور الٰہی پر جو ستر ہزار حجاب پڑے ہیں اُن کو [illegible] کی سبیل خود نکال دیگا۔ سچ ہے جو شخص خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہو خدا تعالیٰ خود اپنا راستہ اُسے بتا دیتا ہے۔

مقصود بیان:- دنیا کی کوئی مادی اور غیر مادی جلیل القدر ہستی بندگی [illegible] سے انکار نہیں کر سکتی جس مخلوق کا جتنا مرتبہ بیش ہے اُتنا ہی اقرار عبودیت کو وہ اپنے لیئے فخر خیال کرتی ہے۔ مقرب فرشتے خدا تعالیٰ کے جلیل القدر بندے ہیں عیسیٰ فقط عالم ناسوتی اور مادی حیثیت سے ہی خدا کی عبادت نہ کرتے (جیساکہ عیسائیوں کا خیال ہے) بلکہ عالم لاہوتی اور روحانی حیثیت سے بھی عبادت الٰہی کو فخر جانتے تھے کیونکہ ملائکہ مقربین جو نور محض ہیں اور کثافت مادی سے بالکل پاک ہیں عبادت الٰہی کو عار نہیں جانتے پھر عیسیٰ باوجود مادی و روحانی حالات کا مجموعہ ہونے کے کس طرح عبودیت سے انکار کر سکتے ہیں رسول پاک کی ذات گرامی تمام عالم کیلئے برہان ظاہر اور حجت روشن تھی حضور کا قول فعل عمل اور تمام معجزات کل عالم کیلئے حجت قاطع ہے۔ آپ مجسم حق اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ صحیح دلیل تھے۔ قرآن نور روشن ہے۔ علمی عملی تاریکیوں میں سرگردان پھرنے والوں کے لیئے شمع ہدایت اور ہدایت یابی کا [illegible]

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ

وہ تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں تم کہدو کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ

کہ اگر کوئی آدمی لاولد مر جائے اور اس کی بہن موجود ہو

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ

تو بہن کو ترکہ کا نصف حصہ ملے گا اور وہ بھی اُس بہن کا وارث ہوگا بشرطیکہ

لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا

بہن لاولد مرے) اور اگر دو بہنیں موجود ہوں تو اُن کو ترکہ

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً

دو تہائی (مال) ملیگا اور اگر چند بھائی بہن موجود ہوں

رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

کچھ مرد کچھ عورتیں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ملیگا

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

اللہ تمکو کھولکر تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم بہک نہ جاؤ اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ۝ ع

جانتا ہے۔

تفسیر سورۃ النساء کی ابتداء میں میراث کے کچھ احکام بیان کیئے گئے تھے۔ اب اختتام پر بھی کلالہ کی میراث کے متعلق ہی کچھ تفصیلی بیان ہے تاکہ ابتداء اور انتہاء باہم مربوط ہوجائے۔ بات یہ ہے کہ قرآن پاک نور ہے اور اسکی روشنی سے کچھ لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور کچھ ویسے ہی انکار اور تردد کی تاریکیوں میں سرگرداں پھرتے ہیں پہلے فرقہ والے اس دنیا کو اپنے نسبی بھائیوں یعنی کافروں اور مشرکوں کیلئے چھوڑ جاتے ہیں اور جو حصے اور میراث کافروں کے آخرت میں ہونا ممکن تھے اُن کے جاکر وارث ہوجاتے ہیں اور دوسرے فرقہ والے آخرت کے حصوں کو ترک کرتے ہیں اور دنیوی مال ومنال جو پہلے فرقہ نے چھوڑ دیا ہے اور جس سے وہ فرقہ دست بردار ہوگیا ہے اُسپر قابض ہوجاتے ہیں۔ کافروں کی حالت کلالہ میت کی شکل ہوتی ہے۔ کلالہ اُس میت کو کہتے ہیں جسکے نہ ماں باپ زندہ ہوتے ہیں نہ اولاد اسی طرح کافروں کے عقائد (جو مثل باپ اور ماں کے ہیں) جن پر اُن کی حقیقی حیات کا دارمدار ہے صحیح اور زندہ نہیں ہوتے اور نہ اعمال صالح (جو مثل بیٹے اور اولاد کے ہیں) زندہ ہوتے ہیں تو گویا کافر مثل کلالہ کے ہوگیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اس آیت میں کلالہ کی میراث کے چار احکام بیان کیئے ہیں اور چار قیود بیان کیئے ہیں لیکن نص نے اجماع یہ مسائل اور احکام بعض قیود کے ساتھ مخصوص ہیں ہم ہر حکم کے ساتھ ساتھ قیدیں بیان کرینگے۔

(۱) اگر میت کی اولاد (اور ماں باپ) نہ ہوں اور صرف ایک بہن حقیقی یا علاتی ہو تو بہن کو کل ترکہ کا نصف ملیگا۔ اگر میت کا کوئی عصبہ ہوگا تو باقی نصف اُسکو ملجائیگا۔ ورنہ لوٹ کر باقی نصف بھی بہن کو مل جائیگا۔

(۲) اگر کوئی عورت کلالہ مرجائے اور صرف ایک بھائی حقیقی یا علاتی موجود ہو تو کل مال کا وارث ہوگا۔

(۳) اگر کوئی مرد کلالہ مرجائے اور دو حقیقی یا علاتی بہنیں موجود ہوں تو کل ترکہ کا دو تہائی دونو بہنوں کو ملیگا اور بقیہ تہائی عصبہ نہونے کی صورت میں انہی بہنوں کو مل جائیگا۔

(۴) اگر کلالہ کے پس ماندگان میں چند بھائی بہن ہوں تو مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا۔

ہدایت خاص حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی بہن محروم ہیں اور حقیقی بہن کی موجودگی میں کبھی بالکل محروم ہوتے ہیں اور کبھی حصہ کم ہوجاتا ہے۔

اب ایک صورت باقی رہتی ہے کہ کلالہ میت کی دو سے زیادہ حقیقی بہنیں موجود ہوں تو اُن کو کیا حصہ ملے گا۔

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ دو بہنیں ہوں یا دو سے زیادہ سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ بہرحال دو ثلث ملیں گے۔ کیونکہ ان آیات کا سبب نزول حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور اُن کی بہنیں تھیں اور اُن کی بہنیں دو سے زیادہ تھیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نہ کوئی اولاد تھی نہ ماں باپ صرف بہنیں تھیں جو کئی تھیں۔

اب آگے خداوند تعالیٰ ان تمام احکام بیان کرنے کی علت بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا یعنی ہم نے یہ احکام وشرائع اس لئے بیان کیئے یا خدا تعالیٰ اپنے احکام اس لیئے بیان فرماتا ہے کہ تم گمراہ نہ ہوا ور غلطی سے بچ جاؤ کیونکہ:-

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ خدا تعالیٰ ہر چیز سے اور ہر حکم سے اور ہر مصلحت سے بخوبی واقف ہے۔ احکام میراث کی مصلحت بھی بخوبی جانتا ہے لہذا اُس کے بیان کردہ احکام کو دل سے مانو اور اُن کی تعمیل کرو۔

مقصود بیان:- میراث کلالہ کی تفصیلی حالت۔ اس بات کی صراحت کہ کلالہ اُس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جسکی اولاد نہو (لیکن اجماع سے ثابت ہے کہ کلالہ کے جس طرح اولاد نہیں ہوتی اسی طرح ماں باپ بھی نہیں ہوتے۔ گویا جس کے فروع و اصول نہ ہوں اُسکو کلالہ کہتے ہیں)

آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دوگنا ہے اور اسکی مصلحت سے خدا ہی خوب واقف ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ مائۃ وعشرون آیۃ وھی ستۃ عشر رکوعات

سورۃ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

اس سورت کا نام سورۂ مائدہ اور سورۂ منقذہ ہے اور مختلف روایات کے اعتبار سے ۱۲۲ یا ۱۲۳ یا ۱۲۰ آیتیں ہیں۔ بروایت قرطبی بالاجماع یہ سورت مدنی ہے لیکن محمد بن کعب قرظی کے قول پر اس سورت کا نزول حجۃ الوداع کے سال مکہ اور مدینہ کے درمیان بحالت رفتار ہوا ہے۔ اسماء بنت یزید کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حضرت اسماء کی روایت ہے کہ میں حضور اقدس کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوئے تھی کہ یہ سورت پوری نازل ہوئی اور قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹ جائے (رواہ احمد بسند حسن) امام احمد کی ہی سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (رواہ ابن مردویہ)

سورہ مائدہ کی آیات منسوخ ہونے کا بیان

عمرو بن شرحبیل کا قول ہے کہ سورۂ مائدہ کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہوا۔ شعبی نے آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اور ابن عباس نے آیت فَإِن جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ کو بھی منسوخ کہا ہے۔ ضمرہ بن حبیب اور عطیہ بن قیس سے مرفوعا روایت ہے اور حضرت عائشہ سے بھی مرفوع طور پر مروی ہے کہ یہ سورت آخر میں نازل ہوئی لہذا تم اسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔

اس سورت کے احکام

حضرت میسرہ کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورت میں آیت وَالْمُنْخَنِقَةُ سے إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تک اٹھارہ حکم بیان فرمائے جو کسی اور سورت میں نہیں بیان فرمائے۔ بعض لوگوں نے انیسواں حکم بھی نازل کیا ہے جو آیت وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ سے مستنبط ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

ایمان والو عہد پورے کرو

أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ

سوائے اُن چوپایوں کے جن کی حالت آگے سنائی جائیگی سب چوپائے

عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ

تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے مگر احرام کی حالت میں شکار حلال نہ سمجھو

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝

اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے

تفسیر اہل جاہلیت نے اپنی خواہشات نفسانی سے حکم الٰہی کے خلاف اپنے اوپر بعض چوپائے حرام کر رکھے تھے انکی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ مسلمانوں عقودکو پورا کرو۔ عقود سے مراد عہد ہیں خواہ وہ بندے کے اور خدا کے درمیان ہوں یا ایک بندہ کے دوسرے بندہ کے ساتھ ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کر دیا ہے اسکو حرام سمجھو اور جس چیز کو حلال کہا ہے اسکو حلال جانو جس چیز کا حکم دیا ہے تم اسکو کرو اور جس چیز کی ممانعت کی ہے اس سے باز رہو تمام حدود قرآنیہ کے پابند ہو جاؤ۔ غدر دھوکہ فریب کاری اور عہد شکنی نہ کرو۔ آپس کے معاہدات کی تکمیل کرو بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہوں۔ عقود کی یہ تفسیر ابن عباس سے مروی ہے۔ قتادہ کے نزدیک وہ معاہدات مراد ہیں جو دور جاہلیت میں مسلمانوں نے قبل اسلام آپس میں کر لیے تھے اور قسمیں کھائی تھیں لیکن انمیں بھی وہی شرط لگائی ہوگی کہ خلاف شرع نہ ہو۔

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ آیت أَوْفُوا بِالْعُقُودِ میں چھ قسم کے عہد مراد ہیں۔ عہد الٰہی۔ عقد حلف یعنی ایک دوسرے کی امداد وغیرہ کا معاہدہ۔ عقد شرکت یعنی تجارتی یا جائداد کی شرکت کا معاہدہ۔ عقد بیع۔ عقد نکاح۔ عقد قسم۔ غرض یہ کہ جو عہود الٰہی قرآن و حدیث میں مذکور ہیں وہ بھی آیت میں مراد ہیں اور جو عہد کہ شرع کے موافق ایک انسان دوسرے سے کر سکتا ہے مثلاً امانت تجارت شرکت معاہدات ملکی و مالی وغیرہ وہ بھی مراد ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! جب تم ایمان لا چکے اور اس عہد ازلی کی تکمیل کر چکے جو فطرۃً ہر انسان سے لیا گیا تھا تو اب حدود قرآنیہ کے بھی پابند ہو جاؤ اور خدا کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہو جاؤ اور باہمی عہد و میثاق کا بھی احترام کرو خواہ ملکی ہو یا مالی شخصی ہو یا قومی مسلم سے ہو یا غیر مسلم سے جاہلیت کے زمانہ کا ہو یا اسلام کے دور کا بہرحال جو بات کہو اور جو ذمہ داری لو اسکو پورا کرو۔ اور پھر ذیل کے احکام

حلت حرمت بھی کار بند ہو جاؤ۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ خدا نے چوپایوں کا گوشت کھانا بعد ذبح کر لینے کے حلال کر دیا ہے اور چوپایوں کی دیگر چیزوں سے بھی انتفاع جائز کر دیا ہے لیکن إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آئندہ آیت (حرمت علیکم المیتۃ الخ) میں جن چیزوں کا گوشت کھانے کی ممانعت اور جن چیزوں سے انتفاع حاصل کرنے کی بازداشت ہے وہ اس حکم جواز سے مستثنیٰ ہیں اُن کو حلال کرنے کے بعد بھی نہ کھاؤ۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ پھر ایک شرط یہ بھی ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت وغیرہ شکار کرنیوالے کے لیے ناجائز ہے اور حالت احرام میں کسی شکار کا شکار کرنا درست نہیں البتہ جو چوپائے قابل شکار نہیں اُن کا گوشت کسی وقت اور کسی کے لیے جائز نہیں إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ یعنی احکام کی حلت و حرمت کا خدا کو اختیار ہے جس چیز میں بندوں کی مصلحت اور فوائد دیکھتا ہے اُسکی اجازت دیتا ہے اُسپر یہ اعتراض عبث ہے کہ وہ جانوروں کے کھانے کی اجازت دیکر اپنے بندوں کو ظلم اور دُکھ دینے کی اجازت کیوں دیتا ہے یا بعض جانور کو حلال اور بعض کو حرام کیوں قرار دیتا ہے اور حکم میں تفریق کیوں کرتا ہے کیونکہ مختار مطلق ہے۔

مقصودِ بیان: ۔فطری اور ازلی میثاق اور باہمی ملکی مالی اور اصلاحی معاہدات کے ایفاء کا حکم۔ باستثناء بعض تمام چوپایوں کے کھانے کی اجازت حرم کے اندر بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت اور شکاری کو ایسا شکار کھانے سے بازداشت۔ خدا تعالیٰ کے مختار مطلق ہونے کی صراحت وغیرہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ

مسلمانو! اللہ کی نشانیوں کی

اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

اور حرمت والے مہینہ کی بے توقیری نہ کرو اور نہ حرم میں قربانی ہونیوالے

وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

جانوروں کی اور نہ اُن جانوروں کی جنکے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ اُن

يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ

لوگوں کی جو اپنے پروردگار کے فضل و خوشنودی کی طلب میں کعبہ کے ارادہ سے جا رہے ہوں

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ

اور جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کر لو

تفسیر ایک شخص مسلمہ بن ہند بکری قافلہ میں کچھ تجارتی غلہ اور کھانے پینے کا سامان لیکر مدینہ آیا سامان فروخت کرنے کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ جب مسلمان ہو کر واپس جانے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاجر آیا اور غادر (عہد شکن) گیا۔ چنانچہ چند روز بعد جب مسلمہ یمامہ کو پہنچا تو مرتد ہو گیا پھر ماہ ذیقعدہ میں کچھ تجارتی سامان لیکر قافلہ کے ساتھ مکہ کو جاتا تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے راستہ میں اُس سے تعرض کرنے کا ارادہ کیا اسکی ممانعت میں آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ نازل ہوئی۔ عکرمہ اور سدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حطیم بن ہند بکری کے حق میں نازل ہوئی جس نے ایک سال مدینہ کے اونٹوں کے گلہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنے کو خانہ کعبہ کی طرف گیا تو بعض صحابہ نے راستہ میں اُس سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

شعائر سے مراد بقول ابن عباسؓ مناسک حج اور بقول ابن کثیر محارم دین اور بقول مجاہد صفا مروہ ہدی اور بدنہ ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں ممنوعات دین کو حلال نہ سمجھو یا مناسک حج کو ادا کرو اور جو شخص مناسک حج ادا کرنا چاہتا ہو اُسکو نہ روکو وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہہائے حرام (رجب۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ محرم) میں قتال و فساد کو حلال سمجھو یعنی ان مہینوں میں خون ریزی نہ کرو (ابن عباس، مقاتل، عبدالکریم بن مالک جزری) وَلَا الْهَدْيَ اور نہ بیت الحرام کو قربانی کے جانور بھیجنا ترک کرو (ابن کثیر) یا یہ مطلب کہ اُن جانوروں کو نہ روکو جو قربانی کرنے کے لیے حرم کو بیجائے جا رہے ہوں۔ وَلَا الْقَلَائِدَ اور نہ قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے باندھنے کو ترک کرو (ابن کثیر) یا یہ مطلب کہ جن جانوروں کے گلے میں پٹہ بندھا ہو اُن کو نہ لوٹو اور نہ روکو وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا اور نہ اُن لوگوں سے تعرض کرو جو بیت اللہ کا ارادہ کرکے آئے ہیں تاکہ تجارت کے ذریعہ سے وہاں رزق پیدا کریں اور حج کرکے اپنے گمان کے موافق رضائے الٰہی کے طلبگار ہوں (سیوطی بروایت مجاہد و ابوالعالیہ)

پوری آیت کا حاصل مطلب یہ نکلا کہ اللہ کے نام کی چیزوں کی بیحرمتی نہ کرو اگر کافر بھی کعبہ کو نذر لائیں تو نہ لوٹو اور نہ ماہہائے حرام میں اُن کو مارو اور نہ کعبہ کے آنیوالوں کو ستاؤ اور نہ کافروں کو مسجد حرام میں آنے سے روکو اس آیت کے دو حکم بعد کو منسوخ ہو گئے۔ ایک تو حج یا عمرہ کے لیے کافروں کو بیت اللہ میں جانے کی اجازت دوسرے ماہہائے حرام میں قتال کی ممانعت۔ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا یعنی اوپر کی آیت میں جو حرم کے اندر شکار کرنے کی ممانعت ہے وہ حرم کے اندر احرام کی حالت میں ہے

اگر تم لوگ احرام سے نکل آؤ اور حج عمرہ پورا کر لو تو شکار کر سکتے ہو۔ پہلے جو شکار بغیر احرام شکار کرتا جائز تھا۔ اب بھی جائز ہو گیا۔

مقصود بیان :- خدا تعالیٰ نے تمام مقدس چیزوں کی بے حرمتی کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ حکم خداوندی سے تعرض نہ کرو۔ جو شخص قربانی پیش کرے یا مسلم بیت اللہ کے جانے والوں کو روکنے کی ہدایت اور ان کے مال کو لوٹنے کا حکم۔ اس بات کی طرف اشارہ کہ حاجی کے لیے مکہ میں تجارت کرنی اور رزق کمانا ممنوع نہیں۔ احرام سے خارج ہونے کے بعد شکار کرنے کی اباحت۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ

اور کسی قوم کی دشمنی اس بنا پر کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَ

روک دیا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا

اور نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو — گناہ

تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَ

اور زیادتی میں — باہم مددگار — نہ ہو — اور

اتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

اللہ سے ڈرتے رہو — اللہ کی سزا سخت ہے

تفسیر سنہ ۶ھ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صحابہ کے عمرہ کرنے کے لیے مکہ کو جانا چاہا۔ جب مقام حدیبیہ پر پہونچے تو وہاں فروکش ہوئے۔ مشرکین مکہ نے جنگ کی تیاری کر دی اور کعبہ کا طواف کرنے سے مانع آئے اور علی الاعلان کہہ دیا کہ ہم آپ کو مکہ کے اندر نہ داخل ہونے دینگے نہ عمرہ کرنے دینگے۔ حضور اقدس نے فرمایا لوگو میں لڑنے کے لیے نہیں آیا ہوں اگر تم اجازت دو گے تو عمرہ کر لونگا ورنہ واپس چلا جاؤنگا۔ بالآخر جب مشرکین بالکل آمادہ جنگ نظر آئے تو حضور نے عمرہ کا ارادہ ترک کر دیا اور ایک عہد نامہ ہو گیا حضور اقدس مع صحابہ کے واپس تشریف لے آئے مگر صحابہ بھی عرب کے شیر دل بہادر تھے اگرچہ اسلامی تعلیم نے ان کی حالت بہت کچھ بدل دی تھی اور صلح و امن رافت و رحم کی تعلیم دی تھی اور کامل طور پر رواداری سکھا دی تھی مگر پھر بھی کفار کی یہ زیادتی اور سرکشی ان کو سخت ناگوار معلوم ہوئی اسلئے دو سال کے بعد جب مسلمانوں میں قوت اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا تو انہوں نے بھی شعائر کا فروں سے [illegible] چاہا اور حج کو جانیوالے مشرکوں کو روکنے اور لوٹنے کا ارادہ کر [illegible] اسوقت آیت وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا نازل ہوئی (زید بن اسلم) حاصل ارشاد یہ ہے کہ مشرکوں نے جو تم پر زیادتی کی تھی اور بیت اللہ [illegible] کرنے دیا تھا تم اس بات سے دلوں میں بغض اور عداوت رکھ کر ان پر زیادتی کر کے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے مجرم نہ بنو تم [illegible] کا خیال چھوڑ دو اس قوم کے بغض کی وجہ سے جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے تم عدالت سے باہر قدم نہ رکھو بری بات کے عوض میں برائی نہ کرو بلکہ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ہر نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی شرکت کرو جس کار خیر کا تم کو حکم دیا گیا ہے اور جس کار بد سے تم کو منع کیا گیا ہے اسکی بالاتفاق تعمیل کرو۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور گناہ کے کاموں میں اور حد دوامی کے مخالف امور میں باہم مدد نہ کرو نہ کسی کی شرکت کرو۔ ابن عباس کا قول ہے کہ بر ہر وہ چیز ہے جسکا تم کو حکم دیا گیا ہو۔ ابن عطیہ کے نزدیک یہ ہر واجب اور مستحب نیکی کو شامل ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ اثم سے مراد کفر اور عدوان سے مراد ظلم ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اثم سے مراد گناہ ہے یعنی ہر وہ فعل جو شرعاً ممنوع ہو اور عدوان سے مراد حد شرعی سے تجاوز ہے حضرت وابصہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا بر وہ ہے جس پر دل کو اطمینان حاصل ہو جائے اور اثم وہ ہے جو دل میں کھٹکتا رہے اور جس سے سینہ میں (جواز و عدم جواز کا) تردد رہے اگرچہ لوگ (اسکے جواز کا) فتویٰ دیدیں (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد وعبد بن حمید) نواس بن سمعان کی روایت میں ہے حضور نے فرمایا بر خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جس سے دل میں کھٹکا رہے اور جس پر لوگوں کا مطلع ہونا بھی نہ معلوم ہو (رواہ البخاری فی الادب واحمد ومسلم وابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نیکی کے کام میں ایک دوسرے کی شرکت کرو اور بدی و ظلم پر کسی کی امداد نہ کرو۔

چونکہ باہم معاونت بغیر آپس کی خیر خواہی کے ممکن نہیں ہے اسلئے بلا لحاظ نفس باہم اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنی بھی ضروری ہے۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ خدا سے ڈرتے رہو اپنے اور بیگانے کے معاملہ میں نفع اور نقصان کی صورت میں جنگ اور صلح میں جلوت و خلوت میں تقویٰ اور خدا ترسی کو پیش نظر رکھو تاکہ کسی پر زیادتی نہ ہو جائے إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ خدا کا عذاب بہت سخت ہے اسکی مخالفت کرنا آسان نہیں ہے لہذا اسکے حکم سے خلاف ورزی نہ کرو۔

مقصود بیان :- ایثار و رواداری صلح و امن [illegible]

کی تعلیم - باہمی اتفاق و اتحاد رکھنے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے کی ہدایت - نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں باہم امداد کرنے کا حکم - خواہ امداد جانی ہو یا مالی علمی ہو یا دستی یا زبانی - کفر و ظلم گناہ و سرکشی زیادتی اور خلاف شرع کام میں باہم معاملات کرنے کی ممانعت - آیات میں لطیف اشارات اس طرف بھی ہیں کہ معاہدہ کی خلاف ورزی تعلیم اسلامی کے خلاف ہے خواہ معاہدہ اپنے واسطے مفید ہو یا مضر - غیر قوموں کے ساتھ رواداری سے کام لیا جائے - مال کے لالچ میں اور انتقام کے جذبے مجبور ہو کر کسی کو نیکی سے روکنا اور کسی کے جان و مال کے درپے ہونا شریعت کے حکم کے منافی ہے - دنیا و دین کے ہر کام میں اتقاء الٰہی کو پیش نظر رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے - نفسانی جذبات خواہ اُن میں دین کی ہی آمیزش ہو واجب الترک ہیں - وغیرہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ

مردار خون سور کا گوشت

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ

اور جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹ کر مرا ہوا جانور

وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا

اور چوٹ سے مرا ہوا جانور اور گر کر مرا ہوا جانور اور سینگ لگ کر مرا ہوا جانور

أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى

اور جسکو درندے نے کھا لیا ہو باستثنا اُس جانور کے جسکو تم نے ذبح کر لیا ہو اور

النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ

وہ جانور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ کہ تیروں کے ذریعہ سے باہم تقسیم کرنا تمہارے لیے حرام

ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہ سب گناہ ہیں آج کافر تمہارے دین کی طرف سے ناامید

مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ

ہو گئے لہذا تم اُن سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو آج

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

میں نے تمہارا مذہب کامل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

اور تمہارا دین بننے کے لیے اسلام کو پسند کر لیا ہاں جو شخص بھوک سے

فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ

مجبور ہو جائے مگر گناہ کی طرف اُس کا میلان نہ ہو تو

اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

اللہ غفور رحیم ہے

تفسیر

پہلی آیت إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ میں کچھ حرام چیزوں کے بیان کی طرف اجمالی اشارہ تھا اور یہ بتا دیا گیا تھا کہ سوا اُن چیزوں کے جن کا ذکر آگے آتا ہے اور تمام چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں - اب اس آیت میں اُنہی حرام چیزوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے - ارشاد ہوتا ہے :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اس آیت میں گیارہ قسم کی حرام چیزوں کا بیان ہے (۱) مُردار (۲) خون (۳) سور کا گوشت (۴) جس جانور پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو (۵) جو جانور گلا گھونٹنے سے مر جائے (۶) جو جانور لاٹھی یا پتھر وغیرہ مارنے سے مر جائے (۷) جو جانور اوپر سے گر کر یا پانی میں ڈوب کر مر جائے (۸) جو جانور سینگ لگنے سے مر جائے (۹) وہ جانور جسکو کسی درندہ نے پھاڑ کر کھایا ہو (۱۰) وہ جانور جسکو بتوں پر چڑھایا گیا ہو - (۱۱) تیروں سے (یعنی پانسہ وغیرہ سے) فال لینا - ہم تفصیل وار ہر ایک کو ذیل میں ذرا بسط سے بیان کرتے ہیں -

(۱) مردار یعنی وہ جانور جو بغیر ذبح کیے مرا ہو اور شرعی طور پر اُسکو شکار بھی نہ کیا گیا ہو (ابن کثیر) اس حرمت میں ہر مُردار جانور داخل ہے خواہ چرند ہو یا پرند ہو خشکی کا ہو یا دریا کا -

(۲) خون یعنی بہتا ہوا خون - عرب کا دستور تھا کہ خون کو جما کر بھون کر کھاتے تھے آیت میں اسکی بھی ممانعت کر دی گئی - لیکن حکم اول سے مردار ٹڈی اور مچھلی اور حکم دوم سے کلیجی اور تلی مستثنیٰ ہیں حضرت عائشہ رضؓ ابن عباسؓ اور سعید بن جبیر رضؓ سے بھی یہی تفسیر مروی ہے - ابن عمر رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردار جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہیں - مردہ جانور تو ٹڈی اور مچھلی ہیں اور خون سے مراد تلی اور کلیجی ہے (رواہ الشافعی واحمد وابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو ہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ حضور والا سے سمندر اور دریا کا حکم دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا اُسکا پانی پاک کرنے والا ہے

اور اس کا مرا ہوا یعنی مردہ بھی حلال ہے۔ امام مالک و الشافعی و احمد و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان وابن خزیمہ۔ علامہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس سے حتی یاتمروا ... فرمایا ... سمندر کھاؤ جو تمہیں کیا گیا وہ کھانا ہے۔ ... روایت ابن ابی حاتم۔

(۳) ... خون ... یا خون تا ... حرام ہے ... خلاف ... اس ... حکم ... روکے ... جاتے ...

(۴) ... جانور ... ذبح کیا ... اتفاق کی تعریف ... بیان کیا ہے کہ جو جانور غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو اسکا کھانا حرام ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جس جانور وغیرہ کو کسی کے نام پر چھوڑ دیا گیا ہو جیسے ... بزرگانِ دین ... کے نام پر چھوڑے پھرتے ہیں وہ بھی حرام ہیں اگرچہ ان کو خدا کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔

(۵) گلا گھونٹا ہوا جانور خواہ کسی آدمی نے اس کی گردن مروڑی ہو یا خود پھندا لگنے سے یا کسی چیز میں پھنس کر دم گھٹ جائے۔

(۶) چوٹ کھا کر مرا ہوا جانور۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ لاٹھی وغیرہ مار کر کھالیا کرتے تھے یہاں اس کی ممانعت کر دی گئی ہے جو جانور بغیر ذبح کے دھار دار چیز کے کسی پتھر یا لاٹھی وغیرہ کی ضرب سے مر جائے اسکا کھانا حرام ہے۔ غلہ ... کوئی شکار بغیر ذبح کئے حرام ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اگر بسم اللہ کہہ کر بندوق چلائی اور گولی سے کوئی جانور مر گیا اور ذبح نہ ہو سکا تو حلال ہے۔ بندوق کا حکم تیر اور ... کی طرح ہے ... کو با شکاری کتے کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑنے کے بعد شکار کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح بندوق کی گولی اگر بسم اللہ کہہ کر چھوڑی جائے اور جانور مر جائے تو مردار نہ ہوگا۔

(۷) اوپر سے نیچے گر کر مر جانے والا جانور۔ خواہ پہاڑ سے گر کر مرے یا ... کنوئیں میں گر کر مرے ... (ابن عباس)

(۸) وہ جانور جو کسی دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور ذبح نہ کیا گیا ہو یہ بھی مردار ہے۔

(۹) وہ جانور جسکو کسی درندہ نے پھاڑ کھایا ہو اور بغیر ذبح کئے مر جائے تو وہ بھی حرام ہے۔ ہاں مگر مذکورہ چاروں قسم کے جانور اگر ذبح کر لیے جائیں تو حلال ہیں لیکن ناخن اور دانت سے اگر حلقوم وغیرہ قطع کر دیا جائے تو وہ ذبیحہ نہ ہوگا کسی دھار دار چیز سے ذبح کرنا چاہیے خواہ تلوار چھری چاقو ہو یا دھار دار پتھر یا دھار دار کھپاچ وغیرہ۔

(۱۰) بتوں پر بھینٹ چڑھائے ہوئے جانور۔ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کا دستور بھی تھا اور اس زمانہ میں بھی ہندوؤں میں رواج ہے۔ بتوں پر یا ان گھڑت پتھروں پر جانوروں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں ایسے جانوروں کا گوشت وغیرہ بھی حرام ہے۔ اور یہ فعل بھی قطعاً حرام ہے۔ غرض جن مقامات پر لوگ متبرک سمجھکر اللہ کے سوا دوسروں کی نذر نیاز چڑھاتے ہیں جیسی دیوی اور دیوتاؤں کے تھان یا طاق یا مٹی کا ڈھیر یا درخت یا قبر وغیرہ۔ ان سب مقامات پر چڑھایا ہوا ذبیحہ حرام ہے۔

(۱۱) فال کے پانسوں کے تیروں سے تقسیم کرنا۔ عرب کے لوگوں نے پانسوں کی جگہ تیر بنا رکھے تھے اور ان سے طرح طرح پر جوا کھیلتے تھے۔ مثلاً دس آدمیوں نے ملکر اونٹ ذبح کیا تو اسکی تقسیم ان تیروں کے ذریعہ سے ہی ہوتی تھی۔ کسی تیر پر لکھا تھا کسی پر چوتھائی کسی پر چھٹا حصہ اور کسی پر سا تواں حصہ وغیرہ لکھا ہوتا تھا اور کوئی تیر خالی ہوتا تھا پھر پانسہ پڑتا تھا جسکے پاس نشانی کا تیر آجاتا تھا اُس کا اتنا حصہ ہوتا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ تیروں سے فال لیتے تھے کعبہ کے اندر تیروں کو تیار رکھا ہوا تھا۔ کسی تیر پر حکم اور کسی پر ممانعت کے لفظ لکھے ہوتے تھے اگر کسی کو کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو وہ کعبہ کے دربان کے پاس جاتا کعبہ کا متولی اندر سے تیر نکال کر لاتا اور بغیر دیکھے گٹھے میں سے ایک تیر نکال لیتا۔ اگر حکم والا تیر نکلتا تو وہ شخص اپنے کام پر چلا جاتا اور ممانعت کا تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتا کبھی اس قسم کے تیر آدمی کے پاس خود بھی ہوتے تھے اور مذکورہ طریقہ سے فال لیجاتی تھی۔ ان سب باتوں کی ممانعت قرآن میں کی گئی مذکورہ بالا گیارہ احکام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ یہ تمام باتیں خدا کی نافرمانی کی ہیں ان سب سے اجتناب لازم ہے۔ ابن کثیر کے نزدیک فسق سے کفر مراد ہے یعنی یہ تمام باتیں کفر کی ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے تیروں اور پانسوں کے فال لینے کیلئے استخارہ کا طریقہ بیان فرمایا ہے اور اسکی مفصل دُعا ارشاد فرمائی ہے جو بخاری اور ترمذی میں موجود ہے ہم بخوف طوالت یہاں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے اس سے البتہ اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ استخارہ شرعاً جائز بلکہ مسنون ہے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ جب مذکورہ بالا تمام نظری اور عملی مباحث کا بیان ہو چکا اور اصلاح عقائد و اعمال کی تفصیل کر دی گئی تو ارشاد ہوتا ہے کہ پہلے کافروں کو تمہاری طرف سے کچھ امید لگی ہوئی تھی کہ شاید تم دین اسلام کو چھوڑ کر پھر ان کے دین میں داخل ہو جاؤ لیکن اب انہوں نے تمہارے دین کی قوت دیکھ لی تو وہ اس دین کے مٹنے سے بالکل مایوس ہو گئے اور اُن کو قطعاً تمہارے مرتد ہونے کی امید نہیں رہی (ابن عباس) لہذا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اب تم اُن سے نہ ڈرو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ مجھ سے خوف کرو اور میرے احکام کی تعمیل کرو۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کیونکہ ابتدا میں جو حلت و حرمت کے کچھ احکام بعض مصالح کی وجہ سے بیان نہیں کیے گئے تھے اور شریعت کو مکمل نہیں کیا گیا تھا وہ بات ختم ہو گئی اب میں نے تمہارے دین کی پوری تکمیل کر دی آئندہ تمہارے دین میں کسی اصلاحی قانون کے بڑھانے اور ضابطۂ ہدایت کے بیان کرنے

کی ضرورت باقی نہیں۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ اور میں نے اپنے انعام کو تم پر تمام کر دیا۔ خدا وند تعالیٰ کے انعامات بندوں پر بیشمار ہیں لیکن ضابطہ کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انعام کی دو ہی قسمیں ہیں جسمانی اور روحانی چنانچہ ہر ہوشمند دماغ رکھنے والا اور نور علم سے روشن قلب رکھنے والا انسان جانتا ہے کہ مسلمانوں کو دونوں نعمتوں کی کمال حاصل ہو گیا جسمانی اور دنیوی نعمتوں کی تکمیل کا ثبوت تو یہ ظاہر ہے کہ دنیا کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے زیر نگین ہو گیا اور اب تک چند پُر جلال حکومتیں اہل اسلام کی دنیا میں قائم ہیں اور روحانی نعمت اسلام سے بڑھ کر اور کون ہو سکتی ہے جس نے زنگ آلود دلوں کے زنگ صاف کیے تاریک روحوں کو روشن کیا مُردہ دماغوں میں زندگی پیدا کی اور ایسے ضوابط و قوانین بنائے جو انسان کی دائمی نجات کے حصول کیلئے مشعل راہ بلکہ آفتاب ہدایت تاب ہیں اور جن کی نظیر موجودہ مذاہب میں نہ پایا جانا تو یکطرف ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کر لیا اسکے سوا کوئی دین اور کوئی ملت قابل قبول نہیں اس سے منہ پھیرنے والے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لہذا تم کو اسکے تمام نظری اور عملی احکام کی پابندی کرنی لازم ہے ہاں اگر کوئی مجبور ہو جائے اور احکام شریعت پر عمل کرنا اُسکی طاقت سے خارج ہے تو وہ معذور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ جو شخص بھوک کی وجہ سے مضطر اور مجبور ہو جائے تو اسکے واسطے مذکورہ بالا محرمات کا کھا لینا بقدر بقاء حیات جائز ہے بشرطیکہ گناہ کی طرف جھک نہ پڑے اور بقاء حیات کی ضرورت سے زائد پیٹ بھرنے کے لیئے نہ کھائے فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو خدا غفور رحیم ہے وہ اپنے رحم و کرم سے اس معذوری و مجبوری سے درگذر فرمائیگا

آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی حضور والا اسوقت عضباء نامی اونٹنی پر سوار خطبہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ آیت سُنی تو رونے لگے اور سمجھ گئے کہ رسولؐ کی بعثت صرف تکمیل دین اور تعلیم عبادت کیلئے تھی جب یہ غرض پوری ہو گئی اور ضوابط ہدایت کے بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تو اب یقیناً حضور کی پردہ پوشی قریب ہے۔ یہ خیال صدیق اکبرؓ کا درست تھا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی روز اس عالم فانی میں رہے۔ اس آیت کا نزول آخری نہیں ہے کیونکہ وفات سے نو روز قبل وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ الخ نازل ہوئی ہے۔ البتہ حلت و حرمت کے احکام اور فرائض دینی کی تعلیم مذکورہ آیت کے نزول کے بعد ختم ہو گئی۔ اس بناء پر اسکی آخری آیت کہہ سکتے ہیں۔

مقصود بیان:۔ سوا مچھلی اور ٹڈی کے ہر مُردار حرام ہے سوا تلی اور کلیجی کے ہر خون حرام ہے۔ سؤر کا بال بال حرام اور نجس ہے غیر اللہ کے نام پر کسی جانور کو چھوڑنا اور اس کا کھانا حرام ہے۔ گلا گھونٹ کر مرا ہوا جانور۔ چوٹ کھا کر مرا ہوا جانور۔ کنوئیں میں تالاب میں یا دریا وغیرہ میں گر کر مرا ہوا یا کسی بلندی سے گر کر مرا ہوا جانور حرام ہے۔ درندہ کا پھاڑا ہوا مُردہ جانور حرام ہے۔ غیر اللہ کے نام پر بھینٹ چڑھانا اور اس کا کھانا حرام ہے۔ قبروں کے چڑھاوے اسی حکم میں ہیں۔ پانسوں سے یا کسی اور غیر شرعی طریقہ سے فال لینا جائز ہے۔ تکمیل دین اور اتمام نعمت کی صراحت اور اس بات کی توضیح کہ اسلام ہی مقبول مذہب ہے۔ اسکے علاوہ ہر مذہب ناقابل قبول ہے۔ بحالت مجبوری حرام چیز کا کھا لینا بقدر سد رمق جائز ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ

(اے نبی) تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا کیا ہمارے لیئے حلال ہے تم کہدو کہ

لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

تمہارے لیئے پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے دوڑانے کیلئے

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ

سدھا رکھا ہو کہ اُن کو خداداد تعلیم دیتے ہو تو (اُن کے شکار میں سے)

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا

اُس جانور کو کھا سکتے ہو جنکو وہ تمہارے لیئے پکڑ رکھیں مگر اُس پر

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

بسم اللہ کہہ لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

اللہ جلد حساب لینے والا ہے

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں دو روایتیں ہیں پہلی روایت حضرت سعید بن جبیر کی ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے مردار کو حرام کر دیا ہے پھر ہمارے لیئے کونسا (شکار) حلال ہے اُس پر آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ نازل ہوئی (ابن کثیر) دوسری روایت اکثر راویوں کی ہے کہ ایک بار حضرت جبرئیلؑ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مکان کے اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن باوجود اجازت ملجانے کے پھر بھی حضرت جبرئیل کے اندر آنے میں تاخیر ہوئی۔ حضور والا کچھ دیر انتظار کر کے خود باہر تشریف لے آئے اور سبب تاخیر دریافت کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ جس گھر میں

تصور پایا جاتا ہے ہم اسمیں ہرگز داخل نہیں ہوتے۔ تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ گوشہ میں کتے کا ایک بچہ موجود ہے حضور نے اسکو باہر نکلوا دیا۔ ابو رافع کو حکم دیا کہ مدینہ میں جتنے کتے ہوں [illegible] کو قتل کردو حسب حکم ابو رافع نے مدینہ کے سب کتوں کو [illegible] نکالدیا۔ اس پر [illegible] [illegible] [illegible] نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ [illegible] سے شکار [illegible] اور ہمارے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیتے ہیں اب [illegible] کے قتل کردینے کا حکم [illegible] [illegible] [illegible] کے مردار ہونے کا بھی حکم ہوچکا ہے [illegible] سے ہم کو شبہ ہوتا ہے کہ [illegible] نہیں معلوم کا پکڑا ہوا شکار حلال ہے یا حرام۔ اس [illegible] آیت نازل ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شکار کو حلال قرار دیا گیا [illegible] اور شکاری کتے [illegible] [illegible] کی اجازت ہوگئی [illegible] حضور نے قتل کلاب کی [illegible] ممانعت فرمادی۔ درحقیقت اس قسم کے سوالات کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے بہت سے باشندے بعض چیزوں کو [illegible] [illegible] [illegible] بیان کرتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] رسوم کی پابندی [illegible] ان کو کھانا [illegible] [illegible] سمجھتے تھے۔ جب اسلام میں اختیار کی حلت [illegible] [illegible] کرلیا گیا تو ان کو بھی شبہ ہوا کہ خدا جانے جن چیزوں کو ہم حرام جانتے ہیں [illegible] [illegible] میں یا نہیں۔ اس خیال کے تحت حضور سے اس قسم کے سوالات کرتے تھے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمان آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کھانے کی چیزوں میں سے ہمارے لیئے کیا کیا چیزیں حلال ہیں۔ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جتنی پاکیزہ چیزیں ہیں اور جنکو عقل سلیم پاکیزہ سمجھتی ہے یا جن کو شریعت نے پاکیزہ کہا ہے وہ سب حلال ہیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ طیبات سے مراد رزق حلال ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ذبیحہ مراد ہے۔ بہتر وہی تفسیر ہے جو ہم نے بیان کردی۔ ابن کثیر نے دوسرے لفظوں میں اس طرح ادا کیا ہے کہ جس چیز کی کراہت کا کوئی کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور اجماع سے ثابت نہ ہو وہ طیب ہے۔ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ یعنی کھانے پینے کی نہ صرف یہی پاک چیزیں حلال ہیں بلکہ ان شکاری جانوروں کے شکار بھی تمہارے لیئے حلال ہیں جن کو تم نے سدھایا ہو اور جو علم تم کو خدا نے عطا کیا ہے اسی کے موافق تم نے ان کو بھی سکھایا ہو اور وہ سدھے ہوئے ہوں۔ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ لہذا ان کا شکار تم کھا سکتے ہو مگر دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ شکاری جانور سدھا ہوا ہو اور شکار میں سے کچھ نہ کھائے شکار کرکے مالک کیلئے چھوڑ دے گویا اسمیں آدمی کی خو آگئی ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شکاری جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لی ہو۔

آیت کی یہ تفسیر ائمہ اربعہ، ابن عباس، خیثمہ، طاؤس، مجاہد، مکحول، امام زین العابدین، یحیی بن ابی کثیر، حسن بصری اور جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک ہے۔ لیکن ضحاک سدی اور ابن عمر کہتے ہیں کہ آیت میں صرف کتے یا شکاری سے دیگر جانوروں کا شکار بغیر ذبح کیئے درست نہیں قتادہ، نخعی اور ابن راہویہ نے کالے کتے کے شکار کو حلت سے مستثنی فرمایا ہے کالے کتے کا شکار درست نہیں کیونکہ حسب فرمان نبوی کالا کتا شیطان ہے لیکن جمہور کے نزدیک کوئی کتا ہو اگر مذکورہ بالا دو شرطیں پائی جائیں تو اس کا شکار حلال ہے۔

ایک بات یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اکثر صحابہ ائمہ اور تابعین کے نزدیک یہ شرط ضروری ہے کہ شکاری جانور شکار کرنے کے بعد اس جانور کو روک رکھے اور خود اسمیں سے کچھ نہ کھائے اگر شکار میں سے اس نے کچھ کھالیا تو اسکو مت کھاؤ کیونکہ خوف ہے اس نے اپنے لیئے پکڑا ہو (بخاری و مسلم) لیکن سلمان فارسی، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر کا اور ایک روایت میں حضرت علی اور ابن عباس اور حسن بصری کا بھی قول ہے کہ کتا شکار میں سے کھائے یا نہ کھائے اس کا کھانا حلال ہے۔ زہری ربیعہ اور امام مالک یہی قول ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ یعنی مذکورہ بالا حدود سے تجاوز نہ کرو خواہ مخواہ اپنی گردن پر وبال نہ ڈالو اور حساب نہ لو کیونکہ خدا تعالی بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ وہ ہر چیز کا حساب لیگا۔

مقصود بیان: جو چیزیں پاکیزہ ہیں اور عقل سلیم ان کو پاکیزہ سمجھتی ہے اور شریعت میں ان کی حرمت کی صراحت نہیں ہے تو وہ پاک ہیں ان کا کھانا حلال ہے۔ شکاری کتا پالنا اس سے شکار کھیلنا اس کے شکار کو بغیر ذبح کیئے کھانا جائز ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر اسکو شکار پر چھوڑا ہو اور اسی نے شکار کیا ہو دوسرا کتا اس کے ساتھ شکار کرنے میں شریک نہ ہوا ہو اور اس نے شکار کرلینے کے بعد روک رکھا ہو خود اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو۔ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور اسکی قیمت حلال ہے۔ ہر شکاری جانور کا پالنا جائز ہے۔ اور شکاری جانور سے شکار کرانا درست ہے اور اس کی خرید فروخت جائز ہے۔ جو چیزیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کردی ہیں وہ پاکیزہ اور ستھری نہیں ہیں۔ شیر بھیڑیا تمام درندے باز شکرا گدھ مردار خوار کوا خچر گدھا سانپ بچھو اور زمین کے تمام کیڑے مکوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ حرام کردیئے اس لیئے ناپاک اور حرام ہیں اور طیبات سے خارج ہیں۔ وغیرہ

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ

آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیئے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

کھانا بھی تمہارے لیئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کیلئے حلال

لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ

ہے اور مسلمان پاکدامن عورتیں اور اُس قوم کی پاکدامن

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

عورتیں جس کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے تمہارے

اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

لیئے حلال ہیں بشرطیکہ اُن کا مہر تم اُن کو دیدو اور قید نکاح میں لے آؤ

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ

نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے والے ہو نہ چوری چھپے آشنا بنانے والے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

اور جو شخص ایمان کو نہ مانے گا اُس کا سب کیا کرایا اکارت

عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ع

ہو جائیگا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔

تفسیر اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط یہ جملہ پہلی آیت اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ کی تاکید بھی ہے اور آئندہ کلام کی تمہید بھی ہے یعنی آئندہ اہل کتاب کے ذبیحہ کی اجازت دی گئی ہے جس سے ممکن ہے کوئی وہم کرنے لگے کہ اہل کتاب کا ہر قسم کا ذبیحہ جائز ہے خواہ وہ کسی طرح ذبح کریں جھٹکے سے یا گردن مروڑ کر یا کسی اور طریقہ سے۔ اس وہم کا ازالہ یہاں کر دیا گیا کہ ہر قسم کا ذبیحہ اہل کتاب کا حلال نہیں بلکہ صرف طیبات اور عمدًا پاکیزہ ذبیحے حلال ہیں۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لیئے حلال ہے۔ طعام سے مراد ذبیحہ اور اہل کتاب سے مراد صرف یہود کا اور عیسائی ہیں (ابن عباس مجاہد مکحول ابوامامہ سعید بن جبیر عکرمہ عطا حسن نخعی سدی مقاتل) کمالین اور فتح البیان وغیرہ تفسیروں کے مؤلفوں نے بھی یہی معنی مراد لیئے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ایک یہودی عورت کا بھیجا ہوا بکری کا گوشت کھایا تھا جسمیں زہر ملا ہوا تھا لیکن باتفاق جمہور جو اہل کتاب ذبح کرتے وقت خدا کا نام نہ لیتے ہوں یا ذبح نہ کرتے ہوں کسی اور طریقہ سے مارتے ہوں مثلاً گردن مروڑ کر یا کسی اور صورت سے تو اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ دیگر اقوام عالم کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ ہندو ہوں یا پارسی یا سکھ یا اور کسی مذہب والے وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ یعنی جس طرح اُن کا ذبیحہ اور کھانا تمہارے لیئے حلال ہے اسی طرح تم اپنے ہاتھ کا ذبیحہ بھی اُن کو کھلا سکتے ہو۔ اسمیں شرعًا کوئی ممانعت نہیں۔ اس سے رواداری اور اسلام کی وسیع المشربی کا ثبوت ظاہر ہوتا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جسطرح طعام کا تبادلہ طرفین سے صحیح ہے اسی طرح عورتوں کے نکاح کا سلسلہ دونوں طرف سے صحیح ہوگا۔ تمہاری عورتوں کا نکاح بھی اہل کتاب سے جائز ہو جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ مسلمان پاکدامن عورتیں اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیئے حلال ہیں تمہاری عورتیں اُن کے لیئے حلال نہیں ہیں مسلمان اور کتابی عورت کے حلت کی تین شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ تم نے اُن سے نکاح کر لیا ہو خواہ مہر ادا کیا ہو یا نہ ادا کیا ہو مگر ادا کرنے کی نیت ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نکاح شرعی ہو کھلم کھلا بھلے آدمیوں کے سامنے نہایت عزت اور اظہار پاکدامنی کے ساتھ کیا گیا ہو علی الاعلان زناکاری نہ ہو نہ متعہ ہو نہ اور کوئی کھلا ہوا ناجائز تعلق ہو وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ یہ تیسری شرط ہے یعنی چھپکر یارانہ بھی نہ گانٹھ لیا گیا ہو خفیہ ناجائز تعلقات قائم نہ کر لیئے گئے ہوں۔ اگر یہ تینوں شرطیں پائی جائیں تو اسلامی اور کتابی عورتیں تمہارے لیئے حلال ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اب اگر کوئی شخص (عورتوں کے لالچ میں آکر یا کسی اور وجہ سے) مرتد ہو جائیگا اور اسلامی احکام و شرائط کی تکذیب کریگا تو اُس کا سب کیا کرایا ملیا میٹ ہو جائیگا اُس کا کچھ ثواب نہ ملیگا اور اگر اُس نے توبہ نہ کی اور اسی حالت پر مر گیا تو آخرت میں تباہ حال اور زیاں کار رہیگا۔

مقصود بیان :- اہل کتاب ہوں یا دیگر اہل مذاہب ذبیحہ کے علاوہ اور قسم کا کھانا تو ہر ایک کا جائز ہے مگر اہل کتاب کے ہاتھ کا پاک ذبیحہ بھی جائز ہے۔ آیات میں مذکورۂ ذیل امور کا لطیف مظاہرہ کیا گیا ہے اسلامی رواداری وسیع المشربی دیگر اقوام سے میل ملت باہم لین دین کھانا پینا وغیرہ۔ کتابی عورتوں سے جو مشرک نہ ہوں نکاح جائز ہے۔ باہم تعلقات قائم کر کے نکاح کر لینے کی ممانعت ہے یعنی نکاح کے علاوہ نہ علی الاعلان تعلق زنا قائم کیا جائے نہ خفیہ یارانہ گانٹھا جائے۔ عورت جب تک پاکدامن نہ ہو یا توبہ کر کے پاکدامنی کا عہد نہ کرے اُس سے نکاح جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی دوسرے

... والے سے نکاح جائز نہیں

جب اوپر کی آیات میں حلت و حرمت کے احکام اور کچھ سوشل مسائل کا بیان ہو گیا تو اب کچھ عبادات کا بیان شروع ہوتا ہے اس کے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے وضو اور غسل اور تیمم کے احکام بیان فرمائے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

مسلمانو جب تم نماز کو اٹھو

فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى

تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو

الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ

اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پیروں کو

إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا

اور اگر تم کو جنابت ہو تو غسل کرو

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے

أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ

کوئی جائے ضرورت سے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو

فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کر لو

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ

اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا

وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

بلکہ تم کو پاک صاف رکھنا اور اپنا احسان تم پر پورا کرنا

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ

چاہتا ہے شاید تم احسان مانو اور یاد رکھو اللہ کا وہ احسان

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ

جو تم پر ہو چکا اور اس کا وہ قول و قرار جو تم سے وہ لے چکا ہے

إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ

جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا لہذا خدا سے ڈرتے رہو

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے

تفسیر ارشاد ہوتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ مسلمانو جب تم نماز کو کھڑے ہونے کا ارادہ کرو اور وضو نہ ہو تو وضو کر لو۔ جس کی صورت یہ ہے کہ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ چہروں کو دھو ڈالو یعنی جس کو عرف میں چہرہ کہتے ہیں اسکو دھو ڈالو اسمیں سے کوئی حصہ خشک نہ رہنا چاہیے خواہ ایک مرتبہ دھو یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ اور ہاتھوں کو مع کہنیوں کے دھو۔ کہنیوں سے اوپر کی حد مقرر نہیں ہاں کہنیاں دھونی ضروری ہیں۔ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ اور سروں پر مسح کرو۔ عرف عام میں جسکو سر پر مسح کرنا کہہ سکتے ہیں اتنا کرو خواہ پورے سر کا یا آدھے سر کا یا چوتھائی سر کا وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اور مع ٹخنوں کے دونوں پانوؤں دھو لیں وضو ہو گیا یہی فرائض وضو ہیں۔ وضو کی پوری تفصیل اور فقہی اختلافات اور وجوہ و دلائل کتب فقہ میں دیکھنا چاہیے۔ آیت کا جتنا تفسیری مطلب ہو سکتا تھا ہم نے بیان کر دیا اور مسلک حنفیہ کو ملحوظ رکھا ہے۔ اب آگے غسل کا حکم دیا جاتا ہے۔ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا اور اگر جنابت کی حالت ہو اور عام شرعی ناپاکی ہو تو بدن کو خوب پاک کر لو اور پورا غسل کرو یعنی کلی بھی کرو اور ناک میں پانی بھی ڈالو کوئی حصہ خشک نہ رہے وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ ہاں اگر تم بیمار ہو اور پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ یا مسافر ہو اور دوران سفر میں ہو أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ یا تم میں سے کوئی پاخانہ سے آیا ہو اور اس کا وضو نہ ہو أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو یعنی وہ فعل کیا ہو جسکو عرف میں قربت منفی کہہ سکتے ہیں فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً اور موخر الذکر تینوں صورتوں میں تلاش کے بعد بھی پانی نہ ملے یا یہ خیال ہو کہ تلاش کے بعد بھی پانی نہ ملیگا اور نماز کا وقت نکل جائیگا تو ہر چہار صورتوں میں تم پر لازم ہے کہ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا پاک مٹی سے تیمم کرو جسکی

صورت یہ ہے کہ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مٹی پر پہلی ضرب مار کر پہلے چہروں کا مسح کرلو اور دوسری ضرب مٹی پر لگا کر ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت) مسح کرو۔ اس ترکیب سے بدرجہ مجبوری طہارت شرعی ہو جائیگی اور تیمم کا یہ حکم خدا کی عنایت ہے کیونکہ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ خدا تعالیٰ دین اسلام میں تم پر کسی قسم کی تنگی رکھنا نہیں چاہتا اُسکو غسل کا حکم دیکر تم کو تنگ کرنا مقصود نہیں ہے وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ بلکہ اُس کا منشا یہ ہے کہ تم جسمانی اور روحانی کثافتوں سے پاک صاف ہو جاؤ اسی لیئے اُس نے تیمم کی اجازت دیدی تاکہ تم تیمم کرکے نماز ادا کرو ناغہ نہ کرو اور جسمانی و روحانی کثافتیں دور ہو جائیں وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ خدا تعالیٰ کا مقصود یہ بھی ہے کہ بندوں کی روحانی اور جسمانی دینی اور دنیوی اصلاح کے جو قواعد و ضوابط ہو سکتے ہیں اُن کو کامل طور پر بیان کردے اور پوری پوری اصلاحی نعمتوں سے تم کو سرفراز کرے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ امید ہے تم اُن ضوابط پر پابندی کرکے فلاح روحانی اور نجاح جسمانی حاصل کرو گے اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قواعد پر عمل کرکے اُس کا شکریہ ادا کرو گے کہ اُس نے وہ قواعد تمہارے واسطے مقرر کیئے جو تمہاری اصلاح کے لیئے ضروری تھے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ احکام بیان کرنے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ ایسی بات ظاہر کیجائے جس سے ان احکام پر عمل پیرا ہونے کا شوق اور تعمیل امر پر ثابت قدمی حاصل ہو۔ یہاں سے اسی بات کا بیان مقصود ہے جو چیز انسان کو کسی کے احکام ماننے کی جانب راغب کرتی ہے اُسکی دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو اُس حکم دینے والے کی نعمتوں اور عنایتوں کی یاد کیونکہ نعمتوں کی کثرت سے انسان غافل ہو جاتا ہے اور نعمت کو نعمت نہیں سمجھتا بلکہ معمولی چیز تصور کرنے لگتا ہے اور اگر واقعی نعمت سمجھتا بھی ہو لیکن اگر اُسکو بھول جائے یا اُسکی طرف سے غافل ہو جائے تو اُسکی نظر میں وہ نعمت نعمت نہیں رہتی اور وہ نعمت میسر نہ آئے یا ملی ہوئی نعمت جاتی رہے تو اُسوقت اُسکی طرف توجہ ہوتی ہے اور انسان اُسکی قدر کرتا ہے آنکھ نہ ہو تو قدر آتی ہے۔ دوسری بات جو آدمی کو کسی کے احکام کی تعمیل کی طرف راغب بناتی ہے وہ قول قرار اور عہد و میثاق ہے۔ جب آدمی دوسرے سے قول قرار کرکے بھول جاتا ہے تو پھر اُسکے احکام کی چنداں پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر اُسکو اپنا پورا عہد یاد ہو جائے اور یاد دہانی کرادی جائے کہ تم نے یہ قول کیا تھا تو اُسکو اپنا عہد یاد آجاتا ہے اور احکام کی تعمیل پر اُسکی طبیعت رغبت کرنے لگتی ہے۔ پہلی قسم کا اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

میرے انعامات کو یاد کرو میں نے تم کو کتنی نعمتیں عطا کیں جسمانی اور روحانی ظاہری اور باطنی احسانات سے سرفراز کیا۔ لہذا میرے احکام کی تعمیل کرو۔ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ یہ دوسری قسم کا بیان ہے یعنی اُس عہد کو بھی یاد کرو جو خدا نے تم سے لیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ ہم نے حکم الٰہی سنا اور ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے۔ اس آیت میں جس میثاق کی یاد دہانی کی گئی ہے اس سے مراد بروایت کلبی مقاتل و مجاہد وہ عہد ہے جو روز ازل میں خدا تعالیٰ نے بندوں سے لیا تھا۔ گویا اس میں یہود کی مذمت کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے میثاق ازل کو فراموش کردیا تم فراموش نہ کرو۔ بعض کے نزدیک بیعت رضوان مراد ہے۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے جان و مال کی قربانی کا عہد لیا تھا اور انھوں نے عہد کیا تھا کہ ہم حکم الٰہی کی تعمیل میں تن من دھن قربان کرینگے۔ سدی کے نزدیک میثاق فطری اور معاہدۂ عقل مراد ہے۔ ہماری فطرت اور عقل بتاتی ہے کہ جب خدا نے ہم پر انعام و احسان کیا تو ہم اُسکے شکریہ میں اُسکے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ متوسط الذکر مطلب پر لفظ سمعنا واطعنا قرینہ ہے اور یہی بہتر ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ یعنی جو معاہدہ خدا نے تم سے لیا تھا اُس کو یاد کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اُسکے حکم کی خلاف ورزی نہ ظاہری کرو نہ باطنی کیونکہ خدا تعالیٰ قلبی امور سے بھی واقف ہے اُس سے کوئی پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

مقصود بیان:۔ بحالت حدث وضو کرنے کی ہدایت ... وضو کے فرائض اربعہ کا بیان۔ جنابت کے وقت غسل کا ... کہ خدا تعالیٰ پاکی کو پسند کرتا ہے جسمانی پاکی ... پاکی بہتر ہے۔ اسلامی احکام کی وسعت کا ... کی توضیح۔ مجبوری کی حالت میں تیمم کی اجازت۔ تیمم ... ترہیب آمیز مدلل ترغیب۔ اس بات کی طرف لطیف اشارہ ... اور عقلاً فرض ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل کرے اور قانون فطرت کا پابند ہو اور خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں کا عملی شکریہ ادا کرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ
مسلمانوں اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کو

شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ
کھڑے ہو جایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو

قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ
ناانصافی کرنے پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو انصاف

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
پرہیزگاری سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ

اللہ خبیر بما تعملون ○

اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے

تفسیر یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط – گذشتہ آیات میں متعدد احکام بیان فرمائے اور جن کی بجا آوری کا حکم دیا جو شریعت اسلامیہ کی عبادات کا بیان ہے جیسے انسان نطقاً عقلاً اور دیانۃً مکلف ہے۔ اس تکلیف عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ امر اول عظمت خدا اور مخلوق خدا پر رحمت و شفقت۔ پہلی قسم کی طرف قوامین للہ میں اور دوسری قسم کی طرف شہداء بالقسط میں اشارہ ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ توحید الٰہی کو دنیا میں پھیلانے اور خدا کی بات بلند کرنے اور مکارم اخلاق کی تعلیم کے لیے تمام لوگوں کے واسطے معلم صادق و نمونہ عمل بن جائیں اور اصلاح عالم کے قولاً و فعلاً ذمہ دار ہو جاؤ اپنے پرائے یگانہ و بیگانہ کا لحاظ ترک کر کے دوستوں اور دشمنوں سب کے لیے بھی شاہد عادل بن جاؤ خواہ تمہارا نقصان ہو یا فائدہ عدالت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا۔ اگر کوئی قوم تم سے دشمنی کرے تو تم اسکی دشمنی کی وجہ سے انتقام میں عدالت و انصاف کو بالائے طاق رکھ دو اور جادۂ حق سے بغیر لحاظ انصاف کے اس سے انتقام لینے کو تیار ہو جاؤ۔ اعدلوا ہو اقرب للتقوی عدل کرو کیونکہ عدل ہی پرہیزگاری سے قریب تر تعلق رکھنے والا ہے۔ عدل حق الٰہی ہے خواہ حکم ہو یا شہادت سب میں انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اور خدا سے ڈرنا اور اسکی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز رکھنا تم پر لازم ہے۔ آیت ولا یجرمنکم سے اخیر تک بعض لوگوں کے نزدیک خیبر کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور والا کو تہہ تیغ کرنے کی تدبیریں کی تھیں لیکن جب خیبر مسلمانوں نے فتح کر لیا اور یہودیوں پر تسلط ہو گیا تو فطرتاً انتقامی کارروائی کرنے کا مسلمانوں کا خیال ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تنبیہ کر دی گئی کہ حقانیت و عدالت سے تجاوز نہ کرو۔ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ قریش نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی تھیں لیکن جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش زیر ہو گئے تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے خلاف عدل کوئی برتاؤ نہ کرو۔ بہرحال شان نزول کچھ بھی ہو حکم عام ہے۔

مقصود بیان: اشاعت توحید۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔ اعلان صداقت اور تعلیم مکارم اخلاق کا حکم۔ عدالت و انصاف پر کاربند رہنے کی ہدایت دشمن دوست اور یگانہ و بیگانہ کے معاملہ میں عدل سے تجاوز نہ کرنے کا خصوصی امر۔ تمدن عالم کے بقا کے مخفی راز (عدالت) کی طرف لطیف اشارہ۔

وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحت

جو لوگ مومن اور نیکوکار ہیں ان سے خدا نے وعدہ کر لیا ہے

لہم مغفرۃ و اجر عظیم ○ والذین

کہ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے اور جن لوگوں نے

کفروا وکذبوا بآیتنا اولئک اصحب الجحیم

انکار کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہ دوزخی ہیں

تفسیر یہ گذشتہ مضمون کا تتمہ ہے اور اسمیں تعمیل احکام کی رغبت اور نافرمانی سے خوف دلایا گیا ہے یعنی جو شخص اصلاح عقائد و اعمال کریگا اسکی عملی فروگذاشتیں خدا تعالیٰ معاف فرماد ے گا اور اسکو حیات ابدی عطا فرمائیگا اپنا دیدار نصیب کریگا۔ اور جو احکام الٰہی کو نہ مانیگا اور حق و صداقت کی تکذیب کریگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔

مقصود بیان: اصلاح عقائد و اعمال کی ترغیب اور نافرمانی سے ترہیب۔ مسلمانوں کو جنت کی بشارت کافروں کو دوزخ کی وعید

یایہا الذین آمنوا اذکروا نعمت

مسلمانو اللہ نے اس احسان کو یاد کرو

اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا

کہ جب کچھ لوگوں نے تم پر دراز دستی کرنی چاہی تھی

الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم

تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تمہاری طرف سے روک دیا

واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل

اور اللہ سے ڈرتے رہو ایمانداروں کو اللہ ہی پر

المؤمنون ○ ع

بھروسہ رکھنا چاہیے

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں چند روایات ہیں ہم ذیل میں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں:-

(۱) اس آیت میں صلح حدیبیہ کا حال مذکور ہے ۶ ہجری میں جب حضور والا نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا اور مقام حدیبیہ پر جا کر فروکش ہو گئے اور قریش

...ان شریف منگانے اور مدارس میں لگ... میں صرف ناظرین مولوی کیلئے بڑی اس...

...ملی، اگر اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن شریف لے سکتے ہیں جو بڑے تاجران

...الگت

...سے کم ہو، لیکن یہ رعایت صرف ناظرین مولوی کے لیے ہے، اور یہ ان کے احسان کا ادنیٰ ترین
...گزار ہے۔ جو وہ مولوی کی ہدایتیں گوش ہوش سے سنتے اور مولوی کی بردقت مدد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل
آپ کی امداد اور میری محنت سے اب تیسرا قرآن شریف مترجم چھپ کر تیار ہو گیا ہے، اور اس مرتبہ
میں نے بشکرانہ فضل ایزدی اور بامتنان ناظرین و معاونین مولوی یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیں
...یا تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین مولوی کو دیدوں جو خالص اس پر خرچ ہوا ہے حتیٰ کہ اشتہار کا خرچ اور اپنی محنت اور بہ دانگی کا بھی
...نا چاہتا ہوں۔ مگر یہ سب بکمہ مولوی کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لیے انکا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے، یہ غریبوں کے لیے

...سان ترجمہ والا قرآن

...مجید ہے، ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے، بڑی
تقطیع ہے، ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں فضائل قرآن، آداب تلاوت، رموز
اوقاف، نزول وحی، مفرحات قرآن، جمع و ترتیب، رسم الخط، اختلاف قرات، اتزالی
اعجاز، فضائل تلاوت، احادیث فضائل، اور کوتاہیاں دربارۂ قرات اور صدہا
...مائل ضروریہ اس میں شامل ہیں۔ صحت و طباعت میں میں نے اپنے حد امکان و طاقت سے زیادہ محنت و توجہ کی ہے، اب اتمام اللہ کے ...
...، اور اب بھی جب قبول فرمائیں تب بات ہے ہدیہ مجلد مع خانہ شدہ صرف دس آنے خانہ شدہ مجلد بارہ آنے۔ یہ صرف مولوی ...
...خریداروں سے ہدیہ لیا جائے گا جو نمبر خریداری کے ساتھ فرمائش کریں گے۔ غیر خریداروں کے لیے دو آنے زائد۔ تاجرانہ کوئی رعایت نہیں اور
زائد تعداد پر کوئی رعایت ہے، محصولڈاک ایک جلد ۱۲ر، دو جلد ایک روپیہ، پانچ جلد پر دو روپے اس سے زائد ریل کے ذریعہ منگا لیے **نمونہ**

الجزء الاول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى
کتاب نہیں شک اس کے راہ دکھاتی ہے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ
واسطے پرہیزگاروں کے وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝
قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ
اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اتاری گئی ہے طرف تیرے اور

مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے

(حاشیہ:) ...کی مذمت میں مع ... آیتیں نازل ... عبداللہ... فرمائیں۔ چار آیتیں مسلمانوں کی مدح اور دو آیتیں کافروں کی مذمت اور تیرہ آیتیں منافقوں کے بارے میں نازل فرمائیں ۱۲
ف یعنی جو چیزیں ان کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں صرف اللہ و رسول کے فرمانے سے ان کو سچ مان لیتے ہیں